UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188991
UNIVERSAL
LIBRARY

O.U.P.- 881 5-8-74 -15,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

بہ بیں چمن پیرای چمنستان کون و مکان و کارفرمای شایکان

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نوعروس
کلام زیبا و نو طرز تقریر مرصع و دلچسپ تحریر انداز اغنے

جلد اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوئے شیرین بیان سحر سنج و مصائب خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن صاحب علم و ہنر جناب منشی احمد حسین تخلص رقم
باہتمام کیسری داس سپرنٹنڈنٹ

منشی نول کشور واقع لکھنؤ میں بمطابع طبع مجلی ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے۔

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم وفن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست مطبوع ہر ایک شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ جات نثر اُردو کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانے سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

المشتہر مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ باتصویر۔ مترجمۂ سخنور سحر بیان ابو ناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید۔ عہ/

〃 〃 کاغذ ختائی عہ/

طلسم ہوشربا (جلد اول) ۳/

〃 (جلد دوم) ۳/

〃 (جلد سوم) ۳/

〃 (جلد چہارم) للہیر

〃 (جلد پنجم) زیر طبع

〃 (جلد ششم) للہیر

〃 (جلد ہفتم) للہیر

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب وغریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲/

فسانۂ عجائب متوسط قلم ۷/

ایضاً باریک قلم بلا تصویر۔ ۴/

سروش سخن۔ بجواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی۔ ۶/

باغ وبہار۔ معروف بہ قصہ چہار درویش باتصویر۔ ۰۴/

آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی باتصویر از سید حیدر بخش۔ ۶/

ایضاً بغیر تصویر۔ ۵/

داستان امیر حمزہ۔ باتصویر۔ عہ/

مقتول جفا۔ ۲/

نوطرز مرصع۔ ۲/

بستان حکمت۔ اُردو ترجمۂ انوار سہیلی مترجمۂ فقیر محمد خان گویا۔ عہ/

جام سرشار باتصویر۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی عہ/

فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفۂ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ ~~عہ~~

فسانۂ جمیل۔ مترجمۂ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵/

بہ بین جمن پیرا ہی چمنستا کون و مکان و کارفرمای ماشاکان

فسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر نوعروس
کلام زیبا و نو طرز تقریر کہ صنع و تحریر حیرت افزا عنے

جلد پنجم
حصہ اول

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم ۳

تصنیف ناظم و شارح داستان مے شیرین بیان سخن سنج مصاحب دربار خوان
پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان آمد اہل کمش جناب علم دوست جناب منشی احمد حسین متخلص بہ آمد
باہتمام کیسری داس سیٹھ سوداگر بمبئی

بمطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بتحریک مطبع محلی ہوئی

اعلان۔ حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع ۱۱ دعا اخبار محفوظ ہے۔

Checked 1965
Checked 1969

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز کتاب طلسم ہوشربا جلد پنجم من تصنیف شاعر شیرین مقال نثار بیمثال صاحب علم و ہنر جناب منشی مرزا احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر نظم مؤلف

اے بلبل خامۂ ہان چہک جا	ہو باغ سخن مین نغمہ پیرا	آغاز ہو حمد کبریا کی
تعریف رقم کرون خدا کی	کیا پاک ہی ذات رب عالم	کیا کیا ہین صفات رب عالم
مالک ہی زمین و آسمان کا	بانی ہی بناے دو جہان کا	کیا خاک کو اُسنے دی ہی تاثیر

مٹی ہی کہین کہین پہ اکسیر زہے صنعت باغبان قضا و قدر کیا کیا نیرنگیان دکھائین ہیدا کبر
کہین زیبائی شاہد گل کی کہین نغمہ سرائی بلبل کی کہین قمری طہا اطاعت بگردن مصروف تسبیح ق سرہ
کہین فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف بہ کو کو ہر برگ و بار سے رنگ
قدرت نمائی ہویدا ہی ملاحظہ ہو چمنستان عالم سے بوے بکائی پیدا ہی کارساز برحق خالق مطلق
علیم رحیم کریم سمیع علیم بصیر جلالہ و عم کمالہ

نعت جناب حبیب خدا اشرف انبیا محبوب خالق ارض و سما باعث ایجاد عالم محترم و مخشم ماہ افروز رسالت آفتاب مہتاب آسمان نبوت نظم مؤلف

لکھوا اے کلک نعت رسول خدا	کہ صاحب ہی جو قاب قوسین کا	وہ بزم نبوت کا مصباح ہی

Digitized by Google

طلسمات عالم کا فتاح ہے | کروں ذکر کیا اُسکے اعجاز کا | رہے جس سے حیرت میں سحر سلسلہ
یہ روشن ہی ہر ایک پر سر بسر | کیا ایک انگلی سے شق القمر | یہ مُہر نبوت سے پایا نشان
کہ ہے نوح فتح طلسم جہان

منقبت جناب امیر حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام قصیدہ

اے ثنا خوانت پیمبر یا امیر المومنین | قدر دانت رب اکبر یا امیر المومنین | بچنے سے ہو غضنفر یا امیر المومنین
مہد میں چیرا ہے اژدر یا امیر المومنین | عدل میں حضرت کے مجھوا ایک نکتہ یاد ہے | قصۂ باز و کبوتر یا امیر المومنین
تیرے بحر فیض کو دیکھے جو اہل دریا کہیں | قطرہ نجائے سیمندر یا امیر المومنین | کینہ ذات با صفات حق نمیداند کسی
راز دانش یا پیمبر یا امیر المومنین | مدح خوان ہے یہ مُہر شاہانگاہ مہر کر | آفتاب ذرہ پرور یا امیر المومنین

سبب تصنیف حیرت افزا جلد پنجم کتاب طلسم ہوشربا

بخدمت دقیقہ سنجان معانی پرور و سخنوران فیض گستر و قدر دانان متاع بازار معانی و خریداران جواہر زواہر کالائے ہوشربا ے دکان سخندانی ناظرین اولو الابصار و نازک خیالان عالی وقار پر واضح و لائح ہو کہ حقیر سراپا تقصیر خاک پائے رہروان جادۂ منازل علم و کمال و کفش بردار سالکان مراحل فیل و فال اذل کونین منشی احمد حسین بندۂ احقر خالق جن و شعر متخلص بہ محمر عرض رسا ہے کہ ایک روز غریب خانے مین حاضر تھا کہ ہمارے دوست صادق محب واثق مورد فیوض لم یزلی جناب میر معصوم علی صاحب نے سرفراز نامہ فیض شمامہ جناب مستطاب معلی القاب قدر دان اہل فضل و ہنر سخن فہم و دانا گہر بے بہائے بحر زخار ریاست سرو خرامان بوستان امارت نیر اعظم برج سپہر جاہ و جلال و بدر درخشان آسمان دولت و اقبال مسند نشین بزم خلق و مروت زینت افزائے اریکۂ شوکت جوہر شناس فلک اساس والا مرتبت عالی ہمت ادیب صاحب تہذیب نافع الخلق جامع الخلق نظم

حفظ آداب مین آئے نہ کسیطرح خلل | دیکھ او طبع رسا خوب سنبھل خوب سنبھل | تجھے جو حیوان وہ انسان بنے خدا سے
فیض تعلیم سے قالب مین گئی روح بدل | خلق وہ خلق کہ انجام تصور سے زیاد | کہیے اسکو سبق حضرت استاد ازل
ادب آموز خلا طون مین مضامین خیال | ہر کنایہ مین ارسطو کو ہی تعلیم عمل | گر نہ آمیزش تدبیر سے پائین ترتیب
حشر تک دفتر اقلیم رہین سب مہمل | اے خدا تا کہ رہین شمس و قمر کے جلوے | اے خدا تا کہ رہین رات سے دن بہت و بغل
عزت و دولت و اقبال مدین سب ہمراہ | شوکت و شان و جلال مین نہ پیدا ہو خلل | تا زمن مخزن علم و شعور رہے

جناب منشی نولکشور صاحب مالک مطبع نامی اودھ اخبار دام اقبالہ کا لیکر تشریف لائے نیاز مند سرفراز ہوا مرحمت و عنایت پر نہایت نازہوا فوراً دولت زیارت کیمیا خاصیت حاصل کی ازراہ قدردانی ارشاد فرمایا

کہ براہ مہربانی جلد پنجم و ششم و ہفتم کتاب طلسم ہوشربا بعبارت لطیف و نفیس کہ پسند خاطر خاص و عام ہو تحریر فرمائیے کہ ناظرین بلند بین و مشتاقان خوش آئین اس سے لطف اُٹھائین مگر تعجب کا مقام ہے کہ آپ ایسا کامل و اکمل داستان گو و حید عصر شاعر و شاعر ہر فن مین ذیوقار لکھنؤ مین موجود ہی افسوس ہمکو قبل خبر نہوئی اب زبانی اکثر رؤسائے ذیوقار و شاہزادگان والاتبار کے ظاہر ہوا آپ کے کمال سے بخوبی باخبر ہوا اسوجہ سے اپنے دوست جناب میر صاحب موصوف مذکور کو ذریعہ کرکے آپ کو تکلیف دی اگر قبول نہ کیجئے تو بے نیاز ہوتا تو یہ جو چار جلدین طبع ہوئی ہین آپ ہی سے اُنکا ترجمہ کراتے اور لکھواتے خیر اب تامل نہ فرمائیے بسم اللہ قلم اُٹھائیے مقامات رہائی اسعد و لاورد حالات طلسم باطن یہ داستانین منتخب ہین ہر کس و ناکس کا یہ کام نہین کہ تحریر کرسکے یا بیان کرے اور راہ تقریر حجرۂ ہفت بلا مین بھی قدم رکھے کبا مجال اشعار سے تازہ کرنا اور چیز ہی ان داستانون مین اسرار ہین اسکا اسکو تمیز ہے ہر کہ دمہ آپ کا مدح خوان ہی واضح ہوا اس شہر مین سب داستان گو آپ کے پیرو ہین دفتر ہوشربا آپ ہی کی سحر بیانی سے مشہور عالم ہوا ورنہ کوئی اسکے نام سے بھی آگاہ نہ تھا اب آپ کو انکار بیکار ہی ناظرین کو ہر سہ جلد کے طبع ہونے کا بہت بڑا اصرار ہی الاشتیاق اشد من الموت مشہور ہی بہر نوع ترجمہ کرنا آپ کو ضرور ہی ہر چند کہ یہ حقیر اس تحریر کی لیاقت نہ رکھتا تھا لیکن بخواے الامر فوق الادب انکار نہ کرسکا اور بموجب ارشاد فیض بنیاد جناب ممدوح کے تحریر و تالیف و ترجمہ ہر سہ جلد کا اقرار کیا

التماس بخدمت حضرات ناظرین و شائقین

اب خدمت ناظرین باتمکین و صاحبان بلاغت و فصاحت آئین مین یہ بے بضاعت سرگشتۂ وادی حیرت مرکب بہ جہل و نادانی آشنائے بحر رموز سخندانی عرض رسا ہو کہ اگر کہین اس ترجمہ مین غلطی پائین ازراہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین ہر چند بخوف حرف گیران و افشا کنندگان عیوب سخنوران سے نہایت لرزان و ترسان ہون لیکن انشاء اللہ تعالیٰ بحول قوۃ و اعانت رب اکبر و بتائید خالق جن و بشر و بمدد ستار العیوب و غافر الذنوب الہی داستانہاے لطیف بعبارت ظریف شائقین ملاحظہ فرمائینگے امید واثق ہی کہ حظ وافر اُٹھائین گے نظم

گو مرے جنس سخن کی قدر دانی کیا مگر	نقد دل دیدے کے خواہان نکتہ دان ہون تو سہی
ترجمہ اچھا نہین ہر چند مجھ نانہم کا	اہل دانش جتنے ہین سب مدح خوان ہون تو سہی
داستانین مندرج ایسی ہون حسن و عشق کی	دل ضعیفون کے بھی سن سنکے جوان ہون تو سہی
ہون رقم برق و عمرو کی اسطرح عیاریان	دنگ سب مکار و غدار جہان ہون تو سہی
اس طرح لکھون کسی موقع پہ جان انقلاب	منفعل گردش سے اپنی آسمان ہون تو سہی
نعرۂ مردان میدان وہ لکھون ہیبت فزا	آب ڈر سے زہرۂ شیر ژیان ہون تو سہی

یون کردن تحریر رنگیں آمد فصل بہار — بلبلین گلشن مین میری مدح خوان ہون تو سہی
داستانین سب وہ ہون دلچسپ و مضمون دلپسند — ناظرین بیحد و احصا شادمان ہون تو سہی
اے **قمر** رنگین عبارت وہ ہو جسکے رشک سے — روے اعدا زرد شکل زعفران ہون تو سہی

آغاز داستان شوکت بیان ارادہ کرنا افراسیاب جادو کا بہ تحریک کلاب عقاب سوار قتل شہسوار میدان یکہ تازی اسیدبن کرب غازی کا اور بہو نچنا اُس خبر وحشت اثر کا شہنشاہ اوج عیاری و قطب فلک حیرت گذاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کو اور مغموم ہونا خواجہ کا اور آنا تحریر کوہ نشین کا اور جنگ کرنا کلاب عقاب سوار کا مہرخ وغیرہ سے اور قتل کرنا اُن سب کو خواجہ عمرو عیار یکتاے روزگار کا ساقی نامہ

پلا ساقیا خون دلکی شراب — کھلا ساقیا مرغ دلکے کباب — کہان ہے تو اے ساقی گلعذار
دکھاتی ہے جوبن عروس بہار — ترے میکدے کی سدا خیر ہو — نشہ مین طلسمات کی سیر ہو
گلابی اُٹھا ساقی بے نظیر — کہ پیر مغان خود ہے روشن ضمیر — ترے دور مین کیون نہ ہشیار ہون
سمجھنا نہ یہ مست و مخمور ہون — مرے ساقی مہرخ و بیعدیل — نہین کوئی عالم مین تجھسا سلیل
اُٹھا ابر رحمت کہ ہے وقت سعد — کرین کیون نہ چشمک زنی برق و رعد — ہوئی کیا عنایات رب صمد
صریر قلم ہے کہ گونجا اسد — رہائی کا اک شیر کی ذکر ہے — بلاؤن سے بچنے کی بھی فکر ہے
اسد شیر دل ہو مینگے جب رہا — کھلین گے اُدھر حجرہ ہاے بلا — پلا جام صہباے حیرت شتاب
یہ مغز در ہو مثل **افراسیاب** — امید وفا ہے تری ذات سے — بچانا مجھے **ظلم آفات** سے
قمر طبع روشن کا جلوہ دکھا — کہ مشتاق ہین مہروش جابجا — تڑپتا ہے دل اور ہی ذکر ہے
کہ عیاری برق کی فکر ہے — اشارہ ہے یہ طبع بیباک کا — بندھے رنگ محفل مین چالاک کا
عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان — تراشندۂ ریش جادوگران — زنامش بہ بزم عدو ابتری
شہنشاہ اقلیم افسون گری — اسیران دام حسرت انجام صعوبت وگرفتاران محبس اندوہ و محنت

محبوسان خرابۂ دردانگیز و مقیدان قید خانۂ آفت خیز پابندان سلسلۂ زنجیر و دلبستگان ریسمان پیچ و تاب تقریر حال حیرت اشتمال رہائی شمع دودمان صاحبقرانی رافع رایات کشور عالیجناب سرکوب **افراسیاب** صاحب چتر و افسر **اسد** دلاور کلاک جواہر سلک سے یون زیب قرطاس فرماتے ہین اور مشتاقان گوش آواز کو داستان نوسناتے ہین اول ظاہر کرنا اس مضمون کا پر ضرور ہے کہ جلد چہارم مین اس مقام تک تحریر ہوا ہے کہ **کلاب عقاب سوار** عین معرکہ کارزار مین بخدمت **افراسیاب**

حاضر ہوا ہی اور **افراسیاب** کو مقابلہ **مہرخ** وغیرہ سے یہ صلاح دیکر پھیرے گیا کہ اے شہنشاہ اب آپ کس لیے لڑتے ہین بیکار ہر روز یہ معرکے پڑتے ہین جنگ سے ان تیرہ بختون کی تامل کیجیے یچلکر شمع حیات **طلسم کشا** کو گل کیجیے سارا فساد دفع ہو جائے دل شہنشاہ کا اس صدمۂ جانکاہ سے آرام پائے پھر باغیون کو سزائے کامل ملے ہو اخواہان سرکار کا غنچہ آرزو کھلے یہ بات **افراسیاب** کو بہت پسند آئی اور خوش ہوکر کہا واہ بھائی خوب تمنے تدبیر بتائی غرض **افراسیاب** طبل بازگشت بجوا کر بصد کروفر مع لشکر سرداران شقاوت اثر زیر گنبد نور آکر اترا ہی اس ارادہ پر کہ صبح کو **اسد** کو قتل کرونگا اسکے خون سے ہاتھ بھرون گا اور یہ خبر وحشت اثر ایک جادوگر نے ملکہ **براں شمشیر زن** اور خواجہ **عمرو** کو سنائی ہی اور یہ حال رنج مآل سنکر طبیعت **عمرو** کی گھبرائی ہی اور خواجہ **عمرو یاران** سے یہ کہکر اٹھے کہ اے ملکہ یا تو صبحکو اسد کو چھڑاتا ہون یا جان دیتا جاتا ہون یہ کہکر بتعجیل اپنے لشکر مین آئے عیاران نامور کو ساتھ لیکر طرف گنبد نور کے روانہ ہوے ہین اور **لقا** پردۂ قاف سے آکر مصروف عیش ہی اور زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزۂ صاحبقران** عالی شان مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی بفر فریدونی و بحشمت جمشیدی داخل بارگاہ سلیمانی ہین **بیت** جو ہین زبدۂ زمرۂ راستان وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان + شاہباز کلک کو صید گاہ میدان صفحۂ قرطاس مین برائے شکار طائر روح **کلاب عقاب** سوار یون بلند پرواز کرتے ہین اور شیران مضامین تعقب غزالان سطور مین ناز کرتے ہین کہ جب **کلاب عقاب** سوار کا **افراسیاب** ناہنجار کو قتل اسد نامدار پر زیر گنبد نور بصد سرور آمادہ کرکے داخل بارگاہ ہوا اور تحریر ہو چکا ہے کہ اس خبر وحشت اثر کو خواجہ **عمرو بن امیہ** نامدار نے سنا سر دھنا اور مع عیاران لشکر برائے جستجوے خبر اسد نامدار بیقرار ہوکر داخل شہر ناپرسان ہوے اور ایک حد تمگار کی شکل بنکر بارگاہ **افراسیاب** مین آئے دیکھا کہ **افراسیاب** تاج بخوت بر سر تخت نکبت پر بصد کروفر متمکن ہے پہلو مین ملکہ **حیرت** زیور و لباس سے آراستہ خلعت ناز و ادا سے پیراستہ کرسی جواہر نگار پر مثل طاؤس طناز کلمات **افراسیاب** پر گوش برآواز جلوہ فرما ہی صحبت عیش و نشاط بصد انبساط گرم ہی یکایک **کلاب عقاب** سوار نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ ترفیخواہ عرض کرتا ہی منادی کو حکم ہو کہ مشتہر کرے کہ صبح کو **طلسم کشا** قتل کیا جائیگا اور اپنی سرکشی کی سزا پائیگا یہ گفتگو درپیش تھی کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا سب نے کہ ایک ساحر سیہ فام بصورت مہیب بشکل عجیب سامنے **افراسیاب** کے آیا دعا و ثناے شہنشاہی بجالایا **افراسیاب** نے پوچھا اے **تحریر کوہ نشین** اسوقت آنیکا کیا سبب ہوا دست بستہ اُسنے عرض کی کہ زیارت شہنشاہ کا مشتاق ہوا صرف ملازمت کو نہین آیا ہون ایک عرض بھی کرنے آیا ہون غلام نے زبانی طائران طلسم کے مژدۂ قتل **طلسم کشا** سنا ہوش اڑ گئے برائے خیر خواہی

واجب و لازم ہوا کہ سرکار سے اسرار اس طلسم کے عرض کرون مین حضور کے بزرگون کے وقت سے صاحب کتاب ہون میرے پاس روزنامچہ مقیدان طلسم کا حاضر ہی نگہدار ہر وقت اس کتاب ساختۂ منجمان طلسم کا ناظر ہی شاہان طلسم اسی کی پیروی کرتے آئے ہین یہ چند اوراق خاص برائے انتظام بنا ہین ملاحظہ فرمانا حضور کا ضرور ہی نہ عرض کرنا خیر خواہی سے دور ہی یہ کہکر چند اوراق پریشان اُس بے ایمان نے ہاتھ مین افراسیاب کے دیے افراسیاب نے یا سامری کہکر وہ اوراق بصد اشتیاق آنکھون سے لگائے اور باواز بلند پڑھنا شروع کیا لکھا تھا کہ اے شاہان طلسم ہوش ربا جو کچھ اسمین تحریر ہی وہ گویا حقیقت مین طرف سے خداوند سامری و جمشید کے نوشتۂ تقدیر ہی جو اسکے خلاف کرنا لگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا زندگی پر حرف آئیگا بذلت و رسوائی مارا جائیگا طلسم درہم و برہم ہوگا ہجوم لشکر رنج و غم ہوگا خبردار خبردار اسکا خیال رکھنا خوان طعام ندلت کا مزا نہ چکھنا اگر طلسم کشا اگر قید ہوا اور ساحران ہوش ربا کا صید ہو جبتک میعاد قید معینہ نہ گذرے قتل نہ کرنا اسکی احتیاط ضرور ہے بغیر سمجھے کام کرنا سراسر قصور ہی مثل سخن شنیدن پیچ و دولت یہ مضمون پڑھکر افراسیاب نے سر جھکایا اور برائے تحقیق ایام میعاد قید اسد سرمائے برف انداز کو بلایا اور فرمایا اے وزیر اعظم و دستور معظم جس کتاب مین تاریخ قید اسد مندرج ہی جلد لاؤ اور ہرگز ہرگز دیر نہ لگاؤ وزیر بدتدبیر نے جاکر کتب خانۂ طلسمی کھولا یکایک پہلو سے آواز آئی مبارک مبارک وزیر صاحب تشریف لائے ہین کتاب میعاد قید طلسم کشا کی خواہش ہی اسمین سراسر کاہش ہی اسد نامدار فتاح طلسم ہوشربا ہی اُسکو کون قتل کرسکتا ہی یہ کلمات حیرت آیات سُنکر سرمائے برف انداز کے ہاتھ پانون ٹھنڈے ہوگئے دانت سے دانت بجتا تھا مثل بید تھرا رہا تھا حیران ہوکر دیکھا پہلو ے قصر مین ایک سوئیکی پتلی لباس نقرئی در بر تاج مرصع بر سر تخت یاقوت پر جلوہ فرما ہی حسین مہ جبین نازک اندام گلفام سرو قد خورشید خد خنجر ابرو چشم جادو

بیت بہر خندہ کہ لب بر انگیختی ۔ بنا مک دل خستگان ریختی

نظم سراپا کا اُسکے کرون کیا بیان

حسین مہ جبین قاتل عاشقان	وہ بوٹا سا قد بات مین دلبری
دہن غنچۂ گلشن حسن و ناز	خبردار علم نشیب و فراز
بھری چشم فتانمین جادوگری	جب سرمائے برف انداز مثل

آئینہ حیران و بصورت زلف پریشان ہوکر نظارۂ جمال بیمثال کرنے لگا اور مبہوت ہوکر ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا اُس قاتل عالم نے مسکرا کر کہا کہ کیون اے وزیر صاحب خیر تو ہی کچھ فرمائیے اسقدر نہ گھبرائیے جو مجکو کہنا تھا کہچکی وزیر و شہنشاہ کو اختیار ہی کتاب حاضر ہی لیجائیے لیکن مناسب ہو تو شہنشاہ کو سمجھائیے کہ میعاد معینہ ابھی ناتمام ہی ہمکو قتل طلسم کشا مین کلام ہی یہ کہکر اُس آرام جان و قاتل عاشقان نے بصد ناز و انداز ایک کتاب اُٹھا کر وزیر کو دی سرمائے برف انداز نے افراسیاب کی جانب براہ ادب تعمیل تمام خدمت افراسیاب مین حاضر ہوا مگر رنگ رو متغیر

لب پر آہ سرد چہرہ زرد یہ حال دیکھکر افراسیاب نے پوچھا خیر تو ہو وزیر حال خیر پت مآل تپلی کا زبان پر لایا سارا قصہ گفتگو کا کہہ سنایا افراسیاب ہنسا کہا ہو وزیر اعظم ایسے ایسے عجائب اس طلسم ہوشربا مین بیشمار ہین یہ حرفِ اوان کیزان سامری شراب نخوت سے مست و سرشار ہین ما بدولت کا عالم مین کون ہمسر ہو ہر رنگ آفتاب رو بر و میرے جاہ و جلال کے زرد ہو اگر سحر پڑھکر زبان ہلا دون سر کشان دہر کو خاک مین ملا دون اگر تلوار کھینچون جلا دفلک لرزان ہو دنیا مین قیامت کا سامان ہو سر ہاے دشمنان مثل حباب بحر فنا مین بہتے پھرین لاشے دشمنون کے زمین پر ادھر ادھر گرین دریاے خون کی روانی ہو کشتی حیات عدو طوفانی ہو اگر جوش قہر و غضب دکھاؤن دریاے ہستی مسلمانان کو تلاطم مین لاؤن یہ باغی جو میرے گرد ہین اس دامن دولت کی گرد ہین صف بجکو ایام میعاد معینہ کا دیکھنا ضرور ہی اُس فاحشہ کی باتین ما بدولت سے کہنا سراسر تمھارا قصور ہے یہ کہکر کتاب کو ہاتھ سے سرکا کے لیکر کھولا اور انگلیو نیر شمار کرکے سر ہلایا اور طرف کلاب عقاب سوار کے متوجہ ہوا کہ اے برادر بجان برابر تمنے حقیقت مین از راہ خیر خواہی کہا تمکو قتل اسد کی مشتاقی ہی مگر مجبور ہون کہ ابھی ایک مہینہ کا کامل میعاد مین باقی ہی اب تم براے چندے اپنے ملک کو جاؤ بروقت اطلاع دینگے تمھارے ہی ہاتھ سے یہ کام لینگے علاوہ اسکے بروز قتل طلسم کشا تمام شاہان ساکنان طلسم ہوشربا اس جلسہ مین آئینگے اپنی اپنی شان و شوکت دکھائینگے چونکہ کلاب عقاب سوار کہ دماغ اس ملعون کا کبر و نخوت سے بھرا ہو اور اپنی سحر و ساحری پر بہت غرا ہے دست بستہ عرض سا ہوا کہ غلام بغیر کوئی کار نمایان کیے ہوے یہان سے نجائیگا اس عرصہ گذرنے میعاد قتل طلسم کشا مین مہرخ وغیرہ کو گرفتار کرکے لائیگا یہ کہکر فوراً نفیر سحر بجائی فوج اسکی تیار ہوکر ساتھ آئی افراسیاب نے بمجبوری خلعت رخصت دیا اور سمجھا کر کہا کہ ذرا عیارون سے ہوشیار رہنا صرف لشکر اسلام مین چھ عیار ہین مگر قیامت کے پتلے آفت روزگار ہین جب اُنسے جان بچاؤ گے تب مہرخ وغیرہ پر فتح پاؤ گے اس بیحیا نے ہنسکر جواب دیا جو شہنشاہ نے فرمایا بجا فرمایا مگر عیارون کی یہ مجال ہو کہ آپکے غلام کے سامنے آئین اور پھر زندہ واپس جائین ایک اشارہ سحر مین جلا دون خاک مین ملا دون یہ کہکر کر گدن سحر پر سوار ہوا تین لاکھ فوج ہمراہ لیکر بمقابلہ لشکر مہرخ چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری جو بشکل خدمتگار دربار مین موجود تھے یہ سب کیفیت دیکھکے بارگاہ افراسیاب سے باہر نکلے اس فکر مین کہ یہ ملعون بتعجیل تمام لشکر پر ہمارے جاتا ہے دیکھیے کیا دکھاتا ہو مگر ای عمرو اگر بن پڑے اور خدا افضل شریک حال کرے تو اسکو تا بہ لشکر نجانے دو بہ فن عیاری راہ مین ردکو دل ہی ہی باتین کرتے ہوے جاتے تھے کہ بازار شہر نا پرسان مین پہنچے ہوا خواجہ نے سر اٹھاکر دیکھا کہ مہتر برق فرنگی ایک درویش کامل کی شکل بنا ہوا بیراگی بغل مین شنجرفی لباس زیب جسم یا ہادی یا مرشد کہتا ہوا چلا آتا ہو اور اہالیان شہر کا گرد جما ہو اگر کسی نے پوچھا شاہ صاحب کہان سے آئے ہو کہان

جاؤگے تکیہ ایکا کہان ہی جو آدیا بابا تکیہ فقیر کا پروردگار پر ہی بیت فقیرون کا ماہی مسکن کہان جہان تھک کے بیٹھے وہ گھر ہو چکا بابا دنیا سے ہاتھ کھینچا پانون پھیلا دیے داتا کے در کے کتے ہین عمرو حد متکار بنا ہوا برق کے قریب آیا ہاتھون کو لیکر بوسہ دیا اور باادب سلام کیا برق نے بھی استاد کو پہچانا آپس مین اشارون سے باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین عمرو نے انھین اشارون مین جانا کلاب عقاب سوار کا برق کو سمجھایا اور کہا کہ ای فرزند اسی کی فکر مین جاتا ہون اگر وہ ہمارے لشکر تک پہونچ گیا تو غضب ہو جائیگا یہ کہکر برق ایک جانب اور عمرو ایک جانب روانہ ہوے اب دو کلمہ داستان رنگین بیان کرنیکا ظفر اثر ملکہ مہرخ سحر چشم بیان ہوتے ہین کہ یہان کل سرداران نامی و ساحران گرامی جب میدان کارزار مقابلہ اعزا سیماب جادو سے بصد جوش و تاؤ و پیچ آئے ملکہ مہرخ سریر آرا نے فی پر جادو فرمائی اور خود بنفس نفیس معرکہ کا خواہان ہوئی آج عجب معرکہ تھا خدا کے ہاتھ سے افراسیاب ظالم کے چالاگر و خود میدان کارزار مین آ کون ایسا ساحر زبردست تھا جو اسکے مقابلہ کو جاتا ملکہ بہار جادو رنگین بیان یون زبان سے گل فشان ہوئین کہ حضور باغبان قضا و قدر صرصر حوادث خزان سے ہمیشہ بوستان اشکال سالم کو یونہین بچائیگا اور صانع گلشن عالم ہوائے مدعا سے دلی سے اسی طرح غنچہ خاطر کھلائیگا اسی گفتگو مے سرشار گلبرن مین تھی کہ ایلچی افراسیاب کا اسلام کے حاضر ہوے اور دست دعا اٹھائے یون شروع

ہمانا ہی جلالے تطلع شاہد بکارہ یقتل ہوا الصادر	شہ ہمہ جہان تن و جان تو ہمہ اصحاب
لم یلدیا ہے ولم یولد ہمہ جاد تستگیر	لم یکن یارے و نہ فرزند لیکفوا احد

پر دربار در بار گورپ الیر ہمیشہ سرسبز و شاداب رہے اور نا فرمان اس چمن سے خزان کا خار ملالت در سوائی سے دل فگار رہے جفاے ہوائے مصیبت و آلام کے صدمے سے اصل کیفیت یہ ہو کہ یہان کی افراسیاب طبل آسایش بجوا کر شہر ناپرسان مین گیا ارادہ قتل اسد نامدار تھا ایک کتاب دیدہ بے کتاب دیکھکر گھبرایا الحمد صائب ارادہ فاسد سے باز آیا اب کلاب عقاب سوار ناہنجار معتمدین لشکر سیاحران خدا ترس

پر ریشان ہو کر دست بستہ ملکہ مہرخ سے عرض کی کہ سقیفت مین یہ کلاب عقاب سوار بدعہد رنگین نہایت بد دست ساحر ہے جال سے اسی نے ہمارے خصال کے کنیز بچون کو ماہر ہے فن مکاری مین خلق خدا کو سحر و نیرنگ بازی مین شہرہ آفاق ذرہ تھا کہ ملکہ مہرخ اور مہ پری سرکردگی حیران و پریشان مثل بیدلرزان داخل بارگاہ ہوے شرف آوری خواجہ سرا سب سردار آگاہ ہوے ملکہ مہرخ نے

پوچھا خواجہ خیر ہے اسوقت آپکا حال کیون غیر ہے خواجہ **عمرو** نے کہا ملکہ وہ تیرہ روز کا رتمھارے مقابلہ کو آیا ہی جسنے کہ فلک شعبدہ باز کو مکر وافسون سکھایا ہی جسوقت یہ ملعون شہر نا پرسان سے روانہ ہوکر اسطرف چلا ہین نے اور **برق** نے تعاقب کیا قصد تھا کہ عیاری کرکے راہ مین اسکو مارین اور تا بہ لشکر اسلام نہ جانے دین لیکن اُسنے تخت سحر تیار کیا اور بروے ہوا اڑا کر روانہ ہوا تمھارے مقابلہ مین آپہونچا وہ دیکھو سامنے بارگاہ مین استادہ ہین ہمارے تمھارے قتل پر سب ساحر آمادہ ہین مگر پھر فکر مین جاتا ہون خدا چاہتا ہے تو سر لاتا ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر طرف لشکر **کلاب عقاب** سوار کے روانہ ہوے لشکر مین آکر کنارے بصورت ایک چوبدار کے ٹھہرے اندر سے بارگاہ **کلاب عقاب** سوار کے آواز آئی کہ آب خاصہ لاؤ دار وغہ آبدار خانہ بے آبرو بصد جستجو صراحی وگلاس لیکر چلا تھا کہ دور سے خواجہ **عمرو** نے دیکھا ہر چند کہ قلب تھرایا مگر صراحی جواہر نگار دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام رنگ و غن عیاری کا لگاکر ایک خدمتگار کی شکل بنے گولے دار پگڑی سر پر چینی ہوئی چکن زیب جسم انور مشروع کا پائجامہ پاپوش زردوزی ٹھہرو ٹھہرو کہتے ہوے دوڑے داروغہ کے قریب آئے کہا واہ صاحب شہنشاہ **کلاب** پیاسے ہین ہم سب کو تشنع دینگے تم جاکر بیٹھو گلاس وصراحی ہمکو دو داروغہ سمجھا کہ شاہ نے جوش غضب مین اسکو بھیجا ہی اسوقت سامنے جانا بیجا ہی اشیاے مذکور دیکر چلا گیا خواجہ حاضر حاضر کہتے ہوے اندر آئے دیکھا کہ وہ تیرہ بخت برسر تخت مثل خوک صحرائی جھوم رہا ہی قصد جنگ مین قبضہ شمشیر جوم رہا ہی سات سو رنگل و کرسیان گرداگرد تخت آراستہ ہین سپر ساحران غدار ایک ایک سامری عہد جمشید روزگار بہ کبر و نخوت تمام ذکر قتل **مہرخ** و بہار وغیرہ کر رہے ہین دم مجت **افراسیاب** کا بھر رہے ہین ایک کہتا ہے مہرخ کو قتل کرونگا دوسرا نیرنگ ساز کہتا ہے کہ بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگا سامری نے بڑا سر اُٹھایا ہی قدرت سامری ہی کہ **افراسیاب** ایسے جلیل کو ستایا ہی اب بدلا بخوبی لینگے سر میدان شکست دینگے **عمرو** یہ باتین سنتا ہوا گلاس اور صراحی ہاتھ مین لیکر بات بات مین روبرو ے **کلاب** پہونچکر گلاس پانی کا پیش کیا اُسنے ہاتھ بڑھاکر لیا مگر زبان سے یا سامری کہا فوراً پانی شرارہ بنکر اڑ گیا **کلاب عقاب** سوار نے کہا تو کون ہی **عمرو** مثل برق جھنڈہ نعرہ کرکے پہلو مین آیا تاج سر **کلاب** سے لیا پیٹ کر خنجر مارا **کلاب عقاب** سوار نے اپنے تئین تخت سمیت گرادیا خنجر تخت پر پڑا کاٹ کر زمین کا بوسہ لیا چاہا جست کرکے نکل جاے جان بچاکر نکل جاے **فریب جادو** اسکا وزیر پہلو مین تخت کے دنگل پر متمکن تھا اُسنے سحر کیا اور کلمہ گیرہا **عمرو** مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گرا **فریب جادو** تیغہ کھینچکر جھپٹا کہ سر اس نا حیا کا کاٹ لون اس بیباکی کی سزا دون بقدرت پروردگار معتبر **برق** نامدار پہلے سے اس بارگاہ مین

آکر چوبدار بنے ہوئے پہلو مین فریب جادو کے کھڑے تھے ہان ہان کہکر عصا سر پر فریب کے اس زور سے مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا دستور ہے کہ جب ساحر مارا جاتا ہے تو واسطے چند ساعت کے اندھیرا ہو جاتا ہے مرنے سے فریب جادو کے عمرو کود کر بھاگا برق بھی سر لچہ چاک کرکے نکلا کلاب جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا غصہ مین پیچ و تاب کھاکر اٹھا کہ ابھی جاکر سارباں زادے کو دربار سے لیکر آتا ہون اور لاکر دار پر چڑھاتا ہون سب سردار قدمون سے لپٹ گئے کہ حضور نہ جائین جان نثار موجود ہین اگر حکم ہو تو طبقے زمین کے آسمان پر اُڑا دین کل لشکر مہرخ کو ابھی خاک مین ملا دین سبکے کہنے سے کلاب نے تامل کیا مگر غصہ مین آکر حکم دیا کہ نقارۂ رزمی بجے صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا بحکم کلاب عقاب سوار ادھر صدائے نقارۂ جنگی پر چوب پڑی جواسیسان لشکر اسلام خبر لیکر خدمت ملکہ مہرخ مین حاضر ہوے تمام حال عیاری خواجہ بیان کرکے عرض کی کہ کلاب عقاب سوار نے طبل رزمی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آرائے نبرد ہو اور آتش کینہ و عناد و فساد کو دوبالا کرے باقی خیر و عافیت ہے یہ حال خواجہ سنکر ملکہ نے فرمایا خدا اُنکی جان کا نگہبان ہے ہر وقت قیامت کا سامان ہے بسم اللہ کہدو ہمارے لشکر مین بھی بلبل بزدی طبل جنگی بجے جو کچھ کہ نقاش ازل و رکاتب تقدیر نے ہماری قسمت مین تحریر کیا ہے وہی پیش آنی ہے ناحق حیران ہے اسیوقت سات سو نقارہ پر چوب پڑی صدائے طبل جنگی بلند ہوئی شعر نقارہ آواز آمد عجیب ۔ کہ نصر من اللہ فتح قریب ۔ تمام اہالیان لشکر کو معلوم ہوا کہ طبل جنگی بجا ہے کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے دیکھیے گردون دون انقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہے اور خاک ذلت کسکے سر پر ڈالتا ہے دیکھیے کل تختہ تابوت پر کون سوتا ہے اس معرکہ مین کون سرخرو ہوتا ہے بھائی سے بھائی دوست سے دوست ملنے لگا جا بجا ہوم خانے درست ہوے لڑائی پر مردان عالم چست ہوے کہتے تھے کہ نمک شہنشاہی کھایا ہے خواجہ نے ہمکو اس مرتبہ پر پہونچایا ہے افراسیاب کے ہم نبرد کھلاتے ہین شہرون سے افراسیاب کے خراج لاتے ہین جہان ہمارے بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہان خون کا دریا بہائینگے مثل نہنگان دریا بحر فوج کفار مین ڈوب جائینگے وہ بیحیا ہماری تلوار کی کیا تاب لائینگے بودی ہین دامن صحرا سے منھ چھپائینگے کما نہاے کیانی جہان جہان سے خانہ کرگئی تھین سینک کر تیار کیا تیر ہاے سہ پہلو کو زہر مین بجھا کر آبدار کیا تینے چرخ چڑھنے لگے کہ عقل یہ چرخ کی چرخ مین آئی دہشت سے دلیران جنگی کے زمین تھرائی ادھر مردان عالم کا تو یہ حال ہے ہر دلیر آمادۂ حرب و پیکار ہے مگر سب طرح کے لوگ لشکر مین ہوتے ہین وہ جو نامرد و بزدل تھے مین بھاگنے کی تدبیر جان بچانیکی تقریر پر بیٹھے بیٹھے جوش آیا دل گھبرایا سائیس کو آواز دی وہ حاضر ہوا سائیس سامنے آیا سائیس بھی یک چشم ہے ہر وقت مائل خشم ہے پوچھا میان کیا ارشاد ہوتا ہے فرمایا ہمارا مرکب ور پر تل کا ٹٹو ہر رات رہے سے تیار رہے سائیس گستاخ تھا عرض کی ہر رات رہے سے

کیا ضرورت ہی غلام کو کمال حیرت ہی فرمایا برائے شکار صحراے پُر بہار مین جائینگے شیران دشت کو شکار کرکے لائینگے سائیس ہنسا ایک آنکھ چمکا کر جواب دیا کہ حضور کل شکار کا دن نہین ہی بلکہ روز معرکۂ کارزار ہی ہر نمکخوار شاہی آمادۂ حرب و پیکار ہی آپ ہی دشمن کا شکار کیجیے گا داد مردی و مردانگی دیجئے گا یہ سُنکر سردار صاحب کو غصہ آیا موچھون پر تاؤ دیکر فرمایا او بیحیا ہم تیری حرمزدگی جانتے ہین تجکو نخوبی پہچانتے ہین ہم میدان کارزار مین مارے جائین تمھاری تمنائین بر آئین تم جان بچاؤ تمام مال و اسباب جو کوڑی کوڑی کرکے جمع کیا ہی اُسکو لیکر بھاگ جاؤ عرض بیت کند ہمجنس باہمجنس تجویز ۔ مخنث باخنث ہیز با ہیز ۔ اس عرصہ مین پہر رات گذر چکی تھی بادشاہ لشکر اسلام ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ہر سردار نامی و نام آور اپنے اپنے مقام پر آیا دلان اول ملکہ بہار جادو نے کنیزون کو آواز دی گلشن و گلستان و نسرین و نسترن و غنچہ دہن و شمشاد و سرو آزاد و گلعذار و سرشار و سیمبر و نازک اندام و شیرین ادا و مہ لقا وغیرہ پُر بہار باغ حسینون کا غنچہ بہ جبینون کا پریون کا اکھاڑا حور نژادون کا جگھٹا سامنے آیا ملکہ بہار نے فرمایا جلد ہوم خانہ آراستہ ہو اسباب سحر و ساحری پیراستہ ہو فوراً ان گل رخسارون نے ایک خیمہ مکلل بجواہر ستون الماس نگار جھالر مقیش کی جلد استادہ کیا اور ایک چوکی سنگ مرمر سفید کی وسط خیمہ مین بچھادی گرداگرد گلدستہ ہاے گل خودرو کہ جسمین ہر طرح کے پھول تھے چن دیئے یکایک ملکہ بہار در خیمہ پر شک باغ ارم پر تشریف لائین چوکی مذکور پر جلوہ گر ہوئین کنیزون نے سبوے نقرئی جسمین آب صاف و شفاف تھا حاضر کیا جسکو دیکھکر آبرد گوہر بے بہا کی آب آب ہوا اور آب چشمۂ حیوان کو شرم سے پیچ و تاب ہوا اُس آب نایاب سے ملکہ بہار نے غسل کیا ایک ساری آب رواں کی نصف باندھی نصف اوڑھی موے مشکین سے قطرے پانی کی ٹپک رہے تھے صاف ظاہر ہوتا تھا ابر تیرہ و تار سے مروارید بے بہا برس رہے تھے پنے دست نگارین پنجۂ خورشید نما سے زلف تابدار کو نچوڑا ظاہر ہوا کہ ناگن نے زہر اگلا چہرہ رشک ماہتاب اگر قطرات آب عارض پر نہ تھمین تو صاف ثابت ہو کہ تارے مشاطۂ تقدیر نے تصدق آتارے مُکھ انور رشک قمر ترچھی نظر مطلع وہ مژگان جب عدوے عاشق دلگیر ہوتی ہی ۔ چھری خنجر کٹاری سانگ برچھی تیر ہوتی ہی ۔ ابروے خمدار کھنچی ہوئی تلوار سینے پر چوبن کا ابھار اسرآن بان کو دیکھکر گلعذار وزیرزادی نے اُٹھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی ہاتھ اُٹھاکر دعائین دین اور یہ اشعار آبدار زبانپر جاری ہوے اشعار

ہین لب نازنین گو زندہ ہی کرنیوالے	ڈھونڈھ لیتے ہین بہانہ کوئی مرنیوالے	مرحبا قتل ہین کرکے کرنیوالے
منھ سے کہتے نہین احسانکے کرنیوالے	ہر ادا کو تری سکھلائینگے انداز قضا	جی بچے یار اگر جی سے گذرنیوالے
یہی کرتا ہے اشارہ کوئی اُٹھتا جوبن	یون اُبھرتے ہین عمل پاکے اُبھرنیوالے	کھولکر بال نہ کر روح کو تو

ادمرے سوگ کے پردے مین سنورنے والے | ملکہ بہار نے مسکرا کر جواب دیا او گلعذار زیادہ چرب زبانی
اچھی نہین ہوتی یہ کہکر اشیاے سحر ہاتھ مین اٹھائے گلدستہ ہاے سحر تیار ہوے غنچے چٹکنے لگے گل کھلنے لگے
اسی طرح اپنے اپنے خیمون مین سب شاہزادیان مصروف تیاری سحر تھین بلکہ ہلال شحر افگن ماہ خسار
وبلکہ یاقوت یاقوت پوش وشاہزادہ رعد جادو وبلکہ برق برق افگن و بلکہ برق لامع وبلکہ برخ موے
کاکل کشاد بلکہ نافرمان وغیرہ کی بارگاہون سے صدائین بلند نخورات جابجا روشن اوجگہ بجگہ لشکر کفار مین
کلاب عقاب سوار نے بعد بجوانے طبل جنگی کے اور نکل جانے خواجہ عمرو اور برق فرنگی کے ظاہر مین
تو یہ کہا کہ صبح کو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل دشمنان سے منھ نہ موڑونگا یا کل کو گرفتار کرکے سامنے شہنشاہ
طلسم کے لیجاؤنگا خلعت انعام وجاگیر پاؤنگا لیکن باطن مین ہوش پران مثل زلف پریشان دل سے
کہتا ہی ان عیارون سے کیونکر جان بچیگی یا سامری خیر سے صبح ہوگی افسران فوج کو تو حکم دیا اپنے اپنے سحر آراستہ کرد
حربہ ہاے سحر سے پیراستہ رہو اور خود حالت انتشار مین اٹھا لرزان وترسان ایک خیمہ مین آکر حصار سحر کیا
درخیمہ پر ایک اژدر آتش فشان بٹھادیا اب باطمینان تمام بچہ ہاے خوک ذبح کرکے خون سے چوکا دیا گوگل وغیرہ
روشن کیا کبھی اژدہا بناکر تیار کیا کبھی روئی کے گالون پر بصد خوبروئی پانی کا چھینٹا دیا لکہ ہاے ابر بنکر
تیار ہوے کبھی جھولی سے ماش کا آٹا بدمعاش نے نکالا پتلہ بنایا سحر پڑھا وہ پتلہ زنگی سیاہ رو بنکر
سامنے آیا اُس سے یہ باتین کین کہ اے خوک پیکر سالہا سال ہمنے تیرا پوجا کیا بھینٹ سے تیرا پیٹ بھرا کل
بنا زور دکھانا دشمن کو میرے کھا جانا اور ہر سردار اسکے اپنے اپنے مقام پر سحر تیار کرتے تھے کلو ابھیرون
نارسنگھ کو پکارتے تھے کوئی کہتا تھا لے کالی بھوانی کلکتہ والی دشمنون پر جائیو اپنا کام کرآئیو عدو میرے
سامنے مبہوت رہے جو میرا مطلب ہو وہی رکھے سر چڑھکر کھیلیو اور یاے سحر عدو کو جھیلیو اسی شور وشر مین
چار گھڑی رات باقی رہی جانبین کے نقیبون نے آوازین دواسطے جگانے کے لگائین بیت جوانو جوان
مرد تیار رہو ۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ۔ یکایک غلغلہ ہوا مصرع سحر ہوگئی سحر ہوگئی خمسہ مصنف

رخ سے ٹوٹینگے سب کوکب تابان سحر	نغمہ سنجی کے عوض روئینگے مرغان سحر
دیکھنا ہوگا فق روے درخشان سحر	جان دون گا جو شب ہجر مین خواہان سحر
چاک ہوگا مرے ماتھ مین گریبان سحر	
مہر گردون پہ نکلنے کی قسم کھاتے ہین	رد شمس شرق کی جانب مجھے دکھلاتے ہین
کٹ گئی وصل کی شب صبح ہوئی جاتے ہین	چھیڑنے کو وہ شب وصل یہ فرماتے ہین
لو فلک پر وہ نمایان ہوے سامان سحر	

حق دکھائے نہ کسی کو بھی شب ہجر حبیب | وصل محبوب ہمیشہ ہو نہ فرقت ہو نصیب
رحم کر رحم کہ ہے مرگ کا ہنگام قریب | دیکھ اب طول شب ہجر ہے حالت ہے عجیب
ای فلک جلد دکھا چہرۂ تابان سحر

اک نیا رنگ تہ گنبد افلاک کروں | نذر سودا بخوشی پایۂ ادراک کروں
قصۂ رنج شب ہجر صنم پاک کروں | ولولہ بین اسے ای جوش جنوں چاک کروں
ہاتھ آئے جو کسی روز گریبان سحر

بین نے تو انکا کیا تھا نہ کوئی جرم و گناہ | بے سبب کیوں یہ مرے قتل کے درپے ہوئے آہ
خون ناحق مرا کرتے ہین یہ انا للہ | اے شب وصلت محبوب ذرا رہیو گواہ
بیخطا فرج مجھے کرتے ہین مرغان سحر

طاعت حق کو بجا لاتے ہین سب صبح و مسا | اسمین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا
جھوٹ کہتا نہین بین قول ہے یہ راست مرا | شور و غوغا سے سمجھے نہ کوئی مرد خدا
کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین مرغان سحر

خون عاشق ہو سر دست لگائے جو حنا | ملے مسی تو نہ سوسن کے رہین ہوش بجا
عاشقون کو تو یقین اسکا ہے بے چون و چرا | چہرۂ پیشانی پہ افشان وہ اگر ماہ لقا
سہر یقین دیکھے ہون اختر تابان سحر

غافل اب دیکھ کہ مالک ہے ترا عزوجل | لیکے جا ساتھ سوے ملک عدم نیک عمل
کٹ گئی شام جوانی کی اب آئیگی اجل | چونک پیری مین یہ ہرگز نہین سونیکا محل
سر پہ ہے سایہ فگن نیر تابان سحر

مجھسے جسدن سے جدا ہو گیا وہ رشک قمر | زندگی ہجر مین اے دوستو ہوتی ہے بسر
شوق نظارہ ہے اسدرجہ اسے مدنظر | صبح کا ذکر شب ہجر مین کرتا ہون اگر
دل یہ پہلو سے صدا دیتا ہے قربان سحر

خوش بیان یار سا دنیا مین کوئی ہو نیگا کم | اس جگہ بند ہین سب چہچہہ پردازون کے دم
راست کہتا ہون مین یہ بلبل بستان کی قسم | ای قمر سنتے ہی تقریر دل آویز صنم
پنچھی بھول گئے مرغ خوش الحان سحر

جب ساحر فلک نے اپنے شکم سے بغیظ و غضب ہیئۂ آفتاب بصد آب و تاب نکالا اور تار شعاع سے خوب

مضبوط باندھکر جانب ساحران طلسم جہان کھینچ مارا کلاب عقاب سوار خیمہ حصار کردہ سحر سے
باہر آیا لفیر سحر بجی قرنا پھنکی اژدر آتش فشان سحر پر سوار ہوا لشکر ہزیمت اثر تیار ہوا سمت میدان
کارزار چلا ادھر لشکر اسلام مین جا بجا صدائے تکبیر بلند ہوئی جس آواز سے روح سامری درہم
ہوئی جلو خانہ شاہی مین ساحران نامدار بصد شوکت و وقار آکر جمع ہوے انتظار آمد شہنشاہی
مین چشم دامر دہون سے پوچھ رہے تھے کہ برآمد ہونے مین ملکہ مہرخ کے کیا عرصہ ہی لشکر ظفر اثر سمت
میدان نبرد جا چکا ہی وہ عرض کر رہی تھے کہ جامہ خانہ مین داخلہ ہی نزول جلال و ورود اقبال فرمایا
چاہتی ہین یہ ذکر تھا کہ عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا تخت شاہنشاہی نمایان ہوا ملکہ مہرخ
تخت زرین پر تاج شاہی بر سر چار قبہ شاہنشاہی در بر سپر و شمشیر مثل ہلال خورشید سامنے رکھی ہوئی
ایک پہلو مین اسباب سحر آراستہ گرداگرد نازنینان ماہ طلعت بصد حشمت و شوکت نقیب خوش صوت
آگے آگے آواز لگاتا ہوا صدائے دور باش سناتا ہوا شعر ترقی ہو اقبال کی دمبدم ؛ بڑھے
عمر و دولت قدم بقدم ؛ پہلے سب سے ملکہ بہار گلعذار کا سلام ہوا ملکہ مہرخ نے سینہ پر ہاتھ رکھا
اشارہ تھا کہ جگر تمھاری ہمارے دلمین ہی حقیقت مین مہر و وفا تمھارے آب و گل مین ہی بعد ازان
ملکہ نافرمان و شکیل و رعد و برق و سرخ موے کاکل کشاد ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ نے
باادب تمام سلام کیا سواری کوچہ سلامت سے نکلکر بصد کر و فر سمت میدان کارزار روانہ
ہوئی بیت سوے دشت شہ کی سواری چلی ؛ کہے تو کہ باد بہاری چلی ؛ ملکہ مہرخ نے ملاحظہ
فرمایا کہ سب شاہزادیان اپنے اپنے لشکر پر بعہدۂ سپہ سالاری قائم ہین اس کیفیت سے لشکر مہرخ
میدان جنگاہ مین آکر ٹھہرا دیکھا کہ سامنے سے گرد اڑی لشکر کلاب عقاب سوار بڑے روز
و شور سے آتا ہی ہر سر حرر و سیاہ اپنی اپنی شان و شوکت دکھاتا ہے نشان ہاے سیاہ کلاب
عقاب سوار تیرہ بخت پر کھلے ہوئے ہوا مین پھریرے اڑ رہے ہین اُنپر تصویرین سامری و جمشید کی بنی ہین
صدا بجرنگ بجرنگ کی کہین نعرۂ یا سامری جمشید کی بلند غرض میدان کارزار مین آکر ٹھہرے میدان راستہ
ہونے لگا ایک ساحر نے جوش مین بڑھکر سحر کیا ابر آیا پانی برستا ہوا نکل گیا ایک نے ایسا سحر کیا کہ ہواے تند چلی
خس و خاشاک کو میدان کے ہٹا دیا ایک سنگ دل نے پتھر برسائے جو نخل حائل نظر تھے بلند و مرتفع ستاسر
تھے اُنکو کاٹ کر گرا دیا ایک ساحر نے ہیضہ کاری کا سامان کیا نشیب و فراز عالم کو ہموار کر دیا غارون کو خس و خاشاک سے
بھر دیا بعد آراستگی میدان صفوف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ طرفین سے درست ہوا
نقیب ہاے بلند آواز کو اشارہ ہوا گویون نے لڑکے ماہ تمثال خورشید جمال بعدل بھولی صورتین علاوہ زرین

برسر لباس رنگین زیب جسم انور ایک ایک انگوٹھی کان مین بمثیل و یکتا آن بان مین بمثل لالہ بھیروین کے سروں مین سرود بجائے اہالیان میدان کارزار و جدل مین آئے گن گنا کر آوازین لگائین **ابیات**

نقیبون نے دی یک بیک یہ صدا		کہ دنیا جگہ خوف و عبرت کی ہے	سکندر نہ باقی رہا دہر مین
یہ آئینہ ہی بات حیرت کی ہے		کدھر کو ہی دارا فریدون کہان	یہ دنیا سراسر رنج و آفت کی ہے
ہوے زر کی خاطر تو منعم خراب		بڑی فکر انہین مال و دولت کی ہی	مکانات عالی بناتے ہین کیون
عبث فکر انہین جاہ حشمت کی ہے		تحد کوئی اپنی بنا تا نہین	جگہ جو کہ آخر مین راحت کی ہی
شجاعو یہ میدان جنگاہ ہے		جگہ امتحان اور جرأت کی ہے	بڑھا کر قدم پھر نہ پیچھے ہٹے
سمجھ لو کہ یہ بات غیرت کی ہے		مگر مہر خالق مین کر عمر صرف	گھڑی دو گھڑی جو کہ فرصت کی ہے

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر سب دلاور مست ہو گئے سر جھکائے شکل ناپائداری دنیا آنکھون مین پھر گئی کلیجون پر چھری چل گئی ہوا و ہوس دنیا بالکل دل سے نکل گئی ارادہ مصمم کیا کہ لڑین اور مر جائین اس عالم ناپائدار مین کچھ نام کر جائین کہ یکایک لشکر **کلاب** عقاب سوار سے **فولاد** مشت زن مرکب سحر بڑھا کر سامنے **کلاب** عقاب سوار کے آیا اجازت خواہ ہوا **کلاب** عقاب سوار نے جواب دیا کہ تمکو سامری و جمشید کے سپرد کیا جاؤ ساحران لشکر **مہرخ** کو للکارنا سرداران فوج کو چن چن کے مارنا اُس بیحیا نے مرکب سحر اڑایا بکر و غوث تمام میدان مین آیا آواز دی جسکو تمنائے مرگ ہو میرے سامنے آئے کچھ نیرنگ بازی دکھائے **شعر** گرانہار کرا با سر پر تن است حکیم علاجش بدست من است ؛ اس صدا کو سنکر سمت صف دست راست ملکہ **مہرخ** نے ملاحظہ فرمایا ملکہ عالم کا نور نظر پارۂ جگر جوان بیدل شاہزادۂ **شکیل جادو** نے فوراً پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اجازت میدان دیجیے حق مین میرے دعا کیجیے آرزو ہی یا تو سر کو قدم اقدس پر نثار کرون یا اس بیحیا مغرور کو مشکین باندھکر سامنے حضور کے لاؤن بفرط مہر مادری رنگ ملکہ **مہرخ** متغیر ہو گیا فرمایا ای جان مادر تمھاری جدائی بہت شاق ہی یہ **فولاد** مشت زن ملعون بہت سخت ساحر ہی عرض کی اقبال حضور کا مقابلہ کریگا غلام کیا لڑیگا ملکہ نے مجبور ہو کے فرمایا بسم اللہ ملک حقیقی ورب تحقیقی حافظ و نگہبان ہو **شکیل جادو** بصد آرزو سامنے **فولاد** مشت زن کے آیا **فولاد** نے گولا آہن سحر کا جھولی سے نکالا **شکیل** پر بقہر و غضب تمام مارا **شکیل** نے ایک نشتر نکالا اور کچھ اسم سحر پڑھکر اپنی ران کا خون لیا جب گولہ قریب آیا دونون ہاتھ پھیلا دیے کہا کہ تیرا بھوکا حاضر ہے وہ گولہ گویا موم کا ہو کر ہاتھ مین آیا **شکیل جادو** نے اُسی خون سے گولہ کو رنگین کیا آواز دی کہ او **فولاد** بد بنیاد لے تیرا بیر تجھ ہی کو کھا جائیگا یہ کہکر وہی گولہ اُسی کو مارا اب وہ گولہ مثل شعلۂ جوالہ جانب سینہ **فولاد** مشت زن چلا ہر چند سحر سے اسکو روکا مگر نہ رُکا سینہ پر کینہ پر پڑا مہرۂ پشت کو توڑ کر

یار نکل گیا فولاد مشت زن زمین پر گر کے جلنے لگا آندھی سیاہ اُٹھی تاریکی ہوئی بیرون نے آواز سنائی افسوس ہارا اُسکو کہ جسکا نام فولاد مشت زن تھا لشکر اسلام سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ملکہ مہرخ نے بھی فرمایا کہ ماشاء اللہ خدا نظر بد سے بچائے فلک کج رفتار روز سیہ نہ دکھائے شکیل جادو واسطے تسلیم کے خم ہوا پھر ولولۂ شجاعت مین مہیب دی اے فرقۂ باطل پرستان جو تم مین سے اپنی زندگی سے بیزار ہو آکر مصروف کارزار ہو لکھا ہی کہ سات ساحران زبردست طرف سے کلاب عقاب سوار کے نکلے ہاتھ سے شکیل جادو کے واصل جہنم ہوئے جسوقت کہ ساتون ساحر شکیل کے ہاتھ سے مارے گئے کلاب عقاب سوار کو غصہ آیا اپنے کرگدن سحر کو جانب میدان کارزار بڑھایا اور مثل دیو کے چنگھاڑتا ہوا قریب شکیل پہونچا پہونچتے پہونچتے ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا چند قطرات آب اُسپر ڈالکر ایسا افسون پڑھا کہ وہ روئی کا گالا ایک ابر بنگیا جون جون اُونچا ہوتا تھا دیکھنے والے کہتے تھے یہ ابر ہی کہ خدائے بر و بحر کا قہر ہے یا اژدر پُر زہر ہے خدا آبرو شکیل کی بچائے اگر یہ ابر برسے گا کشت سرسبز حیات ساحران لشکر مہرخ کو جلا کر خاک کریگا چشم زدن مین ایک ایک قطرہ اسکا ہلاک کریگا یکایک وہ ابر محیط عالم ہوا ہر چند کہ شکیل نے بہت رد کرنے ابر بند کرنے جستجو کی لیکن کچھ نہوا آبرو بچانا دشوار ہوا اسقدر ابر برسا کہ زمین پر مثل دریاے قہر پانی کی طغیانی ہوئی کشتی حیات شکیل طوفانی ہوئی یعنی ایک نہنگ سیہ رنگ اُس دریا سے پیدا ہوا اور طرف شکیل کے جھپٹا یہ شناور دریاے جرات و آشنا قلزم جلالت تیغہ کھینچکر مرکب سے کود پڑا چاہا کہ تیغہ سحر کا ہاتھ لگا وُن اُس نہنگ کے منھ سے ایک حباب نکلکر کلائی پر شکیل جادو کے پڑا تیغ ہاتھ سے چھوٹ کر دریا مین گری مثل کشتی سامنے سے بہتی ہوئی نکل گئی شکیل نے ہر چند کوشش کی مگر وہ نہنگ اس گوہر بحر خوبی کو نگل گیا اور غوطہ مار کر اسی دریاے تلاطم مین غائب ہوا کلاب عقاب سوار شکیل سے فرصت پاکر اور زیادہ جوش مین آیا مثل رعد گرجا لشکر اسلام پر برس پڑا اپنے ابر و دریاے سحر کو کل لشکر مہرخ پر اشارہ کیا ابر آسمان سے برسنے لگا دریا سے طوفان اُٹھا ملکہ مہرخ اور ملکہ بہار وغیرہ نے دیکھا ہزارہا بندگان خدا دریاے سحر مین ڈوبے مثل حباب تیرتے پھرتے ہین وہ تلاطم ہی کہ ہر ایک کا ہوش گم ہے دریا تو اس جوش پر ہی ابر مین یہ اثر ہی کہ جسپر قطرۂ آب گرتا ہی پانی ہوکر بہ جاتا ہے پناہ پانی اہل لشکر مہرخ کو مشکل ہے ادھر دریا کا کنارہ نایاب ہے اُدھر سر پر بارش باران سحاب ہے کیونکر جان بچائین آفت ہاے ارضی و سماوی نازل ہی کہان جائین ناخداے کشتی عالم کے سوا کون بچائیگا اس طوفان موج خیز مین وہی کام آئیگا یہ ہنگامہ جو ملکہ مہرخ وغیرہ نے ملاحظہ کیا اپنی اپنی سواری سحر سے سب سردار اُترے اور دریا اور ابر پر سحر کرنا شروع کیا ہنگان خون آشام کو جلایا مچھلیون کو قتل کیا ملکہ مہرخ نے طرف رعد و برق کے اشارہ کیا برق تڑپ کر ابر پر گری چمک چمک کر ابر کے ٹکڑے

اُڑائے پانی پر سنا دم بھر مین موقوف ہوگیا رعد نے قریب دریا کے جاکر ایک چیخ ایسی ماری کہ خوف سے دریا کا کلیجہ پھٹ گیا ایک ہی آواز مین دریا سمٹ کر پیچھے ہٹ گیا کل گرداب چشم پُر آب بنگئے حباب تھے آنکھون پر اُس قلزم زخار کے ورم آگیا تھا مچھلیون کا کلیجہ تھرا رہا تھا ملکہ مہرخ و بہار نے بھی کچھ ماش کے دانے پڑھ پڑھ کے دریا مین ڈالے جسکی نہیب سے دریا غائب ہونے لگا کلاب عقاب سوار قہر و غضب مین آیا مثل خوک صحرائی چلایا کل لشکر کو آواز دی لینا یہ باغی نہ جانے پائین دشمنی کا شہنشاہ کی پھل پائین یہ کہکر سحر کرتا ہوا مع فوج شقاوت موج لشکر مہرخ پر جا پڑا ملکہ مہرخ تخت پر سوار ہوئین نقارون پر چوب پڑی علم ہائے زرین کے پھریرے کھل گئے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و برنگ شب و روز آپسمین مل گئے گولے اُچھلنے لگے تیغ چلنے لگے نخل ہائے صحرائی مثل شمع کافوری جلنے لگے ایک سمت اگر ملکہ بہار نے گلدستہ سحر مارا پھول برسنے لگے جسپر پھول پڑا یا اُٹھا کر سونگھا رنگ رو متغیر ہوا ٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری ظاہر ہوئی اشعار عاشقانہ پڑھتے طرف ملکہ بہار گلعذار کے دوڑے ابیات

نہ کسیکی زلف سے کام تھا نہ کسیکا گیسو سے دام تھا	مجھے تو فراغ مدام تھا مگر ایکی پیچ مین آ گئے
کھٹے پوچھو ہو مین یہ کسکے گھر یہی عاشقونکے ہین نگر	انھین بستی والون کے تھے جگر جو تمھارے داغ اُٹھا گئے

کسی کا گریبان چاک کسی کے منھ پر خاک آتا رعشق چہرہ سے ہویدا گل خسار بہار کا شیدا اس بیقراری مین یہ پکارتا تھا کہ اے غنچۂ نو دمیدہ باغ خوبی واے سرو رعناے چمن محبوبی ہم اسیر طرۂ گیسو و دیوانہ خنجر ابرو نگاہ مہر و وفا کے طالب ہین سب عاشقون پر محبت مین غالب ہین برائے باغبان قضا و قدر یک نظرے خوش گذرے ملکہ بہار جادو مسکرا کر انکو جواب دیتی تھین اگر ہمارے عاشق صادق ہو تو تلوار کھینچو اپنے گلے پر رکھو دیکھین کیونکر مرتے ہو دل دادۂ نگاہ سحر آگین یہ کلام رنگین سُنکر تیغ و خنجر کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھتے تھے موت کے مزے چکھتے تھے چہرے زرد مثل برگ خزان دیدہ زمین پر پڑے تھے ایک طرف رعد و برق نے لشکر کو تباہ کیا تھا یعنی رعد نے کانون پر ہاتھ رکھکے آواز لگائی ہم رعد جادو و برق جادو ادر رعد آسمان پر چمک رہی تھی بیٹے کی آواز سنی فوراً تڑپکر گری کئی سو کو کاٹ کر پھر بلند ہوئی ایک سمت ملکہ سرخ مو کے کاکل کشا بصد ناز و ادا اسطور سے مصروف جنگ ہے کہ پنجۂ نگارین سے کاکل مشکین تھام کر جنبش دی معلوم ہوا کہ مار سیاہ لہرایا آنکھون مین لشکر عدو کے اندھیرا چھایا اُس تاریکی مین ملازمان ملکہ سرخ مو لشکر عدو کو پامال کر رہے ہین اسی طرح سب سرداران نامی اپنے اپنے حریف سے آفتین برپا کر رہے ہین دم جرات کے بھر رہے ہین کلاب عقاب سوار نے جب یہ معرکہ قیامت خیز دیکھا اپنے گردن سحر کو فوج سے ہٹایا ایک گوشہ مین آیا زیر سایہ نخل ٹھہر کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ایک چراغ دان

مع چوماک نکالا بجائے روغن اُس چوماک مین اپنا خون ران کا کاٹ کر ڈالا کچھ بال سر کے نوچے اُسکی بتیان بنائین پھر روئی جھولی سے نکالی بالون کو اُسمین لپیٹا یا سامری کہکر ایک چیخ ماری چارون بتیان مثل شمع کافوری روشن ہوئین اب چراغدان کو ہاتھ مین لیکر بلند کیا میدان مین ایک شعلۂ چمکا جب اُسکی ضو پھیلی سرداران لشکر مہرخ کے چراغ عقل گل ہوئے شب تاریک بخت نارسا سے یہ اندھیر مچایا دن دہاڑے یہ دھوکہ دکھایا سحر فراموش ہونے لگے خود بخود بدحواس ہوکر ابا لیان لشکر مہرخ پیچھے ہٹے یا تو قصد تھا کہ لشکر کفار کو ماریں اور بڑھ بڑھ کر اُنکو للکارین یا لیکایک تاثیر روشنی چراغ سے مثل شعلہ کے تھرائے گھوڑے سرداروں کے بھڑکنے لگے ساحر مثل ماہی بے آب زمین پر گرکے پھڑکنے لگے ابیاب

عجب گردش چرخ کجباز ہے — کہین سوز ہے اور کہین ساز ہے — کہین جاہ و دولت کا سامان ہوا
کوئی مثل گیسو پریشان ہوا — کسی جا ہے شادی تو ماتم کہین — کہین چمچمہ چشم پرنم کہین
کسی نے رکھی سر پہ ترچھی کلاہ — سراسر کوئی ہو رہا ہے تباہ — کوئی ہجر ساقی مین ساغر بدست
کوئی بادہ کبر و نخوت سے مست — کوئی صاحب دولت و تاج ہے — کوئی دانے دانے کو محتاج ہے
شگفتہ ہوئے غنچہ و گل کہین — تڑپتی تھی بیتاب بلبل کہین — ہوا فوج مہرخ مین یہ انقلاب
بڑھا لیکے لشکر وہ خانہ خراب — کلاب سیہ بخت تھا باغ باغ — لیے ہاتھ مین اپنے روشن چراغ
اسے فہم کامل تھی اور ہوش تھا — اُدھر سحر سب کو فراموش تھا — قمر سرنگون ہون اسی غور مین
بچے جان اس چرخ کے دور مین — جبکہ بلکہ مہرخ و بلکہ بہار وغیرہ کل سرداران نامی نے یہ آفت

دیکھی فوراً سپر سحر کی بناکر اپنے اپنے چہرون کے آگے قائم کین کہ عکس چراغ ہمپر نہ پڑے چراغ سے کہین آنکھ نہ لڑ جاے مگر اس حال پُرملال مین دفع سحر کرنا محال ہوا چشم زدن مین لشکر مہرخ کا یہ حال ہوا کہ پیر و جوان کی زبان سے صدائے الامان بلند ہی ہر ایک خرد و کلان اس آفت سے درد مند ہی ضو چراغ کی پھیلی ہی دود غلیظ سے تاریکی بڑھتی جاتی ہی ادھر لشکر کلاب عقاب سوار پامال کرتا ہوا چلا آیا ہے ایک طرف سے کلاب اپنی سرکشی دکھاتا ہے یعنی ایک بلند ٹیکرے پر کھڑا ہی ایک ہاتھ مین چراغ لیکر بلند کرکے دکھاتا ہے ایک ہاتھ سے گولہ سحر کا لگاتا ہے اُسوقت اس بدحواسی و پریشانی مین سرداران لشکر اسلام نے بیقرار ہوکر دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے چارہ ساز بیچارگان وای داد رس بیکسان ارحم الراحمین رب العالمین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر نظم موافق مضمون مقام ہذا

خداوندا شبم را روز گردان — چو روز اندر جہان فیروز گردان — شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب وسفیدم کن چو خورشید — توئی یاری دہ فریاد ہر کس — بفریاد من فریاد خواہ رس

بہ عنایت رب اکبر تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنی سب نے دیکھا کہ آسمان پر سناٹا ہوا ایک تخت ہوا پر اڑتا ہوا آتا ہے
اُسپر **افراسیاب** سوار تاج شہریاری برسر زیور جواہر جسم پر آراستہ موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے
زیب گلو بصد آرزو آواز دیتا ہوا کہ اے قوت بازوے من کیا کہنا مہرخ وغیرہ یا تو جان بچانکی تدبیر مین
کچھ کچھ سحر پڑھ رہی تھین یا **افراسیاب** کو دیکھکر خون کا یہ جوش ہوا کہ جو سحر یاد تھا وہ بھی فراموش
ہوا چاہا کہ جان بچاکر نکل جائین مگر شرم و دلاوری مانع ہوئی ہر چند قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا مگر میدان
جنگاہ کو نہ چھوڑا جان دینے سے منھ نہ موڑا یہان تخت **افراسیاب** قرب **کلاب** عقاب سوار آکر اترا **کلاب** نے
جھک کر سلام کیا **افراسیاب** نے سر سینے سے لگالیا اور کہا اے برادر مین باغ سیب سے کتاب سامری مین تمھاری
جرأت اور شوکت دیکھ رہا تھا اول تمنے ابر و دریاے سحر بنایا ان باغیون نے جوش مین آکر اسکو مٹایا
شکیل کا گرفتار ہونا بھی مین نے دیکھا اُسکو گرفتار کرکے کیا کیا قتل کیون نہ کر ڈالا اُسنے تمھارے سردار سے
ایسے سرکش کو کیون زندہ رکھا **کلاب** نے عرض کی اے شہنشاہ وہ مسحور میرے خیمہ مین بیہوش پڑا ہے
مین نے خیال کیا سب کے ساتھ اُسکو بھی قتل کرونگا یہ چراغ بزرگونکے زمانہ سے ہے جب کوئی بُرا وقت
آتا ہے تب روشن کیا جاتا ہے بجاے روغن خون جسم کا اسمین جلتا ہے اسکے روشن کرنے مین شعلۂ آتش منھ سے
نکلتا ہے مگر ان نکمرامون نے ایسی سرکشی دکھائی کہ تاب نہ آئی **افراسیاب** نے کہا تیرا شکل کہان ہے سحر ساری
کا نمونہ عیان ہے مگر وہ دیکھو سامنے **بہار** و **مخمور** سحر کرتی ہوئی بھاگی جاتی ہین تم بخوبی آگاہ ہو جسمدن سے
بہار اپنی بہن سے لڑکر نکل آئی میرے باغ مین سناٹا ہے **مخمور** کی جدائی باعث رنج و غم کا خمار ہے گویا نشہ کا
اُتار ہے ان دونون کو جلد گرفتار کرے **کلاب** نے پوچھا اے شہنشاہ کہان **افراسیاب** نے کہا وہ جاتی ہین
جیسے ہی **کلاب** نے پلٹ کر اُسطرف دیکھا پہلو سے آواز آئی باش او بیحیا منم شہنشاہ اوج عیاری نعرۂ عمرو

عمر دم کہ کلہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ تجتاک بد اختر ببرم
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی

یہ نعرہ کرکے خنجر لپٹ کے مارا اس پہلو پر پڑا اُس پہلو کو توڑ کر
نکل گیا **کلاب** ہاے کہکر زمین پر گرا آسمان پر ابر تیرہ و تاریک پیدا ہوا سنگ باری برف باری ہوئی
آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا **کلاب** عقاب سوار تھا **عمرو** نے گرتے گرتے تاج اسکے سر سے لیا
لباس بھی اُتارا قصد **عمرو** کا قبل تھا کہ اس چراغ کو لینگے اور اپنے خیمے مین روشن کرینگے کوئی
ہمارے خیمہ مین نہ آسکیگا اسباب ہمارا نہ اُٹھا سکیگا اندھا ہو جائیگا ٹٹولتا پھریگا مگر اسکے مرتے ہی
وہ چراغ جلکر خاک ہوگیا خواجہ ٹیکرے سے کود کر بھاگے **مہرخ** اور **بہار** نے دیکھا کہ عین وقت پر
خواجہ نے آکر **کلاب** عقاب سوار کو مارا کیا کمال کیا یہ دیکھتے ہی دل قوی ہوا لشکر **کلاب**

پر حملہ کیا گولے ترخ تارخ سحر کے چلنے لگے زمین سے شعلہ نکلنے لگے وہان شاہزادہ شکیل کہ خیمہ کلاب مین بیہوش پڑا تھا سحر مین اس بیحیا کے مبتلا تھا اسکے مرنے سے خود بخود ہوش آیا غصہ مین اٹھا گلہبان دوڑے چاہا پکڑ لین شکیل نے چند سنگریزے اٹھاکر مارے کئی سو کے سر پھٹ گئے مرکر زمین پر گرے سحر شکیل سے جلکر خاک ہوئے تڑپ تڑپ کر ہلاک ہوئے اسیطرح لڑتا ہوا بیرون خیمہ آیا دیکھا ہنگامۂ رزم گرم ہے فوج کلاب پر آفت برپا ہے سرداران مہرخ کے نعرے بلند ہین لشکر کلاب بھاگنے پر آمادہ تھا مثل مشہور ہے لشکر بے میر فقیر بے پیر تکیہ بے فقیر ترکش بے تیر بیکار ہین آخر ملازمان کلاب تاب مقابلہ سرداران مہرخ نہ لائے بشکل تمام لاشۂ کلاب اٹھایا اور ایک گھنٹے پر ڈال لیا رفتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف باغ سیب کے روانہ ہوئے یہان اہل سلام نے خیمے و بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضے مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا ایک ایک ساحر کو اسقدر انعام ملا کہ غنی ہوگیا نوبت و نقارے بجاتے ہوئے سرداران نامی مع ملکہ مہرخ سحر چشم داخل بارگاہ ہوئے کمیدان رسالدار اپنے اپنے مقام پر کمرین کھول کھول کر اترے سجدۂ شکر یہ پروردگار بجالائے بجہت دفع اشکوک سامعین تحریر کیا جاتا ہے کہ جس تخت پر خواجہ عمر و سوار ہوکے آئے تھے وہ تخت انکو ملک زبرجد نگار سے ہاتھ آیا ہے حکما نے واسطے زبرجد شاہ کے بنایا تھا واضح ہو کہ زبرجد شاہ خدائی کرتا تھا دمامہ جادو بہت بڑی ساحرہ تھی اُسنے سامان خدائی زبرجد شاہ درست کر دیے تھے ایک قصر معلق بنایا تھا اسمین زبرجد شاہ رہتا تھا صبح کو اُس تخت پر سوار ہوکر بصد کروفر تخت کو اُڑاتا ہوا دربار مین آتا تھا سبکو جاہ و جلال دکھاتا تھا خواجہ نے بڑے زور و شور سے عیاری کرکے اپنے تئین قصر معلق پر پہونچایا تب یہ تخت ہاتھ آیا جب زبرجد شاہ کو گرفتار کرکے داخل کر لیتے ہین تو حیران ہوتے ہین کہ مین زیر قصر معلق کیونکر جاؤن اُسی حیرانی مین ملاحظہ فرماتے ہین کہ پایۂ تخت مین ایک تختی نصب ہے اُسمین مرقوم ہے کہ اگر کوئی شخص سر سوار ہو بلندی پر جانا منظور ہو تو اکثر آہنی کلین نصب ہین اگر فلان کل کے اوپر ہاتھ رکھے یہ تخت بلند ہوتا چلا جائیگا اگر یہ چاہے کوئی کہ مائل بہ پستی ہو اسطرح اس کل کو دبائے نیچے اُتر آئے غرضکہ سب طرح کی صورتین اُسمین مرقوم تھین جیسے خواجہ نے اس تخت کو پایا ہے بوقت ضرورت اُسپر سوار ہوتے ہین داستانین باتصویر دفتر ایہ نامہ مین موجود ہین انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو بخاطر فیض عاطر جناب منشی نولکشور صاحب بلاحظۂ ناظرین باتمکین پیشکش ہونگی اور دوسرے اگر شاید ناظرین خیال فرمائین کہ سحر چراغ کلاب عقاب سوار نے خواجہ پر کیون نہ تاثیر کی سر پر خواجہ عمرو کے کلاہ حجاب الابصار تھی خاصیت اسمین یہ ہے کہ سحر صاحب کلاہ پر تاثیر نہین کرتا سوائے ضرورت شاقہ کے صاحبقران نے قسم لیلی ہے کہ بلاوجہ اسکو سر پر نہ رکھنا اسوقت اسکو پہنکر بصورت افراسیاب آئے تھے فی الجملہ یہ فتح بعیاری خواجہ عمرو بفضل رب اکبر حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی ملکہ مہرخ سر پر جہانبانی پر آکر بصد فر و تمکین جلوہ فرما ہوئین صرماہ گرم ہوا محفل عیش کی تیاری ہوئی رقاصان پیکپرہ آکر رقص کرنے لگے ساقیان حور رخسار جام بادۂ گلنار لیکر

میکشوں کو مسرور کرنے لگے کہ دیکھا یکایک خواجہ عمرو بصد کروفر مع مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و مہتر قران نامدار و چالاک بن عمرو داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے تمام شاہزادیان واسطے تعظیم و تکریم کے اپنی اپنی جگہ سے اُٹھیں خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر بیٹھے عیاران نامی اپنے اپنے عہدوں پر متمکن ہوئے سرداروں نے شکریہ خواجہ ادا کیا ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ کشتی مین لگاکر سامنے پیشکش کیا خواجہ عمرو شگفتہ نہوئے منہ پھلائے بیٹھے رہے ملکہ مہرخ نے دست بستہ عرض کی کیون خواجہ خیر تو ہی عمرو نے سر جھکاکر کہا کہ ملکہ مین لٹ گیا ایک مہاجن نے معتبر جانکر دو صندوقچہ دیئے تھے واسطے فروخت کرنے کے وہ میری کمر سے لگے تھے اسوقت جلدی مین عیاری کرکے آیا اس بیحیا کو ارادہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اب اُس مہاجن سے بڑی تکرار ہوگی ملکہ مہرخ کچھ سمجھکر نہیں عرض کی ہم سب طرح پر حاضر ہین جسقدر رقم ہو پیشکش کرین خواجہ عمرو نے سر جھکاکر فرمایا اُنکی تعداد غیر ممکن ہی آپ لوگ اپنے موافق مقدور کے جو کچھ دینگے اُسکو دیکر سمجھاؤنگا آیندہ جو باقی رہیگا محنت و مزدوری کرکے ادا کرونگا اعتبار مین فرق نہ آنے دونگا غرض کل سرداروں نے زر کثیر بصد توقیر منگاکر سامنے خواجہ کے حاضر کیا زر سُرخ و سفید کو دیکھکر چہرہ خواجہ کا مثل کندن کے دمکنے لگا ہنسکر فرمایا مجھے کیا تم سب صاحبون سے انکار ہی یہ کہکر وہ سب زر کثیر نذر نبیل کیا ملکہ مہرخ نے باادب عرض کی آج خدا نے زندگی دوبارہ کی وقت عیش و سرور ہی اگر خلاف خاطر مبارک نہو سرفراز فرمائیے نے بجائے بخدا علم موسیقی مین آپ شہرۂ آفاق ہین کان سب کے صدائے الحان داؤدی کے مشتاق ہین خواجہ کا بھی اُسوقت دماغ باؤ ناب سے گرم تھا ناز نینان پریچہرہ شیرین ادا گلعذار ماہ رخسار صحبت مین حاضر تھین دور جام مے گلفام بے دغدغۂ گردش ایام چل رہا تھا بادہ کشان خمخانۂ عشرت کا حوصلہ نکل رہا تھا ایک سمت کنیزان ملکہ بہار بصد ناز و انداز مثل طاؤسان طناز سرگرم خرام ناز تھے ایک اک انمین شوخ دیدہ تھی

پردہ ناموس کا دریدہ تھی	ایسی بے چین ایسی گرمگرم	برق و سیماب کو بھی آوے شرم

خواجہ نے اس جلسہ کو دیکھکر دست دعا اُٹھائے اور یہ دعا دی کہ اے بہار پیرائے عالم بصد لطف و کرم اس باغ پر بہار کو باد خزان سے بچانا پھر کبھی ایسا روز سیہ نہ دکھانا یہ کہکر بصد خوشی جیب سے نکالی ساز نددن کی جانب متوجہ ہوئے کہ مبصرون کی آس ہی روح تامنین کا پاس ہی جلد ساز ملاؤ بھائے قریب آؤ لیکن خیال رکھنا ہمسے الگ نہو نا فور کارروانان علوم موسیقی نے ساز ملائے خواجہ نے نے کو پھونکا اول اس بند کو مصنف نے شروع کیا خمسہ

غم مطرب پسر سے قصر دل آباد کرتے ہین	دل نالان کے نالون سے طبیعت شاد کرتے ہین
ترانے مثل بلبل ہم نئے ایجاد کرتے ہین	کسی محبوب کی بزم طرب کو یاد کرتے ہین
برنگ نے ہمارے استخوان فریاد کرتے ہین	

صدائے نے جو بلند ہوئی آواز تحریر سے سامعین کو غش آنے لگے دل بھر آئے قلب تھرائے آنکھون سے

اشکون کا تار بندھا پھر عمرو نے جوش مین آکر یہ غزل بجائی غزل

مجھکو جس دل کی شکایت تھی کہ قابو مین نہین
اب تڑپتا ہون اکیلا وہ بھی پہلو مین نہین

ہجر کی شب آئی تھین کتنی بلائین مجھ پہ لوچھ
اسقدر تھین جتنے بل بھی تیرے گیسو مین نہین

داغ عشق یار کو اپنا نہ سمجھے دل کبھی
رنگ کہتا ہے وفا اس پھول کی بو مین نہین

کہتے ہین وہ اپنے انداز آئینہ مین دیکھکر
آج کچھ میری طبیعت میرے قابو مین نہین

بے اثر دونون ہین گو اپنے دم سرد اشک گرم
پھر بھی ہی جو آہ مین گرمی وہ آنسو مین نہین

تو چھپائے لاکھ جب چھپتے تبھی دے دلکی تڑپ
دل ہی عاشق کا یہ مچھلی تیرے بازو مین نہین

بیٹھتے ہی پاس مجکو آپ سے باہر کیا
غیر کے پہلو مین ہو تم میرے پہلو مین نہین

خود گلا کاٹو گے اپنے زخمون کو دیکھکر
ترچھے زخمون کی ادا وہ ہی جو ابرو مین نہین

تم پٹکتے دید کی حسرت کو کیونکر دیکھتے
آنکھ سے گر پڑنے کی خصلت اس آنسو مین نہین

دلکو صدمے کیسے کیسے دل کی الجھن نے دیے
یاد گیسو کے وہ جھٹکے ہین جو گیسو مین نہین

وصل مین بھی ناگوار انکا نکلنا ہے جلال
کیا کہین ارمان دل کے اپنے قابو مین نہین

یہان تو یہ صحبت عیش و نشاط آراستہ ہی جلسہ جما ہوا ہی مگر اب دو کلمہ داستان افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین انشاء اللہ ناظرین اس داستان حیرت بیان مین لطف تازہ پائینگے مصنف کو بدعاے خیر یاد فرمائینگے افراسیاب جادو باغ سیب مین آیا ہی چونکہ قتل سید غازی کا ارادہ کیا تھا اسوجہ سے ملکہ حیرت بھی مع وزرا امرا و مع شاہان طلسم اس مقام پر موجود تھے افراسیاب حیرت جادو سے کہ رہا ہے کلاب عقاب سوار مقابلہ مین باغیون کے گیا ہے کانٹا نکر یکے دل مین کھٹکیگا وہ راہ افسون گری سے بھٹکیگا تمھاری ہمشیرہ صاحبہ بھی گرفتار ہو کے آتی ہونگی اب مجھسے اُسکی سفارش نکرنا خبردار کچھ گنجائش نہ کرنا آتے ہی ایک ایک کو قتل کرونگا اُنکو نافرمانی کی سزا دونگا یہ سنکر حیرت کا چہرہ لال ہوا غصہ سے عجب حال ہوا فرط غیظ و غضب سے ہونٹھ کانپے منھ سے بات نہ نکلتی تھی ضبط کرکے جواب دیا کہ واہ شہنشاہ بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتے گدھے کے کان اینٹھے مین نے خود کیسے کیسے رنج اٹھائے ہین ان نمکحرامون سے کیا کیا مزے پائے ہین جو مین اُنکو قتل سے بچاؤنگی اسی اثنا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا حیرت نے گھبراکر پوچھا دیکھو یہ کیا ماجرا ہے کون روتا پیٹتا ہے کنیزین واسطے خبر کے اٹھی تھین یکایک دیکھا کہ ملازمان کلاب عقاب سوار نالان و زار لاشہ اپنے مالک کا لیے ہوئے سامنے افراسیاب کے حاضر ہوئے پکارے دہائی شاہنشاہ کی افراسیاب نے پوچھا ارے کیا ہوا عرض کی سبعون نے

حضور ہمارا مالک اس روز و شور سے لڑا کہ باغیون پر اس جلدی مین کبھی کوئی غالب نہ آیا ہوگا اول برود یا نے سحر بنایا اُس سحر کو نمکحرامون نے باطل کیا اس روشن رائے نے چراغدان سحر نکالا کہ جو کئی سال مین پوجا پاٹ کرکے بدقت تمام بنایا تھا جلایا عوض روغن کے اپنا خون صرف کیا اُسکے خوف سے سرداران لشکر فرخ کو سحر فراموش ہوا کل لشکر نے بھاگنے کا قصد کیا کیونکہ سحر کا ایک حرف کسی کو یاد نہ تھا ہمارے مالک ایک ٹیکرے پر کھڑے ہوئے چراغ دکھا رہے تھے دشمنان تیرہ بخت کو جلا رہے تھے اب خطا معاف ہو تو حقیقت بھی عرض کرین لیکن جان کی امان پائین تو زبان پر لائین افراسیاب نے کہا بیان کیون نہین کرتے اسمین معافی خطا کیسی تھی اگر ایسی تیسی سب تو نہ بول سکے لیکن دو چار سردار جو زیادہ گستاخ تھے وہ دست بستہ آگے بڑھے عرض کی اے شہنشاہ ہمارا مالک تو غالب آچکا تھا یکایک حضور کا تخت نمایان ہوا اُسی ٹیکرے پر پاس کلاب عقاب سوار کے حضور اُترے ہمنے دور سے دیکھا کہ پہلے کچھ باتین ہوئین یکایک حضور نے غصہ مین آکر للکارا کلاب کی کوکھ پر خنجر مارا وہ تڑپکر گرا آپ سحر کرکے غائب ہوگئے خداوند انصاف فرمایئے غلامون سے نہ چھپایئے وہ تو قوت بازو تھا زینت پہلو تھا کیا کسی زمانہ مین اُس سے کچھ خلاف طبع والا ہوا تھا جسکے عوض مین حضور نے یہ انتقام لیا اگر ایسا ہی تھا بعد فتح جنگ منادی ہوتی یا قید کا حکم دیا ہوتا جرمانہ کیا ہوتا سلطنت سے معزول کرتے شہنشاہ ایسا غصہ جان ہی سے مارڈالا خوب نمکخوارون کو جانفشانی کا مزا للاب ہم سب پر حال بغاوت مرخ و بہار وغیرہ بھی ظاہر ہوا کہ جان و آبرو کے خوف سے نکل گئے ایک غیر شخص غریب الوطن کے شریک ہوئے یہ باتین سُنکر افراسیاب مثل مار دُم بریدہ کے غصہ سے بل کھانے لگا قہر و غضب مین تھرانے لگا غیظ سے چہرہ سُرخ ہوا کف منھ مین بھر آیا بقہر و غضب تمام جواب دیا کہ او بیجاؤ نامردو بے وقوفو اندھو یہ کیا واہیات بکتے ہو بابدولت تو سحر سے بیرون باغ تک بھی نہین تشریف لیگئے مین نے اُسکو کیونکر مارا میرا چچازاد بھائی تھا ہر چند نالائق تھا مگر کروڑہا روپیہ خرچ کرکے سحر سکھایا علم نیرنجات پڑھایا دیکھنے مین موٹا تھا لیکن مجھسے بہت چھوٹا تھا اُسپر میرا ہاتھ کیونکر اُٹھتا اور سردار تو خاموش ہوگئے لیکن طرار جادو کہ سپہ سالار لشکر کلاب تھا اسکو تاب نہ آئی قبضہ پر ہاتھ ڈال کے عرض کی کہ آپکے ارشاد کو کون جھوٹ کہے صاف تو یہ ہے کہ تین لاکھ فوج نے ہماری دیکھا دیکھی خرابی اپنی زبان سے کہینگے خداوند سامری و جمشید سے آپکے ظلم کی فریاد کرینگے یہ سُنکر افراسیاب بے تقہر آواز دی ان سبکو جو تیان ماروان زبان درازون کی ناکین کاٹ لو کہ بابدولت کو جھوٹا بناتے ہین میرے بھائی کا مجکو قاتل بتاتے ہین غلامان افراسیاب اپنے اپنے مقام سے اُٹھے تلوارین پکڑکے قرولیان کمر سے نکالنے لگے اُن سبکی ناکین کاٹ لین جب تو طرار جادو نے بھی اسباب سحر نکالا تیغۂ سحر برق مثال کھینچا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو اب نکلے مٹینگے یا جان دینگے مین اس سے لڑ بھڑکر مرجاؤنگا ناک نہ کٹواؤنگا یارون کیون حیران

ہو جانبازی کرو کہ اس ناک کاٹنے والے کو بھی کان ہو پھر کبھی کسی سپاہی شریف سے ایسے کلمات نامعقول نکرے آپ ہی حرامزادے نے ہمارے مالک کو مارا ہے ہم جو جان بچا کر آئے ہیں تو ہماری ناک کاٹنے کا حکم دیتا ہے یا خداوند سامری و جمشید تمپر روشن ہے کہ ہم لشکر مہرخ سے کیسے لڑے دشمنوں سے کیسے معرکہ پڑے یہ بیداد گر ہمپر ستم کرتا ہے زبردستی ہماری آبرو ریزی کا درپے ہے ساتھ والوں نے آواز دی اے افسر ہمارا تیرا ساتھ ہے تیرا دامن دولت ہے اور ہمارا ہاتھ ہے جہاں تیرا پسینہ گریگا وہاں ہم سب لہو گرائینگے ہرگز ہرگز ناکین نہ کٹوائینگے یہ کہکر حربہ بسحر ہاتھ میں لیے غلامان افراسیاب پر جا پڑے آگے سبکے طرار نامدار عقب میں یہ فوج بیشمار غلامان افراسیاب سے ترخ و نارنج کچے پکان کے چلنے لگے مرنے والے تو بہت برے ہوتے ہیں ایک چشم زدن میں پانچ ہزار غلامان افراسیاب مارے گئے سو یہ بھی کام آئے اب طرار نے چاہا کہ باغ سیب سے لڑ بھڑ کر نکل جاوے افراسیاب یہ کیفیت دیکھکر طرف آسمان کے اشارہ کیا ایک لکہ ابر مختصر گھر کر آسمان پر آیا پانی برسنے لگا برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا جسپر قطرہ پڑا بیہوش ہو کر زمین پر گرا افراسیاب کے سحر کی کون تاب لا سکتا تھا جب وہ سب بیہوش ہو گئے ملازمون کو حکم دیا کہ ان سبکی مشکیں باندھو طوق و زنجیر میں مسلسل کرو ہوشیار کر کے انکو ہمارے سامنے لاؤ اب جو اُن سبکی آنکھ کھلی سحر فراموش تھا ضعف و نقاہت کا جوش تھا اپنے کو مقید پایا افراسیاب نے آواز دی کہ ان نمکحرامو اب کہو تمہارا کیا حال کردن طرار سے پھر بھی ضبط نہو سکا جواب دیا کہ نمکحرام تو ہے شہنشاہ لاچین اپنے ولی نعمت کو جسنے تجکو خاک سے پاک کیا اسی کو بکر گرفتار کر کے طلسم ہوش ربا پر قبضہ کیا اب شہنشاہ بن بیٹھا ہے ہمکو نمکحرام کہتا ہے اب تیرے قبضے میں ہیں قتل اور غیر قتل کا تجکو اختیار ہے یہ سُنکر افراسیاب نے اشارہ کیا کہ جلد بیرون باغ سیب میدان خونی کی تیاری کرو ان چرب زبانون کو داروں پر کھینچو کہ سرکشان طلسم کو عبرت ہو ظاہر ہے ہماری شوکت ہو ملازم افراسیاب کشان کشان بیرون باغ لائے دارین استادہ ہوئیں جلادان مہرخ خصلت تیغہ ہائے برہنہ لیے ہوئے سامنے آئے کسی کو زیر دار لائے کسی کے واسطے چبوترے ریتکے بنائے ایک جلاد نے ہاتھ پکڑ کر طرار کا کھینچا تیغۂ زہر آلود پکڑ کر سر پر آیا اُسوقت طرار کا یہ حال تھا آنکھون میں آنسو بھرے ہوئے چہرۂ اداس عالم یاس دل سے کہتا تھا اے مہرخ و عمرو کے خدا اگر ہم اس قتل سے نجات پائین سامری و جمشید پر لعنت کرین عمرو کے شریک ہو جائین وہ بیشک جوہر شناس ہے قدردان ہے اور یقین ہے کہ خدائے نادیدہ برحق ہے طرار دل سے یہ باتین کر رہا ہے کبھی آسمان کی طرف جاتا ہے کبھی شہاب کی موت پر آنسو بہاتا ہے افراسیاب نے ایک حکم دیا ہے چاہتا ہے کہ حکم ثانی دے کہ بقدرت رب اکبر یکایک صرصر سامنے سے نمایان ہوئی یہ معرکہ دیکھکر بہت پریشان گھبرائی ہوئی جھپٹ کر قریب افراسیاب کے آئی عرض کی اے شہنشاہ یہ معرکہ کیا ہے ان سبھون کی کیا خطا ہے افراسیاب نے کہا اے صرصر یہ سب مجکو قاتل کلاب عقاب سوار بتاتے ہیں

کہتے ہین وہ لڑائی مہرخ کی فتح کر چکا تھا آپنے آکر اُسکو خنجر سے مارا مابدولت ہر چند کہتے ہین یہ نہین مانتے ہین قسمین کھاتے ہین
کہ آپنے مارا اور اے صرصر مابدولت تو آج دماغ سیب سے باہر نہین نکلے علاوہ ازین مین اپنے بھائی کو کیون قتل کرتا
بیخطا کے خون سے ہاتھ بھرتا یکبار صرصر ہنسی عرض کی سرکار بیجا ارشاد فرماتے ہین یہ بھی جھوٹی قسم نہین کھاتے ہین عمرو
عیار سا ربان زادہ بلاے بے درمان ہی آپکی شکل بنکر آیا ہوگا بھلا یہ بیچارے کیا پہچانتے حضور کتاب سامری ملاحظہ
فرمائین کہ کلاب کیونکر مارا گیا ابھی ظاہر ہو جائیگا افراسیاب کو یہ سنکر سناٹا آگیا سر جھکا لیا دلمین اپنی حماقت
پر نادم اور منفعل ہوا اسیوقت کتاب سامری کھولکر جو دیکھا صاف اُس سے ظاہر ہوا کہ عمرو نے بصورت
افراسیاب عیاری کرکے کلاب عقاب سوار کو مارا یہ دیکھکر بہت شرمندہ ہوا سر ہلا سے اشارہ کیا کہ تمان سب کی
سفارش کرو مابدولت سے گذارش کرو سرمانے فوراً دست بستہ پکار کر عرض کی کہ اب سرکار نکی گستاخی غلام کی خاطر سے
معاف فرمائین یہ اپنی سزا کو پہونچ چکے افراسیاب نے سر جھکا لیا الخاموشی نیم رضا کا مضمون ظاہر ہوا سرمانے
تعجیل تمام طرار کو مع دس ہزار ساحرون کے رہا کر دیا افراسیاب نے سرما کو ایک شیشہ پُر از آب دمیدہ سحر دیا کہ ان
سب پر چھڑک دو کہ سحر ان سب پر سے مابدولت کا اثر جاے سرمانے یہی کیا طرار سے کہا شہنشاہ کے قدمون پر گرو
خبردار پھر ایسی حرکت ناشایستہ نہ کرنا اپنے ولی نعمت پر تہمت نہ دھرنا طرار نے کچھ جواب نہ دیا سر جھکائے کھڑا رہا
سرمانے کہا کہ اے طرار جاؤ اس اپنی فوج کو لیکر شریک لشکر ملکہ حیرت ہو طرار مع اُن دس ہزار جادوگرون کے
باغ سیب سے نکل کر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا شام کو اک دشت پُر فضا مین آکر ٹھہرا یخ مین کھانا پکھایا
کپتان و جمعدارون کو بلا کر اپنے خیمہ مین جمع کیا طرار سب کے سامنے روتا ہوا اپنے مقام سے اُٹھا آواز دی بھائیو
تمنے ظلم و جبر افراسیاب کا دیکھا کہ ہمکو بلاوجہ ذلیل کیا اب کہو کیا ارادہ ہی سب نے جواب دیا آپ بجاے شہنشاہ کلاب
عقاب سوار آپ ہمارے سرپرست اور مالک ہین بموجب مصرع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست ؛ یہ سنکر
طرار جادو نے کہا بھائیو اس بات کو گوش ہوش سے سنو جسوقت ہمکو اور تمکو زیر دار بٹھایا تھا ہمنے اسوقت
خداے مہرخ اور عمرو سے رجوع کی تھی اور دل سے عہد کیا تھا کہ اگر اس بلا سے نجات پائینگے مطیع اسلام ہوکر
خدمت عمرو مین جائینگے فوراً اس مذہب کی برکت ظاہر ہوئی دیکھو خود بخود افراسیاب ہمارے اور
تمھارے قتل سے باز آیا ظہور قدرت خداے عمرو ہوا علاوہ اسکے خیال کرو عقل کو دخل دو اہل اسلام کہتے ہین
کہ ہمارا ایک خدا ہی کوئی اُسکا شریک نہین ہی جو چاہتا ہی وہ کرتا ہی بیان پونے دو سو خداوند مشہور ہین
کیونکر ہو سکتا ہی دو بادشاہ سلطنت باہم کر نہین سکتے کہ حکم مین خلل آئیگا ایک کی راے کچھ ہوگی ایک کچھ کہیگا
نہ کہ مقدمۂ خدائی اب خیال کرو کہ پونے دو سو خداوند ہین کیونکر احکام ترتیب عالم جاری ہوتے ہین سچ تو یہ ہی
کہ عقل نہین قبول کرتی یہ سنکر سب نے عرض کی کہ اے سردار نامدار بیشک درست ارشاد فرمایا ہماری بھی عقل یہی

بین مین آیا طرار نے کہا شکر ہی خدائے نادیدہ کا مقدمہ مذہب درست ہوا اب بتاؤ کہ خدمت ملکہ مہرخ و عمر و مین کیونکر چلین بلا وجہ کیا ہماری قدر ہوگی کہو ہمارے کون استقبال کو آئیگا سب نے عرض کی جو مناسب وقت ہو وہ کیجیے ہم سب مطیع اسلام ہین یہ ذکر تھا کہ ایک ساحر آیا عرض کی اے سردار عالی وقار ابھی مین نے سنا ہی کہ عقب اس کوہ کے لشکر ابریق کوہ شگاف کئی دن سے واسطے شکار کے آیا ہوا ہی یہ مژدۂ جانبخش سُنکر طرار نے کہا کہ چلو آج اس بیحیا پر شبخون مارین لڑتے بھڑتے اپنے تئین خدمت عمرو مین پہونچائین بہادرون کے قدردان ہین ضرور عنایت فرمائینگے اُنکی غلامی یہان کی سرداری سے بہتر ہی یہ مشورہ کرکے دوپہر رات گئے لشکر کو آراستہ کیا اور لشکر ابریق کوہ شگاف پر آکر گراسب کو سکھا دیا تھا کہ یار و نام مرد بہ از مرد ہونا ہی لشکر ابریق کوہ شگاف پر گرا تو نام سرداران ملکہ مہرخ سحر چشم کے لینا اس طور سے ان بیحیاؤن کو شکست دینا خدائے نادیدہ انجام بخیر کرے غرضکہ سب نے یہی کیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم رعد جادو کسی نے نام شکیل جادو فرزند مہرخ کا لیا کسی نے نعرہ کیا کہ منم شاہزادۂ خورشید زرین سحر فرزند دلبند ملکہ سرخ موے کل کشا کر طرار نامدار نے آواز دی منم معمار قدرت صاحب شوکت فوج ابریق کی مع ابریق سب شراب پی پی کر خواب خرگوش مین مبتلا تھے اس آفت ناگہانی کی خبر سنتے ہی جو گھبرا کر اٹھا ہاتھ سے سرداران طرار کے واصل جہنم ہوا ایک چشم زدن مین پانچ ہزار بیحیاؤن کو مارا اب تو فوج ابریق مین تلاطم ہی حواس ہر ایک کا گم ہی بعضے غافل پڑے سو رہے تھے گھبرا کر آنکھ کھلی خدمتگار سے پوچھا یہ کیا ہنگامہ ہے اس نے عرض کی ملازمان مہرخ شبخون آئے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہی یہ سنکر آواز دی اوسائیس جلد مرکب ہمارا تیار کر سائیس نے ساز و یراق مرکب پر آراستہ کیا گاڑی کھولی جلدی مین پچھاڑی کھولنا بھول گیا میان ساحر صاحب خیمہ کے باہر آئے دلمین ارادہ یہ تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگ جائین اپنی جان بچائین تبعجیل مرکب پر سوار ہوئے گھوڑے کو ایڑ کی وہ آگے نہ بڑھا جھلا کر کوڑا مارا گھوڑے نے جست جو کی منہ کے بل گھوڑے سے خود ہی زمین پر گر پڑے سمجھے کسنے گرز مارا اُدھر سے ہمراہیان طرار آکر پہونچے سحر کرکے میان ساحر صاحب کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے جب یہ قیامت برپا ہوئی خادم نے جلکر ابریق کو جگایا گھبرا کر اٹھا پوچھا کیا ہنگامہ ہی خادم نے عرض کیا چند سرداران ملکہ مہرخ شاید واسطے شکار کے صحرا مین آئے تھے آپکے لشکر کو دیکھکر آگرے ہین ہزارون آپکے لشکر کے مارے گئے ابریق عالم نشہ شراب مین جھومتا ہوا اُٹھا کہتا کچھ تھا منہ سے نکلتا کچھ تھا جھولی سحر کی لینا بھولا باہر نکل آیا نشہ مین لینا لینا کہنے لگا ہر مرتبہ اسباب سحر جسم پر ہاتھ پھیر پھیر کے ڈھونڈھتا ہی کچھ ہاتھ نہین آتا ہی اس اثنا مین ادھر سے طرار لڑتا ہوا آتا تھا ابریق کو دیکھکر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اُسنے سپر سحر کے لیے ہاتھ اُٹھایا سپر کو بھی پشت پر نپایا اسنے عرصہ مین تیغۂ سحر طرار اسکے سر پر آتا دراڑ دیہ پہونچا تھا کہ ابریق نے یاسامری کہکر کچھ افسون پڑھا تیغہ تو سر سے نکل گیا ابریق

عشق کھاکر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لون بہر نذر خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرا دیا صدا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بشکل اُٹھایا ہوا دار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر ٹھہر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا یہ وقت سحر بفتح و فیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نیا یا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش و راحت مین بسر کی تھی کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعاے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین اشعار

گل سرخ تا بدجو روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد
ای شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کلاب عقاب سوا جو	
ہمہ کار عالم بکام تو باد	

مارا گیا تھا اُسکا سردار طرار جادو کسی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کوہ سگاف پر مار الاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہی کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کرکے بآسرو لائین اُسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال دلکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بگلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہی کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہی کیونکہ ایسون کے نام پر جان نثار ہو غرضکہ ساتھ ان سردارون کے قطع راہ کرکے قریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سردارانِ دلیر کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا طرار بہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے سر اُسکا سینے سے لگا لیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبرو ے تمام ملکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادۂ خورشید زمین سحر دنگل بیٹھے کو بلا اُسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمے سراپردہ تنادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اُس بارگاہ مین داخل کرو اس پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری

دعوت قبول کرو جو کچھ چپہ آش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام وبہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہائے سرداران نامی ہو لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہو کہ شور گریہ وزاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ تو مبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذرا ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری وجمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہو باغیون نے کسی کا گل مید توڑا کسی گلشن حیات کو پائمال کیا ائے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہو کون روتا ہو افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہو بہار سے ناحق رنج وملال ہو تمھارے طعن وتشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا وزیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوا دار پر پڑے ہوے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی آشکبار بیقرار گریان ونالان خاک برسر کنان ابریق کوہ شگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہو کر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اترے ہوے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہو گئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہو شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُن دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار پیچیان پرفن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہو خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری وجمشید کی نگاہون پر ہا پڑے کل حضور نے جو طرار جادو سردار کلاہ عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اُسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جاکر تمام سرداران مہرخ کیا دس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کرکے چلتا دہندھا کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہر سردار نگہرام نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہو طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہو پیچھے قہقہے ہو رہے ہین افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کیون نالائقو ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب مابدولت کو ثابت ہوا ہو کہ تباکھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو حواسمجھ لیا ہو یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اترواکر مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا ائے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نگہرام کے ہاتھ سے زخمی ہو کر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال نہ انتظام نہ خوف ننگ ونام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہو

عشق کھاکر زمین پر گرا طرار نے چاہا سر کاٹ لون بہزار خواجہ عمرو یہ تحفہ مہیا کرون لشکریان ابریق نے ابریق پر اپنے تئین گرادیا صدہا نے اپنے کو قتل کرایا مگر ابریق کو بمشکل اٹھایا ہوا دار پر ڈالکر لیکر بھاگے طرار نے خیمہ خرگاہین بارگاہین لوٹ لین اپنے قبضہ مین کین خزانہ بہت سا ہاتھ آیا جو پڑاؤ پر ٹھہر کر رہگئے تھے انکو صبح تک قتل کیا بوقت سحر بفتح وفیروزی طرف لشکر خواجہ عمرو کے چلے مگر محجوب تھا کہ افسوس برائے نذر کوئی تحفہ نہ ہاتھ آیا سر ابریق نپایا اس خیال مین ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہان ملکہ مہرخ نے ساری رات عیش وراحت مین بسر کی تھی کہ یکایک جوڑیان ہرکارون کی سامنے سے آئین دعائے ترقی دولت و اقبال زبان پر لائین اشعار

گل سرخ تا بدہ روشن چراغ	نگین سعادت بنام تو باد
کہ تا سبزہ روئیدہ باشد ببلغ	سمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہنشاہ گیتی ستان عجب طرح کا معرکہ ہوا ہی کلاب عقاب سوا جو مارا گیا تھا اسکا سردار طرار جادو سی وجہ سے خود بخود مطیع اسلام ہوا شب کو شبخون لشکر ابریق کوہ سگاف پر مارا لاکھون ساحر قتل کرکے آتا ہی اور ابریق زخمی شدہ کو ساحران لشکر طرف باغ سیب کے لے گئے مگر طریقہ طرار نامدار سے ظاہر ہی کہ بے وجہ خدمت مین آتے ہوے شرماتا ہی جابجا ٹھہرتا ہوا آتا ہی یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اور خواجہ عمرو نے خوش ہوکر حکم دیا کہ ہمارے سرداران نامی جلد جائین اور طرار نامدار کو استقبال کرکے بآسرو لائین اسی وقت ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ ہلال دلکہ نافرمان والاشان وغیرہ مع فوج دریا موج واسطے پیشوائی طرار نامدار کے بصد شوکت و وقار روانہ ہوئین یہان طرار جادو مع اپنی فوج کے ایک صحرا مین ٹھہرا ہوا تھا کہ یہ سب سرداران نامی پہونچے طرار جادو سے بغلگیر ہوے اور کہا ملکہ مہرخ آپکی نہایت مشتاق ہین اگر عرصہ فرمائیے گا تو کیا عجب ہے کہ خود تشریف لائین ہمکو بہر استقبال آپکے بھیجا ہی طرار جادو نے طرف اپنے اہالیان لشکر کے دیکھکر کہا دیکھو جوہر شناس ایسے ہوتے ہین کہ مجھ ذلیل کے استقبال کو ان سرداران جلیل کو بھیجا ہی کیونکہ السیون کے نام پر جان نثار ہمو غرضکہ ساتھ ان سرداروں کے قطع راہ کرکے فریب بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہرخ پہونچا تھا کہ دیکھا مہرخ بدولت و اقبال مع چار سو سرداران نامی کے بارگاہ سے برآمد ہوئین اور فرمایا کہ اے طرار جادو ہم عرصہ سے تمہارے مشتاق تھے دیر ہونیکا کیا سبب ہوا طرار یہ پرورش خاوندانہ دیکھکر دوڑا چاہا قدمون سے لپٹ جائے ملکہ مہرخ نے سر اسکا سینے سے لگالیا اور دست شفقت پشت طرار جادو پر رکھا اور بعزت و آبرو سے تمام لاکے داخل بارگاہ آسمان جاہ کیا قریب شاہزادۂ خورشید زمین سحر تخت بیٹھنے کو ملا اسکے ساتھ والون کے واسطے حکم ہوا کہ بارگاہین خیمے سراپردہ تنادہ کرکے ان سبکو بآرام تمام اس بارگاہ مین داخل کرو اس پرورش خاوندانہ اور مرحمت خسروانہ پر طرار نے فخر کیا ابھی چند ساعت بیٹھنے نپایا تھا کہ ملکہ مہرخ نے ارشاد فرمایا کہ اے طرار نامدار آج مع اپنے ہمراہیون کے ہماری

دعوت قبول کرو جو کچھ چیچہ آش میسر ہو تناول فرماؤ دوسرے دن کے واسطے ملکہ بہار نے کہا ہر سردار نے اسی طرح فرداً فرداً وعدہ لیا طرار بفرحت تمام وبہ کیفیت مالا کلام مصروف دعوت ہائے سرداران نامی ہو لیکن افراسیاب جادو باغ سیب مین ابھی خواب خرگوش سے بیدار ہوا ہی کہ شور گریہ وزاری در باغ پر بلند ہوا ملکہ حیرت نے گھبرا کر کہا مرگ نومبارک باشد کل دن بھر آفت مین طرار کی گذری ابھی منھ ہاتھ بھی دھونے نہین پائے کہ رونے کی صدا کان مین آئی سامری وجمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی باغیون نے کسی کا گل میدتوڑا کسی گلشن حیات کو پائمال کیا ارے دیکھو تو یہ کیا معرکہ ہی کون رو تا ہی افراسیاب نے کہا ملکہ تمکو آٹھ پہر باغیون ہی کا خیال ہی بہار سے ناحق رنج وملال ہی تمھارے طعن وتشنیع سے وہ نکل گئی یہ کلام ابھی تمام نہوا تھا کہ دیکھا فدیر اعظم ابریق سر مین زخم کاری ہوا دار پر پڑے ہوے آہ آہ کرتے ہین ساتھ والے زخمی آسکبار بیقرار گریان ونالان خاک برسر کنان ابریق کو شگاف کو ہوادار پر ڈالے ہوئے نمایان ہوئے افراسیاب نے پوچھا ارے یہ کیا ہوا سب نے دست بستہ ہوکر عرض کی کہ شب کو شکارگاہ مین اترے ہوے تھے کہ سرداران مہرخ فوج بیحساب لیکر شبخون آگرے ایسے ایسے آپکے غلام لڑے وہ معرکہ پڑے ایک ایک نے دس دس کو ہلاک کیا لیکن لاکھون تھے کہانتک قتل کرتے ہم ایک ایک پر سیکڑون باغیون کا ہجوم تھا وزیر اعظم غفلت مین زخمی ہوگئے آخر اپنے مالک کو لیکر لڑتے بھڑتے یہانتک آئے حیرت نے کہا تعجب کی بات ہے یہ تو اُن لوگون کا شیوہ نہین ہی شاید کسی اور نے یہ کام کیا اُن دشمنون کا نام لیا یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ صبا رفتار وشمیمہ نقب زن عیار پیچیان پرفن سامنے آئین واسطے تسلیم کے خم ہوئین افراسیاب نے پوچھا تمنے کچھ دریافت کیا کہ ہمارے وزیر پر کسنے شبخون مارا عرض کیا لونڈیون کو خوب معلوم ہی خاص یہی خبر لیکر لونڈیان حاضر ہوئی ہین سامری وجمشید کی نگہ امون پر ہار پڑے کل حضور نے جو طرار جادو وسردار کلاغ عقاب سوار کو کچھ چشم نمائی کی تھی اور پھر بنظر پرورش فوراً اُنکی خطا معاف بھی ہوئی اسکا یہ ثمرہ حاصل ہوا کہ رات کو جاکر تمام سرداران مہرخ جیادوس ہزار سے دو لاکھ پر شبخون مارا وزیر صاحب کو زخمی کرکے چلتا دہندھا کیا لشکر عمرو مین پہونچے مہرخ نے انکی بڑی خاطر مدارات کی ہی ہر سردار نگہرام نے طرار کی دعوت کا سامان مہیا کیا ہی طرار جادو ہر ایک کے یہان دعوت کھاتا پھرتا ہی پیچھے قہقہے ہو رہے ہین افراسیاب نے اُن ساحرون سے کہا کہ کیون مالا القوم ابھی کیا کہتے تھے جھوٹے دغاباز مکار جعلساز اپنے کو ایسا بہادر بنایا کہ ایک ایک صاحب سو سو سے لڑکر آئے ہین خوب ابدولت کو ثابت ہوا ہی کہ پتاکھڑکا بندہ سرکا مسلمانون کو حواسمجھ لیا ہی یہ سنکر اُن سبھون نے سر جھکا لیے افراسیاب نے ابریق کو ہوادار سے اُتروایا مرہم جمشیدی کی سر پر پٹی چڑھائی تب ابریق کو ہوش آیا افراسیاب نے کہا اے وزیر صاحب سبحان اللہ ہم بلا مین مبتلا ہین تمکو شکار سوجھا اور ایک ادنی غلام نگہرام کے ہاتھ سے زخمی ہوکر آپ تشریف لائے ہین نہ خیال انتظام نہ خوف ننگ ونام تم صاحبون نے بہت پریشان کیا ہی

اگر مابدولت ایسے نہوتے تو سلطنت طلسم ہوشربا کا قائم رہنا محال تھا ابھی جاتا ہون بارگاہ مہرخ سے اُس نمکحرام کا سر کاٹ کے لاتا ہون کل کو سزا دونگا آتش قہر مین پھونکونگا لونڈیان غلام بہت سر چڑھ گئے ہین یہ کہکر افراسیاب تاج سر پر رکھا زیور جواہر زیب جسم کیا تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ایک دستک دی سامنے سے مرکب بند شکیں ساز زریں سے آراستہ زمین پر آکر اُترا شوخیان کرنے لگا طرارے بھرنے لگا عجب مرکب بادرفتار تھا شہب فلک نے بھی نہ دیکھا تھا ایک کاوے مین دورۂ عالم تمام تھا اشہب تیز گام طلسمی نام تھا شعر عجب مرکب بادرفتار تھا کہ طرار تھا اور فرار تھا بقصد ہوا افراسیاب کا کہ اسپر سوار ہو ملکہ حیرت ہان ہان کہکر دامن سے لپٹ گئی شاہزادیان ملکہ سمن یاسمن پیکر و ملکہ قہرانداز گلابی پوش و ملکہ حور پیکر سحر خیز و ملکہ شمیمہ آہ لقا و ملکہ نازک اندام جہان پیما و ملکہ شعلہ جوالہ زن و ملکہ آتش خوار طاؤس سوار و ناظمان دربندہاے طلسم مقہور بن قہارو ماران اژدر سوار و اژدران فیل گوش و شاہبازہ تیز پرواز و خاقان تاجدار و قیصر تاجدار وغیرہ اپنے اپنے مقام سے مثل بلاے ناگہانی کے اُٹھے حقیقت مین ہر ایک انمین سامری عہد جمشید زمانہ ہو دست بستہ ہو کر ہر ایک نے قدمون کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ اے تہمتشاہ یہ تو کبھی نہوا کہ ہمارا کارکردگی کو مجمع باغیان مین جانے دین عجم ولیسا مکار غدار وہان موجود ہی نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلائیگا علاوہ اسکے سب سردار چنے ہوے طلسم کے وہان موجود ہین جنکو سرکار نے کل علوم سحر تعلیم کر دیے ہین دل انکے فسون عجائب و غرائب سے بھر دیے ہین حضور اگر آپ ایسے کامل اور صاحب اختیار نہوتے تو وہ طلسم کشا کو اب تک چھڑا لیجاتے لوح طلسم کو بھی کوشش کر کے لاتے طلسم فتح ہو جاتا ہر حاکم دربند شکست کھاتا سامری و جمشید آپکو سلامت رکھین کہ آپکے سحر کے آگے اُنکی کیا حقیقت ہی لونڈیون غلامون کی کیا لیاقت ہی سرکار خیر خواہون کو صرف ایک روز کی مہلت دین ہمسے اُن خودسرون کے سر لین ایسے ایسے کلمات نصیحت آمیز جرأت خیز کہکر افراسیاب کو تخت پر بٹھایا حیرت نے بتعجیل تمام رقاصون کو حکم دیا رقص شروع ہو گیا نازنینان مہ جبین الاپنے لگین کوئی غزل گاتی تھی کوئی دامن تھام کر افراسیاب کا بھاؤ بتاتی تھی کسی نے چنگ مرصع اُٹھایا دل توڑ کر بجایا کہ زہرۂ فلک کو وجد مین لائی کسی نے ٹھمری گائی ہر چند کہ ہنگامہ عیش و نشاط از حد گرم ہوا مگر افراسیاب کا غصہ نہ اُترا ہر مرتبہ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالتا تھا قصد کرتا تھا سحر پڑھون لشکر مسلمانان پر جا پڑون ہاتھ اُٹھا کر ارباب نشاط کو منع کیا کہ اسوقت ہم اپنی سلطنت کی فکر مین ہین قتل مسلمانان کے ذکر مین ناچ راگ رنگ سب بیکار ہی افراسیاب اسی گفتگو مین تھا کہ آسمان پر ملکہ ابر چھایا مینھ برستا ہوا نظر آیا کبھی برسوے ہوا اور یا جوش مارتا معلوم ہوتا تھا کبھی خود بخود معدوم ہوتا تھا یکایک وہ ابر شق ہوا برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین آنکھین سبکی جھپک گئین اب جو بغور دیکھا تو ایک بادشاہ جلیل تخت زرین پر سوار یکہ و تنہا ہاتھ چمکاتا ہوا عجائب و غرائب سحر کے دیکھاتا ہوا ظاہر ہوا تخت زمین پر اُترا

ساحر مذکور تخت سے کود اسامنا افراسیاب کے آیا جھک کے سلام کیا یا تو افراسیاب غصہ مین بیٹھا تھا بے اختیار ہنس پڑا بہ شفقت و محبت پوچھا اے غواص دریانشین اسوقت کس موج مین تھے کیونکر آئے کیا کبھی دریا الٹا بھی بہتا ہی ہماری ملاقات سے کنارہ کیا اُسنے قدمون کو بوسہ دیا اور عرض کیا سرکار کی دریادلی کا باعث ہو کہ اس ادنی کو اسقدر کوہ و دشت و دریا برابر انتظام سپرد ہوے ہین کہ ایک لمحہ فرصت نہین ہوتی مگر اب غلام نے مفصل سنا کہ گرداب بحر رنج و الم نے سرکار فیض آثار کو گھیرا ہا الیان طلسم ہوشربا قلزم زخار مصیبت مین غوطہ زن ہین بحر افواج دشمن سرکار کی طغیانی ہوگئی کشتی حیات دوستان طوفانی ہوگئی آشنایان دریاے تجربہ کاری و غواصان لجہ انتظامی سرکار دولت مدار کے ساتھ ہین ایسی کوئی نہین تدبیر بتاتے کہ دشمنان تبہ کار و نمکحرامان غدار خود بخود گلے کاٹ کر مرجائین غرق دریاے مصیبت ہون تڑپ تڑپ کے مرین ابھر نہ سکین یہ کلمات حیرت آیات سنکر افراسیاب نے غواص دریانشین کو گلے لگا لیا پہلوے تخت مین دنگل تھا اُسپر بٹھا لیا اور کمالے خیر خواہ بلا اشتباہ مین کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتا ہون یہ چند لونڈیان غلام بدانجام بگڑ گئے ہین میرا کیا کر سکتے ہین بیہودہ بکتے ہین مگر البتہ جسدن سے کہ کوکب الکاشر یک ہوا ہی غرور سبکا بڑھ گیا ہی دختر بلند اختر اُسکی نام کو زن ہی اسم با مسمی شمشیر زن ہی اُسکے ہاتھ سے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اسی نے دریاے خون روان خشک کیا پل پر یزادان توڑا اعمرو کو مین نے برج غضب مین قید کیا تھا اُسی ظالم نے اُسکو بھی ہٹایا کوکب تو مصروف عیش رہتا ہی تمام انتظام طلسم نورافشان اُسی چھوکری کے سپرد کیا ہی مدد مسلمانان کو دمبدم وہی آتی ہی عجائب و غرائب دکھاتی ہی ابھی چند روز ہوے کہ مین نے قید کر کے پردہ ظلمات مین بھیجدیا تھا اختر مروارید کہ تحفہ نایاب اُسکے پاس ہی چھین لیا تھا قصد تھا کہ قتل نامہ روانہ کرون تیر قضا کا نشانہ کرون مگر برق فرنگی شاگرد عمرو بصد کروفر پردہ ظلمات مین پہونچا اور اُس گیسو بریدہ کو رہا کیا صرف مین نے نام لیا تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرون گا طلسم نورافشان مین لشکر گران تیار ہو گیا یہ قصد ہوا کہ لاؤ مرین اسد کو رہا کرین اب جو شہر ہوا کہ میعاد قتل اسد مین ایک مہینہ باقی ہی سنا ہی کہ راہ مین لشکر گران لیے ہوے اُترے ہین مین نے کئی مرتبہ اُسکے قتل کا سامان کیا مگر ہر مرتبہ بچ گئی اگر بران قتل ہو جاے کوکب اس صدمہ سے گلا کاٹ کر فوراً جان دے پھر لونڈیان غلام نہ ٹھہر سکینگے یہ حالات سُنکر غواص جوش مین آیا عرض کی اے شہنشاہ آپ فکر کامل نہین کر سکتے ہین یہ بران شمشیر زن طرف سے اپنی مان کے ورثہ دار سامری ہی آپ کو بخوبی حال معلوم نہین ہی مان اسکی ملکہ نامیہ حاکم قلعہ مرصع نگار ہی بڑی صاحب جاہ و وقار ہی فی الحال اپنے شوہر کوکب سے بخدو ہی ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہی باعث ملال یہ ہی کہ عرصہ دراز ہوا کہ کوکب ملکہ حنا کے گلگون پوش شاہزادی قلعہ مرصع پر نگین حصار پر مائل ہوا اُس قتال عالم کی تیغ ابرو کا گھائل ہوا حقیقت مین حسن اُسکا پایمال کنندہ مہان آفت جان عاشقان ہی عاشق ہو کر کوکب نے اُسکو پیغام بھیجا اُسکی مان نے جواب لکھا آپ بادشاہ طلسم نورافشان ہین آپکے جاہ و حشم

عالم پر عیان ہین ہم ایک ذرۂ بیمقدار تابعدار حضور کے خراج گزار بموجب مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک پلسبت شادی غیر ممکن ہو اور اگر حظ سرفرازی منظور ہی تو عالی ہمتی ہے کیا دور ہی برات لیکر سہرہ باندھکر اس سیہ خانے کو قدوم میمنت لزوم سے روشن فرمایئے کنیز حاضر ہی بیاہ کے لیجایئے موافق مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا یہ اگر اس کے خلاف ہوگا ہمارے عزیز و اقارب طعن کرینگے زبان ملامت کھولینگے مشہور ہوگا کہ خواہش ملک و مال مین بیٹی کا ڈولہ دیدیا کوکب تحریر کو جوش عشق مین قبول کیا یہ خبر وحشت اثر مفصلاً و مشروحاً ملکہ ناہید مرصع پوش کو ہوئی شبکو جب کوکب محل مین آئے گھبرائے ہوئے ملال چہرے سے پیدا آثار عشق چہرہ سے ہویدا رنگ زرد لب پر آہ سرد ملکہ ناہید نے پوچھا کیون شہنشاہ مزاج کیسا ہی کوکب نے کہا صاحب خیر ہی کچھ خراج شہرون سے نہین آیا ہی مجھے تردد و انتشار ہی اسی وجہ سے دل بیقرار ہی ملکہ ناہید نے کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین آثار حزن و ملال چہرہ سے پائے جاتے ہین مین نے سنا کہ عشق حنا کا رنگ قلب حضور پر جما ہی حق آپ کف افسوس ملتے ہین اس مقدمہ کو میرے سپرد کیجیے حنا کو مجھسے لیجیے قسم ہی جد نامدار خداوند جمشید عالی وقار کی کہ مجھکو اسکا ملال نہین ہی یہ مضمون سنکر البتہ غصہ آیا ہی دل تھرایا ہی کہ ایک شغل کے مکان پر آپ سہرہ باندھکر جائینگے اگر ایسا ہوگا تو ہم اپنے عزیز و نہین شمار کرینگے آپ مطمئن ہون اگر کل ہی جاکر اسکے جھونٹے پکڑ کر نہ گھسیٹ لائی تو مجھکو نواسی جمشید کی نہ کہیے گا اب اسکی یہ حقیقت ہوئی کہ اپنا عاشق آپکو سمجھکر ناز معشوقانہ دکھاتی ہی آپ ایسے شہنشاہ طلسم نور افشان کو اپنے گھر سہرہ بندھواکر بلاتی ہی چولہے کی خوبی مین کل لاکر ضرور اسکو آپکے پہلو مین بٹھاؤنگی اپنے ہاتھ سے ابٹن ملونگی یہ کلمات ملکہ ناہید کے سنکر کوکب روشنضمیر کو غصہ آیا مگر ضبط کرکے جواب دیا کہ صاحب ان مقدمات مین تمکو کیا دخل ہی وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی خراج گزار ہونے سے کیا آبرو جاتی رہتی ہی اے شہنشاہ زن و شوہر مین ایسی باتین ملال آگین ہوئین کہ اسی وقت ملکہ ناہید بصد جوش و خروش قصر جمشیدی سے نکلکر تخت زرین پر سوار ہوئی اپنے ملازمان خاص بندگان با اختصاص کو ہمراہ لیکر قلعہ مرصع حصار مین چلی گئی کوکب نے جوش حنا مین کچھ خیال نہ کیا سامان شادی مین مصروف ہوا حنا نے گلگلون پوش کو سہرہ باندھکر بڑے عظم و شان سے بیاہ لایا اسیدن سے زن و شوہر مین بگاڑ ہی مگر ملکہ ناہید مالک تحفہ جات جمشیدی ہی بحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق ہی ایک ادنی تحفہ انھین اشیائے نادرہ سے اختر مروارید ہی کہ جو مانگے اپنی اختر بلند اختر پر ان شمشیر زن کو دیا ہی اور ایک شرف اور بھی واسطے ملکہ ناہید کے ہی کہ شاید سرکار بھی اس سے آگاہ ہون یعنی حجرہ انجم بلا جو حضور کے طلسم مین واقع ہی مالک اسکا ملک خضر گوہر پوش اسکی دو صاحبزادیان ملکہ لعل سخندان و ملکہ یاقوت سخندان منظور نظر سامری و جمشید آج عالم مین انکے حسن کا کوئی عدیل نہین ہی سحر مین بھی بے نظیر صورت مین رشک ماہ منیر ملکہ ناہید کی یہ دونون بھانجیان ہین جمشید بن کوکب کی نام شادی

ملکہ ناہید نے پاس ملک اخضر اپنے بہنوئی کے بھیجا تھا ملک اخضر شادی ساتھ ملکہ لعل سخندان کے قبول کرتا تھا کہ وہ چھوٹی بہن ہی ملکہ ناہید دختر کلان ملکہ یاقوت کی خواہان تھین کہ حکومت حجرۂ بالا پنجم بنام ملکہ یاقوت سخندان ہے اسی کے خواب مین روز بلا ناغہ سامری و جمشید آتے ہین علوم سحر و نیرنجات تعلیم فرماتے ہین بس ای شہنشاہ اس سمع خراشی سے یہ مراد ہی کہ قتل بران ایک شمشیر بے نظیر پر موقوف ہی تا زمانیکہ وہ تلوار ممکن نہوگی بران پر کوئی ہاتھ اٹھا نہین سکتا افراسیاب نے گھبراکر پوچھا کہ اے خیر خواہ ما بدولت وہ تلوار کہان ہی کس مقام پر نہان ہی غواص دریانشین نے جواب دیا کہ ایسی چیزین معتبرین کے پاس ہوتی ہین اگر گوش ہوش سے سماعت فرمائیے مین عرض کرتا ہون دامن آرزو کو گل مراد سے بھرتا ہون صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش بادشاہ قلعۂ جوہر نگار پسر بھائی کوکب و شنضیر کا قیامت کا ساحر زبردست ہی بادۂ سحر عجائب سے مست ہی اُسکے پاس نیچہ قتل ملکہ بران شمشیرین سے طلسم جہان مین بڑا سحر ساز و پُرفن ہی کبھی کسی جنگ مین کوکب اسکو نہین بلاتا ہی وہ ابھی تلک وہین شب و روز مزے اڑاتا ہی نہایت مغرور خود سر ہے کوکب کا بڑا معتبر ہے اسی وجہ سے وہ نیچہ اُسکے سپرد ہی کوکب کو یقین کامل ہی کہ یہ کسی سے ساز نکریگا اپنے حتی الامکان نیچہ بہرام فلاک کو بھی نہ دیگا افراسیاب نے پوچھا کہ پھر وہ نیچہ کیونکر قبضہ مین آئے کہ مدعاے دلی برآئے غواص نے غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا عرض کی ای شہنشاہ مبارک ہو گوہر مراد ہاتھ آیا وہ یہ صورت ہی کہ ایک شہزادی ہی کہ نام اُسکا مالا زر نگر کسی چشم ہی حقیقت مین سو خزان باغ خوبی و گل رعناے حدیقۂ محبوبی کہ بک فتار شیرین گفتار چشم جادو خال ہندو دشنہ خنجر ابرو قاتل قتل پیرہن مستعد تزئین ہل کرتی ہین دونون دل پھنسانے کے لیے ؛ سرکار دالا کے خراج گذارون مین ہی قلعہ بہار خیز کی حاکم ہی اُسپر صمصام بادشاہ قلعۂ جوہر نگار مدت سے مائل ہی خنجر ابرو کا اُس قتال عالم کے گھائل ہی عرصہ ہوا اُسکو پیغام وصل دیا تھا اس مغرور حسن و جمال نے صاف انکار کیا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ مفت ہنوا و مثل حلوا خوردن را روئے باید بیت تمسے چودہ ہزار مرتے ہین + کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین + وہ مایوس ہوا عالم اضطراب مین واسطے شکار کے صحرا مین آیا مین نے خبر سُنی استقبال کرکے بوجہ دوستی اپنے قلعہ مین لایا سامان دعوت مہیا کیا لیکن وہ کسی شے پر متوجہ نہوا ایسا بدمزاج تھا کہ کھانا بھی نہ کھایا مین نے دل دہی کرکے سبب پوچھا تب اُسنے رو رو کر مجھسے یہ حال بیان کیا مین نے کہا تھا بعنایت سامری و جمشید اس مقدمۂ خاص مین مین کوشش کرون گا وہ شکار کھیل کر رنجیدہ اپنے ملک کو گیا مجکو یہ خیال ہوا کہ اُسکی تدبیر کرتا اب سوقت فرمانے سے حضور کے خیال آیا ہی کہ اگر حضور بھی غلام کے ساتھ تشریف لیچلین پہلے اسکو مژدۂ وصل معشوق دین پھر اس مقدمۂ خاص مین اُسکا استمزاج لین کیا عجب ہے کہ اس دام تزویر مین پھنسے ساری دانائی بھول جائے یہ تقریر دلپذیر افراسیاب شگرمش گل شگفتہ ہوا کہا اے برادر جس معشوقہ کا تم نے نام لیا وہ مصاحبان ملکہ حیرت مین سرفراز ہی ہمکو اُسکی راسخ الاعتقادی پر ناز ہی جو ہم کہینگے وہ وہی کریگی ہین اُسپر

سب طرح کا اختیار ہے غواص نے کہا کہ اب حضور تیاری کریں اُسکی ملاقات کو تشریف لیچلیں مگر اس مقدمہ کی کسیکو خبر نہ کریں ورنہ غضب ہوگا ذرا بھی کوکب کو معلوم ہوگا نیچہ مذکور اُس سے آکر لیجائیگا پھر سوائے افسوس کے کیا ہاتھ آئیگا افراسیاب نے فوراً صرف ایک تخت سحر تیار کیا غواص کو اپنے پاس بٹھا لیا اور سحر غائب کرکے تاکہ مجکو راہ مین کوئی نہ دیکھے طرف قلعہ جوہر نگار کے روانہ ہوا

داستان حیرت بیان جانا افراسیاب کا مع غواص دریانشین کے پاس صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش حاکم قلعۂ جوہر نگار کے بہ طلب حصول نیچہ قتل ملکۂ بران شمشیر زن اور باغی ہوکر کوکب سے شریک ہونا صمصام بدانجام کا افراسیاب کے اور خود آنا آمادۂ قتل بران ہوکر بمقابلہ لشکر ملکۂ مہرخ اور عیاریان خواجہ عمرو کی اور قتل ہونا اُس مردود کا ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مہروش مہ لقا — کہ وقت سحر ہے صبوحی اُٹھا — پلا بادۂ ارغوانی کا جام
ترے دور مین عذر ہی صبح و شام — ہوا صاف مستی مین یہ امتحان — کہ دشمن ہی ساقی کا پیر مغان
یہی میکدون مین ہوئی قیل و قال — کہ ہے دختر رز تو یکی چھنال — حقیقت مین طرار و بیباک ہے
عبث رند مشرب کو یہ تاک ہے — سبب کیا کہ ساقی تو کچھ غم ہی آج — ہر اک جام مے چشم پُرنم ہے آج
نہین آج مستو نہین بالکل تیاک — اُڑا تا ہے پیر مغان سر پہ خاک — بہت میکدہ اتبو بیرنگ ہے
ہر اک بادہ خوار آج دلتنگ ہے — قمر مجھپہ روشن ہوا سر بسر — کہ افشا ہوئی کوئی غم کی خبر
خبر سُنکے بے لطف ہین بادہ نوش — تردد مین ہے شیشہ ہی خموش — وہ اخبار حیرت ہین عبرت پسند
کیا جس نے ہر ایک کو دردمند — نہ مے ہے نہ ساقی عجب طور ہے — حقیقت مین اب اور ہی دور ہی
زمانکی آب و ہوا ہی خراب — ہر اک سے مین پاتا ہون مین انقلاب — مرے دشمن جانستان ہین حبیب
مرے ہوگئے ہائے کیسے نصیب — کہ دشمن ہی ساقی کا اک حیلہ ساز — بچائے اُسے خالق بے نیاز

نگارندۂ داستان عجیب — یہ لکھتے ہین اب ماجرائے غریب — صاحبان شمشیر برق نظیر

سخنوری زرہ پوشان جلالت آثار مضامین جادوگری تیغۂ آبدار سخن کو نیام دہن سے کھینچکر میدان قرطاس مین یون مصروف جنگ تحریر و تقریر ہین کہ جب غواص دریانشین افراسیاب کو ہمراہ لیکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا بعد قطع راہ اول افراسیاب کو لاکر ایک کوہ فلک شکوہ پر زرغۂ نخلستان مین ٹھہرایا اور آپ ایک مرکب پر سوار ہوکر طرف قلعۂ جوہر نگار کے چلا یہان صمصام اپنے قلعہ مین تخت پر بیٹھا ہوا ہے گرداگرد ساحران عذار امیران سلطنت و مشیران مہمت اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین غواص قلزم اخبار عشرت خیز

وشناوران دریاے فرحت انگیز گوہر مصفاے خبر و جواہر آرزو کو بقید جستجو اس طرح پیش صمصام لاتے ہین یعنی ہرکارون نے عرض کی کہ آپکے دوست صادق محب و اثق شناور دریاے محبت و غریق لجۂ الفت یعنی غواص دریانشین تشریف لاتے ہین صمصام ہرچند کہ مفارقت مین اُس محبوب طرار یعنی بلکہ لالہ زار نرگسی چشم کے مثل چشم نرگس حیران اور مثل لالہ داغ مفارقت بر دل مانند مرغ بسمل بیقرار رہتا ہی ناتوانی کا زور ہی لب گور ہی لیکن نام اپنے دوست کا سُنکر بمشکل اُٹھا اور مع امراو وزرا کے باہر آکر غواص کا استقبال کیا اور بہ تعظیم و تکریم لاکر مقام صدر پر جگہ دی بیٹھتے ہی غواص نے صمصام کا رنگ متغیر دیکھکر پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مین تمکو بہت نحیف ضعیف پاتا ہون صمصام نے ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا شعر مرا درد یست اندر دل اگر گویم زبان سوزد ٭ وگر دم در کشم ترسم کہ مغزاستخوان سوزد ٭ نظم

حال دل آہ کہ نہین سکتا	چپ بھی افسوس رہ نہین سکتا	ہجر جانان سے بیقراری ہے
چشم سے نہر اشک جاری ہی	یاد مین صبح و شام رو تا ہون	عقل و ہوش و حواس کھوتا ہون
جان تن زار سے نکل جائے	تیغ موت اب گلے پہ چل جائے	ہوس زیست اب نہین بالکل
ہو چراغ حیات کا شکے گل	وصل دلبر کی تو امید نہین	جامۂ زندگی ہو قطع کہین

یہ کہکر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا غواص یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوا مگر بظاہر خود بھی ملول ہوکر دامن سے بصد محبت اشک حسرت پاک کیے اور کہا ہان ہان اے بھائی گھبرا کر ہوش مین آؤ یہ کہکر چپکے سے کان مین کہا جلد تخلیہ کرو مین مژدۂ وصل دلبر لایا ہون خاص اسی واسطے آیا ہون قریب تھا کہ صمصام کو شادی مرگ ہو جائے فوراً حکم تخلیہ دیا جب صمصام اکیلا رہگیا اُسوقت غواص نے کہا اے برادر شہنشاہ افراسیاب کو مین تمہاری ملاقات کو لایا ہون سامنے جو قلعہ کے کوہ فلک شکوہ ہی اُسپر چھوڑ آیا ہون واضح ہو کہ بلکہ لالہ زار نرگسی چشم معشوقہ تمہاری بلکہ حیرت کی مصاحب خاص ہی اگر شہنشاہ کو راضی کروگے فوراً شادی خانہ آبادی ممکن ہی بدون رضامندی افراسیاب دامن عصمت تک اسکے ہاتھ پہونچنا دشوار ہی اُسکو تمسے ملنے مین ننگ و عار ہی صمصام نے کہا کہ مین اپنی جان نثار کرنے کو شہنشاہ پر تیار ہون جو ارشاد کرین آنکھون سے بجالاؤن غواص نے کہا مخفی میرے ساتھ چلو شہنشاہ افراسیاب کو استقبال کرکے لاؤ خبردار دیکھتے ہی قدمون پر گرنا بے تامل گر دبھر نا اسی طرح غواص آمادہ کرکے صمصام کو بالاے کوہ لایا صمصام دوڑکر افراسیاب کے قدمون کی طرف بوسہ دینے کو جھکا افراسیاب نے جلد ہی بہ شفقت گلے سے لگالیا غواص نے طرف سے افراسیاب کے کہا اے صمصام تمنے قدردانی کو شہنشاہ کی ملاحظہ کیا ایک ایک ملازم کو بمرحمت خسروانہ سرفراز کرتے ہین نکخوار اس ذرہ نوازی پر ناز کرتے ہین دیکھو ایک بادشاہ تمہارا کوکب بھی ہی نہ مردون کی قدر جانتا ہی نہ کسی شریف و لئیق کو پہچانتا ہی دوسرے اور ستم اُسنے برپا کیا ہی کہ دین جد و آبا کو ترک کرکے ملچھ ہوگیا ہی خداے نادیدہ جسکو نہ دیکھا نہ سنا لاسکی توصیفین

تعریفین اور پوجنے دو سو خداوندون کی بڑائیان آٹھ پہر اُسکی زبان پر ہین سامری پرستون سے شمینی ایک سو بارہ تین روپیہ کا پیادہ اُس سے بڑی دوستی ہی بھلا عمرو کہین کا بادشاہ یا وزیر یا کوئی تاجر جلیل ہے وہ ایک مکار غدار چوٹا ذلیل ہی اُسکے شریک ہوکر سامری پرستون کو قتل کیا ہی فقط ہمارے شہنشاہ نے اتنا سُنا تھا کہ تم لالہ زار نرگسی چشم پر مائل ہو رحم دلی دیکھو کہ لالہ زار کو گھر کا اور تمھارے وصل پر راضی کیا ہی مگر ایک شرط ضرور ہی اب تمکو بھی مناسب ہے کہ جان و مال اپنا نثار کرو اور نیچہ قتل ملکہ بران لاکر جلد نذر دو شہنشاہ تمکو خود اپنے ہاتھ سے دولھا بنالینگے ہماری سہرہ سر پہ باندھکر تخت پر سوار کرکے لالہ زار کو بیاہ لائینگے اور تو کیا کہون نہال ہو جاؤگے شہنشاہ کے داماد کہلاؤگے ملکہ حیرت تمھاری معشوقہ کی اسقدر آؤ بڑھاتی ہین کہ اپنی زبان سے اُسکو دخترِ فرماتی ہین یہ مژدۂ جان بخش سُنکر صمصام پھول گیا اپنے کو بھول گیا مگر خوف خیال انجام تھرایا عرض پیرا ہوا کہ میرا جان و مال سرکار کے قدمون پر نثار ہی لیکن نیچہ حاضر کرنا دشوار ہی کوکب مجکو زندہ نہ چھوڑیگا غواص یہ سُنکر ہنسنے لگا اور کہا واہ بھائی یہ کیا خیال ہی کوکب کی یہ مجال ہی کہ جسکو ہمارے حضور سرفراز کرین اپنا مخالف بنا سکین اُسکو اگر کوکب بہ نگاہ قہر دیکھے ہمارے شہنشاہ آنکھین نکال لین وہ سزا دین کہ عمر بھر یاد کرے تم کچھ اس امر مین خیال نہ کرو فوراً نیچہ لے آؤ شہنشاہ تمھاری شادی کرکے طلسم باطن مین کہ جہان کوئی جا نہین سکتا وہان تمکو بھیجدینگے یہ مرتبہ پاؤگے کہ بادشاہ دربند طلسم ہوشربا کہلاؤگے غواص نے اس طرح سمجھایا اور وصال لالہ زار کا لالچ دیا کہ صمصام راضی ہوا اور دست بستہ عرض کی کہ اے شہنشاہ اب مجکو آپ سے راز کا چھپانا مناسب نہین ہی گذارش کرتا ہون بگوش ہوش سماعت فرمایئے جبکہ ملکہ بران شمشیر زن بطن سے ملکہ ناہید مرصع پوش کے پیدا ہوئین اور سن انکا سات برس کا ہوا اور سحر مین کچھ دخل ہونے لگا ملکہ ناہید اور کوکب ایک دم آنکھوں سے اوجھل نہ کرتے تھے اُسی ہوش محبت مین یہ صلاح ہوئی کہ کوئی تدبیر حفاظت جان بران کرنا واجب و لازم ہے طلسم سبع ہی حکومت زیادہ ہی جب اُسکو سامری و جمشید پروان چڑھائینگے ہم دونون زن و شوہر ترک سلطنت کرینگے تاج و تخت کی یہ مالک ہوگی مقابلے بھی اسکو ساحران عالم سے ضرور پیش ہونگے ہر طرح کے پس و پیش ہونگے کوئی دشمن سحر و ساحری سے قتل نہ کرسکے کہ جسکا چارہ دشوار ہو پس کل کاہنان طلسم حکیم ندیم ستارہ شناس منجم کوکب جمع ہوئے غرضکہ سب نے ملکر یہ نیچہ بنایا اور حکم لگایا کہ جبتک دشمن اس نیچہ سے نہ قتل کریگا ملکہ بران کی دراصل جان نہ جائیگی اور نیا بندہ جو آپکے سامنے حاضر ہی بہت بڑا جان نثار نمکخوار جانکر وہ نیچہ برسر پیر ہوا یہ بھی اسمین قید ہی کہ سوائے میرے ہاتھ کے اور کسیکے ہاتھ سے جوہر ذاتی نہ دکھائیگا کند ہو جائیگا کیفیت تمام و کمال عرض کرچکا اب جو ارشاد ہو بجا لاؤن حقیقت مین کوکب کا دین جد و آبا ترک کرنا مجکو بھی بہت ناگوار ہوا غواص نے کہا اچھا تمھین خود چلو آج اگر بران قتل ہو تمھارے ہاتھ سے کل سامان شادی

تمھارا مہیا ہو الغرض صمصام نے کہا حضور چلیں غلام مع فوج و لشکر بیحد قتل بران لیکر حاضر ہوتا ہی غوص اور افراسیاب پختہ وعدہ کرکے طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوے صمصام بدانجام قلعہ مین آیا تمام فرسان فوج کو اپنے پاس بلایا برائیان کوکب کی اولوالعزمی افراسیاب کی ظاہر کرکے کہا کہ ہم تو بخدمت افراسیاب جاتے ہین جسکو منظور ہو وہ ہمارے ساتھ چلے ورنہ خدمت کوکب ناقدردان مین جاے غضب کیا پونے دو سو خداوندون کو چھوڑا ایک خداے نادیدہ کا اعتقاد کیا نام سامری پر جان دینگے کیا ہمارے دادا پر دادا بیوقوف تھے کہ دین سامری و جمشید پر قائم رہے سب سردارون نے عرض کی کہ ہم تو حضور کے ملازم ہین فی الحقیقت یہ کوکب نے بڑا غضب کیا کہ دین بزرگون کا چھوڑا افسوس کرنا اسکا واجب ہے بس صمصام تخت پر سوار ہوا چالاکھ فوج کو ساتھ لیا خزانہ چھکڑون پر بار کرایا وہ نیچہ ایک صندوق مین بند کرکے پاس اپنے رکھا نوبت و نقارہ بجاتا ہوا قلعۂ جوہر نگار سے باہر نکلا مگر بقدرت پروردگار ایک اسکا سردار ہی کہ نام اسکا سعید جاوی ہی نہایت خوشرو و صاحب اقبال نمک حلال مالک کی آبرو کا ہر وقت خیال یہ حال بدعت مآل دیکھکر بہت رویا دل سے کہا کہ یہ بیچارا افسوس شریک افراسیاب کا ہوگیا تنکمللی کا خیال نہ آیا گراے سعید جلد چلکر شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے اطلاع کر کہ یہ نمکحرام تا بہ ملک افراسیاب نہ جانے پاے یہ سوچکر اسی وقت کنارہ کیا اور ایک عقاب سحر تیز پرواز تیار کرکے طرف قصر جمشیدی کے چلا یہان شہنشاہ کوکب مع مشیران سلطنت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین پہلو مین کرسی جواہر نگار پر ملکہ حسنا بصد ناز و ادا متمکن ہی اسوقت بلور چہاردست سپہ سالار لشکر نے خبر دی ہی کہ ملکہ بران دشت عجائب تک پہونچ گئین چونکہ خبر قتال سد شہور تھی برای جانبازی جاتی ہین نامہ اُنکے پاس شہنشاہ اوج عیاری کا پہونچا کہ واسطے ایک مہینہ کے قتل طلسم کشا موقوف رہا مگر سردار افراسیاب کا کلاب عقاب سوار بڑے زور و شور سے چڑھ گیا تھا خواجہ عمرو نے بصورت افراسیاب اسکو مارا لشکر ہی اب لشکر ظفر اثر مین سامان عیش مہیا ہی بڑا فضل پروردگار ہوا کہ لشکر مہرخ اُسکی بدعت سے بچا اور ملکہ بران کی یہ عرضی آئی ہی کہ کنیز کو کیا حکم ہوتا ہی پلٹ آوین یا طرف لشکر خواجہ عمرو کے جاوین کوکب نے حکم دیا کہ ساحر تیز رو کو روانہ کرو کہ لے فوز نظر لشکر خواجہ عمرو سے ملحق ہو ایک طرف سے ہم جمشید تمھارے بھائی کو بھی روانہ کرتے ہین اور بجول و قوت آتی ہم بھی سامان جنگ مین مصروف ہین بلور چہاردست نے فوراً فرمان شاہی لکھکر اسی مضمون کا خدمت ملکہ بران مین روانہ کیا یکایک دیکھا چوبدار نے بڑھکر عرض کی در دولت شاہنشاہی پر ایک ساحر باشندۂ قلعۂ جوہر نگار موسوم بہ سعید نامدار حاضر ہی امیدوار باریابی ہی کوکب نے جو نام قلعۂ جوہر نگار سنا نہایت تردد ہوا حکم ہوا کہ جلد اُسکو ہمارے سامنے لاؤ خدا خیر کرے خیر خواہان دولت گئے اور سعید کو سامنے لاے سعید نے آنیکے ساتھ ہی

ہاتھ اُٹھاکر دعاے ترقی عمر و دولت و اقبالی قطعہ ؎ الٰہی بخت تو بیدار باد ؎ ترا دولت ہمیشہ یار باد
گل اقبال تو دائم شگفتہ ؎ بچشم دشمنانت خار باد ؎ کوکب نے دیکھا کہ سعید جادو گھبرایا ہوا رنگ متغیر
لرزان و ترسان حیران و پریشان آنکھوں سے اشک حسرت جاری عالم بیقراری منھ سے اچھی طرح کلام نہین
نکلتا ہی اسطرح گھبرایا ہوا ہی کوکب کے زنگل پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب یہ بیٹھا تو پوچھا کہ کیون اے خیر خواہ دولت
یہ تمھارا کیا حال ہی سراسر تمھارے چہرے سے ظاہر حزن و ملال ہی سعید ضبط کرکے عرض پیرا ہوا کہ خداوند نعمت
کیا گذارش کرون وہ معاملہ حیرت خیز دیکھا کہ ہوش میرے بجا نہین ہین عجب طرح کا انقلاب ہوا بادشاہ ہمارے
صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش خود بخود شریک افراسیاب ہوگئے اتنا تو صرف غلام نے دیکھا
تھا کہ غواص دریانشین ملازم افراسیاب آیا کچھ آپسمین سرگوشی ہوئی دونون ملکر بیرون قلعہ گئے
وہان سے جو آئے تو آپکی دشمنی کا جوش تھا وہ بیجا بادۂ کبر و نخوت سے مدہوش تھا سب سردارون سے
کہا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر نے غضب کیا دین جدوآبا چھوڑا سامری پرستی سے منھ موڑا اور
افراسیاب کے دشمن ہوئے ہین واسطے جمشید پرستون کے رہزن ہوئے ہین دیر کعبہ واتے ہین اُس مقام
پر مسجد بنواتے ہین ہمسے یہ نہ دیکھا جائیگا جسکو ہمارا ساتھ دینا ہو وہ ہمارے ساتھ خدمت افراسیاب
مین چلے ورنہ ہم سے کنارہ کرے سب سردارون نے قبول کیا اُس نامرد کا ساتھ دیا اسیوقت فوج تیار کرکے
بیرون قلعہ گیا ہی بارہ کوس پر جاکر مقام کیا ہی غلام کو خیال نمک سرکاری آیا خبر لیکر حاضر ہوا اس نمکحواری قدیم کو
اتنی جرأت نہوئی کہ اُسکو روک سکتا اور سحر سے اسکو ٹوک سکتا اس لائق نہ تھا سحر مین بھی اُس نالائق پر فائق
نہ تھا یہ خبر وحشت اثر سُنکر کوکب مثل بید تھرا گیا اور خیال انجام سے گھبرا گیا سعید کو تو خلعت فاخرہ مرحمت فرمایا
اور خود تاج اُٹھاکر سر پر رکھا قبضے پر ہاتھ ڈالا دنادنی فورا مرکب پرندشکین سامنے حاضر ہوا باساز و یراق
مرصع کار تیز پر کوہ پیکر خوش گام نازک اندام مرکب باد رفتار کو کوکب دیکھکر بقہر و غضب تمام تیغہ تمام کر
اُٹھا قصد ہوا کہ سوار ہو خورشید رو شن راے وزیر اعظم دستور معظم تھرّاتا ہوا کانپتا ہوا اپنے مقام سے
اُٹھا دوڑکر قدم اقدس کو بوسہ دیا عرض کی خداوند خیر تو ہی ملازمان جانباز کس دن کے لیے ہین کیا منظور ہی
ارشاد تو ہو ابھی جائین اُس باغی کامراللہین قلعہ مثل برگ خزان دیدہ باد قہر و غضب سے اُڑا دین اور
اس باغی بوستان بیخزان شاہی کو خاک مین ملا دین سُنکر کوکب کی آنکھون سے اشک حسرت
بصد حیرت جاری ہوئے فرمایا کہ اے خورشید رو یہ بیجا کیا ہی جسکے واسطے مین اسقدر گھبراتا خود اُسکے
مقابلہ کو جاتا مگر تمکو معلوم ہی کہ اسمین کیا راز ہی وہ ملعون کس عہدۂ جلیل سے سرفراز ہی پاس اُسکے
نیچہ قتل ملکہ بران رکھا گیا بیجا کو وفادار اور صاحب جوہر سمجھا تھا معلوم ہوتا ہی اسی وجہ سے

افراسیاب نے اُسکو بلایا ہوگا لالچ ملک و مال کا دیکر سعید نے جس سردار غواص کا نام لیا وہ از حد مکار و غدار ہی شاید یہ دام تزویر اُسی نے پھیلایا ہی اور اُس دانہ زد روزگار کو جال مین پھنسایا ہی بدون میرے جائے اُسکو کون روک سکیگا وہ سحر مین بیمثل ہی ہرکس و ناکس نہ ٹوک سکیگا اب تو خورشید نے بھی سر جھکا لیا حال پُر ملال نیچہ قتل بلکہ بدن مین پسینہ آگیا عرض کی جوار شاد ہوا بجا ہی غلامون کو اسمین دخل کیا ہی مگر نمکخواران شاہی موم کے نہین ہین کہ اُنکی آتش سحر سے پگھل جائینگے ایسے وقت مین جان بچا کر ٹل جائینگے حضور کا جانا مناسب نہین ہی خورشید نے جو یہ کلمہ کہا سب سردارون نے عرض کرنیکا موقع پایا بلور چہار دست دست بستہ سامنے آیا اور عرض کی کہ ابھی غلام جاتا ہی اور اقبال شاہنشاہی سے اُس نمکحرام کی نمکین باندھکر لاتا ہی ایکطرف سے آفتاب جادو و ماہتاب جادو دونون وزیر خوش تدبیر بھی یہ کہتے ہوئے اُٹھے کہ حضور ہم ہرگز آپ کو نجانے دینگے جاتے ہی اُس خیرہ سر کا ابھی سر کاٹ لینگے اس گفتگو سے قصر جمشیدی مین ہنگامہ ہوا ہر سردار غصہ مین اُٹھا ہر ایک کا یہی ارادہ ہی کہ اگر شہنشاہ حکم فرمائین ہم ابھی جائین اُس نمکحرام کو بوہر جرأت دکھائین نیچہ چھین لائین مگر کوکب نہین مانتا فرماتا ہی کہ اے خیر خواہان دولت مین تمکو خوبی پہچانتا ہون اچھی طرح جانتا ہون بخدا جہان میرا پسینہ گریگا تم سب صاحب اپنا خون گراؤگے مجکو دشمن کے ہاتھ سے بچاؤگے مگر یہ موقع ایسا ہی کہ آپ ہی صبر کرین جیسے نیچہ کا خیال آیا ہی خنجر الم دلپر چل رہا ہی سنان الم دل کے پار ہی تیر غم سے کلیجہ دوسار ہی میرا ہی جانا مناسب ہی آپ سب صاحب تامل فرمائین میرے عقب مین بھی نہ آئین یہ کہکر خانۂ زین کو شمال آفتاب روشن کیا کوکب سوار ہوا قصد کیا مرکب کو اُڑا ئے مثل باد صرصر نکلجائے کہ یکایک طائر ہفت رنگ بید رنگ چنگھاڑین مارتا ہوا آسمان سے نمایان ہوا کاندھے پر کوکب کے آکر بیٹھا منقار سے نامہ محبت شمامہ کو مین کوکب کی ڈالدیا اور ہوا ہو اڑ گیا کوکب نے نامہ اُٹھایا مہر جمین روئین تن کو سرنامہ پر پایا لفافہ چاک کیا دیکھا گویا کہ نوشتہ تقدیر ہی عجب مضمون جانگداز تحریر ہی بعد القاب شاہی برہمن نے بصد شد و مد لکھا ہی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ جو کاتب قدرت نے کلک قدرت سے صفحۂ پیشانی پر لکھا ہے وہی پیش آتا ہی اسوقت جو خیر خواہ نے نقشہ کہانت کو دیکھا یہ فقرہ نکلا ہی کہ چند ساعتین حضور پر نہایت سخت ہین سرکار کے دشمن لاکھون بدبخت ہین خبردار خبردار قصر جمشیدی سے قدم باہر نہ رکھیے گا ورنہ ذلت و رسوائی کا سامنا ہی گردش سیارگان سے صنع اله و مهر بچائے خدا نہ کرے کہ ساعت سخت آجائے ایک روباہ شیر پر غالب آجاتا ہی ستارہ بد اپنا اثر دکھاتا ہی آپ کا ضرور نام نامی و اسم گرامی شاہنشاہ روشنضمیر سے زیادہ عرض کرنا گستاخی ہی زیادہ حد ادب کوکب مضمون کو پڑھکر مایوس ہوکے گھوڑے سے اُتر آیا حیران تھا کہ کیا کرون اسکو بھیجون وہ نہایت زبردست ہی کہ آسمان سے ابر سیہ نمایان ہوا ملازمان کوکب حیران ہوئے کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تاریک عجب رنگ دکھاتا ہی یکایک وہ ابر شق ہوا سب نے دیکھا کہ ایک تاجدار پُر فر و شوکت و بہ رعب و جلالت چار عقاب

تیز پرواز تخت اُٹھائے ہوئے اُسپر سوار پشت پر لاکھ ساحران نامدار ہر ایک چیدہ روزگار نمایان ہوا تخت زمین پر اُترا وہ تاجدار تخت سے اُتر کر واسطے تسلیم شہنشاہ کوکب کے خم ہوا کوکب نے جواب سلام دیا فرنگل زرین پر بیٹھنے کا حکم ہوا کوکب نے پوچھا اسوقت شاہزادہ ہنر پر پیلتن یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی اول تو غلام بارادت حضور کا مشتاق تھا علاوہ اسکے طائران سحر جو واسطے خبر کے مقرر ہین اُنسے سنا کہ افراسیاب خانہ خراب طلسم کشا کو قتل کرنا چاہتا ہے اور حضور نے قصد لشکر کشی کا کیا ہے پھر یہ جان نثار ایسے وقت کیون نہ حاضر ہوتا اسوقت جمال بیمثال حضور کا دیکھکر نہایت ہی تردد ہوا ہے کہ آئینہ رخسار پر صاف گرد ملال ہے اس جان نثار پر آئینہ فرمائیے کہ کیا صورت ہے سب طرح خیریت تو ہے دربار کو مثل تصویر تصویر یا تماشون سب خاموش ہین ظاہر اینج و ملال کے جوش ہین کیا خدانخواستہ کوئی حادثہ نو پیش آیا ہے گردش فلک نے کیا انقلاب دکھایا ہے ہنر پر پیلتن نے جو براہ خیر خواہی ہے طرح پوچھا کوکب کا دل بھر آیا بے اختیاری مین آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے فرمایا ای برادر وای جان نثار خوش سیر بموجب شعر ہر دم از ین باغ برے میرسد ۔ تازہ تر از تازہ ترے میرسد ۔ نظم فلک کج رفتار گردون غدار ہر دم درپے آزار ہے

جان دلا کر نظر بدیدۂ غور
دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور

بھول مت دیکھ دیکھ آرائش
نہین دنیا مقام آسائش

کوئی بزم طرب کا بانی ہے

کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہے
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے

کہین افضال حق تعالے ہے

ہے کہین شادی حنا بندان
اور کہین شور مرگ فرزندان

ہے یہ دنیاے دون کا سرشتہ

نوش اسکا ہے نیش آغشتہ
آسیاے چرخ ہر وقت چرخ مین ہے کیسے

کیسے دانائے روزگار پس گئے

تجرع باغ عالم سے کسی کو کم مراد حاصل نہوا ہر سرو قد جفاے گلچین ہجر سے پا بگل ہوا گل شگفتہ و خندان بلبل گریان و نالان ایسے کلمات عبرت خیز ملال و رنج انگیز زبان سے فرمائے کہ سب امالیان دربار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اُسوقت ہنر پر پیلتن بیقرار ہو کر قدمون سے لپٹ گیا اور عرض کی کہ اے شاہنشاہ ان باتون کے سننے کی قلب صبور مین طاقت نہین ہے مفصل ارشاد فرمائیے یہ جان نثار موافق اپنی حقیقت کے فوراً اُسکی تدبیر کرے بہ تصدق فرق مبارک حضور سب کچھ ہو سکتا ہے خدا نے سب طرح کا اختیار دیا ہے بالکل مجبور نا چار نہین کیا ہے کوکب نے توجوش رنج و ملال مین کچھ جواب نہ دیا مگر خورشید وزیر اعظم نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک صمصام کا شہزادہ ہنر پر پیلتن سے تفصیلاً ظاہر کیا اور نیچہ کی کیفیت سے بخوبی آگہ کیا یہ سنتے ہی ہنر پر پیلتن مثل شیر غضبناک کے ڈکارا اور غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا عرض کی اُس روباہ صفت کی کیا مجال ہے کہ میدان اطاعت شاہنشاہ سے قدم باہر رکھکر زندہ نکل جائے غلام ابھی جاتا ہے مع نیچہ اُس بھیا کو گرفتار کرکے لاتا ہے غلام اُسی جانب سے آیا ہے خود مین نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ خاص دشت لالہ زار پر بہار مین بارگاہ مین استادہ ہو رہی ہے خود اُس مردود کی

بھی انتظام کرتے دیکھا ہی مین سمجھا کہ آجکل حکم شاہنشاہی برائے لشکر کشی خراج گزار و نیاز مند ہوا ہی یہ بھی بموجب ارشاد و فیض بنیاد تیاری لشکر مین مصروف ہی اگر اس حال سے واقف ہوتا تو اپنے کو گرفتار کرایا ہوتا مین نے بھی اس امور کی لیاقت و حقیقت سے واقف ہون میرا ہم مکتب ہے ابھی طفل ابجد خوان مکتب افسون ہی یہ کہکر بعد کہ دفع الوقتی کو کچھ بے کہے مین اور تدبیر کرتا ہون مگر اس شیر بیشہ جرات نے نمانا تیغہ کھینچکر اپنے گلے پر رکھ لیا اور عرض کیا کہ اگر حضور روکینگے تو یہ غلام ابھی گلا کاٹ کر مر جائیگا جان نثارون مین نام کر جائیگا جسوقت سے غلام نے حال سنیچہ کا شاہی کلیجہ تھام کر رہ گیا ہوتا ہی یہ جیسا تیرہ بخت شمع بزم سلطانی و چراغ دودمان خاقانی ہے ملایہ ایران شمشیر زن شعلہ حیات گل کرنیکا قصد کرے بڑا اندھیرا ہی اسکی موت آئی ہی تقدیر کا پھیرا ہے ایسے کلمات غضبے مین کہنا سوا قدمون سے لپٹ کے خوب رویا اشکون سے منھ دھویا آخر کو کہنے فرمایا بسم اللہ ضرور لیکن اسکا خیال ہے کہ اگر کوئی خرابی واقع ہو ہر چند میرا ستارہ گردش مین ہی فوراً آؤنگا اپنے کو تم تک پہونچا دونگا شہر بریلی تخت فلک سریر سوار ہوا مع فوج دریا موج عازم کارزار ہوا مثل شعلہ جوالہ تخت اڑاتا ہوا شان و شوکت دکھاتا ہوا یہ جانباز و سرفروش بصد جوش و خروش برائے مقابلہ **صمصام** نمکحرام جاتا ہی مگر حال اس بدکار کا سنیے یعنی **صمصام** نمکحرامی پر کمر باندھکر دشت لالہ زار مین کہ اسکے قلعہ جوہر نگار سے بارہ کوس پر ہی وہانتک آکے شام ہوگئی فوراً مرکب سے اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو یار و ارادہ تو میرا یہ تھا کہ آج ہی اپنے ٹیکن تا بہ لشکر دشمنان شہنشاہ **افراسیاب** پہونچاؤن جاتے ہی سزا دون ملکہ بران کو قتل کرون کہ جلدی سامان شادی ہو خانہ آبادی ہو سالہا سال گذرے فراق محبوب مین تڑپتے اب صبح امید نے چہرہ اپنا دکھایا وقت وصل محبوب قریب آیا تم سب صاحبون کو وہ عہدے ملینگے غنچہ آرزو کھلینگے کہ ایک ایک نہال ہوگا **افراسیاب** بڑا قدردان ہی نیک اساس قدرشناس صاحب شرم و حیا بادشاہ طلسم ہوشربا ایسی ایسی باتین واہیات مزخرفات کہتا ہوا تخت پر بصد نخوت بیٹھا سارا لشکر اکثر بڑا جو کہ صاحب دل ہین عاقل ہین اپنے فعل ناشائستہ پر خجل ہین آپسمین کہتے ہین یارو دیکھیے انجام کیا ہے آج تو **صمصام** صاحب کا بڑا غرور بڑھگیا ہے نشہ شراب کبر و غرور چڑھ گیا ہی اپنے ہوش مین نہین ہین جس بادشاہ نے خاک سے پاک کیا برائے حکومت قلعہ جوہر نگار ایسا ملک دلپذیر حسن خیز آباد عایا دایا شاد اس مالک کے مقدمہ مین یہ فرماتے ہین اسکی دختر کو قتل کرینگے یہ بیڑا پار ہوتا معلوم نہین ہوتا بیچ دریا مین ڈوبے گا گرداب محیط بلا مین گرفتار ہونگے بہت شرمسار ہونگے افسوس ہی کہ ہم بھی اُنکے ساتھ ڈوبے اب کچھ بن نہین پڑتا ایک شفیق کے واسطے افسوس ہی یہ انتظام ہین فوج مین تو یہ چرچا ہی بعضے ہنستے ہین بعضے روتے ہین کچھ لوگ رنج و ملال مین کچھ خوش ہوتے ہین لیکن یہ بیحیا کھانا زہر مار کرکے تاج راگ گیت مین مصروف ہوا سامان عیش و نشاط مہیا ہی شراب پی رہا ہے کف منھ مین بھرا ہی نشہ مین بلبلا رہا ہی کہ یا سامری و جمشید جلدی عمر سو

جا کر اپنی معشوقہ سے ہمکنار ہوں گو ہزار حاصل ہو لیکن دل ہے کبھی یار محبوب میں بڑ جاتا پھر کہتا ہے اگر جب جانی قدرت نے
مینائے چرخ سے جام آفتاب میں صہبائے ضیا بصد صفا لبالب بھری اور کشتی گلگونہ شفق مشرقیہ میں
بصد زیب و زینت رکھکر پیش رندان خمخانہ جہان دھری نظم علم آفتاب نکلا جب

فوج انجم ہوئی گریزاں سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار	نہ انجم سیاہ رو نہ غبار	صمصام اپنے چبوترہ سے

اٹھا پوجے پاٹ کا سامان کر اکنوین پر جا کر دو لٹیوں سے اشنان کیا دھوتی بھی اچھی طرح نچوڑ کر بھیگی ہی پہنے ہوا کو
باندھی برجی لٹیا ہاتھ میں سامری و جمشید کی سامنے تصویریں رکھیں کچھ منتر جنتر پڑھنے لگا شکا اسکا کہا نہ
رہا ہے کہ یہ بیجیا حکم دے چکا ہے ابھی پوجے سے فراغت نہیں پائی کہ تیرہ فوجی کی طرف سے ایک صحرا سے
گرد عظیم بلند ہوئی آواز شیر کے نعرے کی پیدا ہوئی باشندے کفاران بیجیا دا صمصام
تمکام کہاں جاتا ہے شاہزادہ صنوبر پیکر تمکنت بیقرار صاحب تدبیر ہمراہ شاہنشاہ کو کہ
صمصام نے سر اٹھا کر دیکھا ایک جوان خوشرو باتمکنت شاہنشاہی شیر پر سوار پشت پر فوج جلالت آثار
عقب لشکر اس نوجوان نے پہونچکر آواز دی اے ضرغام صحرا نشین تمہاری خوراک حاضر ہے آدمیوں کو
کھا جاؤ یہ کہکر دستکاری برق چمکی ایک کی آنکھ جھپک گئی بعد چشم زدن دیکھا صحرا سے ہزارہا شیر نکلے
ہوئے دم علم کئے ہوئے ڈکاریں مارتے ہوئے اس روز و شور سے لشکر شیران صحرا نے آیا کہ شیر نما کا گلہ قہر کیا
یہ شیر سب آکر گرے چیر چیر کے ہر ایک کو پھینکنے لگے کسی شیر نے کسی کو تھپڑ مارا وہ زمین پر گرا شیر نے منہ لگا کر
خون پیا خون پیکر اور جا لاک ہوا زیادہ بیباک ہوا دو دو کو چار چار کو پامال کرنے لگا ایک طرف پچاس ہزار
ہمراہیان صمصام رہرو راہ عدم و شعلہ فروز نار جہنم ہوئے پڑے کہ پرے در ہم برہم ہوئے صدائے الامان
الامان بلند ہر ایک مخزون و دردمند بدحواس عالم یاس ہر چند چاہتے ہیں کہ بھاگ کر کہیں جائیں شیروں سے
جان بچائیں ممکن نہیں صمصام نے یہ ماجرا دیکھا گھبرایا یہ محبت تمام لباس پہنا بھوتی ڈھکر کی
بائیں ہاتھ پر ڈالا ایک سیہ کا غذ اسم اعظم ہاتھ میں سیاہ قراض سے صدہا گینڈے کاٹے زمین پر پھینک دیے
نشتر سے پیشانی کا خون لیا ان سب پر چھڑکا آواز دی اے کرگدان خوک پیکر بلد آبد حضرت ببران صحرا نشین
سے بچا یہ کلمہ اس بدانجام کی زبان سے تمام نہ ہوا تھا کہ دیکھا تمام گینڈے بھبھک کر ڈرہ کو نوچنے پر بڑے
گینڈے برابر [illegible] چالاک پیدا ہوئے شیروں سے [illegible]
پلٹن نے دیکھا کہ [illegible] صمصام کو تباہ کر رہے ہیں چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں گرد کی بلندی
جانب متوجہ ہو گئے اہالیان فتح نے مات پائی ہزیمت پلٹن فوج دریا موج لشکر شکستہ پا بھاگ لوٹے

ترجمہ تاریخ چلنے لگے دریاے خون جاری ہوا جانبین کے ہزاروں مارے گئے ادھر شیراور کرگدن آپسمین لڑکر
مرے دوپہر ڈھلے تک چیتے شیر اور کرگدن سے میدان پاک اور صاف ہوا لیکن شیران میدان کارزار داد مردی
و مردانگی دیتے تھے جان دینے پر آمادہ تھے سپر سر تک ہاتھ مین نہ لیتے تھے اول غفلت مین صمصام کا
کا لشکر شکست اثر سب قتل ہوا لاکھون کی آبادی مین پہونچی مگر جب صمصام [illegible] کرا تیار ہے سحر ہاتھ مین لیے
اکڑتا ہوا میدان مین آیا اور ہنر بردلاور نے جو سحر سے شیر پیدا کیے تھے انکو گردن مارے سحر سے مٹا یا ہنر
دلاور نے اپنی فوج ظفر موج کو آواز دی اے مردان [illegible] [illegible] جنگ
باید کرد یکدست [illegible] باید کرد یار دہم سب مرنیکو آئے ہین [illegible] کو آئے ہین جہانتک
ہو سکیگا انکو زندہ نہ چھوڑینگے انکو اون کے قتل سے [illegible] ہوئے اب دونون لشکر آپسمین لگے جرہاے سحر

ہوا فوج صمصام پر حملہ ور	وہ تھا صاعقہ تیغ برق آبدار
یہی دل مین آتش سحر کی تھی تہنگ	کرون بڑھکے صمصام ماحون جنگ
فلک شعلہ بار و زمین شعلہ خیز	بھڑکنے سے آتش کے یہ ڈول تھا
ہوا گرم ہنگامہ کارزار و گیر	لرزنے لگے کوہ سے برف پیر
کہین بارش آتش سحر تھی	ہوا بحر خون اسقدر موج زن
گرج رعد کی اور چمک برق کی	برستے تھے سر صاف برسات تھی
دل دشمنان چین چھوٹ پڑے	ہنر بر دلاور نے باشد و مد

ہنر بر دلاور بصد کروفر
کرے کشت امید دشمن خراب
ہوئی آتش سحر اس درجہ تیز
دھنوان رہا صحرا پر ہول تھا
کہین خون کی ندی زمین پر بہی
یہ سنگر یزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل جن جنکے اہل حسد

گر صمصام بھی بلاے روزگار ہے جب اتنے بڑے کام پر ملعون نے کمر باندھی ہے ایسے بادشاہ عالیجاہ سے
بغاوت کی ہے سحر اپنا قیامت اثر کر رہا ہے اگر ہنر بر نے تلوارین برسانین تو اون سنگدل نے پہاڑ کی طرف اشارہ کیا
پتھر پہاڑ سے جدا ہوئے تلوارون کو توڑا ہنر بر پر پلٹن نے اسوقت جھولی سے کاغذ نکالکر چھوٹے چھوٹے جانور
بنائے اور پھونکر ہوا پر اڑا دیے اور آواز دی کہ اے پرند سحر وقت بلند پروازی ہے یہ کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ
صمصام نے دیکھا ہزارہا طائران خوشرنگ ہوا پر اڑتے ہوئے نظر آئے الیان فوج صمصام کے
ہوش اڑے جبتک صمصام رد سحر کرے وہ طائر سروں پر اسکے ملازمون کے بیٹھنے لگے جو طائر جسکے سر پر
بیٹھ گیا وہ پتھر کا پتلہ تھا ہاتھ پانون بے حس و حرکت نہ آنکھ مین [illegible] قلب مین قوت اسی طرح
قریب پچاس ہزار کے تصویر سنگین بنکر رہگئے اور ملازمان ہنر بر نے بھی جا بجا سے قتل کیے یہ دیکھکر صمصام
نے فوراً ایسا سحر کیا کہ دو پرشانو نمودار پیدا ہوئے اڑا یہ تو فوراً ایک سمت غائب ہوا ایک چشم زدن مین پھر آیا آواز دی

اے مرغان کوہی بحق سامری جلد آؤ خوراک تمھاری حاضر ہی دیکھا آسمان پر تڑاقا ہوا کئی سو عقاب نایاب مرغابین کھولے ہوئے پنجہ مثل آہن کے ان طائران خوشرنگ پر آکر گرے پنجہ سے آکر پکڑا چیر کر پھینک دیا دوسرا غضب یہ ہوا کہ خون اُس طائر کا جسپر پڑا جلکر خاک ہوا اور اگر یہی خون سر پر اُن تصویر ہائے شگین کے گرا فوراً ہوش آگیا سحر برطرف ہوا جسم اصلی پھر پایا یہ رنگ جو ہنر برنامدار نے دیکھا مجبور ہوکر ایک نعرہ کیا سحر پڑھا منھ سے شعلہ نکلا طائران سحر اور عقاب دونون جلکر خاک ہوے ایسے ایسے آپسمین بہت سے سحر ہوے کبھی غالب کبھی مغلوب لڑتے لڑتے ہنر پر پلتن اور صمصام ناکام کا سامنا ہوا آپسمین دونون افسرون مین سحر ہونیلگے صمصام نے ہاتھ تلوار کا مارا ہنر برنے سپر سحر پر روکا کئی سو شعلہ سپر سے نکلا ہمراہیان صمصام کو جلایا اور ہنر پر پلتن نے گولہ نکالکر مارا صمصام کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے تلوار پھینک کر صمصام نے انگلی سے اشارا کیا گولہ دو ٹکڑے ہوا صمصام نے اپنی جھولی سے ایک ترنج شیرین نکالا دل میٹھا جاتا ہی ترنج پر چھو چھو کر رہا ہی دیکھا ہنر برنے اور اہالیان فوج نے کہ وہ ترنج نہین ہی بلکہ ایک بیا ہی اسکو کھولکر ہنر پر پھینچ مارا غبار بلند ہوا گرد ہر برکے حصار غبار بیچ مین یہ خاندار ہوا چاہتا ہی اسکو دفع کرون غبار الم دل پر چھا گیا معلوم ہوا کہ اس بیجیا نے مجکو خاک مین ملایا زبانین بھی لکنت آئی سحر فراموش ہوا بیخودی کا جوش ہوا صمصام بدانجام نے نعرہ کیا فوج کو اسکی گھیر لو اور قتل کرو اب مین ہی اس شیر دلاور کو لیا دام غبار مین پھنسایا بعد چند عرصہ کے تلوار کھینچکر خود اپنے گلے پر پھیرے گا گور مین پیر لٹکائیگا ہمسے مقابلہ کا مزا پائیگا اب ہنر پر پلتن اُس قلعہ خاکی مین بند دل دردمند تمام جسم غبار آلود ملک الموت سامنے موجود ایسا ہی ساحر زبردست ہی کہ کچھ کچھ جھولی سے نکالکر پھینکتا جاتا ہی صمصام کو بھی خوف ہی قریب نہین تا دور سے یا سامری وجمشید کرتا ہی غبار سحر کی دیوار بنانا چاہتا ہی اور فوج ہنر پر زیادہ دباؤ ڈال رہا ہی مگر وہ سب مردان عالم جانبار سرفروش اپنے مالک کی محبت کا جوش گرد اُس غبار کے مصروف جنگ مین ہر چند قصد کرتے ہین خاک ہو جاتے ہین اپنے مالک تک جاتے ہین جب غبار کے قریب جاتے ہین بینائی مین فرق آتا ہی گھبراکر پلٹ آتے ہین یہان تو ان دلاورون کا یہ رنگ ہے اُدھر ہنر پر پلتن اپنی جان سے تنگ ہے مگر اجلال شہنشاہ کوکب کا تحریر ہوتا ہی کہ نہایت عدالت گستر رعیت پرور صاحب جاہ وجلال اپنے نمکخوارون کا خیال اتنے سال کا زمانہ اس لڑائی کو گذرا مگر کوئی ملازم کوکب کا شریک افراسیاب نہوا مگر اس بیجیا کا جسوقت سے یہ حال سُنا ہی سر دھنا ہی ہنر پر جو صدکرکے چلا آیا ہی کوکب بہت شاق ہی ناظرین روشن رائے پر واضح ہو کہ پاس شہنشاہ کوکب کے ایک آئینہ ہی کہ اُسکو مرأت واقعہ کہتے ہین خاصیت یہ ہی جام جہان نما ہی جب اُسکو ملنے رکھکر معائنہ فرماتے ہین جس مرکے دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہی وہ حالات آئینہ ہو جاتے ہین جسوقت سے ہنر پر پلتن واسطے جنگ صمصام کے گیا ہی کوکب تنہائی مین اُس مرأت واقعہ کو ملاحظہ فرما رہا ہی جو کہ یہان حالات

گذرے وہ سب دیکھے یہانتک کہ ہنر پریلتن کو حصار غبار مین مبتلا دیکھا گھبرایا چونکہ ہنر پریلتن تن نے منع کیا ہی کہ قصر جمشیدی سے قدم نہ نکالنا اپنا جانا ممکن نہ تھا ورنہ فوراً جاتا غبار سحر کو مٹاتا آوازدی اے سیار تیز رو جلد حاضر ہو یکایک چھت شق ہوئی ایک ساحر نوجوان چہرہ مثل ماہتابان پیشانی پر نہایت ہوتا ہی کہ ستارہ اقبال کا چمکتا ہی اُترتے ہی عرض کی حاضر کوکب نے جلد ایک صندوق کھولا اُسمین سے ایک شیشہ پُر از آب نایاب نکالا اور ہاتھ مین سیار تیز رو کے دیا فرمایا اے سیار تیز رو جلد اپنے تئین صحرائے لالہ زار مین پہونچا ہنر پریلتن صمصام ناکام سے مصروف جنگ ہی اُسنے سحر غبار سامری کیا ہی وہ صاف باطل اُسمین پھنس گیا ہی غرق زمین ہوکر اپنے تئین پہونچانا اس شیشہ سے پانی لیکر پہلے اُسکے منھ پر چھینٹا دینا ہوش مین آجائیگا اور شیشہ ہاتھ مین اُسکے دیکر کہنا کہ اس شیشہ کو اُٹھاکر طرف آسمان کے پھینک دے شیشہ شکست ہوکر اسکا آب نایاب جسپر پڑیگا اُسکو بنا دہ پانی مشکل ہوگی حصار غبار سحر بھی باطل ہوگا چند ساعت کے واسطے سب بیہوش ہوجائینگے اتنے عرصے مین کہدینا کہ صمصام کو گرفتار کرلینا اُسکے تخت پر صندوق رکھا ہی اُسمین نیچہ ہی وہ بھی اپنے قبضے مین کرنا یہ فرماکر سیار کو حکم دیا کہ جلد جا خبردار کوئی لفظ فراموش نہ کرنا سیار تیز رو قصر جمشیدی سے باہر نکلا دونون پاؤن زمین پر مارے غرق زمین ہوا اور زمین کو کاٹتا ہوا چلا یہان صمصام نے ہنر پر کو حصار غبار سحر مین پھنسایا ہی جانتا ہی کہ چند ساعت مین تلوار سے خود اپنا گلا مبہوت ہوکر کاٹ ڈالیگا اس خیال سے طرف فوج ہنر پریلتن کے پلٹا ہی اپنے دست نجس سے کوے ترنج مار رہا ہی ہنر پر نے اب بدحواس ہوکر قبضے پر ہاتھ ڈالا ہی کہ تلوار کھینچون کشاکش سحر نہین اُٹھ سکتی خود اپنا گلا کاٹ ڈالون کہ یکایک زمین شق ہوئی سیار تیز رو مثل برق جہند زمین سے پیدا ہوا منھ پر ہنر پر کے پانی کا چھینٹا دیا فوراً ہنر پر کو ہوش آیا اپنے شاہنشاہ کی پرورش دیکھکر چہرہ خوشی سے مثل گل رخ ہوا سیار نے شیشہ ہاتھ مین دیا پیام کوکب لفظ بلفظ سُنایا خود غرق زمین ہوکر غائب ہوا ہنر پریلتن نے فوراً پہلے شیشے سے تھوڑا پانی چلو مین لیا غبار سحر پر پھینکا مارا غبار سحر برطرف ہوا ہنر پریلتن مثل شیر غضبناک نعرہ کرتا ہوا جھپٹا اور شیشہ اُٹھاکر جانب آسمان کے پھینکا صمصام نے جو نعرہ ہنر پریلتن کی صدا سُنی سنتے ہی پلٹ کے دیکھا جھومتا ہوا آتا ہی گھبرایا یہ غبار سحر سے کیونکر نکلا جبتک کچھ فکر کرے یکایک لکہ ابر سیاہ آسمان پر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر پانی کی بوندین پڑین ہائے کہکر زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا صمصام نے قصد کیا کہ میدان رزم سے نکل جاؤن یہ ابر کس غضب کا ہی اس سے بچنا دشوار ہی کدو کاوش بیکار ہی چاہا تھا زمین پر پاؤن مارون غرق زمین ہوکر نکل جاؤن جان بچاؤن یکایک چند بوندین پانی کی اُسپر گرین یہ معلوم ہوا کہ شعلہ ہائے آتش جسم سے نکلنے لگے استخوان جلنے لگے ہائے کرکے زمین پر بیہوش ہوا ہنر پریلتن مثل فضائے ناگہانی اُسکے قریب آیا گردن پکڑکر دبائی زبان صمصام کی منھ سے ایک وجب باہر نکل آئی ہنر پر نے سوزن دیا مشکین باندھین جست کرکے قریب تخت آیا صندوق نیچے کا اپنے قبضے مین کیا تیغہ پکڑکر فوج پر جا پڑا وہ سب بیچارے یہ حال اُن بہادران کا

دیکھکر بھاگے چشم زدن مین میدان صاف ہوگیا ہنر بر بفتح و فیروزی پلٹا خیمے خرگاہ صمصام کے اپنے قبضے مین کیے خزانے اُس ملعون کے فوج نے لوٹ لیے اب صمصام بدانجام کو ہوش آیا اپنے تئین گرفتار طوق و زنجیر سحر پایا اب ہنر بر بفتح و ظفر بصد کر و فر نوبت نقارہ بجاتا ہوا اپنی فوج باقی ماندہ کو لیکر طرف کوک کے چلا یہان کوک نے یہ سب معرکہ مرات واقعہ مین دیکھا صورت فتح و ظفر نظر آئی سجدۂ شکر یہ پروردگار کیا قصر مرات سے باہر آیا تمام حال خورشید روشن رائے وزیر اعظم سے بیان کیا سنتے مبارکباد دی نذرین خوشی کی گذرانے لگین ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز بصد ناز و انداز حاضر ہوئے ملکہ حنائے گلگون پوش نے حکم دیا کہ سب نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر نگین حاضر ہون آج ہمکو انتہا کی خوشی ہی ہماری دختر نیک اختر کی خدا نے جان بچائی ایسی خوشی سُنائی ملکہ بران شمشیر زن کو خدا سلامت رکھے وہ آفتاب عالمتاب سمان طلسم نور افشان ہی اُسکی صولت و شوکت سے بہرام فلک لرزان ہی کوک نے فرمایا کہ ای ملکہ بخدا جسوقت یہ حال نیمچے کا سُنا تھا خنجر غم دل پر چل رہا تھا اگر میرے قتل کا سامان ہوتا کچھ اسقدر پریشان ہوتا المختصر جام مے ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشاہوش و نوشانوش بلند ہوئی ایک رقاصہ نے یہ اشعار گاکے نظم

آتا ہے دوڑ دوڑ کے پیک خیال عید	لاتا ہے بار بار نوید وصال عید
دیتا ہے مژدہ قاصد فرخندہ فال عید	ابر دے مہوشان کی طرح اہل دید کو
کیا رنگ نو بدلتی ہے مستون کو دیکھکر	کرتا ہے کچھ فلک پہ اشارے ہلال عید
ہر بزم مین ہے غلغلۂ قیل و قال عید	چرچے ہر انجمن مین ہے نشاط و طرب کے ہین
ہر زخم دیکھکے ہوتے ہین ہر قدم	صوفی کو حال آتے ہین سُن شے حال عید
آئینہ دار حسن رخ بیمثال عید	دکھلا رہا ہے بزم حسینان کو آئنہ
خدام بارگاہ کو اک شہریار کی	مشاطۂ عروس بدیع الجمال عید
ہر روز جشن رہتا ہے دن بھر شمال عید	ہر شادی شبانہ ہے نوروز کا جواب
جاری اگر ہو حکم معلے تو راہ مین	کچھ منفعل ہوے ہین یہ جاہ و جلال عید
خدام بارگاہ ہین جاہ و جلال عید	عیش و نشاط حاشیہ بوسن سا طہین
در بار مین کوک کے وہ جشن و عیش	اعدا کے ہون گلے تہ تیغ ہلال عید

ہی کہ ہر خرد و کلان ادنی و اعلی پیر و جوان خوشی سے اپنے جامے مین پھولے نہین سماتے ہین در خزانہ وا ہی زر سرخ و سفید تقسیم ہو رہا ہی فلک کج رفتار گردون غدار چشم زدن مین عیش و سرور کو مبدل بغم و رنج کرتا ہی محفل خوشی کی دم بھر مین درہم برہم کرتا ہی کہین شادی کہین ماتم کہین عیش کہین غم کہین سوز کہین ساز یہ جب بزم

آج تو تخت طلا ہے کل ہے مرقد کا کنار	ہے عجب حال جہان بے ثبات و بے مدار

تھا کہان جمشید کس جا تھا فریدون کو فرار | قصر و ایوان تو کہان ملتے نہین اُنکے مزار

ہر کجا افتادہ بینی خشت در ویرانۂ
ہست فرد دفتر احوال صاحب خانۂ

جسوقت کہ ہزبر پیلتن نے صمصام کو گرفتار کر لیا بیچہ بھی قبضے مین کیا وہان افراسیاب خوشی خوشی بارگاہ حیرت مین آیا ہی خوشی مین حال صمصام ملکہ حیرت کو سُنایا ہی اور عالم خوشی مین کہتا ہی کہ اے ناتون محل من آپکے فدا و ندلقمانے تدبیر معقول کی صمصام مع بیچہ قتل بران آتا ہی مگر بڑی مشکل مین مین نے اُسکو راضی کیا ہی تمھاری مصاحب جو ہی لالہ زار نرگسی چشم اب تم اُسکو راضی کرو کہ جب یہان آئے ایک لمحہ اُسکے سامنے جائے پھر مین وعدہ شادی کا کر کے تمھاری خدمت مین بھیجدونگا جب بران قتل ہو جائیگی خواہ شادی کرے یا نہ کرے اُسکو اختیار ہی مگر اسوقت دام تزویر ضرور بچھانا چاہیے اس مرغ زیرک کو پھنسانا چاہیے حیرت نے کہا مین ابھی جاتی ہون یہ کہکر قصد ہوا کہ لالہ زار کو بلاؤن یا خود جاؤن مگر افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے کہ آج صمصام کس منزل پر اُترا ہی کیا کر رہا ہی پہلے خوشامد اس حوالی کے تاجدار کو فرمان لکھکر روانہ کرو ن کہ جسکی سرحد مین صمصام پہونچے وہ واسطے اُسکے سامان دعوت مہیا کرے اور باعزاز و اکرام منزل بمنزل ہمراہ پہونچائین پس افراسیاب اس صلاح پر حیرت کی نہایت خوش ہوا کتاب اُٹھا کر دیکھنے لگا حیرت نے دیکھا کہ جون جون شہنشاہ کتاب ملاحظہ کرتے ہین رنگ چہرے کا متغیر ہوتا جاتا ہی ہاتھ ریش فش پر پڑا ہی نوچنے کا ارادہ ہی غصے مین زانو پر ہاتھ مارا حیرت نے گھبراکر پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہی تو نے فقط افراسیاب نے کہا کہ ملکہ غضب ہوا صمصام گرفتار ہو گیا ابھی جاتا ہون زمین کے طبقے ملاتا ہون یہ کہتا ہوا قبضے پر ہاتھ ڈالکر مثل تفتہ خواہیدہ کے اُٹھا اور ایک سحر کر کے مثل شعلۂ آتش سرکش بلند ہوا ستارہ تھا کہ آسمان مین ڈوب گیا یہان ہزبر پیلتن نے دشت لالہ زار سے نکلنے کا قصد کیا ہی تھوڑا راستہ طے ہوا ہی کہ آسمان پر سے آواز آئی او ہزبر کہان جاتا ہی مین آپہونچا ہزبر نے سر اُٹھا کر جانب آسمان دیکھا قیامت کا سامان نظر آیا کہ خود افراسیاب نمایان ہوا کف منھ مین غصے سے چہرہ سرخ کچھ اشارہ کرتا ہوا مثل شعلہ جوالہ زمین پر آیا اور چند سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر ہزبر پر پتھر برسنے لگے ہزبر کہ ابھی کچھ اچھی طرح ہوش و حواس بھی درست نہ ہوئے تھے لشکر بھی بارسہ صمصام اُٹھا چکا تھا گھبرایا سہر تو منجانب اللہ کر کے افراسیاب پر کیا گولہ مارا مگر قصد ہوا کہ نکل جاؤن بیچہ تو میرے قبضے مین آچکا ہی لڑنیکی ضرورت کیا ہی پلٹ کے چاہا صندوق اُٹھاؤن دیکھا چند بچے سنہرے صندوق کو پکڑے ہین ہر چند زور کیا مگر صندوق اپنے مقام سے نہ ہلا گھبراکر اپنے تخت سے کود پڑا افراسیاب نے آواز دی ہمارے خیر خواہ صمصام کی

زبان سے جلد سوزن نکالو قید سحر سے جلد رہا کرو یہ کہتے ہی ایک تپلہ فولادی زمین سے نکلا افراسیاب کو سلام کیا عرض کی غلام حاضر ہو حکم شاہنشاہی بجا لاتا ہوں یہ کہتا ہوا طرف صمصام کے چلا ہزہر نے دیکھا کہ تپلہ طرف صمصام کے جاتا ہی گوے ترخ تارخ اسکو مارے پشت دہیلو پر تپلے کے پڑے کچھ تاثیر نہوئی تپلہ گوے کھاتا ہوا حرے سحر کے اٹھاتا ہوا قریب صمصام پہونچا جاتے ہی سوزن زبان سے نکال لیا قید سحر کو توڑ کر پھینک دیا تپلہ خود تو یہ کام کر کے غرق زمین ہو کر غائب ہوا صمصام کو ہوش آیا قید سحر سے چھوٹا افراسیاب کو دیکھا کہ میرے دشمنوں کو قتل کر رہا ہی ہزہر بھاگا بھاگا پھر رہا ہی افراسیاب کو دیکھکر صمصام دلیر ہوا ہزہر کے جا کر ہاتھ شمشیر سحر کا مارا ہزہر نے سپر سحر پر روکا آوازدی او نامرد حمایتی کو دیکھکر بہت بلبلایا یہ کہکر خبردار خبردار کر کے ہاتھ تیغہ سحر کا مارا اسنے چاہا روکون مگر تلوار شرق گری سپر کے دو ٹکڑے ہوئے جیسے ابر تیرہ سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہی خود کو بھی کاٹ کر تا دو ابرو تیغہ پہونچا ہاے کہکر صمصام زمین پر گرا آوازدی اے شہنشاہ دہائی ہی بچایئے ہزہر نے چاہا کہ اسکی چھاتی پر چڑھکر سر کاٹ لون افراسیاب جست کر کے بیچ مین آیا اپنا سینہ سپر کر دیا دوسری تلوار افراسیاب پر پڑی مگر تاثیر نہوئی ہزہر پیلتن مثل ابر افراسیاب پر برس پڑا اسباب سحر صرف کیا یعنی گوے ترخ تارخ کچھ پکان کے دانے ماش کے مارے افراسیاب زخمی نہوا یہ حیرت ہی کیونکر سب حربے خالی گئے افراسیاب نے اپنا تیغہ سحر اٹھایا سر پر ہزہر پیلتن کے لگایا وہ تیغہ قضا تھا کیونکر رکتا ہزہر پیلتن ہاتھ سے افراسیاب کے سیر گلشن جنان ہوا افراسیاب اسکو مار کر طرف فوج کے متوجہ ہوا صمصام کو آکر زمین سے اٹھایا گلیسے لگایا زخم باندھا تخت پر سوار کیا جس تخت پر صندوق نسخہ قتل بمران رکھا تھا اسی پر جست کر کے آپ بھی بیٹھا اور صمصام بدانجام کو ہمراہ لیکر طرف لشکر حیرت کے چلا راہ مین لشکر صمصام جو درہ ہاے کوہ مین آکر چھپا تھا اپنے مالک کو دیکھکر دہائی دیتا ہوا نکلا صمصام نے عرض کی اے شہنشاہ ٹھہر جایئے دیکھیے تین لاکھ مین صرف پچاس ہزار بچے آپکی محبت مین سب مارے گئے افراسیاب نے تخت روک لیا وہ سب روتے پیٹتے قریب آئے کل لشکر کو ساتھ لیلیا افراسیاب تا بہ حد طلسم ہوشربا ساتھ آیا کہا اے صمصام اب کچھ مقام خوف نہین ہی یہ سرحد طلسم ہوشربا ہی مابدولت سبکو خبر کرتے ہوئے جاتے ہین ایک تاجدار جلیل آئیگا بارگاہ خزانہ وغیرہ سب ساتھ لائیگا تمکو باحتیاط لشکر حیرت مین پہونچائیگا مابدولت نے تمہاری معشوقہ کو بھی راضی کیا سب سامان وہان مہیا ہی آنا تامل اسواسطے ہی کہ بدولت تمہارا گذر روبرو لشکر مہرخ نہوبشان و شوکت تمام آؤ وزرا امرا واسطے استقبال کے آئینگے ہم تمہارا مرتبہ بڑھائینگے یہ کہکر افراسیاب مثل تیر شہاب نکل گیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ صمصام بدانجام نے دیکھا ایک تاجدار مع ساٹھ ہزار فوج آکر پہونچا صمصام سے بغلگیر ہوا صمصام نے نام پوچھا کہا مجکو مفتوح بیشہ نشین کہتے ہین بحکم شہنشاہ طلسم ہوشربا آپ کے لینے کو آیا ہون کل سامان عیش و نشاط

ساتھ ہی صمصام خوشی خوشی عیش عشرت کرتا ہوا ہمراہ مفتوح بیشہ نشین کے منزل بمنزل طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ ہوتا ہی یہان لشکر سنہر پر پیلتن آفت سنگباری مین مبتلا تھا بعد جانے افراسیاب کے وہ آفت سماوی برطرف ہوئی جھونکے ہوا کے گرم کے چلے سنگباری برف باری موقوف ہوئی کان مین آواز آئی مارا مجکو کہا میرا سنہر پر پیلتن تھا یہ سانحہ مصیبت خیز ماتم انگیز جو سرداران سنہر پر نے دیکھا گریبان چاک کیے منھ پر خاک ملی لاشہ سنہر پر پیلتن کا اُٹھایا رونے پیٹنے طرف قصر جمشید کے چلے یہان کوکب روشنضمیر غافل از شعبدہ بازی فلک بزم عیش آراستہ وزیر سے باتین کر رہا تھا کہ ماشاء اللہ سنہر پر پیلتن فوج صمصام سے کیا خوب لڑا بڑے غضب کا معرکہ پڑا مگر شیر بیشہ جرات نے اُس صمصام روبہ خصال کو گرفتار کر لیا انشاء اللہ پہونچا چاہتا ہی ایسا سرفراز کرونگا کہ اسکو بھی ہماری عنایت پر ناز ہوگا ای وزیر اعظم صمصام کو بھی سمجھانا ہمارے قدمون پر گرو نا فقط براہ چشم نمائی دو چار روز نظر بند رہیگا یقین ہی کہ پھر ایسی خطا اُس سے سرزد نہو گی نیچہ اُسکے قبضے سے لینا ضرور ہی اب مجکو اُسکا اعتبار نہ رہا مقدمہ جان کا ہی حفاظت ملکہ بران شمشیر زن کی لازم ہی اب یہ دل مین ارادہ ہی کہ اس نیچہ کو خدمت مین ملکہ مشتری ستارہ طلعت مالک حجرہ بلاے طلسم نورافشان کے بھیجدین کہ وہ پاس ملکۂ جیحون سبز پوش زبان دراز کے بھیجدینگی وہان کسی کا گذر ممکن نہین ہی خورشید نے عرض کی بہت معقول تجویز فرمائی کیونکر ہم لوگ جانبازی نہ کرین کہ ایسے دشمن کو حضور فرماتے ہین کہ قتل نہ کرونگا ہر چند کہ حضور نے ایسی خبر خوشی کی سُنائی گویا جان تازہ جسم مین آئی مگر دل خود بخود گھبراتا ہی کوکب نے کہا ای وزیر اعظم سچ ہی میرا بھی یہی حال ہی خود بخود دلپر ہجوم غم و ملال ہی شاید کچھ سنہر پر پیلتن پر افتاد پڑی آنے مین یہان بڑی دیر ہوئی جلد مرات واقعہ لاؤ ابھی حال اُس جوانمرد کا آئینہ ہوگا یہ ذکر تھا اور خورشید اپنے مقام سے اُٹھا ہی کہ مرات واقعہ لائون اور شہنشاہ کو دکھاؤن یکایک شور گریہ وزاری زیر قصر جمشیدی بلند ہوا کوکب نے گھبرا کر کہا کہ ارے دیکھو تو یہ کون روتا ہی یہ کلام تمام نہوا تھا کہ بہت سے سردار دریاے خون مین نہاے ہوے لاشہ سنہر پر پیلتن اُٹھائے ہوے سامنے کوکب روشنضمیر کے لائے چلائے دُہائی ہی سرکار کی کوکب گھبرا کر تخت سے اُٹھا سرداروں سے پوچھا یارو یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی تم سب تو صمصام کو گرفتار کر چکے تھے فوج اسکی شکست کھاکر بھاگ گئی تھی یہانتک تو خبر مجکو معلوم ہو چکی تھی کہ صحراے لالہ زار سے بفتح و ظفر آپ لوگ چل چکے تھے اُن سب نے سر اپنے زمین پر پٹکے مارے عرض کیا ای شہنشاہ گردون بارگاہ سنہر پر پیلتن جوان شیر دل تھا حقیقت مین آپکے اقبال سے کس زور شور سے لڑائی فتح کی تھوڑا راستہ طے کیا تھا کہ خود افراسیاب آیا اُس سے بھی یہ شیر دل ایسا لڑا کہ اگر رستم و اسفندیار ہوتے حلقۂ غلامی سنہر پر پیلتن اپنے کان مین ڈالتے مگر اُس ظالم نے کیا زور چلے جسپر نیزہ تیر تیغ نے کارگر تاثیر نہ کرے اُس جری نے جانبازی سے منھ نہ پھیرا افراسیاب بتلوار کھینچ کے جا پڑا جرات اُس نوجوان کی جرخ پیر لرزان ہوا آخر افراسیاب

جنسی کے ہاتھ سے راہی گلشن جنان ہوا یہ سنکر قصر جمشیدی مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کوکب روشنضمیر تنہا کا درد مند ہوا آنکھون مین آنسو بھر کے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون افسوس موت سے کسی کا زور نہین چلتا وقت قضا کسی طرح نہین ٹلتا کیا کیا تدبیر کی مگر کچھ نہو سکا جو مرضی پروردگار کی اگر موت بران کی قریب تھی تو ہمارا کیا اختیار ہے ہر طرح بندہ مجبور و ناچار ہے وہ مالک مختار ہے دیکھیے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے کون ہنستا ہے اور کون روتا ہے اے خورشید روشن رائے یہ تو دریافت کرو کہ وہ ہیما کہان گیا یہ زبان سے کوکب کی نکلا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر دی کہ اے شہنشاہ معصوم بدانجام کو افراسیاب اپنے ساتھ لے گیا خراج گذاران افراسیاب راہ مین آکر اس سے بغلگیر ہوئے طرف لشکر حیرت کے رہگیر ہوئے یقین ہے تمکو غم ہوا ہوگا یہ سنکر کوکب روشنضمیر نے فرمایا خواجہ عمرو کو اس امر کی اطلاع کرنا ضروری ہے وہ انشاء اللہ کچھ نہ کچھ اسکی تدبیر کرینگے مگر یارو صاف تو یہ ہے کہ عمرو کیا کام کرے مقابلہ ساحران غدار کا وہ سحر سے ایک حرف نہین جانتے مگر جرات عمرو پر ختم ہے مین عمرو کا بندہ احسان ہون لیکن اس مقدمہ مین نہایت حیران و پریشان ہون خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی ایک کام تو آپ بلا دیجیے کہ بران شمشیرزن ابھی راہ مین ہونگی نامہ بھیجکر روک دیجیے طرف ملک مہرخ کے نجائین یہان چلی آئین اپنی جان بچائین جب یہان پہونچین تو حکم فرمائیے کہ اے نور نظر چندے باغ نگارین مین سیر کرو کہ رت نکلنا مناسب نہین ہے بعد اسکے جیسا کہ عقل مین آئیگا سامان کیا جائیگا کوکب نے فرمایا اے وزیر اعظم تمنے براہ خیر خواہی تدبیر معقول بتائی یہ ہماری بھی عقل مین آئی مگر شیوہ جرات سے بعید ہے تمام طلسم نور افشان و طلسم ہوشربا مین مشہور ہو جائیگا ہر خرد و کلان اطلاع پائیگا کہ صمصام نکرامی کے خوف سے کوکب سیماالرزان و ترسان ہوا بلکہ بران شمشیرزن کو باغ نگارین مین پنہان کیا اس ذلت سے مرجانا بہتر ہے مگر خواجہ کو اطلاع دینا ضرور ہے کہ وہ ہماری کنیز سے بھی خوب جانتا ہون کہ انکو بران دل و جان سے عزیز مجھسے زیادہ محبت کرتے ہین جب ہاتھ سے عشاق سبزہ رنگ گشتہ ہوئی تھی انھین کا کام تھا کہ اس ایسے ساحر زبردست کو ارا اب بھی جو کچھ ہوگا انھین کی کارگذاری سے پروردگار فضل کریگا سنتے ہی عمرو اپنی جان لڑا دیگا یہ کہکر قلمدان طلب فرمایا قلم اٹھایا کوکب روشنضمیر نے اس طور سے خواجہ کو نامہ لکھا

نامہ لکھنا کوکب روشنضمیر کا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو مشتمل بر نکرامی صمصام آنا نامے کا اور پہونچنا ملکہ بران شمشیرزن کا لشکر مہرخ مین اور داخلہ صمصام کا لشکر حیرت مین اور برق گرانا جادوگر کو مارنا اور خواب مین دیکھنا ملکہ مخمور سرخ چشم کا نور الدہر کو اور روانہ ہونا قاسط کے دیکھنے نور الدہر کے طرف کوہ عقیق کے اور آنا نامہ لقا کا پاس افراسیاب کے اور روانہ کرنا افراسیاب جادو کا عقرب نیشزن جادو کو برائے مدد لقا۔ نامہ

اے شہنشاہ اوج عیاری — وے مہ آسمان طراری — مصدر فیض صاحب ہمت
تا جدار ممالک فطرت — رہرو جادۂ اولوالعزمی — طے کن منزل پیادہ روی
ذہن کیا کرسکے بیان حضور — عقل و دانش ہین چاکران حضور — عرض پیرا ہے کوکب بیدار
ہو بھری دل مین حسرت دیدار — فلک سفلہ پرہو درپے جنگ — کردیا اُسکی بدعتون نے ننگ
دمبدم رنگ یہ بدلتا ہے — خنجر ظلم دل پہ چلتا ہے — بخت بد کی یہ نارسائی ہو
آفت تازہ سر پہ آئی ہے — ہوگیا دوست جان کا دشمن — خضر راہبر ہوا دشمن
وہ جو صمصام ہو خراج گذار — ہے عدو جان کا وہی غدار — قتل برآن پیست کرکے کمر
جا ملا دشمنون سے بدگوہر — نیچہ اک جو تحفہ جات سے تھا — پاس اُس بیحیا کے تھا رکھا
اُسکے جوہر سے ہو بیے ماہر — صاف کرتا ہون آپ پر ظاہر — اے شہنشاہ ہے یہ جائے بکا
بہر برآن وہی ہو تیغ قضا — جوہر خنجر مات ہے وہ — قاطع رشتۂ حیات ہے وہ
دیکھیے رنج کیا دکھاتا ہے — سمت افراسیاب جاتا ہو — دسترس ہو تو قتل کیجیے گا
نیچہ بیحیا سے بیجیے گا — حال رنج و غم و ملال تمام — لکھدیا والسلام والاکرام

یہ لکھکر طیران سریع السیر جادو کو طلب فرمایا یہ نامہ سربمہر کرکے دیا اور ارشاد فرمایا کہ بلا خدمت خواجہ عمرو یہ نامہ پہونچانا اور زبانی یہ بھی ہماری طرف سے ظاہر کرنا اور تمام کیفیت شاہزادہ اسعد سلطنت سے بھی ظاہر کرنا کہ مین بے قصد اُسکے روکنے کا کیا تھا یہ شیر دل بعہد صولت و شوکت جاکر خوب لڑا صمصام کو تو قتل کرہی لیا تھا مگر جو نوشتۂ تقدیر ہوتا ہو اُس سے انسان ناچار ہو وہ پیدا کرنے والا مالک مختار ہے اور ہر ہر پلٹن کی قضا آچکی تھی مین یہان غافل ہوا وہان افراسیاب نے آکر اُس شیر دل کو مارا اور صمصام کو اسیر کرکے اپنے ساتھ لے گیا اب جو آپ مناسب وقت دیکھیے وہ کیجیے طیران سریع السیر جادو اک عقاب سحر پر سوار ہوکر بعجلت تمام ودنیاک انجام طرف لشکر ملکہ مہرخ کے چلا لشکر ملکہ مہرخ مین تمام سردار عیار مصروف عیش و نشاط ہین طرار جادو کی دعوتین ہو رہی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کرسی جواہر نگار پہ جلوہ فرما ہین اور مہتر برق فرنگی مہتر الاک بن عمرو و جانسوز بن قران والاگہر و مہتر قران بعد عظم و شان اپنے اپنے مقام پر جلوہ ہین اور حال خیرت آل طرار نامدار کے ناظر ہین کہ یکایک سامنے سے چرندو پرند ہوا سیسان اشکر اسلام حاضر ہوئے عرض کی اسوقت ایک جانب دوگرد صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بعد جوش و خروش داخل ہوا چاہتا ہی وزیر و امیر واسطے استقبال کے گئے ہین شاید کوئی خراج گذار افراسیاب کا ہوگا غلامون نے صرف نام دریافت کیا یہ نہ تحقیق ہوا کہ کس ملک سے آیا ہے کہا نکار ہنے والا ہے آنا البتہ جان شاہ ون نے دیکھا کہ سر پر اُس خیرہ سر کے

پٹیان مرہم کی چڑھی ہین کہین سے جنگ کرکے آیا ہو اسکے ساتھ والے بھی زخمدار بیقرار خستہ شکستہ دیکھے ملکہ مہرخ نے فرمایا انشاء اللہ دریافت ہو جائیگا اگر ہمارے مقابلہ کو آیا ہو طبل جنگی بجوائیگا ہمالا تکیہ پروردگار پر ہو خداوند دن دکھائے کہ اسد غازی رہا ہو کر اس لشکر مین تشریف لائین یہ ذکر تھا کہ طیران اگر عقاب سحر سے اترا واسطے تسلیم ملکہ مہرخ کے خم ہوا ہاتھ پر نامہ رکھکر خواجہ عمرو کو دیا عرض کی بغور ملاحظہ فرمائیے عمرو نے فوراً نامہ کو کھولا مضمون جانگزا سے آگاہ ہوا رنگ رو متغیر ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا اے خواجہ خیر تو ہو عمرو نے کہا اے ملکہ غضب ہو تقدیر نے آفت تازہ دکھائی ایک بلائے آسمانی آئی خدا بچائے اور تمام کیفیت خواجہ نے مضمون نامہ کی ملکہ مہرخ سحر چشم وغیرہ سے بیان کی یہ سنکر ہر سردار کے ہوش وحواس باختہ ہوئے طیران سریع السیر جادو سے سننے خواجہ کے کھڑا ہی اور رو رو کے حال مصیبت ہنر پر پلٹن کا جانبازی کرنا اور قتل ہونا بیان کر رہا ہے اہا لیان دربار مع ملکہ مہرخ و ملکہ بہار اس حال مصیبت خیز کو سنکے اشک حسرت بہا رہے ہین ہر ایک کا یہی کلام ہو کہ افسوس ہزار افسوس ایسے وقت مین ہم لوگون کو خبر ہوتی ورنہ جاکر جانبازی کرتے اور اس مرد میدان شجاعت کو ہاتھ سے افراسیاب جادو بد خو کے جسطرح ہو سکتا بچاتے اور صمصام ناکام یہ وہ آفت لاتے کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اس بدانجام کے حال پر روتے ہمکو ایسے ننگ و نام کے اوپر ذرا ترس نہ آتا مصرع خیر زندہ ہو اگر یار تو صحبت باقی نہ دیکھا جائیگا وہ ملعون جب ہمارے مقابلہ پر آئیگا اپنی سرکشی کی انشاء اللہ سزا پائیگا مگر افسوس ہو اس زمانہ مین ہم لوگون پر ایسا وقت تنگ ہے ہر سردار اپنی جان بچانے مین تنگ ہے زمانہ گذرنے میعاد قید اسد کا قریب آیا ہو اپنی اپنی فکر مین ہین آٹھ پہر اسی ذکر مین ہین کہ پروردگار افراسیاب غدار کے ہاتھ سے اس نامدار کو بچائے اور وہ جامع المتفرقین بخیر و خوبی رہا کرکے ہمسے ملائے اچھا جو مرضی پروردگار اس بلائے ناگہانی کو بھی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے ہماری تو مثل ہو قطعہ

گرچہ باد بگرے قضا باشد	ہر بلائے کز آسمان آید
بر زمین نارسیدہ میگوید	خانۂ انوری کجا باشد

یہ تقریر ملکہ مہرخ نے طیران سریع السیر کی سنکر فرمایا صاحبو صبر کرو اپنے دل پر جبر کرو اب اس مقدمہ مین تدبیر معقول بتاؤ مشیران خوش تدبیر نے دست بستہ عرض کی جواب مین اس نامہ کے شہنشاہ کوکب کو تحریر فرمائیے کہ فی الحال واسطے چند دنکے ملکہ بران کو بیان نہ آنے دین اثنائے راہ سے اپنے پاس بلالین طیران نے عرض کی کہ یہ صلاح قبل وزیرون نے شہنشاہ کو دی تھی اس شیر بیشۂ جرأت صاحب شوکت ولیاقت نے فرمایا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ مین ایک ننگ نام کے خوف سے بران شمشیر زن صف شکن کو چھپاؤن کبھی ایسا نہوگا عمرو نے کہا اسمین تمکو کیا دخل ہو شہنشاہ کوکب و شنصفیر اس حقیر کے کہنے پر ضرور عمل فرمائینگے بران کو باغ نگارین مین چھپائینگے یہ ذکر ابھی درپیش تھا عمرو نے قلم اٹھایا مگر کچھ بات درپیش تھی کہ یکایک آسمان پر ایک ابر گلنار نمایان ہوا اس زور و شور سے ابر اٹھا ہے کہ تمام

صحرا سرخ ہوگیا ہی کوئی کہتا ہی آج آسمان سے خون برسیگا کوئی کہتا ہی شفق پھولی ہی شام اودھ کی کیفیت بھولی ہے
یا کوئی ساحر گلگوں پوش آتا ہی حقیقت مین قلب تھرا رہا ہی وہ ابر گلنار چرخ مارتا ہوا رعد کی گرج چمک نی برق کی
دل ہلاتی تھی طائران خوش رنگ کی زمزمہ سرائی عجیب کیفیت دکھاتی تھی دیکھا وہ ابر اسی جانب آتا ہی خاص
لشکر اسلام پر محیط ہو رہا ہی خواجہ **عمرو** اٹھ کھڑے ہوئے ملکہ **مہرخ** و **بہارو** نافرمان و **شکیل** رعد و برق جملہ
سرداران نامی ترنج و نارنج ہاتھ مین لیکر خائف و ترسان بیرون بارگاہ آئے یقین کامل ہوا کہ **افراسیاب** نے کسی ساحر
زبردست کو ہمپر بھیجا ہے قصد ہوا کہ قبل از اترنے ساحر کے سحر سے روکین خواجہ **عمرو** گلیم کاندھے پر ڈالے کھڑے
ہین اس ارادہ پر کہ ابر شق ہو ساحر نمایان ہو مین لشکر سے نکل جاؤن جاکر عیاری کی تدبیر کرون مہتر **برق**
حباب ہاے بیہوشی ہاتھ مین لیے ہوئے تڑپ رہا ہی کہ یہ جو کوئی ساحر ہی جلد اترے اترتے اترتے حباب ہاے رون
قریب جلکے ملکا رون مہتر **حالاک** بن **عمرو** بعجیل کوشے مین آیا بعجلت تمام رنگ روغن نکالکر ایک کنیز حسین
مہ جبین خوشرو پری تمثال کی شکل بننے لگا **جانسوز** بن **قران** نے ایک ساحر کی شکل بنائی ہی **ضرغام شیر دل** ایک
چوبدار بنکر تیار ہوگیا عصاے نقرئی ہاتھ مین گوے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم بلبل چشم کاٹیکا کمر مین چستی
و چالاکی تیور مین مہتر **قران** بغدا تھام کر ایک کوہ مین آکر ٹھہرے ہین ساحرون نے جو اپنے سردارون کو دیکھا
کہ آمادہ حرب و پیکار ہین لڑنے پر تیار ہین کمر بندی کرنے لگے ترنج نارنج ماش کے دانے ہاتھ مین لیے بعضون نے جھولیان
اسباب سحر کی جلدی جلدی اٹھاکر زیب دوش کین کسی ساحر نے نفیر سحر بجائی فوج ساحران تیار ہوکے آئی کہ یکایک
وہ ابر گلنار شق ہوا بجلی چمکی آنکھین سب کی جھپک گئین بعد چشم زدن دیکھا کہ تخت زرین پر ملکہ **برّان** شمشیر زن
بصد صولت و شوکت سوار ساحران نامدار کے ہاتھ مین علمہاے زرنگار پھریرے کھلے ہوئے ہوا مین اڑتے
ہوے اُنپر تعریف آلی و نعت پیغمبر برحق بخط جلی ہر قوم تین لاکھ ساحران نامی کی آمد کی دھوم پہلو مین ایک تخت
مختصر اُسپر ملکہ **مجلس جادو** گرد کنیزان خوشرو بارہ سولڑکیان ہمسن شوخ و شنگ طرّان زرین بال پر سوار کرتے
جسم مین کلاہ ہاے زرین سرون پر چھوٹے چھوٹے خنجر زیب کمر جھولیان بادلے کی بائین ہاتھ پر ڈالے بیڈھپان
گندھی ہوئین اُنمین ناڑے سرخ عجب کیفیت دکھاتے تھے ابر سیاہ مین یاقوت احمر کے ٹکڑے نظر آتے تھے خود ملکہ
مجلس جادو جس تخت پر ہی ایک گھروندا آراستہ گڑیان مٹی کے کھلونے رکھے ہوئے ایک لڑکا دلہن بنی بیٹھی ہی
گھونگٹ نکالے ہوئے ڈونیان بھی وہی مٹی کی گجریان کسیکی کمر مین طبلہ بندھا ہی چھوٹے چھوٹے ہاتھون سے
ٹکڑے باندھ رہی ہین سر ملاتی جاتی ہین ایک گجری سارنگی بجا رہی ہی ایک کچھ آگے بڑھی ہوئی گا رہی ہے
بھاؤ بتا رہی ہی **بیت** وہ طبلون کی آواز انکی صدا ؛ وہ گانا کہ اچھا بنا لاڈلا ؛ ایک صمت ملکہ شگوفہ سحر ساز
وزیرزادی بصد ناز طاؤس سحر پر سوار پایہ تخت ملکہ **برّان** شمشیر زن پر ہاتھ رکھے ہوئے عجب مسکراتی ہی

گویا بجلی چمک جاتی ہو ایک طرف ملکہ عمران جادو اور ملکہ مجلس جادو بہمدہ سپہ سالاری لشکر و فوج کو جاتی ہوئی شوکت فتح و بڑھاتی ہوئی ایک جانب ملکہ شعلہ برق اندام حاکم قلعۂ آتشبار گرمی حسن بازار خوبی ہوشربا کو سرد کرتی تھی جدہر نگاہ اٹھاتی تھی برق چمک جاتی تھی ایک سمت ملکہ گلابی چشم نارنجی پوش بصد جوش و خروش کی طرف ملکہ چشمک زن جادو نگاہ طالب دیدار کی دشمن خرفروش کی طرح چار سو شاہزادیان ماہرخسار طرحدار بصد زیب و زینت گرد تخت ملکہ برآن شمشیر زن زیر ابر گلنار بطور چہار دست مرکب بادرفتار پر سوار ایک ہاتھ مین تلوار ایک ہاتھ مین سپر صاحب فتح و ظفر دونون ہاتھون کی مٹھیان بندھی ہوئین اگر وہ مٹھیان کھلی ہوئین لشکر عدو پر آفت لاتین مٹھی کا بند رہنا ہی بہتر ہو مٹھی کھلنے مین خرابی سراسر ہو یہ بھی شہنشاہ کوکب رو تنظیم سے اجازت لیکر شریک لشکر ملکہ برآن شمشیر زن ہوا ہو تمام فوج و لشکر کو ساتھ لیے ہوئے نمایان ہوا تمام سرداران لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ برآن شمشیر زن کو دیکھکر خوشی سے باغ باغ ہوگئے واسطے استقبال کے بڑھے اور بصد شوکت و حشمت ملکہ برآن کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے پہلوے تخت ملکہ مہرخ مین کرسی ہوا ہر نگار پر ملکہ برآن شمشیر زن جلوہ گر ہوئین شاہزادیان بھی اپنے اپنے مقام پر کرسیون پر بیٹھین خواجہ عمرو یا توکلیم کاندھے پر لیکر کھڑے ہوئے تھے مسکراتے ہوئے اندر بارگاہ کے آئے ملکہ برآن واسطے تسلیم کے جھکین خواجہ عمرو نے بہ بحجت سر سینے سے لگا لیا دعاے جاندرازی دی مگر برآن شمشیر زن نے دیکھا کہ رنگ خواجہ عمرو متغیر ہے آنسو آنکھون مین بھرے ہوئے ہین رومال سے پاک کر رہے ہین ملکہ برآن نے بیقرار ہوکر پوچھا کیون خواجہ خیر تو ہو کیون آئینہ رخسار پر گرد ملال ہو کیا اسوقت اسد دلاور کا کچھ خیال ہو خواجہ عمرو نے کہا نہین اے نور نظر اپنے آقاے نامدار کے فراق مین مبتلا ہون آٹھ پہر تڑپتا ہون وہ آقا کہ جسکے ساتھ کھیل کر بڑے ہوئے کبھی ایک لمحہ کی جدائی نہوئی تھی یا محبت مین اسد غازی کے سارے سال کی جدائی ہوئی دیکھیے کس دن جامع المتفرقین صاحبقران سے ملاپ ہوگا کس دن وہ گلشن بیخزان یعنی دربار حمزہ نظر آئیگا ملکہ برآن خواجہ عمرو سے یہ باتین کر رہی تھین دیکھا ایک گوشہ مین طیران خاموش کھڑا ہی مثل برگ بید کانپ رہا ہی روے زیبا سے ملکہ برآن کو دیکھکر روتا ہے ملکہ برآن نے فرمایا اے طیران تم اسوقت یہان کہان آئے ہو اسقدر کیون گھبرائے ہو اُسنے چاہا کہ مثل خواجہ کے حال مصیبت مآل کو چھپاؤن دست بستہ عرض کی فقط زیارت خواجہ کو حاضر ہوا تھا اور سب طرح خیریت ہی ملکہ برآن نے فرمایا اسقدر بیقراری کا باعث کیا ہی قسم تمکو ہمارے سر عزیز کی صاف صاف بیان کرو اسوقت تو مین کل اہالیان دربار کو پریشان پاتی ہون برائے خدا جلد بتلاؤ مین ہول کھاتی ہون طیران سریع السیر جادو سے آخر ضبط نہو سکا چیخ مار کر رونے لگا خواجہ عمرو نے بھی رومال آنکھون پر رکھ لیا اور سب سردارون مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر خرد و کلان دردمند ہوا عمرو نے کہا اے نور نظر پارۂ جگر بخدا مین فرزندان صاحبقران سے زیادہ تمسے

محبت کرتا ہون آٹھ پہر تمھارا ہی خیال ہی یہ بھی تم بخوبی جانتی ہو کہ تمھارا راز دار بھی ہون پروردگار وہ دن دکھائے
کہ اُس راز کا انجام بخیر ہو خوب تمکو یاد ہوگا کہ جب عشاق سبزہ رنگ کے بعد شکست ہونے دریا کے اور لوٹنے
پل پر یزادان نے نیچہ سحر تیر مارا اور لاشہ لیجاکر کوکرنے طلسم نورافشان مین رکھا مین آٹھ پہر بیقرار رہا مگر
عنایت سے پروردگار کی جاکر اُس بیچیا کو مارا لے نور نظر ویسا ہی معرکہ اب بھی درپیش ہوا ہی اسوجہ سے زیادہ
بس و پیش ہوا ہی ابھی ابھی طیران سریع السیر جادو نامہ تمھارے والد نامدار کا لیکر آیا ہی اُس سے واضح ہوا کہ صمصام
جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خود بخود باغی ہوا ہی اور نیچہ تمھارے دشمنون کے قتل کا جو اُس نمکحرام کے
پاس تھا لیکر بخدمت حیرت آتا ہی شہنشاہ کوکرنے خبر پاکر اُسکو رد کا تھا تمھارے ملازم ہنر پیلتن نے
اُسکو اکر ٹوکا تھا لکھا ہی کہ اُسنے گرفتار بھی کر لیا تھا اُسکے گرفتار ہونے پر شہنشاہ مصروف عیش ہوئے
اس خیال سے کہ اب ہمارا خیر خواہ نمکحرام کو گرفتار کر چکا ہوگا یہان فلک کجرفتار نے کجروی دکھائی
افراسیاب خود وہان جا پہونچا اُس رہزن صفت نے ہنر پیلتن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا صمصام
کو چھڑا لیا اب وہ داخل لشکر حیرت ہوا چاہتا ہی لہذا میری خوشی یہ ہی کہ تم ابھی جانب طلسم نورافشان چلی جاؤ
بعیش و راحت باغ نگارین مین بسر کرو انشاء اللہ مثل عشاق سبز رنگ اس بیچیا کو بھی نہ مارا اور نیچہ اُس سے نہ لیا
تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھایا میری بھی قضا اُسکے ہاتھ سے ہی اب تو مین انتظام رہائی اسد کو بھی بھولا
بُران نے بمحبت ہاتھ گلے مین خواجہ عمرو کے ڈال دیے عرض کی مین آپ کو مثل والد نامدار کے جانتی ہون
محبت قلبی سے آگاہ ہون آپکا فرمانا آنکھون سے بجالاتی مگر مقام غیرت ہی کہ ایک نمکحرام ذلیل ہمارے گھر کا غلام
اُسنے تو یہ کام کیا افراسیاب خانہ خراب کا شریک ہوا اور برسر مقابلہ آتا ہی شجاعت اپنی دکھاتا ہی یہ کنیز
آپکی جسدن سے حاضر ہوئی مقابلہ حیرت جادو اور افراسیاب جادو سے بھی نہین ہی اسکے خوف سے
چلی جاؤن باغی کے خوف سے اپنے تئین باغ مین چھپاؤن یہ کبھی نہوگا بلکہ واضح رہی جو وہ بیچیا طبل جنگی بجواکر
میدان مین نکلیگا کسی سردار کو نہ جانے دونگی خود مقابلہ کرونگی اپنا خون اپنی گردن پر لونگی یہ باتین یہان
ہو رہی ہین کہ لشکر حیرت سے نوبت نقارے کی آواز آئی زمین تھرائی عمرو نے کہا بیٹا برق دریافت کرو
یہ کیا معرکہ ہی برق تڑپ کر جھپٹا صورت بدل کے لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کو ملازمان
حیرت استقبال کرکے لائے ہین وہ مغرور اکڑتا ہوا بل کرتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ حیرت بارگاہ مین آکر ٹھہری
ہین حکم دیا ہی کہ شہنشاہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش خیر خواہ دولت طلسم ہوش ربا کو جلد
ہمارے سامنے باعزاز و اکرام تمام لاؤ کہ ہم بہت مشتاق ہین یہ حکم سُنکر وزیر وامیر دوڑے اور صمصام کو
سامنے ملکہ حیرت کے لائے یہ ملعون واسطے تسلیم کے خم ہوا پایہ تخت ملکہ حیرت کو بوسہ دیا حیرت جادو نے

سر اُسکا بعنایت اُٹھایا بارگاہ مین لاکر داخل کیا آپ تخت پر جلوہ فرما ہوئین پایہ چہارم تخت پر دنگل خاص جو واسطے وزیر اعظم کے مقرر تھا اُسپر بیٹھنے کا اشارہ ہوا **صمصام** اس عنایت پر اور بھی زیادہ پھول گیا اپنی لیاقت کو بھولگیا ملکہ نے اشارہ کیا جلد سامان عیش و نشاط لاؤ ساقیان مہوشان کو سامنے بلاؤ دیر نہ لگاؤ بموجب حکم ساقیان سیمین ساق غنچہ دہن گلابیان بادہ گلعذار غوانی کی لیکر حاضر دربار ہوئے جام صہبائے لالہ فام بے اندیشہ دور انجام سامنے **صمصام** جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش ناکام کے گردش مین آیا رقاصان پریچہرہ بصد ناز و ادا رقص مین مشغول ہوئین اور یہ غزل شروع کی غزل

شب وصلت نہ وہ گر پر دغل جاتا تو کیا ہوتا
مرے دل سے جو اک ارمان نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت جھٹک کر ہاتھ میرا یار یہ بولا
کہ او ظالم مرا سینہ مسل جاتا تو کیا ہوتا

دیا بوسہ نہ کیون تمنے متاع حسن عارض کا
درم اک گنج قارون سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

شب وصلت یہ مجھسے پوچھتے ہین وہ شرارت سے
بتا دو وعدۂ وصل آج ٹل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پڑھتا فاتحہ لیکن مرے مرقد کی جانب سے
اگر ہنستا ہوا وہ گل نکل جاتا تو کیا ہوتا

نہ پاتا اُس مسیحا کے سوا صحت دل عاشق
طبیبون کی دوا سے کچھ سنبھل جاتا تو کیا ہوتا

شکایت کی تو بولے وہ بہت تھے چاہنے والے
شب فرقت جو تیرا دم نکل جاتا تو کیا ہوتا

مری میت پہ گر میرے دل پامال کی صورت
کف افسوس آکر وہ جو مل جاتا تو کیا ہوتا

سوال وصل پر اب تو نہین کی بار نے لیکن
دلاگر اُسکے منہ سے ہان نکل جاتا تو کیا ہوتا

پہونچ جاتے رواق شاہدین پر اے قمر ہم بھی
یہ ارمان بھی اگر دل سے نکل جاتا تو کیا ہوتا

یہ غزل جو ایک نازنین پریچہرہ نے مخاطب ہوکر **صمصام** سے بصد ناز و ادا گائی مدت کا فراق دیدہ ہجران کشیدہ تھا طبیعت بھر آئی تصویر لالہ زار نرگسی چشم پیش نظر پھر گئی زیبائی محفل مثل سنگ آگئے سے گرگئی دماغ بھی بادہ ناب سے گرم تھا بے اختیار رونے لگا اشکون سے منہ دھونے لگا مبہوت ہوکر سر سے اپنے خود اُتار رقاصہ کو دیدیا وہ مسکرائی یہ کیسا سپاہی ہے پہلو مین ایک کھڑا بجارہا تھا کہا لو بی بی ہوائے عیش چلنے لگی تم ایسی گائین کہ محفل مین ہنجو دی سے پگڑی اُچھلنے لگی اس فقرہ گرم پر تمام اہالیان بزم ہنسے اُسکو سر برہنہ دیکھکر لوگ پھبتیان کہنے لگے ایک بولا ننگ خاندان ہے ایک بولا نہین بھئی یہ محتاج و پریشان ہے سر کھولکر ملکہ حیرت سے فریاد کرتا ہے کسنے کہا حال آپا چاہتا ہے دل کا رنگ گرگون سے کوئی بولا کسی لیلی وش کا مجنون ہے ملکہ حیرت رومال منہ پر رکھکر مسکرائی حکم دیا کہ ایک کلاہ رنگا رنگ لاؤ میان **صمصام** کے سر پر پہناؤ ملازمون نے حکم سے کلاہ پہنائی رقاصہ سمجھی اپنے خود کے واسطے یہ بیچارہ مصیبت

کا مارا رونا ہی مسکراتی ہوئی خود لیکر سامنے آئی عرض کی یہ خود حاضر ہے لونڈی کیا کرے گی صمصام نے جھپ کر جواب دیا کہ میں اپنی معشوقہ کے فراق میں رو رہا ہوں کیا میں خود کے لیے ملول ہوتا ہوں میں سمجھا تھا کہ اسوقت دربار میں یا ملکہ عالم کے پاس جاؤنگا معشوقہ میری ملکہ عالم کے ساتھ آئیگی میرے پہلو میں بیٹھے گی ہائے مجھ ناکام بھی بنا اور لذت دیدار معشوق نہ حاصل ہوئی لیکن پیغامبری نہ زائل ہوئی اسوقت ملکہ حیرت نے ہنسی کو ضبط کر کے فرمایا اے صمصام شہنشاہ افراسیاب تمہارے مقدمہ میں ہمسے سب کچھ فرما چکے ہیں ہمنے اسکا سامان کیا ہی لیکن وہ بھی اپنے ملک کی شاہزادی ہی کوئی زن بازاری نہیں ہی کہ فوراً آکر تمہارے پہلو میں بیٹھ جائے یہاں سے قریب دو کوس کے ایک باغ ہی اسمیں سرو نرمان گلشن حسن کو ہمنے وہاں بلایا ہی برہمنوں کو طلب کیا ہی اسی باغ میں تمہاری گٹھ بندھن ہوکر پھر بھوتری پھر جائیگی شہنشاہ تمکو دولہا بنا کر لیجائینگے کنجل ہاتھی پر بہاری سہرہ بڑی تیاری کا سر پر سوار کر شگن جوڑے بانٹے جائینگے ایک خواص حسین مہ جبین طرار فرار ملکہ کے سر پر رومال ہلا رہی تھی اسنے مسکرا کر کہا میاں صمصام صاحب ذرا ریش مقدس میں خضاب لگاؤ معشوق کمسن کا سامنا ہوگا تم بھی نوجوان بنجاؤ صمصام نے کہا خداوند بہت اچھا شب کو نائی کو بلاؤنگا وسمہ لگواؤنگا اس طرارہ نے منہ پھیر کر کہا بھڑوا بھٹیارا بوس دیوث خاک میں ملے سامری جمشید ایسا کریں کہ عوض وسمے کے نائی اسکے نورہ لگائے ڈاڑھی مچھیں بھوئیں کر بائیں ہم پھپتی کہیں قلندر بوڑھا بنا رہے یہاں تو سب دربار میں اسکی باتوں پر مضحکہ کر رہی ہیں مگر یہ قدموں سے حیرت جادو کے لپٹا ہوا کھڑا ہے کہ حضور کی باتوں میں بڑھیا ان کا خاص مزا پاتا ہی جو حضور فرمائینگی آنکھوں سے بجالاؤنگا کیا غلام کو سہرہ باندھنے میں انکار ہی حضور کی پرورش اور خاوندی تو مجھپر بخوبی ظاہر ہوئی مگر اب امیدوار ہوں کہ میں حق خدمت بجالاؤں پی بران کا سر کاٹوں لاکر قدموں پر ڈالدوں مگر غلام لڑائی میں ہنر پر پیلتن کے ہاتھ سے نہایت زخمی ہوا ہی دو تین روز علاج کر کے طبل جنگی اپنے نام پر بجواؤنگا عجائب سحر دکھاؤں گا ملکہ حیرت نے فرمایا اچھا سامری و جمشید کے سپرد کیا بارگاہ تو تمہارے واسطے استادہ ہو چکی تھی اسمیں جاکر بیٹھو مصروف عیش و نشاط ہو لیکن ایک بات کا خیال ضرور ہی کسی غیر کو بارگاہ میں نہ آنے دینا انتظام سحر کر لینا عیاران لشکر اسلام قیامت کے پر کالے ہیں ہمارے بخوبی دیکھے بھالے ہیں اسنے ذرا بچنا دم بھر میں آکر ساحر کو مار ڈالتے ہیں صمصام نے کہا حضور عیاروں کی میرے سامنے کیا مجال ہی کہ زبان ہلائیں مجھ تک عیاری کرنے کو دشمن سامری و جمشید کریں کہ وہ مجھ تک آنیکا قصد کریں تو اپنے خون سے اپنے ہاتھ بھریں بوٹیاں کاٹ کے کھا جاؤں یہ کہکر بل کرتا ہوا اٹھا اور طرف اپنی بارگاہ کے چلا برق فرنگی کھڑا ہوا بصورت خدمتگار یہ سب باتیں سن رہا تھا اسکی لاف و گذاف پر سر دھن رہا تھا دل میں اپنے کہہ رہا تھا کہ اس حرامزادے پر رات گذرنا دشوار کر دونگا اب جو یہ چلا برق سے پوچھا کیا سوچتا ہوا جاتا ہی کہ کیا تدبیر کروں یکایک دیکھا سامنے سے

صرصر شمشیر زن آتی ہین گھبراکر پیچھے ہٹا صرصر نے نگاہ ملتے ہی پہچانا کہ بھوریا جاتا ہی برق بھی سمجھ گیا کہ اُستانی نے پہچانا برق ایک موٹے جادوگر کے پیچھے چھپ گیا صرصر حیران ہوئی کہ نگوڑا بھوریا چلا وہ تھا کہان چھپ گیا نگاہ ہر سمت دوڑانے لگی دیکھا ایک جادوگر کے پیچھے چھپا کھڑا ہی اُس جادوگر کو آواز دی کہ اے میان جادوگر تمھارے پہلو مین جو خدمتگار کھڑا ہے یہ برق عیار ہی اسکو پکڑلو وہ جادوگر پلٹا برق نے لپٹ کر پہلو مین اُسکے خنجر مارا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی منم برق رفتار و خنجر گذار منم لیکن گران برہزار۔ مشہور ہی کہ جادوگر کے مرنے سے اندھیرا ہو جاتا ہی گیرداری کی صدا بلند ہوتی ہی آندھی سیاہ اٹھتی ہی موافق حقیقت ساحر سنگ باری اور برف باری بھی ضرور ہی جب قتل ہی اُس جادوگر نے یہ سامان برپا ہوئے برق تڑپ کر نکل گیا پکارتا ہوا بھلا اُستانی تجھے سمجھونگا یہ ہنگامہ سُنکر صمصام پلٹا دیکھا ایک جادوگر کا لاشہ زمین پر تڑپ رہا ہی بلکہ حیرت بھی شور و غوغا سُنکر بارگاہ سے باہر نکل آئی صرصر نے سلام کیا پوچھا اے صرصر یہ کیا ہنگامہ ہی عرض کی ابھی حضور نگوڑے برق نے میان صمصام کو مارا ہوتا ساتھ ساتھ آپ کے خدمتگار بنا ہوا جاتا تھا لونڈی نے آکر پہچانا اور ٹوکا وہ مکار بلائے روزگار اس جادوگر کو خنجر مار کر نکل گیا یہ بھی خیر ہوئی اس غریب کی جان گئی یہان صمصام صاحب کے سر سے بلا اسوقت ٹل گئی لیکن ہنپر سے رات گذرنا ساتھ سلامتی کے سخت دشوار ہی اور حضور نے بھی غضب کیا کہ یہ جس کام کیواسطے یہان آئے ہین وہ یہان مفصل کہا اب اُس نگوڑے نے سب حال سُن لیا اب جاکر اپنے بڈھے اُستاد سے کہیگا سارہان زادہ تین روپیہ کا پیادہ دوڑیگا علاوہ اُسکے میان چالاک ضرغام دجانسوز اور کالیا مہتر قران انکی فکر مین آئینگے ضرور انکو راہ عدم دکھائینگے اگر پیشتر سے لونڈی کو ہمقدمے کی خبر ہوتی عرض کردیتی کہ صمصام کو بطور مخفی بلائیے بلکہ کسی تہ خانے مین چھپائیے مگر اب کیا ہوتا ہے حیرت نے جواب دیا کہ اے صرصر درحقیقت تو نے سچ کہا مجکو بھی مطلق اس امر کا خیال نہ رہا صمصام بدانجام یہ باتین سُن سُنکر مثل آئینہ حیران مانند ظرف پریشان سر طرف نگران ہوا کلیجہ دھڑکنے لگا دل جان کے خوف سے پھڑکنے لگا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام تم نہ گھبراؤ ہم عیار بیچون کو تمھارے دربارگاہ پر مقرر کرینگے مگر مناسب یہ ہی کہ گرد اپنی بارگاہ حصار سحر کرلو کسی غیر کو نہ آنے دو عرض کیا بہت خوب یہ کہکے اپنی بارگاہ مین آیا گرد بارگاہ کے اک حصار سحر آتش کردیا کہ شعلہ آتش کے بھڑکنے کا بہ آسمان پہونچے اور باش کے آٹے کے دو تین از در بزور سحر بناکر بٹھا دیے برق فرنگی دور سے یہ سب معرکہ دیکھا کیا آخر کار پلٹا بارگاہ صرخ مین آیا خواجہ عمرو نے پوچھا کیون بیٹا برق خیر تو ہی کہا استاد غضب ہوا صمصام بدانجام آگیا حیرت جادو نے اُسکی بڑی خاطر کی شادی کے سامان مین خلعت دیا جب وہ اپنی بارگاہ کو چلا مین نے خدمتگار بنکے تعاقب کیا فکر مین اُسکی قتل کے تھا کہ سامنے سے اُستانی آگئین بھوکے بھوریا کہتی ہوئی دور مین مین ایک جادوگر کو مار کر تاریکی مین بھاگا اب لشکر مین نا ملم ہوا صمصام اپنی بارگاہ مین

گیا لیکن حرامزادے نے حصار سحر کر لیا ہے اب اُس تک جانا بہت مشکل ہے عمرو نے جب یہ سنا غصہ آیا آنکھین
زیرہ سی جوش و خروش مین آئین تاب نہوئی کوڑا لیکر اُٹھے اور دو کوڑے سڑاک سڑاک برق کے چوتڑون پر لگائے
برق تڑپ گیا اور کہا ہان ہان اُستاد مین نے کیا کیا اُستانی کی شوخی و شرارت کا غصہ آپ مجھپر اُتارتے ہین مجکو بلاوجہ
مارتے ہین عمرو نے کہا لے بیوقوف پاجی تجھے بھی عمر بھر عیاری نہ آئیگی ہنسنے تجکو واسطے خبر کے بھیجا تھا یا کہا تھا کہ جادوگر کو
مارنا اور نکھرام صمصام کو ہوشیار کرآ اب وہ ملعون ہوشیار ہوگیا سب عیارون کے واسطے سد باب عیاری کیا برق
نے کہا استاد آپ ناحق خفا ہوتے ہین آپ جاکر مسافرون کو لوٹیے یہ مقدمہ ہمارے سپرد کیجیے ہم سمجھ لینگے عمرو نے کہا
او نالائق کیا مین قزاق ہون مین تو صبحکو اُٹھکر ہر ایک غریب کے گھر پر جاتا ہون جو جو مین نے جسکے واسطے مقرر کیا ہا
وہ دے آتا ہون تم ایسے پاجیون نے مطعون و بدنام کیا ہے مین بیچارہ دُبلا پتلا کوئی پھوک رے تو گر پڑون قزاق
لائق ہون اگر پھر کبھی ایسی لفظ ناشایستہ میرے بارے مین زبان سے نکالیگا تو زبان کاٹ لونگا جادور ہو سامنے سے
برق تڑپکر بھاگا عمرو نے پکارا ابے کہان جاتا ہے اب خبردار اب عیاری کرنے نہ جانا چہا ہے کہو مناسب ہوگا سمجھ لینگے
اس تقریر پر اُستاد اور شاگرد کی ملکہ مہرخ اور بہار اور بُران وغیرہ ہنسنے لگین وقت شب ہو چکا تھا
دربار برخاست ہوا خواجہ عمرو بیرون بارگاہ آئے مہتر قمران اور چالاک کو بلایا برق بھی سامنے آیا کہا
اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عمرو نے کہا کیون نالائق پھر تو نے ہماری بات مین دخل دیا اگر خیر اب مناسب ہے کہ اس بیماری
فکر کرو مین تدبیر مین جاتا ہون غرضکہ یہ پانچون عیار اور خواجہ عمرو الگ الگ تدبیر مین صمصام ناکام کے
روانہ ہوتے ہین انکو تو راہ مین چھوڑیے بروقت انکا ذکر ہوگا لیکن حال ملکہ مخمور سرخ چشم کا تحریر کیا جاتا ہے
کہ آج دربار سے جو اٹھی خود بخود دل کو پریشانی سی ہوئی مست مے محبت آشفتہ وادی مودت دریق آتش
اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرہ گیسو و دریم خنجر ابرو گرفتار دام حسرت انجام الفت و پابند سلسلۂ مسلسل فرقت
شیفتہ جمال ماہ تمثال گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم کنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان شعر نظیر و حمزۂ صاحبقران مخدوم و ملجا و شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر پر عرصہ دراز سے
مائل ہے جلدہاے مطبوعہ مین تحریر ہو چکا ہے کہ اسی عشق مین افراسیاب سے بگڑکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے
شریک ہوئی جیسے کئی مرتبہ بلکہ مذکور کا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر جانا ہوا اور یہ عشق طشت از بام افتادہ ہو چکا ہے
ہر کہ دمہ باہر ہے صاحبقران پر بھی یہ حال بخوبی ظاہر ہے آج دربار سے اُٹھی اپنی بارگاہ مین آئی کنیزون نے
عرض کیا حضور خاصہ حاضر ہے جواب دیا اسوقت دل نہین چاہتا کھانے سے بھرا ہے یا پانی نہین پیا ہے مگر سیراب ہون
آج مثل ماہی بے آب بتاب ہون دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا دکھاتا ہے جنگ طلسم کو روز بروز طول
ہوتا جاتا ہے اب یہ بیوقوف نکھرام صمصام ناکام ارادۂ قتل بُران پر آمادہ ہوکے آیا ہے مقابلہ عظیم پڑیگا یہ ملعون

عرصے تک لڑیگا دلکو یہ خیال تھا کہ اب سد غازی چھوٹینگے و ربند ہائے طلسم ٹوٹینگے زمرد شاہ باختری بھی اپنی
ملک مین ضرور آئیگا اُسکے تعاقب مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ و صاحبقران مع سرداران تہتن و فرزندان
صف شکن تشریف لائینگے یہ دونون لشکر آپسمین مل جائینگے گردش فلک نے یہ سامان دکھایا یہ روز سیہ پیش آیا

خیر جو نوشتۂ تقدیر بموجب **غزل**

شب گذری یار جاتا ہی بوسہ لیکے لون — دل ہجر مین لہو ہی جگر اور بھی سہی — جان اپنی جائے ایک ضرور بھی سہی
تیر نگاہ ایک دھرا اور بھی سہی — گستاخی ایک وقت سحر اور بھی سہی — مین سخت جان ابھی صف عاشق مین نہ ہون
تم سب جگہ تو ہو مرے دل مین بھی آ بسو — ہمنے اگر کیا رگ گل تو خفا نہو — نازک تمہارا ہاتھ ہی کمر اور بھی سہی
شرت دن ہی اُسمن یہ شر اور بھی سہی — اے بار مختصر سایہ گھر اور بھی سہی — آخر تو لڑتے رہتے ہو ڈھونڈھو نئی لڑائی
ساقی پھر اور جام منے نا بے پیون — اک اور گالی بوسۂ لب دیکے دو مجھے — تلخی قند بار و گر اور بھی سہی
تائید اشک دیدۂ تر اور بھی سہی — مین چور نشہ مین ہون مگر اور بھی سہی — فرد گناہ گو عرق شرم سے مٹے
اک فن بنا فساد کی ہو دوسری مین — اس حور وش سا ایک نہین ہی جہانمین — یون سیکڑون حسین ہین بشر اور بھی سہی
ہو دوسرا عیب اگر اور بھی سہی — زر تبسم اگر ہو تو زر اور بھی سہی — سایہ مرے جلانے کو کیا کم ہی اُنکے ساتھ
جب بن بنا اٹھائے غیر کے دشمن جو تو ہوا — گھر میرے کبھی آئے پر اب انھین حجاب — اے آہ اک ذرا سا اثر اور بھی سہی
محشر تک انتظار سحر او بھی سہی — ایذاے خار اے گل تر اور بھی سہی — صبح شب فراق تو ہوگی نہ تا ابد

یہ غزل پڑھکر چھپر کھٹ پر جاکے لیٹی مگر نیند نہین آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی
کبھی اُٹھ بیٹھتی ہی صحن باگاہ مین آکر تارے گنتی ہی ماہ تابان کو دیکھکر عارض معشوق یاد آتا ہی ہر ستارہ گولی اور چھرے کی تاثیر
دکھاتا ہی کبھی پھر آکر بیٹھتی شمع انجمن پر نگاہ پڑی دیکھا ہزار ہا پروانے آتے ہین اگر شمع کے پھر کر جل جاتے ہین مین
کہتی ہی اے مخمور یہ بمحبت جانسوزی اس جلنے مین کیا لطف اٹھاتے ہین مگر ثابت ہوا عاشق و معشوق دونون خراب
ہر وقت بتاب کشش عشق پروانہ ظاہر ہے شمع بھی گھل گھل کر حال پر پروانے کے اشک حسرت بہاتی ہی صبح تک جلکر
رہجاتی ہی جو سنا تھا وہ دیکھا **بند مسدس**

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار — عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اکبار — عشق وہ باغ ہے جسمین نہ کبھی آئی بہار
عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
عشق وہ منحنی خم کہ نہ شگفتا دیکھا

دیگر غزل مصنف

تجھپہ آئیگی مصیبت دل زار ایک نہ ایک — رنج دیوگی شب فرقت یار ایک نہ ایک

داغ بیکار اُٹھائین ترا اے رشک چمن — مل ہی جائیگا ہمین لالہ عذار ایک نہ ایک
بچ گیا چرخ سے جو قہر نے پیسا اُسکو — ہے بشر کے لیے ہر طرح فشار ایک نہ ایک
مدح گیسو جو کرونگا تو سیاہی کے لیے — نافہ نے آئیگا آہو سے تتار ایک نہ ایک
کبھی سہرہ ہے کبھی پھول ہین تربت پہ مری — کیفیت رہتی ہے بالین مزار ایک نہ ایک
یار کا ساتھ نہ پھولون نے چمن مین چھوڑا — آخر اُس گل کے گلے کا ہوا ہار ایک نہ ایک
اے قمر دشت نوردی مین قلق بھی ہے ضرور — پار تلوون سے مرے ہونگا خار ایک نہ ایک

کبھی خود رفتگی کرکے مخمور تعلقات احباب سے دامن کھینچکر گریبان چاک کر وطرف دشت و بیابان کے چلین پیادہ رو ہی مزے دیکھین خارہاے صحرا سے ہمکنار ہون آبلہ ہاے پا سے نوکہاے خار پار ہون یقین تو ہو کہ ہماری غربت پر آبلے بھی پھوٹ پھوٹ کر روئین ہم خود اپنے حق مین کانٹے بوئین دشت نجد بھی ضرور لیگا حضرت مجنون کی قبر کی زیارت ہوگی یاد چشم محبوب مین آہوان صحرا سے محبت ہوگی وہ بھی ہماری رمیدگی دیکھکر چوکڑی بھولینگے ہم آنکھون سے محبوب کی گورے ہین وہ بھی آنکھین دکھائینگے ہمارے قرب آئینگے تصویر قد محبوب ہان بھی پیش ہوگی کیا بگولون کو اس حال سے خبر ہوگی اس ولولۂ وحشت مین آنکھ اُس شوریدہ دشت محبت فاشفتہ وادی مودت کی تڑپنے تڑپانے بند ہوگئی دیدۂ ظاہری بند مگر دیدۂ دل نرگس وار خیال جمال یار مین کھلے ہوئے تھے بخت خوابیدہ بیدار ہوا عین خواب مین دیکھا کہ میرا گذر کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا ایک مقام پر ایک بارگاہ آستادہ ہی مین اُسمین پہونچی کہ سامنے سے گل گلزار صاحبقرانی روح روان ظل سبحانی شیر بیشۂ جرأت صاحب سطوت وصولت چشم و چراغ صاحبقران شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان خرامان خرامان نمایان ہوئے آنکھین چار ہوئین عشق و محبت کا جانبین سے جوش ادھر نیاز ادھر خواہش ادھر کاہش یہ بیقرار دہ اشکبار مجکو مثل آئینہ حیرانی انکو مانند زلف پریشانی اس جوش و خروش مین چاہا کہ دامن تھام کر شکایت کرے ایام ہجر کی حکایت کرے کہ شاہزادہ منھ پھیر کر یہ کہتا ہوا چلا کہ ہم ہیروت سے بات نہین کرتے فراق مین تمھارے ہمپر کیا کیا گذری تمنے ہماری خبر نہ لی تم صاحب اختیار رہے مجبور و ناچار مقام افسوس ہے کیکی جان جانیکا کیا خیال ہی یہان دمبدم قلب پر ہجوم غم و ملال ہی کونسی ساعت بد تھی کہ تمھارے جمال جہان آرا کے مائل ہوئے تیغۂ ابرو کے گھائل ہوئے دل و یا فراق ہوا لیا شعر

نہ پوچھ اِن دنون مجھ سے یار دل میرا یہ کیا ہوا — مرے پروردگار دل میرا

اشعار

جگر کو چیر قاتل دیکھتا تھا — جو پوچھا مین کہا دل دیکھتا تھا
درد سے بھی نہین ہوسکتے غمخواری دل — کیا کہون آپ سے کیسی ہے یہ بیماری دل
دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہی — پسلیون سے نہوئی آہ سپرداری دل
اسد اللہ سد گر بد روزگاری دل — ای قمر شیریان سے بھی خوف آتا ہے — صف ماتم نہ بچھی بہر عزاداری دل

نورالدہر بن بدیع الزمان ایسے کلمات جو کہتے ہوئے چلے مخمور اسی خواب مین بیقرار و بیتاب کہتی ہوئی دوڑی کہ اے شہریار سنیے تو مین بیخطا ہون شناور دریاے عشق سے ناآشنا ہون آٹھ پہر ہوشربا مین لڑائی کا سامنا ہے افراسیاب آباد ظلم و بدعت ہمارا آقا اسد غازی مقید زندان مصیبت کس طرح فرصت پائین اپنے تئین کیونکر آپ تک پہونچائین بموجب شعر نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ بر ے : کسے زبیکسے مانمی بردخبرے :
اے شہریار یہ کنیز بیکس و بے بس بموجب بیت نہ مونسے نہ شفیقے نہ ہمدمے دارم : حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم :
یہ کہتی ہوئی جو ملکہ چھٹ کر چلی میر فرش کی پاے نازک مین ٹھوکر لگی آنکھ کھل گئی اب جو دیکھا نہ وہ مقام ہے نہ سامنے شاہزادہ عالی مقام ہے اشعار مصنف

ہوکے حیران ہر طرف دیکھا	اک نظر بھی نہ دیکھنے پایا
کور ہو جاتین یہ تو صبر آتا	پھر نہ ہوتین یہ آفتین برپا
خواب غفلت نے یہ کیا ہی ستم	نہ کہین کا رکھا فلک نے آہ
آفت تازہ سر پہ آن پڑی	کس بلا مین ہماری جان پڑی
کہون کچھ منھ سے کچھ نکلتا ہے	پڑگئی سر پہ اب بلاے فراق

آنکھ کھلتے ہی ہوگیا سکتا
ستیاناس ہوئے آنکھون کا
ہاے کیون سوگئی تھی مین اے دم
زندگی اب محال ہے واللہ
دل سنبھالے نہین سنبھلتا ہے
ہوگئی آہ مبتلاے فراق

کبھی گھبرا کر روتی تھی اشکون سے منھ دھوتی تھی آواز گریہ و زاری ملکہ مخمور سرخ چشم شکر گلعذار و زیرزادی بیدار ہوئی بارگاہ ملکہ مین دوڑی ہوئی آئی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم فرش خاک پر بیٹھی ہوئی رو رہی ہے چشمہ چشم سے فلزم محیط موج زن آنکھون سے اشکون کا دریا بہ رہا ہی بال چہرے پر پریشان گریبان کی دھجیان سینے پر پڑی ہین مغموم مہموم بیتاب بہ اشعار مخمس زبان پر جاری ہین حسم

گرفتار رنج و بلا ہوگیا
برا اور دوست دشمن مرا ہوگیا
یہ کیسا ستم اے خدا ہوگیا
وہ اہل وفا بیوفا ہوگیا
بھلا ہوکے وہ بت برا ہوگیا

مصیبت مین مین مبتلا ہوگیا
غم و رنج کا سامنا ہوگیا
جدا مجھسے وہ مہ لقا ہوگیا
مقدر کی خوبی یہ کیا ہوگیا
غضب ہوگیا وہ خفا ہوگیا

ہوا بعد مدت وہ خلوت نشین
بڑے لطف کی پہلے باتین ہوئین
خوشی مین ہوا دل ملول و حزین
مکدر ہوا مجھسے وہ نازنین
ابھی بیٹھے بیٹھے یہ کیا ہوگیا

اکیلے مین مجھسے جو صحبت ہوئی | بجز رنج حاصل نہ راحت ہوئی
جہالت کے باعث ندامت ہوئی | شب وصل یہ سے یہ حجت ہوئی

خفا دہ پری وسوا ہوگیا

رہونگا نہ اب رنج مین مبتلا | بر آئیگا دل کا مرے مدعا
مقدر ہے ان روزون سید ھا مرا | کجی سے زمانے کی اب خوف کیا

مدد گار مشکل کشا ہوگیا

اکیلا جو کمرے مین پایا اُسے | طریق عداوت سکھایا اُسے
سبق یاد اگلا دلایا اُسے | رقیبون نے ایسا پڑھایا اُسے

وہ خوش ہوکے مجھسے خفا ہوگیا

اجل میری فرقت مین حافظ ہوئی | مین مرمر کے زندہ ہوا ہون اجی
مسیحا کی اُس بت نے تعلید کی | جلایا کبھی مار ڈالا کبھی

مرا یار معجز نما ہوگیا

یہ حال پُر ملال دیکھکر گلعذار فریب آئی دونون ہاتھون سے تھپڑے کی چپڑ چپڑ بلائین لین ترقی عمر و دولت حسن کی دعائین دین اپنے ڈوپٹے سے اشک چشم تر پاک کیے عرض کی واری خیر تو ہی اسوقت کس ملال مین حضور کو پائی ہون ہی ہی مین صدقے ہو جاؤن بہت گھبراتی ہون کچھ فرمائیے حال چھپائیے کنیز ین خیر خواہ کس دن کے واسطے ہوتی ہین اپنے اوپر کی مصیبت رنج مین کام آتی ہین اگر محبت کا امتحان منظور ہو ابھی جانفدا کرین سر کاٹ کر قدم قدس پر نثار کرین ملکہ نمرود نے ایک دم پُر درد سے کھینچکر کہا گلعذار کیا حال دل زار سناؤن اپنے قابو مین نہین ہی اس خانہ خراب نے ایسا بیتاب کیا صبر و طاقت نے جواب دیا آج شام سے دل پریشان تھا ابھی ابھی مین غفلت نجت سوگئی تھی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی بخت سیاہ کا سامنا ہوا وہ خواب پریشان دیکھا کہ خدا کسی دشمن کو نہ دکھائے ایسا سانحہ نہ پیش آئے خلاصہ یہ ہی کہ عین خواب مین جانا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہوا چمن کوے محبوب مین جا کر شمل گل گفتہ خاطر ہوئی خرامان خرامان بارگاہ فلک اشتباہ شاہزادہ نور الدہر مین پہونچی اے گلعذار شاہزادے کو بیکھا دل تو بیقرار ہوکے میری جانب بڑھے مین نے چاہا دامن تھام کر کچھ شکایت کرون فلک نے تفرقہ پردازی حیلہ سازی دکھائی خود بخود اُس شہریار کو غصہ آیا ابرو ے خمدار پر بل پڑگیا یہ کہتے ہوئے منھ پھیر کر چلے کہ ہم اب تمسے بات نہ کرینگے تمہنے تمہارے فراق مین بڑی مصیبتین اُٹھائین اور فسوں تمنے خبر نہ لی ہائے نہین معلوم کہ اُس شاہزادۂ والاقدر نے کیا صدمے سہے جو ایسے کلمات اُس شیر نخانپی زبان سے فرمائے گلعذارہ صاحبقران کے بچہ کے شیر ہین بڑے دلیر ہین اگر دشمنون کے گلے پر چھری بھی پھر جائے تو اُف نہ کرین رنج تمرد

اگر چکے تو آنکھین نہ جھپکائین ہزار بہ شہ گلکنگان صاحب ہاتھ اگران صف شکن صفدر **طہماس بن عنقوبل** دیو پر سے
حقیقت مین اپنے زمانے کا رستم ہی بلکہ اگر رستم بھی ہوتا تو اس نوجوان بہادر کے زور کے آگے ایک پہر ان خانجب یہ جوان
طہماس بن عنقوبل دیو پر وار اصدکر و فرمانکے راکل پر بلند ہی لقا کے آیا کل **صاحبقران** کے سرداروں کو
زخمی کیا اور **صاحبقران** بھی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے از زرائل تا آزر کوہ دو بیٹے **صاحبقران** کے
یعنی **شیرویہ** بن **صاحبقران** و فرخ شہسوار قلندر اسی جوان کے ہاتھ سے سیاہ گلخوں جان ہوئے
اُس شیر سے مقابلہ کرنے والے ہمیشہ پشیمان ہوئے مگر اس شیر بیشہ شجاعت نے ماشاء اللہ قریب کوہ آزر مشہور ہے کہ
اسی **طہماس** کا گیند دھر کا کر دیا یعنی پر سر کوہ آزر ہاکر اپنے دست حق پرست پر اُٹھا لیا چشم بد دور اتنے بڑے
جوان کو سنبھلنے نہ دیا بعضی بات ایسی ہو کہ چھوٹا منھ بڑی بات **صاحبقران** کے ہاتھ سے مسلمانون کی خلافی
اختیار کی ہو بولا **گلعذار** پیر مرد کی قسم ہے کہو میری نادانی کو اب بڑا زور **صاحبقران** بین نہ شاہزادہ **نورالدہر**
ہین اور بعض کوتاہ بینان تنگ چشم نے میان **ایرج** صاحب فرزند **قاسم** نوجوان کو انکا ہم چشم قرار دیا ہے کیا
انصاف کیا ہے **ایرج** بیچارہ بازار کا بیٹھنے والا جواہر فروش کس شمار مین کس قطار مین عذا خواجہ **عمر** کو سلامت
رکھے کہ **صاحبقران** سے بگاڑ تھا گلی گلی پہلوانون کو ڈھونڈتے پھرتے تھے اس خیال مین کہ کہان سے
ایسے زبردست پہلوان کو لاؤن کہ **صاحبقران** سے لڑواؤن میان **ایرج** شہر فرنگوشیہ کی بازار مین بیٹھے تھے
دوکان تجارت فرخ بازرگان آراستہ تھی اسی کے فرزند مشہور تھے خواجہ **عمر** جاکر انکو لائے پہلوانی کے ہنر سکھائے
خروج کرایا انکا **صاحبقران** نے آفتاب ستان نام رکھا مدتون عالم کفر مین رہی ملک گیری کی آخر **صاحبقران**
کے ہاتھ سے زیر ہوئے یہ بات بنا گئی کہ **امیر** کے پروتے ہین ایسے صاحب کو ایسے جری و بہادر کا ہم پلہ گردانا شاہ وہ
کیا منصفی ہی سچ تو یہ ہی کہ انصاف دنیا سے اٹھ گیا ہی **گلعذار** نے عرض کیا داری بموجب **مصرع** چہ نسبت خاک را با عالم پاک
حقیقت مین آج سے بزرگی اور قدردانی **صاحبقران** کی میرے دل سے جاتی رہی بلکہ **مخمور** بیخ چشم نے فرمایا
کہ اے **گلعذار** ایک بات مختصر سی اور سناؤن کہ میان **ایرج** صاحب کا نام لینے کو تیرا دل نہ چاہے بلکہ **گیتی افروز**
انہی مان پر عالم کفر مین عاشق ہوئے گلی گلی پکارتے پھرتے تھے کہ عاشق زار ملکہ **گیتی افروز** کا ہون اسی جوش
محبت مین ہزارون مسلمانون کو قتل کیا قلعہ ذوالامان حصار پر چڑھ گئے سیکڑون حملے کیے مگر اُس بی بی کی
آبرو کو خدا نے بچایا یہی شہزادہ میان **ایرج** کی سرکوبی کو آیا تب قلعہ بچا ہائے نہین معلوم کیا صدمہ گذرا ہے
کہ جو اُس شیخ عالم خواب مین ایسا کلمہ کہا ہے نہین معلوم مزاج اقدس کیسا ہے **گلعذار** نے عرض کیا اے ملکہ عالم خواب کا
آپکو خیال ہی یہ بیکار رنج و ملال ہے سُنا ہے کہ خواب کی تعبیر اُلٹی ہوتی ہی وہ آرام و چین سے ہونگے ہان البتہ
آپکو یاد کرتے ہونگے ماشاء اللہ حسن آپکا عابد شکن زاہد فریب ہے آپ ہی کے تصور مین فی الحقیقت آرام و چین نہ ہوگا

معاحب سہلاتے ہونگے میرے نزدیک سب طرح خیر ہے آپ بے تئین ناحق ہلاک کرتی ہین یہ باتین تھین کہ ایک

ستارۂ سحری آسمان پر چمکا اشعار
عادل لحن دلکش برکشیدند
بنفشہ جد عنبر بے خود شست

سحر چون زاغ شب پر داز برداشت
لحاف غنچہ از ورد در کشیدند

خروس صبحدم آواز برداشت
سمن از آب شبنم روے خود شست

صدائے مرغ سحر سے رنگ اڑے ملکہ محمود اور غیر ہوا کہا لو گلعذار سحر ہو گئی ایک
تمھارا ہمپر احسان ہوگا تمنے ہر چند کہ بہت سمجھایا مگر دل خانہ خراب نہین مانتا مین طرف کوہ عشق گلزار سلیمانی کے جاتی
ہون ایک نظر دیکھکر اگر حیات مستعار باقی ہے تو چشم زدن مین واپس آتی ہون شاید ایک شب اُنکے اسرار سے گذرے ہر چند
کہ وہ بہت کہینگے ابھی نہ جاؤ مین یہان کی کل کیفیت ظاہر کرکے چلی آؤنگی تو اتنا کہنا کہ اگر ملکہ مہرخ وغیرہ پوچھین تو کہدینا
کہ واسطے ایک شب کے سحر تیار کرنے کوہ بوقلمون پر گئی ہین صمصام سے مقابلہ منظور ہے گلعذار نے دیکھا کہ اگر منع کرونگی
تو روح قالب مشتاق جمال محبوب کے پھڑک کر نکل جائیگی اس خیال سے عرض کی بسم اللہ تشریف لیجائیے خادم اس راز کو
چھپائیگی پس فوراً ملکہ محمود سرخ چشم کہ نشۂ بادہ محبت شاہزادہ نور الدہر مین چور چور تھی لڑکھڑاتی ہوئی اٹھی
اسباب سحر نکالا جھولی مین رکھا لباس فاخرہ جسم انور پر آراستہ کیا دریاے جواہر مین غوطہ لگایا تمام زیور یاقوت
احمر کا پہنا سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا دیکھنے والون کی نظر مین وہ سرمہ دنبالہ دار چشمان مست ملکہ محمود سرخ چشم
مین یون دکھائی دیتا تھا کہ آہوے شوخ چشم صحراے ختن مین جلوہ نما ہو یا مست ہاتھی کے ہاتھ مین آبدار تلوار دیدی ہے
مطلع آتش سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو ۔ نیلگون کنڈا اپنا یا مردم بیمار کو ۔ مطلع مصنف استعداد گرفتن
نہین لازم ہر چشم یار کو ۔ ہی سفر موجب ضرر کامردم بیمار کو ۔ پیشانی پر افشان چنی بقول مصنف چنے پیشانی پر
افشان وہ اگر ماہ لقا ۔ تیری افشان کو بھی ہم جوہر شمشیر کہین ۔ اور اگر کچھ تارے افشان کے ابرو ے خمدار پر
آگئے تو صاف ثابت ہوا مصرع آپ زر نجوم ہے برج ہلال پر اشعار مصنف ابرو دن کو تری کیا ابرو
بے پیر کہین ۔ مہ نو یا کسی سفاک کی شمشیر کہین ۔ چھٹ کے نکلے سے جو ابرو ے خمیدہ پہ گرے ۔ تیری افشان کو
بھی ہم جوہر شمشیر کہین ۔ بستے پر جوبن کا ابھار محرم سے نامحرم کرتی آب دان کی آئینون دار چھپت غرضکہ سب لباس
درست کرکے شعلۂ جوالہ بنکے طاؤس اسطے سواری کے سحر کا بنا یا گلعذار نے سراپاے محمود پر بخیال نظر بد لوگون کی
بلکہ نظر گذر ملکہ کا خیال کرکے تصدق اپنی نظر کا اُتارا اور تاکید کی داری بھول نہ جانا جلد تشریف لائیے گا
آجکل صمصام کا مرکز دریش ہے عمرو مہرخ کو بہت پسند پیش ہے حضور کے نمونے سے درانداز طرح طرح کے فنون
بر پا کرینگے خواہ عمرو سے کہینگے کہ دیکھو تی محمود جان کے خوف سے کہین جاکر چھپ رہین کنیز جواب دیگی
دل ہی مین تاؤ پیچ کھائیگی غرض وعدہ جلد آنیکا کرکے محمود بارگاہ سے نکلی طاؤس پشت پر کود کر بخیال پرستان پہونچکر
نگاہ اٹھائی کہ اے محمود کیطرف سے جلد کھا لیا نہوا فراسیاب کو خبر ہو جائے تو جانا کیا جان بچانا مشکل ہوگا

فکر کرتے کرتے سوچی آبادی کا راستہ چھوڑ کوہستان وخارستان کا راستہ لوہسبات کو مصمم لمین ٹھہرا کر طاؤس زرین سیر پر سوار ہوئی طاؤس کو اشارہ کیا وہ مثل ستارۂ سحری بلند ہوا اس جوش وخروش مین ملکہ مہ رو برائے ملاقات شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان طرف کوہ عقیق کے جاتی ہین اسکو بھی ابھی یہین چھوڑیے وقت پر ذکر کیا جائیگا لیکن یہان یہ داستان حیرت بیان تمام ہونے کو ہی چند فقرات مین حال افراسیاب سناؤن پھر ناظرین کو نقشہ لشکر اسلام وفوج لقا کا دکھاؤن افراسیاب خانہ خراب صمصام کو طرف لشکر حیرت کے روانہ کر کے باغ سیب مین آیا نازنینان مہ جبین نے آکر گھیر لیا تخت پر آکر بیٹھا اسباب عیش مہیا ہوا دفعۃً آسمان پر ایک فی سی چمکی ایک ساحر سیہ فام نامہ لیے ہوئے آسمان سے اترا افراسیاب کو سلام کر کے نامہ لقا ہاتھ مین دیا ناظرین پر واضح ہو جلد ہاے مطبوعہ مین مذکور ہے کہ جب نمرد شاہ باختری کو نامہ روانہ کرنا طرف افراسیاب کے منظور ہوتا ہے نامہ کو لکھکر ملازم اُسکے بالاے کوہ عقیق لیجاتے ہین وہان زیر نخل اک نقارہ رکھا ہے نامہ اُس نقارہ پر رکھکر چوب لگاتے ہین ایک نیزہ سنہرہ پیدا ہوتا ہے وہ نامہ کو اُٹھا کے غائب ہو جاتا ہے اور در بند اول کہ جسکا در بند عالمدریہ نام ہے وہان کے حاکم کی گود مین لیجاکے وہ نیزہ ڈالدیتا ہے وہ حاکم اپنے کسی ملازم کے ہاتھ حاکم در بند دوم کے پاس بھیجدیتا ہے اسی طرح وہ نامہ تا در بند ششم پہونچتا ہے وہ بادشاہ در بند ہفتم کے پاس روانہ کرتا ہے حاکم در بند ہفتم اُس نامے کو احتیاط اپنے ملازم تیز رو کو دیکر پاس افراسیاب کے بھیجدیتا ہے نام ان در بندون کے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات بروقت پہونچنے اسد غازی کے اپنے مقامات پہ بیان کیے جائینگے مگر نام بادشاہ در بند ہفتم کا اس مقام پر لکھنا ضرور ہے واضح ہو کہ بادشاہ در بند ہفتم کو شہنشاہ توسن کہتے ہین نہایت افراسیاب کا معتبر ہے طرف سے افراسیاب کے سو ملک اسکے قبضے مین ہین شہنشاہ لاچین بادشاہ سابق طلسم ہوشربا کا یہ وزیر اعظم تھا یہ بیمار کر کے افراسیاب ہوا اور اپنے ولی نعمت کو گرفتار کرادیا اور یہ بھی واضح رہے کہ زندان طلسمی بھی اسی کے قبضے مین ہے پس ملازم شہنشاہ توسن نامہ نمرد شاہ باختری کا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پہلے اسکو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا پھر سونیکا سمبر منگاکر ایک مشیر بدتدبیر کو حکم دیا کہ نامہ کو خداوند کے آواز بلند پڑھو اُس نے بر سر ممبر آکے نامہ کھولا پہلے لقا نے بہ کبر ونخوت اپنی تعریف لکھی تھی بعد اسکے مرقوم تھا کہ اے بندۂ خاطی قدرت کو عرصۂ دراز گذرا نزول اجلال ورود اقبال فرمائے ہوئے آجتک تو قدر موسیٰ کو قدرت کی نہ آیا ساحران مغرور کو بھیجا قدرت کو کبر ونخوت انکا پسند نہ آیا ہاتھ سے عیاران لشکر اسلام کے قتل کروا ڈالا اور حمزہ سپہ سالار قدرت ہے صاحب شوکت ولیاقت ہے بسبب جاہ وحشم اُسکو قدرت ہی نے دیا ہے ظاہر مین دن کو بڑا کتا ہے لیکن رات کو اُٹھا سو کر لیتا ہے ہمسے تو بہ کرتا ہے ہماری محبت کا دم بھرتا ہے قدرت تو رحم دل ہے ہر خطا اُسکی معاف کر دیتے ہین مگر اب اُسنے بغاوت سرکشی پر کمر باندھی ہے قدرت چاہتے ہین کہ تیرے یا تیرے کسی ساحر کے ہاتھ سے حمزہ کو قتل

کرائین مرتبہ تیر اپر چھائین اور اگر ٹال کر لگا تو قدرت طرف کوہ نزلازل کے چلے جائینگے تجھکو عمرو کے ہاتھ سے قتل کرائینگے
عمرو کو قدرت نے جلاد ساحران بنایا ہے اسکی موت کسی کے ہاتھ سے قدرت نے مقرر نہین کی جلد کسی کو روانہ کر مضمون
نامہ سنکر افراسیاب خوف سے کانپنے لگا رنگ متغیر ہوگیا کہا صاحبو سنتے ہو جو صاحب یہان سے جاتے ہین
جہان دو چار مسلمانون کو گرفتار کیا غرور آگیا قدرت نے قتل کراڈالا مجکو بڑا تردد ہے کہ مین کیا کرون اگر مین خود مع
خدم وحشم جاؤن تو دریا راہ مین خشک ہوجائین غارسانی کا انتظام لازم نہ کر سکین گا وزین بار ہماری فوج کا نہ
اٹھا سکے صحراے عالم مین لشکر میرانہ سا سکے اکیلا کیونکر جاؤن مناسب وقت نہین ہے یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا
تھا کہ ایک جادوگر مصاحبان افراسیاب سے تھا اٹھا نہایت پرفن نام اسکا عقرب نیشزن جادو سحر مین طاق
یگانۂ آفاق عرض کی اے شہنشاہ بڑے وہ بیوقوف ہین کہ دربار خداوندی مین غرور کرتے ہین آخر اسکا بدلا یہ ہے
کہ بے موت مرتے ہین مناسب ہے کہ وہان جائین بانکساری قدرت کی خدمت کرین دم بہت کا بھرین جب قدرت
خوش ہونگے عمر بڑھا ئینگے اور اولاد عطا فرمائینگے ایسی جاگتی جوت کا خداوند اسکے سامنے کبر و نخوت سراسر حماقت ہے
غلام کو حکم ہو کہ مع فوج جائے مسلمانون کو خاک مین ملائے قدرت کو ملک موروثی مین یعنی بالاے قیطول پہونچا دون
افراسیاب نے کہا اے عقرب نیشزن قدرت نے یہ بھی وعدہ فرمایا ہے کہ جب قدرت بالاے قیطول پہونچینگے
دریچہ قدرت مین بیٹھکر تقدیرات رنگارنگ کرینگے دریاے رحمت قدرت جوش مارینگا جتنے بندے اُنکی محبت مین
کام آئے ہین سبکو زندہ کرینگے اور یہی وجہ ہے کہ جو ساحر اور غیر ساحر از باختر تا کبوہ عقیق ہاتھ سے مسلمانون کے
مارے گئے ہین اُن سبکے نام بقید ولدیت قدرت نے کتابون مین درج کیے ہین سنا ہون کہ بڑا مکان اُن کتابون سے
بھرا ہے شیطان درگاہ قدرت ملک بختیارک کہتا تھا کہ قدرت کو اُس زمانے مین بڑی مشقت ہوگی از سر نو
سب کے پتلے بنائینگے روحین پھونکینگے اگر تمنے جاکر یہ کارنمایان کیا گویا تمام عالم پر احسان کیا عقرب نیشزن یہ
سنکر مارے خوشی کے پھول گیا اُسی وقت نفیر سحر بجائی ساٹھ ہزار ساحران عذار نوراً آراستہ ہوکر سامنے اُس
بیجا کے آئے اُسوقت سرکار افراسیاب سے عقرب نے خلعت خصتی لا تخت پر سوار ہوکر فوج ہمراہ لیکر نوبت
و نقارہ بجتا ہوا اُس شان و شوکت سے طرف کوہ عقیق گذرا سلیمانی کو روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑیے بروقت ذکر اسکا کیا جائیگا

داستان جلالت نشان لشکر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و کیفیت
زمرد شاہ بے ایمان آنا فولاد فولاد شکن کا واسطے مدد لقا کے اور عاشق ہونا
اُسکی دختر پرایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران کا اور جانا فولاد کا بارگاہ
ایرج نوجوان مین اور زخمی کرنا ایرج کو اور پکڑ لانا اپنی دختر کو اور ہونا جنگ
مغلوبہ کا اور پہونچنا عقرب نیشزن جادو کا عین کارزار مین اور آنا محمود ایرج پر کا

اور لیجانا شاہزادۂ نورالدہر کو طرف صحرا کے اور سلسلہ طلسم جمشید یعنی قید ہونا ملک محمود سرخ چشم کا طلسم جمشید مین اور توڑنا طلسم کو شاہزادۂ نورالدہر بن ملک الزمان کا کہ جہان سے سبب رہائی اسد نوجوان ظاہر ہوتا ہے معرفت حکیم بقراط ثانی

عجب داستان ہی ساقی نامہ

کدھر ہی تو اے ساقی نیچر — نظر کر محبت سے مجھ رندپر — تڑپتا ہے دل چین آتا نہین
تجھے اپنے پہلو مین پاتا نہین — تجھے میرے صبر و وفا کی قسم — تجھے اپنے ظلم و جفا کی قسم
قسم تجکو اس مشت خونبار کی — قسم تجکو میرے دل زار کی — تجھے بس مری آرزو کی قسم
تجھے آج میرے لہو کی قسم — تجھے میری آہ و بکا کی قسم — تجھے اپنے ناز و ادا کی قسم
قسم ہے تجھے اپنے ایمان کی — قسم تجکو میرے دل و جان کی — قسم تجکو میرے رخ زرد کی
قسم تجکو اپنے دل سرد کی — تجھے میرے داغ جگر کی قسم — تجھے اپنی ترچھی نظر کی قسم
قسم ہے تجھے میری فریاد کی — قسم تجکو اپنے دل شاد کی — قسم ہے تجھے حضرت عشق کی
قسم ہے تجھے لذت عشق کی — تجھے میرے سوکھے لبونکی قسم — تجھے اپنی ہی شوخیون کی قسم
تجھے اپنے مینائے مل کی قسم — تجھے اپنے زیبائے مل کی قسم — تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
تجھے فرق پیر مغان کی قسم — قسم ہے تجھے ساغر صاف کی — قسم ہے تجھے مے کے اوصاف کی
قسم ہے تجھے میرے آلام کی — قسم ہے تجھے اپنے آرام کی — سبو و صراحی کی تجکو قسم
مری اس تباہی کی تجکو قسم — قسم تجکو رندان میخوار کی — قسم تجکو صہبائے گلنار کی
قسم ہے تجھے اپنے میخانے کی — قسم ہے تجھے اپنے پیمانے کی — قسم ہے تجھے شیشۂ و جام کی
قسم تجکو صہبائے گلفام کی — قسم ہے تجھے جام بلور کی — قسم تجکو مجھ رند مخمور کی
نہ کر دیر برلا مری آرزو — پلا دے وہ صہبا مجھے تا گلو — بری بھی ذرا رنگ و بو کی نہو
وہ مے ہو کہ زاہد نے بھی پی نہو — کہے نشۂ ایسا وہ مے جلد تر — گرائے مجھے بستر خواب پر
سرور ایسا ہو اس مئے ناب مین — کروں مین سفر عالم خواب مین — یکایک ہو ایسی جگہ پر گذر
مجھے روے محبوب آئے نظر — دہین دفع ایذائے کلفت ہو کل — کھلے غنچۂ دل مرا مثل گل
بڑھون اسکی جانب بصد آرزو — نہایت خوشی سے کرون گفتگو — وہ معشوق بنکے بناز و ادا
کبھی مجھسے خوش ہو کبھی ہو خفا — کھلے آنکھ جب اشکباری کرون — یہانتک تو مین آہ و زاری کرون
جگادون ہر ایک شخص کو خواب سے — کہون خواب مین اپنا احباب سے — اسی نشۂ مین پھر یک بیک

چلا جاؤن ساقی مین اس شوخ پہ تک | کہین لڑکھڑاؤن نہ مین راہ مین | چلا جاؤن یوسف کی مین چاہ مین
پھنسا دین اُسے گر کہین بخت بد | **عمر** صاف کہدون کرون پین مدد | جو ہین کاتبان جلالت نصیب
وہ لکھتے ہین یہ داستان عجیب | شہسواران اشہب تیز گام عرصۂ جانبازی و مہمیز کنندگان سمند

با در فتار میدان سرفرازی نوجوانان تہور شعار و تہور شعاران جلالت آثار کیت قلم کو میدان قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان **حمزہ** صاحبقران امیر گیتی ستان بارگاہ سلیمانی مین دنگل آصفی پر جلوۂ فرما ہین اور ظل اللہ مالک دنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر شاہزادۂ سعد بن قباد والا نژاد بخت سلیمانی پر بصورت نورانی متمکن ہین اور اسوقت دربار مین پانچ ہزار پانچسو چین سردار سات سو تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی اٹھارہ سو جوانان ترکی و مغربی اپنے اپنے دنگل پر بصد کروفر رونق بخش بارگاہ فلک اشتباہ ہین یہ امر بھی رائے بیضا ضیائے ناظرین باتمکین و مشتاقان طلسم فصاحت آگین پر واضح ہو کہ جب خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری طرف طلسم مہر نگار کے تشریف لیچلے تو **چالاک** اپنے فرزند نامدار کو اپنے مقام پر مقرر فرما گئے تھے جب **چالاک** بھی طرف ہوشربا کے گیا تو عیاران لشکر اسلام خود رو ہوئے ایک کا حکم ایک مانتا تھا ہر ایک اپنے تئین ثانی **عمرو** جانتا تھا فرزندان **عمرو** یعنی **جواہر** بن **عمرو** و **شعبان** خنجر گذار و **سیارہ** و امیہ و مہتر **سمک** لمتانی و **نسیم** بن **عمرو** و **قسیم** بن **عمرو** وغیرہ سبکو خواہش ہو کہ بعد **چالاک** کے مقام ہمارے والد کا ہمکو ملے غنچہ آرزو کھلے **ابو الفتح** اصفہانی و **عمران** خطائی بھانجے خواجہ **عمرو** کے یہ بھی دونون بلائے روزگار مکار و عذار طرار فن عیاری مین طاق شہرہ آفاق یہ چاہتے ہین کہ ہمارے مامون کا عہدہ ہمین دستیاب ہو شاگردان خواجہ **کلباد** عراقی و مہتر **یزک** خطائی و مہتر **سحر** لجی وغیرہ یہ سب بھی ہمثل و بے نظیر صاحب تدبیر خواہش رکھتے ہین کہ اُستاد والا مقام کے جانشین ہون عہدۂ سرہنگی لشکر اسلام حاصل ہو تب البتہ تسکین دل ہو یہ تو سب اس خیال مین ہین امیر با توقیر کو یہ تردد ہو کہ اگر کوئی ضرورت ہوتی ہو تو فرداً فرداً کو حکم دینا پڑتا ہی ایک زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا منظور ہے کہ ایک عیار طرار کو جانشین **عمرو** قرار دین صرف اتنا فرمایا تھا آپسمین عیارون مین کج بحثیان ہو گئین ہر کسکا ہی کہ مین لائق ہون دوسرے کا قول ہی مین فائق ہون جب چرخ ہرامیر کو معلوم ہوئی سوچے کہ اگر ایک زندہ **عمرو** کو جانشین **عمرو** کرون دوسرے فرزند کو کہ پانچ دون شاگرد بھی سب صاحب لیاقت ہین شیر بیشۂ فطرت ہین آپسمین لڑ لڑکر مر جائینگے بس سر دربار ارشاد فرمایا کہ سب عیاران لشکر اسلام کا ہمارے نزدیک مرتبہ برابر ہی کون انمین کمتر ہے سب صاحبون کو مناسب ہے کہ اپنی اپنی عرضی دین اپنے اپنے حقوق سرکار پر ثابت کرین جو ذی حق ہوگا وہی جانشین مطلق ہوگا یہ فرمان سُنکر عیارون نے اپنی اپنی عرضیان لکھین بمضامین طولانی **ابو الفتح** نے لکھا کہ مین وہ عیار ہون کہ بین بے مامونجان سے شرط بد کر مہتمہ **کلیم** گوش کے کان کاٹے **یزک** خطائی نے کہا جب مین عالم کفر مین تھا مینے اُستاد کو دھوکا دیا گرفتار کر لیا

فرزندون نے عمرو کے بھی تعریف اپنی اپنی عرضیون مین لکھی اسی طرح ایک لاکھ چوراسی ہزار نیک بختون نے اپنے اپنے حالات لکھے مگر فیض یاب نہوے صاحبقران جسکی عرضی دیکھتے ہین عرضی نامنظور کرتے فرمادیتے ہین کہ یہ تو آپ لوگون نے اپنی اپنی عرضیون مین شوکت ولیاقت کا ذکر لکھا ہی کوئی حق سرکار پر نہین ثابت کیا ہی عیاران لشکر اسلام حیران تھے کہ حق کیا ثابت کرین آخر کیا لکھین جواہر بن عمرو بطن سے ملکہ سرو سیمین تن کے ہی کہ یہ شاہزادی ہی ملک ببران کوہ کی صاحبقران وہان قید ہوکے جاتے ہین کفار پنجرے مین بند کرکے چوب عقابین پر لٹکاتے ہین خواجہ عمرو اُس ملک مین جاکر بڑی بڑی عیاریان کرتے ہین آخر مین ملکہ سرو سیمین تن پر عاشق ہوتے ہین بعد کشش وکوشش بسیار صاحبقران کو خواجہ عمرو رہا کرتے ہین ملک اسلام آباد ہوتا ہی ملکہ سرو سیمین تن کا داخلہ اسلام مین ہوا صاحبقران نے ساتھ خواجہ عمرو کے اس شاہزادی کا عقد کیا اسکے بطن سے سکندر غبار انگیز پیدا ہوا تھا کہ جو ایرج نامہ مین ہاتھ سے آمس بن الوس کے عین شباب مین مارا گیا بلکہ قتل ہونے سے اسی فرزند کے خواجہ عمرو اور صاحبقران سے بگاڑ ہوتا ہی کیونکہ عمرو غصے مین غم فرزند نوجوان کے آمس بن الوس کی ناک کاٹ ڈالتا ہی امیر کے خلاف ہوتا ہی عمرو مع لشکر عیاران فوج صاحبقران سے الگ ہوکر بڑے کروفر سے مقابلہ کرتا ہے سالہاسال فساد رہتے ہین اسی فساد مین خواجہ عمرو ایرج نوجوان ووارث کشور کشا کہ یہ دونون اولاد صاحبقران ہی ہین مگر اپنے مولود مسعود سے آگاہ نہ تھے اور عالم کفر مین تھے عمرو انکو فنون سپہ گری تعلیم کرکے آپ انکا افسر اور انکو پہلوان پایہ تخت بناکے صاحبقران ہی سے سالہاسال لڑواتا ہی کہ ان داستانون کا حال مفصل وقت ایرج نامے مین درج ہی مراد اس ذکر مجمل سے یہ ہی کہ خواجہ غم مین سکندر کے زوجات سے ترک وصل کرتے ہین اور ملکہ سرو سیمین تن اسکندر غبار انگیز کے غم مین مصروف گریہ وزاری رہتی ہی جب بزرگون کی جانب سے عمرو کو یہ خواب ہوتا ہے کہ اے خواجہ عمرو سرو سیمین تن ہی موصول ہو پروردگار فرزند نرینہ بہتر از سکندر مرحمت فرمائیگا غم والم فراموش ہوجائیگا تب خواجہ حکم بزرگون کا بجالاتے ہین تخلیے مین پاس سرو سیمین تن کے جاتے ہین بخوبی اُس مغموم کو سمجھاتے ہین اسی شب کو مراد حاصل کرتے ہین منتر جواہر بن عمرو پیدا ہوتا ہے بڑا عیار زبردست ہوتا ہی خواجہ اسکو بہت عزیز رکھتے ہین جب دربار امیر مین جانشین خواجہ ہوئیگا غلغلہ ہوگا اور مطلب لی صاحبقران کو کوئی عیار نہ پہونچا جواہر اپنی ماں ملکہ سرو سیمین تن کی خدمت مین آیا تمام حال صاحبقران کے ارشاد کا بیان کیا ملکہ سرو سیمین تن نے نمائے نور نظر پارۂ جگر مین مطلب کو صاحبقران کے سمجھی تم دو فقرے عرضی مین لکھکر پیش کرو عمدہ اپنے باپ کا ابھی جاکر لو وہ یہ مضمون ہے بعد القاب صاحبقرانی تحریر ہو کہ مین وہ عیار ہون قدیم خدمتگذار ہون کہ مین نے اپنے نوجوان بھائی اسکندر غبار انگیز کو قدم اقدس شاہنشاہی پر نثار کیا مجھسے زیادہ کون ذی حق ہوگا بموجب ارشاد ملکہ سرو سیمین تن جواہر

بن عمرو نے اسی مضمون کی عرضی درست کرکے پیشگاہ صاحبقران زمان لایا صاحبقران نے آواز بلند فرمایا اے فرزندان عمرو و اے شاگردان مہتر والا گہر آگاہ ہو جاؤ کہ جواہر بن عمرو نے حق اپنا سرکار پر ثابت کیا یعنی سکندر اسکا بھائی عالم شباب میں مارا گیا پس تم میں کوئی ایسا ہی کہ سرکار پر ایسا ہی حق اسکا بھی ہو کل عیاروں نے سر اپنے اپنے جھکائے اس مقدمے میں کچھ نہ کہہ سکے صاحبقران نے فوراً جواہر بن عمرو کو خلعت جانشینی عمرو مرحمت فرمایا مقام پر خواجہ عمرو کے بٹھایا حقیقت میں جواہر نے اس عہدے میں وہی برتاؤ کیا ہی کہ جسطرح خواجہ عمرو مخلق و محبت ہر کسی سے پیش آتے تھے سب جواہر کے جانشین ہونے سے خرم و خرسند ہیں عرض دربار امیر باتوقیر میں مہتر و سرہنگ خشت ہائے زرین پر دست بستہ حاضر ہیں سامان عیش و نشاط مہیا ہی ذکر خواجہ عمرو اور اسد کا ہو رہا ہی امیر فرماتے ہیں نہیں معلوم میرے برادر خواجہ عمرو پر طلسم ہوشربا میں کیا گذری عرصے سے کچھ خبر نہیں معلوم ہوتی اتنا خوب دلکو یقین ہی کہ نہیں معلوم عمرو پر کیا ہجوم رنج و الم ہی کہ ہمیں فراموش کیا فراق اُس عاشق صادق کو بہت ناگوار ہی سب سردار تائید کلام صاحبقران کر رہے ہیں کہ اے شہریار حقیقت میں عمرو آپ کا عاشق صادق ہی لشکر میں کون ایسا ہی جسپر عمرو نے احسان نہیں کیا ہی ہر ایک کے واسطے جان لڑائی اب بخت بد نے ہمکو یہ کیفیت دکھائی کہ ایسے شخص سے دور ہیں خواجہ عمرو سے مہجور ہیں اے پروردگار جلد خواجہ عمرو کو لاکر ہم سب سے ملا یہ ذکر تھا کہ لشکر کفار سے صدا نوبت نقارے کی آئی زمین تھرائی صاحبقران نے فرمایا ہی جواہر جلد خبر منگاؤ کہ یہ کیا ہنگامہ ہی جواہر نے عرض کی ہرکارے گئے ہیں خبر لیکر آتے ہونگے یہ کلام ابھی ناتمام تھا کہ نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کلی و ابو طاہر خونریز چاروں ہرکارے مثل اربع عناصر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے

قطعہ مصنفہ

خدایا مرے شاہ پر دم بدم	رہے سر بسر سایہ ظل حشم	ترقی پہ یہ جاہ و اقبال ہو	عدو مثل سبزہ کبے پامال ہو

شہریار گیتی ستان کی عمر دراز ہو کہ اسوقت زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ میں بٹھا تھا کہ وسواس و خناس فوج خوش آمد بر آمد نے خبر دی ہی کہ فولاد فولاد شکن بھانجا سلیمان عنبرین موے کوہی کا سات لاکھ فوج سے برائے مدد لقا آتا ہی یہاں سے تین کوس کے فاصلے پر لشکر اُسکا ٹھہرا ہی لقا نے فرامرز تاجدار فرزندان نوشیروان نامدار و ملک یاقوت شاہ اپنے جبرئیل قامت کو مع بختیارک کے برائے استقبال فولاد فولاد شکن روانہ کیا ہی سنتے ہیں نہایت زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی حضور سلیمان عنبرین موے کوہی لقا سے کہتا تھا کہ یا خداوند اب ایک پہلوان نامی آیا ہی دیکھئے گا مسلمانوں پر کیا گذرتی ہی صاحبقران نے فرمایا خدائے بزرگ ست مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است مگر اب حال سنیے بختیارک کا جب کو لقا سے حکم استقبال فولاد فولاد شکن کا ملا مع یاقوت شاہ فرامرز تاجدار بانوج بیشمار اپنے خچر پر سوار ہو کر طرف صحرا کے چلا وسواس ہرکارے سے پوچھتا ہوا چلا جاتا ہے

کہ تمھاری نگاہ مین یہ کیسا پہلوان ہی وسواس بلا وسواس عرض کرتا ہی جاتا ہی کہ ای شیطان درگاہ خداوند اگر آپ
ہمسے پوچھتے ہین تو صاف یہ ہی کہ از باختر تا انیجا ایسا پہلوان زبردست غلام کی نگاہ سے نہین گذرا طہماس بن عفقوبل
دیو پر ورسے بھی قدو قامت مین پانچ گز زیادہ ہی بہرام فلک بھی اُسکے خوف سے لرزان ہی مریخ فلک کا اسکی صورت مہیب
دیکھکر کلیجہ پھٹتا ہی چلنے سے اُسکے زمین تھراتی ہی گاؤ زمین کانپ جاتی ہی دوسرا مقدمہ اور یہ بھی ہی غلام عرض کرے وہ یہ ہے
کہ ناموس بھی اُسکے ہمراہ ہین اس خیال سے شاید سُن چکا ہو کہ ملکہ مہر نگار د ملکہ مہر گہر تا جدار دختر نوشیروان
عالیوقار بحبت مین صاحبقران زمان کی نکل گئین اور شاہ سے کچھ نہو سکا یہی باعث زوال دولت و سلطنت کیانیان
ہوا گنجاب کی دختر ملکہ گوہر ملک شاہزادہ بدیع الزمان پر عاشق ہوئی باغ چار ملک حران مین بدیع الزمان
کو چھپا رکھا ایسی ایسی صورت مین گنجاب نے شکست کھائی ملک ماتھ سے گیا بھاگ کے بخدمت لقا پہونچا اسی خیال سے
ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہی بختیارک نہتا ہوا چلا جاتا ہی اور کہتا ہی اب مسلمانون کے مقابلے مین آئے ہین ہماری شیخی نکل کر ہی
ہو جائیگی بیٹی یا بہن اگر نوجوان ہوگی کسی فرزند حمزہ کو دیکھ پائیگی پیڑو کی آنچ سے نکل جائیگی دیکھینگے کیا کرتے ہین
کیسے بہادر ہین راہ مین اسطرح ذکر ہوتے ہوے جاتے ہین وہان فولاد فولاد نامی قریب ایک کوہ کے ٹھہرا ہی چاہتا ہی
کہ اترے اُسی جگہ پر قیام کرے کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران دای اسفندیار جہان آپکی تشریف آوری
کی خبر خداوند کو پہونچی جبرئیل قدرت کو واسطے استقبال کے بھیجا ہی قریب آچکے ہین یہ سنتے ہی فولاد فولاد شکن امیدزیادہ
پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا معلوم ہوا رعد گرجا صدے مہیب سے پہاڑ تھرائے بیشون مین شیرون کو بخار چڑھ آئے اپنے
ساتھ والون سے کہنے لگا کیونکر قدرت خاطر نہ کرینگے کہ انکو اپنے ملک مورونی لینے کی خواہش ہی اب مجکو بھی کاہش ہے
اسی سنتے ہین سب مسلمانون کو پامال کرون قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے خوشی خوشی جلد اپنے وطن کو پلٹ جاؤن
یہ کہکر گینڈے کو بڑھایا مغرور و متکبر خراماں خراماں چلا اور حرکت ملک یاقوت شاہ قریب صحرائے سبزہ زار کے پہونچا
ہی کہ یکایک صحرا سے گرد عظیم بلند ہوئی نوبت نقارے کی آواز آنے لگی زمین تھرانے لگی ہاتھی آشیانون سے گھبرا کر اڑے
وارزدون نے اپنے مسکن چھوڑ دیے ناگاہ دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے آگے شتر سوار اہتمام کرتے ہوئے نکل گئے
انکے بعد سات سو علم نشان سات لاکھ فوج کے نمایان ہوئے بعد گذر جانے اُنکے دیکھا کہ ایک دیو قالب انسان مین سمایا ہوا
گینڈے پر سوار پہلو مین ارابہ گرز گاؤ گرز گرانبار ہوا چالیس جوان زنگاری اُس ارابہ کو کھینچتی ہوئی لاتی ہین مگر بسبب
بار گران کے ہر مرتبہ پہیون کے گھٹنے زمین سے آشنا ہو جاتے ہین رسیون کے سڑاکے پڑ رہی ہین تک تک کی صدا ہین
بلند پیل گردون و زور مند فولاد انتہا کا مغرور نشہ شراب مین چور ابر دون پر بل پڑے ہوئے ہین یا دریائے رود نیل کی
موجین ہین تنگ چشم تنگ پیشانی عوج بن عوق کا ثانی سینہ پر کینہ ملحد و بیدین کادر سر سرکشن بیسر کالی کی صورت بالکل جیسے
کی مدت یا غال چہرہ شب چہتون مین قہر و غضب ساقی بچے جام شراب کے دیتی ہین پی جاتا ہی ہاتھ مین ارنے بھینسے کی ران کے

بجاے کباب کھاتا ہی باچھوں سے خون بہتا ہی نقیب نے آوازدی شیطان درگاہ خداوندی بیچ نگاہ بدبخوت آنکھوں کو کھولا بختیارک نے سلام کیا فولاد نے اک مکھی سی اڑادی توجہ بھی نکی بختیارک دلمین کہنے لگا لات ومنات اسکی بدعت سے بچائین جلد اسکو جہنم مین پہونچائین سلام بھی لینا اس حرام زادے کو ناگوار ہی بقدر بادہ نوشی سے مست وسرشار ہی اسوقت بیکار کر آوازدی اے رستم خصال جبرئیل قدرت کا تخت قریب پہونچا آپکے استقبال کو قدرت نے بھیجا ہی یہ سنکر بمشکل گینڈے سے اترا یاقوت شاہ کو دیکھکر سر پر ہاتھ رکھا پایۂ تخت یاقوت شاہ پر ہاتھ ڈالدیا یاقوت شاہ بھی تخت سے اترا کارگزاران نے اسی وقت بارگاہ لاکر استادہ کردی خیمے جابجا نصب ہوئے یاقوت شاہ اسکو لیے ہوے بارگاہ مین آیا پہلو مین اپنے تخت کے بیٹھنے کو جگہ دی سردارانکے تمام بارگاہ مین دنگلون پر قائم ہوے تخت یاقوت شاہ اور ہر فرمانروا اپنے اپنے تخت پر بختیارک نے فولاد کو دیکھا کہ چپ بیٹھا ہی کسیسے کلام نہین کرتا بختیارک تو ایک مرد آزمودہ دیو پہلوان تیغزن وای ہو فولاد فولاد شکن جبرئیل قدرت پوچھتے ہین کہ تمھارا مزاج کیسا ہی وہان خداوند مشتاق ہین قبل تمھارے آنیکے تقریر فرماچکے ہین نہ کہ تم مسلمانون کا خون سپر دینمۂ فولاد کیا ہی مگر مسلمان بھی بلاے روزگار ہین قدرت کی تقدیر کہ تیر سے پلٹ دیتے ہین ایسے کلمات سنکے فولاد نے آنکھین کھولین کہ یہ کون مجھسے باتین کرتا ہی اب جو دیکھا تو ایک شخص زرد روزرد موکو تا گردن تنگ پیشانی چہرے پر حرمزدگی کی نشانی ایک سوایک کفی کا جامہ پہنے چھاتی پر بند بندھے رفیدہ سر پر بوڑھا بندر معلوم ہوتا ہی صورت بختیارک کی دیکھکر بہت شرمایا چھاتی آپ کا نام کیا ہی بختیارک نے کہا نام نہ پوچھیے وہ شخص شیطان درگاہ خداوندی ہی یہی پتہ کافی ہی فولاد نے کہا نام کے بتانے مین کیا نقصان ہی بختیارک نے کہا بزرگون کے نام ایسے ہین جو یہ وقوف ہین ان ناموں پر ہنستے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا نہین صاحب نام پر ہنسا کیا بختیارک نے کہا تو سنیے نام اس شخص کا بختیارک بن بختک بن القش بن مادہ کش بن سگ سفید ہی فولاد بے اختیار ہنس پڑا کہو یا سیاہ کولا پٹکا کہا کہ اے ملک جی سگ سفید بھی آپکے بزرگون مین تھے بختیارک نے کہا اولاد نہ زندہ رہتی تھی اسوجہ سے یہ نام رکھدیا تھا فولاد نے کہا لعنت ہی آپکے بزرگون پر سواے سگ سفید کے اور کوئی نام نہ ملتا تھا بختیارک نے کہا میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو یہ وقوف ہین وہ ہنستے ہین فولاد نے کہا تو مجھے بے وقوف بناتا ہی پورا مسخرہ ہی یہ کہکر جانب یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے متوجہ ہوا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی کل ضرور حاضر ہوتا یاقوت شاہ نے جواب دیا کہ قدرت تمھارے بہت مشتاق ہین جلد سوار ہو فولاد فولاد شکن نے عرض کیا امیدوار ہون کہ ایک قصر عالی یا کوئی باغ مرحمت ہو کہ غلام کے ناموس کیواسطے جاے سکونت ہو یاقوت شاہ جواب دینے پایا تھا کہ بختیارک پھر ہنسا پوچھا اے پہلوان زمان وای گر ساتھ جہان کیا جورو بیٹیان بھی ساتھ ہین

اسکا کیا سبب ہے نشۂ جرأت مین مدہوش ہو کیا خانہ بدوش ہو فولاد نے کہا ملک جی مینے ایسے معاملات واہیات سُنے ہین کہ جنکا زبان پر لانا مناسب نہین ہے تجتیار کرنے کہا وہ معاملہ مجھسے سنیے اول ہمارے شاہزادہ فرامرز صاحب فرزند دلبند شاہ ہفت اقلیم سامنے حضور کے تخت نشین ہین پہلا سانحہ انہین کے گھر سے شروع ہوا آفتاب سلطنت طلوع ہوا یعنی صاحبقران انکی ہمشیرہ ملکہ مہرنگار پر مائل ہوئے وہ بھی محبت مین حمزہ کی سلطنت ہفت اقلیم چھوڑ انکے گھر جا بیٹھین دوسری صاحب ملکہ مہرگہر تا جدار جوان ہوئین انکو بھی دیدار حمزہ کا اشتیاق ہوا پاس اُس عرب کے جا پہونچین اورون کا ذکر تو کیا کرون خداوند زمرد شاہ باختری جوسب کے پیدا کرنے والے ہین نور چکیدۂ قدرت ملکہ گیتی افروز جنکا شعلۂ حسن جہان سوز و دیگر ملکہ جہان افروز یا صاحب نبیرہ حمزہ صاحبقران پر مائل ہوئین نور چکیدۂ قدرت دوسری تیغ ابرو بدیع الزمان گردنشکن شکن کی گھائل ہوئین آخر ضبط نہو سکا راز عشق نہ چھپا کچھ باپ کی خدائی کا پاس نہ کیا فوراً نکل گئین قدرت نے بھی تامل فرمایا ایسے سنگدلون کو سنگ سیاہ نہ بنایا ہمارے جبرئیل قدرت آپکی صاحبزادی مہرافروز شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی جو طلسم ہوشربا کے فتح کرنے کو تشریف لے گئے ہین اُسی شیر دلیر پر شیفتہ اور فریفتہ ہوئین قدرت نے ایسی تقدیر برجستہ کی کہ تینون صاحبزادیان صاحب اولاد ہوئین کیسے صف شکن تیغزن فرزند ہوئے کہ جنکی جرأت کے تمام عالم مین شہرے ہین شاہزادہ خاور سپاہ کے نور نظر پارۂ جگر قدرت کے نواسے حمزہ کے پوتے شاہزادۂ ایرج نوجوان صاحب شوکت و مالک چتر و علم و نشان انکی نہیب شمشیر سے بڑے بڑے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت اُنکے خوف سے دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین نہنگان دریائی نے چادر آب کو چہرے پر لیا ہے مرغ فلک کانپتا ہے قدرت کے بھی پیارے ہین اکثر قدرت پر دست انداز ہوئے انکی جرأت پر قدرت کو بھی ناز ہوئے غارت نہین کرتے دوسرے صاحبزادے بطن ملکہ گوہر ملک صلب شاہزادۂ بدیع الزمان سے گل گلزار خلیل الرحمن نور الدہر والا شان پیدا ہوئے اُنکو تو اسقدر قدرت پر ناز ہے کہ قلعۂ مشتری حصار پر کمر زنجیر قدرت مین ہاتھ ڈالدیا تخت خدائی سے اُٹھالیا سات کوس تک چرخ دیتے ہوئے لیگئے ید قدرت مین ہتھکڑیان پائے قدرت مین بیڑیان پہنائین قدرت کے صبر و جبر کو ملاحظہ فرمائیے کہ کچھ نہ کہا قید خانے مین سر جھکائے بیٹھے رہے پھر آخر قدرت ہین جب مزاج مین آیا تقدیر کر کے رہا ہوئے پھر لڑانے لگے ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان نور نگاہ صاحبقران آپسمین ہم چشم ہین صاحب قہر و چشم ہین خداوند انکی نہیب شمشیر سے بندگان قدرت کو بچائین جنمین قدرت کی صاحبزادیون کی شمشیر کی تاثیر مالک سپر و شمشیر پر آنے بہت مناسب کیا ہے کہ ایسے ایسے حالات سُنکر اپنے ناموس کو اپنے ساتھ رکھا ہے اب یہ فرمائیے کہ آپ کی کوئی صاحبزادی یا ہمشیر شکیل و نوجوان تو نہین ہے فولاد نے غصے مین آکر ایک ڈھول ہلکی سی لگائی ملک جی کی پگڑی سر سے

زمین پر گر پڑی اور کہا او بیحیا خاموش یہ کیا بکتا ہی نجختیارک نے رفیدہ اُٹھاکر سر پر رکھا اور کہا دھول دھپے کا تو یہ غلام عادی ہی قدرت نے اُس شخص کو عہدہ شیطنت دیا ہی اسقدر گستاخ کیا ہی قدرت کے سامنے بھی ایسی باتیں کہتا ہون جوتی پیزار کی بلا سہتا ہون اور یہ بھی واضح رہی کہ میرا حکم لگاتا کبھی خلاف نہین ہوتا ہی جو مجکو دھول لگاتا ہی وہ آخر اپنے سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہی حضور نے کچھ میری بات کا جواب ندیا کوئی صاحبزادی جوان ہمراہ ہین یا نہین فولاد نے کہا ہان ایک دختر بلند اختر ہی اُسکو اسی واسطے ساتھ رکھا ہی کہ حفاظت کرون اور وہ خود صاحب شوکت ہی مرد کے نام سے اُسکو نفرت ہی فن سپاہگری مین طاق ہی حسن مین شہرۂ آفاق ہی کیا مجال اُسپر کوئی نگاہ بد ڈالے وہ خود شیر کی آنکھین نکال لے اور علاوہ اسکے اسی ملک جی جو مقدمات کہ آپ بیان کر گئے اگر میری کنیز پر بھی ایسا معرکہ گذرتا تو دریاے خون بہادیتا گھسکر طالب مطلوب کے سر کاٹ لاتا نوشیروان بادشاہ ہفت کشور تھے بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند اور خداوند جو مناسب جانتے ہین وہ تقدیر کرتے ہین ہمین کیا دخل ہی لیکن اب بھی اگر قدرت ارشاد فرمائین تو گیتی افروز اور مہر افروز جہان افروز کو محلات حمزہ سے ابھی چوٹی پکڑکر گھسیٹ لاؤن اُنکے جاننے والون کو خاک مین ملاؤن بلکہ بروقت ملازمت قدرت سے اسی بات کو عرض کرون گا کہ مجکو حکم ہو کہ دختران قدرت کو جاکر قتل کرون یا لے آؤن نجختیارک نے جواب دیا ذرا میان فولاد صاحب ہوش مین آؤ زیادہ نہ بابلاؤ مسلمانون کا خداے نادیدہ بقول اُنکے حاضر و ناظر ہے دلون کے حال سے ماہر ہی مسلمان کہتے ہین کہ ہمارے خدا کو غرور کسی کا پسند نہین آتا اپنے خدا کی صفت مین کہتے ہین بیت مراور ارسد کبریا ؤ منی ؛ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ؛ اور قدرت کو بھی غرور کسی کا نہین پسند ہے آپنے اسوقت غرور کیا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی علاوہ اسکے ایک اور بڑا غضب ہے کہ شاہزادیان حسین و جمیل مرد اُنکے آپ ایسے الو کے پٹھے قد و قامت سا کھوکے ٹھے بدصورت کالے دنیا سے نرالے ہین اور فرزندان حمزہ حسین و ماہوش طرحدار صف شکن تیغ زن سرو قد خورشید خد صاحب فصاحت حسن مین ملاحت گفتگو مین بے نظیر خوش مزاج صاحب توقیر ایسے ایسے جوانون کو جب شاہزادیان دیکھین تو کیون نہ فریفتہ ہو جائین فولاد ان باتون پر بہت بگڑا خنجر پر ہاتھ ڈالا نجختیارک گڑگڑانے لگا اور کہنے لگا کہ مین تو آپ کا غلام بلکہ غلاموں کا غلام ہون مجھ پر غصہ بیکار ہی نمک صحبت ہون مروتے کو ہستا ہون جو بات ہونے کو ہوتی ہی وہ سناتا ہون یاقوت شاہ نے فولاد کو منع کیا کہ جانے دو اُسکی بات کا خیال نہ کرو یہ درگاہ قدرت کا شیطان ہی دیکھو ابھی ہمکو کیا کیا کہتا ہی ابھی تمھارے سامنے کہ چکا ہی اسکا یہی شیوہ ہی یہ کہکر ضیغم خون آشام کو حکم دیا کہ یہان سے قریب باغ ہی سلیمان عنبرین موے کوہی کا پُر فضا خوش ہوا رفیع وسیع جلد اسکو جاکر خالی کرادو آپ کے

ناموس کو بعزت و حرمت محافون سے اُتروا دیا بیبیان محافون مین گھٹی جاتی ہونگی گھبراتی ہونگی ضیغم یہ حکم سُنکر
فوراً اُٹھا بعد تھوڑے عرصے کے واپس آیا عرض کی سب سامان تیار ہو فولاد خود و تیغہ پکڑکر اُٹھا مع فوج اور مع محافون
قریب باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے آیا قناتین اپنے سامنے گڑوائین جا بجا سوار اور پیدلون کی چوکیا
بٹھائین جبتک ناموس اُترے تیغہ پکڑے خود کھڑا اٹھلا کیا فوج کو گرد باغ کے اُتارا حکم دیا خبردار غیر عورت بھی
نہ آنے پائے نجتیارک یہ انتظام دیکھ دیکھکر مسکراتا ہی یاقوت شاہ سے کہتا ہو کہ اس شخص پر دیکھ لیجیے گا ضرور فساد
پڑیگی صاحبزادی جوان ہین کسی فرزند حمزہ سے ضرور اُسکی آنکھ لڑیگی یاقوت شاہ کہتا ہو کہ ابے چپ رہ
فولاد بڑا بدمزاج ہو کہین تلوار کا ہاتھہ نہ مار دے اسوقت بچہ تمکو بچا لیا نہین وہ ایک خنجر مارتا تمھارا بھنڈورا
کھل جاتا نجتیارک نے کہا بہتون نے مجکو مارا ہی ایسے ایسون کو نگاہ مین کھا جاتا ہون گمراہون کو سیدھا راستہ
جہنم کا بتاتا ہون یہ بھی دو چار روز کے مہمان ہین بہت بلبلاتے ہین نادان ہین اس اثنا مین فولاد انتظام کرکے آیا
برائے ملاقات نو یاقوت شاہ اسکو پہلا بعد قطع راہ فولاد فولاد شکن طرف لشکر سلیمان عنبرین موے کوہی کے گذرا
دیکھا لشکر بے انتہا اُترا ہوا ہے دیکھتا بھالتا تا بدرگاہ زمرد شاہ باختری پہونچا پردہ اُٹھا اندر آیا دیکھا لقا
کو کہ پچاسی ارنج کا قد و قامت سرشل گنبد قصر کہنہ ہاتھ پانون بڑے بڑے گویا نخل کلان کے ٹہنے سیاہ رو بدخو
تیرہ درون آنکھین گرداب جیحون نشے مین بدمست وہ خود پرست بصد نخوت تخت نکبت پر بیٹھا ہو ہر چند کہ
فولاد فولاد شکن خود کہ بہ منظر ہے مگر صورت نحس لقا دیکھکے تھرا گیا پسینہ آگیا دو سطے سجدے کے جھکا لقا
نے آواز دی اے بندۂ خاص من سر از سجدہ بردار کہ لعنت مدام بر تو نصیب کردم فولاد نے سر سجدے سے اُٹھایا قریب
تخت لقا دنگل بیٹھنے کو ملا ساقی نے حاضر ہوے دور جام چلنے لگا جب فولاد کو نشہ ہوا تو نجتیارک کی
باتین یاد آئین لقا سے ہاتھ باندھکر پوچھا کیون خداوند نور چکیدگان قدرت ہمراہ فرزندان حمزہ نکل گئین
قدرت نے تامل فرمایا ابھی غلام کو حکم ہو کہ مین جاکر بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کردون صاحبزادیون کو
محافے مین سوار کرکے لے آؤن دیکھون تو کون مجکو روکتا ہی آپکے ہزبر صحراے جرأت کو کون ٹوکتا ہی یہ سُنکر لقا
قہقہہ مارکر ہنسا کہا اے بندۂ خاص الخاص و اے طاعت گزار با اخلاص انتظام کارخانۂ قدرت ذات خاص قدرت ہی
پر موقوف ہی دخل دینے والا سر بے وقوف ہو تم ان باتون مین دخل نہ دو ورنہ تمکو قدرت سنگ سیاہ کردینگے فولاد
یہ سُنکر خاموش ہوا اور سلیمان عنبرین موے کوہی سے بھی اشارہ کیا کہ اے فرزند چپ رہو کچھ نہ کہو مشیت قدرت مین
تمکو کیا دخل ہی فولاد نے سلیمان سے کہا ماموجان اب آپ قدرت سے میری شفارش کیجیے میرے نام پر طبل جنگی
بجوا دیجیے سلیمان نے کہا کہ قدرت پہلے ہی فرما چکے ہین ایک ہفتہ جبرئیل قدرت و خالوے قدرت وضیغم
خون آشام و سرداران خداوند تمھاری دعوت کرینگے بعد گذرنے ہفتے کے جنگ کا سامان ہوگا ہم خوب جانتے ہین

کہ تمھارے خوف سے لشکر حمزہ لرزان و ترسان ہوگا کون تمھارے مقابلے مین آئیگا حال جرأت و شوکت سب کا کھل جائیگا یہ کہکر سلیمان عنبرین موے کوہی نے ہاتھ فولاد فولاد شکن کا تھام لیا دربار سے اُٹھکر اپنے عیش خانے مین لایا سامان دعوت کا حکم دیا انکو تو دعوت کھانے مین مصروف رکھیے

اب دو کلے لشکر صاحبقران جانا ایرج کا واسطے شکار کے اور عاشق ہونا دختر فولاد فولاد شکن موسوم بہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اور لے آنا اپنی بارگاہ مین ملکہ مذکور کو اُسی شکارگاہ مین اور خبر ہونا فولاد کو اور جاکر رحمی کرنا ایرج نوجوان کو اور لے آنا اپنی دختر کو باغ سلیمان عنبرین موے کوہی مین اور فرزندان صاحبقران کا اور ذکر جنگ مغلوبہ بیان کیے جاتے ہین اشعار آبدار

کہان ہو تو اے عشق کا شاہ سوز — کہان ہے تو اے شمع پروانہ سوز — جلا دینے مین تو وہ بیباک ہے
کہ سارا جہان مشت خاشاک ہے — جو اے عشق دریا سے ہو تجکو لاگ — نکلنے لگے صاف پانی سے آگ
مقابل اگر کوہ ہو جنگ کو — لہو سے بھرے ہر رگ سنگ کو — جفا تجھسی دنیا مین کوئی نہین
بلا تجھسی دنیا مین کوئی نہین — کسی کو کوئی شے دکھاتا ہے تو — اُسے اُسکا شیدا بناتا ہے تو
تجھے ہمنے اے عشق دیکھا وہ برق — کیا بحر آفت مین عاشق کو غرق — مشاطگان عرائس سخنوری و حجلہ

پردازان شاہدان مضامین گستری کلک جواہر سلک سے بدعت عشق خانہ خراب عاشقان دیرباز ننگ و ناموس معشوقان یون تحریر فرماتے ہین کہ یہان صاحبقران زمان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما تھے کہ ہرکارے حاضر ہوے اور واسطے دعا

وثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ — بادشاہا بارگاہت چون فلک نور باد — داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
ہی فریدون ہمت و رستم دل جمشید فر — تیغ تو بر فرق دشمن ناصر منصور باد — آفتاب دولت و اقبال شہنشاہ گیتی ستان

کا ہمیشہ تابان و درخشان رہے فولاد فولاد شکن بھانجہ سلیمان عنبرین موے کوہی کا بڑے عظم و شان سے داخل بارگاہ لقا ہوا ہے کبر و غرور اُسکا لائق گذارش نہین ہے نہایت بدزبان بدآئین ہے اُسنے قصد کیا تھا کہ طبل جنگی بجوائے سلیمان عنبرین موے کوہی مانع ہوا واسطے دعوت کے برائے عرصہ کہ ہفتہ اپنے قصر مین لے گیا ظاہر معلوم ہوا کہ ایک ہفتے تک طبل جنگی نہ بجے گا صاحبقران زمان نے فرمایا اے دارائے ہند اس عرصے مین وردیان وغیرہ واسطے اہالیان لشکر کے تیار کرو دربار بھی وقتاً فوقتاً ہوگا اسوقت سب فرزندان نامی و پہلوانان گرامی بارگاہ مین موجود ہین سمت دست چپ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دنگل نیلم نگار پر جلوہ فرما ہین قریب اُنکے نیلم رنگی و فیلم رنگی دعنتر صبا و غو جان دریا باری و سام بن غو جان دریا باری و معاد عاد رشک دارا گردن حاضر ہین سب نے دست بستہ عرض کی اے شہریار بعد مدت مدید و عہد بعید ایک ہفتے کی

مہلت ملی ہو سنتے ہین کہ پہلے کوہ عقیق مین شکار متعدد ہو اسکے شکار کے لیے اجازت لیجیے ایرج حسب فرمائش سرداران سامنے صاحبقران کے آئے صاحبقران نے فرمایا کیون لے فرند کیا چاہتے ہو عرض کی حکم ہو تو اندر اس ہفتے کے غلام شکار کے لیے جائے امیر نے فرمایا کیا یہ ملک پر آشوب ہے تمھارے نام کے سب دشمن ہین کوہی جا بجا رہزن ہین شکار کو جانا بہتر نہین دست راست مین شاہزادۂ نور الدہر بن جلیس الزمان جلوہ فرما ہین یہ جو مہکو دیکھا لند ھور بن سعدان سے کہا چھوٹے دادا جان حقیقت مین جد عالی تبار ہین فرماتے ہین کیون نہ کہا بھائی ایرج کو واسطے شکار کے جانے دین صحرا مین سو طرح کی خرابیان ہین سو طرح کی آفتین ہین کثر شیر بھیڑیے نکل آتے ہین آزار پہونچاتے ہین شکار کو جانے والے گھبرا جاتے ہین چاہیے کہ شکار کے واسطے دیکھ بھال کے جایئے اپنی حقیقت کو سمجھیے یہ کلمات طعن آمیز ایرج نوجوان کو بہت ناگوار ہوے بے اختیار منھ سے نکل گیا کہ شیران بیشۂ جرأت شیر دشتی کو سگ صحرائی سمجھتے ہین یہ کہکر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گیا اور عرض کیا کہ غلام کو اجازت شکار ملے تا غنچۂ آرزو کھلے انشاء اللہ بعد ایک شب کے صبح ضرور آستان بوسی کو حاضر ہونگا زیادہ دیر نہ کرونگا صاحبقران نے فرمایا اے فرزند ارجمند جبوقت سے تمنے نام شکار کا لیا ہے تو دۂ دلپر تیرالم پڑا ہی خطا کاران تیرہ بخت کا خیال آتا ہی شاید چھپ کر گوشۂ صحرا مین ٹھہرین اور قابو پاکر کچھ فکر بن لہذا اگر قصد مصمم ہی تو آج ہی دن کو چلے آنا شام کا خاصہ ہمارے ساتھ کھانا ایرج نوجوان نے عرض کیا انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا قاسم بھی کھڑے ہوگئے فرط محبت پر صاحبقران کی خوش ہوے ایرج سے فرمایا اجازت ملی تسلیم کرو تم روح روان لشکر اسلام ہو تمھاری رنجیدگی کے سبب سے مین مانع نہین ہوتا میرے بھی قلب کا عجب حال ہی خود بخود ہجوم غم و ملال ہی ایرج نے عرض کیا کہ آج تو غلام ضرور جائیگا شام تک ضرور واپس آئیگا آپ صاحبون کی باتین سنتے ہین شیر بھیڑیے کا ہمکو ڈر ہی قاسم نے کہا اے نور نظر ایسی باتون کا تمپر کون گمان کریگا شیر صحرائی تمھارے سامنے سے بھاگ نکلیگا ایرج نے عرض کیا کہ حضور رتبہ بڑھاتے ہین آبرو دیتے ہین حضور نے کیا کام کیے کیسے کیسے نام کیے ملک شمالیہ باختر کتنا بڑا ملک ہی دربار صیف الملک مین جانا برق شمشیر چمکانا آپ ہی کا دل تھا یہ مرتبہ کسکو حاصل تھا انشاء اللہ ذرا جنگ سلیمان عنبر بن موی کو ہی سے مہلت ہو تو گل زریں رستم کے بھی لینے کی تدبیر کیجائیگی اب تامل نہوگا قاسم نے کہا بیٹا یہ تمھارا مال ہی کیا کسی کی مجال ہی جو تمسے آنکھ ملائے یا نگل رستم کا نام کسی کی زبان پر آئے خون کے دریا بہ جائین بڑے لوگ بھاگتے نظر آئین باپ بیٹون مین یہ چپکے چپکے باتین ہوئین جرأت کی گھاتین ہوئین دست راستی اپنے مقام پر بہنچا کیے نور الدہر موجھون پر تاؤ دیکھر ایسے غرض ایرج نوجوان صاحبقران سے اجازت لیکر بیرون بارگاہ سلیمانی آئے شاپور شیر دل عیار کو بلاکر حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو اسی وقت فوراً بہلیے قراول میر شکار یوز باش حاضر ہوے جانوران شکاری مثل بارکی جرہ ترمتی کبی کہیلا گرجھگڑ جیخ ہاتھون

چڑھے ہوئے وہ باز بلند پرواز کہ طائر خیال کو شکار کریں مرغ عنقا کو بصد جستجو لائیں چیتوں کی چار پائیاں لگ تاتی

شیر شکار چست و چالاک بیباک نظم	وہ کتوں کی تھین جوڑیاں لاجواب	دل شیر ہو جنگلی دہشت سے آب
جو شیروں کو وہ دہشت ہین گھیر لین	یہ بزدل نہین وہ کہ منھ پھیر لین	الغرض جب یہ سامان شکار مہیا ہو چکا

شاہزادہ پشت کرۂ بن اشقر پر سوار ہوا سمت صحرا عازم شکار ہوا صحرا مین آکر بہلے فراولون کو حکم دیا کہ شکار کی جستجو کرو انھون نے فوراً جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوا اُڑے یہان سے بازدارون نے باز چھوڑے باز بلند پرواز نے جاکر تیہور کو گھیرا پرون سے طمانچے مارتا ہوا طرف زمین کے لیچلا ایرج نے گھوڑا بڑھایا تماشا دیکھتا ہوا چلا باز نے تیہو کو زمین پر گرایا پنجہ فولادی اپنا اُسکے سینے پر رکھا چاہا سینہ اُسکا چیر ڈالے ایرج گھوڑے سے خوشی خوشی کود پڑے چمکار کر باز کو ہاتھ پر لیا اُس جانور کا قرولی سے سینہ چاک کیا جگر نکالکر باز کو دیا اُسنے نیچے مین دبایا نوچ نوچ کر کھانے لگا اسی طرح جرہ وغیرہ چھوٹے اپنے اپنے شکار کرکے اُترے طائران ہوا سے ارابے بھریے کسی قدر دن چڑھا تھا نیز اعظم بلند ہو چکا تھا ایرج نوجوان نے ایک مقام پر گھوڑا روکا فرمانا صاحبقران کا یاد آیا شاپور شیر دل سے فرمایا اے برادر ہمارے جد عالی تبار انتظار مین ہونگے ہم چاہتے ہین دوپہر سے قبل واپس ہون مگر مقام تعجب ہے کہ اسوقت تک کوئی آہو اس صحرا مین نہ دیکھا کہ اُسکے شکار سے لطف حاصل ہوتا شاپور نے عرض کیا کہ قبل ارشاد غلام نے ہرکارے روانہ کیے ہین خبر آیا چاہتی ہے ہنوز یہ کلمہ ناتمام تھا کہ ایک گنوار سامنے سے دوڑا ہوا آیا عرض کی گستاخی معاف ہو یہان سے تین کوس پر ایک کھیت دھانون کا نہایت سرسبز و شاداب ہے وہان شکار بایاب ہے کئی سو آہو اُس کھیت مین چر رہے ہین جلد چلیے شکار کیجیے ایرج نوجوان نے کرۂ بن اشقر کو بڑھایا سردار مرکب چمکا چمکا کر ہمراہ رکاب ہوئے شکار آہو کا ذکر تھا دل بیتاب ہوئے آکر دور سے دیکھا حقیقت مین گرد صحرائے سبزہ زار و نواح دلکشا ایک سمت دھانون کا کھیت اُسمین پچیس تیس ہرن مثل طاؤسان خرامان بیچ مین یا یک ہوئے کلان سنگوٹیان مثل محبوبان آنکھین بڑی بڑی شعر یہی اشارہ ہو اُن کالی کالی آنکھون کا ؎ شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین ؎ از پشت تا بہ دم ایک لکیر سفید شاید اسمین بھی کچھ بعید اُسکو کہکشان فلک کہیے یا جادہ راہ عاشقان چشم محبوب نہایت حسین و مرغوب بیچ مین مادہ ہائے آہوان کے وہ خوشخوشی کر رہا ہو اپنے معشوقون سے دم محبت کا بھر رہا ہو ایرج نوجوان نے فرمایا اور سب آہوؤن کے شکار کا سب صاحبون کو اختیار ہے لیکن یہ نر آہو بصد آرزو ہم شکار کرینگے یہ فرما کر چہار جانب سے اُس کھیت کو گھیر انیزون کے لٹو بغلون مین دبائے سنان ہائے نیزہ کو بڑھا دیا اب گھوڑون کو مہمیز کیا اُن آہوان صحرا نے جو صیادون کو کمین مین دیکھا کنوتیان بدلین چوکڑیان بھرین جست و خیز کرکے بھاگے ایک دم مین ہوا ہو گئے سردارون نے بھی اُنکے تعاقب مین گھوڑے ڈال دیے مگر وہ

آہوے کلان ارچ نوجوان سے آنکھ ملاکر جست جو کرتا ہی مرکب راکب کو فراکر یون نکل گیا کہ جیسے باد تند کا جھونکا اُسکے گھر خود سے شاہزادے کے مس ہوے ارچ نوجوان کو نہایت غصہ آیا اُس آہوے وحشی نے مجھی کو گھنگار بنایا اگر اور کسی سردار کی جانب سے چوکڑی بھرتا مین اُسکو متہم کرتا اب یہ زندہ نہ بچے فوراً گھوڑے کو پھیرا کرہ بن اشقر ہے وہ بھی طرارہ بھرے چلا نظم

بیان اسپ سبک رو کی کیا ہو تیز روی	نہ پہونچے گرد کو جسکی ہوا کے گھوڑون کی ڈاک
خود اپنے سائے سے کرتا ہی رم غزال کی طرح	کہین نگاہ سے بھی چشم شوخ کی چالاک
غرض سمند کے کا دون کا ہے عجب انداز	کہ جنکو دیکھکے ہے دنگ گردش افلاک

آگے آگے آہو جان بچاے ہوے چوکڑیان بھرتا ہوا جاتا ہی مرکب بھی ارچ نوجوان کا تعاقب آہو کا نہین چھوڑتا ہی کہ پیٹھ آہو کا اور تھوتھنی مرکب کی مل جاتی ہی ارچ نوجوان چاہتے ہین کہ نیزہ اسکی پشت پر رکھدون اسی مقام پر شکار کردون لیکن وہ طرارہ بھرکے نکل جاتا ہے شاہزادے کو اور زیادہ غصہ آتا ہی اور سب بہلے وغیرہ پیچھے رہ گئے مگر شاپور شیر دل دور سے دیکھتا چلا آتا ہے کہ شاہزادے کا مرکب اڑا جاتا ہی چشم زدن مین مرکب شاہزادے کا آنکھون سے شاپور کے مخفی ہوا صرف گرد کو دیکھتا ہوا جاتا ہی مگر شہزادہ ارچ نوجوان بصد کروفر شوکت و شان تین کوس تک تعاقب مین آہو کے آیا ایک جھیل پر آکر آہو چوکڑی بھولا ذرا رکا تھا کہ شاہزادے نے قربان سے کمان ترکش سے تیر یازدہ مشتی نکالا ایک جھپکتے جھپکتے بجر کمان مین پیوست کیا ادھر سیر کمان کا کڑکا تیر پہلو کو آہو کے توڑکر باہر نکلا آہو لنجھیا گرا ارچ نوجوان پسینے پسینے ہوگیا تھا مرکب بھی ہانپ رہا تھا ارچ نوجوان ٹہلنے لگا بند قبا کھلے ہوے خود زرین کج اس شان سے زیر نخل ٹہل رہا ہی کہ صرصر اسے بوند لاگر دکا اڑا نگاہ اٹھاکے دیکھا ایک ہد بھاگا ہوا چلا آتا ہے مگر پٹھے پر تیر لگا ہوا ہی عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ تیر ادھر پڑا سامنے سے کسی شکاری کے بھاگ نکلا ہے ناگاہ سامنے سے ارچ نوجوان کے گذرا شاہزادے نے اٹھاکر کمان تیر اُسکو بھی لگایا آہو گر پڑا ارچ نوجوان نے اُسکو بھی خوشی سے ذبح کیا تیر پٹھے سے نکالا دیکھا عجب پیکان آبدار ہی دل کو لبھاتا ہی مثل تیر مژگان محبوب دل کو بر باتا ہی نگینے جواہر اعلی کے پیکان پر نصب ہین نام بھی کسی کاکندہ ہی رومال سے خون کو پاک کیا قصد کیا نام پڑھون ترکش سینے مین چھپالون یکایک کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا ایک نقاب دار بادلہ پوش بصد جوش و خروش برچھا ترچھا نوتی پر مرکب کی گھوڑے کو اُڑائے ہوے مگر جو کنا چہار جانب دیکھتا ہوا جیسے کوئی کسی کی تلاش مین ہوتا ہے نقابدار نے نگاہ اٹھاکر اس جانب دیکھا تیر اپنا ہاتھ مین اُس شہریار کے پایا آہو اپنا پڑا ہوا دیکھا نہایت غصہ آیا غصے مین گھوڑے سے کود پڑا کہا تو شخص تو نے کچھ بابد دولت کا خون نہ کیا ہمارے شکار پر ہاتھ ڈالدیا

ایرج نوجوان نے مسکرا کے جواب دیا آپ اسقدر غصہ کیون کرتے ہین تشریف لائیے اپنا آہو اٹھا لیجائیے نقابدار غصے مین کانپنے لگا کہا کیا مین پارچۂ گوشت کا محتاج ہون صاحب تخت و تاج ہون میرا مزہ کھو دیا پھر بھرسے مین اسکے تعاقب مین تھا اتفاق سے تیرا وچھا پڑا تو نے کیون شکار کر لیا ایرج نوجوان نے جواب دیا کہ اب تو تیرا خطا ہوئی کچھ سزا دیجیے اب بہتر ہے کہ اپنی راہ لیجیے یہ کلمہ سنکر نقابدار مثل شعلۂ اجوالہ غصے سے کانپنے لگا نیچہ بمثال کمر سے کھینچا پیترہ بدل کے ایرج نوجوان پر ہاتھ لگایا ایرج نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر بغنون سپہ گری تھپکی دی تلوار پٹ پڑی ایرج نے کلائی پر ہاتھ ڈالدیا ذرا جو فشردہ کیا نیچہ ہاتھ سے نقابدار کے نکل گیا شہزادۂ ایرج نے دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈالا ہاتھ شکم پر پہونچا گرمی جسم کی نرمی ہاتھ کو پائی گئی مگر ایرج نوجوان کو غصہ از حد تھا کچھ خیال نہ کیا نعرۂ تکبیر بلند کر کے اٹھایا کہ جو پڑا بند نقاب ٹوٹ گیا معلوم ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا زمین پر روشنی ہوئی ہالہ پڑ گیا شعر اٹھا اسکے چہرے سے جسدم نقاب گرا رخ سے چرخ کھا آفتاب ایرج نے گھبرا کر سر اٹھا کر دیکھا دلمین خیال آیا کہ کیا یہ شجر نخل وادی ایمن ہی زمین مثل طور روشن ہی نگاہ جو چہرے پر پڑی دیکھا ایک حور مثال پری تمثال خورشید جمال عارض انور رشک قمر چشم جادو خال ہندو ہر چند چہرہ بنظر پر خال خال مین اگر

چندین تو بافت ترتی حسن و جمال مین — بال بکھرے ہوئے وہ چہرے پر — ابر ہو جسطرح سے گرد قمر
ہوے خوشرنگ پیچ کھاتے تھے — سانپ جسطرح غصے مین ہووے — چشم مستانہ وار خندہ سے سوا
لال ڈورے کھنچا کھنچا نقشا — قاتل خلق و کافر پُرفن — تھا یہ ظاہر کہ ہین یہ دو رہزن
طاق ابرو کا مرتبہ ہے سوا — جنکی مشتاق ہووے خلق خدا — ایسے خنجر تھے ابروے کافر
زخم جنکے کبھی نہون ظاہر — یہ بھی کہتے ہین بعض نکتہ بین — ہین یہ دونون ہلال چرخ مہرین
کعبۂ عاشقان یہ ابرو ہین — یا خط کہکشان یہ ابرو ہین — گورے گورے وہ عارض پرنور
رنگ گل جنکے آگے ہو کافور — مہ کامل جو اُنسے لڑ جائے — صاف منھ پر طمانچہ پڑ جائے
رنگ گل گر مقابلے کو آئے — ہو یقین وہ بھی اپنے منھ کی کھائے — پتلے پتلے وہ ہونٹھ پانسے لال
زرد ہو جائے جسکو دیکھے لعل — دہن تنگ حقۂ گوہر — یا اُسے کہیے غنچۂ گل تر
وہ گلا یار کا صراحی دار — پتلی پتلی رگون کا جس سے اُبھار — لوح سیمین وہ سینۂ پرنور
صاف و شفاف مثل سینۂ حور — اُبھری اُبھری وہ چھاتیان اُسپر — قبۂ نور جسکو سمجھے بشر
ہاتھ آئین کہین جو عاشق کے — تو لگاتے وہ اپنے سینے سے — وصف موے کمر ہی حد سے فزون
در د سر ہو جو موشگافی کرون — وہم روشن نے کچھ لگا کے پتا — تار خط شعاع مہر کہا
طبع نازک نے بھید یہ پایا — آئنے مین شکم کے بال آیا — ساق پا مین تو نور کا ہے ظہور

یا تراشی ہوئی ہے شاخ بلور	یا بجائے مین یون ہین جلوہ فگن	شمع فانوس جیسے ہو روشن
لال مہندی سے دونون تھے کف پا	ہاتھ ملتا تھا اپنے دزد حنا	قد کی تعریف مین ہو حیرانی
کلک قدرت کہون کہ سر دسہی	سر پہ آنچل پڑا دوپٹے کا	پیاری پیاری وہ بانکی بانکی ادا

اس حسن دلفریب پر جونگاہ ایرج نوجوان کی پڑی کمان خانۂ ابرو مین تیر دلدوز مژگان آمادۂ خونریزی عاشقان سینے پر ایرج کے پڑے تا بہ سوفار غرق ہوئے ایرج نوجوان کا جسم تھرانے لگا رعب حسن وجمال سے غش آنے لگا ہر چند چاہا ضبط کرون پنجۂ آرزو سے اپنے قاتل کو نہ چھوڑون لیکن نہو سکا دہن صبر دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹ گیا یارا ے ضبط نہ رہا اتنا صرف منھ سے نکلا بیت مرا کشتی دیکھے نگہتی پہ عجب سنگین ولی اللہ اکبر ۔ اس جوش وخروش سے صرف اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بخت سیہ کا سامنا ہوا ٹرپکر زمین پر گرا بیہوش ہو گیا یہ عاشق کش ہاتھ سے ایرج نوجوان کے چھوٹ کر زمین پر گری یا خداوند لقا کہکر سنبھلی نگاہ جمال ہمثال ایرج نوجوان پر پڑی دیکھا ایک جوان شیر دل سلاح جنگی سے آراستہ جوان نوخاستہ فرد شوکت چہرے سے ہویدا آثار جلالت ناصیہ سپید اچہرہ آفتاب لمتاب نون عارض پھول سے زعفون مین تاب وتاب پریشانی ظاہر فرط جرات سے ماہر اس محبوب یکتا کے بھی منھ سے بے اختیار آہ نکل گئی قصد ہوا سر اٹھا کر زانو پر رکھون حیا مانع ہوئی نقیب غدر نے آواز دور باش دی آنکھون نے چشمک کی ٹھہر گئی کبھی ہٹتی تھی کبھی قریب آتی تھی گھبراتی تھی دل مین کہتی تھی کیونکر اسکو ہوش مین لاؤن اپنا حال دل سناؤن اسی خیال پر لال ہین مثل آئینہ حیران بشکل زلف پریشان عشق کی نیرنگیان آہ شرر افشان زبان پر طپش قلب سے کہتی ہے الامان الامان آخر ضبط نہو سکا اسی فرش خاک پر بیٹھ گئی اچھی طرح نگاہ غور سے صورت دیکھی اور زیادہ تڑپی پھڑکی سر زمین سے اٹھایا ہے اس ارادے پر کہ زانون پر رکھون اس بیمار چشم کی مسیحائی کردن کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا دور سے ایک عیار طرار خنجر گذار جھپٹا ہوا اسی جانب آتا ہے حقیقت مین شاپور شیر دل تعاقب مین اپنے آقا کے جستجو کنان مثل باد صرصر بھر رہا ہے اسوقت یہ نازنین گھبرا گئی نقاب چہرے پر آراستہ کی شبگیل گھوڑے پر سوار ہوئی ایک جانب چلی مگر پھر پھر کے دیکھتی ہوئی گھوڑا اڑا کے نکل گئی اس نوگرفتار کا ذکر وقت پر کیا جائیگا مگر شاپور شیر دل نے دور سے مرکب اپنے آقا کا دیکھا کہ کوتل چرا مین مصروف ہے کلیجہ غم سے پھٹ گیا دل سے کہنے لگا خداوندا یہ کیا ہوا میرے شہریار پر یہ کیا منکر کہ گذرا مثل ہوا کے دوڑا ہوا آیا اب جو قریب پہونچا دیکھا ایرج نوجوان دھوپ مین ریتی پر پڑا ہوا ایڑیان رگڑ رہا ہے ہاے آقا کہکر زمین پر گر پڑا اور پھر اٹھکر چھاگل مین پانی لایا منھ پر چھینٹا دیا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی شاپور شیر دل نے گھبرا کر پوچھا اے شہر یار خیر تو ہے ایرج نوجوان نے جواب دیا نظم

نہ پائی زخم کی لذت ہوس دلمین یہی دل کی	پڑی میرے بدن پر جبکے بجلی تیغ قاتل کی

کیا اس تشنہ کام عشق کو سیراب رک رک کر
صراحی تھی سرو ہی بہر حلق خشک قاتل کی

چھری پھرتی ہو ذوق قتل مین مانع ہے کیون شارع
غضب ہوگی مرے حق مین عدالت شاہ عادل کی

کرے شمع جمال یار روشن شاید اسکو بھی
کبھی تو کام آئیگی اندھیری خانۂ دل کی

شب مرقد شب فرقت مین دن روز قیامت ہے
ہر اک ساعت ہی آفت کی گھڑی ہر ایک مشکل کی

کمال شوق ہو دیدار یار تھوڑا ہو — دیگر — زیادہ صبر ہے اور اختیار تھوڑا ہی — سحر کو غنچہ کھلا دو پہر ڈھلے سوکھا

عروج و وقفۂ جوش بہار تھوڑا ہی — ہماری خاک کرتے ہو بند آنکھونکو — بہت یہ کہتے تھے لیکن غبار تھوڑا ہی

شب وصال بہت کم ہی پوچھنے کیا ہو — کہ سینے مین دم اسی نگار تھوڑا ہی — نگاہ کم سے جو دیکھا ہی بار سرکش نے

مری نظر مین بھی دکھا دفتار تھوڑا ہی

شتاپور حیران ہوا کہ مین نے کیا پوچھا یہ کیا ارشاد ہوا مین کچھ نہ سمجھا دوبارہ پوچھا کیون لے شہریار کیا کسی دشمن سے مقابلہ ہوا دشمنون کے کیا کوئی زخم آگیا جب مین یہان آیا تھا تو حضور بیہوش پڑے ہوئے تھے ظاہر مین تو کوئی زخم نہین معلوم ہوتا ہی ایرج نوجوان ایسا مبہوت ہی کہ شاپور شیر دل کو کچھ جواب نہ دیا اک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی آپ ہی آپ پکار اٹھا اشعار

کچھ تمنا مین جو تھے دل سے نکلنے کے لیے
اشک حسرت وہ بنین آنکھ سے ڈھلنے کے لیے

شغل اگر ڈھونڈھتے ہو جی کے بہلنے کے لیے
دل مین آ بیٹھو کہ یہ مرا ہے نے کے لیے

رہبر جلوہ گہ یار جو تو ہوا ے شوق
ابھی موجود ہون آنکھین مری چلنے کے لیے

شکوہ ہے برق تجلی سے کہ او نا انصاف
ہم ہون منھ دیکھنے کو طور ہو جلنے کے لیے

ناز کی دیکھون بٹھا لیتی ہے کیونکر تمکو
دے تو دو ہاتھ بن ہاتھ اٹھکے سنبھلنے کے لیے

پاس آ بیٹھے تھے یا کھینچنے لگے مجھسے وہ دور
اثر جذب محبت کے بدلنے کے لیے

ہم ازل ہی مین پکارے جو ملائکت سیاہ
یہ بلا آئی ہے سر پر سے نہ ٹلنے کے لیے

دل مین آتا ہے جگر سے تو جگر مین دل سے
درد اٹھتا ہے ذرا آج مچلنے کے لیے

کر چکی منتظری یار کی گو کام تمام
جان باقی ہے کچھ آنکھون سے نکلنے کے لیے

دست دلبر مرے سینے سے رہین وصل مین دور
دل تو موجود ہے دو ہاتھ اچھلنے کے لیے

داغ کہتا ہے چراغ شب فرقت سے مرا
ٹھنڈے ہونے کے نہین لوہو مین جلنے کے لیے

کس فسون ساز سے جاتے ہو لڑا نے آنکھین
جتنے جادو ہین وہ سب ساتھ ہین چلنے کے لیے

دل پامال کو جس ہاتھ سے ہم تھامے ہین
کبھی اٹھتا ہے تو اس تلوون سے ملنے کے لیے

اپنے سائے کو بھی ہم رشک سے لاتے نہین ساتھ
دھوپ مین کوچۂ محبوب مین جلنے کے لیے

بن پڑے اُسکی دم نزع جو تم آنکلو +	موت سے بگڑی ہو جس دم کے نکلنے کے لیے
پیار سے جسکو وہ کمبخت کہا کرتے ہین	اُس سے گر دیدہ ہون تقدیر بدلنے کے لیے

شاپور بدحواس پریشان ہوکر قدمون سے لپٹ کر رونے لگا اور عرض کیا کہ آقا برائے خدا ہوش مین آیئے کچھ حال دل فرمایئے یہ کیا معرکہ ہے دشمنون کو جنون ہوا ہی ایک ایک کلمہ تیر دلدوز ہی غلام کو سننے کی طاقت نہین باقی ہی مین ابھی کو ہلاک کر ڈونگا گلا کاٹ کر مرجاؤنگا کونسا راز ایسا ہی کہ جس سے غلام سے پردہ ہی مین قدیم تا بعد اربون عاشق زار ہون ایک ساتھ پیدا ہوے کیا حضور کی کمین طبیعت مائل ہوئی اگر یہ راز ہو تو بھی غلام ہی فرمایئے بچہ کہ فنون عیاری مین قبلہ کعبہ نے تعلیم فرمایا ہی عیاری مین کسی صاحب نے یہ کمال نہین پایا ہے اگر معشوق حضور کا آسمان پر ہوگا مین ابھی اپنے کوشش دعا ہونچاؤنگا اگر تحت ثری مین ہوگا تو مشق قطرہ آب جذب ہوجاؤنگا مگر آپ کے معشوق کو آپ سے لا ملاؤنگا یا کوئی مقدمہ جانبازی و سرفروشی ہو ابھی جرات اپنی دکھائین قدمون پر تصدق ہو جائین جب اسطرح بمحبت و شفقت شاپور شیر دل پیش آیا مژدہ وصل محبوب بھی سنایا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولی کہا اے یار وفادار مونس و غمگسار کیا حال بتاؤن واسطے شکار کے آیا خود شکار ہوا تیر عشق کلیجے کے پار ہوا ابھی ایک غارت گر دین و ایمان کا سامنا ہوا متاع صبر و قرار لوٹ لے گیا بخت رسا کی نارسائی ہوئی سلطان عشق کی قلیم دل پر چڑھائی ہوئی اگر جانتا کہ ایسا قتال عالم ہی جب اُسنے نیچے کا ہاتھ لگایا تھا مین نہ روکتا سر جھکا دیتا عرض کرتا مطلع ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا ۔ سنبھل سکتا نہین اب بوجھ ہمسے اپنی گردن کا ۔ کیا کہون خطاوار ہون مجبور و ناچار ہون ایک جلوۂ نور عارض انور سے مثل حضرت موسی بیہوش ہوا وہ اس عرصے مین دل لیکر روپوش ہوا اگر وہ صورت زیبا طلعت جہان آرا نہ دیکھونگا سر ٹیک ٹیک کر مرجاؤنگا اے برادر جائے رحم ہی اُس محبوب جانی یار جادوانی کا پتا لگاؤ یا ہمین اُس تک پہونچاؤ شاپور شیر دل نے عرض کی مین جان و دل سے حاضر ہون ضرور جستجو کرونگا چلیے بارگاہ مین تشریف لیجیے آپکے والد نامدار جد عالیوقار و سرداران جان نثار بیقرار ہونگے حضور نے صاحبقران سے جلد واپس ہونے کا وعدہ کیا تھا دن اب قلیل ہے اس مقام پر ٹھہرنا بیکار ہی ایرج نوجوان نے کمالی بھائی اس مقام پر اُس ماہتاباں کو دیکھا ہے اس آرزو پر زندہ ہون کہ شاید وہ مسیحائے زمان پھر تشریف لائے اپنے بیمار کی عیادت کرے یہان سے دو قدم جاؤنگا روح قالب سے پھڑک کر نکل جائیگی طبیعت اپنی بھی تسکین پائیگی یہان بیقراری کو قرار ہے معشوق خوبرو کا انتظار ہی یہ باتین تھین کہ سامنے سے بھیلے قراول کچھ سوار کچھ پیدل نمایان ہوے شاپور شیر دل نے آگے بڑھکے اُن لوگون سے کہا جلد جاؤ بارگاہ جو شکارگاہ مین ساتھ آئی تھی اُسکو لاؤ اسی مقام پر اتاردو آج شاہزادۂ عالم اسی مقام پر قیام فرمائینگے کارگزار فوراً بارگاہ لائے مگر حیران تھے کہ اس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین کیون شب کو انتظام کرتے ہین بعض نے بڑھ کے عرض بھی کیا ایرج نوجوان یا محبوب مین مبہوت بیٹھا تھا کچھ جواب نہ دیا مگر شاپور شیر دل نے بعجلت تمام بارگاہ فلک اشتباہ اُسی خارستان مین نصب

کرائی شاہزادہ فرش خاک سے نہ اُٹھتا تھا لیکن شاپور بمنت بارگاہ مین لایا ایرج نوجوان نے شاپور فیروز کے گلے مین ہاتھ ڈالکر بمحبت کہا کہ بجائی جلد جاؤ جسطرح ہوسکے اُس محبوب جانی یار جانی کو ہم تک لاؤ اگر ہماری زندگی منظور ہے تو عرصہ نہ کرو شاپور یہ سُن جوش و خروش کو دیکھکر گھبرایا دست بستہ عرض کیا اے شاہزادہ والا قدر بے پتہ بے نشان کہان جاؤن دو چار روز صبر فرمائیے انشاء اللہ غلام ضرور بتدبیر کریگا نام و نشان روز کا سُنکر ایرج نوجوان نے ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی گریبان پر ہاتھ ڈالا بیقراری مین جلایا مسدس

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو
کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہے دلکو
خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن
خلاف وضع ہے گر کچھ زبان پر لاؤن
خیال یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن
غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار کی کرتا ہون یکڑون گھاتین
نصیب ہوتی نہین لطف کی ملاقاتین
بنا یا کرتا ہون بیٹھا سحر تلک باتین
تڑپ تڑپکے گذرتی ہین ہجر کی راتین
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہے حال تباہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا۔ آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق مین مری کیسی الٹ گئی تقدیر
اثر ہی نالے مین بالکل نہ آہ مین تاثیر
کسی طرح سے نہین رام ہوتا وہ بے پیر
لبون پہ دم ہی خدایا کرون مین کیا تدبیر
نہ اُسکا وصل ہے ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اُس سے کہیے تو وہ گالیاں سُناتا ہی

سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو سنہ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

وصال یار میسر کہان امانت کو
ستایا کرتا ہے درد نہان امانت کو

سدا فراق مین دیکھا طپان امانت کو
ہمیشہ ہے یہی ورد زبان امانت کو

نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہے دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہے دل کو

یہ اشعار مسدس پڑھکر ایرج نوجوان روتا ہوا اُٹھا اور کہا اے برادر مصیبت مین کون کسی کا شریک ہوتا ہی ہم غم جاکر اپنے معشوق کو تلاش کرینگے کوہ ودشت مین دیوانہ وار پھرینگے آخر رہبری حضرت عشق سے کوے محبوب کا راستہ ملیگا کبھی تو غنچۂ پژمردہ خاطر کھلیگا بموجب شعر کار خود را خود کنم تا خوب آید کشت من ؛ کس نخارد پشت من جز ناخن انگشت من ؛ شاپور شیر دل یہ ولولۂ ایرج نوجوان دیکھکر خود بھی رونے لگا قدمون پر سر رکھدیا عرض کی آقا لاکھ جانین غلام کی ایک ناخن پاے حضور پر نثار ہین مین بھلا حضور کو یکہ وتنہا جانے دونگا حضور تشریف رکھین مین تدبیر کرتا ہون عرض بمنت وسماجت ایرج کو سمجھایا اس عرصے مین شام محنت انجام نے مُنھ دکھایا آفتاب عالمتاب غم مین اُس عاشق بیتاب کے بارنگ زرد چادر نورانی شب کو چہرے پر کھینچکر داخل خانۂ مغرب ہوا بیت چو زرین علم شد زعالم نہان ؛ بشب قیر گون سر زد از قیروان ؛ ملازمون نے بتعجیل تمام شمع ہاے مومی وکافوری روشن کین مگر ایرج نوجوان کو بخت سیاہ کا سا منا تھا اور زیادہ اندھیرا آنکھون مین چھا گیا کہا بھائی شاپور اس رنجور کے درد دل کا علاج کر دتمنے اقرار کیا ہی برای جستجوے یار متوجہ ہو شاپور نے عرض کی حضور اس پردۂ شب تاریک مین کہان جاؤن شب بھر کی مہلت دیجیے صبح کو نشان بلند نشان معشوق مطلوب غلام سے لیجیے ایک امر کا عرض کرنا واجب ولازم ہی کہ آپ صاحبقران زمان سے دن بھر کا وعدہ کرکے تشریف لائے تھے ایک عرضی عذر غیر حاضری مین لکھکر روانہ فرمائیے آپ سے صاحبقران دشاہزادۂ خاور سیاہ ورستم بیلتن نہایت محبت قلبی رکھتے ہین ایسا نہو کہ سب صاحب جوش الفت مین اسی مقام پر چلے آئین پھر آپ کو کچھ نہ بن پڑیگا ہمراہ اُنکے جانا ہوگا اور پہلے غلام خوب سمجھ چکا ہی کہ طاقت صبر آپ مین نہین ہے بیشک اگر وہان جائینگے باعث ہلاکت ہوگا ایرج نوجوان نے کہا بھائی تمکو بتایا ہے جو چاہے لکھکر خدمت صاحبقران مین بھیجو لیکن جسطرح ہو سکے میری معشوقہ سے مجکو ملا دو شاپور نے ایک عرضی کچھ عذرات علم حاضری کی لکھکر

ایک سوار کو دی کہ جلد جاکر ہاتھ مین ہمارے افسر جوہر بن عمرو کے دیدینا وہ جانشین خواجہ عمرو ہین موقع اور محل دیکھکر بخدمت صاحبقران پیش کرینگے سوار یہ سنکے اور عرضی لیکر اُس طرف روانہ ہوا شاپور شیر دل برج نوجوان کو سمجھانے لگا کہ اے آقائے نامدار نہایت مشکل ہی ہر چند کہ حضور نے تقریر مین تصویر حسن و لفریب ملکۂ عالم دکھائی ہی لیکن صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان و زیرزادیان تاجر بچیان بازار مین نہین بیٹھی ہین کہ اسوقت غلام دیکھے اور عقل سے بچانے تدبیر کرکے فکر وصال کرے اور حضور کے دل کا رنج و ملال دور کرے مگر البتہ کسی محل مین کنیز منگر جاؤنگا کہین اپنے تئین دلالہ بناؤنگا جب ان خانہ بخانہ پھرونگا تو وہ گوہر دریائے خوبی بصد جستجو ہاتھ آئیگا مگر یہ غلام ضرور عرض کرتا ہی کہ جان اپنی مٹاؤنگا اُس طائر عنقائے معدوم کو دام تزویر مین پھنساؤنگا اور انشاء اللہ عنایت سے جامع المتفرقین کی ایک مسند پر آپ کو اور اُس شاہزادی کو بٹھاؤنگا بعنایت صلاح ماہ و مہر بین جیسے مین قران السعدین ہوگا روح کو راحت دل کو حضور کے چلیں ہوگا یہ مژدہ جان بخش جو شاپور شیر دل نے سنایا یا تو اج نوجوان پژمردہ خاطر تھا یا مثل گل شگفتہ ہوگیا بے اختیار فرمایا نظم

اے مسیحا مین تیرے منھ کے نثار	تونے کیسی خبر سنائی ہے
تن بیجان مین جان آئی ہے	سچ تدبیر خوش پے بیار
گرتے بھاتی یہ کالی رات کیونکر کٹے گی دیو شب غم کا سامنا ہی یقین ہے	

کہ مجکو ہلاک کریگا قصہ پاک کریگا اشعار مصنف

سیاہی شب فرقت کوئی بدل نہ سکا	چراغ بھی مرے تاریک گھر مین جل نہ سکا
پی کلام کی طاقت نہ خونفشانون کو	دہان زخم سے کوئی سخن نکل نہ سکا

دیگر بلا ہی مری شام فرقت نہین	کہ جسکی سحر تا قیامت نہین	مجھ ایسے البشر سے محبت نہین
پری ہو تو کیا آدمیت نہین	لحاظ و وفا پاس الفت نہین	بتو نہین ذرا آدمیت نہین
کہا ئے جب سن لو دلکی لگی	کہا پھر کبھی آج فرصت نہین	کسی کی عیادت کرین خاک ہم
ہمین اپنے مرنے کی فرصت نہین	نکلتی نہین جان کیون ہجر مین	کوئی میرے دلکی یہ حسرت نہین
تڑپتے کبھی آکے دیکھو ہمین	اُن آنکھون سے جنمین مروت نہین	شاپور شیر دل نے دیکھا جنون ترقی پر ہے

آتش عشق شعلہ ور ہی اب نصیحت سے بچنا دشوار ہی ایسے دیوانے کو سمجھانا بیکار ہی بقول شاعر شعر مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو بین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے یہ خیال کرکے شاپور نے عرض کیا غلام ابھی جاتا ہی پتا لگاتا ہے مگر حضور اپنے دلکو سنبھالین خاصہ تیار ہی نوش کرین غلام کو خوف ہی افشائے راز کا یہ سو دو سو ملازم جو ساتھ ہین اگر سرکار کو بیقرار پائینگے فوراً جاکر امیر باتو قیر کو خبر پہونچائینگے وہ متردد و متوحش ہوکر دوڑے آئینگے ابھی یہ نوجوان نے کہا ہے یار وفادار ہے مونس و غمگسار جو تیری خوشی مین خاموش بیٹھا رہونگا کچھ منھ سے نکھونگا مگر کھانے سے

سعاف رکھو لذت طعام خوان پر الوان حضرت عشق سے سیر ہوں پانی کی خواہش نہیں کھانے کی کاہش نہیں یہ کہکر جلدی سے آنسو
پونچھ ڈالے اور کہا بسم اللہ جاؤ جستجو کرو شاپور شیر دل نے اُسی وقت لباس عیاری جسم پر آراستہ کیا سمت کا پتا پوچھا کہ
وہ قاتل عالم کس طرف سے آیا تھا ایرج نے تمام کمال کہہ سنایا شاپور نے تقریر ایرج نوجوان سے تصویر اُس معشوقہ کی
صفحۂ دل پر کھینچی اور اُسی شب تیرہ و تار میں جستجو کرتا ہوا چلا اسکا حال آیندہ تحریر کیا جائیگا اب وکلمہ اس نوگرفتار زندان
محبت و آشفتہ وادی اُلفت یعنی حال اُس مہ جبین مہر تمکین کا بیان کیا جاتا ہے اول تحریر کیا گیا ہے کہ فولاد فولاد شکن
کوہی جو رائے مدد لقا آیا ہے اور باغ سلیمان عنبر بن موے کوہی میں اپنے ناموس کو اُتارا ہے بلکہ سیمین عذار صنوبر قد
اسکی دختر ہمیشہ سے شکار کی عادی ہے حصول فنون سپہ گری کی پیروی ہے اس کیفیت سے باپ اسکا ماہر ہے اسکی جرات و مردی کے
نام سے نفرت بخوبی ظاہر ہے اُسی دن باپ سے پوچھکر مع چند کنیزان خوش سیر برائے شکار صحرا میں آئی خود شکار ہوئی یعنی
واسطے آہو کے جاکر ایرج نوجوان سے بگڑنا اور ایرج کا اُسکو اُٹھاکر فرط محبت سے بیہوش ہو جانا اور اُسکا قصد کرنا کہ اپنے
کشتۂ تیغ ابرو کا علاج کروں سر اُٹھاکر زانو پر دھروں مگر آمد شاپور شیر دل دیکھکر محجوب شرمسار نالاں و بیقرار و شکبار
حیران و مضطر اپنی کنیزوں میں آکر ہوش سنبھالے پوچھا واری شکار کیا ہوا ملکہ نے کچھ جواب دیا خاموش دل میں محبت کا جوش
تصور خیالی ایرج نوجوان آنکھوں کے سامنے پھر رہی ہے دل سے کہتی ہے ہائے نہیں معلوم اُس جوان رعنا پر اس صحرائے
ہول خیز وحشت انگیز میں کیا گذری ہوگی نہ یارے نہ مددگارے نہ مونسے نہ غمگسارے یکہ و تنہا خدا نخواستہ
دشمنوں کے کان بہرے خاک تیرے منہ میں اگر کسی درندے کا گذر ہوا ہوگا اُسکے دشمنوں کو کھا گیا ہوگا وہ عیار
نہیں معلوم کون تھا راہ جاتا تھا ہائے تو کیوں گھبرا گئی بدحواس ہو کر چلی آئی کاش ایک چھینٹا پانی کا دیکر ہوش
میں لاتی یا گل عارض پر اشک حسرت ٹپکاتی دل میں پیچ و تاب اپنے اوپر عتاب کبھی گھوڑے کو روک لیتی تھی اور چاہتی
تھی کہ اُسی طرف جاؤں دور سے دیکھ تو آؤں ہوشیار ہوا یا بیہوش پڑا ہے اگر ہوشیار ہوا ہوگا مجھکو بے پردہ دیکھ چکا ہے
یقین تو ہے کہ وہ بھی میرے عشق میں بیقرار ہوگا مگر وہ تو خود معشوق طرحدار ہے خود سیکڑوں اُسپر مرتے ہونگے خدا معلوم کہاں
کہاں پیغام و سلام ہوگا اے سیمین عذار صنوبر قد ایسے ہرجائی کا خیال بیکار ہے نہیں معلوم کس خاندان کا وہ عالیوقار
ہے اسی پریشانی میں تا بدر باغ پہونچی گھوڑے سے اُتری اندر باغ کے آئی مگر طپش دل ترقی پر حیران و پریشان حزین
و مضطر بارہ دری میں آکر سلاح جسم سے دور کیے تلوار کمین پر کہین پھینکی لباس مردانہ دور کیا پوشاک زنانی زیب جسم
کرکے مسند پر سر جھکا کر بیٹھی دن تو قلیل تھا بمشکل کٹا اب شام فراق کا سامنا ہوا جب سیارۂ آفتاب نے صیدگاہ
صحرائے سبزہ زار جہان سے دامن تار شعاع کو بہزار آب و تاب کھینچ لیا اور طائر دل ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو
گرفتار پنجۂ شہباز عشق دیکھکر دائرۂ ضیا بصد صفا اس نخچیرگاہ عالم سے سراسر سمیٹا اور بوجہ کسل راہ راحت
کا مائل ہوا محل مغرب میں جلد داخل ہوا اور فراش پیرزنک نے ردائے ظلمت شکارگاہ میدان بیابان دنیا میں جمعیل تمام

بچھائی ہر طرف مانند ابر تیرہ و تار یکی چھائی بموجب مصرع تھی وہ تاریکی کہ ڈر جائے شب دیجور بھی ۔ محیط عالم جہان ہوئی یکایک وہ حریق آتش فراق غریق لجۂ اشتیاق ایسی تاریکی کو دیکھکر گھبرائی چار جانب اندھیرا تھا ضیائے مہر بے مہر نے دنیا سے منھ پھیرا تھا وہ شب مثل دل کافر تیرہ و تاریک تھی ظلمت پردۂ ظلمات مثال اس شب کی ٹھیک تھی فلک پر ماہ تابان نہ تھا زمان کا گولا عیان تھا سیاروں کو چھپے یا گویا لیان کہون یا خال چہرۂ زنگی سے مثال دون چہار سمت سناٹا ہو کا عالم دل پر ہجوم غم و الم غیبت سیاہ کا سا منا آنکھون کے نیچے یا زلف جانان مین اندھیرا دل بیتاب مثل ماہی بے آب روح کو شکل گیسوئے یار پیچ و تاب کنیزون نے شمع ہائے موی کافوری روشن کین مگر شعلہ انکا خوف تاریکی شب سے بلند نہ ہوتا تھا چراغ کے پھول نہ گرتے تھے گویا اشک چشم سرمہ آگین تھے ملکہ نے گھبرا کر کنیزون سے کہا کہ باہر جاؤ کیا مجکو قیدی بنایا ہے کیون گھبرائی کنیزین بھیانک ہو کر باہر گئین آپس مین کہتی تھین آج ملکہ کو کیا ہو گیا ہے ایک کہتی تھی ہو کسی کے یاد گیسو مین سودا ہو گیا ہے مین پہلے ہی شکارگاہ مین تار گئی تھی کہ کسی کے تیر مژگان سے زخمی ہو کر آئی ہین مثل صید خائف بدحواس مین ہوش اڑے ہوئے مضطر و پریشان ہونٹھ پٹ رہے تھے چشم نرگسی مین آنسو بھرے تھے پھر پھر کر کسی کو دیکھتی تھین ملکہ آج کسی پر ضرور مائل ہوئی کسی قتال کے تیغۂ ابرو کی گھائل ہوئی دوسری کنیز مکسن بولی ہاری چپ رہ ملکہ سن لیگی تو ناک چوٹی کاٹی جائیگی تو بدزبانی کی سزا پائیگی ہماری ملکہ بیچاری بھولی بھالی عشق و محبت کی باتون کو کیا جانے انکو ورکے نام سے نفرت ہے آٹھ پہر فنون سپہ گری مین بصد شوکت ہے سو سن تجکو بدزبانی کی بہت عادت ہے یہ سنکے سوسن قہقہہ مار کر ہنسی کہا نگوڑی تو کیا جانے ہم کھیلے کھائے ہین عشق کے مزے اٹھائے ہین اگر ملکہ کسی پر عاشق ہوئی ہون تو دولکھتی ہون دیکھ دو چار روز مین یہ حال کھل جائیگا ہمارا کہنا پیش آئیگا پردے سے جھانک کے او نرگس دیکھ لے

مثنوی پڑھ رہی ہین لیلی مجنون کا قصہ اٹھایا ہے شیرین فرہاد کی تلاش ہے کنیزین تو اسی طرح بڑبڑا کر اپنی اپنی صحبتی مین جا بیٹھین مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو تنہائی پائی دل کو غم و الم سے خالی کرنے لگی ٹھنڈی سانسین بھرنے

لگی بے اختیار ہو کر پکارنے لگی	اے باد صبا سوے دلارام لیجا تو یہ عمر دون کے پیغام
جسدن سے ہوئی تری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی آوارہ ہون تیری جستجو مین
سرگشتہ ہون تیری آرزو مین	گھر بار تمام مجھسے چھوٹا اندوہ نے تیرے مجھکو لوٹا

کبھی گھبرا کر کہتی ہے اے فلک کج رفتار و گردون غدار یہ کیا بدی ہے ستارون سے مجھپر آنکھین نکالتا ہے ماہ تابان بھی مجکو آنکھ دکھاتا ہے ابیات

قبر مجنون پہ جاکے بیٹھ رہین	اور کبھی دیکھکر سوے افلاک جی مین ہے جائین خدا کے بن مین
ای فلک تو نے کیا کیا مجھسے	میرا دلبر چھڑا لیا مجھسے کہتی ہے سر پہ اپنے ڈالکے خاک
ہان یہ غمخوار اک ترا غم ہے	چار پائے پلنگ کے مجھکو کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے
	چار پائے درندہ ہین ابتو

ہم ہیں اور غم ترا ہے کیا کیجے	کون ہے کس سے حال دل کہیے	غرض یہ اشعار آبدار پڑھکر سو رہی خواب پر

تڑپ اور پھڑک رہی تھی کہ غنچہ دہن وزیرزادی باغ میں پھرتے پھرتے قریب بارہ دری کے آئی ہچکیاں لینے کی صدا سنی دوڑکر اندر بارہ دری کے پہونچی دیکھا کہ ملکہ از اشک ابر نوبہار رو رہی ہے جہاں اپنی کھو رہی ہے کبھی اٹھتی ہے کبھی بیٹھتی ہے وزیرزادی کو جو آتے دیکھا فوراً منھ سے لپیٹ کر اپنے تئیں پلنگ پر گرا دیا غنچہ دہن منھ پیٹنے لگی اور کہنے لگی کہ ہے ہے داروغہ یہ حضور کا کیا حال ہے آئینہ دل پر کیوں گرد ملال ہے ہائے ملکہ کدھر خیال ہے لونڈی کو تو دو آگاہ کیجیے سر کے بچے ملکہ کے ہاتھ دیکر بہ شفقت اٹھایا قدموں سے لپٹ کر رونے لگی اور عرض کرنے لگی داروغہ للہ بولیے زبان کھولیے جب غنچہ دہن نے بہت اصرار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر جھکا کر کہا غنچہ دہن جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو ہمکو ستاؤ ہمارے کلیجے میں درد ہے پنڈا پھپکا ہے بدن سنسناتا ہے غش پہ غش آتا ہے غنچہ دہن نے عرض کیا داروغہ اس بیماری کو میں نہ مانونگی مجھسے مفصل فرمایئے دکھی کلیہ حقیقت بتلایئے ملکہ نے کہا تو ناحق الجھتی ہے بیمار ہونے میں کاہکی غلطی ہے اور دل کی یہ حقیقت ہے تنہا بیٹھنے سے رغبت ہے صحبت سے ہم جنسوں کی نفرت ہے لو یہ کیفیت ہے سن چکیں جاؤ

ہر چند غنچہ دہن نے کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے راز دل نہ بتایا آخر غنچہ دہن ناچار ہو کر ایک طرف میں جا بیٹھی ملکہ کمر ٹیڑھی کرنے لگی اور یہ غزل گنگنا کر زبان پر لائی غزل

عاشق زلف تیرے یہ بلا آئی ہے	کوئی مونس نہ ہمدم ہے یہ تنہائی ہے	شب فرقت کی بلا سر پہ مرے آئی ہے
ضبط کرتا ہوں دل میں جس معنی	جان تنہا ہوں اس شوخی رسوائی ہے	صورت نقش قدم ہو گیا آخر پامال
چھوٹ کر تیرے قدم سے یہ سر پائی ہے	ہم اسیروں کو غرض کیا جو کھلے باغ میں گل	ہاں پژمردہ کے نزدیک خزاں آئی ہے
جس سے گر تجھ میں انکار ہے اچھا نہ سہی	بوسہ دینے کی بھی کیا منھ تم کھائی ہے	اس سے بگڑ کر جو گیا ہے وہ گل
آجکل خوب ہی اغیار کی بن آئی ہے	بوسۂ لعل دو تا مانگا سو نہیں جسدم	ہنسکے فرماتے ہیں دیوانہ ہے سودائی ہے
اہل اسلام سمجھتے ہیں مجھے کافر عیش	دل لگانیکی تمہیں سے یہ سزا پائی ہے	چھوڑ دے بلبل ناداں کو خدا را صیاد
گل شگفتہ ہیں گلستاں میں بہار آئی ہے	بوسے اس گل نے دیے بیچ قفس کے تو دل	بعد مدت مری امید یہ بر آئی ہے
تیر دلدوز ہیں یا ان کے خط و ابرو ہیں	ابر غم ہے کہ فلک پہ گھٹا چھائی ہے	تڑپے تڑپے جب دم لبوں پر
آیا سیر نے منھ کھا یا دکھایا نظم	دم صبح کہ فرزندان انجم	شد ندا از چشم یعقوب فلک گم
سحر کا نہ قصد ایں چشم کرد	دم گریہ گے نمود و گلہ رم کرد	

ملکہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی مگر رنگ چہرے کا فق دل میں قلق اول غنچہ دہن وزیرزادی نے آکر سلام کیا چہرہ متغیر پایا اسوقت بھی بہت حال دل کی جستجو کی بہت دریافت پوچھا مگر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا کنیزان ماہ رخسار و نسرین و جلیسین مصاحبین ہمراز و ہمدم سازبھی گرد آکر حاضر ہیں کوئی آفتابہ لیکر دوڑی کسی نے سنگاردان لاکر حاضر کیا لیکن ملکہ

تصویر خاموش کسی سے کلام نہیں کرتی پیارے	ہون تصور میں ترے صورت تصویر لگی	جسم عیسیٰ ہے مرا پیکر پیکان کی طرح
ہر پیر رونے جنازے کو دیا ہے کاندھا	میرا تابوت چلا تخت سلیمان کی طرح	دل ہی دلمیں سوز محبت سے شمع سان

بکھلاتی ہے بڑی بڑی آتش عشق جلتی ہے یکایک غافلہ بہار محلدار دوڑی ہوئی آئی کہ آپکے والد نامدار تشریف لاتے ہین اسقدر فولاد فولاد شکن کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سے محبت ہے کہ بے دیکھے اسکو چین نہین پڑتا صبح کو خواب سے بیدار ہو کر پہلے بیٹی کو دیکھنے آتا ہے بعد اسکے دربار لقا مین جاتا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو اپنے باپ کی آمد سنی ناچار کلی کر کے ایک چھینٹا پانی کا منھ پر ڈالا ہم چند کہ بخوف افشاے راز عشق بہت اپنے کو آراستہ کیا مگر رنگ رو کو کیا کرے رات بھر مین چہرہ غم سے ست گیا ہے تو چہرہ سرخ و سفید تھا یا ظاہر ہوتا ہے کہ خون بالکل جسم مین نہین ملکہ نے جلدی سے آب روان کے زور چھپے پر سفید دولائی اوڑھی جو تہہ کر کے سینے پر ڈال لی یا تو دربار تک پیشوائی کو باپ کی جاتی تھی آج بارہ دری سے اٹھنے نہ پائی تھی کہ فولاد فولاد شکن آپہونچا واسطے سلام کے شمال ہال شاہ ل خم ہوئی فولاد فولاد شکن نے بمحبت سر سینے سے لگایا بارہ دری کیطرف چلا ملکہ جاتی ہے باپ میرے چہرے پر نظر نہ کرے کبھی کنیزون کے آگے کبھی پیچھے اسطور سے چلی مگر فولاد فولاد شکن نے مسند پر بیٹھکر آواز دی بیٹا سیمین عذار صنوبر قد ہمارے سامنے آؤ ہم مشتاق ہین شکل دکھلاؤ اب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد ناچار سامنے آئی سر جھکائے بیٹھی ناگاہ نگاہ جو فولاد فولاد شکن کی چہرہ بے نظیر دختر پر پڑی عجب کیفیت دیکھی جیسے وقت سحر چاند کا چہرہ فق ہوتا ہے یا شمع مائل بزردی یا جیسے پھول گلاب کا حرارت آفتاب سے کملا جاتا ہے فولاد فولاد شکن نے بے اختیار ہاتھ پھیلا کر گلے سے لگا لیا اور بغور کر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر راحت جان باعث تسکین دل و جان آج تمھارا مزاج کیسا ہے ملکہ باپ سے لپٹ کر رونے لگی سینہ تمام فولاد فولاد شکن کا اسکے آنسوؤن سے تر ہو گیا مگر زبان سے کچھ نہ کہا فولاد فولاد شکن طرف غنچہ دہن کے متوجہ ہوکر پریشان ہوا کہ ارے وزیرزادی یہ کیا معرکہ ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور لونڈی اسقدر آگاہ ہے کہ شب سے صاحبزادی کے سر مین درد و صندل مین ہے گرمی لگتا یا مگر یہ درد سر نہ گیا حرارت بھی باطن ہو گئی خاصہ بھی رات کو نوش نہین فرمایا کنیزان بھر جاگی ہوا اسوقت اٹھکر بیٹھی ہین تبدیہ تیار ہوتی ہے بلاؤنی فولاد فولاد شکن نے پوچھا آخر سبب کیا ہوا غنچہ دہن نے عرض کیا کل فکار کرنے سے تغیر مزاج کا ظاہر ہوا ہے اس طرف کا صحرا نہایت خوفناک ہے پر از خس و خاشاک ہے آہو وغیرہ پر گھوڑا ڈالا پسینہ بھی آیا ہوا گرم صحرا کے پھولون نے جسم نازک پر تاثیر کی ہے ظاہر ایسی باعث ناسازی مزاج معلوم ہوتا ہے فولاد فولاد شکن نے یہ سنکر کہا بیٹا سیمین عذار صنوبر قد تجھے اس زمانے مین ورزش وغیرہ کم کردی ہے یہی باعث ہے نقاہت کا ابھی اٹھکے کھاڑے پر جاؤ ڈنڈ پیلو مگدر ہلاؤ دو چار مہینون کو زور دولاؤ ابھی بخار اتر جائیگا درد سر بھی جاتا رہیگا ملکہ ان باتون پر بھی سر جھکائے رہی کچھ جواب دیا فولاد فولاد شکن جانتا ہے کہ بیٹی صاحب شرم و حیا ہے پھر

غنچہ دہن کی طرف متوجہ ہوا اور کہا اے غنچہ دہن تو تو خود صاحب سلیقہ ہے صحبت عیش و جیش آراستہ کرو سامان ناچ راگ رنگ مرتب ہو شعلہ رخسار روٹمنی کو بلا بھیجو وہ بہت گرما گرم ہے خوب نقلین کرتی ہے روتے کو ہنساتی ہے ایسا گاتی ہے کہ مطربۂ فلک کو شرماتی ہے غنچہ دہن نے عرض کیا بہت خوب اسی وقت غنچہ دہن نے ایک جبشن کو حکم دیا کہ شعلہ رخسار مع اسکی مادر لالہ عذار کو مع ساز و سامان جلد لاؤ جبشن بموجب حکم گھوڑے پر سوار ہو کے اسطرف روانہ ہوئی فولاد فولاد شکن نے کہا اے سوسن پکار کر جبشن سے کہدے آمون کے باغ کے پہلو میں شعلہ رخسار کا خیمہ ہے جب قریب پہونچے گی طبلے سارنگی کی آواز سنے گی بتا خبردار فراموش نہ کرنا دیکھیں جانا کنیز نے بڑھکر جبشن کو بخوبی بتا بھی سمجھا دیا فولاد فولاد شکن بعد تھوڑی دیر کے یہ کہکر اٹھا کہ لو نور نظر اب ہم دربار خداوندی میں جاتے ہیں پانچ چھ روز دعوت کے اور باقی ہیں اس سے فراغت پاکے طبل جنگی بجواؤنگا ایک ہی دن میں خاتمہ کردونگا زبانی شیطان درگاہ خداوند تعالے کے سنائے کہ حمزہ تو بڈھا ہو گیا ہے مگر دو جوان آج کل صاحب شوکت و لیاقت لشکر حمزہ میں ہیں نور الدہر بن بدیع الزمان و نور نگاہ قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان معلوم ہوا کہ دونوں کی تلوار کی ڈھاک ہے اگر ان دونوں کو مارا تو لشکر حمزہ کا قصہ پاک ہے اور ایرج نوجوان کا نام اس وجہ سے زیادہ روشن ہوا ہے کوئی طلسم تھا موسوم بہ طلسم آئینہ اسکو اسنے جاکر بڑی صفائی سے توڑ فتح کر کے آیا اس وقت شاید جنگ مغلوبہ تھی چند کوہی ذلیل حقیر لشکر صاحبقران سے لڑ رہے تھے اور کوئی جادوگر بھی طرف سے شہنشاہ افراسیاب جادو کے آیا تھا ساحر نے سحر کیا تھا مسلمان تباہی میں تھے اسوقت یہ جوان بصد شوکت و شان مع ساحران طلسم کے آیا یہ بھی مشہور ہے کہ بادشاہ طلسم آئینے کی دختر اسپر عاشق ہو گئی تھی اسنے ساحر بھی کچھ ساتھ کر دیے تھے اور کوئی نسخہ طلسمی بھی پاس تھا اسوجہ سے وہ ساحر بھی مارا گیا شاید کوئی کوہی بھی اسکے ہاتھ سے قتل ہوا اسدن سے ملک جی نے ایرج نوجوان کی جرأت کی بڑی دھوم مچائی ہے اور زیادہ باعث ایرج نوجوان کی تعریف کا یہ ہے کہ قدرت کا نواسا ہے نام ایرج نوجوان کا جو فولاد فولاد شکن کی زبان سے نکلا بے اختیار ملک کے قلب کو تازگی حاصل ہوئی آنکھوں میں روشنی آگئی حقیقت میں دلکو دل سے راہ ہوتی ہے نام معشوق کا طپش قلب عاشق کو کھوتا ہے بقول شاعر۔ دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ۔ از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر ۔ بلکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوش ہو کر باپ کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے کہا میرے اچھے ابا یہ کیسی بات ہے مفصل فرمایئے یہ قصہ ضرور مجکو سنائیے کہ ایرج نوجوان قدرت کا نواسا ہے اور طرف سے مسلمانوں کے لڑتا ہے کیا خداوند نے اسکو نکالدیا ہے مسلمان ہو گیا ہے فولاد فولاد شکن نے تیور پر بل ڈالے کہا بعض بات ایسی ہے کہ زبان سے کہنا مناسب نہیں ہے مشیت قدرت میں کسی کو کیا دخل ہے نہیں معلوم کیا کھیل کھیلتے ہیں ہم لوگ ناحق مصیبت جھیلتے ہیں یہ طلسمی طلائی یہ حال ہے دفتر بالا باختر بین و قایع نگار نے تحریر کیا ہے کہ صاحبقران زمان ملک عجم پر تھے کوچک باختر فتح کر چکے تھے کسی وجہ سے قاسم نوجوان انکا پوتا در بند جالندھر پر

قید ہوا اکوان جالندری نے قید قاسم کی بخدمت خداوند زمرد شاہ باختری روانہ کی ہفت در بند طے کر کے قید قاسم کی شہر باختر مین آئی سنتے ہین قدرت نے بڑا احترام کیا تا جداران جبیل کو واسطے استقبال کے بھیجا اور فرمایا کہ ہمارے سپہ سالار کا پوتا قید ہو کے آیا ہی ظاہر مین حمزہ ہمکو بُرا کہتا ہے دل سے مطیع ہی ہمارے آگے اُسکا مرتبہ رفیع ہی آخر قاسم نوجوان کو بالاے قیطول بُلایا اُس سرکش نے جمال خداوندی دیکھا مگر سجدہ نہ کیا قدرت نے حکم قتل دیا قدرت نے ان لوگون کو طاقت بھی ایسی دی ہی کہ اُنسے قید آہن کو توڑ ڈالا گنبد گیتی نما مین لڑا آخر پھر گرفتار ہوا قفس آہن مین بند کیا گیا قدرت نے بغیظ و غضب فرمایا اسکو لیجا کر چاہ ماران مین پھینکدو اے خداوند تیری قدرت کے صدقے کبھی بندون پر تیرا غضب ہی کبھی رحم شریک حال ہوتا ہی چاہ ماران مین پھکوایا آپ ہی نجات دی کسی فرشتے کو حکم دیدیا اُسنے پنجرہ اُٹھا کر بالاے کوہ دوشاخ پہونچایا قفس توڑ کر وہ نکلا نور چکیدۂ خالص قدرت ملکہ گیتی افروز دختر خداوند مدت سے اُسپر مائل تھین تصویر اُسکے پاس تھی اُنکے باغ شبستان مین یہ باغی پہونچا انھون نے باعزاز تمام قاسم کو باغ مین رکھا باغ شبستان سے شب کو یہ جوان آتا تھا لشکر خداوند پر شبخون مار کر نکل جاتا تھا وجہ یہ ہی کہ قدرت کے بندے غافل بہت ہو گئے تھے اُنکی سرکوبی کے واسطے قدرت نے اسکو مقرر کیا تھا جب بیس لاکھون سے بڑھکر نکل جاتا تھا ورنہ لاکھون سے کوئی اکیلا سواے مابدولت کے لڑ سکتا ہی قدرت تو تقدیر کر چکے تھے آخر ملکہ گیتی افروز ساتھ قاسم کے نکل گئین انکے بطن سے ایرج نوجوان پیدا ہوا ہی پس قدرت کا نواسا ہی یہ ہم کیونکر کہین کہ وہ خداے نادیدہ کی پرستش کرتا ہوگا اس پردے مین کچھ اسرار ہی ہمارا مشیت خداوند مین دخل دینا بیکار ہی یہ تقریر دلپذیر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے خوب متوجہ ہو کر سُنی ہنستی جاتی ہین جہان کچھ سمجھ مین نہ آتا تھا پوچھتی جاتی تھی فولاد فولاد شکن کہتا جاتا تھا کہ بی بی جسقدر مین نے سُنا تمسے کہدیا مفصل تو شیطان درگا خداوند کو خوب یاد ہے مسلمانون کی ایسی کہانی بیان کرتا ہی جی چاہتا ہی کہ آٹھ پہر سنا کیجیے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کیا ای بابا جان یہ کتابین کہان ہین جسمین مسلمانون کے حالات لکھے ہین فولاد فولاد شکن نے کہا بیٹا مین کیا جانون مین مرد سپاہی کہان واہی تباہی پڑھنے کی فرصت کہان اتنی دیر کے واسطے تمھارے پاس آ بیٹھا موقوف رہا ہان مقدمہ کتب مین بختیار ک سے دریافت کرونگا تمھارا کیا مطلب ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے عرض کی یہ دلچسپ داستانون کو پڑھوا سُنیگے سب ملکر سُنینگے ہزار باتین جھوٹ ہونگی ایک تو سچ ہوگی اور علاوہ جھوٹ سچ کے ذکر جرأت تو بہادر کو سننا ضرور ہی کئی برس کا عرصہ گذرا کہ جب حضور نے شاہنامہ پڑھوایا تھا آپ کی کنیز کو سب لڑائیان رستم کی یاد ہین بعض باتین تلاش کر کے ضرور لیتے آیئے گا فولاد فولاد شکن وعدہ کر کے اُٹھا اور بیرون باغ آگر گینڈے پر سوار ہوا پہر اے ملاقات سلیمان عنبرین موے کو ہی چلا غنچہ دہن نے دیکھا کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو باپ سے باتین کین چہرہ سُرخ ہو گیا ہے کسی قدر تغیر دفع ہو گیا ہے غنچہ دہن نے کسی قدر جو ملکہ کو خستہ پایا دسترخوان بچھوایا خاصہ

منگوایا قسمین دیکر بمنت و سماجت دو ایک نوالے کھلائے جب وہ کہا ملکہ سیمین عذار صنوبر کی جواب یا غنچہ دہن تیرے سر کی قسم ابکائی چلی آتی ہے بس دسترخوان اٹھاؤ زیادہ نہ پریشان کرو بموجب ارشاد ملکہ دسترخوان اٹھ گیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ہاتھ دھوئے مگر گلوری تک نہ کھائی مسند زرین پر خاموش آکر بیٹھی غنچہ دہن شعلہ رخسار دلالہ عذار کے انتظار مین ہی کہ گائینگی جلد آئین کچھ گائین بجائین ملکہ کے سب لال دفع ہون یکایک حبشن نے آکر خبر دی کہ لونڈی شعلہ رخسار دلالہ عذار سے خبر کرآئی سامنے بہلی منگائی تھی لباس وغیرہ تبدیل کر رہی تھین حاضر ہوا چاہتی ہین غنچہ دہن نے چپکے سے کہا کہ حرامزادی اپنے ساتھ نہ لائی اُسنے عرض کی حضور پہر بھر مین وہ لباس پہنتی ہین زیور پہننے کو تو عرصہ چاہیے اُسکے ٹھسے سے آپ آگاہ نہین ہین قوم کی ڈومنیان ہزارون روپیہ پیدا کرتی ہین بڑے بڑے سردار زادے بلاتے ہین اُنکو فرصت کہان ملتی ہی یہان کے نام پر بڑ بڑاتی ہین حضور کے یہان سے تو تنخواہ مقرر ہی بیٹھے کھڑے پھر ٹھتی ہی مستی انکی دن بدن بڑھتی ہوئی شعلہ رخسار کا تو آج کل بازار حسن گرم ہی نہ حیا ہی نہ شرم ہی مردانی مجلسون مین جاتی ہین رات رات بھر وہان سے نہین آتی ہین مین نے ابھی جاکر جگایا ماں بیٹی پڑی ہوئی سو رہی تھین انھین تو مین نے دیکھا ملی دلی کرتی جا بجا سے سکی ہوئی اب اٹھی ہین سامان کر رہی ہین غنچہ دہن یہ سُن کے خاموش ہوئی قدمبوسی مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے آئی عرض کی گائینگی حاضر ہوا چاہتی ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا غنچہ دہن مجھے سودا ہوا ہے والد کے سامنے مین منع نہ کر سکی گانا نہین سنونگی میرا دل نہین چاہتا ہے بموجب شعر کیا ہنسے کیا خاک کوئی رو سکے جی ٹھکانے ہو تو سب کچھ ہو سکے غنچہ دہن نے عرض کیا واری اتنک آپ مجھسے حال دل کا مفصل کہا کیا سبب ہے جو جی ٹھکانے نہین ہی ملکہ نے کہا لے غنچہ دہن یہ حال ہے نہ پوچھو خیر تمھاری خوشی گائنون حرامزادیون کو آنے دو تم سب بیٹھکر سننا یہان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اس گفتگو مین چھوڑیے لیکن رو کلمہ مہترین مہتران عالم عیار کامل مہتر شاپور شیرول کے تحریر ہوتے ہین کہ یہ جو ایرج نوجوان کو تسکین دیکے برائے جستجوے مطلوب ایرج نوجوان روانہ ہوا تھا حیران و پریشان کہ اے شاپور مین کہان جاؤن کیونکر اس طرار عقا کا پتا لگاؤن یہ بھی ضرور خیال ہی کہ اگر خال پلٹ کر جاؤنگا نشان محبوب بھی نہ پاؤنگا تو وہ سوختۂ آتش دوری و فروختۂ شعلۂ مہجوری اپنے تئین ہلاک کریگا جب الدنا مدار تشریف لائینگے غصے مین فرمائینگے ہنے حمزہ کے ساتھ کیا کیا کام کیے جہان کہین ہمارا آقا عاشق ہوا ایک دن بھی بیقرار رہنے نہ دیا فوراً تلاش کیا مجھسے اتنا نہو سکا کہ اپنے آقا کی معشوقہ کا پتا لگاتا تا اپنی جان مٹاتا عمر بھر ایسے ایسے طعن و تشنیع سُننا پڑینگے ہمچشمون مین ذلیل رہینگے علاوہ ذلت و رسوائی کے خدانخواستہ اگر آقائے نامدار مولائے قدرشناس پر کوئی افتاد پڑی زندگی بیکار ہی پھر کسکو روے سیہ دکھائینگے انکے فراق مین تڑپ تڑپ کے مر جائینگے وہ تو یہ پرورش فرمائین کہ غلام کو اپنا بھائی بنائین اور انکی ایسی مشکل مین ہم کام نہ آئین دل سے یہ باتین کرتا ہوا پھرتے پھرتے سحر ہو گئی وہ شب تیرہ و تاریک بسر ہوئی آخر ناچار ایک

مقام پر آیا جھیل سامنے تھی منھ ہاتھ دھویا ایک نخل کی آڑ پکڑ کے بیٹھا خدا سے دعا کر رہا ہو کہ اے رہبر کامل پردۂ غیب سے کوئی سامان ایسا مہیا کر کہ نشان محبوب آقائے مدار حاصل ہو اسی فکر مین مصروف دعا تھا کہ یکایک تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ایک جانب سے گرد اڑی دیکھا ایک بہلی جوڑی نرگاؤ کی نہایت معقول سینگون پر بیلون کے خول چاندی کے چڑھے ہوئے جھولین زربفت کی پشت پر گھوڑون سے راہ روی مین تیز تر اڑے ہوئے چلے آتے ہین اور اس بہلی مین ایک نازنین پری تمثال جوان خوشرو اسکی پشت پر دوسری کہ سن اسکا قریب چالیس برس کے ہوگا مگر گوری رنگت دونون لباس عمدہ پہنے ہوئے زیور معقول جسم پر آراستہ طبلے سارنگی ایک سمت رکھے ہوئے جسکا سن زیادہ ہو وہ کہتی ہوئی آتی ہو کہ اے بیٹی شعلۂ رخسار یہ تیرے ناز اور تساہل یک دن ذلیل کرائینگے غضب ہوا دن چڑھ گیا بلکہ خفا ہوتی ہونگی کئی دن کے بعد تو آج یاد فرمایا تو نے بناؤ سنگار مین اتنا عرصہ لگایا دیکھیے آج کیا ہوتا ہو وہ جوان عورت ساتھ والیون سے کہتی ہو امی جان کو سودا ہوا ہو آٹھ پہر یونہین بڑبڑایا کرتی ہین کیا مین کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی لونڈی ہون خفا ہونگی تو کیا ہوگا نوکری تہ کر رکھین مجھے پرواہ نہین ہو میرے بہت قدردان ہین جب جاؤ دو دن آنے نہ پاؤن فقط امی جان کے ڈر سے جاتی ہون ورنہ میری پاپوش بھی نہ جاتی اگر کچھ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد مجھسے کہینگی تو جواب دونگی کہ بی بی اپنی زبان سنبھالو ملکہ سخت و سست مجکو نہ کہو مین ایسی نوکری سے باز آئی یہ جو باتین جسکا سن زیادہ ہو اسکے کان مین پڑین اپنا منھ پیٹنے لگی کہ اری شعلۂ رخسار دیکھون تیری اشتشونی کیا رنگ دکھاتی ہو یہ ہماری پرانی سرکار ہو اسی درودولت سے ہمارا اعزو وقار ہو اری ان مردودون کی چاہتین دو دن کی ہین جب جوبن ڈھلیگا باغ حسن مین خزان آئیگی مستی دماغ سے اتر جائیگی کوئی دمڑی کو نہ پوچھیگا چونڈیلا ہمنے دھوپ مین سفید کیا ہو بڑے بڑے چاہنے والون کو دیکھ لیا ہو کبھی ہم بھی جوان تھے حسن کی بہار تھی گل رخسار سیکڑون بلبل تھے شمع جمال کے ہزارون پروانے تھے کوئی اپنا گلا کاٹتا تھا کوئی سنکھیا کھاتا تھا کوئی اپنی چاہت دکھاتا تھا کوئی صاحب کہتے تھے بی لالہ عذار تمھاری محبت مین ہمارا دل داغدار ہو ہم اسی طرح ہمیشہ چاہینگے عمر بھر نباہینگے اومستانی تبلا تو اب انمین سے کوئی بھی آتا ہے بلکہ دور سے دیکھکر منھ پھیر لیتے ہین بات کرنا تو جواب نہین دیتے ہین یہ مردوے عاشق ہین اپنی غرض کے بندے ہین جب اپنی غرض نکل گئی نشہ اتر گیا ہوشیار ہوئے بس چل دیے اری جہانتک ہوسکے ان لوگون کو احتیاق مین رکھے ہاتھ نہ لگانے دے تو کچی لپٹی ہو اداربندکی ڈھیلی ہو ہمیشہ ذلیل ہوگی دیکھو بنو ہماری نصیحت گوش ہوش سے سنو اسوقت مین ہمانتک ہوسکے چاہیے پیدا کرلو یہ جوانی چلتی پھرتی چھاؤن ہو جو اسوقت پیدا کرلوگی بڑھاپے مین کام آئیگا ایسا اپنی گانٹھ کا یار لینے ساتھ کا مقل مشہور ہو ابھی ہماری باتین بری معلوم ہوتی ہونگی مرچین لگتی ہونگی مین دیوانون کی طرح بک رہی ہون نگوڑی ٹکر ٹکر منھ دیکھتی ہے بات کا جواب نہین دیتی اتنا منھ سے نہین نکلتا کہ امی جان اب ایسا ہی کرونگی مردون کو

لوٹونگی ہماری پاپوش سے ہماری تو وہی مثل ہو بقول شخصے گذر گئی گذران کیا جھونپڑی کیا میدان میرا پرانا چاہنے والا تیرا باپ بیچارہ اسی طرح خدمت مین حاضر ہے پانی بھرتا ہے اپنا گھر بار چھوڑ کے بال بچون سے منھ موڑ کے میرے یہان پڑا رہتا ہے کیسے کیسے ظلم سہتا ہو اُسکی جورو حور کی صورت ہو میری خاطر سے اُسے آنکھ بھر کے نہین دیکھتا ہی یہ باتین شاپور شیر دل نے سنی دلمین خیال کیا کہ یہ بیشک کہین گانے جانی ہو یہ بھی ظاہر ہے کہ قوم کی ڈومنیان ہین گھر گھر جاتیان ہین اے شاپور کیا تعجب ہے کہ اسی ذریعہ سے فضل آہی شامل حال ہو دور دل کا رنج دملال ہو مگر رہروی مین کیا تدبیر کرون دونون مین ایک کو کسطرح لون اس سوچ مین تھا کہ بقدرت پروردگار وہ بھلی اسی نخل کے سائے مین آکر ٹھہری شعلہ رخسار نے کہا امی جان ذرا پیشاب کر لون لالہ عذار نے کہا اری ستانی آ مثل مشہور ہے کہ شکار کے وقت کتیا ہگنا سی دیکھو صاحبو ابھی ہمنے پہر بھر سر پھرایا ہو اسکا یہ ظلم ہے گھر سے باہر نکلنا دشوار تھا اب چلی ہین تو راہ مین ہگنا موتنا یاد آیا ہی شعلہ رخسار نے کہا امی جان میرا پیشاب نکلا جاتا ہی تم تو ہر بات مین جھگڑتی ہو ہوا سے لڑتی ہو تمھاری کامین نے میرا سر پھرا دیا انکے مارے ہگنی موتنی بند ہوئی ہی یہ کہکر لٹیا ہاتھ مین لیکر پائنچے سنبھال کر بھلی سے کود پڑی ایک زرغہ نخل کی جانب چلی لالہ عذار نے کہا ہے ہے مین اپنا سر پیٹ لونگی اُس چھوکری کے واسطے جان دونگی یہ جنگل کا سناٹا ابھی کچھ ہو جائے تو مین کیا کرون بات نہین مانتی بڑی ضدن ہو لالہ عذار بکا کی لیکن شعلہ رخسار جنگل مین گھس گئی شاپور نے اپنے دلمین کہا خدا نے اپنا فضل کیا اب اسکو بیہوش کر دو اور اسکی شکل بنو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ سوچتا ہوا آگے بڑھا شعلہ رخسار کی پشت پر آیا جیسے ہی وہ پیشاب کر کے اُٹھی ازار بند باندھنے لگی شاپور شیر دل نے کمند ماری گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا وہ بیہوش ہوئی شاپور شیر دل نے تعجیل تمام لباس اور زیور اسکا اُتار لیا اُسکو تو ایک گوشے مین ڈال دیا اور خس سے مخفی کر دیا اور رنگ فن عیاری کا لگا کے جلد تر شعلہ رخسار کی شکل بنکر تیار ہوا ذرا عرصہ جو ہوا لالہ عذار بھلی سے پیٹھی ہوئی کود پڑی اور کہتی ہوئی چلی آرہی ہی ہی مر گئی ہی ہی کچھ سایہ سکہ نہو جاے بھوت پریت نہ لپٹ جاے شاپور نے جو شکل شعلہ رخسار بن چکا تھا فوراً آواز دی امی جان تم بھی یہان آؤ ایک تماشا دیکھو سانپ اور نیولا لڑ رہا ہی لے لو سانپ نے نیولے کو کاٹا نیولا لڑکھڑاتا ہوا بھاگا ہے ایک پتی کھا کر پلٹا سانپ کو مار ڈالا لالہ عذار پیٹھی ہوئی قریب پہونچی ایک دو تھپڑ مارا کہا اری آگ لگے سانپ اور نیولے کو چل بھلی پر سوار ہوگی کہ نہین شاپور نے ایک قہقہہ مارا اور کہا تم اس جنگل مین آج گاؤ ہم جنات کے بادشاہ سے بہت روپیہ دینگے جانی تمسے آشنائی کرینگے یہ کہکر آپ ہی چٹکیان بجا کر گن گنایا پھر چپ ہو گیا لالہ عذار پیٹنے لگی ارے ساتھ والیو دوڑو میری بچی کو کیا ہو گیا وہ سب بدحواس ہو کر دوڑین آکے دیکھا شعلہ رخسار چپ کھڑی ہی بان پیٹتی ہی وہ کچھ جواب نہین دیتی ہے ساتھ والیون نے کہا بی بی لالہ عذار تمکو تو سودا ہو

خاصی بھلی چنگی ہین ناحق گھبراتی ہو فال بد منھ سے نکالتی ہو کیسا نگوڑا بھوت پریت لالہ عذار نے کہا تم نے نہین سنا ابھی کہتی تھی کہ جنات کا بادشاہ ہون اس جنگل مین گاؤ روپیہ بہت سا دینگے یہ سنکے وہ بھی سب گھبرا کے مین قریب آکر پوچھنے لگین کیون بی بی کیسا مزاج ہی بادشاہ جنات کا کہان ہی ہم گاتے ہین لاؤ روپیہ دو لاکھ لاکھ سب پوچھتی ہین مگر وہ مثل تصویر خاموش ہی نہ منھ سے بولتی ہی نہ سر سے کھیلتی ہی کوئی بلائین لیتی ہی کوئی صدقے ہو کر جان دیتی ہی اور کہتی ہی ارے بی بی ابھی کیا تھا کیا ہو گیا ہے ہی بزرگون کا قول سچ ہی گھڑی مین گھڑیال ایک دم مین بھونچال ہی ہی اب کسکے ساتھ گاوینگے مشتاق تڑپ تڑپ کے مر جائینگے شاپوریون چپ ہی گویا منھ مین زبان نہین دلمین کہتا ہی حرامزادیو چپکا کر و پیٹا کر دہم پڑے ہوے جن ہین اپنی عیاری سے خوب مطمئن ہین مر بھی جاؤگی تو منھ سے نہ بولینگے جہان موقع ہو گا وہان زبان کھولینگے اگر سبھون نے گو مین اٹھا لیا بھلی پر لاکے بٹھایا یہ صلاح ہوئی کہ ملکہ کے پاس لیچلو وہ پڑھی لکھی ہین فال تعویذ بھی یقین ہی کہ جانتی ہونگی یہ سوچکر گاڑی بان سے کہا ارے بھڑوے بھلی جلد بڑھا دیر نہ کر تا بہ در باغ جلدی پہونچا میری چودہ برس کی کمائی برباد ہوتی ہی یہ جب چمک کر میرے سامنے آتی تو بے اختیار زبان پر یہ شعر فقر کا آتا تھا شعر چودھون سال خدا خیر سے کاٹے تمیز ؛ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہو کر ؛ ہائے مین تو تصدق بھی اتار پھینکی انکی سلامتی کی روز نذر دنیاز کرتی تھی آج کس ساعت نحس مین گھر سے نکلی یہ آفت سامنے آئی اے خداوند لقا میری بچی کو صحت دے تیرا رت جگا کرونگی سلامتی گاؤنگی شہر کی سب ڈومنیان بلاؤنگی لالہ عذار یہ کہتی ہوئی روتی پیٹتی بھلی پر چلی جاتی ہی کہ سامنے سے لشکر فولاد فولاد شکن معلوم ہوا دیوار باغ سلیمان عنبر بن موے کوہی نظر آئی دیکھا کہ گرد باغ کے فوجین اتری ہوئی ہین کہین قواعد ہو رہی ہی کہین اکھاڑا کھدا ہے کوئی کشتی مین مصروف ہی انکی بھلی بیچ مین سے جو نکلی کمیدان رسالدار کھنکھارے آوازہ کسنے لگے کوئی پکارا میان جانے والے ذرا جوانون کی سمت بھی آنکھ اٹھاؤ ایک پکارا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک بولا قیامت کی چتون ہی ہاے تیر مژگان کلیجے پر پڑا ارے بھائی دوڑنا مین تو زخمی ہو گیا یہ باتین جو لالہ عذار نے سنین گالیان دینے لگی ارے بھڑوو میری بچی کو تم لوگون کی نظر کھا گئی جن کا سایہ ہو گیا بہت جوان یہ سنکے قریب بھلی کے آگئے اور پوچھنے لگے کہ کیون بی لالہ عذار خیر تو ہی ہم تو تمھاری صاحبزادی کے دعاگو ہین مفصل کہو کسنے آنکھ دکھائی ہو تو آنکھ نکال لین لالہ عذار نے رو کر کہا کسکو بتاؤن آفت آسمانی آئی ہے ہون پانی کا سامنا ہی سب جوان تسکین دینے لگے بی لالہ عذار نہ گھبراؤ خداوند لقا موجود ہین ابھی جاکر کہین گے وہ بھوت پریت دیو جن کو ایک اشارے مین قید کر لینگے بلکہ ایسی باتون کے واسطے تو خداوند زمرد شاہ باختری کافی ہو گا اسی کا کوئی بھائی بھتیجا ہو گا لالہ عذار نے کسی کی بات کا

جواب نہ دیا اور باغ پر اُتری محلدار بی بی لذت کرسی پر بیٹھی تھی لالہ عذار سے بہنا بھی ہی دودھ چانول ساتھ کھائے
ہین دیکھتے ہی پکاری او خیلا کہان تھی جب دس پنیام جائین تب تو گھر سے نکلتی ہی بڑی مغرور ہوگئی ہی بھلا اب ہمسے
کاہیکو آنکھ ملائیگی یہان کیون آئیگی دھگڑون سے فرصت کہان لالہ عذار دوڑکر لپٹ گئی اور رو رو کر کہنے لگی
کہ بوا لذت مین لٹ گئی اپنی بھانجی کا تو حال دیکھو کہ کیا ہوگیا گھر سے اچھی خاصی چلی تھی راہ مین فقط پیشاب کو
اُتری تھی نہین معلوم وہان کونسی بلا نازل ہوئی میری بچی چپ ہوگئی ہی بی لذت محلدار نے تو لالہ عذار کو چھوڑا
جھپٹ کر قریب شعلہ رخسار کے آئی پوچھا کیون چھوکری کیسی ہے بات کیون نہین کرتی ہی شعلہ رخسار نے کہا
کہ ہم اب جائینگے ہماری شادی ہے اب تو بی لذت یہ سُنکے دور بھاگین بہت سی کنیزین یہ غل وشور سُنکر باہر آگئین
پوچھنے لگین کہ کیا ہوا کیا ہوا لذت نے کہا ارے شعلہ رخسار پر جن چڑھ بیٹھا ہی عجب عجب باتین کرتی ہی کنیزین
بھر بھر دوڑین باغ مین سامنے ملکہ کے آئین یہان ملکہ سیمین عذار خاموش سر جھکائے یاد محبوب مین بیٹھی تھی
یکایک کنیزین دوڑتی ہوئی آئین کہا حضور شعلہ رخسار کو کچھ ہوگیا دروازے پر چپکی کھڑی ہی کسی سے بات
نہین کرتی لذت محلدار نے جو بہت پوچھا کہا ہم جائینگے ہماری شادی ہی ملکہ سیمین عذار نے صنوبر قدنے کہا جاؤ ہمارے
سامنے لاؤ بھوت پریت جن دیو کیسا کسی رنج وملال مین ہوگی ہم پوچھ لینگے کنیزین چلین یہان دروازے پر
عورتون کا ہجوم ہوگیا ہی چاؤن چاؤن کر رہی ہین جیسے بروقت بسیرے کے چڑیان بولتی ہین ان کنیزونے آکر سب
کو ہٹایا پکار کے کہا بی لالہ عذار چلو تمھاری بیٹی کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بلاتی ہین لالہ عذار نے ہاتھ پکڑ
کر بی بی چلو ملکہ یاد فرماتی ہین شعلہ رخسار چل نکلی گرد خواصون کا ہجوم جدھر شعلہ رخسار نگاہ اُٹھا دیتی ہی
سیکڑون عورتین بھدر بھدر بھاگتی ہین کوئی چمن مین گری کوئی یہ کہتی ہوئی بھاگی اے بوا دیکھو مجکو کس نگاہ سے
گھورتی ہی شیر کے تیور ہین بیشک جن کا سایہ ہوا اب مجکو یقین آگیا ہماری پڑوسن کے بھی سر پر ایک جن آتا تھا
غضب کی باتین بتاتا تھا ہری نوگین ہری الاپکیان جو مانگو دیتا تھا آخر چند دن مین مرگئی کسی ملاسانے سے
کچھ نہ بولا کسی کی آنکھ اسکی ہی چہرہ سُرخ ہی بس بوا چند دن مین شعلہ رخسار کو یہ جن لیجائیگا ایک نے کہا چپ رہ
خیلا دیوانی ہی ہماری ہمسے پوچھو کہ جنگل جنگل پھرتے ہین نہ کسی دیو کو نہ کسی جن کو نہ بھوت پریت کو دیکھا یہ سب
ڈھکوسلے ہین شعلہ رخسار فیلمائی ہی یہ بھی ایک بات ماں کے ڈرانے کے واسطے بنائی ہی کہ ہاے وائے
ہو صدقے چلے اُترین مین خود ایسے فریب کر چکی ہون میرا میان بڑا بدمزاج تھا کہین نکلنے نہ دیتا تھا اور
زمانہ میرا جوانی کا تھا جیوڑا مزے دار جی چاہتا تھا چار گلیون مین پھرون چار مردون کو دیکھین اپنے تئین
دکھائین جوانی کے مزے اُڑائین وہ نگوڑا آٹھ پہر دروازے مین قفل لگاکے جاتا تھا ہوا کا بھی گذر نہ تھا بس
مین نے ایک دن سر کھول کے کھیلنا شروع کیا دیوار و در مین ٹکرین ماریں دیورانیان جیٹھانیان ساس یہ کہکے پیٹنا

کہ ہے ہے میری بہو پر کوئی چڑھ بیٹھا ہے دوڑو میری داد کو پہنچو ارے کسی ملا سیانے کو بلاؤ تمام گھر عورتوں سے بھر گیا مین دو تین ٹکرین مار کر چکی ہو کے بیٹھ رہی سب نے پوچھنا شروع کیا میان کون صاحب ہو مین نے کہدیا شیخ سعدؒ ہون یہ تو میری معشوقہ ہے لیکن اسکے میان کو مار ڈالون گا کیونکہ ہمارے قالب پر زور و ظلم کرتا ہے اس عرصے مین ہمارے میان مورکھ بھی آگئے انھون نے جو ہنگامہ دیکھا گھبرا گئے ماں انکی دوڑ کر اُن سے لپٹ گئی اور کہنے لگی کہ بیٹا اب جورو پر ہاتھ نہ اٹھانا وہ حضرت شیخ سعدؒ کا قالب ہے ہمارے بزرگون کا گھر یہ ناس کر چکے ہین بس پھر تو ساس صاحب نے بکرا دیا کڑاہی کی اس دن سے میان میرے کوڑیہ غلام ہو گئے جہان ذرا ٹرائے مین نے کہا آج جی سے کہدونگی بس وہ ہاتھ جوڑنے لگتے تھے بس بوا اُسدن سے گھر مین دھاک بندھ گئی ویسا ہی اس شعلہ رخسار نے بھی فقرہ بنایا ہوگا ماں پر دباؤ ڈالنا منظور ہے کنیزون مین تو یہ باتین ہوتی تھین مگر شاہپور شیر دل آکر سامنے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پہونچا چپکا کھڑا رہا سلام بھی نہ کیا مگر بخوبی بہ نگاہ غور دیکھ رہا ہے جی مین کہتا ہے کیا عجب ہے کہ جسنے متاع صبر و قرار میرے آقا کا لوٹا ہے دل لیا ہے وہ یہی ہو تو کیا دور ہے مگر حقیقت مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد شعلہ رخسار حسن و جمال مین بیمثال ہے آقائے نامدار کا تڑپنا بیکار نہین ہے شعر جسپہ بیتی ہو وہی جانے ؎ جو کہ بے بہرہ درد ہو وہ کیا جانے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جب دیکھا کہ شعلہ رخسار سامنے کھڑی ہے قبضے پر ہاتھ ڈال کے آواز دی کہ کیون شعلہ رخسار یہ کیا معرکہ ہے بڑھیا ماں کو کیون رلاتی ہے بڑھاپے مین ماں کو ستاتی ہے اور آج ہمارا بھی ادب اور قاعدہ بھولی سلام تک نہین کرتی ہم کیا تیرے سلام کے محتاج ہین عنایت لقا سے خود صاحب تخت و تاج ہین خیر اسی مین خیر ہے کہ بیٹھ جا ورنہ ایک نیچہ مارونگی کہ سرگوہ کھاتا پھریگا تونے مجکو بھی اور کوئی بنایا ہے مین دم بھر مین بھروے دیوانے کو ہوشیار بنا دیتی ہون ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش کی طرح غصے سے کہا اور تلوار کے قبضے پر ہاتھ ڈالا شاہپور خوف سے تھر تھر کانپنے لگا جلدی سے بیٹھ گیا مگر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے لیکن چپ بیٹھا رہا اور بغور جو ملکہ کو دیکھتا ہے تو چہرے پر آثار حضرت عشق کے ہویدا اور ظاہر ہین مثل آئینہ حیران مانند زلف پریشان ہے بات بات مین ٹھنڈی سانسین بھرتی ہے مگر اسوقت آپے مین معلوم ہوتی ہے کہ بہل گئی ہے باتین کرتی ہے مگر چوکنا کبھی ادھر دیکھتی ہے کبھی اُدھر دیکھتی ہے ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری شعلہ رخسار تو بنظر غور دیکھ رہی ہے مگر ملکہ نے پھر کہا کیون شعلہ رخسار ہماری بات کا کچھ جواب نہ دیا کیا ہمین بھی دیوانہ بنایا ہے باتین کرو اپنے دل کا حال بیان کرو جب شعلہ رخسار اس تاکید پر بھی نہ بولی تب لالہ عذار نے کہا واری آپ الگ ہین یہ مردانی باتین کرتی ہے جنگل مین پیشاب کو گئی تھی وہین سے یہ خرابی ہوئی ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا دیکھو ہم بتائے دیتے ہین چونکہ عشق مین خود مبتلا تھی دل بیچ کہتی تھی کہ اے سیمین عذار صنوبر قد مثل تیرے شاید یہ بھی کسی پر عاشق ہوئی ہے میری طرح کشتۂ تیغ ابرو و اسیر طرۂ گیسو ہو گئی ہے معشوق تک رسائی غیر ممکن ہے

اور تو کچھ بن نہین پڑتا چپ ہوگئی ہو حضرت عشق کے تو زرکار خانہ مین جو نظم | عشق ہو تازہ کار تازہ خیال

ہر جگہ اسکی اک نئی ہو چال | کہین آنسو کی یہ سرایت ہے | کہین یہ خونچکان حکایت ہے

گہ نمک اسکو داغ کا پایا | گہ پتنگا چراغ کا پایا | کہین طالب ہوا کہین مطلوب

دونون باتین غرض ہین اسکی خوب | اس اٹھ پہر مین کیا کیا مزے اٹھائے چاہ نے یوسف کی زلیخا کو کنوین چھکائے

نہین معلوم لیلےٰ نے اپنی عمر کیونکر کاٹی شیرین کی جان شیرین پر غم فرہاد مین کیونکر گذری فرہاد سے آخر ضبط نہو سکا تیشہ سر پر مارلیا

شعر فرہاد جنون پیشہ بر سنگ بزد تیشہ ؛ میگفت باندیشہ سنگ آمد و سخت آمدہ آخر سر پھوڑ کے مرگیا جب جان گئی

تو یہ سعادت مندی حاصل ہوئی کہ فن عشق مین کامل کہلائے عشق خانہ خراب کو آگ لگے محبت کرنیوالا بھاڑ مین پڑے

مگر ہائے کیا لذت ہو کہ دل ہی دل مین شعلہ رخسار مزے اٹھاتی ہو زبان پر نہین لاتی ہو یہ سوچکر کہا لالہ عذار تم گھر جاؤ

شعلہ رخسار کو یہین چھوڑ دو ہم انکا علاج کر دینگے ملا سیانا طبیب حکیم جو مناسب ہوگا بلا لینگے یا بلا لینگے اسکو صحیح و سالم تمھارے

حوالے کر دینگے دو ایک دن یہان رہوگی اچھی ہو جائیگی لالہ عذار نے کہا واری ایسا نہو کچھ حضور کو خلل ہو جائے تو آپ کے

والد نامدار میری ناک چوٹی کاٹینگے سب صاحب کہینگے آسیب زدہ کو ملکہ کے پاس کیون چھوڑا ابھی آپ کا بھی نام خدا

کنوارا پنڈلا ہو ابھی دنیا کا کیا دیکھا ہو بان آنا ہو کہ آپ پڑھی لکھی مین آپکی چار آنکھین ہین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

جواب دیا کہ تجھے ان باتون سے کیا مطلب ہے ہم اسے سمجھ گئے ہین دوا سے صحت کھلا دینگے جلد اچھی ہو جائیگی تشخیص عارضے

کی ہوگئی ہو اب اچھا ہونا اسکا کیا مشکل ہو کل تجھسے پٹر پٹر باتین نہ کرے تو کہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا شاباش پور

شیر دل یہ باتین سنکر اپنے دل مین حیران ہو رہا ہے کہ خداوندا خیر کرنا دیکھے کیا علاج کرتی ہو تا ہم کہین ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارے

اس ظالم کا کوئی کیا کریگا اپنا ایک ہاتھ مین خاتمہ ہو جائے گا آقا اپنے خیمے مین بیٹھے ہین ہم یہان اس آفت مین پھنسے

ہین غرض لالہ عذار کو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے رخصت کیا کنیزون سے کہا جاؤ اپنے اپنے کامون مین مشغول ہو ہمکو

گھیر کے نہ بیٹھو میرا دل گھبراتا ہو شعلہ رخسار کو کامین کامین کرکے دیوانہ بنا دیا کس کس سے وہ بولے تمس کس کی باتو نکا جواب دے

ہم اپنی شعلہ رخسار سے کوٹھے پر جاکے باتین کرینگے یہ کہکر شعلہ رخسار کا ہاتھ پکڑ لیا کوٹھے پر لیکر چلی مگر نیچے ایک ہاتھ مین

اٹھا لیا شعلہ رخسار ساتھ ہو لی مگر دل اندر سے تھرا رہا ہے کہ کوٹھے پر جاکر مجکو مار ڈالیگی ایسا نہو جان جائے مگر مجبور

دنا چار ملکہ کے ہمراہ کوٹھے پر آئی وہان دو کرسیان بچھی تھین ایک پر ملکہ بیٹھی ایک کرسی پر شعلہ رخسار کو بٹھایا

اور مسکراکر فرمایا کہ اے شعلہ رخسار سچ بتاؤ یہ کیا معرکہ ہو ہم تاڑ گئے ہین مگر اصل یہ ہو کہ ملکہ جو کسی کا عاشق اسکو بھی

سمجھی تھی خوف سے رنگ اڑ گیا شاپور شیر دل اڑ گیا ہو مثل بید کانپ رہا ہو جانکے خوف سے ہونٹ خشک ہین ملکہ نے جو یہ

کہا کہ ہم تاڑ گئے شاپور شیر دل سمجھا کہ اسنے پہچانا اور زیادہ گھبرایا ہاتھ باندھکے عرض کیا کہ ملکہ کچھ بھی نہین ملکہ

سیمین عذار صنوبر قد نے کہا کیون چھپاتی ہو سچ کہ کس پر عاشق ہوئی ہم خوب پہچانتے ہین حضرت عشق کے آثار

تیرے چہرے سے ہویدا ہین اچھا خوف کیا ہے تباد ے مین اُسکے حل کی تدبیر نکالونگی تیری مان سے نہ کہونگی تیرے معشوق تک پہونچا دونگی اری کمبخت جلد زبان کھول کچھ منہ سے بول ہائے ارے کیا کہون مین بھی اسی آفت ناگہانی مین مبتلا ہون آٹھ پہر مجھپر بھی تڑپتے تڑپتے گذرے ہین نہ کھانے کی خواہش ہے نہ پانی کی ہوس ہے جی چاہتا ہے چیخین مار کے روؤن کسی صحرا ے ویران مین نکل جاؤن پہاڑون سے سر ٹکراؤن دل داغدار سینہ فگار ہے تب تسلی و تشفی کرنیوالا کوئی نہین ہے جب دم لبون پر آیا تو روے سیاہ سحر نے دکھایا دلالہ نامدار آئے وہ کچھ لکھا کیے مین نہین سمجھی کہ کیا کہا کیے کبھی نورالدہر کا ذکر کیا کبھی شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرۂ حمزہ صاحبقران قاتل کفاران کی شجاعت کا حال بیان کیا کچھ مجکو بھی معلوم ہے ایرج نوجوان کون صاحب ہین اتنا تو سنا کہ صاحب جاہ و لشکر ہین بڑے بہادر ہین ہر چند کہ مین بخوبی واقف نہین ہون مگر اتنا تو ہوا کہ والدہ نے نام نامی اُس شہریار کا جو لیا دل تڑپنے سے ٹھہرا اُسوقت سے جی چاہتا ہے کوئی اسی شخص کا ذکر کیے جائے اُسی کی شوکت و جرأت کا حال سنائے یہ سُنکر شاہپور شیر دل کے دل کو تسکین ہوئی دل مین کہنے لگا کہ کیا عجب ہے کہ یہ وہی شمع شب افروز انجمن محبوبی ہو کہ جسکے شعلہ رخسار کا میرا آقا پروانہ ہوا ہے یہ وہی گل ہو کہ جسکا میرا آقا بلبل ہوا ہے ایسی ایسی باتین سوچکر غنچۂ دہن کو وا کیا کہا واری کیا کہون عجب مصیبت مین ہون ہر چند کہ مین گھر گھر جاتی ہون سیکڑون مرتے ہین کبھی خیال بھی نہ کیا مگر آج دوسرا دن ہے کہ صحرا سے میری ڈولی آتی تھی ایک جوان کو مرکب سہ چشمی پر سوار خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کی کڑیون کی زیب جسم انور عارض پھول سے دہن غنچہ چمن باغ دلکشائی قد سرو خرامان حدیقۂ رعنائی بھولی بھولی صورت صاحب شوکت و جلالت کمان کیانی ہاتھ مین دلربائی بات بات مین ایک ہرن کے تعاقب مین تھا وہ ہرن بھاگا ہوا میری ڈولی کے سامنے سے گذرا اُس قدرانداز کامل نے تیر مارا اہو زخمی ہوا وہ تیر دلدوز میرے بھی کلیجے کو توڑ کے پار نکل گیا وہ گھوڑے سے کود آا ہو کو ذبح کرنے لگا وہ چھری گویا میرے کلیجے پر پھرتی تھی جب اُسنے ذبح کرکے سر اُٹھایا مجھسے چار آنکھین ہوگئین مین ذبح ہو چکی تھی وہ بھی بسمل ہوا ہاے جان جہان کمانکر زمین پر گرا بیہوش ہوگیا مثل مرغ نیم بسمل پھڑکنے لگا کبھی آنکھین کھولتا تھا کبھی بند کرتا تھا لیکن میرے رعب حسن سے بول نہ سکتا تھا اس حال پر اُسکے واری جاؤن مجکو بھی سکتہ تھا اُسوقت واری مجکو رحم آگیا قصد کیا ڈولی سے اُترون سر اُسکا اُٹھاکر زانو پر رکھون لذت بہکناری محبوب اُٹھاؤن اُتر کے ڈولی سے اس سے لپٹ جاؤن مہرا سے کہہ رہی تھی کہ ذرا ٹھہر جا ناگاہ ناگاہ بہلی اماجان کی سامنے سے نمایان ہوئی آپ تو جاتی ہین ہر وقت کائین کائین کرتی ہین نہ نیک سے مطلب نہ بد سے غرض وہین سے چیخنے لگین ارے مہرا ڈولی کیون روکی ہے جلد بڑھا میرے کھانا کھانے کا وقت جاتا ہے جلد گھر پہونچا انکی بھیانک آواز سنکر کہار ڈرے بس واری ڈولی لیکر ہوا ہوگئے مین پھر پھر کے دیکھتی جاتی تھی مگر مجبور رونا چار بیقرار و اشکبار گھر پہونچی لوگون سے مخفی مخفی دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان صاحب عظم و شان نبیرۂ صاحبقران تھا پھر اے ملکہ عالم نہین معلوم اُس بدنصیب پر کیا گذری

جیتا رہا یا میری محبت مین مرگیا یہ سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے غصے سے کہا کہ ہی شعلۂ رخسار ذرا چپ نہ اپنی
بند کرو کسی اُس جلیل کے مرنیکا اس طرح ذکر نہ کرو آخر قوم کی ڈومنی ہو نا ہر چند کہ تمھارے معشوق ہین مجھے کیا کام خدا کی
قدرت کہ وہ بھی تمپر مرتے ہین بولا وہ جو تمپر مرتے ہونگے وہ نبیرۂ صاحبقران ہونگے کوئی گنوار سنوار ہوگا کسی ٹٹوے پر
سوار ہوگا بھاڑسا منھ کھول دیا جو چاہا بکنا شروع کیا تو کیا جانے بابا جان میرے اُنکی تعریف کرتے تھے وہ
خداوند زمرد شاہ باختری کے نواسے ہین صاحبقران کے پوتے کیا فقرہ گرمگرم ہے وہ شعلۂ رخسار پر عاشق
ہوے ہین سچ کہو تو نے جو یہ کہا کہ نہین معلوم مرگئے یا جیتے ہین مجکو بہت ناگوار ہوا مین نے بڑا تیرا پاس کیا ورنہ
اس زبان درازی پر تیری زبان کاٹ لینی ایسی سزا دیتی کہ تم عمر بھر یاد کرتین یہ بات سُنکر شاپور شیر دل باغ باغ ہوگیا
کھلکھلا کے ہنسا یہ تو خوب اسکے دلکو یقین ہوگیا کہ یہی میرے آقا کی معشوقہ ہے اب تو گستاخ ہو تو یون کو بدلکے
کہا کہ حضور کا ہیکو خفا ہوتی ہین ہم وہ آپس مین طالب مطلوب ہین وہ ہمارے محبوب ہین ابھی مین نے آپسے صاف
صاف نہین کہا انکا پیغام وصل بھی میرے پاس آچکا ایک کٹنی عورت آئی تھی مجھے سمجھاتی تھی کہ میان ایرج تمپر
مرتے ہین چل کے اپنے بیمار کا علاج کر ورحم کرنا بہتر ہے اسقدر تغافل مناسب نہین ہی مین نے جواب صاف
ازراہ ناز دیدیا کہ ابھی مجھے فرصت نہین ہی بی ہر چند کہ حال میرا بھی ابتر ہے جان میری جاتی ہی مگر امی جان
کا قول ہی کہ مردوے کو خوب دوڑائے رنڈی اپنی چاہت کو چھپائے اسکے فقرے مین نہ آئے جب مردوے ہاتھ جوڑین
پانون پر گرین تب کم کم راضی ہو لیکایک ہاتھ نہ لگانے دے فرانسین کرے زر و جواہر جہانتک ہوسکے کھینچے اور
ضبط کو یہ انجام ہوا ہی کہ اسی تین آنکھ کے گھوڑے پر سوار ہوکے میرے خیمے کے دن رات مین سو سو پھیرے
کرتے ہین مین دریچے پر کھڑی رہتی ہون کبھی آنکھ دکھائی پردہ چھوڑ لیا کبھی غصے سے منھ کو موڑ لیا کبھی منھ چڑھایا
انگوٹھا دکھایا کبھی ناز معشوقانہ کیا کھدیا ہٹ جاؤ امی جان آتی ہین بیچارہ ڈر کے مارے بھاگ جاتا ہی کھڑی
بھرین دیکھا پھر موجود دھوپ مین کھڑا جل رہا ہے ان باتون کو سُنکر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو غصہ آیا
چہرہ سُرخ ہوگیا تاب صبر نہ باقی رہی نیچہ ہلالی کھینچا یہ معلوم ہوا کہ بجلی چمکار کر ناگن نکل آئی یا ابر سے بجلی چمکی آواز دی
او شعلۂ رخسار تیری قضا آئی ہی ایسے بیہودہ کلام ہمارے سامنے یہ کہکر چاہا نیچہ مارے شاپور شیر دل گھبراکے
قدمون پر گر پڑا ہان ہان حضور تامل فرمائیے کیا مجال میری کہ ایسے کلمات زبان سے نکالون اصل مطلب سے تو آگاہ
ہوجیے پھر قتل کا اختیار ہے یہ گنہگار مجبور و ناچار ہی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو اسوقت غصہ تھا نیچہ گلیسے نہ
ہٹایا کہا تبلا کیا کہتی ہی اب کوئی عذر تیرا ہرگز قبول نہوگا اب شاپور شیر دل کو سوائے سچ کہنے کے کوئی چارہ
نہوا عرض کیا غلام اُسی شیرستان صاحبقرانی کا عیار ہی میرا آقا حضور کے عشق مین بہت بیقرار ہے
غلام کو تلاش کرتے ہوئے آج یہ گذرے بمشکل یہان تک پہونچا اسوقت ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے

شرما کر نیچہ مٹا یا شاپور شیر دل جھاڑ پونچھ کے اُٹھ بیٹھا رنگ روغن چہرے سے چھڑایا صورت اصلی دکھائی
عرصۂ دراز تک ملکہ شرم سے کچھ بنولی سر جھکائے ہوے بیٹھی رہی دل سے کہتی تھی حضرت عشق نے کشش
دکھائی آئینۂ فراق مین صورت وصل نظر آئی مگر اس ظالم نے غضب کیا کس صورت سے یہان پہونچا حقیقت مین
اے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد یہ عجب مژدۂ روح افزا ہے بموجب شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید و در حیرم تم کہ
جان بکدامے کنم نثار ۔ بخت و از گون و طالع نگون سے یہ امید نہ تھی کہ یکایک شاہد تمنا نے پردۂ حجاب فراق سے چہرہ
زیبا دکھایا مژدۂ وصل سُنایا مگر بسبب شرم و حیا کے منھ سے بات نہین نکلتی شادی سے بیراہن مین نہ سماتی آنکھون
سے اشک مسلسل جاری ہوے ہچکی لگ گئی شاپور شیر دل پھر دوڑ کر قدمون پر گرا کہ لاکھ جانین میری ایک جان پر
حضور پر تصدق ہون مجکو غیر نہ سمجھیے گا مین خواجہ کا فرزند دلبند ہون شاہزادے کا غلام قدیم بلکہ ندیم ہون ایک ساتھ
پیدا ہوے ہر وقت کا ساتھ ہے جملہ راز و نیاز کا محرم ہون اُس شہریار کا ہمدم ہون اُنکو بھی اسقدر حجاب تھا کہ دو
پہر تک اس غلام سے بھی آپکی محبت کا راز نہین کہا آخر جب مین نے قدمون پر سر رکھا کہ حضور کا یہ حال پریشان ہے
کہ آب و دانہ تک ترک ہو گیا ہے چہرہ گل سا کمھلا گیا ہے ابھی اپنی جان کو نثار کرون گا سر کاٹ کر قدمون پر
رکھدونگا تب اُس صاحب ربط ضبط نے کیفیت تبلائی آپ کی تصویر دلپذیر یہ تقریر مین دکھلائی شکر ہے
کہ غلام بشکل شعلۂ رخسار یہانتک پہونچا اب حضور بھی نکھوار کو مرفرز فرمائین سال نہ پھٹنے پائین دیکھیے تو
حضور کی صورت کیا ہو گئی ہے ایسا نہو کہ گھٹکر دم نکل جائے ملکہ نے سر جھکا کر کہا کہ بھیا پھر مین کیا کرون مین
تو اس کوچے سے نابلد ہون شاپور شیر دل نے کہا وقت شب ہے رات پردہ عاشقان ہے حضور غلام کے ساتھ چلین
دو تین باتین کر کے چلی آئین دم بھر کے واسطے تکلیف فرمائین آپ کا احسان ہو گا انکی جان بچ جائیگی اور اگر غلام اسوقت
حضور کو ہمراہ لیکر نہ پہونچا طائر روح پھڑک کر قفس جسم سے نکل جائیگا آپ کیا ہاتھ آئیگا دیکھیے حضور میرا کہنا مانیے
ورنہ پچھتائیے گا پھر ایسا چاہنے والا صاحب شوکت نہ پائیے گا ملکہ نے کہا ایسا نہو کوئی دراندازہ دیکھے خدانخواستہ
باپ کو خبر ہو جائے تو قیامت آئے نہین معلوم میرا کیا حال ہو گا مگر دشمنون کو شاہزادے کے جاکر اڑا دیگا بلائے روزگار
ہو دعوی قتل مسلمانان کر چکا ہے صرف دعوت مین چند دن باقی ہین مین تو تمھارے ساتھ کسی طرح نہ جاتی کسی کے مرنے
جینے سے کیا کام مگر اُنکو اتنا سمجھانا ضرور ہے کہ صاحب سنو اپنی جان ہے تو جہان ہے میرا باپ بڑا پہلوان ہے اگر وہ بطلسم جنگی
بجوائے تمھارا نام بھی لیکر پکارے کچھ حیلہ کرنا ہرگز ہرگز اُس دیو خصال کے مقابلے مین نہ جانا بڑا خونخوار ہے انسان کا
قتل کرنا اُسکے نزدیک کھیل ہے لاکھون جوان بڑے بڑے زبردست اپنے زمانے کے رستم و اسفندیار اس ظالم کے ہاتھ سے
حسرتین لیکر پردۂ دنیا سے گئے تمام ملکون کے پہلوان اسکے نام سے تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو اسکی صورت مہیب
دیکھکر غش آتے ہین بھیا مین کم باتین کرونگی مگر تم انکے رازدان اور خیر خواہ ہو بخوبی سمجھانا میری بات کی اعانت کرنا

کہ ملکہ عالم سچ کہتی ہین شاپور شیر دل نے کہا حضور کیا خوب بات تجویز کی آپ جو اس طرح سمجھائینگی بیشک آپ کے باپ سے مقابلہ کرینگے اور اُنکے ہزارون نوکرون اُنکو بھیجدینگے صرف میرے کہنے کا اعتبار نہوگا جلد چلیے مین تھوڑی دیر مین حضور کو یہان پہونچا دونگا ہمراہ رکاب آؤ لگا ملکہ نے کہا مجھے کچھ اُنکی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر تیری خاطر سے اور اُنکی جان بچانے کیواسطے خیر چلتی ہون شاپور نے کہا بندہ نوازی سرفرازی یہ سنکے ملکہ گوشے مین آئین خوشی خوشی لباس تبدیل کیا مگر خوف و حجاب سے کلیجہ کانپے ہاے دل سے کہتی ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی انجام کا خیال ہی مگر کشش عشق کشان ہی کاہ و کہربا کا عالم ہے لبون پر دم ہی شاپور شیر دل نے عرض کی حضور چند ساعت کے واسطے تشریف لیچلیے ابھی واپس آئیے گا وہ بھی وہان خیمے مین تنہا ہین کسی دراندازکا گذر نہین ہی حضور اس معاملے کی ہوا کو بھی خبر نہین ہی شاپور نے آخر ایسا سمجھایا یا اُنکو دام تزویر مین پھنسایا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد و بے پاؤن کو ٹھے سے اُتری باغ مین دیکھا استادہ دیدۂ نرگس بھی خواب مین ہی سبزۂ خوابیدہ بھی ہوش مین نہین ہی سوسن کی زبان بند سنبل پیچ و تاب سے دردمند اسوقت باغ مین ہوگا عالم ہے ملکہ نے اشارہ کیا شاپور شیر دل نے ایک مادیان مشکی کو جھٹ پٹ تیار کیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سوار ہوئی شاپور شیر دل نے رکاب پر ہاتھ رکھا شب تیرہ و تاریک مین اُس ماہ وش کو لیکر چلا

ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی رحم دل	تڑپتا ہون مین آ گلیسے تو مل	تو ہی ہے مرے زخم دل کی دوا
لیغلگیر جلدی ہو بہر خدا	ترے ہجر مین چین آتا نہین	دل زار تسکین پاتا نہین
تڑپتا ہے پہلو مین سیماب سان	قرار اسکو آتا نہین اک زمان	جگر پر نہین داغ ہین لالعذ
محبت کی تیری ہے فردسند	بھرے اشک آنکھون مین لالہ گون	کہ دو جام مے ہین یہ لبریز خون
مرا رنگ رخ دیکھلے زرد ہے	جگر مین ترے ہجر سے درد ہے	نہین اشک و خون جگر کے سوا
کوئی میری دنیا مین آب و غذا	مرے دل مین ہی آج یہ آرزو	کرون تجھسے ہنس ہنسکے مین گفتگو
کرے مجھسے تو بھی بہ شرم و حیا	محبت کی باتین بہ ناز و ادا	ذرا خوش ہوا سوقت قلب حزین
کوئی دم جو تو ہو مرا ہم نشین	مددگار خالق ہو تیرا خدا	رہے تیرا آباد یہ میکدا
تساہل نہ کر اب تو بہر خدا	پلا جلد صہبائے عشرت فزا	مے مدعا اس طرح سے پلا
نہ دیکھے کوئی رند لیکن ذرا	کسی رند پر گرچہ ظاہر ہوا	لگائیگا وہ زخم تیغ جفا
اُسے آئیگا مجھپہ غصہ سوا	ابھی ہوگا دشمن مری جانکا	بڑی جنگ پھر ہوگی باہمدگر
یہ میخانہ ہو جائیگا خون سے تر	نہین آج موقع ہی انکار کا	قمر ہی ترا عاشق باوفا

یہان سے اب وہ کلمہ اُس عاشق مہجور معشوق سے دور اسیر دام زلف پیچان یعنی شاہزادۂ ارجمند نوجوان کے تحریر ہوتے ہین کہ بعد جانے شاپور شیر دل کے اب جو خیمہ اکیلا پایا دل غم سے خالی کرنے لگا کبھی دل مین ہوک

اٹھتی ہو کبھی قلب تھراتا ہو ضعف ہو بات نکلنا مشکل رو رو کر بیتابی دل جان لبون پر آگئی وہ باقی رات اور سارا دن پہاڑ ہو گیا کہتا ہو کہ ہائے ایرج شعر شب فراق تو جو توں کٹی بنالہ و آہ ؎ یہ دن پہاڑ سا کیونکر کٹے مرے اللہ ؎ آفتاب اپنی مقام پر جم گیا ہو کیا غروب نہو گا کیا یہ دن آخر روز حیات ہو دم نکل جاوے تو کیا اچھی بات ہو اور ایسا شعار جاں نثار جاری کیے نظم

جسم آپ ہی آپ جل رہا ہے	شعلہ دل سے نکل رہا ہے	دھڑکن رہ رہ کے ہو رہی ہی
الجھن رہ رہ کے ہو رہی ہے	دل ہاتھون سے کوئی مل رہا ہی	سینے مین کچھ اُبل رہا ہے
چنگاریان اٹھتی ہین بدن سی	نکلا نہین پر دھوان دہن سے	کچھ حلق مین کانٹے پڑ گئے ہین
نشتر کچھ دلمین گڑ گئے ہین	اک تیغ جگر پر چل رہی ہے	اب جسم سے جان نکل رہی ہی
یکسان ہی دل و جگر کا عالم	ہو ایک ادھر اُدھر کا عالم	ہر عضو مین ٹیس ہو رہی ہے
دل رو رہا ہے آنکھ رو رہی ہی	درد دل زار لا دوا ہے	کچھ ہڈیون مین بخار سا ہے
ہر بال ہو اک وبال سر کا	اتبر ہے دھمک سے حال سر کا	رعشہ ہی تمام تن بدن مین
لرزے کی سی کپکپی ہو تن مین	اٹھتی ہو سن سنی جو ہر بار	بیٹھا جاتا ہے یہ دل زار
ہو جی مین کہ پیڑ پھاڑ ڈالون	جنگل کی طرف کا راستہ لون	فرہاد کی گور کو بساؤن
مجنون کی لحد پہ گل چڑھاؤن	عہدہ جو ملے مجاوری کا	باعث ہو یہ نام آوری کا

جب حال بہت ابتر ہوا شام غم نے منھ دکھایا تاریکی اس شام حسرت انجام کو دیکھکر سیاہی گیسوئے محبوب یاد آئی جو ہوس منتشر قلب بیتاب خورد و خواب سے نفرت رونا موا باہر نکل آیا کہتا تھا کہ افسوس یار قدیم نے ایسے وقت مین ہمکو چھوڑا یعنی بھائی شاپور نے ہماری محبت سے منھ موڑا کہین جا کر بیٹھ رہے ہونگے کبھی دیوانہ سمجھے کبھی ہونگے کہ اگر جاؤنگا آقا وہی وحشی پن کی باتین کرینگے ایرج اب خود اپنا گریبان چاک کر کے نکلو دل عشق منزل کی خود رہبری کریگا محبوب تک پہونچا دیگا یہ خیال کر کے چاہا گریبان چاک کرے ؎ صبح کا چلے کہ سانے سے گرد اڑی دیکھا کہ شاپور شیر دل دوڑا ہوا آتا ہے پسینے پسینے ایرج نوجوان یہ کہتا ہوا دوڑا کہ واہ بھائی خوب رفاقت صدف کی جاری کی دل یہ رات دن ہمپر تڑپ تڑپ کے کڑھے ہو پاس کوئی مونس ہے نہ آشنا ہم تم تھے تو سے حال دل کہتے تھے جب سے تم گئے ہو صورت تصویر خاموش ہین دل مین اُسی طرح محبت کے جوش ہین شاپور نے کہا اے شہنشاہ سلامت رہیے آپکی عشق کو لایا آپ کی کشش محبت نے تاثیر دکھائی ہو آپکی معشوقہ خود تڑپتے آئی ہو غلام عجب طور سے وہان پہونچا اُسکا حال پھر عرض کرونگا جیسے مین چلیے لباس بدلیے فرش وغیرہ آراستہ کرین بزم عشرت پیراستہ کرین فریب تمنا کہ ایرج نوجوان شادی مرگ ہو جائے ہاتھ پانون سنسنانے لگے فرط خوشی سے غش پہ غش آنے لگے بقول شاعر شعر دو گونہ رنج و عذابست جان مجنون را ؎ وصال صحبت لیلی و فرقت لیلا ؎ جون توں اپنے تئین سنبھالا جیسے مین بہ تعجیل لباس تبدیل کیا مسند اپنے ہاتھ سے بچھائی شاپور شیر دل عرض کرتا ہو کہ آقا مجھے حکم دیجیے مین فرش کرون

ایرج کہتے ہین بھائی دل چاہتا ہی کہ آنکھین بچھاؤن یہ تبلاؤ کہ ملکۂ عالم کہان ہین شاپور نے عرض کیا سامنے زرنگار ٹھہرا کے آیا ہون کہ پہلے آپ کو اطلاع کردون پھر یہان لاؤن یہ کہکر پھر گیا ایرج نوجوان قریب پردے کے خاموش مگر آمد معشوق سے کلیجہ اچھل رہا ہی بند قبا خوشی سے ٹوٹے جاتے ہین کچھ خوشی کچھ ملال ہی اسوقت شاہزادے کا عجب حال ہی کہ ناگاہ شاپور نے پردہ اٹھایا ایرج نوجوان نے ایک آفتاب عالمتاب کو دیکھا مگر شرمائے ہوئے سر جھکائے ہوئے شرم سے قدم زمین اٹھتا ہاتھ پانؤن مین رعشہ اس طرح غیر مقام پر کبھی جانے کا اتفاق کا ہیکو ہوا ہی ایرج نوجوان نے بے اختیار بڑھکر چاہا کہ ہاتھ مین ہاتھ ڈالدے اور منھ سے نکل گیا شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست ؛ کرم نما و فرود آکہ خانہ خانہ تست ؛ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کچھ جواب نہ دیا شعر بہت حیرت مین آکے رہگئی ؎ سراپا بس جھکا کر رہگئی وہ ؛ شاہزادہ ایرج نوجوان نے جب یا وہ اصرار کیا شرما کے گھوڑے سے اتری جاکر مسند پر بیٹھی ایرج مثل چاکر کمترین رعب حسن و جمال ملکہ سیمین عذار صنوبر قد سر بچپ بیٹھا ہی سراپا کو دزدیدہ نگاہ بغور دیکھ رہا ہی پہچانا کہ وہی قاتل ہی اسی کے پاس ہمارا دل ہی ملکہ بھی سر جھکائے خاموش ایرج نوجوان کو حیرت کا جوش شاپور شیر دل نے دیکھا کہ یہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ آپس مین کلام سے پھر محروم رہا چاہتے ہین زمانہ بہت قلیل ہی خاموش رہنے کی کیا سبیل ہی جلد سے جام شراب لبریز کیا ہاتھ مین ایرج نوجوان کے دیا کہ حضور مہمان کی خاطر کیجیے ایرج نے شراب کا جام جانب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بڑھایا ملکہ نے شرما کے کہا بھیا شاپور ہم تو تجھ سے وعدہ کرکے آئے ہین زیادہ نہین ٹھہر سکتے ہین وہ باتین تم اُنسے کہدو ہمکو جلد رخصت کرو یہ وقت شراب و کباب نہین ہی فقط وہ جملہ سنا ناہی شاپور شیر دل نے کہا حضور کا فرمانا پُر تاثیر ہے میری لکھی ہوئی تقریر ہی ایک جام بھی نوش فرمایئے دو باتین سمجھا کے چلی جایئے ملکہ نے کہا کہ شاپور تم بڑے متفنی ہو اپنے ہی مطلب کی کہتے ہو ہم تمھاری خاطر سے یہانتک چلے آئے تمھارا کیا کہنا ایسی خدمت گزاری نہ سنی کی تم تو آتش کا پرکالہ ہو بولا شعلۂ رخسار خوب بنتے ہو یہ کہکر نیمچہ ٹیک کے اٹھنے لگی ایرج نوجوان نے دامن تھام لیا اتنا بڑا بہادر کچھ خیال جرأت نہ رہا ہاتھ باندھکر بے اختیار رونے لگا کہا یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے ہمارا جھگڑا چکا کر جایئے اب ہمسے صبر نہ ہوگا ورنہ جیتے جی آپ باہر نکلین روح میری قالب سے تڑپ کر باہر آئیگی اسوقت شاید آپ کو بھی افسوس ہو ہمسے اب صدمۂ فراق نہ اٹھے گا دل قابو مین نہین ہی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹ چکا آپکے نزدیک کیا مشکل ہی ہاتھ کو تکلیف نہ دیجیے اشارۂ ابرو کافی ہی ہمارا کیا اختیار ہی ترحم کرنا تمکو واجب لازم ہی تڑپ کر اور رو کے جو ایرج نوجوان نے ایسے کلمے کہے یہ بھی تو دل دادہ و فریفتہ ہی جمال ماہ تمثال شاہزادۂ ایرج نوجوان کی شیفتہ ہی بس تاب صبر نہ باقی رہی رونے لگی سر جھکایا ایرج نوجوان نے دونون ہاتھ بڑھائے اُسنے بھی جوش محبت مین مبہوت ہوکر آغوش تمنا کو وا کیا دونون کے ہاتھ گلے مین پڑ گئے شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جسطرح ساون سے بھادون ملے ؛ روتے روتے دونون کو غش

آگیا شاپور منھ پھیرے ہوے کھڑا ہے دل سے کہتا ہی او عشق خانہ خراب الامان الامان اگر اسوقت خالی آتا شہزادی کہ مردہ پا تا معشوق ملے پر یہ کیفیت ہی حقیقت مین دونون کا عشق صادق ہی جلدی سی قرابہ کیسوڑے کا اُٹھایا پہلے منھ پر ایرج نوجوان کے چھینٹا دیا ایرج نے گھبراکر آنکھ کھول شاپور شیر دل نے کہا ای شہریار ہوش مین آیئے دل کو سنبھالیے اب غم والم کیسا جامع المتفرقین نے بچھڑون کو ملایا یہ دن دکھایا ایرج جلد اُٹھ بیٹھا ملکہ کا سر اُٹھاکر اپنے زانو پر رکھ لیا بوے زلف معنبر ایرج جو دماغ ملکہ مین پہونچی اور اشک گرم عارض پر ٹپکے اُسنے کام ملکے کا کیا اُسنے تاثیر خواب کی دکھائی ملکہ نے بھی آنکھ کھولی زیر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ فخر سے عرش اعلیٰ پر پہونچا فوراً اُٹھ بیٹھی اور کہا آپ الگ بیٹھیے مجکو ہاتھ نہ لگائیے مین اپنے بھیا شاپور سے وعدہ کرکے آئی ہون زیادہ ٹھہرونگی لاؤ تمھاری بھی خوشی کرون جام پی لون ایرج نوجوان نے جام شراب یا لبون سے لگاکر پی گئی مسکراکر کہا کہ آپکی مراد یہ تھی کہ مین بھی انجام سوچون احسان آپکا اُتارون یہ کہکر جام کو بریز کیا کہا لیجیے نوش فرمایئے ایرج نوجوان نے ہاتھ باندھکر کہا اے ملکۂ عالم ہمارے آپکے مذہب مین فرق ہی ذرا انصاف کرو پیدا کرنیوالے سے ڈرو لقا بیسیا سجدہ کرنے کے لائق نہین مکار و ندار اپنی پشت کی خبر نہین رکھتا بندگان خدا کو ملعون نے برگشتہ کیا ہی مثل ہمارے تمھارے کھاتا پیتا ہی تمنے یہ بھی سنا ہوگا کہ والدہ ماجدہ میری ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری ہین ہمارے قبلہ وکعبہ لڑ بھڑکر نکال لائے حرامزادے سے کچھ بھی نہو سکا برسون یہی گھارا کیا کہ قاسم نوجوان وسیلے زیارت کرنے کے نور چکیدۂ قدرت کو لیگئے ہین ایسے ایسے مہملات بکا کرتا ہی کیسا خداوند ہی پروردگار دہ ہی جسنے زمین و آسمان کل اشیاے موجودہ کو یکایک کلمۂ کن خلق فرمایا وحدہٗ لاشریک ہے وہ لائق سجدہ کرنیکے ہی اسکو وحدہٗ لاشریک جانو پیدا کرنے والے کو پہچانو تو ہم تمھارے ہاتھ سی شراب پینی پردۂ دوئی درمیان سی اُٹھ جائے قلب کے سرور آنکھون مین نور ہو رنج وملال دور ہو اس فصاحت و بلاغت پر ایرج نوجوان کی ملکہ کو عالم وجد تھا دل سے کہتی تھی کہ باتین کرتے ہین یا منھ سے پھول جھڑتے ہین عشق دمبدم ترقی پر ہوتا جاتا ہی اسوقت ملکہ نے سر جھکاکر کہا کہ بھیا شاپور کی خاطر مدنظر ہے اور کچھ نہین تمھارے کلام مین اثر ہے جو کچھ کہو وہ ہم کہدین اس بحر طویل پڑھنے سے کیا فائدہ لو ذرا اسی باب کو کسقدر بڑھایا ہی میرا سر پھرنے لگا نازو کرشمہ جو ملکہ نے یہ کہا دل ایرج نوجوان کا مثل گل شگفتہ ہوگیا کلمہ تلقین کیا ملکہ پڑھکر اسی صدق مسلمان ہوئی مگر یہ تقاضا ہر بات مین چلا جاتا ہی کہ بھیا شاپور ہمارا مرکب تیار کروا اندھیری رات ہی پشت باغ تک ہمین پہونچا دو شاپور شیر دل نے عرض کیا کہ حضور اور ایک جام نوش فرمالیجیے اور وہ جو ہمارے آپکے صلاح ہوئی ہی سمجھا تو دیجیے اسقدر جلدی نہ کیجیے ملکہ سیمین عذار فتنہ رقد نے جام شراب مملو کرکے طرف ایرج نوجوان کے بڑھایا ایرج نوجوان نے خوشی لیکر پیا پھر تو وہ جام بے دغدغہ گردش الایام چلنے لگا شاپور شیر دل نے باشارہ ایرج نوجوان چنگ مرصع اُٹھایا بجانے لگا اور یہ غزل گانی لگا غزل

نہین اُٹھکے جانا گوارا تمھارا — کہ مدنظر ہے نظارا تمھارا — پریشان مین صورت زلف ہونگا
جو غیرون نے گیسو سنوارا تمھارا — بگڑکر وہ کہتے ہین دامن کو چھوڑو — نہین بیٹھتے ہم اجارا تمھارا
جبین منور پہ ہے چاند ٹیکی — کہ چمکا ہوا ہی ستارا تمھارا — مجھے منع رونے کو کرتے ہو ناحق
تمھری آنکھ پر کیا اجارا تمھارا — محبت مین مین اُنکو دل دیکے بولا — ہوا آج سے دل ہمارا تمھارا
کہا جب پئے وصل بولے بگڑکر — نہین ہوتے راضی اجارا تمھارا — خوشی ہو نہایت عجب عید ہوئے
جو باہم ملے دل ہمارا تمھارا — لب بام اُس ماہ انور کو دیکھا — پھر آج چمکا ستارا تمھارا

شاہپور شیر دل نے جو یہ غزل حسب حال با اثر پر مضمون گائی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے ہچکی لگ گئی ایرج نوجوان نے دامن سے اشک پاک کیے کہا محبوب جانی رونیکا کیا باعث ہی نشہ تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکوئی ہو چکا ہی خیال خیر و شر دل سے دور ہو گیا ہی مطلوب پہلو مین ایرج نوجوان نے دامن سے بہ محبت اشک پاک کیے فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا جواب دیا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی مجھے ہزار طرح کے خیال ہین کیونکر نہ روؤن رونا تقدیر مین لکھا ہی حقیقت مین نوشتۂ تقدیر نہین ملتا اسوقت ایک بہت بڑا خیال آیا ہی آج صبح کا ذکر ہے کہ باپ میرا فولاد فولاد شکن میرے دیکھنے کو آیا مین جو شکار سے آپ کو دیکھکر گئی تھی کسی قدر چہرہ اُداس تھا وہ سمجھے کہ خلاف آب و ہوا سے مزاج ناساز ہی کہا کہ اے نور نظر ایک ہفتہ تمکو تکلیف ہی بعد اسکے بفتح و فیروزی وطن چلینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران جو کہ کل لشکر اسلام کا افسر ہے وہ تو پیر زمین گیر ہے مگر دو شخصون کو البتہ قتل کرتا ہی ایک نور الدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ صاحبقران درمیان مین آپ کا نام لیا اور یہ بھی کہا کہ وہ خداوند کے نواسے ہین انکو قتل تو نہ کرونگا مگر گرفتار کر کے خداوند کے قدمون پر گرا دونگا اسوقت سے ایک دل کو تردد انتہا کا رہتا تھا اتفاق قضا و قدر سے یہانتک آ بھی ہوا پس ہرائے خدا ہم تو مصیبت ہجر کی جھیلینگے اپنی جان پر کھیلینگے لیکن آپ تھوڑے دنون کے واسطے اپنے وطن قدیم چلے جایئے اس عفریت خونخوار جلاد سفاک بیرحم بے حیا سرکش ستمگر کے ہاتھ سے اپنی جان بچایئے بوجہ آپکے نام کا دشمن ہو اور کل مسلمانون کے واسطے رہزن ہی ایرج نوجوان نے مسکرا کے کہا ملکہ عالم تمھاری مہربانی اب تو اُس بیحیا کا قتل کرنا واجب و لازم ہوا اول تو تمسے محبت ہو گئی اگر مسلمان ہوا تو ہمارا بزرگ ہی دوسرے یہ کہ اگر ہمسے جنگ کا خواہان ہے بحول قوۃ الٰہی اگر سر میدان چیر کر نہ پھینک دیا تو نام اپنا نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان رکھا اور جو نام اُسنے نور الدہر بن بدیع الزمان کا لیا اُس شیر دلیر کا توشہ نہین ہی اول تو اب آنکھون مین نکلنے کی ہیکو دونگا فیکو واجب و لازم ہوا کہ خود اُس سے مقابلہ کرونگا اور جانب خدا پرستی رغبت دلاؤنگا

اگر نہ لینگے تو وہ روز سیہ دیکھینگے انشاء اللہ عمر بھر یاد کرینگے اور خدا کی قدرت کہ ہمارے جد عالی تبار کو بیر بن گیر کہتا ہے اے ملکۂ عالم انکا لقب ہے شکار کنندۂ ہفت قلۂ قاف کشندۂ جلف سیمرغ بروز مضاف حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان کشندۂ دیو عفریت وقاتل سمندون ہزار دست ہم سب اُنکے زیر کردہ ہین ماشاء اللہ اس بڑھاپے مین جسدن میدان مین نکلتے ہین پہلوانان عالم کے جسم مین تھر تھری ہوتی ہے بارہ کوس تک نعرے کی آواز جاتی ہے زمین تھراتی ہے شیران دشت کو اُنکے نام سے تپ چڑھ آتی ہے ہم سبھون کا شباب الکاب بڑھاپا ہماری زبان کیا ہے جو صفت اُنکی زبان پر لائین سات برس کے سن مین دو پہلوانان لشکر نوشیروان طاہر مطاہر عادی برابر کوہ بوقبیس برائے قتل ہمارے جد عالی تبار کے آئے تھے انکو مشل کرپاس کہنہ کے چیر کر پھینک دیا نو برس کے سن مین حشام بن علقمہ رجبری کہ جسکا نوے گز کا قد و قامت تھا یک ضرب شمشیر دو پر کاٹے گیارہ برس کے سن مین دارائے ہند لندھور بن سعدان خسرو بلاد ہندوستان کو جاکر زیر و زبر کیا اپنا جانشین بنایا اٹھارہ برس کی عمر مین پردۂ قاف تشریف لے گئے تمام سرکشان قاف کو اٹھارہ برس کے سن مین تہ تیغ بیدریغ کیا شیاطین پرستون کا مذہب مٹایا جھنڈا دین اسلام ملت بیضا کا اُس کفرآباد مین گاڑا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا پر آئے نوشیروان بادشاہ ہفت کشور الکنکر و بر کردر سوار پیدل بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا تھا اُسکو شکست دی دختر ہلنداختر اُسکی ملکہ مہرنگار اپنے قبضے مین کی ترکستان و فرنگستان وغیرہ فتح کرتے ہوئے برسر بالا باختر تشریف لائے زمرد شاہ باختری ملک باختر مین دعوی خدائی کا کرکے بیٹھا تھا بہشت و دوزخ بنائی گم گشتگان کوے ضلالت کو عجائب و غرائب دکھائے ہفت طبقات قیطول اس طرح کے بلند و مرتفع بنائے تھے کہ جسپر کمند وہم و خیال نہ پہونچتی تھی زیر قیطول ایک کرور چوراسی لاکھ سوار اور پیدل کی چھاؤنی تھی ہمارے مرسل نامرسل صاحبان کتاب و صاحبان صحیفہ بے حیا نے مقرر کیے تھے اسقدر مغرور تھا کہ سال بھر کے بعد قیطول سے اتر کر اپنے بندون کو اپنا جمال دکھاتا تھا بہرام فلک اُسکی جلالت دیکھکر تھراتا تھا بڑے لطف سے بیٹھا ہوا خدائی کرتا تھا دیو پیکانی بھرتا تھا ہمارے جد عالی تبار چالیس برس تک ملک باختر پر لقانا ہنجار سے لڑے وہ معرکے پڑے کہ اگر رستم و سفند یار دیکھتے ہر ہر آب ہوتے آخر قیطول چھین لیے پھونک دیے بھگایا شہر باختر پر اپنا قبضہ کیا اُس دن سے لقا شہر بشہر بھاگتا پھرتا ہے حالات مین ہمارے جد عالی تبار کے دفتر اول نوشیروان نامہ دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم موسوم بہ ایرج نامہ کنام پراس حقیر کے قرار پایا اگر ناظرین و مشتاقین ان دفترون کو ملاحظہ فرمائینگے تب مفصل حالات جلالت آیات صاحبقران و فرزندان عالیشان سے بتفصیل ماہر ہونگے اے ملکہ عالم یہ بے حیا کیا بکتا ہے معلوم ہوا کہ موت اسکی دامنگیر ہے اور چھوٹے بڑے کو بھی آئے اُنسے بھی تو حقیر ہی لڑا کئی پہلوان رہنے والے کوہستان کے ایسے ایسے زبردست آئے کہ جنکا نظیر مکن نہین کچھ مسلمان ہوئے کچھ لقمۂ جوہر شمشیر آبدار مسلمانان ہوئے ملکہ یہ باتین سنکر زار زار شل ابر نوبہار روتی ہے

کہا بھیا شاپور شیر دل سنتے ہو ہنسے تو کس محبت سے اُسکی جرأت کا حال بیان کیا نام خدا وہ جواب دیا کہ دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اے شہریارا اب ہمکو جانے دیجئے نہ روکیے اگر خدا نے چاہا تو اسی طرح آٹھویں سا تویں ملاقات ہو جایا کرے گی ایرج نوجوان نے آنکھون مین آنسو بھر کے کہا اے معشوق عاشق خصال وائے بدر کا مال آسمان حسن و جمال جانے کا نام نہ لو روح جسم سے نکل جائیگی آٹھ پہر مین نو صدمات اٹھائے ہین کہ مر مر کر بچے اب قلب مین قوت صبر نہین باقی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار رہا نا تو میرا کسی طرح بہتر نہین ہے صبر مجکو قیامت بر پا ہو گی جسوقت بوقت سحر باپ میرا مجکو باغ مین نہ پائیگا زمین کے طبقے ہلائے گا مین نے تو آپکی محبت مین سر کو ہتھیلی پر رکھا مگر اسمین آپکے دشمنون کی بھی خرابی ہے اگر کسی نے خبر دیدی جہان بیٹھی ہونگی اگر لاکھ سوار پیدل گرد ہونگے تو وہ بلا تکلف آئیگا لاکھ مین اور کرور مین خوف نہ کریگا میرا اور آپ کا دونون کا سر کاٹ کر لیجائیگا مین آپکی بات کو رد نہین کرتی آپکے دادا جان اور آپ بڑے بہادر ہین صدف دریائے جرأت کے بے بہا دُر ہین مگر وہ دیو ہے انسان سے آدمی لڑتا ہے پہاڑ کو کون ٹال سکتا ہے ایک ادنی سی جرأت اُسکی یہ ہے کہ قلعۂ فولاد حصار اپنے نام پر آباد کیا ہے اُس جوار مین ایک صحرای پر ہول تھا مدت مدید و عہد بعید سے وہان آدم خوار رہتے تھے وہ راستہ آمد و شد سے بند تھا اگر کوئی بھولے سے جا نکلا اُسکو آدم خوار پکڑ کر لیجاتے تھے چیر پھاڑ کر کھا لیتے تھے جب ہمارے باپ نے قلعہ آباد کیا اور رعایا بسی اُن آدم خوارون کو نعمت ملی دیہات اور قریات پر آکر گرتے تھے سیکڑون ہزارون آدمیون کو پکڑ لیجاتے تھے بڑے بڑے نامی ہمارے باپ کی طرف سے گئے یا تو طعمۂ آدم خواران ہوئے یا بھاگ کے چلے آئے آخر تنگ ہو کر ہمارے باپ نے کہا ای فرزان فوج لشکر تیار کر دہم دشت آدم خواران پر چڑھائی کرینگے بڑے بڑے کو ہی موجود تھے سبنے سر جھکائے اور کہا ہم لوگ اس سے باز آئے کیا کہون کہین آپکے خلاف ہو یکا و تنہا گینڈے پر سوار ہوئے نیزہ پکڑ کر اس دشت مین کئی سو آدم خوار مارے جو باقی رہے وہ بھاگے مگر مہبوت آدم خواران سبکا افسر تھا وہ آکر ہمارے والد سے الجھا گینڈے کا سر کھینچ لیا والد ہمارے پیدل ہوئے مہبوت سے کشتی لڑے مہبوت نے زرہ والد کی نوچکر پھینکدی تمام جسم کو ناخنون سے زخمی کیا تین پہر کا لڑا اُس زخمداری مین اُس سے لڑے اسقدر گھونسے مارے کہ وہ مارے صدمے کے بیہوش ہو گیا مگر سے زنجیر کھولی اُسکی مشکین باندھین کشان کشان لیکر شہر مین آئے اُس دن حضور فولاد حصار مین عجب طرح کا ہنگامہ تھا لاکھون آدمی تماشہ دیکھنے آئے تھے آخر اُسکو قید کیا اُس آدمخوار کو ایسا آدمی بنایا ہے کہ لشکر کا سپہ سالار ہے یہ جملہ اسواسطے بیان کیا گیا کہ مہربانی فرمائیے اُس ظالم کے مقابلہ کا نام نہ لیجئے ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم مصرع خیر زندہ ہے اگر یار تو صحبت باقی ؛ انشاء اللہ اب وہ تشریف لائے ہین ضرور مقابلہ ہو گا تمکو تو مین بخیر دونگا یہ سر حاضر ہے کاٹ لو جانے کا ذکر نہ کرو نام فراق سے کلیجہ اچھلتا ہے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش محبت سے گلے مین ہاتھ شاہزادے کے ڈالدیے اسقدر روئی کہ ہچکی لگ گئی ہر چند شاہزادہ سمجھاتا ہے رقت ملکہ کی کمی جاتی ہے ایرج نوجوان کی بھی آنکھون سے اشک حسرت جاری خوف ہے کہین ملکہ کا دم نہ نکل جائے عارضہ یہ عارض

رکھدیا آنسو دامن سے پاک کیے کہ برائے خدا صبر کرو دلپر جبر کرو آخر اسقدر رونیکا کیا باعث ہو ملکہ نے کہا اے شہریار آپ مجکو جانیکو منع کرتے ہین مجکو بہت بڑا خوف ہو کہ خدا معلوم وہ ظالم کیا قیامت برپا کریگا میرا کب دل چاہتا ہو کہ آپ کو چھوڑکر جاؤن مگر ہر طرح مجبور دنا چار ہون جانے مین صرف میری جان کا ضرر ہو فراق مین آپکے تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی اور نہ جانے مین میری اور آپکی دونون کی جان جائیگی ایرج نوجوان نے کہا اے ملکۂ عالم یہ خیال خام و تصور تمام دل سے دور کرو جیسا کچھ ہوگا دیسا دیکھا جائیگا اول تو خبر ہی نہ پہونچے گی اور اگر آگاہ ہو جائیگا تو کیا کریگا کیا ہمارے ہاتھ مین مہندی لگی ہو یہ چند باتین ابھی عاشق و معشوق مین ہونے نپائین تھین کہ شب وصل باتون مین گذر جاتی ہو رخ شمع پر زردی آئی آثار سحر نمودار ہوئے طائران صحرا کی زمزمہ سرائی کی آواز آئی اپنی اپنی زبانون مین حمد خدا کرنے لگے یکایک آفتاب عالمتاب برائے مبارکبادی شب وصال طالب و مطلوب کا شانۂ مطلع مشرق سے برآمد ہوکر پشت اشہب تیز گام فلک پر سوار ہوا اور قطع راہ منازل مین سرگرم رفتار ہوا رخ پر نور سے روشن جہان ہوا اور دی سیاہ شب آنکھون سے نہان ہوا بلائے تیرگی شب رخ خورشید سے بالکل دور ہوئی تاریکی شب روشنی مہر سے بالکل کافور ہوئی ہر عاشق مہجور کی امید بر آئی صبح ہوئی صورت خورشید نظر آئی شعر موذن اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند مرغان خوش الحان حمد و ثنائے سبحان بجالانے لگے جھونکے نسیم سحر کے مثل گلہائے گلشن غنچہ ہائے دل کھلانے لگے اشعار

صبح در آمد زد و یوسف زرین رسن	کرد چو یوسف برآب در دل ماہی و طن	خنجر زرین مہر بہلوی شب را شگافت
روے افق شد ازان ہمچو عقیق یمن	چشمۂ خورشید شد چشمۂ آب حیات	ساقی دوران ازو داد مہر انجمن

وصدائے مرغ سحر کا بلند ہونا ستارہ ہائے سحری کا جھلملانا بارگاہ ایرج نوجوان مین عجب شان ہو رخ شمع پر زردی دافر گلگن مین جلے ہوئے پڑے ہین فرش مین جابجا شکن شاہد و شیرین دل کا بھیرون گانا عاشق و معشوق کا دل بہلانا اس دونون کے مسکے ہوئے ملکۂ عالم کے چہرہ پر بوسون کے نشان سنعرہ رخسارے نازک کہ ہو جائین لال نہ اگر ان پہ بوسون کا گذرے خیال نہ کہ پہلوے عاشق مین شب بسر کرنا جوش محبت مین بوسے بازی ہونا موے شکین چہرے پر کھلے ہوئے باسی ہارون کو گلیسے توڑکر پہینکا انمین بھینی بھینی خوشبو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جو صدائے مرغ سحر سنی مثل ماہ تابان رنگ چہرے کا فق ہو گیا گھبراکر کہا کہ اے شہریار غضب ہو گیا آپکی باتون مین سحر ہوئی عجب صورت سے یہ رات بسر ہوئی ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہو اسقدر کیون گھبراتی ہو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کہا اے شہریار جسکا مجکو خوف تھا اسی کا سامنا ہوا آپنے میرا کہنا نہ مانا صبح ہوگئی اب دیکھیے کیا ہوتا ہو اب میرا جانا ناممکن ہے ایرج نوجوان نے کہا ملکۂ عالم ناحق کا تمکو خیال ہو بسو اب بیٹھو عیش کرو خیالات شر و فساد کو دل مین نہ جگہ دو تمنے فولاد فولاد شکن کو حوالہ کیا ہے کیا آکے سب کو کھا جائیگا ملکہ تمکو ہمارے سر کی قسم اب نام فولاد فولاد شکن کا ہمارے سامنے نہ لینا ورنہ مین ابھی ایک نامہ لکھکر پاس فولاد فولاد شکن کے اس مضمون کا بھیجدونگا کہ

اور بیچیا تیری دختر ہمارے پاس موجود ہو اگر کچھ دعوی جرأت ہو تو آکر لیجا یہ سنکر ملکہ سیمین غذار صنوبر قد تھر تھر کانپنے لگی شاپور شیرزن نے اشارہ کیا ملکہ برائے خدا اب ذکر فولاد فولاد شکن نہ کرو اسکی جرأت کا نام نہ لو یہ خاندان کا خاندان آتش خو شعلہ مزاج مشہور ہے دادا انکے رستم بیلتن علمشاہ نوجوان ایسے جاہل جہل تھے کہ بات بات پر ہوا سے لڑتے تھے اب چندے سے سلیس ہو گئے ہین مگر مقام جرأت پر آپ ہی اپنے آپسے باہر ہو جاتے ہین اور باپ انکے شاہزادہ خاور سپاہ معاذ اللہ صاحبقران زمان تک انکی بدمزاجی پر طرح دیتے ہین اور یہ تو ابھی نوجوان آگ کے پتلے بنے ہوئے ہین جرأت مین بینظیر مرجانے کو اپنا فخر سمجھتے ہین پس ایسے مرنے والے سے ڈرنا چاہیے موافق اسکی طبیعت کے کام کرنا چاہیے اگر انکی مرتبہ ذکر جرأت فولاد فولاد شکن کردی ایسا نہو تلوار پکڑکے خود اسکے لشکر مین آپ ہی گھس جاوین روبرو اسکے جاکر کہین کہ بیٹی تیری ہمارے پاس موجود ہو انسے ان باتون کا کچھ عجب نہین ہو ملکہ یہ سنکے رونے لگی اور کہا کہ اے شہریار آپ کو اختیار ہو اب ہم کچھ نہ کہین گے شاپور نے واسطے بہلانے شاہزادے اور ملکہ کے سامان شراب و کباب مہیا کیا ملکہ کے دل کو چین نہین آسودہ گل باغ محبوبی خاموش ہو کسی جانب متوجہ نہین ہوتی یہان کی تو یہ کیفیت ہو مگر اب دو کلمہ فولاد فولاد شکن کے تحریر ہوتے ہین اول صحبکو خواصین جو سوکر اٹھین دیکھا ملکہ اور شعاعہ رخسار کو نہ پاکر گھبرا گئی تھین چہار جانب تلاش کرنے لگین سارے باغ کو چھانڈالا اس گل حدیقۂ رعنائی کی کہین بو نہ پائی اب کنیزین باغ سے سب ایک مقام پر جمع ہین اور متردد و متفکر ہین اور آپسمین کہہ رہی ہین کہ صاحبو یہ کیا غضب ہوا ہماری ملکہ کو کون لے گیا ہمکو مثل لالہ داغ دے گیا کہان جائین کہان ڈھونڈھین کیا کرین کچھ بن نہین پڑتا ایک کہتی ہو ہوا انکے باپ سے جلدی خبر کرو کہ آکر صاحبزادی کا پتا نہین بتا ایک کہے کہ وہ آکر ہماری تمھاری ناک چوٹی کاٹ لینگے ہمین سے پوچھین گے ہم انسے کیا بتائینگے یہ تقریر خواصون کی سنکر غنچہ دہن وزیرزادی ملکہ کی خاموش ہوا سکو تو اک حیرت کا جوش ہو سنے کہا ہی وزیرزادی صاحبہ آپ ہم سبھونکی افسر ہین ہم سب سے عقل و فطرت مین بہتر ہین آخر کیا کرین غنچہ دہن نے کہا صاحبو مین کیا بتاؤن ہی ہی سر پیٹ کر کہان نکل جاؤن جان و آبرو کا ڈر ہو شعلہ رخسار ہمارے واسطے آگ لگا گئی سٹرن ہو کر ہمکو دیوانہ بنا گئی نہین معلوم ہماری مالکہ کو کہان لیگئی صاحبو مین خاک بولون کیا زبان کھولون ہی ہی مین تو بالکل لٹ گئی اپنی شاہزادی حور خصال سے چھٹ گئی جان کا کس حرامزادی کو ڈر ہو انکی یاد ذلف مین حال ابتر ہی ہائے انکی بھولی صورت یاد آتی ہی میری آبرو بڑھانیوالی دو دن سے یہ چین نہین مین نے ہر چند پوچھا کون سی ایسی مخفی بات ہو جو مجھ ایسی رازدار سے نہ کہی نہین معلوم ہمین کیا بھید کسی کی دام زلف مین پھنسین یا کسی مکار نے یہ جال پھیلایا اس بلبل نغمہ سنج باغ حسن کو ہمسے چھڑایا یہان آپسمین یہ باتین ہو رہی تھین بعض ہنستی تھین بعض رو رہی تھین کہ یکایک بی لذت محلدار تھر تھر کانپنے ہوئی بدحواس آئی کہا اوستانیو یہ کیا ہلڑ مچایا ہی اپنی جان کی خیر مناؤ معاجلاد فولاد فولاد شکن آتا ہی مین سے سلام کہ ایہلے

مجھسے یہی پوچھا کہ سیمین عذار صنوبر قد اٹھی یا سوتی ہی چھوکری کا مزاج کیسا ہی مین نے کچھ جواب نہین دیا بھاگی یہان آئی ہون ہوشیار ہو جاؤ استقبال کو چلو مین تو باغ کی کھڑکی کھولکر بھاگی جاتی ہون بوا چاہتی ہون کسی کنوین مین گر پڑون ہی کیونکر اپنی جان دون زمین سخت آسمان دور ای خداوند لقا خیر کیجیو سب کی جان بچا بیجیو شمال صبا کے ابھی ابھی ہماری ملکہ باغ مین آجائے دل شگفتہ ہو جائے لقا کے نام پر غریبون کو شراب پلاؤن گی لات و منات کا بوجا کرون گی ہنوز یہ باتین تمام نہونے پائی تھین سب خواصین لذت کی باتین سُنکر مثل تصویر خاموش کھڑی تھین کہ فولاد فولاد شکن سامنے سے نمایان ہوا نشۂ شراب مین مست پیر ڈالتا کہین پڑتا کہین لڑکھڑاتا ہوا آتا ہی سب خواصین واسطے تسلیم کے جھکین فولاد فولاد شکن آنکھین پھاڑ پھاڑکر دیکھنے لگا میری نور عین کہان ہی سب نے سر جھکا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر مثل بید لرزان بصورت آئنہ حیران و مشکل گیسو پریشان زبانین بند دل دردمند سب کے آگے بڑھی ہوئی بی لذت کھڑی ہین بھاگنے کا قصد تھا مگر اب تو پانون مین زنجیر پڑگئی گویا زمین مین گڑ گئی فولاد فولاد شکن نے کہا ری حرامزادیو کچھ جواب نہین دیتین کیا چھوکری ابھی سوکر نہین اٹھی سوتی ہو تو خبردار نہ جگاؤن دن بھر بدمزاج رہیگی جب اس تقریر کا بھی جواب نہین ملا فولاد فولاد شکن بے سر پیر بی لذت کے ایک گھونسا مارا اُسکا سر پھٹ گیا چرخ کھاکر گری زمین پر اڑیان گڑنے لگی اور کسیکو تھپڑ کسیکو قبضۂ تلوار کا کسیکو ٹھوکر لگائی جس پانچ کا اسی طرح خاتمہ ہوا غنچہ دہن ہاتھ باندھکر آگے بڑھی عرض کی لونڈی کا بھی سر کاٹ لیجیے جلد سزا دیجیے فولاد فولاد نے کہا ری غنچہ دہن آخر معرکہ کیا ہی سوکے نہین اٹھی یا جاگتی ہی یا مرگئی آخر کیا افتاد ہوئی غنچہ دہن نے کہا اصل جان یہ ہی کہ حسبوقت ملکہ واسطے شکار کے گئی تھین خیر وہان سے واپس آئین عجیب کیفیت تھی چہرہ زرد ہونٹھ خشک خاموش کسی سے کلام نہ کھانے پینے پر توجہ اگر منھ لپیٹ کے پڑ رہین خواصون پر غصہ فرمایا کہ تمنے ہمکو قیدی بنایا ہی ہماری پاس سے جاؤ تنہا ہمین رہنے دو مین جوش محبت مین شب کو جاکر حاضر ہوئی دیکھا تو روتے روتے آنکھین سوج گئی تھین مین نے حال پوچھا تصدق ہوئی نثار ہوئی یہی فرمایا کہ طبیعت میری علیل ہے میرا بات کرنے کو جی نہین چاہتا غنچہ دہن میرے پاس سے جاؤ کنارے جاکر بیٹھو اسی پریشانی مین رات کٹی صبح کو حضور تشریف لائے آپنے حکم دیا شعلۂ رخسار اور لالہ عذار کو لاؤ گانا سنوُ بعد حضور کے جانیکے بی شعلۂ رخسار گرمی کرتی ہوئی آئین مگر مثل دیوانون کے کہتی ہوئی کہ مین جنات کا بادشاہ ہون بی لالہ عذار پٹتی نہین ہی ہی میری بچی کو کیا ہو گیا حضور ملکہ سرشام بی شعلۂ رخسار کا ہاتھ پکڑکر کوٹھے پر گئین یہ کہکر کہ ہم اسکا علاج کرینگے ملکہ عالم نے لالہ عذار شعلۂ رخسار کی ماں کو رخصت کر دیا ہم لوگون کو حکم دیا کہ ہمارے پاس نہ آؤ ہم کوٹھے پر اکیلے بیٹھین گے اب جو لونڈیون نے صبح کو جاکر دیکھا نہ بی شعلۂ رخسار کو پایا نہ ہماری ملکہ کا پتا ملتا ہی سارا باغ چھان چکے آپکے خوف سے کھڑے کانپ رہے تھے یہی آپسمین چرچے تھے کہ اب کیا کرین کہان جائین اصل کیفیت تو یہ تھی

اب حضور کو اختیار ہے چاہے لونڈیون کی جان بخشی ہو چاہے قتل کریں ہم بالکل نیاز دل سے ملکۂ ناواقف ہین خداوند تعالا تو ہمکو غارت کر چوہم اور کچھ جانتے ہون قریب تھا کہ یہ باتین سنکر فولاد کا کلیجہ پھٹ جائے یون کا پتا تھا جیسے کیسکو بخار چڑھتا ہے فولاد تو اس غصے مین کھڑا ہوا ہی مگر حال سنیئے لالہ عذار مادر شعلہ رخسار کا کہ یہ بموجب حکم ملکہ بیٹی کو چھوڑ کر چلی تو گئی تھی مگر رات بھر یاد مین مثل ماہی بے آب تڑپا کی اور بیقراری مین صبح ہوئی بہلی پر سوار ہو کے چلی قضائے کار اُسی نخل کے قریب پہونچی جہان شاپور شیر دل نے شعلہ رخسار کو بیہوش کر کے ڈال دیا تھا اب اُسکی بیہوشی دور ہوئی اپنے کو ننگا سنگا صحرا مین پایا ایک ہاتھ آگے ایک ہاتھ پیچھے چیخین مار کر رونے لگی لالہ عذار کے کان مین یہ آواز آئی گاڑی بان سے کہا ہی ہی میری بچی کے رونے کی آواز آتی ہی ارے جلد بہلی روک وہ جبتک روکے روکے لالہ عذار نے اپنے تئین بہلی سے گرا دیا اُفتان وخیزان دوڑی شعلہ رخسار نے جو ماں کو آتے دیکھا چلائی ہای امی جان ادھر آیئے ہی ہی ہم سے ایسی بیزار ہوئین کہ ہمکو ننگا کر کے جنگل مین ڈال دیا اب توبہ کرتی ہون کسی غیر کے ساتھ نہ جاؤنگی مین تو اُن لوگون سے کہا کرتی تھی میری امان جلادنی ہی خطا پر مار ڈالے گی آخر آپنے ایسا کلیجہ پتھر کا کیا کہ ہمکو صحرا مین ڈالدیا اگر کوئی شیر بھیڑیا آتا کھا جاتا تو اچھا ہوتا تمھاری امید بر آتی یہ سنکر لالہ عذار متحیر ہو کر دوڑ کے لپٹ گئی اور رو کر کہنے لگی اے جان مادر یہ کیا کہتی ہو تم یہان کیونکر آئین مین تو تمکو دیوانے پن مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے پاس چھوڑ آئی تھی ایسی ایسی باتین جو آپسمین ہوئین لالہ عذار بھی حیران شعلہ رخسار بھی پریشان طول بیجا کا اس رانم کو بڑا خیال ہی آمدم بر سر مطلب لالہ عذار نے اپنی دولائی شعلہ رخسار کو اُڑھائی ساری باندھنے کو دی اور کہا بیٹا بڑی حیرت کی بات ہی کہ کچھ سمجھ مین نہین آتا چلو باغ مین ملکہ عالم کے چلکر دیکھین وہان کیا گل بھولا ہی الغرض اسوقت دونون باغ مین آکر پہونچین کہ فولاد و فولاد سکن عنچہ دہن سے حال سنکر جو اول مین لکھا گیا ہی خاموش کھڑا ہی کہ ہلڑ ہوا کہ بی لالہ عذار اور شعلہ رخسار باہر سے باغ کے آتی ہین دیکھین یہ دونون کیا فرماتی ہین جیسے ہی فولاد کے قریب آئین فولاد نے کوڑا اُٹھایا اور کہا کہ سچ بتا ورنہ کچومنجو کیا معرکہ ہی میری بیٹی کا پتا نہین ملتا لالہ عذار رو دینے لگی کہ حضور میری داد دیجیے مین اپنی بیٹی کو خدمت ملکۂ عالم مین چھوڑ گئی تھی اسوقت صحرا مین ننگا بر ہنہ پیٹ پایا جو میری بچی کو شیر بھیڑیا کھا جاتا تو کسی طرف کی نہ رہتی تھی لونڈیون سے ایسا غصہ مناسب نہین ہی سب نے سکوٹرن بنایا تھا وہ بیچاری قسمین کھاتی ہی کہ نہ مین دیوانی ہوئی نہ مرن ہوئی ایسی دل لگی نکلا تھا کہ ننگا کر کے جنگل مین پھکوا دیا کیا خوب ملکہ نے علاج کیا میری سٹرن دیوانی کو میرے گھر بھجوا دیا ہوتا ذرا ملکہ کو تو سامنے بلایئے مین اُنسے شکایت کرونگی جہاز کا کانٹا بنکے پیچھے پڑ دونگی اور کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھونگی وہ تو خداوند تعالا نے بڑی خیر کی کہ مین روتی پیٹتی اپنی بچی تک پہونچ گئی جب وہ خونخوار جنگل یاد آتا ہی تو میرا کلیجہ تھر تھر کانپنے لگتا ہی اگر مین نہ جاتی تو میری بچی مجکو زندہ نہ ملتی ذرا ملکہ آئین تو سہی دیکھو مین کیسا

انکو آڑے ہاتھون لیتی ہون فولاد نے یا تو کوڑا اٹھایا تھا یہ تقریر حیرت افزا سنکر ہاتھ روک لیا کہا اری ملکہ کہان ہی جسکو بلاؤن میری بیٹی خود غائب ہے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مین کیا کرون کہان اپنی دختر کو ڈھونڈھون لالہ عذار نے عرض کیا واری میرے خیال مین تو یہ آتا ہی کہ اُسی جنگل مین چل کے تلاش کیجیے آپکا پھول بھی اُسی خارستان مین ملیگا جیسے مین جنگل مین جاکر شگفتہ ہوئی ویسے ہی آپکا بھی غنچۂ آرزو کھلے گا فولاد ساری جرأت بھولا کہا اچھا چلو فقط ان دونون کو ساتھ لیکر اسی جنگل مین مثل غول بیابانی چہار طرف دوڑنے لگا کبھی نام لیکر ملکہ کا پکارتا تھا کہ اے سیمین عذار صنوبر قد بی بی کہان ہو مثل طائر عنقا میری نظرون سے کیون نہان ہوا کر کلیجے سے لپٹ جاؤ چاند سی صورت دکھاؤ فولاد تو دیوانہ فلک صحرا مین یہ کہتا مارا مارا پھرتا تھا اور دونون دُونیان بھی تلاش کرتی پھرتی ہین مگر خواجہ گراز الدین ملک مختیار رکب شوم کافر بیدین صبح کو جو اٹھکے پہلے پاس سلیمان کے آیا کہا کیون پہلوان دوران دگرشاسب جہان میان فولاد فولاد کا منھ ہی کے کڑے ہین کئی دن ہو چکے شریف لائے ہوئے طبل جنگی کیون نہین بجواتے وہ تو فرماتے تھے کہ اسی ہفتے کے اندر قدرت کو بلائے قیطول پہونچا ئینگے مسلمانون کو بھگا دینگے اب تامل کا کیا باعث ہی سلیمان نے کہا ملک ہی کل فولاد فولاد شکن شب کو خود کہتا تھا کہ مامون جان جلد طبل جنگی بجوائیے مین قدرت سے شرمندہ ہوتا ہون مین نے روکا آج کی شب کا وعدہ کر لیا ہی مگر نہین معلوم کیا سبب ہے کہ اتنا دن چڑھ آیا اور فولاد ابھی تک میان نہین پہونچا مختیار رکب نے کہا آج مین خود انکی ملاقات کو جاتا ہون ابھی ساتھ لیکر دربار خداوندی مین آتا ہون سلیمان عنبر مفحے کو ہی نے کہا بہر حال مین دربار لقا مین چلتا ہون ابھے مین ملاقات ہوگی سلیمان گینڈے پر سوار ہوکے اُدھر چلا مختیار رکب نے مجرا اپنا طرف باغ سلیمان کے بڑھایا روزی کرتا ہوا آتا ہی چند غلام ساتھ ہین اُنسے کہتا ہوا آتا ہی آج نالائقون کو لڑوا دونگا اتنے دنون کوئی آکر نہین ٹھہرا اب مین انکو جہنم مین پہونچاتا ہون مسلمانون سے لڑواتا ہون یہ کہتا ہوا در باغ پر آیا دیکھا رنگ باغ دگرگون ہی ہزارون خواصین ملکہ کی دروازے پر کھڑی پیٹ رہی ہین بعض لقا سے فریاد کر رہی ہین یا خداوند ہماری ملکہ کو ہمسے ملادے فولاد فولاد شکن بامراد آئین ملکہ کو بصحت و عافیت صحرا سے پائین جس طرح لالہ عذار کی مراد ملی ننگی ہوگئی بلا سے لباس گیا پوشش سے انکی جان کی تو خیر ہوگئی زندہ تو ملی اسی طرح یا لقا ہماری بھی مراد حاصل ہو ملکہ کو یہان کھیلتا پائین ایک کہرام مچی کہ ہوا میرے ہوش و حواس باختہ ہین یہ تو باتین طلسمات کی سی ہین بیت چمن مین دفن ہوا کوے یار مین نکلا زمین مین بھی نہ ٹھہرا وہ بیقرار ہونین شعلہ رخسار ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے ہاتھ کو ٹھے پر گئی اور جنگل مین ننگی لی دیکھے تیرہ صدی کے زمانے مین کیا کیا ہوگا مختیار رکب نے جو یہ ہنگامہ دیکھا خچر سے کود اقریب کنیزون کے آیا پوچھا خیر تو ہی میان فولاد فولاد شکن کہان ہین تم سب کیون اسقدر فریاد و زاری نالہ و بیقراری کر رہی ہو کس ملکہ کے لیے دعا مانگتی ہو سب کنیزون نے ہر طرف ہوا میان شیطان آئے میان شیطان آئے یہ خداوند سے بہت گستاخ ہین انکے سامنے بیان کرو یہ قدرت سے

کہکر مراد دلی دلوا دینگے بچھڑی ملکہ سے ملا دینگے اگر کچھ بھوت پریت کا خلل ہوا ہی دیو جن خبیث ہے گیا ہی تو یہ کل خبیثات کے
باپ ہین بڑے پریت آپ ہین انسے ضرور کہو مطلب حاصل ہوگا رنج و ملال زائل ہوگا یہ سمین مشورے کرکے سب کی سب
دوڑین قدموں سے بختیارک کے لپٹ گئین کہا میان شیطان صاحب دوہائی ہی ہماری ملکہ خود بخود غائب ہوگئین بختیارک
نے کہا کون ملکہ ایک کنیز نے کہا کہ پہلوان صاحب کی دختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد خود بخود باغ سے غائب ہوگئین ہین
پہلوان صاحب جنگل مین برائے تلاش تشریف لیگئے ہین بختیارک نے کہا ہین یہ کیا کہ غائب باغ مین ملکہ ہوئین
فولاد جنگل مین ڈھونڈھنے کو گئے اُسنے عرض کیا کہ میان بختیارک سے مین بیان بھی کرتے ڈرتی ہون ذرا کوئی دسوسہ دلوائیگا
میری امان سی مجکو نہ لڑوائیے گا شوہر سے نہ جدا کیجیے گا یہ سب جھگڑے آپ ہی کی ذات سی ہوتے ہین یہ سُنکے بختیارک
کا لیان دینے لگا بختو کہین تمھاری قضا تو نہین آئی ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا جلد مفصل بتاؤ مطلب تو سمجھ گیا ہون
لیکن اشارہ کافی ہوگا سوسن نے کہا ملک جی مجھ سے حال سنیے اور تو جھگڑا طول طویل ہی لیکن مختصر یہ ہی کہ شعلہ رخسار
کے ساتھ ملکہ کوٹھے پر گئین وہان سے غائب ہوئین شعلہ رخسار جنگل مین ملی وہان نگی پڑی تھی اسوجہ سے فولاد بھی
اسی جنگل مین تلاش کرنے گئے ہین بختیارک خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا وہ مارا جو ہم نے کہا تھا وہی ہوا اچھے الو کے
پٹھون کا دڑبا کھلا ہی جنگل مین مثل غول بیابانی کے گیا ہی وہ پریوش کہی خوب خبر لیگی پہلوین بیٹھی ہوگی مزے اڑا رہی ہوگی یہ کہکر خچر پر
سوار ہوا اور بتعجیل جنگل مین آیا دیکھا میان فولاد ہر طرف مثل لنگور کے اچکتے پھرتے ہین ایک طرف دوڑ، نڈیان گویا جنگل
کی بلائین پکار رہی ہین کہ ملکہ آؤ فولاد فولاد شکن نے جو بختیارک کو آتے دیکھا قریب آیا کہا ملک جی عجب طرح کا معرکہ ہوا
باغ سے ملکہ اور شعلہ رخسار غائب ہوئین شعلہ رخسار کو اسکی ماں نے اس جنگل سی پایا مگر میرا گل آرزو کہین نظر نہین
مین چھپ گیا ہی نہین ملتا ہی ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پانون مین آبلے پڑ گئے ہین بختیارک نے کہا آپ میرے ساتھ چلیے
مین آپسے مفصل بتلا دون فولاد خوشی خوشی ساتھ ہوا لالہ عذار و شعلہ رخسار اپنے خیمے کی طرف گئین فولاد جب
آکر در باغ پر بیٹھا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران یہان ایسے معاملے بہت گذر چکے ہین آپ اُس عورت کے کہنے سے
ناحق دوڑے گئے عقل سی ظاہر ہوتا ہی کوئی عیار شکل شعلہ رخسار بنکر آیا شعلہ رخسار کو وہان ڈال دیا آپ یہان
ہوشیارات کو قابو پاکر ملکہ کو لیگیا ہو مین نے حکم لگایا تھا آپ کو یاد ہوگا وہ کرسی نشین ہوا مین ٹھکا کسی سے پہلے ہی ہو چکا ہوگا
فولاد فولاد شکن کو اس تقریر بختیارک سے نہایت غصہ آیا ایک ڈھول ماری رفیدہ ملک جی کا زمین پر گرا اور کہا
او نادر بخطا پھرتو نے یہ کلمہ محل میرے سامنے کہا میری لونڈی بھی کبھی ایسا کام نہ کرے گی اسکو تو خود مرد کے
نام سے نفرت ہی کس مرد کی مجال ہی کہ اُسپر آنکھ ڈالے نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی چلو خداوند سے پوچھین وہ صاف صاف
اس راز کو بتا دینگے بختیارک نے جھاڑ پونچھ رفیدہ کو سر پر رکھ لیا اور کہا حضور غصہ نہ فرمائین اگر دل چاہتا ہے
تو اور دو چار ڈھولین لگائین مگر بگوش ہوش سماعت فرمائیے مصرع چشم من بسیار زین خواب پریشان دیدہ است ؛

اے پہلوان دوران علامت اول تو یہ ہے کہ دو چار روز پیشتر سے ضرور بیقرار ہونگی ہان یہ تو فرمائیے کہین شیر وغیرہ کے شکار کو تو جانیکا اتفاق نہین ہوا فولاد نے کہا وہ ہمیشہ سے شکار دوست ہی ہرن کیسے شیر کا بھی شکار کھیلا پلنگ خونخوار کو تلوار سے مارا مگر البتہ کل جو مین صبح کو آیا تو اُسکا عجب حال تھا جب مین نے دریافت کیا تو کنیزون سے معلوم ہوا کہ جب سے شکار سے آئی ہین طبیعت بہت بے لطف ہے بعد اُسکے سُنا کہ رات بھر منھ لپیٹے پڑی رہین جب مین آیا اُسوقت حقیقت مین اُسکا حال ابتر تھا مین نے بیمار جانکر کہا کہ بیٹا ڈنٹر بیلو مگدر ہلاؤ گائن کو بلا بھیجو یہ میرے ہی حکم سے ڈومنیان آئی ہین اُسنے کچھ فرمائش نہین کی ملک جی یہ عرض کر گذرا بختیار نے کہا ناک ناک بننا ہون جو میرے کہنے کے خلاف ہو جو اور پر گذرا وہ مجھسے سُن لیجیے اور میری ذہانت کی داد دیجیے یہ معاملہ گذرا ہوگا شکار گاہ مین گئی ہونگی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا بھی برائے شکار آیا ہوگا اُس سے آنکھین چار ہوئی ہونگی کچھ لوگ اُسوقت وہان ہونگے اسوجہ سے ناچار ہوئی ہونگی یہ جوان حسین کم سن فرزندان حمزہ بھی دریاے حسن و جمال کے گوہر بے بہا ہین صورت و شوکت و جلالت مین یکتا ہین چوٹ کھاکر عشق کی آئی ہونگی ادھر اُسنے عیار کو اپنے بیقرار ہوکر برائے جستجو بھیجا ہوگا وہ اس صورت سے آکر لے گیا حضور کو داغ دے گیا اگر اسمین فرق ہو سر کاٹ لیجیے ان باتون مین چند سرداران لشکر فولاد بھی آگئے ہین بختیار کہ مسخرا پن بھی کرتا جاتا تھا اور جلا جلا کے کہتا جاتا تھا اور ٹھنڈی سانسین بھرتا جاتا تھا کہ ہاے غضب آپنے کس ناز و نعم سے پالا ہوگا اُس ظالم بے درد نے خون کا دریا بہایا ہوگا اب مزے اُڑا رہے ہونگے عاشق و معشوق گلے مین ہاتھ ڈالے بیٹھے ہونگے فولاد فولاد فکن غیرت کے مارے غرق عرق شرم ہو گیا قریب تھا کہ خنجر مارے لیکن ضبط کرکے کہا ملک جی آپکی چہ میگوئیان درست ہین لیکن سب آپکا خیال خام ہے ہرگز ہرگز میری بیٹی ایسی نہین اور اگر تمکو اس امر مین یقین کامل ہے تو اب مین تمھاری جان اور اپنی جان ایک کرونگا ورنہ مفصل بتاؤ کہ کس برج مین وہ آفتاب آسمان خوبی ہے کس انداز نے یہ کام کیا ہے تو ابھی جاکر دریاے خون بہاؤن دونون کے سر کاٹ لاؤن اگر اسمین فرق ہو تو مجکو فولاد فولاد فکن نہ کہنا بختیار نے یہ سنکر تیوری پر بل ڈالکر کہا بس اب خاموش رہیے حقیقت مین اُس شخص نے بُرا کیا آپ کی جوان بیٹی کو نکال لے گیا لیکن اب اس مقدمے پر خاک ڈالیے معاف فرمائیے اگر سچ پوچھیے تو اُسنے آپ پر احسان کیا کیونکہ آخر آپ کہین شادی کرتے اسمین ہزار ہا روپیہ صرف ہوتا اہالیان برادری کو بھی تکلیف ہوتی یہ بے نمک پھلکری لگائے ہوئے مطلب حاصل ہوا اور آپنے جو فرمایا کہ اگر بتا دے تو جاکر دونون کے سر کاٹ لاؤن یہ امر بھی دشوار ہے ہر مسلمان بلائے روزگار ہے اگر مین بتا لگاؤن آپ کو تکلیف دون آپ وہان جائین ایسا نہو دشمن مارے جائین پھر کر آنا دشوار ہوگا پس یہ جستجو کرنا بیکار ہوگا چلیے ناچ راگ و رنگ مین مصروف ہو جیے غصے کو تھوک دیجیے جو ہونا تھا وہ ہوا اُسکا ذکر کیا ہے ایسے معاملے تو اکثر گذرتے ہین بموجب شعر بلبل ہزار داشت آشیان را ۔ گل گفت کہ خس کم و جہان پاک ۔ ان کلمات مہملات کو سُنکر فولاد مثل رعد گرجکر بولا غصے ہی مانند بید تھرایا

کف منھ مین بھر آیا مثل مار دم بریدہ پیچ و تاب مین آیا کہا ملکہ بس بس زبان سنبھالو ایسی واہیات باتین منھ سے نہ نکالو اگر بے تفصیل ان دونون نالائقون کو چھوڑون تو آج سے تلوار باندھنا ترک کردون فقط آپ کا اتنا احسان ہوگا کہ مفصل مجکو بتلا دیجے کہ یہان وہ دونون نالائق موجود ہین اُسوقت آپ پر حال ظاہر ہوگا قسم ہے جاہ و جلال خداوندی کی اب کھانا جب کھاؤنگا جب اُس دراندازکو سزا سے نہ لونگا اب آپ نشان بتانے مین جستجو کیجیے زبان سے کچھ نہ فرمائیے ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا آپ شیطان درگاہ خداوند ہین آپ کو کچھ نہین کہہ سکتا اگر اور کوئی ایسے کلمات منھ سے نکالتا تو سر اُسکا کھینچ کر پھینک دیتا بختیار نے دیکھا کہ فولاد نہ فولاد شکن حقیقت مین آپ سے باہر ہے نشہ جرأت مین ہوش ہوا از خود فراموش ہو گھبرا کر کہا مین ابھی فکر کرتا ہون خیر تاپ اپنے عیار کو بلا کر کہا جلد جاکر مہتر وسواس کو بلا لا خیر تاپ فوراً روانہ ہوا بعد تھوڑی دیر کے مہتر وسواس کو اپنے ہمراہ لایا بختیار نے کل کیفیت وسواس سے بیان کی اور کہا کہ اگر اس بات کا پتا لگاؤ گے تو اسقدر نقد و جنس پاؤ گے کہ نہال ہو جاؤ گے وسواس فوراً قطوۂ زر بفتی و پیمانۂ سفرلاجی و گوپن عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے روانہ ہوتا ہی ان سب کو اس جستجو مین چھوڑ دیے لیکن اب یہان سے دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ملکہ مہرچہر چشم و صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کہ نتیجہ قتل ملکہ برزان شمشیر زن لیکر آیا ہوا ہے بیان کیے جاتے ہین ساقی نامہ مصنف

ساقی اک جام ہو عنایت	باقی رہے دور تا قیامت	دولتمندون مین ہو تیرا نام
پائے جو زلال ورد آشام	جمعین ہو شراب دیرسالہ	اُس خم کی زکوۃ اک پیالہ
دھوئے دھائے دھرے ہین ساغر	بھٹی سے نکال آتش تر	اس آگ سے جب گلاس دہکے
خم خانے کا تیرا پھول مہکے	لب سے وہ پری جو لب ملائے	دل مین نئی اک ترنگ آئے
ساقی نے شراب دی یہ سنکر	حاضر ہوئی فکر پھول چن کر	گلدستہ جو ذہن نے بنایا
بندش نے عجیب گل کھلایا		

مہمیز کنندگان سمند تیز گام عیاری و سہسواران میدان طراری تو سن کلک کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین اور غزالان مضامین داستان صحراے فرحت افزاے خوش بیانی مین یون طرارے بھرتے ہین سابق مین تحریر ہوا ہی کہ صمصام نکھرام شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے پھر گیا اور آکر افراسیاب کے شریک ہوا مع فوج و لشکر بارگاہ حیرت جادو مین آگیا ہی قصد ہی کہ طبل جنگی بجوائے ملکہ برزان سے مقابلہ کرے مگر چونکہ زخمی ہو کر آیا ہی اسوجہ سے تامل ہوا ہی یہ بھی عرض کر چکا ہون کہ خواجہ عمر و زن امیہ ضمری مع مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل فکر قتل صمصام بدانجام مین روانہ ہو چکے ہین جب صمصام نکھرام خدمت ملکہ حیرت مین حاضر ہوا اور مقدمے مین اپنی معشوقہ لالہ زار نرگسی چشم کے بخوبی عہد و پیمان لے چکا اور ملکہ نے بھی اقرار کیا کہ تیری دھوم سے شادی کرینگے خانہ آبادی

کا سامان ہوگا عرصہ دراز تک بارگاہ حیرت مین حاضر رہا اور یہ کہکر اُٹھا کہ کل غلام طیلسان جنگی بھوائیگا اور لطف بربادی خانہ کو کوکب شعشعہ دکھلائیگا ملکہ نے کہا جاؤ سپر دخداوند سامری کیا مگر عیارون سے ہوشیار رہنا عرض کیا جیس سرداران نامی غلام میرے ساتھ ہین کیا مجال ہے کہ میری بارگاہ مین کوئی آسکے یہ کہکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا ساحران عذار و سرداران نامدار خلعت ہائے فاخرہ پہنے ہوئے گرداس بیچیا کے مرغ زرین بنے ہوے چلے آتے ہین عقب ہین خدمتگار یہ تو اپنی بارگاہ کی جانب اسطور سے جاتا ہی مگر واضح رائے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو ایک تدبیر کرکے ایک مقام پر ٹھہرے ہین اور چالاک کو کچھ سمجھا کر روانہ کر دیا چالاک صورت بدلے ہوئے دربارگاہ حیرت پر کھڑا ہی کہ صمصام طرف اپنی بارگاہ کے جاتا ہی چالاک نے پیچھا کیا دیکھا ایک خدمتگار صمصام کا ظاہرا مقرب معلوم ہوتا ہی کہ لباس معقول پہنے ہوئے گوے دار پگڑی سر پر چنی چکن زیب جسم مشروع کا پائجامہ یہ کہتا ہوا عقب صمصام جاتا ہی کہ آج انعام واکرام مین کئی ہزار روپیہ میری تحویل سے خرچ ہوا ہی اُسکا حساب لکھوانا ہی یہ جو چالاک نے سُنا تدبیر تو کر ہی چکا تھا ایک عورت کی شکل بنکر چہرے کو چادر سے چھپایا قریب اُس خدمتگار کے آیا کہا میان خدمتگار صاحب ذرا ادھر دیکھو وہ پلٹا دیکھا کہ ایک نازنین بڑی بڑی انکھڑیان مگر حجاب سے ہاتھ پانون مین رعشہ کمر سے ایک کاغذ نکال کر ہاتھ مین اُس خدمتگار کے دیا کہا لو صاحب جلدی کوئی مجھ بدنصیب کو دیکھ نہ لے ماں باپ کی آبرو جاے ہماری عصمت مین فرق آے مگر نوکری ایسی بری چیز ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا خدمتگار نے یہ سُنکے کاغذ ملفوف ہاتھ مین لیا پوچھا یہ کاغذ کیسا ہے اُسنے آنکھین مٹکا کے کہا میان صمصام کی خالہ نے لکھا ہی جب مالک تمھارے بارگاہ مین بیٹھ لین یہ کاغذ چپکے سے اُنکے ہاتھ مین دینا خبردار کوئی دیکھنے نہ پاے ورنہ کسی بیگناہ کی جان جائیگی آنناز بانی بھی کہدینا اسکو تنہائی مین پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہو جیے ورنہ معشوق سے ہاتھ دھوکر عمر بھر سر پر ہاتھ دھر کر روؤگے یہ کہکر وہ عورت تو مٹکتی چلی گئی خدمتگار نے کاغذ جیب مین رکھا جب صمصام بارگاہ مین آکر تخت پر بیٹھا خدمتگار نے پوشیدہ نامہ ہاتھ مین دیا اور زبانی بھی وہی کلمہ کہدیا کہ حضور تخلیے مین چلکر اسکو پڑھین یہان سر دربار نہ کھولین حضور دینے والا یہ کہ گیا ہے کہ اگر ظاہر ہوگا معشوقہ کی جان جائیگی فقط کہتے کو کہانی رہجائیگی نام معشوق سُنکے صمصام گھبرایا کاغذ ہاتھ مین لیکر تخلیے مین آیا اب جو دیکھا سر نامہ پر مُہر ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کی پائی مگر معلوم ہوتا ہے جلدی مین مُہر کی ہے کوئی حرف ظاہر کوئی مخفی بہ تعجیل نامہ کھولا اول القاب یہ لکھا اے شوریدۂ دست محبت وای آشفتۂ وادی مودت زاد عشقہ بعدہ یہ اشعار نظم تحریر کیے تھے اشعار

کیا تم سے کہون مین حال اپنا	کیا تم کو لکھون ملال اپنا	جس روز سے رد ے ہجر دیکھا
اک لمحہ نہین قرار آتا	دن آنکھون مین رات ہوگیا ہی	شب ہجر کی اک سیہ بلا ہی

ہر ایک نفس نقاہے آگاہ | بستر ہے ہمیشہ نالہ و آہ | جان خواہش وصل پر ہے مائل
دل تیغ فراق سے ہو گھائل | پہلو مین نہین قرار دل کو | سمجھاتی ہون گو ہزار دل کو
ہے پیش نظر تری ہی تصویر | دن رات یہی ہو اُس کی تقریر | ہر دم جو خیال موے سر ہے
ابتر مرا حال سر بسر ہے | جیسا مرا حال ہو پریشان | واقف ہین تمھارے موے پیچان
اور یاد جبین مین اے ستمگر | برگشتہ ہے اختر مقدر | ابرو کو نہین جو بھولتا دل
ہے تیغ الم سے شکل بسمل | اندوہ ہے یہ ستم کشیدہ | ہے مثل کمان قد خمیدہ
آنکھون مین پھرے ہین تر مژگان | ہین پار جگر کے غم کے پیکان | جب یاد ہو انکھڑیون کی آتی
ہے آنکھ اجل مجھے دکھاتی | فرقت نے دیا ہے داغ دل کو | کیا غم سے ہوا فراغ دل کو
یہ شعلۂ غم نے سر اٹھایا | جلتی ہون مین شمع سان سراپا | اک آگ سی لگ رہی ہو تن مین
شعلے سے بھڑکتے ہین بدن مین | اس آگ نے خاک مین ملایا | دل کو کئی مرتبہ جلایا
پاس آتے نہین طبیب میرے | بیٹھے ہین دور دور ڈرسے | اے نبض شناس حال رنجور
اے عیسی درد جان مہجور | اگر لکھون مین سوز قلب مضطر | قرطاس و قلم ہون خاک جلکر

اے شہنشاہ صمصام وای عاشق ناکام یہ ہجران دیدہ آفت عشق کشیدہ غیب مصیبت مین ہو جب اول مین تمھارا نامہ محبت شمامہ آیا ہم اُسکو پڑھکر آمادہ ہوئے کہ جواب حسب مراد تمھارے تحریر کرین ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے پاس کسی کا نامہ آیا ہی مجکو بلوایا تمھارا نامہ مجھسے لیا اور پوچھا تیری کیا مرضی ہی مین خاموش ہوئی کہ یہ سمجھ جائینگی الخاموشی نیم رضا حیرت جادو نے کہا ہم مطلب تیرا سمجھے ہم جواب بھی لکھینگے اور شادی تیری ایسے صاحب لیاقت کے ساتھ کرینگے پھر مجکو نہین معلوم کہ اُس نامے کو کیا کیا تمکو کچھ لکھا یا نہین لکھا مجکو فقرے بازی مین دکھا اگر کل حالات لکھون ایک دفتر ہو جائے اب اصل مراد یہ ہی کہ جب ہم لشکر لیکر یہان آئے کنیزون سے مجھکو بھی خبر ہوئی آج جو دربار سے پلٹ کر آئی اپنی وزیر زادی سے کہا میان صمصام میری مصاحب لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ شادی کرنا چاہتے ہین یہ امر غیر ممکن ہی مدت ہوئی میرا وزیر اعظم سرما اُسکا طلبگار ہی مین اس سے نسبت پختہ کر چکی ہون اب وزیر کو عزیز جانون یا اُس غیر کے ساتھ شادی کرون جب وہ برہان کو قتل کر چکینگے کسی لونڈی کے ساتھ شادی کر دونگی اے عاشق زار وای غمگسار یہ حال مصیبت سُنکر مین ملکہ حیرت کو فقرہ دے کر فلان باغ مین آئی ہون صرف چار کنیزین جو میری ہمراز ہین اور آٹھ بہر کی دمساز ہین انکو ساتھ لائی ہون پس لازم ہو کہ بمجرد دیکھنے نامے کے تنہا اسوقت میرے پاس چلے آؤ جو مناسب وقت ہو صلاح کر کے ہم تم اُسکی تدبیر کرینگے اور تدبر و تقریر کیا تمھارے ساتھ نکل چلینگے بموجب مثل دو دل راضی تو کیا کریگا نکوڑا قاضی کسی کی لونڈی نہین ہون مجھپر کسیکا زور نہین ہے

اور اگر اسوقت تم میرے پاس نہ آئے تو پھر حیرت جادو کے دام تزویر مین پھنس جاؤنگی دم بھر پھر محل سے نہ نکل سکونگی صمصام اس مضمون کو پڑھکر تھرتھر مثل بید کانپا ابر و پر بل پڑگیا کئی مرتبہ سر ہلا کر کہا کیا خوب کیا خوب خدمتگار نے پوچھا حضور خیر تو ہے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا اے برادر کیا کہون راز کی بات ہے مگر تو میرا معتبر قدیم ہے خدمتگار نہین ہے بلکہ ندیم ہے کسی سے ذکر نہ کرنا مین نے اپنی دنیا و عقبیٰ دونون خراب کین میان افراسیاب بڑے جعلساز مین بڑے شعبدہ باز ہین ہائے مجکو میرے مالک اور آقا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر سے لالچ وصل محبوب کا دیکر چھڑایا افسوس کچھ ہاتھ نہ آیا اب بس فکر مین ہون کہ ملکہ بران کو میرے ہاتھ سے قتل کرائین آخر مین دھتا بتائین گا اے خداوند سامری جمشید تمھارے صدقے ہو جاؤن کیا سبب نکالا ہے کہ معشوق وفادار ہاتھ آئے کیا عجب ہے کہ کوکب سے بھی صفائی ہو جائے ای خیر خواہ یہ نامہ میری معشوقہ کا آیا ہے تمنے کہان سے پایا اسنے کہا حضور ایک عورت کانپتی ہوئی آئی میرے ہاتھ مین دیکر چلی گئی صمصام نے کہا تمنے بڑا کام کیا اب مین تمکو صاحب بنا بناؤنگا چلا کر کہا کرونگا اب ای نمکحلال فاشعار مین پاس اپنی معشوقہ کے جاتا ہون اسکو لیکر طرف اپنے ملک کے چلا جاؤنگا اور میان افراسیاب کو دھتا بتاؤنگا اور تمھارے نام بھی نامہ روانہ کرونگا تم کسی حیلے سے کل فوج کو لیکر چلے آنا یہ کہکر کہا بھائی میرے خضاب جلدی سے لگاؤ دس پانچ موے سفید ظاہر ہین شکل کافور ہین شکل مشک ہو جائین علاوہ اسکے ذرا سی منھدی ہاتھ پانون مین ملون سر مکا جل لگاؤن عمدہ بناؤ کر کے اسکے پاس جاؤن خدمتگار نے جلدی جلدی صمصام کے وسمہ لگایا منھدی جلدی جلدی ہاتھ پانون مین ملدی صمصام نے کلاہ وہ نکالی جسمین گوٹا پٹھا ٹکا تھا تمام زینت کی نکالکر زیب جسم کی عطر سہاگ جسم مین ملا کاجل خوب گہرا گہرا آنکھون مین لگایا آئینہ لیکر اپنے روے نجس کو بغور دیکھا اپنا ہاتھ موچھون پر پھیرا جھولی سحر کی اٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی اسمین اسباب سحر رکھا خدمتگار نے عرض کیا حضور جھولی کیا ہوگی آپ معشوقہ کی ملاقات کو جاتے ہین یا کسی سے لڑنا منظور ہے صمصام نے کہا شاید بی حیرت نے کسی ساحر کو نگار رکھا ہو کہ لالہ زار کہین جانے نہ پائے اور وہ ساحر بروقت سامنے آئے روکنے کا ارادہ کرے اسوقت کیا مین ڈنڈے بجاؤنگا جھولی اسواسطے رکھی ہے کہ ایک دانا ماش کا مار کر اسے جلا دونگا اگر دو ہزار ہونگے تو خاک مین ملا دونگا معشوقہ کو لیکر فوراً نکل جاؤنگا یہان کھڑے پانی نہ پیونگا تم سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو یہ کہکر دونون پیر پارے غرق زمین ہو کر اسواسطے آیا کہ کوئی ملازم افراسیاب مجکو جاتے وقت نہ دیکھے اب طرف صحرا کے تلاش مین اس باغ کے جسکا پتا نامے مین لکھا ہے چلا رات کا وقت صحرا مین سناٹا فراش ہا بنا بے برابر فرش چاندنی زمین پر بچھایا ہے صبح کا گمان کر کے اکثر جانور آشیانون مین چہک اٹھتے ہین شعر بگ لائی تھی چاندنی کی بہار باغ پر تھا گمان بوتیار صمصام کمحرام جوش محبت مین جھپٹا ہوا جاتا ہے چہار طرف نگاہ اٹھا اٹھا کے دیکھ رہا ہے کوئی کوس بھر راستہ طے کیا ہوگا

ایک نخل کے سائے مین آکر ٹھہرا دل ہی کہتا ہے اُس باغ کا کیونکر پتہ ملے کیونکر اس سرو خرامان بوستان حسن کو پاؤن
یا سامری جمشید جلد پہونچون جسوقت سامنا ہوگا کیا کیا حکایتین شکایتین ہونگی مین انکی بات کا کیا جواب دیسکونگا ہا
اُس جان جہان نے کیا کام کیا اپنے کو واسطے میرے بدنام کیا معشوقہ گوشہ نشین کی مہربانی اکیلے باغ مین مع چند
کنیزون کے آنا صرف تقاضائے محبت کے سوا اور کیا ہی محبوبا اپنا غلام بے دام بنالیا صمصام دل ہی یہ باتین کر رہا تھا
کہ سامنے سے ایک نازنین کو دیکھا بھولی بھولی صورت دوپٹہ آب روان کا اوڑھے ہوئے طلسم کا پائجامہ پہنے نمین
گرہ وہی ہوئی دوڑی ہوئی چلی آتی ہی ذرا پتا کھڑکتا ہے تو ڈر جاتی ہی یا خدا دندلقا کہکر پھر قدم بڑھاتی ہی کبھی تھکتی ہے
کیا الٹا زمانہ ہے نامہ پہونچانے ہوئے پہر پھر بھی ندارد اُس نگوڑے ننگ عشق نے خبر تک بھی نہ لی بی لالہ زار نرگسی چشم
تا حق جان دیے دیتی ہین شاید میری موت قریب ہے جنگل سے کوئی شیر بھیڑیا بالکل آئے گا مجھ مردار کو کھا جائیگا واہ
رے قسمت کا کیا مزا ملا ہے دوڑتے دوڑتے پنڈلی پھٹ گئی نگوڑا صمصام ملتا تو دانتون سے بوٹیان کاٹتی یہ تقریر
جو اُس خواص کی صمصام نے سُنی سمجھا ملکہ کی خواص ہے مجکو ڈھونڈھتی پھرتی ہی حقیقت مین بہت بڑی دیر
لگائی پکارا ای بی بی یہ گنہگار یہان حاضر ہے دیکھتے ہی وہ عورت اُدھر پلٹی قریب آکر ایک دوہتڑ مارا کہا ارے
تلوار نہیں رہی نام ہی صمصام ہنسنے لگا کہا بی کسی کا تلوار بھی نام ہوتا ہے اُسنے کہا میان چبا چبا کے باتین
کرو مین کچھ جاہل نہین عنایت سے سامری کی کچھ تھوڑا بہت پڑھی لکھی بھی ہون ملکہ تلوار ہی تلوار کر رہی ہین
اُس نے خوش ہوئے کہا نہین بوا صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش کہا ہوگا اُسنے کہا نگوڑا بوا کسکو
بناتا ہی بوا ماما صیل کو کہتے ہین ارے یہی کہا ہوگا میری جوتی جانے کہین جلدی چلو اب نہ کرو شام سے تڑپ رہی ہین
اکیلی باغ مین صرف جلد کنیزین وہ تینون تو نگوڑی پرزیکی بوبو ہین کمبخت بازار کی پھرنے والی شام سے دوڑتے
دوڑتے پانون ٹوٹ گئے کبھی حکم ہوتا ہی چھوٹی چاندنی اٹھا لاؤ کبھی گلے مین ہاتھ ڈالکر کہا بوا چھوچھو ایک گلابی بھی لیتی آنا
بیچارہ تھکا ماندہ آئیگا ایک جام پیے گا تمکو دعا ئین دیگا جب یہ سب سامان جمع کر دیا رونے لگی کہ یہ کاغذ بھی آج تک
پہونچا دو مگر خبردار کوئی دیکھنے نہ پاے مین بدنصیب ہان دوڑی گئی تمھارے خدمتگار کو نامہ دیا وہی پلٹ کر پہونچی
تھی کہا پھر جا شاید نامہ اُن تک نہین پہونچا مین اسوقت پچھل پائیون کی طرح جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی
اب چلو کے کہ نہین مر رہوگے صمصام نے کہا ملکہ چلو جلد مجکو اس یار جادو انی محبوب جانی تک پہونچا دو
آج کے احسان کا جو زندہ ہون تو معاوضہ کرونگا چھوچھو ہنسنے لگی اور کہا اب تمھاری زندگی کہان موت کا سامنا ہے
کاغذ تمھاری زندگی کا بھار ڈالا گیا بھیائی سے بیتے ہو لو صاحب یہ تمکو کچھ دینگے ہماری بی بی کی روٹیون پر پڑے
رہینگے ارے تو بڑا خوش نصیب ہے بی لالہ زار نرگسی چشم نے صندوقچہ صندوقچے سرکار سے ملکہ حیرت جادو
اُڑا لائے ہین دو سب تمھارے واسطے مین خود ملکہ تمکو دینے والی کیا کم ہی بس تمھارا بڑا احسان یہ ہی کہ میری

چھوکری کو رنج و ملال نہ دینا کوئی رنڈی لونڈا نکرنا ہیں گو دیوں میں بالا ہی بڑی ضدن ہی ذرا ذرا سی بات پر دن بھر کھانا نہیں کھاتی صمصام نے کہا نہیں خدمتگذاری میں فرق نہ ہوگا غرض ایسی باتیں باہم کرتے ہوئے دونوں چلے آتے ہیں بعد قطع راہ کے دروازہ باغ کا نمایاں ہوا وہ عورت دوڑی کہ میں ملکہ کو خبر کروں تم بعد ایک لمحہ کے آنا یہ کہکر وہ تو باغ میں جا کر غائب ہوئی صمصام بعد تھوڑی دیر کے جو باغ میں آیا دیکھا کہ باغ کا یہ حال ہی کہ کنج گل گرد و پیش میں کچھ سرسبز زمین روش جا بجا سے شکست بعض نخل مرجھائے ہوئے روش پٹری کو طے کرتا ہوا وسط باغ میں پہونچا دیکھا ایک چبوترہ سنگ مرمر کا اُسپر فرش مختصر سا بچھا ہوا مسند ناز پر ایک طاؤس طناز قریب تین کنیزیں جو پاس کھڑی ہی وہ جھکی ہوئی ملکہ سے کچھ کہہ رہی ہے صمصام جھپٹ کر چبوترے پر آیا اب قریب سے اُس ماہ تاباں کو دیکھا نازنین خوشخو پر و ابرو رشک ہلال چہرہ بدر رخسان کمال نظم

گوہر بحر عالم آرائی	گل شاخ نہال گلشن حسن	کوکب حسن چرخ زیبائی
شہریار دیار حسن ہی وہ	گلعذار بہار حسن ہے وہ	ہے گر بیان حسن دامن حسن
دُر یکتائے بحر رعنائی	غنچہ شاخ نو نہال چمن	نو نہال بہار یکتائی
گل شاداب باغ حسن ہی وہ	آفتاب ایاغ حسن ہے وہ	آب و تاب جمال دُر ثمن
گلشن حسن کا گل تر ہے	گورا گورا ہے جسم پُر تنویر	بدر سیمائے مہر پیکر ہے
زلف پرپیچ کا یہ ہے عالم	ڈھا دیا قہر جب ہوئے برہم	سر سے پا تک ہے نور کی تصویر
بانگ عاشق کی جان ہی لیتی	یون خمیدہ ہیں بال کاکل کے	قہر جوڑا ہے تو بلا چوٹی
پرشکن ہیں وہ گیسوئے مشکین	ابروؤں کی طرح ہیں چین بچین	جس طرح تار زلف سنبل کے
بانگ پر کہکشاں کا دھوکا ہی	قریب تھا کہ صمصام غش کھا کر گرے لیکن مشکل ضبط کیا آہ سنبھالا مگر اُف کہکے ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا وہ قاتل عالم اپنے مقام سے اٹھی کہا صاحب آپ نے تشریف لانے میں راہ خوب راہ دکھائی اگر ایسی جستجو نہ کرتے تو آپ اپنی صورت کبھی نہ دیکھ سکتے اب بھی ناحق آئے جب ہم وہ سر کے گھر جا لیتے آبرو گنوا لیتے تب آپکو شاید افسوس ہوتا یا نہ ہوتا صمصام یہ باتیں سنکر مثل گدھے کے پھول گیا اپنے تئیں بھول گیا ہیں ہیں کر کے دانت نکالدیے ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ عالم مجھکو یہ حال معلوم نہ تھا افراسیاب مجھکو فقرہ دیکر لایا ابھی شام تک تو بی حیرت نے اقرار کیا ہی کہ ملکہ لالہ زار نرگسی چشم کے ساتھ تمھاری شادی کرینگے ملکہ نے ہنسکر کہا کیا آپ ننھے نادان ہیں دودھ پیتے ہیں جو جسنے کہا وہ مان لیا صمصام نے کہا اے ملکہ میں نے اسوجہ سے دھوکا کھایا کہ اول تمھارے انکار کا نامہ میرے پاس جا چکا تھا میں تمھارے وصل سے مایوس تھا فراق میں رویا کرتا تھا آخر بیمار پڑ گیا اُس بیتابی میں جو افراسیاب نے مژدہ وصل سنایا یقین کامل ہوا کہ سچ فرماتے ہیں یہ بھی تو میں بخوبی آہ تمھا

کہ آپ کو ملکہ حیرت جادو سے تو سہی ہے دوسرے اتنے بڑے کام کا مجھسے طالب ہوا خیر ہر نوع خداوند سامری نے بنا فضل کیا
مگر کیون ملکہ عالم تمنے آخر ملکہ حیرت سے کیا حیلہ کیا یہان تک کہ ہونچین لالہ زار نے کہا جسوقت شام کو ملکہ حیرت نے اس
بات کا چرچہ کیا کہ اب ہم صمصام کے ہاتھ سے دختر کوکب کو قتل کرا کر تمام طلسم نور افشان کو درہم برہم کرینگے اور
میعاد طلسم کشا بھی ختم ہوا چاہتی ہے اب یہ سب فساد دفع ہو جائینگے سب اہالیان طلسم ہوش ربا آرام پائینگے کبر و غرور
دیکھو صمصام بدانجام کا کہ ہماری مصاحب قدیم لالہ زار نرگسی چشم کو طلب کرتا ہے نگو ڑا عشق کا دم بھرتا ہے اب تو وعدہ
کر لیا ہے اسکو مشتاق کر دیا ہے آئندہ سمجھا جائے گا بعد قتل بران ایسے کلمات ناشایستہ کی سزا پائے گا صاحب سامری
و جمشید بی چھپو کو سلامت رکھین ہان بھی ایسی محبت نہ کرتی جیسا انکو خیال ہے میری خوشی ہے شادیہین میرے رنج کا
ملال ہے اے صاحب کیون نہ ہومین چھ مہینے کی تھی جب سے انھون نے گودیون مین بالالی انانے صرف دودھ پلایا آٹھ پہر انمین کی
گود مین رہتی تھی ایسی باتین سنکر انکے دل کو کیونکر چین ہوتا ذرا بلبلی بھی ہین روتی ہوئی میرے پاس آئین اور کہا اے بی بی
غضب ہوا کاٹنے مین مرگئی ہوتی ایسی باتین نہ سنتی بی حیرت تمہارا ذکر کر رہی ہین مجکو تو یہ آرزو ہے کہ گل ہے چہرے پر
تمہاری سہرا دیکھون وہان بھڑوے سرما برف انداز کلموہا قوم کا رذیل اسکے ساتھ بی حیرت تمہاری شادی کرینگی
صمصام جو اپنے ملک کا بادشاہ ہے اسکے لیے شبو خواص تجویز ہوئی ہے جب اس بیچارے صاحب حسب صاحب نسب
سے آنبار اکام لینگی ہران کو تہ تیغ کرینگی فقرے دیکر شبو خواص کے ساتھ شادی ہوگی صاحب اصل تو یہ ہے کہ مین کونے کی
بیٹھنے والی یہ سنکے گھبرا گئی انگوٹھی الماس کی اتاری کہ چپالون جان دے دون بی بی چھوچھو تو بجائے مان کے ہین
لپٹ گئین انگوٹھی چھین لی اور کہا کیون بچی ہم نے رات کو رات دن کو دن نجانا تمہارے واسطے سارے کنبے کو چھوڑا مردوا
ہمارا رات بھر تڑپا کیا ہے ایک رات گھر جانا نصیب نہوا کہ میری بہنون کی کون دلدہی کرے گا اسلیے ساری مصیبتین اٹھائین
کہ تم جان دو چلو مین تمکو لیچلون تمہارے عاشق صادق صمصام سے ملاؤن ان فریب کرنیوالون کے منھ مین لوکا لگاؤن
صاحب مین تو ان باتون سے بالکل گاہ نہ تھی مین نے کہا چھوچھو بھلا وہان تک مین کیونکر چلون کبھی بازار مین نکلی ہون
ڈیوڑھی تک جاتی ہون تو میرے پانؤن کانپتے ہین انھون نے کہا نہین بی بی کیا مین تمکو لشکر صمصام تک لیجاؤنگی میرے گھر کے
پچھواڑے ایک باغ ہے اسکو محبوب باغ کہتے ہین مدت سے خالی پڑا ہے تم چلکر وہان بیٹھو مین مردودون کے کان کاٹونگی
تمہارے واسطے خاک چھانونگی ایک شتیاق نامہ لکھو مجکو دو اپنے چاہنے والے سے کیا شرم ہے وہ شاہزادہ خود مزاج کا
گرم ہے ذرا سی سن گن پائیگا آپ دوڑا آئے گا صاحب جو کچھ کیا چھوچھو نے کیا مجکو یہان بٹھایا تمکو بھی بلا لائین ہمنے تو اپنے
دل کی کہہ سنائی اب تم اپنے دل کا حال بتاؤ تمھین کیا منظور ہے میرے سر پر نہ ماں ہین نہ باپ ہین اب جو کچھ ہین وہ آپ
ہین میں اپنی جان دونگی مگر سرما کے گھر نہ جاؤنگی صمصام ان باتون کو سنکر پھول گیا کہا ملکہ اب کیون جان دوگی
جبتک آیا تھا مقام تردد تھا ابھی تخت پر سوار ہو میرے ساتھ چلو مین لشکر کا بھی بندوبست کر آیا ہون نیچہ قتل ملکہ بران

یہ دیکھو میرے پاس ہو اب کیا وسواس ہے میری تو یہ رائے ہو کہ تمکو ساتھ لیکر روبراہ خدمت مین کوکب کی چلون وہ میرا بادشاہ قدیم ہو اسکے قدمون پر گر پڑون وہ رحم دل ہو فوراً خطا معاف کردے گا دو باتون مین مقدمہ صاف کردے گا یہ سنکر چھوچھو تڑپ کر سامنے آئی کہا ہو ہو کچی تو بھی ہیوقوف ہو لونڈیان بھی احمق صمصام بھی گدا ہو ہو مجھے کیسے بیوقوفون سے پالا پڑا ہو تا بہ کوکب اپنی چھوکری کو نہ جانے دونگی ایک تو وہ بدنظرہ ہے دوسرے تمنے کیا خوب اُسکے ساتھ سلوک کیا ہو سکی بیٹی کو قتل پر آمادہ ہوکر آئے ہو اُسکے سر دربر یلیتن کو مارا اور شاید اُسنے خطا بھی معاف کردی تو اس ماہ رخسار کو چھوڑ دیگا فولاد جورو بناکر گھر مین ڈال لیگا مین دیکھا کرتی ہون جب بھر وا افراسیاب گھر مین آتا ہو میری بچی کو آنکھون مین تمکائے جاتا ہو کئی مرتبہ مجھسے پیغام کرچکا ہو کہ اپنی صاحبزادی کو ہم سے راضی کرادو ایک ملک تمکو انعام مین دینگے بیٹا خوبصورت کے سب طالب ہوتے ہین مثل افراسیاب کے کوکب بھی دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق ہو جائیگا مگر سد کہو صفت زلزال جہانگا بادشاہ تزلزل بن ازلال جادو ہو نہایت صاحب برد ہو ہر چند کہ اقلیم اسکی کوکب اور افراسیاب کے ملک سے قلیل ہے مگر ساحر اولوالعزم بادشاہ جلیل ہو افراسیاب بادشاہ ہوشربا کوکب ملک طلسم نورافشان جہاندار شاہ بیابان گلریز سب اُسکا ادب کرتے ہین سنا ہو سامری جمشید کچھ ایسے تحفے اُسکے پاس رکھ گئے ہین کہ سب اُس سے خائف و ترسان رہتے ہین وہان میری جیٹھانی کا بیٹا رسالہ دار انکی فوج مین بڑا بہادر اور جرار ہو میان بیوی چلے جاؤ تمھاری بھی وہان کا بادشاہ قدر کریگا کوکب افراسیاب وہان سے نہ لاسکینگے اگر قصد کرینگے تو ذلیل ہونگے صمصام نے کہا بی بی چھوچھو جو تمھاری خوشی مین تو تمھارا غلام ہون ملکہ عالم کا عاشق ناکام ہون ان باتون مین ملکہ نے کچھ چھوچھو سے اشارہ کیا چھوچھو نے اپنا منھ پیٹ لیا کہ بچی دیکھیے تیرا کہا ن گذرا ہوگا اس بیوقوف بھائی خوہر کی جان لیگی کیونکر عمر کاٹینگی ملکہ سر جھکا کر رونے لگی صمصام نے کہا بی چھوچھو خیر تو ہو چھوچھو نے کہا کیا بتاؤن یہان تو یہ آفت پیش ہی جان بچنے کا پیش و پیش ہے صاحبزادی کو عیش سوجھا ہو فرماتی ہین ایک جام شراب پلاؤ صحبت مین ملکہ حیرت کی آٹھ پہر بھی چرچا ہو وہ صاحب افراسیاب کی جورو ہین جو طلسم ہوشربا کا مالک ہو انکو یہ بانین نہین جانہین اگر نشہ پانی کا وقت آئے صبر کرین وقت کو ٹالین پرائے ملک مین جاکے رہنا ہوگا ہر طرح کی حفاظین سہنا ہوگا صمصام نے کہا بی چھوچھو تم ناحق خفا ہوتی ہو مین ابھی جاکر شراب لاؤن ملکہ کو پلاؤن چھوچھو نے کہا نہین بیٹا تمھارے جانیکی کیا احتیاج ہو مین آٹھ پہر انکے آرام کی فکر مین مبتلا رہتی ہون مثل دل کے ایک گلابی بغل مین دبائے لائی ہون جانتی تھی یہ صندن ہو دم بھر مین اُڑ دھم مچائیگی شراب کے واسطے بیقرار ہو جائیگی صمصام نے کہا لائیے نکالیے غصہ نہ کیجیے چھوچھو نے بغل سے گلابی نکالکر سامنے رکھی کہا میان بیوی کو اختیار ہو یہ تو مین خوب جانتی تھی کہ میان بیوی ایک ہو جائینگے ہم غیر کے غیر رہجائینگے لالہ زار نرگسی چشم نے اشارہ کیا انکو بکنے بھی دو یہ کہکے کہا بی چھوچھو گلاس بھی لائین یا نہین چھوچھو نے کہا کہ بی بی سب کچھ حاضر ہو جھولی سے گلاس بھی نکالکر رکھدیا صمصام خوشی سے

پھول گیا سمجھا کہ اب پھول کا سامنا ہی بیتیک ہے وصل کی طالب ہے طالع نارسا نے رسائی کی معشوقہ عاشق خصال ہاتھ
آئی جلدی ہاتھ بڑھا کے گلاس مئے گلگوں سے بھر لیا جوش محبت میں پکار اٹھا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم
نخواہد ماند ملکہ نے اشارہ کیا ہیلے صاحب تم پیو صمصام نے کہا ذرا سنتو تو لگا دو جھوٹی شراب کا طالب ہوں ملکہ نے بہ ناز و کرشمہ گلاس اٹھا
کے صمصام کو دیا اسکا پیتے ہی بیہوشی سی لگا یا شاید کوئی قطرہ منھ میں گیا یا نہیں منھ بنا کر گلاس رکھدیا اور کہا واہ جی جھوٹ کہنے سے گلابی اٹھا لائیں میری الماری
نہ کھولی یہ تو زہر قاتل ہے جھوٹے گلاس اٹھا کر کہا بیٹا صمصام تم پیو انکے یونہیں نخرے تلے رہتے ہیں بی حیرت
کی بڑی مصاحب ہیں اسی برانڈی کی طالب ہیں جو بی حیرت پیتی ہیں نہیں معلوم یہ گلابی میں کیونکر لائی شہر سے
نکل جانیکی تدبیر ہے یہاں ذرا ذرا سی بات میں یہ تقریر ہے یہ کہکر گلاس اٹھا کر صمصام کے منھ سے لگا دیا صمصام
جو شی میں آکر پی گیا جیسے ہی شراب حلق سے اتری اُف اُف کرنے لگا کہا بی جھوٹ اس شراب میں کیا ملا تھا شعلہ آتش
تھا کہ جس نے دل و جگر کو جلا دیا جھوٹے جا در اسر سے پھینکا آواز دی منم مستر بن مہتر

چالاک بن عمر و نعرہ چالاک	لعیاری من آنم چست چالاک		بخشم دشمن اندازم کف خاک
نہ زید با دگر دتبر گامم	خلیفہ اولم چالاک نامم		اور جو بصورت لالہ زار بر کسی چشم

تھی اُسنے پہچہ سمجھا لایا تو پنجہ نگارین تھا یا پنجہ جلاد معلوم ہوا نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم		بباغ دین ز مکرش آبیاری
جہان سر ہنگ در خنجر گذاری	بہر کشور بلائے جان کفار		عمرو آن شاہ عیاراں عیار

نیسرے نے نعرہ کیا منم جانسوز بن قران جوتی نے آواز دی منم ضرغام شیر دل صمصام غصے میں اٹھا مگر بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا بیہوش
ہو گیا چالاک بڑھا کہ نیچہ اسکی کمر سے لون سر صمصام تن سے جدا کر دوں عمرو نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا لاحق یہ کیا کرتا ہے کئی ہزار روپیہ کا لباس ہے تمہیں
تر تیر ہو جائیگا قیمت گھٹ جائیگی پھر یہ پوشاک کسکے پسند آئیگی یہ تینوں عیار تو الگ کھڑے ہیں عمرو اسکا زیور اتارنے لگا پہلے موتی
مالے اُسکے گلے کے اتارے موتی ہاتھ پر رکھکے پرکھنے لگے ہر چند چالاک چیختا ہے کہ حضور یہ تو کسی نکالیجئے ہی بڑی چیز ہے کوکب دری ہے عمرو دیکھ
بھی لیتا ہے جواہر غیرہ نہ سنا جواب بھی نہ دیا خواجہ تو جواہر ہیں صمصام ناکام کو مار ڈالتے ہیں مگر قضائے کار بلکہ حیرت جادو نے
بروقت برخاست صرصر کو بلا کر یہ کہا تھا کہ صمصام سے ہوشیار رہنا صرصر کنارے پر لشکر صمصام کے
ٹھہری ہوئی تھی کہ دور سے دیکھا ایک خدمتگار چست و چالاک آ یا سرداران لشکر صمصام کو جگانے لگا
نہیں معلوم اُنسے چپکے سے کیا کہا کہ وہ سب اُٹھتے ہی اسباب سحر آراستہ کرنے لگے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوئے
کسی نے اپنا مرکب کھولا کسی نے ہر بر آشین بنایا صرصر یہ معاملہ دیکھکر گھبرائی دوڑی ہوئی قریب اُن سرداروں کے
آئی کہا کیوں صاحبو یہ کیا ارادہ ہے خدمتگار نے کہا آپ سے کیا بتائیں سپاہی کو ہر وقت تیار رہنا چاہیے صرصر نے
کہا صاحبو مجکو طور بے طور معلوم ہوتا ہے سچ بتاؤ تمہارے آقا کہاں ہیں ایک سردار بول اٹھا بی صرصر صاحب وہ

ایک کام کو گئے ہین صرصر نے پوچھا کوئی بلا نے کو تو نہین آیا تھا کوئی عیار نہ لگا کر گیا ہو دم بھر مین سر پر ہاتھ رکھکے رو ؤگے مالک کو اپنے مردہ پاؤگے مجھسے مفصل بیان کرو واسطہ سامری کا حال نہ چھپاؤ جب تو چگار گھبرایا کہا ہان ملکہ صرصر ایک عورت نامہ لیکر بیشک آئی تھی اُس نامے کے دیکھتے ہی زیور و لباس سے آراستہ ہو کے نہین معلوم کہان تشریف لیگئے ہین ہم سے فرما گئے تھے کہ تیار رہنا صرصر نے یہ سنکر منھ پیٹ لیا کہا لو غضب ہو عیار لگا لے گیا مار بھی ڈالا ہوگا ایک سردار نے کہا اگر دشمن اُنکے مارے جاتے تو اشیاے سحر اُنکے تباہ ہوتے مٹ جاتے صرصر نے کہا دیکھو تلاش مین جاتی ہون یہ کہکر چاہا تھا کہ چلے دیکھا صبا رفتار آتی ہے صرصر نے پکار کر کہا کہ اری جلد جاکر ملکہ حیرت کو جگا دے میری جانب سے عرض کرنا کہ میان صمصام کو کوئی عیار فقرہ دے سر لشکر سے لیگیا مین جنگل کی طرف جاتی ہون حضور تلاش کرتی ہوئی آئین شاید کہین زندہ پا جانین یہ کہکر صرصر بھائی صبا رفتار نے جاکر ملکہ حیرت جادو کو جگایا سارا حال سنایا حیرت بدحواس ہوگئی فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوکر بردے ہوا چلی چہار جانب دیکھتی جاتی تھی مگر افراسیاب جادو عیش و عشرت کا بہت پابند ملکہ حیرت سے چھپ کر اکثر پاس معشوقون کے جاتا ہے آج کوہ نیرنگ پر پاس ملکہ نیرنگ جادو کے گیا اُس نے سامان عیش و عشرت مہیا کیا پہر رات رہے تک افراسیاب منھ کالا کر کے طرف باغ سیب کے چلا اس خیال سے کہ شاید صبح کو ملکہ حیرت جادو باغ سیب مین آئے اور مجکو نہ پائے فساد برپا کریگی یہ سوچتا ہوا بردے ہوا اڑا ہوا چلا آتا ہے سحر قریب ہے ستارۂ سحری چمک چکا ہے افراسیاب جلدی مین چلا آتا ہے کہ عمرو کے نعرے کی آواز کانمین آئی گھبراکر سر جھکا کے دیکھا وہ معرکہ نظر آیا کہ آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دیکھا کہ صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بیہوش ایک باغ ویران کے چبوترے پر پڑا ہے عمرو اُسکا زیور اُتار رہا ہے تین عیار نیچے کھینچے کھڑے ہین عمرو اُنکو منع کر رہا ہے کہ خبردار قریب آنا صمصام پر ہاتھ تلوار کا نہ لگانا ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دون گا افراسیاب یہ دیکھ سے غصے مین نعرہ کیا باش اوسار بان زادے کیا کرتا ہے منھ افراسیاب جادو چالاک جانسوز و ضرغام تو تھرا گئے نیچے ہاتھ سے چھوٹ پڑے مگر عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ افراسیاب قریب آچکا ہے سحر کیا چاہتا ہے بس عمرو نے بتعجیل تمام کمر مین ہاتھ ڈالکر ایک سبز ترنج نکالا اور آواز دی کہ اے افراسیاب آج مین بھی سحر کرتا ہون ملکہ دامنہ جادو و ساحر مشمش سی ترنج کے بیرہن بھلا اسکو تو روک یہ کہکر کھینچ مارا افراسیاب اپنے سامنے کسی کو موجود کب جانتا ہے جب ترنج قریب پہونچا یا سامری کہکر ایک تھپکی ماری ترنج کے ہزار ٹکڑے ہوئے اُسمین سے قطرے پانی کے اُڑے منھ پر افراسیاب کے پڑے عمرو نے سارا ترنج بیہوشی کا بنایا تھا ایک ہی قطرہ کافی ہوا افراسیاب دھم سے گر پڑا کھڑا کر کر اعمرو نعرہ کر کے چلا تینون عیار تو مارے خوف کے بھاگے دیوارین کود کود کر نکل گئے عمرو سمجھا کہ افراسیاب تو مر نہین سکتا

جب وہ دن خداد کھائیگا کہ اسد غازی لوح طلسم پائیگا تب یہ بیحیا مارا جائیگا اور حقیقت مین جس مقام پر افراسیاب جادو بیہوش ہوتا ہی زمین تھراتی ہی یا ہو کی آواز آتی ہی پتلے فولادی زمین سی پیدا ہوتے ہین کبھی شیر آجاتے ہین بہر نوع اُسکے پیر اُسکو قتل سی بچاتے ہین بعض پتلے آکر ہوشیار بھی کردیتے ہین ان خیالات سی عمرو نے افراسیاب کی طرف سی منھ پھیرا چاہا صمصام کو قتل کرے مگر صرصر شمشیر زن جو جنگل مین دوڑی دوڑی پھر رہی تھی اسکے کان مین نعرۂ افراسیاب کی آواز آئی سر اُٹھاکر دیکھا افراسیاب ایک باغ مین نعرہ کرکے گرا اس نشان سی صرصر باغ کے اندر گھس آئی دیکھا سامنے شہنشاہ افراسیاب اوندھے بیہوش پڑے ہین ایک سمت صمصام ناکام مثل مردے کے بیحس و حرکت خواجہ عمر و خنجر برہنہ ہاتھ مین صمصام کا سر کاٹنے چلا ہی صرصر یہ دیکھکر بیقرار ہوگئی وہین سی نعرہ کیا اوسار بان زادے خبردار ہاتھ کو اپنے روک کہ مین آپہونچی عمرو نے پلٹ کر اپنی محبوبہ مطلوبہ کو دیکھا زلفین چہرے پر آراستہ چست و چالاک عاشق کشی مین بیباک آنکھین شوخ غزالان عارض بدر آسمان حسن و جمال قد سرو باغ دلربائی گل حدیقۂ رعنائی ترچھی نگاہ تیغ ابرو بینباہ خوبصورت

نیک سیرت ابیات	جبین مطلع صبح ایجاد حسن	بھوین دست و بازو ی جلاد حسن
اجل کا مکان گوشۂ چشم مین	قیامت نہان گوشۂ چشم مین	پانچون مین گرہ دبے ہوئے گاتی

باندھے ہوئے سینے پر ابھار حباب دریاے نور کی یاد و گنبد بلور کے بموجب بیات وہ ٹھاٹھ وہ نور کا سراپا

ایسا نہین حور کا سراپا	وہ صبح جبین تھی صبح جنت	ہر چین تھی موجۂ لطافت
آنکھین اُستاد سامری تھین	نشے مین شباب کے بھری تھین	دنبالہ کب انمین سرے کا تھا
بیمار کے ہاتھ مین عصا تھا	بینی کے قریب کب تھے ابرو	شہباز نے وا کیے تھے بازو

عمرو نے پکار کے آواز دی اے جان جہان وای آرام دل مشتاقان اسوقت الگ سہنا میرے قریب نہ آنا ورنہ مین بُری طرح پیش آؤنگا اسوقت مجھے اور ہی فکر ہی آج مین تمھاری ایک بھی نہ سنونگا بھی مین اور رنگ مین ہون صرصر یہ سُنکے گالیان دینے بھڑدے تو اپنے تئین سمجھا کیا ہی آئینہ تو کبھی میسر ہوا ہوگا چینی مین پیشاب کرکے تو نے اپنی صورت دیکھی ہوگی لنگور معلوم ہوتا ہی مین ایسی صورت پر نہ تھوکون لوٹا پائخانہ کا بھی نہ اٹھواؤن اور تو کیا نصیب ہوگا منھ تو نگوڑے پیٹے نے سوندھا کرلیا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کلہ گوپھن مین پتھر دیا چرخ دیکر مارا اگر عمرو جست نہ کرے تو سر اڑ جائے بعد اُسکے نیچہ پکڑکے عمرو پر جا پڑی عمرو ہر چند ہان ہان کرتا ہی بیوی یہ کیا بیوی یہ کیا اپنے شوہر پر یہ غصہ یہ ساری مشقت تمھارے ہی واسطے کرتا ہون گھر چل کر لڑلینا کوئی دیکھیگا تو مینے نیند زبان مشہور ہوجائیگی گرہستون مین بیٹھنے نہ پائیگی ساس نندون کی گالیان کھائیگی عمرو اپنی کہے جاتا ہی لیکن صرصر نیچہ پکڑکے برس پڑی چھوٹ کے ہاتھ کی صفائیان بندھی ہوئی گھائیان سر تایا کمر پر ہاتھ مار الٹھی

پالٹ کبھی بھنڈارا بیباکی سے لڑ رہی ہے عمرو کبھی خالی دیتا ہے کبھی نیچہ اُٹھاکر ڈراتا ہے کہ دیکھ برابھی ہاتھ چلا جاتا ہے عمرو ظاہر مین تو ایسی ایسی باتین کرتا ہے لیکن دل بیقرار کہ اے عمرو ساری مشقت ضائع ہوئی اب یہ صمصام کو نہ قتل کرنے دیگی اس فکر مین ہے کہ اگر مین پڑے تو صرصر کو بھی بیہوش کردون جاب بیہوشی گھائیون مین دیے ہوئے ہین چاہتا ہے ذرا بھی تھمے تو جاب ماردون مگر صرصر تو آندھی ہے تمام ہوش ربا مین اسکی ہوا بندھی ہوئی ہے ایک برق جندہ ہے کہ کوندرہی ہے مانند سبزہ دل عمرو کو روندرہی ہے صرصر کی فکر مین تو عمرو تھا ہی چوٹین روکتا جاتا تھا اب جو پلٹ کر دیکھا لڑین شق ہوئی ایک پریزاد درد گوش مصنع ہوش پیکاری ہاتھ مین لیے پیدا ہوئی غل مچاتی ہوئی ہے شہنشاہ زمین پر اوندھے پڑے ہین یہ کس نے بے ادبی کی یہ کہکر اُس پریزاد نے پیکاری منھ پر افراسیاب کے ماری فوراً افراسیاب نے کروٹ لی اب عمرو بھاگا صرصر نے چاہا روکون عمرو ٹیک کے نیچہ کو دیوار باغ فرایا گرتے گرتے زمین پر گلیم اوڑھکر غائب ہوا پریزاد تو افراسیاب کو ہوشیار کرکے عرق زمین ہوئی افراسیاب اُٹھا صرصر کو دیکھا نیچہ پکڑے دوڑی دوڑی پھر رہی ہے افراسیاب سمجھا کہ عمرو نے صورت تبدیل کی صرصر بنکر مجکو دھوکا دیا چاہتا ہے اُٹھتے اٹھتے ڈانٹا باش اوسارباں زادے اب تو بابا بدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا کیونکر جان بچائیگا او مکار غدار غضب کیا تھا میرے دوست صادق کو مارا ہوتا جبتک صرصر کی زبان سے کچھ نکلے افراسیاب نے یاسامری کہکے ایک دوہتڑ زمین پر مارا صرصر مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری ساری ہوا بی صرصر کی بگڑ گئی چوتڑون مین چوٹ آئی پکاری ای شہنشاہ مین ہون واہ سبحان اللہ کیا خوب بیت سعدی نکوئی با بدان کردن چنانست کہ بد کردن بجاے نیک مردان بد دشمن کا کچھ نہ کرسکے وہ تو نکل گیا پھر زور آزماتے ہین اگر مین نہ پہونچتی تو میان صمصام جہنم واصل ہوگئے ہوتے افراسیاب یہ کہتا ہوا دوڑا کہ مین تیری مکاریان خوب جانتا ہون دم بھر مین سو صورتین تبدیل کرتا ہے چاہتا تھا افراسیاب کہ صرصر کو ایک ہاتھ تلوار کا لگائے کہ آسمان پر برق چمکی حیرت جادو نمایان ہوئی حیرت نے دیکھا عجب طرح کا معاملہ ہے ایک طرف صمصام بیہوش پڑا ہے صرصر کے پانون زمین پکڑے ہے شہنشاہ تلوار کھینچے ہوئے کہتے ہوئے کہ او عمرو آج زندہ نچھوڑونگا صرصر پکارتی ہے حضور ٹھہریے دیکھیے پچھتائیے گا تلوار نہ لگائیے گا گھبرا گئی تڑپ کر زمین پر گری ہاتھ شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان کا تھامنے کا قصد کیا افراسیاب سمجھا کہ برق فرنگی حیرت بنکے آیا گھبرایا تو ہوا تھا ہی ایک سنگریزہ زمین سے اُٹھاکر مارا کہ او بھوریے مین نے تجکو بھی پہچانا آج دونون کی قضا آئی ہے سنگریزہ حیرت کے سینے پر لگا اگر ساحرہ زبردست ہوتی تو سلیمان ٹوٹ جاتین حیرت نے فوراً رد سحر کیا کہ سنگریزہ زمین پر گرا حیرت نے کہا ای شہنشاہ ہوشیار ہوجیے کیسی بدحواسی ہے منم ملکہ حیرت جادو اپنے بیگانے کو پہچانیے جب حیرت نے

سحر کو رد کیا تب افراسیاب کو یقین ہوا کہ میری زوجہ ہی برق فرنگی نہین ہی اگر عیار ہوتا تو رد سحر نہ کرتا اسوقت افراسیاب نے جاب سے سر جھکا لیا کہا ملکہ عجب مصیبت مین ہون اسکو تو بچاؤ کہ صرصر ہی یا عمرو ہی ملکہ حیرت جادو نے نہر سے پانی لیکر صرصر کے منھ پر چھینٹا دیا اگر رنگ و روغن ہوتا تو تبدیل ہو جاتا یہ تو صورت اصلی ہی جیسی شکل تھی وہی صورت رہی حیرت جادو نے شہنشاہ کا سحر اُتارا صرصر ملکہ حیرت کے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی کہا جب مین آئی تھی شہنشاہ بیہوش پڑے تھے عمرو صمصام کو ذبح کیا چاہتا تھا مین نے آکر بچایا اُسکا یہ انعام پایا دیکھیے کیسی چوٹ لگی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی صدمہ پہونچا اُسکا بیان شرم سے نہین کر سکتی حیرت جادو نے پیار سے گلے لگا لیا اور کہا سامری اس سارہان زادی کو غارت کرین ایسی جھٹ پٹ عیاری کرتا ہی کہ عقل دنگ ہے تو بڑی عیارہ ہی مگر اسکے ہاتھ سے تنگ ہے اب افراسیاب و حیرت و صرصر قریب صمصام آئے دیکھا کہ زمین پر صمصام بیہوش پڑا ہی مگر بڑے ٹھاٹھ سے دو لھا بنے ہوے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی گہرا گہرا کاجل آنکھون مین وسمہ ریش قش مین عطر سہاگ کی لباس سے بو آتی ہی صرصر قہقہہ مار کر ہنسی کہا ذرا انکو ہوشیار کر کے حال پوچھیے یہ تو آج خوب بنے ہین شاید فقرے پر شادی کے بیان آئے ہین مگر عمرو نگوڑے کی چالاکی دیکھیے کہ تجھسے لڑتا جاتا تھا اُسی خوف دیم مین چاندنی اور بوتل شراب کی اُٹھائی اور ندر زنبیل کر کے نکل گیا یہ کہکر صمصام کے منھ پر چھینٹا مارا صمصام نے گھبرا کر آنکھ کھولی پہلے نگاہ ملکہ حیرت پر پڑی چونکہ نشہ بیہوشی کا باقی ہی مبہوت ہو رہا ہی لالہ زار نرگسی چشم کا تصور کر کے ملکہ حیرت سے کہا آؤ کلیجے مین ہاتھ ڈال دیکھو کیون ہو میرے سو جانے سے خفا ہو گئین دراصل شراب بُری چیز ہے تمھین نے کہکر پلائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر منھ پھیر لیا افراسیاب نے کہا شاباش بہادر اُٹھو کیا بیہودہ بکتے ہو صمصام طرف افراسیاب کے متوجہ ہوا کہنے لگا بس تیرے وعدے کو بھی دیکھ لیا ہمکو دم دیکے ہمارے ملک سے بُلایا کوک سے باغی کرایا یہان تو قتل کرنا کر چاہتے ہو کہ شبو خواص حرامزادی جو بی حیرت کی لونڈی ہی مجھ ایسے جلیل کی اُسکے ساتھ شادی کر دو مین کبھی اُسپر تھوکنا بھی نہین میری معشوقہ میرے پاس خود چلی آئی دیکھو وہ کھڑی ہنس رہی ہی اور مین آپ سے کچھ پایہ کمی کا نہین رکھتا ہون مین اپنے ملک کا بادشاہ ہون وہ گولے مارونگا کہ زمین کے طبقے آسمان پر مثل غبار اُڑ جاوینگے یہ کہکر لڑنے کھڑا ہوا اُٹھا اور جھولی سے گولہ نکالنے لگا افراسیاب نے ہان ہان کہکے ہاتھ تھام لیا صرصر بھی ابھی نشہ بیہوشی کا اسکو ہی حوض سے پانی لیکر جلد منھ دھلایا اب اتنی دیر کے بعد صمصام کو بخوبی ہوش آیا مثل تصویر کے خاموش دل مین محبوب مطلوب کی محبت کا جوش چوکنا ہو کر چہار جانب دیکھنے لگا افراسیاب نے کہا اے صمصام خیر تو ہی یہان کہان آئے کون لایا کسنے تمھو اس باغ ویران کا راستہ بتایا شبو لونڈی کمینی معشوقہ یہان کہان اب تو صمصام رونے لگا کہا حضور مین تو ابھی اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا شراب پی رہا تھا بیکایک یہ کیا ہو گیا اور یہ شعر پڑھا شعر صبح دمید و شب گذشت ماہ شبین بخانہ رفت بہ رود

سحر سیہ کنید یار باین بہانہ رفت ؛ وہ خواب تھا یا بیداری تھی اُس معشوقہ وفادار کو کیونکر پاؤن سامان وصل مہیا تھا پھر فراق کا سامنا ہی آپ یہان کیونکر آئے آپ کو جشن کی کسنے خبر دی آتے ہی صحبت عیش برہم کر دی **افراسیاب** نے کہا اے **صمصام** عیاران لشکر اسلام تمکو دھوکا دیکر یہان لائے **عمر** و تمھاری معشوقہ کی صورت بنا تھا تمکو شراب پلاکر بیہوش کیا تھا قتل کیا چاہتا تھا کہ اتفاق سے میرا ادھر گذر ہوا **اصر** صر بھی پہونچی ملکہ عالم بھی آگئین تمکو بچایا ورنہ اُسنے مار ڈالا ہوتا اب تو **صمصام** نے شرماکر سر جھکایا کہا حضور نے جان بخشی کی حضور اس جان نثار کی جانبازی کو ملاحظہ فرمائینگے دیکھیے گا کیسا انتقام مسلمانون سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین اور ہران کا تو وہ حال کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکی جوانی پر روئین اور محبوب ذرا رحم نہ آوے اور عیارون کی تو بوٹیان کاٹ کاٹ کر کباب بکاؤنگا ایک ایک تکہ کُل اپنی فوج کو کھلاؤنگا **افراسیاب** نے کہا تمکو ختیار ہی جو چاہنا جانبازہ کرنا مگر اب عیارون سے بچے رہنا یہ کہکر **افراسیاب** نے سحر سے دو تخت تیار کیے **افراسیاب** **اصر** صحیرت جادو سے اصر صر شمشیرزن ایک تخت پر اور ایک پر **صمصام** سوار ہوکر اپنے لشکر مین آئے تمام سرداران افراسیاب پہا چاہت سے دوڑے **افراسیاب** نے تخت ملکہ **حیرت** جادو کر سر پر تمکن ہوئے اور **صمصام** کو ایک تنگ زرین بیٹھنے کو ملا اور سکے سردار بھی سب آکر اپنے اپنے مقام بیٹھے **صمصام** حجاب سے سر نہین اُٹھاتا غصے مین کانپ رہا ہے **افراسیاب** نے ساتے بچے کو اشارہ کیا اُنہی جام شراب اول **افراسیاب** اور ملکہ **حیرت** کو دیا بعدہ ساقی جام لیکر **صمصام** کے سامنے آیا کہا مین نہ پیونگا جو شخص ایسی ذلت اُٹھائے وہ شراب کباب کا شغل کرے مقام حیف ہی **شعر** پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ؛ دل بھون رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی ؛ اے شہنشاہ غلام کی کیفیت رنج و ملال سے دگرگون ہی جوش حرارت مین جگر جون سے بیقراری مین یہ اشعار پڑھنے لگا **اشعار**

اکیلے ہم نرہے ایک غمگسار رہا ؛ ہمیشہ سوز جدائی سے بیقرار رہا ؛ کبھی سپند رہا مین کبھی شرار رہا
اس ایک صبح کا دونو نکو انتظار رہا ؛ جو اضطراب سد ہارا تو اضطرار رہا ؛ شب فراق مین ہمکو شب وصال نہین
یہ چشم داشت تھی ہمکو پھیر کر لگاوے نگاہ ؛ نگاہ لطف نکرتے وہ قتل ہی کرتے ؛ گناہ بخشدے پھر گنا سگار رہا
سرور دلمین رہا آنکھ مین خمار رہا ؛ قلق رہا کہ نہ قاتل سے مین دوچار رہا ؛ دو رنگیان نہ گئین نشۂ محبت کی
سلوک خوب کیا اُسنے دیکے دل دم مرگ ؛ اس انجمن مین گذر ہوش کا ہوا نہ کبھی ؛ تمھارے مستونمین ایک ہمی ہشیار رہا
کبھی نہ چین سے عاشق تہ مزار رہا ؛ یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر رونے لگا

افراسیاب نے کہا اے خیر خواہ مابدولت اگر تمکو لالہ زار نرگس چشم کی جدائی کا ملال ہی تو مین ابھی کھونری پھر ادون مگر چاہتا ہون تمھاری شادی مین عالم عالم دنیا دنیا جمع ہو اس دھوم سے شادی کرون کہ شاہان اولوالعزم رشک کرین نکھرام تمھاری شوکت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرین اور اگر تمکو ذلت کا خیال ہی تو یہ بالکل بیکار ہی یہ شرف ہاتھ سے عیارون کے سب کو حاصل ہوا ہی ہمارے مرشدزادے مصور رجادو تشریف رکھتے ہین

اکثر عیاروں نے انکو گرفتار کر لیا قدرت کی سہو ملکہ صورت نگار کا کیا نقشہ کیا برہنہ کر کے اکثر چھوڑ دیا یہ ذلت نہین ہی ایک تین روپیہ کا پیادہ کوئی حرکت ناشایستہ کرے اُسکا ملال کیا کوئی اپنا ہمسر ہوتا تو اُسکو جا کر ابھی ذلیل کرتے سو مرتبہ گرفتار ہو کر آئے ہین سو مرتبہ گرفتار کر لیا مشکین باندھین سزائین دین وہ بے حیا خوش ہوتے ہین عمرو کا تو یہ قول ہی کہ مین گرفتار ہوا اور حریف کو مار اپس ایسونکی بات کا خیال رکھنا دانائی سے بعید ہے اگر تم کہو تو ابھی سب کو پکڑوا بلواؤن صمصام نے عرض کیا حضور کی پرورش کی انتہا نہین ہے اسوقت کے حضور فرمانے سے یہ غلام سمجھ گیا کہ شادی تو ضرور ہوگی اور عیار جب ایسے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کر چکے ہون تو میری کیا حقیقت ہی مگر کیا کرون دل نہین مانتا کبھی اس غلام پر ایسا سانحہ نہین گذرا اب فعیہ اس رنج و ملال کا کیا ہے کہ حضور جلد طلسم جنگی میرے نام پر بجوائین صبح کو ملکہ مہران کو تہ تیغ کرون خاک و خون مین تڑپتا دیکھون علاوہ قتل مہران کے کل مسلمانون کو قتل کر ڈالونگا کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر بھی جاؤنگا حمزہ کی بھی مشکین باندھکر لاؤنگا اور عیارون کا تو نام پردہ دنیا سے مٹا دونگا لوگ چرچے کرینگے کہ فرقہ عیاران اور مکاران کبھی پردہ دنیا مین تھا اور یہ چارون پانچون جو عیاری کرنے آئے تھے انکے تو کباب لگا کر کھاؤنگا افراسیاب نے جواب دیا جو چاہنا وہ کرنا تمکو اختیار ہی مگر سرور بار اسطرح کے ذکر نہ کرو عیارون کا دمبدم نام نہ لو وہ ہر وقت موجود رہتے ہین کیا عجب ہی کہ بھوریا کا لیا یا تاتیا اسی جلسے مین کھڑے ہون باتین سُن رہے ہون صمصام نے کہا اے شہنشاہ ان کلمات سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ حضور بھی عیارون سے ڈرتے ہین پہلے اُنہین کی فکر کرون ابھی جا کر انکو مٹا دون افراسیاب نے کہا خیر مین ڈرتا ہون یا نہین ڈرتا ہون جو مناسب جانتا ہون وہ کرتا ہون تمکو کیا غرض ہی تم جس واسطے آئے ہو اُس فکر مین مصروف ہو اُن جھگڑون مین نہ پڑو یہ کہکر حکم دیا طلسم جنگی نام پر صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش کے بجے بموجب حکم افراسیاب چار سو نقارہ رزمی پر چوب پڑی زمین لرز گئی آسمان کا کلیجہ کانپ گیا مریخ فلک تھرایا شیران صحرا کو صدائے ہولناک طلسم جنگی سے غش آیا افراسیاب صمصام سے یہ کہکر اُٹھا کہ بادولت پردہ ظلمات مین جاتا ہون تم باطمینان مصروف جنگ ہونا کسی رنج و ملال کو دل مین جگہ نہ دینا ملکہ صرصر شمشیرزن و ملکہ صبا رفتار کمندانداز و عیار بچون کو بلا کر حکم دیا کہ خبردار خبردار آج صمصام کی دربارگاہ پر حاضر رہنا اگر عیارون کا گذر ہو جائیگا تو تمکو سزائے کامل دیجائیگی پانچون عیار بچون نے دست بستہ عرض کیا کیا مجال ہی عیاران اسلام کی صمصام کے خیمے کے قریب آسکین یا گوہر مدعا پا سکین مگر ایک تاکید صمصام صاحب سے بھی کر دیجیے کہ اپنی بارگاہ مین تشریف رکھین اسوقت سے تحرک کسی کو اپنے پاس نہ آنے دین خاصہ وغیرہ ہماری صلاح سے نوش کرین شراب کباب کا شغل معطل ہی کیونکہ ہمین گرد بارگاہ کے رات بھر پھرنا ہی اگر ہمکی کیا مجال ہی پرندہ پر مارسکے اور درندے کی تو کیا مجال ہی کہ طرف سے نکی بارگاہ کے گذرے افراسیاب جادو نے کہا اے صمصام تیغزن صف شکن جو کچھ صرصر نے کہا ہی اُسکو بگوش ہوش سُن لو اسی طرح

ہاکر انتظام کرو آج رات کو قیامت برپا ہوگی شب بھر عیار تمہارے قتل کی فکر مین رہینگے ذرا بھی غافل ہوجاؤگے دیکھو پچھتاؤگے **صمصام** چونکہ جوتیان عیارونکے ہاتھ سے کھا چکا ہی صدمۂ عظیم اٹھا چکا ہی بہت خوب سمجھ گیا کہ رہا ہی **افراسیاب** نخجی سمجھا کر تخت زرین پر سوار ہوا شوکت وشان طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا **صمصام** کو عیار پجیون نے لاکر بارگاہ مین پہونچایا آپ واسطے حفاظت کے دربارگاہ پر بیٹھین اور چند ساحران غدار کو قریب اپنے بٹھالیا اس طرح حفاظت مین **صمصام** کے مصروف ہوئے ہین جو سپاسیان لشکر اسلام یہ خبر وحشت اثر لیکر طرف لشکر ملکہ **مہرخ** کے روانہ ہوئے **ساقی نامہ مصنف**

کدھر ہے تو اے ساقی جنگ جو — نہو مجھسے میکش کا ناحق عدو — نہو مستعد تو مرے قتل پر
نکر نیمچہ کو تو زیب کمر — ارادہ نکر مجھسے پیکار کا — ذرا دل مین کر خوف قہار کا
خطا مین نے کیا کی ہی تیری بتا — روا رکھ نہ مجھ بیخطا پر جفا — بس اب دور غصے کو کر رام ہو
تو اس میکدے مین نہ بدنام ہو — پلا جام صہبائے تسکین دل — کہ یہ رندے اب بہت مضمحل
مرے ساقی مہروش مہ لقا — بس اب رحم کر مجھپہ بہر خدا — یہ کیا مے سے مجکو چھکائے گا تو
مرا خون ناحق بہائے گا تو — یہ روشن ہوا تو کرے گا جفا — قمر کی بھی جان کاہی حافظ خدا

یہان دربار ملکہ **مہرخ** سحر چشم کا آراستہ ہی تمام ساحران نامی وافسونگران گرامی دربار مین جمع ہین سریر جہانبانی پر ملکہ **مہرخ** سحر چشم بعبدۂ وزارت ملکہ **بہار** جادو طرف دست راست کے دست چپ پر بعبدۂ وزارت ملکہ **سحر موے** کاکل کشا ایک جانب ملکہ **ہلال** سحر افگن ایک جانب شاہزادۂ **خورشید** زرین سحر یہ چارون وزیر خوش تدبیر سحر مین طاق علم نیرنجات مین شہرۂ آفاق اور دیگر سرداران نامی اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین ایک جانب ملکہ **برآن** شمشیر زن دختر نیک اختر شہنشاہ **کوکب** رو شنضمیر حسن مین بے تمثیل سحر مین بے نظیر خیال تھا **گرامی** **صمصام** مین سرنگون خواجہ **عمرو** بن امیہ ضمری نے آکر حال نئی عیاری کا بیان کیا ہی اور فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اُس ملعون کو مار لیا ہو تا مگر نہایت سخت جان ہی انشاء اللہ تعالے اب میرے ہاتھ سے بچ کر کہان جائیگا **گرامی** کی سزا پائیگا اور چوبدار اسوقت داخل بارگاہ آسمان جاہ ہین کہ سامنے چرندا ور پرند ہر کارے گرد مین آلودہ پسینے مین غرق اُفتان وخیزان حیران وپریشان چہرہ متغیر مضطر وششدر آکر دعا ثنای بادشاہی اس طرح بجالائی **نظم مصنف**

خدایا رہی شاد و خرم یہ شاہ — بڑھے دمبدم دولت وعز وجاہ — کہان ہی ہمارے سعادت نشان
پھرے گرد سر صورت آسمان — الٰہی یہ جبتک ہین برق وسحاب — ہین جبتک فروزان مہ وآفتاب
فزون دمبدم شہ کا اقبال ہو — عدو مثل سبزے کے پامال ہو — شہریار کی عمر ودولت کو پروردگار
دراز کرے اقبال ترقی پذیر ہو دشمن سرکار دولتمدار کا ذلیل وحقیر ہو اس باغ بیخزان مین ہمیشہ بہار ہی باغبان موسم تا

جنت نشان کا صدا خار حوادث روزگار سے سینہ فگار رہے اوج پر آفتاب عالمتاب اقبال ہو کوکب دشمن تیرہ بخت کو زوال ہو
اسوقت **صمصام** بدانجام نے بقہر و غضب تمام طبل جنگی بجوایا ہو اُس نمکحرام کا ارادہ ہو کہ ملکہ **بران** شمشیرزن سے معرکہ
آرائے نبرد ہوا **افراسیاب** خانہ خراب نے اُسکی حفاظت کے بڑے بڑے سامان کیے ہین پانچون عیار پچیان دزنکبت اثر
پراُس روسیاہ کے مثل اعمال بد حاضر اور بہت سے ساحران غدار بھی ناظر ہین اس قدر بیحیا کو غرور ہوا ہو کہ زمین پر اچھی
طرح پانون نہین رکھتا پنجون کے بھل چلتا ہو مثل آب چاہ جانستان نخوت سے اُبلتا ہو مگر اے شہنشاہ اوج عیاری اپنے ذلیل
ہونیکا اُسکو بڑا غم ہو مثل گیسو دہ سیہ روز بروز ہم ہو **افراسیاب** نے تسکین بہت دی ہو اور منع کیا کہ کسی دام تزویر مین جاکر
پھنس جاؤگے ورنہ آپ سب صاحبون کے گرفتار کرنے کو آتا تھا اور جو جو کلمات سخت نسبت حضور کے کہے ہین لائق
گذارش نہین ہین اور **افراسیاب** طرف پردۂ ظلمات کے گیا خواجہ **عمرو** نے فرمایا بی بی ہران تم نے شتابی سے ہماری رای کی
پابندی ہوتا ہمارا دل زار خرسند ہو وہ رای یہ ہو کہ صبحکو تم میدان کارزار مین بخانا بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط رہنا شتابی
تعین معرکۂ کارزار مین اگر اس بیحیا سے انتقام نہ لیا تو نام اپنا خواجہ **عمرو** نہ رکھا مگر تمھارا میدان کارزار مین آنا اور ایک
ذلیل کے مقابلے مین جانا میری رای کے سراسر خلاف ہو ملکہ **بران** شمشیرزن نے لسبب دمندی سر جھکایا عرض کی الحجۃ رای
مولی از ہمہ اولی ہماری کیا مجال کہ آپکے ارشاد فیض بنیاد سے سرتابی کرین مگر جو میری رای مین ہو اُسکو سماعت فرمائیے
آیندہ جیسا حکم ہوگا بجالاؤنگی وہ یہ ہو کہ آپنے اکثر زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا ہو کہ زلزلہ اتفاق ثانی سلیمان کا یہ
طریقہ ہو کہ میدان کارزار مین جو جسکو پکارتا ہو نام لیکر للکارتا ہو وہ اُسکے مقابلے مین جاتا ہو انتہا یہ کہ ایکدن آپ نے
ذکر کیا تھا کہ **قباد** شہریار نوزنگاہ ملکہ **مہرنگار** بارہ برس کے تھے **فیروزرعاد** مغربی بیٹا **سکندرین ہسکالان**
مغربی کا بڑے زور و شور سے برائے مدد **لوسیروان** آیا **بختک** نے اُسکو سمجھایا اُس بیحیا نے یہ کہکے طبل جنگی بجوایا
کہ مین **قباد** شہریار سے مقابلہ کرونگا **صاحبقران** زمان کو کچھ چارہ نہوا ہر چند کہ شب بھر بیقرار رہے تمام سردار بھی
اشکبار رہے مگر صبح کو **قباد** شہریار نے جاکر **فیروزرعاد** سے دیو خصال سے مقابلہ کیا آخر اُسکو عنایت سے پروردگار
کی بصد کروفر واصل جہنم کیا بس حضور تصور فرمائین جب **صمصام** بیحیا آپکی کنیز کا نام لیکر میدان مین للکاریگا
یقین تو ہو کہ حضور کو سب سے زیادہ خلاف ہوگا اگر آپ کو یہ منظور تھا تو نامہ لکھکر مجکو اثنائے راہ مین روکا ہوتا
یہان آنے نہ دیا ہوتا اب سب پر بخوبی ظاہر ہے ہر ایک اس حال سے بخوبی باخبر ہے کہ مین اس مقام پر موجود ہون کیسے
کلمات سخت و سست یہ نمکحرام کہیگا بھلا میرا قلب تیغ زبان **صمصام** کا زخم سہیگا یہ تقریر دلپذیر **ملکہ بران** شمشیرزن
کی سنکر خواجہ **عمرو** نے سر جھکایا دل مین خیال کیا کہ سچ کہتی ہو مگر مصلحۃً جواب یہ کہ بیٹا وہ مقام اور ہو یہان ساحران
مکار کا وہ ہو سحر کرنے والے بھاگ کر غرق زمین ہو جاتے ہین یہ مکر حریف کی پشت پر آتے ہین کبھی دام سحر کبھی
کمند سحر سے گرفتار کر لیجاتے ہین اُسپر یہان تعریفین ہوتی ہین کہ اچھا ساحر تھا کس لطف سے حریف کو پکڑ لے گیا اور ہمارے

آقائے نامدار کے لشکر مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالیوقار اگر ایک قدم پیچھے ہٹائین زمرۂ پہلوانان سے باہر نکل جائین اور حمزہ تو وہ شیر دل ہے کہ پردۂ قاف مین دیو عفریت ایسے زبردست کو سوئے مین نہ مارا جگا کر للکارا وہ سخت قواعد قرار دیے ہین کہ سوائے فرزندان حمزہ کے غیر انکی پابندی نہین کر سکتے ہین بس بی بی تم یہانکے قواعد پر عمل کرو صرف ایک دن بارگاہ مین رہو اسی لڑائی مین اگر خدا چاہیگا اس بیحیا سے فیصلہ ہو جائیگا کسی نہ کسی عیار کے فریب مین ضرور آئے گا ملکہ سرآن نے کہا اے عم نامدار صاحبقران عالیوقار کا دائے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو انکی جرأت پر ناز ہے کسنے مثال دون کیا مجال ہے مگر میرا باپ بھی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر مردان عالم سے ہے نامی دنام آور ہے آپنے اکثر ملاحظہ کیا ہوگا کہ افراسیاب ایسے بادشاہ طلسم ہوشربا پر جا پڑتا ہے کس کس جرأت سے لڑتا ہے حقیقت مین افراسیاب بلائے روزگار ہے ان چارون اقلیمون مین کوئی افراسیاب کا ہمسر نہین ہے اگر ہمنے اسکے پکارنے پر مقابلہ نہ کیا والد نامدار پھر میری صورت نہ دیکھینگے اگر چہ ظاہر مین کچھ نہ کہا تو باطن مین نگاہ سے گر جاؤنگی آپکے حضور زیادہ تاکید فرمائینگے یہ کنیز اپنے تئین ہلاک کریگی عمرو کو یہ سنکر سناٹا آگیا قلب تھرا گیا ضبط کرکے فرمایا لے نورنظر مرحبا جزاک اللہ مردان عالم ایسے ہی جری ہوتے ہین خیر جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرنا ملکہ بہار وغیرہ نے کہا خواجہ سلامت آپ کیون تردد فرماتے ہین ہم سب اسطے جانبازی کے موجود ہین انشاء اللہ سحر تو ہونے دیجیے اس لکھرام کو اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ رکھا برق لامع نے بڑھکر جواب دیا لون کر تک کر اس ملعون کے سر پہ گرون کہ خرمن ہستی کو جلا کر خاک کردون دو ٹکڑے برابر ہون کے لے عدنی کہا وہ چیخ مارون کہ حرامزادے کے کان کے پردے پھٹ جائین برق مادر عدنے بیقرار ہوکر جوابدیا میرے بھی وار سے نہ بچیگا ہم ماں بیٹے ملکے مار یلغگے آپ بسم اللہ طبل جنگی بجنے کو حکم دین اسی وقت بموجب حکم ملکہ مہرخ سحر چشم نقارۂ زمی پر چوب پڑی اشعار

بزو طبل را آن چنان طبل زن	کہ دریدمیت زہیبت کفن
ببین دین او وین او وین او	صدائے طبل جنگ بید رنگ سے بلند ہوئی کہ روح سامری و جمشید

دردمند ہوئی ملکہ مہرخ نے چاہا کہ لب دربار برخاست کرین کہ طیران سیر آسیر جادو نے جو نامہ سیکر شہنشاہ کوکب کا آیا تھا یہ سب معرکے اپنی آنکھ سے دیکھے اور حالات عیاری خواجہ عمرو سنے خیر خواہ قدیم ہے بہت بیقرار تھا لیکن باتون سے خواجہ عمرو کی بہت تسکین حاصل ہوئی اپنی جگہ سے اٹھا خواجہ عمرو کے سامنے بہت بستہ حاضر ہوا عرض کی اے آفتاب عالمتاب آسمان عیاری و قطب فلک خبرگذاری خدا آپ کو سلامت رکھے سب تردد غلام کے دفع ہو گئے مگر جواب نامۂ شہنشاہ چند فقرات مین تحریر فرمائیے تا مین جاکے شہنشاہ کو بھی مطمئن کرون قصہ جمشیدی ماتم سرا ہو رہا ہوگا ہر ایک نکھوا رہا ہوگا خواجہ عمرو نے فوراً قلم قرطاس طلب فرمایا اور جواب باصواب نامۂ کوکب روشن ضمیر تحریر کیا

نامہ از طرف خواجہ عمرو بخدمت کوکب روشنضمیر

ای شہنشاہ خسروان جہان — تا جدار طلسم نور افشان — کوکب سعد چرخ جود و کرم
نیر اعظم سپہر حشم — بعد آداب واجب ہو عیان — آیا پاس اپنے آپ کا فرمان
اُسکے مضمون سے ہم ہوے آگاہ — رنج از حد ہوا پر اے ذیجاہ — کیا ہے صمصام کند ذہن و ذلیل
مین نے مارے ہین ساحران جلیل — گھیر کر اُسکو لائی ہے تقدیر — ہے کمند اجل مین خود وہ اسیر
خون سے اُسکے ہاتھ بھرتا ہون — جلد ملعون کو قتل کرتا ہون — کچھ تردد نہ آپ کیجے گا
سر صمصام مجھسے لیجے گا

یہ چند اشعار آبدار خواجہ عمرو نے تحریر فرمائے اور نامے کو ملفوف کیا اور طیران سریع السیر جادو کو دیا اور زبانی بھی یہ کہدیا کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر سے بعد سلام محبت التیام کہنا کہ اے برادر طرف سے ملکہ بُران کے مطمئن رہنا جبتک یہ نیازمند آپکا زندہ ہے کوئی بُران سے آنکھ ملا سکتا ہے اگر میری اجل قریب ہے تو مجبور ہون دعا عرض ہے یاد فرمانا مگر اس معرکہ مین براے خدا تم نہ آنا اگر کسی طرح کی خبر وحشت اثر آپکو پہونچے تو اُسکا بھی اعتبار نہ فرمائیے گا کسی کے کہنے سننے مین نہ آئیے گا یہ کہکر طیران کو خلعت رخصت مرحمت ہوا طیران آداب و تسلیم بجالاکے اپنے طاؤس سحر پر سوار ہو کے طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا یہان ملکہ مہرخ نے کہدیا تھا کہ طیران سریع السیر جادو کے دربار برخاست کیا خواجہ عمرو بُران کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ بران کے چلے جب دربارگاہ بران پر آئے عمرو نے سرداران بُران سے کہا تم لوگ اسی مقام پر ٹھہر جاؤ جب ہم طلب کرین تو آنا ہمکو ملکہ سے کچھ تخلیے مین امورات جنگ مین باتین کرنا منظور ہین سب سردار در دولت پر ٹھہرے خواجہ ملکہ بران کو لیکر اندر بارگاہ کے تشریف لائے بعد تھوڑے عرصے کے خواجہ نے آواز دی ملکہ مجالس جادو و عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیرزادی و ملکہ شعلہ آتشخو و ملکہ رنگین خوشخو و ملکہ اورنگ سمن بو و ملکہ نارنج گلگون پوش وغیرہ اندر بارگاہ کے آئین سبنے دیکھا کہ خواجہ عمرو مسند پر اور ملکہ بران پہلو مین خاموش بیٹھے ہین عمرو نے بکاول کو حکم دیا اُسنے آکر دسترخوان بچھایا خاصہ حاضر کیا خواجہ عمرو نے سب شہزادیون کو دسترخوان پر طلب کیا سلفچی آفتابہ سامنے آیا ہر ایک نے ہاتھ دھوے ہمراہ خواجہ و ملکہ بران کھانا کھانا شروع کیا مگر ملکہ مجلس نے دیکھا ملکہ بُران خاموش ہین جوڑے مین اختر مروارید چمک رہا ہے کلام بہت کم کرتی ہین اگر کوئی شہزادی ملکہ بران سے کلام کرتی ہے تو طرف سے ملکہ بران کے خواجہ عمرو جواب دیتے ہین فرماتے ہین صاحبو اے بر حال ملکہ بُران جسکو اس رنج و الم کا سامنا ہو وہ کیا کلام کرے اب سب صاحب یہ مجھپر احسان کرین کہ بعد خاصہ نوش فرمانے کے حفاظت مین ملکہ بُران کی بیرون بارگاہ جاکر مصروف ہون ملکہ مجھسے فرمانبگی ہین اب آرام فرمائینگی آپ لوگ کچھ ملکہ سے کلام نیک و بد نہ کیجیے گا نہ کچھ پوچھیے گا آمین

بھی اک راز ہی موقع کہنے کا نہین ہی بموجب مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند: ملکہ مخلس جادو نے ہر چند خواجہ سے پوچھا کہ نانا جان مادر مہربان کا مزاج کیسا ہے خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ بیٹا کسی قدر طبیعت سست ہی اسوقت انکو تنہائی پسند ہی تفتیش حال مین دخل نہ دو میرا کہنا مانو جاؤ دوسری بارگاہ مین آرام کرو جب مخلس کو خواجہ نے جھڑک دیا پھر کسیکو دریافت کرنے احوال کا حوصلہ نہوا خواجہ کے ہاتھ تھام کر بران کا فرمایا جاؤ بی آرام کرو ملکہ بران نے دوشالہ منھ پر کھینچا چھپر کھٹ پر آرام فرمایا خواجہ عمرو باہر آئے گرد بارگاہ ساحرون کو وسطے نگہبانی کے مقرر کیا اور خود باہنائے عیار سحر راستہ ہو کر طرف لشکر صمصام بدانجام کے روانہ ہوئے برق فرنگی نے سنا کہ استاد جانب لشکر صمصام گئے ہین یہ بھی تڑپ کر چلا لشکر اسلام مین تمام ساحرہ مصروف سحر خوانی مگر مقدمۂ بران مین ہر ایک کو پریشانی وہ شب ہولناک ملازمان کوکب کو خوف ہلاک ہر ایک کو تردد ہی کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہی خدا اس اختر تابندۂ برج آسمان شہنشاہ کوکب روشنضمیر کو گردش چرخ کجرفتار سے بچائے خورشید حسن وجمال طالع رہی بدعت ظلمت شام صمصام بدانجام سی غروب نہو جاوے ہر فرد بشر اس فکر مین بیقرار ہے ہر ایک سردار کو انتشار ہے

ابیات

وہ تاریک مثل دل کافران	کہ مہرخ کے دلپر ہجوم الم
تردد مین بیتاب خواجہ عمرو	شب فرقت عاشقان سی سوا
صدائین وہ ہا ہو کی ہر سو بلند	کہین خیمے سی اٹھ رہا تھا دھوان
فسون سازیونکا ہر اک جانشان	کہین لوٹتا تھا پڑا اژدہا
کسی کو تردد کہین بے شمار	کوئی شیر دل صرف ذکر ستیز
کسی بزدلے کو تھی فکر گریز	اہا لیان طلایا حاضر باش و ناظر باش کی صدائین بلند کر رہے ہین

قرنا پھنک رہی ہی گرد بارگاہ بران کو اسطرح بیچ مین لیا ہے جیسے سینے مین دل یا انگشتری مین نگینہ ہوتا ہی خود ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی در بارگاہ پر کرسی بچھائے بیٹھی ہے تاکید کر رہی ہی کہ خبردار کوئی غافل نہو ہوشیار رہو اگر پتا کھڑکا نیچہ ٹیک کر اٹھ کھڑی ہوئی فوراً سحر پڑھکر باش کا دانہ مارا کیا مجال کہ طائر وہم و خیال فریب آئے پائے یا کوئی نگاہ کج سے جانب بارگاہ

ملکہ بران دیکھے نظم مصنف

کہین گھنٹے بجتے تھے با صد خوشی	ہر اک ساحر بد سیر مثل دیو
کہین سحر سے ہل رہی تھی زمین	کہین جھانجھ بجتے تھے ڈھولک کہین
کسی جا پہ گوگل کے جلنے کی بو	جلاتا تھا مرچین کوئی خود پسند
نہاتا تھا اس خون سے بیخطر	کوئی بچہ خوک کو ذبح کر
	کوئی سر ہلاتا تھا بیٹھا کہین	بھوانی کا ہوتا تھا پوجا کہین

کسی خیمہ نحس مین غل یہ ہے	دو ہائی ہی کلوا کی کالی کی جے	صمصام نکرام اپنی بارگاہ مین

یکہ و تنہا بیٹھا ہوا سحر تیار کر رہا ہی مگر پریشان خاطر ہر مرتبہ عیار بچون کو پکارتا ہی ملکہ صرصر شمشیر زن وای صبار فتار کمند انداز بیدار ہو بخوبی ہوشیار رہو صرصر آواز دیتی ہی کنیزین حاظر ہین آپکی حفاظت مین کتنے صرصر ابھی بھرے ہوا بھرے یا آیا تھا ساحر کی صورت بنا ہوا پھر رہا تھا مین نے للکارا بھاگ گیا یہ کہکر صرصر اور صبار فتار سننے لگین ایک ساحر ملازم صمصام موسوم بہ کلنگ جادو نہایت بدذات گرد بارگاہ کے پھر رہا ہے لیکن نشہ باز ہی از حد جلساز ہی جو جادو گر سامنے سے نکلتا ہی اسکو پکارتا ہی بھائی کہان جاتے ہو ہمارا نشہ اتر گیا ہی تمہارے پاس کوئی گانجے کی کلی ہی یہان نشی کا اتارہے نہایت بیکل ہے جاہی آیا چاہتی ہی اب طبیعت بہت گھبراتی ہی جو ساحر اسکی ایسی باتین سنتا تھا مسکرا کر جواب دیتا تھا نہین کہان ہمارے پاس ہین دکان بھی بند ہوگئی یہ مایوس ہوکر پھرتا تھا ناگاہ ایک ساحر کو دیکھا ایک نخل کے سایہ مین بیٹھا ہوا گانجا پی رہا ہی کلنگ نظر سب کی بچاکر اسکے قریب آیا کہا بھائی جلد جاؤ ہم بھی ایک دم مین ہمارے خیمہ کے دروازے پر میان کے ہمارا پہرا ہے روز نوج کو آیا کرو دم لگاکر جایا کرو سب لشکر کے کہارا ہر تمہارے پاس رہتے ہین سو سو چلم روز اڑتی ہی اس ساحر نے کہا آؤ بیٹھ جاؤ دم لگا لو لالچ کا ہیکو دیتے ہو ہم تو میان سرانداز ہان کہ پینے والے ہین اسوقت مجبوری ایک گنڈے کا گانجا بھی بیچا ہی جوانون کو سب مباح ہی جب مثل جسنے نہ پی گانجے کی کلی اس بیٹے سے بیٹی بھلی یہ کہکر جھٹ پٹ چلم بھائی کنڈا اجھاڑ کر آگ رکھی کہا لو بھائی تمھین سر پیوکل صبح سے تمہارے پاس یارون کا بھی جلسہ ہی گانجا بھائی ہم سے تو درکنار بھی غلام حسین کے پل والی بھنگیڑان سے آشنائی ہی وہین دن بھر جمے رہتے ہین ہم کو پیڑو کی پلاتی ہی آج کچھ نشہ مین کسر پیٹ ہوگئی نہین تو اسوقت اسکے ساتھ سوتے ہوتے وہ ساحر تو باتین کرتا رہا لیکن میان کلنگ جادو نے چلم اٹھاکر گڑگڑا کر دم مارا ڈیڑھ بالشت لو بلند ہوئی آنکھین غایب نکل آئین چوتڑون کے بھل مین پر بیٹھ گیا اور کہا بھئی جوان عجب سرور ہوا بڑا نشہ ہوگیا اس جوان نے کہا سمین دس بیس بیج دھتورے کے تھے اب تم مے کلنگ جادو گھبرا کے اٹھا اتنا تو بولا بھائی جوان پانی پلاؤ دم نکلتا ہے اس جوان نے کہا دانے کچے ایسے مین یہ حال ہوا کیون مر ہی گیا پسینا معلوم ہوتا ہے اس منحوس پر جوانون کو مہمان بلاتا ہی کلنگ ضبط کر رہا تھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آچکا تھا دھم سے لڑکھڑا کر زمین پر گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا جوان نے آواز دی منم منم برق فرنگی سوچا اگر قتل کرونگا صدلے گیر دار بلند ہوگی لو انگ بگڑی گھسیٹتا ہوا قریب ایک غار کے لایا اسکو تو وہین ڈالدیا آپ جھٹ پٹ رنگ و روغن عیاری کا لگاکر بصورت کلنگ جادو بنکر تیار ہوا دوڑا ہوا قریب خیمے کے آیا کالے ماش کے دانے ہاتھ مین سر جھکائے ہوے صرصر صبار فتار نے کہا کون کہا حضور ابھی تو آپکے پاس بیٹھا تھا سرکار نے کالے ماش کے دانے منگائے تھے لینے گیا تھا بنیے کی دوکان کھلوا کر لایا صرصر بھی حقیقت مین ابھی بیٹھا تھا شاید صمصام نے بضرورت سحر ماش اس سے منگائے ہونگے کہا جاؤ یہ حاضر حاضر کہتا ہوا دوڑا پردہ اٹھاکر اندر بارگاہ صمصام کے آیا دیکھا صمصام بیٹھا ہوا ساحر

تیار کر رہا ہی برق نے جھنک کر سلام کیا صمصام نے کہا خیر تو ہی گھبرائے ہوے کیون ہو کہا حضور ابھی سنا ہی کہ کوکب روشنضمیر صبحکو آئیگا آپ سے ضرور شکایت کریگا ایک ساحر ملازم ملکہ مہرخ کا مجھسے کہتا تھا کہ کوکب کا قول ہی مین اپنے بھائی صمصام کے قدمونپر گرونگا اپنے قوت بازو کو ہوش ربا مین نہ رہنے دونگا میرے طلسم نور افشان مین سناٹا پڑگیا ہی مجھسے خطا ہوئی کہ مین نے اُسکی خبر نہ لی اُسکی معشوقہ کو بھی راضی کر کے لاونگا قصر جمشیدی مین بڑے دھوم سے شادی کرونگا یہ فقرے جو برق نے بچرب زبانی کہے صمصام میان نخوت سے پھول گئے کہا بھائی کیا خیر مفصل بتائی ہی سچ کہدو ہمارے سر کی قسم برق نے کہا کتاب سامری اُٹھا کر کہدون مین کبھی جھوٹ بولتا ہون سال بھر سے کنٹھی بنی ہے مین نے مدبر جادوگر سے یہ حال سنا ہی اب اسمین شک نا بیجا ہے صمصام نے منھ پھلا کر کہا مین تو اب نہ جاونگا برق نے کہا ایک بات اور کان مین حضور کے کہونگا صمصام نے سر جھکایا برق نے کہا حضور مبارک ہو کوکب کہتا ہی مین بران کی شادی صمصام کے ساتھ کرونگا اپنی معشوقہ کو پھر چاہے بخشے یا قتل کرے صمصام یہ سُنکے لگا مونچھون پر تاؤ دینے کہا ہان بھائی کلنگ بیشک اگر وہ ایسا کریگی تو مین اُسکا غلام ہون فوراً افراسیاب سے بگڑ جاونگا کیا مین افراسیاب کے باپ کا غلام ہون اپنے مزاج کا تحکو اختیار ہی میان افراسیاب کی کوشش بیکار ہی یہ سن کلنگ ادھر اودھر دیکھنے لگا صمصام نے کہا بھائی کیا دیکھتے ہو کہا حضور اوس مین جو پھرے نشہ اتر گیا ایک جام شراب اس خبر فرحت اثر کے انعام مین دلوائیے خوب جی بھر کے پلوائیے کل سے ہمارے اور آپ کے یہ بیتکلفی کا ہمے کو ہوگی آنکھ بھی یاران قدیم سے نہ ملائیے گا کوکب کے داماد کہلائیے گا صمصام نے کہا مین ایسا نہین ہون تم شراب پیو گلابی موجود ہی کلنگ نقلی نے بڑھکر گلابی اُٹھائی یا سامری تیرے صدقے کہکر جام بھرا چاہا منھ سے لگائے جھجککر ہاتھ روک لیا کہا حضور تو یہ کرتا ہون خطا ہوئی معاف فرمائیے گا مالک کے سامنے یہ بے ادبی سحر مناسب نہین ہے اور مالک بھی کون کہ داماد کوکب روشنضمیر خوش تقدیر صاحب اقبال کا لیجیے ذرا منھ لگا دیجیے یہ شراب اپنا آتش کیجیے اس خوشامد کی باتون سے صمصام نے ہاتھ بڑہایا جام لیکر لبون سے لگایا غٹ غٹ نصف جام پی گیا کلنگ نے کہا واہ حضور غلام کا چلہ مین کیا ہوگا ناگاہ صمصام کے ہاتھ سے جام چھوٹ پڑا اُف اُف کہکے اُٹھا بیہوشی کی طمانچہ مارا چوکی پر سے گرا گرتے ہی بیہوش ہوگیا برق خنجر پکڑ کے دوڑا کہ سر اُسکا کاٹون نیچہ اُٹھالون کہ ناگاہ پایہ چوکی کا شق ہوا ایک پتلی بالشت بھر کی نکلی سر پیٹتی ہوئی پکارتی ہوئی اودلا دکیا کرتا ہے صمصام کے گلیسے خنجر ملاتا ہی ارے یارو دوڑو اس دوراسی اُسنے آواز دی کہ صرصر نے سنی جھپٹ کر دوڑی اُس پتلی کے نکلنے پر بھی برق نے چاہا خنجر مارے دون وہ پتلی برق کے پکڑنے کو چلی یہ کہتی ہوئی کہ بھڑوے ہڈیان توڑ ڈالونگی برق نے دیکھا یا تو بالشت بھر کی تھی یا قد بڑھگیا چار ہاتھ کی ہوگئی اب تو ایک جوان سیہ فام معلوم ہوتا ہی برق نے جست کی کود کر الگ ہوا صرصر اور صبا رفتار بھی اندر بارگاہ کے آگئین دیکھا ایک جوان سیہ فام سر پیٹ رہا ہی برق فرنگی قریب سرانجے کے پہونچ چکا ہی جبتک یہ

دونون قریب جاپہنچین برق سرائچہ چاک کرکے باہر نکلا صرصر اور صبا رفتار نے آواز دی کہ یار ولینا برق فرنگی بھاگا جاتا ہے
برق یہ کہتا ہوا بھاگا ارے جادوگرو دوڑو صمصام کو عیار مارے ڈالتے ہین جادوگر طرف بارگاہ کے چلے برق بھاگ کر
نکل گیا اُدھر پتلی پائے مین چوکی کے غائب ہوئی صرصر نے صمصام کو ہوشیار کیا ملازمان صمصام بھی خیمے مین آگئے
تھے صمصام گھبرایا ہوا اُٹھا صرصر نے کہا اے شہریار کیا غضب ہوا آپ تو اپنا سحر تیار کر رہے تھے شراب و کباب کی نوبت
کیونکر آئی سامری و جمشید نے اپنی قدرت نمائی کی جو آپ ہاتھ سے اُس بھوریے کے بچ گئے ورنہ اُسنے اپنا کام کیا تھا
صمصام نے جواب دیا کہ واہ واہ بی ملکہ صرصر تمنے آپ کو پہرے پر اسی واسطے مقرر کیا تھا خوب حفاظت کی اُلٹے مجھکو الزام
دیتی ہو اگر مین ایسا ساحر زبردست نہوتا اور پیشتر سے انتظام نہ کر رکھتا تو جان بچنا دشوار تھی آپ کا پہرا دینا بیکار تھا
صرصر نے کہا آپ نے اپنے ملازم قدیم کو نہ پہچانا آپ ہی اُس سے باش منگوائین ہمکو بدمعاش بنائین واہ کیا کہنا خوب آپ نے
خلعت شکایت سے سرفراز کیا کیا اچھا ہمارا اعزاز کیا کنیزون کے کان ان باتون کے آشنا نہین ہین ہماری دانائی اور
نادانی کا حال ملکہ حیرت اور شہنشاہ افراسیاب سے دریافت فرمائیے تب آپ کو کیفیت ہماری جانبازی کی معلوم
ہوگی یہ مگوڑا بھوریا تو کیا ہی ان سب کا اُستاد وہ تا تیا مو عمرو جسنے ملکہ دامہ جادو کو یارا ساحر مشمش کو دریا کے
قلزم مین گھسکر للکارا عطلی آباد مین سترہ لاکھ جادوگر رہتے تھے مالک اُنکا مالک بن زردشت بلائے روزگار
سفاک غدار منتظم عاقل علم سحر کا فاضل ایک سال مین عمرو نے کل ساحران شہر کا خاتمہ کردیا صحرائے عطلی آباد لاشہ
ہائے ساحران سے بھر دیا جس ملک مین سترہ لاکھ جادوگر تھا اب اُسمین جادوگر کا نام باقی نرہا جو ایسا عیار طرار آفت کا
پرکالہ ہو وہ میرے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا ہی اپنے خدا سے اپنی موت میرے خوف سے مانگتا ہے اگر میرا قدم اس طلسم ہوشربا مین
نہوتا تو وہ مگوڑا اس اقلیم مین بھی عذر ڈالدیتا مگر میرے ہاتھ سے جوتیان کھاتا ہی ہزار جگہ مین نے اُسکی مشکین باندھی ہین
آخر ترس کھاکر تین روپیہ کا پیادہ بیچارہ آفت کا مارا جانکر چھوڑ دیتی ہون جسدن غصہ آجائیگا مارے کوڑون کے
کھال گرادونگی ساری عیاری بھلادونگی صمصام طراری زبان درازی صرصر کی اور احوال عیار یہاے
عمرو سُنکر نگاہ حیرت سے طرف صرصر کے دیکھ رہا ہی کہ ناگاہ ایک جادوگر دُبلا ساہڈھا ہاتھ پانون مین رعشہ ایک ٹھیا ہاتھ
مین اُنھین سرداران صمصام مین جو خیمے مین آگئے ہین اُنمین ملا ہوا کھڑا تھا یہ باتین صرصر کی سُنکر آگے بڑھکر
بی بی صرصر واہ واہ کیا کہنا عمرو سے کیونکر نہ ڈریگی جو روسے بھی ڈرتے ہین مگر غیبت مین ایسے کلمات مہملات کہنا مناسب
نہین ہین وہ تمھین گھوڑون کا دانہ دلواتے دلواتے ہلاک کرڈالیگا جبھی تک یہ چاہ پیار ہی جسدن تک منھ پر روغن
ہی اُسکی سیکڑون بیبیان ہین چوخاکات کربسر کرتی ہین دیکھو ملکہ صرصر عمرو کیسا خوبصورت جوان ہی کہ سیکڑون
اُسپر مرتی ہین اور تم بھی توان کھلاتی ہو امرتیان اور دودھ لیکر اُسکے پاس جاتی ہو اور اُسکی خاطر مدارات کرتی ہو اور
سب کے سامنے اُسکی محبت کا آلھا گاتی ہو صمصام نے کہا بی ملکہ صرصر ذرا سنیے زیادہ عیاری نہ بگھارے یہ صاف آپکے

واقف کار کیا فرماتے ہین صرصر یہ سنکے غصے مین پلٹی اور کہا او جھوٹے جعلساز مین کب عمرو کے خیمے مین جاتی ہون کب اُسکو زہر کھلاتی ہون بڈھے جادوگر نے کہا کہ آپ مجھپر کیون خفا ہوتی ہین آپ دونون کی محبت و عشق کا ذکر دفترون مین موجود ہی یہ سنکے صرصر نے آنکھ بلائی، دیکھا تو خود خواجہ عمرو کھڑے ہین مسکرا کر باتین بنا رہے ہین صرصر کے ہوش اُڑ گئے آتا منھ سے نکلا تھا اے یہ سار بان راہ سربارگاہ کھڑا ہے لینا جانے نہ دینا عمرو نے کہا واہ جان جہان دھکڑے کو گرفتار کرانی ہو دم بھر مین بیوفا ہو جاتی ہو اے جو تیری یہی خوشی ہی تو جاتے ہین عمرو نے پہلے ہی تدبیر کر رکھی تھی ایک موٹے سے جادو کو تاک کر اُسکے پہلو مین کھڑے تھے خنجر دامن کے نیچے چھپائے ہوے تھے لپٹ کر کوکھ مین اُسی جادوگر کے خنجر مارا دوسرے پہلو کو توڑ کر نکلگیا وہ جادوگر مرکر زمین پر گرا اندھیرا ہوگیا آرزا آئی کشتی مرا نام ہن جو ہر جادو بوٹ سب لینا لینا کرتے رہے اُسی تاریکی مین جست و خیز کر کے نکل گیا مگر یہ کہتا ہوا کہ جان جہان پھر کبھی نہ سمجھونگا غیرون کے سامنے اپنے چاہنے والے کو ایسی باتین کہنی ہوئیں معرکہ حیرت افزا دیکھکر صمصام کے تو ہوش اُڑ گئے صرصر نے شرما کر سر جھکا لیا تمام ساحر ہار صمصام کے مضحکہ کرنے لگے کہ واہ بی صرصر عمرو یہ کیا گپ گیا صرصر نے کہا وہ نگوڑا مکار غدار جعلساز فیلیا یونہین پکا کرتا ہی اُسکے کہنے کا کیا اعتبار ہی اور تو سب خاموش ہوگئے مگر صمصام نے کہا بی صرصر تمھاری حفاظت کا کیا اعتبار کرین عمرو تمھارے روبرو جادوگر کو مار کے نکل گیا اور تمسے کچھ نہو سکا صرصر جھلا کر بارگاہ صمصام سے باہر نکلی یہ کہتی ہوئی کہ اب اپنی حفاظت کر لیجیے گا میرے بھروسے پر نہ رہیے گا مین بھلا ہوا کو کیا روکون وہ شہنشاہ کے سامنے عیاری کرتا ہی تم بیچارے کیا ہو کیفیت صبح جب مبارز صمصام زور زمانے فلک نے بارشاد افراسیاب بصد کرّ و فر نیچہ دود مہ ضیاے سحر کو نیام مشرق سے نکالا اور گرد ہ سپہر زرین آفتاب عالمتاب کو بصد آب و تاب نیچہ قوطی و پرزور مین سنبھالا اور ملکہ پریان شمشیرزن نخلت پر حملہ آور ہوا ہنگام مقابلہ ایک ضرب مین طلسم جہان سے نیست و نابود کیا تمام لشکر تاریکی شب فرار ہوا یعنی صبح ہوئی آفتاب نمودار ہوا معبدان معبود نے وظیفہ نماز سحری کی فرصت پائی ہر ساحر عذار نے سجدۂ تصویرات سامری و جمشید سے جبین اُٹھائی نظم علی الصباح کہ سلطان صبح آئینہ فام ؛ زدود آئینہ آسمان زرنگ ظلام ؛ بدست خسرو خاور فشاند نا بخشش ز شاہ روم ہزیمت گرفت لشکر شام ؛ اُسوقت شمھاے مومی و کافوری لہراین طائران نغمہ سرا کی کانون مین آوازین آئین صمصام ناکام بقہر و غضب تمام نیچہ قتل ملکہ پریان بصد شوکت و شان زیب کمر شقاوت اثر کیے ہوے بیرون بارگاہ آیا سرداران لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور آپ جانب بارگاہ ملکہ حیرت جادو چلا یہان ملکہ حیرت جادو خواب ناز سے بیدار ہوئی ہی وزیرزادیان شاہزادیان حاضر ہوکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین اپنے اپنے مقام پر بیٹھین یکایک سامنے سے صرصر نمایان ہوئی آتے ہی پایہ تخت کو بوسہ دیا گرد پھری تصدق ہوئی دعاے ترقی حسن و جمال بجالائی ملکہ حیرت نے مسکرا کر پوچھا خیر تو ہے شبکے بارگاہ صمصام مین ہنگامہ تھا صرصر نے عرض کی عیاروں نے میان صمصام کو دیوانہ کر دیا رات کو بھورے نے عیاری کی میان صمصام کو مار لیا ہوتا مگر حضور وہ نہایت ساحر زبردست ہے

جام بادہ نخوت سے مست ہی اپنی نگہبانی کی تدبیر کر چکا تھا بچ گیا غصہ مجسم اُتارا ایک جادوگر کو مار کر عمر و قریب صبح نکلگیا صمصام بدحواس ہو رہا ہے دیکھیے میدان کارزار مین کیا ہوتا ہی حضور الگ سے چلکر تماشاے جنگ ملاحظہ کرین مگر میری راے یہ ہی کہ حضور دخل نہ دین حیرت نے کہا پہلوے بارگاہ مین ٹیکرا ہے تخت بچھانے کا اُسی جگہ حکم دیا ہی اگر بران کو اُسنے مارا تو مہرخ و بہار وغیرہ جان دینے کا قصد کرینگی مجکو واجب ہوگا کہ صمصام کو بچاؤن اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو مین سیر دیکھکر پلٹ آؤنگی یہ ذکر تھا کہ چوبدار نے عرض کیا کہ صمصام در دولت پر حاضر ہے امیدوار باریابی ہی ملکہ حیرت نے حکم دیا کہ بلاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا صمصام سامنے آیا چوبدار نے بڑھکر ایا ملکہ نے دنگل کی جانب اشارہ کیا صمصام دنگل پر بیٹھا ملکہ حیرت کچھ پوچھنے پاتین خود ہی صمصام نے عرض کیا حضور نے شب کا حال سُنا ملکہ حیرت نے کہا ہان ایسے واقعات تو اکثر گذرتے رہتے ہین مرنیوالے مرتے رہتے ہین خداوند سامری نے عیاردن کو خون ساحران معاف کر دیا ہی خداوند لقا نے عمرو کو جلاد ساحران بنایا ہی بھلا پھر کون اُسکو مار سکتا ہی صمصام نے عرض کی کہ لشکر غلام کا میدان کارزار مین جا چکا ہے مین دلسے تسلیم کے حاضر ہوا تھا سرفراز ہو چکا اب رخصت ہوتا ہون مگر امیدوار ہون کہ جان نثار کی سرفروشی کو آپ بھی ملاحظہ فرمائین کہ زیادہ تقویت ہوئی ملکہ نے جواب دیا تمکو سامری جمشید کے سپرد کیا ملاحظہ کرنا کیسا مین آکر شریک جنگ ہوتی ہون صمصام نے عرض کیا نہین حضور دور ہی سے جرأت و جانبازی اس نیازمند کی دیکھیے مین رستم کے جواب دونگا کہی نہ رکونگا حیرت تو جا اُسی ٹیکرے پر ٹھہری تخت بچھا اُسپر جلوہ فرما ہوئی گرد دنگل میز و کرسیان آراستہ ہوئین اُسپر شاہان دربند طلسم اور شاہزادیان اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئین ہرچند کہ حیرت جادو نے حکم دیا تھا کہ ہمارا لشکر تیار ہو اُسپر بھی ڈیڑھ لاکھ ساحران غدار ٹیکرے کے نیچے صف باندھکر ٹھہرے ہوئے ہین ملکہ حیرت نے سر اٹھاکر دیکھا کہ صمصام تین لاکھ ساحران غدار لیکر میدان کارزار مین ٹھہرا ہے آمد لشکر مسلمانان کا انتظار کر رہا ہی اُدھر لشکر اسلام مین سویرے سی ملکہ مہرخ سحر چشم تخت زرین پر سوار ہوکر برآمد ہوئین اول ملکہ بہار جادو نے آکر سلام کیا بعد اُنکے ملکہ نافرمان جادو و ملکہ سرخ موے کاکل کشاد و ہلال سحر افگن و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شکیل جادو و خورشید زرین سحر و ملکہ گلزار چشم وغیرہ نے آکر سلام کیا چپا طرف سے تخت کو گھیر لیا ملکہ مہرخ سحر چشم کا لشکر جلوخانہ سے چند قدم آگے بڑھا ہی کہ دیکھا آمد آمد لشکر ملکہ بران شمشیرزن کی ہوئی ایک ہنس پر ملکہ بران شمشیر زن سوار ایک سمت تمام سرداران لشکر شاہ شہریار زادیان طاؤس پائے زرین بال پر بصد شوکت باقی تمام لشکر لشپت پر علمہاے رنگارنگ کے پھریرے کھلے ہوے ملکہ مہرخ نے آمد بران دیکھکر تخت بڑھایا ملکہ بران نے فقط ملکہ مہرخ کو سلام کیا اور کسی کی جانب متوجہ نہوئین ملکہ بہار وغیرہ کو اسکا ملال ہوا آپسمین ایک نے دوسری سی کہا کہ صاحبزادی کو بڑا غرور ہوگیا ہی ایک نے کہا آج اور ہی خیال ہے اُنکے قلب پُر ہجوم غم و ملال ہے پرسش اور غیر پرسش کی شکایت کیا خدا اُنکی جان بچائے گلا شکوہ کرینگے غرض اس کروفر

لشکر اسلام جانب میدان کارزار بصد شوکت و حشمت چلا یہاں صمصام میدان کارزار مین مع لشکر آچکا ہے اپنے لشکر کے
بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا ہوا کھڑا ہے دیکھ رہا ہے کہ لکہ ہاے ابر سرخ و سبز و زرد ظاہر ہوے برابر قاب قوس مین تخت
ملکہ مہرخ کا مثل دل کے اور پہلوے تخت سے پٹین پھولون کی آرہی ہین ملکہ بہار جادو طاؤس زرین بال پر سوار بدہیان
پھولونکی گلے مین بانہ ڈالی ترچھی پڑی ہین چھپکا موتیون کا سر پر آراستہ صاف ثابت ہوتا ہے شب تیرہ و تار مین عقد ثریا
کا ظہور ہے زلف شب بجور چہرہ نور اعلی نور قامت سرو باغ خوبی دہن تنگ غنچۂ گلشن محبوبی پشت پر ساٹھ ہزار کنیزان دردو
گوش مرصع پوش دف و دائرہ ہاتھ مین بحر بات بات مین چکاریان لیے ہوے مست مے حسن و جمال مٹھکیلیون کی چال کبک
خوش رفتار اگر سامنے آوے رفتار دیکھکر ٹھوکرین کھاوے اس شوکت و شان سے آمد ملکہ بہار جادو ہوئی کہ بہار اے خارستان
پر بہار ہوگیا درختون مین جو پتے زرد تھے اُنپر سرمہ کا دھوکا تھا جس راہ سے سواری ملکہ بہار کی نکلتی تھی شاخین نخل کی
ہاتھ بڑھاتی تھین کہ دم بھر تو گل رعنا ہمارے شانہ مین ٹھہرے ہمکو بھی شرف حاصل ہو درخت چاہتا ہے کہ بین بھی ساتھ ساتھ
سواری کے نہال ہون بیت سرو در باغ بہ یکپاے ستادست نگر بہ برکاب تو دو دگر بہ دوش پاے دگر بہ اور جامہ سردار
اسی آن و بان سے شوکت و شان سے اپنے اپنے لشکر کو ساتھ لیے ہوے پرے جمے ہوے سواری مثل باد بہاری کے آتی ہے
ایک سمت سے لشکر ملکہ بران بڑے زور و شور سے نمایان ہوا ہے مگر صرصر شمشیر زن ایک نخل کی آڑ پکڑے ہوے خاص
چہرہ ملکہ بران پر نگاہ ڈال رہی ہے بخوبی دیکھ بھال کر خدمت ملکہ حیرت جادو مین دوڑی ہوئی آئی مگر پسینے
پسینے ملکہ حیرت سے عرض کیا مین کچھ عرض کیا چاہتی ہون حیرت نے کہا صرصر کہہ تو کیا ہنستی ہوئی آئی
کرداد دیکھا کیا سنا صرصر نے کہا داری اس وقت مین نہ نگاہ غور ملکہ بران شمشیر زن کو دیکھا کیا عرض کرون
منہ سے نہین نکلتا ہے چہرہ اتہا کا متغیر ہے رخ آفتاب مثال پر زردی سراسر ہے ایک شب مین یہ کیفیت ہوگئی
کیسی صورت ہوگئی دوسرے یہ احتمال ہے بڑا کنیز کو اس امر کا خیال ہے اسقدر آج بران شرمائی ہوئی ہے کہ سر نہین اٹھاتی
اپنے ساتھ والون سے آنکھ نہین ملاتی مجھکو تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ عمرو نے کچھ عیاری کرکے بران کو میدان مین بھیجا ہے
ملکہ حیرت جادو نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے تغیر کا تو یہ جواب ہے کہ اپنی جان کے ڈر سے بنا بنا دم بھر کے رنج و ملال
مین جسم کا خون خشک ہوتا ہے جان کے واسطے آدمی سر پر ہاتھ رکھکر روتا ہے دیکھ جب یہ لڑائی شروع ہوئی میرا کیا
حال ہوگیا ہماری یہی صورت تھی دست و پا کی یہی کیفیت تھی واے بر حال بران خوف جان دوسری بات کا جواب ہے
کہ عمرو کو ایسی عیاری کی کیا ضرورت تھی وہ تو خود عیار ہے آٹھ پہر عیاری کی فکر ہے تیرے کلام سے صاف ثابت ہوتا ہے
کہ عمرو نے بران کو بدل لیا ہے تو ہی رات کو خبر لائی تھی کہ بران سے عمرو نے
اتنا کہا تھا کہ چلی جاؤ میدان کارزار مین نہ آؤ بران اپنا گلا کاٹے ڈالتی تھی اور نہ کہ
بران یہ قبول کرتی کہ میرے بدلے میدان مین اور کوئی جائے یہ صرصر تمہاری عقل کی حماقت ہے صرصر یہ سنکے

خاموش ہوگئی مگر دونون لشکر بصد کروفر اس زور و شور سے میدان مین آئے کہ طبقے زمین کے تھرائے دونون دریاے لشکر موج مارتے ہوے میدان رزم مین پہونچے شورش بحر زخار سیاہ سے کشتی دہر کو تلاطم ہوا سفینۂ حیات سبکا گرداب فنا مین مبتلا اب جابجا باجے بج رہے ہین صفوف میدان قتال و جدال مین آراستہ ہونے لگین میسرہ میمنہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ جانبین سے درست ہوئین دونون سمت ساحران غدار کاروبار میدان کارزار مین مصروف ہین ایک ساحر نے بڑھکر سحر کیا کہ آسمان سے تیر برسنے لگے جو جو کہ حائل نظر تھے کاٹ کر گرا دیے دوسرے نے سحر کیا آندھی سیاہ اٹھی بھونکے ہوا کے چلے خس و خاشاک کو ہوا اڑا کر لیگئی ایک ساحر یادل نے بڑھکر روئی کے گالے ہاتھ پر رکھ کر اڑائے لگا ابر پیدا ہوا برستا ہوا نکلگیا اسطرح میدان چشم زدن مین آراستہ ہوا نقیبان بلند آواز نے آکر آوازین لگائین کہا ان ہی دمامہ جادو کہان ہی ساحر شمشیر بدخو سامری و جمشید کیا ہوے ایک چشم زدن مین بڑے بڑے سرکش فنا ہوے دنیا مقام عبرت ہی دل طایر عنقا معدوم عشرت ہی شعر۔ اجل لگاے ہوے گھات ہر کسی پر ہی ؛ ہوش باش کہ عالم روادوی پر ہی ؛ نظم

ہان ولا کر نظر بدیدۂ غور	دیکھ دنیاے بے ثبات کا طور	بھول مت دیکھ دیکھ آرایش
نہین دنیا مقام آسایش	کوئی بزم طرب کا بانی ہے	کہین ماتم ہے نوحہ خوانی ہی
کہین چوتھی ہے اور چالا ہے	کہین افضال حق تعالی ہے	ہی کہین شادی خانبدان
اور کہین شور مرگ فرزندان	ہے یہ دنیاے دون کا سرشتہ	نوش اسکا ہے نیش آغشتہ

بیت ۔ رستم زال رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا ؛ مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا ؛ بڑے بڑے نامی و گرامی قبر تاریک و تنگ مین سوتے ہین انکے حالات نیک و بد نہین معلوم ہوتے ہین تخت شاہی بوریاے فقر بعد مرگ کسی کے ساتھ نہ گیا الا نام مردان عالم صفحۂ میدان جہان مین ہمیشہ باقی رہیگا ای مردان شیر دل و ای رستمان تہور شعار و ای دلیران میدان کارزار حوصلہ لیست کاہبت تنگ ہے یہ وقت نام و ننگ کے ایسے کلمات عبرت خیز و اشعار حیرت انگیز زبان پر جاری کیے سرداران ملکہ یران شمشیر زن کے دل غم سے بھرے ہوے ہین آنکھون سے سب کے اشک حسرت جاری ہوے نمونۂ ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا ہر ایک کا یہی قصد تھا کہ میدان کارزار مین جایئے لڑ بھڑ کر مرجایئے لشکر دشمن کو جرأت دکھایئے زندگی چند نفس ہے طایر روح کو یہ جسم خاکی قفس ہے مگر اولان اول صمصام نمکحرام نے گردن سحر اپنا صف لشکر سے نکالا سامنے ملکہ حیرت جادو کے آیا کر گردن سے گود ڈالا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ہاتھ باندھکر اجازت خواہ ہوا ملکہ حیرت نے کہا اے صمصام کیا حلد ہے ہمارے سب سردار آمادۂ حرب ہین سالہا سال سے ان لوگون سے لڑ رہے ہین معرکے پڑ رہے ہین تم تو ہمارے مہمان ہو تامل کرو اول طریقۂ جنگ دیکھو صمصام نے عرض کیا کہ غلام ہی کی پگڑی اچھی ہی اب تاب صبر و ضبط باقی نہین ہی غلام بیقرار ہی بس آج ہی خاتمہ کرتا ہون ملکہ حیرت نے اشارہ کیا ایک جادوگرنے لاکر جام شراب صمصام کو دیا کہا اے سامری وقت جمشید عمدیہ جام شراب جرأت ہی سمجھکر پیا صمصام نے اسکے ہاتھ سے ہنسکر لیا

ملکہ حیرت جادو نے کہا جاؤ خداوند نقاکے سپرد کیا صمصام بدانجام مثل غول صحرائی کرگدن کو اڑاتا ہوا
تیر تگ سحر دکھاتا ہوا میدان کارزار مین آیا دل قوی راے ناظرین ہو کہ خنجر بار جادو صمصام بیجیا کا رفیق قدیم ہی صلاح کار
ندیم ہی ساحر بھی زبردست ہی یاد دکبر و نخوت سے مست ہی انتہا کا مکار و غدار ہی صمصام کو اسپر بڑا اعتبار ہی اسکو بعہدۂ
سپہ سالاری لشکر مین چھوڑ آیا ہی سمجھا دیا ہی کہ جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اسوقت تم میرے دربہ سے جاجن اشیاے سحر کی ضرورت ہو
تمھین ہم تک پہونچانا دیکھو رہ نہ جانا خنجر بار جادو نے اس سے کہدیا ہی کہ اس خیر خواہ کو ہر وقت اپنی پشت پر پائیے گا
اڑا اُس مین نہ گھبرائیے گا الغرض صمصام میدان کارزار مین پہونچا نعرہ کیا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے اور مین تو ہی ملکہ
بران صاحبہ سے جنگ کا طالب ہون ملکہ بران شمشیر زن نے یہ سنتے ہی تخت سے اترنے کا ارادہ کیا تھا ملکہ مہرخ سحر چشم
نے جو یہ کیفیت پکار کر آواز دی صاحبو غضب ہوا آپ صاحبون مین سے کوئی صاحب جلد جائین اس بیجیا کو جواب دین
مقابلہ کرین ملکہ مہرخ کے منھ سے یہ اپنا کلمہ نہ نکلا تھا کہ شکیل جادو فرزند ارجمند ملکہ مہرخ سحر چشم کا پایہ تخت پر ماتھا ڈالے
استادہ تھا فوراً پایہ تخت کو بوسہ دیکر سامنے آیا عرض کی اے مادر مہربان اجازت میدان دیجئے ملکہ نے بتعجیل فرمایا بسم اللہ شکیل نے
فوراً مرکب لڑیا دیا ہان ملکہ ہمارے تاجدار و غمخوار نے ملکہ بران کو درد کا اور کہا حضور تامل فرمائین وہ دیکھیے شکیل جادو
مقابلے مین صمصام کے جا پہونچا ایک سے دو نہین مقابلہ کرتے ہین ملکہ خاموش ہو کر ٹھہر گئین یہان صرصر نے ملکہ حیرت
جادو سے کہا واہ اری یہ معاملہ ہی حضور نے ملاحظہ فرمایا اُسنے نام ہمراں شمشیر زن کا لیکر پکارا عرض مین آنکو شکیل
جادو مقابلے پر آیا لب تو ہونٹ ہلکا قول کرسی نشین ہوا ملکہ بران شمشیر زن شعلہ جوالہ سپہ وہ اس امر کو کیا سمجھتی ہر گز شکیل
جادو کو مقابلہ صمصام مین نہ جلد دیتی ملکہ حیرت جادو نے کہا آج تجھے صبح سے یہی خیال ہے تیرے دماغ مین خلل
ہو گیا ہی آج قانون اور قاعدے کا کیا ذکر ہر سب کو ملکہ بران کی جان بچانیکی فکر ہے صرصر خاموش ہو گئی یہان شکیل
جادو قریب صمصام پہونچا تھا کہ اس ملعون نے اپنے کرگدن سحر کے سر پر ایک سونٹا یا سامری کہکے مارا کرگدن
کے منھ سے ایک شعلہ کالا نکلا شکیل کے سر پر آکر چپکا قریب تھا کہ خرمن ہستی شکیل جادو کو جلائے شکیل نے کچھ پڑھ
کے دستک دی شعلہ سر سے ہٹا مگر سر پر مرکب کے گراش طاؤس آتشبازی جلنے لگا ہر عضو سے شعلہ نکلنے لگا شکیل
جادو کو دیر اکچھ پڑھکر ہاتھ ہلایا برق چمکی صمصام کے کرگدن کا سر اڑ گیا پھر وہ غضب صمصام زمین پر آیا کارد
سحر جھولی سے نکال کے پھینک ماری ہر چند شکیل نے روکا نہ رکی شانے کو توڑ کر پار نکل گئی شکیل غش کھا کر زمین پر گرا صمصام
نے چاہا سر کاٹ لون خورشید زرین سحر کو تاب نہ آئی چمک کر صمصام پر جا پڑا ملازمان شکیل جادو بہ اشارۂ ملکہ مہرخ
سحر چشم شکیل کو اٹھا لائے خورشید زرین سحر سے مقابلہ ہونے لگا دونون کے سحر سے شعلے بھڑکے آگ برسی زمین تپنے
لگی عرصۂ دراز تک اسی طرح آپسمین سحر ہوتے رہے واضح رہے کہ صمصام کے پہلو مین دو نیمچے حمائل مین ایک خاص
مثل بران کا اور دوسرا واسطے ہر ساحر کے آخر غصے مین آکر صمصام نے نیچہ کمر سے کھینچا خورشید پر وار ہر چند کہ

خورشید نے سپر سحر کو سر پر رد کا مگر سپر کٹی خود کو کاٹ کر پنجہ تا ابرو پہونچا خورشید نے رد سحر کر کے پنجہ تو سر سے نکالا مگر صدمہ زخم سے غش کھا کر زمین پر گرا اصمصام نے قصد کیا قتل کرون ملکہ بہار جادو کو تاب نہ آئی وہین سے نعرہ کیا کہ او فاجر اے بدذات ہاتھ نہ اٹھانا اپنی بغاوت نہ دکھانا تم ملکہ بہار جادو پر یون تڑپ کر میدان مین آئی کہ برق جہندہ شرمائی نور جمال ملکہ بہار جادو سے آنکھون مین صمصام کی چکاچوند آئی جبتک یہ سنبھلے ملکہ بہار گلعذار نے گلدستۂ سحر مارا بلند ہوکر گلدستہ پھٹا پھول برسنے لگے ہوا سرد آئی غنچے چٹک کر گل ہونے لگے درختون مین جو زرد زرد پتے تھے سرسبز و شاداب ہوئے عندلیبان خوشنوا گل عارض ملکہ بہار جادو دیکھکر بیتاب ہوئین زمزمہ سرائی کرنے لگین دم محبت کا بھرنے لگین آدرزین آنے لگین شعرا جنون رکھیو بیابان مین سواری تیار اندنون چلنے کو ہی باد بہاری تیار ایک بلبل خوش نغمہ پھول کر یہ کھولے یہ اشعار آبدار مصنف پڑھنا شروع کیے

غزل

ہی شوق ماہرو کو ہمارے ستار کا	تار شعاع مہر نمونہ ہے تار کا	ساقی پلا دے جام مے خوشگوار کا
آتا ہی دھوم دھام سی موسم بہار کا	زاہد سنا حساب نہ روز شمار کا	آتا ہی دھوم دھام سی موسم بہار کا
صیاد اب تو چھوڑ دے بلبل کو قید سے	آتا ہی دھوم دھام سی موسم بہار کا	برگشتہ قسمتو نکی نہین خاک کو بھی چین
کھاتا ہی پیچ و تاب بگولہ غبار کا	دل ہی حضور کے نہین جانین کدورتین	اس آئنہ مین زنگ ہے میرے غبار کا
ولکی تڑپ سے برق خجل ہوگئی قمر	ادنی نمونہ ہی یہ مرے اضطرار کا	شب کو دیکھا کہ مہر جانب باختر سے ہے رنگ اٹھی

موسم بہار کی کیفیت نمایان ہوئی بوندیان ہلکی ہلکی پڑنے لگین گویا عطر بہار کا زمین پر چھڑکاؤ ہوا ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سی معمور تھا کیفیت موسم بہار مین نوجوانان چمن کو سرور تھا صبا نشۂ بادۂ خوشگوار مسرت سی لڑکھڑاتی تھی ہر مینا شجر سے سرنکالتی تھی دیدۂ نرگس شوق جمال بہار مین وا کثرت گلہاے رنگارنگ سے دامن صحرا پر بھار ہوا عطر بار محبت بہار مین دل الالۂ داغدار سوسن صدزبان اس گلشن پیکران کی ثناخوان صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش اس جوش بہار کو دیکھکر حیران و پریشان چاہتا ہی کہ پھول اٹھا کر سر نگمے بازو پر سہرہ بنا لا بندھا تھا وہ بڑھکر پکارا اٹھا لے شہنشاہ ہوشیار رہنا پھول نہ سونگھنا یہ تمھارے واسطے خار ندلت ہی دیکھو پچھتاؤ گے دھوکا اٹھاؤ گے دام موج بوے گل مین پھنس جاؤ گے صیاد دورنگی دل آزاری ہی سونگھنے مین موجب ذلت و خواری ہی یہ جو پتلے نے پکار کر کہا صمصام نے پھول ہاتھ سے پھینک ہونٹ سے لگایا طلسم تھا ایا جلد جھولی پر ہاتھ ڈالا ایک ترنج سبز نکالا کچھ اسمے سحر پڑھکر اچھالا زمین پر ایک دوہتڑ مارا ترنج آسمان پر جا کے غائب ہوا یکایک ایک ہوا گرم چلی دھوپ نے وہ تیزی دکھائی ہر شخص کی گرمی سی جان لبون پر آئی وہ دشت کرہ آتش معلوم ہوتا تھا گویا سوا نیزے پر آفتاب آیا ہی چشمون کا پانی کھولنے لگا مچھلیان بیتاب تھین سبز موج پر کباب تھین خشکی لب ساحل پر موجین بیقرار و مضطر خیمۂ حباب جلنے لگا ہر گرداب تنور شعلہ فشان بن گیا پھول کمھلانے لگے غنچے کو حرارت سے غش آنے لگے نخل پتون سے کف افسوس ملنے لگے پھل تلوارون کے مثل شمع کافوری جلنے لگے بلبلون نغمہ سرائی موقوف

کی سکوت کا جوش مثل تصویر خاموش رہی موسم بہار تھا چشم زدنین باغ سحر بہار پر خزان آئی سرسبز و شاداب درختون پر زردی چھائی باغبان بدعت فلک کو اس باغ بہار کو مٹاتے شرم نہ آئی ہمیشہ سے یہی گردش لیل و نہار ہے کبھی خزان اور کبھی بہار ہے ملکہ بہار جادو نے جو استقامت اور حرارت کو دیکھا چہرہ گل سا کھلا گیا چاہا دوسرا سحر کرے صمصام نے عرض کیا اے بہار جادو نیاز مین تیرے سحر کو مٹا چکا اب کب زندہ چھوڑتا ہون یہ کہکر ایک گولہ طرف آسمان کے پھینکا ملکہ بہار جادو پر آگ برسنے لگی مرخ چشم نے جو یہ آفت دیکھی سمجھین شاید ملکہ بہار جادو سحر صمصام مین مبتلا ہوئین فوراً یہ کہکے تخت بڑھایا کہ مین جا کر ان سحر بر ساؤن ملکہ بہار گلعذار کو بچاؤن ملکہ مرخ سحر چشم کے تخت بڑھاتے ہی ہمراہ رکاب ملکہ مرخ بہت سے ساحر بڑھے یہ کہتے ہوئے کہ اپنے مالک کو تنہا نہ جانے دینگے صمصام نکو ام کو گھیر کے مار لینگے ابیات مصنف

یہ دیکھا جو صمصام نے شور و شر	ہوئی جنگ مغلوبہ مد نظر	دیا فوج کو حکم با صد غضب
کرو حملہ دشمن کے لشکر پہ اب	نہ دیکھو ذرا بھی بد و نیک کو	کرو قتل میدان مین ایک ایک کو
یہ سنتے ہی لشکر بصد کر و فر	سوے فوج مرخ ہوا حملہ ور	اُدھر سے بھی فوراً سپاہ گران
بڑھی بہر پیکار باعظم و شان	دو دریائے لشکر ہوئے موجزن	چمکیا گرد سے روے چرخ کہن
بے صورت ابر با ہمہ گر	ہوئی بارش سحر ہر سر بسر	دکھانے لگا کوئی نیرنگیان
کسی نے کسی کو کیا بے نشان	کوئی خون منھ سے اگلنے لگا	کوئی صورت شمع جلنے لگا
کسی نے کسی پر کیا یہ فسون	لگا تنکے چننے ہوا یہ جنون	کوئی بز دلا تھا کوئی منچلا
کوئی زخمی ناوک سحر تھا	کسی نے کسی کا کیا سر جدا	ہوا قید ہستی سے کوئی رہا
لگا یا کسی نے کسی پر تبر	گرا ہو کے زخمی کوئی خاک پر	کوئی سحر آتش مین مسحور تھا
کوئی سحر پر اپنے مغرور تھا	ہزار دن تڑپتے تھے سر خاک پر	پدر کو نہ بیٹے کی تھی کچھ خبر
وہ غوغا پس مرگ جادوگران	وہ ہیرون کی قتل مین آہ و فغان	وہ چلنا تیر و اور نا توپ کا
وہ ہونا فزون صدمہ و رنج کا	کوئی کہہ رہا تھا کہ یا سامری	کرو آکے اسدم مری یاوری
کوئی کہہ رہا تھا کہ آؤ لقا	مجھے دشمنون سے بچاؤ لقا	کوئی بہر پیکار ایستادہ تھا
کوئی بھاگ جانے پہ آمادہ تھا	ہوا ایسا میدان مین کشت و خون	مفصل بیان اے قمر کیا کرون

یہ دونون لشکر مثل آب شور و شیرین و مانند نور و ظلمت آپسمین مل گئے ہنگامہ سحر برپا ہوا مگر بہار گلعذار نے اپنے تئین بچا چشم زدنین سحر آتش سے رہا کیا اسقدر یاران سحر برسایا کہ کئی ہزار ملازمان صمصام جوش مین آب نایاب سحر کے ڈوب گئے راہ سے تری کی نار سقر مین پہونچے ملکہ سحر تاجدار افسر شکر بران نامدار مع فوج ظفر موج لشکر صمصام جنگ آزماے خونریز زرہ پوش پر جا پڑے مین ایک جانب سے ملکہ مجلس جادو ایک جانب سے ملکہ شگوفہ سحر ساز و زیرادی

ملکہ بُران نے بھی اپنا ہنس اسکے عقب میں بڑھایا کسنے ترچھ کسی تاریخ کسی گچھا پیکان کا کسنے گولہ آہن کا سحر پڑھکر پھینکا
تب ملکہ بُران شمشیر زن نے بھی اسکے آخر میں کچھ ماش کے دانے جھونکے اڑنا لشکر صمصام پر پھینکے ملکہ حیرت جادو نے
اُدھر اپنے افسران فوج کو حکم دیا ہے کہ صمصام کی بابکر مدد کر و لشکر مہرخ کو گھیر لو میں بھی آتی ہوں یہ کہکر اشیائے سحر ذات پر آراستہ
کرنے لگی اُسوقت تک صرصر شمشیر زن قریب ملکہ حیرت جادو کے حاضر ہو نکلہ بلندی پر ہے صرصر لڑائی کو نظر شور سے دیکھ رہی ہے
جب ملکہ بُران شمشیر زن کو اسطرح لڑتے دیکھا ملکہ حیرت سے کہا اب حضور نے ملاحظہ کیا مجکو تو بخوبی یقین ہو گیا کہ یہ ملکہ بُران
شمشیر زن نہیں ہے سارباں زادہ نے کسی اور کو بُران بناکر بھیجا ہے بران کی لڑائی کا یہی طور ہے آپکے شاہ سے ایسا کب لڑ سکتا ہے
اکثر شہنشاہ افراسیاب پر جا پڑی ہے آج نو مرد کی شکل ہے کسی ایسے ویسے پر اسکا سحر کام کرتا ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا مجکو
یہی پڑی ہے خوف جان یہ حال ہے اُسکے قلب ہجوم غم و ملال ہے اُسکے سردار اُسکو بڑھنے نہیں دیتے منھ پر کسی ساحر زبردست کے
چڑھنے نہیں دیتے صرصر توجہ ہوئی ملکہ حیرت جادو طاؤس زرین بال پر سوار ہو کے جا پڑی جاتے ہی ایک گولہ
اُٹھایا سحر پڑھکر فوج ملکہ مہرخ پر سحر چشم پر مارا کسی سمت کے سر پھٹ گئے پلٹ کر ملکہ بہار جادو نے دیکھا کہ یہ کیا قیامت آئی یہ
کیسا دنا ہوا کہ دل ساحروں کا کانپ گیا بغور جو دیکھا تو حیرت جادو کے سحر نے سلکہ ڈالا ہے جس غول پر گرتی ہے پراگندہ کرکے
ہٹتی ہے پس بہار جادو نے بڑھکر آواز دی دیکھو بوا ہٹ جاؤ شامت نہ آجائے یہ تو ہم جانتے ہیں کہ تو بادشاہ کی جورو ہے
خصم نے تیرے سب کچھ سکھا دیا ہے یہاں بھی کوئی موم کا نہیں ہے ملکہ حیرت نے جواب دیا اے بہار تیری فضا میں کسی ہاتھ سے
نا فقط پاس ہے کہ برادری والے کینگے بین کو بین نے مار ڈالا اور دنیا والا سکا بھی آجاتا ہے کہ ہم نے اور تو نے ایک پیٹ میں
پانوں پھیلاتے ہیں ایک ان کا دودھ پیا ہے کیا دنیا کا خون سفید ہوا ہے کہ جھونی ہو کر بڑوں کے منھ پھیرتی ہے دل ہٹ سامنے
سے آج میں ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکر ملکہ حیرت نے ایک تار بج اُٹھا کر مارا کہ دس بارہ کنیزان بہار کے سر پھٹ گئے
لڑکھڑا کر گرپڑیں سیر گلشن جنان ہو میں غصے سے دانت پیسے ملکہ بہار شعر ہوا جہد مثل گلاب کے پھول کے سرخ ہو گیا فوراً گلدستہ اُٹھا
کر مارا اور کہا اے ہیشیر صاحبہ کچھ الامر فوق الادب جب تک ملکہ حیرت جادو سنبھلے گلدستہ قریب سر ملکہ حیرت جادو
پہنچ چکا ہوا سے سر دہلی ملکہ حیرت جھوم گئی ایک پر دل سر پر طاؤس کے پر اشل طاؤس آتشبازی کے جلنے لگا ملکہ حیرت
طاؤس سے کودی جھونی سے شیشہ آبنے میدہ سحر لگا کر اپنے منھ پر چھینٹا یا سحر بہار کا دفع ہو گیا مگر سود سودا وگر نہ ملکہ حیرت جادو
نے گریبان پھاڑ کر دیوانے ہوئے ملکہ بہار نے ابرو سے اشارہ کیا اشعار عشق آمیز پڑھکر اپنے گلے کاٹ ڈالے ملکہ حیرت
سے قصے میں پڑا کہ ملکہ بہار کلعدار پر جا پڑے پیچ من ہلال سحر افگن لشکر اگنی خوب اس مقام پر سحر ہوئے ملکہ حیرت
سب کو خواب دیسی جانی تھی ہر طرف شور قیامت برپا ہے سر سر ایک کا جل رہا ہے ہر نخل آتش سحر سے جل رہا ہے لیکن صمصام
بہ انجام فوق دریائے سحر جوش میں کھڑا ہوا لڑ رہا ہے جس غول پر جا پڑا کسی پر گو کسی پر نیزہ مار دیا اتنا بڑا اور بردست ہے
کہ اگر کوئی جادو گر نہ سنبھلا لڑتا بھڑتا صمصام نکلجام پر جا پڑا اور صمصام جنگ آزمائے خورد سرزدہ پوش پر ہاتھ تلوار

کا مارا اس پھیلائے کلائی پر اسکی ہاتھ ڈالدیا تینہ چھینکر چھینکا کر مین ہاتھ ڈالکر یا ساھری کے زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے
سر کھینچ لیا ہزار ہا ساحران نامی اسکے ہاتھ سے زخمی ہوئے بہت مارے گئے مثل مست پاگل کرتا ہوا جاتا ہے خنجر بار جادو
اسکا رفیق قدیم سے دادمردی و مردانگی کی دے۔ ہاہے ہر غول مین پڑھکر لڑتا ہے جب صمصام آواز دیتا ہے اوزیق من داے عف شکن
اے خنجر بار جادو نے کوچہ تک پہونچا دیا بچا حاضر کیا کہ غول سے نکلتا ہے جب صمصام آجاتا ہے جوشی صمصام ماتا ہے یہ دیتا ہے
قتل باش کے دانتے پیچ یا تاریخ وغیرہ ہر سحر کے اسباب سحر سے اپنے پاس موجود رکھتا ہے صمصام آفرین کہکے پھر لڑنے لگتا ہے ملکہ
مجلس جادو واسطے ملکہ بران شمشیرزن کے سینہ پر سے بلوے مین ملکہ بران کو جانے نہین دیتی ہے سر پر ہاتھ کو پنے سر پر لیتی ہے
اب جو دو لشکرون مین قیامت کے سحر ہونے لگے کہ حیرت جادو بھی شرمندہ کی الاکھ جادوگرون کا کھیت چانپین بن ہو چکا ہے
صمصام نے آگ برسانی ہے کسیکے روکے نہین رکتا ہے جسنے ٹوکا اسپر جا پڑا کسی سے بچا کسی کا خون ٹپک رہا ہے کتنے خون کے تالاب پر چھین
پھر وہ سیکارنے غصے سے ہوئے دیو غضناک مریخ مثال فوج ملکہ مریخ سحر شمشیر کو پامال کر رہا ہے کسی کو آتش سحر سے جلایا کسی پانی برسا کے
ٹھنڈا کیا اس عرصہ نبرد مین بچا الہ ہاہے چاہتا ہے ملکہ بران شمشیرزن پر جا پڑے دن دھر کو کب سے دل کھولکر لڑون ہر سوار پیدل کو
اکیلا دم مجت کا ملکہ بران کی برابر ہے صمصام بدانجام فوج کو آواز دے رہا ہے ہان یار و جانبازی کرو ایک ایک کو غلت دو جانبر
سرفراز کرونگا تمھاری جرات پر ناز کرونگا افراسیاب ایسا قدردان ملا ہے جو ہر شناس نیرنگ ساس خود صاحب شمشیر و سپر ہے
آفتاب اقبال اسکا اوج پر ہے طلسم نورافشان کے تباہ کرنے کی کوشش مین ہے کوکب دشمضیر کا ستارہ گردش مین ہے ایسے کلمات معلات
جو اسکی زبان سے نکلے اور نمکخواران ملکہ بران نے سنے ایک یک کو غیظ آیا دریاے جرات نے جوش مارا بہرام سرفروش ملکہ
بران شمشیرزن مین سے ہے صاحب لیاقت شیر بیشہ جرات توجہ سحر کمنچکر صمصام پر جا پڑا اور آواز دی کہ او بیحیا متعزبان
درکش و تیغ کش از غلاف نکر جاے سخن نیست وشب مصاف نہ یہ میدان کارزار ہے بیہودہ بکنا بیکار ہے افراسیاب
تیرا قدردان باپ دادا نے تیرے خوان نعمت شہنشاہ کوکب رو شمضیر سے پرورش پائی او موک حرام بدانجام تونے یہ کیا خوب
خیرخواہی دکھائی ایسے کلمات کہتے ہوئے شرم نہ آئی یہ جو نعرہ شیرانہ بہرام سرفروش نے کیا صمصام غصے مین چلایا
بہرام نے گولہ مارا یہ مرد و تو بلاے رد گار ہے اپنی جھنگیا تراش کر گولے پر خون مارا کہا اپنا بھوت دشمن کو بکشتی دی
وہ گولہ الٹا پاش پاش شعلہ بھوا کے گویا توپ کے منھ سے نکلا بہرام نے ہر چند رد بھر پر چھاگ یہ گولہ رکا سر پر اس خیرخواہ کے
ایسا پڑا کہ وہ شیر دل جان بحق تسلیم ہوا یہ معاملہ جو ملکہ مجلس جادو نے دیکھا کہ ایسا سردار نامی مارا گیا پنجہ گلی لے کر
صمصام پر برس پڑی کئی ہاتھ مارے پنجے سے ہر مرتبہ شعلے نکلتے تھے صمصام تو اپنے تئین بچاتا تھا جادوگر
صمصام کے قریب تھے کئی سو جلے بیدم ہوئے رہسپر راہ عدم دشعلہ افروز نار جہنم ہوئے صمصام نے ایک پاش کا
مارا سحر پر چلکہ پنجہ گلی پر مجلس کے مارا پنجہ مجلس کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ملکہ مجلس نے جھولی مین ہاتھ ڈالا جادو سر انچہ نکالون
صمصام نے متعجب تمام پنجہ سحر بابا سامری یا جمشید کے سر پر ملکہ مجلس کے مارا مجلس نے سپر سحر کی پناہ لی مگر سپر ایسی جلنی تھی

گویا وصل کی شب تھی سر کو کاٹ کر نیچہ سر پر ٹھہرا سر اُسکا رہی اور ملکہ مجلس دریائے خون مین نہا گئی غش آنے لگا دل ضعف سے تھرانے لگا صمصام جنگ آزما نے خونریز زرہ پوش نے چاہا مجلس جادو کا سر کاٹ لون ہمارے تا جدار بیچ مین جا پڑی ملکہ اور نگحرام کیا کرتا ہی یہ کہکر کچھ ماش کے دانے مارے اُس مقام پر اندھیرا ہو گیا اُسی تاریکی مین ملکہ مجلس جادو کو ہٹا لیا صمصام نے اندھیرے کو مشعل سحر جلا کر دفع کیا اُستاد دان سخنور نے بیان کیا ہی کہ بعد زخمی ہونے مجلس کے اس زور و شور سے تلوار چلی کہ گاو زمین کانپتی تھی وہ قیامت کے سحر ہوئے کہ اندھیرا چھا گیا کبھی آگ برسی کبھی دھواں نکلا کبھی سیاہ چھا گیا کبھی شعلہ ہائے آتش بھڑکنے لگے رعد کی گرج برق کی چمک کمانون کی کڑک عقاب تیر اُڑتے پھرتے تھے سر زمین پر کٹ کٹ کر گرتے تھے کلی سینہ تیرون سے غربال ہوا کوئی زریں اسپان پائمال ہوا تمام دشت خون سے لال ہوا صمصام بدانجام نے اُسوقت ایک روئی کا گالا جھولی سے نکالا سحر پڑھکر اُسپر کچھ پانی ڈالا وہ ابر ہوا ایسا اندھیرا چھایا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ شب تیرہ و تار ہی شب فراق عاشق سے مثال دون یا خال چہرہ زنگی کہون تاریکی پردہ ظلمات سامنے اُس اندھیرے کے مات اُس اندھیرے مین صمصام نے حسب کی تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ بُران نقلی یا اصلی ایک نخل کے سامنے سے ماش کے دانے تریخ نارنج پھینک رہی ہی کہ صمصام اُسی مقام پر پہونچا نعرہ کیا اور دختر کوکب کہان جاتی ہی بس بران نے جو سر اُٹھا کر صمصام کو دیکھا قصد ہوا کہ بھاگ جاون مگر صمصام کب جانے دیتا ہی ایک دو تہتر زمین پر مارا بران لڑکھڑا کے تھم گئی گویا زمین پر شکل نقش کف پا جم گئی ایسی سحر صمصام مین پھنسی کہ اپنے مقام سے ہل نہ سکی صمصام نے نیچہ قتل ملکہ بُران کمر سے کھینچا مثل برق کے تڑپ کر ابر نیام سے نکلا اتنے عرصے مین سرداران مہرخ و ملکہ بُران نے شعلہ چمکا کر اُس تاریکی کو دفع کیا ہی اب جو نگاہ اُٹھا کے دیکھا صمصام کو قریب ملکہ بُران پایا بدحواس اُٹھے وہان صمصام بالکل قریب تھا بُران نے جوڑے سے اختر مروارید نکالا سینے پر صمصام کے پھینک مارا وہ موتی موم ہو کر زمین پر گر پڑا اپنا فعل قدیم نہ کیا اُدھر صمصام کا نیچہ چل گیا ملکہ بران شمشیر زن نے تھرا کر سپر سحر کو اُٹھایا نیچہ تڑپ کے گرا سپر کٹی اُسپر بھی بُران نے چاہا کہ سپر کو پھینک کر بھاگون لیکن قدم نہ اٹھا جنبیو کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ مین مع سر قلم ہو کے زمین پر گرا غبار بلند ہوا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری شروع ہونے لگی لاشہ ملکہ بُران کا زمین پر گر کے تڑپا معلوم ہوا ستارہ آسمان سے ٹوٹ کر گرا ہی صمصام نے تو نعرہ کیا وہ ماراما مین نے چراغ طلسم نورافشان گل کر دیا شمع انجمن کوکب کو بجھایا اُس وقت ملازمان کوکب و ملکہ مہرخ نے ایسا شور گریہ و زاری بلند کیا اور گوے تریخ طرف صمصام کے پھینکے کہ ہنگامہ قیامت برپا ہو گیا آواز کسی نے نہ سُنی کہ مرنے پر ملکہ بُران شمشیر زن کے کیا صدا آئی دستور ہی کہ جو جادو گر قتل ہوتا ہی بیر اُسی کے نام کی آواز دیتے ہین کہ مارا فلان جادوگر کو اس ہنگامے مین کسکے ہوش درست تھے کہ اس آواز کو سنتا کہ بیرون نے کیا کہا ہر جادوگر مدہوش ہو گیا ہر طرف سے یہ صدا آتی تھی بیت گر پیر نود سالہ بمیرد عجبے نیست ؛ این ماتم سخت ست کہ گویند جوان مرد ؛ اُدھر آفتاب عالمتاب آسمان کوکب رو خضیم اسوقت تو غروب ہوا طلسم نورافشان مین اندھیرا ہو گیا جب اُس

شہنشاہ عالیجاہ کو خبر ہوگی میرے غم مین دیوانہ ہوجائیگا خدا اس عمر کا نخل نہ کاٹے کسی ماں باپ کے دل کو یہ صدمہ نہ
پہونچے کیونکر وہ بیدرصبر کرے گا کیا کہکے دلپر جبر کرے گا غرض یہ روتے ہوئے گریبان چاک چہرہ پر خاک صمصام
جنگ آزما خونریز زرہ پوش پر جا پڑے اُنکی فوج بھی جانبازی مین مصروف ہوا اُدھر ملکہ حیرت جادو نے اپنی فوج کو للکار
دیا کہ اے صمصام ایسے خیرخواہ کو دشمنون سے بچاؤ ہر فرد بشر اسوقت جان لینے پر آمادہ ہو صمصام نکحرام کے قتل کرنیکی
فکر ہے ہر غول مین یہی ذکر ہو کہ یارو ملکہ بُران شمشیرزن قتل ہوگئی اس نکحرام صمصام بدانجام کو بھی زندہ نہ چھوڑو ہرگز
منھ اُسکے قتل سے نہ موڑو لشکر حیرت جادو کا بڑھا جنگ عظیم واقع ہوئی اسوقت اس قدر سحر و ساحری کا ہنگامہ
برپا تھا کہ قدم رکھنا ہر شخص کو دشوار تھا کشمکش فوج سے تل بھر میدان مین جگہ خالی نہ تھی ہر چند صمصام سحر کا
سب کے جواب دیتا جاتا ہو مگر بدحواس عالم یا قتل کرکے بُران کو پھنسایا ہو کہ اب میری جان اس سے کیونکر بچے گی اولین
خیال کرتا ہو کہ جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اسی تردد و انتشار مین تھا کہ پہلو سے ایک نخل سے آواز آئی اے
شہنشاہ اے شہنشاہ واہ واہ آپکا کیا کہنا رفیق جانباز خنجر بار جادو حاضر ہے مگر اس مقام پر سرپتیلی پر رکھکر
آ جاہون یہ گولے وغیرہ جلد لیجیے صمصام نے جو پلٹ کے دیکھا اپنے دوست صادق محب والق خنجر بار جادو
کو دیکھا کہ بیچ نخل سے لپٹا کھڑا ہے تمام لباس پارہ پارہ پشت و پہلو پر زخم ہین خون کے فوارے جسم سے نکل رہے
ہین آتش سحر سے آبلے منھ پر پڑے ہین صمصام نے کہا اے دوست جانی واہ کیا کہنا لا اسباب سحر دے خنجر بار
جادو نے کچھ گولے کچھ ترنج نارنج جلدی صمصام کو دیئے اور گھبرا کر کہا اے شہنشاہ آج آپکو سامری جمشید
بچائین دشمن سب مارے جائین جس نیمچے سے ملکہ بُران کو قتل کیا ہے جلدی مجھے دے دیجیے خون تو پاک کردون پھر
ترکیب کرکے دیجیے صمصام نے اُس پریشانی مین نیمچہ خنجر بار جادو کو دے دیا اور آپ کسی ساحر پر پلٹ کے گولہ مارا
بعد قتل کرنے اُس ساحر کے پھر پلٹا اور کہا اے برادر خنجر بار جادو نیمچہ لاؤ کچھ آواز نہ آئی چار جانب پریشان
ہوکر دیکھنے لگا خنجر بار جادو کا نشان بھی نہ پایا نیمچے کو خون سے پاک کرتا ہوگا یا کسی غول پر جادوگرون کے جا پڑا
ہوگا یہ تو بیمیا اس خیال مین ہو لیکن ناظرین والامقام پر ظاہر ہو کہ رات کو ارسطو فطرت لقمان حکمت ننگ
بحر عیار دہر بردشت طراری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے یہ کارنمایان کیا تھا کہ ملکہ بُران شمشیرزن
کو خیمے مین تنہا لیجاکر بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا تھا اور ایک جادوگرنی رہنے والی ملک غنطلی آباد کی موسوم بہ
گلنار جادو مدت مدید عہد بعید سے زنبیل مین عمرو کی قید ہی اُسکو نکالکر بشکل ملکہ بُران بنا دیا تھا اور
بخوبی سمجھا دیا تھا کہ تجکو ملکہ بُران شمشیرزن دختر کوکب آرا تنضیم کا مرتبہ اور صورت سامری جمشید نے
عطا فرمائی ہو اب روز تخت پر سوار ہوا کرلاکھون ملازم تیرے ساتھ رہینگے سب تجکو ملکہ بُران شمشیرزن جینگے
اور معرکۂ جنگ و جدال ہی جسپر ہوکے سحر کرنا قتل بین دشمن کے مصروف رہنا ہر چند کہ تیرے سردار ایسے زبردست ہین

کہ جنکے سحر سے سامری و جمشید بھی پشت ہین دہ سب تجمہر اپنا سینہ سپر کرینگے تجکو نہ لانے دینگے مگر بادشاہ لشکر کو پرستا
اپنے ملازمون کی ضرور ہی یہ سب باتین سمجھا کر خوب اسکو لپکا کر دیا تھا پس وہی گلنار جادو بصورت ملکہ برا ن
شمشیرزن میدان زرم مین آئی تھی حرکات روزمرہ مین اسی وجہ سے فرق تھا صرصر شمشیرزن نے اسی وجہ سے
ملکہ حیرت جادو سے ذکر کیا تھا ملکہ حیرت کو خیال نہوا اب خواجہ عمر و نے لڑائی مین دیکھا کہ صمصام جنگ
آزما سے خونریز زرہ پوش کا خنجر بار جادو بڑا رفیق ہے بدل وجان شفیق ہے اسکی شکل نکر عین گرمی جنگ مین
نیچہ ہاتھ سے صمصام بدانجام کے لیا جیسا کہ راقم نے قبل اسکے تحریر کیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نیچہ لیکر
بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر ملکہ برا ن شمشیرزن کو زنبیل سے نکالا برا ن شمشیرزن نے گھبرا کر پوچھا ای عمر امدا
یہ کونسا مقام ہے یہ آوازین ہاہو کی کسی رابند ہین جادوگردن کے مرنے کی کیسی صدا آتی ہے کیون اس وقت زمین
تھراتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا لفظاً لفظاً سامنے برا ن شمشیرزن کے بیان کیا اور کہا بیٹا
صمصام بدانجام تجکو اس طرح قتل ہی کر چکا مین خنجر بار جادو بنکر یہ نیچہ لایا ملکہ برا ن شمشیرزن یہ سنکے خوشی سے
باغ باغ ہوگئی مثل گل کے شگفتہ ہوئی گلے مین خواجہ عمرو کے ہاتھ ڈال دیے اور کہا آپ نے میری جان بخشی کی
اگر آپکا قدم درمیان مین نہوتا تو بڑی مشکل تھی مین تو اپنے نزدیک مردون مین داخل تھی آپکے تصدق مین یہ
تارہ پائی زنبیل کی کیفیت دیکھ آئی حضور جب مین داخل زنبیل ہوئی شب تو نہین معلوم کس طرح سے گذری صبحکو
جو خواب سے بیدار ہوئی دیکھا گرد کنیزان زرین پوش برائے خدمتگذاری حاضر ہین ایک قصر رفیع وسیع نہایت آراستہ
فرش و شیشہ آلات سے پیراستہ مین نے تخت جواہر نگار پر اپنے کو پایا میری آنکھ کھلتے ہی کنیزون مین بسم اللہ بسم اللہ کی
صدا بلند ہوئی ایک نے آواز دی ملکہ عالم بیدار ہوئین آفتابہ جواہر نگار طشت مرصع کار لاکے حاضر کیا مین نے
پوچھا صاحبو تم کون ہو یہ کون مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے یہان کا کون بادشاہ فلک احتشام ہے سب نے
عرض کی حضور ہم سب آپکی لونڈیان ہین بادشاہ یہان کا خواجہ عمرو ایسا جلیل القدر ہے اے ملکہ عالم یہ شہنشاہ اوج
عیاری کی زنبیل ہے آپ ہاتھ منھ دھوئین خاصہ نوش کرین جس چیز کی خواہش ہو ارشاد فرمائین فوراً
خدمت مین لائین ہم پر شہنشاہ اوج عیاری و ہنر بردشت طراری کی تاکید ہے یہ کلمہ ارشاد فرمایا ہے کہ میرے نور نظر
پارہ جگر کا زنبیل مین داخلہ ہے خبردار ہوشیار کسی طرح اسکو تکلیف نہونے پائے ورنہ سزائے معقول دونگا
مارے کوڑون کے کھال کھینچ لونگا خدا نہ کرے ہمارے پیرومرشد کو غصہ آئے اُنکے قہر و جلال کی کون تاب
لائے بس حضور بلا تکلف جو خواہش دل ہو ارشاد فرمائیے جب زنبیل سے تشریف لیجائیے گا ہماری خدمتگذاری کے
اوصاف روبرو دے خواجہ عمرو زبان پر لائیے گا لے عمر نابدار مین نے ہاتھ منھ دھویا خاصہ عمدہ تناول
کیا اُن سب نے کہا حضور واسطے سیر کے بیرون قصر تشریف لیجیے مین ہوادار پر سوار ہوکے باہر آئی نگاہ اٹھا کی

دیکھا صدہا قلعہ بنا ہوا ہی ملک آباد رعایا دلشاد صاحب لیاقت سب مرد و زن شرفا نجبا کا مسکن ایک سمت ہزارہا مزدور ساحر وغیرہ ساحر سر پر ٹوکریاں رکھے ایک پشتہ تیار کر رہے ہین میٹ اُن سب کا افسر کالا سونٹا اسکے ہاتھ مین غصہ بات بات مین مزدور ذرا رُکا اُسکے جو تڑ پر دھڑاک سے سونٹا پڑا مزدور بلک گیا مگر کیا مجال جو منھ سے اُف کرے بہت سے جادوگرین نے پہچانے طلسم ہوشربا کے بھی اُسمین شریک تھے ٹوکریان ڈھو رہے تھے اپنے نصیبون کو رو رہے تھے اُدھر سے مین پٹی قریب دریا کے پہونچی ایک بجراطاؤس چہرہ مانجھی لیکر حاضر ہوا اُسپر مینر ڈنگل کرسیان قاعدے سے آراستہ قصد کیا کہ بجرے پر سوار ہون جاکر نواڑ اکھیلون یا مچھلی کے شکار مین مصروف ہون یکایک کچھ کنیزین دوڑی ہوئی آئین یہ کہتی ہوئی کہ ملکہ **بُران** شمشیر زن کو شاہ **عمرو** یاد فرماتے ہین میری آنکھ پھڑکی ہے ہوشیار ہوئی اب جو ہوشیار ہوئی آپ کو دیکھا نہین معلوم اُس مقام دلچسپ سے کیونکر آئی برائے خدا مجکو وہین بھیجدیجیے خواجہ **عمرو** نے کہا ای نورنظر یہ وقت سیر و شکار کا نہین ہی تمھاری ہمشیرہ کالاشہ میدان کارزار مین پڑا ہی سحر **صمصام** کا چل رہا ہی صدہا نعل جل رہا ہی دھنوان زمین سے نکل رہا ہی ایسا نہو ملکہ **مجلس جادو** وغیرہ اپنی اپنی جانین دیدین خود اس رنج و ملال مین اپنے گلے کاٹ ڈالین بس چلو شریک جنگ ہوا و ربان یہ نیمچہ ہاتھ مین لیلو ملکہ **بران** شمشیر زن نے کہا اب بس نیمچے کو آپ اپنے ہی پاس رکھیے ایسا نہو کسی دشمن کے ہاتھ آجائے آپ کی محنت برباد ہو خواجہ **عمرو** نے یہ سُنکر نیمچہ مذکور نذر زمین کیا ملکہ **بُران** شمشیر زن نے تسلیم دی ایک ہنس مثل مرکب بادرفتار ساز و یراق سے آراستہ سامنے ملکہ **بُران** شمشیر زن کے آیا ملکہ **بران** اُس ہنس پر سوار ہوئین آمادۂ حرب پیکار ہوئین ہنس اڑتا ہوا جانب میدان کارزار چلا ایک طرف سے خواجہ **عمرو** بھی گلیم اوڑھکر روانہ ہوئے یہان میدان کارزار مین ہنگامۂ گیر و دار بلند ہی ملکہ **مرخ سحر چشم** و ملکہ **بہار گلعذار** و **مجلس** وغیرہ بڑی بڑی جانبازیان دکھا رہی ہین **صمصام** جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بھی بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہے ایک طرف سے ملکہ **حیرت جادو** نے گولون کی بوچھار کردی ہی اہل اسلام کے پیر اسوجہ سے اُٹھ چکے ہین کالاشہ ملکہ **بران** شمشیر زن دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی زبانین کثرت غم و الم سے بند ہوئی جاتی ہین اسباب سحر ہاتھون سے گر رہے ہین کتنے کچھ ہین منھ سے نکلتا کچھ ہی آتش صدمۂ مرگ ملکہ **بُران** شمشیر زن سے کلیجہ سب کا جل رہا ہی اپنے پرائے تک ہٹ آئے ہین ملازمان ملکہ **حیرت جادو** و **صمصام** جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش بڑھ آئے ہین ملکہ **مرخ سحر چشم** و ملکہ **بہار جادو** و ملکہ **مجلس جادو** و ملکہ **اخترمروارید** وغیرہ نے دست دعا بلند کیے ہین اور اس طرح دعا مین مصروف ہین کہ اے بنانے والے طلسم عالم کی بدولت **حیرت** و **صمصام** کا کام ہی ہمکو بچا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعاے کند من کنم مستجاب
درین عاجزی چون نخوانم ترا	چو عاجز رہا ئندہ دانم ترا

اے خالق بے نیاز رب کارساز مالک حقیقی معبود تحقیقی اسوقت سواے تیرے کس سے عرض کرین سواے تیرے کون معین و مددگار ہی ہر ایک بندہ تیرا اسوقت مجبور و ناچار ہی چہار سمت سے ہم پہ باران تیر سحر کی بوچھار ہی تو ستار غفار ہی

دعا ان سب کی پوری نہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل آسمان سے برق چمک کر
زمین پر گری آواز آئی باشد ای کفاران بیحیا وای ساحران پر دغا ہر کہ داند داند وہر کہ نداند بشناسد نعرۂ ملکہ برّان شمشیر زن
نمہ دختر کوکب صف شکن ۔ نمہ ملکہ برّان شمشیر زن ۔ یہ نعرہ کرکے وہین سے ایک چھڑا رانی کے دانون کا سحر پڑھکے
مارا ہر چند ساحرون نے آنکھ چرائی رد سحر پڑھے مگر کچھ نہوا کئی ہزار ساحر جل کے خاک ہوئے بیحیاؤن کے قصے پاک
ہوئے مگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کی نظر جو جمال آفتاب مثال ملکہ برّان پر پڑی ہوش اڑ گئے کہ ای
صمصام یہ کیا معرکہ ہوا مردہ زندہ ہوا افسوت غریو لشکر کفار اور لشکر اسلام کا کیا تحریر کرون وہ ماہ تابان
چہار طرف سے انگشت نما ملکہ مجلس جادو دیا تو صدمۂ زخم سے پڑی تھی گرد کنیزین گلرخسار فی کر رہی تھین مگر ملکہ
برّان شمشیر زن کو جو نعرہ کرکے گرتے ہوئے دیکھا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی بیچی مریم جمشیدی کی سر پر چڑھائی اور مہربان
اور مہربان کہتی ہوئی دوڑی ہر ایک ساحر ملازمان ملکہ برّان شمشیر زن جو مورچون مین دبے ہوئے پڑے تھے مثل
فیل مست جھومتے ہوئے اٹھے اور فتوش ہوکر لڑنے مین مصروف ہوگئے ملکہ حیرت جادو بھی حیران سمت ملکہ برّان شمشیر زن
نگرین اور اپنی وزیر زادیون سے کہتی ہی کہ صاحبو یہ کیا معرکہ ہی کیا میری نگاہ مین فرق آگیا حقیقت مین یہ ملکہ برّان
شمشیر زن لاریبی ہی سب عرض کرتے ہین کہ حضور ہماری عقلون مین خود فتور ہی کہ یہ کیا ہوگیا مسلمانون کے مقدرات
کچھ ذہن مین نہین آتے ایک بات سے دل کو تسکین ہی ملکہ برّان شمشیر زن کے زندہ ہونے کا یقین ہی میان بختیارک
صاحب شیطان جو حضور کے یہان دعوت مین آئے تھے انھون نے ایسے فقرے سنائے تھے کہ ہم نے مسلمانون کو
مرتے نہین دیکھا اگر مرجاتے ہین تو فوراً کوئی صورت زندگی کی نکل آتی ہی وہ کیفیت حضور آج آنکھون سے دیکھی کہ مردہ
زندون کو قتل کر رہا ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا بعضی بات ایسی ہوتی ہی کہ اسکا منھ سے نکالنا مناسب نہین صرصر
نے پہلے ہی کہا تھا کہ حضور یہ ملکہ برّان شمشیر زن نہین معلوم ہوتی لیکن ہین نہین ۔ نا اب اسکا قول کرسی نشین ہوا اور مردہ
زندہ بھی زمین پر پڑا ہی بڑی حیرت تو یہی ہی ایک برّان زندہ ایک مردہ ایک ہی میدان مین دونون صورتین ظاہر ہین
اس جمشید سامری ہر ہین لیکن اگر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش کے ہاتھ سے بچ گئی ہی تو اس چھوکری
کی قضا میرے ہاتھ سے ہی یہ کہکر غصے مین چاپڑی سحر کرنے لگی ادھر صمصام بدانجام کا تو حیرت سے خون خشک ہوگیا ہے
سحر تو کر رہا ہی مگر رنگ متغیر ہی قضائے کار خنجر بار جادو لڑتا ہوا سامنے صمصام نکرام کے پہونچا صمصام
نے آواز دی ای برادر خنجر بار جادو نیچہ جلدی لاؤ اپنے کو مجھ تک پہونچاؤ شاید میرا ہاتھ روچھا پڑا ملکہ برّان اسطرف
لڑ رہی ہی خنجر بار جادو لڑتا ہوا قریب صمصام بدانجام آیا جس نیچے سے لڑ رہا تھا کہا نیچہ لیجے حاضر صمصام
نے کہا اسوقت دل لگی نہ کرو نیچہ قتل ملکہ برّان شمشیر زن مجکو درمیری جان پر بنی ہی ساری سحر وساحری بھول گئی ہے
سامری وجمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی ہی اپنے بندون کے دشمن ہین مسلمان کا لیا دیتے ہین اُنپر مہربان ہین

دیکھو ابھی مردہ ملکہ بُران شمشیر زن کو جلا دیا یہ خداوند تعالیٰ کی الٹی تقدیر ہے یہ بیہودہ اُنھین کی تدبیر ہے مگر اب میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگی بموجب مثل زدہ را میتوان زد خنجر بارجادو نے جوابدیا بہت بجا ارشاد ہوا تو آپ کا جلدی مین روچھا پڑا ہوگا ائی سمجھکر ہاتھ لگائیے گا مگر نیمچہ قتل ملکہ بُران آپ مجھسے کیسا طلب فرماتے ہین حضور نیمچہ طلب فرمایا جو میرے قبضے مین تھا وہ نیمچہ حاضر کیا صمصام ناکام نے کہا کچھ سڑی تو نہین ہوگیا ہی میرے ساتھ مسخرپن کرتا ہے خنجر بارجادو نے کہا ہان ہان ای شہریار زدرازبان کو روکیے ہم مرد سپاہی ہین ہمکو کلمۂ سخت کی برداشت نہین ہے مین نے اسوقت آپکے نمک کا پاس کیا ورنہ زبان تیغ سے جواب دیتا جو سڑی دیوانہ ہوتا ہے وہ اور دن کو شل انیکے سمجھتا ہے آپکے ساتھ بڑے زخم اُٹھائے گرمی جنگ مین اسباب سحر آپ کو پہونچائے اُسکا انعام مل گیا جایئے دشمنون سے لڑیے دیکھیے ابھی ملکہ بُران شمشیر زن نے آپکے لشکر کے دو ہزار سا خرقتل کر ڈالے دیکھیے وہ ملکہ مہا رگلعذار کا گلدستہ چلا وہ ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ مارا دیکھیے وہ غول ساحرون کا تاثیر سحر مہا رسے دیوانہ وار آپے سے باہر ہوا اپنے اپنے گلون پر تلوارین رکھتے ہین خود اپنے گلے کاٹا چاہتے ہین دیکھیے وہ ملکہ مہرخ سحر چشم کے گولے سے صدہا کے سر پھٹ گئے جلد باران سحر برسایئے جو بچارے مسحور ہین اُنکو ہوش مین لایئے ان باتون کو سُنکر لڑنا بھولا گھبرا گیا پھر خنجر بارجادو سے باآشتی پیش آیا کہا بھائی خنجر بارجادو کلمہ سخت جو میرے منھ سے نکل گیا ہے اُسے معاف کرو اور مقدمے مین نیمچے کے انکار کرکے میرے گلے پر تلوار نہ پھیرو ای بھائی جو تمھارے دل مین خیال ہے وہ بالکل امر محال ہے تم اسواسطے نیمچہ قتل ملکہ بُران شمشیر زن نہین دیتے ہو کہ مین اپنے ہاتھ سے ملکہ بُران کو قتل کرون اس طلسم ہوش ربا مین نام روئین ہوتم حقیقت مین اپنے وقت کے تہمتن ہو مگر یہ شرف میری ذات پر موقوف ہے دوسرا اگر اس محال کا قصد کرے تو سراسر بیوقوف ہے تمھارے ہاتھ سے وہ نیمچہ جو ہرذاتی نہ دکھلائے گا کند ہو جائے گا سوائے ذلت وندامت کیا ہاتھ آئے گا ملکہ بُران شمشیر زن یکبارگی آتش قہر و غضب سے بھبھوکا دیگی سرکشی کا بدلہ لیگی یہ تقریر نامعقول صمصام مجہول کی سُنکر خنجر بارجادو غصے سے کانپنے لگا اور ضبط کرکے کہا حضور آپ اپنے ہوش مین ہین یا خواب خرگوش مین ہین کیسا نیمچہ کیسی تلوار خیر خواہ کا نام کیا کم مشہور ہے اسوقت آپکو ناحق کا غرور ہے مین نے نیمچہ کب آپ سے لیا آپ نے مجھکو کب دیا صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش نے کہا کیون بے مکرا جاتا ہے بادشاہون سے زبان لڑاتا ہے جب مین ملکہ بُران کو قتل کر چکا تھا تو نے یہ کہکر نیمچہ مانگا کہ لایئے مین خون پاک کردون مین نے دیدیا کہ میرا خیر خواہ ہے مین نہ جانتا تھا کہ یہ میری جان کا عدو ہوگا معلوم ہو تیری قضا در پیش ہے جلد نیمچہ دے ناحق مجھکو زچ پیش ہے ایک ہاتھ مارونگا کہ سر تیرا گوہ کھاتا پھریگا یہ کہکر تلوار کھینچکر طرف خنجر بارجادو کے چلا خنجر بارجادو نے پیچھے ہٹ کر گرز مارا صمصام نے سحر پڑھکر اس گرز کو روک لیا اور آواز دی کہ دیکھو اب بھی خیر ہے نیمچہ دیدے اپنی جان کو غنیمت جان ہوس منصب و جاگیر مین اپنے تئین ضائع نکر میرے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوکے نہ مر خنجر بارجادو نے جواب دیا کہ او نمکحرام افسوس تیری رفاقت مین مین نے نمکحرامی ہو

آخر یہ انجام ہوا ہزار حیف کہ مثل سعید نوجوان جاکر شہنشاہ کوکب رشن ضمیر سے ملتا غنچۂ آرزو کھلتا تمام طلسم نور افشان مین مثل آفتاب جہانتاب روشن ہوتا اُسکا دوست تیرا دشمن ہوتا جیسا کیا ویسا پایا جو نوشتۂ تقدیر تھا وہ پیش آیا خود کردہ را دوا نیست خنجر بار جادو تو ایسے ایسے کلمات حسرت آیات کہکر رو رہا ہی اشکون سے منھ دھو رہا ہی اور یہ اشعار مصیبت خیز حسب حال پر ملال زبان پر جاری عالم بیقراری

او آسمان سمجھ کے ذرا کچھ ملال دے	ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
کیونکر کسی کو دلمین کوئی دلکو ڈال دے	جنکی محبت اُنسے ہی ہمکو اُنھین نہین
للہ کوئی رہبر صحرائے درد و غم	یا تو مقرر ہو یا وہ جواب سوال دے
جلاد کی کمر مین قلق ہاتھ ڈال دے	کبتک امید قتل یہ جی مین ہے چلکے آج

صمصام نے کہا او بیحیا اس حکایت و شکایت سے کیا حاصل ارے جاہل جہل مطلب کی بات زبان پر لا دل مین نہ شرما نیچہ تجھے دیدے مین جاکر بلکہ بُران شمشیر زن کو قتل کرون اس نے زندہ ہوکر قیامت برپا کردی ہی کیا تو نے نیچہ اُسکو دیدیا کہ تسکین ہوگئی ہی اب تو شیر نہ لڑ رہی ہی لڑائی بنکر بگڑ رہی ہی اگر تو نے نیچہ بُران شمشیر زن کو دیدیا ہی تو مجھسے صاف صاف کہدے مین لڑ بھڑ کر نکل جاؤن اور تدبیر کرکے آؤن تو کیون مثل تصویر خاموش ہی صاحب فہم و عقل و ہوش ہی خنجر بار جادو نے کہا مین کیا تیری بات و اہیات کا جواب دون اپنی حماقت سے انشا رہین ہون یہ کہکر تیغہ سحر کھینچکر صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش پر جھپٹا چاہا کہ ایک ہاتھ مین دو ٹکڑے کردون صمصام نے پیچھے ہٹ کر دہن سے فولادی گولہ جو ہاتھ مین تھا یا سامری کہکر کھینچ مارا خنجر بار جادو ہر چند پیچھے ہٹا دستانہ کی کچھ منتر جنتر پڑھے مگر وہ گولہ گویا قضا کا تھا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے آواز آئی مارا مجکو نام میرا خنجر بار جادو تھا بیر اُسکے غل مچاتے تھے لیکن کچھ تدبیر نہوسکی پیٹتے چیختے نکل گئے تاریکی دفع ہوئی سرداران فوج صمصام نکرام نے دیکھا کہ لاشۂ خنجر بار جادو کا پڑا ہوا تڑپ رہا ہی اور صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سر اُسکا کاٹ رہا ہی اور غصے مین کہتا ہی جو نمکحرامی کرے گا اُسکا یہی حال کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا سرداران نے آپس مین کہا لو اور غضب دیکھے میان صمصام نے خنجر بار جادو کو اتنی سی خطا پر مار ڈالا اس ہنگامے مین وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا ہوگا ایسے جلاد صاحب بیداد سے ڈرنا چاہیے انکی قوت سے حذر کرنا چاہیے بموجب مثل دھوبی پر زور نہ چلے گدہی کے کان اینٹھے دوسرے نے کہا بھائی صاف ظاہر ہی جسکا کام نہ تھا اُسنے کیا اب اس بیحیا سے ہمکو کیا امید ہی اگر کہین اسنے یہ لڑائی فتح کی بات بات پر ایک ایک کو قتل کریگا قضا سے کار آفت روزگاران سب سرداروں مین ایک افسر کلان ہی نہایت صاحب شوکت و شان ہی جو ان خونریز و موسوم بہ خوشحال جادو وہ لڑتا ہوا ایک پرے سے نکلا اپنے ساتھ والے چالیس افسران نامی کو دیکھا کہ ایک نخل کے سائے مین کھڑے ہوئے کف افسوس مل رہے ہین کوئی انگشت حیرت بدندان کوئی بصورت آئینۂ حیران

کوئی مثل زلف پریشان رنگ و متغیر حربہ ہاے سحر ہاتھ مین لیے آپسمین کچھ صلاح کر رہے ہین خوشحال جادو سب کے قریب آیا کہا ای بھائیو یہ وقت جنگ و جدال ہی لڑائی سی ہاتھ کیون روکا ہی دیکھو بلوہ ہو رہا ہی اُن سب کے دل غم سی بھرے ہوے تھے اُبل پڑے کہا اے فسر تو ہی ہمارا سرپرست ہی ہم سبھون سے سخت سا جرمی مین بھی زبردست ہی کچھ آپ پر جوہر صمصام نمک حرام کے بھی کھلے اپنے دلی نعمت سی یون پھرا اس وقت خنجر بار جادو کو بھی بیٹھا مارڈالا یہ وہ وقت ہی کہ باپ بیٹا بھائی کو بھائی نہین پہچانتا اپنی اپنی جان و آبرو کی پڑی ہی اگر وہ اسباب سحر لیکر نہ پہونچا تو کیا غضب ہو گیا صرف شکایت کافی تھی ہمارے سامنے گورہ فولاد کا مارا اُسکا سر پھٹ گیا دیکھیے وہ لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی ایسے ظالم سے کیا امید رکھین انکا ساتھ دیکر بیخطا موت کا مزا چکھین خوشحال جادو نے کہا بھائیو مین تم سب کا فسر نہین بلکہ تابعدار ہون فسر کو ہا ہا لیان فوج آبرو دیتے ہین ہم تو پیشتر سے بدل ہو رہے ہین کیا کوکب رو شنضمیر سے منحرف ہونے پر ہم راضی تھے جو بلوہ کر ساتھ آئے اب جو کہو وہ کرین کیا اس بیحیا پایہ کمی کا رکھتے ہین سب نے کہا ہماری رائے یہ ہی کہ اپنے مالک قدیم کے شریک ہو کوکب مرد سپاہی ہی مرد کا جوہر شناس قدردان صاحب لیاقت یہ حرامزادہ بے مروت یہان یہ سب آپسمین باتین کر رہے تھے کہ دیکھا ملکہ بران شمشیر زن اس زور و شور سے لڑتی ہوئی آتی ہی کہ زمین تھراتی ہی خوشحال نے بڑھکر سلام کیا آواز دی ای ملکۂ عالم الامان ہم آپکے نمک خوار ہین صمصام نمک حرام سے بیزار ہین غلامون کی خطا معاف فرمایئے اپنے سایہ دامن دولت مین ہم غلامون کو لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے ارشاد فرمایا تم بیچارون کی کیا خطا جو ہوا سو ہوا مطیع اسلام ہو بسم اللہ دشمن سی انتقام لو شہنشاہ سے مین تمھاری شفاعت کرونگی یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن مصروف جنگ ہوئین اُدھر خوشحال نے نعرہ کیا کہ اے بھائیو ای نمکخوارا ن شہنشاہ کوکب رو شنضمیر کو نمک کا پاس ہو وہ ہمارا شریک ہو ہم نے رفاقت صمصام نمک حرام سے منھ موڑا اُس ظالم اظلم کا ساتھ چھوڑا یہ صدا ے خوشحال سُنکر بارہ ہزار سا حرذی لیاقت شریک خوشحال جادو ہوئے ہمراہ رکاب اپنے فسر کے ہوئے اور حربہ ہاے سحر لیکر فوج صمصام و لشکر ملکہ حیرت جادو پر جا پڑے پہلے ہی حملے مین بیس ہزار جادوگر مارے آگے آگے سب کے خوشحال نمک خو عقب مین چالیس سرداران خوشرو ایک سمت بارہ ہزار جوانان جنگ جو سحر ساز لڑائی مین جانباز مرنے پر آمادہ صمصام کے ساتھ دینے کا حجاب خیال نام ذنگ زیر ران مرکبہاے ابلق دستگ بصد کروفر مصروف کارزار صمصام نے پلٹ کر جو یہ ہنگامہ دیکھا آواز دی ای خوشحال جادو کیون اپنی فوج کو قتل کرتا ہی کیا اندھا ہو گیا ہے اپنا بیگانہ نہین پہچانتا ہی دوست کو دشمن جانتا ہی خوشحال نے جواب دیا او نمکحرام تو خود نابینا ہی اپنے دلی نعمت سے دیدہ و دانستہ پھرا اُو غول صحرائی اسقدر غرور ہوش مین آ اب ختر شہنشاہ کوکب کے قدمون پر گر خطا معاف کرا ورنہ تیرے واسطے آتش جہنم تیز ہے ہم مین ہر ایک تجھسے آمادۂ ستیز ہی ہم تیرے دشمن ہین تجھو ایسے گمراہ کیلیے ہرگز نہین

صمصام ناکام کے یہ تقریر سنکے ہوش اُڑ گئے مثل بید تھرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا چاہا کہ نکل جاؤں جان بچا کر ٹل جاؤں مگر سحر بُران سے آگ برس رہی تھی برق گر رہی تھی کسی طرف پہاڑ شدت برف سے سفید ہوگئے ہیں طائران صحرا پر پھیلائے پڑے ہیں ایک جانب دریا آگ کا شعلہ زن ہے زمین سے دھنواں نکل رہا ہے صدہا نخل جل رہا ہے ایک طرف سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و زلزلہ و لرزان وغیرہ نے قیامت برپا کی ہے زمین کانپ رہی ہے صمصام مثل غول بیابانی جدھر بھاگ کر جاتا ہے کسی نہ کسی سردار مہرخ کو لڑتے ہوئے پاتا ہے وہاں سے بھاگ کر فوج ملکہ حیرت میں آیا ملکہ حیرت جادو ایک مقام پر کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے ناگاہ دیکھا صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش مثل صید خائف بھاگا ہوا آتا ہے ملکہ حیرت نے آواز دی اے صمصام نہ گھبرا میرے قریب آ آج طبقے زمین کے ہلا دونگی مسلمانوں کو خاک میں ملا دونگی صمصام نے اُس گھبراہٹ میں جواب دیا اے ملکہ عالم خدا آپکو سلامت رکھے غلام کو بچائیے میری مدد کو آئیے سب سردار میرے مجھسے پھر گئے دفتر کوکب کے شریک ہوگئے ساری میری فوج کا خاتمہ کر دیا وہ دیکھیے میدان لاشوں سے بھر دیا کسی طرح رکتے نہیں چلے آتے ہیں اسوجہ سے غلام بھاگ کر آیا ہے ملکہ حیرت نے کہا از صدقہ پاپوش میں کیا کسی کی پرواہ رکھتی ہوں میں سن چکی ہوں کہ تم نے نیچہ کھویا ہے اپنی آبرو کو ڈبویا ہے عمر و خنجر بار بنکر تم سے نیچہ لیگیا ہوگا تم کو داغ دے گیا ہوگا صمصام نے کہا اے ملکہ عالم میں نے تو خنجر بار اپنے رفیق کو اسی جرم پر مار ڈالا شاید اسی وجہ سے سب سردار مجھسے پھر گئے ملکہ حیرت جادو نے کہا تم نے بہت بُرا کیا ہم سے یہ حال نہ کہا عیاروں کے اس سے بڑھکر شعبدے ہیں یہ ہمارا ہی کلیجہ ہے کہ انکا بار عیاری اُٹھاتے ہیں یہ تم نے خیال نہ کیا کہ جسکو تم نے مارا وہ بُران نہ تھی عمر و نے کسی لونڈی کو ملکہ بُران بنا کر بھیجدیا تھا یہ حال صرصر نے پہلے ہی ہمسے کہا تھا ہمکو یقین نہ آیا خیر نہ لو ابھی آج بُران کو واپس آتی ہوں ابھی جاکر للکارتی ہوں تم فوج مہرخ سے لڑو یہ کہکر ملکہ حیرت جادو ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی چکر سحر کا نکالکر مارا بُران کے شانے پر پڑا اور چھاتی زخم آیا پلٹ کر ملکہ بُران نے دیکھا کہ حیرت کا سحر تھا اُسوقت کارد سحر جھولی سے نکالکر جانب ملکہ حیرت پھینک ماری حیرت نے نشتر سے انگلی کا خون نکالا زمین پر قطرہ ڈالا کہا اے کارد سامری اپنا بھوگ کارد فوراً اُس قطرے پر گری اور غرق زمین ہوگئی ایسے ایسے دو چار سحر ملکہ بُران اور ملکہ حیرت میں ہوئے کہ طبقے زمین کے تھرا گئے دیکھنے والوں کو خوف سے غش آگیا ملکہ حیرت نے گرما کر غصے میں نیچہ کمر سے کھینچا ملکہ بُران پر جا پڑی کلوا بھیروں کا نام لیکر وار کیا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر سحر پر روکا سپر کو نیچے نے کاٹا مگر تلوار ملکہ حیرت کی قبضہ گئی ملکہ بُران شمشیر زن نے قہقہہ مارا کہ او حیرت ابھی چند ہی سحر سکو اپنے دھگڑے کو بلا ملکہ حیرت نے جھلا کر جھٹکا مارا نیچہ ٹوٹ گیا ملکہ بُران نے جب ملکہ حیرت کو خالی ہاتھ پایا قریب آکر نیچہ مارا ملکہ حیرت سر سحر نہ اٹھانے پائی تھی کہ نیچہ سر پر حیرت کے پڑا کسی قدر زخم آیا ملکہ حیرت نے پیچھے ہٹکر ایک نعرہ کیا کہ زمین تھرائی پہلو سے ایک پربزاد پیدا ہوئی اُسنے ایک نیچہ برق مثال ہاتھ میں ملکہ حیرت جادو کے

دیا اور ہاتھ سر پر حیرت کے پھیرا فوراً زخم اچھا ہوا خون ٹپکنا موقوف ہو گیا ایک چشم زدن مین یہ سب کام ہوا اب ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو آواز دی او دختر کوکب اب کیونکر بچے گی قضا تیری دامنگیر ہے مثل صمصام کے مجھکو نہ سمجھنا یہ نیچہ بنونہ یہ طلسمی ہے سینے ہزارون کا گلا کاٹا ہے خون دشمنون کا چاٹا ہے دیکھ لے اب تک شکم اسکا خالی ہے کبھی اسکا پیٹ نہین بھرتا بارہا اسکی جاوہ راہ عدم ہے یہ نگاہ غور دیکھ کیا چم و خم ہے معشوق پہلوشین گوشہ گیر ہے نظیر قطعہ مصنف

برش تیغ کی تعریف نہین ہو سکتی	پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ اکبار
ایک ایک جز کے برابر ہوے جیسے چار	یہ کلمات کہکر مثل شعلۂ جوالہ ملکہ بُران شمشیر زن پر جا پڑی پھلانا دشوار کر دیا

ہاتھ اُٹھا کر نیچہ مارا ملکہ بُران شمشیر زن نے سپر سحر کو اٹھایا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے سر پر پڑا زخم کاری آیا سحر کر کے بشکل سر کے نیچہ کو نکالا خون تلبلا کر چہرے پر آیا بُران اُف کہکر پیچھے ہٹی بھلا حیرت اب کب مہلت دیتی ہے سائے مین نیچے کے بُران کو رکھ لیا ہر مرتبہ چاہتی تھی کہ ہاتھ مارون سر بُران کا اُڑ جائے بُران سحر سے پیچھے ہٹکر خالی دیتی تھی اُسوقت وہان اسقدر تلوار چلی اور سحر ہوے کہ ہزارون لاشے گر گئے کوئی جگہ کسی پر برق گری کوئی پڑا ایڑیان رگڑتا تھا کسکے بدن پر سیکڑون آبلے پڑے گرمی آتش سحر سے جلنے لگا گھبرا کر حوض مین کود پڑا آخر پانی مین گر کر ٹھنڈا ہوا ہر چند ملکہ بُران شمشیر زن دس قدم تک پیچھے ہٹی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ بُران کو مہلت نہ دی یکایک پہلو سے ایک نخل کے آواز آئی ای زوجۂ شہنشاہ طلسم ہوشربا واہ کیا کہنا لونڈی بروقت پہونچی شکر ہے سامری و جمشید کا یہ چھوکری اب نہ جانے پائے اسنے بڑے بڑے داغ دیے ہین بڑے بڑے نامی و گرامی ساحر مارے ملکہ حیرت جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز بصد کرشمہ و ناز ایک گولہ ہاتھ مین لیے پکار رہی ہے ملکہ عالم جلد نیچہ مارے مین گولہ مارتی ہون دیکھے نکلی جاتی ہے ملکہ حیرت نے اچھا کہکر منھ پھیرا یکایک بجلی چلی آواز آئی باش او فتنہ کہان جاتی ہے منم کوکب درخشان آسمان عیاری آفتاب طلسم چرخ خنجر گزاری دو دندہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ صاحب قنطورہ و زنگ طرار قاتل کفار عمرو بن امیہ نامدار یہ نعرہ کر کے چودہ حلقے کمند کے مارے گردن مین ملکہ حیرت جادو کے پڑے ارے کہکر پلٹی عمرو نے جھٹکا مارا گرتے گرتے گھائیون سے حباب کو رہا کیا منھ پر حیرت کے حباب پڑے لڑکھڑا کر زمین پر گری ملکہ بُران شمشیر زن نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو نے آواز دی بیٹا لینا ملکہ بُران جھپٹی ہی تھی کہ زمین شق ہوئی ایک تپکہ فولاد کا ہان ہان کہتا ہوا نکلا عمرو کمند چھوڑ کر بھاگا تپکے نے ملکہ حیرت کی کمر مین پنجہ ڈالا مثل برق جہندہ تڑپ کر اڑ گیا چشم زدن مین غائب ہوا اب ملکہ بُران زخم سر باندھکر پلٹی فوج ملکہ حیرت جادو پر حملہ کرنے لگی مگر ہنگامہ جو ہو رہا تھا کہ حیرت جادو نے دختر کوکب کو مارا صمصام خوشی خوشی دوڑکے اس غول مین آیا اُسوقت پہونچکر حیرت جادو کو تپکہ لیجا چکا تھا ملکہ بُران شمشیر زن مصروف جنگ تھی بہار نے مصور جادو نے زخمی کیا تھا مصور صورت نگار کا ہاتھ پکڑ کر بھاگا صمصام نے جو یہ منظر دیکھا

جیا ہاکہ پیچھے ہٹے نعرہ ہوا منم ملکہ برّان شمشیر زن او نمک حرام کہان جاتا ہی صمصام کو کچھ نہ بن پڑا تیغ نکالکر
ملکہ برّان شمشیر زن پر مارا ملکہ برّان نے اشارہ کیا تیغ پاٹ کر پاؤن پر صمصام کے پڑا ایڑی کو توڑ کر دور گرا صمصام
لنگڑاتا ہوا ہٹا ملکہ برّان مثل شیر غضبناک نیچہ کھینچکر قریب پہونچی تھین کہ صمصام نے پیچھے ہٹ کر ایک گورز فولادی
مارا نیچہ ملکہ برّان شمشیر زن کا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور اُسکی گوے سے ایک برق چمک کر سر پر ملکہ برّان شمشیر زن
کے گری جس مقام پر ہاتھ سے حیرت کے زخم آیا تھا اُس برق نے اور زیادہ کھول دیا قطرات خون روی زمین پر
اس طرح آئے کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہوگیا بس یہ زخم ہاتھ سے صمصام کے کھاکر
اُس شیر زن کو غصہ آیا برد ے خمدار ہلنے لگے ظاہر ہوتا تھا کہ نیچہ اصفہانی نیام مقام سے نکلا چاہتے
ہین کالکین عارض نور پر بل کھانے لگین مثل مار سیاہ لہرانے لگین نظم

گھڑ باد نے کو عشاق کو دریائے اشک	بعد وہ قہر کہ گنتے نہین ہو جسکی ہر لہر
ناگنی بیچ مین آ اُسکے نہ مانگے پانی	زلفین یون بکھری ہوئی چہرے پہ ہانگے تھے دل
اُس قہر و غضب مین اُس مہ	کھیل جاؤ ہن کا لاجو ڈسے اُسکی لٹک

سپہر غرور جلال ماہ درخشان آسمان اقبال کے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اختر مراد نکالا آواز دی کہ او بیحیا خبردار ہو جا کہ ستارا
تیرا گردش مین آیا نیز اقبال تیرا مائل بہ پستی ہوا نمک حرامی کا مزا ملا چاہتا ہی اب کہان جاتا ہی یہ کہکر اختر مراد کھینچ مارا
ہرچند صمصام بدانجام نے چاہا کہ بچون مگر موت کب ٹلتی ہی سینۂ پُر کینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا لڑھکر اگر زمین پر
گرا بجائے خون جسم سے شعلہ ہائے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے صدائے ہا ہو بلند ہوئی تاریکی
چھاگئی برق چمکی برف باری ہوئی بیرون کے رونے کی آواز آئی ایک ساعت کامل یہی ہنگامہ نمونہ حشر برپا رہا
آواز آئی مارا مخبلوکہ نام میرا صمصام جنگ آزما ے خونریز زرہ پوش تھا افسوس حسرت دیاس لیکر دنیا سے گیا
یہ معرکہ جو ملازمان ملکہ حیرت نے دیکھا ملکہ حیرت جادو کو تو تپلہ فولادی اُٹھائے گیا ہی مثل مشہور ہی لشکر پر
تکیہ بے فقیر فقیر بے پیر ترکش بے تیر یہ چار چیزین بغیر چار چیزون کے بیکار ہین میدان کارزار مین پانؤن نہ تھم سکے
شکست فاش کھائی آخر فرار پر قرار کیا اور دامن صحرا کو مثل دامن مادر جا مکر پناہ لی ہزارون ساحرون نے
میدان کارزار سے عدم کی راہ لی فوج اسلام نے بارگاہین خیمے صمصام و ملکہ حیرت جادو کے لوٹے یہ جو لشکر
اُسکو غنیمت جانا خواجہ عمر و قریب خزانے ملکہ حیرت جادو کے آکر بشکل چوبدار ٹھہرے فوج والے لوٹ رہے تھے اُنکو
منع کیا کہ یہ کیا کرتے ہو اسکا حساب دینا پڑیگا تنخواہ مین کٹ جائیگا اسوقت چلے جاؤ جمع ہوکر تمھین کوٹ جائیگا ایک نے
کہا یہ چوبدار کون ہے ہم لڑائی مین جان پر کھیلین یہ مال لوٹنے کو منع کرتا ہی گویا یہ چوبدار بڑا خیر خواہ ہی یہ سُنکر چوبدار نے فرمان
ملکہ مہرخ کا جیب سے نکالا اُسپر مُہر ملکہ مہرخ سحر چشم کی دو سطرین فقط خط جلی مرقوم تھین کہ اس چوبدار کو خزانہ کا
اختیار ہی جو کوئی ہاتھ لگائیگا اُس سے جرمانہ لیا جائیگا یہ فرمان دیکھکر ساحر تھرا گئے یہ کہتے ہوے وہان سے چلے

کہ ہمارے مالک کا حکم ہی ماننا پڑیگا ضرور ہی اس بیچارے چوبدار کا کیا قصور ہے جب سب جہان سے چلے گئے سناٹا ہوا خواجہ عمرو نے جال ایاسی نیبل سے نکالا یہ کہکر ہارا ای جال جنجال ہو گرنا ایک جبہ نہ بچے سب جال مین آجائے غرض جال کو کھینچا سب خزانہ مع بالشت بالشت بھر مٹی کے آگیا اس خیال سے مٹی کھینچ لی تھی کہ اس زمین پر سونا چاندی کھا گیا ہی اس خاک کو خیاریون کے ہاتھ بیچ لینگے ادھر سے ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار وغیرہ تشریف لاتی تھین کہ ساحرون نے فریاد کی کہ کیون ملکۂ عالم کافرون کا مال لوٹنے کی بھی اجازت نہین ہے، ملکہ نے فرمایا ای غازیان دیندار وای ساحران تہور شعار ایسا کبھی خیال نہ کرنا شکر ہے خدا کا کہ لڑائی فتح ہوئی مال موذی نصیب غازی مشہور ہی لوٹو ہم الگ انعام دینگے خلعت سے سرفراز کرینگے انھون نے عرض کیا کہ خزانہ پر کھڑا ہوا چوبدار منع کر رہا ہی آپکا مہری فرمان پاس ہے اس وجہ سے ناچار ہوگئے ورنہ ہم لوگ ملازمان خواجہ عمرو ہین حضور کے لشکر کے فرہین بہرام فلک سے بھی نہین ڈرتے ہین شیر صحرائی کو چور نگ کرتے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا سچ کہو میرا مہری فرمان ہی عرض کی حضور آنکھون سے دیکھا مضمون پڑھا ملکہ نے کہا جاؤ اس چوبدار کو پکڑ لاؤ کوئی حیلہ ساز فقرے باز مکار و غدار ہوگا اسکا گرفتار کرنا واجب و لازم ہی اب تو ساحر دوڑے خزانے کے پاس جاکر دیکھا قناتین گری ہوئی پڑی ہین ایک خرمہرہ بھی وہان نہین ہے بلکہ زمین مین گڑھا پڑا ہے یہ دیکھکر پریشان پلٹے خدمت مین ملکہ مہرخ سحر چشم کی آکے عرض کی حضور وہان تو خاک اڑ رہی ہی نہ خزانہ ہی نہ چوبدار ہی ملکہ مہرخ نے مسکراکے فرمایا آپ لوگون نے مال لوٹ لیا اچھا کیا کون آپ لوگون سے پوچھتا ہے وہ لوگ قسم کھانے لگے کہ سامنے سے خواجہ عمرو تشریف لائے کہتے ہوئے کہ یہ کیا بیہودہ ذکر ہے چلکے ابھی سرداران زخمی کو اٹھاؤ شکر یہ پروردگار کا بچا لاؤ مال کیسا خزانہ کیسا ہوگا اور ساحرون سے پلٹ کے کہا بھائیو تم قسمین کیون کھاتے ہو خزانہ زمین نگل گئی ہوگی اور ہم اج بڑے نقصان مین رہے ایک مہاجن نے دو صندوقچے جواہرات کے دیے تھے کہ اسکو فروخت کرا دیجیے ہم سمجھے تھے کہ کوئی ٹکا روپیہ مل جائیگا سوقت صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش سے نیچہ لیکر بھاگے وہ دونون صندوقچے کمر سے گر گئے اسوقت جان بچاتے یا مال اٹھاتے اے بھائی ناچار سنگ صبر دل پر رکھ لیا اب ان مہاجنون کو تمسک لکھدینگے زندگی بھر ادا کرتے رہینگے خدا نے تم سبھون کی جان بچائی اتنی بڑی فتح ہاتھ آئی آج کچھ کچھ اپنی تنخواہ مین سے صرف کرو جمع کرکے ہمکو دیدو ہم ہندوی کرکے خانۂ کعبہ مین مستحقون کو بھیجدین ان باتون پر خواجہ عمرو کی ملکہ بہار گلعذار سکرائین ملکہ مہرخ سحر چشم سے اشارے مین کہا اب چوبدار کی جستجو نہ کیجیے یقین ہوا کہ وہ ہمارے پیر و مرشد تھے اب ملکہ مہرخ سحر چشم کو بھی خوشی و خرمی سب سردارون نے سوار کیا نوبت نقارے بجاتے ہوئے زرہ و سفید لٹاتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے ملکہ برآن شمشیر زن اسی عالم زرداری مین خوشی خوشی ساتھ ملکہ مہرخ کے چلی آتی ہین کہ ایک تلہ سہ آڑی پٹی باندھے ہوئے نیچہ ہاتھ مین سر پشت پر بصد کروفر زمین پر اترا نامہ ہاتھ مین ملکہ برآن شمشیر زن دیا ملکہ برآن شمشیر زن

نے کھول کر پڑھا کوکب رد شمشیر نے لکھا تھا اے نور نظر پارۂ جگر زبانی طائران سحر کے تمکو معلوم ہوا کہ خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا صمصام بدانجام واصل جہنم ہوا فتح بدولت خواجہ عمر و حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی یہ معلوم ہوا کہ تم زخمی ہو اپنے باغ نگارین مین چلی آؤ آکے علاج کرو اور خواجہ کو ہمارا سلام محبت پہونچنا اور کہنا آپکی صفت احاطۂ تقریر اور تحریر سے باہر ہے کیا فکر یہ ادا کرین زبان قاصر ہے مختصر یہ کہ آپنے بران کو حیات تازہ عطا فرمائی گویا دوبارہ روح جسم مین آئی ماشاء اللہ کس خوبی سے عیاری کرکے پنجہ لیا اپنی کنیز کو بچایا حیرت جادو کو کمند مار کے خوب میدان رزم سے بھگایا ارسطو آپ کی کتاب علم فطرت کا سبق خوان ہے اور لقمان آپکے مدرسۂ حکمت کا اک طفل دبستان ہے علم عیاری نے آپکے دم سے رواج پایا یا خنجر گزاران عالم سے آپنے خراج پایا ملکہ بران شمشیر زن نے وہ نامہ ہاتھ مین خواجہ عمر و کے دیا خواجہ نے پڑھکر تبسم فرمایا کہ یہ کیا بات ہے جسکو اسقدر طول دیکر تحریر فرمایا ہے اسکی موت قریب آگئی عیاری بن پڑی مگر اے نور نظر اس جنگ مین دو شبانہ روز برابر گذرے ہین آرام دانہ سب کا ترک کر ہاتھ نے توانائی کا صدمہ اٹھایا لہذا آج کی شب بیان بارگاہ مین راحت پذیر ہو انشاء اللہ بوقت سحر اگر موقع ہوگا تو ہم بھی ملاقات شہنشاہ کو کوکب رو شمشیر تمہارے ہمراہ چلینگے بمقدمۂ رہائی اسد غازی صلاح کرنا ہے ہاے اس مقدمے مین کچھ بن نہین پڑتا یہ کہکر بے اختیار عمر و رونے لگے تمام سردارون کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئی ملکہ بہار گلنذار کو ہچکی لگ گئی ملکہ مہرخ سحر چشم نے رومال آنکھون پر رکھ لیا ہر کہ دمہ یاد مین اپنے آقاے نامدار مطاع قدرشناس کے زار زار مثل ابر نوبہار روئے خواجہ عمر و نے ضبط کرکے کہا کہ بھائیو صبر کرو اس رونے کے بدلے دعا مین مصروف ہو ملکہ بران شمشیر زن نے عرض کی اے غم نامدار کوئی سبب قوی ہے جو قبلہ و کعبہ نے اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ چلی آؤ مجکو نہ روکیے اجازت دیجیے خواجہ عمر و نے کہا بسم اللہ ملکہ بران شمشیر زن فوراً تخت پر سوار ہوئین سرداران جان نثار جانب دیگر اور چہار جانب سے اس شمع انجمن عصمت و عفت کو یون گھیر لیا کہ جیسے گرد چراغ ہجوم پروانون کا ہوتا ہے پس بشوکت و حشمت سواری مثل باد بہاری کے جانب طلسم نور افشان روان ہوئی اب ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار و دیگر سرداران نامدار بصد شوکت و وقار بفتح و فیروزی داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوکے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ملکہ مہرخ سحر چشم نے ملاحظہ کیا کوئی سردار ایسا نہین ہے کہ زخمداری سے محفوظ ہو جس روز سے طلسم ہوشربا مین لڑائی شروع ہوئی اکثر معرکہ ہاے عظیم پڑے مگر سرداران اسلام کو کبھی ایسا سابقہ درپیش نہوا تھا ایسا کبھی رن نہ پڑا تھا وقائع نگار نے پرچہ ملکہ مہرخ سحر چشم کو دیا ہے اسمین صاف لکھا ہے کہ آٹھ لاکھ ساحر جانبین کے قتل ہوئے دو لاکھ لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم کے اور چھ لاکھ ملازمان افراسیاب واصل جہنم ہوئے یقین ہے کہ اس صحرا کے درندو گزند طعمہ جوئی نہ کرینگے سبزہ اس زمین پر نہ جمے گا مگر لالہ بادل داغدار دم الاخوین کہ جس سے ہمیشہ خون جاری رہیگا روئیدہ ہونگے ملکہ مہرخ سحر چشم نے

پرچے کو پڑھکر زانو کے نیچے رکھا خواجہ عمرو نے کہا ای ملکہ مہرخ سحر چشم ہمارے مہمان تازہ کمان ہین جنکے ہم پر
احسان ہین ملکہ مہرخ نے کہا ای خواجہ مین اس فقرے کو نہین سمجھی خواجہ عمرو نے کہا کہ خوشحال جادو
جو عین گرمی جنگ مین شریک ہوا تھا فوج صمصام جنگ آزما خونریز زرہ پوش کو خوب قتل کیا علاوہ
اسکے چالیس سرداران نامدار بارہ ہزار ساجران ذیوقار شہنشاہ کوکب دوشفہیر کے نمک خواران سب
صاحبون کا حال دریافت کرنا واجب و لازم ہی شکیل جادو فرزند ملکہ مہرخ خوشخو اپنے مقام سے اٹھا خواجہ
عمرو سے عرض پیرا ہوا کہ خوشحال جادو بڑے خاندان عالی سے ہی جسوقت لڑائی فتح ہوئی کنارے پر
لشکر کے زخمدار بیقرار اتر پڑا اپنے مقام پر بیٹھا ہوا رہا ہی کہ مین کیا روے سیاہ بادشاہ لشکر اسلام کو دکھاؤن
ہر صاحب لیاقت مجھپر طعن کرے گا کہ یہ نمک حرام کا سردار ہی بس یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ سحر چشم نے فرمایا کہ جو ہمارے
سر کو عزیز رکھتا ہو اُس خیر خواہ دولت کو استقبال کرکے لاے اور ہماری جانب سے کہنا کہ ای برادر اگر عرصہ کرے تو ہم خود
لینے کو تمہارے آئینگے اسی وقت تمام سردار سواے ملکہ مہرخ سحر چشم برای استقبال خوشحال روانہ ہوے یہان
کنارے پر یہ بیچارہ ملول و حزین ایک خیمے مین داخل تھا اور کہہ رہا تھا کہ بھائیو زخمون کے ٹاکون کی فکر کرو تو طرف
صحرا کے نکل چلین اب وطن مین بھی نہ جائینگے امید ہی کہ ملکہ مہرخ سحر چشم قدرشناس ہین شاید عنایت فرماین مگر ہم لائق اسکے
نہین ہین انصاف یہ ہی کہ ہم نے اُنکے ساتھ کیا کیا ہنوز یہ کلام پورا نہوا تھا کہ ملکہ نافرمان دسرخ موے کاکل کشا و
خورشید زرین سحر و شاہزادہ شکیل بے عدیل وغیرہ آکے پہونچے خوشحال گھبرا کے کھڑا ہوگیا متحیر ہوکر پوچھا
سب صاحبون نے بیان قدم رنجہ بے وجہ کیون فرمایا ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے کہا ای سرداران نامی و ای
ساجران گرامی ملکہ مہرخ سحر چشم نے واسطے تمہارے استقبال کے ہمکو بھیجا ہی دربار دربار مین طلب فرمایا ہی خوشحال جادو
نے سر جھکا لیا دل مین باغ باغ ہوگیا خوشی سے پھول گیا مگر جواب دیا کہ ملکہ عالم کی عنایت بے غایت کہ اس ذرۂ بے مقدار کا
نام روشن کرنا منظور ہوا ورنہ یہ خطا کار کیا خدمت بجا لایا جسکا یہ معاوضہ ہوا ملکہ نافرمان نے کہا ای خوشحال
جادو تمسے وہ کارنمایان سرزد ہوا کہ جسکے بیان سے زبان قاصر ہی تمہاری خیر خواہی ملکہ مہرخ سحر چشم پر بخوبی ظاہر ہے
عین وقت پر تمنے لشکر اسلام کی مدد کی اتنی بڑی بلا رد کی جہاد مین کسقدر کد کی شکر ہے کہ وہ نمک حرام واصل جہنم ہوا
جسنے اپنے ولی نعمت کے قتل کا ارادہ کیا تھا اب چلو ملکہ عالم بہت مشتاق ہین خوشحال کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوگیا
سردارین سے بغلگیر ہوا غرض سب صاحب باعزاز تمام اس خوش انجام کو مع ہمراہیان خوشحال داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے خوشحال جادو نے بڑھکر پایۂ تخت ملکہ مہرخ سحر چشم کو بوسہ دیا عرض پیرا ہوا کہ کیا بندہ نوازی فرمائی دولت
کونین ہاتھ آئی مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا گاہے بہ نگاہی ۔ ملکہ مہرخ نے خلعت فاخرہ سے خوشحال
جادو کو و دیگر سرداران ہمراہی کو مخلع کیا فوج خوشحال کو انعام بیکران عنایت ہوا ایک بارگاہ کلان استادہ کرادی

حکم ہوا کہ اپنے لشکر کو لے کر بعیش و عشرت فروکش ہو اب مشوش ہونے کی کچھ ضرورت نہیں خزانہ شہنشاہی سے منگوا لینا حجاب کو حکم نہ فرمانا خوشحال جادو دعائیں دیتا ہوا جا کر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا ساتھ والوں سے کہا دیکھا یار و خیر خواہی میں کیا شرف حاصل ہوا اہل سلام فلک اساس قدر شناس بہادر دوست ہیں انسے سب طرح کی امید ہے یہاں ملکہ مہرخ سحر چشم نے سب سرداروں کی زخم دوزی کا سامان کیا خواجہ عمرو ایک کرسی پر جلوہ فرما ہیں خوشی میں آ کے بالجان داؤدی یہ اشعار آبدار شکریۂ خالق بے نیاز رب کارساز میں زبان پر جاری کیے

نظم

تو وہ خورشید ہے گردون یکتائی و وحدت کا
دو عالم ایک مطلع ہے ترے دیوان قدرت کا

عوض طاعت کے یہ عاصی نہیں مشتاق جنت کا
مجھے منظور ہے احسان لینا تیری رحمت کا

ہمیشہ رند مشرب دم ترا بھرتے رہیں ساقی
رہے آباد مجمع اس خرابات محبت کا

گرو نگارو نہ پرسش عرض گستاخانہ اتنی تو
گنہگاری کا باعث تھا بھروسا تیری رحمت کا

تو وہ ہے نخلبند گلشن ایجاد اے صانع
ریاض دہر گلدستہ ہے تیرے باغ صنعت کا

کرے گا حشر میں ہم عاصیوں کو سرخ رو تو ہی
ترے محبوب نے بیڑا اٹھایا ہے شفاعت کا

ریاض دہر میں سب تیری یکتائی کے شاہد ہیں
ہر اک شمشاد پر عالم ہے انگشت شہادت کا

یہ نعمت سعادت کی ترے در کی گدائی سے
ہما بھی اک مگس ران ہے مرے خوان قناعت کا

تجھی کو صورت آباد جہاں میں جلوہ گر دیکھا
خلل انداز وحدت کب ہوا آئینہ کثرت کا

دو عالم ہوں کروں گا غسل جب آب خجالت سے
تری رحمت بدلوا دیگی جامہ گرد ذلت کا

نہیں جائے پناہ اسدم کہیں جز گوشۂ رحمت
ہوا اعلام جاری جسکے جھنڈے تیری عدالت کا

سیہ کاری سے اب تاریک سارا خانۂ دل ہے
چراغ داغ روشن اسمیں کر اپنی محبت کا

تصور پردہ پوشی کا تری کرتا ہے بے پردہ
خیال آتا ہے جب رسوائی روز ندامت کا

ہماری حاجتوں سے ہمکو بڑھ بڑھکر دیا ہر دم
ادائے شکر کیجے آپ کی کس کس عنایت کا

الی اشعار حمد الٰہی کو سنکر تمام سرداران نامی و ساحران گرامی وجد کر رہے ہیں دم یکتائی پروردگار کا بھر رہے ہیں بعد عنایت پروردگار بلا حاجت و تکرار مصروف عیش و نشاط ہیں مگر اب ذکر سنیے افراسیاب خانہ خراب کا کہ پردۂ ظلمات سے نکل پیچھے ہو کر باغ سیب میں آیا کنیزان ماہرو و نازنینان خوشرو پہلو میں اس بدخو کے آکر بیٹھیں کارگزاران سلطنت و مشیران اثبت سے پوچھا کہ کچھ احوال دریافت ہوا کہ صمصام جنگ آزمائے خونریز زرہ پوش نے لڑائی میں کیا کیا انھوں نے عرض کی حضور نے تو آج تیسرے روز نزول جلال و ورود اقبال فرمایا ہے اتنی خبر ملی تھی کہ دو شبانہ روز تلوار چلی ہنگامہ سحر و ساحری گرم رہا یہ بھی سنا تھا کہ صمصام نے اسی نیچے سے ملکہ گران شمشیر زن کو مارا میں گرمی جنگ

ہین لشکار کل شب تک تو یہی مشہور تھا کہ شہنشاہ کے خیر خواہ غالب آئے ہین مسلمان بہت گھبرائے ہین آج کی کیفیت نہین معلوم یقین ہو کہ ملکہ حیرت جادو نے سب کو گرفتار کر لیا ہوگا شہنشاہ جادوان افراسیاب بے ایمان نے یہ سنکر قصد کیا کہ طائران سحر کو برائے خبر روانہ کرون یا کتاب سامری دیکھون کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا ایک پتلہ فولادی ملکہ حیرت جادو کو پنجے مین دبائے ہوئے لیکر حاضر ہوا سامنے افراسیاب خانہ خراب کے ملکہ حیرت جادو کو رکھدیا اور عرض کی اے شہنشاہ سامری وجمشید نے بڑی خیر کی مسلمان ملکہ عالم کو مارے ڈالتے تھے بیچ میدان کارزار مین بیہوش پڑی تھین اور حلقہائے کمند گلوے نازک مین پڑے تھے غلام وقت پر پہونچا ملکہ عالم کو اٹھا لایا یہ کہکر پتلہ تو غائب ہوا افراسیاب نے ملکہ حیرت جادو کو عجب خرابی مین پایا سر برہنہ خم کاکل دوش پر سر پر ندار و کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے سر اٹھا کر ملکہ حیرت جادو کا زانو پر رکھ لیا پانی کا چھینٹا دیا حلقہائے کمند گلے سے کھولے غصے مین تاج زمین پر دے مارا سر پیٹنے لگا یکایک ملکہ حیرت جادو نے آنکھین کھولین سر اپنا زانو پر افراسیاب کے پایا اٹھکر ایک دو ہتڑ افراسیاب کی پشت پر مارا کہا حضور نے دشمنون مین تنہا چھوڑ دیا بالکل میری خبر نہ لی اگر مسلمان مجکو قتل کر ڈالتے تو آپ خوش ہوتے افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مفصل حال بیان کرو غصے کو کام نہ فرماؤ مین نے سنا صمصام نے ملکہ برّان شمشیر زن کو قتل کیا خوب کوکب کو داغ دیا ملکہ حیرت جادو ابھی کچھ کہنے نہ پائی تھی کہ شور گریہ وزاری درباغ سیب پر بلند ہوا دیکھا کہ چند ملازمان صمصام لاشہ اسکا چارپائی پر ڈالے ہوئے فریاد و الغیاث کرتے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے افراسیاب نے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے ملازمان صمصام نے سر پیٹ کر عرض کیا صمصام مارا گیا اس زور و شور سے لڑا تھا کہ خون کا دریا بہا دیا ملکہ برّان کو ٹوک کر مارا اگر مسلمانون کا خدا بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے اُسی وقت ملکہ برّان شمشیر زن کو زندہ کیا جو مر گئی تھی اُسنے اسکے زندہ کو مردہ کیا ساتھ ہی ہزارون مسلمانون کے شریک ہو گئے ایسی لڑائی بگڑی کہ غلامون نے بمشکل لاشہ اس کشتہ یاس کا اٹھایا آخر یہان تک پہونچایا اب ہم لوگ کہان جائین اپنے قدردان صمصام کو کہان پائین افراسیاب نے غصے مین آکر ملکہ حیرت جادو سے پوچھا کہ ملکہ عالم مہربان کر دیہ پہیلی ہمین نہین سمجھا ملکہ حیرت نے کہا صاحب حقیقت مین میرے سامنے ملکہ برّان کو قتل کیا تھا ملکہ مجلس وغیرہ جان دینے پر آمادہ تھین پھر یہ دیکھا کہ نعرۂ برّان شمشیر زن ہوا مجھسے لڑائی ہوئی مین نے زخمی کیا خواجہ عمرو نے مجکو بصورت صنعت سحر ساز بیہوش کیا اُسوقت تک صمصام زندہ تھا مین بھی اچھی طرح نہین سمجھی کہ یہ کیا معرکہ تھا اب زیادہ تقریر سے میرا سر نہ پھرائیے کتاب سامری مین ملاحظہ فرمائیے افراسیاب نے کتاب سامری کو اٹھایا ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب کتاب پڑھتے ہی غصے مین تھر تھر کانپنے لگا گویا بخار رجاڑے کا چڑھ آیا ملکہ حیرت جادو نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا ای ملکہ حیرت جادو اس ساربان زادے نے

تو ناک مین دم کیا ہی مگر واہ رے عیار بلائے روزگار تمکو کیا معلوم ہی کہ ملکہ بران کہان تھی سارہان زادے کی
زنبیل مین نہان تھی ایک ساحرہ نہین معلوم کہان کی رہنے والی کو بصورت ملکہ بران بناکر میدان کارزار مین بھیجدیا
تھا نہ تمکو سوجھا اور صمصام تو بالکل اُلو کا پٹھا تھا وہ کیا جانتا کیونکر پہچانتا بس اُس فریب مین صمصام
جنگ آزما خونریز زرہ پوش مارا گیا افسوس ہی کہ مین ناحق بدنام ہوا ایک حقیر کی خوشامد کرنی پڑی صمصام
ایسے لاکھون غلام میرے پڑے ہین مگر اے حیرت عمرو کی قضا بھی آگئی آج ضرور مارڈالونگا ابھی جاتا ہون
کان پکڑکر لاتا ہون دیکھون تو بی ملکہ مہرخ و بہار کیونکر روکتی ہین کسی طرح ما بدولت کو ٹوکتی ہین یہ کہکر
افراسیاب اٹھنے لگا بڑے بڑے جادوگر تمہارے جادو و مقہور آتش خوار نہنگ بلاکردار فیلان سوار بران
مارگیر ماران سیاہ رو وغیرہ ہان ہان کرتے ہوے اُٹھے عرض کی اے شہریار غلامان جانباز حاضر ہین کیا ہم سب
اسکام مین قاصر ہین جوار شاد ہوا بھی بجالائین جاکے ملکہ مہرخ وغیرہ کو تباہ کرین ایک باغی سرکار دولتمدار کو پردۂ
دنیا پر باقی نہ رکھین حکم ہو زندہ گرفتار کرکے لائین اگر اجازت ہو بھسم کردین جلادین خاک مین ملادین اور
سارہان زادے کی کیا حقیقت ہی ابھی چشم زدن مین لاتے ہین جب مہرخ و بہار کے قتل پر غلام آمادہ ہین کیا
عیار اُنسے لیاقت مین زیادہ ہین افراسیاب خانہ خراب نے آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی اور کہا یار تم عمرو کو
نگاہ حقارت سے دیکھتے ہو تم اُسکے مرتبے کو نہین جانتے ہو خداوند لقا کا پیارا بندہ ہی اُسکو عمدہ ملک الموت
کا خداوند لقا نے دباہی نام لقا کا سُنکر ملکہ حیرت جادو کو غصہ آیا کہا شہنشاہ اُس منحوس دیوث کا نام نہ لیجیے
جسدن سے ہماری اقلیم مین آیا تباہ و برباد کردیا دوست دشمن ہوگئے راہبر رہزن ہوگئے افراسیاب نے کہا
ملکہ چپ رہو یہی باعث بربادی طلسم خداوند لقا کو سب طرح کی خبر ہوتی ہی اب اسوقت اُنکو تمہارا یہ کلمہ ناشائستہ
دریافت ہوا ہوگا سنتا ہون ہر دقت مقدمات طلسم ہوشربا مین گوش برآواز رہتے ہین سب چیزین اُنکے قبضے
مین ہین ہوا نے ابھی اُنکے کان تک آواز پہونچائی ہوگی تو یہ کرو کان پکڑو خبردار کبھی ایسے کلمے واہیات اُنکی
شان مین نہ کہنا جو مزاج مین آتا ہی وہ کرتے ہین کسی کو مشیت خداوندی مین کیا دخل ہی اصل تو یہ ہے کہ
خود خطادار ہون مقدمات سلطنت سے مجبور و ناچار ہون کئی سال اُنکو ہماری عملداری مین آئے ہوے گذرے
ایک دن بھی برائے قدم بوسی نہ جاسکا اسی وجہ سے قدرت کو غصہ ہی ملکہ حیرت جادو نے یہ سُنکر سر جھکالیا اگر سفاک
نیلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا عرض کیا آپ دوسرا جام شراب نوش فرمائین غلام جاتا ہے
عمرو کو ابھی گرفتار کرکے لاتا ہی ہر چند افراسیاب نے منع کیا اُسنے نہ مانا پردار کرکے چلا یہان خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کسی کارضروری کو بیرون بارگاہ آئے ہین متر برق فرنگی و چالاک بن عمرو یہ دونون ساتھ ہین
خواجہ عمرو نے کہا اے برق و چالاک مین کو توالی چبوترے پر ٹھہرتا ہون تم ذرا تا بہ لشکر ملکہ حیرت جادو

جاؤں خبر تو لاؤں یقین ہی کوئی ساحر زبردست اور آیا ہوگا مفصل خبر دریافت کرنا اور اسی نور نظر مین نے دربار مین ذکر نہین کیا سردار گھبرا جائینگے زمانۂ قتل اسد غازی بہت قریب ہے ابھی تک کوئی صورت نہین نکلی کدھر جاؤں کیا تدبیر کروں ہائے اُس شیر کو بیکار چھڑاؤں برق نے کہا استاد جان اپنی دینگے انشاء اللہ تعالی اس شیر بیشۂ جرأت کو کسی طرح قتل نہونے دینگے عمرو نے کہا افراسیاب بڑا زبردست ہی بہت مشکل ہی کہ کوئی شخص تا بہ گنبد نور پہونچے اور اسد شیر دل کو رہا کرے جب کوکب رو غضنفر ایسا عذر کرے کہ مین بمقدمہ رہائی اسد شیر دل مجبور ہوا چاہون پھر مین سوائے خدا کے کس کا بھروسا کرون بحر مین اور کسیکی کیا لیاقت ہی اگر دعوی کرے تو حماقت ہی یہ سُنکر دونون عیار خدمت خواجہ عمرو سے جدا ہوے عمرو دیر چبوترہ کو تو والی آیا بخوبی ٹھہر نے نہ پایا تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم سفاک نیلی پوش جادو مصاحب شہنشاہ افراسیاب او ساربان زادے خبردار کہان جاتا ہی مین آپہنچا خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا دیکھا تو قریب پہونچ چکا ہی عمرو نے قصد کیا جست کرکے نکل جاؤں اِس ظالم سفاک سے جان بچاؤں مگر اُسنے ایک گولہ مارا کئی جادوگر جو قریب عمرو کے تھے سر اُنکے پھٹ گئے تڑپ کے گرے خواجہ عمرو کے پانوں زمین نے پکڑ لیے فوراً سفاک نیلی پوش کڑک کر گرا عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر اڑا لشکر مین غلغلہ پڑا کوئی جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہے جب تک دو تین وہ بلند ہوکر غائب ہوا چالاک برق کنارے پر لشکر اسلام کے پہونچے تھے ہنگامہ سُنکر پلٹے آگے دیکھا کئی جادوگر مرے پڑے ہین کچھ سر پیٹ رہے ہین بڑے بڑے سردار خیمون سے نکل آئے ہین ترہ و نارنج وغیرہ ہاتھون مین لیے قصد کر رہے ہین کہ تعاقب مین جائین جس طرح بنے عمرو کو چھڑائین برق و چالاک نے کہا آپ سب صاحب تامل فرمائین جب تک ہم واپس آئین کوئی صاحب یہان سے قدم نہ بڑھائین ابھی ایک معرکہ عبرت خیز حیرت انگیز گذر چکا ہی خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا افراسیاب خانہ خراب دشمن سب کا ہو رہا ہی آج باغ سیب ماتم سرا ہوگا صمصام مارا گیا ملکہ حیرت جادو کو ذلت ہوئی معلوم ہوتا ہی اُسنے کسی کو بھیجا ہی والدنا مدار کو سر بازار قابو پاکر لیگیا مگر کہان جائیگا ہمارے ہاتھ سے کیا چین پائیگا آپ لوگون کے جانے سے کوئی نہ کوئی آفت برپا ہو جائیگی پھر ہمارے بنائے کوئی تدبیر نہ بنیگی یہ سُنکر بہت سردارون نے سر جھکا لیے کہا مرشد زادے ہمارے ہوش درست نہین ہین خواجہ کا ایک لمحہ لشکر مین نہونا باعث انتشار ہی اگر ہم سب قید ہو جائین اور خواجہ چھوٹے رہین امید قوی ہوگی کہ اب ہمارے سر پر بہت آتے ہونگے رہا کرکے لے جائینگے ہاتھ سے دشمن کے بچائینگے اُنکی گرفتاری بڑا غضب ہے سبھون کے دلون پر اندوہ و تعب ہی الغرض چالاک نے سب کو سمجھا کر ٹھہرایا ایک جانب چالاک گیا برق تڑپ کر ایک طرف چلا یہان سے حال بیان کیا جاتا ہی سفاک نیلی پوش کا کہ یہ ملعون خواجہ کو پنجے مین دبائے ہوے اُڑا ہوا جاتا ہی پیچھے پھر پھر کر دیکھتا ہوا کہ مہرخ سحر چشم و بہار وغیرہ تعاقب کرینگی یہ ساربان زادہ سارے لشکر کی جان ہی ہرگز نہ سر پر آنے

احسان ہی کوہ درشت و بیابان کو طے کرتا ہوا اتنا بلند جاتا ہی کہ مرغ نظر وہانتک پہونچے دس بارہ کوس راستہ طی کر چکا ہو دفعتہ ایک کوہ فلک شکوہ نظر آیا چہار سمت اُس کوہ کے گلہائے رنگا رنگ شگوفہ ہائے بوقلمون چشمہ ہای صاف و شیرین جاری باغبان ازل کے قدرت کی چہار سمت گلکاری طائران نغمہ سرا چہچہہ زن گل خودرد سے دامن کوہ رشک گلشن جابجا کبک خوش رفتار خرامان کہین طاؤس رقصان برسر کوہ ہزارہا نخلہائے میوہ دار بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین یا صنعت باغبان قضا و قدر مین زمین ادب چوم رہی ہین مگر اُس پہاڑ پر سناٹا ہی یقین ہوا کہ کبھی اس مقام پر انسان کا گذر نہوا ہوگا قریب سے کوہ کے چاہا بلند ہوکے نکل جاؤن یکایک کان مین آواز آئی یا سامری یا جمشید سر اُٹھاکر جو دیکھا بر سر کوہ ایک منت بھبوت چہرے پر لمبے آنکھین مرخ مثل جام شراب گلگون جٹائین خاکستری مثل موج دریاے جیحون صورت مہیب شکل عجیب ایک کردھنی زنجیر کی مثل مار سیاہ کمر مین لپٹی ہوئی ایک لنگوٹی جس سے موے زہار نکلے ہوئے بغل مین بڑے بڑے اُن موے سیاہ سے قطرے پسینے کے ٹپک رہے ہین یا باران سیاہ زہر اُگل رہے ہین دھونی آگے لگی ہوئی لکڑی کنڈون کا انبار ایک سمت مونٹھا کرجی کی رکھی ہوئی اُسکی بلندی پر ایک گھڑا پانی کا اُسمین قلیل سا سوراخ نہ بہت کم نہ زیادہ فراخ سر پر ٹھاکرجی کے ایک ایک قطرہ پانی کا گر رہا ہی ایک سمت چمن گیندے کے زرد زرد پھول اُنپر عجیب بے رنگ کی بہار وہ چمن زعفران زار جسکے دیکھنے سے ہنسی آئے دل باغ باغ ہو جائے ایک جانب لنبی چلم گانجا پینے کی اوندھی رکھی ہوئی ہی ہاتھ مین پوتھی کبھی بھجن سامری کے گاتا ہی کبھی یا جمشید کہکر کھڑا ہوجاتا ہی جب نعرہ مارتا ہی پہاڑ تھراتا ہی کبھی دوڑکر گانجے کی چلم اُٹھاتا ہی تیلی پر گانجا ملکر چلم مین جماتا ہے اس زور سے دم لگاتا ہے کہ ہاتھ بھر لو بلند ہو جاتی ہی سفاک نے دور سے جو یہ معاملہ حیرت افزا دیکھا مبہوت ہوگیا دل سے کہتا ہی یہ بندگان خاص سامری و جمشید ہین یہ گوشہ تنہائی پسند آیا ہی سامری و جمشید نے اپنی قدرت سے ایسے مقام خوفناک پر کیا سامان عیش مہیا فرمایا ہی اے سفاک نیلی پوش اس اس مقام پر ضرور سامری و جمشید کا گذر ہوتا ہوگا عجب مقام مسرت افزا ہی ہم بڑے خوش نصیب ہین اگر فریب سے اس پہاڑ کے گذرے مگر منت صاحب کو کبھی نہ دیکھا آج جو اس مسلمان کو گرفتار کیا پردے آنکھون سے اُٹھ گئے ایسے مقبول لوگ نظر آئے انکی خدمتگذاری واجب و لازم ہی انھین ایسے بندگان خاص کی برکت سے زمین و آسمان قائم ہین یہ سوچکر ایک گوشے مین اُترا خواجہ عمرو کو مسحور کرکے ایک تختہ سنگ پر ڈالدیا خداوندون کے نام لیتا ہوا سامنے منت صاحب کے آیا دور سے پالاگن کی سجدے کے لیے جھکا منت نے تبختر و تعصب و ازدی اور بے ادب کہان آتا ہی یہ مقام گذرگاہ سامری و جمشید ہی نہین معلوم تمین کیا بھید ہے اگر ہمارے قریب آئیگا آتش قہر سے پونے دو سو خداوندون کی جل جائیگا سفاک نے گرگڑاکر

دانت نکالدیے اور کہا گستہان واسطے درشن کے آیا ہون خداوند سامری کا بندہ خاص ہون افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا کا نمک خوار ہون ایک نگاہ لطف کا امیدوار ہون مہنت نے غصے سے جو ابدیا ارے تو نے ہمکو نیوندہ دیکھا شاید تجھے کوئی کانٹا چبھا کیا کسی لچھ کو تو نے قتل کیا ہی کہ جسکے سبب سے تیری آنکھون سے پردہ حجاب کا اٹھگیا ہی ہم کئی سو برس سے یہان رہتے ہین طلسم ران صحرا تک کی ہم پر نگاہ نہین پڑی تم قصر پر پردہ حجاب قدرت سامری کے رہنے والے ہین سامان قدرت سامری کے نرالے ہین یہ سنکر سفاک خوشی سے پھول گیا زمین پر سجدے کرنے لگا کہا ای مقبول بارگاہ سامری آپ پر سب کچھ روشن ہی بیشک مین نے آن اُس شخص کو گرفتار کیا ہی کہ جسنے روح سامری و جمشید کو صدمہ عظیم دیا ہی ہزارون ساحر مارے تبکد کھودوالے قاتل دمامہ و شمش عیار سرکش مکار و غدار قاتل کفار قدرت کا گنہگار مغضوب بارگاہ سامری عمرو بن امیہ ضمری ابھی اُسکو گرفتار کیا ہی اُسکو بخدمت افراسیاب لیجاتا تھا کہ آپ کے جمال باکمال کو دیکھنے واسطے زیارت کے حاضر ہوا مہنت قہقہہ مار کر ہنسا پکار کے آواز دی واہ بے سامری کیا کیا قدرت دکھائی ہی کبھی ہمکو ظاہر کرتا ہی کبھی چھپاتا ہی یہ کہکر دیر تک مہنت ہنسا کیا جب ہنسنے سے فراغت پائی ابرون پر بل پڑا غصے مین سونٹا اٹھایا کہا کیون او احمق نابینا جسکے گرفتار کرنے سے تجکو یہ رتبہ ملا اگر اسکو قتل کرتا تو کیا شرف پاتا بیٹھے جی بیکنٹھ جاتا دیکھ اس پوتھی مین بھی اُس سامان زادے کی بُرائیان لکھی ہین جلد اُس سامان زادی کو میرے سامنے لا ہم اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے تجکو دربار مین سامری و جمشید کے بیچ بٹھا دینگے یہ سنتے ہی سفاک نیلی پوش باغ باغ ہوگیا دست بستہ عرض کی اے مقبول بارگاہ سامری ایسا ہو شہنشاہ افراسیاب کے اقبال سے مہنت نے ایک نیزہ ماری کہ زمین تھرا گئی کہا اسی وجہ سے سلطنت مین افراسیاب کی خلل پڑا ہی اپنے نوکرون کے ہاتھ سے جو یہان کھاتا ہی شکست پر شکست اٹھاتا ہی بموجب شعر سعدی دانی کہ چہ گفت آں بار ستم گروۂ دشمن تحوان حقیر بیچارہ شمرد نادان دشمن کو حقیر سمجھنا جب قبضے مین آگیا مہلت دینا اپنے سر پر بلا لینا ہی عقلمندون کا یہ کام نہین ہی سفاک نے کہا سامری و جمشید نے اپنی کتاب مین لکھا ہی کہ جہان عمرو کا خون گرے گا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہوگی اور یہ بھی لکھا ہی کہ عمرو کی موت کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین ہی یہ سنکر مہنت غصے مین ایسا چیخا کہ پہاڑ تھرا گیا اور سونٹا زمین سے اٹھایا ایک چوتڑون پر سفاک کے مارا کہا او بیحیا مضمون کتاب کا صادق آیا کسی ساحر کے ہاتھ سے حقیقت مین قضا نہین ہے قدرت خود اپنے ہاتھ سے قتل کرینگے ہمکو کیا سمجھا ہی ہم سامری کے باپ ہین فراسیاب کے مطیع آپ ہین دیکھو پونے دو سو خداوند فرشتگان عذاب کو ساتھ ساتھ لیکر آپہونچے جلدی پلٹ سجدے مین سر جھکا ورنہ جلکر خاک ہوجائیگا نرک کنڈ مین پھینکدیا جائیگا ہمیشہ آگ مین جلتا رہیگا جہنم کے آگ کی جفا سے گا یہ جو مہنت نے قہر و غضب کہا اور چوتڑون پر سونٹا بھی پڑا یا خداوند کہکر پلٹا کہ دیکھون سامری و جمشید کیونکر آتے ہین آج مجکو اپنا جلوہ دکھاتے ہین سفاک کا پلٹنا تھا زور امنھ پھیرا کہ پہلو سے نعرہ ہوا او بیحیا منم صاحب بزرگ گران

نظر کردۂ بزرگان شیر بیشۂ عیاری و ہنر بردشت طراری افسر ہنگامۂ مہتر قمران نعرۂ مہتر قمران

جہان سر ہنگ در خنجر گزاری	بہ میدان آذر در آتش فشانم
سریع السیر چون باد بہاری	یہ کہکر بغدہ مارا نکے بغدہ کا دستور ہے اگر سیدھا پڑا تانکوں سے گذر گیا اور اگر الٹا
منم مہتر قمران شیر زیانم		

پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے اسوقت جلدی میں اُلٹے سیدھے کا کسکو خیال تھا اپنے اُستاد کے گرفتار ہونے کا ملال تھا اس زور سے سر پر سفاک بیباک کے پڑا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوئے ہائے کہکر زمین پر گرا تڑپ تڑپکے واصل جہنم ہوا سنگ باری برف باری ہوئی آواز آئی مارا مجکو کہ سفاک جادو نام تھا حسرت و یاس لیکر دنیا سے گیا اُدھر خواجہ عمرو جو سلسلہ میں نخل کے مسحور پڑے تھے آنکھیں کھلی تھیں ہاتھ پانوں بیکار تھے زندگی سے بیزار تھے بالکل مجبور و ناچار تھے نعرۂ قمران کی آواز سنتے ہی ہاتھ پانوں میں طاقت آئی آنکھوں میں بصارت آئی آواز سنکر دوڑے آئے دیکھا لاشہ سفاک کا سرد ہوا ہی ضرب سے بغدے کی گرد پر دہوا ہی مہتر قمران نے سلام کیا خواجہ عمرو نے گلے سے لگالیا کہا تیرا مرتبہ سب عیاروں سے بہتر ہی تو نے وقت میں جان بخش عمرو ہی بیٹا یہاں کیونکر پہونچے مہتر قمران نے کہا استاد مجکو تو آپکے گرفتار ہونے کی خبر بھی نہ تھی آپ کو بارگاہ میں چھوڑ کر آیا تھا بہ عیش و راحت یہاں فکر میں افراسیاب خانہ خراب کی آکے بیٹھا تھا حسرت پر اسد غاری کے دل ٹکڑے ہوتا ہی مصیبت پر اُس شیر بیشۂ جرأت کی ہر خرد و کلان رو رہا ہی دل میں یہ تھا کہ اگر وہ ملعون ادھر سے گذرے اور ہمارے دام مکر میں پھنسے تو ایک ہی بغدہ مارون کہ ملعون کا سر پھٹ جائے خواجہ عمرو نے کہا کہ بیٹا ایسا غضب کرنا اُسکے سامنے جرأت کا دم نہ بھرنا وہ طلسم بند ہی ہر کاہن و رمال و پنڈت ستارہ شناسان لمبند میں دکا ملان خوش آئین نے تحریر کیا ہے کہ تا زمانیکہ طلسم کشا لوح نہ حاصل کرے گا جزۂ ہفت بلا دائے قتل نہوں در بند طلسم نہ ٹوٹیں اُسوقت تک کہ افراسیاب خانہ خراب قتل نہیں ہو سکتا مہتر قمران نے سر جھکالیا خواجہ عمرو نے لباس سفاک کا اُتار لیا لاشہ اُس ناہنجار کا برہنہ چھوڑ دیا کوہ سے کود کر مہتر قمران ایک جانب گئے خواجہ عمرو داخل لشکر اسلام ہوئے یہاں آکر دیکھا ہنگامہ برپا ہی ہر خرد و کلان غم میں خواجہ کے بیتاب مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار گلعذار اُمنڈ آئین کر لشکر لیکر فوج کفار پر جا پڑیں کوئی کہتا ہی کہ خواجہ عمرو کو کہاں تلاش کریں برق و چالاک دوڑتے پھرتے ہیں آنکھوں سے اشک حسرت گر رہی ہیں عمرو کو دیکھکر سب دوڑے خوشی خوشی ساتھ لیکر بصد کروفر بارگاہ آسمان جاہ میں آئے خواجہ کرسی پر جلوہ فرما ہوئے ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا خواجہ اُس ظالم کے ہاتھ سے کیونکر رہائی پائی خواجہ عمرو نے مہتر قمران کا حال بیان کیا اور کہا ملکہ عالم خدا نے بڑی خیر کی مہتر قمران کا ارادہ تھا کہ اگر افراسیاب آئے تو اُس خانہ خراب پر حملہ کرون وہ اسد شیر دل کے واسطے بہت بیقرار ہی زمانہ قتل اسد بہت قریب ہی افسوس ہے کہ ابتک کوئی صورت نہ پیدا ہوئی دیکھیے فلک کیا دکھلاتا ہی اس کلام حسرت انجام خواجہ عمرو سے شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر سردار دردمند ہوا بہ اشعار حسرت آمیز و عبرت خیز زبان پر خواجہ عمرو کے جاری ہوئے اشعار

بنا کرینگے ہم اک انجمن زمین کے تلے
کہ مجتمع ہین سب اہل وطن زمین کے تلے
کھلائے چرخ نے کیا کیا چمن زمین کے تلے

گئے ہزارون ہی غنچہ دہن زمین کے تلے
عدم ہی کوچ کی جا اور دہر منزلگاہ
مسافرون کے لیے ہی وطن زمین کے تلے

گئے وہ دن کہ بہار اُنسے کھود کر پھینکے
پڑا ہی خاک مین اب کوہکن زمین کے تلے
یہ کسکے کشتۂ غم بعد مرگ روتے ہین

کہ سیل اشک ہے اک موج زن زمین کے تلے
سر غرور اُٹھاؤ نہ سر کشو اتنا
ملیگا خاک مین سب بانکپن زمین کے تلے

قلق کو باتونکا تیری مزا نہیں بھولا
رہیگا حشر تلک ہم سخن زمین کے تلے
ان اشعار آبدار کو سنکر اور زباہ سب

بیقرار ہوئے ملکہ مہر خ سحر چشم نے کہا خواجہ کیون دل دکھاتے ہو ہم سب آپکے جان دینگے روز قتل اسد غازی سر ہتیلی پر رکھکر جا پڑینگے انشاء اللہ ایسا کشت وخون ہوگا کہ افراسیاب خانہ خراب بھی عمر بھر یاد کریگا ایک رہنے والا طلسم ہوش ربا کا فریاد کریگا اور خواجہ اصل یہ ہی کہ ہم سب بمجبور و ناچار ہین گنبد نوزنگ نہین جاسکتے مہر مین افراسیاب کے نہین زبان ہلا سکتے اور شباب مہ جبین کا ہر وقت یاد آتا ہی قلب تھراتا ہی کہ اُس پابند سلسلۂ محبت و آشفتہ وادی مودت پر اُس قید خانے مین کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی مگر خواجہ وہ عاشق صادق ہی یار موافق ہی مین نے سنا ہی کہ اکثر افراسیاب قید خانہ مین گیا اور اپنی دختر بلند اختر ملکہ مہ جبین اتاس پوش سے کہا کہ تو عشق و محبت اسد غازی سے ہاتھ اُٹھا تو بہ کر مین تجکو رہا کردون وہی سلطنت حکومت عطا کردن اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ ناپیدا کنار مذاق سیر طرۂ گیسو دپیچ خنجر ابرو ملکہ مہ جبین خوشخو نے یہی جواب دیا کہ میرا اُس شہریار کا دامن ہی میرا ہاتھ ہی اُنکے ساتھ ہی تڑپ تڑپکے مرجاؤنگی یہی لطف زندگی ہی افراسیاب ان کلمات محبت آیات پر بہت جھلاتا ہی مجبور ہوکے قید خانے سے چلا آتا ہی مگر اب سنا ہی کہ حال اُسکا بہت ابتر ہی جان لبون پر ہی دیکھیے جامع المتفرقین احکم الحاکمین زندگی مین ہماری اسکو ہم سے ملاتا ہی یا نہین عمر و نے رو کر کہا ای ملکا اگر خدانخواستہ اسد غازی قتل ہوگیا مین لشکر حمزہ مین منھ دکھلانے کے قابل نہ رہا یہ ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر مہر با تو قیر کا نور نظر ہے صاحبقران کا نواسا ہی سب نے اسکو بناز و نعم پرورش کیا ہی بیٹے اور پوتے صاحبقران کے بہت ہین مگر نواسا اور کوئی نہین ہی نہین معلوم ملکہ زبیدۂ شیر گیر کا کیا حال ہوگا قلب پر ہجوم غم و ملال ہوگا دوسری خرابی یہ درپیش ہی اسکا بڑا پسر پیش ہی کہ نور نگاہ صاحبقران شاہزادۂ انجم گردہ رستم شکوہ سرفتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گرد لشکر شکن اسی طلسم مین قید ہوکر آیا ہی نجت سیاہ نے عجب روز سیاہ دکھایا ہی آج تک اُس شیر کا پتا نہین ملا افراسیاب خانہ خراب نے کہان قید کیا وہ عقبای صاحبقرانی کس تفس مین بند ہوا پس ہوسکتا ہی کہ یہ شیر دستیاب نہون اور مین بدنصیب جاکر اپنے آقای نامدار مولای قدرشناس کو روے سیاہ دکھاؤن مناسب تو یہ ہی کہ گلا کاٹ کر مرجاؤن ان باتون پر خواجہ کی شور گریہ و زاری بلند ہوا وہ بارگاہ فلک اشتباہ اُسوقت صاف تام سراسیمگی کسیکے ہوش درست نہ تھے یہان تو ہوقت بارگاہ ملکہ مہ خ سحر چشم مین ذکر اسد غازی

وحال پُر ملال بدیع الزمان پر تمام ہوا ہے دفتر دوم داستان افراسیاب خانہ خراب کے تحریر ہوتے ہین کہ داغ بیسب مین سریر حکومت پر مغرور بیٹھا ہے سفاک نیلی پوش کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو بھیج چکا ہے ملکہ حیرت جادو نے سامان عیش و جشن مہیا کیا ہے ساقیان پری چہرہ جام نے ارغوانی بصد دلربائی بکرشمہ و رعنائی سامنے افراسیاب کے لائین ایک حسین مہ جبین عابد کش زاہد فریب نظم

بہر پابندی آزاد چند — ہر یکے را فتن دل بردن پاد — دید انبوہ پریزاد چند
ہر یک از گرمی انداز ادا — کرد ساماں قیامت برپا — ہمہ در صید دلہا اُستاد
مہر تابان بہ تہ ابر اُفتد لو — عکس رخسار چو افتاد در آب — طرہ چون بر رخ پُر نور کشاد
عکس بر رو چو فتاد از حیرت — آب چون آئنہ شد بے حرکت — شمع گر دید فروزان تہ آب
غمزہ را کیش بود را ہزنی — ہمہ از حیلہ گری چشم سیاہ — زلف را پیشہ بود دل شکنی
ہمہ چون خیل پری جلوہ کنان — ہمہ غارت گر ہوش انسان — ہمہ را برق درخشندہ نگاہ
روے آتش بفراست دیجیون — ہر یکے از ہنر سحر و فسون

افراسیاب نشہ شراب مین بدمست بیٹھا تھا پہلو مین ملکہ حیرت جادو ایسی نازنین خوشرو کہ جسکا اس اقلیم مین مثل نہین ہے خورشید جمال آنکھین رشک دیدۂ غزال بلبت یہی اشارہ ہے اُن کالی کالی آنکھون کو شکار شیر نہ کھیلین تو ہم غزال نہین شاہزادیان قریب ملکہ حیرت بصد دولت بناز و ادا گرداگرد اُس ماہ اوج حسن و جمال کے یون نمایان ہین گویا ہجوم سیارگان قریب ماہ تابان یکایک ملکہ حیرت جادو نے کہا اے شہنشاہ عرصہ دراز ہوا سفاک نیلی پوش برائے گرفتاری خواجہ عمرو گیا تھا افراسیاب نے کہا وہ بلاے زور آور ہے علاوہ سحر و ساحری کے بڑا مکار ہے وہ ضرور سارا ن زادے کو لیکر آئیگا وہ ذھوکا کھائیگا خبر یہ کلام ناتمام تھا کہ سامنے میز پر گلدستہ ساختہ سحر سفاک رکھا تھا اُسمین آگ لگ گئی مثل شمع کافور کی جلنے لگا افراسیاب نے کہا غضب ہوا میرے رفیق خیر خواہ کو کسنے مارا ملکہ حیرت جادو نے کہا مین تو جانتی تھی کہ اُس موے موذی کاٹے کا لانا بہت دشوار ہے ایک یا شاگرد عمرو کا بلاے روزگار ہے نہین معلوم کس حیلے سے اُسکو قتل کیا خیر سمجھا جائے گا افراسیاب نے کہا لے ملکہ حیرت جادو آج قیامت برپا کرونگا عمرو کو تو زندہ چھوڑونگا اس وقت ایسا سردار مارا گیا کہ بادولت کو صدمۂ عظیم پہونچایا یہ کہکر قبضے پر ہاتھ ڈالا تلوار یکایک اُٹھا زمین تھرائی رنگ باغ دگرگون ہلا طائرون نے زمزمہ سرائی موقوف کی حیران حیران چہرہ کو افراسیاب کے دیکھتے ہین پرون کو کھولتے ہین اور رہجاتے ہین غصے کو افراسیاب کے دیکھکر پرداخت قاصر ہین قصد کرتے ہین کہ شہنشاہ کو منع کرین مگر بول نہین سکتے اڑنیکا ارادہ ہے پر کھول نہین سکتے مرغ زرین شکل چہکہ ہزار بلبل ہے روے گل متغیر چشم نرگس متحیر ہے سوسن کی زبان بند لعل غنچہ بول نہین سکتا مثل طفل شیر خوار زبان کھول نہین سکتا ہر ایک نہر جوش مین ہے مگر یکایک تدبیر ہے موجون ہے

پانیکے بجیر ہی چشمون نے حبابون سے آنکھین نکالین مگر مثل دیدۂ کور بے حرکت ہین بینائی نہین زمین کو جنبش ہوئی بوندے اٹھے افراسیاب کے ساتھ چلنے کی کوشش ہوئی اس زور و شور سے افراسیاب خانہ خراب اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا ہر چند سرداروں نے منع کیا نہ مانا تیغۂ سحر ہاتھ مین لیکر بارہ دری سے کود آتا تو سب نے دیکھا کہ افراسیاب زمین پر آیا ایک نعرۂ کوہ شگاف کیا اور غائب ہوگیا محفل عیش و نشاط درہم و برہم ہوئی محفل شراب کباب مجلس ماتم ہوئی یہان تو باغ مین یہ رنگ ہے وہان بارگاہ ملکۂ مہرخ مین قید اسد غازی کا چرچا ہی ہر ایک سردار رو رہا ہی خواجہ عمرو نے سب کو سمجھایا مہرخ وغیرہ کو گلے لگا یا کہا صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو وہ مالک بے نیاز ہی خالق کارساز ہی کوئی سبب پیدا کریگا اتنا غم خوب یقین ہی جب تک طلسم ہوشربا نہین فتح ہوتا اسد غازی کو کوئی نہین قتل کرسکتا ای ملکۂ مہرخ جب دربار مین صاحبقران کے یہ ذکر ہوا تھا کہ برائے رہائی شہزادہ بدیع الزمان کون جائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کہ علم رمل مین طاق ہین شمل بن ذوالذا مدار کے شہرہ آفاق ہین انھون نے حکم لگایا کہ اسد نامدار فتح طلسم ہوشربا ہی یہ ضرور جاکر فتح کرے گا اس حکم پر اسد غازی کا آنا ہوا ورنہ برادران بدیع الزمان صف شکن جنگجو فنون سپاہ گری مین یگانہ جرات و شوکت مین یکتاے زمانہ موجود تھے ایک ایک کو اشتیاق تھا کہ اپنے بھائی کو رہا کرنے جائین علاوہ بھائیون کے شاہزادۂ بدیع الزمان کا نور نظر نامی و نامور یعنی گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زندۂ زمرۂ ایمان صاحبقران بن صاحبقران شعر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر شہ ستارہ چشم شاہزادہ نور الدہر بہ نہایت صاحب جرات و لیاقت ہی بہت سے طلسم فتح کیے ہین وہ جان دینے پر آمادہ تھے کہ اپنے باپ کی رہائی کو مین جاؤن مگر حکم سے خواجہ زادون کے سب ناچار رہے ورنہ اسد غازی کا آنا کون منظور کرتا تھا ہر ایک کی محبت کا دم بھرتا تھا کیونکر کہون کہ بدون فتح طلسم ہوش ربا وہ شیر بیشۂ وغا قتل ہو جائیگا ان باتون سے عمرو کی سردارون کو کسی قدر تسکین ہوئی ہی اپنے اپنے مقام پر آکے بیٹھے ہین خواجہ کرسی پر سر جھکائے ہوئے یاد اسد نوجوان مین صورت آئینہ حیران و بشکل زلف پریشان اندوہگین جلوہ گر ہین کہ ملکہ بہار جادو نے کہا آج کئی روز سے ملکۂ مخمور مہرخ چشم کا پتا نہین ہے اس لڑائی مین بھی نہ تھے نہین معلوم کہان گئین ملکۂ مخمور کی وزیرزادی ملکۂ مدہوش جادو کو بلا دانسے دریافت کرو خواجہ عمرو کو بھی یہ سنکر ملکۂ مخمور کا خیال آیا مدہوش وزیرزادی کو طلب کیا اُس سے پوچھا کہ ملکۂ مخمور کہان ہین مدہوش نے اول حیلہ و حوالہ کیا مگر خواجہ عمرو نے غصے سے آنکھ ڈالی کہا مجھسے کیون چھپاتی ہی یہان کوئی اُنکا دشمن بیٹھا ہے تب مدہوش نے کہا خواجہ کئی روز کا زمانہ گذرا کہ ملکۂ مخمور مہرخ چشم نے خواب پریشان دیکھا روتی ہوئی اٹھین کسی طرح اُنکے دل کو قرار نہ آتا تھا کنیز ہمیشہ سے اُنکی رازدار ہی انکے شمع رخسار کا پروانہ ہے جب مین نے بمحبت پوچھا تو درگذر فرمایا کہ مین نے شاہزادہ نور الدہر کو عالم خواب مین دیکھا ہی دل شیدا ہی بے آپ تڑپتا ہی

اے مدہوش مجکو آرام نہ آئے گا دل بیتاب پسلیون کو توڑ کے نکل جائیگا طائر روح قفس جسم مین گھبراتا ہے
صدمۂ فراق سے غش چلا آتا ہے سوائے شربت دیدار کوئی علاج نہین ہے دل بہت اندوہگین ہے مین طرف کو عفقین کے
جاتی ہون فقط ایک نظر دیکھکر چلی آؤنگی مگر اے مدہوش جہانتک ہوسکے اس راز کو چھپانا پس حضور وہ نورالدہر کو دیکھنے
گئی ہین خواجہ عمرو نے کہا اور زیادہ تردد تھا ایسا نہو کہ اُسپر بھی کوئی اُفتاد پڑے خدا اُسکو خیر و عافیت سے یہان
پہونچائے وہ کسی بلا مین نہ پھنس جائے مگر بلکہ بہار گلعذار نے کہا ای شہنشاہ اوج عیاری آتش عشق کا کانون سینے مین
چھپانا بہت دشوار ہے صاحبان ربط و ضبط جان دیتے ہین اپنا خون اپنی گردن پر لیتے ہین کم ظرف بنتے ہین نیچون کے بہل
چلتے ہین مین کچھ بوا مچھو کو نہین کہتی ہون آدمی مین یہ فقرہ زبان سے نکل گیا کئی روز سے مجھسے بھی کہتی تھین کہ بوا چلو
واسطے دو چار دن کے لشکر اسلام مین ہوا ئین مین نے انکار کیا انکے قلب نے نہ مانا گئی تو ہین ایسا نہو کہ افراسیاب کو خبر ہو جائے
تو خرابی ہو ان باتون مین سب صاحب مصروف ہین کہ یکایک لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم نے پوچھا ارے خیر تو ہے چند
کنیزین دوڑین ابھی وہ باہر نہ جانے پائی تھین کہ دیکھا اور بارگاہ سے ایک اژدر مہیب بصورت عجیب و غریب شکل کوہ منہ
سے قلابۂ آتشین چھوڑتا ہوا در بارگاہ سے پیدا ہوا اتنا جلد آیا جیسے برق چمک کر آسمان سے زمین پر گرتی ہے آگ کے شعلون سے
آنکھین سب کی جھپک گئین جو جس مقام پر تھا ہل نہ سکا تصویر گلی کا عالم ہر ایک بیدم جسم بے حس و حرکت نہ آنکھون مین بینائی
نہ ہاتھ پانون مین قوت عمرو نے جو یہ اجرا دیکھا نیچہ ٹیک کر چاہا جست کرکے نکل جاؤن جان بچا کر ٹل جاؤن جسے خوجہ
عمرو نے جست کی اژدر نے منہ پڑھا کر عمرو کو اپنے دہن مین لیا لیتے ہی پلٹا چشم زدن مین بارگاہ سے نکل گیا جب اژدہا
عمرو کو لیکر چلا اب سب کے حواس درست ہوئے ملکہ مہرخ و بہار و نافرمان و شکیل و رعد و برق و خورشید زرین
سحر و ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کاکل کشا گوے و تیغ و ناوک و گچھے پیکان کے لیکر پیچھے اژدر کے دوڑے دیکھا
بیچ مین ہی لشکر کے جاتا ہے خواجہ عمرو کو منہ مین دبائے ہوئے جس طرف دم مارتا ہے خیمے بارگاہ مین گر پڑتی ہین
صدہا سا حاسمین دب گئے اب سرداروں نے اپنے اپنے سحر اژدہے پر بصد کروفر کرنا شروع کیے یعنے ملکہ مہرخ سحر چشم نے گولہ
مارا کہ اگر کوہ آہن پر پڑتا پرزے پرزے اڑا دیتا مگر اژدر کی پشت پر پڑا گولہ آہن کا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اژدر کو خبر بھی
نہوئی ملکہ بہار جادو نے دوڑ کر گلدستہ مارا پھول شرارہ نیکر جسم اژدر پر پڑے اژدر پر تاثیر بھی نہوئی اسی طرح کیسے
کیسے سحر سرداروں نے کیے کچھ نہوا اژدہا منہ پھیر پھیر کر بہ نگاہ قہر دیکھتا ہے جسپر نگاہ زہر آلود پڑتی ہے ہاتھ پانون مین
رعشہ آجاتا ہے قلب تھرا تا ہے لشکر کے کنارے تک تو اژدر خراماں خراماں آیا سرداروں نے پیچھا نہ چھوڑا کنارے پر لشکر کے اژدر
ٹھہرا پھر بیری لی زمین پر اُٹھا کر دم ماری دونون بازوون پر پر و بال پیدا ہوے اُڑکر طرف آسمان کے روانہ ہوا سرداروں نے
ہر چند تعاقب کیا اژدر کے قریب نہ پہونچ سکے تھک تھکے زمین پر گر پڑے اژدہا آنکھون سے ناپدید ہوا نہین معلوم کہان
گیا شور قیامت برپا ہوا چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و تہتر قران

عیار دوڑے ہوے آئے دیکھا صدہا خیمے گرے پڑے ہین کئی ہزار آدمی جان بحق تسلیم ہوئے کسی کا سر پھٹ گیا ہے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کوئی تڑپ رہا ہے سردار سر پیٹ رہے ہین پوچھا صاحبو خیر تو ہے بلکہ مہرخ سحر چشم نے کہا ایک اژدہا آیا کیا غضب کی بات ہے ہم سبھون کے سامنے عین بارگاہ سے خواجہ عمرو کو لے گیا ہم لوگون نے ہر چند سحر کیے کچھ تاثیر نہوئی آسمان پر جاکر غائب ہوگیا بلکہ بہار نے کہا صاحبو یہ خود افراسیاب خانہ خراب تھا اور کسی ساحر کا کلیجہ نہیں ہے کہ ہم لوگون پر یون بے تکلف گھس پڑے اگر سامری و جمشید ہوتے تو انکو بھی پھونک دیتے مگر وہ بے حیا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے اُس پر پنجہ کب قابض ہوسکتا ہے اگر جائین تو کس طرف جائین کہان اُس ظالم کا پتا پائین اگر باغ سیب مین گیا تو وہان جائے باغی بھی تو آسیب ہے کیا کرین کچھ نہین بن پڑتا بڑے بڑے ساحران نامی اُسکے ہاتھ سے خواجہ عمرو کے اصل جہنم ہوکے جھلایا ہوا ہے بڑے غصے مین خواجہ کو لے گیا ہے ایسا نہو کہ قتل کر ڈالے ہے چالاک و برق اگر خواجہ کے دشمن قتل ہوگئے ایک لمحہ طلسم ہوش ربا مین ٹھہرنا مشکل ہے افراسیاب سحر مین بڑا کامل ہے چالاک نے کہا آپ لوگ گھبرائین ہم پانچون عیار حاضر ہین جاکر تلاش کرتے ہین اگر پتا پائینگے یا تو وہین گڈبڈ ہو جائینگے یا مناسب ہوگا تو آپ کو خبر ہو پہنچائینگے مگر آپ سب صاحب کلام حسرت آمیز و وحشت انگیز زبان پر نہ لائین ورنہ سب اہالیان لشکر گھبرا جائینگے گوشون مین چھپ کے اپنی جائین بچائینگے بلکہ زبان پر یہ جاری نہ فرمائیے سرداران لشکر کو سمجھائیے کہ کیا مجال ہے ہمارے اُستاد کو قتل کرے خواجہ عمرو اُس اولوالعزم کے عیار ہین کہ جو تمام عالم مین نامی و نامدار ہین انکا لوا ے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے اُنکی جرأت و شوکت پر مردان عالم کو ناز ہے یعنی زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ہیر عالی شان اگر خدانخواستہ خواجہ عمرو کو کوئی قتل کر ڈالا تو اُنکے آقا آکر زمین کے طبقے آسمان پر اُڑا دین اُس قوم کی قوم کو مٹا دین الغرض عیارون نے سمجھا کر بلکہ مہرخ و ملکہ بہار کو گلعذار وغیرہ کو بارگاہ آسمان جاہ مین پہونچایا پانچون عیار نامدار یعنی متبر بن متبر چالاک بن عمرو و متبر برقی فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و متبر قران بانائے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کروفر تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے ہین انکو راہ مین چھوڑ دو

دوسرے داستان حیرت بیان کوہ عقیق گلزار سلمانی و فولاد فولاد شکن کے بیان ہوتے ہین کہ اسکی دختر کو ایرج نوجوان نکال لے گئے ہین عیاری کرنا و سوا اس عیار کا اور پتا پاکر جانا فولاد فولاد شکن کا برسر ایرج نوجوان و ذکر جنگ مغلوبہ عجب داستان رنگین و جلالت آئین ہے جسمین

دیکھیے اب گلعذارون کی فضا دو چارون	اس چمن مین نخل دل رکھیے ہرا دو چارون
زندگانی کا اُڑا لیجے مزا دو چارون	مغتنم ہے باغ عالم کی ہوا دو چارون

صورت گل ہے بیان نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے مآل کار پر
بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر
سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر

اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا نہان
یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جان
غیر سے واں صحبتیں ہیں ہم تڑپتے ہیں یہاں
اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیاں

آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
گفتگو میں طاق ہے اصلا نہیں شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو میں نے التجا
مدعاے وصل سنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد میں کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے میں نے قطع کی جب دستی
آنسوؤں سے تر کسی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا عمر بھر
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی

وا رہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہوں کیا کیا تصور میں مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب میں بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھیں روشن کرنے کو تشریف یاں لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیرا ہے اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

پیچلوں گا آج اپنے گھر تجھے میں کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتوں کا نہیں ہرگز تجھے
میں نہ مانوں گا کبھی نفرے کسی نادان کو
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے تیرے

ایک دن کے ہوگئے ادبیو فا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا میں کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہے لب گور غریباں سے صدا

شادی و غم ہے بے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہیں ہزاروں گالیاں
دور سے تیرا کوئی کب کھول سکتا ہے زباں
خاک اُڑے گی باغ میں جب آئیگی فصل خزاں
نکہت گل پھر کہاں باد بہاری پھر کہاں

باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا | ہوش مین آؤ علاج اپنا کرو بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا | وہ پری کہتا ہے دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو ابھی کرو جاکر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈبڈبائے دیدے کھاکے تجھپر پیچ و تاب | اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیمچی نظرین اے دل خانہ خراب | پھر کہان یہ انکی چتون چند روزہ ہے حجاب

اور کرلین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہوجاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر | موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف محکو یقین ہے سقدر | زاہد خشکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر

اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھے زاہدون کی طرح سے | پیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے | دام پیدا کیجیے جو ہو چکی مفلس ہوے

بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین | سرو ہے بنائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین | بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین

موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر | پڑا میکدے مین ہے اب شور و شر | عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ | کھنچے تیغ موج مے خوشگوار | بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب | قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب | کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت مین | زبان کی صفائی دکھا اے قمر | کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے | ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے | وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کردوں مین صاف | کبھی نیزۂ جانستان ہے قلم | کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم | دوات و قلم مثل طبل و علم | لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی | یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور | صفین فوج کی ہین کہ ہین السطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان | دوائر ہین یا خنجر خونچکان | کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

صورت گل ہے یہاں نشو و نما دو چار دن

غور تمکو چاہیے اپنے آل کا رہ پر
بل کی لیتے ہو عبث اس گیسوے خمدار پر
آمد آمد ہے خزان کی حسن کے گلزار پر
سبزۂ خط کا نمو ہے چاند سے رخسار پر

اور رخ پر چھوڑ لو زلف دوتا دو چار دن

یا تو اپنی آنکھ سے اک دم نہوتا تھا نہان
یا چھپایا منھ کو ایسا تو نے اے جان جان
غیر سے واں صحبتیں ہیں ہم تڑپتے ہیں یہاں
اُس بت کافر کی دیکھے تو کوئی بیباکیاں

آشنا دو چار دن نا آشنا دو چار دن

آج تو اسکو غرور حسن ہے حد سے سوا
گفتگو میں طاق ہے اصلا نہیں شرم و حیا
واسطہ خالق کا دیکر کی جو میں نے التجا
مدعاے وصل سُنکر وہ صنم کہنے لگا

بیٹھکر مسجد میں کر یاد خدا دو چار دن

جامۂ ہستی سے میں نے قطع کی جب دستی
آنسوؤں سے تر کسی روز آستین قاتل نے کی
چولی دامن کی طرح تھا ساتھ جسکا ہر گھڑی
مجھ گریبان چاک کے مرنے سے اک وحشت رہی

دار ہے اُس شوخ کے بند قبا دو چار دن

کیا کہوں کیا کیا تصور میں مجھے بھائے نہ تم
پر شب مہتاب میں بن میرے گھبرائے نہ تم
آنکھیں روشن کرنے کو تشریف یاں لائے نہ تم
یہ بڑا اندھیرے ہے اک رات بھی آئے نہ تم

چاندنی کیا کیا ہوئی اے مہ لقا دو چار دن

پیچلوں گا آج اپنے گھر تجھے میں کھینچ کے
اعتبار ان جھوٹی باتوں کا نہیں ہرگز تجھے
واہ رے وعدہ ترا قربان وعدے کے ترے
ایک دن کے ہوگئے ادبیو فا دو چار دن

ایک دن ہونا ہے ہر اعلی و ادنے کو فنا
یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
سلطنت دنیا میں کی تو کیا فقیری کی تو کیا
روز آتی ہے لب گور غریباں سے صدا

شادی و غم ہے بے شاہ و گدا دو چار دن

توڑنے پر پھول کے دی ہیں ہزاروں گالیاں
دور سے تیرا گوئی کب کھول سکتا ہے زباں
خاک اُڑے گی باغ میں جب آئیگی فصل خزاں
نکہت گل پھر کہاں باد بہاری پھر کہاں

باندھ لے اے باغبان اپنی ہوا دو چار دن

مانگتا ہون بوسۂ گیسو تو کہتا ہے یہ کیا | ہوش مین آ ڈر علاج اپنا کر و بہر خدا
شانہ کرتا ہون تو نازل سر پہ ہوتی ہے بلا | دیوانہ بنا کر زلف کا

فصد لو ابھی کرو جا کر دوا دو چار دن

دیدون مین ڈبڈبائے دیدے کھا کے بچھڑ پیچ و تاب | اٹھ گیا جب شرم کا پردہ کہان کی پھر نقاب
پھر کہان یہ نیمچی نظرین اے دل خانہ خراب | پھر کہان یہ انکی چتون چند روزہ ہے حجاب

اور کر لین مجھسے وہ شرم و حیا دو چار دن

مست ہو جاتا ہے دل گلگشت مین وقت سحر | موج باد صبح موج مے کا رکھتی ہے اثر
بادہ کش تو اک طرف محکو یقین ہے اسقدر | زاہد دنکی رال ٹپکے گی مے گلرنگ پر

اگر رہی یونہین گلستان کی ہوا دو چار دن

ہاتھ مین تسبیح رکھے زاہدون کی طرح سے | پیچ سب سے کیجیے سر پر عمامہ باندھ کے
جس مین اہل زر پھنسین اب جال وہ پھیلائیے | دام پیدا کیجیے جو ہو چکی مفلس ہوے

بیٹھیے مسجد مین بنکر پارسا دو چار دن

یاد کرتا ہے امانت تم کو اکثر باغ مین | سرو ہے بنائے مے ہر پھول ساغر باغ مین
میکشون کے جمگھٹے رہتے ہین دن بھر باغ مین | بادۂ گلگون پیین ہر روز چل کر باغ مین

موسم گل کے یہی ہین اے صبا دو چار دن

ساقی نامہ مصنف قمر

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر | پڑا میکدے مین ہے اب شور و شر | عطا کر مجھے جام مے بیدریغ
برستا ہے میخانے مین آب تیغ | سمجھیے تیغ موج مے خوشگوار | بنے میکدہ خون سے لالہ زار
دکھا ساقیا جلوۂ آفتاب | قمر پر ہے رحمت کا چھایا سحاب | کمیت قلم آج ہے گشت مین
کہ چلنے کو تلوار ہے دشت مین | زبان کی صفائی دکھا اے قمر | کہ پیر مغان کو ہے منظور شر
تامل نہ کر کیون تو دل تنگ ہے | ارے ایک حملے مین سر جنگ ہے | وہ تیغ قلم ہے مری سرشگاف
کہ دشت مضامین کردن ہے مین صاف | کبھی نیزۂ جانستان ہے قلم | کبھی فوج تحریر کا ہے علم
یہ سامان ہین سلطنت کے بہم | دوات و قلم مثل طبل و علم | لڑائی کی تحریر مین کد ہوئی
کہ فوج مضامین کی آمد ہوئی | یہ قرطاس کا ہے ضیا بار نور | صفین فوج کی ہین کہ ہین السطور
الف ہین کہ ہین نیزۂ جانستان | دوائر ہین یا خنجر خونچکان | کشش شین کی ہے کہ شمشیر تیز

جو کاٹے رگ جان میان تیز | کمان کیانی ہے نون بے نظیر | الف صاف آیا نظر مثل تیر
سپر ہے ہر اک نقطۂ دلپذیر | تبر کاف ہے جنگ مین بے نظیر | اگر میم کا منقلب ہو نشان
عدو کو نظر آئے گرز گران | جو نعرہ کرون کھینچ کر آہ | ہو اک دم مین زیر و زیر سپاہ

چونکہ حقیر پر تقصیر کو اس داستان شوکت بیان مین ذکر جنگ عشق منظور ہی اسی تلازمے مین ساقی نامہ تحریر کیا ایک غزل عاشقانہ بھی سماعت فرمائین ناظرین لطف اُٹھائین **غزل**

ترے بسمل کو تیرے پاس اے سفاک ہونا تھا | تڑپ کر رہ نجانا تھا ذرا چالاک ہونا تھا
انھین خود اپنے گرم اشکون سے جلکر خاک ہونا تھا | مری ناکام پلکون کو خس و خاشاک ہونا تھا
گریبان کو جنون مین تا بہ دامن چاک ہونا تھا | جواب جادۂ صحرائے وحشتناک ہونا تھا
جو یہ مقصود تھا دھوتا نہ قاتل اپنے دامن سے | لہو کو میرے پانی ہو کے پہلے پاک ہونا تھا
گلا کچھ وصل مین دست تمنا سے ہی کچھ تم سے | کہ اسکو گدگدانا تھا تمھین بیباک ہونا تھا
اگر بانکی ادا کو تیری بننا تھا قضا میری | تو پھر دشمن نہ ہوتی دوست اے سفاک ہونا تھا
خدا کے سامنے ہمسے بتون نے کین جا رآنکھین | وہین شرمانا گئے آخر جہان بیباک ہونا تھا
نگہ جب تاب لائی تھی نہ عریان دیکھ سکنے کی | مری آنکھون کے پردون کو تری پوشاک ہونا تھا
نہین معلوم ہم بھولے کس کو یاد آئے ہین | خبر لانا تھا دل کو ہچکیون کو ڈاک ہونا تھا
نہ آیا تجکو میرے آنسوؤن مین پیرہن اے دل | لہو ہو ہو کے بہنا تھا اگر پیراک ہونا تھا
نگاہ گرم کی بجلی سے جلنا تھا مقدر مین | کسی کو آگ ہونا تھا کسی کو خاک ہونا تھا
نکل جاتی نہ رہتی حسرت پرواز تو باقی | قفس کی طرح بلبل کے جگر کو چاک ہونا تھا
رقیب آئے ہین اُنکے ساتھ کثرت سے عذابونکی | ہمین گذرا وہ مُردے پر جو زیر خاک ہونا تھا
جو آنکھین پوچھتین اُسکی تو دل میرا بتلا دیتا | وہان شرما کے جھکنا تھا یہان بیباک ہونا تھا
نہ مرجاتے نہ چار آنسو بہاتا کوئی تربت پر | مقدر مین ہمارے خاک سے یون پاک ہونا تھا
نگاہ شوق کی حسرت جگر اُسکا تو شق کرتی | ترے پردے کو چلمن کی طرح صد چاک ہونا تھا
خدا کی شان کہنا ہی بتون کی ناک کا نکلا | مری تقدیر مین سب زیورون کی ناک ہونا تھا
بتون مین جلوۂ حق شیخ کو معلوم ہو جاتا | برہمن ہی سے ملکر صاحب ادراک ہونا تھا
اثر تیر دلکی دکھانا تھا جلال ان شوخ چشمونکو | وہین کی بخت نے سستی جہان چالاک ہونا تھا

ناظرین پر واضح ہو اول مین تحریر ہوا ہی کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد دختر فولاد فولاد شکن پاس ایرج نوجوان کے

ہو کہ یہ صحرا مین شکار کھیلنے گئے تھے وہین خود شکار ہوے اسکے عشق مین بیقرار ہوے شاپور شیر دل قبل اسکے
رخسار عیاری کرکے لایا اب اُسی صحراے سبزہ زار مین ساتھ اُس نازنین سہ جبین کے اپنے خیمے مین مصروف عیش ہین
صرف سو دو سو سوار ساتھ ہین فقط شاپور شیر دل خیمے مین انکے ساتھ ہو دن عیدرات شب برات ہے اور بختیارک نے
فولاد فولاد شکن کو گرایا ہو وسواس عیار کو واسطے پتا لگانے کے بھیجا ہی مفصل تحریر ہو چکا ہو ناظرین ملاحظہ فرمائین
کہ فولاد فولاد شکن در باغ سلیمان عنبرین موے کوہی پر شب سے آب دانہ غصے مین بیٹھا ہی بختیارک مرچین لگا
رہا ہو کہ ای پہلوان دوران واہی گرشاسپ جہان اب طرح حوصلہ صبر کرو اگر وسواس خبر لایا کہ تمھاری دختر ارجمند اختر تصفے
مین کسی فرزند حمزہ کے ہی تو پھر کیا کروگے آخر خاموش ہو رہوگے غصہ تھوک ڈالو چلکر خاصہ نوش کرو فولاد کہتا ہے
ملک جی آپ اس مقدمے مین دخل دین وسواس عیار آئے مجکو نشان بتائے قسم ہو جاہ و جلال خداوندی کی اگر تو اپنی جان
دونگا یا اُس گستاخ کا سر کاٹ لونگا اگر اسکے خلاف ہو مجکو فولاد نہ کہنا بیان تو یہ ذکر ہو مگر حال وسواس عیار کا سنیے
کہ فولاد فولاد شکن نے کئی لاکھ روپیہ کی اسکو طمع دی ہی کہ جلکر پتا لگاؤ بلکہ سیمین عذار صنوبر قد کو کون لے گیا مگر انکھون سے
دیکھکر آؤ ناچار وسواس طرف لشکر اسلام کے روان ہوا نقیب بنکے داخل لشکر ظفر اثر صاحبقران زمان ہوا دیکھا لشکر
آباد رعایا دل شاد ہر سمت کشورہ کھنک رہا ہی گرم بازاریان ہو رہی ہین جابجا لشکر سرداران نامی و پہلوانان گرامی
کے فروکش ہین بارگاہ سلیمانی وسط لشکر مین استادہ ہے دست راست کے جانب بارگاہ وارلے ہندوستھم زمان
لندھور بن سعدان برپا ہی سمت دست چپ خیمۂ زرنگاری مالک اشتر وصاحب نیزہ دوسر غلام نبی وچاکر حبیب خانان
عرب جابجا فروکش ہین کہین کشتی ہو رہی ہی کوئی بزم دپٹا ہلا رہا ہی خیمے استادہ ہین عرب جابجا مثل رہی ہین خود ہاے آہن
سرون پر زرہین زیب جسم ہاتھون پر عبادت کے گھٹے مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہین قواعد جابجا ہو رہی ہی اُدھر لشکر
لندھور مین جوانان ہندی ضیع و شریف بانکے ترچھے لڑے بھڑے کلون پر زخمون کے نشان ایک باغ بیخزان معلوم
ہوتا ہی پلٹنین رسالے کس نکلف سے آراستہ ہین صبح کا وقت ہی وردی بج رہی ہی جوانان تماشا بین رنڈیون کے خیمون سے
نکلے ہین جیل مین جاکر غوطہ مارا نماز کا وقت جاتا تھا جلدی آکر نماز چند تفرات مین ادا کی چونکہ نشے باز ہین ڈیڑھ
ہتی بغل مین دبائے دکان پر بھنگیڑن کے پہونچے چونی اٹھنی پھینکی دم مارا ادھر سے کمیدان آئے ادھر سے
رسالدار پہونچے ایک کھنکھارا ایک نے مونچھون پر تاؤ پھیرا کمیدان نے کہا میان کیا مونچھون پر تاؤ پھیر اکرتے ہو آؤ
دو دو ہاتھ لڑلو تلوارین کھنچ گئین ایک کے وار پر دوسرا تعریف کرتا ہی کہ بھئی واہ جوان کیا ساکھے کا ہاتھ مارا ہی بھئی سپر
تو پھینکو مردان عالم کہین گھونگھٹ مین رہتے ہین غصے مین دونون نے سپرین پھینک دین اب دونون کے سینے سپر
ہوئے دم بھر مین خون مین تر ہوئے کوتوال کو خبر ہوئی دوڑے ترہی پھنکی دھوتو دھوتو دھوتو کی آواز آئی
دونون جوان ایک طرف ہو گئے تلوارین پکڑکے آگے بڑھے کہ کوتوال صاحب آپ کو کیا کام ہو ہم بھائی بھائی ایک

پیڑے کے دوالی بندھن حضور ایسی کیا آفت آئی جو آپ دوڑے آئے کوتوالی چبوترے کے برابر پیچھے ہٹ کے کھڑے ہوئے آپس مین کہتے تھے کہ بھیا خان میان سے نکلنا چاہیے دوسرے نے کہا کہ مرزا جی کیا کم ہین خانہ جنگیان لڑ چکے ہین جب زیادہ ہنگامہ ہوا رسالدار کی طرف سے رسالہ تیار ہوا کمیدان کی طرف سے پلٹن آپس مین کہتے ہوئے کہ ہمارے افسرون پر نگاہ ڈالے گا تو خونکا دریا بہا دینگے یہ شور سنکر خود لندھور بن سعدان کئی لاکھ روپیہ کا سیلہ سر پر باندھے ہوئے رفقا ساتھ آکر ہنگامہ کو برطرف کیا دونون جوانان زخمی کو گلے سے لگایا کہا بھائیو آپس مین لڑتے ہو انشاء اللہ لقا پرستون سے لڑنا غصے مین دونون جوانون نے جواب پائی دن سے طبل جنگی نہین بجے تلوارین ہماری خون چاٹنے کی عادی ہین جہان دو دن جنگ نہوئی یہ معشوقان خونریز بہت بیچین ہوجاتی ہین جب خون چاٹ لیتی ہین تو آرام پاتی ہین غرض لندھور بہلاکر دونون جوانون کو لے گئے ٹانکے لگائے شفاخانے مین دوست واحباب دیکھنے کو چلے آتے ہین یہ ہنگامے آٹھ پہر لشکر ہندوستان مین برپا ہین وسواس جا بجا خبر لیتا پھرتا ہے پہلے سب سے قریب بارگاہ شہزادہ خاور سپاہ کے آیا فقیر کی صورت بنکر عرصہ دراز تک ٹھہرا کچھ پتا نہ پایا نور الدہر و عالمشاہ و تورج بن بدیع الزمان و شاہزادہ ہاشم تیغزن و لندھور بن سعدان و مالک بہرام و جمہور جہان سوز و طرطوس بہادر شاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی و مندویل اصفہانی و شہریار عراقی و شہنشاہ عراقی و عبد الجبار حلبی و نعمان بن منظر و منظر شاہ یمنی و سیف ذوالیدین وغیرہ کے خیمے وسواس عیار نے چھان ڈالے کبھی عورت بنکر کبھی بصورت فقیر فی ہر ایک طرح سے دریافت کیا کہین نشان نہ پایا آخر واپس آیا یہان فولاد اسی طرح در باغ پر بیٹھا ہوگا سردارون کا جماؤ ہمیشہ کسی سے کلام نہین کرتا کہ وسواس سامنے سے آیا عرض کی حضور مین نے سارا لشکر چھان ڈالا کہین ملکہ عالم کا نشان نہ ملا فولاد فولاد شکن نے کہا کیون ملک جی تم تو کہتے تھے کہ پسران حمزہ کا کام ہو دیکھو تمہارا عیار کیا کہتا ہے بختیار ک نے کہا سوائے پسران حمزہ کے کسی کا ایسا کلیجہ نہین ہو اب مجھے بھی ضد ہو کہ بے پتا نشان لگائے آپ کی خدمت سے کہین نہ جاؤن گا فولاد فولاد شکن نے کہا کہ جلد تدبیر کیجیے نشان بتائیے ورنہ ایک ہاتھ آپکو ماروں گا کہ بھنڈارا کھل جائیگا اور اپنی بھی جان دونگا تم نے جھوٹ باتین کہکر مجھکو بڑے قلق دیے ہین مرنے دالے سے ڈرا کر بختیار ک نے کہا دیکھے ابھی لیجیے ان باتون سے نہین ڈرتا بموجب مصرع چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است یہ کہکر طرف وسواس عیار کے متوجہ ہوا کہا ای وسواس تم تو عیار ہو دیکھو ہم ابھی پتا لگاتے ہین تم کو نشان بتاتے ہین لشکر حمزہ مین ابھی جاؤ یہ دریافت کرو کہ کوئی فرزندان حمزہ مین سے شکار وغیرہ کو تو نہین گیا ہو وسواس نے کہا مین نے پہلے ہی پوچھا تھا دریافت ہو چکا کہ نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے

گیا ہی آجتک پلٹ کے نہین آیا بختیارک نے کہا کہ اے وسواس بس ہم تو بخوبی سمجھ گئے بہ تعجیل اپنی کو شکارگاہ مین پہونچاؤ ایرج نوجوان کی خبر لاؤ یہ سنتے ہی وسواس طرف صحرا کے روانہ ہوا کوئی دو گھڑی رات باقی تھی کہ اُسنے دور سے دیکھا کہ صحراے سبزہ زار مین ایک خیمہ برپا ہی ایک طرف کوئی دو سو سوار زرہ بکتر ان فرد کشی ہین بس اُسنے اُسی وقت رنگ روغن عیارسی کا نکالا اور ایک دھوبن کی صورت بنکر تیار ہوا اُنگا بہت معقول ملکس کا نیچے ڈوٹیہ اوپر دُلائی انوٹ بچھوے ہاتھ پانوں مین کچھ کپڑے اُجلے کچھ میلے بطور لادے کے کاندھے پر ڈال کر اٹھلاتا ہوا ناز دکرشمہ دکھاتا ہوا چلا یہان بالکل صبح ہو چکی ہی کچھ سوار سوتے ہین بعض آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین سائیس اپنے اپنے گھوڑون کو مل رہے ہین یہ انھین سواروں کے بیچ مین سے نکلا ایک سوار کی نگاہ بڑی کھنکھارا آواز دی بڑھین ہمارے بھی کپڑے لیتی جاؤ یہ مشک کر آگے بڑھا جوابدیا ہمیشہ کلیتے رہوگے نگوڑا دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا ایسے ایسے آوازون کے جواب دیتا ہوا قریب خیمے کے پہونچ گیا صبح کا وقت ہی پہرے کا سپاہی سمجھا یہ دھوبن روز آتی ہے وہی ہوگی اسوجہ سے کچھ نہ کہا پس وسواس پردہ اُٹھاکر اندر پہونچا شب بھر عاشق و معشوق جاگے ہین بیخبر لیٹے ہوے سو رہے ہین ایک طرف شاپور شیر دل عیار شاہزادے کا گوتے مین پڑا ہوا سو رہا ہی اور ملکہ کے چہرہ بے نظیر پر سے دوپٹہ ہٹا ہوا ہی فولاد فولاد شکن وسواس کو تصویر مین تصویر اپنی بیٹی کی دکھا چکا ہی بس یقین کامل ہوا کہ یہ وہی ماہ کامل ہی بس الٹا پلٹا سوار پیادون سے سجا کرتا ہوا نخلستان کی آرٹیکری لادی وغیرہ کنارے پھینکا صورت اصلی ہو کر بیٹھا گا فولاد بیٹھا ہوا بختیارک سے کچھ بخشی کرا رہا ہی ناگاہ تفرقہ پرداز درمیان مین عاشق و معشوق کے سنگ تفرقہ پھینکتا ہی شعر

یہ دو دل کو کبھی بھاتا نہین کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ؎ برا ے عاشق و معشوق ہر وقت درپے آزار ہی کسی کو صحرا نوردی مین کسی کو مبتلاے رنج و درد کیا کسی سے خاک چھنوائی کسیکو راہ عدم بتائی یہ ظالم اسی فکر مین ہی تفرقہ ان دونون شیداے یکدیگر مین ہوا چاہتا ہی فولاد فولاد شکن نے دیکھا وسواس خوشی خوشی سامنے آیا بختیارک نے پوچھا کہو ہماری راہبری کچھ کام آئی مفصل خبر لائی وسواس نے کہا ملک جی تمھارا اقبال پانون چومنا چاہیے غیب کی خبر دیتے ہو فی الحقیقت ایرج نوجوان کے ساتھ پہلوان جہان کی دختر پڑی ہوئی سو رہی ہی آنکھون سے غلام دیکھ آیا ہی اسی وجہ سے شاہزادہ ایرج نوجوان صحراے شکر مین نہین آیا نہین معلوم ملک عالم کو کیونکر پایا رات بھر جاگے ہین دونون عاشق و معشوق لپٹے ہوے سو رہی ہین بختیارک تو ایک ہی حرامزادہ ہی یہ سنتے ہی اٹھکر ناچنے لگا اور کہا یہان پہلوان صاحب آداب تسلیم بڑے عمدہ جوان کے پہلو مین پہونچین جو خداوند زمرشاہ باختری کا نواسا ہے اب غصہ ناحق کا ہے کیا اچھا داماد آپ کو ملا لبطن سے دختر خداوند کے صلب شاہزادہ خاور سپاہ سے پوتا صاحبقران کا ایسا صاحب حسب نسب کون ہی ایسا پیوند کسکو ملتا ہی فولاد فولاد شکن غصے مین تھر تھر کانپا مسلح تو بیٹھا ہی تھا قبضے پر ہاتھ ڈالا جھپٹ کر گینڈے پر سوار ہوا اور پہلوانون نے چاہا کہ ساتھ دین فولاد نے پلٹ کر غصے مین آواز دی کہ خبردار اگر میرے ساتھ کسی نے آنے کا قصد کیا مین اُسکا

دشمن ہون ڈر کر سب ٹھہر گئے و سواس سے مقام تو اسنے پوچھ لیا قہر و غصے مین یکہ و تنہا چلا بختیار کنے دیکھا کہ رشور مین جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ جھونکا ہوا ے تند کا سامنے سے نکل گیا بختیار ک تو یہان بیٹھا ہوا تھا مین نہار ہا ہی وہان وہ عاشق و معشوق غافل پڑے سو رہے ہین چند سپاہی سہر پر بیٹھے ہین ایک نے دیکھا سامنے سے بونڈ لا گرد کا اڑا دیکھا کہ ایک گردن سوار مثل آندھی کے آتا ہی گینڈا ابر ابر نیل مست کے سوار مثل دیو کوہ بالا ے کوہ کے ہی جبتک وہ سپاہی اٹھے اور ساتھ والون کو جگائے یہ بدمست گینڈے سے کو دا سپاہی نے کہا کہان جاتا ہی فولاد فولاد شکن نے ایک سپر کی اوجھڑ ماری کہ اُس سپاہی کا سر پھٹ گیا دوسرے نے جھپٹ کے ہاتھ تلوار کا مارا یہ بیچا ایسی تلوار و نکو کب انتا ہی دیو کو پشہ جانتا ہی تلوار اُس مرد مومن کی چھین ہی تلوار سے اسکو قتل کیا جب دو لاشے زمین پر گرے اور سپاہی گھبرا کر اٹھے جبتک وہ لوگ ہتھیار سنبھالین یہ ملعون پردہ اٹھا کر نور آیمان ہوتک یہ دونون سو رہے ہین فتنہ خوابیدہ بیدار ہو چکا بس فولاد نے جو پہلو مین ایرج نوجوان کے اپنی دختر کو دیکھا ایک نعرہ کوہ شگاف کیا کہ او گیسو بریدہ شوخدیدہ کچھ بابدولت کا تجکو خوف نہ آیا بلکہ کی آنکھ کھلی ملک الموت کو سر پر دیکھا قریب تھا روح قالب سے نکل جاے مگر فولاد نے فریب چھپ کھٹ کے آکر ہاتھ تھاما ایک جھٹکا دیا وہ نازنین پرورد مہد ناز و نعم شش چھپکلی کے زمین پر گری گر گر تے گر تے جوش محبت مین دل آزدی اے شہریار برا ے خدا اُٹھیے اجل سر پر کھڑی ہی موت کا سامنا ہی یہ جلاد خونخوار آگیا ایرج نوجوان نے گھبرا کر آنکھ کھولی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو پیٹتے ہوے پایا ایک دیو کو دیکھا تیغہ برہنہ کھینچے ہوے کھڑا ہی اُس شیر دل نے اٹھتے اٹھتے نعرہ کیا کہ او ملعون تو کون ہی کہ ناموس پر ہمارے ہاتھ ڈالتا ہی ایرج نوجوان سیدھا ہونے پایا تھا کہ فولاد نے بڑھکر ہاتھ مارا شاہزادہ سر برہنہ سر پر خود نہ کلاہ بیخوف اُس ملعون نے ہاتھ لگایا زخم کاری سر پر آیا یقین تھا کہ ڈکڑی ہون دونون ہاتھ تو داستانہ لگانیکے عادی تھے دم شمشیر پر مار دیے تیغہ تو سر سے نکل گیا مگر کلائیان جھول پڑین سہر بھی زخم شمشیر صولت چھپ کھٹ سے کود اقصد ہوا کہ اپنے ہتھیار اُٹھاؤن اس ملعون سے لپٹ جاؤن مگر چادر خون کی چہرے پر آچکی کلائیون پر صدمہ کامل پہونچ چکا لیکن دل مین ہی ہی کہ داستون سے بوٹیان کاٹ لون محبوب جانی یار جادوانی کو بچاؤن فولاد نے پھر ہاتھ مارا شانہ نشانہ ہوا اب قلب اُس عالیجاہ کا تاب نہ لا سکا چکر آیا زمین پر گرے بلکہ پیٹ رہی ہی کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہی مین خطادار ہون یہ شاہزادہ سراسر بیگناہ ہی نتنے پہ ہاتھ تلوار کے مارتا ہی اُسنے پلٹ کر ایک طمانچہ ملکہ کو مارا اگر پورا پڑتا تو سر چبہ گردن سے اڑ جاتا مگر دو انگلیان قلمین مثل لوٹن کبوتر کے زمین پر گری اُس بڑھ مین شاپور شیر دل کی آنکھ کھلی دیکھا عجب قیامت برپا ہی شاہزادہ زمین پر در پاے خون مین غوطے مار رہا ہی گھبرا گیا کہ کیا قیامت ہوئی جب ملکہ کو بھی زمین پر تڑپتے دیکھا فولاد نے غصے مین نعرہ بھی کیا تم فولاد فولاد شکن اب شاپور سمجھا کہ ملکہ کا باپ آگیا اُسنے غل مچایا کہ اے یار دوڑو فولاد نے بڑھکر چاہا کہ اس بسمل پر اور ایک ہاتھ مارون شاپور نے جھپٹ کر نیچے مارا فولاد نے ایک اوجھڑ سپر کی ماری یہ بیچارہ بھی مُنھ کے بھل مین پر گرا اور ایرج نوجوان اپنے خون مین غوطے مار کر

بیہوش ہوگیا فولاد پھر آگے بڑھا اب تو پانچ ساتھ سپاہی اندر گھس آئے یہ حال مصیبت مآل دیکھکر بدحواس ہوگئے مگر فولاد پر ہر چہار طرف سے تلوارین پڑنے لگین یہ گرگ باران دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ ایسے لوگون کی حقیقت کیا سمجھتا ہے ان سب پر پلٹ پڑا جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کسی کو قبضہ کسی کو اوجھڑ سپر کسی کی کمر مین ہاتھ ڈالکر اکھیڑ کے مارا کہ استخوان اُسکے چور چور ہوگئے اب دیکھا اُسنے کہ باہر سے سپاہیون کے آنے کا تانتا بندھگیا دس پانچ کو مار کے ملکہ کو اُٹھایا ایک ہاتھ مین ملکہ ایک مین تیغۂ خون آلود یہ مردود لڑتا ہوا قریب اپنے گینڈے کے پہونچا رکاب مین پانون دیکر پشت گردن پر آیا ملکہ کو آگے گود مین ڈال لیا یہ نازک اندام گلفام تڑپتے تڑپتے بیہوش ہوگئی ہے اب جو سو دو سو سوار باہر پڑے تھے وہ بھی ہتھیار سنبھالکر دوڑے مگر حیران ہین کہ یہ کیا معرکہ ہوا یہ دیو خوش جلاد صاحب سیاہ کون ہے کہان سے آیا کہ شاپور شیر دل گرتا پڑتا باہر دون خیمہ آیا پکار کر آواز دی کہ اے یارو تمہارے آقا کو قتل کیے جاتا ہے ملکہ عالم کو لیے جاتا ہے خبردار جانے نہ پائے یہ جو اُن بیچارون نے سنا کہ ہمارے آقا کو مار ڈالا اور علاوہ اسکے بھی ظاہر ہے کہ تیغہ خون آلود اسکے ہاتھ مین خون کی چھینٹین تمام بدن پر پڑی ہوئی ہین کف منھ سے جاری صورت مہیب نعرے کرتا ہوا دم جرأت کا بھرتا ہوا طرف صحرا کے قصد کیا ہے چاہتا ہے کہ نکل جاؤن دو سو سوار دس چہار سمت سے گھیر لگرا انتشار مین کوئی سوار ہوا کوئی پیدل دوڑ پڑا کسی نے تلوار اُٹھائی کسی کے ہاتھ مین صرف سونٹا آگیا کسی نے فقط سپر اُٹھائی ہے کانمین قتل ایرج کی آواز آئی ہے ہوش وحواس پراگندہ یکایک اس آفت کا برپا ہونا مگر جان دینے پر آمادہ ہوکر لینا لینا کہکر گھبراکر اپنے حربے کرنے لگے فولاد تنکن نے جسکو ہاتھ مارا اُسکا سر کٹکر زمین پر گرا گینڈے کو کاوے پر ڈالا اُسکے جھرمٹ سے کوئی بیکار ہوکر زمین پر گرا کسیکا ہاتھ ٹوٹ گیا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے فولاد فولاد تنکن کو نکل جانا منظور ہے دس بیس کو مار کر اب جو گینڈے کو ایڑ لگائی بیچ مین سے سب کے پامال کرتا ہوا نکلا ہر چند اُن بیچارون نے چاہا تعاقب کرین مگر اُسکی گرد کو بھی نہ پایا یہان تو یہ کیفیت ہے کہ بیچارے جنگل مین غل مچاتے ہوے دوڑتے پھرتے ہین کہ یارو ہمارے آقا کو قتل کرکے نکل گیا شاپور نے جو یہ دیکھا کہ شاہزادہ بیہوش پڑا ہے سمجھا کہ آقا میرا سیاہ گلشن جنان ہوا ہائے یہ کیا سامان ہوا گریبان چاک کیا خون شہزادے کا لیکر منھ پر ملا رونا پیٹنا خاک اُڑانا طرف لشکر اسلام کے چلا کہ انکے والدنامدار وجد عالی تبار کو جاکے اطلاع کرون شاپور شیر دل تو اُدھر جاتا ہے مگر فولاد فولاد تنکن ملکہ کو لیے ہوے اس جلدی مین سامنے باغ کے پہنچا کہ بختیارک حیران ہوگیا اسکے ساتھ کے سردار در باغ پر جمع ہوگئے ہین پوچھتے ہین کہ ملک جی آقا ہمارا کیا دنہا کہان گیا بختیارک کہتا ہے کہ معلوم ہوجائیگا تمہارے آقا پاس ملک الموت کے گئے ہین اب چلکر لاشہ اُٹھانا ارتھی بنانا مرگھٹ پر جلانا یا تو یہ باتین تھین وہ سب بگڑ رہے تھے کہ اوشیطان تو صاف نہین بتاتا کیا خبر جو شاعر سُناتا ہے اُن بیچارون نے دیکھا کہ فولاد دریاے خون مین نہایا ہوا آتے ہی گینڈے سے کود ا ملکہ سیمین عذار ضعیف برتند کو

کھینچتا ہوا اندر باغ کے لیچلا سب سردار پیچھے یہ کہتے دوڑے ای شہریار یہ کیا ہوا سنے اتنا تو پلٹ کر کہا کہ یارو میری عزت
میں فرق آگیا مگر دشمن کو گھس کر اسکے خیمے میں میں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اس نالائق کو پکڑ لایا ہوں اب دیکھو کیسی سزا دیتا ہوں
اس کشاکش میں ملکہ جو ہوشیار ہوئی اب اپنے کو بیچ میں ملک الموت کے پایا کہ فولاد فولاد شکن کلالی پکڑی ہوئے
کھینچتا ہوا باغ میں لایا ایک نخل سے اُس سرو قد کو باندھا اب باغ میں سات آٹھ سو اسکے سردار کمیدان رسالدار سرانِ
اہالیان فوج آگئے غصہ میں فولاد فولاد شکن کا دیکھکر کانپ رہے ہیں مگر فولاد جب ملکہ کو نخل سے باندھ چکا کوڑا لیکر سامنے آیا
کہا کیوں او بدنصیب کچھ میرا خیال نہ کیا آبرو کو مٹایا مسلمان کے ساتھ بھائی یہ ساعت یاد نہ تھی میں تو ایسی ضیافت کرتا
تھا سفر و حضر میں تجکو ساتھ رکھا اسی اعتماد کے خوف سے وطن میں نہ چھوڑا مگر یہ سب خداوند تعالیٰ نے نکالی ہے اپنے بندوں پر
مصیبت ڈالی ہے قدرت کی دختر کو مسلمان لے گئے کچھ نہ کہا اُنکا حوصلہ بڑھ گیا ہر ایک کی دختر پر ہاتھ ڈالنے لگے
کسی مرد سے سابقہ نہ پڑا ہوگا ملکہ نے اُسوقت فریاد کی اے باپ شیشہ و سنگ و ناموس میرا سالم ہے صرف کلمہ پڑھنے کی گنہگار ہوں
فولاد کو اور غصہ آیا شمشیر بید کا نیام سے ہر چند اُس گلعذار رشک بہار نے فریاد کی یہ خار بیابان کفر و ضلالت کب مانتا ہے
چھٹ کر کوڑا مارا وہ جسم نازک وہ گل سا چہرہ کہ جو جھونکے سے ہوا تے تند کے مرجھاتا تھا بدھیان پھولوں کی جسم نازک پر
مار تھین کوڑا جو پڑا خون کی چھینٹیں گلے کا ہار تھیں رنگ گرگون ہوا حال ابتر خون کے فوارے جسم نازک سے چھوٹے
اس بدعت پر اُس بیحیا کی رنگ باغ دگرگون ہوا لالے کا اس غم سے جگر خون ہو گیا سنبل کو پریشانی چشم نرگس کو حیرانی
شمشاد رنج و ملال سے پا بہ گل قمری اس صدمہ جانگزا سے مثل مرغ بسمل ہر نخل نخل ماتم ہر گل بوٹہ مبتلائے رنج والم ہر کف افسوس
ملنے میں رنگ سے پھولوں کے شعلے نکلتے ہیں عندلیبان چمن نغمہ سرائی بھولیں نرگس کی آنکھیں رو رو کے سوج گئیں نہروں کو
جوش ملال موجوں کے کلیجے پر خنجر بے آب چل رہے ہیں حبابِ حواسی میں اُبل رہے ہیں لب ساحل سے صدائے افسوس بلند
مچھلیاں اس ماہیت سے باہر ہو کر دردمند بادصبا کو چل نکلنے کی خواہش خار کو خار الم سے کاہش جھونکوں سے ہوا کے
رونے کی آواز آتی ہے زمین چمن اس بدعت پر تھراتی ہے گلاب جوش غم سے عرق عرق ہے گل نسرین کا فرط رنج و ملال سے کلیجہ
شق ہے طفلان غنچہ چٹک کر غل مچاتے ہیں نخل شاخوں سے اُس ستمگر کے بچانے کو ہاتھ بڑھاتے ہیں باغ میں ہنگامہ
قیامت خیز بدعت انگیز برپا ہے یہ بیحیا ایک کوڑا مار چکا ہے ہر مرتبہ غصے میں کلمات سخت کہکر بڑھتا ہے تلوار رکھکر
سے لپٹ لپٹ جاتا ہے تمام سردار گردہ میں عرض کرتے ہیں بس ای رستم زمان اسکے واسطے اتنی سزا کافی ہے اگلی کوڑی میں
تڑپ کر مر جائیگی ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے کوڑا کھاکر زبان کھولی کہ او بیحیا خنجر سے مجکو جلد قتل کر میرے خون سے ہاتھ
تو نے میرے وارث کو غفلت میں قتل کیا اگر وہ شیر بیشہ صاحبقرانی ہوشیار ہوتا تو حال اس بیداد کا کھل جاتا تجھ ایسی
دیو خصال اُس شیر دل کے ہاتھ سے صدہا واصل جہنم ہوئے افسوس دل کی حسرت دل میں رہی میں اپنے وارث کو دل کھولکر
رونے نہ پائی عجب میں بدنصیب اور رنبہ قدم تھی کہ جاتے ہی اس گھر کو برباد کیا فلک نے مجکو لوٹ لیا ان کلمات حسرت آیات

پر اور زیادہ جھلاتا ہی سب سے کہتا ہی مجکو چھوڑ دو مین اس زبان دراز کی زبان قلم کرون اچھی طرح سزا دون مگر سر دار سب فولاد سے لپٹے ہوے وہ کشتۂ حسرت و یاس اپنے معشوق سے دور بدعت سے اس ظالم کی رنجور بتیابی مین یہ اشعار مصیبت آمیز زبان پر جاری تھے اشعار مصنف

اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام — طاقت بیتاب ہو گئی ہے — کہتی تھی بجبر رو کے ناکام
اے شوق کر اب تو دستگیری — عاجز ہے شباب مثل پیری — تسکین خراب ہو گئی ہے
دل ضعف نے توڑا ہے ہمارا — اے طاقت رفتہ آخدارا
بیچین کیے ہے بیقراری — آرام قرار کو نہین ہے — راحت دل زار کو نہین ہے
جسم پہ چوٹ اٹھائے ہین ہم — غم کرتا ہے آ کے غمگساری — اک کوڑے کا زخم کھائے ہین ہم
غزل موافق مقام مضمون ہذا — فرقت مین کسی کی مبتلا ہین — مجبور ہین قید ہی بلا ہین
وصل کا ہوتا ہی سائل دل ناشاد عبث — بولے وہ رہتا ہی تو مائل فریاد عبث — وہ نہین ہین ہون جو کر دون تجھے آزاد عبث
تیغ کھینچے ہی مرے سر پہ تو جلاد عبث — دیکھنا ہنسکے وہ کہدیگا پہ بیداد عبث — جنبش ابرو خمدار سے کر قتل مجھے
بال و پر ہوتے تو کچھ لطف رہائی ہوتا — کلمۂ اف نہ کبھی آیگا لب پر میرے — ظلم کرتا ہی تو ای بانی بیداد عبث
دیکھتا باغ مین ہی جانب شمشاد عبث — اب رہا کرتا ہی تیرا مجھے صیاد عبث — یاد آ جائیگا پھر قامت موزون ابدل
ہنسکے وہ کہتے ہین کیا فائدہ اس سے ہوگا — ای دل زار جنون ہوگا کہے دیتا ہون — ہر گھڑی عشق کا کرتا ہی سبق یاد عبث
وصل مین ای دل ناشاد ہو تو شاد عبث — تو کیا کرتا ہے یہ نالہ و فریاد عبث — صبح ہونے ہی رخ ہجر نظر آئے گا
تجکو وہ شیرین شمائل نہ ملے گا نیر — ایک کو بھی نہین دیوانہ بنانے دیکھا — مجھسے بے پر کی اڑا تی ہین پریزاد عبث
پھوڑ تا سر کو ہی تو صورت فرہاد عبث — کبھی طرف آسمان کے وہ گرفتا رنج و

مصیبت منھ اٹھاکے عرض کرتی تھی کہ ای معبود بے نیاز مسبب الاسباب رب ارباب اس ظالم کی بدعت سے اس کنیز کو بچانا اپنی کارسازی سے اس شہریار کو زندہ دکھانا اپنے بخت دارگون طالع نگون سے پیدا نہین ہی مگر تو جامع المتفرقین رب العالمین ہے جسم خاکی مین روح کو پھونکتا ہی بطن مادر مین کس آرام سے جگہ دی چالیس روز قبل از ولادت پستان مادر مین دودھ مرحمت فرمایا کس شفقت سے پرورش کیا اس بیکسی اور بے بسی مین بھی تو ہی معین و مددگار ستار و غفار ہی ماں باپ سے زیادہ ستر درجہ مہربان ہی ہر وقت بندون پر تیرا احسان ہی ہاے کسکو بھیجون میرے دارثون کو خبر کرے میری آہ دلدوز اثر دکھائے اس شہریار کے جد و پدر کو یہ حال معلوم ہو جاے ناظرین خوشنما مین پر واضح ہو کہ ملکہ تو دعا مین مصروف ہی تمام جسم کوڑے کی ضرب سے پاش پاش موت کی تلاش فولاد شکن کو سب سردار لپٹے ہوے ہین قریب ب ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے نہین جانے دیتے مگر حال شاپور شیر دل کا سنیے کہ خون زخمہاے ایرج نوجوان کا چہرے پر ملے ہوے طرف لشکر کے چلا تا یہان ستارہ سحری چمک چکا ہی لشکر اسلام مین غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار پہلوانان عالی تبار سے فراغ حاصل

کرکے سلاح سے آراستہ ہوے واسطے مجرے کے طرف بارگاہ سلیمانی کے چلے بادشاہ جمجاہ سعد بن قیا و بارگاہ مین آ کے
سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین یکایک صاحبقران زمان تشریف لائے دنگل آصفی پر بادشاہ کو سلام کرکے بیٹھے چند سردار آئے
ہین مگر بادشاہ جمجاہ نے دیکھا امیر با تو یر مثل تصویر خاموش چہرے پر غم والم کا جوش ظاہر ہوتا ہی پوچھا ای جد عالی تبار
آج آئینہ رخسار پر گرد ملال معلوم ہوتی ہی مزاج اقدس کیسا ہی صاحبقران نے فرمایا ای شہریار کیا عرض کرون خود
بخود تردد ہے انقشار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی سبب نہین کھلتا خدا خیر کرے شب کو کچھ خوابہاے پریشان دیکھے
کچھ یاد نہین کہ کیا دیکھا اتنا خیال ہی کہ زمین پر دریاے خون جاری نظر آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی بادشاہ نے کہا تعبیر اسکی
ظاہر ہے کہ کئی دن ہوے ایک پہلوان براے مدد تقافولاد فولاد شکن نام آیا ہی اسکو بڑا جرأت کا دعوی ہی یقین ہے
اسی سے مقابلہ ہوگا پروردگار مالک ہے انشاء اللہ فتح و ظفر عطا کریگا صاحبقران یہ باتین کر رہے ہین کہ لندھور بن سعدان
جانشین حمزہ صاحبقران تشریف لائے تسلیم کرکے طرف دست راست کے بیٹھے اتنو فرد اً فرد اً سردار آنے لگے مالک اژدر
دہرام گرد بن خاقان چین بصد تمکین داخل ہوے امیر با تو یر نے مالک سے متوجہ ہوکر فرمایا کہ آج کیا سبب ہے علمشاہ
نوجوان و شاہزادہ ملک قاسم کو آنے مین دیر ہوئی مالک نے عرض کی غلام خبر پا چکا ہی اپنے اپنے خیموں سے برآمد ہوے ہین
حاضر ہوا چاہتے ہین مگر ای شہریار اطلاع حضور کو کرنا ضرور ہی کہ شاہزادہ ایرج نوجوان کئی روز سے واسطے شکار کے گئے
ہین ابھی تک واپس نہین آئے صاحبقران نے سر اٹھاکر فرمایا جواہر بن عمرو کو بلاؤ خدمتگار باہر گئے جواہر بن عمرو
کو بلا کر لائے جواہر نے آکر قدمبوسی کی ہاتھ اٹھاکے دعاے جان درازی دی امیر نے زبان معجز بیان سے فرمایا کہ ای جواہر تم اب
مقام پر خواجہ عمرو کے بعدہ جانشینی قائم ہو ہر بات کا خیال رکھا کرو آج کئی روز سے ایرج نوجوان شکارگاہ مین گئے تم کو
بھی کچھ دریافت ہوا کہ نہ آنے کا کیا سبب ہے تمھاری عقلمندی سے عجب ہے کہ خبر نہ منگاؤ اخبار مین تامل ہونا بڑی خرابی کی بات ہی
جواہر نے کہا ابھی غلام جاتا ہی خود اپنی آنکھ سے اُس شیر کو دیکھکر آتا ہی اگر بنے گا تو فوراً ساتھ لاؤنگا یا خبر مفصل سناؤنگا
امیر نے بیقرار ہوکر فرمایا نہین معلوم کیا باعث ہی مین نے ایرج نوجوان کا زبان سے نام لیا میرے کلیجے پر غم والم کا خنجر چل گیا
تم صرف خبر دریافت کرو کہ ایرج کس مقام پر ہے مین خود جاؤنگا نور نظر کا حال دریافت کرونگا خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری کا شکر مین ہنوز اصد ہا خرابیان درپیش ہوئین وہ سب کی فکر رکھتا تھا نہین معلوم طلسم ہوش ربا مین میرے عیار
وفادار پر کیا گذری اتنو عرصہ دراز سے کچھ حال بھی نہین دریافت ہوا وہ اگر موجود ہوتے ضرور ایرج نوجوان کی ملحمہ
کی خبر لیتے جواہر بن عمرو یہ سنکر ہر نکلا قصد ہی کہ واسطے خبر کے جاؤن مگر شاہزادہ ملک قاسم لعل خفقان خودریز
خاور سپاہ اپنی بارگاہ افراسیابی سے برآمد ہوے ہین کہ جاکر دربار شاہی مین حاضر ہون اتنے مین قیماس خان
خاوری و الماس خان خاوری و مالک ترک سفید جامہ و عمر و گورزاد ختنی و شاہزادہ فرخ بخت و توس
بن ترک وغیرہ آئے قاسم کے ہمراہ ہوے مرکب قاسم خاور سپاہ کا شبرنگ زہرہ جبین سلیمانی سائیس کو تل سے

ہوئے چلا آتا ہی قیماس خان خاوری نے پلٹ کے دیکھا قاسم کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ہین دست بستہ
عرض کی کہ اے شہریار خیر تو ہی قاسم نے کہا ماموجان اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی سبب نہین معلوم مگر
اسوقت خدانخواستہ کوئی صدمۂ عظیم میرے نورنظر ایرج نامور کو پہونچا کہ دل بھرا آتا ہی قیماس خان نے جواب دیا کہ
اے شہریارہ آپکے بیٹے کے شیر ہین صف شکن ہین دلیر ہین اُنسے کون آنکھ ملا سکتا ہی قاسم نے کہا اے ماموجان خدانہ کرے
وقت افتادنہ آئے چرخ کجرفتار گردش نہ دکھلائے بڑے بڑے رستم ایک پیرزال کے ہاتھ سے گرفتار ہوے ہین تقدیر سے
سب مجبور و نا چار ہوے ہین اور وہ تو انتہا کا سخن ناشنوا آتشغوشعلہ مزاج یہ کہکر بے اختیار ایک چیخ ماری قیماس خان
دوڑکر لپٹ گئے کہ اے شہریار آپ ناحق بھی ایسے شگون بدزبان سے نکالتے ہین وہ صحت و عافیت سے ہین ابھی جاکر اُنکو سا
لاتا ہون قیماس خان نے چاہا کہ مرکب پر سوار ہوکر روانہ ہون دیکھا کہ جواہر بن عمرو جھپٹا ہوا آتا ہی قاسم کو دیکھکر
سلام کیا قاسم نے کہا اے جواہر دربار مین جد عالی تمہارا آگئے سب سردار جمع ہوچکے تم خلاف وقت کہان جاتے ہو جواہر
نے کہا حضور عجب طرح کا معرکہ ہی صاحبقران دلسے آپکے فرزند ایرج نوجوان کے اسقدر بیقرار ہین کہ غلام پر غصہ
فرمایا کہتے ہین مین نے خواب پریشان دیکھا ہی مین واسطے اپنے نورنظر کے خود جاؤنگا مین صرف مقام دریافت کرنے
جاتا ہون بس قاسم اور زیادہ پریشان ہوے اب افتاد کا یقین کامل ہوا کہا دادا جان مویدمن اللہ ہین اُنکا
خواب پریشان دیکھنا خالی از علت نہوگا اے جواہر مین بھی چلتا ہون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا حاضر ہے اُسنے
دست بستہ عرض کی حضور مین ابھی خبر لایا یہ کہکر مثل باد صرصر کے ایک جانب نکل گیا قاسم نے کہا اے جواہر ایک لمحہ بھر انتظار
کرنا سیارہ کا ضرور ہی یہ کہتے ہوے اُسی عالم اضطرار مین کنارۂ لشکر پر آئے نگاہ حسرت سے طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین
کہ آواز آئی ہاے آقاے نامدار اے مولاے قدرشناس ہا اے شہریار اب کون غلام کی قدردانی کریگا غلام کو اپنے ساتھ
نہ لیا یہ رفیق خاک اُڑانے کو رہگیا قاسم نے کہا اے بارو دیکھو یہ کون غل مچاتا ہی آواز تو کان سے آشنا ہی یہ کلمہ تمام
نہوا تھا کہ دامن گرد شگافتہ ہوا شاپور اپنے فرزند کے عیار کو اس حال زار سے دیکھا کہ منھ پر خاک خون ملا ہوا
گریبان پھٹا ہوا اُفتان وخیزان آتا ہی جیسے ہی قاسم نے دیکھا بیتاب ہوکر پکار اُٹھا بیت اے یک داستان خبر دار
باگہو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو یہ خون کسکا چہرے پر ملا ہی قالب خاکی مین روح تڑپ رہی ہی بیان کر
شاپور منھ کے بل زمین پر گرا کہا حضور کس زبان سے کہون شکارگاہ مین شاہزادہ شکار ہوا تیر غم ہمارے دل کے
پار ہوا فولاد فولاد شکن کی دختر شاہزادے پر مائل ہوکر آئی کئی دن سے اُنکے خیمے مین تھی کسی دن نماز نے فولاد
فولاد شکن کو خبر پہونچائی فولاد منھ کالا کرکے اُسی وقت تاک کر آیا شاہزادہ سوتا تھا
عالم خواب مین اُسکو تلوار مین مارین بیٹی کو اپنی لیکر چلا گیا وہان کون تھا جو اُس دیو خونخوار کو روکتا شکارگاہ
مین پہلے قراول میر شکار چند پیدل سوار وہ بھی پڑے سو رہے تھے ایسے وقت پر آیا کہ یہ ظلم کرکے صحیح وسالم نکل گیا

بس یہ سننا تھا کہ قاسم نے اپنے کو اے فرزند نوجوان کہکے فرش خاک پر گرا دیا بے اختیار یکا را اُٹھا ای نور نظر اشعار

رفتی و مرا خبر نہ کردی	بر بستیم نظر نہ کردی	چون زلف و لم بہ پیچ و تاب است
در آتش غم جگر کباب است	اے راحت جان و دل ہمارے	تنہا ہمین چھوڑ کر سدھارے
تیرے لیے بیقرار ہیون مین	سر پیٹ کے اشکبار ہیونمین	اے شیر کہان تجھے مین پاؤن
کس دشت مین ڈھونڈھنے کو جاؤن	چلتا ہی جگر پہ غم کا خنجر	ای لال ہومین تو ہو اتر
گلشن کو مرے اجل نے لوٹا	مجھے مرا نونہال چھوٹا۔	اے نور نظر پدر کے جانی
افسوس مٹی تری جوانی		

سرداروں نے گود مین اُٹھایا کہا ای شہریار ایسے کلمات زبان پر نہ لائیے ہملوگون کا دل دُکھاتے زخمی ہوے ہین کیا کبھی اُنھون نے زخم نہین کھائے کونسی ایسی نئی بات ہی جلد چلے چلکے زخمدوزی کرین انشاء اللہ وہی شیر بیشۂ حضور اُس روباہ خصال کو ٹوک کر مارے گا چلکر پہلے خبر تو لیجیے بمشکل ایسے کلمات کہکر قاسم کو زمین سے اُٹھایا کہ دوسرے گوشۂ صحرا سے آواز رونے کی آئی دیکھا سیارہ بن عمرو آ پہونچا اگر بدحواس عالم یاس قاسم نے پوچھا ای عم نامدار کیا خبر لائے سیارہ بن عمرو نے کہا ای شہریار مین تا بہ خیمہ ایرج تو نہین پہونچا بھٹک کر طرف باغ سلیمان کے نکل گیا دروازے پر باغ کے اکا کیان فوج فولاد جمع ہین لڑکے پوچھا تو دریافت ہوا کہ فولاد اپنی دختر معشوقۂ ایرج کو پکڑ کے لایا ہی باغ مین نخل سے باندھا ہی اور کوڑے مار رہا ہی حضور صدائے نحیف وضعیف اُس ماہ پارہ کی میرے کان مین بھی آئی نام آپکے فرزند کا لیکر رو رہی ہی اور نام پروردگار عالم زبان پر جاری ہی اور یہ کلمہ حسرت افزا مین نے اپنے کان سے سُنا کہ ارے لوگو میرے وارث کے والد نامدار کو خبر کرو تا اُنکو سنا دو کہ آپکی بہو پر یہ بدعت ہو رہی ہی لونڈی کو اپنے فرزند کی آکر بچائیے یہ حال پر ملال لشکر قاسم کے آنسو خشک ہوگئے دریاے جرأت نے جوش مارا غصے مین قبضے پر ہاتھ ڈالا فرمایا یہ بیحیا نامرد اپنے دل مین کیا سمجھا ہی شیر کو عالم خواب مین زخمی کرکے بہت بلبلاتا ہی عورت پر غصہ اُتارتا ہی بخدا وہ میری بہو ہی مین ابھی وہین جاؤنگا اپنی جان دونگا یا اُس ظالم کے ہاتھ سے اپنے کلیجے کے ٹکڑے کو بچاؤنگا یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے قیماس خان وحسن خان وغیرہ سے کہا آپ لوگ جاکر اُس کشتۂ حسرت و یاس کی خبر لین برای خدا میرے ساتھ آنیکا قصد نہ کرین یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا مرکب صبا رفتار طرارہ بھر کر چلا قیماس خان وغیرہ برای خبر ایرج چلے جاتے تھے کہ قاسم نہایت آتشخو ہی ایسا نہو کہ اپنے کو ہلاک کرے اور اُدھر کی خبر لینا واجب لازم ہی روتے خاک اُڑاتے طرف خیمہ ایرج کے چلے قاسم یکہ و تنہا آنکھین بند قلب مین پھڑکن جگر کو تڑپن وہ مرکب جسپر کبھی کسیکو نہ چھوایا تھا اُسپر کوڑے پر کوڑا پڑ رہا ہے وہ مثل باد صرصر اس رو مین جاتا ہی اگر نخل سامنے آیا قلم گیا کنوان گر ڈھا سب اسکے رو برو برابر ہی مگر قضاے کار حال لشکر اسلام سماعت فرمائیے اب لشکر اسلام مین یہ خبر اڑی

کہ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے صحرا مین مار ڈالا قاسم نوجوان اپنی بہو کو چھڑانے گئے ہین سرداران قاسم لاشۂ
ایرج کی فکر مین ہین جواہر بن عمرو جسکو صاحبقران زمان نے بھیجا تھا قاسم کا جانا اپنی آنکھون سے قتل ہونا
ایرج کا کانون سے سُنا روتا ہوا بھاگا کہ صاحبقران زمان کو خبر کرون سیارہ بن عمرو عیار قاسم کا اس نے
تو قاسم کو بچپن سے گود مین پالا ہے مزاج سے بخوبی ماہر ہے آتشغونی کا حال اچھی طرح ظاہر ہے سوچا اگر قاسم نوجوان کو
روکونگا یہ میرے فرشتون کا بھی کہنا نہ مانین گے مین جاکر انکے والد نامدار علمشاہ ذی وقار کو خبر کرون یہ سوچکر طرف
بارگاہ رستم کے چلے مگر رستم پہلتن و پہلکن کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی علمشاہ نوجوان بارگاہ آسمان جاہ
سے نکلے انکے سرداران صف شکن پہلوانان تیغزن آلا گرد فرنگی و مالا گرد فرنگی و کپی ارزال و کپی زلزال و فہنگ نک
دریائی و ساقط شاہ دربندی وغیرہ دروولت پر حاضر تھے طنبور گڑگڑا رہا ہے پلٹنین گوروں کی جمی ہوئی کھڑی ہین
جیسے ہی رستم برآمد ہوے انگریزی باجا بجا انگریزون نے ٹوپی اُتار کر سلام کیا استر مالا کبود فرنگی کسا ہوا سلمے کھڑا ہے
عیار رستم کا مہتر سمک یلطاقی قنطورۂ زرنقشی پیادہ سقرلاتی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر سامنے آیا برابر سلیم خم ہوا
رستم نے گھبراکر کہا ای سمک سمت بارگاہ قاسم یہ کیسا ہنگامہ ہے لوگ کہان دوڑے ہوے جاتے ہین مجھے قاسم کی
آتش خوئی سے ہر وقت تردد رہتا ہے شاید کسی سے فساد ہوا بڑھکر خبر تو لا سمک نے قصد کیا کہ بڑھون دو قدم نہ گیا تھا کہ
دیکھا سیارہ بن عمرو سر برہنہ بھاگا ہوا آتا ہے رستم نے پوچھا سیارہ خیر تو ہے تیرے آنے سے ثابت ہوتا ہے کیا
قاسم سے کسی نے تلوار چلی سیارہ قدمون سے لپٹ گیا چیخ مارکر رویا عرض کی ای شہریار آپکے باغ پر بہار پر خزان آئی ہے
شہزادۂ ایرج نوجوان کو فولاد فولاد شکن نے زخمی کیا میرے منہ مین خاک دشمنون کو اُنکے مار ڈالا لیکن انکی معشوقہ کو
گرفتار کرکے باغ سلیمان عنبرین موی کوہی مین سزا دینے کو لے گیا ہے قاسم یکہ و تنہا اُس باغی سے لڑنے کو گئے ہین
کسی سردار کو ساتھ نہین لیا علمشاہ نوجوان نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ متغیر حالت
کہا یار و غضب ہوا فولاد کی جرأت کے بڑے شہرے ہین فوج بے انتہا ساتھ لایا ہے اپنی جرأت کا بڑا دعوی ہے اُسا بنوذہ
اکیلا گیا ہے یہ کہکر پشت مرکب پر سوار ہوے تینہ کپیتان فرنگی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مگر آنکھون کے نیچے اندھیرا ہے لشکر اندوہ
واہمہ نے گھیرا ہے تعاقب مین قاسم نوجوان کے روانہ ہوے مگر جواہر بن عمرو غل مچاتا ہوا لشکر مین یہ کہتا ہوا
چلا آتا ہے کہ یار و براے خدا قاسم کو جلد خبر کرو یکہ و تنہا طرف باغ سلیمان عنبرین موے کوہی کے گیا اب تو لشکر مین
ہلڑ ہو گیا جسنے سنا وہ چلا شاہزادہ داراب کشور کشا برادر علمشاہ نوجوان بقہر و غضب ہاے ہاے کی سمت سے
ہاشم تیغزن فرزند حمزہ صف شکن و خورشید بن ہاشم و اسفندیار شاہ گیلانی و شاہزادہ شیر افگن
بن حمزہ یہ سب شاہزادے یا تو طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے تھے جسنے یہ معرکہ جانگزا سنا اُسی طرف پلٹ پڑا
یہ تو سب فرداً فرداً جاتے ہین مگر لشکر مین یکایک نقارے بجنے لگے قرنا پھکی باجے بجے صاحبقران زمان نے

بارگاہ مین فرمایا اے لندھور بن سعدان دیکھو تو شکر مین کیا قیامت برپا ہوئی کیا دن دہاڑے فوج پر اتفا آپڑی لندھور گھبراکر باہر آئے دیکھا چہار طرف ہنگامہ ہی ہر سردار فرداً فرداً گھوڑے کو ڈالے ہوے طرف صحرا کے جاتا ہی ہر ایک سے لندھور پوچھتے ہین کوئی اصلی کیفیت نہین بتلاتا تلوار اُٹھائی اور بھاگا لندھور حیران کہ خداوندا یہ کیا معاملہ ہی کہ دیکھا جواہر بن عمرو سامنے سے آیا اُسنے لندھور سے رو رو کر مفصل حال کہا لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کے عاشق ہین دوست صادق محب واثق ہین چھاتی پر ایک گھونسا مارا خیال مین آیا کہ جبتک امیر باتوفیر سے خبر کرنے جاؤنگے اتنے عرصے مین اگر وہان کوئی فرزند حمزہ خدانخواستہ قتل ہوگیا تو روے سیاہ کسے دکھاؤنگے جلد روانہ ہونا چاہیے بتعجیل اپنے لشکر مین آئے فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوئے اہالیان فوج اور سردارون کو آواز دی یارو جلدی تیار ہو مین بڑھتا ہون یہ کہکر فیل میمونہ مبارک کو تجک مارا ہاتھی دوڑتا ہوا چلا مرکب سے زیادہ تیز قدم گزرخزی مزی پر چہ کوہ اُٹھارہ سو من کا کاندھے پر روادوی مین جاتے ہین یہان سرداران لندھور بن سعدان عادل شیردل وفاضل شیردل وبہلوان اور رنگ پہلوان گورنگ گوجر مالک دکھنی اور دونون بیٹے لندھور کے ارشیون پریزاد دفرہاد خان یکصرفی بتعجیل تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہوکے عقب مین لندھور بن سعدان کے چلے نو لاکھ ہندیون کا لشکر بصد کروفر بجاہ وحشم چلا یہان بارگاہ مین صاحبقران زمان حیران ہین کہ لندھور بن سعدان گئے کیون نہ پلٹے اس تردد مین تھے کہ جواہر بن عمرو پردہ اُٹھاکر آیا مگر بیقرار آنکبار صاحبقران زمان نے فرمایا کہ اے مہتر جواہر کیا ہوا جواہر بن عمرو نے ایک پچھاڑ کھائی سر زمین پر دے مارا کہا اے شہریار غضب ہوا فولاد فولاد تکن ایرج نوجوان کو زخمی کرگیا اور اپنی دختر کو لیجاکر باغ مین باندھا ہی قاسم نوجوان اکیلا گیا اُسکے تعاقب مین رستم پیلتن علمشاہ نوجوان بھی اسی طرح فرداً فرداً سب سردار گئے مگر قاسم نوجوان پہونچ گیا ہوگا ای شہریار جلد اکیلا سے جلد چلیے سردارون کو بھیجیے قاسم کی فکر کیجیے برآہ کا نعرہ کرکے صاحبقران زمان اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا کہ ان نوجوانون کے جوش وخروش نے ہم کو برا یہ کہکر بارگاہ سے باہر آئے اشقردیوزاد پر سوار ہوئے تیغہ اعقرب سلیمانی کے قبضے پر ہاتھ ڈالا مرکب اُڑا یا اب بادشاہ جمجاہ نے دیکھا کہ ہر سردار اُٹھا بارگاہ سے نکلا اور روانہ ہوا بادشاہ سعد بن قباد نے فرمایا سبحان اللہ ہم ہی نامرد ہین کہ سب سردار جاکر جان دین اور ہم مرغ زرین بنے ہوئے تخت پر بیٹھے رہین غصے مین فرمایا کہ مرکب خنگ سیاہ قیطاس تیار کرو یہ کہکر تیغہ قتام کے قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بادشاہ کا اُٹھنا ہر خرد وکلان ادنی واعلی پیر وجوان سات سو تا جداران دولوالعزم اپنے اپنے ڈنکے زرین سے اُٹھے باہر جبتک نکلین دیکھا بادشاہ سوار ہوچکے نقارۂ سلیمانی ونقار خانہ سکندری ہاتھیون پر لد چکا اب تو چہار جانب سے کل سردار مینے کرتیس سپہ گردان ونعمان بن منظر ومنظر شاہ یمنی وعامر شاہ رودباری وسیف ذوالیدین ومنہ دیل اصفہانی وشہریار عراقی وعبد الجبار حلبی وعبد القہار حلبی ودارونۂ بارگاہ سلیمان قبہ زین ستون اسلام

کرب پُرحرب نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین ویل عادیان پورشدادیان کہتان کرب بن کوہ کرب انکے
ساتھ ذوالفقار عادی دار جد عادی و دریابار عادی وغیرہ مع بارہ ہزار قزاق ایک کے بعد ایک عقب مین شہنشاہ
گیتی ستان کے چلا پانچ ہزار پانچ سو چین سردار ساتھ تا جدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان مغربی اُٹھارہ سو
رئیسان ترکی سوار ہوکے آمادۂ حرب و پیکار ہوکے چلے مگر اول ذکر شاہزادۂ خاور پاہ قاسم نوجوان کا تحریر ہوتا ہے
کہ غم فرزند نوجوان مین مبتلا آنکھونکے نیچے اندھیرا راستہ سوجھتا نہین دل تڑپ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
طرف باغ کے جاتے ہین بقدرت پروردگار پشت پر دیوار باغ کے پہونچے فولاد فولاذ شکن کے نعرۂ کوہ شگاف کی
صدا سُنی اور ایک آواز نحیف و ضعیف آتی ہے کہ ای خالق یکتا ای رب سرامیرے وارث کو بچانا میرے بزرگون کی صورت
مجکو دکھانا اب قاسم نوجوان نے گھبراکر آنکھین کھولین دیکھا کہ مین دیوار کے اس پار ہون اندر باغ کے ہنگامہ ہے
یقین ہے کہ یہ صداے دردآمیز اُس کشتۂ حسرت و یاس کے معشوقہ کی ہے وہی بلک بلک کر رو رہی ہے آنکھون سے آنسو پونچھے کلیجے پر
ہاتھ رکھ لیا گھوڑے کو چند قدم پیچھے ہٹاکے کوڑا مارا مثل طاؤس مرکب باد رفتار دیوار کو اُڑ گیا ایک چمن مین آکر گرا اب
قاسم نوجوان نے دیکھا کہ ایک مہ جبین دریاے خون مین نہائی ہوئی درخت سے بندھی ہے اور ایک دیو خصال کوہ پیکر
کوڑا ہاتھ مین لیے جھپٹتا ہے گرد سردار ہین وہ لپٹ جاتے ہین بس قاسم کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا بیتاب ہوکے گھوڑے
اُسکو پیدل دیکھکر آپ بھی پشت مرکب سے کود پڑے نعرۂ شیرانہ کیا نعرۂ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار لال پوش خاوری	منہم قاتل کافران پلید
بہ سطوت بہ شوکت بہ ہیبت و مہید	ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ	زنم تیغ برابر و نیزہ بماہ
زآب دم تیغ شستم زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین	آواز دی او نامرد عورت پر

کیا غصہ کرتا ہے مردان عالم سے آنکھین چار کر ہم پر آکر وار کر بختیار کے جو قاسم نوجوان کو بقہر و غضب آتے دیکھا
جھک کر سلام کیا کہا حضور دیکھیے مین انکو ہر چند منع کرتا ہون میرا کہنا نہین مانتے آپ کی بہو کو کوڑا مارا ہم کہتے تھے
کہ وہ شیر آتے ہونگے قاسم نے تو یہ کہا پھر طرف ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کے متوجہ ہوا کہا بی اب نہ روؤ تمھارے
خسر صاحب آپہونچے نکو لیجائینگے بختیار کے کہنے سے ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے سر اُٹھایا قاسم کو دیکھا
ہر چند کہ بندھی ہوئی ہے مگر ضبط کرکے آواز دی حضور کیون لونڈی کے بچانے کو آئے مین سبز قدمی اپنے وارث کو
کھا گئی میرا منھ دیکھنے کے لائق نہین ہے برائے خدا اس جلاد سے اپنی جان بچائیے واسطہ اپنے دین و مذہب کا نکل جائیے
مگر حضور کو گواہ کرتی ہون کہ مین لقا پر لعنت کر چکی ہون اتنا احسان فرمائیے گا میرا جنازہ اُٹھوائیے گا کافرون مین
مردہ لونڈی کا نہ چھوڑیے گا شاید خدا پرستون کے نیز کا لاشہ اُٹھے کاندھا دیجیے گا اپنے نور نظر کی روح کا پاس کیجیے گا
قاسم نوجوان نے نعرہ کرکے آواز دی کہ بی بی تم تو اب ایسی نوجوان کی نشانی ہو وہ اتنی ہی عمر لیکر دنیا مین آئے تھے

راہی ملک عدم ہوئے ہمکو داغ دے گئے تمکو دیکھکر دل کو تسکین دینگے کیا مجال کسی کی جواب تم پر ہاتھ اُٹھائے یا نگاہ ٹیڑھی کرکے دیکھے فولاد فولاد شکن یہ کلمات سنکر مشل ابر کے گرجا بختیارک کو تو گالیان دینے لگا کہ او منافق دورنگی مسلمان کی تعریفین کرتا ہی بختیارک نے کہا وہ تو میرے آقا ہین مین مسلمان ہون اب دیکھو تمھارے واسطے بے چھلی سیخ لیکر آئے ہین بیگناہ تم نے اُنکی بہو کو مارا ہی دیکھو دم بھر مین سر تمھارا گوہ کھاتا پھریگا اس عرصے مین قاسم نوجوان قریب آ پہونچے طرف نخل کے چلے جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہی منظور یہ ہوا کہ پہلے اسکو رہا کرکے قبضے مین کرون پھر اس بیحیا سے لڑون فولاد فولاد شکن کب چین نے دیتا ہی للکارا اسنے تیغہ کھینچا ساتھ والون کو اشارہ کیا فوج کا بلوا ہوا قاسم نوجوان نے نہنگانہ دریاے فوج مین غوطہ مارا تلوار چلنے لگی مگر قاسم مثل شیر غضبناک شمشیر زنی کر رہا ہی جس کے ہاتھ مارا وہ ٹکڑے ہوے کسکی سر اُڑا دیا کسی کی کمرگاہ پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے اشعار

یکے را بہ بازو یکے را بہ سر	یکے را بہ پشت و یکے بر کمر
یلان را سر و سینہ و پا و دست	در ید و بر ید و شکست و بہ بست

مانند نباتات النعش کے صف شکر کفار کو پراگندہ کیا ہی تلوار مثل برق کے چمک رہی ہے سپر بائین ہاتھ مین جرأت بات بات مین جسنے ٹوکا اُسپر جا پڑے ٹوک ٹوک کر سرداران زبردست سے لڑے کئی سو کافر مارے صف کو درہم و برہم کرکے ہر چند کہ کئی زخم کھائے تیر جسم پر بہت پڑے ہین تمام جسم چھلنا ہوا فولاد بنا ہوا چہرہ گلنار قریب نخل کے پہونچا چاہتے تھے کہ فولاد فولاد شکن نعرہ کرکے قریب آیا اور اس نامرد نے پشت پر سے ہاتھ مارا قاسم چمک تلوار کی دیکھکر پلٹے پورا وار سر پر پڑا خود کو کاٹ کر تلوار فولاد کی نادر بدو پہونچی ایک بیحیا نے پہلو سے نیزہ مارا شانہ شانہ ہوا قاسم نوجوان لڑکھڑا کے گرے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا فولاد فولاد شکن جھپٹا کہ سر کاٹ لون کہ انکے والد نامدار علمشاہ نوجوان جسطرح قاسم پشت باغ پر پہونچے تھے اسی طرح قریب دیوار آئے قاسم نوجوان کے نعرے کی آواز سُنی دیوار پر لپک کے گرد مارا دیوار تھرا گری اب دور سے دیکھا کہ صد ہا لاشے پڑے ہین اور قاسم زخمہاے کاری کھاکر قریب اُس نخل کے گرا ہی جسمین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی ہے ہوش اُڑ گئے دہن سے نعرہ کیا کہ ادبیحیا کیا کرتا ہی کوئی زخمی کا سر کاٹتا ہے نعرہ علمشاہ نوجوان

ار شدا ولاد امیر عرب	کیست علمشاہ جو رستم لقب
کہ بر خت مرزوق افگندہ شور	بیٹے کو زخمی دیکھکر مرکب سے کود پڑے اس جلدی مین قاسم کے قریب آئے

کہ فولاد بدنہاد نہ پہونچ سکا تیغہ کپتان نیام انتقام سے لیا گرد قاسم کے پھر کے لڑنے لگے جیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی قاسم نوجوان نے آنکھ کھولکر جو قریب اپنے دیکھا صداے ضعیف و نحیف منھ سے نکلی آواز دی قبلہ و کعبہ مجھے آپ کیون بچاتے ہین اپنی بہو کو بچا لیجیے لڑ بھڑ کے نکل جائیے ایسا نہو کہ کوئی اُس سوختہ بخت کو قتل کر ڈالے آپکے غلام ایرج کی نشانی ہی علمشاہ نوجوان نے آواز دی ای جان پدر کن آنکھون سے تمھارے حال زار کو دیکھون

کن کانون سے خبر وحشت اثر ایسے کونسون کا تسکے نا بینا و کر و گنگ پیدا ہوتا مگر ہی نور نظر مطلق ہو جبتک میں زندہ ہون کیا مجال کوئی میری بہو پر ہاتھ ڈالے بغیر خدا کو منظور ہو مصرع بعد از سر من کن فیکون شد رشدہ باشد بندہ بمجبور ناچار ہی وہ مالک و مختار ہی آبرو اسکے ہاتھ ہی اسنے جرات و شوکت عطا کی ہی تقدیر مین ہماری یہ نہ تھا لکھے تھے تمکو اس حال سے دریا ہی خون مین غوطہ مارتے دیکھین انشاء اللہ آج وہ تلوار چلے کہ ترک فلک بھی تھرا جاے ہر مرتبہ چاہتے تھے فولاد بدنہاد پر جا پڑین وہ لاکھون یکیلے قاسم کو بھی بچاتے تھے کبھی جھپٹ کے چاہتے تھے کہ ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو رہا کر دین اپنے مرکب پر لا دین بھر ساتھے سے لڑین مگر فولاد بدنہاد نے بڑھکر ہاتھ مارا سر شہزادے کا زخمی ہوا دونون گھٹنے زمین پر ٹیک دیے بیان ہاتھ سینے پر قاسم کے رکھدا دہنے ہاتھ سے تلوار مین مار رہے ہین کفار کو اس حال پر ملال مین بھی للکار رہے ہین کہ سامنے سے نعرہ ہوا انکے بھائی کا یعنی ہاشم تیغزن نعرۂ ہاشم منم شیر دل صفدر وصف شکن + یل نامور ہاشم تیغ زن + دوسری طرف سے نعرہ ہوا منم رستم زر زین مغرب فرامرز عاد مغربی نعرۂ فرامرز عاد + جہان پہلوانم یل نامدار + پسر خواندۂ شاہ اشقر سوار + بمیدان مردی چو رستم نژاد + شہنشاہ مغرب فرامرز عاد + ایک طرف سے نعرۂ داراب کشور کشا کا ہوا نعرۂ داراب + یل نامور شیر دشت وغا + شہنشاہ داراب کشور کشا + ایک طرف سے نعرہ ہوا شاہزادہ جمہور کا نعرۂ جمہور نامی شدہ در ہلاک جوانان تہمتن + جمہور جہان سوز شہنشاہ تبرزن + ایک طرف سے نعرہ ہوا مالک اژدر کا نعرۂ مالک اژدر منم مالک اژدر خشم گین + پسہ در در لشکر اہل دین + بیک نیزہ گیرم ز رستم خراج + ستانم ز ترک فلک تخت و تاج + ایک طرف سے نعرہ ہوا منم گل گلزار خلیل الرحمن نو دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد بے ایمان صاحبقران ثانی صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان نعرۂ نور الدہر ہمارا فوج فرقت شاہباز نعرۂ ہندی کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ پناہ شکر اسلام نور الدہر کز بیمش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خوندہ ایک سمت سے بہرام گرد بن خان چین کا نعرہ ہوا نعرۂ بہرام + منم گرد بہرام خاقان چین کہ از بیمت من بلرزد زمین گرد و افسح ہو کہ سرداران نامی و پہلوانان گرامی پشت باغ سے دوڑ دوڑ آنے آتے ہی جا بجا گھر گئے مگر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان شیرانہ شمشیر زنی کرکے قریب علمشاہ و قاسم کے پہونچ گئے ایک طرف نور الدہر اکیلا جانب انکا سردار نر بر بیشۂ کلنگان صاحب سپاہ طور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقوین دیو پر دریہ دونون جوان بصد شوکت و شان گرد علمشاہ و قاسم کے پھر رہے ہین زخم کھاتے ہین مگر انکو بچاتے ہین فولاد و شکن گینڈے پر سوار ہوا ہی دو سو من کا تیغہ ہاتھ مین سرداروں کو رستمی کرتا پھرتا ہی فوج اس بیچارے کی بیحساب چہار طرف سے مصروف جنگ ہی مگر دل سے کہتا ہی کہ فولاد قوی مختار کا کرسی نشین ہوا وہ کہتا تھا کہ ان مسلمانون کا شل چیونٹیون کے تا متا بند ہو جاتا ہی حقیقت مین یہی رنگ شہر آمادۂ جنگ ہی حقیقت مین ہلاک روزگار ہین مرنے پر تیار ہین اور ناظرین پر واضح ہو کہ یہ سب سردار حقیقت باغ کے پہونچے ہین ایک ایک غول مین ایک ایک سردار لڑ رہا ہی قیامت کا معرکہ پڑ رہا ہی اور نجتیار کرتے جبہ خانہ دیکھا ہو تو باغ

پر آیا ساتھ لاکھ کوہی ملازان فولاد کمر بندی کر چکے ہین بختیار کنے یہ انتظام کیا کہ اُن سب سے کہا یارو فرزندان حمزہ عربی بجوش وغضب اور چند سردار اندر باغ کے پشت پر پہنچ گئے ہین اگر تم یہان پر جاؤ گے مدد اسلام کی نہ پہونچنے پائیگی تو وہ سب باندر والی قتل ہو جائینگے تیغ بیدریغ فولاد سپر پناہ نہ پائینگے یہان تو ان بیچیانے فوج کو یونہی کچلا جیسے دیوار مین لوہے کی ہوتی ہین اور آپ خچر پر سوار ہو کر بھاگا جا کر لقا کو خبر دی کہ یا خداوند آج قیامت کی لڑائی پڑی ہے آپ بھی جلدی سوار ہو جیے مع فوج چلکر شریک ہونا مناسب ہے لقا فوراً تخت پر سوار ہوا اب تو لشکر بیشمار تیار ہو فوج دریا موج کو لقا لیکر چلا قریب باغ کے نہ پہونچا تھا کہ ایک طرف سے لشکر اسلام کے گرد اڑی اہلیان فوج لقا نے دیکھا کہ راے ہندر ستم زمان لند ھور بن سعدان فیل میمونہ مبارک پر سوار گرز کاندھے پر بیچ بین نولاکھ ہندیون کے سامنے نمایان ہوے بختیار کنے فوج والون کو آواز دی کہ خبردار یہ فوج آگے بڑھنے نپاے جلدان ہندیون کو یہین روک لو چہار طرف سے نجاتی و باختری و دشتری و حصاری فوج لند ھور پر آپڑے ہندیون سے تلوار چلنے لگی لند ھور بن سعدان کو ٹرک جانے کا بڑا قلق ہے نعرہ کر کے فوج لقا سے کٹنے لگا نعرۂ لند ھور

منم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان			شہ ہندوستان رستم زمان لند ھور بن سعدان
بفرمانم بود صد ہزار دلاور ہندوستان			فلک شد بارگہ انجم سپہ خورشید تاج من

لند ھور لڑتا کھیرتا ہوا چاہتا ہے کہ باغ کی طرف نکل جاؤن مگر فوج لقا مثل مور و ملخ کے ہے نکلنا دشوار ہو گیا مگر ہندیون نے لاش پر لاش گرا دی کہ یکایک لند ھور نے دیکھا زمین تھرائی نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی نعرۂ امیر

بحکم خدا بستہ شمشیر چہار			امیر عرب ضیغم روزگار
بن کا فران از جہان پاک کرد			یکے تیغ صمصام و مقام نام
سر سرکشان جملہ در خاک کرد			یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

جیسے لند ھور نے اور امیر با تو بے آنکھ چار ہوئی لند ھور نے دیکھا کہ صاحبقران کا عجیب حال ہے ہمہ تن معلوم ہوتا ہے کہ قلب ہجوم غم و ملال ہے غصے سے چہرہ لال ہے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے گرد و غبار مین اٹے ہوے لند ھور کو صاحبقران نے آواز دی اے جانشین من میرے فرزندون پر کیا گذری کیا آج تمکو زرارۂ ابریم پر نہین آئی لند ھور نے کہا اے آقا خوانہ کرے کہ آپ بلون مین غلامان شہنشاہی کو کبھی رنج و غم نہ حاصل ہون وہ سب شاہزادے اندر باغ کے مصروف جنگ ہین مجھے راہ مین اس لقا کے لشکر نے روک لیا غلام مجبور ہو کر لڑنے لگا قالب خاکی یہان روح وہان ہے وہ آفتاب عالمتاب شہریاری آنکھون سے نہان ہے حضور اس لڑائی کو روکین غلام ابھی تا بھر تا دہین جاتا ہے جلد پھر بتا ہے اپنے کو ان شیرون تک پہنچاتا ہے صاحبقران ترمان عقرب سلیمانی کھینچکر لشکر لقا پر گرپڑنے لگے طرف سے لشکر اسلام کے گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا ظل اللہ مالک رنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ با توقیر مع تمام لشکر اسلام و مع تا جداران نامدار و غازیان تہور شعار پیدا ہوے بادشاہ نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ صاحبقران زمان و لند ھور بن سعدان لشکر لقا سے لڑ رہے ہین فرزندان صاحبقران مین سے کوئی شیر دل اس مقام پر نہین ہے بادشاہ نے غصے مین مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرۂ سعد

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس دہم	چراغ شبستان صاحبقران
فروزندۂ تاج و تخت کیان	منم سعد فرزند قباد شاہ	شہنشاہ اسلام عالم پناہ

بس بادشاہ جمجاہ مع تاجداران جلیل مثل عزرائیل فوج کفار پر گرے چشم زدن مین لاش پر لاش سر پر سر دھڑ پر دھڑ گرا دیے یا خبری سامنے مسلمانون کے بھاگنے لگے سعد بن قباد جب ہاتھ تلوار کا اٹھاتے ہین سات سو تاجدارون کی تلوار مثل برق کے چمک کر بلند ہوتی ہے جب بادشاہ کا ہاتھ پڑتا ہے کل تاجدارون کی تلوار برابر سر دشمن پر چلتی ہے شمع حیات کفر جلتی ہے سات سو سر لڑھکون کے ایک مرتبہ بلند ہوتے ہین سات سو کا فر ایک مرتبہ واصل جہنم ہوتے ہین سات سو مرکب کو تل ایک مرتبہ بنا کر بھاگتے ہین چار پانچ حملون مین بادشاہ نے قیامت برپا کر دی لندھور نے جو ذرا مہلت پائی لڑتا ہوا قریب باغ کے پہونچا دیکھا دروازہ باغ پر صفین مثل سد سکندر جمی ہین علمہاے سیاہ کے پھریرے کھلے ہین اندر سے باغ کے نعرۂ فرزندان صاحبقران کی آواز آتی ہے صدا سی شیران دشت نبرد کے زمین تھراتی ہے بس لندھور بن سعدان نے آکر سامنے اُن کافرونکے نعرہ کیا او نامرد سامنے سے ہٹ جاؤ دروازہ باغ کا راستہ دو ورنہ خون کے دریا بہا دونگا پہلے سے نعرۂ صاحبقران کی بھی آواز آئی اور صدا دی کہ اے جانشین سن اپنے کو جلد الگ ہٹا کر باغ مین پہونچاؤ مین بھی آپہونچا لندھور نے جواب پشت پناہ کو آتے ہوئے دیکھا فیل ہمیونہ مبارک کو بڑھایا کوہیون نے دیکھا کہ تین پہاڑ جنبش مین ہین ایک فیل بدیل دوسرے قد و قامت لندھور سی اریج کا اس قد و قامت پر چہرہ مثل آفتاب جہانتاب لندھور کا نام نامی ہی دبہ بے لندھور رکھا ہے لندھور بمعنے مرد تنومند ھو یعنی نیر اعظم یعنے آفتاب تیز مثل کوہ گران کے اٹھارہ سو من کا گرز گران سنگ آسمان دنگ ہشت پہلو کاندھے پر اُس جوان خوشرو کے دیکھکر ہوش و حواس کوہیون کے باختہ ہوگئے اور پہلو مین لندھور کے دست راست پر نور ظفر ہا دخان یک ضربی گردن مست پر سوار چوبدست آہنی کو گردش دیتا ہوا جھولپر ہاتھ ڈالے ہوے لڑ رہا ہے دوسری جانب شاہزادۂ ارشیون پریزاد مشابہ بصورت لندھور فیل مست پر سوار تیغ برق مثال ہاتھ مین عقب مین تو لاکھ ہندی کھماچی جنگ تہمانہ کرتے ہوے دم جرأت کا بھرتے ہوے یون فوج کو ہیان پر گرے جیسے شیر نر مہ گوسفند ان مین آجاتا ہے شکار کرنے لگے بس لندھور ہاتھی بڑھاتا ہوا قریب پھاٹک کے پہونچا کوہیون نے پھاٹک بند کر لیا لندھور نے پیچھے فیل کو ہٹا کر زبان ہندی مین بری چودھت کہکر اشارہ کیا فیل نے جھپٹ کر پھاٹک پر ٹکر ماری پھاٹک گرا لندھور اندر گھسا ایک طرف سے صاحبقران جنگ تہمانہ کرتے ہوے پہونچے ایک جانب سے بادشاہ جمجاہ مع فوج آگئے عقب سے لشکر لقا پہونچا اب تو دو طرفین باغ کی پامال ہوگئین میدان وسیع مردان عالم کو ملا اب بخوبی لشکر اسلام اور لشکر کفار آپسین مل گئے ایک طرف سے سرداران لقا دہلوان فولاد فولاد شکن فوجین مثل مور و ملخ آپسین مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت بصد شوکت و ہیبت مل گئین برق شمشیر چمکنے لگی

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا سر بسر	پڑی چوب نقارہ رزم پر	وہ فرنا کی آواز ہیبت فزا

وہا جون کا غل دشت مین جابجا — چلی یون سیاہ گران کی بہر — زمین چھپ گئی زیر افلاک پیر
جوانان لشکر کا ہو کیا شمار — کواکب سے بھی تھے زیادہ ہوار — رسالون مین ایک ایک تھا مثل گیو
شجاعت مین رستم تو ہمت مین دیو — پیادے بھی تھے مثل مور و ملخ — جو اکدم مین اٹھین زمین بلخ
جلال اُنکو آئے دم جنگ اگر — توشق دشمنون کا ہو در سے جگر — وہ قوت وہ طاقت میان جدال
سپر اُنکی یا پارہ ہاے جبال — وہ تھی اُنکی زور آوری سربسر — کہ رستم بھی تھا زال پیش نظر
نہ آیا کبھی انکی جرأت مین فرق — سراپا تھے دریاے آہن مین غرق — شجاع و قوی دلیر و دلیر
نیستان جرأت کے غرندہ شیر — گلستان ہمت کے روشن چراغ — گل زخم کھاکر ہوے باغ باغ
لڑائی وہ گھمسان کی الحذر — بگیر و بزن کی صدا سربسر — چمکتے تھے نیزون کے پھل جابجا
ہوے طائر تیر اُڑکر ہوا — کہین برق شمشیر کی تھی چمک — کمان کیانی کی ہر جا کڑک
کسی کے پڑا سینے پر آکے تیر — کوئی سہم کر ہو گیا گوشہ گیر — کسی کی نگا نیزہ جانستان
کوئی گرز کھاکر ہوا بیم جان — تبر سے کسی کا ہوا سر شگاف — کوئی تیغ سے دو ہوا تا بناف
کسی کا کلائی سے ہاتھ اُڑ گیا — کسی کا لڑائی مین رُخ مڑ گیا — کسی کا کہین نصف چہرہ کٹا
کسی کا کسی گرز سے سر پھٹا — کوئی ہاتھ پالٹ کا کھاکر گرا — طمانچے کی ضرب اک اٹھاکر گرا
رہی پھر نہ اُسدم کسی کے حواس — ہوا دو طرف لشکرون مین ہراس — مگر دارا ے ہند لندھور معدلت

بصد شوکت بہزاران جرأت اُس مقام پر لڑتا ہوا آیا جہان گل مین ملکہ سیمین عذار صنوبر قد معشوقۂ ایرج نوجوان بندھی ہی ایک سمت قاسم زخمون مین چور چور ہو کر گرے ہین زمین پر بیہوش پڑے ہین علمشاہ نوجوان نے زخمی ہوکے زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہین ایک ہاتھ قاسم نوجوان کے سینے پر بجبت ایک ہاتھ سے کافرونکو ہٹا رہی ہین زخم کھا رہی ہین اُس مقام پر کُل فرزندان صاحبقران گھوڑون سے کود کود کر جم گئے ہین چاہتے ہین علمشاہ و قاسم کو کسی طرح اٹھائین مگر اس گھمسان کی تلوار چل رہی ہی کہ قدم بڑھانا دشوار ہی فولاد فولاد شکن مثل فیل مست دو سو من کا تینہ کھینچے ہوے جس پر جا پڑتا ہی اُسکے وار کا رد کرنا مشکل ہوتا ہی ہر چند کہ اس پیمانے بھی زرہ اچھے اچھے کھائے ہین لیکن ایسے ایسے خون کو کب اٹھاتا ہی لڑائی کو کھیل جانتا ہی بس لندھور بن سعدان فرزندان صاحبقران کا یہ حال دیکھکر ہاتھی سے کود پڑے گرز کو گردش دیتے ہوے قریب علمشاہ آپہونچے علمشاہ کی آنکھ شدت زخمداری سے کبھی بند ہو جاتی ہی کبھی گھبرا کر آنکھ کھول دیتے ہین لندھور نے جو نعرہ کیا کہ اے رستم زمان علمشاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران بابا ہوشیار رہیو یہ خدمتگزار آپہونچا علمشاہ نوجوان نے صدائے لندھور سنکر آنکھ کھولی فرمایا اے غم امدار آپکی جرأت و شوکت پر نثار ماشاء اللہ کیا کہنا اگر ہم مرد ہین اگر قتل ہوے تو کیا لاشہ پڑا رہا

تو کیا پرواہ اسطرح اسکا فضل شریک حال ہو۔ ایرج قاسم بیہوش پڑا ہے اسکا بچنا محال ہے بموجب مضمون مصرع ع ہر چہ رود بر سرم خدا پسند ہی روا ست ۔ مگر انسان جو کچھ کرتا ہے برائے ننگ و ناموس عورت کا مقدمہ بہت نازک ہے اول بڑھکر معشوقہ ایرج نوجوان ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو چھڑا لیجیے اپنی بہو کے پاس جایئے اُس کشتہ حسرت و یاس کی یہ نشانی ہے حقیقت مین مبتلا رلائے آسمانی ہے اسکے سہارے ہماری زندگی ہوگی اُسکے حال زار پر ترحم فرمایئے ہماری طرف نہ آیئے ہم تو اب رخصت ہوتے ہین بعد اختتام جنگ اگر موقع پایئے گا ہماری اور قاسم اور ایرج کی لاش ساتھ اُٹھا لیجیے گا وصیت آخر یہ ہے کہ تینون قبرین ایک ہی مقام پر بنایئے گا تا آئندہ کو زندہ دیکھین کہ پیر زمین کیونکے ساتھ اپنے شیرون کے جان دی اس غم جانکاہ کی فلک کو برداشت نہو ئی مگر وہ سخت جان ہون کہ روح جسم سے نہین نکلتی حسرتین لیکر پردہ دنیا سے جاتے ہین اس کلام حسرت انجام سے علمشاہ کے لندھور کا کلیجہ پھٹا گیا گرز کو تیر دیا شروع کیا سیکڑون کے سر پھٹے خود بھی زخم کھائے مگر قدم اُس جگہ سے نہ ہٹے کس سکے لندھور سے اُس مقام پر جنگ کی کیا عجب تھا کہ زبان تیر اور کلہ عمو سے صدائے تحسنت و آفرین بلند ہو علم سرو قد برائے تعظیم لندھور اُٹھے ترکش منھ کھولکر رہے شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از تیغ برین ۔ رزم و میدید و میگفت آفرین صد آفرین ۔ لندھور بن سعدان نے جان دیکر اپنے کو قریب اُس نخل کے پہونچایا کمندین کاٹین ملکہ کو گود مین لیا اُس دم ملکہ کو غفت نے آنکھین کھولکر آواز دی ای شخص تو کون ہے مرے جسم مین ہاتھ لگاتا ہے تین اپنے کو ناموس حضرت خلیل الرحمان مین داخل کیا ہے علاوہ اسکے جسم میرا کو ٹرکی ضرب سے پاش پاش ہے کنیز کہوت کی طرح سے اے شخص خوف خدا کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر لندھور نے اس بیان پر ایک چیخ ماری کہ زمین ہل گئی اور کہا بی بی تمھارا خدمتگار ہون امیر باتو قیر کا پرانا سردار ہون لندھور بن سعدان میرا نام ہے لڑ بھڑ کر تم تک آیا ہون ذرا آنکھین کھولکر دیکھو کس کے تمھارے واسطے جان دی قاسم نوجوان کا لاشہ پڑا ہے علمشاہ پڑا ہوا دریاے خون مین غوطہ مار رہا ہے مین نے چاہا اُن زخمیان تیغ جفا کو پہلے اُٹھا لون ایرج کے جدنامدار علمشاہ عالی وقار نے ایسی مصیبت کے وقت کے روح قالب سے نکلا چاہتی ہے یہ جواب دیا کہ پہلے ہماری بہو کو رہا کر دی بی مین آپہونچا میری نور نظر ہو تکو نا محرم بچا لو مین شاہزادہ ایرج اور اُنکے والد قاسم شیرون کو گودیون مین لا ہی پڑا خیر خواہ ہون کل حالات صاحبقران زمان سے آگاہ ہوا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد آنکھین کھولکر روئی لندھور بن سعدان کو دیکھا کہ جسم تمام نوارہ خونکا بنا ہوا ہے بدن تیرون سے مثل غربال کے چھنا ہوا ہے پوچھا کہ اے جد عالی تبار یہ وارث کی بھی کسی خبر لی اُس کشتہ حسرت و یاس پر کیا گذری ہے مین اپنے وارث کو رونے بھی نہ پائی یہ کہکر دونون کلائیان کہ الماس کے ٹکڑے معلوم ہوتے تھے گلے مین لندھور کے ڈالدین بیہوش ہو گئی منکا ڈھل گیا معلوم ہوتا تھا کہ دشمنون کا دم نکل گیا اب لندھور نے آگے بڑھکر اپنے بیٹے فرہاد خان وارثیون بر یزاد کو آواز دی کہ جاگہ پڑا ہے کو دیکھ جانکا

خوف نہ کرو ہاتھی لاکر بٹھاؤ دخبردار عرصہ نہ دو وہ شیر لڑتے ہوئے قریب آئے پیدل ہو ہاتھی کو بٹھایا پہلے ملکہ کو ہودے میں ڈالا اب جھک کر لند ھور نے قاسم و علمشاہ کو اٹھایا اسی ہاتھی پر انکو بھی مثل مردے کے ڈالا دونوں بیٹوں سے کہا دونوں طرف سے جھول کو تھام لو حق پدری ادا کرو خبردار یہ متعدمہ ناموس کا ہے جانتک زندہ رہنا کسی ہیما کو ہاتھی کے قریب نہ آنے دینا اگر قتل ہو جاؤ گے سعادت دارین پاؤ گے تا روز قیامت نام رہیگا ہر بہادر تمکو جانباز اور سرفروش کہے گا بیٹا قبروں پر بیٹے روتے ہیں صاحبان مراد مراد لگتے آئے یقین کامل ہے کہ اپنی خواہش دل کو مستفیض ہونگے اور اگر ہو سکے تو میرا خیال نکرو ہاتھی کو ساتھ لیکر لوٹتے پھرتے نکل جاؤ یہ کہکر لند ھور اپنے مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوا اپنے سرداروں کو بھی یہی حکم دیا کہ ہار دو میرا خیال نہ کرنا ہمارا قتل ہوگا اسکا ملال نہ کرنا ہاتھی کو بیچ میں لیلو سب ہوا ہو جاؤ ہندی تلواریں کھینچکر اس معرکۂ قیامت خیز میں لڑتے ہوئے ہاتھی کے ساتھ چلے کہ صاحبقران زمان لڑتے پھرتے ننگا نہ رستا نہ صفوں کو پامال کرتے ہوئے اس مقام پر پہونچے جو اہر بن عمرو رکاب سعادت انتساب سے لپٹا ہوا خنجر ہاتھ میں پشتبانی کرتا ہوا ساتھ ہو امیر باتوفیر فرما رہے تھے کہ اے جواہر یہ کیسا لڑتے ہیں کیا علمشاہ و قاسم کے دشمن مارے گئے اب سوقت تجکو آنکھوں سے نہیں سوجھتا ذرا خبر تو لے جواہر نے چاہا رکاب چھوڑوں بڑھ دریافت خبر جاؤں کہ دیکھا سرداران ہندوستان بصد شوکت و شان ہاتھی کو بیچ میں لیے ہوئے لڑتے ہوئے آتے ہیں اور علمشاہ اور قاسم مثل مردے کے ہودے میں پڑے ہیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد پر تو لند ھور بن سعدان نے اپنا دوشالہ ڈالدیا تھا کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے وہ تو خفی ہے مگر ان شیروں پر نگاہ پڑی صاحبقران زمان نے آوازدی یارو یہ کیا معرکہ ہے جواہر نے بڑھکر مفصل خبر دریافت کی قریب آکر عرض پرداز ہوا کہ اے شہریار لند ھور نے بڑا کارنمایاں کیا علمشاہ و قاسم زخمی ہوکر قریب اس تخل کے گرے تھے کہ جسمیں ملکہ سیمین عذار صنوبر قد بندھی تھی لند ھور نے ملکہ عالم کو بھی رہا کیا ان شیروں کو خمداری میں اٹھایا آپ شبرنگ تازی پر سوار ہوکر برائے مقابلہ فولاد خولاد شکن آیا ہے لاحظہ فرمایئے کہ ان شیروں پر یزاد و فرہاد خان یک ضربی پیدل جھول پر ہاتھ ڈالے ہوئے لڑ رہے ہیں صاحبقران زمان نے ہاتھ اٹھاکر فرمایا اے پروردگار لند ھور نے میرے فرزندوں کو بچایا وہ بھی اپنے کلیجے کے ٹکڑوں کو صحیح و سالم پائے یہ فرماکر آگے بڑھے بادشاہ جمجاہ بھی لڑتے ہوئے چلے آتے ہیں اب وقت قیامت ہے کہ بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہیں پہچانتا جا بجا لاشوں کے انبار ملازمان فولاد غذار جانبازی سے سرفروشی کر رہے ہیں اس ہنگامہ میں نقیب جانبین کے آوازیں لگا رہے ہیں اے مردان بکوشید تا جامۂ زمان نپوشید بیت روز جنگ است جنگ باید کرد ۔ کوشش نام و ننگ باید کرد ۔ اے حیران عالم یہ میدان کارزار ہے اپنے بزرگوں کا نام روشن کرد صف شکن ہو تیغزن ہو دیکھیں اس معرکے میں کون سرخرو ہوتا ہے کون آبرو کھوتا ہے یارو دنیا ناپائدار ہے زندگی کا کیا اعتبار ہے دارا و کیقباد و جمشید و سکندر صاحب حشم و ضحاک نابکار و ہوش ربا دو نخوت سے مدہوش رہا ہزار سال سلطنت کی آخر یہ سب کیا ہوئے خاک کے پتلے تھے خاک میں مل گئے بند ہمسہ

گئے کل سوے گورستان جو ہم ہاستہ حالی تھے
مقابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی پائمالی تھے
یہ دو مصرع لکھے اُسجا بمضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

دنیاے فانی مقام عبرت نہ جاے عیش و عشرت ہے آئینہ وقف حیرت ہے مسدس

ہمنے دیکھا ہے تواریخ مین اے اہل نظر
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
وجہ ہی اسکی یہ ظاہر عقلا کے اوپر
یعنی وہ کہتا تھا یہ دست تہی دکھلاکر
زادرہ ہیچ نداریم چہ تدبیر کنیم
سفر دور و دراز ست دلم پے خبر یم

شعر تردد کیا تمھین اے ساکنان ملک ہستی ہو ۔ عدم کی راہ سیدھی ہو بلندی ہو نہ پستی ہو ۔ آواز ین نقیب کرکیت کی سنکر مردان عالم زور و شور سے لڑ رہے ہین کہ صاحبقران نے دور سے دیکھا لند ھور بن سعدان لڑتا ہوا کوہیون کو قتل کرتا ہوا قریب فولاد فولاد شکن پہونچ گیا اور للکار کر کہا مرد مین آپہونچا صاحبقران دیکھ رہے ہین کہ فولاد فولاد شکن بھی لند ھور کے مقابلہ مین پہونچا فولاد فولاد شکن نے ہاتھ مارا لند ھور نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا قصد یہ تھا کہ لپٹ جاؤن تلوار اس ملعون کی چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھاؤن مگر اتفاق قضا و قدر ایک کو ہی نے لند ھور کے شانہ پر نیزہ مارا شانہ نہ ہوا سنان نیزہ استخوان کو توڑ کر پار گذر گئی لند ھور نے پلٹ کر اُسکو ہاتھ مارا وہ تو وار خالی جنم ہوا مگر فولاد کا تیغہ چل گیا سر لند ھور پر پڑا خود کو کاٹ کرتا دوا بر دو پہونچا زخم کاری کھایا باز و مین سنان نیزہ سر پر زخم کاری سنان نیزے کو شانے سے نکالا خون کا فوارہ بلند ہوا قریب تھا کہ گھوڑے سے گرے ضبط کرکے اپنے کو روکا فولاد فولاد شکن نے چاہا پھر ہاتھ مارکر سر کاٹ لون اُسوقت لند ھور پر ہراس طاری ہو کہ سر سے چادر خون چہرے پر آئی ہو دریاے خون مین نہا چکے ہین آنکھون سے نہین سوجھتا اور فولاد فولاد شکن مثل دیو خشمناک مکار و بیباک زخمی دیکھکر بڑھا ہو بس صاحبقران نے جو دور سے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا دہین سے نعرۂ کوہ شگاف کیا

شعر مصنف نعرہ سر کن شکر کافران ۔ بہ پشیم نگون شد سر کافران ۔ او نامردانہ کی کوئی زخمی پر ہاتھ ڈالتا ہو خبردار ہاتھ کو روک لے کہ مین آپہونچا یہ کہکر پشت اشقر پر کودا مارا اشقر دیو زاد نے مثل غزال صحرائی جست کی ہی مین آکر تم لند ھور کو ہٹایا اپنا سینہ سپر کرکے اُس مردود نے وہی تیغہ خون آلود سر صاحبقران پر مارا صاحبقران نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر چند تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہو جب تیغہ قریب سر پہونچا چھکی ماری تیغہ فولاد کا پھٹ پڑا صاحبقران زمان نے جبہ پی پڑھا کر کلائی پر اُسکی ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر کرکے جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی

کمر زخیر مین ہاتھ ڈالکر نعرہ کیا نظم
یکے نعرہ زد میر منزل مہانت
کہ بسمرغ لرزید در کوہ قاف

یکے نعرہ زد آن بجلفش بدر	کہ آہن دلی را دریدہ جگر	صاحبقران زمان نے زور جو کیا

اُس دیو خصال کوہ مثال کو قاش زین سے اکھیڑ ادست حق پرست پر مند کیا تمام اہالیان لشکر نے دیکھا کہ صاحبقران نذر آتش فولاد فولاد شکن کو اُٹھا لیا چاہا کہ چرخ دون رکابون کو خالی کرون اشفر دیو زاد سے اُترون اس بیچارے مشکین باد ہون مگر کوہی چہار طرف سے ٹوٹ پڑے صاحبقران کو سنبھلنے نہ دیا اِدھر سے ملازمان صاحبقران اُدھر سے تمام کوہی اپنے افسر کے واسطے جان دینے پر آمادہ ہوے بیت خروشی بر آمد بگیر و بگیر

یکے خورد نیزہ یکے خود تیر ۔ نظم

ہزارون کے لاشے زمین پر گرے	ہزارون کے منھ جنگ سے پھر گئے
کہ گھوڑون کے سم ہوگئے تر بتر	تڑاق عمودان سے رن ہل گیا
ردان خون کا دریا ہوا بیحساب	کہ سر کٹکے پیرے مثل حباب
زمین کوہ ہا زلزلہ دیرتاک	ہوا حشر تیغون کی جھنکار سے

کہ طالم اُڑے خوف سے دشت کے — اس قیامت کی اُس مقام پر تلوار چلی کہ دور تک خون کی ندی بہی سپر ہن جو مردان عالم کی اُس دریاے خون مین گرین بہی ظاہر ہوتا تھا کہ کچھوون نے دریا سے منھ نکالا تلوارین جو ہاتھ سے مردان عالم کے چھوٹین گویا مچھلیان شناوری کر رہی تھین گرز و تبر پر نہنگان دریائی کا عالم خون کا دریا جوش پر دمبدم گردشون سے سیر جو زمین پر گرے گویا زمین کے روئیں کھڑے ہوگئے تھے صاحبقران زمان نے ہر چند چاہا کہ فولاد فولاد شکن کو سنبھالون مگر اسقدر تلوارین پڑین کہ آخر فولاد ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا کوہی جان دیکر ٹوٹ پڑے صاحبقران نے اُٹھا لے گئے اب جو صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دارا سے ہند لندھور بن سعدان دریاے خون مین غرق گرز ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے ایک شاخ نخل پر ہاتھ کثرت زخمداری سے بھوم رہے ہین مگر جوش جرأت سے قبضہ شمشیر کو چھوڑا نہین صاحبقران گھوڑے پر سے کود پڑے لندھور کو گود مین اُٹھا لیا ہوادار پر سوار کیا اب لندھور کو ہوش آگیا صاحبقران زمان نے اسفندیار شاہ گیلانی اپنے فرزند کو آواز دی اے راحت جان غم نامدار نے تمھارے کارنمایان کیے مگر کثرت زخمداری سے بیہوش ہین اُنکے ہوادار کے قریب رہو فولاد فولاد شکن کو کوہی اُٹھا لے گئے یقین تو ہے کہ وہ قابل جنگ نہو مگر اُسکے ساتھ کے کوہی قیامت برپا کر رہے ہین بڑے جوش و خروش مین آمادہ جنگ ہین بیشک یہ کوہی بجز جرأت کے ننگ ہین دیکھو وہ سامنے بادشاہ لشکر اسلام پر بلوہ ہی فوج لقمانی گھیرے ہے مین اُسطرف جاتا ہون اسفندیار شاہ گیلانی نے بحکم صاحبقران پائے پر ہوادار کے ہاتھ کھدیا لڑتے ہوے ایک طرف چلے مگر صاحبقران ایک سامنے کو شکست دے کے چند قدم آگے بڑھے تھے کہ دیکھا اژدہیون پر نژاد و قرہا دخان یک ضربی جنگو لندھور نے ہاتھی کے ساتھ کیا تھا جھول تھام کر اسقدر لڑے کہ زخمون مین چور چور ہوگئے ہاتھی ایک مقام پر تھم گیا کفار نے آگے نہ بڑھنے دیا ہزارہا ہندیون نے شمشیر زنی کر کے

اپنی جان دی گرد ہاتھی کے صدہا لاشہ تڑپ رہا ہے لالہ زار کھلا ہوا ہے کفار کا قصد ہے کہ ہاتھی کو اپنے قبضے مین کرین فرہاد خان یک ضربی وار شیرون پریزاد نے گھٹنے زمین پر ٹیک دیے ہین مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے ابھی تک کسی کو قریب نہین آنے دیا صاحبقران نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز دی ہی فرزند مرحبا صد مرحبا جرات کا جرم یہی ہے کیا مردانگی دکھائی دونون نے اُس حال مین جھک کر سلام کیا آواز دی حضور آپ قریب آئین غلامان جان نثار رخصت ہوتے ہین مگر اس حسرت پر رو تے ہین کہ بابا جان نے ناموس نورنگاہ حضور کو ہمارے سپرد کیا تا بہ لشکر نہ پہونچا سکے اجل قریب آگئی زندگی اسی قدر تھی صاحبقران زمان گھوڑے کو اُڑا کر قریب آئے ہاتھی کو بٹھایا فرہاد خان وار شیرون پریزاد کو بھی ہاتھی پر لادا آپ گرد ہاتھی کے پھر کر لڑنے لگے سردارون نے جو نعرہ صاحبقران کی صدا سنی جنگ کنان اسی مقام پر آگئے اب کس کی مجال ہے کہ قریب ہاتھی کے آسکے یا جرات دکھا سکے جو بڑھا افسرون نے جھپٹ کے ہاتھ مارا کا فر شعلۂ شمشیر سے جل گیا اس طرف سے صاحبقران شمشیر زنی کر رہے ہین سردار آواز دیتے ہین کہ اے شہریار ہاشا ر اسد قطعہ

چشم دشمن سے تری تیغ کے جوہر جو ملائین	خون اترا رہے آنکھون مین لہو کا ہو یہ جوش
پشتہا پشت رہے تیغ کی برش کا اثر	کہ عدو زادہ ہو پیدا تو جدا ہون بر و دوش

اب صاحبقران زمان لڑتے ہوے کنارے تک فوج کے پہونچ گئے ہر سردار یہی ترغیب دے رہا ہے کہ حضور اب نکل چلین چار جوانان شیر دل دو نور نظر حضور کے دو پارۂ جگر لشکر صور کے علاوہ انکے ناموس شہنشاہی بلکہ سیمین عذار صنوبر قد اس ہاتھی پر ہین اگر یہ جنگ قائم رہی اور کفار نے فرار پر قرار نہ کیا تو یہی آکر شریک جنگ ہونگے امیر کو یہ قول مردان عالم کا پسند آیا لڑتے ہوے طرف لشکر کے چلے اگر کفار نے تعاقب کیا پلٹ کر شمشیر زنی کی پھر بڑھے مگر یہان بادشاہ جمجاہ فوج لقا مین آمادۂ حرب و پیکار ہین بختیارک فوج کو ترغیب دے رہا ہے بختیارک نے ایک جانب دیکھا کہ ایک صف مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان روح روان لشکر اسلام اس جوش و خروش سے جنگ مین مصروف ہے بڑے بڑے پہلوانونکو مارا نامی اہالیان لشکر لقا کو للکار انبر دلے سامنے سے اُس شیر کے بھاگتے پھرتے ہین بس بختیارک نے عیارون کو فریب بلایا مہتر وسواس سے کہا دیکھ تو بیڑہ حمزہ کیا قیامت برپا کر رہا ہے کمند اندازون کو لیجا حیلے سے نور الدہر کو گرفتار کرے وسواس بموجب حکم بختیارک چار سو کمند اندازون کو ساتھ لیکر اس غول مین آیا جہان شاہزادۂ نور الدہر مصروف جنگ تھے ایک سانے کو اشارہ کیا ذرا نور الدہر کو یہ دکھا دے ان بیمایون نے یہی کیا کئی پہلوان ٹوک کر سامنے گئے تلوارین چمکا کے بھاگے نور الدہر نے تعقب کیا قریب نخلستان کے پہونچے تھے وسواس نے عیارون کو اشارہ کیا چار سو حلقہ کمند کا نور الدہر پر ایک مرتبہ پڑا

حلقے کمند کے گردن اور کمر مین پڑے شاہزادہ مجبور ہوکر گھوڑے سے زمین پر گرا چار سو پیک نے شاہزادے پر ٹوٹ پڑے نورالدہر نے اُس حال مین بھی کسی کو گھونسا کسی کو لات کسی کا سر کھینچ لیا چالیس پچاس عیار مارے آخر گرکے بیہوش ہوئے دسواس نے کمندون مین باندھ لیا ساتھ والون سے کہا خبردار کوئی دیکھنے نہ پائے باغ ینابین چھپا کے لیجاؤ مسلسل کرکے کسی مکان مین قید کردو جب خداوند پلٹ کر آئینگے تو اسوقت سمجھا جائیگا عیار شاہزادے کو لیکر روانہ ہوے اس حال سے عیاران لشکر اسلام و سرداران عالیمقام بالکل آگاہ نہوے مگر سردار نورالدہر ہر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن وصفدر طہماس بن عنقویل دیوپیکر و صدران راہ منظر و دراج درد گوش واشکاش کشیدہ رو وزرباب خان و بیجن خان و کیوان اجم سپاہ و سہیل ستارہ چشم وغیرہ سرداران نورالدہر و شبرنگ بن عمرو عیار یہ سنکے سب جنگ مین ایک مقام پر مصروف ہین کہ دیکھا مرکب شاہزادے کا موسوم بہ اسپ پر پوش باگین کٹی ہوئی زین ڈھلکا ہوا خون سے تمام جسم گلنار ایک مقام پر کوتل کھڑا ہوا ہے شبرنگ جاکر مرکب کو تھامتا ہوا سامنے طہماس وغیرہ کے آیا کہا صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن شاہزادے کے کام آئے مگر بہت تلاش کیا لاش کا پتا نہ ملا گھوڑا کوتل دستیاب ہوا اسوجہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ لڑنے مین کوئی گرفتار کرلے گیا ہے سرداران نورالدہر مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شبرنگ نے سب کو سمجھایا کہ آپ سب صاحب صبر کرین یہ اپنے وقت کے صاحبقران ہین ایسے ایسے قران صعب انپر بہت پڑتے ہین تمام کفار جان کے دشمن لقا پرست رہزن پروردگار انہی قدرت کاملہ سے بچاتا ہے سردار مجبور ہوکر خاموش ہوے مگر غلام اللہ سعدبن قباد والا نژاد اڑتے بھرتے قریب تخت لقا پہونچے تھے بختیار نے دیکھا کہ فولاد فولاد شکن گرنے سے زمین کے بیہوش ہوچکا کوہی اُسکو اٹھاکر لے گئے بادشاہ اڑتے بھرتے چلے آتے ہین جملہ سرداران نامی کا اب اسی مقام پر جاؤ ہے ایسا نہو کہ لقا پر کوئی افتاد پڑے سلیمان عنبرین موی کوہی و ناصر کوہی و عنصر کوہی وغیرہ بھی زخمی ہوچکے ہین بس اُنسے سوچکر طلسم بازگشت بجوا دیا دونون لشکر جدا ہوے بادشاہ جمجاہ اپنے کشتون کو اُٹھواتے ہوے سرداران زخمی کو تلاش کرکے ساتھ لیتے ہوے اُسوقت لشکر مین پہونچے کہ صاحبقران نے لندھور و فرہاد خان یک ضربی وارشیون برنژاد و علاج و قاسم کو شفاخانے مین اُتروایا ہے زخمدوزی کی تدبیر ہونے لگی اور ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکولاکر محلات معلی مین داخل کیا تمام شاہزادیون نے آنکھون پر لیا ملکہ سیمین عذار صنوبر قد محل مین آکے پیٹنے لگی کہ صاحبو میرے وارث کی تحقیق کچھ خبر سنا دکنیزون نے بیان کیا بی بی نہ گھبراؤ خدا نے خیر کی سب سردار واسطے جنگ کے چلے گئے مگر نیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا و عوجان دریاری و سام بن عوجان و میعاد عاد رشک دارا گردن وغیرہ سرداران ایرج نوجوان کو جاکر اُٹھا لائے پروردگار نے بنا فضل شریک

حال

حال کیا وہ شیر زندہ ہی ٹانکے وغیرہ دیے گئے ہین کل تک انشاء اللہ محل مین بھی آئینگے یا تو ملکہ سیمین عذار صنوبر قد نے جوش غم والم مین نام ایرج کا بکثرت لیا تھا خوشی کی جو خبر پائی عرعرکا لیا اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے شعر

مانند شانہ ہی خلقونپر جو روزگار — حاصل ہے مثل زلف مجھے طول انتشار — اسپہ وار ہون دل مشتاق کی طرح
یارب دکھا جمال تمنا پھر ایکبار — آغوش مین مراد ہو لب پر ہون تیسرے — چھلکون بسان ساغر لبریز بار بار
پھر تار ہون مین صورت یوسف مسیح مین — گھٹنے مین مثل عمر عدو پاؤن مختصر — دیکھا کرین حسین جہان جو فرخ خوش مین
پیدا ہو مجھ مین صورت دلہای داغدار — لپٹون بشکل پنجۂ ساقی سبو سی روز — چھوٹون بسان دامن جانان ہزار بار
گردن جھکاؤن مثل قلم التماس مین — چہرہ دکھاؤن صورت مضمون آبدار — الفاظ مین بصورت معنی چھپا رہون
مطلب کی دون خبر جو زبانسے ہو آشکار — خاطر مین آکے قاصد میمنون مین جابات — پہونچون جو تا بہ گوش مخاطب ہو بیخبر

نگاہ بچاکر بیون کی واسطے سجدے کے جھکی عرض کی اے خالق زمین وزمان واے رب دوجہان

کیا شکر یہ تیرا ادا کرون اے بیات — اگر ہر موے من گردد زبانے — زتو رانم بہ ہر یک داستانے
نیارم گو ہر شکر تو سفتن — سر موے ز احسان تو گفتن — تمام شاہزادیان خدمت مین ملکہ

سیمین عذار صنوبر قد کی مصروفیت مین جسم کو خون سے پاک کیا لباس تبدیل کرایا دماغ کو اپنے عرش علی پر پہونچایا ملکہ تو محلات معلی مین داخل ہے البتہ دیدار فرحت آثار ایرج نوجوان کی مشتاق مگر فرحت حاصل ہے سب طرح تسکین دل ہی مگر جب صاحبقران زمان دربار مین آئے جواہر بن عمرو نے حال ایرج نوجوان کا عرض کیا کہ بفضل خدا سی صحیح وسالم ہین ٹانکے لگاکر پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھادین مگر ابھی بیہوش ہین اسی اثنا مین شبرنگ بن عمرو نے عرض کی حضور نورالدہر کو یقین ہی کہ عیاران لشکر لقاعین جنگ مین گرفتار کرلے گئے امیر نے گھبراکر فرمایا جلد جاکر دریافت کرو ایسا نہو فولاد فولاد شکن غصے مین قتل کرڈالے عیاران لشکر اسلام دستے خبر کے روانہ ہوے اب دو کلمۂ داستان لشکر کفار تحریر کیے جاتے ہین کہ لقا شکست کھاکر اپنی بارگاہ مین آیا فولاد فولاد شکن کو بھی ہوش آچکا دربار مین تو آکر بیٹھا مگر حجاب سے سر جھکائے پشت دست کاٹ رہا ہی ہونٹھ چاٹ رہا ہی بختیار ترک نے کہا اے پہلوان دوران اب رنج وملال بیکار ہی جو ہونا تھا وہ ہو چکا آخر کہین شادی کرتے اپنا بر آپ تلاش کرلیا صاحب حسب ونسب نورنگاہ امیر عرب جرات مین یکتا خداوند لقا کا نواسا اور اگر کچھ بہ لانظور ہے تو ہمنے جنگ مین شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گرفتار کرلیا ہی انکو قتل کیجیے فولاد غصے مین کانپنے لگا کہا ملک جلد یک تو خلاف جرات مجھسے یہ ہوا کہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین جاکر زخمی کیا اب یہ کردن حسکو عیار پکڑ سے لائے ہون اُسکے قتل کا حکم دون آپ کا گنہگار ہی قدرت کو قتل کا اور عدم قتل کا اختیار ہی مین اپنی زبان سے کچھ نہ کہونگا مگر اتنا چاہتا ہون کہ سیمین عذار صنوبر قد کسی طرح میرے قبضے مین آجائے پھر اگر ایک مسلمان کو زندہ

چھوڑدون تو فولاد فولاد شکن نام نہ رکھیے گا بختیار نے کہا یہ اب دشوار ہے جو ملک زمین قبضہ مسلمانان مین گئی اُسکا ملنا مکن نہین فولاد نے کہا خیر ہم آپ تدبیر کر لینگے اب بختیار نے سلیمان عنبرین موے کو ہی کو ورغلانا کہ اے بادشاہ توستان آپ کے صدہا عزیز و اقارب ہاتھ سے مسلمانون کے مارے گئے اب بلاکر نورالدہر بن بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے دربار سمجھیے اگر قدرت کو سجدہ کرے فبہا ورنہ اُسی وقت قتل کیجیے سلیمان عنبرین موے کو ہی نہایت غصے مین بیٹھا ہی اور یہ فولاد فولاد شکن بھی سلیمان کا بھانجا ہی اسکی ذلت کا بڑا ملال ہی بس حکم دیا کہ قیدی کو جلد لاؤ حقیقت مین ملک جی سچ کہتے ہین مسلمانون کا بھی یہی طریقہ ہی جو کوئی ہم مین کا اُنکے یہان گرفتار ہو گیا اگر مسلمان ہوا تو بروی ورنہ قتل کرتے ہین ہم کیا کسی سے پایہ کمی کا رکھتے ہین بس فوراً اُسنے حکم کیا کہ نورالدہر کو ہمارے سامنے لاؤ بختیار نے پہلے ہی کہلا دیا تھا سلیمان خاص بارگاہ مین بلانا مناسب نہین ہے مسلمانون کو خبر ہو گی فوراً آئینگے قیدی کو چھوڑا لیجائینگے اور دس بیس ہزار کی جان پر بنے گی کوئی تدبیر نہ بن پڑیگی سلیمان عنبرین موے کو ہی بیغہ پکڑکے اٹھ کھڑا ہوا لقا سے کہا یا خداوند باغ مین چلیے لقا بھی راضی ہوا بیان کیا ہی اُستاد داں سخنور نے کہ بختیار نے اشارہ کر کے بارہ سو سردار ساتھ لیے باغ مین آئے یہ باغی داخل ہوے لقا تخت نخوت پر تاج نکبت سر پر رکھے متمکن ہوا تمام سرداران زبردست دنگل پر دروازے کا بھی بختیار نے بندوبست کیا اب حکم دیا کہ نورالدہر کو لاؤ یہان تو بختیار نے وسطے قتل کے نورالدہر کو طلب کرایا مگر واضح رائے ناظرین والا تمکین ہو کہ جنگ مغلوبہ بمقدمہ ملکہ تحریر ہوئی چار روز کا زمانہ گذر چکا ہے ایرج نوجوان کو شفاخانے مین ایک دن اور ایک شب تو بالکل ہوش نہین آیا دوسرے دن شاہزادہ اُٹھکر بیٹھا یخنی وغیرہ نوش فرمائی شاپور شیر دل خدمت مین حاضر ہے سرداران کے جمع تھے انتہا کا حجاب ہے کہ اب مین واللہ نامدار وجد عالی تبار کو کیا منھ دکھاؤنگا میرے واسطے کیا کیا بلائیں برپا ہوئی کیسے کیسے سردار زخمی ہوے خدا نے سب شیرون کو بچایا یہ واضح رہے کہ قاسم و علمشاہ وغیرہ زخمدار اور شفاخانہ مین ہین ایرج نوجوان بسبب شرم و حجاب کے ابھی بارگاہ مین نہین جسدن سے ہوشیار ہوے یکلمہ زبان پر جاری ہی جبتک مین فولاد فولاد شکن سے بدلا نہ لونگا بزرگون کو منھ نہ دکھاؤنگا ہر روز قصد ہوتا ہے کہ وہا حقیر ان زمان کے سلام کو جاؤن مگر حجاب مانع ہی ابھی تک کسی دن بارگاہ سلیمانی مین نہین گئے اگر کوئی سردار مثل مالک وغیرہ عیادت کو آئے تو شاہزادہ ایرج نوجوان کہلا دیتے ہین کہ اسوقت سو گئے ہین قضا کار عیار نورالدہر کا شبرنگ بن عمرو بے تکلف بارگاہ ایرج مین چلا آیا واسطے تسلیم کے خم ہوا ایرج نے کہا کیون شبرنگ تمھارے آقا کا مزاج کیسا ہے ہماری عیادت کو نہ تشریف لائے اتنک تو حال گرفتاری نورالدہر ایرج نوجوان سے چھپا تھا کہ زخداری مین شاہزادے کو ملال ہوگا مگر شبرنگ نے جو اس طرح پوچھا شبرنگ نے اختیار رونے لگا شاہزادہ ایرج نوجوان نے کہا کیون خیر تو ہے کیا خدانخواستہ زیادہ زخمی ہوے تھے

شبرنگ سے ضبط نہو سکا کہا اے شہریار وہ جنگ مغلوبہ ہے کہان واپس ہوے عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ عیاران کفار
گرفتار کر کے لے گئے مین نے اس تیرہ دن مین تمام لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین پتا نہ ملا بس ایرج غصے مین بھرنے
لگا شاپور شیر دل کی جانب نگاہ تہر دیکھا کہا کیون بھئی تم نے ہم سے اطلاع نہ کی اگر خدانخواستہ انکے دشمنون
پر کوئی افتاد پڑے سارا لشکر یہی کہے گا کہ تعصب ہمچشمی مین نور الدہر کو مٹوا دیا بخدا نہ مین کھانا کھاؤنگا نہ پانی
پیونگا پٹیان مرہم کی ابھی فوج کے پھینک دونگا جسطرح سے بنے جاؤنگا اور نور الدہر کی خبر لاؤنگا مین جاکر انکو رہا
کرون یا اُس شیر کے واسطے اپنی جان دون اسطرح جوابرج نوجوان نے کہا شاپور کانپ گیا خوب آگاہ ہے کہ آتشین
شعلہ مزاج ہین جو کہتے ہین وہی کرینگے عرض کی حضور غلام ابھی جاتا ہے ایرج نے شبرنگ تاکید کی اگر جی چاہے
تم بھی شاپور کے ساتھ جاؤ اپنے آقا کا پتا لگاؤ مگر لشکر مین اس بات کا کسی سے ذکر نہ کرنا ہم اس مقدمے مین بہت
محجوب و شرمسار ہین اور اب تو نور الدہر کے واسطے اشکبار و بیقرار ہین شبرنگ نے کہا کیا مجال جو اس بات کو
زبان سے نکالون مین بھی اپنے بھائی شاپور کے ساتھ جاتا ہون بس یہ دونون عیاران طرار خنجر گزار صورتین تبدیل
کر کے سمت لشکر لقا چلے لشکر لقا مین آکر دیکھا بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے جابجا سردارون مین چپکے چپکے کچھ باتین
ہو رہی ہین اور دو دو چار چار مسلح ہوکر سمت باغ مینا جاتے ہین شاپور نے فوراً اپنی صورت ایک کوہی کی بنائی
ایک کمیدان جاتا تھا اُسکو بڑھکر سلام کیا کہا کیون حضور کیا آج باغ مینا مین جشن کی تیاری ہے اُس کمیدان نے
کہا نہین بھائی کسی سے ذکر نہ کرنا نور الدہر نبیرہ حمزہ چارون سے قید تھا اندر باغ کے میدان خونی کی تیاری
ہے یہ مخفی اُسکو قتل کرینگے کہ مسلمانون کو خبر ہونے پائے اسی وجہ سے دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے ہم لوگ
جاکر دروازے مین ٹھہرینگے کہ شاید اگر کوئی مسلمان آئے تو باہر ہی روکین اندر نہ جانے دین یہ خبر وحشت اثر
سنتے ہی شاپور الٹا پھرا شبرنگ نے دیکھا کہ شاپور حال دریافت کر چکا یہ ضرور ایرج سے کہیگا مین جاکر سرداران
دست راست کو خبر کرون شبرنگ تو طرف بارگاہ لنڈھور کے چلا مگر شاپور آنکھون مین آنسو بھرے ہوے
خدمت مین ایرج کی آیا آتے ہی عرض کی اے شہریار غضب ہوا اندر باغ مینا کے کمینہ نور الدہر کو قتل کیا چاہتا
ہے فوجین دروازے پر پہونچ گئی ہین دروازہ بند ہے کھڑکی سے آمد و رفت ہے اندر باغ کے جانا نہایت دشوار ہے
اور اگر جانے مین دیر ہوگی شاہزادہ زندہ نہ ملیگا بختیارک نے سلیمان عنبرین موے کو ہی کو قتل نور الدہر
پر بخوبی آمادہ کر لیا سنتا ہون فولاد فولاد شکن نہین مانتا تھا اسطرح کے قتل کو نامردی جانتا تھا مگر بختیارک
تو ایک چرب زبان ہے وہ سمجھا کے اُسکو بھی اندر باغ کے لے گیا ہے جسقدر پہلوان زبردست ہین بادہ کہنہ سے
مست ہین سب اندر باغ کے ہین ایرج نے کہا پھر شاپور کیا کرین مین کسی طرح اندر پہونچ جاؤن یا جانے دونگا
اپنے ہمچشم کو چھڑاؤنگا شاپور نے کہا کچھ عیاری کرنا چاہیے مرکب پر سوار ہوکے تو اندر پہنچنا دشوار ہے پیدل چلیے

ہین ایک چوبدار کی صورت بنتا ہون آپ ڈھالیا باندھکر زلفین خلیلی دخال سبز درگ ہاشمی مخفی کرکے چلے
ایرج نے کہا مین ہر طرح آمادہ ہون فوراً اسی صورت سے کہ شاپور شیر دل مرد ہابنا عصا سونے کا ہاتھ مین لیا
ایرج نے اپنے چہرے کو چھپایا پیدل طرف باغ کے چلے مگر شاپور نے پٹ کے نیلم زنگی وغیرہ سے کہدیا کہ
فوج کو تیار رکھنا جب نعرہ ایرج کی باغ سے صدا آئے مرکب لیکر فوراً پہونچنا مگر ایرج نے یہ شاپور سے تاکید
ضرور کردی کہ جد عالی تبار و جملہ سرداران نامدار کو خبر ہونے پائے مین اکیلا پہونچون اگر خدا فضل کرے
نورالدہر کو چھڑالاؤن گردن پر اُس کشتی گیر زادے کے بار احسان رکھون کہ پھر کبھی نام دنگل نہ لین
اگر غیرت ہو تو جھک کے لین ایسی باتین کرتے ہوے سامنے باغ مینا کے پہونچے دیکھا کل فوج لقا و جملہ سردار اپنے
اپنے مقام پر مسلح بیٹھے ہین دروازون پر پہرا ہی آنے جانے والے کو روکتے ہین جو جانیکا قصد کرتا ہی اُسکو ٹوکتے
ہین شاپور آگے بڑھا ایرج عقب مین اپنے کو چھپائے ہوے سر جھکائے ہوے جب شاپور شیر دل قریب
کھڑکی کے پہونچا اسطرح سر جھکا کر چلا جیسے واقف کار جانے کا قصد کرتا ہے ایک کوہی نے آواز دی کون جاتا
ہی شاپور نے جواب نہ دیا کوہی نے پھر زور سے پکارا میان مرد ہے کہان جاتے ہو تمھارے ساتھ کون ہی اسوقت
ممانعت ہی شاپور نے پلٹ کے جواب دیا میان سپاہی ہم بھی سوتے سوتے اُٹھے ہین بیٹے کی برات ہو گئی
رات بھر جاگے خوب ناچ دیکھے شربت بلائی مین دو ہزار روپے پڑے سب فوج کی بھی دعوت کرینگے کیون
سر کھائے جاتے ہو کاہکو اسقدر چلاتے ہو سپاہی جھلایا کہ میان چوبدار سبحان اللہ سوال دیگر جواب دیگر
شاپور نے کہا بی مشتری رات کو نہ تھین وہ تو کسی مرد آدمی کے گھر بیٹھ گئین بی بی خوب گالین
اب تو سپاہی تلوار لیکر دوڑا کہا یہ کیا بکتا ہے اور سب لوگ قہقہہ مار کر ہنسے کہا میان سپاہی کیون غصہ
کرتے ہو وہ بیچارہ بہرا ہی تم جانے کو منع کرتے ہو وہ بیٹے کی شادی کا ذکر تا ہے اسپر بھی نہین سمجھتے ہو سپاہی
پھر دوڑکر شاپور شیر دل کا ہاتھ پکڑا اور کہا اندر نہ جاؤ شاپور نے ہنسکر کہا تمھارے حصے کا کھانا رکھا ہے
رات کو صرف برادری کی دعوت تھی ہم لوگ مومن ہین تا نا تمھاری کرنے والے صرف یہان کے شہدی
نہین ہین ہو جب شل کرگا چھوڑ تماشے کو جاے۔ ناحق کی چوٹ جولاہا کھاے۔ یہ فقرہ گرا گرم سنکر لوگ
اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ایک جوان نے کان سے منھ لگاکر کہا میان مرد ہے صاحب
اندر جانے کو منع کرتے ہین قدرت نے حکم دیا ہی جب تو مرد ہا بڑبڑایا منھ پھلاکر کہا میان جوان ہمکو منع
کرتے ہو بہت اچھا ہم جاتے ہین ملک یاقوت شاہ جبرئیل قدرت کے اُستاد کو بلانے گئے تھے جنسے وہ
رمل کا رسالہ پڑھتے ہین انکو بھی بھیرے لیے جاتے ہین اب فرزند قدرت کو تم سبق پڑھانا ساعت نیک
دیدہ بھی بتانا یہ سنکے چوبدار بکتا ہوا پلٹا جمعدار نے کہا ارے اسکو جانے دو جبرئیل قدرت نے رمال کو

بلایا ہوگا شاید اُس مسلمان کے قتل کرنیکے لیے وقت پوچھنے کی ضرورت ہوگی گھڑی بھر مین سب کو
خفت ہوگی اب تو سپاہی نے دوڑ کر مرد ہے کا ہاتھ پکڑا کہا بڑے میان جاؤ غصہ نہ کرو تمکو کون روکتا ہے
بہرے ہو اپنی کہتے ہو اور کی نہین سنتے اتبو میان شاپور محل گئے کہ مین نہین جاؤنگا اس پلٹن کی پلٹن کا
تمام کٹواؤنگا لونڈے لاڑی اِدھر اُدھر کے نوکر ہوے ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتے ایک تو میان لال
کا میانہ کنارے پر لشکر کے روکا گیا یہانتک پیدل آئے یہان جھائین جھائین ہوتی ہے اب تو سب منت کرنے لگے
کہ میان مرد ہے صاحب غصہ تھوک ڈالو خفا نہو حقیقت مین یہ سپاہی نیانوکر ہے ہمارا تمہارا چولی دامن کا
ساتھ ہے برتن سے برتن لڑجاتا ہے شاپور تیوریان بدلتا ہوا ایرج کو لیکر کھڑکی کے اندر آیا دیکھا باغ مین جاوبجا
لقا تخت پر ایک طرف فولاد فولاد شکن ایک جانب سلیمان عنبر بن موے کوہی و ناصر کوہی و صیغم
خون آشام و زنکال خون آشام و کلکال خون آشام وغیرہ تمام گبر اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہین نورالدہر کو
زیر تیغ بٹھایا ہے جلاد تلوار کھینچکر سر پر آیا ہے کوتے کا خط گردن پر دے چکا ہے آواز دے رہا ہے بیت سلطنت
سلطان کند فریاد بیرحلاد چیست ۔ مرغ را دانہ بالا شد طعمہ برصیاد چیست ۔ کس کا سررشتۂ حیات منقطع ہوا ہے
کس کا باغ عمر لبریز ہوا ہے کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہے تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پر قوت ایک ہاتھ مین سر کو تن سے
قلم کرتا ہون جلادی کا دم بھرتا ہون حکم اول ہے سمجھ بوجھ کر کیونکر قتل کرنا میرا کام ہے جلانے مین خداوند کا نام ہے لقانے تو
کچھ جواب دیا یا نخچیر کرنے اشارہ کیا قدرت نے حکم دیا ہاتھ تلوار کا لگا بس شہزادہ ایرج نوجوان کی آنکھون مین اندھیرا
آگیا تیغۂ دودمہ سکندری پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا باشیدے کفاران بیحیا و نابکاران پُرخطا ہر کہ داند داند دہر کہ نداند بداند
منم نقد روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقران نیم و
آفاق گیر ۔ شاپور نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارا جلاد کا سر پھٹا زمین پر تڑپ کے گرا ایرج نوجوان لڑتا ہوا
جلادنورالدہر نے پٹ کر دیکھا ایرج نوجوان آپڑا چشم زدن مین پانچ سات کو ہی مار ڈالے پکارتا ہوا آتا ہے
کہ بھائی صاحب نہ گھبرائیے گا مین آپہونچا میری حیات مین تمکو کون قتل کرسکتا ہے یہ جو نورالدہر نے
دیکھا غیرت سے پسینہ آگیا جوش جرأت مین نعرۂ شیرانہ کیا اشعار

گرمی بازار عشق از نفخ صور من است	شعلۂ شمشیر شان شمع جگر سوز من است
بر سر دار فنا خانہ غوغاے من	باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تار یک تنگ بستہ بزنجیر عشق	بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو توڑ کر شل تار عنکبوت
کے پھینک دیا ایک کوہی نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے تلوار اُسکی چھین لی کر مین ہاتھ دیکر دے مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے
دوہی تلوار لیکر نعرہ کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزہ صاحبقران بخشم و بقہر ۔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہ ایرج
نوجوان بھی لڑتا بھڑتا قریب نورالدہر کے آگیا ایرج نوجوان تو بخوبی مسلح و مکمل ہے نورالدہر کے جسم مین

صرف شب خوابی کا کرتا ہی نہ سر پر خود نہ جسم مین زرہ ایرج نے ایک پہلوان کو مار کے خود نورالدہر کو دیا نورالدہر نے سر پر رکھنا قبول نہ کیا سر برہنہ لڑ رہے ہین اب نعرہ ایرج اور نورالدہر کی صدا بلند ہوئی سرداران ایرج گوش بآواز تھے مسلح ہوکر چلے یہان شبرنگ بن عمرو نے یہ خبر وحشت اثر لند ھور بن سعدان کو پہونچائی لند ھور نے زانو پر ہاتھ مارا کہ غضب ہوا یارو ابھی قیامت برپا ہو چکی ہی ایرج انتہا کا آتشفو شعلہ مزاج ہی بہت زخمی تھا زندگی کی امید نہ تھی اب اس حال پُر ملال مین لشکر کفار پر جا پڑا ہے خدا اُسکو بچائے کچھ چارہ نہوا فوراً سوار ہوے انکے بعد سب سردار فرداً فرداً چلے مالک اپنے خیمے سے نکلے تھے کہ عرب دراز عیار نے تمام کیفیت بیان کی مالک تو خاص ایرج نوجوان کے طرفدار ہین فرمایا آج خون کے دریا وہ شیر بہا دیگا دست راستون پر ہمیشہ دست چپ کا احسان ہوتا ہی اگر قدم قاسم و ایرج کا نہوتا لشکر تہمتا دشوار تھا انہین شیرون کی نہیں غم فیروز سے لقا تھرآتا ہی یہ کہکر ادیان عربی پر سوار ہوے اب تو سردارون کا تانتا بندھا نامیان خیبری و دوستان خیبری و سعید لشکری و شہاب خرقہ پوش نے صاحبقران زمان کو خبر دی کہ اے شہریار نورالدہر کا پتا اسوجہ سے نہ ملتا تھا کہ وہ اندر باغ مینا کے قید تھے بختیار گنے تدبیر کرکے سامان قتل نورالدہر کیا شاپور نے ایرج کو خبر پہونچائی وہ اُس زمہداری مین یکہ و تنہا عیاری کرکے اندر باغ مینا کے پہونچا مشہور ہی کہ نورالدہر کو چھڑا تو لیا مگر نکلنا ممکن نہین بس صاحبقران آہ کا نعرہ کرکے اُٹھے یہ کہتے ہوے کہ ان نوجوانون نے مجکو نہایت پریشان کیا ہی جو چاہتے ہین کر بیٹھے ہین یہ فرماتے ہوے باہر نکلے پشت اشقر پر سوار ہوے بعد صاحبقران رمان کے بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد تخت سلیمانی پر بصورت نورانی جلوہ فگن تھے اسی طرح کہارون نے اُٹھا کر چالیس ہاتھیون پر تخت کو کسا گرداگرد مشیران سلطنت و زیران اُبہت بصد صولت و جلالت ہمراہ ہوے مگر بادشاہ نے فرمایا صاحبقران جلتے ہین ہم سے پیشتر سوار ہو چکے ہین کوئی ایسی بھی صورت ہی کہ پہلے ہم پہونچ جائین اسکے مراد یہ ہی کہ صاحبقران زمان کو یکہ و تنہا ایرج کا جانا ناگوار ہوا ہے اُنکا مطلب یہ تھا کہ جیسے خبر گرفتاری نورالدہر پائی تھی ہم سے اطلاع کرتے ہم جیسا مناسب جانتے فکر کرتے لہذا اسوقت غصے مین گئے ہین ایسا نہو کہ ایرج نوجوان کو کوئی کلمہ سخت کہین اور ایرج نہایت آتش خو ہی وہ اپنے کو ہلاک کرنیکا قصد کرے گا اگر مین پہلے پہونچ جاؤن تو ایرج کو لڑائی سے ہٹا دون افسر لشکر کا بھی کام ہی اور میرے تو سب صاحب قوت بازو ہین میری سلطنت کا مزہ انھین کے دم سے ہی خدانخواستہ انمین سے ایک پر چشم زخم آئے لشکر مین سناٹا ہو فیروزہ بن عمرو نے عرض کی حضور تخت کو رک کرین پشت مرکب پر سوار ہوین جلد حضور کو پہونچا دونگا اندر سے درۂ کوہ کے راستہ ہی غلام دیکھ آیا ہی بادشاہ جمجاہ مرکب پر سوار ہوے فوج کو اُسی طرف سے شاہراہ کے روانہ کیا تا جدارون کو ساتھ لیکر طرف سے کوہستان کے مرکب اڑاتے ہوے چلے مگر یہان

نورالدہر اور ایرج مصروف جنگ ہین دس بیس سردار قتل کیے ہین یہ جرات لڑ رہے ہین بختیار کے فولاد سے کہا دیکھو کیا بہادر داماد ملا ہے یکہ و تنہا باغ مین گھس آیا ہے ای فولاد اتنک ان دونون کو مرکب تمکن نہین ہوا اور ابھی تک انکے معین بھی نہین پہونچے دم بھر مین منم منم کی صدا بلند ہو جائیگی گاؤ زمین تھرائیگی جلدان دونون کو مارے بس فولاد تینہ پکڑ کے غصے مین چلا وہان دروازون پر سرداران ایرج نوجوان نے بلوہ کیا کوہیون سے تلوار چلنے لگی کہ اسمین لندھور بن سعدان بھی آپہونچے انھون نے پہونچتے ہی اپنے کو لڑ بھڑ کر قریب پھاٹک کے پہونچایا ہندیون نے دریا خون کے بہا دیے جنگ ستانہ کرتے ہوے تعاقب مین اپنے آقا کے چلے آتے ہین یہ سب سامنے کے جوان ہین کفار کو جو پیدل دیکھا نیمچے کھینچ کھینچکر گھوڑون پر سے کود پڑے ایک طرف سے ٹپے بازنے پٹالیا استاد قسم دے چکا ہے کہ بیٹا ہزار جوان پر ٹپا کھینچتا ہے ٹپے کو ہاتھ مین ہلایا تاک کر ہزار جوانون پر جا پڑے اب جو ہزار جوانون کے سامنے ہین کھڑے ہو کر ٹپا ہلانا شروع کیا کسکی ہاتھ کسی کا پاؤن اڑا دیا چشم زدن مین ہزار جوانون مین نصف کو ادھ نصف کو بھگا دیا ایک سمت بکیت صرف تر و لیان باندھے ہین سر تلوار گرز تیر و تبر کہ معیوب جانتے ہین کسی کی گرز مالپٹ کے ہتکٹی کا ہاتھ مارا اسکا ہاتھ کٹ کے زمین پر گرا دوسرے نے تر و لی ماری شکم چاک کافر کا قصہ پاک ایک جانب سے بنیت بانا مار رہے ہین پرکے پرے ہٹا رہے ہین ایک سمت مرزا پٹو صاحب کا رسالہ حسین حسین جوان کھجوری چوٹیان گندھی ہوئین پشت پر پڑی ہین رنگین ڈوپٹے گلون مین سندھی ہاتھون مین سوئے چاندی کے چھلے پور پور دو دو تھان کے پائجامے کفش پا ئوٹنین اسواسطے کہ قدم نہ پیچھے ہٹے چھوٹی ٹوپیان سر پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دولھن بنے ہوے اوئی کہکر ہاتھ مارتے ہین مگر پیچھے اُن جوانون کے جب چمک اگر گرتے ہین مع مرکب اگر چار ٹکڑے زمین مین دو دو ہاتھ نیچے اتر جاتے ہین آگے ان سب جوانون کے انکے رسالہ دار مرزا پٹو صاحب اُس ہنگامۂ جنگ مین لڑتے ہوے چونکہ مزاج مزیدار ہے اشعار پڑھتے ہوے گویا اُنکے نزدیک میدان رزم صحبت بزم ہے یہ اشعار پُر بہار زبان پر جاری ہین **اشعار**

واہو ہو زلف تو کچھ اور ہی خوشبو ہو جاے	گل رخسار تمہارا گل شبو ہو جاے
کھولدے گیسوے شبرنگ جو وہ غیرت گل	تو کرن پھول برنگ گل شبو ہو جاے
بہر زیبائش رخ گردہ لگائے عارضہ	عارض یار چراغ شب گیسو ہو جاے
دست رنگین سے جو تو بال بنائے اے جان	اُنگلی اُنگلی تری شمع شب گیسو ہو جاے
حال لکھ لکھکے اگر بھیجے مرا اُس بت کو	یا خدا مثل قلم غیر سیہ رو ہو جاے
یاد ساقی جو کروں عین قدح نوشی مین	جوش رقت سے لب جام لب جو ہو جاے
عاشق چشم ہون بھس جاؤن مین دھوکا کھا کر	دغت مین دام رگ دیدۂ آہو جاے
ہے پریزاد جو تو رقص کرے مستی مین	دانۂ تاک ہر اک ناخون مین گھنگرو ہو جاے

تل نکل آئین اگر متصل اُسکے اے ماہ	بانقطہ آپ کا یہ مطلع ابرو ہو جائے
اچھے شمشیر نگہ کے جو وہ گل دار کرے	چینی رخت گل تازہ پہ اُتو ہو جائے

اس دھوم دھام سے بے تکلف بے خوف یہ جوان لڑ رہے ہین کچھ جا بجا کی پروا نہین گل ہائے زخم تمام جسم پر کھلے ہوے ہین زخمون کی بدھیان پڑی ہوئی ہین چہرے مثل گل شگفتہ قد سرو آزاد باغ جرات کے تماشا دلڑائی مین خوب پھولے پھلے ہورہے جا کر پھاٹک کو گرز سے توڑا اب سب سردار اندر باغ کے لڑتے ہوے پہونچے ہنگامہ گیر و دار بلند کوئی سرخرو کوئی دردمند اس اثنا مین بادشاہ جیجاہ بھی آپہونچے شاہ نے دیکھا سب جوان باغ مین پیدل لڑ رہے ہین نعرہ شیرانہ کر کے گھوڑے سے کود پڑے جھوم جھوم کے لڑنے لگے رن پڑنے لگے مگر گذارش کر چکا ہون کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چونکہ ابھی قید سے رہائی پائی ہے بے سلاح جنگ لڑ رہے ہین پرائی تلوار جب ٹوٹ جاتی ہے پھر کسی کی تلوار چھین لیتے ہین مگر فولاد فولاد شکن بیجا جو چلا تھا طرف ایرج کے رخ کیا ادھر سے ایرج بھی نعرہ زن ہوا کہ او نامرد مین تو تیری فکر مین تھا مجکو سوتے مین زخمی کر کے بڑا ناز کیا اب تو سامنے آ سرکشی کا مزا دکھاؤن خدا فضل کرے تو شل کر پاس کہنہ چیر کر پھینکدون فولاد کو نہایت غصہ تھا قتل کرتا ہوا جاتا ہے ایرج نوجوان ایک غول مین الجھ گئے تھے فولاد کا نورالدہر کا سامنا پڑا نورالدہر بھی آگاہ ہوے ہین کہ اس بیمانے ایرج کو زخمی کیا تھا جسطرح سے بنے اسکو مار و سر میدان للکارو ورنہ اس تاجر بچے نے آکر قید سے چھڑایا ہے بارگاہ مین بیٹھکر اپنا احسان جتائے گا اگر اسکو مار لیا تو پیشہ شرم سے سر جھکائیگا یہ سوچکر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرہ بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران شہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان فولاد نورالدہر پر جا پڑا ہاتھ تیغہ بیدریغ کا مارا نورالدہر نے سپر بھی کیسکی اُٹھائی تھی اُسی سپر کو چیرے گی پناہ کیا تیغہ فولاد جو پڑا سپر کے دو ٹکڑے سر پر ہنر پر تلوار پڑی زخم کاری سر پر آیا بمشکل تیغہ کو سر سے نکالا جا در خون کی چہرے پر آئی مگر ہاتھ تلوار کا مارا فولاد ہٹ گیا اس تکان سے شاہزادے کو غش طاری ہوا گھٹنی زمین پر ٹیک دیے مگر ہاتھ تلوار کا چلا جاتا ہے فولاد نے چاہا بڑھکر سر کاٹ لون یہ کیفیت دور سے ایرج نے دیکھی قریب تھا کہ صدمے سے روح نکل جائے دہین سے للکارا او نامرد خبردار ہاتھ نہ اُٹھانا فولاد رکا ایرج جنگ رستمانہ کر کے بیچ مین آگیا فولاد نے ڈانٹا باش او نبیرہ حمزہ بڑا سخت جان ہے اُسدن تیرے ہاتھ سے بچ گیا مگر خداوند لقمانے تیری قضا میرے ہاتھ سے مقرر کی تھی یہ تلوار مسلمانون کے خون کا مزا چکھ چکی اگر پہاڑ پر مارون تا بہ بیخ کاٹون لاف و گزاف کر کے ہاتھ مارا ایرج نے گرد اسپر کا اُٹھایا مگر منظور تھا کہ لپٹ جاؤن اگر خدا فضل کرے اسکو زیر کر کے مسلمان کرون جنگ مغلوبہ تو ہو رہی ہے کسی کا تیر شانے پر ایرج کے پڑا شانہ نشانہ ہوا ہاتھ سپر کا سر سے ہٹ گیا تیغہ فولاد کا پڑا کوئی دو انگل سر مین اتر آیا تھا کہ ایرج نے چیدا ری کر کے داستانہ مارا تیغہ جھنا کر سر سے نکل گیا مگر

قطرے خون کے روے زمیں پر آئے زخم کھا کر جیسے شیر پھرتا ہے خبردار خبردار کہکے فولاد پر جا پڑا ہاتھ تیغہ دو دم سکندر پکل پلٹ کے مارا چمک کے تیغہ گرا سپر فولاد کے دو ٹکڑے جیسے ابر چیرہ و تار سے بجلی کڑکڑا کر گذرتی ہے بعد سپر خود کو کاٹا سر اسپر کلے اور جیغے کو تراشا سر ہو فرق نہوا سر اپنے گردن سے مانند قطرۂ آب صندوق سینے سے مثل سیماب شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کر کے تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مثل لٹھے کے دو ٹکڑے زمین پر گرے مثل برج قصر حسد ونفاق زمین پر آیا لاش بیجا کے گرنے سے ایک غریو بلند ہوا شاہ قریب جا پکارا شہ یا سبحان اللہ العظیم

تیغ دو دم تیغ جسے دیکھکے حاسد کی جبین		
پڑ گئی پیکر دشمن پہ اگر یہ انکبار		
قتل ہونے سے فولاد کے کل	برش تیغ کی تعریف نہیں ہو سکتی	دار چلنے کی تو نوبت بھی نہوا بر دوا
فوج کو سر اس لقا کو عالم یلدور غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار سرداران نامدار نے اس کیفیت سے شمشیر زنی	ایک ایک جز کے برابر ہوے حصے چار	واہ رے کاٹ کہ چور نگ عناصر کو کیا

شروع کی اندر باغ کے یہ ہنگامہ برپا ہو کافرون کو بھاگنے کا راستہ نہین ملتا ہے لند ھور و مالک بہرام وغیرہ مع بادشاہ جمجاہ مصروف جنگ ہین صرف ابھی صاحبقران نہین پہونچے مگر نور الدہر جو زخمی ہو کر ایک نخل کے سائے مین گرے شدت زخم سے اٹھنا دشوار جب اٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے غش چلا آتا ہے دو سے رقوت بازو نور الدہر بن بدیع الزمان عاشق صادق محب واثق ہزار بیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پرورنے جو دیکھا کہ میر آقا زمین پر گرا ساطور ہفت صد منی کھینچے ہوے صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا اپنے کو قریب شاہزادے کے پہونچا یا گرد پھر کر لڑنے لگا سعد بن قباد لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچ گئے ہزار ہا پہلوانون نے اس مقام پر جان دی بادشاہ سے لقا کا سامنا ہو گیا لقا چیخا اے بندۂ خوابی کہان آتا ہے ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بادشاہ نے للکارا او گبر کیا بکتا ہے لقا نے ہاتھ تلوار کا مارا بادشاہ نے تیغہ قفا مقام پر گا نٹھا جھنا ٹے کی صدا بلند ہوئی الجھا دیسے بادشاہ نے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کہکر لقا پر وار کیا اس بیجا نے سپر کو اٹھا دیا مگر اس سپر فولادی کے دو ٹکڑے ہوے تاج بھی کٹا لقا کا سر زخمی ہوا لقا چیخ کر بھاگا یہ کہتا ہوا رے اس بندۂ خوابی کو مارا لو غضب ہوا قدرت کو زخمی کیا لقا کے ہٹنے پر کل فوج کے پانون اکھڑے قریب تھا کہ فوج کو بالکل شکست فاش ہو باغ سے نکل جانے کی تلاش ہوا سوقت ایک ٹکڑا ابر سیاہ طرف سے طلسم ہوشربا کے اٹھا جسمین رعد کی گرج برق کی چمک سابق مین تحریر کیا ہے کہ لقا نے افراسیاب کو نامہ لکھا تھا اسنے عقرب نیشن جادو کو روانہ کیا تھا وہ بیجا اسوقت آکر پہونچا پارہ ہزار سا حران عذار عقرب کی پشت پر یا سامری یا جمشید کی صدائین بلند اُترتے اُترتے اسنے دیکھا کہ باغ خداوندی مین خون کے دریا جاری کئی لاکھ کا کھیت ہو چکا ہے لاشے جا بجا مثل مرغ بسمل پھڑک رہے ہین خداوند سر پر سبز پارچہ سر زخمی مثل صید خائف چیختے ہوے بھاگے جاتے ہین سرداران امیر مثل شیر غضبناک کافرون کو قتل کر رہے ہین

عقرب نیشزن تخت سے کود کر قریب لقا آیا فوج ساحرون کی ایک گوشے مین اُتری مگر عقرب نے بڑھکر لقا کا دامن تھام لیا یا خداوندیہ کیا قیامت ہی قدرت پر یہ مصیبت ہی بجلو افراسیاب نے برائے قتل مسلمانان بھیجا ہی لقا تو بدعواس تھا کچھ نہ بولا مگر بختیارک قریب تھا بڑھکر عقرب سے کہا ارے قدرت خود زخمی ہین مسلمانون کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاتے ہین تو دیکھ لے بھاگے جاتے ہین مگر مسلمانون سے ایسی محبت ہی تقدیر نہین کرتے کہ وہ پتھر کے ہو جائین مگر تو موقت کیا پوچھتا ہی چھوٹی آنکھون سے دیکھتا ہے اگر طرۂ پیغمبری کی خواہش ہی مشیر قدرت بننے کی کاہش ہے تو جلد سحر کر کے سب کو مارلے عقرب نیشزن پیچھے ہٹا جا دو گردن کو آواز دی ہان دشمنان خداوند کو مار لو یہ کہکر گولہ فولادی مارا اور رہا رہ ہزار ساحرون کے تیغ نار تیغ گچھے پیکان کے ناشے چوٹی دار ناریل چلے معاذ اللہ یا تو سرداران اسلام ہنگامۂ ہنگامہ جنگ مین مصروف تھے یا یکایک نہین کایہ کہین شعلہ ہاے آتش بھڑکنے لگے ابر سیاہ کڑکے پانی برسا زمین تپنے لگی گولے پھٹے انمین سے بھی آگ نکلی کوئی منھ کے بھل زمین پر گرا اور کسی کے ہاتھ سے تلوار چھوٹی کوئی پاگل ہوکر رہگیا کوئی خاموش کسی پر دیوانہ پن کا جوش کسی نے گھبراکر اپنا خنجر اپنے شکم مین مار لیا کسی نے اپنی تلوار اپنے ہی گلے پر پھیری کئی ہزار آدمی آتش سحر سے جلکر خاک ہوا کسی پر برق سحر گری کوئی رعد کی آواز سے تھرا کر زمین پر گرا بھائی کو بھائی باپ کو بیٹا نہ پہچانتا تھا قیامت آگئی ہر شخص یہی جانتا تھا عقرب لقا سے عرض کی اب مسلمان اپنے ہوش مین نہین ہین فوج کو حکم دیجیے چہار جانب سے گھیر کر قتل کرین ملازمان لقا و ہمراہیان فولاد پر دغا نے جو شیران دشت نبرد کو اس حال پر ملال سے دیکھا کہ جابجا گر پڑے ہین تلوارین ہاتھ سے چھوٹ گئین کمانون مین مثل کمر ضعیف خم آگیا مثل تیر خطا کار پاس سے سیدھے بھاگے جاتے ہین تیر خاموش کھڑے ہین گرز مثل مردہ زمین پر پڑے ہین تلوارین بیدم جوہر برش کم کم خنجر دائرۂ خط شکست کمندون کو الجھن دوست مثل دشمن رہزن کوئی اُٹھاتا ہے کوئی گرتا ہے کسی زبان سے آہ کی صدا ہی کوئی زمین پر مثل مرغ بسمل لوٹ رہا ہی اب تو یہ بیچارا قابو پرست نشۂ بادۂ نامردمی سے مست تلوارین کھینچ کھینچکر دوڑے اُن دست و پا شکستہ کے قتل کرنے پر آمادہ ہوے ان بیچاروں کے جو ہر نامردمی کھلے چشم زدن مین فلک نے یہ انقلاب دکھایا فتح کی شکست حاصل ہوئی وہ بیچارے بزدلے جو سامنے سے شیران دشت نبرد کے بھاگتے تھے تلوارین کھینچ کھینچکر جا پڑے انقلاب فلک سے خدا بچائے کسی کو روز سیہ نہ دکھائے دنیا ناپائدار ہی اسکے عیش و راحت کا کیا اعتبار ہی ہمراہ گنج رنج ہی مقام عبرت سرائے پنج ہی ساتھ عشرت کے مصیبت ہمراہ عیش غصہ و طیش

ابیات

تابہ کے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار	آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو
اس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا	جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باعز و وقار
عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار	شاخ گل زمزمہ سنجو تھے نشیمن تھے مدام
یار تھا دان تو خزان کو نہ کسی موسم مین	کبھی گل منعدی کا عالم کبھی لالے کی بہار

اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گذار
رات دن چہلمین رہا کرتی تھین پریان	ارغنون وار صدا گونجتی تھی صوت ہزار
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	

واہ ری تیری تناسب طرفی بالیں عزوناز — منبہ پڑتا تھا پریزادوں کے جھومر کا عکس — آج کل وہ ہے جیغد کا ہے آئینہ دار
گھونسلے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں کے — مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار — چیلیں منڈلاتی ہیں اُٹھتے ہیں گدھ ہر سمت
ہیں خیابان میں پرزاغ و زغن کے انبار — قصر کو جانے دو باشندوں کو دانکے دیکھو — تکیہ گور و گورزن آج ہے ہر اک کا مزار
سینہ لبریز عنا و بہ لب مہر سکوت — نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتم دار — نہ وہ چہلیں نہ ترنگیں نہ خود آرائی ہے
گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے

یہ انقلاب اُسوقت اہل اسلام نے دیکھا وہ کفاران بیحیا کہ جونام سے بھاگے جاتے تھے کبھی منھ پر نہ آتے تھے نعرہ ان دلیروں کا شکر پشت دکھلاتے تھے اسوقت بڑے بہادر بن گئے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہیں مسلمانوں کو بڑھ بڑھکر گھیرے ہیں ایک ایک بہادر مایوسانہ مجبوری پر کف افسوس مل رہا ہے **طہماس بن عقوبل** دیو پیکر قریب **نورالدہر** کھڑا ہے جو بیحیا بڑھکر تلوار مارتا ہے سینہ اپنا سپر کرتا ہے زخم نیزہ و تیر اپنے جسم پر لیتا ہے مگر مجبوری کا ہاتھ دستگیری نہیں کرتے پانوں ثابت قدمی کا دم نہیں بھرتے بادشاہ مجباہ سعدبن قباد ایک مقام پر دریائے خون بہا رہے تھے تاجداران جلیل آب شمشیر میں نہا رہے تھے یکایک **عقرب نیشتر زن** کا اُدھر بھی ڈنک چلا بیحیا نے ایک گونہ نوالہ کا بھینک مارا تاجدار الزمانے سے معذور رہے تلوار بیکار خود مجبور و ناچار بادشاہ مجباہ نے یہ مصیبت دیکھکر دست دعا طرف آسمان کے بلند کیے کہ اے خالق عالم رحم اپنا شریک کر بندی تیرے بندے رسوائی قتل ہوتے ہیں نامرد ہنستے ہیں بہادر روتے ہیں **قطعہ**

اے آنکہ بہ ملک عویش پائندہ توئی — وز دامن شب صبح نمائندہ توئی — دست من بیچارہ قوی بستہ شدہ
بکشائے خدایا کہ کشائندہ توئی — اے معبود دلم بزل اے خالق عزوجل صفت تیری بتلۂ خاکی کیا کرسکتا

قدرت تیری ہر برگ دیار سے آشکار ہے تیری یکتائی پر ہر نوک سبزۂ انگشت شہادت زبان خار سے ظاہر صفت وحدت ہے **نظم**

توئی کافرید ے نریک قطرۂ آب — گہر ہائے روشن تر از آفتاب
تو می آری از لطف جوہر پدید — جواہر تو بخشے دل سنگ را
تو بر روے جوہر کشی رنگ را — زمین نا ورد تا نگوئی ببار
جہان را بدین خوبی آراستی — بروں زانکہ یاری گری خواستی
سرشتے باندازۂ یک دگر — کہ بہ زان نیارد خرد در شمار

اے ستار العیوب دافع البلیات اس بلاے عظیم سے بچاے بندگان حقیر کو اس آفت سماوی سے نجات دے دعا بادشاہ مجباہ کی تمام نہ ہونے پائی تھی کہ تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا زمین کانپی نعرہ شیرانہ **صاحقران** کی آواز آئی باعث یہ تھا کہ ایرج نوجوان کے جانے کی خبر سنکر بدحواسی میں راستہ فراموش کیا تھا جواہر بن عمرو بمشکل تمام رہبری کر کے لایا اپنے **صاحقران** نے ملاحظہ کیا قیامت آشکار ہے ہر سردار مجبور و ناچار ہے زمین کانپ رہی ہے شعلے نکل رہے ہیں نخل باغ آتش سحر سے جل رہے ہیں ایک جانب بادشاہ عالیجاہ پا بگل ایک جانب لشکر ہفت

وممالک بہرام پیدل ہزارہا ساحران خدا رسحر کررہے ہین بس صاحبقران نے بغیظ وغضب

تمام نعرہ کیا نعرۂ امیر	منم سرکن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال	منم ماہتاب سپہر کمال	سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہم غفریت از تیغم عاری شدہ	ہمہ قاف از کفر شد پاک صاف	سلیمان کوہ چک لقب شد بہ قاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	مگر امیر با توفیق نے ملاحظہ فرمایا کہ تمام

سرداران نامی مع بادشاہ جمجاہ پیدل ہین مرکب کو قتل باغ مین جابجا سرنگون ارہے ہین امیر بھی پشت اختر سے کود پڑے باواز بلند بفصاحت و بلاغت اسم اعظم الٰہی پڑھتے ہوے قریب سعد بن قباد کے آئے اسم اعظم دم کیا سحر بطرف ہوا کسی جادوگر کو دور کر ہاتھ تلوار کا مارا اسکے مرنے سے چند کس کے ہوش درست ہوے لڑنے مرنے پر پھر چست ہوے جنسے سحر سے رہائی پائی تلوار کھینچکر لشکر تلقا پر جا پڑا مگر صاحبقران ملاحظہ فرماتے ہین کہ تمام باغ سحر ساحر سے آتش بہار ہورہا ہے کہین پانی برستا ہی جس سردار کے قریب دیکھا کہ کوہی تلوار کھینچکر کہو بخانوہ شبیخون کرکے اسکے پاس پہونچے اسکو قتل کیا اپنے سردار کو بچایا عجب پریشانی ہی مثل آئینہ حیرانی ہی کس کس کو بچائین اکیلے ہر غول مین کیونکر جائین مگر تیغۂ سلیمانی ہاتھ مین بادۂ جرات سے مست غصے سے چہرہ گلنار غم مین اپنے سردارون کے مثل الاماں والحفیظ

اک حملے مین پست ہوگئے سب	کافر بیدست ہوگئے سب	مگر امیر کو مشکل یہ ہے کہ ہر سردار
ٹھہر اگیا دیکھکر یہ وہ ماہ	غیظ آیا کہ العیاذ باللہ	

سحر مین مبتلا ہی لشکر کفار ایک ایک کے قتل پر آمادہ ہی ساحرون کی شورش عقرب نیشن کی کوشش آمد و رفت مین خود تو سراطہر سے گر گیا ہی ساحر تو بسبب اسم اعظم بدحواس ہین بھاگتے پھرتے ہین آپ ہی سحر کرتے ہین آپ ہی بہت سے بھاگ کر قریب عقرب نیشن کے آئے عرض پیرا ہوے عجب طرح کا معاملہ ہی سحر ہم لوگون کا تاثیر نہین کرتا ایک جوان خوشرو آفتاب مثال خورشید جمال شیر پنجہ جرات صاحب سطوت و صولت جب سے معرکۂ جنگ مین آیا ہی ہزارہا ساحرون کو حضور کے قتل کیا ہے اُسپر اگر سحر کرتے ہین الٹا پلٹ آتا ہے اس نیرنگ سے حضور کے غلامون کا دل گھبراتا ہے سر اٹھاکر دیکھے ہزارہا مسلمان مثل مردے کے پڑے تھے اب وہ جنگ مین مصروف ہین عقرب نے کہا وہ بھی کوئی بڑا جادوگر ہوگا شیطان درگاہ خداوندی اسکا نام پوچھو دریافت کرو کمین کا رہنے والا ہو ساحران ہوشربا سے کسی ملک کا ساحر نہین لڑ سکتا عقرب یہ کہہ رہا تھا کہ بختیارک غل مچاتا ہوا مثل صید خائف قریب عقرب آیا کہا ای عقرب غضب ہوگیا ابتک تمھارا کوئی سرکوب نہ تھا حمزہ عرب صاحب اسم اعظم ہی دیکھو تمھارے ساتھ والون کی لبون پر دم ہی جلد اُسکی کوئی تدبیر کرو عقرب نیشن نے کہا مالک جی اگر پہلے سے آگاہ کرتے مین اسکی بھی فکر کرتا عین گرمی جنگ مین یہ ممکن نہین ہی اور سب پر تو سحر تاثیر کرتا ہے ایک جوان کی کیا حقیقت ہی کہ لاکھون سے لڑے

اپنے سرداروں کو حکم دیجیے اُس جوان کو تیر و تیغ و تبر سے قتل کریں جہاں جاب سے گھیرلیں ہیں اوروں کی فکر میں ہوں حکم خداوند ہو تو طبقہ زمین کا اُلٹ دوں بختیارک کو یہ بات پسند آئی فوج کو بڑھکر ترغیب دی کہ یارو مثل آج کے روز سعید نصیب نہوگا سب مسلمان اندر باغ کے آگئے ہیں سحر عقرب نیشتران کے کچھ پھنسے ہیں چند بچے ہیں حمزہ مالک اسم اعظم ہے اُسکو سب طرف سے گھیر لو اگر حمزہ کو قتل کیا فتح عظیم حاصل ہوگی لقا پرستوں کو تسکین دل ہوگی قدرت کو سرفراز کریگی تمھاری ہمت پر مردان عالم ناز کرینگے یہ جانکر بھیا نے ترغیب دی سلیمان عنبرین موے کوہی لبصد قہر و غضب تیغۂ خون آلود کھینچکر بڑھا کوہیون کو للکارتا ہوا یارو مقام عبرت ہے حسبدن سے مسلمان آئے کیسے کیسے مردان لوگون کے ہاتھ سے مارے گئے آج حمزہ کو قتل کرو مسلمانون کے خون سے ہاتھ بھرو قدرت وعدہ فرما چکے ہیں کہ جسبدن بالا لے قبطول پہونچونگا تقدیرات رنگا رنگ کرونگا جتنے تمہاری محبت میں مرے ہیں زندہ کیے جائینگے خلعت حیات پائینگے آج مسلمان بچکر نہ جانے پائیں تمھاری جرأت کے ذکر ہوائیں اب تو تمام کوہی طرف صاحبقران زمان کے بڑھے تلوار و نیزہ و تیر ہر طرف سے چلنے لگا صاحبقران ہمہ تن چشم ہوے ہیں ان بیحیاؤں کو بھی جواب دیتے ہیں سرداران رزمی کی بھی خبر لیتے ہیں مگر اب زخم سر اطہر پر آنے لگے سر سے خون جاری کفار لاانتہا ساحر دن کا بلوہ ہر چند کہ بادشاہ جمجاہ سحر سے رہائی پا چکے ہیں جنگ میں مصروف مگر جب سحر ساحران چل جاتا ہے زمین پانون تھام لیتی ہے اور بادشاہ نے دور سے دیکھا کہ صاحبقران زمان سے اور سلیمان سے مقابلہ پڑا سلیمان عنبرین موے کوہی نے خبردار خبردار کہکر سر صاحبقران پر ہاتھ مارا اس زور و شور سے اُس مقام پر تلوار چلی ہے کہ زمین کانپ رہی ہے ایسے وقت میں اُس بیحیا سے مقابلہ پڑا اُسکی تلوار کو رد کا تیغہ عقرب سلیمانی کا ہاتھ لگا یا امیر یا تو فیر کی تو تلوار اور ایک کاٹ فر پر پڑی اُسکے دو ٹکڑے ہوے مگر سلیمان نے پہلو سے آکر ہاتھ لگایا سراسر سر صاحبقران کا زخمی ہوا امیر نے غصے میں نعرۂ شیرانہ کیا سلیمان عنبرین موے کوہی کی تلوار پر ہاتھ ڈال یا اور چھین کر پھینک دی کمر میں ہاتھ ڈال کے سلیمان کو دست حق پرست پر بلند کیا اسقدر تلواریں پڑیں کہ صاحبقران نے کئی زخم بھی کھائے اور سلیمان نہ رُک سکا چھوٹ گیا زمین پر گرا کوہیون نے اُسے اُٹھایا کوہی سخت جان چوٹ کھاکر پھر لڑنے لگا مگر صاحبقران کا حال ابتر ہے اور زخمہاے کاری جسم اطہر پر اُدھر بادشاہ نے بیقرار ہوکر آہ کی اُدھر صاحبقران نے عالم یاس میں بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا دلکو رجوع کیا اشعار

تو گوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب		دعاے کند من کنم مستجاب	چو عاجز رہا نندہ دائم ترا
درین عاجزی چون بخوانم ترا	دیگر	ہر کس بہ کسے نالد و ما الیہ	من پیش کہ نالم کہ مرا نیست کسی

برائے دعاے صاحبقران در اجابت وا تھا دفع بلا کا وقت آگیا تھا دریاے رحمت الٰہی جوش میں آیا فضل ایزدی

بعد صولت و شوکت لکۂ ابر گلنار آسمان پر نمایان ہوا اُس ابر سے بارش مروارید ہوئی برق کی چشمک زنی صدہا ہلال ظاہر ہوکر چھپ جاتے تھے عارض گلگون جانان کے قریب خنجرہائے ابرو نظر آتے تھے صدہا طاؤس رنگین مزمہ

مسکرا کر اشعار یہ پڑھتے ہوئے چلے آتے ہیں نظم

آج بیلا پھٹ رہا ہے خوش ہے بلبل باغ میں — شاخہائے گل لگاتے ہیں رگ جاں باغبان
سُنائی باغ میں سوسن نے گفتگو تیری — چٹک گیا کہیں غنچہ تو آئی بو تیری — فلک کو نالۂ سوزاں سے پھونک دے ابدل
نکالنے نہیں دیتا یہ آرزو تیری

بختیارک تو خوش ہوکر لقا سے کہا یا خداوند کوئی تقدیر نوکی فراسیاب نے کوئی جادوگر کو بھیجا کشتی و شور سے ابر یا قوتی اُٹھا ہے یا خون کا دریا جوش مار رہا ہے یا آسمان یاقوتی پیش نظر ہے یا کوہ پُر شکوہ احمر ہے لقا نے کہا اے شیطان درگاہ من کارخانہ قدرت کے قدرت پر موقوف ہیں نہیں معلوم فقیر کیا ڈالتا ہے کیا نکالتا ہے ہمارے بندے خاص الخاص فراسیاب کی آمد آمد ہے دیکھو ابر سرخ کی کیا شدومد ہے اُسکو قدرت کی مدد میں بڑی کمک ہے آج خود براے قدمبوسی آیا قدرت اُسکے ہاتھ سے حمزہ کو قتل کرائینگے اپنے بندہ خاص کو ہاتھ پیغمبری مرحمت فرمائینگے بختیارک نے کہا آپنے تو تقدیر کی مگر انیجانیے اور کچھ تدبیر کی یہ مطلع اس مقام پر خوب صادق آتا ہے پیش خوانی میں پڑھا جاتا ہے اشعار

کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں — طلب اپنی درست تر فتی من راحت ٹھہری — جان دینا بہ ہی ٹھہری طبیعت ٹھہری
جتنی آنے سے ترے میری طبیعت ٹھہری — اُسقدر بھی نہ کبھی صل کی ساعت ٹھہری — دیر سے دیر اد ھر آنے میں کی ہے کسنے
نامہ بر یار کی آمد بھی قیامت ٹھہری — وہ گلعذار آئے نہ آئے خوشی تو یہ ہے — مایوس میں نہیں ہوں گر بکلی تو ہے

مزا ہو بادہ خواری کا جو گلشن میں بہار آئے — کھلے میخانے کا در ساقی رنگین عذار آئے
بہار آئی گھٹا گھنگور چھائی اور برس نکلے — وہ گل پہلو میں ہو کچھ تو میرے دلکی ہوس نکلے

رباعی پری پیدا ہے کر ویسے ہوگی — عیان لیلی اسی محمل سے ہوگی — کرے گا قتل محبوبہ پھر کر منھ
یقین ہے بے رحمی قاتل سے ہوگی — لقا نے کہا ابے کیا بیہودہ بکتا ہے کسکے کسکے مطلع پڑھتا ہے کس کس کا کلام

یاد رکھتا ہے بختیارک نے کہا جو لکھنؤ میں عمدہ عمدہ شاعر ہیں علم شاعری سے بخوبی ماہر ہیں منشی احمد حسین صاحب فرد استان گوئی میں بے مثل نثار بے عدیل ہیں اور میر ضامن علی صاحب جلال شاعر جلیل اور میر ذاکر حسین صاحب یاس فلک اساس اور میر شوکت حسین صاحب عقل دہنر متخلص بہ سحر سب صاحب کامل و اکمل ایسے ہیں بھی صحبتیں رہتی ہیں انھیں کے شعر و مطلع یاد رکھتے ہیں میری شاعری بھی چمکتی ہے دیکھیے اب مول لیا جاتی ہے ابر قریب آیا تم تو جانتے ہو میرا کوئی دوست ہے اور میرا یہ قول ہے کہ مسلمانوں پر اب انتہا کی مصیبت ہے اُنکے خدائے نادیدہ نے مدد بھیجی ہوگی بختیارک یہ باتیں کر رہا تھا کہ ابر یاقوتی شق ہوا دیکھا ایک نازنین سرو قد خورشید خد کبک رفتار شیریں گفتار چشم جادو خال ہندو

خنجر ابرو خوشخو شکین مو شعر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب ست او وادی موسیٰ + جامہ صبرم در کف عشقت اے من یوسف دست زلیخا + دیگر اگر دہ کھولکر گیسوے مشکبار نکلے + یقین ہے باغ سے سنبل کشادہ مو نکلے + جوڑا اگر چھاپ دھا ہوا دریاے جواہر مین غرق لباس فاخرہ زیب جسم طاؤس زرین بال پر سوار وہ ماہ رخسار جب آنکھون کو گردش دیتی ہے گردش لیل و نہار آنکھون سے گر جاتی ہے باغ مین چشم نرگس شرماتی ہے زلف معنبر کو دیکھکر سنبل پیچ و تاب کھاتی ہے پنجہ نگارین کو جب اٹھا دیا ابر یاقوتی سر پر تڑپا القا اُس نازنین مہ جبین کو دیکھکر بیقرار ہوگیا دانت نکالنے نگارش فتش پر ہاتھ پھیلا زبان چاٹی ہوا من چہ تقدیر کردم اُس بادشاہ ملک خوبی تاجدار اقلیم محبوبی کے کان مین صداے یارا رہ یا مستغیثا کبھی پہنچی طرف میدان جنگ کے متوجہ ہوئی عجب قیامت برپا دیکھی کہ سرداران اسلام رخصدار بیقرار کوئی پڑا تڑپ رہا ہے کوئی سیر گلشن جنان ہو چکا ناظرین کو یاد ہوگا کہ حصے اول مین تحریر کیا ہے کہ ملکہ مخمور سرخ چشم خواب پریشان بمقدمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان دیکھکر چلی تھین اسوقت آکر پہونچین عجب پریشانی و سرگردانی مین لشکر اسلام کو دیکھا جیسا کچھ تحریر ہوا کہ سب سے زیادہ نور الدہر زخمی برابر اُنکے طہماس بن عنقبول دیو پر دو پڑا ہوا زمین پر لوٹ رہا ہے سا طور ہاتھ سے چھوٹ گیا ہے صاحبقران نے کئی زخم کھائے ہین ہزار ہا سردار سحر مین پھنسے ہین ایک بچا سا تک غدار سیاہ دل بدانجام مع بارہ ہزار ساحرون کے سحر کرتا پھرتا ہے مسلمان اپنی زندگی سے تنگ خوف نام و ننگ قدم پیچھے نہین ہٹاتے دم شمشیر سے گلے ملا رہے ہین مر رہے ہین مگر دم جرات کا بھر رہے ہین یہ جو ملکہ مخمور سرخ چشم نے معرکہ جانگداز دیکھا کلیجہ منھ کو آگیا وہین سے نعرہ کیا باشیدلے کفاران بیحیا و لے نابکاران پر دغا منم صاحب قہر و خشم ملکہ مخمور سرخ چشم گرتے تے کنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا ساحرون کی جانب پھینچ مارا دانہ ٹکڑے ہوکر جادوگرون کے سر پر پڑا کئی سو جادوگرون کے سر پھٹکر زمین پر گرے تڑپ تڑپ کر واصل جہنم ہوے عقرب نایژن نے گھبرا کر پکارا لے کیا غضب ہوا یہان مخمور کہان آگئی نخچیر تو اچھلنے کودنے لگا کہا میان عقرب صاحب بھاگیے اب دوسرے ڈنک سے بچیے ہم کہتے تھے اچھی بات نہین ہے مسلمانون کو نہ ستاؤ مگر تم کیا کرو بموجب مثل شعر نیش عقرب نہ از پے کین است مقتضاے طبیعتش این است اور القا کے دو ہتڑ مارا کہا یا خداوندا اب تو بھاگ کر نکل جایئے اس قتالۂ عالم سے جان بچائیے بی مخمور سرخ چشم کے سحر اکثر دیکھے ہین طبقے زمین کے ہلا دیے ہین شیداے جمال نور الدہر بن بدیع الزمان صاحب شوکت و شان افراسیاب کی قوت بازو کہلاتی ہین جوش عشق مین شریک مسلمانان ہوئین دیکھو تمھاری تقدیر پلٹ گئی ہماری تدبیر کرسی نشین ہوئی جب تک القا بھاگنے کا قصد کرے ملکہ مخمور سرخ چشم نے جسپر نگاہ نشیلی ڈالدی مست ہوکر اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا چار طرف یہ صدا بلند ہوئی نظم

چشم انصاف سے دیکھین جو تمھاری آنکھین	سیکڑون انکھڑیونمین تھین یہی پیاری آنکھین
چمن و انجمن و تخلیہ و خلوت مین	ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین

باغ باغ انکے اشارون سے ہوا جاتا ہون — چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
یار اتنا ادھر اک ترچھی نظر کی تم نے — دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین
قلزم اشک حبابون سے جو خالی دیکھا — خود نکل کر ہوئین اس سیل مین جاری آنکھین
تیرا جلوہ نظر آئے جو بتون کو دیکھون — دے وہ حق مین مجھے اے ایزدباری آنکھین
شرم کو اپنے نہین ملتی کسی گوشے مین بھی جا — قبضۂ شوخ نگاہی مین ہین ساری آنکھین
سنگریزے ہین شب ہجر مجھے اختر برج — کیون نہ تیچھر ائین دم نجم شماری آنکھین
وہ محافے مین کوئی حور لقا آتا ہی — دیکھ لین پردہ نشینون کی سواری آنکھین
جس جگہ چاہو رہو آکے گھر اپنا کرلو — دل ہی تم سے ہمین پیارا ہی نہ پیاری آنکھین
دیکھتے دیکھتے سامان شکست دل کے — ٹوٹ آئینگی کسی روز ہماری آنکھین
یہ جو پھر جاتی ہین پھر جاتی ہی ہمسے اک خلق — گردش بخت دکھاتی ہین تمھاری آنکھین
شادی وصل ہو یا دیکھیے رنج فرقت — آج کل دونون پھڑکتی ہین ہماری آنکھین

ایک قیامت لشکر عقرب نیشنرن مین برپا ہوگئی سیکڑون ساحر وغیرہ ساحرے چشم فتحمو رخ نخمو کو دیکھکر گلے اپنے اپنے کاٹ ڈالے مگر ملکہ نخمو رخ چشم نے حال نورالدہر بن بدیع الزمان و طہماس جو بہت اتبا پایا جھوٹی مین سے ایک شیشہ مثل شیشۂ ساعت طرف ان دونون کے پھینکا نورالدہر اور طہماس اُس شیشے مین بند ہوگئے اور سب کی آنکھون سے مخفی تھے کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ ان دونون جوانون پر کیا گذری ملکہ نخمو رخ چشم کو منظور تھا کہ جھٹ پٹ عقرب نیشنرن کو قتل کردون اور نورالدہر کو لیکر واسطے علاج کے صحرا مین نکلجاؤن لشکر غیر ساحران سے ہرچند کہ صاحبقران و سرداران نامی زخمی ہین اُسپر بھی سمجھ لینگے یقین ہی کہ یہ شکست فاش دینگے یہ سوچکر نورالدہر اور طہماس کو نظر مردم سے مخفی کیا آپ ساحران غدار پر جا پڑی گانی دوپٹے کی بندھی ہوئی پانچون مین گرہ دی ہوئی سینے پر اُبھار صورت سے ظہور قدرت پروردگار نشیلی آنکھین تیر دلدوز بلکین سحر آگین نگاہین چال مین اٹکھیلی جوانی کا عالم ساتھ جلال و چشم نقیب ادب دور باش کی صدا دیتی ہا اقبال دمبدم قدمون کو بوسہ دیتا ہی غصے سے چہرہ لال عارض بدر کمال کسی جادوگر نے سحر کیا ہا تھ ملاکر اسکو دفع کیا شاید اُسنے کوئی کلمہ سخت کہا غصے مین کچھ پڑھکر ایک طمانچہ مارا سر اُس کافر خاسر کا گردن سے اُڑ گیا کسی کی دونون ڈانگین پکڑ مکر جھڑاٹا مارا چیر کر پھینک دیا کسی ہاتھ چمکایا برق گری کئی سو کے سر کاٹ کر نکل گئی کوئی صف شعلۂ آتش تہور و غضب سے جل گئی مگر اس جلدی مین لڑ رہی ہی کہ صاحبقران زمان اور بادشاہ اسلام کو یہ نہین ثابت ہوتا کہ کوئی ہماری مدد کر رہا ہی سردار یہ سمجھے ہین صاحبقران کے ہم اعظم پڑھنے سے ہمارے

ہاتھ پانوں مین طاقت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی فوج لقا پر جا پڑے ہین ساحرون کا خیال بھی نہین
امیر نے بادشاہ کو گھوڑے پر سوار کیا آپ بھی پشت اشقر پر سوار ہوے لنڈھور و بہرام وغیرہ کے ہاتھ پانون
مین طاقت آتی جاتی ہے اپنے اپنے مرکبون پر سوار ہو رہے ہین شاپور شیر دل نے ارج نوجوان کا مرکب پہونچایا
ہی یہ شیر کرہ بن اشقر پر سوار ہو کر کوہیون پر جا پڑا ہی اُن نامردون پر بڑا غصہ ہی فولاد فولاد شکن کو پہلے ہی قتل
جہنم کر چکے ہین اب اُسکے سردارون سے تلوار چل رہی ہے وہ سب بیحیا قتل ہونے سے افسر کے بدحواس ہین بھاگنے
پر آمادہ ہوش مین سوار نہ پیادہ علم زنگاری کو بڑھکر قلم کیا کوہیون پر علم ماتم گرا منھ اُٹھ گئے جس طرح سوہن پڑا لاش
کو فولاد فولاد شکن کی اُٹھا لیا ایک کھٹے پر ڈال لیا ارج نوجوان تعاقب کرتا ہوا چلا آتا ہے بادشاہ اور صاحبقران
فوج لقا کو پامال کر رہے ہین سنجانی باختری مشتری حضاری جنگ سے عاری آمادہ گریز صداے بزبز بزبز کبھی الامان
کبھی یا خداوند لقا لقا کہکر بھاگتے ہین ایک جانب مالک اژدر کے نیزہ باز جنگ آزما نہ کر رہے ہین جسکے سینہ پر
بڑھکر نیزہ مارا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا اُٹھا لیا زمین پر مارا استخوان اسکے چور چور ہوے ایک جانب
شاہزادہ دارا اب کشور کشا فرزند حمزہ عرب نقیر غضب ایک جانب صفدر وصف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن مصروف
تیغزنی پہلو مین انکی انکا نور نظر خورشید بن ہاشم چہرہ مثل آفتاب روشن صف دشمن کو پراگندہ کر رہا ہی لقا نے تو ادھر
شکست فاش کھائی باغ مینا سے نکلکر وہ کمینہ بھاگا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم سحر کرتی ہوئی قریب عقرب نیشن
پہونچی اب عقرب نیشن نے ملکہ مخمور سرخ چشم کو پہچانا آواز دی او شوخ دیدہ گیسو بریدہ تو نے شہنشاہ افراسیاب
بادشاہ طلسم ہوش ربا کا ساتھ چھوڑا یہان بھاگ کر آئی ہی تیری قضا شاید میرے ہاتھ سے ہے اگر جان عزیز ہے
تو رومال سے ہاتھ باندھکر میرے ہمراہ چل خطا معاف کرادون گا ملکہ مخمور سرخ چشم نے ڈانٹا او ملعون بیمیدان جنگ
کچھ افسونگری دکھا سامنے آ غیر ساحرون سے تو خوب لڑ رہا تھا دیکھ تو وہ تیرا خداوند لقا کہان گیا وہ ننگے سر بھاگا جاتا ہی
کیا خوب مذہب ہے مبتلا بلا دہ بے ادب ہے یہ کہتی ہوئی قریب عقرب نیشن کے پہونچی عقرب نیشن نے گولہ فولاد کا
مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا او بیحیا مجھپر کیا سحر کرون فقط مسکرا دیا غنچۂ دہن وا ہوا سپیدی دانتونکی چمکی برق جنبۂ
گری گولیکے ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے اُسکے ساتھ والون پر پڑے بیس ساحر واصل جہنم ہوے نخل بغض حسد سے
یہ ثمر حاصل ہوے عقرب نیشن اور زیادہ جلا یا جھولی سے تیغ نکالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کیون اسقدر بیقرار
ہوتا ہی وقت جنگ ہم ہنستے ہین اور تو اپنے نصیبون کو روتا ہی اُسنے تیغ مارا مخمور کے ہاتھ مین ایک چھڑی یاقوت
احمر کی تھی تیغ کو اُسپر روکا تیغ بھی پھٹکی جادو گر اُس سے بھی تمام ہوے اب تو عقرب نیشن نے نیچہ سحر کھینچا گویا
ڈنک ہلایا ہاتھ ملکہ مخمور پر مارا ملکہ مخمور نے نیچہ طلائی کمر سے کھینچکر بجاے سپر چرے کی بناہ کیا قبضہ تو فتح پر ہو چکا
جو ہر جرأت ملکہ مخمور سرخ چشم ظاہر ہین دلاوران ہوشربا بخوبی ماہر ہین نیچہ اُسکا ٹوٹ گیا پہلے ہی نوک نے

چہرہ دکھایا مثل سپر چار ہاردگردان ہوں مگر محمود سرخ چشم سے کب پناہ ملتی ہے کالی نخل حسد کی کب کھلتی ہے خبردار خبردار کہکے ملکہ مخمو نے اپنا وار کیا اُسنے سپر سحر کو بلند کیا نیچہ ہلالی تڑپ کر گرا مثل قرص آفتاب سپر کٹی عقرب نیشن کے دو ٹکڑے ہوے ملکہ نے منھ سے اُف کیا ایک شعلہ نکلا خرمن ہستی عقرب نیشن کو جلاکر خاک کیا چشم زدن مین ملعون کا قصہ پاک کیا ساحران باقی ماندہ لاشہ عقرب نیشن کو لیکر طرف طلسم ہوشربا کے بھاگے بھاگتے محمود سرخ چشم نے کئی ہزار کو جلا دیا اب جو مخمور پلٹی کہ جاکر نورالدہر اور طہماس کو اُٹھاؤن دیکھا کہ سر شیشہ سحر ٹوٹا پڑا ہے چند دانے ماش کے اور چند دانے رائی کے دہان پائے ہوش اُڑ گئے کرے محمود سرخ چشم بڑا غضب ہوا کوئی ساحران دونون کو اُٹھا کرے گیا یہ تعجیل وہ دانہ اُٹھا کر ہاتھ مین لیے اور بقہر غضب تمام جستجو مین چلین انکو تو راہ مین چھوڑ دا سی جگہ سے داستان رنگین سحر آگین گذارش ہوگی مگر صاحبقران نے جب دیکھا کہ لقا سامنے سے بھاگ گیا جملہ سرداران زخمی کو اُٹھوا کر نوبت نقارے بجاتے ہوے داخل لشکر ظفر اثر ہوے لقا نے بھی انتہا کی شکست کھائی اُس چیمانے فوراً نامہ مضمن قتل عقرب نیشن و بہ امید طلب مدد طرف افراسیاب کے روانہ کیا آور صاحبقران زمان جب لشکر مین آئے سرداروں کا شمار کیا طہماس و نورالدہر کو نہ پایا شبرنگ بن عمرو سے کہا تمھارے آقا اور طہماس کا نشان نہین ہے شاید زخمداری مین عیاران لقا نے گرفتار کر لے گئے ہون شبرنگ نے عرض کی حضور نے آنا محمود سرخ چشم کا ملاحظہ کیا تھا خدا نے اُسکو عین وقت پر پہونچایا اُسنے عقرب نیشن دغیرہ کو مار القا حسو وقت تک باغ سے بھاگ کر نکل گیا ہے مین نے نورالدہر اور طہماس کو زیر نخل دیکھا تھا پھر اُس مقام پر ایک اندھیرا ہوا غلام نے جو بنگاہ غور دیکھا کئی جادوگر نیان سیاہ فام نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے بھاگین نہین معلوم کون تعین غلام ابھی تلاش مین جاتا ہے یہ کہکر شبرنگ نہ ہوا صاحبقران نے ایرج نوجوان وغیرہ کی خمدزدی کا حکم دیا خود داخل بارگاہ ہوکر مصروف عیش ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ محمود سرخ چشم کا تلاش مین نورالدہر کی جانا اور برسرہ کوہ ایک ساحرہ کے قبضے مین پانا اُسکو قتل کرنا نورالدہر کو چھڑانا اور گریزی نامہ مشکین نگار کی یعنی شروع ہونا حالات طلسم جمشید کا بعد گرفتار رہونے ملکہ مخمور سرخ چشم کے جانا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کا برائے فتح طلسم جمشیدی کہ جہان سے نشان رہائی شہسوار میدان یکہ تازی اسد بن کرب غازی واضح ہوتا ہے و دیگر حالات عجائب و غرائب کہ اب تک نوظر ناظرین سے نہ گذرے ہونگے یہ مقام حیرت انجام عجب شرح و بسط و ربط و ضبط سے مملو ہے کہ مشتاقان خوشخو جب ملاحظہ فرمائینگے یقین کامل ہے اس حقیر کو بدعائے خیر

یا دکرینگے بیان کیے جاتے ہین شعر

امید قوی ہے یہ احباب سے | اٹھائین خطا اس شرنایاب سے

اشعار ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی ذیوقار | بلا ساغر بادۂ لالہ زار | عطا کر کوئی جام اگر اور ہی
شراب طلسمات کا دور ہے | صدا قلقل مے کی ہو یون بلند | چٹکتا ہے جیسے طلسم سپند
لبالب بلا ساغر زرنگار | کہ ہے چشم مخمور کو انتظار | نہ خاکی سمجھ ساقیا میرا جسم
فقط عنصر مے کا ہے یہ طلسم | گلابی بلا پھول سی خوشگوار | کہ ہے باغ مینا دمے پر بہار
ہے جوبن پہ بنت العنب آجکل | کہ پھیلی ہر رندو نمین جنگ و جدل | یہ میخانہ ہے یا کہ میدان رزم
ہر اک رند کرتا ہے لڑنے کا عزم | ہو شمشیر بران کہ موج شراب | سپر کاسہ ہائے لاجواب
رکھے ہین سبو یا کہ فرق عمود | یہ سب متقلب جام ہین یا کہ خود | ہے آواز قلقل کہ جنگی خروش
کہ مستون کو ہے نشہ مے کا جوش | بہار آئی ساقی وہ دے جام نور | کہ ہو غنچۂ دل کو میرے سرور
عطا کردہ محبوبۂ لالہ فام | کہ زاہد بھی ہونٹھون کو چاٹے مدام | مجھے چاہیے ہے وہ مے خوشگوار
کہ ہو دور گردون بھی جسپر نثار | ز لال تو لاکی ہے جستجو | مرے منھ سے جلدی لگا دے سبو
خدا را دہ دے بادۂ سرخ فام | نظر آئین مضمون رنگین تمام | کدھر ہے تو اے ساقی بے نظیر
لگا منھ سے جام مے دلپذیر | لبالب عطا کردہ جام شراب | فنجان جس سے ہو جلوۂ آفتاب
قمر طبع روشن ہے اب جوش مین | کہ اس نشہ مین بھی ہون ہوشمین

غزل تصنیف نیز

خوش ہونمین تم گالیان دو ذرا مجکو ہنسکے دس | کر دو لیکن پورے بوسے میرے جانان دس کے دس
پانچ بوسے لیکے انکے پانچ بوسے جب لیے | ہنسکے بولے اب تو پورے ہو گئے پھر دس کے دس
قند مے کو پیکے بولا زاہد نادان یہی | پی لیے ساغر ہین بے نیشکر کی رس کے دس
دس شجر بھی ہین نہین پھولے پھلے گلزار مین | ہان خزان نے کر دیے ہین ڈھیر خار و خس کے دس
عاشق زلف سیہ حکم صنم سے دیکھیے | قید خانے کو چلے زنجیر مین ہین کس کے دس
مین وہ نازک طیر ہون میرے پھنسانیکے لیے | دام صیادون نے بنوائے ہین گل کی رسکے دس
بیس بوسے وصل کی شب لیکے مین گویا ہوا | دس تو ہین ہان انکے دیکھو اور ہین بس بس کے دس
کہ رہا صیاد ہے اکسدم گردن کاذبح مین | جمع ہو جائینگے طائر دام مین جب پھنس کے دس
دس برس کے بعد نیتر کا کر دیو را سوال | دیدو اسکو آج بوسے اے صنم تم ہنس کے دس

رہروان منازل طلسمات عجائب و قطع کنندگان مراحل مضامین غرائب و سیاحان دشت پرہول فسانہ رنگین و بادیہ پیمایان صحرائے خارستان وحشت آگین مسافر کلک جواہر سلک کو یہ قرار دیکر بصد کروفر اس راہ پر منطہ طلسم کو یوں طے کرتے ہین **بیت** سخن سنج و غواص دریائے ہوش ۔ چنین ریخت گوہر بدامان گوش ۔ کہ وہ فیقتہ بجمال محبوب و حسن مطلوب پریشان و رنجور یعنی ملکہ **مخمور** جب **عقرب نیشتر** کو قتل کر چکی اور اپنے تسکین وہ قلب ناصبور کو زیر نخل نہ پایا بلکہ کچھ اسباب سحر ہاتھ آیا صاف ثابت ہوا کہ کوئی ساحر یا ساحرہ **نور الدہر اور طہماس** کو اٹھا کرلے گئے عین وقت پر محبوبہ داغ دے گئے قریب تھا کہ کلیجہ شق ہوجائے حقیقت مین مقام عبرت ہی یہ راز محبت ہی منازل پرخار و صحرا ہائے راہ ناہموار کو کس مصیبت سے طے کیا صرف اس امید پر کہ یک نظرے خوش گذرے اور دو چار باتین کرینگے اپنی شہبائے فراق کا حال کہینگے عین وقت پر فلک نے یہ تفرقہ ڈالا کیونکر بدحواس نہو یہی خوف ہی کہ کوئی دشمن اس صف شکن کو قتل نہ کرڈالے بڑے بڑے سرکشان عالم اس شیر دل کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے کیسے کیسے پہلوان اس دلیر کی شمشیر آبدار سے بیدم ہوے تمام اقلیم مین باشاراللہ وہ شاہزادہ بیمثل و یکتا ہی نام سے اس شہریار والاتبار کے رستم و اسفندیار نے کفن سے منھ چھپایا شیرون کو اس غضنفر کے نام سے بیشے مین بخار چڑھ آیا خداوندا اس شہریار کو دشمنون کے ہاتھ سے بچا تا روز سیہ نہ دکھانا صحیح و سالم ان آنکھون سے دیکھون خاک پاکو تو تیاے چشم بناؤن ملکہ مخمور سرچشم کا دلوا جنون غم سے کلیجہ خون چہرہ اداس عالم یاس بیقرار و مضطر حیران و پریشان افتان و خیزان صحرا مین جہار جانب دوڑتی پھرتی تھی جب کہین نشان نپایا کہون چھان ڈالا ایک نخل کے سایے مین بیٹھ گئی زار زار رونے لگی اور یہ غزل پڑھی **غزل**

وحشت الفت نے مجھے سا کیا کم تھی
تیرے دیوانے کو یہ تازہ بلا کیا کم تھی
نتین وصل کی کیون یار سے کرتا جاے

کھینچ لانے کو مری آہ رسا کیا کم تھی
اپنے دیوانے کو زنجیر عبث پہنائی
قید کرنیکو تری زلف دوتا کیا کم تھی

چاندنی کی ہین شب وصل ہوس کیا کرنا
تیری تنویر رخ اے ماہ لقا کیا کم تھی
بادپا پر جو سوار آتے ہین وہ سوے مزار

خاک عاشق کی اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
قتل مین میرے ہوا یار بھی آکر جو شریک
ایک قتال جہان انکی ادا کیا کم تھی

بیچ مین آکے نسیم اور وہ انداز ہوئی
رشک بلبل کے اڑانیکو ہوا کیا کم تھی
چشم فتان مین جو قاتل نے دیا ہی سرمہ

خون عاشق کے بہانیکو حنا کیا کم تھی
ذبح کے واسطے کیون آپنے خنجر کھینچا
قتل عاشق کے لیے تیغ ادا کیا کم تھی

کسیلیے ہجر مین مین سیر چمن کو جاتا
داغہاے دل شیدا کی فضا کیا کم تھی
وصل کا ایک ادب عشق ہی مانع نہوا

باز اس امر کے کہنے کو حیا کیا کم تھی
ساقیا مے کے جو دو جام پلاے مجکو
ایک تیری نگہ ہوشربا کیا کم تھی

کوچۂ یار مین لائی کشش عشق مجھے
ورنہ عالم مین مرے رہنے کو جا کیا کم تھی
نسیہ پہلے ہی سے مین مے کی ہوس کیا رکھتا

نشے کو آمد ساقی کی ہوا کیا کم تھی
کیون بھری آکے مرے سر مین ہوا دیکی
چاک ہونیکو فقط گل کی قبا کیا کم تھی

ان اشعار سے اور دل بھر آیا حضرت عشق نے رہبری کی خیال آیا کہ ای مخمور کیا ہوش ربا ختہ ہین عقل کے
ہم آپ دشمن ہوے حضرت عشق ہوش و حواس کے رہزن ہوے وہ جو اسباب سحر اُٹھا لائی ہو اُس سے کیون نہین پوچھتی کہ نوکسکا سحر ہے
یہ سوچکر وہ ماش اور سرسون کے دانے جو زیر محل سے اُٹھائے تھے زمین پر مارے دھنک دی بقہر و غضب نعرہ کیا ارے تم کس کا
سحر ہو جلد بتلاؤ نورالدہر اور طہماس کو کون لے گیا ورنہ پھونک دونگی یکایک وہ دانے چٹکے آواز آئی گلرنگ و جلترنگ
جادو دونون بہنین ہوا پر اُڑی ہوئی جاتی تھین نورالدہر اور طہماس کو اُٹھا کر لے گئین یہ سنکر غصے سے کانپنے
لگی آنسو پونچھے انگلیون پر کچھ شمار کیا سمت کا خیال کرکے شعلۂ جوالہ بنکر اُڑی فضاے کارگلرنگ و جلترنگ جادو
آسمان پر اُڑی ہوئی جاتی تھین نورالدہر اور طہماس کو دیکھکر عاشق ہوئین سحر کرکے اُٹھا لائین ایک کوہ فلک شکوہ
پر آکر ٹھہرین گلرنگ نورالدہر پر مائل جلترنگ طہماس کے تنہ ابر دکی گھاٹیل دونون بے لاکر دونون شیرون کو
اس پہار پر اُتارا فرش بچھایا زخمدوزی کی پٹیان مرہم کی چڑھائین اتنے دونون جوانون کو ہوش آیا نورالدہر نے
ایک سا حرہ سیہ فام کو اپنے پہلو مین پایا طہماس بن عنقویل دیو پرورنے دیکھا ایک یونی بصورت مہیب میرے قریب
گھونگھٹ نکالے بیٹھی ہوئی ہے دونون جوان گھبرائے کہ یہ کس بلا مین پھنسے یہ کون مقام ہے حیران حیران دیکھنے
گلرنگ نے مسکرا کر کہا دیکھو صاحب مجکو ہاتھ نہ لگانا مین ہنچونگی سارا پہاڑ سر پر اُٹھا نونگی اور جلترنگ نے بہت
خوش مزاج تھی طہماس کے گلے مین لپٹ گئی کہا جانی پیارے تجکو اختیار ہی مین کیا کسی بات مین تجھسے باہر ہون
رات بھر تجھکو جگاؤنگی عمدہ کھانا کھلاؤنگی تھک جائیگا تو پانون دباؤنگی طہماس نے لاحول پڑھکر دھکیل دیا
شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قہقہہ مارکے ہنس پڑے کہا لو برادر بڑے صاحب نصیب ہو تمھاری
معشوقہ خوش غلاف ہی بیان تو انکا صاف ہی طہماس نے کہا آقا ظرافت نہ فرمائیے اس بلا سے میری جان بچائیے
ابوہ دونون تو اصرار کرتی ہین طالب وصال ہین ان دونون کے خوف سے غیر حال ہین صحبت ناجنس منحوس سے خرامزادیون
کے بو بدآتی ہی دماغ پریشان خوف جان مگر نورالدہر نے جھلاکر جواب دیا ملعونہ ہٹ کر بیٹھ کچھ شامت آئی ہے
جب تو دونون جھلائین سحر جو کیے دونون کے ہاتھ پانون بیکار ہوگئے خنجر پکڑکے اُٹھین کبھی دھمکاتی ہین کبھی
منت کبھی خوش آمد کبھی قہر و غضب عجب مصیبت مین دونون شیرین دعائین مانگتے ہین کہ حرامزادیان ہمین قتل
کرڈالین کشاکش سے نجات پائین جب اس مرمین طول ہوا دونون نے کہا او نگوڑو اگر ہماری خواہش دل پوری
نکروگے ابھی تمھارے کباب لگائینگے بوٹیان کاٹ کاٹ کر کھا جائینگے طہماس نے کہا او حرامزادی مین اس شیر کا
نمکخوار ہون مجکو قتل کر میرے شاہزادے کے خون سے ہاتھ نہ بھر دونون واسطے ڈرانے کے نیچے کھینچکر چلین نورالدہر
نے بلک کر دعا کی کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ مخمور اُڑتی ہوئی آتی تھی اُسنے جو نورالدہر اور طہماس کو دیکھا کہ
زمین پر پڑے ہین جادوگرنیان قتل کرنے کا قصد کر رہی ہین آنکھون کے نیچے اندھیر آگیا دہین سے نعرہ کیا

خبردار ہیں آپہونچی جلتہ رنگ نے جو دیکھا کہ ایک پری رخسار للکارتی ہوئی آتی ہے جھولی سے نکالکر گولہ مارا ملکہ مخمور سرخ چشم نے سحر پڑھکر ہاتھ میں روک لیا وہی گولہ کھینچ مارا جلتہ رنگ کا سر پھٹ گیا مسکراکر آواز دی بھیا طلماس خطا معاف کرنا تمھاری معشوقہ پر میں نے ہاتھ اُٹھایا گلرنگ طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے جھپٹی سحر کرنے لگی ملکہ مخمور سحر دفع کردیتی ہیں اور نورالدہر کی طرف اشارہ ہے کہ صاحب اپنی چہیتی کو منع کیجیے ورنہ سزا پائیگی جوبیان کھائیگی آپ کو ناگوار ہوگا شاہزادہ نورالدہر حجاب سے پسینے پسینے ہوگئے شرماکر جواب دیا زور سحر میں کسی کا کیا اختیار ہے دیکھو اس لکاتہ کے سحر سے اپنے کو بچاؤ دائرہ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ عاشق و معشوق میں ایسے دو چار گلے راز و نیاز کے ہوے کلیجوں پر چھریاں پھر گئیں ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے نکالا گلرنگ کو کھینچ مارا شل ہمیہ سال خوردہ جلکر خاک ہوئی آواز آئی ارا مجکو کہ گلرنگ جادو جلتہ رنگ جادو نام تھا اندھیرا دفع ہوا رشکی ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے گھبراکر کہا ملکہ عالم بیان کیونکر ہو چین یا نزع سے یہ ملعونہ مجکو اُٹھالائیں ملکہ مخمور نے کہا ہمتو برائے نظارہ جمال آپ کی معشوقہ کے آئے تھے سو دیکھا حقیقت میں ہم سے بڑی خطا ہوئی کہ اُسپر ہاتھ اُٹھایا بیچاری محروم وصل دنیا سے اُٹھ گئی اسوقت تو مجھپر بڑا غصہ آیا ہوگا شاہزادہ نورالدہر نے کہا کہ ملکہ یہ باتیں مجکو ناگوار ہوتی ہیں کیا میں اس حرامزادی کے ساتھ خود آیا تھا سحر میں میرا کیا اختیار تھا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کرنی زبردستی نہیں کسی کو اُٹھا تا بیٹھا تا کچھ پہلے سے نامہ و پیام ہونگے نورالدہر عذر کرنے لگے کہ ملکہ بخدا میں نے اس حرامزادی کو کبھی دیکھا نہ تھا ملکہ مخمور کو یقین نورالدہر کا اچھا معلوم ہوتا ہے بہت چھیڑا جب دیکھا حجاب سے نورالدہر کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے ملکہ مخمور نے کہا آپ کیوں رنجیدہ ہوتے ہیں جو آپ فرماتے ہیں یہی سچ ہوگا یہ کہکر طرف طلماس کے پلٹیں طلماس نے سلام کیا ملکہ مخمور نے مسکراکر کہا کیوں میاں لم قدے تم کیا گذری تمھاری معشوقہ خوب موٹی تازی تھی خوب جوڑ تھا متغیر کیوں ہو رہے ہو میں سنتی تھی تمھارا ہاتھ جوڑا دیکھ رہی تھی بڑے سپاہی ہو خوب گھرکیاں جھڑکیاں اُٹھائیں تو اپنے آقا کا کٹنا بھی ہے یہ آپ ہی کی ذات کا سارا فساد تھا گلرنگ کا پیام انکو دیا جلتہ رنگ بجانا خود قبول کیا طلماس نے کہا بس بس مہربانی فرمایئے کچھ حال طلسم ہوش ربا بیان کیجیے ملکہ مخمور نے کہا چہ خوش کسی قصہ کہانی کہنے والے کو بلایئے غرض کہ آپس میں ہنستے ہوے باتیں کرتے ہوے کوہ سے اُترے ایک ٹیلے میں اُسی کوہ کے ٹھہرے کہ نورالدہر نے کہا اے ملکہ عالم لشکر میں چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ دن بہت کم باقی ہے اور وہ ملعونہ آپ کو بہت دور لے آئی اسوقت پہونچنا ممکن نہیں لیکن آپ ٹھہریں میں سحر سے بارگاہ وغیرہ کی تدبیر کردں یا اس حوالی میں کوس دو کوس جاکے دیکھوں شاید کوئی صورت نکل آئے یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم خرامان خرامان طرف صحرا کے روانہ ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور طلماس بن عنقول دیو پرور مسلح و مکمل کوہ سے نکلکر شاہراہ پر ٹہلنے لگے

ابھی ملکہ مخمور پلٹ کر نہ آنے پائی تھین کہ دیکھا صحرا سے گرد اُڑی قریب آکر دامن گرد کا شگافتہ ہوا آگے آگے بارہ علم نشان بارہ ہزار سوار جرار کا علمدارون کے نکل جانیکے بعد دیکھا ایک جوان کوہی گینڈے پر سوار سلاح جنگ سے آراستہ خود کلان سر پر زرہ زیب جسم انور پشت پر بارہ ہزار فوج جنگی رو بارو ہی مین آتا ہی اُس کوہی کی بھی نگاہ پڑی کہ ایک جوان خورشید مثال دوسرا عفریت خصال زیر نخل کھڑے ہین اس کوہی کا مینجوار کوہی نام ہی برای مدد لقا چلاہی اُن جوانون پر جو نگاہ پڑی شاطر سے کہا دیکھو تو اس صحرا ے ہولناک مین یہ دونون جوان کیون حیران و پریشان کھڑے ہین نام بھی دریافت کرنا مینجوار کوہی کا عیار قریب نور الدہر کے آیا فرد شوکت دیکھکر حیران ہوگیا جھک کر سلام کیا کہا ہاے آقا مینجوار کوہی تم زمان پہلوان دوران خداوند لقا کی مدد کو جاتے ہین آپ کا نام و نشان دریافت فرماتے ہین نور الدہر نے کچھ جواب نہ دیا مگر طہماس نے کہا کہ جاکر کہدے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان بہیرہ صاحبقران اور غلام اُنکا طہماس بن عنقویل دیو پرور کسی وجہ سے یہان آئے ہین تو کیا قاضی ہی کہ نام و نشان دریافت کرتا ہی جہان جاتا ہے جا اور اگر کچھ ارادہ ہو تو آ عیار تھراتا ہوا بھاگا مینجوار کوہی کے پاس آیا کہا حضور یہ جوان تو پوتا صاحبقران کا ہی اور دوسرا طہماس بن عنقویل دیو پرور اُسکا رفیق قدیم نہین معلوم اس مقام پر کیونکر آگئے ہین پوچھنے سے آتا ہوتے ہین مگر حضور آپ فرماتے تھے مین پہلے پہل برای قدمبوسی خداوند جاتا ہون برای مدد قدرت کوئی شی معقول نہین ہے آپ بڑے صاحبقبال ہین یہ جوان تو نہایت دشمن قدرت کا ہی اس بندۂ مغضوب نے کئی مرتبہ قدرت کو تید کیا ید قدرت مین ہتھکڑیان پاے خداوند مین بیڑیان پہنائین بڑی بڑی ستمرانیان دکھائین مگر خداوند لقا کے صبر کے صدقے ان ایسے بندگان سرکش کو غارت نہین کرتے بلکہ مشہور ہے کہ قدرت کے پیارے بندے ہین مینجوار کوہی خوش ہوگیا کہا اے شاطر حقیقت مین کارخانہ قدرت کے قدرت ہی پر موقوف ہین ہم لوگ بیوقوف ہین لاؤ دنیا رکھ سمجھ مین آتا ہے یا دگرفتار کر لو یا تم لوگ ٹھہرو مین جاکر دونون کو اُٹھا لاؤن گا مین باندھون سنبلے کہا حضور ہمین بھی تو ہمین شرفایابی کیجیے غلامون کو محروم نہ رکھیے مینجوار کوہی منع کرتا رہا لینا لینا کہکر سنبلے طہماس نے دیکھا کہ ٹھٹھا کفر کی آتی ہی عرض کی حضور ملاحظہ کرین مین انکو ابھی سزاے کامل دیتا ہون ہنوز یہ کلمہ تمام نہوا تھا کہ ہمراہیان مینجوار کوہی آپڑے طہماس بن عنقویل دیو پرور نے شاطر سے کوہیون کو جہنم واصل کرنا شروع کیا جسپر شاطر نے مارا دو ٹکڑے ہوے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان نے بھی نعرہ کیا طہماس نے ایک کوہی کی ٹانگ پکڑ کر کھینچ لی گھوڑا اُسکا خدمت مین نور الدہر کے حاضر کیا نور الدہر کو گھوڑا ہو ملا لڑتے بھڑتے جنگ رستمانہ کرتے قریب مینجوار کوہی کے پہونچے طہماس نے اتنی دیر مین کھل بلی ڈالدی کسی کو مع گینڈے اُٹھا لیا اُکھیڑ کر مارا کر گدن دسوار دونون چور چور کسی کو بڑھکر ہاتھ ساطور کا مارا کبھی اوجھڑ سپر کی جلی تین تین

چار چار سوار تلے اوپر گرے ایک چشم زدن مین کئی سو کا کام تمام کیا مگر نورالدہر بن بدیع الزمان جو برابر
میخوار کوہی کے پہونچے اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر نے بڑھ بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھین کر کمر بخیر مین
ہاتھ دیکے اُٹھا لیا چاہا زمین پر لا رین میخوار کوہی نے یہ طوت و جلالت و قوت جو دیکھی عاشق ہو گیا عرض کی
ای شہریار الامان نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھوڑ دیا شاہزادہ نورالدہر نے کلمہ طیبہ ارشاد کیا میخوار بصدق
مسلمان ہوا فوج کو آواز دی خبردار اب کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے غلامی قبول کی سعادت دارین حصول کی
سنے ہاتھ روک لیے دست بستہ حاضر ہوے اب میخوار کوہی نے کیفیت پوچھی نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کچھ مجملا حال جنگ فولاد فولاد شکن اور آنا جا دو گرنی کا بیان کیا میخوار کوہی نے حکم دیا جلد بارگاہ تیار کرو
فوراً بارگاہ استادہ ہوئی خیمے سراپردے آراستہ ہوے اسکے ساتھ تو کل سامان موجود ہی چشم زدن مین سامان
عیش و نشاط مہیا کر دیا شاہزادہ نورالدہر نے کان مین میخوار کوہی کے کہا کہ ایک خیمہ بطور تخلیہ پہلوی بارگاہ مین
آراستہ کرا دو میخوار تو اس سامان مین مصروف ہوا شاہزادہ نورالدہر اور طہماس اُس درۂ کوہ کے
قریب آئے دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم دو تین کوس پھر کر پلٹ آئی ہین ایک نخل کے سایے مین ٹھہری ہین
کچھ تیلیان باش کے آٹے کی تیار کر رہی ہین منظور ہی کہ سحر سے کچھ کنیزین بناؤن ایک خیمہ بھی ترتیب دین
کہ بعیش و راحت بسر کردن کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے قریب آکر کہا ای ملکۂ عالم اے
شہنشاہ خوبی و اے سرو باغ محبوبی خدا نے سب سامان مہیا کر دیا بارگاہ خیمے سراپردے کل سامان عیش و نشاط
اُس خالق بے نیاز نے اس صحراے ہولخیز و وحشت انگیز مین مہیا کر دیا ایک کوہی برای مدد لقا جاتا تھا وہ
مسلمان ہوا کیسا دوست خیرخواہ ہوا ہی مین نے الگ بھی ایک خیمہ تمھارے واسطے درست کرایا کیون شقاوت کرو
بسم اللہ چلو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا آپ چلیے سب کے سامنے لشکر مین آنا مناسب نہین ہی مین غرق زمین ہو کر
چلی آؤنگی نورالدہر و طہماس بارگاہ میخوار کوہی مین آکر بیٹھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے اپنے کو اُس خیمے مین
سحر سے پہونچا یا دیکھا چھپر کھٹ آراستہ اسباب عیش و نشاط پیراستہ خیمہ مثل عروس شب اول جھاڑ فانوس
مردنگ وغیرہ سے بتکلف تمام سجا ہوا میخوار کوہی بھی سمجھ گیا کہ شاہزادے کے ساتھ کوئی معشوقہ ہی
اُسنے عرض کی چند کنیزین غلام کے ساتھ حاضر ہین اگر حکم ہو تو اُنکو بھیجدون نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کہا کہ [illegible] دیکھو اُو ہم اپنے ساتھ لیکر جائینگے ہم شب کو تمھاری صحبت مین بیٹھنے کی مہلت نہ پائینگے
ہمارے مہربان طہماس تمھارے ساتھ تاج وغیرہ دیکھنے مین مصروف رہینگے میخوار کوہی نے کہا
بسم اللہ مگر غلام نے طائفے وغیرہ بھی عمدہ عمدہ طلب کیے ہین چند ساعت کے واسطے جب ہنگامۂ عیش و نشاط
گرم ہو گا چلے آئینگے اُسی خیمے مین آرام فرمایئے گا نورالدہر بن بدیع الزمان انشاء اللہ کہکر کچھ کنیزون

کو ساتھ لیکر خیمے مین آئے دیکھا ملکہ مہر سرخ چشم نے زعفرانی جوڑا زیب جسم کیا ہے دریاے جواہر مین غوطہ زن ہے پر بجاے مثل طاؤس طناز سرگرم خرام نازنین کنیزین آکر واسطے تسلیم کے خم ہوئین ملکہ مہر سرخ چشم اور نورالدہر بن بدیع الزمان مثل ماہ و مہر مسند جواہر نگار پر جلوہ افروز ان دونون عاشق و معشوق کو ایک جگہ دیکھکر نیر اعظم کو رشک ہوا پردۂ مغرب مین جاکر چھپا دونون وقت بھی آپس مین ملنے لگے طالب و مطلوب کے غنچۂ آرزو کھلنے لگے کنیزون نے جھاڑ فیروزہ روشن کیے شعر

شب آمد ساز کار عشق بازان — شب آمد راز دار عشق بازان — وہ شب تھی فرح افزا عیش گستر
معطر مشک آگین روح پرور — سیاہی مثل زلف مہ جبینان — رخ لیلاے شب وہ نور افشان
کشادہ چرخ پر چشم کواکب — ضیاے ماہ تابان شب پہ غالب — حیاے مہر کا وہ منھ چھپانا
ادا سے وہ مہ کامل کا آنا — فلک پر جمع سیارونکی محفل — تھے روشن صاف جنکے دیدۂ دل
مہ کامل تھا اُس صحبت کا ناظر — نجوم چرخ رقاصی کو حاضر — خوشا وقتے و خرم روزگارے
کہ بارے برخورد از وصل یارے — یہ دونون شیدا یک دیگر مدت کے ہجران دیدہ مصیبت عشق کشیدہ التفاتات

قضا و قدر سے جو یہ سامان ممکن ہوا شاہزادۂ نورالدہر پیراہن مین نہین سماتے بند قبا ٹوٹے جاتے ہین ملکہ مہر سرخ چشم گلچین گلشن حسن کی کر رہی ہے کبھی سر ناکر سر جھکا لیتی ہے کبھی شاہزادہ نورالدہر کے چھیڑنے لگتی ہے کبھی جادوگرنی کا ذکر کرکے مسکرا دیتی ہے کہ صاحب وہ بھاگ گئی ہے مین اُسکو نہ روک سکی زبردست ساحرہ تھی مین ہٹ جاؤن اُسکو بلوا لیجیے مین تو فقط حال دریافت کرنے آئی تھی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کبھی ہنستے ہین اور کبھی غصہ کرتے ہین کبھی فرماتے ہین ملکہ عالم یہ تو تمکو پہلو خوب ملا مجھے اُس فاحشہ سے کیا مطلب سمن رخ نام ایک کنیز بھیجی ہوئی میخوارگی کی نہایت طرار و فرار ہے خود بھی ماہ رخسارے حسین جمیل جوان بیٹھی ہوئی سامنے مسکرا رہی ہے کبھی نورالدہر بن بدیع الزمان کی بلائین لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھا کر ملکہ مہر سرخ چشم کو ترقی حسن و جمال کی دعا دیتی ہے اُسنے بڑھکر گلابی اُٹھائی کہا ملکۂ عالم اب اسوقت دفتر حکایت و شکایت نہ کھولیے شاہزادہ تمھاری محبت مین بیقرار ہے اس صحبت کو غنیمت جانیے دم بھر مین فلک تفرقہ پرداز گردون کج بازنیرنگ تازہ دکھاتا ہے اسکی نیرنگ بازی شعبدہ سازی مشہور ہے اسکے ہاتھ سے کسنے آرام پایا کیسے کیسے عاشق و معشوق پہ بدعت کی لیلیٰ پر کیا گذری مجنون کی وہ صورت کی دشت نجد مقام ہوا تب عاشقون مین نام ہوا لیک ایک جام مے گلفام نوش فرمایئے رنج و ملال کو خاطر فیض عاطر سے دور کیجیے ملکہ مہر سرخ چشم نے کہا کیون شاہزادہ سمن رخ کیا تم بھی اس بلا مین مبتلا ہو کسی کی شیدا ہو سمن رخ نے ٹھنڈی سانس کھینچی عرض کی داری نوح در گور عشق بیمار مین پڑے مجھے تو اس سے واسطہ نہین مگر مین اپنے چچا کے صاحبزادے سے منسوب ہون اُنھون نے اپنی چاہت مجھسے ظاہر کی

ایک تنومدی بھی کہی مجھ بدصورت کا انمین سراپا ہی کچھ بیہودہ بکا ہے وہ اپنے والد نامدار کے ساتھ براے تجارت گئے ہین یہ تو ہوتا ہی کہ اکثر راتون کو خواب پریشان دیکھتی ہون جب خواب مین آتے ہین منھ بنائے ہوے ہاتھ جوڑ رہے ہین جب صبح کو اٹھتی ہون خیال ضرور آتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہ خدا تمکو ایسے ملاے سمن رخ پروردگار کے ساتھ ایک شب فرقت نہ دکھاے اور ہم تو آٹھ پہر آفتاب لب بام چراغ سحری رہتے ہین روز و شب مرنے جینے کی جفا سہتے ہین افراسیاب خانہ خراب ایسا دشمن ہر وقت کی لڑائی مالک ہمارے طلسم کشا قید ہین انکی مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہے انکی فرقت مین ایک ایک دن برابر ایک ایک سال کے کٹتا ہے اتفاقات قضا و قدر سے یہان آگئے ایک نظر انکو دیکھ لیا خیال لگا ہوا ہے وہ ظالم اظلم افراسیاب خانہ خراب اگر کتاب سلمری مین دیکھے نہین معلوم کیا بلا نازل کرے انکی سلامتی کی ہر وقت دعا مانگتے ہین اپنی جان کا کباڑ جہان ڈورو یان ہمارا گھر یہ کہکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن سے اشک ملکہ مخمور پاک کیے کہا ملکا مخمور بس زیادہ دل نہ دکھاؤ یہ کہکر جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیا ملکہ مخمور نے نوش کیا بے اختیار زبان سے نکل گیا نظم

الا یا ایہا الساقی ادر کاسا و ناولہا	کہ عشق آسان نمود اول و افتاد مشکلہا
کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا	شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل

اپنے پنجہ نگارین سے گلابی کو اٹھایا جام لبریز کرکے ہونٹھون سے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے لگایا نورالدہر نے یہ اشعار آبدار مصنف کے

زبان پر جاری کیے غزل	آنکھون کو جانتے ہین پیالا شراب کا
میرا خمیر مادہ انگور سے بنا	گھٹی مین میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
پتلا دہ آگ کا ہے مین پتلا شراب کا	طفلی سے تا بہ مرگ بادہ و جام مے
ہو بحر حسن آج تو چل موتی جھیل پر	آبی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا
ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا	دل توڑ ڈالا ساقی مہوش نے اے صنم

مستون کو فرض عین ہی پینا شراب کا
آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار
عاشق کا جسم بن گیا پتلا شراب کا
پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار
دکھلا کے ٹکڑے کر دیا سنیتا شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام پیے قلب کو سرور خیال خیبر شکن دل سے دور گزنگ بیچ مین سے اٹھ گئی گزنگ لیان شیرین کی چلنے لگی بوسہ و کنار ہونے لگا کنیزین سامنے سے ہٹ گئین خلوت حاصل ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دونون ہاتھ حمائل گردن کیے دو ایک بوسے لیے عارض انور ملکہ مخمور سرخ چشم پر ہو گئے اشعار

وہ رخسار نازک کہ ہو جائین لال	اگر اُن پہ بوسے کا گذرے خیال
جو پہنی پھولونکی بدھی تو در شان ہوا	اگر دونون کو محبت کا جوش شور نا و نوش کبھی ہوشیار کبھی مدہوش عجب

صحبت ہے مگر رات جلدی جلدی آنکھون مین کٹ رہی ہے جب گھڑیال کی آواز آجاتی ہی ملکہ فرماتی ہین یہ شہریار ڈوب بجگئے شب آخر ہوئی وہ دیکھیے سپیدی سحر کی ظاہر ہوئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان گھبرا کر طرف

آسمان کے دیکھتے ہین فرماتے ہین ملکہ ابھی تو بہت رات ہی برائے خدا سحر کا ذکر نہ کرو میرا کلیجہ دھڑکتا ہی خداوندا یہ شب مثل گیسوئے جانان دراز ہو روے سیاہ سحر نہ دیکھون بقول شاعر پہلے تو مے خوب سی پی اور باجے بھی رنگین بجے ؎ جی چھوٹ گیا بس رات کی کالی کا جب تین پہر پر تین بجے ؎ یہان تو یہ کیفیت ہی عاشق و معشوق کی صحبت ہی مگر یہان مے خوار کو ہی نے اپنی بارگاہ مین بڑے لطف سے جلسہ راستہ کیا ہے طہماس کو تاج دکھا رہا ہی جام مے ارغوانی چل رہا ہی جوانون کا حوصلہ نکل رہا ہی ایک رقاصہ گلعذار ماہ رخسار کمسن الھڑ پنے کے دان اپنے فن مین کامل اپنی ادا پر آپ مائل کس لطف سے رقص کر رہی ہی اہالیان محفل مثل تصویر خاموش سب کو سکتے

کا سا عالم اشعار	ناچی گت اسطرح وہ ماہ تقا		د جمد کرنے لگا تد رو ادا
سر پہ رکھا اگٹ کے جب آنچل	ماہ تابان پہ چھا گیا بادل		جسکی جانب بتا کے سسکی لی
جان اُسنے سسک سسک کر دی	کبھی غزلہاے عاشقانہ گاتی ہے اہالیان محفل کو لبھاتی ہی گنگناتی ہی		

یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

نشان گوریون غیرون کو بتلاتے تو بہتر تھا	ہماری قبر کو تم آکے ٹھکراتے تو بہتر تھا
جو راہ عشق مین گر کر سنبھل جاتے تو بہتر تھا	کسی کی جستجو مین ٹھوکرین کھاتے تو بہتر تھا
جو کچھ تھی دل مین میرے اُنسے تنہائی مین کہ لیتا	اکیلے راہ مین مجکو وہ ملجاتے تو بہتر تھا
مرادم حسرت دیدار سے آنکھون مین اٹکا ہے	جو دم بھر کے لیے اب بھی چلے آتے تو بہتر تھا
خطا کی جو دوبارہ یار سے ہم نے محبت کی	کہین ہم اور اپنے دل کو بہلاتے تو بہتر تھا
نہایت تنگ ہون دل سے قباے یار کی صورت	مرے پہلو سے یہ حضرت نکل جاتے تو بہتر تھا
تبون کی سرد مہری نے تو پھونکا تن بدن اپنا	ہمارے سوز دل کو یہ نہ بھڑکاتے تو بہتر تھا
نہ لو راہ عدم صدہم بھی چلنے والے ہین	ذرا اے دوستو دم بھر ٹھہر جاتے تو بہتر تھا
عیان ہو جسکی خوشبو پھر وہ گل کسواسطے چھوے	تم اپنے حسن پر اتنا نہ اترانے تو بہتر تھا
گریبان چاک کرنا خوب تھا سودے کی شدت مین	کہین ہم تنگ ہوکر گر نگل جاتے تو بہتر تھا
تڑپنا تزع مین میرا نہ دیکھا جاے گا تم سے	مرے بالین سے تم اسوقت ہٹ جاتے تو بہتر تھا
خبر یون ہجر مین کرنا تھی اپنے حال کی اُنکو	زمین و آسمان نالون سے تھراتے تو بہتر تھا
نہ جاتے پاس اُنکے آپ یہ غیرت کے معنی تھے	کسی کو بھیج کر ہمکو وہ بلواتے تو بہتر تھا
بلا کرے جو بیخود بھی کیا ہمکو تو کیا حاصل	اگر پیر مغان زاہد کو بہکاتے تو بہتر تھا
اگر دو چار آنسو ہجر مین نکلے تو کیا نکلے	ہماری چشم سے بادل بھی شرماتے تو بہتر تھا

مزاج اُنکا یہ ہے جو کچھ کرو وہ ضد سمجھتے ہین — مری جانب سے گر اغیار بھڑکاتے تو بہتر تھا
جو تم آتے تو ہو جاتے شگفتہ غنچۂ خاطر — تمھارے عاشقون کے پھول کھلجاتے تو بہتر تھا
جو یہ ہوتا تو افشار راز دل ہوتا نہ غیرون مین — مرے ٹالے ہی میرا حال کہ آتے تو بہتر تھا
سحر تک شام سے کین وصل کی شب نتین نا کی — ہم اپنے دلکو ہی اتنا جو سمجھاتے تو بہتر تھا
ندامت پر اگر اے یاس بخشش تھی گناہون کی — مرے اعضا بھی آنسو ہو کے بہ جاتے تو بہتر تھا

اس لطف سے جو اُس نازنین نے یہ غزل گائی میخوار کو ہی بھی عاشق مزاج ہی طبیعت بھر آئی طہماس سے کہا اے رستم زمان اے طہماس نوجوان اسوقت تو اس کمبخت نے مارڈالا دل کھنچ رہا ہی دل چاہتا ہی چند ساعت کیواسطے شاہزادے کو اس صحبت مین بلائین اس حور مثال کا گانا سنوائین رات بھی کم باقی ہی سحر قریب ہی بھیروین اُنکے سامنے اُٹھے طہماس نے کہا شاہزادے نے تیج بعد بدت مدید تخلیے مین معشوق کو پایا ہی آنا دشوار ہی مگر بہادر دوست ہین اگر تم خود جاکر عرض کرو بلا تکلف چلے آئینگے اس محفل کو قدوم میمنت لزوم سے منور فرمائینگے میخوار کو ہی خود اُٹھا اُس تمبو کے دروازے پر آیا اتفاق سے ملکہ مہمو سرخ چشم نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو نیند کب آتی ہی شمع کافوری ہاتھ مین گلچینی گلشن جمال کی کر رہی ہین کبھی عارض پر عارض رکھتے ہین کبھی لب سے لب سینے سے سینہ ملا رہے ہین لطف بوس و کنار کے مزے اُٹھا رہی ہین کہ میخوار کو ہی نے بسہولیت سمن رخ کو آواز دی وہ باہر آئی میخوار کو ہی نے کہا اگر شاہزادہ بیدار ہو تو میری جانب سے عرض کر کہ غلام حضور کا در دولت پر حاضر ہے کچھ عرض کرنا منظور ہے اگر سرفراز کیجیے تو عنایت سے کیا دور ہے سمن رخ نے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے جاکر باادب عرض کیا چونکہ ملکہ مہمو سرخ چشم سوتی تھی شاہزادہ نورالدہر باہر آئے میخوار کو ہی نے کہا حضور دو سلے ایک لمحے کے بارگاہ مین چلین ایک غزل اور ایک ٹھمری سنکر واپس آئین کیا لطف کا جلسہ ہے حضور کے نہونے کی کمی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر کیا مضائقہ ہی اُسی طرح لباس بزم پہنے ہوے میخوار کو ہی کے ساتھ بارگاہ مین آئے بیچ بارگاہ مین مسند خالی تھی جلوہ فرما ہوے میخوار کو ہی نے بڑھکر اُس نازنین کو موتیون کا مالا اُتار کر دیا اور کہا کہ اسوقت تو مین شاہزادے کو لایا ہون دیکھون تو کیا کمال دکھاتی ہے بس مزا یہ ہی کہ اُٹھنے نہ پائین مجبور ہو جائین اس رقاصہ کا حسن آرا نام ہی مسکرا کر کہا تم جاکر بیٹھو ابھی کہو تو گھر پوچھتے چلے آئین ایسا دام زلف مین پھنساؤن کہ پھڑک کر رہ جائین کبھی مسکرا کر بجلی گراؤن کبھی ساون بھادون کی کیفیت دکھاؤن ساری محفل کو رُلاؤن میخوار کو ہی اسکی باتون پر پھڑک گیا کہا پھر اچھا دیکھین تو یہ کہکر میخوار کو ہی مٹا حسن آرا ناز و ادا سے سامنے جو نورالدہر بن بدیع الزمان کے آئی صورت زیبا دیکھکر خود بیخود ہو گئی خود زرین سر پر سے ہلکا ہوا زلفین خلیلی تابہ دوش چہرہ مثل آفتاب عالمتاب آنکھون مین رات کے

جاگنے کے لال لال ڈورے معشوق سے ہم بستر ہوے ہین لباس مین بھینی بھینی بو انگڑائیان لے رہے ہین حسن آرا نے اُن کہکے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا پیشوا زہاتھ مین اُٹھا کر آگے بڑھی اور یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

کی خوب سیر باغ کی اے باغبان چلے — سایے مین بیٹھے پھول سے شادمان چلے
دار فنا مین ایک بھی اپنا نہین رفیق — سب دوستونکا خوب کیا امتحان چلے — آتے ہی میرے بزم سے تم اُٹھ کھڑے ہوے
کیا کچھ خفا ہوے مرے جان کیون کہان چلے — مجکو یہ اُنکی بدمزگی کا خیال ہے — جائین کہین وہ کہ نہین سکتا کہان چلے
دیکھو ذنگاسرین کاٹکے قاتل کے پانو پر — مدنظر ہو جسکو مرا امتحان چلے — ہمسے چمن بہار مین چھٹتا ہے بلبلو
رگ ہاے گل کی پانو مین ہین بیڑیان چلے — بسمل بنا چکے مجھے تیر نگاہ سے — اب فیصلہ ہی چھوڑیے کیون ناتوان چلے
جوبن پہ اندنون ہی گلستان حسن یار — یارب نہ باس چمن مین نہ باغبان چلے — اے درد ہجر یار رکھتا ہے سب کو تھام
ہم کیا چلے جہانسے ترے قدردان چلے — اک دوستو نہین مرے لاشے کو سوز دفنے — کوچے سے یار کے مجھے لیکر کہان چلے
گل توڑنے پہ دیتی ہی دشنام عندلیب — سچ ہے کسی کا ہاتھ کسی کی زبان چلے — ہین کیا سگان کوچہ دلدار خود غرض
تربت پہ آئے کھانے مرے استخوان چلے — لکھتا ہون اپنے ضعف کا مین حال اے قلم — اسطرح چل کہ جیسے کوئی ناتوان چلے
یون لکھ رہا ہی کلک مری آہ کا الف — جیسے عصا پکڑ کے کوئی ناتوان چلے — اُس غزل کو گاتے گاتے توڑا

لیکر بیٹھ گئی دامن شاہزادے کا چٹکی سے تھام لیا ایک ایک شعر کو دس دس طرح سے بتانے لگی محل ہی سے دونون سازنگیان ملی ہوئی گویا گلے ریت رہی ہین طبلیا بھی کامل اکمل ٹکڑے باندھ رہا ہی ادھر سازندگی کیفیت اُدھر حسن آرا کے ذہن کی جودت گل ساچہرہ ڈوپٹہ سینے سے ڈھلکا جاتا ہے سنبھالتی جاتی ہی کبھی سینے پر ہاتھ رکھکر جوبن بیتے جاؤ کہکر بتاتی ہی قیامت کے ناز و کرشمے دکھاتی ہی اہل محفل ذبح ہو رہے ہین کبھی بڑھ کے اُٹھنا پشت پھیر کر چند قدم بڑھنا چوٹی گندھی ہوئی پشت پر پڑی ہی اُسپر آب روان کا ڈوپٹہ معلوم ہوتا ہی نانگنیان کینچلی جھاڑنے پر آمادہ ہین کمر رگ گل سے باریک پیشوا زجسم مین ٹھیک دوبارا پھر سامنے آکے بیٹھی یہ خمسہ طرف شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کے متوجہ ہوکر بتانے لگی خمسہ

اب بھلا کیا ہمون نظارے آتشین رخسار کے — ہوگئے غش چاہنے والے جمال یار کے
دلولے نکلے نہ آخر خاطر بیمار کے — رہگئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے

مار ڈالا اک پری پیکر نے جھڑمٹ مار کے

کس قدر عاشق ہین یارب اُس بت عیار کے — چار سو رہتے ہین نالے کافر و دیندار کے
ٹکٹکی باندھے ہوے سب لوگ ہین بازار کے — حلقۂ چشم پری رو زن ہین قصر یار کے

جن چڑھے اُسپر جو بیٹھے سایے مین دیوار کے

دل سے وارفتہ ہین تیرے قد کے اور رفتار کے
قبر بھی مر کر ملے نیچے تری دیوار کے

گر میسر ہون تو نظارے ترے رخسار کے
گوش افسانے سنے جو تجھسے خوشر دیار کے

آنکھ دے اللہ تو قابل تری دیدار کے

قدر ہے تا حشر بالا زلف شبگون ہو دراز
اک جہان ہے آپ کا شیدا ے حسن سحر ساز

بس حضور اب عاشقون سے ہو چکے انداز ناز
فرش گل کو بھی قدم سے اپنے کیجیے سرفراز

گل بھی سبزے کی طرح پامال ہو رفتار کے

ہمسری سنبل کو اسکی زلف سے زیبا نہین
یار کو دعوی گل اندامی کا ہے بیجا نہین

تو نہا لان چمن مین رنگ یہ دیکھا نہین
لالہ ہی داغی غلام اس گل سے چہرے کا نہین

سرو بھی ہین بندۂ آزاد قد یار کے

ہے خزان ساری بہار گردش لیل و نہار
عیش مین بھی سوچتا ہون ہر گھڑی انجام کار

ہمنشین عمر دو روزہ کا بھلا کیا اعتبار
چھوڑ کر سمنے امیری کی فقیری اختیار

بوریے پر بیٹھے ہین قالین کو ٹھوکر مار کے

مال کو پامال کرتے ہین جو ہین مستان عشق
جسم پر زیبا ہے میرے خلعت سامان عشق

جسم و جان قلب و جگر ہین تابع فرمان عشق
دیکھیے کس سمت بھجوائے ہمین سلطان عشق

کوہ صحرا دو علاقے ہین اسی سرکار کے

راحت روح و جگر ہے بوے زلف تابدار
زیست کا نقشہ دکھاتا ہے رخ معجز نگار

حضرت خضر و مسیحا کی مدد ہے ناگوار
مرہم زنگار ہے زخمی کو خط سبز یار

خال لب حب شفا ہے واسطے بیمار کے

خال رخ پر کیجیے سا تون ستارون کو سپند
نور کے سانچے مین ڈھالا ہے خدا نے بندبند

گورا چہرہ روشنی مین چاند سے بھی ہے دوچند
دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرایش پسند

طرے قابل ہی سرگردن ہی لائق ہار کے

حسن کے مذہب مین فرض بیگانہ عشق ہے
عارضی الفت نہین یہ جاودانہ عشق ہے

اور لوگون کو یہ انداز زمانہ عشق ہے
ہمکو در پردہ محبت نما نہ عشق ہے

لن ترانی اُسسے ہو سائل جمون دیدار کے

جان عالم کی طرح جلوے ہمارے پر کے ہون
پھول قیصر باغ کے قربان تاج سر کے ہون

یا مرصع کار کے ہون یا کسی زرگر کے ہون | خواہ مروارید کل کے خواہ سیم و زر کے ہون
طرے جتنے ہین وہ جو یا ہین تری دستار کے

خندہ زن ہوتے ہین چشم نم سے کچھ مطلب نہین | کاروبار زندگی سے ہمسے کچھ مطلب نہین
عیش پر مرتے ہین رنج و غم سے کچھ مطلب نہین | کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہین
مشتری یوسف کے ہین خواہان نہین بازار کے

خون بہائے ہین تری ترچھی نگہ نے بارہا | منھ کو شرما کر چھپایا مہر و مہ نے بارہا
دل گلون کے چھان ڈالے ہین مژہ نے بارہا | باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا
چیتھڑے اکثر کیے ہین لالے کی دستار کے

[illegible] شاہزادہ بھی انتہا کا متوجہ ہی سحر جو قریب ہی اسکا زیادہ خیال ہی اس خیال مین آنکھون مین آنسو بھر آئے دل سے شاہزادہ حسن آرا کا گانا سن رہا ہے مگر قضائے کار وہان ملکہ مہوش سرخ چشم بیدار ہو لیٹے ہین پہلو مین اپنے شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو نہ پایا گھبرا کے کنیزون سے پوچھا شاہزادہ کہان تشریف لے گئے کنیزون نے عرض کی کہ میخوار کو ہی بلانے آیا تھا وہان جلسے مین گئے ہین ناچ دیکھ رہے ہین یہ سنکر ملکہ مہوش سرخ چشم بہت ناگوار ہوا غصے مین آنکھین ملتی ہوئی اٹھی کنیزون نے کہا کہ حضور ارشاد فرما گئے ہین کہ مین ابھی آتا ہون حضور تشریف رکھین ہم جاکر اطلاع کرین ملکہ مہوش سرخ چشم نے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا صاحبو تم کیا جانو ایک شب جی تشریف رکھنا ناگوار ہو اِن انکو بلوا کر کیا کرونگی مین طرف طلسم ہوش ربا کے جاؤنگی اب میرا آنا اور اُنسے ملاقات کرنا بالکل بیکار ہی یہ کہکر بقہر و غضب طرف بیرون خیمہ چلین ہر چند کنیزون نے روکا نہ رکین مگر یہ مین تو انتہا کی محبت ہے خیال مین گذرا کہ دیکھ تو آؤن کہ یہ جوان کیا کر رہا ہی آتے آتے سامنے بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ نور الدہر مسند پر جلوہ فرما ہین اور ایک کسی دامن پکڑے ہوے تا رہی ہے اور اُسوقت نور الدہر نے خیال سے اپنی جلالت کے مجمع سے اُتار کے موتیون کا مالا دیا ہے وہ تو قوم کی کسبی ہی ناز کر رہی ہے یہ جو ملکہ مہوش سرخ چشم نے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا آواز دی ای شہریار سبحان اللہ خوب لیاقت ہی ہمنے اپنی عمر مفت ضائع کی مگر انشاء اللہ اب منھ نہ دکھائینگے ابن بیکار یہ شہزادے نے جو سر اُٹھایا ملکہ مہوش سرخ چشم کو اس غصے مین دیکھا فرمایا ملکہ مین تو واسطے آپکے آیا تھا یہ کہکر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان اُٹھے عذر کرتے ہوے آگے بڑھے طمانچہ آواز دی ہان ہان ملکہ عالم یہ خطا میری ہی معاف فرمائیے بخدا شاہزادہ نہ آتا تھا ملکہ نے کہا اول قدرے تو تو ہمیشہ سے کٹنا ہے ہم جانتے تھے سپاہی لوگ ان باتون کو معیوب جانتے ہین مگر تجھ ایسا پہلوان لگائی بجھائی کرے آئندہ کس کو اچھا سمجھا جائے یہ تمھارے ہی فتور برپا کیے ہوے ہین تم کیا کرو یہ ہمارے نصیبون کی خوبی ہی وہ جو سنتے تھے کہ مردون کی ذات

بیوفا ہوتی ہے آج آنکھوں سے دیکھا ہم تو اس کوچے سے نابلد ہیں کھیلے کھائے لوگ جانیں ایک کو سائی ایک کو بدھائی ایک سے وعدہ ایک سے انکار شاید اسمین بڑا نام ہے بیوفائی صاحبان ظرف کا کام ہے ایسی ایسی عورتین تمھارے آقا کے لائق ہین مجھ بدنصیب کو ناحق بدنام کیا مگر بموجب مثل خود کردہ را دوا نیست۔ جلدی حال کھل گیا باآبرو پردہ دنیا سے اٹھ جائین ایسے صاحبان لیاقت کو زندگی مین منھ نہ دکھائین واضح ہو کہ یہ عجب طرح کا جلسہ ہے یہ مقدمہ واقع ہوا کہ آگے آگے ملکہ مہ لقا مخمور سرخ چشم طرف سے نورالدہر اور طلسم کے منھ پھیرے ہوے مگر یہ حال ہے کہ پانچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا عارض گلرنگ پر بوسون کا نشان رات کی جاگی ہوئی آنکھین اُنپر غصے مین اُداسی اشک حسرت جاری معلوم ہوتا ہے کہ صدف کا منھ کھلا ہے گوہر آبدار اشک گر رہے ہین یا موتیون کا سہرا مشاطۂ تقدیر نے پیچھے پر آراستہ کیا ہے دو چار اشک جو مژگان پر اٹک کر رہ گئے ہین تیر نہال آبدار پیدا ہین غصے مین ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے نہین نکلتی ہے نورالدہر بن بدیع الزمان عقب مین مذر کرتے ہوے کہ ملکہ سنو تو تمھاری شکایت بجا ہے میری خطا کیا ہے طلسم و میخوار کو ہی سے دریافت کرو صاحب قسم ہے تو ملکہ فرط محبت سے پلٹ تو پڑی ہے مگر غیرت نگارین اُٹھا کر منع کرتی جاتی ہے کہ بس بیشتر دہ باتین نہ بناؤ میرے قریب آؤ ورنہ مین ابھی اپنے چھری مار لونگی اب ہماری قبر پر آیے گا فاتحہ پڑھ جایئے گا اپنی زندگی مین ملاقات ہوگی اور آپ کو ہماری کیا پروا ہے جسکو موتیون کا مالا پہنایا وہ تو موجود ہے جاکر جلسے مین بیٹھیے دیکھیے وہ آپکی جھینتی گھبرائی ہوئی ہے اب رات کوئی تین چار گھڑی باقی ہے آخر کی چاندنی ہے فراش فلک چاندنی کا فرش زمین پر بچھایا ہے ذرہ ہاے ریگ بیابان ستارہ ہاے آسمان سے ہمسری کر رہے ہین دن سے بہتر روشنی ہے اُسی حال پُرملال مین ملکہ مخمور سرخ چشم کنارے پر لشکر کے آکر ٹھہری ہے سحر سے طاؤس بنایا ہے سپہ سالار ہو چکی ہے قصد ہے کہ اُڑ کر نکل جاؤن نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین کہ دوڑ کر دامن تھام لون اور آواز دی کہ ملکہ بخدا اگر اسوقت چلی جاؤگی اور ہمارا کہنا نہ مانوگی تو ہم اپنا گلا کاٹ ڈالینگے یہ کہکر نورالدہر نے تلوار کھینچکر اپنے گلے پر رکھی اسوجہ سے ملکہ مخمور پلٹ پڑی کہا صاحب برا ے خدا یہ ارادہ نہ کرنا لو مین ٹھہر گئی نہین جاتی نورالدہر بن بدیع الزمان چاہتے ہین مین قریب پہونچون کہ پہاڑ پر سے آواز آئی اے جان جہان آرام دل مشتاقان آج رات تمنے کہان گنوائی ہے ہم شب بھر انتظار کرتے رہے اتبو آکر گلے سے لپٹ جاؤ دل بیقرار ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے گھبراکر طرف کوہ کے دیکھا عجب طرح کا معرکہ پیش آیا پہاڑ پر ایک قصر عمدہ بنا ہوا ہے شیشہ آلات آراستہ اسباب عیش و نشاط سے پیراستہ اک کرسی جواہر نگار بچھی ہوئی ہے اُسپر ایک جوان تاج شہریاری بسر چار قبہ شہنشاہی در پہ موتیون کے آلے گنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین پڑے ہوے بازوؤن پر نورتن کے جواہر نگار کمر مین داب دونون پہنچے یاقوت احمر کے دلائتی حمائل سپر عمدہ پشت پر اُسپر جال مروارید بے بہا کا شوکت شاہانہ پشت پر کئی سو ملازمان زرین پوش دست بستہ کھڑے ہین سر پر اُسکے مگس رانی کر رہے ہین ہنس ہنس کر ملکہ مخمور

کو آواز دے رہا ہے اور کلمات خلاف تہذیب اُسکی زبان پر جاری ہین جانی پیاری سطور سے کہتا ہے کہ سننے والے کو صاف ثابت ہوتا کہ یہ قدیم آشنا ہے آج کوئی بات ایسی ہوئی ہے جس سے غصہ کر رہا ہے یہ جو ملکہ مخمور نے معرکہ جان گزا دیکھا قلب تھرا گیا ایسے کلمات ناشایستہ کبھی کا ہے کو سنے تھے چہرہ فق رنگ متغیر ہاتھ پاؤن مین رعشہ منھ پر ہوائیان اڑ رہی ہین یہ آواز دی دبیجیا یہ تو کس کو کہتا ہے سنکر جواب دیا جانی خلاف وعدہ کیا اور پھر اگتا غصہ سے جلد آؤ آخر انتظار کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یہ سنتے ہی ملکہ کو تاب باقی نہ رہی طاؤس اُڑا کر سامنے اُس قصر کے پہونچی نورالدہر بن بدیع الزمان تو مثل آئینہ کے حیران دیکھ رہے ہین کہ یہ معرکہ کیا ہے یہ کون شخص ہے یہ تو کوئی قدیم دوست اُسکا معلوم ہوتا ہے اس عرصہ عام مین یہ کیسا دلیل ہوا یہ سب دل مین کہتے ہونگے کہ شاہزادہ ایسی عورت پر عاشق ہوا جسکا چاہنے والا ایسا غلام تہذیب پکار پکار کر ایسی باتین کر رہا ہے کہ کبھی رذیل بھی یہ کلمات بیہودہ زبان پر نہین لاتے قبضہ پر ہاتھ تھرتھر کانپ رہا ہے مگر مخمور سرخ چشم جو برابر قصر کے پہونچی جھولی سے گولا نکال کر مارا ارادہ صحیح ہوا کہ وہ قصر پر سے کودہ ہے درختون پر جا نورون کا انبوہ ہے گولا جو قریب قصر پہونچا طائر درختون سے اُڑ کر گولے سے لپٹ گئے منقار مار کر گولا آہن سحر مخمور سرخ چشم کے ٹکڑے کر کے پھینکدیے ادھر چاؤن چاؤن کر کے وہ مخمور پر آن پڑے گرد طائران بدافعال بیچ مین یہ عنقا طائر حسن جمال دیکھنے والون کے ہوش اُڑا رہے ہین مگر مخمور سرخ چشم نے اُن طائر دون سے جنگ شروع کی تحریر ہوتی جاتی ہے کوئی مخمور پر پر مارتا ہے کوئی منقار سے جسم کو غربال کرنے کا قصد کرتا ہے پنجون سے نوچے ڈالتے ہین مخمور سرخ چشم نے کسی کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالا کسی کا سر کھینچ لیا اُف اُف کرتی جاتی ہے منھ سے شعلے آتش کے نکلتے ہین ان شعلون سے طائر جلتے ہین وہ تاجدار پکارتا ہے اے طائر میری معشوقہ کو کشان کشان میرے پاس لاؤ خبردار ہلاک کرنا مین آپ تنہائی مین سزا دونگا میری خطاوار ہے اور زیادہ مخمور سرخ چشم کا غصہ بڑھتا جاتا ہے تعلیم کردہ افراسیاب اگر سحر مین ایسی کامل نہوتی تو وہ جانور بوٹیان کاٹ کر پھینکدیتے ہر چند کہ مخمور سرخ چشم نے بہ عجیل تمام ایک زرہ سحر کی جھولی سے نکالکر پہن لی مگر جانور کڑیان آہن کی توڑے ڈالتے ہین ہزار در ہزار جانور ہے مگر مخمور سلیمان دوران طائرون کو تسخیر بھی کرتی جاتی ہے جلا بھی رہی ہے کبھی کارد سحر کبھی پھینک مارتی ہے ایک مرتبہ دس دس کے سر اُڑ جاتے ہین مگر جسم سے فوارے خون کے بہ رہے ہین ایک لحہ مین طائرون کا کام تمام کر کے قریب قصر جمکی دانہ یاقوت احمر کا نکالکر مارا اب وہ تاجدار پھر سحر کرنے لگا مگر بیہودہ باتین نہین موقوف کرتا مخمور سرخ چشم اُسکے بھی سحر سے بچاتی ہے قصر پر پر فین گرا رہی ہے قصر کے برج اور دیوارین گولے مار مار کر گرا دین کبھی کڑک کر کسی غلام پر گری طائفہ سحر پر ٹوٹ کر مارا سر اُسکا اُڑ گیا نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے کوہ کے دیکھ رہے ہین کبھی تو تنہائی پر مخمور سرخ چشم کی روتے ہین کبھی بیہودہ باتون پر اُس تاجدار کی بیتاب ہوتے ہین جب تلوار پکڑ کر بڑھتے ہین ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہوتا ہے جھونکا ہوائے تند کا چلتا ہے لشکر دائے ہوا مین ٹکرا رہے ہین جیسے اُڑ جاتے ہین وہ تاجدار وہان سے

ڈالتا ہی خبردار تم میں سے اگر کوئی آگے بڑھا جلا کر خاک کردونگا لاشوں سے میدان بھر دونگا نورالدہر و طہماس و مینخوار کہی
اور کل انکے ساتھوالے کسی طرح قدم آگے نہیں بڑھا سکتے ہیں بلکہ جھونکوں سے ہوا کے اوپر پیچھے ہٹے جاتے ہیں گھوڑوں نے
اگاڑیاں پچھاڑیاں توڑیں مطلق العنان حیران و پریشان اُس دشت میں پھر رہے ہیں کبھی نورالدہر مینخوار کوہی سے
کہتے ہیں ای بہادر یہ تاجدار ملعون بیحیا کون ہی یہ قصر و عمارت کیسی جب شام کو تمہارے ساتھ اُترے تھے یہ کوئی علامت
نہ تھی یکایک کہاں سے آگئی مینخوار کوہی کہتا ہی اے شہریار میں کبھی ایسا شعبدہ نہیں دیکھا میں خود حیران ہوں خدا ملک
مخمور سرخ چشم کو بچائے نہیں معلوم یہ طلسم ہی مگر مخمور سرخ چشم اب اندر اُس قصر کے اُس تاجدار کے ملازموں سی
بیشمار ستانہ کر رہی ہی زمین ہلاہلا دیتی ہی کسی پر دارہ یاقوت کا ار اکسی کو نیچے سے ہلاک کیا کبھی ابروے خمدار سحر پڑھکے
ہلاتی ہی ہوا چار کے سرکت کے گرتے ہیں مگر اُس تاجدار پر کوئی زوال نہیں آتا جب ماش کے دانے پڑھکے پھینکتا ہے
ماکہ مخمور سرخ چشم شعلہ ہاے آتش میں چھپ جاتی ہی مگر باران سحر پر ساکر اُن شعلہ ہاے آتش سے مثل برق کے چمک کر نکلتی ہی
ہر چند کہ وہ تاجدار اپنے کو بچاتا ہی مگر مخمور سرخ چشم نے تمام قصر کی دیوار و در کو گرا دیا ساتھ والوں کو اُسکے خاک میں
ملا دیا نورالدہر بن بدیع الزمان اور مینخوار کوہی و تمام اہالیان لشکر مخمور سرخ چشم کیواسطے بیقرار اور اشکبار
نورالدہر طہماس سے فرماتے ہیں اے طہماس شاید یہی افراسیاب جادو ہی جو مخمور سرخ چشم ہمیشہ ورد رکھتی تھی
اور مجھ سے کہا کرتی کہ افراسیاب ہمدان و ہمہ گیر صاحب تاج و سریر ساحر یکتا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی معلوم
ہوتا ہی اپنی کتاب سامری کو دیکھ لیا کل تو اس کوہ پر قصر کا نشان بھی نہ تھا آج جو کچھ
ہو گیا مجھکو جلانے کو اُس بیحیا نے کلمات محبت آمیز پکار کر کہے اور طہماس کہتا ہی اے شہریار میں نے بھی تو کبھی افراسیاب
کو نہیں دیکھا خداوند ملک مخمور سرخ چشم کو بیجہ ظلم سے اس نابکار کے بچانا ہاے ایکی مرتبہ کس عزت سے آنا ہوا ایسا
صحرا میں اُترنے کا بدنام ہوا ہر مرتبہ نورالدہر بن بدیع الزمان تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ
ڈالتے ہیں نعرہ پر نعرہ کر رہے ہیں مگر یہاں تک نہیں جا سکتے طہماس قبضہ پر ساطور کے ہاتھ ڈالے ہوے
مثل دیو کے جھوم رہا ہی قبضہ ساطور کو چوم رہا ہی کل فوج تیار آمادۂ حرب و پیکار مگر کسکی قدم میں بر ملتا جھوکوں سی
ہوا کے لشکر میں تلاطم ہی فریاد و الغیاث کی صدا کہیں بلند مگر ملکہ مخمور سرخ چشم بعد قہر و خشم ساتھ والوں کو اُس
تاجدار کے ہار کر نیچے ہاتھ میں بیحیا بھگیت لڑتا ہی در یاغوں کے بہا دیے طبقے زمین کے سحر سے ہلا دیے
لشکر خون کے تمام لباس پر بھرے ہوے چہرہ غصہ سے گلنار دیکھا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہ برابر
اُس تاجدار کے پہونچی اُس بیحیا نے بڑھکر وار تلوار کا کیا مخمور سرخ چشم نے سر کو ہاتھ سے پھینکدیا کان سے
بجلی نکال کر پھینکا ماری برق بنکر اُس بیحیا کی کلائی پر پڑی کلائی کٹ کر زمین پر گری گویا مچھلی دریاے خون میں
تڑپنے لگی ہاتھ کٹنے سے وہ خبر دست پاچہ ہوا اب کون دستگیری کرے مُنہ نکلجانے کا بھی نہ پایا مثل تغر قدم

زمین پر جم گیا اُس حال مین محمود نے بڑھکر نعرہ کیا اور بیجا معشوق بنانے کا مزہ چکھا تم ملک الموت جان کر ان پہ کہکر نیچہ مارا اُس بیجا نے سر اپنا بڑھا دیا خود اپنے سر پر آفت لی اِس سر سے آگاہ نہ تھا سراسر بدحواس ہوا نیچہ محمود سرخ چشم کا سر پر پڑا ذرا فرق نہ کیا یا تو نیچہ سر پر چمکا تھا یا ٹنگڑیوں سے گذر گیا دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گرا فوج مین نعرہ بلند ہوا ملکہ سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا ہے قصر بغبغ دجسد گرا دیا کس لطف سے لڑی ہو کیا نیچہ برق مثال ہے کیا جاہ جلال ہے

نظم

منھ پہ تیغ برق دم الماس پیکر کے تری	اک قدم آنا عدد کو راہ سو فرسنگ ہے
گر صفِ دشمن پہ سیدھی ہو گئی برق بلا	خود وہ قاش زین دو حصہ تا بہ حد تنگ ہے
پر نہین یہ وصف جو مین نے بیان اسکے کیے	بلکہ یہ تعریف تو برش کا اُسکے ننگ ہے
آسمان سے تا زمین اور راہ سے ماہی تلک	امتحان گر کیجیے اسکا تو اک چورنگ ہے

تمام لشکر مین واہ واہ کی صدائین بلند ہوئین ملکہ محمود سرخ چشم نے اُسکو قتل کرکے چاہا سنبھلون لاشہ اُس بیجا کا زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپا جسم سے خون کا فوارہ چھوٹا ملکہ اُس خون سے نہا گئی ادھر تو خون جسم پر ملکہ کے پڑا نہین معلوم اُس محبوب جانی یار جادو نے پر کیا صدمہ گذرا ہاے کا نعرہ کرکے نیچہ ہاتھ سے چھوڑ دیا اب دیکھیے ہوا اُن دیکھا آندھی سیاہ چلی کوہ پر دھنوان بلند ہوا شعلے آگ کے اسقدر بھڑکے کہ کوہ کے پتھر تمام شعلہ جوالہ بن گئے وہ صداہاے ہاے ہوائین بجلیان چمکین دھنو بن کا جوش باد تند کا خروش زمین کو زلزلہ ہالیان لشکر نور الدہر بن بدیع الزمان کو معلوم ہوتا تھا کہ آثار قیامت برپا ہوے ہر ذیحیات کو یقین کامل ہوا کہ اب ہم فنا ہوے ایک نے ایک کا ہاتھ تھام لیا اندھیرے مین اپنا بیگانہ نہ سوجھتا تھا معلوم ہوتا تھا ہمکو ہوا اُڑائے لیے جاتی ہو وہ اندھیری تاریکی شب فرقت سے زیادہ پردۂ ظلمات کا سا اندھیرا آنکھون کا بند ہونا بیقراری مین اہالیان لشکر کا رونا بعد عرصہ دراز کے وہ شور وغل اندھیرا ہوا ے تند وغیرہ سب تھما مہ دفع ہوا اب آنکھین کھولکر دیکھا نہ وہ صحرا ہی نہ وہ مقام نہ وہ کوہ نہ لاشون کا اثر یعنی کے صحرا مین سب اپنے کو پایا خیمے زمین پر پڑے ہین بارگاہ مین سرنگون طہماس ومنجوار کوہی شاہزادے کے قریب کھڑے ہین ساتھ والے کچھ ہوش مین کوئی مصیبت کے جوش مین وہ عجائب وغرائب دیکھا عقل حیران اگر ارسطو ہوتا طلسم دیکھکر مثل طفل دبستان مُہر خاموشی دہن پر لگا تا اب سب نے آنکھین کھولین نور الدہر بن بدیع الزمان کے گرد آگئے نور الدہر نے کہا بھائیو وہ پہاڑ وہ قصر وہ لاشے سب کہان غائب ہوگئے ہاے محمود سرخ چشم کو کون لیگیا طہماس ومنجوار کوہی کہتے ہین حضور کیا عرض کرین عقل اس مقدمہ پیچ در پیچ مین کیا دخل دے اُس صحراے ہول خیز مین یہ سب اس پریشانی مین تھے آثار سحر نمایان ہوئے گریبان سحر تنگ مین شاہزادہ نور الدہر

بن بدیع الزمان کے چاک ہوا پہار جانب تناٹا رنگ صحرا دگرگون بلبلون کا جگر خون طائر عوض زمزمہ سرائی کے صدائے ہیہار افسوس بلند کر رہے ہین پردون سے سر پیٹتے ہین چشمے مثل چشم کور خشک ہین جنگل ویران رنگ چہرۂ سحر فق ہر ذیحیات کو قلق اشعار مصنف

ہوئی بیک بیک صبح اُفت عیان ۔۔۔ ہوے ماہ و انجم فلک پر نہان
ستارۂ سحر کا ہوا بس نمود ۔۔۔ فلک ہو گیا سرخ روے کبود
اُداسی سی ہر سمت کو چھا گئی ۔۔۔ کہ صبح قیامت نظر آگئی
فلک نے کیے برہمی کے رسوم ۔۔۔ چلا ماہ لے کر سپاہ نجوم
پڑی اُوس میلی ہوئی چاندنی ۔۔۔ تلاطم مین سبزے کے دم پر بنی
ہوے سرنگون سب نشان اختری ۔۔۔ ہوئی آہ خسرو خاوری
لگائے ہوے غازۂ خون مہر ۔۔۔ کہ رنگت سے تھا سرخ جسکی سپہر
رخ مہر سے تھا غضب آشکار ۔۔۔ ترازل مین تھا جس سے لیل و نہار
سراپا تھی خورشید مین تھرتھری ۔۔۔ طبیعت سے ظاہر تھی آتش گری
گذرنے کا شب کے جو تھا رنج و غم ۔۔۔ سحر وہ نہ تھی روز محشر سے کم
اُڑاتے تھے ذرے سرون پر جو خاک ۔۔۔ سہانا ہوا دشت وہ ہولناک
صبا کو خزان کی خبر ہو گئی ۔۔۔ گریزان نسیم سحر ہو گئی
گلون نے گریبان کیے تار تار ۔۔۔ کھٹکنے لگے دل مین غنچون کے خار
نہالون پہ تھی صاف پژمردگی ۔۔۔ اُٹھائے تھا سبزہ بھی افسردگی
طیور اپنے بھولے تھے سب چہچہے ۔۔۔ نہ وہ زمزمے تھے نہ وہ قہقہے
ہلاتے تھے دل نالہاے جگور ۔۔۔ سراسیمہ تھے ہر طرف کبک و مور
کسی جا پہ تھا نالۂ بلبلان ۔۔۔ کہین مرغ کرتے تھے شور و فغان
لگے کرنے زاغان کوہی بھی غل ۔۔۔ پریشان ہوے دشت وحشت کی گل
درندے چھپے خوف سے غار مین ۔۔۔ تلاطم ہوا دشت و کہسار مین
غم کیا سحر کو مصیبت ہوئی ۔۔۔ کہ معشوق و عاشق مین فرقت ہوئی

حیرانی و پریشانی مین نورالدہر بن بدیع الزمان مبہوت کھڑے ہین کہ دیکھا شنرنگ بن عمرو عیار انکا جو تلاش کو نکلا تھا اسوقت آکر پہونچا دیکھا تو لشکر مین عجب ہنگامہ برپا ہے کوئی کہتا ہے

کوئی خاک اُڑا رہا ہے نورالدہر بن بدیع الزمان خاموش فرش خاک پر بیٹھا ہے شبرنگ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گیا کہا ای شہریار خیر تو ہے آپ جنگ مغلوبہ میں سے غائب ہوے تھے یہاں کیونکر پہونچے یہ لشکر کہاں سے ملا اسوقت یہ تردد و انتشار کیسا ہے لشکر میں ہاے واے کا کیوں غلغلہ ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے جو اپنے عیار وفادار کو پایا گلے میں باہیں ڈالکر رونا شروع کیا کبھی شبرنگ کے اسطرح شاہزادے کو روتا بیقرار نہ دیکھا تھا قدموں سے آنکھیں ملکر کہا اللہ ضبط فرمائے حال تو مفصل سنائیے نورالدہر نے ہاتھ کلیجہ پر رکھکر کہا اے برادر گلرنگ و جلترنگ جادو مجکو اور طلسم کو اُٹھاکر لائیں طالب وصل ہوئیں عین وقت پر آرام جان تسکین دہ دل رنجور عاشق صادق ملکہ مخمور سرخ چشم آکر پہونچیں دونوں کو مار زیر کوہ اُترے اے بھائی بیان کو طول کیا دن میخوار کو ہی آیا مجھ سے لڑا مسلمان ہوا شب کو جلد راستہ کیا صبح ہوتے فلک نے مجکو لوٹ لیا کوہ پر ایک قصر طاہر ہوا اُسمیں نامرد ایک تاجدار بیٹھا تھا اُسنے ملکہ مخمور سرخ چشم کو جانی کہکر پکارا وہ صاحب عصمت و عفت پہاڑ پر جاکر ایسی لڑی ہزاروں طائر مارے آخر میں اُس تاجدار کو بھی قتل کیا اے شبرنگ ہمارے بخت سیاہ کا سامنا ہوا بعد قتل ہونے اُس ملعون کے اپنا ہیولا چھپایا اب ہم نہیں جانتے کہ وہ پہاڑ کیا ہوا ملکہ کو کون لے گیا ہم اس صحرا میں کیونکر آگئے میں اپنے یوسف گم گشتہ کو کہاں ڈھونڈھوں کہاں جاؤں جی چاہتا ہے گلا کاٹ کر مر جاؤں شبرنگ کہا اے شہریار طریقہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ مقام کسی طلسم کا ہے اپنے کو کیوں ہلاک کیجے چلکر طلسم کو تلاش کریں انشاءاللہ غلام پتا لگائے گا ملکہ کا گرفتار کرنے والا اپنی حرکت ناشائستہ کی سزا پائیگا نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے برادر روح کو راحت نہیں ہاتھ پاؤں میں طاقت نہیں ہمسے تو اب کچھ نہو سکیگا اگر تم بھی اس معرکہ میں جاؤ گے تو دیا خیز کو دیکھتے ہوش اُڑ جائے ایسے کلام نہ کرتے ای بھائی کہاں تلاش کروں یکایک یہ قیامت برپا ہوئی کہ آنکھوں سے مخمور سرخ چشم مخفی ہوگئی مگر بقول تمہارے کیا میں اب پلٹ کر لشکر میں جاؤنگا اسی صحراے ہولناک میں سر ٹکرا ٹکرا کر مر جاؤنگا میخوار کو ہی بسم اللہ لشکر تیار کرو اور لشکر میں قرنا ہوئی گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑنے لگیں نورالدہر بن بدیع الزمان کا یہ حال ہوا کہ مرکب پر سوار ہوا نہیں جاتا رکاب سے پانوں نکلا جاتا ہے طہماس نے آکر ہاتھ تھاما بمرکب پر بمشکل سوار کیا خاک اُڑاتے طرف صحرا کے چلے لیکن بموجب ابیات

دشوار ہر اک قدم کا چلنا	آسان نہیں یہاں سنبھلنا
کہتا تھا بجبر رو کے ہر گام	اے زور ہمارے ہاتھ کو تھام
طاقت بتاب ہوگئی ہے	تسکین خراب ہوگئی ہے

اے شوق کر اب تو دستگیری — عاجز ہے شباب مثل پیری
ہے سر پہ وبال دوش اب تو — کچھ بھی نہین ہمکو ہوش اب تو
اے طاقت رفتہ آ خدارا — دل تو ٹوٹا ہے ضعف نے ہمارا
سر پھرتا ہے گردش فلک سے — رنگ اڑتا ہے درد کی چمک سے
محزون ہون دہر کی ہوا سے — مغموم ہون بخت نارسا سے
طالع گردش دکھا رہا ہے — گردون مجکو پھرا رہا ہے
شادی سے جو ہی بگاڑ مجھ سے — غم کرتا ہے چھیڑ چھاڑ مجھ سے
سوز فرقت سے جل رہا ہون — حیرت سے مین ہاتھ مل رہا ہون
وہ نخل ہون جو پھلا نہ پھولا — وہ شے ہون جسے ہر ایک بھولا
وہ درد ہون جو سہا نہ جائے — وہ حال ہون جو کہا نہ جائے
وہ تیشہ ہون اپنا سر جو پھوڑے — وہ سخت ہون اپنا دل جو توڑے
بیداد زجور چرخ بیداد — فریاد ز دست عشق فریاد
شدت پہ ہے زور ناتوانی — سر پر ہے سوار سرگرانی
غمخواری کرے کسے غرض ہی — تب ڈرتی ہی جس سے وہ مرض ہی

اس جوش و خروش مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قطع منازل و طی مراحل مین مصروف ہی دن بھر رہروی کی شام کو قریب ایک کوہ کے پہونچے صرف اُسپر ایک قصر کہنہ بنا ہوا معلوم ہوا طہماس سے عرض کی شام قریب ہی آج شب اسی مقام پر بسر کیجیے نورالدہر بن بدیع الزمان گھوڑے سے اُترے طہماس گیند کے کو پڑا سا طور پکڑے ٹہل رہا ہی ابھی بارگاہین وغیرہ استادہ نہین ہوئین چھکڑون سے بار اُتر رہے ہین کارگذاران میخوار کوہی تدبیر کر رہے ہین کہ دیکھا اُس قصر کہنہ سے جو سر کوہ واقع تھا ایک زنگی سیاہ رو بصورت مہیب قد تاڑ کا لٹھا ہونٹھ موٹے موٹے کریہ منظر عفریت پیکر بموجب بیت سعدی علیہ الرحمۃ بیت

تو گوئی تا قیامت زشت روئی — برد حسنم است بر یوسف نکوئی

تیغہ کے قبضہ پر ہاتھ ڈالے ہوئے پہاڑ سے کود آواز دی یہ کون اجل گرفتہ ہی جو یہان لشکر اُتارا ہی غل شور سے ہمارا سر پھرا جاتا ہی جلد یہان سے لشکر کو اُٹھاؤ اور کہین جا کے اُترو ورنہ ایک ایک کو سزائے معقول دونگا جس مقام پر طہماس کھڑے تھے یہ زنگی ایسے کلام سخت کہتا ہوا وہان پر آیا طہماس نے آواز دی اے مرد سپاہی کیا دیوانہ ہی بکتا ہی زبان کو بند کر اگر یہان اُترے تو کیا کچھ تیرا لے لیا اس زمین کے واسطے شرف حاصل ہوا

نہیں آگاہ ہے یہ لشکر کس کا ہے نہیں زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وہ سامنے جلوہ فرما ہیں یہ جو طلسماس نے کہا وہ زنگی سیاہ رو غصہ سے لال ہو گیا جواب دیا کیسا سپاہی کیسا سپاہ ہم اپنی زمین پر نہیں ڈرتے تھے جلد مٹھو ورنہ تلوار کھینچتا ہوں طلسماس نے ہنس کر کہا او گدھے لاکھ دو لاکھ کو بلا تو شاید ڈریں مگر یخ اگر عالم ایک طرف ہو جائے تو اپنی کریں یہ سنکر اُس زنگی نے طلسماس کو تیغہ کا ہاتھ مارا طلسماس نے ساطور پر گانٹھا معلوم ہوا دو ٹکڑے آستین لپٹ گئے طلسماس نے تلوار اُسکی روک کر نعرۂ تکبیر کیا الجھا دے سے ہاتھ نکالا سر کو بتا کر کمر پر ساطور کا ہاتھ لگایا مثل خیار تر اُس زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے زنگی کا مرنا قیامت پر ہوئی نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا طلسماس کی گردن و کمر میں ایک بجلی لپٹی ایک پنجہ آسمان سے اگر کر کمر میں طلسماس کی پڑا اُٹھا کر بروے ہوائے گیا اور ایک آواز آئی ہیبت خیز کہ جس سے زمین تھرا گئی بجائی خون کے زنگی کے جسم سے دھنواں نکلا سارے لشکر میں اندھیرا چھا گیا آنکھیں سب کی بند ہو گئیں بعد تھوڑی دیر کے زمین کا کانپنا موقوف ہوا دھواں بھی دفع ہو گیا اب دیکھا جس مقام سے صبح کوچ کیا تھا وہی جگہ ہے نہ زنگی کا لاشہ دکھائی دیتا ہے اب تو سب اور زیادہ حیران و پریشان ہوئے واسطے طلسماس کے نورالدہر بن بدیع الزمان نے گریبان پھاڑ ڈالا کہا لو شبرنگ دوسری آفت ہوئی رفیق قدیم ساتھ سے چھوٹا فلک نے پہلی منزل میں لوٹا شبرنگ کے بھی ہوش حواس درست نہیں مگر ضبط کر کے کہا اے شہریار صبر لازم ہے اور میخوار کو ہی کو پکار کر آواز دی جلد بارگاہ کہ او اس تردد و انتشار سے کیا حاصل ہوگا سمجھا کر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بارگاہ میں لایا مقام صدر پر بٹھایا سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے مگر سب کو شدت حیرت کا جوش نورالدہر نے کہا اے میخوار کوہی اب تم لشکر لیکر اپنے قلعہ کو جاؤ ہمارا ساتھ چھوڑ دو علاوہ معشوق کے طلسماس کے غم نے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہمارے بچپن کا رفیق عاشق صادق جری بہادر تیغ زن صف شکن ہماری محبت میں مرا سب ایسے بیٹے کو میدان قلعہ ذوالامان میں مارا چھاتی پر چڑھ کر اپنے نور نظر کا سر کھینچ لیا ہمارے قدموں پر لاکر ڈالدیا ایسے چاہنے والے کس کو ملتے ہیں اب ہم یکہ و تنہا اُسکی تلاش میں نکلتے ہیں یا تو اُسکو تلاش کر کے لاتے ہیں یا اپنی جان دیتے ہیں بہ روے سیاہ کسکو دکھائینگے میخوار کوہی بے اختیار رونے لگا کہا حضور وہ رفیق قدیم تھے ہم غلام جدید ہیں مروت سے بعید ہے کہ اسوقت میں آپکا ساتھ چھوڑ دیں اگر حضور جان دینگے ہمکو اپنی جان کب عزیز ہے اگر حکم ہو سر کاٹ کر قدموں پر ڈالدیں جو حضور کا حال وہی ہمارا بھی حال شب بھر یہاں بسر کیجیے صبح جہاں سرکار چلیں گے غلام حضور کے ساتھ ہیں یہ سب غلامان باوفا ہیں نہیں ہے کوئی قدم نہ ہٹائے گا غلام کو ہمیشہ سپاہیوں سے عشق رہا ان سب صاحبوں کو خون جگر پلا کر پرورش کیا ہے یہ بارہ ہزار بارہ لاکھ سے نہ رُک سکینگے بس نورالدہر بن بدیع الزمان نے سر جھکا لیا جبراً و قہراً آنسو تھمتا نہ تھا یا شبرنگ

مثل سایہ کے ہر وقت ساتھ ہو بعد خاصہ کے پلنگ پر آکر بیٹھے شبرنگ حاضر ہے اب شب ہجر سیاہ کا سامنا ہوا فرمایا شبرنگ تم آرام کرو صبر و قرار نے ہمارا ساتھ چھوڑا راحت و آرام نے منھ موڑا یہ کالی رات کیونکر کٹے گی بلائے سیاہ ہو کھا جائیگی فلک بھی ستارہ سے آنکھیں نکالتا ہے آج ماہ تابان مثل تابہ آہن سیاہ ہو تارے ہیں یا جال پھیلا زنگی خیمہ مثل گور تنگ ہے اب زندگی سوہان روح تنگ ہے اُس پریشانی میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

اشعار میر شوکت حسین صاحب متخلص بہ سحر نظم

ہجر میں جان پر آجاتی ہو آفت دل کی	کرتی ہو روح کو بے چین اذیت دل کی
آکے بیٹھو مرے پہلو میں کوئی دم تو کہوں	ایک دفتر ہے مصیبت کا حقیقت دل کی
کیا کہیں رات کو نکلا کوئی ارمان وصال	آج چہرے سے ہویدا ہو بشاشت دل کی
جب سے اک شوخ پہ آئی ہے طبیعت اپنی	روح بیچین ہو جاتی رہی راحت دل کی
جلکے ان گیسوؤں والوں سے الجھتا ہو عبث	دیکھنا اکدن آجائیگی شامت دل کی
اُٹھ نہ پہلو سے کہ ہو شاق بہت اے دلبر	ایک تو ہجر ترا دوسرے فرقت دل کی
دونوں عالم کو تو بودیں مری دونوں آنکھیں	فرقت یار میں پائیں جو اجازت دل کی
مارا تار یگا طبیعت کا کہیں آجانا	جان بھی جائیگی کہتی ہو یہ حضرت دل کی

رات بھر شبرنگ بن عمر و خدمت میں حاضر رہا سمجھایا کیا شاہزادہ نہ خود سویا نہ شبرنگ کو سونے دیا جب قلیل رات باقی رہی ذرا آنکھ لگی تھی گھبرا کر شاہزادہ اُٹھ بیٹھا کہا اے شبرنگ بڑا غضب ہوا ملکہ کسی آفت میں مبتلا ہے ابھی ابھی میں نے خواب میں دیکھا میرا نام لیکر روتی ہو مکان تاریک ہے تاریک میں بند گرد و ساحر ان خوفناک پیکر وہ ماہ آسمان حسن و جمال عجب رنج و ملال میں مبتلا تھی میں جو سامنے پہونچا آواز دی کیوں ملکہ مزاج کیسا ہے فقط اتنا جواب دیا کہ شہریار ہمارے پاس نہ آئیے ہم طلسم میں قید ہیں اگر آپ یہاں آئیے گا تو مصیبت میں پھنس جائیے گا مگر کسیطرح خواجہ عمرو کو اطلاع کیجیے کیا عجب ہے وہ اگر اس بلا نصیب کو قید آفت سے چھڑائیں بڑے بڑے بر دست یہاں ساحر ہیں علم سحر سے خوب ماہر ہیں اے شبرنگ میں نے چاہا کہ نام طلسم کا پوچھوں آنکھ کھل گئی آنکھیں کور ہو جائیں تو صبر آتا کلمات حیرت و یاس سننے کی طاقت نہ تھی مگر سنیے خواب میں بھی اُس تک نہ پہونچ سکے پھڑک کر رہ گئے شبرنگ نے کہا اے شہریار اس خواب سے تو خیال ہوتا ہے کہ ملکہ چین سے ہیں اب یہ مصیبت میں دیکھا عکس کا عیش ہے نور الدہر بن بدیع الزمان نے کہا اے شبرنگ یہ رویائے صادقہ ہے وہ ہی ہے جو آنکھوں سے دیکھا دل خانہ خراب ہدایت کرتا ہے کہ خواب سچا ہے ہر چند شبرنگ بن عمرو سمجھاتا ہے کب صبر آتا ہے ولولہ بڑھتا جاتا ہے بقول کسی شاعر کے شعر

عاشق کو بھی ہوتا ہے کہیں صبر و تحمل — وہ کام بتاتا ہے جو آتا نہیں تجکو
حضرتِ ناصح جو آئیں دیدہ و دل فرشِ راہ — دیگو یہ تو کوئی تجکو سمجھا دے کہ سمجھائینگے کیا

دیگر اشعار مصنف

گیسو کی یاد مین یہ شبِ غم بسر ہوئی — فرقت مین تیری رات تڑپکر بسر ہوئی — جب دم لبون پہ آگیا اسدم سحر ہوئی
کن حسرتون مین آہ ہماری بسر ہوئی — کچھ رات رہ گئی تھی کہ اپنی سحر ہوئی — عین مشاہدۂ فرقت معشوق مہربان
یا رخ صبیح مین پری ہوئی نمود — شام شبِ عمر کی دم مین سحر ہوئی

جب ہونٹھ پر دم شاہزادے کا آیا صبح فراق نے ردے سیاہ دکھایا اٹھکر وضو کیا نماز سحر سے فراغت حاصل کی پھر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جوشاں و خروشان بدحواس عالم یاس پشت مرکب پر سوار ہوکر تلاش محبوب مین چلے شبرنگ رکاب سے لپٹا ہوا عقب مین تمام لشکر بلکہ مخموس رخ چشم کا غم طلسم کی جدائی کا الم ہر مرتبہ شاہزادہ آہ کا نعرہ مارتا ہے چاہتا ہے ان سبھون کے ساتھ سے الگ ہوجاؤن اپنے کو دشت بعد مین پہنچا دون شبرنگ بن عمر دیو رجحان کرتا ہے ای شہریار ایسے مقام پر چند کس کا ہمراہ ہونا بہت مناسب ہے غلام سے الگ ہونے کا برائے خدا قصد نہ کیجیے گا بموجب مصرع دو دل یک شود بشکند کوہ را + شاہزادے نے بہ مشکل دل کو سنبھالا لاکھ سوز و گداز اس غزل کو شروع کیا غزل

زندگی کیون نہو وبال ہمین — زلفِ جانان کا ہے خیال ہمین
کیا کہین اُنسے ایک بوسہ کو — خون سے کردیا جو لال ہمین — تو نے قاتل کیا نہال ہمین
صاف ہین ہم پلا زلال ہمین — شرم ہے مانعِ سوال ہمین — ساقیا دُرد محتسب کو دے
آج بھی لگیا جو وعدۂ وصل — یار ہوگا بڑا ملال ہمین — دلکی قیمت جو بوسہ دیتے نہین
پھیر دین وہ ہمارا مال ہمین — حسرتین دید کی نکلجائین — نظر آئے جو وہ جمال ہمین
پھر دل آزاریان وہ کرنے لگے — دیکھ پایا ذرا بحال ہمین — وصل مین بار ہمسے رہ گیا
لو ہوا اور انفعال ہمین — خاک ہی اوڑھنا بچھونا ہے — یہی مسند یہی ہے شال ہمین
چاند دیکھا جو چودھوین شب کا — انکے رخ کی ملی مثال ہمین — پاکے وحشی کسی کی آنکھون کو
گھورتے ہین بہت غزال ہمین — وصل مین یار مجھسے کہتا ہے — ہجر کا کچھ سناؤ حال ہمین
آکے دنیا مین مجھسے بعد ہوا — اب ہے درکار اتصال ہمین — تونے ابرو دکھا کے غیرون کو
کردیا بے حجبری حلال ہمین — نہوا فصل گل مین کیون سودا — ہوگیا کیا یہ اب کے سال ہمین
وصل مین رعب حسن کے باعث — نہوئی بات کی مجال ہمین — جتنا اُلٹا عروج حسن ہوا
اُتنا ہوتا گیا زوال ہمین — یار جو بے عدیل پایا ہے — لوگ کہتے ہین بیمثال ہمین

بولا قاتل لگا کے تیر نظر | خوب آتی ہو دیکھ بھال ہمین | یار انگڑائی ہاتھ اُٹھا کرے
نظر آئے کہین ہلال ہمین | عشق ابرو مین جھک کے ہوگئے خم | سب کہین صاحب کمال ہمین
ہجر مین فرش غم پہ گرتے ہین | اُٹھ کے اے درد دل سنبھال ہمین | اُس غزل نے اور آگ عشق کی

بھڑکائی مگر خیال ہو کہ اے نورالدہر جواب تمھارا سچا ہو اگر ذرا بھی نشان ملجائے تو تلوار پکڑ کر جاؤن اگر زندگی تمام ہو چکی ہو تو قید خانہ مین سنکر یہ تو کہینگی کہ ہمارا عاشق جانباز تھا مردان عالم مین سرفراز تھا کہ ہماری جستجو مین جان دے دی اور اگر حیات باقی ہو لڑ بھڑ کر پہونچ گئے تو بہت رسائی کی اور رہا کیا تو سوقت کیا خوشی ہوگی اور اے نورالدہر چونکہ مقدمہ دہان ساحری کا ہو اسوجہ سے خواب مین بھی فرمایا کہ خواجہ عمرو کو خبر کرو جانتی ہین وہ عیار طرار ہے رہا کرلینگے اور ہمنے کیا ہوسکیگا مگر خدا نے ہمکو ساحر نہین بنایا ہے بچپن مین طلسم گوہر بار سلیمانی کو فتح کیا اگر خدا نے فضل کیا تو اس طلسم کو بھی چل کر فتح کرینگے مین الغرض دن بھر اس وادی ہولناک مین رہروی کرتے رہے کوئی چھ گھڑی دن پھیلا باقی تھا ایک صحرای سبزہ زار مین گذر ہوا صحرا دلچسپ قطعہ ارجا بجا گل خودرد کی بہار ایک جانب کو ٹیلا لالہ کھلا ہوا صاف ظاہر ہوتا تھا کہ فرش زمردین پر جال مروارید کا بڑا ہے طائران زمرمہ سرا بزبان بیزبانی صفت مین باغبان

قضا و قدر کی مصروف ہین نظم | ہر گیاہے کہ بر زمین روید | وحدہ لاشریک لہ گوید
دیگر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار | ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار | چونکہ وقت آخر روز ہو سیاہ

زردی کے معلوم ہوتی ہو عکس شعاع اعظم سے تمام زمین دشت پر چمن زعفران زار کا دھوکا ہوتا ہو سبزہ دشت کے دل مین سبز بختون کے تخم محبت بوتا ہے جابجا چشمے موج مارتے ہین طائران صحرا بسیرکی فکر مین عندلیب چمن پیرای ازل کے ذکر مین زیر نخل جابجا پھولون کے انبار ایک جانب لالہ بادل داغدار ابیات

دشت تھا صفحہ زمردگون | صاف مثل بطون پاک درون | تھی اُسی سبزہ زار سے اظہار
سبزہ خط گلرخان کی بہار | سبزہ ایسا تھا دل فریبندہ | مُردہ ہو جسکو دیکھکر زندہ
بس نظر کرتی تھی جہانتک کام | نخل سبز ہی بچھا تھا تمام | سوے اُس سبزے پر اگر بیمار
تندرستی کے ساتھ ہو بیدار | تا ہوای خوش اُس سے آتی تھی | روح بالیدگی سی پاتی تھی
کف پا جسنے اُس زمین پہ دھری | چڑھ گئی بس دماغ کو سردی | دل شبنم یہ چاہتا ہے وہان
ہون اسی سبز زار پر غلطان | اک طرف کو وہ سبزہ نوخیز | اک طرف کو زمین عنبر بیز

شاہزادے نے جو دشت پر فضا کو دیکھا یاد معشوق نے بیقرار کیا سبزے نے زہر کی تاثیر پیدا کی نوک سبزہ خار بنکر قلب مین چبھی ہر پھول شعلۂ آتش ہوا اسطے دل جگر کے شمشیر سرکش ہوا ہر نخل کی شاخ خنجر آبدار

موجہ آب نہر کھنچی ہوئی تلوار جناب آنکھیں نکالتے ہیں اشارے کرکے ٹالتے ہیں منیجوار کوہی نے کہا اے شہریار
اسی مقام پر فروکش ہو جیے زیادہ مشوش نہ ہوجیے انشاء اللہ احکم الحاکمین رہبر کامل جادہ منزل مراد پہنچائیگا
مطلب دلی بر آئیگا سبزہ زار کو دیکھکر جوشاہزادہ آنکھوں میں آنسو بھرلایا شبرنگ نے قدم آگے بڑھایا غرض
کی حضور غم غلط کریں ٹھنڈی سانسیں نہ بھریں ذرا بھی غلام لشاں پا جاے ساحر ہوں یا غیر ساحر فوراً اسے کو
وہاں نہ پہونچاؤں تو فرزند خواجہ عمرو غلام کو نہ کہیے گا مطمئن رہیے دن رات غلام اسی فکر میں ہے کہ یہ کون
تھا جو تاجدار بنکر فیامتین برپا کرگیا اور حضور غلام نے سوچا افراسیاب جادو نہ تھا اگر افراسیاب
ہوتا آپ کو زندہ نہ چھوڑتا یہ کوئی شعبدہ جدید تھا انشاء اللہ پتا ملا ہی چاہتا ہے حضور طبیعت کو پراگندہ نہ
کیجیے دل کو تسکین دیجیے منیجوار سچ کہتا ہے اسی مقام پر اثر ہے صحرا معقول ہے وہ دیکھیے سامنے قریہ بھی معلوم
ہوتا ہے آبادی بھی قریب ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نے آنکھوں میں آنسو بھر کر فرمایا کہ اے شبرنگ
اب تو میرا یہ حال ہے طبیعت دیرانے کو ڈھونڈھتی ہے وہاں جاکر ٹھہروں کہ انسان کا نام نہ ہو وحشیان صحرا سے
دل بہلا لینگے اپنے غزال رمیدہ کو دل کھولکر تلاش کرینگے تم براہ محبت سمجھاتے ہو مجکو ناگوار ہے آٹھ پہر اسی کا
انتظار ہے اس ملعون تاجدار نے جو کلمہ محبت آمیز کہا میں نے دیکھا کہ اس شیریں کا چہرہ غصہ سے لال
ہوگیا پیشانی پر پسینہ تھا کیوں اے شبرنگ تجھکو یاد ہوگا ہزار ہا جادوگر طرف سے افراسیاب کے ہم لوگوں کے
مقابلہ کو آئے ان بھیاؤن نے بڑے بڑے نیرنگ دکھائے مگر ایسا سحر کسی کو کرتے نہیں دیکھا ماشاء اللہ کس
دھوم دھڑکے سے لڑی اول طائرون کو جلایا وہ طائر مجنت کیا بلا کے تھے جسم نازنین اسکا نوچے ڈالتے تھے
انکو پھونک کر قصر کو مٹایا اسکے ساتھ والوں کو قتل کیا اس تاجدار پر بھی تو چاٹری مگر اس ملعون کے مرتے ہی
قیامت برپا ہوئی ملکہ کا پتا نہ ملا نہ قصر تھا نہ وہ کوہ تھا ہمارے قلب پر غم والم کا انبوہ تھا شبرنگ نے
کہا اب ان باتون کو نہ یاد کیجیے اب تو خطرہ ہے کہ شبرنگ پاس نورالدہر کے کھڑا ہے فغاں کر رہا ہے
ابھی لشکر اچھی طرح برآمد نہیں پایا ہے بارہ مدے ہوے ہمراہیان منیجوار کو ہی مل رہے ہیں کہ دیکھا
قریہ کی جانب سے ایک عورت سیاہ فام پھولے پھولے گال سر پر بڑے بڑے بال قد لمبا مثل چنار صحرائی آنکھیں
پتھرائی ہوئیں بلکہ ایک آنکھ سے کانی کلوا بھیرون کی نانی بچہ کی سی صورت یا کالی جی کی موت ہیبتناک کھاردیکی
تہبند باندھے ہوئے میلی کرتی دو شکین سینہ پر لٹکتی ہوئیں یا نٹینون کے تھیلے تھے کان میں جست کی بالیاں
ناک میں پیتل کی موٹی سی نتھ بھس پیاز کی گٹھیون کا گندھا ہوا ہار جھبجھی کوڑیون کا مالا گلے میں شعر تھی جلد بدنگی
خرس کی کھال پر روئیں نہ تھے بچھو کے تھے دم بال پر روشن ہیں اگر کوئی دیکھے آنکھوں میں اندھیرا آئے
صورت ہیبتناک اس ماچہ خرنی کی دیکھکر قلب تھرائے چہرہ اسقدر کالا ہے کہ الٹے توے کی مثال ناقص ہے

شب دیجور کہون رات سے مثال دون جھولی مین ہاتھ ڈالکر مین نے باب سحر لی کے دانے مٹر کے دانے سرسون و کالے باش
وغیرہ اُس بدمعاش نے یہ سب سامان سحر جھولی مین بھر لیا تھا اور اب شبرنگ نے دیکھا کہ بارہ ہزار ساحر جا بجا کھڑے ہین
مگر اُسکی نگاہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر پڑ رہی ہو شبرنگ جانتا ہو کہ آقا تو سیدھے سپاہی ہین قصد ہوا کہ آگے
بڑھکر کلام کرون مگر کلیجہ دھڑکنے لگا دل سے کہتا ہو خدا خیر کرے کوئی آفت تازہ آئی چاہتا کہ بڑھون وہ قریب آگئی اور
نورالدہر سے آنکھ ملا کر آواز دی لشکر یہان سے ہٹاؤ اور کہین جاکر اُترو ربیع کی فصل ہے کھیت سب ہرے بھرے
ہین فوج سے پامال ہو جائینگے ہمارے اسامیون کا نقصان ہوگا بدمزا ہر ایک کسان ہوگا کوت ہو چکی ہو سبھی کھیت
بٹائی کے ہین غلہ کی روگ یہان نہین ٹھہر سکتے جو فروش گندم نما معلوم ہوتے ہو تم لوگون کی روٹی ہو شبرنگ نے ہنسکر کہا
اے نیکبخت شب کی شب آرام لینگے مسافر انہ وارد ہین صبح ہوتے چلے جائینگے اس ساحرہ نے کہا نگوڑے الگ جا تو نہ اپنے
اڑھائی چانول گلا ہم تیرے آقا سے کلام کرتے ہین نہ خود بات کرتا ہی نہ اور کو بولنے دیتا ہے یہ مقام پر آفت ہو نورالدہر
نے جو یہ کلام واہیات سنے قبضہ پر ہاتھ ڈال کر کہا شبرنگ کیون ایسی لکاتہ کی منت کرتے ہو مین ابھی زبان تیغ سے
جواب دیتا ہون شبرنگ نے پلٹ کر اشارے سے منع بھی کیا کہ حضور ساحرہ پر غصہ کرنے سے کیا فائدہ مین ترکیب سے اُنکی خدمت
کیے لیتا ہون یہ مرد سپاہی بات کی برداشت نہین جانتا تلوار کھینچ کر جا پڑین شبرنگ نے جلدی ساحرہ کا ہاتھ پکڑ لیا
اور کہا بی تم ہمسے متوجہ ہو ایسے کلام نہ کرو ہمین لشکر کا انتظار ہو ہم ابھی لشکر کو یہان سے لیے جاتے ہین مسافر کو کیا
مشکل ہو یہ دشت سبزہ زار ہی ریگستان مین جا اُترینگے ساحرہ نے ہاتھ چھڑا لیا کہا نگوڑے ہم منع کرتے ہین نہین مانتا
جسکے منھ مین پانون بھرے ہوتے ہین وہی چبا چبا کر باتین کرتا ہی دیکھ مین ابھی سزا دیتی ہون یہ کہکر جھولی پر ہاتھ
ڈالنے لگی شبرنگ سمجھا غضب ہوا بس اسنے کہا ملکۂ عالم وہ دیکھئے گانون سے ہٹا کر صاحب بھی آتے ہین آپکو بلاتے
ہین بس وہ اجل گرفتہ پلٹی شبرنگ تو برابر کھڑا اٹھا لپٹ کر کوکھ پر خنجر مارا ساحرہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا ہائے
کہکے زمین پر گری مگر اُسکے گرتے ہی ایک بجیر آتشین پیدا ہوئی ایک سر گردن مین شبرنگ کے دوسرا کمر مین نورالدہر
بن بدیع الزمان کی پیچیدہ ہو یہ تو بتہ سلسلہ بجیت تھے ہی خانہ بجیر کو تصور راحت سمجھے مگر لشکر مین غل ہوا
میخوار کو ہی دوڑا وہ بجیر دونون کو کشان کشان لیکر بلند ہوئی آنکھ دونون کی بند بیہوش ہوے نہ سمجھے کہ ہمپر
کیا گذری لشکر والون نے دیکھا کہ عیار و سردار زنجیر مین گرفتار ہو کر چشم زدن مین آنکھون سے ناپدید ہوے سب نے چاہا تعاقب
کرین کہ اک آندھی سیاہ اُٹھی اُس آندھی سے رعد کی گرج برق کی چمک مینھ برسنے لگا کوہیون کے سرکٹ کٹ کے گرنے
لگے مگر میخوار کو ہی اس معرکہ کو دیکھکر گھبرایا مگر کیا ہو سکتا ہو اُس آندھی مین ہر ایک کو سکتہ ہی روح پر بنی ہی یقین ہو
اب شورش ہوا سے دم نکلجاے آخر مجبور و ناچار گھوڑون پر سوار ہو کے جسکا جدھر منھ اُٹھا اُدھر نکلگیا جان بچا کر
نکل گیا ایک سمت میخوار کو ہی بھاگا چونکا فسنتعانہزار دوہزار نے ساتھ دیا مگر دیکھتا ہے کہ آندھی مثل بلاے ناگہانی

کے چلی آتی ہی سوار پیدل سیکڑون سر کٹا کٹا کر مر گئے مال اسباب سب ہین چھوڑا نقد جان کو غنیمت جان کر بھاگے جاتے ہین جب پانچ کوس پر آکر پہونچے اب جوش و خروش ہوا کا موقوف ہوا لرزان و ترسان ایک کوہ مین آکر ٹھہرے بعد عرصہ دراز کے ہوش و حواس درست ہوے **میخوار** نے کہا یارو افسوس ہے جان کا ایسا پاس ہوا کہ سواے بھاگنے کے کچھ نہ بن پڑا **شبرنگ** بن عمرو اور آقاے نامور پر مین معلوم کیا گذری وہ ساحرہ تھی بلاے ناگہانی آفت آسمانی کہنا چاہیے سب نے کہا حضور ہمارا گیا زور تھا اگر نہ بھاگتے تو کیا کرتے یہ شعبدے تو کبھی آنکھون سے نہ دیکھے تھے منزل اول مین طہماس پر وہ معرکہ گذرا دوسری منزل مین آقا سے چھوٹے مگر ہی پہلوان دوران اشکر مین صفدران جنگجوان کے چلے صاحبقران سے جاکر یہ حال بیان کیجیے وہ کشندہ ساحران عالم ہین صاحب اسم اعظم ہین کچھ تدبیر کرینگے **میخوار** کوہی نے کہا یہ روسیاہ اس قابل ہے کہ جاکر انکے بزرگون کو دکھائین کیا منھ لیکے جائین اپنے موافق حقیقت کے جنگل جنگل اُس شیر بیشۂ جرأت کو تلاش کرینگے یا تڑپ تڑپ کر اپنی جان دینگے ہزار دو ہزار کوہی جو انکے ساتھ تھے انکو ہمراہ لیکر براے تلاش شاہزادہ **نور الدہر** بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو و طہماس بن عنقوبل دیو پر روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دو

دو کلمہ داستان وحشت انگیز اپنی مثل گلزار محبت و عندلیب چمنستان مودت قمری سرو حدیقۂ رعنائی بلبل شاخسار گلشن زیبائی رنجور مہجور بلکہ مخمور سرخ چشم گرفتار طلسم حیرت قیدی زندان مصیبت کے بیان ہوتے ہین گوہر آبدار سخن کو رشتۂ تحریر مین یون پروتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

کدھر ہے تو اے ساقی نازنین	پلا ساغر اوہ دلحزین	تصور ہو اک چشم مخمور کا
پلا جام صہباے انگور کا	یہ کیا ہے بھلا ساقی روزگار	ملاطم ہو میخانہ مین آشکار
غم و درد سے دل ہوا پاش پاش	کر وحشت انگیز کی ہو تلاش	طلسمات کا تیرا میخانہ ہے
کہ دور فلک دور پیمانہ ہے	کہان قید ہے رشک بت لعب	بتا ساقیا غیر ہے حسان اب
پھنسا ہے مرا ساقی مہ لقا	کجا شیشۂ مے کجا میکدا	سمجھنا نہ مخمور ہے اسمین بھید
کہ پیر مغان سے نہ تھی یہ امید	تڑپتا ہون اُس مہ لقا کے لیے	مدد کر مدد کر خدا کے لیے
ارے ساقی بیخبر خندخو	مجھے زہر ہے نام جام و سبو	تصور ہے اُس یار کا سر بگھڑی
ہے اس غم سے شیشے کو ہچکی لگی	یہ ہو میکدے مین غم و ہم کا جوش	کہ بے اُسکے بیکار ہے ناؤ نوش
تصور مین ہو صورت اُس یار کی	ترقی پہ ہے نشۂ بیخودی	اُسی گل کی ہو سر بسر مجکو تاک
اِسی جستجو مین اُڑاتا ہون خاک	جہان تیرہ و تار ہے اے مہر	وہ خورشید رو آئے کیونکر نظر

غزل لائق ملاحظۂ ناظرین غزل

اے مرگ دیکھتی ہو انھین بار بار کیا — سینہ کے زخم بھی ہین تنگان مزار کیا
بدلو جو رنگ رد کی طرح اختیار ہے — اے جان امید وعدۂ بے اعتبار کیا
اس وصل مین فراق فلک بھی نہ کر سکا — پہنے ہوئے ہین دامن لیل و نہار کیا
آنکھین کھلی ہوئی ہین جھپکتی نہین پلک — تکلیف نزع بھی ہے شب انتظار کیا
بہرے ہو تم بھی ناصح نافہم کی طرح — جو پوچھتا ہون پوچھتے ہو بار بار کیا
مانے نہ مانے مرگ سے کیونکر کرون سوال — جسطرح تیرا دل کہ تجھے اختیار کیا
کب ہے فریب راحت دشمن پہ اعتماد — بلوے کھلائے گی خلش نوک خار کیا
رکھتی ہے مثل روح جو آغوش پر خراش — معشوق آبلہ ہے کوئی نوک خار کیا
سائل ہون ایک بوسہ کا دیجا رکاتنین — مین طول مدعا مین کرون اختصار کیا
انجام دیکھتے نہین آغاز کے سوا — ہے طول زلف حمیت پروردگار کیا
بیتابیون کے ناز اٹھائے ہین رات بھر — تھا جوش شوق جلوۂ دیدار یار کیا
ہنگام وصل یار بھی یہ بھولتا نہین — داغ فراق ہے ستم روزگار کیا
قاتل نے بعد ذبح کے آنکھین نکال لین — دیکھین گے شکل راحت خواب مزار کیا
مانند بوسہ چار لبون مین نہان ہون مین — پوشیدگی ہو میری بھلا آشکار کیا
نیلی سی دے دے اک کفنی دود آہ کی — اے روح پوشش بدن سوگوار کیا
چکر مین ہو نصیب تو گردش مین آرزو — ہم دور آسمان ہے مرا روزگار کیا
جھگڑے مین ہون کشاکش انفاس کس طرح — کم ہو سکے گا مشغلۂ انتشار کیا
مانند روح قید تعلق سے عار ہے — جب جسم ہی نہین تو نشان مزار کیا
بدلا ہوا ہے رنگ مزاج اندنون قمر — دیکھین جہان کا گلشن ناپائدار کیا
جو ہین نشان بلاغت نشان دیگر — وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

مخموران بادۂ رنج و الم و ساقیان خمخانۂ مصیبت و غم رندان میکدۂ اندوہ و آلام و قدح خواران شراب محنت انجام بجائے صہبائے مروق ساغر خون دل پیکر و گزک کباب لخت جگر نوش کرکے پیر مغان خامہ دوتا کا مشتاق رہبری ہے اُستادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت ملکہ مخمور سرخ چشم نے برسر کوہ یہ ہنگامہ برپا کیا تاجدار کو قید کرکے بیہوش ہوگئی اور جو آنکھ کھلی دیکھا کہ

چند حبشنیں برکنین گرفتار کیے ہوے اس حال سے لیے جاتی ہین کہ زبان مین سوزن ہاتھ مین ہتکڑیان پانون مین بیڑیان طوق گلوگیر گردن مین تمام زیور آہن آراستہ عرصۂ دراز سے اسیر کمند گیسو تھی گویا آج خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی دل سے کہتی ہو اے مخمور حضرت عشق سے سلسلہ نجوبی ہو اگر فتاری زندان عشق کیا کم تھی جو قید آہن مین مبتلا کیا زنجیر گیسوے مسلسل محبوب بہت خوب تھی مدت سے پابند ہین قید محبت مین کسی کی دردمند ہین آج نئے طور سے گرفتار ہوے مجبور و ناچار ہوے اُن عورتون نے لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کر دیا اوپر سے قفل لگایا اب جو اُس مکان تنگ و تاریک مین ماہ اوج حسن داخل ہوئی اندھیرے مین دل گھبرایا مطلع زیب النسا مخفی کا زبان پر جاری کیا مطلع

روز نو مسعدی چو آید آشنا دشمن شود | غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود
ہر کہ پیش از مرگ درمان خواہ درد سر بود | گر حکیمش بو علی باشد دوا دشمن شود

اُس مکان تاریک کے بخت سیاہ جاگے اس خورشید رو کا داخلہ ہوا مثل ماہ یوسفی روشن ہو گیا تاثیر گوہر شبچراغ کی روشنی عارض انور نے دکھائی یا مار سیہ نے اپنا من اُگل دیا مگر اسقدر وہ مکان تنگ و تاریک پر وہ ظلمات کی مثال ٹھیک ہے اندھیرے مین اُس بدر کامل آسمان خوبی کا دل گھبرایا قریب تھا پھڑک کر دم نکل جاے ابیات

آہ سرد از دل پر درد کشید | دامن و جیب ازین غم بدرید | بہ بغلگیری آن دشمن ہوش
ہمہ تن گشت بشکل آغوش | مقدمش بسکہ تمنا کردہ | دیدہ آغوش زہم وا کردہ
ہر زمان پیش نظر دیدش بود | نگہ دیدۂ دل سویش بود | گفتگو کار نمودے بخیال
رفع مے کرد بدین طور ملال | گاہ قربان جمالش گشتے | ہمہ تن محو خیالش گشتے
گاہ مے بود بلا گردانش | گہ گرفتے بہ ادب دامانش | گاہ بوسید و چشمش بہ نیاز
سجدہ گہ کرد باندازِ نماز | گہ بہ تقریر چنین لب بگشاد | گہ بہ لب زمزمہ آورد چنین
کے رخ خوب تو نجلت دہ گل | ہست سودائی زلفت سنبل | اے بر خسار تو زلفت پرخم
کرد بر حاشیہ تفسیر رقم | کبھی نالان کبھی اپنے بخت پر خنداں کبھی مثل طائر نو گرفتار پھڑکتی تھی

کبھی اُٹھنے کا ارادہ کرتی ہو زنجیر پاؤں مچاتی ہو اُٹھنے کے خیال سے دل بیٹھا جاتا ہو کبھی خود بخود دل کو تسکین کرتی ہو نہ جیتی ہو نہ مرتی ہو کبھون نے مخمور یہ کیا شعبدہ تھا کسکو مارا کس سے لڑے وہ کون لوگ تھے ہم کیونکر گرفتار ہوے سحر و ساحری افراسیاب سے سیکھے ایسے بیکار ہوے اگر کہون کہ افراسیاب جادو تھا خیال خام تصور ناتمام اُسکو کسکا ڈر تھا اول تو اُس شیر بیشۂ جرأت پر دست اندازہ ہوتا مین

اسقدر سحر کا ہے کو کر سکتی ایک اشارے مین پکڑ لیتا وہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی اسکے سامنے میری حقیقت کیا ہی علاوہ اسکے جن عورتون نے لاکر یہان قید کیا کوئی انمین شناسا نہ تھی اسکے گھر مین کون ایسا ملازم ہی جسکو ہم نہین پہچانتے نیا مقام نجت نے دکھایا اے فلک کس جگہ پر تو ہمکو لایا کیا شعبدہ تازہ دکھایا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر کیا گذری ہوگی اُس بیچارے نے کیا کلمات سخت پکار کر کہے وہ لائق انکی سماعت کے تھے ہای شرم و حجاب سے کہین اپنے کو ہلاک نہ کیا ہو یہ جو خیال آیا ضبط نہو سکا رونے لگی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے

اشعار

رہتا ہے جب سے دلربا ہاے تم الگ الگ	ہمسے ہے دل الگ الگ دل سے ہین ہم الگ الگ
رکھتے ہین غم دو ترے اپنے بقدر حوصلہ	رنج و تعب جدا جدا درد و الم الگ الگ
شرح فراق کا اثر دیکھکے خط مین نامہ بر	کرتا قلم ہے اک قلم حرف رقم الگ الگ
ہمسے لگاؤ آپ نے رکھے جو ظاہرا تو کیا	کرتے ہو روز غیر سے قول و قسم الگ الگ
ہاے غضب کہ جتنا مین اُس سے زیادہ مگ چلون	اتنا ہی مجھسے وہ رہے میرا صنم الگ الگ

کبھی خیال مین آتا ہو کہ اے محمود اُس شیر بیشہ جرات نے گرفتاری تیری آنکھون سے دیکھی خدا کرے وہ محفوظ رہی ہون دنیا کی خاک چھانینگے اس زندان مصیبت سے آکر وہی رہا کرینگے وہ شیر فتاح طلسمات عالم ہی ہزار ہا ساحر بھی قتل کیے خدا اُنکا معین و مددگار ہی اگر یہ طلسم ہی تو عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا خدا کرے وہی شاہزادہ اُسکا فتاح اس میدان عجائب و غرائب کا سیاح ہو بیقرار ہوکر پکاری کنیز کی مدد کو آیے اِس زندان مصیبت سے چھڑایے ابیات

بے تو بے صبر و قرارم دریاب	عاجز و خستہ و زارم دریاب	خون گشتم ہمہ از سر تا پا
غم بر آورد دمارم دریاب	کہ شود مونس تنہائی من	جز تو غمخوار ندارم دریاب
ہر دم از دوری لعل لب تو	خون دل از مژہ بارم دریاب	گر سر فاتحہ خوانیست ترا
بر سر راہ مزارم دریاب	کردہ ام نخل جنون سبز باشک	رشک صدا بر بہارم دریاب
چند زا اندیشہ بدنامی تو	آہ از دل نہ برآرم دریاب	چند بتاب زہجران باشم
بیش ازین تاب ندارم دریاب		

مگر حال اس مقام پر گزارش ہوتا ہی اس طلسم کو جمشید بہ کہتے ہین وہ مقام علامت طلسم تھا جس مقام پر ملکہ مقید ہوئین بموجب عادت قدیم بادشاہ جمشید جادو طلسم اپنے تخت پر آکر بیٹھا گرد ساحران غدار کا جمگھٹا ہوا یکایک چند ساحر سامنے سے بیتاب و بیقرار آئے بعد آداب و تسلیمات کے یہ سخن زبان پر لائے اے شہنشاہ طلسم جمشید عجب طرحکا معرکہ گذرا یہ کہکر خوب روئے بہت سے لاشے پیش کیے کسی کا منھ آتش سحر سے جھلسا ہوا کسی کے سینہ پر گولی کا نشان خوب ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سحر کے مارے ہوے ہین جمشید جادو لاشے دیکھکر گھبرا گیا کہا

جلد مفصل بیان کروانکو کس نے مارا انھوں نے دست بستہ عرض کی علامت طلسم پر ہمیشہ مینوش خونخوار موجود رہتا ہے
ہر طور سے آیندہ روند کو پھنسا لیتا ہے کل ایک ساحرہ کا گذر ہوا موجب طریقۂ قدیم کسی کو عورت بنکر کسی کو بصورت
مرد مبتلاے بلا کرتا ہے چونکہ وہ عورت نازنین مہ جبین غازہ گر ہوش گللوں پوش تھی بشکل تاجدار اسکو للکارا اے
شہنشاہ سرکار کا بول بالا ہو جاہ و دولت دو بالا ہو وہ نازنین اس زور و شور سے گری کہ صدہا ساحر مار ڈالے سکڑ کے
پھونک دیا صدہا پر مسکرا کر برق چمکائی اُس قتال عالم کے نزدیک یہ لڑائی بھی ہنسی تھی اگر مقدمہ علامت طلسم نہوتا
سحر سے لڑکر خداوند سامری و جمشید بھی نہ گرفتار کر سکتے آنکھوں کا سحر تو مشہور ہے اسکی بات بات میں فسونگری
رگ رگ میں سحر و ساحری بھری ہے بمشکل نام مینوش خونخوار نے اپنے کو قتل کرکے اُسکو بیہوش کیا اور گرفتار کرکے
بھیجا ہے سقدر زخمی ہوا کہ دربار میں نہ آسکا چونکہ وہ شاہزادی معلوم ہوتی ہے حسن میں بیمثال ابرو خنک ہلال
رعب و جلال چہرہ زیبا سے ظاہر ہے ہم لوگوں نے ہاتھ نہیں لگایا کنیزان شاہی سے گرفتار کرایا فلان مکان میں نظر بند
کر دیا ہے باحتیاط رکھا ہے عورتوں کو نگہبان قرار دیا ہے شہنشاہ جمشید جادو یہ حال سُنکر گھبرایا ماتھے پر عرق آگیا کہا
جلد ہمارے سامنے اُسکو لاؤ سزاے کامل دینگے اپنے ملازموں کے خون کا بدلا لینگے چند حبشنین چلین یہاں ملکہ مخمور
سرخ چشم کو تڑپتے تڑپتے ساری رات گذری جب آفتاب عالمتاب نے زندان شب تار سے رہائی پائی بام فلک پر آمد ہوا تمام
عالم کو صورت دکھائی روز روشن ظاہر ہوا ضیا باری نیر اعظم سے ذرہ ذرہ ماہر ہوا اُس گرفتار محبس حسرت و یاس نے
دیکھا کہ دروازہ اُس مکان تنگ و تاریک کا کھلا چند حبشنین سامنے آئیں صورت زیبا دیکھکر مبہوت ہوگئیں بالمین
لینے لگیں اور انمیں جو سردار تھیں وہ محبت پوچھنے لگیں اے شہنشاہ معشوقان عالم اے سردار حسینان بنی آدم
آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کس ملک کے بادشاہ ہو کس آسمان جلالت کی ماہ ہو ہر چند انھوں نے پوچھا ملکہ
مخمور سرخ چشم نے کچھ جواب نہ دیا ناچار زنجیر تھام کر ملکہ کو لے چلیں مکان سے باہر نکلکر ملکہ مخمور سرخ چشم نے ملاحظہ کیا
دارالامارۂ شاہی قریب تھا ہزارہا ساحران خرس طینت میمون خصلت غول بادیہ ضلالت جمع ہیں چوبدار سیاہ
حاجب دربان پرے باندھے کھڑے ہیں پردۂ زنبوری کھنچا ہوا ایک ساحر غدار بلاے روزگار خود آہنی سر پر زرہ
موٹی کرتہ بون کی جسم میں دنگل پر درگہ سالاری کے بکمال نخوت تمکن ہے رعب و داب ملکہ مخمور سرخ چشم کا دیکھکر
خود بخود اُٹھ کھڑا ہوا جھک جھک کے سلام کرنے لگا حبشنین لیکر ملکہ مخمور سرخ چشم کو اندر دروازے کے داخل ہوئیں
اب جو نگاہیں سے دیکھا ایک ساحر مہیب بشکل عجیب غریب سیاہ رو تیرہ درون تاج سر پر جسم سے شعلۂ آتش نکل رہا ہے
دیدہ و جواہر جسم پر راستہ لباس فاخرہ سے پیراستہ گرد اگرد ہزارہا ساحران غدار تیرہ روزگار دنگلہاے آہنی پر
بیٹھے ہیں بادشاہ تخت نخوت پر بکمال غرور تمکن ہے حبشن نے بڑھکر عرض کی اے شہنشاہ خونخو قیدی طلسم نگاہ
دیدہ رو اب جو جمشید جادو نے سر اُٹھایا سامنے سے ساحران غدار کو حکم ہوا ہٹ جاؤ ملکہ مخمور اُس مجمع کو

دیکھکر شرم سے مری جاتی ہو حجاب سے گڑھی جاتی ہو سر جھکا ہوا مثل ہلال شب اول جسم مین خم مثل تصویر خاموش دریاے
غیرت کا جوش سامنے سے جو یہ لوگ ہٹے جمشید جادو کی جمال جہان آراے ملکہ مخمور سرخ چشم پر نگاہ پڑی صورت
زیبا دیکھی جو کبھی نظر سے نہ گذری تھی لیلی وش شیرین ادا زلفین عارض انور پر پریشان
آئینۂ رخسار نہان آنکھین نشیلی نگاہ ترچھی ابرو شمشیر برہنہ قد نخل چمن مراد جسکی خوش قامتی کا

پیر و سرو آزاد اشعار

وہ زلفین کھڑے پر بکھری تھین یا گلستان مین — نگاہ حور کی ٹھہرے نہ اُسکے کھڑے پر — فرشتہ دیکھے تو ہو جاے لاکھ جی سے نثار
ذخت صندلی پر یا ہوا تھا مسکن مار — لیا تھا سایہ سنبل نے روے گل پہ قرار — پڑی تھی پشت پہ اُسکے وہ ناگہ چوٹی
وہ گوش گوش نے گل کے سنے نہین ایسے — جبین وہ دیکھے ہوے جبین ماہ کو رشک — فروں تھے تیغ صفاہان سے ابرو خمدار
جو اُسکی نرگس بیمار کا رہے بیمار — وہ آنکھ دیکھنے سے جسکے موند گئی نرگس زار — نہ اُسپہ کارگر ہے حکمت نہ لاطونی
وہ بینی اُسکی الف وار جو کوئی دیکھے — نگہ وہ تیر کہ بسمل ہو جسکو دیکھے دل — مژہ وہ تیر کہ عاشق کا دل کرے افگار
چمک وہ دانتونکی ہر رنگ لولوے شہوار — سدا رہا کرے غمناک وہ نحیف و نزار — دہن وہ تنگ کہ غنچہ ہو جسکو دیکھ دنگ
بہائے دیدۂ حسرت سے خون کا دریا — گلو وہ جسکی صفائی کا ہو سکے نہ بیان — صراحی دیکھ کے گردن کی مست ہو ہشیار
رکھے ہوے ہین برابر بہشت کے دو انار — جو دیکھے دست حنائی کو اُسکے عاشق زار — غلط ہے سینہ پہ اُسکے جو کہتے ہین پستان
کمر زیادہ ہے باریک بال سے اسکی — نظر نہ آئی نہ آئے گی دیکھیو رہنما — وہ پشت جسکی ہے تعریف مین قلم بیکار
کہ زیر ناف ہے اک صفحہ اُسکے آئنہ دار — مقام خامشی ہے وصف کیا کروں اُسکا — بیان کیا کروں آگے کمر سے نازا تو
عجب طرح کے کف پا تھے جسکو دیکھکے ماہ — رکھے تھا آنکھو نمین رکھنے کی آرزو بیکار — کیا ہے لام الف کاتب فصاحت نگار

سراپاے دلپذیر وہ نور کی تصویر دیکھی ہاتھ پانوں مین رعشہ آگیا ہونٹھ چاٹنے لگا قریب تھا غش کھاکر
تخت سے گر پڑے سرداروں نے سنبھال لیا مگر آثار حضرت عشق کے چہرے سے پیدا ازن و ملال ناصیہ سے پسینہ ٹھنڈی
ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا وزیر سے کہا اے وزیر اعظم و مشیر معظم تیز مژگان نے اس قتال عالم کے تو وہ دل کو
مشک کیا کلیجہ چھلنی ہو گیا ہوش و حواس درست نہین ہین اگر شربت وصال سے اسکے سیراب نہونگا بیطاقت ہونگا
تڑپ تڑپکر مر جاؤنگا وزیر نے تو سر جھکا لیا کہا یہ قیدی طلسم ہے کسی بادشاہ نے کسی قیدی پر ہاتھ نہین ڈالا ہے
بادشاہ جمشید جادو نے جھڑک کر کیا کہتا ہے ہماری جان پر بنی ہے تو سمجھاتا ہے یہ کہکر طرف ملکہ مخمور سرخ چشم کے
متوجہ ہوا بیقراری مین یہ اشعار با حسرت و یاس پڑھنے لگا بند مسدس

غم نہین ہجر مین دنیا سے گذر جاؤنگا	آپ کے عاشقون مین نام تو کر جاؤنگا
اب نہ اس کوچہ سے اٹھونگا نہ گھر جاؤنگا	مین وہ عاشق نہین جو موت سے ڈر جاؤنگا

ڈر ہے اتنا کہ ترے دل سے اُتر جاؤنگا | دیکھ لینا بین گلا کاٹ کے مر جاؤنگا

من اگر کشتہ شوم باعث بدنامی ست
موجب شہرت و بیباکی خود کامی ست

یہ ستم دیدہ و دانستہ نہ کر اے ظالم | اپنے بیمار کی لے جلد خبر اے ظالم
کیوں مرے قتل پہ باندھی ہے کمر اے ظالم | اُڑ گیا آہ کا دنیا سے اثر اے ظالم
یاد کرتا ہوں تجھے اٹھ پہر اے ظالم | تو مجھے بھول گیا دل سے مگر اے ظالم

از چہ من نشنوی دیار چہ می پرہیزے
یار شو با من بیمار چہ می پرہیزے

ایسے ایسے کلام جو اُس بیجا نے متوجہ ہو کر ملکہ مخمور سرخ چشم سے کہے اور اشعار پڑھے ملکہ مخمور سرخ چشم نے بہ نگاہ قہر و غضب طرف جمشید جادو کے دیکھا چونکہ زبان میں سوزن ہاتھ پاؤں میں ہتکڑیاں بیڑیاں جان سے اپنی بیزار تھی کچھ جواب نہ دیا غرق دریاے حجاب یعنوں کے بیچ و تاب جمشید جادو نے پھر وزیر سے کہا اے خیر خواہ قدیم وائے مشیر ندیم قریب جا کر اس نیرآسمان حسن و جمال کو سمجھا اگر مجکو قبول کرے کل طلسم جمشید کا بادشاہ کرونگا سلطنت قبضہ میں دیدونگا وزیر مجبور اپنے مقام سے اُٹھا قریب ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا کہا اے سرو باغ حشمت و اقبال اے نونہال حدیقہ حسن و جمال اس مقام کو طلسم جمشیدی کہتے ہیں بڑے بڑے ساحران نامی یہاں رہتے ہیں ہمارا بادشاہ جمشید جادو نبیرہ سامری کہلاتا ہے اُنکے سحر کے سامنے فلک بھی اپنی افسونگری بھول جاتا ہے مقام ناز ہے کہ ایسا بادشاہ عالیجاہ آپ کی کمند زلف میں گرفتار ہوا شہ بادہ محبت سے آپکے مست و سرشار ہوا اگر قبول فرمایئے ابھی ہزار ہا کنیزان مہ جبین مثل چاکران کمترین خدمت میں حاضر ہوں آپ کے جاہ و جلال سے تمام اہالیان طلسم جمشید ماہر ہوں اب ملکہ مخمور سرخ چشم کو تاب باقی نہ رہی ہر چند کہ زبان میں بسبب سوزن کے لکنت ہو بات نہیں کیجاتی ہے مگر غصہ میں جواب دیا کہ اس ملعون کو شرم نہیں آتی یونی نواسی کو معشوق بنانے کا ارادہ کرتا ہے خدا کی قدرت کہ یہ سیاہ رو نبیرہ (یعنی ہماری محبت کا دم بھرتا ہے اور تو ہمکو لالچ دیتا ہے خبردار اب ایسا کلام زبان پر نہ لانا جیسا بادشاہ ویسا وزیر مصر عہ و چہ خوش گفتند شہریار چنان ۔ بادشاہ جمشید جادو تخت پر سے دیکھ رہا ہے کہ وزیر بمنت و سماجت سمجھاتا ہے مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا عجب عالم ہے چاہتی ہے اپنے کو ہلاک کردوں کل اہالیان دربار کو بھی سناتا ہے آپسمیں چشمکیں کر رہے ہیں بعض کہتے ہیں کہ بادشاہ کو شرم نہیں آتی یہ گل خسار انکے لائق ہے حسن و جمال میں معشوقان عالم پر فائق ہر بیت ز عاقل کے روا باشد سخنہاے خطا گفتن ۔ نزیبد مرد نادان را اگر ہا خطا گفتن

خود ملازمان جمشید جادو پر یہ امر شاق گذر رہا ہی کوئی کہتا ہی وہ صاحب عفت و عصمت ہی دیکھو تو غیرت سے اُسکا کیا حال ہی چہرہ زیبا سے ظاہر حیرت و ملال ہی مگر جمشید جادو اپنے جامہ سے باہر ہی یہ جو اُسنے دیکھا کہ وزیر سے بھی انکار کیا اور کلمات سخت و سست زبان پر جاری کیے اور سر اُٹھا کر یہ کلمہ کہا کہ ہیہات تو کیسا بادشاہ ہی عدالت کا خیال نہین نمکخوارون کا ملال نہین کئی سو ملازم تیرا میرے ہاتھ سے مارا گیا اُنکے خون کا مجھ سے معاوضہ نے قتل کر دار پر کھینچ دے جمشید جادو نے غصہ مین کہا مجھ سے یہ عشق ضبط نہو سکیگا اے نازنین بادولت بے اختیار نہین ہین مجبور و ناچار نہین ہین اگر سحر سے زبان ہلاؤن سحر سامری کا نمونہ دکھاؤن وہ منتر جنتر مجکو یاد ہین جسپر نگاہ ڈالدون غلام حلقہ بگوش بناؤن اگر چھری پردہ تسخیر پڑھکر زمین پر ڈالدون طائران ہوائی ہوا سے اُتر آئین اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالین عورت کا تسخیر کرنا کتنی بڑی بات ہی وہ رنگ دکھاؤن کہ مجھ سے زیادہ اسکو محبت ہو بے دیکھے میرے چین نہ پڑے یہ کہکر غصہ مین آواز دی اے وزیر اعظم یہ کلید تو فلان کوٹھا جلد جاکر کھولو ہمارے بزرگون کے وقت کا ایک گلدستہ رکھا ہی ہر چند کہ پھول اسکے خشک ہو گئے ہونگے جلد اُٹھا لاؤ وہ گلہاے خشک تازہ دکھائینگے اس گلعذار کو دیجانہ بنائینگے یا گل پھولیگا سونگھنے والا گھر کا راستہ بھولیگا وزیر نے کلید اٹھائی قصد ہوا کہ جاکر گلدستہ لاؤن یہ حال سنکر رنگ رو اس غنچہ دہن کا متغیر ہو گیا عصمت کے خوف سے مثل گل گریبان چاک کیا مثل غنچہ دل تنگ خفت نام و ننگ دل کو طرف بہار پر اسے ازلی کے متوجہ کیا عرض کی اے باغبان قضا و قدر میرے باغ پر بہار عفت مین خزان نہ آنے پاے جلد طائر ارواح قفس جسم سے نکلجائے اس ملعون کو نخل بدعت کا ثمرہ حاصل نہو صرصر کو حکم دے برگ حیات شاخ عمر سے گر جاے موت کی تصویر آنکھون کے نیچے پھر جاے یا اس صیاد کی بدعت سے اس عندلیب باغ پر کو بچاے دام تزویر سے نجات دے بتقدیر ہو کر اُس بلبل شاخسار محبوبی نے جو یہ دعا کی چمن مراد مین نسیم بہار کا جھونکا چلا غنچہ خاطر شگفتہ ہوا یکایک آسمان برق چمکی جمشید جادو وغیرہ نے دیکھا ایک ساحر مقبول لباس فاخرہ زیب جسم تخت سحر پر سوار آکر بارگاہ مین اُترا بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ نے کہا اے سہیل اختر شناس اس وقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا دل مشتاق ہوا کچھ امور ات ضروری بھی عرض کرنا واجب و لازم تھے ایکی جشن مین اس حقیر نے وعظ مین عرض کیا تھا کہ یہ سال آخر عمر طلسم ہی ضرور طلسم کشا آئیگا نام اس طلسم جمشید کا مٹائیگا علامت آمد مین یہ کتاب مین تحریر ہی صاف صاف تقریر ہے کہ پہلے ایک عورت خوبصورت طلسم مین قید ہو کر آئیگی وہی عورت علامت داخلہ طلسم کشا ہی کاہنان طلسم نے بتصریح لکھا ہی اس زمانہ مین احتیاط ضرور ہی کوئی امر خلاف نکرنا سراسر قصور ہی کتاب بھی لیتا آیا ہون تمام نجومیون کے کلام اسمین مندرج ہین حاضر ہی ملاحظہ فرمایئے جابجا یہی لکھا ہی کہ طلسم کشا کا داخلہ بڑے کروفر سے ہوگا دوست دشمن ہوون ملازمان خاص رہزن ہون یہ حالات سنکر جمشید جادو گھبرا گیا عشق و عاشقی فراموش بدحواس ہو کر کہا

اے خیرخواہ دوست صادق ایک نازنین حسین قید ہوکر آئی ہی حقیقت مین اُسنے علامت پر بڑی قیامت برپا کی ہی
صدہا ساحر مارا گیا مینوش خونخوار نے بڑا کام کیا یہ مشکل تمام اُسکو پکڑا اسقدر زخمدار ہی کہ دربار مین بھی نہین آیا مگر
دیکھو وہ معشوقۂ ساحرکش یہ سامنے موجود ہی مگر اے سہیل اختر شناس مین اُسکو دیکھکر مائل ہوگیا میری جان پر بنی
ہی ہر چند سمجھایا نہین انتی جان دینے پر آمادہ ہی ایسی صورت زیبا کبھی میری نگاہ سے نہین گذری اسکی نگاہ شرر آگین نے
مارا میرے کلیجہ پر چھری پھر گئی سہیل اختر شناس نے پلٹ کر ملکہ مخمور سرخ چشم کو دیکھا تھر تھر کانپنے لگا کہا ای بادشاہ
خاموش یہ کلمات لاطائل زبان سے نکالتا ہی اپنے جان و مال کا دشمن ہوا ہی پہچانتا ہی کہ یہ کون ہی معشوقۂ رعنا منظور نظر
شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہی افراسیاب جادو کی مصاحب خاص ہمدم باا خلاص نہین معلوم یہان کیونکر آکر گرفتار
ہوگئی مگر یہ پرچہ اخبار مین مین نے دیکھا ہی کہ آج کل طلسم ہوشربا مین غدر پڑا ہی افراسیاب جادو سے اور مسلمانون
سے مقابلہ ہورہا ہی بہت ملازمان افراسیاب شریک مسلمان ہوگئے یہ بھی کسی جہ سے بھاگ نکلی ہوگی یہان
پہونچگئی ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام باحتیاط اسکو نظر بند کیجیے شہنشاہ کو لکھ بھیجیے وہ اپنے پاس بلوا لیگا
خواہ قتل کرے خواہ بخشے یہ کہکر سہیل اختر شناس نے چند کنیزون کو حکم دیا کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو یہان سے
لیجاؤ باحتیاط کسی مکان مین رکھو آب و دانہ پہونچانا خبردار کچھ تکلیف نہونے پاے جب مخمور سرخ چشم کو
کنیزین لیگئین سہیل نے میر منشی کو حکم دیا طرف سے جمشید جادو کے نامہ اس طرح تحریر ہونے لگا

نامہ از طرف جمشید بادشاہ طلسم جمشیدیہ بخدمت افراسیاب جادو نظم نامہ مصنف

اے شہنشاہ ساحران جہان ۔۔۔ ماہ افلاک دولت و اقبال
اختر برج حشمت و اجلال ۔۔۔ اے خدیو طلسم شاہنشاہ ۔۔۔ دمبدم اوج پر ہو دولت و جاہ
ہو یہ مقبول عرض پردازی ۔۔۔ اب یہ لکھتا ہون شعبدہ بازی ۔۔۔ آپ کی ہی جو اک کنیز قدیم
یعنی مخمور قابل تکریم ۔۔۔ قید ہے اس طلسم مین وہ اب ۔۔۔ کیجیے اُسکو طلب یہ ہی مطلب

اے شہنشاہ گردون پناہ والے خسرو عالیجاہ کسی طرح کا معرکہ گذرا ملکہ مخمور سرخ چشم میر طلسم کی علامت پر نہین معلوم
کسوجہ سے پہونچی اسقدر لڑی گئی سو ساحر مارے گئے چونکہ وہ مقدمۂ طلسم تھا آخر گرفتار ہوئی جب غلام کے سامنے
حاکمان دربند لیکر آئے مین نے بھیجا یہ سنکر چکا ہون کہ آپ سے یہ آمادۂ بغاوت ہی مسلمانون سے محبت ہی باحتیاط نظر بند
کیا یہ عریضہ خدمت مین لکھا آپکی معتبر کو بھیج کر بلوا لیجیے یہ نامہ ایک ساحر کو دے کر روانہ کیا پتہ نشان بخوبی سمجھا دیا
افراسیاب جادو کا داخلۂ باغ سبب مین ہی خدمت مین نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہ تمکین حاضر ہین
سرماے برف انداز جادو دو ابر لیق کوہ شکاف دگیسو کشا بن شہاب شہاب نارنجی پوش جادو

د ملکہ گلگلوں ناز کبدن جادو و ملکہ نسرین نسترن عذار جادو وغیرہ ناظمان دربندے ذکر ہورہا ہو کہ اب
دانہ مہیار اسپد بن کرب غازی بہت قریب ہے ای ابریق جادو وایک نامہ فیض شمامہ ہمارے قوت بازو صاحب
جاہ و حشم شہنشاہ سلیم کے پاس روانہ کرنا چاہیے دوسرا صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن مالک زندان طلسمی کے
پاس ابریق عرض کررہا ہو کہ عنایت سے خداوند لقا کی ایک آن مین اٹھارہ سو خراج گزارون کو خبر ہو جائیگی
انجمن مشاورت رونق پائیگی یہ ذکر درپیش ہو کہ عرض بیگی نے بڑھکر ہاتھ اٹھاکر دعا دی اور عرض کی کہ ایک نامہ دار
بادشاہ طلسم جمشید جادو کا در دولت پر حاضر ہو امیدوار باریابی ہو افراسیاب جادو حیران و پریشان کہ
بادشاہ طلسم جمشید جادو کو اس زمانہ مین مجھسے کیا ضرورت ہو خداوند لقا خیر کرے مقام حیرت ہو حکم دیا نامہ دار کو
جلد لاؤ نامہ دار نے آکر زمین ادب کو بوسہ عبودیت سے بوسہ دیا نامہ ہاتھ پر رکھکر بصد ادب پیش کیا افراسیاب جادو نے
وہ نامہ مشیر بدتدبیر کو دیا اسنے باآواز بلند پڑھنا شروع کیا تحریر تھا کہ میرے طلسم مین مخمور سرخ چشم قید ہین
اور تمام کیفیتین علامت طلسم پر لکھنا نہگانہ عظیم پڑتا ہ مشکل گرفتار ہونا لفظاً بہ لفظاً نامہ مین مندرج تھا افراسیاب
جادو نکر سن ہو گیا ہوش اڑ گئے زبردن سے کہا کیون صاحبو کیا طلسم جمشید جادو کیا مخمور سرخ چشم
یہ کیا جھیڑے سب نے عرض کی سہ شہنشاہ حضور پر بخوبی ظاہر ہو ایک باشندہ طلسم اس حال حسرت مآل سے ماہو ہے
کہ شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان پر مخمور سرخ چشم مرتی ہو اپنے کو مطعون و بدنام کرتی ہو اسی سبب
مین سفر جانا ہوا طلسم مین گرفتار ہونے کا بہانہ ہوا اور بادشاہ طلسم جمشید جادو ہمیشہ سے سرکار دولتمدار
کا خراجگزار ہو اور بادشاہ طلسم نورافشان بھی نصف ریاست کا دعویدار ہو مگر جمشید جادو دل و جان سے حضور کا
خیر خواہ ہو یہ بھی سنا تھا حسدن سے حضور سے اور کوکب دشمنضمیر سے فساد ہوا جمشید جادو نے کوکب روشنضمیر کو
خراج دینا موقوف کردیا بموجب تحریر جمشید جادو حضور کسی معتبر کو روانہ کرین مخمور سرخ چشم کو یہان طلب
فرمائین سزا و غیر سزا جو مناسب وقت ہو وہ کیجے بادشاہ افراسیاب جادو کو یہ رائے پسند آئی نوراگہ ہوش
دراز بینی سا حرزہ دست کو بلاکر حکم دیا کہ جلد طلسم جمشید مین پاس جمشید جادو کے جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم
وہان موجود ہے ہماری خدمت مین نے آؤ مدہوش دراز بینی مع فرمان شہنشاہ افراسیاب جادو
اور دس ہزار فوج کو ہمراہ لے کر طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا اسکو بھی راہ مین چھوڑو

دوکلمہ داستان شوکت بیان گلزار خلیل الرحمان نوردیدۂ مومنان و مسلمانان
بہم زنندۂ زمرد بے ایمان صاحبقران ثانی صاحبقران شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
وشبرنگ بصد کروفر تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ

اے ساقی با ہوش کدہر ہے		کچھ مجکو بسنت کی خبر ہے	اب زردی برج سدھارتی ہو

رہ رہ کے اُمنگ اُبھارتی ہی	خمخانے کی تیرے خیر ساقی	حالت تو بہت ہی غیر ساقی
بھر بھر کے پلا شراب گلگون	خالی یونہین کب تلک مین بیٹھون	کیون دختر رزبجی ہوئی ہے
شادی گھر گھر رچی ہوئی ہی	اک مست کا انتظار ہی آج	یان آمد بادہ خوار ہی آج

یہ غزل لائق ملاحظہ ناظرین غزل

وہ نہ ملینگے احبا اُنکو سمجھائینگے کیا	پہلے ہی قسمت نے ٹھہرادی ہے ٹھہر جائینگے کیا
وائے قسمت کہ رہے ہین وہ رہی سے دیکھکر	کسلئے تکلیف کی ہی آپ فرمائینگے کیا
دیکھلی تاثیر اُنکی بھی فراق یار مین	نالے خود شرمندہ ہین منھ تک مرے آئینگے کیا
غیر ممکن ہے کبھی آرام ہی سوئین حریص	ہاتھ تو کھنچتا نہین ہی پانوں پھیلائینگے کیا
اُنکی پیرحمی سے کب تک دل تاہون جنکو ہی لحاظ	منھ تو دکھلاتے نہین آنکھین وہ دکھلائینگے کیا
آپکو فرصت ملے رسوائیونسے کیا محال	اور میری طرح سے عاشق ہو جائینگے کیا
کب توقع ہی وہ آئین نقش عاشق دیکھنے	ہمنے مانا جان بھی کھوئین تو پھر پائینگے کیا
بعد مرنے کے رہینگے داغ سینہ جلوہ گر	گلشن تصویر ہو نہین پھول مرجھائینگے کیا
سر کف بھرتے ہین مدت سے امید مرگ مین	کھنچ کر تیغ دو دم ہمکو وہ دکھلائینگے کیا
یہ ادا یہ ناز یہ شوخی کہان سے پائینگے	حور و غلمان و پری مجکو بھلا بھائینگے کیا
رہگئے ہین ٹوٹ کر شانہ مین گیسوے خیال	اتفی مردہ ہین یہ اے دوست لہرائینگے کیا
جھوٹے وعدے کا ارادہ دلمین آیا شاید آج	کیون بلا ہی مے سر کی قسم کھائینگے کیا
کسطرح بہلائینگے مجکو یقین آتا نہین	حور و غلمان بھی تمھاری شکل بنجائینگے کیا
گھورتا یہ ہی اُنھین وہ میل کرتا ہی اِدھر	دیدہ و دل مرے مجکو باتین سنوائینگے کیا
یہ غلط ہی حشر کو پردہ کرین وہ اے نسیم	عاشقون کو دیدے بھی اپنی ترسائینگے کیا

دیگر کجا بودم اکنون فتادم کجا	عنان سخن شد ز چنگم رہا	دگر بار در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم	بہ شست آورم بار دیگر کجوت	بفرمان حی الذی لا یموت

شعر سخن سازے کہ معنی سازکردہ ۔ سخن را اینچنین آغاز کردہ ۔ استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ شبرنگ بن عمرو نے اُس ساحرۂ سیاہ فام کو قتل کیا لاکن تحیر آشین مین شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان گرفتار ہوے تھے اور میخوار کو ہی بھاگ کر اک درۂ کوہ مین چھپا اور شاہزادے کو تلاش کرتا پھرتا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو طوق و زنجیر مین مسلسل پایا پہلے یہ

اسی حال پُر ملال مین اپنے عیار شبرنگ بن عمرو کو دیکھا ایک ساحرہ بشکل مہیب سیاہ فام ہوشنگ جادو نام تاج سر پر تخت پر متمکن ہے گرداگرد ہزارہا جادوگر نیان سر جھکائے شباب پر شاہزادے کے کف افسوس مل رہی ہین شعلۂ رخسارہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان سے شمع جل رہی ہین کوئی کہتی ہے ہوا کیا جوان ہے ایک کہتی ہے صاحب شوکت وشان ہے مگر ہوشنگ جادو نے پکار کے آواز دی کہ کیون او بھوری موے مونڈی کاٹے دبیلے تو نے میری کنیز سیاہ تاب جادو کو گرفتار کیون نہ ہونے جانی تو نکل جاتا جلد دو سامری و جمشید کو سجدہ کرد شہنشاہ جمشید جادو سے ہی سفارش کردون وہ تجکو اپنا سپہ سالار کریگا اور اے جوان کاہان طلسم جمشید نے سو برس سے پیشتر جو تصویر طلسم کشا کھینچی ہے تیری صورت سے نہایت ملتی ہے علاوہ تین بھی سب ظاہر مین صاف تحریر ہے کہ روز آمد طلسم کشا ایک کنیز حاکم دربند کی قتل ہوگی عیار ساتھ ہوگا وہ سب صورتین معلوم ہوتی ہین طلسم مین بھی غلغلہ ہے ایک عورت بھی طرف سے علامت کے آئی کئی سو ملازم مینوش خونخوار کے قتل ہوے اب سنا ہے کہ اُسکو سہیل اختر شناس نے بچایا ہے اور وہ معشوق بادشاہ افراسیاب جادو مخمور خوشخو ہے شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے طرف شبرنگ بن عمرو کے دیکھا کہا اے برادر تم جو کہتے تھے وہ قول تمھارا کہ سنی نشنین ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم جس طلسم مین قید ہوکر آئی ہین شکر خدا ہم بھی اسی حوالی مین آئے مگر وہ ہجران دیدہ آفت کشیدہ ہے کہ قید ہوکر بھی مہجور معشوق سے دور شبرنگ بن عمرو نے کہا مین اس سے مفصل دریافت کرتا ہون نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا ہان برادر کچھ تو پوچھو شبرنگ بن عمرو نے کہا کیون ملکۂ عالم اُس عورت کے ذکر سے اور ہماری قید سے کیا مطلب ہے ہم تو مسافرانہ اسطرف آنکلے تھے آپکی کنیز نے کلمات سخت کہے ہم شریف تھے ضبط نہوسکا بیشک خنجر مارا خیر ہم تو اُس جرم مین قید ہوے اُس عورت نے کیا کیا جو نام ابھی آپنے ملکہ مخمور سرخ چشم زبان سے لیا ہوشنگ جادو نے کہا وہ بڑی زبردست ساحرہ ہے افراسیاب جادو نے اُسکو تعلیم کیا ہے ہمارا بادشاہ شہنشاہ افراسیاب جادو کا خراج گزار ہے پہلے مخمور سرخ چشم کو دیکھکر عاشق ہوا تھا جب بانی سہیل اختر شناس کے ثابت ہوا کہ یہ بادشاہ افراسیاب جادو کی کنیز خاص ہے تب اُسکو قید رکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کو عرضی روانہ کی ہے وہان سے کوئی رفیق آئیگا مخمور سرخ چشم کو قید کرکے لیجائیگا سزا جزا کا مالک کوا اختیار ہے اور یہ جوان مہر تمثال جو قید ہوکر آیا ہے تصویر طلسم کشا سے بہت مشابہ ہے ہر فرد بشر کو تاکید ہے کہ جہان ایسی صورت کے جوان کو پاؤ فوراً قتل کردو بس ہم دونون کا بچنا ممکن نہین ہے اگر سامری و جمشید کو سجدہ کرو تو شاید بچ جاؤ شبرنگ بن عمرو نے چاہا تھا کہ مین باتون مین حیل کرکے عیاری کردن اُس ملعونہ کو دھوکا دے کر ماردون مگر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کب مانتے ہین ایک تو ذکر معشوق آیا قلب چھری چل گئی دوسرے اُسنے مذہب کا نام لیا فوراً جواب اولعن

کیا بکتی ہو سامری و جمشید کون مردود ہین جنکو ہم سجدہ کرین ہزار ہزار سامری و جمشید پر اور اُسکے پوجنے والون پر لعنت ہو اب شبرنگ بن عمرو نے ہر چند اشارہ کیا کہ حضور یہ ملعونہ جو کچھ کہے بان ہان کہنے جانے دیجیے مین ابھی اسکو مارتا ہون اُنھون نے نہ مانا سپاہیانہ جواب دیا ہوشنگ جادو نے آوازدی او جوان محبت ختم کرنا منظور تھا اگر تو سجدہ بھی کرتا تو تجکو فوراً قتل کرتے کاہنان طلسم کی تاکید ہے کہ جس نے طلکشا کو قتل کیا کل اہالیان طلسم کی جان بچائی روح سامری و جمشید پر احسان کیا یہ کہکر آواز دی جلد جلاد کو بلاؤ اور آپ بارہ دری سے اُٹھ کر صحن باغ مین آئی کرسی پر بیٹھی کنیزین کشان کشان شبرنگ بن عمرو و نورالدہر بن بدیع الزمان کو سامنے لائین نگاہ پڑی نورالدہر بن بدیع الزمان کے چہار جانب گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون تمام اشجار بارانثمار سے سرسبز و سب طرح کے پھول جا بجا ہر چمن مین موجود اشعار

لڑ کھڑاتی پھرتی ہے باد بہاری ہر طرف	نکہت گل نے ہر اک جانب ہین کھولے عطرداں
وجد کے عالم مین صف باندھے کھڑے ہین جھومتے	اک طرف کبکے بہ شکل حلہ پوشان جنان
دار بستون سے عیان ہے رخ اخضر کی بہار	تاک کے خوشون پہ ہے عقد ثریا کا گمان
طرفہ سرسبزی نے کی ہے ہر طرف سے سرکشی	ہے زمین فیروزہ گون اور لاجوردی آسمان

مگر اسوقت وہ گل گلدستۂ حدیقۂ شجاعت و نونہال گلشن جلالت جو اس حال زار سے مسلسل بیٹھا ہو ہر گل کا کلیجہ خون بلبل کو نوبت بجنون عشق قدنورالدہر بن بدیع الزمان نے ایسا جوش کیا فاختہ نے بر شمشاد کو کو کو فراموش کیا نہرون کو بیقراری کا جوش سوسن سیاہ پوش بیت رو کے قمری نے جب کیا نالہ سرو و گلشن کا بھر گیا تھالہ ؛ اس عرصہ مین جلاد سامنے آیا کلاہ جلادی سر پر تیغہ باڑھ دار چار انگل کا بیڈھ چڑھا ہو صورت اسکی خونخوار آنے کے ساتھ ہی ہاتھ پکڑکر شاہزادے کا کھینچا اسوقت شبرنگ بن عمرو بیقرار ہوا اور گھبراکر کہا او بیحیا یہ میرا آقا ہے پہلے مجکو قتل کر میرے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر ہوشنگ جادو نے کہا کہ نگوڑے سب سے زیادہ تیرے قتل کی جلدی ہے کاہنان طلسم لکھ گئے ہین اسطرح کا سردار اور اسطرح کا عیار اگر قتل ہو جائے تو سو برس تک طلسم پر زوال نہ آئے نہ تو بچیگا نہ اسکی زندگی کی کوئی صورت ہے اور حکم دیا اس ملعونہ نے کہ اے جلاد صاحب بیداد ایک ہاتھ مین دونون کا سر قلم کر حکم اول ہوشنگ جادو دے چکی ہے چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے شبرنگ بن عمرو زبلک کر دعا کی باب اجابت وا تھا تیر دعا تا بہ عرش اعلی پہونچا بقدرت پروردگار لم یزل و عزیز بے بدل آسمان پر برق چمکی سب کی نگاہ اُٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دیکھا تخت زرین پر ایک معشوقۂ دلفریب جسکے دیکھنے سے دل ناشکیب چہرہ آفتاب تابان عارض ماہ درخشان زلفین

مار سیاہ یا عاشق کا دود آہ یا سوید اے دل عاشق زار یا نافہ آہوے تاتار ہو نٹون سے
سیمائی ظاہر ہی دہن تنگ کے راز سے صانع ازل ماہر ہے سینہ تختۂ نور ستان حباب بحر

سرو قد نمونۂ قیامت کھڑا آفتاب آسمان شوکت **نظم**

پائچے ہاتھ مین اُٹھائے ہوے	سرو شرمندہ اُسکے قامت سے	بال زلفون کے بیچ کھائے ہوے
زلف تھی اُسکی یا کہ دام بلا	مرغ دل جو پھنسا نہ پھر چھوٹا	تھی خرامان بڑی نزاکت سے
منھ چھپاتا تھا شرم سے مہتاب	یون نمایان تھے ابروے خمدار	دیکھکر وہ جبین گیہان تاب
آنکھ سے شرم چشم نرگس کو	تھی غرہ تیر قلب مونس کو	دست قاتل مین جیسے ہو تلوار
یون نمایان تھی جیسے شمع کی لو	تھے عجب رنگ و بو کے وہ خسار	پاس آنکھون کے بینی پر ضو
لب تھے مسی سے کہ وصل کی رات	یا نمایان تھا چشمۂ ظلمات	جان گل جسپہ ہو فدا سو بار
چرخ خوبی کے یا وہ اختر تھے	تھا فصاحت کا گرچہ بحر دہان	دانت تھے یا عدن کے گوہر تھے
واقعی تھا وہی یہ چاہ ذقن	جسمین یوسف نے کھینچے رنج و محن	ماہی بحر حسن تھی وہ زبان
نہ کدورت نہ جسمین تھا کینہ	تھا شکم رشک مخمل و سنجاب	آئنہ تھا طلب کا وہ سینہ
اب ہے لازم یہی کمر کا حال	نہ بیان کر کہ ہے یہ بات محال	ناف تھی بحر حسن کا گرداب
وصف اُسکا بشر کرے کیونکر	حسن پانون کا کس طرح ہو رقم	چیز جو آنکھ سے نہ آئے نظر
کیا خداداد حسن پایا تھا	آپ حق نے اُسے بنایا تھا	دل پہ چلتا ہی اپنے خنجر غم
		وہ قاتل عالم تخت ہی اثر کرشمۂ لال

شب وصال برات تسلیم ہوشربا جادو نے خم ہوئی اور ہوشربا جادو نے ہاتھ بہ عجلت پھیلا دیے کہا واری
برخوردار عمر دراز مگر نور الدہر بن بدیع الزمان صورت اُسکی دیکھکر بیچین ہو گئے ہوشربا جادو نے
سر سینہ سے لگا لیا کہا واری ملکہ شگوفہ جادو اسوقت یہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مسکرا کر جواب دیا نانی
امان مین نے سنا کسی مسلمان کو آپنے بڑے زور و شور سے گرفتار کیا عجب بیوقوف فرقہ ہے کہتے ہین ہمارا خدا ہے
نادیدہ آسمان پر رہتا ہی اور کتابون مین اُنکے مولویون نے تحریر فرمایا ہی کہ ہمارا خدا وحدہ لاشریک ہے کیون نانی اماں
یہ دلیل حقیقت مین ٹھیک ہے مجھے بڑا اشتیاق تھا کہ دیکھون وہ لوگ کیسے ہوتے ہین کہ پورے دو سو خداؤن کو چھوڑ ایک کو انتخاب کیا ملکہ شگوفہ جادو
نے کہا ای نور نظر لخت جگر مین نے تو بڑی کد و کاوش سے گرفتار کیا ہے اُنکی کتابون کا کیا اعتبار ہی یہ فرقہ بڑا مکار و عیار ہی مگر صاحبان علم و فضل جری
بہادر لیق ہین رطوبت صولت انکا حصہ ہی بہت طول طویل ان مسلمانون کا قصہ ہی بقول کا ہنان اس طلسم کا یہی شخص طلسم کشا ہے وہ
دیکھو سامنے قید ہو کر آیا ہی مین نے زیر تیغ بٹھایا ہی اسکو جلد قتل کرون اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرون اور پونے دو سو خداوند
رضامند ہون اسکے بزرگ درمند ہون ابھی ظالم کو قتل کرتی ہون جمشید کی تاکید ہی کہ جو اس صورت کا شخص آئے فوراً قتل کیا جاے یہ سنکر ملکہ شگوفہ

جادو نے پلٹ کر دیکھا نگاہ پڑی کہ ایک جوان رشک یوسف کنعان حسن مین بے نظیر چہرۂ ماہ منیر خود سر پر ڈھلکا ہوا زلفین خلیلی تابدوش غزال چشم شیر خشم صولت وجلالت چہرے سے ہویدا آثار سروری وسرداری جبین مبین سے پیدا آنکھین رشک چشم غزال چتون سے ظاہر حزن و ملال طوق وزنجیر مین مسلسل لشکر جرأت کا ہراول ملکہ شگوفہ جادو کے دل نازک پر تیر مژگان لب معشوق ہوئے ہاتھ پانون تھرانے لگے اشعار

بدنش خون جنون جوشیدہ	دود سودا بسر ش پیچیدہ
حیرتے آئنہ تدار رویش	آہ سرداز دل پر درد کشید
از رخش رنگ پریدن منجواست	پر پرواز دمیدن منجواست
وہ نگہ ہی وداع طاقت تھی	ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ
دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز	رنگ چہرے سے کر گیا پرواز
چاک کے پھیلے پانون داماں تک	طبع نے ایک جنون کیا پیدا
سوزش دل نے جی مین جاگہ کی	داغ نے آ جگر کو آتش دی

بیساختہ آہ سرد دل پر درد سے کھینچی اپنی نانی کی گود مین گر کر بیہوش ہوگئی کنیزین چہار طرف سے دوڑ پڑین ملکہ ہوشربا جادو سر پیٹنے لگی ہی ہی واری کیا ہوا کلاب کیوڑا چھڑکا ملکہ شگوفہ جادو کو ہوش آیا مگر حال ابتر دل مضطر چشم تر ہونٹھ خشک حیران حیران طرف نورالدہر بن بدیع الزمان کے دیکھنے لگی شعر مصنف ہے الفاظ مین ترے صورت تصویر گلی ۔ جسم بجس ہی مرا پیکر بیجان کیطرح ۔ ملکہ ہوشربا جادو نے بلائین لیکر پوچھا واری خیر تو ہی مزاج کیسا ہے اسوقت غش آنیکا کیا باعث ہوا اٹھ پہر تمھاری سلامتی کی دعائین مانگتی ہون موتی مٹی کی نشانی ہو ہر چند ملکہ ہوشربا جادو پوچھتی ہی ملکہ شگوفہ جادو کے منھ سے بات نہین نکلتی ہی وہ جو کنیزین بڑی بڑی عقلمند تھین انھون نے بڑھکر کہا بی ملکہ ہوشربا جادو صاحب تمنے دھوپ مین چونڈا سفید کیا ہی چھوکری کا تو کورا پنڈا قیدی زنجیر مین بندھا ہوا اسطرح مسلسل و مطوق اپنی جان کا قلق صورت بھی دکھا دی اسطور سے اس مصیبت مین اس نے کبھی کاہے کو کسی کو دیکھا ہوگا جلاد خنجر کھینچے ہوے سامنے کھڑا ہے لوگون کے دل کانپتے ہین بچی ہی رہ رہ کر جواب پوچھتی ہو اسکے ہوش درست نہین وہ کلام کیا کرے اب یہ پہلو ملکہ شگوفہ جادو کو بھی ملا کہا نانی امان حقیقت مین مین تو مر گئی مگر دل سے کہتی ہی اودل خانہ خراب کس پر مبتلا و فریفتہ کرایا کہ جو آفتاب لب بام چراغ سحری نام کا تمام طلسم دشمن دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ملکہ ہوشربا جادو نے کہا واری اچھا دونون وقت ملتے ہین اپنے باغ کو سدھارو کنیزون سے جاکر اپنی کھیلو کود اسکا ڈرنا کیا بیٹا مسلمان کے قتل کرنے مین بڑے ثواب ہین کوئی زلف کے ناحق پیچ وتاب ہین ملکہ شگوفہ جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا بے اختیار رونے لگی ملکہ ہوشربا جادو نے

گلے سے لگا لیا کہا بی بی ہمنے جو کہا سدھارو سہر روتی ہو حقیقت مین تم ڈرو گی اس جوان کو قتل کرکے سرخدمت مین بادشاہ کی روانہ کرنا منظور ہے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان آپ خفا نہون تو مین ایک بات پوچھون ملکہ ہوشربا سنگ جادو نے کہا خفگی کی کیا بات ہے بیخوف کہو ملکہ شگوفہ جادو نے کہا آپنے بادشاہ سے بچنے کی یا نجات کیا کہ اسکو قتل کرون یا قید رہے ملکہ ہوشربا سنگ جادو نے کہا اب تو مین نے نہین پوچھا جس مین کاہنون نے کہا تھا کہ طلسم کشا کے آنے کی یہ علامت ہوگی جسکو ایسا شخص ملے فوراً قتل کرے ملکہ شگوفہ جادو نے کہا نانی امان عقل سے سراسر دور ہے زندے کو مردہ کرنا تو آسان ہے اور مردے کو کون زندہ کرسکتا ہے اگر یہ جوان طلسم کشا نہو اور آپ سر کاٹ کے روانہ کرین بادشاہ کے خلاف ہو تو پھیگا کیون قتل کیا ہمسے حکم نہ لیا نانی امان یہ مقدمہ مزاج بادشاہان عالیجاہ ہے بقول شیخ سعدی گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامے خلعت دہند پھر کیا جواب دیجیے گا آپ خداوند سامری و جمشید دولت اعلیٰ و منات معلیٰ دخداوند لقا دخداوند زبردست شاہ و خداوند فرعون شاہ و خداوند شداد شاہ شقاق الکوہی وغیرہ کی ہمعصر ہین زندہ کیجیے گا ایک عرضی روانہ کیجیے پہر دوپہر مین جواب آجائیگا یہ بات تو ملکہ ہوشربا سنگ جادو کو پسند آئی چہرے کی بلائین لین اور ترقی حسن و عمر کی دعائین دین کہا بی بی کیا معقول بات کہی ہے حقیقت مین یہ میرے خیال مین نہ تھا نام خدا پڑھی لکھی ہو سمجھدار موافق اپنے سن کے خوب جانتی ہو یہ کہکر کنیزون کی طرف متوجہ ہوئی کہا صاحبو تمنے ذہانت کو ہمارے صاحبزادی کی دیکھا پیشکش پڑھنے لکھنے سے چار آنکھین ہو جاتی ہین عنایت سے سامری و جمشید کے حسین مہ جبین ہے لیتی متین ہے صاحبو دعا کرو ایسا ہی اسکو شوہر بھی ملے خوبصورت نیک سیرت خاندان عالی سے ہو چاند سے چہرے پر سہرہ دیکھون مین گھر داماد لونگی اپنے چاند کے ٹکڑے کو گھر سے رخصت نہ کرونگی میری زندگی کا اب یہی سہارا ہے ہمتو چراغ سحری آفتاب لب بام ہین اسکے بچے گود مین کھلاؤن گلہاے چمن خوبی کو اس باغ مین لیے پھرون یہ کہکر حکم دیا کہ لیجا کر اس جوان کو قید رکھو صبح تک جواب آجائیگا ایسا ہی وقت عرضی لکھی تمام حال شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان اور شبرنگ بن عمرو کا اسمین مندرج کیا ہاتھ مین ایک جادوگرنی کے دیا کہا ہاتھ مین شہنشاہ جمشید جادو کے دینا اور زبانی بھی شہنشاہ سے عرض کرنا جواب نورگمرحمت فرمایئے جادوگرنی جب روانہ ہوچکی ملکہ ہوشربا سنگ جادو خود اٹھی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو نکال لاکر ایک مکان تنگ و تاریک مین بند کیا ایک تسبیح جھولی سے نکالا سحر پڑھکر زمین پر مارا شعلے بھڑکے آتش سحر نے نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ بن عمرو کو گھیر لیا خلاصہ دو جوان خلیل الرحمان آگ کی گرمی سے بیقرار ہیرہ آفتاب مثال حرارت سے سوتا گیا فرط حدت سے غش آگیا ملکہ ہوشربا سنگ جادو نے جادوگرنیون کو حکم دیا رات کو آب و دانہ نہ دینا لاکھ قیدی غل مچائے چیخے چلائے

خبر نہ لینا یہ حالات ملکہ شگوفہ جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھے اب تو بیقراری اور زیادہ بڑھی دل سے کہتی ہے ہائے اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا یہ پروردہ مہد ناز و نعم اس مصیبت کو کیونکر اٹھائیگا یقین ہے رات ہی کو تڑپ تڑپ کے مر جائیگا مگر مجبور و ناچار اشکبار بیقرار اپنے تخت سحر پر سوار ہوئی کنیزوں کو ساتھ لیا اپنے باغ میں آئی باغ کو دیکھکر خار الم دل میں کھٹکا وہ باغ پر بہار بدتر از خارستان سنسان ویران معلوم ہوتا ہے دل اداس عالم یاس یکہ و تنہا بارہ دری میں آئی کنیزوں سے کہا باہر جاؤ میرے سامنے جاؤں نہ کرو تمھارے چیخنے سے میرا سر پھرا جاتا ہے دل خود بخود گھبراتا ہے کنیزیں تو باہر گئیں ملکہ شگوفہ کی آنکھوں کے نیچے وہی تصویر دلپذیر پھر رہی ہے دل سے کہتی ہے ہائے اسکی جان تو نے کیا بچائی اور آفت آسمانی تھی دشمنوں کے سر پر آئی اس اندھیرے مکان میں وہ ماہتاباں کیسا گھبراتا ہوگا ہتکڑیوں اور بیڑیوں سے سر ٹکراتا ہوگا گرد حصار آتش کی گرمی جسم نازک کو جلاتی ہوگی میں اپنا حال دل کس سے کہوں بے دست و پا ہوں کسکو بھیجوں کہ جود مبدم کی خبر لاکر سنائے **بیت**

نہ قاصدے نہ صبائے نہ ہمدمے دارم ❊ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ❊ کبھی بیقرار ہو کر تڑپ تڑپ کے جان کھونا گرمی آتش سے کیسا گھبراتا ہوگا کلیجہ کو آتا ہوگا کبھی ہاتھ اٹھا کر آواز دیتی ہے اور یہ ابیات پڑھتی ہے **ابیات**

اے بادِ صبا سوے دل آرام		لے جا تو یہ غم زدوں کے پیغام
جسدن سے ہوئی تری جدائی	دیوانے پہ تیرے آفت آئی	آوارہ ہوں تیری جستجو میں
سرگشتہ ہوں تیری زلف میں	گھر بار تمام مجھ سے چھوٹا	اندوہ نے تیرے مجکو لوٹا
کبھی بیقرار ہو کر پکارتی ہے **اشعار**	جی میں ہے جائیں نجد کے بن میں	قبر مجنوں پہ جاکے بیٹھ رہیں
اور کبھی دیکھکر سوے افلاک	کہتی تھی اپنے سر پہ ڈالکے خاک	اے فلک تو نے کیا کیا مجھسے
میرا دلبر چھوڑا لیا مجھسے	کوئی مونس نہ کوئی ہمدم ہے	ہاں یہ غمخوار اک مرا غم ہے
چار پائے پلنگ کے مجکو	چار پائے درندہ ہیں اتنو	ہم ہیں یا غم سراہی کیا کیجے
کون ہے کس سے حال دل کہیے	آخر روتے روتے آنکھیں سرخ ہو گئیں شمشاد قدنامے وزیرزادی اپنے	

قصر میں تھی اسنے دیکھا سب کنیزیں اپنی اپنی صحنچیوں میں بیٹھی ہیں شمشاد نے کہا اری مستانیو ملکہ شگوفہ جادو بارہ دری میں اکیلی ہیں سب نے کہا بی شمشاد ملکہ تو آج ہمکو کاٹ کھاتی ہیں تیور دکھاتی ہیں ہم سے کہتی ہیں کہا ہمارے پاس سے جاؤ کیا ہمکو قیدی بنایا ہے ہم سب چلے آئے اکیلی وہاں بیٹھی ہیں ہم کیا جائیں کیا کرتی ہیں شمشاد بڑبڑاتی ہوئی قریب بارہ دری کے آئی اب جو پردہ اٹھا کر دیکھے ملکہ شگوفہ جادو پائوں لٹکائے ہوئے پلنگ پر بیٹھی ہے ساق بلورین کھلی ہوئیں پائینچے چڑھے ہوئے سر کھلے ہوئے آنکھوں سے دریا اشکوں کا جاری گل سا چہرہ

کھلا یا ہوا آنکھین لال رونے سے پریشان حال بس شمشاد روتی ہوئی دوڑی جاکر قدمون سے لپٹ گئی سر سے
پانیک بلائین لین ترقی حسن کی دعائین دین پوچھا داری خیر تو ہی ملکہ نے پہلے تو بت انکار کیا آخر ٹھنڈی سانس بھر کر کہا
اے شمشاد یہ جو جوان قید ہو کر آیا ہی اسکی حسرت و مصیبت پر میرا دل جلتا ہی اور مجھے کچھ کام نہین ہی تنہا چاہتی ہون
کہ ایک نظر دیکھ لون سمجھاؤن ایسی جرأت کو آگ لگے سحر و ساحری مین خاک فعل نہین جادوگرون ہی بھر پڑی ہی
آخر کیا کر سکے اے شمشاد مین اُسکو کسی طرح سرحد طلسمی سے نکالدون شمشاد نے کہا داری بہت دشوار ہے
لونڈی نے دریافت کیا ہی سارے طلسم مین غلغلہ پڑا ہی یہ جوان نبیرہ صاحبقران ہی نام اسکا نور الدہر بن
بدیع الزمان ہی کاہنان طلسم نے اسی کی تصویر درج کتاب کی ہی اس جوان کا بچنا دشوار ہی سارا طلسم دشمن
عالم عالم رہزن اس بات سے دل کو پھیرے اسکا انجام بُرا ہے شمشاد نے جیون سمجھا یا ملکہ شگوفہ جادو
بک کر روئی اور کہا اے شمشاد اگر رات کو کچھ انتظام نہو اجب صبح کو نانی امان اُسکو قتل کرنے لگین گی
جاکر لڑونگی ہر چند کہ مین نانی امان کے سحر پر غالب نہ آؤنگی اُسکے سامنے تو اپنی جان مٹاؤن گی میرا اُسکا لاشہ
ایک مقام پر ہوگا خیر بی شمشاد تم ہمسے رخصت ہو جواہرات وغیرہ جو کچھ ہے اُٹھا لے جاؤ یہ جو لباس جسم
مین ہے واسطے کفن کے کافی ہی یہ سُنکر شمشاد تڑپنے لگی کہا داری اس مال و اسباب کو آگ لگے ہمین آپ کی جان کا
خیال ہی مال کیا مال ہی اور شمشاد یہ بھی دل مین سوچی کہ یہ آتش عشق اب کلام نصیحت سے نہ بجھے گی دیدم
شعلۂ محبت بھڑکیگا ضبط کا ملکہ شگوفہ جادو کو اختیار باقی نہ رہا سوچ کے عرض کی کہ داری ہر چند کہ
خرابی ہی ہم بھی اپنی جان آپکے ساتھ دینگے یہ جو سامنے کمرا ہی ابھی یہان سے نقب لگاتے ہین شاہزادے
کو زندان سے نکالے لاتے ہین مگر حضور بھی ساتھ چلین قید ہی کے گرد داران سحر و آتش پر قہر ہے آپکی نانی جان کے
اپنے دست بخیہ یہ سامان کر دیا ہی ہمکو دیکھکر نگوڑے زہر اگلینگے وہ سحر سوائے آپ کے ہمسے دفع نہوگا ملکہ شگوفہ
خوش ہوگئی پائینچے چڑھا کر نقب کھودنے پر آمادہ ہوئی کہا اے شمشاد ایسے سحر کا دفع کرنا کیا مشکل ہی اب مین
سحر سے نقب لگاتی ہون یہ کہکر دوپٹہ کی گانٹھی باندھی ماش کے دانے ہاتھ مین لیکر زمین پر سحر کرنے لگی دم بھر مین
طبقہ زمین کا پھٹا اب تو شمشاد نے سب کنیزون کو بھی بلا یا ملکہ شگوفہ آگے آگے سحر کرتے ہوئی عقب مین
سب کنیزین مشعلین وغیرہ نکال رہی ہین چند عرصہ مین دہانہ نقب کا اُسی کوٹھری مین جاکر توڑا ملکہ شگوفہ نے سر نکال کر
دیکھا شاہزادۂ نور الدہر اور شبرنگ عیار صدمہ سحر ہوشربا سے بیہوش پڑے ہین گرد داران
سیاہ بیٹھے ہوئے زبانین منہ سے نکال رہی ہین ملکہ شگوفہ نے نیچہ سحر سے ماران سیاہ کو قتل کیا کبھی ماران
زلف پر پیچ دتاب کا اثر عکس الکبھی باران سحر برسایا اُسی بیہوشی مین شاہزادۂ نور الدہر اور شبرنگ کو
اُٹھا یا کنیزین لپٹ گئین ہاتھون ہاتھ نور الدہر و شبرنگ کو لے لیا نقب مین پھاندکر بیک چشم زدن

بارہ دری مین پہونچ گئین مگر ہوش وحواس سب کے پراگندہ کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی آپسمین چشمک زنی ہو رہی ہی لونڈیان کُسر پھُسر کرتی ہین ایک کہتی ہی کہ پیڑو کی آگ بھڑکی ضبط نہو سکا دھگڑے کو نکال لائین اب کیسی خوش ہین پھولون نہین سماتی ہین دیکھو بوا ہمسے آنکھ بھی نہین ملاتی ہین مگر ملکہ خوشی سے باغ باغ تھی شاہزادے کو مسند پر بٹھایا سحر اُتار کر ہوشیار کیا اور ایک جانب آپ شرمائی ہوئی دوپٹہ سے منھ چھپائے ہوے بیٹھ گئی شاہزادہ نورالدہر نے آنکھ کھول کر جس گلعذار کو باغ ہوشنگ مین دیکھا تھا اسکو اپنے قریب پایا شبرنگ تو ہوشیار ہوتے ہی شمشاد کی جانب متوجہ ہوا کہا جان ہمارے پاس آؤ ہم تمپر عاشق ہین اپنے قول کے صادق ہین عمر بھر خدمت کرینگے روٹی کپڑا بڑے مزے سے پہونچائینگے شمشاد نے جھنجھلا کر کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی اپنی اماں بھینا کو روٹی کپڑا پہونچا خزے کی خوبی یا تو مثل مردکے وہان پڑے تھے دام سے چھوٹتے ہی چمکنے لگے یہ ہمارے عاشق ہین اپنا منھ تو نہوا اُوئینہ تو نصیب ہوگا چینی مین موت کر اپنا چہرہ دیکھا ہوگا شبرنگ نے کہا کیا مین بُرا لگتا ہون شمشاد نے ایک دھتڑ مارا اور ملکہ شگوفہ سے کہا حضور اس مسخرے موش صحرائی کے بچے کو منع کیجیے اپنی چونچ بند کرے نہین لاکھون صلواتین مین سناؤنگی ملکہ نے اشارہ کیا شمشاد کیون اکڑتی ہو لمحہ بھر کی صحبت ہی نہین معلوم کیا ہو شمشاد نے کچھ میوہ وغیرہ شاہزادے کے سامنے پیش کیا کہا حضور کیون خاموش بیٹھے ہین دشمنون پر آپ دانہ بندھا نوش فرمایئے ملکہ شگوفہ کو آپ کے حال زار پر رحم آیا نقب سحر لگا کر نکال لائین ہم سب نے انتہا کی مشقت کی شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر کہا ملکہ عالم کا ہم غریبون پر احسان ہی ملکہ شگوفہ تو بیقرار بیٹھی تھی بول اُٹھی صاحب کچھ احسان کی ضرورت نہین ہی آپ کچھ نوش فرمائین مرکب مجھ سے لیجیے یہ تعجیل یہان سے نکلجایئے صبح ہوتے ہی نانی اماں قیامت برپا کرینگی آپکی تلاش ہوگی مین چاہتی ہون آپ خیر وعافیت سے اپنے لشکر مین پہونچ جایئے اگر یاد رہے تو نامہ وپیام سے یاد فرمایئے گا شائد کبھی ملاقات بھی ہو اسمین کیا اختیار یہ کہکر آنکھون سے آنسو پونچھ لیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے دامن اشک ملکہ شگوفہ کے پاک کیے کہا اے ملکۂ عالم ہمارا اس طلسم سے نکلنا دشوار ہی جب تک اس طلسم کو فتح نہ کرینگے سرحد سے اسکے قدم باہر نہ دھرینگے بعض مقدمات ایسے ہین کہ اُنکا بیان کرنا مناسب وقت نہین ہے اگر حیات مستعار باقی ہی کل کیفیت ظاہر ہوگی یا طلسم فتح ہوگا یا موت دامنگیر ہے آمادۂ بدعت فلک پیر ہے اور میوہ وغیرہ کھانا تمھاری عنایت پر موقوف ہی پروردگار کی اطاعت کرو لات ومنات پر لعنت کرو الغرض ملکہ شگوفہ مع کنیزون کے مطیع الاسلام ہوئی دونون کو جوش محبت شباب کا عالم دو دو جام پیے چند باتین ہونے پائی تھین کہ ناگاہ ماہتاب عالمتاب نے حجاب برج سحر مین منھ چھپایا اور قبدی

زندان مغرب یعنی نیر اعظم بزخیرہائے شعاع مین جکڑا ہوا فلک نیلی پر تھرتا ہوا نکلا رخ شمع پر زردی آئی مرغان سحر نے دھوم مچائی اشعار

سحر چون راغ شب پرواز بر داشت	خروس صبحدم آواز بر داشت	عنادل لحن دلکش بر کشیدند
لحاف غنچہ از رو در کشیدند	سمن از آب شبنم روی خود شست	بنفشہ جعد عنبر بوی خود شست

زنگ رد ے ملکہ شگوفہ خوف سے مرتی ہوا ہر طرف غلغلہ ہوا الوطبح ہوگئی یہ دونون عاشق و معشوق مصروف عیش ہین اگر ہوشربا ہوشنگ جادو شاہزادۂ نورالدہر کو قید کرکے سوئی تھی خواب خرگوش سے بیدار ہوئی یا فتنہ خوابیدہ جاگا حوض پر آکر منھ ہاتھ دھویا یہ نہ جانتی تھی کہ آج زندگی سے ہاتھ دھونا ہی کرسی پر بیٹھی ہی کہ آسمان پر برق چمکی جس کنیز کو نامہ دے کر خدمت جمشید جادو بادشاہ طلسم مین بھیجا تھا وہ جواب با صواب حسب خواہش اُس ملعونہ کے لیکر آئی بلاے ناگہانی نے صورت دکھائی ہوشربا ہوشنگ جادو نے فرمان شہنشاہ آنکھون سے لگایا چوم چاٹ کر کھولا لکھا تھا اے ہوشنگ جادو خبردار خبردار نامہ دیکھتے ہی اُس جوان کو قتل کرکے سر ہمارے پاس روانہ کردو حقیقت مین طلسم کشا ہی کتاب سامری مین صاف صاف لکھا ہے یہ مضمون فرح افزا پڑھکر اُس بدسیر نے حکم دیا جلد قید یان بلا کو لاؤ جلاد کو بلاؤ میدان خونی کی بہ تعجیل تیاری ہو کنیزین دوڑکر قریب کوٹھری کے آئین قفل کھولا سر ڈالکر دیکھا وہ مکان خالی پڑا ہے ماران سحر جلے ہوے شعلہاے آتش سرکش بجھے ہوے دہنہ نقب موجود بیٹھی ہوئین سامنے ملکہ ہوشربا ہوشنگ جادو کے آئین عرض کی حضور قید خانہ خالی پڑا ہے کوئی اُس جوان کو چھڑا لے گیا اتنا تو ہمکو بھی ثابت ہوا کہ کسی ساحر کا کام ہی بس ہوشنگ جادو ہاے کہکر اُٹھی اور اُس مکان مین آئی معرکہ دیکھکر غصہ مین بھرائی اور فوراً نقب مین کود پڑی عقب مین چند جادوگر نیان ملکہ شگوفہ نے گھبراہٹ مین مہرہ نقب نہ بند کیا تھا ہوشنگ جادو نقب کو طے کرکے باغ مین ملکہ کے آکر نکلی اور اُسوقت پہونچی کہ دونون عاشق و معشوق مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین شبرنگ بن عمرو کے بی شمشاد اکڑ رہی ہین شبرنگ تانین مار رہا ہی ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہی دیکھتے ہی ہوشنگ جل گئی دل مین سے پکارا او شوخ دیدہ ننگ خاندان دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھی ہی ارے جمشید جادو کو نہین جانتی خبردار تو بہ کر اس جوان کو مجھے دے مین سرکار کو روانہ کردون پہلے تو ملکہ شگوفہ کھڑی ہوگئی دور سے ہاتھ باندھے گڑگڑا کر عرض کی نانی امان میری خطا معاف کیجیے آپکے نزدیک بھی یہ طلسم کشا ہی اور آپ ہی کا قول ہی کہ طلسم کشا کا قتل ہونا دشوار ہی بس اس سے دشمنی کرنا بیکار ہی اس شیر صولت کی اطاعت کیجیے پونے دو سو خداوند پر لعنت کیجیے ہر چند کہ بے تمیز ہون مگر آپ کی کنیز ہون میرے حال پر رحم فرمایئے یہ سنکر ہوشربا جادو ہوش شعلۂ آتش کے بھڑکی پکاری لو صاحبو اور سنو صاحبزادی ہمکو سمجھاتی ہین خوب باتین بناتی ہین یہ کہکر گولہ اُٹھاکر مارا جب تو ملکہ شگوفہ نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی جھولی سحر کی اُٹھائی آواز دی نانی امان الامر فوق الادب اب آپ شاہزادۂ شیر صولت کی جان کی خواہان ہین

تو ہم بھی موجود ہین سامری و جمشید رب اکبر کی درگاہ کے مردود ہین کیا خوب آپکے خدا ہین پتھر کے پتلے بنائے انکو سجدہ کیا کبھی کسی آدمی کو خدا بنا لیا مسخر القلوب انھین کے ہاتھ سے دربدر خاک بسر ہے ایسون کا جہنم مین گھر ہی مین تو مطیع اسلام ہو چکی جان و مال سب اس شہریار پر نثار ہی یہی شیر ملقب بہ برہم زنندۂ زمر دنا ہنجار ہی یہ کہکر انکی سے اشارہ کیا گولہ توپ جادو کا پھٹا زمین پر گر گئی کنیزین ہلاک ہوئین ملکہ شگوفہ بھی نورالدہر بن بدیع الزمان نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا نعرہ کیا بیت نظیر حمزۂ صاحبقران بخشم و قہر شہ ستارہ حشم شاہزادۂ نورالدہر و بگہ ہمائے اوج رفعت شاہباز عرصۂ مردی ۔ کہ شاہانش جہانگیر و فلک گیتی ستان خواندہ ۔ پناہ لشکر اسلام نورالدہر عرش عدو در رزمگاہش صد ہزاران الامان خواندہ ۔ شبرنگ بن عمرو بھی تیر و کمان لیکر اٹھا تیسرے گئی جادوگر نیون کو مارا کبھی حقۂ آتش بازی داغ دیا کسی پر حباب بیہوشی لگا یا جادوگرنیون کو اسطرح ہلاک کرتا ہی اپنے کو بھی بچانا ضرور ہے لیکن اس ہنگامہ کو دیکھکر قلب ناصبور نورالدہر بن بدیع الزمان کے قریب جو ایک جادوگرنی آگئی چوٹی پکڑکر ایک طمانچہ مارا سر اسکا جسپر گردن سے اڑ گیا اتبو باغ آتش بہار ہوا نخل شمشاد مثل شعلۂ جوالہ پھول ہر ایک آگ کا انگارہ نہر و نکا پانی کھولنے لگا چشم حباب پتھرا گئی پتے آگ کی چنگاریان بنگئے زمین کرۂ آہنگران قیامت کا سامان عیان ہنگامہ سحر گرم ہوا شگوفہ کو اب مصیبت ہی کہ نورالدہر کو بچاتی ہی ہوشربا جادو کا سحر بھی مٹاتی ہی نورالدہر بن بدیع الزمان کو منع کرتی ہی آپ آگے نہ بڑھین سینہ سپر کر رہی ہے دم محبت کا بھر رہی ہی مگر ہوشربا جادو بدمست ساحرہ زبردست ہی زمین باغ کو ہلا دیا چمن ہائے گل و لالہ کو جلا دیا ایسے ایسے سحر کیے کہ ملکہ شگوفہ گھبرا گئی اور تنے درخت زخمی بھی ہوئی ایک طرف شمشاد بھی شبرنگ بن عمرو کو بچا رہی ہی کہتی ہی ارے نگوڑے تو جیا رہے کود جا اندر گھر بھاگ جا اپنی جان بچا مین بھی تیرے ساتھ نکل چلونگی شبرنگ بن عمرو کہتا ہی لے جان جہان ہمارا آقا تو آمادۂ نبرد جان کا خوف ہم اپنی جان بچائین رنڈی کو تیرے کر نکل جائین ہمسے یہ نہوگا شمشاد محبت مین اسکی رونے لگتی ہر گانے پر شبرنگ بن عمرو کے عاشق ہوئی ہی کبھی دل سے کتنی ہی ہوا خانہ خراب کس مصیبت مین پھنسا یا عشق زلف مسلسل محبوب مین صبح ہوتے ہی روز سیاہ کا سامنا ہوا ہا ے مگر ہوشربا جادو مہلت نہین دیتی ایک مقام پر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ایک کنیز کو نیچے سے قتل کیا صدائین مرنے کی جادوگرنیون کی بلند سنگ باری برسنے لگی ہوئی ہی دور سے ہوشربا جادو نے جو شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا وہین سے ایک دو ہٹر زمین پر مارا شاہزادہ نورالدہر لڑکھڑا کر زمین پر گرا شبرنگ بن عمرو بھی زخمی ہو کر لڑتا بھڑتا مجبور ہٹ گیا ہوشربا جھپٹی کہ شبرنگ و نورالدہر کو قتل کرے ملکہ شگوفہ نے جو دیکھا بجلی کان سے نکالکر پھینک ماری ہوشربا کے سر پر برق گری سر اُس ملعونہ کا زخمی ہوا اُدھا ساز خم کھایا برق کو کاٹا اب قیامت کے سحر کرنے لگی آتش ہر برساتی تھی ملکہ شگوفہ کا جسم پھول سے نازک چند آبلے اُس جسم نازنین پر پڑے اب بدحواس ہوئی شمشاد سحر کرتی ہوئی

قریب آئی مگر اسکا بھی پشت و پہلو زخمی عرض کی حضور موافق اپنی حقیقت کے سحر کیا اس ملعونہ پر قبضہ نہوا موت قریب ہے
نہ روی رفتن نہ راہ ماندن شاہزادہ نورالدہر اسکے سحر مین مسحور ہوچکا انکا بچانا دشوار ہی کدوکاوش بیکار ہی اسوقت تک
آنی مہلت ہی کہ شاہزادے کی محبت سے ہاتھ اُٹھائے اپنی جان کو غنیمت جانیے ہمارا کہنا مانیے نکل چلیے ورنہ دم بھر مین ہم آپ
بھی گرفتار ہوجائینگے جمشید جادو عذاب الیم سے قتل کریگا آپکے دشمنون کے خون سے ہاتھ بھریگا ملکہ شگوفہ نے کہا ای شمشاد
مروت و محبت سے بعید ہی معشوق کے سامنے عاشق کا جان دینا بھی عید ہی ایسے وقت مین شاہزادے کو تنہا چھوڑون مین انسی
پہلے جان دونگی مگر وقت وہ ہی کہ پاک جھیکانا بھی دشوار ہی ہوشنگ بلائے روزگار ہی وزیرزادی کہا واری اب تک
تو مجکو گمان تھا کہ جب کڑی پڑیگی لڑ بھڑ کر نکلجائینگی بہرنوع اب جان پر آبنی ایک بات مجکو یاد آئی ہی ایکدن آپ اپنی نانی
جان کے ساتھ خزانہ کے ملاحظہ مین مصروف تھین وہ صندوقچہ سبز مخمل کا کاشانی سبز کا غلاف ہی جب آپکے نانی صاحبہ نے اسکو کھولا
اُسمین ایک تختی مثل ستارہ سحری چمکتی تھی آپکی نانی صاحبہ نے منع کیا کہ بیٹا اسکو نہ اُٹھاؤ ہم سحر بھوے جاتے ہین یہ لوح
محفوظ ہی جمشید جادو نے میرے سپرد کی ہی یہی باعث میری آبرو کا ہی جس شخص کے گلے مین یہ ہو کسی کا سحر اثر
نہ کریگا اگر سامری و جمشید بھی قبر سے اُٹھ آئین اس لوح محفوظ پر قبضہ نہ کرسکین اسوقت مجکو یاد آیا وہ تختی نکالکر
شاہزادے کے گلے مین ڈال دیجیے وہ اس حرامزادی ہوشنگ ننگ خاندان کو قتل کریگی ملکہ اُس لڑائی مین
شمشاد کے تصدق ہونے لگی کہا ای موئنس ہمدم کیا بات بتائی ہی جلد لا اگر مین بھی سامنے سے ہٹ جاؤنگی تو یہ ملعونہ
شاہزادے کو قتل کرڈالیگی یہ کہکر کنجی ازار بند سے کھول کر شمشاد کو دی شمشاد نے جاکر فضل کھولا تختی نکالنے مین مصروف
ہوئی یہان ہوشنگ جادو سحر کرکے فریب نورالدہر بن بدیع الزمان پہونچا چاہتی ہی ملکہ شگوفہ جھپٹ کر
سامنے نورالدہر کے آئی سینہ سپر کیے کھڑی ہوئی زخم کھاتی جاتی ہی مگر ہٹتی نہین ہوشنگ جادو آواز دیتی ہی
اری او شگوفہ تیرے دیدے سے ڈرنا چاہیے دھکڑے کے لیے جان دیگی ہٹ جا مین نے خطا معاف کی اب تجکو کچھ
نہ کہونگی جمشید سے بھی ذکر نہ کرونگی شگوفہ سر ہتھیلی پر لیے کھڑی ہی کہتی ہی او نکالنہ کیا جھک مارتی ہی پہلے میرا سر کاٹ لے
پھر اس شیر بیشۂ جرأت پر ہاتھ ڈالنا لاکھ جان میری اسکے ناخن پا پر سے نثار ہی جمشید حرامزدہ کیا نامنہاد ہے
اب تو ہوشنگ نیچہ سحر کھینچکر روڑی کہتی ہوئی کہ بھلا او جھوکری ابھی کل کا ذکر ہی کہ روکر روٹی مانگتی تھی آج
دیدے مین دیدہ ڈالکر کلام کرتی ہی سامری و جمشید سے نہین ڈرتی ہی شگوفہ نے کہا مین ان بیمیادون پر لعنت کرچکی
بس جیسے ہی ہوشنگ نے چاہا کہ نیچہ ماردن شمشاد آواز دیتی ہوئی خبردار خبردار مین آپہونچی شگوفہ تو سامنے سے
ہوشنگ کے کود کر بھاگی شمشاد نے جھپٹ کے لوح محفوظ گلے مین نورالدہر کے ڈالدی شاہزادے پر سے سحر
اُتر گیا ہاتھ بانون مین طاقت آئی تیغۂ خارا شکاف سلیمانی پکڑ کر اُٹھا ہوشنگ چاہتی ہی شگوفہ کو روکے
شاہزادہ نعرہ کرکے بیچ مین آیا سینہ ملکہ پر سپر کردیا اُسکا نیچہ سحر شاہزادۂ نورالدہر پر پڑا کچھ تاثیر کی جسم پر سے

اُچٹ گیا بس نورالدہر نے خبردار خبردار کہکر نعرہ کیا تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کو چمکایا ہوشرنگ سمجھی کہ میرے سحر سے شگوفہ نے اسکو بچالیا ہے یہ غیر ساحر میرا کیا کر سکتا ہے جیسے ہی نورالدہر نے ہاتھ مارا ہوشرنگ کا لوہا پھر نکلا نام لیکر خود اپنا سر آگے کر دیا نیچہ خارا شگاف جو سر نحس پر پڑا دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلنے لگا دھوان چھا گیا سانگ ہاری برف ہاری ہونے لگی وہ آندھی سیاہ اُٹھی کہ اندھیرا چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا دشت کے شیر دن کو خوف سے غش آگیا بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی کہ مارا مجکو نام میرا ہوشرنگ جادو تھا آخر سرکشی کا یہی انجام ہوا بعد لمحہ بھر کے روشنی ہوئی کنیزان ہوشرنگ جادو نے دیکھا کہ ہماری بی بی کا لاشہ پڑا تڑپ رہا ہے نورالدہر بن بدیع الزمان نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان امیر گیتی ستان شیرانہ لڑ رہا ہے کنیزون مین جادوگرنیون مین صدائے الامان الامان بلند ہوئی سبھون نے دست بستہ آواز دی ملکۂ عالم جیسے آپکی نانی کے ملازم تھے اب آپ کے تابعدار ہین ہم غریبون کو بچایئے نورالدہر نے ہاتھ روک لیا ملکہ شگوفہ کو بھی منع کیا سب دوڑ کر قدمون پر گرین خوشی سے مطیع الاسلام ہوئین اب ملکہ شگوفہ مع کنیزان راہ دشوار اور مع ملازمان ہوشرنگ جادو بارہ سو جادوگرنیان اُس باغ مین جمع ہوئین باغ مین پھر بہار آئی چہرہ ملکہ شگوفہ کا مثل گل شگفتہ ہوا ملکہ شاہزادہ کو ساتھ لیکر خوشی خوشی بارہ دری مین آئی سب کی زرخدوزی ہوئی پٹیان مرہم کی چڑھ گئین شمشاد زیرزادی منظور نظر شبرنگ بن عمرو نے بہ تعجیل تمام صحبت عیش و نشاط آراستہ کی شاہزادہ مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوا ایک طرف ملکہ شگوفہ جادو اکر بیٹھی شمشاد نے شبرنگ سے کہا تگوڑے اب تو کوئی غزل سنا شبرنگ بن عمرو نے کہا جان جہان جب شب کو ہم تم تنہا ہونگے غزل ٹھمریان بڑے بڑے راگ سنائینگے شمشاد نے ایک دو ہتر مارا کہ مسخرے پھر مجھسے ایسی باتین شروع کین مین پھر تجھ سے کبھی بات نکرونگی اب خدا نے چاہا تو فضل شریک حال کیا دور دل کا رنج و ملال کیا شبرنگ بن عمرو نے کہنے سے شمشاد کے یہ غزل گانا شروع کی غزل

دل نے جو کرم کی اک نظر کی	مالک ہوئی آنکھ خشک و تر کی	باتین نہین یان ادھر اُدھر کی
دل چیز ہے کہ مین کہون کدھر کی	کیون راہ بتادی انکے گھر کی	کچھ کہنی ہو چال نامہ بر کی
ملتے ہی سے اُسنے ہاتھ اُٹھایا	خوبی یہ دعاؤنکے اثر کی	کچھ آنکھ مین ہم تری نہ ٹھہرے
اللہ ری کمی تری نظر کی	کھوئے گئے میرے ہوش رفتہ	یہ بے خبری تری خبر کی
احسان ہے آہ نیم شب کا	تصویر کھینچی ہے اُس کمر کی	کھوئے ہوے سے ملے ہو مجکو
تم بھولے ہو راہ کسکے گھر کی	ناصح یہ خدا کرے کسی شب	آجاے بلا اِدہر اُدھر کی
سنتے نہین کوئی کچھ سناے	کانون کو لگی ہے لو کدھر کی	کیون سوتی نہ صبح وصل تقدیر
جاگی ہوئی تھی یہ رات بھر کی	اے چرخ تھمی نہ گردش بخت	ہے یاد کچھ اپنے ہمسفر کی

دیکھے گا ترے جگر کو کیا غیر | اوجھڑ نہ رکے گی اُس سپر کی | شوخی کرے کیون نہ گردش دہر
شاگرد ہے چشم فتنہ گر کی | جس قصد سے چاہو مجھ تک آؤ | چھتون نہ چھپے گی خیر و شر کی
آنسو تو کوئی نکالنے دو | حسرت یہ نہین ہے چشم تر کی | اے درد ترقیان ہون تیری
کیا لی ہے خبر دل و جگر کی | رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت اے آہ | شرمندہ نہ ہو جیو اثر کی
دیکھا تھا مری تڑپ کو تم نے | کچھ بڑھ گئین شوخیان نظر کی | خط دینے گیا تھا انکو دی جان
یون موت لکھی تھی نامہ بر کی | حور اور ہمین ملے نہ زاہد | لونڈی ہے بلا کشون کے گھر کی
الفت مین خدا وت کے ہی فرق | خالق ہے وہ خیر کی یہ شر کی | کیا کھنچتی ہی یار کی گلی دور
رکھتے ہی قدم زمین سر کی | بجا کہین بند ہو کے اے آنکھ | صورت کسی بیوفا کے در کی
بگڑے شب وصل بھی یہ اُنسے | تھی شام سے آرزو سحر کی | قاصد بھی گیا تو بیخود ی کو
اپنی اُنھین آپ ہی خبر کی | گرمی ہی جلال کی تپش مین | تپتی ہوئی ٹھیک دوپہر کی

مگر شمشاد وزیرزادی نے پلٹ کر جو دیکھا ملکہ شگوفہ جادو کے ہچکی لگی ہوئی ہی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان سے اشارہ کیا ملکہ کا غم و ملال اور دوچند ہوگیا برائے خدا ذرا سمجھائیے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اول اپنے دامن سے اُنکے ملکہ شگوفہ کے پاک کیے فرمایا کیون ملکہ خیر ہے شمشاد بھی ملکہ کی بلائین لینے لگی کہا ملکہ کا نا سنیے ملکہ نے کہا ہی شمشاد نکو گانے کی پڑی ہی ہمارے کلیجہ پر چھری پھر رہی ہے اے شہریار خدا کے واسطے اس جلسۂ غیرہ کو آگ لگائیے جلدی تخت پر سوار ہو جیے ہم آپ سب ملکہ یہان سے نکل چلین ورنہ دم بھر مین قیامت برپا ہوا چاہتی ہی ہوشربا کا راجا بڑا بھانجا نہوا جمشید جادو کے دربار مین ایسے ایسے سردار بلاے روزگار ہزارون ہین یہ خبر مخفی نہ رہیگی وہ بادشاہ طلسم ہی معلوم ہو جائیگا کسی ساحر زبردست کو روانہ کریگا فوراً اُنکو اور آپکو گرفتار کر لیجائیگا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا کہ ملکہ مین تو یہان سے قدم نہ ہٹاؤنگا اب تو شب ہوگئی ہی صبح کو راستہ بتا دینا مین خود یکہ و تنہا دربار جمشید مین جاؤنگا ایک یار صادق محب و شفیق وہان قید ہی اُسکے واسطے دل تڑپ رہا ہی اگر اُسکی تدبیر نہ کرون تو کیا امید ہوگی میرے واسطے اُسنے اپنے کو بلا مین پھنسایا اٹھارہ سو نیک کی سلطنت پر لات ماری اُسکا مبتلاے بلا ہونا مجھپر چھریان چل رہی ہین ہڈیان آتش فراق سے جل رہی ہین ملکہ نے پوچھا وہ کون صاحب ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے آہ سرد دل پُردرد سے کھینچی ملکہ محمود رسخ چشم کا ذکر اسطور سے کیا کہ اہا لیان صحبت رو نے لگے طرز کلام سے ملکہ شگوفہ کو صاف ثابت ہوا کہ ملکہ محمود رسخ چشم پر مدت مدید سے عاشق ہین اُسکا فراق انپر شاق ہی دیدۂ دل اُسکے جمال کا مشتاق ہی بے اختیار سر جھکا کر دل کے کہتی ہی اے شگوفہ یہ کیا ستم ہوا اب قلب ناصبور پر ہجوم رنج و الم ہوا یہ جوان خیر صولت رشک ہیبت

ملکہ محمود سرخ چشم کے عشق مین مبتلا ہو فی الحقیقت وہ حسن و جمال مین یکتا ہے دیکھیے ہمپر کیا گذرتی ہے
یہ جو خیال کیا چشمۂ چشم سے فلزم محیط موجزن ہوا شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے آنکھون کو دامن
پاک کیا کہا ملکہ رونا بیکار ہے اس مقدمہ مین تمکو حق سرار ہے ہم لوگ پابند وضع ہین جسسے جو عہد کیا تا بمرگ نباہ رکھینگے
تمکو کسی حال مین نہ بھولینگے اُسکا رتبہ اُسکے ساتھ ہے تمنے بھی جان بخشی کی ہے زندگی بھر اس احسان کو نہ
فراموش کرینگے اگر حیات مستعار باقی ہے بعد فتح طلسم جمشید تمسے آکر ملین گے بعنایات باعثان قضا و قدر پھر
غنچۂ آرزو کھلین گے مگر مین کسی طرح رُک نہین سکتا طلسم جمشید مین بخدا ضرور جاؤنگا یا تو تم اسی مقام پر
بسر کرو یا نامہ لکھدو مین میرے لشکر مین چلی جاؤ وہان میرے جد عالی تبار عم نامدار سرداران ذیوقار موجود ہین
سب تمکو آنکھون پر بٹھائینگے بلکہ تمھارے جانے سے اور بھی فرزندان صاحبقران بھی میری تلاش مین
آئین گے ملکہ نے دونون ہاتھون سے منھ پیٹ لیا کہا کیون حضور رہنے اُنکی محبت مین گھر بار تج دیا نانی کو
قتل کیا اُسکا انجام یہی ہے کہ آپ تو اتنے بڑے مقام پر جائین ہم اپنی جان بچائین ہمتو آپکو یہان سے جانے
دینگے یا ہمکو اپنے ساتھ لشکر مین اپنے لے چلیے وہان ہمکو چھوڑکر پھر آپکو اختیار ہے یا اپنے دست زبردست سے
ایک ہاتھ لگا دیجیے اس کشاکش سے چھوٹ جائین قبر مین پانون پھیلا کے چین سے سوئین آرام پائین شاہزادۂ
نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا واہ ملکہ یہ روے سیاہ جاکر بھائی بھتیجون کو دکھاؤن عالیجاہ محمود سرخ چشم
کے قوت بازو میرے بلکہ عاشق صادق صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر بھی یقین ہے کہ اسی
طلسم مین قید ہون جب دادا جان سنینگے کہ اپنے سردار کو قید کرا کے چلا آیا منھ کو نہ دکھینگے نظرون سے
گرا دینگے اُسی دربار مین ایک میرا ہمچشم ہے جرأت و شوکت مین بے نظیر صاحب سپر و شمشیر سرکردہ بہادران
شاہزادۂ ارجمند نوجوان وہ طعن و تشنیع کریگا دربار مین بیٹھنا مشکل ہوگا مین بخدا طلسم جمشید مین جاؤنگا
خدا چاہیگا تو فتح کرکے پلٹونگا جب شاہزادے نے قسم کھائی اور یاد مین ملکہ محمود سرخ چشم کے

یہ غزل زبان پر جاری ہوئی غزل

راز الفت نہ کرینگے کبھی افشا عاشق	اپنے معشوق کو کرتے نہین رسوا عاشق
اُس گل حسن کو دل دیکے مین پھل پاؤن گا	دیکھتے ہین ثمر نخل تمنا عاشق
عشق جب اپنا جتاتا ہون تو فرماتے ہین	اس زمانہ مین نہین کوئی کسی کا عاشق
سیر منظور ہو گر آپ کو جانبازی کی	ابھی سر کاٹ کے دکھلادین تماشا عاشق
روکے کس ناز سے کہتے ہین جنازہ پہ مرے	اُٹھ گیا آج زمانے سے ہمارا عاشق
دل ہے مجھ مست کا دیوانہ چشم ساقی	اس خرابات مین ہے جام پہ مینا عاشق

یا وہ کا کل مین شب ہجر سحر ہو کیونکر
تیرہ روزی پہ مری ہو شب یلدا عاشق

جام سان چور رہا کرتی ہے مستی مین مدام
جام سانی پہ ہی کیا نشہ صہبا عاشق

حال موسیٰ کا نہین آنکھ سے دیکھا شائد
کسکے دیدار کا کرتے ہین تقاضا عاشق

جان پا جاتا ہے دو باتون مین ہر دل مردہ
اس تکلم پہ ہے اعجاز مسیحا عاشق

تیری بالا رمحبت کا نرالا ہے چلن
مول یا ان لیتے ہین سر بیچ کے سودا عاشق

ہمسے مفلس کے لگے ہاتھ تو دکھلائین نہ
مالدارون پہ عبث ہے زن دنیا عاشق

طوطی گلشن اعجاز ہے تیرا خط لب
ہمنو کیا دیکھین جو ہون خضر مسیحا عاشق

شبرنگ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ اب کچھ نہ کہو یہ جو زبان سے کہتے ہین وہی کرتے ہین ملکہ نے کہا بھیا واہ تم بھی مجھی سے کہتے ہو للہ شاہزادے کو سمجھاؤ شبرنگ نے کہا ملکہ مین انکے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا سایہ دامن دولت مین پرورش پائی مزاج سے نخوبی آگاہ ہون کیا سمجھکر کہون اسوقت شمشاد نے ملکہ کے چٹکی لی اشارے سے کہا ذرا الگ چلیے مجھے کچھ عرض کرنا ہے ملکہ نورا اٹھکر ساتھ شمشاد کے دوسرے کمرے مین آئی شمشاد نے کہا آپ کیون انسی زبان لڑاتی ہین مین نے تدبیر کر لی ہے نہ گھبرایئے چلکر رقص شروع کرایئے کچھ حیلہ کرکے لوح محفوظ انکے گلے سے اتروا لیجیے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھیے چپکے چپکے سحر کرکے سردار و عیار دونون کو بیہوش کیجیے تخت پر ڈال کر نکل چلیے جب سرحد طلسم سے نکلجائینگے انکو ہوشیار کیجیے گا آپ کا کیا کرینگے لکڑی کے چور کو کوئی کٹاری سے نہین مارتا چنین گے غل بچائین گے آخر اپنے لشکر مین چلنا قبول کرینگے ملکہ کو یہ صلاح پسند آئی شمشاد کو گلے لگا لیا کہا کیا معقول بات کہی اب شاہزادی اور وزیرزادی دونون ہنستی ہوئین آکر مسند پر بیٹھین کہا گا نون کو بلاؤ نورالدہر سے کہا اے شہریار جو آپ کہین گے وہی کرین گے کل صبح کو آپ طرف طلسم جمشید کے جایئے گا ہم اسی باغ مین رہینگے جب آپ طلسم فتح کرکے آیئے گا آپ کے ساتھ ہولین گے مگر لوح محفوظ گلے سے اتار ڈالیے لایئے رومال مین لپیٹ کر رکھ لین نورالدہر نے فورا گلے سے اتار کر ملکہ کو دے دی ملکہ نے رومال مین لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لی چپکے چپکے سحر کیا نورالدہر اور شبرنگ بیہوش ہوئے بس اسی وقت فورا چند تخت سحر تیار کیے ایک پر نورالدہر اور شبرنگ کو ڈال لیا باقی تختون پر کنیزون کو سوار کیا جو اسباب لائق اٹھانے کے تھا لے لیا باقی وہین چھوڑا مع بارہ سو جادوگرنیون کے تخت اڑاتی ہوئی ایک جانب روانہ ہوئی انکو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان لشکر اسلام کے آنا ارکان کوہی برادر فولاد فولاد شکن
اور زخمی ہونا ایرج نوجوان کا اور مرکب کا نکال لیجانا زخمداری مین طرف
صحرا کے اور پھر قید ہونا ایک ساحرہ کے ہاتھ سے اور آکر رہا کرنا ملکہ پران
شمشیر زن کا ایرج نوجوان کو اور رہا جانا ایرج کا بھی طرف طلسم جمشید کے ساقی نامہ

لا جلد پلا کدھر ہے ساقی — جو کچھ ہو شراب باقی ساقی — سونا ترا کیون یہ میکدہ ہے
نہ رند ہین اب نہ جمگھٹا ہے — کیون جام و سبو اوندھے پڑے ہین — کیون رند ادھر ادھر کھڑے ہین
آرائش میکدہ ذرا کر — رکھ شیشہ مین مے تو بھر پرا کر — آواز دے میفروش آئین
ساغر بھر بھر کے اب پلائین — یان خون کا آبشار ہے واب — وہ بادہ پلا خمار ہے واب
گلشن مین نئی بہار آئے — غنچہ ہر ایک مسکرائے — اب تو بھی ادا ئین ای صبا کر
خندان ہون گل بھی کھل کھلا کر — آگے ہے وہ داستان رنگین — ہین جسمین شگفتہ سب مضامین
احوال طلسم اب نیا ہے — خامہ میرا چنگ کر رہا ہے — ہو کوئی رہا تو قید کوئی
صیاد کوئی ہے صید کوئی — ہے طبع قمر کو آج جودت — ہے اوج پہ آفتاب شوکت

شہسواران عرصۂ جانبازی و یکہ تازان معرکۂ سرفرازی نوسن کلک کو میدان جنگ طلسم مین یون جولان کرتے ہین
بیت مورخ جو ہین دہر مین یا بیزدہ دیتے ہین اس داستان کی خبر یون جبکہ فولاد فولاد شکن ہاتھ سے ایرج
تیغ زن کے واصل جہنم ہوا ہمراہ ملکہ سمن عذار صنوبر قد ایرج نوجوان کا عقد ہوا گوہر مراد حاصل کیا اسکے
بطن سے ایک شاہزادہ شیر دل پیدا ہوگا کہ ذکر اسکا انشاء اللہ تعالے بشرط حیات تورج نامہ مین تحریر ہوگا راوی اوراق
ثانی سلیمان براے نور الدہر بن بدیع الزمان متردد ہین کہ نہین معلوم اس شیر بیشۂ جرات پر کیا گذری
بلاکر خواجہ زادون سے پوچھا عرض کی اے شہریار عنایت سے پروردگار کی خانہ حیات تو معمور ہے فکل فرخ تو
ظاہر ہے صاحبقران اس ذکر مین تھے کہ ہرکارون نے آکر عرض کی کہ ارکان کوہی بدعوی خون فولاد
فولاد شکن اپنے ملک سے لشکر لقا مین آیا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ معرکہ آرائے نبرد ہو
صاحبقران نے فرمایا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے بیان طبل سکندر پر چوب پڑی سرداران
نامی پہلوانان گرامی دغازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار کو معلوم ہوا کہ کل لشکر لقا سے جنگ ہے لشکر ظفر اثر مین تیاری
ہونے لگی چار پہر رات گذرکر وہ وقت آیا کہ شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی خسرو خاور بصد کروفر با فوج
وحشم ضیاے شعاع لیکر تخت فلک نیلی پر جلوہ افروز ہوا لشکر جانبین کے میدان کارزار مین آکر ٹھہرے بعد
صفوف آرائی ارکان کوہی قریب تخت لقا حاضر ہوا عرض کی یا خداوند شعلۂ قتل برادر کلیجہ مین بھڑک رہا ہے

فولاد فولاد شکن وہ پہلوان تھا کہ جسکے نیب شمشیر سے سرداران زبردست تھراتے تھے اگر صحرا مین جاکر نعرہ کرتا تھا شیر کو غش آتے تھے نہین معلوم کیا افتاد پڑی وہ اسطرح قتل ہوگیا یا تو کسی مجمع مین پھنسا ہوگا یا مسلمانون نے ازروی بلوہ مارا ہوگا بختیارک نے کہا اے ارکان ہمکو بھی یقین ہی کہ رکن اعظم کو ہستان گر گیا مگر مسلمانون کا یہ دستور نہین ہی کہ ایک سے دو ملکر مقابلہ کرین وہ تو اپنے خویش کے ہاتھ سے مارے گئے ہمکو جب مثل کرنی خویش آمدنی پیش ہو ارکان تو سارا حال سُن چکا ہے کہا اے ملک حی ان باتون سے کیا فائدہ ہی میرے بھائی کے قاتل کا نام بتا ہمکو تماشہ دیکھیے آج میدانین اُسکو قتل کرونگا پھر یکہ و تنہا لشکر مین مسلمانون کے گھس جاؤنگا اُس گیسو بریدہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا لاؤنگا بختیارک نے کہا آپ کو اختیار ہی سمجھانا ہمارا کام ہی انکا ایرج نوجوان نام ہی اور شوم دست لقب ہی اپنے چھوٹے سے مقابلہ کرنا کیا ضرور ہی وہ پروردش کردہ ہمارے شہنشاہ اوج دماہ فلاک خنجر گذاری کا ہی ارکان نے کہا اب مجکو آپ نہ ڈرائیے مین اس جوان کو ضرور قتل کرونگا یہ بھی سُن چکا ہون کہ قدرت کا نوالہ ہی مگر ملک موت بھی یہ تیغ خونخوار اس کے خون کا پیاسا ہی بختیارک نے سر جھکایا چپکے سے کہا انکی قضا آچکی موت سر پر کھیل رہی ہی لقا نے کہا اے پہلوان دوران مجکو اپنے مقدرت کے سپرد کیا ارکان کوہی گینڈے کو اُڑا کر جلا بختیارک کہ رہا ہی یا خداوندیہ ابھی لقمہ شمشیر آبدار ایرج شیر دل ہوگا نخل بغض و حسد سے ثمر اسکو نہ حاصل ہوگا اور جو سردار قریب کھڑے تھے صاحبان عقل و فطرت انھون نے کہا صاحبو مقام عبرت ہی مثل فولاد فولاد شکن یہ بھی بہت غرور کرتا ہی سنگ عدالت چشم زدن مین ایسے صاحبان نخوت کا سر چور کرتا ہی فولاد بھی اسی غرور مین مارا گیا یا رو دنیا مقام عبرت ہی محل راحت نہین ہی کیسے کیسے صاحبان شوکت خاک مین مل گئے سکندر و دارا دیکھا دیا ہوی نظم

عجب نادان ہین جنکو ہی عجب تاج سلطانی
فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہی مگس رانی

نہین معلوم اُسنے خاک مین کیا کیا ملا دیکھا
کہ چشم نقش پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

ہماری آہ دل تیر انہ نرمائے تو یا قسمت
دگر نہ دیکھو آئینہ کو پتھر ہو گئے پانی

تری زلفون سے اپنی رو سیاہی کہ نہین سکتا
کہ ہے جمعیت خاطر مجھے اُنکی پریشانی

زمانے مین نہین کھلتا ہی کارستہ حیران ہون
گرہ غنچہ کی کھولے ہی صبا کیونکر بآسانی

جنون کے ہاتھ سے سرتا قدم کاہیدہ تھا ہون
کہ اعضا دیدۂ زنجیر کی کرتے ہین مژگانی

نرکھا جگ مین رسم دوستی اندوہ روزی نے
مگر زانو سے اب تا دی رہا ہے ربط پیشانی

خدا کے واسطے باز آ تو اب ملنے سے خوبان کے
نہین ہے اُنسے ہرگز فائدہ غیر از پشیمانی

ہر شخص کو غرور وارکان کا ناگوار ہوا مگر ارکان گینڈے کو چمکا کے میدان مین لایا قنون سہ گری دکھلا کر آواز دی کہان ہی قاتل میرے بھائی فولاد فولاد شکن کا یہ کلمہ زبان سے ارکان کے ہنوز تمام تھا کہ ایرج

نوجوان نے صف سے مرکب نکالا آخر بتخت شہنشاہی آکر اجازت خواہ ہوا جام کلہ عفریت مرحمت ہوا ارچ نوجوان نے جام شربت جرأت نوش فرماکر پشت مرکب کرہ بن اشقر پر سوار ہوا گھوڑا اطراہ بھر کر چلا کوہ سرین کوہ کفل تھوتھنی غنچہ دگل سنبل پچان کاکل دور رو خوبیان سو سو نظم

زیر ران ہے جو ترے رخش فلک سیر سہا	ہے وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچپل
شکل کیا اسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے	دائرے بیچ مقدر کے نہیں پرکار کی کل
اسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے	زلف معشوق کے دیکھے سے نکلجاوے بل
نرمۂ وگام سے باہر ہے کچھ اسکی رفتار	ہے چھلاوے کی طرح چال مین اسکی چھل بل
جست وخیز اسکی بیان کیجیے گر پیش حکیم	اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
اسکی جلدی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ	نسبت اسکی فرس ایسا کہ جسے کہیے چل

ارکان کوہی نے جو اس شہسوار عالی وقار کو بصد صولت وشوکت آتے ہوے دیکھا ناگہ شعلۂ خسارہ سے جل گیا غصہ مین قلب بے دھوان نکلا اس خیال سے کہ اسنے میرے بھائی کوہ ارمیجی کو نکالے گیا اس ظالم کے سبب سے بدنام ہوے تگاور کا بھی قصد نہ کیا بڑھ کر نیزہ مارا ارچ نوجوان نے جو خلاف قاعدہ دیکھا نعرہ شیرانہ کرکے نیزے کو توڑ ڈالا اُسنے غصہ مین ہاتھ تلوار کا لگا یا ارچ نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا کرہ بن اشقر کو بڑھایا منظور یہ کہ زیر بغل جاکر تلوار چھین لون کمر مین ہاتھ ڈالکر اٹھاون مگر اتفاق قضا وقدر گھوڑے نے سکیدی کھائی سپر سر سے ہٹی جھڑپ مین خود سر سے گرا تیغہ ارکان کوہی کا چل گیا سر پر شاہزادے کے زخم کاری لگا غصہ مین گھوڑے کو سنبھالا تیغۂ دو دمۂ سکندری کو کھینچا زخم سر بائین ہاتھ سے تھا بائیں پٹے کے ہاتھ مارا ارکان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مثل برق کے تیغہ گرا سپر کے دو ٹکڑے دیکھنے والون نے دیکھا یا تو برق شمشیر قبہ سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین سے گرد اڑی ارکان کوہی مع گنبڈے چار ٹکڑے سکی فرق پر نے گریبان چاک کیے لینا لینا کہکر دوڑ پڑے بختیارک نے بھی منع کیا کہ یارو کیون روتے ہو جنگ مغلوبہ کا سامان نہ کرو آقا تمہارا ایک تھا امبوہ ہوگئے مگر انھون نے نہ مانا ارچ نوجوان کو دو لاکھ کوہیون نے گھیر لیا ادہر سے صاحبقران وسرداران ارچ نوجوان نعرے کرکے آگرے مگر زخم ارچ کا کاری تھا ضبط نہو سکا غش آنے لگا مغلوبہ مین لڑتے لڑتے تلوار نیام مین کی ہاتھ گردن مرکب مین حائل کیے گھوڑے نے مالک کو سست جانا میدان جنگ سے نکلا بختیارک نے طبل امان بجوادیا صاحبقران جب پلٹکر قریب بارگاہ پہونچے جواہر عمرو نے بڑھکر عرض کی اے شہریار ارچ کو زخمداری مین گھوڑا نکال لے گیا صاحبقران کو انتہا کا ملال ہوا شتر سوار سانڈنی سوار برای تلاش روانہ کیے مگر شاپور شیر دل بدحواس ہوکر اپنے آقا کی تلاش مین چلا

مگر مرکب ایرج نوجوان کو عالم غش مین پیے ہوئے ایک صحرا مین پہونچا مرکب نے جھیل پر پانی پیا بدن کو جنبش
دی وہ ماہ اوج صاحبقرانی زین سے بروے زمین گرا مرکب بفرط محبت گرد پھر رہا ہی کبھی زبان سے زخم چاٹتا ہی
کہ آقا سہلا اٹھے مگر یہ بیہوش و مدہوش ہین قضائے کار افلاک کوہی واسطے شکار کے صحرا مین آیا اسکے ملازمون
نے دور سے دیکھا کہ ایک ماہ تابان دریاے خون مین نہایا ہوا زمین پر پڑا ہے افلاک کوہی سے کہا دیگنیدڑ بھاگکر
زیر نخل آیا دیکھا کہ قبضہ ہاتھ مین سر زخمی مگر لاکھون روپے کا جواہر ذلت پر آراستہ و پیراستہ افلاک کوہی کو
نہایت ناگوار ہوا کہا یہ جوان کوئی ماجرہے قزاقون نے قصد لوٹنے کا کیا مگر یہ جوان خوب لڑا اسکو اٹھاکر
لیچلو جب اسکو ہوش آئیگا پتہ نشان پوچھ کر قزاقون کو گرفتار کرونگا شہزادے کو اٹھوایا مرکب کو ساتھ لیا
اپنے قلعہ افلاکیہ مین آیا ایک مکان سعدہ نہایت معقول فرش و شیشہ آلات سے آراستہ اسمین لاکر ایرج کو چھپرکھٹ
مین لٹایا جراح بلایا زخمدفوزی کراکر پٹیان مرہم کی چڑھادین بعد دوپہر کے شاہزادے کو ہوش آیا سرہانے
اپنے ایک پہلوان کو پایا پوچھا یہ کون مقام ہی افلاک کوہی نے کہا اے جوان تیرا مرکب بھی موجود ہی سلاح
بھی حاضر ہی مین نے جنگل مین آپ کو زخمی پایا قلعہ مین اٹھالایا کہان تلوار چلی کس کے ہاتھ سے زخم کھایا راہ مین
قزاقون نے گھیرا تھا ایرج نوجوان سے ضبط نہو سکا کہا قزاقون کی کیا بساقت تھی کہ جو ہمسے آنکھ ملاتے
مگر ارکان کوہی بھائی فولاد فولاد شکن کا لقا کی مدد کو آیا تھا مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ مارا مین زخمی ہوا
اُسکی قضا تھی میرے ہاتھ سے مارا گیا خداری مین گھوڑا اسطرف نکال لایا افلاک کوہی کو سناٹا آگیا یہ کوہی
سب بسمین ایک ہین یہ بھی ارکان کوہی و فولاد فولاد شکن و سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیزدار ہی
حیران ہے کہ اب مین کیا کرون اگر گرفتار کرون تو مروت مین فرق آتا ہی اگر رہنے دون تو باعث بدنامی اہل برادری کے
خلاف ہوگا مگر چونکہ بہادر ہے خیال مین آیا کہ جبھی ساتھ برائی کرنا ایسے وقت مین سراسر خلاف ہی مگر غیب سے پاجائیگا
اپنے لشکر کو چلا جائیگا لشکر مین حمزہ کے مجمع بہادران ہی اُس بیشہ شیران مین نامبدولت کا بھی ذکر آئیگا یہ سوچکر
کچھ نہ کہا جواب دیا کہ اے شہریار لڑائی مین یہی ہوتا ہے چند خدمتگار خدمت شاہزادہ کیلئے چھوڑے آپ دربار مین
آکر بیٹھا رفقا سے کہہ رہا ہے یارو تم سمجھے یہ جوان نبیرۂ صاحبقران قاتل فولاد فولاد شکن و ارکان کوہی
یہی شیر ہے ایرج نوجوان نام اتنا کا دلیر ہی بھائیو مین اسکی دل و جان سے خاطر کرونگا بلکہ اگر امتحان پر
راضی ہوگا بیچہ وغیرہ مین امتحان کرکے خداوند تعالی کو سجدہ کراؤنگا اور قصد یہ ہے کہ اسکو مطیع کرکے بادشاہ کرکے
خود سپہ سالار بنون سب جواب دیتے ہین حضور بہت مناسب ہے اسصورت مین آپ کا بڑا نام ہوگا یہ باتین کرہا تھا
کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی جلد تخلیہ کیجیے بلکہ شوخ چشم جادو تشریف لاتی ہین افلاک کوہی گھبرایا جلد تخلیہ کیا
شوخ چشم جادو کو بلایا عرصہ سے بلکہ شوخ چشم جادو نے اور افلاک کوہی سے آشنائی ہے ہمیشہ آنی جاتی ہے

آکر پہلو مین افلاک کوہی کے بیٹھی باتین ہونے لگین دو دو جام شراب کے پیے مگر افلاک کوہی کو جرأت پر
ایرج کی ایک محبت ہوگئی تھی دل سے کہتا ہے کہ اس جوان نے کچھ خوف نہ کیا مفصل اپنا حال بتا دیا ایسے شیرا
کسکو ملتے ہین لہذا تھوڑی دیر پہلو مین شوخ چشم کے بیٹھتا ہے یہ کہکر چلا جاتا ہے ملکہ مین آتا ہون وہان جاکر
ایرج کے زخم وغیرہ کو دیکھکر پھر چلا آتا ہے شوخ چشم نے پوچھا اے افلاک آج تو متوحش کیون ہے بدحواس جاتا ہے
پھر آتا ہے افلاک نے کہا اے جان جہان کیا کہون عجب طرح کے تردد مین ہون نبیرۂ صاحبقران ایرج
نوجوان زخمی ہوکر میرے حوالی مین آیا مین اسکو سودا گر جان کر اٹھا لایا زخمدوزی کی قصر عالی مین جگہ دی
جب وہ ہوشیار ہوا مین نے نام پوچھا ایسا بہادر ہے کہ اس نے صاف نام اپنا بتلا دیا کئی بھائی میرے اسکے ہاتھ سے قتل ہوے
ہین اب اگر اسکو آزار پہونچاتا ہون تو زمرۂ مردان عالم سے نکلا جاتا ہون اگر زیادہ خدمت کرون سلیمان
عنبرین موے کوہی کو خبر پہونچے وہ برادری مین حقہ پانی بند کرادے اب مین نے یہ سوچا جب صحت پائیگا
کچھ لوگ ساتھ کرکے اسکے لشکر مین پہونچوا دونگا یہ سنکر شوخ چشم غصہ مین آگیا کہا او ظالم دشمن خداوند لقا کو تو نے
اپنے گھر مین جگہ دی ہے علاوہ اسکے افراسیاب کا دشمن ہے واسطے ساحرون کے رہزن ہے طلسم آئینہ اسی ظالم نے
درہم و برہم کیا جس روز سے طلسم آئینہ فتح کرکے ملکہ آئینہ جادو کو مارا ہے طلسم آئینہ کی قلعی کھل گئی ہر ساحرہ
کو حیرت تھی یہ جوان فخر سکندر و دارا ہے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے اسی دن سے تباہ ہون خاص سکونت
میری طلسم آئینہ مین تھی جلد اسکی مشکین باندھکر میرے سامنے لائین خدمت مین شہنشاہ ہوش ربا کی بھیجدون
کرون از سر نو کسی ملک مین جاکر آباد ہون سلطنت سے پریشانی دفع ہو یہ سنکر افلاک کوہی گھبرا گیا
اور کہا ای ملکۂ عالم ایسا کلمہ زبان سے نہ کہو اے شوخ چشم مجھے اسکی صاف گوئی پر محبت ہوگئی بے دیکھے اسکے
چین نہین پڑتا جوان خوشرو صاف گو صاحب سطوت و صولت اسکے آنے سے میرا گھر روشن ہوگیا کچھ کچھ
اسکے زخم بہ اندمال ہیں پہونچے ہین دو چار دن مین اسکا امتحان کرونگا وہ بڑا منصف مزاج ہے اگر زیر ہوگا
تو ضرور خداوند لقا کو سجدہ کریگا اور اگر مجھپر غالب آیا تو مین بھی بہت اسکی اطاعت کرونگا غلام حلقہ بگوش
بنونگا شوخ چشم نے کہا کہ اب تیری قضا آئی بس اسی مین بہتر ہے کہ اٹھو اور مشکین باندھکر میرے سامنے لاؤ اور
جو تامل کیا تو قسم ہے سامری کی قیامت برپا کرونگی میرے روبرو کہتا ہے کہ مسلمان کی اطاعت کرونگا افلاک
کوہی نے کہا اے شوخ چشم جہان اسکا پسینہ گریگا مین اپنا خون گراؤنگا مین اپنے گھر مین اسکی ذلت نہ
گوارا کرونگا بڑا خداوند لقا کا پاس ہے جاؤ لشکر لیجاکے لڑو بڑے بڑے جادوگر میان افراسیاب کے یہان سے
آئے پشیمان ہوئی کتے کی موت مارے گئے شوخ چشم غصہ مین آکر اٹھنے لگی افلاک نے کہا کیون کہان چلین
شوخ چشم نے کہا مردوے تو تو دیوانہ ہوا ہے سودائی ہے بیہودہ بکتا ہے مین تجھے ہمیشہ بیوقوف جانتی رہی تیری بات

کیا اعتبار ہے مین جلکے ابھی اُسکی مشکین باندھے لاتی ہون تو اس بات مین دخل نہ دے اگر وہ تجھسے فریاد کرے
کہنا تمنے طلسم آئینہ مین انکے عزیزون کو ارا یہ ہمکو پکڑ لیے جاتی ہے مین کیا کرتا افلاک نے کہا کہ بلکہ پہلے تجکو قتل کرے
تب وہان جانا خبردار میرے مہمان کو ہاتھ نہ لگانا شوخ چشم اُٹھی افلاک تو قریب بیٹھا تھا نیچے کھینچکر ہاتھ مارا
شوخ چشم کے سر پر پڑا سر زخمی ہوا اگر سحر کرکے حبست نہ کرتے تو وہی پر کالے ہوتے شوخ چشم غلطاں ہو کے
الگ جا گری اُٹھنے لگتے آواز دی اوموئے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تجکو اندھیری گور مین سلاؤن
مار ہی ڈالا ہوتا افلاک تلوار ٹیک کے اُٹھنے لگا شوخ چشم نے چار دنے ماش کے مارے افلاک لڑکھڑا کر گرا ہاتھ
پانون بیکار ہوے تیغہ ہاتھ سے چھوٹ گیا افلاک کو بیکار کرکے اب دہان سے نکلی یہان ایرج نوجوان
جس قصر مین ہین افلاک انہیں رقاصون کے خدمت ایرج نوجوان چھوڑ گیا ہے وہ گرد ایرج کے بیٹھے ہوے
باتین کر رہے ہین ایرج لڑائی فولاد فولاد شکن کے ذکر کر رہا ہے یکایک ہلڑ اُٹھا سامنے سے دیکھا
ایک جادوگرنی سحر کرتی ہوئی آتی ہے کئی ہزار کوہا بجا گرا دیا ایرج نے چاہا آگے بڑھون شوخ چشم
نے چند دانے ماش کے کچھ پڑھکے پھینک دیا ایرج بھی گرے اور رفیقان افلاک بیکار ہوے اتنے شوخ
چشم نے ہنگامہ ڈال دیا صد ہا کوسحر سے جلا دیا سب نے فریاد بلند کی ملکہ ہماری کیا خطا ہے امان مانگی
اس نے مہلت دی آنکھ ملا کر ایرج و افلاک کو مع چار سو رقاصہ مسلسل و مطوق کو یا آپ لباس سرخ
پہنکر تخت پر بیٹھی ارا کین سلطنت لرزان و ترسان خدمت مین شوخ چشم کے حاضر ہوے شوخ چشم
نے ایرج و افلاک کو سامنے بلوایا افلاک سے کہا میرے تیرے مدت کی ملاقات و محبت ہے اس جوان سے ہاتھ اٹھا
تجکو رہا کرون تیری سلطنت تجکو دون اسکو بھی قتل کرون افلاک نے کہا او قحبہ مین نے دل و جان سے
اُسکی اطاعت کی پہلے تجکو قتل کرین اس شیر دل کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑونگا اس بہادر کی محبت سے مُنھ نہ
موڑونگا شوخ چشم نے انکو قید خانہ مین بھیجا اپنی جادوگرنیون کو بلوایا ہزار بارہ سو جادوگرنیان آکر
گرد شوخ چشم کے جمع ہوئین اُنسے اپنے صلاح کی کہ مین ایرج کو قتل کرون اور سر اُسکا لیکر خدمت مین
افراسیاب جاؤ کے جاؤن سب نے کہا حضور آپ کو قتل کرنا ایسے جوان کا مناسب نہین ہے کوکب وطنضمیر
مسلمانون کا طرفدار ہے اور یہ جوان ایک مرتبہ طلسم نورافشان مین گیا تھا شاہزادہ جہانگیر سے لڑا تھا
ایسا نہو کہ کوکب کو خبر ہو جاے آپکا ستارہ گردش مین آئے کس برج مین مخفی ہو جیگا بہتر یہ ہے کہ اس
حال کی ایک عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کیجیے اسمین یہ بھی مضمون ہو کہ کسی ساحر زبردست کو یہان
بھیجدیجیے اپنے دشمن کو لیجیے وہ جیسا مناسب جانینگے کرینگے خواہ قتل کرین خواہ بخشین یہ صلاح
شوخ چشم کو بہت پسند آئی فوراً عرضی اسی مضمون کی لکھی کہا کوئی ہی عرضی کو لے خدمت مین

افراسیاب کے پہونچانے شعلہ جادو نام اس کی کنیز بھڑک کر اُٹھی عرضی لیکر روانہ ہوئی دوکلمۂ داستان گرفتار دام گیسو شہید خنجر ابرو اسیر زندان محن یعنے ملکۂ بران شمشیر زن بیان ہوتے ہین

ناظرین پر واضح ہو کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب رد فتنقمیر عرصۂ دراز سے برج نوجوان پر عاشق ہی بران کو ہمیشہ یہی خیال تقلب پر ہجوم غم و ملال عملداری مین ملکہ بران شمشیر زن کی ایک مقام ہی ہزار درہ اُسکا نام ہی برائے انتظام وہان آئین برج جہان نما پر جلوہ فرما ہوئین سامنے صحراہاے سبزہ زار نواح دلکشا صحراے پر فضا طائران زمزمہ سرا کا جابجا ہجوم چہکارنے کی بلبل خوشنوا کی دھوم گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن لالہ کے جابجا چراغ روشن نرگس حسرت سے نگران سنبل مین زلف محبوب کا سمان شمشاد قد معشوق کی کیفیت دکھاتا ہے جوش بہار سے اکڑا جاتا ہی **قطعہ**

لگھون مین قوت نشو و نما کی کیا تاثیر	کہ نکلا خال کے دانہ سے سبزۂ خطیار
چمن مین دید گل نادمیدہ کرتی ہی	مزے اُڑاتی ہی کہ کیا چشم دور بین ہزار
ہزار شکر کہ پھولون سے آشیان بھایا	بہت دنون مین برآئی مراد بلبل زار
بہار نے یہ عنا دل سے زور گرمی کی	پنہا دیا ہی گلون کو لباس آتش کار
یہ فیض باد بہار اندنون ہی عالم مین	درخت آگ کا پیدا ہو گر پڑے جو شرار
بنے وہ فرط رطوبت سے مرج شہر چمن	زمین باغ پہ رکھدو جو برہنہ تلوار
عجب نہین ہے کہ دکھلانے کو بہار چمن	نسیم سبزۂ خوابیدہ کو کرے بیدار
چٹک کے غنچہ اگر مثل طفل نالان ہو	تو نکلے مہر کی پستان سے شیر صبح بہار
بہار گلشن عالم ہے اسقدر دلکش	برنگ شبنم تر ہر ستارہ ہی سیار
کرن کے تار پہ یون آفتاب اُتر آئے	کمند جیسے ہے ہر عنکبوت کے پاس تار
بنے ہین پھول کرن پھول پتے برگ درخت	نہال قامت خوبان ہو صورت اشجار
پڑے جو رنگ گل تر کا عکس دریا مین	صدف مین دانۂ مرجان بنے درِ شہوار

ملکۂ بران شمشیر زن نے جو گنبد جہان نما سے یہ جوش بہار صحراے سبزہ زار کا دیکھا آنکھون کے نیچے گل رخسار یار پھر گئے قدکی یاد مین صنوبر دشمشاد نظر سے گر گئے نرگسی آنکھون مین آنسو بھر آئے اب دل بیقرار کو قرار کہان آخر گھبرا کر ایک گوشہ مین آئی یاد مین ایرج نوجوان کی رونے لگی اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوے **نظم**

اک دل تہا وہ بھی کھو گیا ہی

سونا پہلو بھی ہو گیا ہے | رغبت کسی چیز پر نہیں ہے | کچھ اپنی مجھے خبر نہیں ہے
تڑپا کرین حال زار کب تک | ہو خواہش دید یار کب تک | اب ضبط فراق کا ہے دشوار
بے صبر ہے جان عاشق زار | آخر کچھ اسکی انتہا بھی | اس درد کی ہے کہین دوا بھی
فلک جان کو کھوئے کہانتک | دو آنکھون سے رووے کہانتک | گمنام دیار بیخودی ہون
والستہ کار بیخودی ہون | مطلب نہین دہر مین کسی سے | دھونی بیٹھی ہون ہاتھ زندگی سے
بے حس یون ہون لباس تہمین | مردہ جس طرح سے کفن مین | بدنامی سے سابقہ پڑا ہے
ناکامی سے دوسو پڑا ہے | اس راہ ستم سے نامد ہون | ایذا کش جور بخت بد ہون
اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا | ادبار نے سب طرف سے گھیرا | پس ماندۂ کاروان ہون ای شوق
تبلا تو کہ مین کہان ہون آخر بیقراری نے اسپر قرار کیا کہ اے برآن شمشیر زن کسی طرح سے
ایک نظر اس جوان صف شکن کو دیکھ آئین یون دل بہلائین اور کوئی علاج اس سے
بہتر بیماری ہجر کا نہین ہے بند مسدس

ہے وہ سرسام مجھے کوئی دوا راس نہین | تخلخلے نتے ہین لیکن تری بو باس نہین
میرے جینے سے زمانہ مین کسی پاس نہین | طاقت اٹھنے کی نہین بھوک نہین پیاس نہین
سب سے نفرت ہے کوئی آس نہین پاس نہین | کیا تعجب ہے کہ مجکو بھی مرا پاس نہین

اگر غم عشق تو بیمار و مید انے تو
داغ عشق تو بدل دارم و میدانی تو

دمبدم شعلۂ عشق بھڑک رہا ہے دریا ہے محبت کی طغیانی ہے کشتی حیات طوفانی ہے پناہ پانی مشکل جوش پر بیتابی دل اسی جوش و خروش محبت مین آخر تاب نہ آئی اپنے مقام سے ساتھ والون سے یہ کہکر اٹھی تم لوگ یہین ٹھہرو مین طرف قصر جمشیدی کے جاتی ہون ساتھ والون کو اسی مقام پر چھوڑا مصاحبون کی محبت سے منھ موڑا شاہ بحر ذات پر آراستہ کیے رتھ طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی کوے محبوب کا قصد کیا مگر خوف سے کوکب روشنضمیر کے دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل سے کہتی ہے او خانہ خراب کہان لیے جاتا ہے ایسا نہو جان کھونا زندگی سے ہاتھ دھونا ہو کہین کوکب روشنضمیر مرات واقعہ مین نہ دیکھوے تو ساری قلعی کھلجاے اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھا ہے موت کا مزا ابتداے عشق سے چکھا ہے مگر اس کو ہر قدم جرات کی جان پر نہ بنجاے وہ قتال محبوب مطلوب کا نہ دشمن ہوجاے نہ ارادی پر ملاقات کے دل کو تسکین ہوتی ہے بیتابی دل ہوش کھوتی ہے آخر آتے آتے ایک کوہ فلک شکوہ پر ٹھہری چہار جانب سر اٹھا اٹھا کر دیکھنے لگی یہی خیال ہے سر حد کوہ عقیق مین

چلو ملاقات کر کے چشم زدن مین چلے آئین گے جب باپ کا خیال آتا ہی پھر رک جاتی ہی اسی پہاڑ پر سختی عشق کاٹ رہی ہی سنگ صبر دل پر رکھتی ہی مگر ہوش و حواس گم قضاے کار جبن جادوگرنی کو شوخ چشم نے نامہ و پیک بخدمت افراسیاب روانہ کیا تھا اُسکو پروردگار نے ایسے مقام پر پہونچایا یعنے شعلہ جادوگر می ٹھوکر کی اُٹھائے ہوے بدحواس دیکھتی چلی آتی ہی کہ کہین پانی ملے تو ہونٹھون کو تر کرون کسی سایہ مین دم بھر بیٹھون اس پہاڑ پر جونگاہ ٹھہری چشمۂ آب صاف و شفاف نظر آیا پانی کی چاہ مین دل لہرایا چشمے پر اُتری پانی پیا ٹہلنے نکلی ملکہ برران شمشیر زن کی اُس جادوگرنی پر نگاہ پڑی خود ترسیب آئی شعلہ نے جو ملکہ برران کو دیکھا دلمین تو ہل مگر واسطے تسلیم کے جھکی ملکہ نے پوچھا ارے تیرا نام کیا ہے کہان سے آتی ہی اس صحرا مین کیا ضرورت ہی شعلہ تھرانے لگی گھبرا کر جواب دیا حضور کہین نہین ملکہ نے کہا اس صحرا مین بیوجہ آنا کہین نہین کیسا صاف صاف بیان کر ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ رخ تیرا طرف طلسم ہوش ربا کے ہی اپنے پھر گھبرا کر کہا مین تو حضور ہوش ربا کو نہین جاتی افراسیاب کی رعایا نہین ہون اب تو ملکہ برران کو کامل شک ہوا غصہ مین کہا یہ کیا بیہودہ باتین بناتی ہی صاف صاف نہین بتاتی دیکھون تو تیری جھولی مین کیا ہی کیا کسی کی تو نامہ دار ہی اسقدر کیون بیقرار ہی یہ کہکر جھولی چھین لی اب جو اُسکو کھولا نامہ سر بمہر شوخ چشم جادو کا نکلا لفافہ پر یہ بھی لکھا ہے لہذا در طلسم ہوشربا بخدمت افراسیاب پہونچے جب تو ملکہ برران نے کہا کیون او شوخ دیدہ ہٹنے تجھ سے ہر چند پوچھا کیون یہ راز چھپایا شعلہ تو تھرانے لگی ملکہ برران نے لفافہ چاک کر کے ملاحظہ کیا مضمون پڑھا قلب تھرایا کلیجہ منھ کو آیا ہر الف اُس نام کا تیر جان ستان ہر دائرہ خنجر بران ایک ایک سطر شمشیر خون ریز ہر ایک مدسنان نیزہ بستر تیز حال گرفتاری ارج مرقوم ہی غصہ مین آکر چٹکی خاک کی اُٹھائی جسم پر شعلہ کے ڈالدی وہ تو ملعونہ جلکر خاک ہوئی اب کیونکر دل کو تاب آئے گرفتاری محبوب کا حال دیکھا حیلہ بھی ہاتھ آیا اگر شائد والد نامدار آئینہ مین دیکھ بھی لین گے تو جاے کلام ہی کہ آپکے طرفدار کی فرزند کو چھڑا انیکے لیے گئی تھی فوراً طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر مثل باد صرصر بصد کروفر طرف قلعہ افلاکیہ کے چلی یہان شوخ چشم جادو نے جو دیکھا کئی دن گذرے شعلہ پلٹ کر نہ آئی مصاحبون سے یہ صلاح پائی کہ حضور دشمن کو قتل کیجیے ساحرون کے خون کا بدلہ لیجیے جب ارج قتل ہو جائیگا افلاک کو ہی مدت کا آشنا ہی اُسی طرح خدمتگذاری کریگا ملکہ اُسکا زندہ رہنا باعث خرابی ہی یہ راے اسکو پسند آئی تخت پر سوار ہوئی بارہ سو جادوگر نیان بارہ ہزار کو ہی بیرون قلعہ آکر میدان خونی آراستہ کرنے لگے حکم دیا گھنگا رکو لاؤ ارج نوجوان و افلاک کہنہ کو مع سرداران افلاک ارابے پر سوار کر کے سامنے شوخ چشم کے لائے کنیز کو شوخ چشم نے حکم دیا کہ جاکر افلاک کو سمجھاؤ کہ مین تیرے حمایتی کو قتل کرتی ہون تو اسکی محبت سے توبہ کر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر افلاک کہنہ نے جو خوش محبت ارج مین شوخ چشم کو گالیان دین اور کہا او ملعونہ مین تو لات و منات پر بھی لعنت کر چکا

اس شہر یار کا غلام حلقہ بگوش ہون جو تجھ سے ہو سکے تصور نہ کر کنیزون نے کہا حضور اس سے کلام نہ کیجیے یہ نوجوان تسخیر چشم ہی نہین معلوم آپکے آشنا کو کیا کر دیا اسی کی محبت کا دم بھرتا ہی مرنے سے نہین ڈرتا ہی جب وہ قتل ہو جائیگا تو فلاک کو بھی اسکے تحریر سے نجات پائیگا پھر وہی یار موافق معشوق و عاشق ملکر ایک مقام پر چین کرینگے یہ سنکر شوخ چشم نے جلاد کو اشارہ کیا جلاد نے ہاتھ پکڑ کر شاہزادی کو کھینچا چبوترہ ریت کا بنا یا **شعر** قطع بہ افگند و بر در گاہ تخت ۔ دیو زد یو انگیش میگریخت ۔ تلوار کھینچکر سر پیشاہزادے کے آیا گردن پر کوئلے کا خط کھینچکر آواز دی اسی ملکۂ عالم حکم اول ہی سمجھ لو جھکر دیجیے گا **صاحبقران** اعظم کا پروانا قتل ہوتا ہی ہزارون اسکے خون کے دعویدار ہین اس کے بزرگ بنٹے نامدار ہین شوخ چشم نے کہا بھڑوے مکبکو ڈراتا ہی جلد قتل کر جلاد فریب ایرج کے آیا شانہ پکڑکر ہلایا کہا اے نوجوان وقت مرگ ہے ہوش ہو بیان کر ایرج نے کچھ جواب دیا مگر آنکھون مین آنسو بھر آئے صورت ملک الموت کی نظر آنے لگی یاد ملکہ مہران **شمشیر زن** مین طبیعت گھبرانے لگی دل سے کہا الٰہی ایرج آفتاب عمر کو زوال ہوا بر وقت مرگ اس ماہ اوج حسن و جمال کو نہ دیکھا قبر سے پشت نہ ملیگی سوزش قلب کفن کو جلا دیگی قبر پر گل نرگس اُگے گا اس شہسوار حسن کا تربت پر غریبون کی کاہے کو آتا ہوگا عدم مین آنکھین ڈھونڈھینگی اس لالہ زار کی جدائی کا داغ دل پر لیے چلے ادھر معشوقہ کی یاد قریب سر کے تلوار کھینچے ہوے جلاد آفتاب لب بام حریف سحری کی سی کیفیت ہو اس بیقراری مین دافع البلیات یاد آیا طرف پروردگار کے رجوع کیا اسی مالک بے نیاز ذوالعرش کا ساز

ارحم الراحمین مالک یوم الدین **نظم**	خدا وندا تو ہم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان
شبے دارم سیہ چون بخت سپید	درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	ہنوز در عطا ایرج نوجوان

تمام نہوئی تھی کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا یکایک ابر آسمان پر نمایان ہوا برق چمک چمک کر گرنے لگی کئی ہزار کے سر اڑ گئے شوخ چشم گھبرائی آسمان کی جانب دیکھنے لگی یکایک گرد بھی اُٹھی **نظم**

از دامن دشت آن غباری	از دامن دشت و کوہ او رنگ	گردے بر خاست تو بتا رنگ
	رخسارہ نمود شہر یارے	شوخ چشم نے دیکھا کہ مرکب

باد رفتار پر بصد کر و فر بغرور و بجلالت رستمی شاہزادہ جمشید بن کوکب سوار تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین سحر بات بات مین جب نیچہ کو ہلا یا برق چمک کر گری کئی سو کے سر اڑ گئے کوئی جل گیا کوئی دو ہو کر گرا جمشید بن کوکب نے وہنہ سے نعرہ کیا اولعونہ اب تو نے یہ لیاقت پیدا کی شیر بیشۂ صاحبقرانی پر ہاتھ ڈالا اور آنے آنے اشارہ کیا شہر بند پیدا ہوے ایرج نوجوان کی قید کو انھون نے تو ڑ کر پھینک دیا ایک نیچہ گرد پھر اجیسے شمع کے گرد پروانہ پھرتا ہی اُس نیچے سے ہوا پانی کے ٹپکے سحر شوخ چشم جادو کا دفع ہوا ایرج نوجوان بھی غضبناک آکر اٹھا ایک سوار نے نیزہ مارا ایرج نوجوان نے نیزہ چھین کر پھینک دیا ٹانگ پکڑ کر مرکب سے کھینچ لیا جب یہ گرا

اُسی مرکب پر سوار ہوے نعرۂ شیرانہ بلند کیا نعرہ ایرج سے ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صدا حبقر انیم و آفاق گیر
افلاک کوہی نے پھر قید توڑی ایرج نوجوان نے اُسکے ساتھ والوں کو رہا کیا ایرج نوجوان سب کے آگے
بڑھ کر لڑنے لگا جمشید بن کوکب سحر جادوگر نیون کا دفع کر رہا ہی ایرج فوج مین کو ہیون کی دوڑ کیا جمشید
کو شوکت دکھا رہا ہی جو پہلوان سامنے آیا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کے پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈال کر سر سے بلند کیا
ہاتھ پر تولکر پھینکا دس گز یا پانچ گز بلند ہوا اُترتے اُترتے ہاتھ مارا چور نگ ہوا کیا جمشید نعرۂ تحسین کرتے
ہوئے آتے ہین آواز دیتے ہین کہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کیا جرات ہی کیا صولت و جلالت ہی ایرج اور زیادہ گرما
گرمالڑ رہے ہین مگر جمشید نے چند سحر ایسے کیے کہ زمین تھرا گئی کئی ہزار کافر واصل جہنم ہوئے شوخ چشم کو ادراک کر
سحر کرتی ہوئی جمشید پر جا پڑی جمشید نے سب سحر دفع کیے جب شوخ چشم قریب پہونچی چپیا پھیر کر ایک تھپڑ مارا
ایک ہی تھپڑ مین زمین پر گری بیہوش ہوگئی ملازمان افلاک کوہی سے کہا اُسکی مشکین باندھلو ملازمان
افلاک نے گرفتار کر لیا زبان مین سوزن دے دیا سب جادوگر نیون نے امان مانگی کوہی جمع ہوکر خدمت
افلاک کوہی مین حاضر ہوے کہا اے شہریار ہم بیخطا ہین خوف جان سے شوخ چشم کے شریک ہوے تھے
افلاک نے سب کو امان دی ایرج گھوڑے سے کود پڑے جمشید سے بغلگیر ہوے پوچھا کہ اے شیر بیشۂ کوکب
آپ کا یہان کیونکر تشریف لانا ہوا جمشید نے کہا برائے انتظام ممالک نکلا تھا آپ کو مقید دیکھکر ٹھہر گیا
افلاک سے ایرج نے اشارہ کیا افلاک کوہی نے لاکر پائے انداز بچھائے ایرج زرنثار کرتے ہوے جمشید
کو لیکر بارگاہ مین آئے تخت زرین پر جمشید کو جگہ دی محفل عیش و نشاط آراستہ کی ایرج کو ڈھونڈھتا ہوا
شاپور شیر دل بھی یہان آپہونچا شاہزادے کو دربار مین دیکھکر قدمون سے لپٹ گیا پوچھا اے شہریار کیا معرکہ
گذرا ایرج نوجوان نے تمام حال بیان کیا جمشید نے حکم دیا شوخ چشم کو لاؤ اگر شاہزادے کی اطاعت کرے
تو بہتر ورنہ فوراً قتل کر دونگا آتش تہور غضب سے بھبوکا شوخ چشم بندھی ہوئی سامنے آئی افلاک کوہی
نے اُٹھکر سمجھایا کہ اے شوخ چشم جادو مین دل و جان سے شاہزادے کا غلام حلقہ بگوش ہوا تجکو بھی مناسب ہی
سامری و جمشید پر لعنت کر دیکھ چشم زدن مین طور برکت مذہب اسلام ہوا کیا طلسم نور فشان ہوا جمشید
بن کوکب کا پہونچنا بہ ظہور کرامت ہی خداوند تعالیٰ لائق لعنت ہی شوخ چشم جادو کے بھی زنگ کفر آئینۂ دل سے
دور ہوا قلب کو سرور ہوا صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اُسکو بھی رہا کیا صحبت مین اگر بیٹھی ایرج نوجوان
نے شاپور سے کہا اگلے پڑاؤ بارگاہ استادہ ہو تخلیہ مین جمشید بن کوکب کو بھیجو شاپور نے عرض کیا کہ بارگاہ
استادہ کی مثل عروس شب اول آراستہ کردی ایرج نے ہاتھ تھام کر کہا اب تخلیہ مین جلوہ فرما ہوجیے جمشید بن کوکب
ایرج نوجوان کے ساتھ اُٹھکر جب تخلیہ مین آئے بیقرار ہوکر ایرج نوجوان نے معشوق کا بھائی جان کر

بے اختیار گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا آپنے ہماری جان بچائی گردن پر ہماری بار احسان ہے شاپور نے دیکھا جمشید سے ضبط نہو سکا جیغ مار کر رو دیا بیت وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؛ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے ؛
ملک کر جمشید کا کہنا کہ اے شاہزادہ والا قدر بس بس ایسا نہو روح قالب سے نکلی ہے اب ایرج نوجوان نے اُس بدحواسی مین روے زیبا پر نگاہ کی اپنے محبوب جانی یار جادوانی باعث تسکین دل پرمحن ملکہ بران شمشیرزن کو دیکھا ایرج غش کھا کر گرا پڑا شاپور قریب آیا ملکہ نے سر اپنے زانون پر اُٹھا کر رکھا اشک حسرت آنکھون سے ٹپکے بوے زلف معنبر دماغ مین ایرج کے پہونچی اشک گرم نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین نے خلجے کا اثر دکھایا شاہزادہ فوراً ہوش مین آیا فرط محبت سے دونون لپٹ لپٹ کر خوب روے کئی مرتبہ بیہوش ہو ہو گئے شاپور سر بالین حاضر ہے دونون کے حال کا ناظر ہے کبھی آقا کو کبھی ملکہ کو سنبھال لیتا ہے مگر یہ دونون وہ مجرد دیدہ آفت کشیدہ مبتلاے گردش فلک دوار معشوق بھی مجبور عاشق بھی ناچار بمشکل شاپور نے دونون کو ہوشیار کیا لاکر مسند پر بٹھایا اُسوقت ایرج نوجوان کا خوش ہو کے کہنا کہ بھائی شاپور عجب یہ روز سعید ہے آج ہمارے گھر مین عید ہے جلد سامان عیش و نشاط لاؤ آج ملکہ عالم نے سرفراز کیا ہے مین نے اپنے ستارۂ اقبال کی ترقی پر ناز کیا ہے ملکہ بران کا رونا کم نہین ہوتا ایرج نے دامن سے اشک پاک کیے پیار سے ہاتھ گلے مین ڈالے کہا کیون اے جان جہان اول تو آنے کا سبب ظاہر کرو شدت گریہ کے حال سے باہر کر دیا بران نے ضبط کر کے جواب دیا کہ کنیز شوخ چشم کی نامہ لے کر بجذمت افراسیاب جاتی تھی راہ مین مین نے اُسکو گرفتار کیا آنے کا تو یہ اتفاق ہوا اے شہریار روتا تو ہمارے واسطے عمر بھر ہے اول ہی طلسم آئینہ مین ہمنے آپسے عرض کیا تھا کہ ہے آپ سے محبت نہین کی اپنی جان کے واسطے آفت مول لی شہنشاہ کوکب رو شمشیرزن بادشاہ جابر و قاہر ہے جس زمانے مین آپ کو برائے مقابلہ شاہزادہ جہانگیر طلب فرمایا مجکو حکم تھا کہ جبتک ہمارے مہمان رہین خبردار اے بران ہمارے دربار مین نہ آنا آپ ہی جہانگیر سے لڑے صاحبقران بھی تشریف لائے ہم زیارت سے بھی محروم رہے ہمارے عشق کا انجام بد ہے یہ کلام ہمارا مستند ہے صید و شکار سے دل بہلایا کیجیے ہمارا تصور کرنا یاد کرنا نالہ و فریاد کرنا بالکل بیکار ہے ہماری موت کا حیلہ پروردگار نے مقرر کیا ہے لیجے آپ کو دل نہین دیا اپنی جان کا ضرر مول لیا نہ آسکتے ہین نہ تمکو بلا سکتے ہین بار فراق اُٹھانیکی اب طاقت نہین رہی یہ کنیز لب گور ہے ضعف و نقاہت کا زور ہے امروز یا فردا تڑپ تڑپ کے مر جائینگے کبت کہ مسیبت فراق اُٹھائین گے باپ ہمارا ہمہ دان و ہمہ گیر ہے علم کہانت مین بھی بیمثل ہے اگر اسوقت مرات واقعہ پر آنکھ ڈالدے اور اس راز و نیاز کو ہمارے آپکے دیکھے چشم زدن مین اسی مقام پر آدے نہین معلوم کس عذاب الیم سے مجکو اور آپ کو قتل کرے آپکے بزرگون سے فساد کریگا خواجہ عمرو مہر خبر پیدا

کرلیگا پس کیون کر خوف نہ کرون دل سے مجبور تھی آپکا حال قید دیکھکر نہ رہ سکی مگر اب رخصت ہوتی ہون ٹھہرنا مناسب نہین ایک دم بھر مجکو آنکھ سے اوجھل ہونا نہین اپنا چشم وچراغ سمجھا ہے صرف مجکو آپکی شادی کا دھیان ہی یہ کہکر ابرج نے کہا ملکہ ہم تو آج شب کو نجانے دینگے بران نے کہا اے شہریار برائے خدا نہ روکیے اس ملنے کو ہمارے غنیمت جانیے اگر زندہ ہین تو پھر کبھی ملین گے اگر ہمارے مرنیکا حال سننا سر نہ دھننا چلا چلاکے نہ رونا جان کو نہ کھونا بعد مرنے کے بھی ہمکو بدنام نہ کرنا دل ہی دل مین دم محبت کا بھرنا ہم بھی مثل شمع سوز عشق سے جلتے ہین پروانہ وار زبان سے اُف نہین کرتے ہین قلب پر صدمے سہتے ہین اے شیر بیشۂ شجاعت یہ بھی جرأت ہے کہ چھری گلے پر پھیرے زبان سے آہ نہ نکلے تلوار کا زخم کھاتے ہین خون مین ٹانکے دے جاتے ہین زخم تیغ ابرو لاعلاج ہین تمھاری ایک نگاہ لطف کے محتاج ہین ان کلمات حسرت آیات سے کلیجہ ابرج کا پھٹ گیا دامن ملکہ بران کا تھام لیا اشک آنکھون سے جاری ہوے اپنی بینائی ظاہر کرنیکو یہ اشعار پڑھے

ناظرین وشائقین اس جلسۂ عاشق ومعشوق کو بنظر غور ملاحظہ کرین زبانی ابرج کے اشعار آبدار دامن معشوق تھام کر بحسرت فرماتے ہین نظم مخفی بطور مسدس

بہ سنانِ نگہ یار قسم ۔۔۔ بہ سر طرّۂ دلدار قسم
بہ کمان خانۂ ابرو سوگند ۔۔۔ بسر نرگسِ جادو سوگند

کہ شدم گشتۂ چشم نگہت
خاکِ رہ گشتۂ طرز قسمت

بہ صفائے گل روئے تو قسم ۔۔۔ بسوادِ شبِ موے تو قسم
بہ کمر گیرے زلفت سوگند ۔۔۔ بدل آویزے الفت سوگند

خاک رہ کرد مرا حیرانم
غیر مردن نہ بود درمانم

بسرِ چشم سیاہ تو قسم ۔۔۔ بغضب گیرِ نگاہ تو قسم
بسرِ ہندوے خالت سوگند ۔۔۔ بلب لعل مثالت سوگند

سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفاے دُرِ گوشِ تو قسم ۔۔۔ بادلِ فہمی ہوشِ تو قسم

بسر تا دکِ مژگان سوگند | بخم زلف پریشان سوگند
چون من نیست دگر بندۂ تو | اینہ نعل شکر خندۂ تو
بشکر ریزیِ گفتار قسم | بخرامِ قدِ دلدار قسم
بعقیقِ لبِ شکر سوگند | بزلالِ سرِ کوثر سوگند
شبِ ہجران چہ زخوشیم نبست | جز خیالِ تو کسے پیشِ نبست
بار گفتم بدہان تو قسم | بسر موئے میان تو قسم
بہ برد دوشِ تو زیبا سوگند | بہ بناگوشِ مصفا سوگند
مہر و مہ را نبود پیشِ تو قدر | پیشِ تو جلوۂ ہلال اند تو بدر
بہ صفائے بدنِ یار قسم | بسرچہ ذقنِ یار قسم
بہ لباسِ گل سوری سوگند | بہ عرقِ غنم دوری سوگند
عاجرم عاجزم از ہجرانت | لطف فرما کہ شوم قربانت

ان اشعار و لفگار نے قلب ملکہ بران شمشیر زن کا بچین کر دیا خانہ دل کو غم و رنج سے بھر دیا کہا اے شہر یار بس ان حالات کی سننے کی دل مین طاقت کہان ایک ایک کلمہ اسطے تو وہ دل کے تیر دل دوز ہے انکی فکر سے اس شب کو نجاؤنگی ایسا نہو جان سے ہاتھ دھونا پڑے اس آغاز کے انجام پر رونا پڑے شاپور نے دیکھا کہ ان دونون عاشق و معشوق کا خیال خیر و شر مین کہین دم نہ نکلجاے فوراً گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ہاتھ مین لیکر نوجوان کے دیا کہا کیا معشوق کی جان لینا منظور ہے ایک جام شراب ملکہ کو پلائیے وقت عیش و سرور ہے ایرج نوجوان نے جام بلورین ہاتھ پر رکھا کہا ملکہ عالم ہمارے سر کی قسم انسے نوش فرمائیے نظم

خوشتر ز عیش صحبتِ باغ و بہار نیست | ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست
ہر وقت خوش کہ دست دہد غنتم شمار | کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر جام میار و وقار نے نوش فرمایا اپنے پنجۂ نگارین سے گلابی کو اُٹھایا جام عشرت انجام کو شراب ارغوانی سے لبریز کیا پھر یہ اشعار پڑھکر ہاتھ بڑھایا نظم

فصل گل رفت و حریفانہ شرابے نزدم
برلب شیشۂ دل قطرۂ آبے نزدم
شد تہی شیشۂ عمر از مے ہستی و ہنوز
بزم مے گرم نشد سیخ کبابے نزدم

اے مہر بانا ایرج نامدار بلبیت نوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند یہ شاہزادے نے ہاتھ بڑھایا ساغر لیتے ہی آنکھون مین نشہ آیا مستانہ وار ان اشعار کو پڑھا ابیات

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما
مطرب بگو کہ کام جہان شد بکام ما
قسمت سے مل گیا مجھے ساغر شراب کا
دیگر
چھپنا ہے نجم بخت نے برج آفتاب کا
اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا
ہر سال قبر پر مغان پر چڑھاتے ہین
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے
صدقے مین میرے دیکھو تیلہ شراب کا

عاشق و معشوق نے دو دو جام نوش فرمائے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا طبیعت لہرائی ملکہ بران یہ کلمے زبان پر لائی کہ سنا ہے طلسم جمشید یہ مین نور الدہر کا داخلہ ہوا ہے ایرج نے کہا میرا بھی اُسی طرف قصد ہے مین نے زبانی شوخ چشم کے سنا اول مخمور جاکر قید ہوئی نور الدہر بھی اُسکے تعقب مین گئے اب مجکو جانا واجب و لازم ہے جبتک وہ ادھر اُدھر پھرتے رہین گے مین بحول قوت الٰہی و بعنایت فیوض ناتناہی اُسکو فتح کرون اگر مین نہ ہونگا اور اُنسے فتح کرلیا لشکر مین جاکر بلبلائین گے ایسے ایسے غرور کے کلمے فرمائین گے کہ جنکو سُنکر ضبط کرنا دشوار ہے تم بخوبی آگاہ ہو میرے ہمچشم مین دنگل رستم کا جھگڑا ہے قبلہ و کعبہ کے زمانہ سے یہ فنا دربا ہے ہمیشہ یہ دست راستی ذلیل ہوتے ہین مگر صاحب غیرت ہین ملکہ نے کہا یہ طلسم بھی ہمارے قبضہ مین ہے آپ شوخ چشم کو ساتھ لیکر چلیے مین جاکر والد بزرگوار سے کہکر کسی سپاہ جرار بدست کور روانہ کراکر جمشید سے کہلا بھیجونگی کہ بیرۂ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان تمھارے طلسم مین آتے ہین لوح حوالہ کردو اور تم اطاعت کر و قیدیان طلسم بھی انکے سپرد کردو ضرور اطاعت کریگا پھر آپ کو اختیار ہے ایرج نے کہا ملکہ کچھ اسکی ضرورت نہین بعنایت پروردگار سب سامان ہوجائینگے ملکہ خاموش ہورہی جانتی ہے کہ آتش خوشعلہ مزاج ہین مردان عالم کے سرتاج ہین دل مین خیال کیا ہم یہ سب تدبیرین جاکر کرینگے اُنسے کہنے سے کیا فائدہ شب وصل تھوڑی ہوتی ہے انھین باتون مین گذر گئی صدائے مرغ سحر بلند ہوئی جہرون پر عاشق و معشوق کے ہوائیان اُڑنے لگین اُسوقت محفل کی اُداسی رخ شمع پر زردی پروانے جلے ہوے لگن مین پڑے ہین فرش مین جابجا تکیہ صاف معلوم ہوتا ہے کہ خیال عاشق و معشوق مین فرش بھی ہین ہمچین ہے پردہ ہوا سے نہین اُٹھتا حسرت پر عاشق و معشوق کی سر ملتا ہے لپٹ لپٹ کر دونون کا رونا اشکون سے منھ دھونا صدائے الوداع و افراق بلند ایک بیقرار اک دردمند رلفونگی

انجمن سے پریشانی ظاہر چہروں سے حیرانی بخوبی ماہ بران کا یہ کہنا کہ اے شہریار خدا حافظ و ناصر ایرج کا جواب مین یہ کہنا مصرع گئے تم اُدھر اور ہوے ہم یقین ہے ؛ ملکہ جاؤ اب کب ملاقات ہوگی بران نے آنکھون مین آنسو بھر کے جواب باوعدۂ فردائے قیامت دہان بھی ملاقات کی امید نہین شعر حشر پر وعدۂ دیدار ہے مین ڈرتا ہون بھیڑ ہوئے گی رخ یار ادھر ہو کہ نہو ؛ ملکہ نے کہا ای شہریار بسبب غصہ نہ کیجیے ایسا نہو بانپے آئینہ دیکھا ہو غضب ہو جائیگا وہ نہایت صاحب غیرت ہے ایرج نے کہا ملکہ فقط تمھاری بدنامی کا خیال ہے ورنہ طلسم نوشافشان کو مٹا دینا کیا محال ہے ملکہ یا تو روتی تھین یا ہنس پڑی کہا صاحب آپ ایسے ہی ہین میرا خیال ضرور ہے کبھی ایسا قصد نہ کیجیے گا جہانگیر کے مقدمہ مین کئی پیچ پڑے اب لوح طلسم نوشافشان کا ملنا مشکل ہے مگر آپکے واسطے کیا دشوار ہے ایسی باتین عاشق و معشوق مین ہوئین شمع سحری نے بھی اشک حسرت انکے حال پر بہائے نیر اعظم کا چہرہ زرد بلبلون کے دل مین درد الغرض ملکہ بہ مشکل تمام ایرج نوجوان سے رخصت ہوکر زمین مین غرق ہوئین گئی کوس پر جاکر نکلین راہ کوٹے کر کے قصر جمشیدی مین پہونچین کوکب سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا ملکہ بران واسطے تسلیم کے خم ہوئین کوکب نے گلے سے لگا لیا پیشانی پر بوسہ دیا پوچھا اے نور نظر کہان گئی تھین ملکہ بران نے دست بستہ عرض کی ہزار درے کے انتظام کو گئی وہان جاکر خبر سنی کہ شاہزادۂ ایرج نوجوان و شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا طلسم جمشید مین داخلہ ہوا ہے مگر جمشید جادو برسر پرخاش ہے ایسا نہو کہ فرزندان صاحبقران پر کوئی افتاد پڑجاے تو آپ کو صاحبقران سے شرمندگی ہوگی اور جب سے آپ سے اور افراسیاب سے فساد ہوا اُس بیحیا نے خراج بھی نہین بھیجا جو یہان سے جاے خراج کا بھی تقاضا کرے اور فرزند صاحبقران کا جمشید کو مطیع کرا دے کوکب نے اُسیوقت خورشید روشن رای اپنے وزیر اعظم دستور معظم کو چار سو سوار تھے چار سو جادو گر ساتھ کر کے حکم دیا بسط ملکہ نے فرمایا ہے جلد جاکر انتظام کر خواہ نور الدہر خواہ ایرج نوجوان پہونچ گئے ہون فوراً لوح دلوا دینا خبردار ان لوگون کو کوئی موے جسم میلا نہونے پاے خورشید روشن رای اسی وقت طرف طلسم جمشید کے بتعجیل روانہ ہوا ان کو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال تحریر ہوگا بعد جانے ملکہ بران خشمگین زن کے ایرج نوجوان بیتاب و بیقرار ہے آخر مجبور و ناچار دربار مین آن کر بیٹھے افلاک کوی کو حکم دیا لشکر تیار کرو اور شوخ چشم سے فرمایا تم اپنی جادوگرنیون کو حکم دو ہمین طرف طلسم جمشید کے جانا منظور ہے شوخ چشم نام طلسم جمشید سنکر ٹھہر گئی عرض کی ای شہریار طلسم جمشید مین بڑے بڑے ساحران غدار رہتے ہین وہان کا قصد نہ کیجیے اُسکا فتح ہونا دشوار ہے ایرج نے فرمایا ہمارا بھائی ہمچشم اُس طلسم مین پہونچ چکا آفت مین مبتلا ہو سکتا ہے کہ اُسکی مدد کو نہ جاؤن تم جلدی تیاری اور رہبری کر کے ہمکو لیچلو جب طلسم قریب پہنچے تم الگ ہو جانا اپنی جان بچانا شوخ چشم قدمون سے لپٹ گئی عرض کی کنیز کو حضور کی جان سے اپنی جان عزیز نہین

ہے مگر مقام پر آشوب ہے ایرج نے کہا پروردگار مالک ہے شوخ چشم خاموش ہوئی بارہ سو جادوگر نیان سباب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آئین افلاک کوہی نے دس ہزار فوج تیار کی ایرج نوجوان نے شوخ چشم کو تخت پر سوار کیا افلاک کوہی کو سپہ سالار کیا آپ بعدہٗ صاحبقرانی کرۂ بن اشقر پر سوار ہوے اس جادہ چشم کر دفر سے نوبت نقارے بجتے ہوے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے حال خبر یت مآل انکا وقت پر تحریر ہوگا

دوکلمہ داستان شوکت بیان شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کہ ملکہ شگوفہ جوش محبت مین شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر چلی ہی کہ شاہزادے کو طلسم سے نکال لیجاؤن راہ مین ہنگامۂ عظیم ہونا سانی نامہ مصنف

اے ساقی مہوش گل اندام	دے بھر کے مئے سرور کا جام	بیٹھے رہے گی نہ ابتلک سیر
اب دیکھین گے صورت فلک سیر	منظور نظر سفر ہے ساقی	اور نشہ اُتار پر ہے ساقی
بوتل سے نکال بادۂ ناب	دورے کے لیے ہی قلب بیتاب	شیشہ مین پری اتار ساقی
کھو دیگا مرا نجار ساقی	طاقت مجھے یا نسے آ کے لیجائی	منزل یہ ہوا اُڑا کے لیجاے
صرصر مری گرد پا نہ پائے	عنقا بھی مرا پتا نہ پائے	دشت نوردان وادی محنت

دگر قارئین دام حسرت انجام صعوبت طلسم داستان سحر بیانگو یون تحریر فرماتے ہین کہ ملکہ شگوفہ شیفتہ جمال نورالدہر بن بدیع الزمان اپنی نا کو قبل کرکے بخوف جان شاہزادے کو بیہوش کرکے اس ارادے پر باغ سے نکلی کہ انکو طلسم سے نکال لیجاؤن رات بھر تخت پر اڑاے ہوے آئی مگر شب کو یہ نہ تابہ سحر اکثر مین کدھر جاتی ہون گردش فلکی ہمراہ ہی ہر بھر کے سرحد طلسم ہی مین ہی صبح ہوئی ایک کوہ مین آکر اتری اس خیال سے کہ شاہزادہ کو رات بھر گذری بیہوش ہی اپنے تئین یک سمجھی کہ سرحد طلسم سے نکل گئی اب شاہزادے کو ہوشیار کرون مجھپر غصہ کریگے اسکا کیا تردد ہے جو کہینگے سنونگی آخر مین سمجھا دونگی سمجھ جائینگے اپنے لشکر مین مجکو لیجائینگے مع کل جادوگرنیون کے درۂ کوہ مین اتری لوح محفوظ شاہزادے کے گلے مین پنا دی شاہزادے پر سے سحر بھی اتارا اسرار وعیار ہوشیار ہے نورالدہر نے اپنے کو ایک درۂ کوہ مین پایا گھبرا کر پوچھا اے ملکہ یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ملکہ شگوفہ ٹھہرا کر مدمون پر گری کہا اے شہریار جو کچھ مین نے سمجھا یا آپنے قبول کیا آخر میرے دل سے خوف نہ نکلا مین آپکو بیہوش کرکے بیرون طلسم لے آئی اب یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے جو مناسب وقت ہو سزا دیجیے جبکہ نورالدہر متغیر ہوگیا شاہزادہ غیرت سے عرق حجاب مین غرق ہوا کہا ملکہ بڑا غضب کیا تم نے مجھکو دین دونیا سے کھویا نہین معلوم اُس گرفتار زنداں مصیبت و بلا ملکہ مخمور سرخ چشم پر کیا گذری ہوگی اپنے دل مین کہا ہوگی کہ شاہزادے نے ہماری خبر نہ لی اگر خدانخواستہ بادشاہ طلسم جمشید پہونچے اُس گل باغ خوبی و سرو نوخاستہ صدیقہ محبوبی کو قتل کرڈالا ہم عورت ہونکو کچھ نہ کہونگا اپنا کلاہ کاٹ کے مرجانو نگا شہ رنگ جی بگڑ گیا

چپکے سے کہا ملکہ غضب کیا یہ شیر جس بیشہ مین جائین بدون شکار واپس آئین دوسرے مقدمہ نا موس حال اس عشق کا طشت از بام افتادہ ہی یہ خلق سب سے زیادہ ہے نورالدہر نے کہا شبرنگ تم کبون گھبراتے ہو مرکب تیار کرو ہم ابھی چلتے ہین اپنے کو جسطرح بنے گا طلسم جمشید تک پہونچائینگے ملکہ عالم اپنی جان بچائین جہان چاہین جائین مجھے اُنسے کچھ کام نہین میری آبرو کی دردپے ہوئین واہ کیا خوب احسان کیا ہے ہنسنے لحاظ سے محمود کا حال مفصل نہ کہا تھا پردہ بہ پردہ ذکر کردیا تھا محمود نے ہمارے واسطے افراسیاب کہ جو طلسم ہوش ربا کا مالک سلطنت وسیع رکھتا ہی اُس سلطنت پر لات ماری شریک خواجہ عمرو ہوئی سالہا سال سے لڑ رہی ہی افراسیاب ایسے بھیا سے مقابلہ سر کو ہتھیلی پر رکھ لیا جان اور کو تج دیا ان باتون کا بالکل خیال نہ کیا اسطرح جو غصہ مین نورالدہر نے کہا شگوفہ شل گل مرجھا گئی کانپنے لگی عرض کی اے شہریار مین خوف جمشید سے یہ حرکت ناشائستہ کر بیٹھی سر حاضر ہے کاٹ لیجیے نورالدہر نے کہا ملکہ مین تمسے کچھ نہین کہتا مگر مین ہیشک جاتا ہون شبرنگ بخوبی مزاج سے واقف ہی اُنسے نور اُمرکب تیار کیا دروازے کے باہر جاکر ٹھہرا آواز دی اے شہریار مرکب تیار ہی شگوفہ نے کہا بھیا شبرنگ اسقدر جلدی نکلو برا ک خدا شاہزادی کو سمجھاؤ شبرنگ نے اشارہ کیا ملکہ کا راز دست رفتہ تیر از کمان جستہ پلٹنا ممکن نہین مین کیا نادان ہون جو سمجھاؤن مین تو بیچارہ کیا ہون اگر انکے بزرگ بھی آئین یہ اپنی کرین نورالدہر فوراً سلاح سے آراستہ ہوکر مرکب سوار ہونے چلے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی ہاتھ مین غصہ سے کف منھ مین بھرا ہوا چہرہ سرخ آنکھین اُبلی ہوئین اب تو شگوفہ اُٹھی دست بستہ عرض کی اے شہریار بسم اللہ جیسے لونڈی ساتھ چلیگی مین یہان رکر کیا پہاڑ سے سر ٹکرا دونگی ہمراہ رکابی کرونگی مگر اتنا عرض کرتی ہون تا بہ قلعۂ طلسم پہونچنا دشوار ہے کنیز سراسر خطادار ہے نورالدہر نے کہا رہبر کامل ساتھ ہی خضر دل رہبری کریگا منزل مقصود تک پہونچائیگا واضح ہو کہ یہان در کوہ مین یہ ہنگامہ ہی شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہو چکا ہی شگوفہ نے اتنا کہکر روکا ہی کہ ایک لمحہ تامل فرمائیے اسباب سحر جسم پر آراستہ کرون جادوگر نیون کو آواز دے رہی ہے جلد تیار ہو سب پر آراستہ ہوکر باہر آئین شاہزادے نے قصد کیا کہ علی العجلت مرکب بڑھائے مگر دو کلمے داستان مدہوش و رازبینی کہ جسکو افراسیاب نے فرمان دیکر مضمون طلب نصیر ملکہ محمود روانہ کیا تھا وہ پاس جمشید جادو کے پہونچا فرمان افراسیاب کا جمشید جادو نے پڑھکر اسیوقت اپنے ایک ملازم معتبر موسوم شاہور جادو کو مع بارہ سو جادوگرون کے طلب کیا ملکہ محمود کو قید خانے سے بلاکر اپنے پہلو پر سوار کیا شاہور و مدہوش و رازبینی مع تین ہزار ساحران عیار قید محمود کو لیکر بیرون قلعۂ طلسمی نکلے علمہائے رنگارنگ کے پھریرے کھلے ہوئے نوبت نقارے بجتے ہوئے اس کروفر سے جا رہے ہین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان قریب درہ کوہ مرکب پر سوار مع ملکہ شگوفہ چلا جاتا ہے دیکھا طرف سے صحرا کے گرد غظیم بلند ہوئی نورالدہر نے آمد لشکر دیکھکر شبرنگ سے فرمایا دریافت تو کرو یہ کس لشکر کا ہی

شبرنگ نے چاہا کہ بڑھے کہ دہن گرد کا شگافتہ ہوا علم ہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے دو سردار ساحران زبردست بطور سرداری آگے آگے تین ہزار ساحر شبیت پر بیچ مین لاکھا بے پر ایک مہ جبین مثل قید یون کے مسلسل ومطوق چہرۂ اداس عالم یاس لیے نورالدہر نے بغور دیکھا اپنی محبوب جانی یار جادوانی ملکہ مخمور سرخ چشم کو پایا پس نورالدہر نے کلیجہ پر گھونسا مارا کہا او ملکہ غضب ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم کو پکڑ کر ساحر لیے جاتے ہین ملکہ شکوفہ نے چاہا کچھ جواب دے مگر شاہزادے کو کب تاب تھی مرکب بڑھایا نعرہ کیا نعرہ

ہمائے اوج رفعت شاہبازِ عرصۂ مردی	کہ شاہانش جہان گیر و فلک گیتی ستا خواندہ
پناہ لشکر اسلام نورالدہر کز بیمش	عدو در رزمگاہش صد ہزاران الاماں خواندہ

دیگر منم سر کن لشکر کافران	بہ پیشم نگون شد سر کافران	ز طفلی بہ جرات ہنر داشتم
تفا را بہ یک دست بر داشتم	ظفر بر یلان عرب یافتم	شہ نوجوانان لقب یافتم

لوح محفوظ تو عنایت پروردگار سے گلے مین تھی تلوار کھینچکر لڑنے لگے جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے چاہتے ہین کہ ملکہ مخمور کو رہا کرلون ساحران غدار سحر کر رہے ہین بسبب حرز مکل کے کسی کا سحر پر تاثیر نہین کرتا ملکہ شکوفہ نے جو یہ اجرا دیکھا تنہائی پر شاہزادے کی کلیجہ پھٹ گیا عاشق صادق نورالدہر کی ہوا سے بھی گانٹھ باندھی جھولی سنبھالی مع اپنے ساتھ والیون کے سحر کرتی ہوئی جا بڑی گولی ترنج و نارنج رانی کے دانے مٹر کے دانے چلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے صداہاے عجائب غرائب آتی تھی از دہاے آتش فشان دوڑنے لگے ماران سیاہ برستے تھے ساحران غدار قتل نورالدہر پر کمر کستے تھے ایک سمت سے مدہوش دراز بینی ہوشیار ہوا خود بینی بھولا ملکہ ہیما کو کان ہوئے نہیب شمشیر نورالدہر سے ناک مین دم ہو کان پڑتا ہو بھگی ہو کہ بھاگ جاؤن لیکن تعلیم کردۂ افراسیاب ہے زمین کو للہا دیتا ہے ایک جانب شاہپور جادو ملازم جمشید لڑائی مین کد کر رہا ہو نورالدہر پر کیسے کیسے سحر کیے مگر تاثیر نہوئی لیکن ملکہ شکوفہ لڑتی بھڑتی لشکر کفار مین دھنسی خوب خوب سحر کر رہی ہے عین گرمی جنگ مین جمال ہمشال مخمور پر نگاہ پڑی دیکھا حسن مین ہمشال بر و رشک ہلال چہرہ چودھوین رات کا چاند سامنے عارض انور کے بدر کامل ماند گیسوے عنبرین مشک آگین کاکل پر پیچ کی لہریا مار سیاہ پر قہر پریشانی ظاہر ہے رنگ رو متغیر حال ابتر شمع جمال کی روشنی سو وہ مقام نورانی و منور پریشانی نیر اکبر بند مسدس

ہو وہ جبین بیاض و یا صبح عید کی	عالم ہے جسنے ظلمت غم نا پدید کی
سو جان سے جہان کو خواہش ہو دید کی	کانون کو آرزو ہے صفت کے شنید کی
سجدہ کرون جھکاؤن جبین نیاز کو	

محراب نور یا وُن اگر مین نماز کو

در یا لکھون مین نور کا یا عکس آفتاب
یا لوح سیم مایۂ حسن صد آب و تاب
افشان سے یا لکھو نمین مُطلّا سر کتاب
القصّہ کیا لکھون کہ وہ ماتھا ہی لاجواب

اہل نجوم کو یہ تحیّر تمام ہی
جبہہ ہے خود قمر کہ قمر کا مقام ہے

ابرو ہے یا فلک پہ ہے قوس قزح عیان
یا ہی خدنگ عشوۂ قاتل کو یہ گمان
یا بہر قتل عاشق بے صبر و ناتوان
کھینچی ہی یہ غلاف سے شمشیر اصفہان

یا سورۂ قمر پہ ہے رونق فزا ہوا
یا ہی سفینہ نوح کا اُلٹا پڑا ہوا

آنکھون سے ساحران جہان مردہ ہوگئے
بادام انکو دیکھ کے پژمردہ ہوگئے
نرگس کے پھول باغمین افسردہ ہوگئے
آہو انھین سے دشت مین رم خوردہ ہوگئے

قربان چشم مردم ہندی نژاد ہین
آنکھین ہین دونون یا ید قدرت کی صنعتین

غرض شگوفہ کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتی تھی حقیقت مین کیا حسن و جمال ہی کیا خط و خال ہی صانع ازلی نے اپنے دست حق پرست سے یہ تصویر بنائی کھینچی کیونکر شاہزادے کو خیال نہو یہ حسن یہ جمال معشوق عاشق مضمحل ادھر ملکہ مخمور نے دیکھا شاہزادۂ نور الدہر جو تیغہ پکڑے بڑھا صدہا ساحر دم بھر مین مار ڈالے دل باغ باغ ہوگیا قید کے رنج و الم سے فراغ ہوگیا غنچہ خاطر شگفتہ پھول سے گال پھولے ہوئے تھے یاسر خی آگئی مگر ایک نازنین کو مع چار سو جادوگر نیون کے دیکھا کہ گرد شاہزادے کے پھر کر سحر کر رہی ہے ملکہ مخمور بھی صورت شگوفہ کی دیکھکر حیران جمال محبوب دیدار ہو کر دل سے کہتی تھی معلوم ہوتا ہی یہ شاہزادے پر عاشق ہو کر یہانتک آئی ہی یقین ہی کوئی شاہزادی ہی اپنے قید رہنے سے بہت گھبرا رہی ہی کہ نور الدہر پر جادوگرون کا ہجوم ہی ارے اس جوان کو مار لو چارون طرف سے یہی دھوم ہی شاہزادۂ نور الدہر شیرانہ جنگ کرتا ہوا قریب بدہوش درازبینی کے پہونچا مدہوش کے ہوش پراگندہ ہین کیسے کیسے گولے نور الدہر پر مارے مگر تاثیر نہین ہوئی ایک موے جسم بھی اُس شاہزادے کا میلا نہوا دل سے کہتا ہے سحر کیون جواب دیتا ہے جب شاہزادہ قریب پہونچگیا مدہوش نے تیغۂ سحر بار نور الدہر نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پر گانٹھا صدہا شعلے بھڑک کر گرے برقین چمکین مگر بہ عنایت پروردگار سے محفوظ رہے وار نہ ہوش کا روک کر ہاتھ تیغہ خارا شگاف کا مار امدہوش نے سر سحر کہ چہرے کی پناہ کر الوح محفوظ کا عکس پڑا

سپر سحر کے دو ٹکڑے ہوئے چاہا تڑپ کے نکلیں اجل نے مہلت نہ دی چمک کے تلوار گری مد ہوش دراز بینی کے دو ٹکڑے ہوے اب تو تمام ساحر بھاگے آواز آئی کہ مارا مجکو کہ نام میرا مد ہوش دراز بینی تھا شاہ پور کے ہوش اڑ گئے ارابے کو تو محمور کے نہ چھوڑا مگر میدان سے پانوں اٹھے نور الدہر قتل کرتے ہوے چلے شگوفہ نے سیکڑوں نحل قد ساحر دنکے سحر سے قلم کئے مثل برگ خزان دیدہ کافر گر رہے ہین شگوفہ پامال کرتی چلی آتی ہی نور الدہر چاہتے ہین محمور کو چھڑا لین کئی کوس لڑتے ہوے آئے قلعہ طلسمی معلوم ہونے لگا شاہ ہورنے ایک جادوگر کو حکم دیا جلد جا کر شاہ کو خبر کر کہ طلسم کشا آگیا اُسپر سحر ہمارا تاثیر نہین کرتا مد ہوش مصاحب افراسیاب مارا جا چکا جلد آیے ورنہ قید محمور چھن جائیگی وہ جادوگر بھاگا جمشید تخت پر بیٹھا تھا اس سے آکر تمام کیفیت بیان کی جمشید غصہ مین اُٹھا مرکب سحر پر سوار ہوا جمشید کا چلنا لاکھون ساحر اسکے ساتھ ہوے اُسوقت آکر پہونچا کہ نور الدہر نے تمام فوج کو تہ و بالا کر دیا ہی شاہ ہور بھاگتا پھرتا ہی اور شگوفہ کو جو مصروف جنگ دیکھا جل گیا دہن سے نعرہ کیا باش او طلسم کشا او رخبردار او شگوفہ جلد رومال سی ہاتھ باندھ کر قدمون پر بادولت کے گر ہر چند کہ شگوفہ تھم گئی مگر سحر کرنے مین کمی نکی جمشید نے دو چار گوے اپنے ہاتھ سے ایسے مارے زمین تھرا گئی کئی سو جادوگر نیان شگوفہ کی بیہوش ہو کر گرین شگوفہ بھی زخمی ہوئی مگر نور الدہر پر سحر اُسکا تاثیر نہین کرتا قریب ہی کہ شگوفہ کو گرفتار کرے گہ اندر سے قلعہ کے پانچہزار ساحرون کے ساتھ سہیل اختر شناس آکر پہونچا یہ ہمیشہ سے مطیع الاسلام ہی چونکہ کاہن زبردست ہی کتاب مین دیکھے تھا کہ یہ طلسم اب ٹوٹ جائیگا خدائے نادیدہ برحق ہی سامری رسی کرنا ناحق ہی ناظرین کو یاد ہوگا اسلیے بدعت ہی جمشید کی ملکہ محمور کو بچا کر قید کرا لیا تھا اسوقت پانچہزار ساحرونکو مطیع الاسلام کر کے آپہونچا جمشید سمجھا میری مدد کو آتا ہی مگر سہیل برابر ملکہ محمور کے ارابے کے پہونچا ٹھہرا کر کے ساحرون کو ہٹایا زبان سے سوزن ملکہ محمور کے نکال لیا سوزن کا نکلنا محمور اُٹھی سنگ برزہ اُٹھا کر مارے کئی سو ساحر واصل جہنم ہوے سہیل نے نعرہ کیا نمک غلام شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان پانچ ہزار فوج سے لشکر جمشید پر حملہ کیا اُدھر محمور نے آفت برپا کر دی لڑتی ہوئی قریب شگوفہ آئی شگوفہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ محمور نے پوچھا بی تمھارا کیا نام ہی شگوفہ نے سر جھکا کر کہا بندی غریب الوطن مجبور و ناچار وطن سے دور موت سی قریب آوارہ و سرگشتہ بدنصیب ملکہ محمور نے کہا کیون بی ساحرون سے کیون لڑتی ہو ظاہر تم اسی طلسم کی رہنے والی ہو شگوفہ نے کہا آپ کی قید کا حال سنکر دلکو تاب نہ آئی شکر ہے آپ رہا ہوئین بڑا نام بتانا یہ ہے کہ ہم آپ دونون ملکر شاہزادے کو بچائین اس طلسم سے نکال لیجائین اب جمشید بادشاہ طلسم خود آگیا ہی قلب کانپ رہا ہے بدون لوح طلسم بادشاہ کا قتل ہونا دشوار ہی کدوکاوش بیکار ہی ملکہ محمور سمجھ گئی کہ یہ بھی شاہزادے پر عاشق ہے زیادہ کلام کی مہلت نہ پائی محمور روتی ہوئی ایک جانب نکل گئی شگوفہ ایک سمت مین مصروف ہوئی

اُسوقت قیامت کی جنگ ہے سہیل اختر شناس نے ہزارون کو مارا ملکہ مخمور نے طبقہ زمین کا ہلا دیا نور الدہر نے پڑھکر علم فوج کو تلم کیا اب جمشید گھبرایا دل سے کہتا ہے کیا باعث ہو اس جوان پر سحر نا تیر نہین کرتا آخر ایک کٹورے پر آکر ایک چراغ روشن کرکے چند دانے ماش کے مارے ایک سنہری پتلی پیدا ہوئی جمشید نے اس سے پوچھا اے کنیز سامری اس جوان پر سحر کیون نہین تاثیر کرتا اُس پتلی نے آواز دی اے شہنشاہ اس جوان کے پاس لوح محفوظ موجود ہے ہر آپکے قریب نہین جا سکتے اُس پتلی سے یہ سُنکر جمشید میدان جنگ مین آیا اُٹھا کر ایک گودارا سہیل و شنگوفہ دونون بیہوش ہوکر گرین جمشید نے حکم دیا ملازمون نے سہیل و شنگوفہ کو گرفتار کر لیا بعجل قلعہ مین بھیجدیا اب جادوگرون سے اشارہ کیا مخمور پر بلوہ کرکے بیچ مین لاکھون جادوگر آگئے اب مخمور نور الدہر سے دور ہوگئی نور الدہر نے ایک مقام پر آکر ایک جادوگر کو مارا پہلو سے آواز آئی شہریار کنیز کو بچائیے نور الدہر نے پلٹ کر دیکھا کہ ملکہ مخمور زمین پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہے جسم پر آبلے پڑے ہوئے نور الدہر نے کہا ملکہ کیا ہوا ملکہ نے کہا حضور جمشید نے مجھپر سحر کیا تمام ہڈیان جل رہی ہین ذرا روح محفوظ مجکو دیجیے اپنے جسم سے مس کرون نور الدہر نے گھبراکر روح گلے سے اُتاری سامنے مخمور کے پھینک دی مخمور نے اُسکو اُٹھاکر رومال مین لپیٹا اور نعرہ کیا او طلسم کشا منم شہنشاہ جمشید اب نور الدہر نے دیکھا کہ جمشید تاج پہنے سامنے کھڑا ہے ملعون نے صورت سحر سے مخمور کی بنائی تھی اب جو ایک دو ہتڑ مارا نور الدہر زمین پر گرے شرنگ کو ڈھونڈھ کر پکڑ لیا سردارون کے سپرد کیا اب طرف مخمور کے آیا چونکہ بادشاہ طلسم ہے آخر مخمور بھی اُسکے سحر سے بیہوش ہوئی مخمور کو بھی اندر قلعہ کے روانہ کیا آپ اسواسطے بیرون قلعہ ٹھہر گیا لاشے بھی اُٹھوانا ساتھ تھا لونکہ متوطن ہین اور یہ بھی خیال ہے اگر طلسم کشا کو اندرون قلعہ طلسم لیجاؤن گا تو بعد میعاد معینہ طلسم قتل کرنا ہوگا اُسی مقام پر بارگاہ استادہ کرائی قید نور الدہر کی چند ساحرون کے سپرد کی مسلسل کرکے شہزادے کو اور شرنگ کو اُسی بارگاہ مین بٹھایا جمشید جادو بیرون بارگاہ ٹہل رہا ہے کہ آسمان پر برق چمکی خورشید روشن رائے وزیر کوکب رو شنضمیر جسکو ملکہ پران نے روانہ کرایا تھا وہ اسوقت آنکر پہونچا جمشید جادو کو سلام کیا پوچھا یہ رن کیسا پڑا جمشید نے کل کیفیت بیان کی اپنے ساتھ لیکر بارگاہ مین آیا کہا اے خورشید مخمور کو خدمت افراسیاب مین روانہ کرون گا سہیل و شنگوفہ میری ملازم ہین اُنکو خود سزا دونگا اور طلسم کشا کو تو ابھی قتل کرتا ہون خورشید روشن رائے نے فرمان شہنشاہ کوکب کا ہاتھ مین جمشید کے دیا کہا اسکو پڑھیے اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے نور الدہر اور شرنگ و مخمور کو ہمین حوالے کیجیے ہم خدمت شہنشاہ مین لیجائین سہیل اختر شناس و شنگوفہ کا آپکو اختیار ہے جمشید جادو یہ سُنکر غصے مین کانپنے لگا کہا اے وزیر اعظم یہ میری شرافت تھی کہ مین تمکو استقبال کرکے لایا جسدن سے شہنشاہ کوکب رو شنضمیر شریک مسلمانان ہوئے

ہین نے تو خراج بھیجنا موقوف کیا ہین تو افراسیاب کا ملازم ہون اسیوقت شبرنگ و نورالدہر کو قتل کرونگا
ہرچند کہ خورشید روشن رائے کے ساتھ بارہ چودہ سردار دربار مین بھی موجود ہین چار سو ساحر ہمراہ
آیا ہی مگر سوچا کہ یہ مقام فساد کرنیکا نہین ہی ہنس ہنس کے باتین کرنا شروع کین کہ اے برادر تمکو اختیار ہی ہمنے حکم
شاہنشاہ پہونچایا خواہ قتل کرو خواہ بخشو چند ساعت یہ باتین کرکے خورشید روشن رائے ٹھہرا اور رمال
یہ کیا کہ بیٹھے بیٹھے چپکے سے سحر کرکے سریر جادو وزیر جادو ملازمان جمشید کو بصورت نورالدہر و شبرنگ
قید مین چھوڑا نورالدہر و شبرنگ کو بہ نیرنگ سحر اپنے قبضہ مین کرلیا جب اپنا کام کرچکا کہا لو جمشید
ہم جاتے ہین جمشید نے کچھ اعتنا نہ کی خورشید روشن رائے باہر نکلا تخت پر سوار ہوا ساتھ والون کو لیکر
بہ تعجیل تمام روانہ ہوگیا جمشید جادو نے کہا کہ فوراً دار اشتاده کراؤ جلاد کو بلاؤ جلاد نے آکر نورالدہر و شبرنگ کو
دار پر کھینچا جمشید جادو نے حکم دیا جلاد نے تیغہ مارا دونون کے سر اڑ گئے آواز آئی کشتی مرا نام من
سریر جادو وزیر جادو بود جمشید حیران ہوگیا یہ کیا معرکہ ہوا مرنے سے اُن مُردون کی صورتین
بھی بدل گئین اُسکے عزیز سر پیٹنے لگے اور کہا اے شہنشاہ ان غلامون نے کیا خطا کی تھی جمشید پریشان
ہوا اوراق مین جو دیکھا صاف معلوم ہوا یہ شعبدہ خورشید روشن رائے وزیر کوک روشنضمیر کرگیا
میرے سردارون کو قید کرایا نورالدہر و شبرنگ کو بیگیا غصہ مین اندر قلعہ طلسمی آیا ملکہ خمورسرخ چشم و ملکہ
شگوفہ و سہیل اختر ستارہ کو قید خانے مین بھیجدیا اور اس جملہ حالات کی عرضی بخدمت افراسیاب روانہ کی سب
حال لکھا آخر مین یہ تحریر کیا کہ آپ کی دوستی مین کوکب سے دشمنی ہوئی طلسم کے بچانیکی فکر کیجیے وزیر کوکب
طلسم کشا کو نکال لے گیا وہ اُسکی ضرور مدد کریگا یہ نامہ جو افراسیاب جادو کو پہونچا نہایت غصہ مین آیا کہا
مین لوح طلسم جمشید ہین منگائے لیتا ہون یہ کہکر محیط ابر بار جادو کو بلایا اور ایک نامہ بنام جمشید لکھا
اُسکا مضمون یہ تھا کہ اے خیرخواہ بلا اشتباہ کیا مجال کوکب کی جو تمسے آنکھ ملاسکے مجھے ہر وقت خیال ہی
مگر برادر محیط ابر بار جادو مع فرمان مابدولت کے آتا ہی وہ جو قلعہ ہی جسکو دخانیہ کہتے ہین شبرنگ
آتش خوار وہان کا حاکم ہی محیط تمھارے پاس آئیگا تم بھی نامہ بنام شبرنگ آتش خوار لکھ دینا فرمان
مابدولت کا اور نامہ تمھارا لیکر قلعہ دخانیہ مین جائیگا مقام لوح ہمنے محیط کو سمجھا دیا ہی وہ قلعہ دخانیہ سے
لوح لیکر ہمارے پاس چلا آئیگا ہم لوح کو اپنی حفاظت مین رکھین گے جب لوح دستیاب نہوگی طلسم
نہ فتح ہوسکیگا محیط ابر بار فرمان افراسیاب لیکر طرف طلسم جمشید یہ کے روانہ ہوا مگر خورشید
روشن رائے اپنے سحر سے نورالدہر و شبرنگ کو نکال لایا پانچ کوس پر آکے بارگاہ استاد کی
شاہزادے کو ہشیار کیا مسند آراستہ کرکے جگہ دی آپ دست بستہ سامنے کھڑے ہوکر سلام کیا نورالدہر

حیران یا تو مین قید مین جمشید کی تھا یا اپنے کو بارگاہ آسمان جاہ مین پایا اسباب عیش و نشاط مہیا ایک جوان وزیر وضع سامنے دست بستہ حاضر ہے جسکی صفت خلق مین زبان قاصر ہی حیران ہوکر کہا اے برادر یہ کیا مقام ہی آپ کا کیا نام ہی خورشید روشن رائے نے دست بستہ عرض کی کہ شہنشاہ کوکب روشنضمیر کا وزیر ہون آپ کی طلسم کشائی کی خبر شہنشاہ کو پہونچی مجکو نامہ دے کر روانہ کیا کہ جاکر جمشید سے لوح دلوا دو شاہزادہ کو شکست دعدم شکست کا اختیار ہی مین نے جاکر حضور کو قید مین پایا اُس بیچارے نے حکم شہنشاہ کو نہ مانا شکر ہی کہ مین حضور کو مع عیار نکال لایا اب حضور سیر کساتھ برائے ملاقات شہنشاہ کوکب روشنضمیر تشریف لے چلیے یا اسی مقام پر تشریف رکھیے مین ملازمون کو خدمت مین چھوڑکر پاس کوکب کے جاؤن جمشید نمک حرام شہنشاہ کا ملازم ہی اب منزل بغاوت کا عازم ہی شہنشاہ اُس سے لوح منگوا کر آپکی خدمت مین حاضر کرینگے نور الدہر یہ سنکر خاموش ہورہے نہایت شاق ہوا کہ مدد سے انسان کی کام کرین یہ بات ضرور مشہور ہوگی کہ کوکب نے جب لوح دلوا دی تب فتح طلسم نصیب ہوئی اے نور الدہر رب اکبر پر تکیہ کرو جسطرح بنے یہان سے نکل چلو جوانے بزرگون کا طریقہ ہے اسپر کاربند ہونا شیوۂ مردی و مردانگی ہی وہ بے نیاز کارساز مدد کریگا اس بلا کو دور کریگا دلمین تو یہ خیال کیا ظاہر مین فرمایا اے خورشید روشن رائے تمنے جو کچھ کہا مناسب کہا جو کچھ تمنے کہا ایسا ہی کرینگے ہم یہان ٹھہرینگے تم جاکر سوچ کے تدبیر کرا دینا خورشید روشن رائے کو بڑی خوشی حاصل ہوئی شاہزادے کی خوش بیانی پر تسکین دل ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے خورشید نے آرام کیا نور الدہر اپنے چہیر کھٹ پر آئے شبرنگ کو سمجھا دیا تھا اُسنے شاہزادے کو جگایا بہ تعجیل مرکب تیار کیا نور الدہر چپکے سے اٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے برائے اطمینان خورشید روشن رائے ایک پرچہ لکھکر ڈال دیا کہ اے وزیر اعظم تم ستر دہنو ناہم توکلت علے اللہ طرف طلسم جمشید کے جاتے ہین اور تمکو برادر محبت سمجھا تے ہین ہمارا تعاقب نہ کرنا اپنے ملک کو جاؤ شہنشاہ سے ہماری جانب سے شکریہ ادا کرنا اور کہدینا کہ ہم لوگ اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین پیدا کرنے والے کو بخوبی پہچانتے ہین انشاء اللہ اگر حیات باقی ہی تو طلسم کو فتح کرین گے ورنہ اپنی جان دینگے یہ تدبیر کرکے اُس شب تیرہ و تار مین مع شبرنگ ایک جانب روانہ ہوے صبح کو خورشید روشن رائے نے شاہزادے کو نپایا کا غذ اُٹھا کر پڑھا ساتھ والون سے کہا صاحبو فرزندان حمزہ کیا بہادر ہین دریائے جرأت کے بے بہا در ہین مجبور خدمت مین کوکب کی آکر حاضر ہوا تمام کیفیت ظاہر کی اور ملکہ پران نے بھی بمقدمہ ارجمند نوجوان سفارش کی دست بستہ گذارش کی کہ حضور از روے وقائع کے معلوم ہوا کہ ارجمند نوجوان ہی طلسم جمشید کا بڑے کروفر سے قصد مصمم کیا ہے اور یقین ہے کہ قریب طلسم جمشید پہونچگئے ہون گے کوکب روشنضمیر نے اپنے ایک سردار عالیجاہ کو غصہ مین فرمایا اے ابریق آسمان سیر تم جاکر شاہزادے

ایرج نوجوان کا ساتھ دو لڑ بھڑ کر جمشید سے لوح لو شاہزادہ مرحلہ شکست کریگا اُس بیحیا باغی خارصحرا بیغور کوشل برگ خزان دیدہ پامال کریگا ابریق آسمان سیر یکہ و تنہا طاؤس پر سوار ہوکر تبلاش ایرج نوجوان طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوا

اول دو کلمہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان تحریر ہوتے ہین

کہ یہ بارگاہ خورشید روشن رائے سے نکلے قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے اُس مقام پر پہونچے جس مقام پر شبرنگ بن عمرو نے ساحر کو مارا تھا اور گرفتار ہوے تھے وہان پر آکے زیر نخل ٹھہر گئے ارادہ تھا کہ شب ہو بعد نماز مغربین رب مشرقین سے رجوع کرین کہ کلید فتح طلسم حاصل ہو شبرنگ سے کہا ابھی تو دن زیادہ ہے صحرا سے ایک آہو شکار کرکے لائین کباب لگا کر کھائین شب کو مصروف دعا ہونگے دیکھین پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شبرنگ نے کہا بسم اللہ مرکب پر سوار ہوکر ایک سبزہ زار مین آئے ایک ہرن پر مرکب ڈالا شبرنگ پیچھے رہگیا گوس بھر پر آکے نور الدہر نے ہرن کو شکار کیا تیر کھاکر آہو گرا نور الدہر مرکب سے کود آہو کو اُس خوشخو نے تقربانی پہونچایا انتظار مین ہین کہ شبرنگ آئے تو آہو کو اُٹھاکر لے چلین کہ سامنے سے ایک آہو تیر خوردہ پیدا ہوا لنگڑاتا ہوا چلا آتا ہے نور الدہر نے اُٹھاکر تیر مارا وہ آہو گرا نور الدہر نے اُسکو بھی ذبح کیا دونون کو کھینچکر ایک مقام پر رکھا ہے دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش بصد جوش و خروش مرکب بادرفتار پر سوار تیر و کمان ہاتھ مین چوکنا گھوڑا ڈالے ہوے آتا ہے اُس نقابدار کی نگاہ اپنے صید پر پڑی بغیظ و غضب تمام قریب نور الدہر کے آکر کہا کیون او اجل گرفتہ تونے ہمارے صید کو کیون شکار کیا کچھ خوف یا بدولت کا نہو نور الدہر بے ساختہ ہنس پڑے فرمایا آپ کا صید ہین کیا اجارہ ہے صید سامنے آیا شکار کیا نقابدار نے کہا یہان ہماری عملداری ہے کسی کی مجال نہین کہ یہان شکار کھیل سکے نور الدہر نے کہا اب تو تیر مارا خطا معاف کیجیے جو مناسب ہو سزا دیجیے نقابدار نے کہا یہ ہرن اُٹھاکر گردن پر لادو ہمارے مقام پر پہونچا دو جب تو نور الدہر کو غصہ آیا فرمایا کیا بیہودہ بکتا ہے یہ کام مزدورون کا ہے بس نقابدار غصہ مین مرکب سے کود پڑا ہاتھ نیچہ کا بلا تکلف مارا نور الدہر نے نیچہ نگارین کو بڑھاکر تھپکی ماری نیچہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ذرا زور کیا نقابدار کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ گئی کمر مین ہاتھ ڈال کر نور الدہر نے نقابدار کو اُٹھا لیا تکان جو ہوئی نقاب چہرہ نقابدار سے دور ہوئی معلوم ہوا ابر چھٹ گیا یا ابر ہٹ گیا ماہ تابان پردہ حجاب ابر سے نکلا یا ایک پارہ حور خصال پری تمثال ماہ جبین پہر یکمین نظر پڑی شاہزادہ رعنا حسن و جمال کی تاب نہ لاسکا غش کھاکر زمین پر گرا ہرچند کہ وہ نازنین بھی شکار ہوئی زخمی تیغ ابرو اسیر کمند گیسو مگر حجاب مانع ہوا عشق کہتا تھا اپنے بیمار کا سر اُٹھاکر زانو پر رکھو عتاب لب علاج کرو

شربت وصال پلاؤ بنفشہ گیسو کی بو سنگھاؤ جسطرح بنے اسکو ہوش مین لاؤ حجاب کا قول تھا شرم مناسب ہے صاحبان عصمت کو پاس ناموس ضرور ہی عشق تاکید کرتا تھا سر عقل کا قصور ہے اسی کش و پنج مین حیران حیران بالین پر اپنے بیمار کے اشک حسرت بہا رہی ہی کبھی بیٹھ جاتی تھی کبھی قصد ہوتا تھا کہ بند نقاب آرا سنہ کرکے نکل جاؤن مگر جوش محبت مین یہ بھی خیال تھا کوئی جانور درندا سکو آکر گزند نہ پہونچاے یا خدانخواستہ شبر آکر دشمنون کو کھا جاے بوجہ مجھر خون ہوگا اس خیال سے بیٹھی ہی آنکھون سے اشک گرم ٹپکے قطرہ ہاے گلاب عارض پر شاہزادے کے پڑے آنکھ کھل گئی نازنین نے چاہا ہٹون نور الدہر نے کلائی تھام لی اُس نازنین نے شرما کر سر جھکا لیا ہان ہان کہکر اشارہ کیا دیکھا اے شخص مجکو ہاتھ نہ لگانا اپنی جان پر آفت نہ لانا یہ کہکر جو مسکرائی سپیدی براقی گوہر دندان کی اُس سے برق گری خرمن ہوش و حواس کو شاہزادے کے جلا دیا زلف نے پریشان کیا آئینہ جمال نے حیران کیا ہاتھ تو بہ منت تھام لیا اب بخوبی نگاہ جمال بیمثال پر پڑی سراپا موزون صانع ازل نے نور کے سانچے مین ڈھالا ہی قیامت قد بالا ہے

بند مسدس

زلف رسا ہی یا شب معراج سر بلند
یا قدسیون کے صید کو پھندکی ہی یہ کمند
یا ہین وہ مار شانہ فعحاک خود پسند
ہے جسکی دست برد سے آفاق کو گزند

آشفتہ اس سے ایک نہ سنبل چمن مین ہے
دل خون و خشک مشک کا نافہ ختن مین ہے

ہو زلف یا دھوان ہی یہ شمع جمال کا
اعجاز حسن و ناز سے اونچا نہ ہو سکا
یا ابر آفتاب کے پہلو مین چھا گیا
پیدا ہے یا کہ شام غریبان یہ بلا

خورشید روے یار کی گو زلف شرق ہو
ممکن نہین ہے یہ شب یلدا سے فرق ہو

شانے سے آشنا جو وہ زلف دوتا ہوئی
آفت ہوئی ستم ہوئی قہر خدا ہوئی
صیاد مرغ روح ہوئی دلربا ہوئی
عاشق کا دل شکار کو کافی بلا ہوئی

زلف خمدار نے مین جو شانہ مسل ہوا
کھا کھا کے رشک پنجہ مژگان دشمن ہوا

ہین معجزے وہ چشم خرد بین مین بیگمان
جادو ہو آنکے نام سے دنیا مین بے نشان
دیکھے جو سامری بھی تو ہو جاے بیزبان
آشوب دہر فتنہ آفاق ہین عیان

پہونچے نہ چشم زخم کہین خوفناک ہون

دم سورہ صاد کا مین کرون کیون ہلاک ہون

اُس چشم مست نے مجھے بیہوش کر دیا
تارِ نگاہِ لطف سے زخم جگر سیا

چتون نے کشتۂ دم تیغ ادا کیا
آنکھین کبھی چُرا کے مرا دل چُرا لیا

سیدھی نگاہ تیر سی سینہ کے پار تھی
ترچھی اگر نظر کی تو برچھی دوسار تھی

پہلوے گل کے خار ہین پلکین کہ ہین خدنگ
یا فوج کی صفین ہین مہیاے رزم وجنگ

رگہاے جان پہ تیر ہین یا نشتر فرنگ
پہنے ہوے ہین جسم پہ وردی سیاہ رنگ

پلکون سے ترک چشم نے بھالے سنبھالے ہین
یا بہر صید بازنے پنجے نکالے ہین

شاہزادہ بیقرار اشکبار جب کئی مرتبہ اُس مہ جبین نے غصہ کرکے کہا صاحب چھوڑو نورالدہر نے بدجو ہی مین سر قدمون پر رکھدیا اور کہا ای ملکہ عالم ایک چشم زدن تامل فرماؤ اپنے بیمار محبت کا علاج کرو اگر چلی جاؤگی ابھی پھڑک کے دم نکلجائیگا نورالدہر نے جلدی مین زین پوش پشت مرکب سے اُتارکر بچھا دیا پلکون سے جاروب کشی کی وہ نازنین شرماکر بیٹھ گئی مگر دزدیدہ نگاہ سے جمال بیمثال نورالدہر کو دیکھ رہی ہی ہر مرتبہ جوش عشق کہتا ہی گلے مین ہاتھ ڈالدون دل کھول کر ملون مگر پھر شرماکر رک جاتی ہو دونون عاشق ومعشوق حیران حیران نورالدہر منت کر رہے ہین وہ شہنشاہ اقلیم شرم وحیا آنکھین نیچی کیے شرم سے کانپ رہی ہے، شبرنگ بھی آکر پہونچا اسوقت ملکہ نے گھبراکر کہا اے شہریار دیکھیے کوئی راہگیر آتا ہی نورالدہر نے پلٹ کر دیکھا کہا ملکہ عالم یار وفادار ہی شبرنگ بن عمرو عیار ہی شبرنگ قریب آیا دیکھا جنگل مین عجیب حلیہ کا شاہزادہ ایک نازنین کے سامنے دست بستہ بیٹھا ہے متحیر کر رہا ہی شبرنگ تو عیار ہی اپنے فوراً اپنے توبڑے سے گلابی نکال کر بیچ مین رکھدی آہو کے گوشت کے بہ تعجیل کباب تیار کیے اپنے ہاتھ سے جام بھر کر شاہزادے کو دیا کہ بسم اللہ اس مست شراب حسن ونازکو اک جام پلائیے نورالدہر نے جام سامنے کر دیا ملکہ شرماکر آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا اے شہریار یہ کیا موقع ہی میرا باغ یہان سے قریب ہے ہرچند کہ مقام خوف وخطر ہے مگر یہان سے اُٹھ چلنا بہتر ہی نورالدہر نے عجب سے کہا یہ جام نوش کرلو پھر جہان کہوگی وہان چلینگے یہ جو نورالدہر نے منت سے کہا ملکہ نے جام نوش کیا آنکھون مین نشہ آیا خیال خیر وشر دل سے دفع ہوا اپنے ہاتھ سے جام نورالدہر کو دیا نورالدہر نے مذہب کا ذکر کیا وہ کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوئی اب جو دو دو جام پیے ملکہ نے پوچھا ای شیر بیشۂ جرات اس صحراے پُرہول مین کیونکر آنیکا اتفاق ہوا نورالدہر نے تمام حال اپنا بیان کیا نام ونسب بھی تبلایا اگر نورالدہر نے دیکھا باتین کرتے کرتے

یہ نازنین سہمی جاتی ہی چہار جانب دیکھ رہی ہے نورالدہر نے پوچھا ملکہ اسقدر گھبرائی کیون ہو یہ مقام خالی از غیر ہے ہماری وجہ سے صحرائے غربت کی سیر نے اُس مہ جبین سے ایک ٹھنڈی سانس کھینچی کہا کیا اپنا حال زار بیان کرون یہان سے قریب ایک شہر ہے میرا باپ یہان کا بادشاہ ہی ملک آباد رعایا دل شاد مگر اب ہمارا موسوم بمہران شاہ جمشید جادو بادشاہ جمشیدیہ کا خراج گذار ہی نہایت ساحر زبردست مکار وغدار ہی کسی وجہ سے اُسکا اس حوالی مین گذر ہوا تھا باپ ہمارے مطیع ومنقاد تھے استقبال کرکے اپنے شہر مین لائے سامان دعوت مہیا کیا کسی دراندازنے مجھ بدنصیب کے حسن وجمال کی تعریف کی یا شاید مجکو دیکھ لیا باپ سے ہمارے سوال شادی کا کیا باپ نے محل مین آکر مادر مہربان سے کہا محل مین شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ ایسی بیٹی بھولی بھالی جادوگر کے قبضہ مین جائے گی نہین معلوم کیا رنج وملال اُٹھائے گی آخر مشیرون نے صلاح دی کہ بادشاہ سے کہیے ابھی آپکی کمسن ہے دو برس کی مہلت دیجیے بعد اس کے سامان شادی ہوگا اے شہریار وہ زمانہ وعدہ کا منقضی ہوگیا تیسرے چوتھے دن اُسکے ساحر آیا کرتے ہین باپ پر ہمارے دباؤ ہی جلد سامان شادی مہیا کرو جمشید جادو عشق مین بیتاب ہے وزرا امرا پر عتاب ہے اس غم سے آج دو ان ترکت قضا ہی ہر وقت یہ خیال ہے کہ اب کوئی جادوگر آئیگا اُٹھا لیجائیگا عورتون سے کیا ہوسکے گا جان دونگی نورالدہر نے کہا اے ملکۂ عالم مین اسی فکر مین نکلا ہون انشاء اللہ طلسم جمشیدی کو فتح کرونگا تیرے یاران ہمدم جمشید جادو کے یہان قید ہین ابھی چوتھا دن ہی ایک لڑائی پڑی تھی کئی ہزار ساحر میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوکر ڈاہوا قریب قلعہ جمشیدیہ کے پہونچ گیا تھا مگر فلک نے انقلاب دکھایا دھوکا دے کر اُسنے لوح محفوظ لے لی ایک ہفتہ عشرہ کی ملکہ کو تکلیف ہوگی اُس بیچارے کی کیا مجال جو تمھارا نام لے سکے مگر ملکہ تمنے اپنے نام نامی سے نہ آگاہ کیا ملکہ سر جھکا کر رونے لگی کہا اے شہریار دریاے مصیبت کی شناور ملکہ ماہ پرور مگر آپکی باتون نے کلیجہ فگار کیا وہ بیچارا ساحر زبردست بادہ سحر وساحری سے مست اسکا قتل ہونا دشوار ہے نورالدہر نے کہا ملکہ اپنی آنکھون سے دیکھ لینا بعد ایک مہینے کے طلسم بھربن مین ایک جادوگر واسطے علاج کے ملے تو ہمکو نہیں صاحبقران نہ کہنا ان دونون عاشق ومعشوق مین رنج وملال کی باتین ہو رہی تھین شبرنگ دس بیس قدم پر جھیل سے پانی لینے گیا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش اوبر بادکن ساحران عالم کہان جائیگا تمام ساحران طلسم تیری تلاش مین پھر رہے ہین تو اس صحرا مین معشوقۂ شہنشاہ سے عیش مین مصروف ہے قتل تیرا ہمارے ہاتھ پر موقوف ہی اور اے ملکہ ماہ پرور غضب کیا اس باغی کے دام مکر مین پھنسی تیرے لیے بھی خرابی ہوگی جب تک نورالدہر اُٹھین ایک پنجہ کمر مین پڑا بروے آسمان لیکر روانہ ہوگیا ایک ساحر مہیب سامنے اُس ماہ پیکر کے آیا یہ نیر سپہر آسمان حسن دیکھکر کانپنے لگی صورت مہیب دیکھکر بیہوش ہوگئی چونکہ جمشید جادو اُسپر عاشق ہی اُس ساحر مہیب شکل نے تخت بنا کر ملکہ کو بٹھا لیا سحر کرکے ہوا ہوگیا پلٹ کے شبرنگ بن عمر نے جو یہ معرکہ دیکھا چار جانب جستجو مین دوڑا جب پتا

نشان دستیاب ہوا ایک جادوگر کی شکل بنکر تیار ہوا جھولی بائین ہاتھ پر پتلے سونے چاندی کے گلے مین سیدور کا ٹیکا ماتھے پر رنا ہوا ایک ترسول ہاتھ مین سامری و جمشید کا نام لیتا ہوا ایک سمت جستجو کنان چل نکلا ملکہ کا حال تو وقت پر ظاہر کیا جائیگا ناظرین کے ذہن اقدس مین آئیگا مگر رستم صولت اسفندیار صفت صاحب عب وجلالت آفتاب سمان شوکت وشان شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی جو آنکھ کھلی اپنے کو بند آہن مین مبتلا ایک دربار عام مین پایا ایک بادشاہ ساحر تخت پر بیٹھا ہے گرد ساحر و نکادور اہے سردارون کے کہنے سے ثابت ہوتا ہے فیروز جادو نام دربند طلسم جمشید ہے فیروز نے پکار کے آواز دی اے سیاح جادو تمنے بڑا کام کیا ساحران طلسم مین نام کیا کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلائے مگر بادشاہ نے تحریر فرمایا تھا کہ ایک سردار ہے دوسرا اسکے ساتھ عیار ہے تصویرین دونون کی آگئین اکیلے طلسم کشا کو لائے عیار کو کہان چھوڑ آئے عرض کی یہ غلام تلاش مین نکلا تھا ایک مصاحب بھی بادشاہ کا اسی جستجو مین آیا اور وہ دونون برائے جستجو ایک صحرا مین پہونچے ایک سایہ جنگل مین ملکہ ماہ پرور دختر مہران شاہ سے یہ جوان مصروف بیش تھا وہ ملکہ کو اٹھا لے گیا مین اس شیر صولت کو آپکی خدمت مین لایا اور کسی اُس مقام پر نہین پایا فیروز نے کہا اُسی مقام پر جاکر تلاش کرو وہ اس کا ہمراز ہے بڑا جلاد ہے سیاح نے کہا غلام پھر جاتا ہے تلاش کرتا ہے تو ڈھونڈھکر لاتا ہے یہ کہکے پر پرواز پید اکرکے مثل طائر خیال بلند ہوکر اڑتا ہوا چلا شبرنگ ساحر اسی صحرا مین پھر رہا ہے سیاح آسمان پر چکا کوسون منزلون پیک نگاہ کو دوڑایا سوائے ساحر کے کسی کو نہ پایا خیال مین آیا اسی کو لیچلو سامنے بادشاہ کے پیش کردینگے خلعت وانعام لینگے وہین سے سحر کرتا ہوا گرا شبرنگ بن عمرو کی کمر مین پنجہ دیکر لے اڑا چشم زدن مین دربار مین فیروز کے لیکر پہونچا شبرنگ بن عمرو کو کھڑا کردیا کہا اے شہنشاہ اُس صحرائے مہیب مین سوائے اُس ساحر کے اور کوئی نمایہ حاضر ہے شبرنگ بن عمرو کی جو آنکھ کھلی دیکھا ایک طرف شاہزادہ مسلسل و مطوق بیٹھا ہے جلسہ ساحران جما ہوا ہے ایک بادشاہ تخت پر یہ تو عیار فرزند خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہے آنکھ کھلتے ہی بادشاہ کو سلام کیا دعا دی خداوند سامری و جمشید کی مدد سے آفتاب اقبال روشن رہے گیسیان کی جے جے کار گرد کی دیار ہے آج جمشید و سامری نے اپنی قدرت کا ظہور دکھایا اس ظالم جلاد کو قید مین پایا مجھ ایسے مقبول بارگاہ سامری کا کلیجہ دکھایا سب ہمارے باپ دادا خدمت مین جمشید سامری کی جایا کیے پوری کچوری مٹھائی مندر سے پاتے تھے ہمارے پاس بھی تصویر خداوند ہے ہر وقت پوجا پاٹ کے اب بھی اشارے کنائے ہوجاتے ہین مگر اس ساحر کش کا خون بہاؤنگا ٹھاکر جی کی پیشانی پر ٹیکے لگاؤنگا یہ کہکر نیچے کھینچ کر نور الدہر کی گردن پر رکھدیا کہا کیون او ظالم میرے کو جوان بھائی جودھ کو قتل کرتے تجھے افسوس نہ آیا دیکھ قدرت سامری کہ تجھکو میرے قبضہ مین کرایا اب

سب بھائی برادری والے سامری پرست پونے دوسو خدا کے بندے موجود ہین اب مجھے کیا ڈر ہی جادوگرون نے
ہان ہان کہکر ہاتھ تھام لیا بمشکل خوشامد کرکے سامنے فیروز کے لائے فیروز جادوان باتون سے بہت خوش ہوا کہ
یہ بندۂ خاص سامری ہی رگ ریشہ مین اوتارون کی محبت بھری ہی کرسی پر بیٹھنے کو جگہ دی کہا آؤ بھائی تمھارا
کیا نام ہی اب کس دیس مین مقام ہی کہا حضور بھگت جی کرن قوم کا برہمن بیابان جادو نام پوجا پاٹ کرنا یہی کام ہی
اس مسلمان بلچھو نے میرے جوان بھائی کو مارا حضور مجکو حکم دین کہ مین اپنے ہاتھ سے قتل کرون خون اسکا کانور مین
رکھکر لیجاؤن شوالون مین ٹیکے دون اور آپکے غلام کے پاس ایک تتلی ہی اشارے کرتی ہی بھجن گاتی ہی شوالے سے
بلی تھی سامری کے گھر کی بچھی ہی جسدن سے مجھے بلی نہال کر دیا ہر چھ ماہی مین منتون کو جمع کرتا ہون موہن بھوگ
کھلواتا ہون بڑے بڑے داتا لوگ جمع ہوجاتے ہین بڑی بڑی دور سے بچھی جی کے درشن کرنے آتے ہین داتا لوگون کے
سامنے دیکھو بچھی جی پٹر پٹر باتین کرتی ہین نتھنی پھڑکا دیتی ہین فیروز جادو حیران ہوگیا کہ ہنسے دو دو لاکھ روپے
کے بت خریدے ہین اپنے منھ پر کی مکھی بھی نہین اڑاتے سر بھی نہین ہلاتے یہ بندۂ خاص ہی یہ سوچ کر کہا ذرا بچھی جی
کا ہم بھی درشن کرین کہا سامنے یہان دربار مین بچھ بیٹھا ہی کنارے چلیے بچھی جی سے دو دو باتین کر لیجیے فیروز
جادو اشتیاق مین اٹھا ایک کمرے مین آکر کہا دیوتا لالو بچھی جی کو دکھاؤ شبرنگ نے کمر سے ایک پتلی نکالکی
ہاتھ مین فیروز جادو کے دی کہا مہارانی انسے باتین کرو سامری کے بندے ہین اور فیروز جادو
سے کہا مہارانی کے منھ سے منھ ملاؤ پیٹ پر ہاتھ رکھکے دباؤ باتین کرینگی فیروز جادو نے پتلی کے منھ سے
منھ ملاکر پیٹ پر پتلی کے ہاتھ رکھا پتلی نے منھ کھولا فیروز جادو نے خوش ہوکر قہقہہ مارا شبرنگ نے پتلی کے
پیٹ پر ہاتھ رکھکے جو زور سے دبایا پتلی کے منھ سے دھوان نکلا شبرنگ نے پتلی مین کل لگاکے بیہوشی
بھر دی تھی فیروز جادو فوراً بیہوش ہوا شبرنگ نے پتلی کمر مین رکھی فیروز جادو کی زبان مین سوزن
دیا ستون سے مضبوط باندھا رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل فیروز جادو تیار ہوا تاج اسکا لیکر اپنے
سر پر رکھا تمام لباس جسم پر آراستہ کرکے باہر آیا پکار کر اوازدی قیدی کو ہمارے پاس لاؤ مگر ہشیار بیان
بیڑیان کاٹ دو ہم تنہائی مین سزا دینگے نورالدہر کے جسم سے قید سبھون نے دور کی شبرنگ ہاتھ تھام کر
شاہزادے کا اندر لایا دروازہ مکان کا بند کر لیا نورالدہر سے کہا ای شہریار غلام آپ کا آپہونچا فیروز
جادو کو مین نے گرفتار کر لیا نورالدہر کو مقام صدر پر بٹھایا اپنی صورت اصلی بنائی فیروز جادو کو ہوشیار
کیا اب جو فیروز کی آنکھ کھلی اپنے کو ستون سے بندھا دیکھا نورالدہر سلاح سے آراستہ قید جسم پر ندارد اور
ایک عیار خونخوار تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے غرے کر رہا ہے کہ ای فیروز جادو قدرت پروردگار کو ملاحظہ
کیا تجھ ایسا جادوگر میرے قبضہ مین آگیا شاہزادہ رہا ہوا تیرے ملازم بیرون قصر بالکل بیکار ہین اگر تجکو

قتل کرون کسی کو خبر نہو قدمون پر شاہزادے کے بوسہ دے بڑے افسوس کی بات ہی کہ تم لوگ آپ کہتے ہو کہ عمر طلسم تمام ہوئی اور پھر قتل طلسم کشا مین کوشش کرتے ہو پونے دو سو خداؤن پر لعنت کرو وحدانیت کے قائل ہو وہ حاکم زمین و آسمان بانی بناے آفتاب و مہتاب ثابت سیارگان ہی اسطرح شبرنگ نے سمجھایا کہ زنگ کفر آئینۂ دل سے فیروز کے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا کہ دل و جان سے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی شبرنگ نے سوزن زبان سے نکالا ستون سے فیروز کو کھولا فیروز دوڑ کر قدمون پر شاہزادۂ نور الدہرین بدیع الزمان کے گرا عرض کی اگر غلام کلمہ پڑھے گا تو تاثیر سحر کی زبان سے جاتی رہیگی حضور کی غلامی مین رہونگا ملازمان جمشید سے لڑونگا نور الدہر نے سر سینہ سے لگایا فیروز جادو شہزادے کو ساتھ لے کر مع شبرنگ بن عمرو دربار مین آیا اہالیان دربار حیران ہوے شاہزادے کو دنگل زرین پر جگہ دی رفیقون سے پکار کر کہا صاحبو تمکو خبر ہے کہ ہمپر کیا گذری ہم گرفتار ہو گئے اگر ایسے صاحبان رحم کا سامنا نہو تا قتل ہو جاتے تمکو خبر بھی نہوتی مین نے اطاعت دین اسلام قبول کی حلقۂ غلامی گوش جان مین ڈالا غلام با اخلاص ہوا سب نے عرض کی ہم بدل و جان حضور کے مطیع و تابعدار ہین بادشاہون کو امورات نیک و بد کے اختیار ہین اب تو صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان ماہ رخسار جام نے گلنار لیکر حاضر ہوے رقص شروع ہوا آفتاب عیش و عشرت طلوع ہوا ایک نازنین گل رخسار نے یہ غزل گائی اہالیان صحبت کی طبیعت لہرائی **غزل**

کسی کا ہوا آج کل تھا کسی کا — نہ ہے تو کسی کا نہو گا کسی کا — کیا تھے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا — نہ میری سنے وہ نہ مین ناصحونکی — نہین مانتا کوئی کہنا کسی کا
مجھے مار ڈالا ہے انکار نے بھی — یہ کہنا کہ کیا مجھپہ دعوا کسی کا — جو پھر جاے اُس بیوفا پہ جانون
کرد لپر نہین زور چلتا کسی کا — کوئی کیا کرے آپ ہر جائی ہو تم — نہین میرے جان شکوا بجا کسی کا

نور الدہر بن بدیع الزمان نے جو اشعار عاشقانہ سے یاد مین ملکہ نخمور مرح چشم کی اشک نکھون سے جاری ہوے دل بیتاب چشم پر آب دل کو دھڑکن جگر کو پھڑکن آہ گرم ہذیان جلانے لگی سوزش عشق آگ سینہ مین بھڑکانے لگی اشعار جوش خمیازہ ریزش انظار

چشم آغوش حسرت دیدار — بحر اشک آب بار گلشن صبر — نگہ یاس برق خرمن صبر
شوق پامال حشر و حرمان — کف افسوس بہ بہ مژگان — سرمہ سا چشم آبناک ہوئی
آرزو بے نظارہ خاک ہوئی — خاک مین حی ملا دیا غم نے — خاک اڑائی گدورت دم نے
گرد دل سے اڑے زمین کے ہوش — نالۂ آسمان فگن کا جوش — صور کا نفخ اولین افغان
فتنۂ حشر آخرین افغان — اشک آنکھو نسے متصل جاری — خون دل تا بہ لخت دل جاری

حال شاہزادے کا اتبر دیکھکر فیروز جادو نے عرض کی کیون شہریار اسوقت آئینہ رخسار پر گرد غم والم کی ترتی ہو چہرۂ صاف و شفاف سے بیقراری پائی جاتی ہو نورالدہر نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا ہی برا در فلک کجرفتار نے عجب روز سیہ دکھلایا ہی بخت واژگون طالع نگون نے اس حال کو پہونچایا ہی ایک ایک دم زیر دم شمشیر مصیبت گذر تا ہی خنجر فراق محبوب ذبح کرتا ہے ۵

درس عشقت را بیان دیگر است	این مدرس را زبان دیگر است	اختر اختر شناسان ترا
با فلک ہر دم قران دیگر است	تا بکے سرگرم کار اینچنان	این جہان را ہم جہان دیگر است
از شراب عشق مے سوزد جگر	نقل این مے از مکان دیگر است	در میان خلق مے جوئید و نیست
طالب حق را مکان دیگر است	رہرو راہ طلب را ہر قدم	ہمرہی با کاروان دیگر است
ہمچو خورشید جہان ہر ذرہ را	با غمت راز نہان دیگر است	کس نمیداند کہ منزل در کجاست
ہر کسے را کاروان دیگر است	در نیابد غیر چشم حق شناس	مردمیدان را نشان دیگر است
در نیابد ہر کسے اسرار عشق	این معلم را زبان دیگر است	پرتو اقبال صاحب ہمتان
مختفیا از آسمان دیگر است		

نورالدہر بن بدیع الزمان نے کلمات عشق آمیز و اشعار وحشت انگیز جو پڑھے فیروز جادو بے اختیار رونے لگا کہا شہریار غلام ساحر زبردست ہو آپکا معشوق کہان ہے اگر آسمان پر ہوگا تو اپنے کوشش دعاے مظلومان پہونچا دونگا اگر تحت الثرے مین ہوگا فطرۂ آب بنکر جذب ہو جاؤنگا ہر طرح آپکے مطلوب کو آپسے ملا دونگا نورالدہر نے کہا کہ طلسم جمشید یہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم عاشق زار معشوق دلدار قید ہی دوسری نازنین مہ جبین ملکہ شگوفہ اسی صیاد کی صید ہے ہم محفل عیش و عشرت مین بیٹھے ہین گانا سنتے ہین نہین معلوم اُس گرفتار قفس طلسم پر کیا گذری ہوگی پروردہ مہد ناز و نعم صاحب شوکت و حشم اسپر یہ رنج والم اسلئے تمھاری مہربانی یہ ہو کہ ہمکو جلد رخصت کرو جستجوے محبوب مین جائین اپنے کوشش نقش پا مٹائین یا طلسم کو شکست کرین اس لڑائی کا بندوبست کرین فیروز نے عرض کی کہ ایسے وقت مین غلام ساتھ نہ چھوڑے گا خدمت گذاری سے منھ نہ موڑیگا ہر چند کہ مفتوح ہونا طلسم کا بدون لوح غیر ممکن مگر ہم سرکار کے ساتھ ہین نورالدہر نے کہا سب سامان وہ مسبب الاسباب مہیا کردیگا فیروز نے کہا سم اسپ پچیس ہزار ساحران غدار کو فیروز نے تیار کیا نورالدہر بن بدیع الزمان نے فیروز کو تخت پر سوار کیا آپ خانۂ زین کوشل خانۂ آفتاب روشن فرمایا علمہاے گلنار کے پھریرے کھل گئے اس کر و فر سے مع لشکر فیروزی اثر طرف طلسم جمشید دو منزلین طے کی تیسرے دن ایک وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین گذر ہوا شاہزادہ پشت مرکب سے اُترا ہر سبزے کی دیکھنے لگا یہ نہ سمجھا کہ سبزہ بیگانہ ہی جیسے ہی سبزۂ خوابیدہ پر پانوں رکھا مثل طالع خفتہ سوتے سوتے دشمن بیدار ہوا تڑپ کر ایک نیزہ آسمان سے گرا

کمر مین نورالدہر کی پڑا اس جلدی مین قندیل فلک ہوا کہ کوئی ساحر قریب جا سکا ساحرون مین ہلڑ ہوا
کوئی شاہزادے کو اُٹھائے گیا فیروز جادو چار طرف دوڑا کچھ نشان نہ ملا روتا ہوا پلٹا شبرنگ بن عمرو
سے کہا کیون ای برادر جو ہم کہتے تھے وہ پیش آیا طلسم مین ہنگامہ ہو چکا ہے کُل حاکمان و رسند کو حکم پہونچا ہی جس
طرف سے طلسم کشا نکلے گرفتار کر لو آخر مین نے بھی گرفتار کرایا تھا تصویرین سب کے پاس پہونچ چکی ہین ای شبرنگ
کیا عجب ہے شبرنگ آتش خوار حاکم قلعہ دخانیہ نے یہ آگ لگائی ہو وہ مردود بھی نہایت ساحر زبردست ہی مشہور ہے کہ
اُسکے قبضہ مین لوح ہی وہ سب سے زیادہ کدو کوشش کریگا اُسی کے ساحر لیگئے ہونگے اُسی جانب ہم بھی چلتے ہین شبرنگ
نے کہا بسم اللہ فیروز مع لشکر سمت دخانیہ چلا مگر شاہزادے کی جو آنکھ کھلی اپنے کو سامنے ایک جادو گر کے پایا
وہ تخت پر بیٹھا ہی گرد بہت سے ساحر مین اپنے ہاتھ پانون سحر سے بیکار شبرنگ آتش خوار نے آواز دی کیون ای جوان
چند عرصہ مین طلسم مین بڑے بڑے ہنگامے ڈالے ہزارہا ساحر تیری وجہ سے طلسم جمشیدیہ کے مارڈالے گئے مگر
میرا نام شبرنگ آتش خوار ہی میرے شعلۂ قہر و غضب سے بچنا دشوار ہے یہ کہکر حکم دیا پہلوے قصر مین جو کمرہ
ہے وہان لیجا کر اس جوان کو رکھو بادشاہ کو عرضی لکھتے ہین جیسا حکم ہوگا بجا لائینگے یہ ملحوظ رہی کہ نورالدہر کو
قید آہن سحر مین مبتلا کر دیا کمرے مین شاہزادہ بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی شبرنگ آتش خوار اپنے وزیرون
مشیرون سے صلاح مین مصروف ہے کہ صاحبو اسکو قتل کرون یا بادشاہ کو عرضی لکھون اپنی اپنی عقل کے موافق سردار جواب دے رہے ہین

دو کلمہ محیط ابر بار جادو کے سینے کہ جسکو افراسیاب جادو نے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ طلسم جمشیدیہ کی لوح ہمارے پاس لے آؤ

اول محیط جادو پاس جمشید کے آیا فرمان افراسیاب کا جمشید پڑھکر بہت خوش ہوا اپنا نامہ اس
مضمون کا لکھا ای شبرنگ آتش خوار محیط ابر بار شہنشاہ افراسیاب کا سردار مع فرمان و مع نامہ ما بدولت
تمہارے پاس پہونچتا ہی فوراً اسکو لوح حوالے کر دینا شہنشاہ نے خود اسکو مقام لوح کا پتا بتا دیا ہی چشمہ کو خشک کر کے
یا آبرو لوح خود نکال لیگا پس جمشید کے نامہ لیکر محیط جادو طرف قلعہ دخانیہ کے روانہ ہوا جس وقت
شبرنگ آتش خوار نورالدہر کو قید کر کے اپنے سردارون سے صلاح کر رہا ہی اُسی وقت محیط جادو بکبر و
نخوت تمام دربار مین شبرنگ آتش خوار کے آکر اتر السبب غرور کے شبرنگ کو سلام بھی نکیا شبرنگ نے دنگل لین
دیا پوچھا آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیونکر آنے کا اتفاق ہوا ہی محیط نے نامہ و فرمان ہاتھ مین شبرنگ کے دیا
اور کہا مین لوح لینے آیا ہون شہنشاہ طلسم ہوشربا کا ارشاد ہی کہ جلد جا کر لے آؤ لوح طلسم جمشیدیہ ہماری
خدمت مین پہونچاؤ وہ قصر کس مقام پر ہی شہنشاہ نے مجکو نشان بتا دیا ہی پہلو مین کمرہ ہی پاس حوض بنا ہی اسپر
تختۂ آہن ہی لوح طلسم کا وہی مسکن ہی شبرنگ آتش خوار نے کہا آپ کا نام تو محیط ابر بار ہی اور مزاج مین یہ گرمی

ذرا تامل فرمائیے ایک جام شراب نوش کیجیے یہ کہکر ساقی بچے کو اشارہ کیا محیط نے پیالہ لیا اور دماغ مین نشہ غرور بھرا پھر کہا صاحب مجکو بہت تعجیل ہے زیادہ نہین ٹھہر سکتا شبرنگ نے کہا مین جواب تحریر کرتا ہون مین نے طلسم کشا کو گرفتار کر لیا ہے اب لوح لیجانیکی ضرورت کیا ہے محیط نے کہا مین تحریر و تقریر نہین جانتا وہ سامنے قصر ہے حوض بھی مجکو معلوم ہوتا ہے شہنشاہ نے سب نقشہ مجکو بتلا دیا ہے مین لوح جاکر نکالتا ہون یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھا جب شبرنگ آتش خوار نے کہا میان محیط صاحب اسقدر سر نہ اُٹھائیے نشہ مین نہ بلبلائیے ہرگز لوح نہ لیجانے دونگا بانیان طلسم نے ہمارے بزرگون کو ایسا معتبر جانا لوح طلسم کو سپرد کیا ہمنے آج تک برابر جان کے رکھا اب طلسم کشا کا بھی انتظام کر چکے صحرا صحرا پھرے تکلیف اُٹھائی کانٹے صحرا کے پاؤن مین چبھے جب طلسم کشا کو گرفتار کر کے لائے ہین اب آپ واپس جائیے گرفتاری طلسم کشا کا حال کہئے ہم اس عرصہ مین طلسم کشا روانہ کرتے ہین محیط نے کہا مین قاصد نامہ دار نہین ہون مین ہمنشین افراسیاب ہون خود صاحب قہر و عتاب ہون یہ کہکر غصہ مین آکر اُٹھا اور کہا دیکھو یون لوح لیجاتے ہین جب تک شبرنگ سنبھلے محیط نے ایک گولہ سحر کا بڑھ کر مارا تمام بارگاہ مین شبرنگ کی دھوان چھا گیا شعلے بھڑکنے لگے کوئی زمین پر گرا کوئی ہاہی ہی بے اب تڑپنے لگا کسی کی زبان بند کوئی دردمند شبرنگ بھی اُسکے سحر سے مثل تصویر تصور کے خاموش حیرت کا جوش تخت سے اُٹھ نہ سکا محیط گولہ مار کر بل کرتا ہوا بارہ دری سے نکلا قریب حوض کے آیا حوض پر سے تختہ آہن اُٹھایا حوض مین پانی بھرا تھا چند دانے ماش کے ڈالے پانی خشک ہوگیا محیط جوش سحر سے حوض مین کود پڑا دیکھا پہلو مین ایک مختصر سا دروازہ لگا ہے لات ماری کہ دروازہ ٹوٹا اندر اُس دروازے کے میز پر ایک صندوقچہ رکھا تھا کلید اُسمین لگی ہوئی تھی محیط نے قفل کو جھڑکے کھولا پھر اُٹھایا اندر اُسکے لوح طلسم جمشید مثل آفتاب عالمتاب چمک رہی ہے ریشم مین گندھی ہوئی گچھا مقیش کا تختی الماس کی اُسپر یاقوت احمر کے حرف محیط نے خوشی مین آکر ہاتھ مین اُٹھالیا بحیرت اُس لوح کو دیکھتا ہوا کہ یہ کیا شے بنائی ہے یہ تو ایک سلطنت کا مول ہے اے محیط اسکو شہنشاہ گوندے اپنے پاس چھپا رکھ کسی وقت پر کام آئیگی دولت دنیا دلوائے گی عجب شے نایاب ہے لوح ہے یا آفتاب عالمتاب ہے یہ نہ سمجھا کہ یہ الماس ہے اسکی محبت دل کے ٹکڑے اُڑائیگی جان جائیگی خون تھوکنا پڑیگا ایک ایک ریزہ کا نشتر بنکر دلمین گڑیگا ہاتھ مین لوح چمکانا ہوا محبت مین مبہوت محیط جادو جوش مین جو پلٹا شاہزادہ نورالدہر قید سحر مین تبلا بیٹھا ہے محیط نے جو طلسم کشا کو دیکھا آواز دی باش او مسلمان دیکھو یہ لوح مین نے لی سر بھی کاٹ کر لیتا جاؤن اسکے معاوضہ مین الگ خلعت و انعام افراسیاب سے پاؤنگا یہ کہکر تیغہ کھینچکر جھپٹا یہ ناظرین پر ملحوظ رہے کہ بائین ہاتھ مین لوح طلسمی ہے داہنے ہاتھ سے تلوار کھینچے ہے جیسے ہی قریب نورالدہر کے پہونچا عکس لوح کا پڑا قید سحر دور ہوئی طبیعت شاہزادے کی مسرور ہوئی تلوار پر اسکی ہاتھ ڈالدیا محیط چاہتا ہے کہ سحر پڑھون بسبب لوح ہاتھ مین ہونے کے سحر فراموش ہے قلب پر حیرت کا جوش ہے شاہزادے سے اور محیط سے کشتی ہونے لگی

شبرنگ آتش خوار مع اہالیان دربار بڑے بڑے ساحران غدار سحر مین محیط جادو کے مبتلا ہین جو باہر تھے وہ ہنگامہ سنکر دوڑے ہین کہ یہ کیا قیامت ہوا اور ہمارے مالک پر کیسی مصیبت ہو تخت سے اٹھتا ہو دل بیٹھا جاتا ہو شعلے چہار طرف بھڑک رہے ہین اب جو نورالدہر نے نعرہ کیا سب نے دیکھا طلسم کشا سے اور محیط جادو بے آبرو سے کشتی ہو رہی ہے سحر تو اُس بیحیا کو یاد نہین آما نعرہ کر رہا ہو نورالدہر نے کمر مین ہاتھ دے کر اکھیڑ کر مارا لوح جیسین کر گلے مین ڈالی چھاتی پر چڑھ بیٹھے کندۂ زانو سے دبا کر فرمایا او بیحیا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس مغرور نے سامری جمشید کا نام لیا کچھ جواب سخت دیا نورالدہر نے ایک ہاتھ گردن پر دوسرا ٹھوڑی پر رکھ کچھ زور دے کر ہلکہ مارا مع نرخرے گردن کو گھسیٹ کر پھینکدیا اتنا بڑا جادوگر دیو جنم ہوا تمام دربار مین اندھیرا ہو گیا سنگباری برف باری ہونے لگی پیر غل کرتے تھے کچھ تدبیر نہ بن آئی بعد عرصے کے آواز آئی کشتی مرا نام من محیط جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بطلب خود نرسیدیم سحر محیط ابر بار جادو کا شبرنگ آتش خوار وغیرہ سے دفع ہوا روشنی ہوئی شبرنگ آتش خوار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھے دیکھا سامنے سے طلسم کشا روح گلے مین خون مین محیط گے نہایا ہوا چہرہ پر قہر و غضب شبرنگ تخت سے اٹھکر دوڑا پکارا ای شیر بیشہ صاحبقرانی تیرا دین سچا ہو خدائے نادیدہ یکتا ہے میرا دل کو اعتقاد ہو گیا روح کہتا دیکھا شاہ اللہ اس مغرور کو کشتہ و رشور سے مارا یہ کہتا ہوا قریب آیا قدمون سے لپٹ گیا نورالدہر نے سر اٹھا کر سینہ سے لگا کر فرمایا ای برادر تم ہمارے تو بازو ہو زینت پہلو ہو دیکھو پروردگار ہمارا کیا مسبب الاسباب ہے چشم زدن مین کیا کا کیا ہوا تمھارے پاس قید ہو کر آئے تھے معبود نے مشکلکشائی کی قید سے چھوٹے لوح ہاتھ آئی تم شریک ہوے اب معاملات فتح طلسم ٹھیک ہوے شبرنگ نے تمام اپنے سردارون کو آواز دی صاحبو تمنے ظہور مذہب اسلام دیکھا مین تو دل و جان سے مطیع الاسلام ہوا جسکو طلسم کشا کا ساتھ دینا ہو بیدرنگ نکلجاے سب نے عرض کی ای شہریار ہم بھی شاہزادی نے جان بخشی کی ہو دل و جان سے حاضر ہین شبرنگ آتش خوار مع فوج و فرزندان نامدار مطیع الاسلام ہوا شاہزادے نے شبرنگ آتش خوار کو تخت پر بٹھایا آپ دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوے کمر نورالدہر کے سامنے آکر ہیونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا ے بادشاہی بجالائے قطعہ

الٰہی بخت تو بیدار باد	ترا دولت ہمیشہ یار باد
بکشم دشمنانت خار باد	گل اقبال تو دائم شگفتہ

ای شہریارہ الانبار فیروز جادو و شبرنگ بن عمرو آپکا عیار خونخوار مع فوج ظفر موج قریب قلعہ دخانیہ آکر اترے ہین مائل جنگ و جدال ہین سب جوان جان نثار ہے بدل ہین آپکی قیدی کی خبر سنکر آئے ہین قریب قلعہ پہونچ چکے ہین نورالدہر نے حکم دیا ہمارے دوست کو استقبال کرکے لاؤ ہم تک پہونچا دو شبرنگ آتش خوار نے پوچھا کہ ای شہریار یہ کب مطیع ہوا آپ کی غلامی سے اسکا بھی ذرہ رفیع ہو فرمایا اُس کا بیان بھی قید ہو کر آئے تھے

یہ بھی فریک ہو چکا بس شبرنگ آتش خوار خود بھی برائے استقبال اٹھا فیروز جادو کو مع شبرنگ بن عمرو بصد کروفر سامنے شاہزادے کے لایا فیروز نے آکر شاہزادے کو مقام صدر پر بٹھایا کلاہ فخر کو عرش اعلےٰ پر پہونچایا اب محفل عیش و عشرت آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق و مطربان خوش آواز و رقاصان سحر ساز دربار میں حاضر ہوئے محفل فرحت و بزم سرور و نشاط گرم ہوئی ایک نازنین پری چہرہ نے یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

ای در خم زلف تو پریشان دل عاشق	وی پیش گل روی تو حیران دل عاشق
آبے کہ بصد خون جگر یافت لب خضر	دیداست دران چاہ زنخدان دل عاشق
تا زلف تو سر رشتۂ زنار بتان ست	ہرگز نہ شود مائل ایمان دل عاشق
تا گشت لب لعل تو ہمسر از تکلم	خون دل من خورد بہ دامان دل عاشق
مخفی بسر دار بر و خواہ بیا ویز	از کردۂ خود نیست پشیمان دل عاشق

محفل میں صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی اسوقت شاہزادہ بھی مسرور خیال فراق دل سے دو چار پہر رات اسی ہنگامۂ عیش و نشاط میں بسر ہوئی صبح کو نور الدہر نے فرمایا ای شبرنگ آتش خوار ای فیروز جادو جلد لشکر تیار کرو پھر قلعہ چلو میں برائے فتحای طلسم جاؤں شبرنگ نے کہا جلد لوح ملاحظہ کیجیے بسمت مرحلہ جات تشریف لیجائیے ہم لشکر لیکر آتے ہیں اسی وقت لشکر تیار ہوا بیرون قلعہ آئے لوح کو ملاحظہ کیا لوح میں نکلا ہوا قتل طلسم دار سباح این عجابات جنب وردگار اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی حاصل ہو کسی قدر سکین دل ہو سم حاشیہ لوح پر خنا ایک طائر خوشرنگ بلند پرواز آسمان سے آئیگا اس سے کہنا اے احمر جنی مژدہ ہو کہ میں نے لوح طلسم پائی جا کر مرحلے فتح کرونگا تجکو قید سحر ساحران طلسم سے نجات دونگا تجکو سوار کر کے لیجائیگا گو ہر مراد ہاتھ آئیگا شبرنگ وغیرہ نے دیکھا شاہزادے نے زیر نخل جا کر ایک سم پڑھا طائر پیدا ہوا قریب شاہزادے کے آیا پہلے وہ طائر آمادۂ حرب پیکار تھا جب احمر جنی نام لیا مژدۂ رہائی دیا طائر رام ہوا شاہزادے کو خوشی خوشی پشت پر سوار کیا اڑتا ہوا آسمان پر جا کر غائب ہوا عقب میں فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار و شبرنگ بن عمرو نامدار فوج ساحران لیکر روانہ ہوئے انکو راہ میں چھوڑے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلدستہ صاحبقران نقدر روح و روان قاسم عالی شان شاہزادۂ ارجمند نوجوان تحریر ہوتے ہیں ساقی نامہ مصنف

لا جلد شراب ناب ساقی	دے جام مجھے شتاب ساقی	ہو جاؤں سبک پلا دے وہ پھول
تھوڑی سی بات کو ندے طول	اے ساقی نوجوان کرم کر	سستی مری کھو کے تازہ دم کر
ای کلک سنبھل کے پانوں دھرنا	لکھا ہوا پھر بیان نہ کرنا	ہشیار کہ ہے یہ اور ہی راہ
یہ وہ نہیں جس سے تو ہے آگاہ	ہیکون تو مجھے سنبھال لینا	تقریر کو دیکھ بھال لینا

اب نشہ بھی رہ گیا ہی کم کم | پی لون مین شراب بے تودم | ہی نبت عنب کی تاک محبکو
کرتا ہی یہ غم ہلاک مجکو | اس سمت تو مین ہون بخود خواہ | وان دختر رز کمال بیتاب
اہی پیر مغان کا دم سلامت | دکھلادے چاند سی وہ صورت | لو ہو گیا دل کباب اپنا
دیکھ آے ہم آفتاب اپنا | گوہر آبدار سخن کو زیب گوش سامعان دہوش کرتے ہین شعر

واقفانے کہ درسخن فرداندہ شرح این داستان چنین کردند سابق مین ذکر کیا ہی شاہزادۂ ارج نوجوان بصد شوکت وشان مع شوخ چشم جادو دوافلاک کوہی سمت طلسم جمشید روانہ ہوے اب قریب درسند آہن تاب آکر پہونچے ظلمات آہن تاب پہلوان بے مثل ونایاب طرف سے جمشید جادو کے بیان کا عالم آہ مگر ساحر نہین ہی بہادر زبردست بادہ جرات سی مست اُسکو ہرکارون نے خبر دی کہ ارج نوجوان نیرۂ صفاقلان مع فوج کوہیان سمت طلسم جمشید جادو جاتا ہی ظلمات آہن تاب بصد قہر وعتاب کمر گدن مست پر سوار ہوا اساٹھ ہزار فوج کو ہمراہ لیا بیرون قلعہ آکر اُترا پھر بھردن باقی تھا کہ ارج نوجوان مع فلاک کوہی سنکے آگر فروکش ہوے ارج کو شاپور شیر دل نے خبر دی کہ ظلمات آہن تاب اپنے زمانے کا رستم آپ کے رد کنے کو آیا ہی مگر ظن کرتا ہی کہ نبیرۂ حمزہ ساحرہ کے بھروسے پر آیا ہی ارج نے اُسی وقت ملکہ شوخ چشم سے کہا تم اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لے کر الگ جا ٹھہر و ہماری لڑائی مین دخل نہ دینا شوخ چشم پریشان اپنی جادوگرنیون کو ساتھ لیکر ایک کوہ فلک شکوہ پر آگئی مگر جبکہ آفتاب عالمتاب بخوف شہنشاہ گردون رکاب یعنی مہتاب قلعہ مغرب مین جاکر محصور ہوا اور شہنشاہ ماہ تابان مع فوج ثوابت وسیارگان تخت سپہر نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا ظلمات آہن تاب کو خبر ملی کہ نبیرۂ حمزہ کو حفظ جرات کا بڑا خیال ہے شوخ چشم جادو کو اپنے سے الگ کر دیا نشہ مین شراب کے حکم دیا طبل جنگ پر چوب پڑے ہرکارون نے یہ خبر شاہزادۂ ارج نوجوان کو پہونچائی کہ ظلمات آہن تاب نے طبل جنگ بجوایا ہی صبح کو قصد ہی کہ حضور سے مقابلہ کرے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی وتائید ربانی طبل جنگی بجے بیان

نقارہ زدن بجا نظم

بر دطبل را آنچنان طبلزن	کہ دریدمیت زہیبت کفن
بہ بین دین او دین او دین او	آس جنگ کا مختصر تحریر کرتا ہی طور

ہی بلاوجہ طول بیانا لیاقت کا قصور ہی چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نور کا تڑکا ہوا ظلمت دور ہوئی سیاہی شب کی کافور ہوئی ارج عالی مقدار بعد نماز سحر بصد کروفر پشت کوہ بن اشقر پر سوار ہوکر بصد صولت وشوکت دلاوہ میدان کارزار ہوے اُدھر سے ظلمات آہن تاب بصد قہر وغضب مع لشکر ہزیمت اثر آکر میدان جنگ مین پہونچا جانبین سے صفین آراستہ ہوئین نقیبای ابتدا از کنم

حکم ہو انقیبون کا وہ فرقہ ہی اگر اشعار عبرت آمیز سُنائین نامرد بزدلون کو لڑوادین ہزارون کو کٹوادین خراماں خراماں بیچ میدانمین آکر نقیب خوش آواز ٹھہرے بھیروین کے سُرون مین اول چند الفاظ کہے کہ مردان عالم وقت جانبازی ہی پانون پیچھے نہ ہٹانا دشمن سے لڑبھڑکر مرجانا بزرگون کا نام روشن کرو نشہ بادہ شجاعت سے جھوم جھوم کے لڑو پھر یہ اشعار پڑھے **نظم**

حیات ابد ہی جو اسدم مرو	تو بہتر یہی ہی کہ جان کام آئے	عجب وقت یہ ہی جو ہمت کرو
جو باقی رہی پھر تو غازی ہوتم	سزاوار گردن فرازی ہوتم	پس مرگ تربت مین آرام آئے
نعیم جنان ہی تمھارے لیے	سعادت ہی جو جانفشانی کری	یہ ملک جہان ہی تمھارے لیے
		یہان اور وہان کامرانی کرے

دنیا ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی آنکھون کو کھول کر دیکھو چشم بصیرت حقیقت واکرو جمشید جم کیا ہوا دارا ایسا بادشاہ سکندر کے دم مین فنا ہوا **نظم**

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا	مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
عبرت سرا مقام ہی یہ جاے غور ہے	ضحاک کا عروج نہ خسرو کا دور ہے
بیاہ لیجاؤ عروس موت کو	دو طلاق اس زندگی کی موت کو

یہ اشعار عبرت آمیز سنکر شیران دشت نبرد جھومنے لگے قبضہ تمشیر چومنے لگے آنکھون کے آگے موت کا نقشہ پھر گیا لطف زندگی نظر سے گر گیا ہر ایک کا قصد ہی لڑین بھڑین جان دین نقیبون کا میدان کارزار سے ہٹنا اول **ظلمات** آہن تاب بصد قہر و عتاب گینڈے کو بڑھاکر میدان کارزار مین آیا گھڑی بھر کامل نیزہ ہلایا گینڈے کو دوڑایا جب خوب عرق عرق ہوا دونون سپر دن سے یون پسینہ ٹپکا جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین گینڈے کو روکا نیزے کو گاڑدیا لشکر اسلام کو تیز نظر تیز دیکھا ہر بہادر مانند موج میل تا نبوذہ غرق دریاے آہن **بیت**

چنان مردخود را در آہن گرفت ؛ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ؛

پکار کر آواز دی جسکو تمناے مرگ ہو وہ میرے سامنے آے ایرج نوجوان نے مرکب پھیرا **افلاک کوہی** سے فرمایا ای برادر اجازت میدان دو **افلاک کوہی** تخت سے کود پڑا عرض کی ای شہریار آرزو ہی کہ اس دیو خصال سے غلام مقابلہ کرے یہ **ظلمات سیہ بخت** بڑا صاحب طاقت ہی شیران دشت کے دلون مین اسکی ہیبت ہی فرمایا ای خیر خواہ مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ؛ مجکو دیر ہونا بہت ناگوار ہی یقین ہی کہ نور الدہر طلسم مین پہونچگیا ہونگا مین چاہتا تھا کہ طلسم جھٹ پٹ فتح کرون اسکی آنکھ جھپکاؤن **افلاک** نے سر جھکایا کہا حضور ضد کیجیے سپر دکیا ایرج دوبارہ دامن گردان کر **کرہ بن اشقر** پر سوار ہوے مرکب لاجواب سوار جرأت مین انتخاب مثل باد صرصر تیز تر کلیان مارتا ہوا دم سے چنور کرتا ہوا جاتا ہی **نظم**

زیر ران ہی جو ترے رخش فلک سیر شہا	ہر وہ محبوب جسے کہیے نہایت اچھل

شکل کیا اُسکی بتاؤن کہ جسے شوخی سے — دائرے بیچ تصور کے نہین پڑتی کل
اُسکی سر چوٹی کا مین حسن کہون کیا جسکے — زلف معشوق کا دیکھے سے نکلجاے بل
بزغہ و گام سے باہر ہے کچھ اُسکی رفتار — ہی چھلاوے کی طرح چال مین اُسکی چھل بل
یہ وہ ہاتھ سے شاطر کے اگر ہو جاے — پڑ سکے پیچھے نہ اُسکے کوئی جز اسکے کفل
حبست و خیز اُسکی بیان کیجے اگر پیش حکیم — اعتقادات حکیمانہ مین آجاے خلل
تو مین وہم کو دوڑاے ساتھ اُسکے تو ہو — بازگشت اُسکی تمام اسکی لگام اول

ظلمات آہن تاب نے گردہ سپر کا ہاتھ مین لیا بڑھکر تکاور زن ہوا پانچ قدم گینڈا **ظلمات** کا اور تین قدم گھوڑا شاہزادے کا پیچھے ہٹا **ظلمات** آہن تاب جو رعب و دبدبہ دیکھا حیران جمال و خود بدار ہو کر کہا ای شیر صولت اگر آپ میری اطاعت قبول کرین تو اپنے لشکر کا بادشاہ کرون **ایرج** نے جواب دیا ای **ظلمات** اگر سامری و جمشید پر لعنت کرو اور مسلمان ہو تو تجکو زینت بارگاہ قرار دون **ظلمات** نے غصہ مین نیزہ اُٹھایا تاک کر سینۂ بے کینہ پر دار کیا **ایرج** نے سنان نیزہ کو سنان پر گانٹھا آپسمین نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل آپسمین نیزہ بازی ہوئی تین سو ساٹھ فن نیزہ بازی کے آپسمین صرف ہوے چوریان اور گھاتین ہو رہی ہین **ایرج** نوجوان نے آخر نیزہ **ظلمات** کا گانٹھا پھینکا مارا صاف ہاتھ سے **ظلمات** کے نیزہ نکلگیا **ظلمات** کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا شعلۂ غضب بھڑکا غصہ مین قبضہ پر تیغہ کے ہاتھ ڈالا دو سو من کا تیغہ نیام انتقام سے کھینچا معلوم ہوا کہ اژدہا غار سے نکلا خبردار خبردار کیکر **ایرج** پر جا پڑا دو دستی تیغہ لگایا **ایرج** نوجوان نے سپر کو چرکی پناہ کیا مگر نگاہ تلوار کی باڑھ پر ہی جب تیغہ قریب سر آیا **ایرج** نے پنجۂ خورشید نما کو بڑھا کر تھپکی مارا تیغہ پٹ پڑا کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کشاکش کے زور ہونے لگے مرکب و گردن تاب نہ لا سکے پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے جانبین سے پہلوانون نے آواز دی ای شیر و یہ بیزبان ہلاک ہو جائین گے اُتر کر مقابلہ کرو **ایرج** و **ظلمات** کود کے خم مار کر کشتی مین مصروف ہوے دونون سر ٹکرانے لگے پیچ توڑ جوڑ بند صرف ہو رہے تھے مگر **ظلمات** زور بازو سے شاہزادے کے دنگ زندگی سے تنگ دوپہر کامل ایک طور پر کشتی ہوئی **ایرج** نوجوان تعلیم کردہ مہتر مہتران فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق فن کشتی کا مشاق صاحب مذاق ایک مقام پر پکڑ لایا دونون مونڈھے تھام کر کہکہ مارا گھٹنے **ظلمات** کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر خیبر پر ہاتھ ڈال کر نعرۂ تکبیر جگر سے کھینچا پہلے ہی زور مین تابہ گھٹنا دوسرے

زور مین تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا قصد ہلاکت زمین پر مارون ہا ہا یان فوج ظلمات نے دیکھا کہ بڑا اندھیر ہوا اب ہمارے آقا کو گرفتار کر لیگا تلوارین پکڑ کر جا پڑے شاہزادے کو سنبھلنا دشوار کر دیا چار طرف سے نیزے اور تلوارین پڑنے لگین ایرج نے کئی زخم کھائے ظلمات ہاتھ سے چھوٹا ہاتھون ہاتھ سردارون نے بچایا ظلمات گینڈے پر سوار ہوا ایرج نوجوان نے نہنگانہ دریائے خون مین غوطہ مارا نعرہ کیا شعر ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم آفاق گیر ۔ تیغۂ دودمۂ سکندری کھینچکر لڑنے لگا ادھر سے افلاک کوہی فوج کو لیکر پہونچا ایرج نوجوان نے چن چن کے سردار مارے اب ظلمات آہن تاب کے پانون اکھڑ چکے ہین اہل اسلام لڑتے ہوے پڑاؤ تک آ گئے خیمے خزانے لٹنے لگے ملکہ شوخ چشم جادو بحکم ایرج نوجوان اتری ہی سرکوہ سے دیکھ رہی ہی کئی مرتبہ شاہزادے سے کہلا بھیجا کہ لونڈی ایک چشم زدن مین آکر لڑائی کو فتح کرے ایک سحر مین سب کو بیہوش کر دے ایرج نوجوان نے کہلا بھیجا خبردار سحر تو کرنا کیسا اگر تقریب آمین تو اپنے کو ہلاک کرونگا مردان عالم کا یہ دستور نہین ہے کہ غیر ساحر سے ساحر کو حکم جنگ دین مرد کو عاجز کرین شوخ چشم جسارت ایرج کی تعریفین کر رہی ہی فضلے کا رطلسم جمشید مین جہان ہنگامہ برپا ہی جمشید نے کل دربندون پر ساحران زبردست روانہ کیے ہین ایک ساحر موسوم بہ بدمست جادو اڑا ہوا آسمان پر چلا آتا ہی دربند آہن تاب پر جو ہنگامہ دیکھا آسمان سے اتر آیا ظلمات کے قریب پہونچا پوچھا اے پہلوان یہ کیا معرکہ ہی ظلمات نے دانت نکال کر کہا بہیرہ حمزہ نے جی چھڑا دیے ہین سارا پڑاؤ لٹ رہا ہی برادر بدمست جادو یہ مسلمان جانے نہ پائین پس یہ کہنا تھا کہ بدمست جادو ماش کے دانے ہاتھ مین لے کر بڑھا سحر کر کے ماش کے دانے پھینکے لشکر ایرج مین ایک قیامت برپا ہو گئی کوئی زمین پر گرا کوئی مثل مرغ بسمل پھڑکنے لگا گھوڑون نے بدلگامیان کر کے سوارونکو گرا دیا ایرج کا بھی گھوڑا ایک مقام پر تھم گیا ہر چند پڑ کرتے ہین نہین بڑھتا بدمست نے اشارہ کیا اے ظلمات فوج کو حکم دے کہ یہ سب بیکار ہین انکو مار لین مگر شوخ چشم نے جو سرکوہ سے یہ معرکہ دیکھا حیران ہوئی کہ یہ فتح کی شکست کیونکر ہوئی طاؤس کو اڑ کر آگے بڑھی دیکھا ایک ساحر سیہ فام سحر کرتا پھرتا ہی بے بسی مین ملاحان ایرج قتل ہو رہے ہین افلاک کوہی کا گینڈا ایک مقام پر ٹھہر گیا ہی رفقا اسکے زمین پر پڑے لوٹ رہے ہین نعرہ کر کے آپڑی آواز دی کہ اے شہریار آپ نے وہ ساکھا کیا ہی کو قریب لشکر نہ آنے دیا مگر یہ ملعون بھروسے پر ساحر کے لڑ رہا ہی مکار دیہیجا ہی شوخ چشم نے پہلے سحر کیا ایرج کے ہاتھ پانون قابو مین آئے پھر بڑھکر افلاک کو بچایا بدمست پر سحر کرنے لگی مگر اسوجہ سے ناچار ہی کہ ذرا غفلت کی بدمست فوج ایرج پر سحر کرتا ہی یہ لوگ بیکار ہوتے ہین ظلمات کی فوج والے قتل کر ڈالتے ہین تو شوخ چشم کو ہر غول مین جانا پڑتا ہی ایک ایک کو بچاتی پھرتی ہی اور بدمست جادو نہایت ساحر زبردست ہی ایک مقام پر سحر کیا زمین سے دھوان نکلا اک

دھوین سے کنیزان شوخ چشم و سرداران ابرج و افلاک نابینا ہوگئے جابجا ٹٹولتے پھرتے تھے منھ کے بھل زمین پر گرتے تھے شوخ چشم نے ہرچند سحر پڑھا مگر دھوان دفع نہو سکا اُسکی بھی آنکھون مین دھوان لگا ذرہی ہوچکی تھی لڑکھڑا کر زمین پر گری سحر مین بدمست کے مسحور ہوگئی اتبو بدمست نے اور ظلمات آہن تاب نے پیرحمی سے اہل اسلام کو قتل کرنا شروع کیا شاہزادہ ابرج نوجوان وشاپور شیر دل سحر سے بدمست جادو کے مضمحل ہاتھ والے بے موت مرے ہین یہ حال دیکھکر دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے عرض کی اے خالق بے نیاز و معبود کارساز اس مشکل کو تو آسان کر بندون کو اپنے بچائے آفت سماوی سے نجات دی فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا سابق مین تحریر کیا ہے کہ کوکب رو شنضمیر نے ابرق آسمان سیر اپنے وزیر خوبہان تدبیر کو طرف طلسم جمشید کے یہ کہکر روانہ کیا تھا کہ جس طرح بن پڑے جمشید سے لڑکر شاہزادہ ابرج نوجوان کو لوح دلوا دینا مثل جان نثارون کے ساتھ رہنا ابرق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب رو شنضمیر تلاش کرتا ہوا اسوقت آکر پہونچا ابرج نوجوان کو عجب حال پر ملال مین دیکھا ذرہ بقرار مرکب کے پانون زمین نے تھام لیے ہین ہرچند وہ شیر قصد کرتا ہی مرکب اپنے مقام سے نہین ہلتا ابرق آسمان سیر کی آنکھون کے بچے اندھیرا آگیا وہین سے نعرہ کیا منم ابرق آسمان سیر مشیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب رو شنضمیر ادملعون بدمست جادو مین نے پہچانا تجکو بھی یہ لیاقت بہم پہونچی کہ فرزندان صاحبقران کے ساتھ اس طور سے پیش آئے اُس تیغزن صف شکن کو شعبدۂ سحر دکھاتا ہی یہ کہکر ابرق آسمان سیر نے ایک مشت خاک ایک ورق چمک کر سامنے سے ابرج نوجوان کے نکل گئی بدمست جادو کے سحر کا نشہ شاہزادہ ابرج نوجوان کے سر سے اُتر گیا جام بادۂ جرأت سے مست ہوا لڑائی مین مصروف ہوا اب شاہزادی کو نیک و بد کا وقوف ہوا ابرق آسمان سیر نے چشم زدن مین کل اہالیان لشکر ابرج پر سے سحر دفع کیا ملکہ شوخ چشم مثل شعلۂ جوالہ اُٹھی آتش غیظ و غضب بھڑکی جم کر سحر کرنے لگی لشکر ظلمات آہن تاب جو تباہ و خراب ہونے لگا شاہزادہ ابرج نوجوان نے ہاتھ ملکہ شوخ چشم کا تھام لیا کہا ای ملکہ اب سحر نہ کرو بدمست جادو سے لڑو ملکہ شوخ چشم نے شاہزادے کی بلائین لین ترقی جاہ و جلال کی دعائین دین کہ ای شہریار والاتبار دشمن کا بھی اسقدر خیال کافرون کے قتل ہونے کا ملال ہی یہ کہتی ہوئی لڑاتی ہوئی طرف ظلمات آہن تاب کے چلی ابرق آسمان سیر بدمست جادو پر جا پڑا للکارا بدمست شراب نخوت و باد پندار مغرور میکدۂ ذلت غیر ساحر دون پر کہان جاتا ہی ہمسے نہین آنکھ ملاتا ہی بدمست جادو جھومتا ہوا بڑھا گویا نارنج ترنج ابرق پر مارنے لگا جو سحر بدمست جادو نے کیا ابرق آسمان سیر نے دفع کر دیا بدمست نے گھبرا کر تیغۂ سحر مارا ابرق آسمان سیر نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا تلوار چھین کر ایک طمانچہ مارا سر بدمست جادو کا

چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا مثل ہیزم خشک جلنے لگا ہر استخوان سے شعلہ نکلنے لگا میدان تاریک ہوا بعد سنگباری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من بدمست جادو بود شاہزادۂ ایرج نوجوان جنگ رستمانہ کرتا ہوا قریب ظلمات آہن تاب پہونچا ظلمات نے تیغہ مار اشاہزادۂ ایرج نوجوان نے کلائی پر تھم ڈال کے تلوار چھین کر پھینک دی کمر بخیر بین ہاتھ ڈال کر اٹھا لیا اور سر سے بلند کیا چاہا زمین پر مارین ظلمات آہن تاب کا اب دیدۂ دل روشن ہوا آواز دی ای شہریار الامان ایرج نے کہا امان بشرط ایمان عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم ایرج نوجوان نے ہاتھ سے رکھدیا ظلمات آہن تاب کلمہ پڑھکر بصدق دل مسلمان ہوا آواز دی کوئی ہاتھ نہ اٹھائے ہمنے شاہزادے کی اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی سب بہادرون نے تلوارین نیام مین کین ابریق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شاہنشاہ کوکب روشن ضمیر قریب شاہزادے کے آ جھک کے سلام کیا رکاب کو بوسہ دیا شاہزادہ عالیشان ایرج نوجوان نے سر سینہ سے لگایا فتح کے نقارے بجائے ہوئے داخل قلعہ آہن تاب ہوے اہالیان شہر واسطے تماشے کے آئے گلی کوچہ تماشہ بینون سے معمور ہوا ہر رئیس امیر قلب کو سرور ہوا آگے آگے ایرج نوجوان ایک سمت ابریق ایک سمت افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ظلمات آہن تاب چوب و چقماق ہاتھ مین محبت ایرج نوجوان بات بات مین اہتمام سواری کرتا ہوا دونون ہاتھون سے زر نثار و سفید لٹاتا ہوا تماشا شہر کا دکھاتا ہوا لیے جاتا ہے اہالیان شہر حیران بیمثال ایرج نوجوان دیکھکر کہتے تھے پروردگار اس آفتاب جرأت کو سلامت باکرامت رکھنا کہ اسکے تصدق سے راہ ضلالت سے نکلے چشمہ ہدایت پر پہونچے اس دھوم سے آکر در بار مین پہونچے ظلمات جادو نے عرض کی شہریار بسم اللہ تخت پر قدم رنجہ فرمائیے ایرج نوجوان نے فرمایا ای ظلمات آہن تاب تخت و تاج کی خواہش نہین ہے رواج دین اسلام کی کوشش ہے بسم اللہ تمھارا تخت و تاج تمکو مبارک رہے ظلمات آہن تاب تخت پر ایرج نوجوان و نگل زرین پر ایک جانب افلاک کوہی ایک جانب ملکہ شوخ چشم ایک جانب ابریق آسمان سیر سب اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوے محفل عیش و نشاط گرم ہوئی اسوقت ابریق نے دست بستہ عرض کی شہنشاہ کوکب نے غلام کو اسواسطے بھیجا ہے کہ حضور کے شریک ہوکر جمشید سے لوح لون طلسم حضور کے دست حق پرست سے فتح کراؤن اور ازروے خبر معلوم ہوا تھا کہ نور الدہر بن بدیع الزمان کا بھی داخلہ ہو چکا ہے نہین معلوم لوح پائی یا نہین مین فوراً حضور لوح کی تدبیر کرونگا ایرج نے خوش ہوکر لشکر کی تیاری کا حکم دیا ابریق آسمان سیر و ملکہ شوخ چشم و افلاک کوہی و ظلمات آہن تاب مع تین لاکھ فوج کے نوبت و نقارے بجاتے ہوے اس جاہ و چشم سے طرف طلسم جمشید کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمان نوردیدۂ مومنان

وسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
اب تحریر ہوتے ہین ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا اب بصد کر و فر — وہ مے جسمین ہو رنگ خون جگر — نہ کر دیر لا برق دم اب شتاب
خم کو پلا ساغر آفتاب — سبو خم و شیشہ ہائے ظفر — مری فوج مضمون کو تقسیم کر
لگا دے مرے منھ سے تو خم کے خم — کہ سب نشۂ سحر ہو جس سے گم — جیون کیون نہ ساقی محشر کا اہتمام
مجھے فتح کرنا ہی ملک طلسم — پڑے فوج مضمون ہو وہ حرب و ضرب — کہ ہو خون روان شرق ہی تا بہ غرب
چقا چاق خنجر سے ہو تھرتھری — ہلے قصر جمشیدی و سامری — معطّر پلا ساقی خوش غلاف
کہ قبضہ ہو اب قاف ہی تا بہ قاف — چمکا جلد ہون اب مین خنجر بکف — کرون صاف اکدم مین اشمن کی صف
دکھاؤن سر معرکہ رستمی — تلاطم ہو لشکر مین اور برہمی — تامل نہ کر ساقی شوخ و شنگ
اُمنگ اور ہو وے وہ ہی وقت جنگ — ہو آج اُس بہادر سے جنگ و جدل — شجاعت مین جو فرد اور بے بدل
وہ بیشک ہی شیر نیستان حرب — بلاتی ہی دل کوہ کا جسکی ضرب — وہ شہزادہ ابن بدیع الزمان
وہ ہی گوہر بحر صاحبقران — ٹپکتی ہی جرأت ہر اک بات مین — ہین چورنگ و اُسکے اک ہاتھ مین
وہ لکھ چہرۂ داستان ای قلم — کہ حاسد کا منھ فق ہو مثل سحر — شناوران دریاے بیکنار

جرأت و ہمت و غواصان بحر ژرف خارصولت و جلالت زورق کلک گوہر بار خیز جنگ طلسم مین

یون روان کرتے ہین نظم — اے خامۂ سحر سنج بہرام — در راہ سخنوری نبہ گام
دارد دو زبان حکایتے کن — زا سرار کہن شکایتے کن — اے خامہ نہ عاجز و لبونی
از دین سخنوران ستونی — گوئی کہ قلم عصاے موسی است — کز دی ہمہ معجزات پیداست
معجزہ کند این قلم چہ بنیاد — زان گشت رسول آیدم یاد — این خامہ بقد نخل مریم
از مادر دہر زاد توام — این خامہ کہ ہست در سیاہی — در بحر معانی است ماہی

یہان تک اس داستان دلستان کو تحریر کیا تھا کہ شاہباز اوج ہمت وصولت و شوکت و شان شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بحکم لوح پشت احمر جنی پر سوار ہو کر چلے ہین کہ احمر جنی کو اہالیان طلسم نے بہ شکل طائر بنایا نورالدہر نے اُسکو مژدہ دیا کہ مین تجکو بہ شکل انسان بناؤنگا اس مژدہ روح افزا کو سنکے شاہزادی کو لیے ہوے ایک صحراے پُر بہار مین لاکر اتارا عرض کی غلام یہان سے آگے نہین بڑھ سکتا مگر وقتاً فوقتاً براے خدمتگزاری حاضر ہونگا مگر براے خدا قدم پر لوح کو ملاحظہ فرمائیے گا ورنہ کسی بلا مین پھنس جائیے گا یہ کہکر رخصت ہوا شاہزادہ صحراے پُر بہار کی سیر کرتا ہوا ایک جانب جل نکلا خیال مین ہی جب کوئی ساحر سامنے آئیگا تو لوح کو

ملاحظہ کیا جائیگا قطع راہ کرکے سامنے ایک باغ کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ باغ کا نہایت خوش حاشق کے کھلا ہی خیال مین آیا کہ اس باغ مین چل کر چند ساعت ٹھہرے ابھی باغ مین نہ پہونچنے پائے تھے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ایک نازنین حور رخسار نکلی مگر پریشان حال کپڑے میلے چہرہ زرد اس چہار طرف دیکھتی ہوئی کہ نگاہ اُسکی شاہزادہ نورالدہر پر پڑی فریب آئی جھک کر سلام کیا دست بستہ عرض کی حضور نے مجھے پہچانا نورالدہر نے کہا اتنا تو البتہ ثابت ہوتا ہی کہ کبھی کسی مقام پر دیکھا ہی عرض کی گلشن میرا نام ہی ملکہ شگوفہ کی کنیز ہون نام شگوفہ کا سنکے شاہزادہ مثل گل شگفتہ ہوگیا فرمایا وہ گل باغ خوبی کہان ہی عرض کی ہی شہریار صانع باغ عالم نے اپنا فضل شریک کیا لڑائی مین جمشید جادو و ملکہ مخمور و سہیل اختر شناس و ملکہ شگوفہ کو گرفتار کرکے لیگیا تھا ملازمان سہیل نے بڑی جانبازی کی مخفی قید خانہ مین پہونچے ملکہ شگوفہ و مخمور و سہیل کو رہا کیا وہان سے یہ تینون صاحب نکلے بخوف جمشید شب کو اس باغ مین آکر ٹھہرے ہین قید خانہ مین یہ خبر سنی تھی کہ دربند دخانیہ پر لوح آپکو حاصل ہوئی ملکہ شگوفہ تو اس طلسم کی رازدار ہین اس باغ مین آکر اسواسطے ٹھہری ہین کہ اس راستہ سے طلسم کشا کا گذر ہوگا اسوقت مجھسے فرمایا بیرون باغ جاکر دیکھ شکر کہ پروردگار نے آپ کو یہان پہونچا بادعاے دلی بر آیا مین جاکر ملکہ سے اطلاع کرون شاہزادہ حال مخمور و شگوفہ و سہیل سنکے باغ باغ ہوا غم سے دل کو فراغ ہوا وہ کنیز بھاگی ادہر سے نورالدہر بڑھے اندر باغ کے نہ پہونچنے پائے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے ملکہ مخمور سرخ چشم ایک جانب ملکہ شگوفہ ایک جانب سہیل اختر شناس مخمور شاہزادے کو دیکھکر مسکرائین شگوفہ نے حجاب سے سر جھکایا سہیل برائے تسلیم خم ہوا بڑھ کر عرض کی اب نیر اقبال غلام کا چمکا جمال آفتاب مثال حضور کا دیکھا مخمور نے بڑھکر ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا چٹکی لے کر طرف شگوفہ کے اشارہ کیا دیکھیے آپ کی چاہنے والی موجود ہین قید خانہ مین آپ کا نام لے کے روتی تھین اور ہمین تو اپنی قید کا فقط ملال تھا آپکا کب خیال تھا اب نورالدہر کو ایک حجاب ہے کہ شگوفہ سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چپکی چلی آتی ہی سہیل باتین کرتا ہوا کہ اے شہریار لوح طلسم کہان سے پائی سنا تھا کہ حضور نے مصاحب افراسیاب کو مارا دربند دخانیہ پر لوح حاصل ہوئی ہمکو تو ہمارے ملازمون نے چھوڑایا شاہزادے نے لوح دکھلائی کہ گلے مین پڑی ہوئی ہی سہیل نے کہا حضور اس سے بہت ہوشیار رہیے گا ملازماں جمشید اسکی فکر مین نکلے ہین یہ باتین کرتے ہوے اندر باغ کے داخل ہوے دیکھا باغ پر بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین تمام نخل بار اثمار سے سربسجود چمن ہاے طولانی گلہاے رنگا رنگ و شگوفہ ہاے بوقلمون نہرین سلسبیل آسا جاری جارد کشی مین مصروف باد بہاری

نظم

دکھا رہی ہی یہ وحدت مین کثرت آج بہار	ریاض دہر مین ایک ایک گل بنا گلزار

ہزار نخل گل اُس سے چمن مین پیدا ہون — اگر ہے زمین پہ اگر تخم اشکِ بلبل زار
ہو اکے فیض سے بنجاے وہ قدم کا درخت — اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخ پہ افشان ہے پھلجھڑی کی طرح — ریاض دہر مین گل ریز ہے نسیم بہار
مگر ہے پرورش طفل ذرہ مدِ نظر — کہ آفتاب ہے پستان کرن ہے دودھ کی دھار
بنا ہر ایک دُرِ گوش ببضۂ سنبل — وہ کون ہے جو نہین عاشقِ گل رخسار
ہوا اسمین فائدہ جسکو ضرر ہوا ان روزون — چراغِ گل ہو وہین گل جو ہو چراغ شرار
ہے ایسی فرطِ رطوبت کہ کہتے ہین مزدور — ہم آپ آئینہ لے کر اُٹھائین گے دیوار

شاہزادہ ساتھ دونون معشوقان پری چہرہ کے سہیل عقب مین خرامان خرامان سیر کرتے ہوے نکلے شاہزادہ محبوب دو محبوب ساتھ ہین بادہ دری مین آکر ٹھہرے ملکہ مخمور نے سہیل سے فرمایا بھیا تم یہان کے واقف کار ہو کچھ سامان عیش و جش بھی ہے سہیل نے کہا سب کچھ حاضر ہے یہ باغ تو غلام نے بنوایا جب تمین حضور کو لیکر یہان آیا یہ کہکے سہیل نے ایک مکرہ کھلوایا اور چند گلابی شراب کی کشتیان کباب کی لاکر سامنے ملکہ مخمور کے رکھین مگر ملکہ مخمور کی چھیڑ چھاڑ ساتھ شاہزادے کے چلی جاتی ہے کبھی آنکھ سے طرف شگوفہ کے اشارہ کیا کبھی کہا اے ملکہ شگوفہ صاحب قریب آؤ اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو شراب پلاؤ نورالدہر مسکرا کر سر جھکا لیتے ہین مخمور کی بات کا جواب نہین دیتے ہین مگر غنچہ خاطر شگفتہ دل باغ باغ سامنے باغ بہشت آئین پہلو مین دو ماہ جبین آفتاب اقبال اوج پر مخمور کے خجستہ نگاہ رین مین جام شراب روح پرور اب بالکل شاہزادے کو اسوقت یہ خیال نہین ہے کہ مین برائے طلسم کشائی آیا ہون لوح ملاحظہ کرون ملکہ مخمور نے طعن و تشنیع کرکے جام بھرا سامنے شاہزادہ نورالدہر کے ہاتھ بڑھایا ناز و ادا سے اور مسکرا کے کہا اے شہریار **بیت** بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان نماند و چنین نیز ہم نہ خواہد ماند شاہزادے نے جوش محبت مخمور مین چاہا کہ ہاتھ بڑھاؤن مخمور کے ہاتھ سے جام شراب پیون کہ آسمان پر ہنگامہ ہوا شعلے بھڑکے ایک جادوگر کریہ منظر کو دیکھا اور وہی طائر خوشرنگ کلان جبہ نورالدہر سوار ہوکر آئے تھے یعنے احمر جنی پردہ ساحرا احمر جنی کو تازیانے مارتا ہوا چلا آتا ہے اور احمر جنی غل مچاتا ہے کہ اے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان خبردار خبردار جام نہ پیجیے گا یہ ملکہ مخمور سرخ چشم نہین ہے مرجان جادو اسکا نام ہے اگر جام پی لیا تو اپنے کو گرفتار کرایا برائے خدا لوح کو ملاحظہ کیجیے احمر جنی تو ضرب تازیانہ سے زمین پر گرا ماران جادو بھی بڑھکر برابر آیا نعرے کرتا ہوا کہ او احمر تو نے طلسم کشا کو بچایا اب تجکو زندہ نہ چھوڑونگا احمر سامنے سے بھاگا ہوا طرف بارادری کے آتا ہے عقب مین ماران جادو نورالدہر نے یہ معرکہ دیکھکر لوح پر نگاہ ڈالی اسمین لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم احمر جنی خیرخواہ ہے یہ مخمور نہین

مرجان رو سیاہ ہی یہ جام جو اسکے ہاتھ سے لیا ہے اسی پر پھینک مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو نورالدہر نے فوراً وہ جام مخمور پر پھینک مارا اُس نے چاہا بھاگ کر بچوں لیکن اجل سر پر کہان بھاگے کیونکر بچے قطرۂ شراب جو سر پر پڑا آہ کر کے جلنے لگی نورالدہر نے تلوار کھینچی نعرہ کیا سہیل اور شکوفہ جنکو سمجھے تھے دونون ساحران عیار بلاے روزگار سیاہ رو تیرہ درون نے بڑھ کر نورالدہر پر گولے مارے نورالدہر نے لوح کو سامنے کیا سحر باطل ہوا آئینۂ خارا شگاف سلیمانی سے دونون بھیاؤن کو واصل جہنم کیا احمر جنی پشت پر آکر شاہزادی کے کھڑا ہوا ماران جادو بل کرنا ہوا قریب آیا چاہا احمر کو پکڑلے نورالدہر نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر ماران جادو سیہ رو کا چنبر گردن سے اُڑ گیا زمین پر گرا اب مرجان جادو و ماران جادو سیہ رو وغیرہ کے مرنے سے روز روشن تیرہ و تاریک ہو گیا ہنگامہ گیرودار بلند ہوا آواز آئی کشتی مرجان مرجان جادو و ماران سیہ رو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم بعد چند ساعت کے اندھیرا سب دور ہوا شاہزادے نے دیکھا لاشے ان جادوگرون کے پڑے تڑپ رہے ہین جو قصر کہ سحر کے تھے جل گئے جو اصلی تھے وہ باقی رہگئے احمر جنی نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی شہریار غضب کا دھوکا کھایا تھا جسوقت مجکو ثابت ہوا کہ آپ باغ مین مرجان جادو کے پہونچے اور اُنکے دام تزویر مین پھنسے مین بیقرار ہو کر اپنے مقام سے چلا کہ شاہزادے کو جاکر آگاہ کرون راہ مین اس بیحیا ماران سیہ رو نے گھیرا پروردگار نے بروقت حضور تک پہونچایا بموجب مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ؛ اب حضور طلسم کشائی مین جلدی کرین مین نے سنا ہی کہ جمشید جادو فوج ہمراہ لیکر چل چکا ہے آپ کا لشکر کہان ہی شہزادے نے کہا اے احمر جنی فیروز جادو و شبرنگ آتش خوار مع ساٹھ ہزار ساحران نامی عقب مین آتے ہین مرحلہ طلسم پر نہ آسکے اب مرحلہ شکست ہوا مرجان جادو مارا گیا یقین ہی کہ آیا ہی چاہتے ہین قریب ہونگے احمر جنی نے عرض کی مین جاکر تلاش کرون ڈھونڈھ کے لاؤن مین از قوم جن اپنی تیزروی پر مطمئن ہون نورالدہر نے کہا کچھ تمھارے جانکی ضرورت نہین ہی خدا میرا مالک ہے یہ حقیر راہ خوفناک طلسم کا سالک ہے ایسے ایسے معرکہ بہت پیش آئین گے کہان کہان ہم مددگارون کو بلائین گے پروردگار ساتھ ہے اُسکا دامن قدرت ہی اور ہمارا ہاتھ ہے احمر جنی سمجھی نورالدہر یہ باتین کر رہے تھے کہ بیرون باغ سے گرد اڑی دیوار باغ نوگر چکی ہی دور تک صحرا معلوم ہوتا ہی دامن گردنشانہ ہوا دیکھا آگے آگے ایک جادوگر سرخ پوش بصد جوش و خروش مرکب پرسوار پشت پر ساٹھ ہزار ساحران نامنجار سیاہ رو بدخو بازو بط و بہزبرہائے آتشین پرسوار نمودار ہوئے اُس ساحر سرخ پوش نے جو دور سے لاشۂ مرجان جادو دیکھا اور طلسم کشا کو تنہا پایا دہن سے نعرہ کیا نہم یاقوت جادو برادر مرجان جادو ہاے طلسم کشا غضب کیا مقام افسوس ہی مین نہ پہونچا تو نے ایسے ساحر شعبدہ باز کو کیونکر مارا اب اُسکے معاوضہ خون مین تجکو کیا چھوڑتا ہون

یہ کہکر ساحرون سے اشارہ کیا جلد طلسم کشا کو قتل کرو اس ظالم کے خون سے ہاتھ بھرو نور الدہر نے بھی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور رنگا رنگ دریاے فوج ساحران مین غوطہ زن ہوے ساحرون کے سحر نور الدہر پر چلنے لگے نخل باغ مثل شمع کافوری جلنے لگے مگر بسبب لوح طلسم کے شاہزادے پر سحر تاثیر نہین کرتا نور الدہر نے جسکو ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے افسرون کو مارا ہنگامہ گرم ہوا یاقوت جادو نے دیکھا طلسم کشا پر سحر و افسون کام نہ کریگا ساحرون کو آواز دی یارو یہ جوان صاحب لوح ہے سحر نہ کرو تیر و تلوار و نیزہ سے مارو اب ساحرون نے حربہاے سحر موقوف کرکے سلاح ہاے جنگ سنبھالے شہزادہ شیرانہ رستمانہ اُن بیمایون سے لڑ رہا ہے مگر ہزارون تلوارین چلین طائران تیز پر کھول کھول کر اُس شہباز اوج جرأت پر گر رہے ہین جیسے شمع کے گرد پروانے مگر شاہزادہ کو تردد ہے کس کس سے لڑے اس بیقراری مین دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کیے کہ اے غنی بے نیاز رب کارساز وقت بیکسی مین سواے تیرے کون معین و مددگار ہے تو ستار و غفار ہے نظم

اے مرہم ریش دلفگاران	وے چارۂ کار خام کاران	بگذار چنین ذلیل و خوارم
از راہ کرم بر آر کارم	سر گشتہ کمن مرا ازین پیش	بنماے ز ہم بجانب خویش
در وادیِ معصیت اسیرم	بگذار کہ تشنہ لب نمیرم	خجلت زدہ ام ز کردہ خویش
وز شرم سرے فگندہ در پیش	چون آمدہ ام بہ عذر خواہی	نومید مکن مرا الٰہی
بر دار ز مطرح بلا کم	بگذار میان خون و خاکم	

ابھی دعا شاہزادے کی تمام نہ ہوئی تھی کہ صحراے گرد بلند ہوئی شبرنگ بن عمرو آگے آگے عقب مین شبرنگ آتش خوار و فیروز جادو فوج ساحران نامی ہے شبرنگ بن عمرو نے نعرہ کیا دیکھا گل گلزار صاحقرانی یکہ و تنہا مصروف جنگ ہے چہرہ و جسم خون سے گلنار ہے کہنی سے خون ٹپک رہا ہے جیسے کوئی ہولی کھیلتا ہے شبرنگ نے فیروز و غیرہ کو آواز دی یارو شاہزادہ یکہ و تنہا لڑ رہا ہے یہ سنتے ہی فیروز و غیرہ حربہاے سحر سنبھال کر آتے ہے شریک جنگ ہوے ایک ہی حملہ مین صیاد چوزگان ہوے اب نور الدہر نے ایک سوار کو مار کر رکاب لیا اسی پر سوار ہوے شیرانہ مصروف کارزار ہوے شبرنگ آتش خوار نے زمین ہلا دی چہار جانب سے آگ لگا دی ہزارون ناریون کو جلا دیا جنسے دلمین غبار کھا تھا اسکو خاک مین ملا دیا شاہزادۂ نور الدہر لڑتے ہوے قریب یاقوت جادو کے پہونچے اُس نے کئی گوے مارے نور الدہر نے لوح کو سامنے کر دیا وہ گوے پلٹکر اُسی کی فوج ضلالت موج پر گرے کئی سو ساحر ہلاک ہوے یہ حال دیکھکر کلیجہ یاقوت جادو کا خون ہو گیا آخر قریب آکر ہاتھ تیغۂ سحر کار مارا شاہزادے نے تیغۂ خارا شگاف سلیمانی پر گانٹھا انجھاوے سے ہاتھ نکال کر تیغۂ برق مثال کو چمکایا خبردار کہکے ہاتھ مارا اُس نے سامری و جمشید کا نام لیکر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار گھاٹ سے پڑی سپر کے دو ٹکڑے ہوے نئی بات ہے کہ شب ہجر کٹی یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ زمین پر تلوار نے بوسہ دیا

یاقوت کافر کا خون آسمان سے برسنے لگا ابر سرخ رنگ پیدا ہوا آواز ہین مہیب آئین سنگباری برف باری ہوائی آواز آئی کشتی مرا نام من یاقوت جادو بود افسر جو مارا گیا اہالیان فوج شکست کھاکر کچھ بھاگے کچھ مارے گئے شاہزادہ فتح و ظفر پٹا فیروز وغیرہ نے آگے شاہزادے کے قدمون کو بوسہ دیا مگر شاہزادہ زخمی ہوا اور شبرنگ بن عمرو نے حکم دیا جلد بارگاہین استادہ ہون کہ زخم دوزی کیجاے یہان تو بارگاہین جمع اراستہ ہورہی ہین اب دو کلمہ داستان جمشید کے ذکر کرنا ضرور ہین کہ جب ابریق آسمان سیر در بند آہن تاب پر آکے شریک ابرج نوجوان ہوا تھا ابرج لشکر ظفر اثر کو درست کرکے طرف طلسم کے چلے یہ خبر جمشید جادو کو پہونچی غصہ مین آکر تین لاکھ ساحران زبردست کو اپنے ساتھ لیکر اول لشکر ابرج پر آکے گرا یہ بجبا بادشاہ طلسم ہی سوائے طلسم کشا کے کوئی اسپر غالب نہین ہوسکتا بس ابریق آسمان سیر خوب خوب لڑا بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا مگر جب جمشید جادو سے مقابلہ پڑا دو گھڑی کامل سحر چلا آخر جمشید ابریق پر غالب آیا اور گرفتار کرکے زبان مین سوزن دیا شوخ چشم کو ایک سحر مین پکڑ لیا غرض اسکے سحر سے ابرج وغیرہ سب بیہوش ہوئے سب کو جمشید جادو گرفتار کرکے طرف قلعۂ طلسمی کے لیکر چلا راہ مین اسکو خبر ملی مرحلہ امرجان جادو فتح ہوا یاقوت جادو کے ساتھ کے ساحر بھی زخمدار بیقرار آکر پہونچے تمام کیفیت بیان کی اور کہا کہ طلسم کشا تابہ دربند مرجانیہ پہونچا امرجان جادو کا کام تمام ہوا اب یقین ہی کہ طرف قلعۂ طلسم کے رجوع کرے بس یہ خبر وحشت اثر سنکے جمشید مثل ابر کے گرگرایا اسباب سحر ہاتھ مین لیکر اٹھا اسیوقت نفیر سحر بجی لشکر مین تیاری ہوئی قیدیون کو ارابے پر سوار کرکے ہمراہ لیا جمشید با فوج قاہرہ برائے مقابلہ طلسم کشا چلا یہان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بعد قتل یاقوت جادو خود بھی زخمی ہین اہالیان فوج بھی زخمدار ہین فیروز و شبرنگ بھی بخوبی لڑ چکے ہین ابھی استراحت نہین کرنے پائے ہین بارگاہ مین قصد ہی جائین کہ ہرکارون نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہوشیار ہو جائیے جمشید جادو مع کئی لاکھ فوج ساحران کے آپہونچا اور شاہزادۂ ابرج نوجوان کر گرفتار کرلایا ہی نور الدہر یہ خبر وحشت اثر سنکے گھبرائے بہ تعجیل تمام باہر آئے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے جبتک شبرنگ وغیرہ سوار ہون آمادۂ حرب و پیکار ہون جمشید نے آتے ہی سحر کیا کہ شعلہاے آتش بھڑکنے لگے لکھہا ابر تیرہ و تار کرکنے لگے کئی ہزار ساحر مرکر رہگیا کوئی منھ کے بھل زمین پر گرا کوئی مثل مرغ نیم بسمل تڑپا کسی پر گولہ پڑا کسی نے بدحواس ہوکر اپنے خنجر سے گلا کاٹ ڈالا دو تین حملون مین جمشید نے زمین کو بلا دیا ایک جانب شبرنگ آتش خوار ایک سمت فیروز نامدار سحر مین مصروف ہین مگر شاہزادہ نور الدہر پر چونکہ لوح طلسمی گلے مین ہی سحر تو ساحرون کا تاثیر نہین کرتا مگر کئی لاکھ ساحرون کا بلوہ ہی نیزہ و تیر بھی چل رہی ہین پہلی لڑائی مین زخمی ہو چکے ہین اب روح کو راحت نہین جسم مین قوت نہین ہی مگر شیر بیشۂ صاحبقرانی ہین گھمسان زخم جسم پر

کھلے ہین بدھیان پڑی ہین چہرہ گلنار زخمون سے خون کی دھار روان قبضہ ہاتھ مین جم گیا ہی یکہ و تنہا کس کس سے جنگ کرین ایک کو قتل کیا اسی مقام پر دس بیس آجاتے ہین دم لینے کی مہلت نہین پاتے ہین ہر طرف سے بھی صولین ہین کہ طلسم کشا کو گرفتار کرلو مہلت ندو اور زیادہ بیقراری کا نور الدہر کی یہ باعث ہی کہ دیکھ رہی ہین کہ شاہزادہ ایرج نوجوان مسلسل و مطوق زخم کھائے ہوے سرنگون غم سے کلیجہ خون طرف انکے دیکھنا ہی تیوری سی یہ ہویدا ہی کہ یہ جوان آبدیدہ اس حال زار سے ہمکو قید مین نہ دیکھنا زنجیر مین ہلا رہا ہی مگر قوت اتنی بسبب زخمی ہونیکے نہین باقی ہی کہ قید توڑے مجبور و ناچار انکے جملہ سردار بھی مبتلاے مصیبت مثل آئینہ حیرت ہین ہر مرتبہ نور الدہر آمادہ مرگ ہوکر چاہتے ہین کہ جان دون اور اپنے برادر بجان برابر کو قید سے چھڑاون مگر فوج کے ریلے یہ اکیلے کدھر خیال کرین کہان تک جرأت دکھائین اور جمشید بادشاہ طلسم شہر رنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ اسی کے ملازم ہین اسکو غصہ مین دیکھ کر فرار کے عازم ہین ہزارہا بدون مقابلہ بھاگے جنکو اپنے افسر کا خیال ہے اور کوئی نامردانہ کہے اسکا ملال ہی وہ جانبازی مین مصروف رہی بعض کہتے ہین ہم اپنے شہنشاہ سے لڑین کیا ہو خوف ہین آخر قریب شام جمشید بادشاہ طلسم شہر رنگ آتش خوار و فیروز جادو وغیرہ کل سپہ سالارون کو گرفتار کرلیا قریب شام ایرج نوجوان وغیرہ کو بھی مقید کیا اب باقی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہر رنگ ہین شہر رنگ نے دیکھا کہ شاہزادے کو غش آیا چاہتا ہے بس شہر رنگ بن عمرو نامدار ریش تراشندہ کفار نے جانبازی کرکے ایک حقہ آتشبازی کا ساحر دون پر مارا کسی کا منھ جلا کسی کا گریبان پھٹکا ذرا جو شہر رنگ نے مہلت پائی شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کو بھی بیہوش کرکے پشارہ باندھکر بھاگا ایک درہ کوہ مین آکر مخفی ہوا اسی بیہوشی مین اپنے آقا کی زخمدوزی کی یہان جمشید جادو ران بھر اسی تل کو گھورے رہا صبح کو دیکھا کہ گرد شجر کے صد بالا نیزے پڑے ہین دور تک رسن بڑا ہی سب طرف تلاش کی مگر طلسم کشا کو نہ پایا اب جمشید جادو حیران کہ طلسم کشا کیا ہوا ساتھ والون نے کہا حضور بارہ چودہ ہزار ساحرون کا کھیت ہوا غلئی سب مارے گئے کشتہ حیات ساحران پامال ہوئی ایک جوان کا لاشہ کیونکر لے گیا طلسم کشا فولاد کا تھا علاوہ سحر کے ہزارون تلوارین سحر کی اسپر پڑین تھن زخم تیرون کے کاری کھائے آخر نامال ہوا جمشید جادو خوشی خوشی ان سب قیدیون کو ساتھ لیکر بعد کروفر آکر داخل قلعہ طلسمی ہوا جس قید خانہ مین ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ سگوفر و سہیل اختر شناس قید تھے اسی زندان پر محزن مین شاہزادہ ایرج نوجوان وغیرہ کو لاکر داخل کیا ادہر ملکہ مخمور نے یہ خبر وحشت اثر سنی کہ شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان جنگ مغلوبہ مین مارا گیا اسقدر زخمی تھا کہ لاشہ بھی نہ ملا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجائے نظم

فلزم اشک نے طغیانی کی		دست مژگان نے درافشانی کی	شوق نے سلسلہ جنبانی کی

بیقراری نے بھی طغیانی کی | کبھی جو ذرا ہوش آیا منھ سے یہ کلمہ نکلا ہائے اے مخمور کاش کے
ہم بہرے خلق ہوئے ہوتے یہ خبر نہ سنتے کہ نورالدہر قتل ہوگئے اور ہم زندہ ہیں **نظم**

ملک الموت بھی کیا ہے بیدرد | آہ سچ ہے کہ بڑا ہے بیدرد | تھا بتوں ہوں دلکوں بھر آہ
کیسی یاں آن بنی دلپر آہ | جان ہمہ رنج و سراپا غم ہے | رنج سا رنج ہے غم سا غم ہے
دیکھتی ہوں عجب احوال بنا | کیا کہوں کس سے کہوں حال اپنا | جی چاہتی ہے اپنے کو ہلاک کردوں

قصہ زندگانی کا پاک کردوں اے مخمور مجبور کس ساعت سے اس قید خانہ میں آکر قید ہوئی کہ شاید اگر جان بچی تو یہ سیاہ خواجہ عمرو کو کیونکر دکھاؤنگی کیا بات بناؤنگی جس روز علامت طلسم پر قید ہوئی تھی اُس ایک شغل کے بارے میں سر غصہ کرنا اُس شیر جنت آرامگاہ کا بعجز دم محبت کا بھرنا اگر میں بدنصیب نہ قید ہوتی وہ شیر دل اس طلسم خونیں میں کاہے کو آتا ہائے موت سر پر کھیلتی تھی میں ہجر کی جفائیں جھیلتی تھی ہمیشہ یہی خیال تھا جب کوہ عقیق پر جاؤنگی روے زیبا دیکھکر جلی آؤنگی

نظم

چون ماتمیان بحالت زار | مے گفت زدرد آن دل افگار | بے تو من و دل نگار و جان بیش
راضی شدہ ام بمردن خویش | اے جان چہ بود زتن برآئی | وے عمر خوش است گر سرآئی
عمرے کہ چنین رود حرام است | مرگست کہ زندگیش نام است | ای کاش کہ مادرم نزادے
درزاد اجل بیاد دادی | من لذت زندگی نہ دانم | مرگ دگر است ہر زمانم
مے بود زہجر یار دلتنگ | بر سینہ زدے زدست دل سنگ | شاہزادۂ عالیشان ارجمند نوجوان

ابھی قید میں سر جھکائے ہوئے ایک جانب بیٹھے ہیں انتہا کا قلق ہے دل سے کہتا ہے کہ ای ارجمند نوجوان افسوس کہ ہمارے ہاتھ سے طلسم فتح نہوا فلک نے یہ روز سیہ دکھایا اس زندان ننگ و تاریک میں پہونچایا شکوۂ فلکی کر رہا ہے حجاب سے سر نہیں اُٹھاتا مگر ملکہ مخمور سرخ چشم کا جو حال بہت اتبر دیکھا قریب آکر فرمایا اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو نوخاستہ باغ محبوبی صبر کر دل پر جبر کر دنیا تمھارا تو مقدمۂ محبت ہی ہمارا تو وہ شہزادہ روح کی راحت ہے اول تو خیال کر کہ خدانخواستہ اگر وہ شہسوار میدان یکہ تازی شیر بیشۂ سرافرازی مارا جاتا تو یہ بیچارا لاش لانے سر لاکر ہمکو دکھاتے لوح ملتی طرائقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑائی بڑی قیامت کی پڑی ساتھ والے سب گرفتار ہوئے آخر بار شکر نہ سنبھل سکا لڑتا بھڑتا کسی جانب نکل گیا ان بھائیوں نے یہ مشہور کر دیا کہ طلسم کشا قتل ہوا سراسر غلط ثابت ہوتا ہے خاص دل پر غم و الم کا ہجوم نہیں ہے دل کو تسکین ہے اس قید خانہ میں تو یہ رنگ ہے ہر ایک اپنی زندگی سے تنگ ہے مجبور ایک کو ایک سمجھاتا ہے شاہپور شیر دل ارجمند کو بہلاتا ہے اور دل کو تسکین دلاتا ہے

دو کلمہ داستان شاہزادۂ نورالدہر بدیع الزمان بیان ہوتے ہیں

کہ تبرنگ بن عمرو عیار نامدار درۂ کوہ میں اتفاقاً لاباز خم دوزی کی صبح کو شاہزادے کی آنکھ کھلی اپنے کو

درۂ کوہ مین پایا شبرنگ بن عمرو کو بالین پر دیکھا پوچھا اے برادر کیا معرکہ ہی شبرنگ رونے لگا کہ حضور فلک نے گردش دکھائی سردار سب آپکے قید ہوگئے لشکر منتشر ہوا رخصت سے آپکا عجیب حال تھا جان بچنا محال تھا مین عالم غشی مین شب کو یہان اٹھا لایا شکر ہے کہ لوح موجود ہی سرہانے دھری ہی انشاء اللہ آپ طلسم کشائی کیجیے گا نور الدہر نے مجبور ہو کر کہا اے برادر جو منظور خدا مین اپنے کو اب قلعۂ طلسمی مین پہونچا دیکھا مین نے ایرج کو بھی تو قید مین دیکھا نہین معلوم وہ کیونکر یہان پہونچے سردار بڑے بڑے انکے بھی ساتھ تھے خدا خواستہ اگر ایک موی جسم ایرج کم ہوا مین لشکر مین منھ دکھانے کے لائق نہ رہون گا اس سے بہتر ہے کہ لڑ بھڑ کر مر جاؤن شبرنگ نے کہا جو حضور فرماتے ہین یہی مناسب ہے غلام آپکا طالب ہے کہ ایک روز تو یہان توقف فرمائیے کہ زخم خشک ہو جائین نور الدہر نے کہا دل پر زخم ہی کس کس کا علاج کروگے یہ کہکر فرمایا تھوڑا پانی کہین سے تلاش کرکے لاؤ شبرنگ چھاگل ہاتھ مین لیکر بیرون درۂ کوہ آیا جستجو مین پانی کی چلا مگر جمشید جادو جب آکر دوسرے دن تخت پر بیٹھا مشیران سلطنت سے کہا یارو طلسم کشا مارا نہین گیا نہ لوح ملی نہ لاشہ دستیاب ہوا طلسم کشا کہین چھپ گیا تلاش اسکی ضروری ہی اسکا وزیر ہے کہ اسکا سفاک شعلہ زن نام ہی مکاری و فریب اسکا کام ہی کہا حضور آپ کی رائے سالم ہی طلسم کشا بڑا ظالم ہی بیشک لڑتے لڑتے کہین مخفی ہوا بیٹا عمرو ایسے عیار کا اسکے ساتھ ہے اسنے ضرور ہی کوئی تدبیر کی ہوگی مگر اس حوالی سے کہین دور نہین جا سکتا انتہا کا زخمی تھا اسی دو کوس کے گردے مین ہوگا غلام ابھی جاتا ہی اگر ساسری و جمشید نے مدد کی تو طلسم کشا کو مع عیار لیکر آتا ہی یہ کہکر سفاک شعلہ زن بھڑک کر چلا یہان رن پڑا تھا لاشے جابجا ساحرون کے موجود تھے عجب مقام خوفناک لتھڑے خون کے جمے ہوئے نخل سحر اکے جلے ہوئے یہ سیما دیکھتا بھالتا چلا دور سے اسنے دیکھا کہ شبرنگ عیار چھاگل ہاتھ مین لیے ہوئے اندر سے درۂ کوہ کے نکلا اس سیما کو یقین کامل ہوا کہ بیشک طلسم کشا اسی درۂ کوہ مین مخفی ہی اپنے آقا کے لیے پانی لینے جاتا ہی خوشی سے منھ مین پانی بھر آیا مثل موج بیتاب ہوکر لہر مین گرفتار کرنے کے روان ہوا چند قدم شبرنگ بن عمرو گیا تھا کہ سفاک شعلہ زن نے دو دانے ماش کے شبرنگ بن عمرو پر پھینکے شبرنگ بے حس و حرکت ہوکر زمین پر گر پڑا سفاک شعلہ زن قریب آیا کہا کیون او نا عیار اپنے سردار کو خوب بچایا درۂ کوہ مین لاکر چھپایا اب دیکھو تیری صورت بنکر جاتا ہون لوح چھین کر انکو بھی گرفتار کرکے لاتا ہون شبرنگ مجبور و ناچار رونے لگا انکون سے منھ دھونے لگا سفاک نے شبرنگ کو لاکر ایک گوشے مین ڈال دیا آپ سحر سے صورت شبرنگ بن عمرو کی بنا قریب درۂ کوہ آیا آواز دی اے شہر یار پانی حاضر ہی نور الدہر باہر نکل آئے کہا اے برادر پانی لائے اسنے کہا پانی تو حضور حاضر ہی مگر لوح پر خون جم گیا ہی لائیے پہلے اسکو پاک کرون چشمے مین غوطہ دے کر لاؤن نور الدہر تو جانتے ہین کہ میرا یار وفادار ہی کیا خبر ہے کہ یہ جعلساز مکار ہی گردش فلکی

ہر شخص مجبور و ناچار ہو دم بھر مین یہ فلک نیا شعبدہ دکھاتا ہی ہر رہروان کو نئے جرات کوشل نقش پا مٹاتا ہے
نورالدہر نے لوح گلے سے اُتار کر حوالے کی سفاک شعلہ زن نے لوح کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا جھولی
مین رکھکے آواز دی باش اد طلسم کشا منم سفاک شعلہ زن وزیر اعظم جمشید صف شکن دیکھ یون لوح
لیتے ہین مسلمانون کو داغ دیتے ہین یہ طلسم جمشید و سامری کی قدرت کا نمونہ ہی خاص بندگان خداوند اس
طلسم مین رہتے ہین یہ سنکر نورالدہر نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اُس نے چند دانے ماش کے مارے ہاتھ پانون بحجر حرکت
ہوگئے سفاک شعلہ زن نے ایک تخت سحر نیار کیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و شبرنگ
بن عمرو کو اُسپر ڈال لیا اور طرف قلعہ جمشید کے روانہ ہوا جمشید جا دو تخت پر بیٹھا ہے سفاک
شعلہ زن آکر پہونچا لوح ہاتھ پر رکھکر نذر دی تمام کیفیت بیان کی نورالدہر اور شبرنگ کو قید سحر مین
مسلسل کرکے قید خانہ مین بھیجدیا ملکہ مخمور سرخ چشم و ایرج وغیرہ قید خانہ مین بیقرار و اشکبار تھے کہ شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان بھی مسلسل و مطوق قید خانہ مین پہونچے شور گریہ و زاری بلند ہوا زنجیرین تھام کر
سب اُٹھ کھڑے ہوے ایرج نوجوان نے گلے مین ہاتھ ڈالدیئے کہا اے برادر عجب خبر وحشت اثر سُنی تھی
کہ دشمن جنگ مغلوبہ مین قتل ہوے اس غم سے کلیجہ مین آبلے پڑگئے زندہ تو پایا مگر اس حال پر ملال مین دیکھا
کوئی ساعت مصیبت تازہ سے فرصت نہین ملتی کلی باغ مراد کی نہین کھلتی ملکہ مخمور سراپا کو شاہزادے کے
دیکھتی ہی کبھی گھبرا کر کہتی ہی کیون اے شہریار یہ رات ہی یا دن ہی آنکھون سے نہین سوجھتا دل قابو مین نہین افسوس
میرے واسطے آپ نے کیا کیا مصیبت اُٹھائی مجھ بدنصیب کا کیون پیچھا کیا قتل ہو جاتی زندان رنج و الم سے
چھوٹ جاتی نورالدہر نے سب کو تسکین دی اور کہا خدا مالک ہے شبرنگ بن عمرو ہمارے عیار و فادار نے
دشمنون سے بچایا فلک کجرفتار کو رشک آیا خیر شکر ہے سب ایک مقام پر ہوگئے مرگ انبوہ جشنے دارد گر بخدا
واسطے ایرج نوجوان کے کل پڑتا ہی ایسا قوت بازو کسکو ممکن ہوتا ہی جب یہ لشکر مین آئے یہ ہمسر فداہم اپنر نثار
رہی اگر لمہ بھر کو جدا ہوے تو مثل ماہی بے آب بیقرار رہی عدم مین بھی ایک ساتھ جائین کے گرامی ملکہ مخمور تمھاری
مصیبت پر کلیجہ پھٹتا ہی یقین ہے جمشید ملعون ہمکو قتل کریگا مگر تمکو پاس افراسیاب کے بھیجے گا ایک سردار
افراسیاب کا ہمارے ہاتھ سے دربند خانیہ پر مارا گیا ضرور اُس ملعون کو خبر ہوگی ہوگی تمھارے نام پر
جان دیتا ہی ملکہ مخمور نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا ہر چند مین سخت جان ہون مگر آپ کے بعد سر ٹکرا کر
جان دونگی روے سیاہ افراسیاب خانہ خراب کو خدا نہ دکھائے اُسکی بدعت سے بچائے اسوقت قید خانہ
مین شور گریہ و زاری بلند ایک جان کے خوف سے دردمند یہان جمشید ملعون نے سفاک شعلہ زن
کو بڑا بھاری خلعت دیا جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا جمشید نے حکم دیا منادی ندا کرے کل صبح طلسم کشا

کو مع کل قیدیان بلا مابدولت قتل کرینگے ایک ایک نکھرام کو سزاے معقول دین گے تمام کو دبرزن مین خانہ جمشیدیہ کے اشتہار چسپان ہوے منادی جابجا ندا کرتا پھرتا ہے کہ کل صبح کو طلسم کشا و ملکہ شگوفہ وسہیل اختر شناس وفیروز جادو وشبرنگ آتش خوار وابرق آسمان سیر مصاحب شہنشاہ کوکب وملکہ شوخ چشم وارج نوجوان وشاپور شیر دل وشبرنگ بن عمرو وملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ قتل کیے جائین گے سرکشی کی سزا پائین گے یہ آواز کان مین قیدیون کے پہونچی علاوہ ان سرداران مذکور کے بارہ چودہ ہزار اہالیان فوج بھی قید ہوکر آئے ہین ایک سن مین بیچارے بندھے بیٹھے ہین شور فریاد و الغیاث بلند کیا نورالدہر نے بھی سنا قریب دروازے کے آکر کہا بھائیو کیون فریاد کرتے ہو اپنے معبود کو ایسے وقت مین نہین یاد کرتے ہو جو ستر درجہ مان باپ سے زیادہ مہربان ہے رحم کرنا اسکی شان ہے اگر اسکی عنایت شریک حال ہوئی چشم زدن مین دام بلاے مصیبت سے رہا ہو جاؤ گے اس آفت سماوی سے امان پاؤ گے رباعی

نہ دیر مین کچھ ہے نہ حرم مین کچھ ہے		دنیا مین نہ کچھ ہے نہ عدم مین کچھ ہے
دنیا ہے عجب سراے فانی جرات	دم مین کچھ ہے اور ایک دم مین کچھ ہے	

ان سب نے عرض کی خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کا جمال بیمثال دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت آنکھون مین بصارت پیدا ہوتی ہے آپ کا حال حسرت انجام دیکھکر خود مصیبت زار زار روتی ہے یہ آپسمین باتین حسرت ویاس کی ہو رہی تھین کہ حال قتل مسلمانان سنکر نیر اعظم کا چہرہ زرد ہوا کانپتا تھرآتا کاشانۂ مغرب مین جاکر چھپا لیلاے شب تار مشکین بکھول کر حیران پریشان تبلاش خبر آرزو لصد جسم تحمل اندوہ والم مین سوار ہوئی

سیاہی ہو پیدا ہوئی سر بسر	وہ اُس شب کی ظلمت کہ دل بیقرار	فلک پر کواکب کو بھی انتشار
کھلے موے لیلاے شب سر بسر	لباس سیہ بر مین پہنے قمر	وہ سنسان تھی رات اور ہولناک
کہ ذرے سے چھپے خوف سے زیر خاک	ستارون کی دہشت سے تھین آنکھین بند	زمین بیقرار فلک دردمند
پھر دل ہے اس ذکر سے بیقرار	دکھائے نہ گردش یہ لیل ونہار	عجب اُس شب کو سناٹا اہالیان زندان

خالف وترسان شب کو دربانون نے دروازہ بھی بند کیا اور غم تازہ دیا یہ سب سرداران نامی شہریاران گرامی ہر وردہ مہد ناز ونعم اُنپر یہ مصیبت واندوہ والم اندھیرے سے قید خانہ کے گھبراتے تھے بعض بیقرار ہوکر چلاتے تھے نورالدہر سب کو سمجھاتے تھے کہ یار وقت دعا ہے نہ گھبراؤ اپنے معبود سے دعا کرو سب کے کہنے سے نورالدہر کے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے نورالدہر دعا کرتے ہین سب آمین کہہ رہے ہین آنکھون سے اشک حسرت بہ رہے ہین

نظم

اے زندہ رشید صاحبقران	اوصاف الٰہی مین مصروف	دارندۂ ہفت کاخ افلاک
سازندۂ آدم از کف خاک	بینا کن چشم اہل بینش	فیاض وجود آفرینش

نقاش نگار خانۂ غیب | منشی صحیفہ ہائے لاریب | زینت گر آسمان و انجم | تشریف دہ زمین بہ مردم
لطفش زمزمۂ مجبۂ عید | خلخال بساق عشرتِ جاوید | بر کوہ بہ پیل چرخ خود رای | اُفتادہ ہمیشہ در زحل جائے
دادار بہ ضبط پیل ستش | از توس رزم گاہ بدستش | ای حیم و کریم تفضل بنا شریک کر اپنے بندون کو قتل سے بچائے

زندان مصیبت سے نجات دے یہ بیچارے مصیبت سے قتل کر یہ تیرے گفن تیرے بندون کو ندیں گے شب بھر تو بھر پور تک پھڑک کر کاٹی چونکہ مصیبت تھی آنکھون مین کٹ گئی چہرۂ لیلاے شب سے نقاب الٹ گئی عمل ظلمت کا اُٹھا فوج سیارگان کو شکست ہوئی شہنشاہ زرین علم کو فکر بندوبست ہوئی نظم مصنف

سحر کا گریبان ہوا چاک چاک | لے خاک غم منھ پہ مہر فلک | ہوا مرغ شب جب الم سے ہلاک | بر آمد ہوا شرق سے یک بیک
عجب صحر مصیبت خیز و حشت انگیز تھی | رخ افلاک پر کدورت تھی
نجم سب مائل مصیبت ہین | گلشن دہر ہے اداس اداس | عالم حزن اور حسرت و یاس
ہر ہر اک وحش و طیر نالہ کنان | دل پہ ہے ابر حسرت و حرمان | نخل ماتم کی طرح نخل چمن
غنچہ ہے بنا ہر اک گلشن | کف افسوس برگ ملتے ہین | آتش رنج و غم سے جلتے ہین

صبا خاک اڑاتی ہے ہر سحر سے سر ٹکراتی ہے نوجوانان چمن کو غلغہ اران صاحبقران کا غم ہے ہر نخل گلزار نخل ماتم ہے عندلیبان خوش نوا غزل خوانی بھولین آہ و فغان کرنے لگین یکایک اُس گلشن مین ہواے سرد آئی زبان موج ہوا نے یہ آواز سنائی اے ساکنان باغ عالم کیسا غم و الم باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہے بعد خزان کے بہار ہے اے غمخواران گلشن ایجاد تاثیر تمھاری آہ مین ہے قافلہ آمد آمد بہار غنچہ و گل راہ مین ہے گل مراد ملا چاہتا ہے غنچہ آرزو کھلا چاہتا ہے الغرض سپیدۂ سحری آسمان پر چمکا نیر اعظم بصد شوکت و حشم علم زرین شعاع کھلا ہوا تخت نیلی پر جلوہ فرما ہوا جمشید روسیاہ تاج تخوت بر سر تخت نکبت پر آکے بیٹھا تمام ساحران غدار غولان صحراے کفر و ضلالت کم ہمت خرس طینت میمون خصلت دربار مین آکر جمع ہوے آج اسقدر جماؤ ہے دربار مین جمشید ملعون کے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین ہے ذلگل و کریسان معمور اسپر بدمستان شراب کہر و غرور نزدیک و دور سے ہزارہا بیمبا آئے ہین سحر دلبری کے مشاق قتل طلسم کشا کے مشتاق سفاک شعلہ زن مثل آتش تنور کے بھڑک رہا ہے کہ یارو مین نے بڑا کام کیا طلسم جمشید مین نام کیا طلسم کشا کو مین گرفتار کر کے لایا ابھی خلعت بھی نہین پایا کبھی گھبرا کر جمشید جادو سے کہتا ہے اے شہنشاہ جلد طلسم کشا و غیرہ کو بارگاہ مین بلائیے کسی کو دار پر چڑھائیے کسی کو خنجر سے قتل کرائیے جمشید نے حکم دیا میدان طلسم کو جلد لاؤ اول دربار مین پہونچاؤ اپنے تئین امون کو سمجھا ئینگے اگر مان جائین تو بہتر ورنہ طعمۂ شاہباز شمشیر ہون سرکش ہمارے نام سے زیر ہون داروغہ جیل خانے کا دوڑا قید خانہ مین آکر مقیدان زندان بلا کو نکالا آگے آگے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک سمت ابرج نوجوان ایک جانب ملکہ

فخمور سرخ چشم دملکہ شنگوفہ دفیروز جادو دشبرنگ آتش خوار دشبرنگ بن عمر دنامدار ایک طرف سرداران ایرج نوجوان افلاک کوہی دملکہ شوخ چشم دابریق آسمان سیران سب کے عقب میں ہزار ساحر زنجیر در سن سحر سو بندھے ہوے دربار مین جمشید جادو کے پہونچے یہ ملحوظ رہے کہ شاہزادہ نور الدہر والا مقام کے جسم پر قید سحر لینے بجاے ہتکڑیون کے مار سیاہ لپٹا ہوا ہی طوق بھی آہن سحر کا گر شاہزادہ نے ضبط کر کے آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین بادی برکسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکی است و پیغمبر حق برحق ایرج نے وعلیکم السلام کا جواب دیا کافرون کے سینہ پر تیر سا مثل موے آتش دیدہ کے بل کھایا ہان ہان کی صدا بلند ہوئی جمشید جادو نے منع کیا کہ یارو کیون رنجیدہ ہوتے ہو اب ان قیدیون کی ات کا برا ماننا بیجا ہی بقول سعدی سرکہ دست از جان بشوید ہرچہ در دل آید بگوید سہیل اختر شناس ملکہ شنگوفہ وفیروز جادو دشبرنگ آتش خوار وغیرہ کی جانب متوجہ ہوا کہ اے نمک حرامون تمنے طلسم کے شکست کرانے کی تدبیر کی تھی مگر مین نہیرہ سامری ہون شیر بیشہ ساحری ہون اب بھی قدمون پر گر دورنہ ابھی نہری غیر ممکن بڑے افسوس کی بات ہی خدا تمھارا الات شنات ہی بولنے دو سو کو جھوٹے ہو تمھاری عقل پر پتھر پڑ گئین مجھ ایسے بادشاہ سے منھ موڑتے ہو جلد جواب دو سہیل وغیرہ نے کہا کیا بکتا ہی جو تجھ سے ہو سکے تصور نہ کر پہلے شاہزادے کے ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایک امراور ملحوظ ہو شاہزادۂ نور الدہر کو جمشید جادو نے فریب تخت کے طلب کر لیا ہی دس پانچ قدم کا فاصلہ ہی جمشید جادو بہ عتاب اپنے سردارون سے خطاب کر رہا ہی کہ یکایک آسمان پر سے برق چمکی ایک جادوگر ایک مہ جبین کو تخت پر سوار کیے ہوے آکر پہونچا مگر وہ نازنین حجاب سے سر جھکائے ہوے آنسو آنکھون مین ڈبڈبائے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس جسم مین رعشہ وہ تخت زمین پر آکر اُترا جمشید جادو اُس مہ جبین کو دیکھکر مثل محل کے سنگفتہ ہو گیا اُس نازنین کو اپنے تخت پر بٹھالیا اور لوح طلسمی سامنے جمشید جادو کے تخت پر رکھی ہوئی ہی سہیل وغیرہ کو دکھلا رہا ہی کہتا ہی اب اسکو خدمت مین شہنشاہ افراسیاب جادو کے بھیجدو نگا شہنشاہ اسکو احتیاط سے رکھین گے اسوجہ سے لوح تخت پر رکھی ہی اُس جادوگر نے دست بستہ عرض کی یہ آپ کی معشوقہ ماہ پرور دختر مہران شاہ ہی مین اسکو پہلو سے اُس طلسم کشا کے اُٹھا لایا تھا ایک ہفتہ سمجھاتے گذرا محبت مین ظلم کشا کی مدہوش ہی دریاے عشق کا جوش ہی اُس دربار عام مین جمشید تسکین کرنے لگا ہی باعث تسکین دل زار اے معشوقۂ گلعذار جب سے تونے محبت کی وہ سامنے میرے قید بیٹھا ہی ملک الموت سے اُسکا سامنا ہی قتل ہوا چاہتا ہی یہ سنکر ملکہ ماہ پرور نے سر اُٹھایا اُس حال مین شاہزادۂ نور الدہر سے آنکھ چار ہوئی کہ شاہزادہ قید سحر مین تبلا مثل گنہگارون کے بیٹھا ہی آپس مین آنکھین چار ہوئین چھپان عاشق و معشوق دونون کے کلیجے

پارہوئین کچھ اشارے ہوے اس کنایہ کو کون سمجھے شعر بیان عاشق و معشوق رمز نیست : کرام کاتبین را ہم خبر نیست : ماہ پرور کا کلیجہ دھڑکنے لگا پیشانی سے قطرے پسینے کے ٹپکے وہ بھی بناؤ سے خالی نہ تھے مطلع قطرے نہین عرق کے رخ لا جواب پر : دیکھو پڑی ہو اوس گل آفتاب پر بند مسدس

سینہ وہ با صفا کہ ہو حور شید کا یقین لوح بلور سے بھی مصفا ہین یہ کہین	رکھے ہین یا چنگیز مین گلہاے یاسمین پھیتی صفاے صبح کی صادق کبھی نہین

سینہ ہو آئینہ قد آدم دھرا ہوا
آب گہر لیے کوئی دریا بھرا ہوا

وہ چھاتیان ہین یا کہ ہین الماس کے کنول ہوتے ہین فرقدین یہان صاف محتمل	دو قمقمے یہ نور کے رکھے ہین مشتعل کرتا گمان انار کا ہے سخت مبتذل

شیشے شراب کے ہین کہ کوزے نبات کے
یا ہین حباب چشمۂ آب حیات کے

ادھر آنکھون سے شاہزادہ نور الدہر کے اشک حسرت ٹپکے ملکہ ماہ پرور آنسون کو پی گئی اشارے سے منع کیا کہ اے شہریار والا تبار یہ وقت جوش و خروش نہین ہے اور جمشید کو جواب دیا کہ اے بادشاہ اس ساحر نے تیرے مجکو اس ہفتہ مین کیا کیا تکلیفین پہونچائین جس کا مجکو عاشق بتاتا ہے مین اسکو پہچانتی بھی نہین ہون میرے ماں باپ سے مجکو چھڑایا اس دربار مین مجکو بلایا کیسا عاشق فاسق ہے معشوق کا یہی مرتبہ ہوتا ہے یہ بیچارہ سیاہ جو سامنے کھڑا ہے باغ مین سے میرے مجکو اٹھالایا طالب وصال ہوا جب مین نے نہ مانا جان دینے کا قصد کیا تب یہان لیکر آیا ہے عشق طلسم کشا و غیر طلسم کشا نبلاتا ہے اگر حضور کا طلسم کشا نام ہے تو ہمارا نیک انجام ہے یہان باپ ہمارے منسوب کر چکے ہین ہمین کیا دخل ہے اور اگر کسی اور کو یہ بیچا کہتا ہے تو اسکو اپنی بڑی چوٹی پر شار کرون خاک مین ملاؤن اندھیری گور مین سلاؤن یہ سنکر جمشید بیقرار ہو گیا کہا اے ملکہ عالم اس بیچارے نے آپ پر دست اندازی کا ارادہ کیا تھا ملکہ ماہ پرور نے کہا اگر یہ قصد تھا تو اس سے پوچھئے آٹھ دن کہان لیے پھرا مین تو دھگڑے کے پہلو مین تھی مجکو لایا دھگڑے کو نہ لاسکا بس یہ سنکر جمشید مثل شعلۂ آتش بھڑکا کہا او سنگبار جادو ملکۂ عالم کی بات کا جواب دے کیا فرماتی ہین سنگبار نے کہا حضور مین اسی جوان کے پہلو مین سے اٹھا کر لایا تھا جلدی مین اسپر ہاتھ نہ ڈال سکا بس جمشید جادو نے یہ سنکر غصہ مین سنگدلی کی ایک چٹکی خاک کی سر پر سنگبار جادو کے ڈال دی جلکر خاک ہوا قصہ پاک ہوا تمام اہالیان دربار تھرا گئے کانپ گئے کسی کے منھ سے بات نہ نکلی آپسمین کہہ رہے تھے کہ دیکھو اس نمکحرام نے غضب کیا منسوبہ شہنشاہ

پرنگاہ بد ڈالی آخر اعمال قبیح کی سزا پائی اور جمشید جادو نے ملکہ ماہ پرور کی پشت پر ہاتھ رکھکر کہا کہ ہی
ملکہ عالم مین عرصۂ دراز سے اسیر طرۂ گیسوئے بیچ خبر ابرو ہون آپکے یمن قدم سے لڑائی فتح ہوئی ورنہ اس سلمان نے
تمام طلسم کو درہم و برہم کیا دوست دشمن ہوے اپنے بیگانے ہوے جب خود تکلیف کی تو گرفتار کرکے لایا ہون
یہ تمھارے قدم کی برکت ہی یہ سامنے لوح طلسمی موجود ہی اسی کی وجہ سے ہزارون ساحر مارے گئے ملکہ ماہ پرور
نے سر جھکا کر کہا صاحب یہ کیا چیز ہی جمشید جادو نے کہا جان طلسم روح طلسم اسے لوح طلسم کہتے ہین اسکو دیکھکر
ہم لوگ جنمین سینکڑون ہین سحر بھولتے ہین جسکے پاس یہ موجود ہو اُس پر ہمارا پنجہ نہین قابض ہوسکتا ملکہ ماہ پرور
نے کہا مین دیکھون اسمین کیا لکھا ہی جمشید جادو نے کہا ملکہ اسکو نہ دیکھو ہم پر عکس پڑتا ہی سحر بھولے جاتے ہین
سامنے طلسم کشا بیٹھا ہی اگر اسکے جسم سے مس ہو جائے قید سحر دور ہو ہمکو فتح طلسم کشا کو سرور ہوا اور اے ملکہ یہ جوان
یکہ تاز میدان جرات شہسوار عرصہ جلالت ہی لاکھون سے اکیلا لڑتا ہی طلسم مین کیا کیا معرکہ پڑا ہی اسکے مددگار بڑے بڑے جادوگر
ہین کیسے کیسے باہر ہین مقام خوف ہی ملکہ ماہ پرور نے لوح کے پاس سے ہاتھ ہٹا لیا اور کہا کہ آپکا عشق ہمپر غالب ہوگیا
ہمارے نصیبہ کی خوبی کہ ماں باپ نے ایسے کے ساتھ منسوب کیا جو کچھ کیا خوب کیا واہ واہ کیا قدرت سامری کی ہی
ہم باغی کو بچائین گے اپنے وارث کو قتل کرائین گے ماں باپ تک سے جدا ہو چکے اب سوا تمھارے ہمارا پوچھنے والا
کون ہی تمسے ہم کو یون نفرت واہ ری قسمت جمشید جادو ہاتھ جوڑنے لگا اور لوح لیکر سامنے رکھدی کہ یہ تو
تمھارے ہی پاس رہیگی ملکہ نے کہا صاحب مین کیا کرونگی مین تو دشمن ہون طلسم کشا کو دیدونگی جمشید جادو نے کہا
ملکۂ عالم غصہ نہ کرو اسکو پاس رکھو ملکہ ماہ پرور نے کہا لاؤ بمجبوری تمھاری خوشی یہ کہکر ملکہ نے لوح ہاتھ مین لی
جمشید جادو نے کہا جلد جلاد کو بلاؤ پہلے طلسم کشا کو قتل کرو لوگ جلاد کو بلانے دوڑے جمشید جادو طرف
وزیرون کے متوجہ ہوا کہا کیون صاحب لوح اپنے پاس رکھون یا نجدمت شہنشاہ افراسیاب بھیجدون
کسی نے کچھ کہا کوئی جواب دینے سے عاجز ہوا ماہ پرور نے دل مین کہا وقت شاہزادے کا قریب آگیا جو کرنا ہی کر گذرو
اپنی جان جائیگی صدقۂ پالوسے یہ شیر صولت بچ جاے عاشقون مین نام رہیگا ہر عاشق ہمکو ثابت قدم کہیگا جمشید جادو
کا تو منھ اور طرف تھا ملکہ ماہ پرور تخت سے اُٹھی نیچہ ہاتھ مین لیا جمشید جادو نے کہا ملکہ کہان ماہ پرور
نے کہا یہ نگوڑا مونڈی کاٹا تجکو گھور گھور کر دیکھا ہی آنکھ مین پیلا اسکے گھسیڑدون جمشید نے ہان ہان کہا ملکہ نے
پہلے لوح اسکے منھ کے سامنے چمکائی جمشید جادو نے ارے کہکر منھ پھیرا بس ملکہ ماہ پرور نے تخت پر سے جست کی لوح گلے
مین شاہزادۂ نورالدہر کے ڈالدی کہا شہریار ہوشیار ہو جیسے ہی لوح گلے مین شاہزادۂ نورالدہر
کے آئی ماران سحر جل کر گر پڑے شاہزادۂ نورالدہر اُٹھا ملکہ ماہ پرور کا ہاتھ کھینچ لیا اپنی پشت پر کیا ملکہ
ماہ پرور نے ملکہ مخمور کی زبان سے سوزن کھینچ لیا کہا بوا اُٹھو شاہزادے کو بچاؤ اُدھر شاہزادۂ نورالدہر

نعرہ کیا نعرہ نعرہ صاحبقران چشم و چہر ستارہ چشم شاہزادہ نورالدہر ادھر مخمور سرخ چشم ہل کر کے
کھلی شنگرف سے اٹھا کر مارے تیھر کی سلیں برشت مکین سنگدلوں کے سر پھٹے بہت حیران ہو کر بت بنگئے بلکہ مخمور
نے اور ساحروں کی زبان سے سوزن نکالا نورالدہر نے نعرہ کیا شاہزادۂ ایرج نوجوان پر نوح کا عکس ڈالا ایرج
نوجوان نے بھی قید سحر کو توڑا نعرہ کیا نعرۂ شاہزادہ ایرج نوجوان ملک ایرج آن آفتاب منیر کہ صاحبقرانیم
و آفاق گیریم ابرق آسمان سیر وزیر خوش تدبیر شہنشاہ کوکب رو شنضمیر بھی اٹھا اٹھے اٹھے
زمین کو ہلا دیا شہنشاہ جمشید جادو دہاے کا نعرہ کر کے تخت سے اٹھا کہا ہاے یار و یہ مار آستین گرگ بغل کہاں سے
پیدا ہوا اس قتال عالم پر کیوں شید ہوا تھا سرداروں کو اشارہ کیا مار واب تو عین بارگاہ مین تمہارے
چلنے لگی گھمسان کی لڑائی ہونے لگی اشعار

چلی تیغ شہزادۂ فیروں — کہ ساحر ہوے خوف سے پایہ گل — چمکنے لگی برق تلوار کی
پتہ تھی نہ اس شیر کے وار کی — ہر اک ساحر بیحیا سنگدل — ہوا ڈر سے شمشیر کے تنگدل
کٹے ایک حملہ مین کتنوں کے سر — سیہ رو ہوے خون مین تر بتر — دہان خون کا بحر جاری ہوا
ہر اک جان سے اپنی عاری ہوا — کسی غول پر ایرج نوجوان — جھپٹ کر گیا مثل شیر ژیان
قیامت بپا کی تھی مخمور نے — دکھائی چمک شعلۂ طور نے — نگاہین نشیلی جو پڑنے لگین
سنانین کلیجون مین گڑنے لگین — ہوے سحر چشمی سے ساحر بتنگ — گے بھاگنے جو کہ تھے خانہ جنگ
کسی سمت آبرق فیروز بخت — لگا کرنے ہر ایک پر سحر سخت — اور اک سمت کو ملکہ شوخ چشم
لگی سحر کرنے بصد قہر و خشم — نہنگانہ شبرنگ کی وہ جدال — فنا کر دیے ساحر بیمثال
شگوفہ کی جرأت کے بھی گل کھلے — کہ گلہاے افسون برسنے لگے — کیا سحر جم کر جو باشد دمد
ہوے خاک جل جل کے اہل حسد — لڑائی وہان تھی وہ گھمسانکی — کہ اُن ساحرون کو پڑی جانکی
جری ڈر سے منھ کو پھانے لگے — قدم اپنے پیچھے ہٹانے لگے — زبانیر تھا ہر اک کی یا سامری
مدد کیجیے آن کر اب ذری — کوئی پونے دو سو کے لیتا تھا نام — چھپا کوئی جمشید کا تخت تھام
زمین طلسمات کانپی تمام — بگڑنے لگا سحر کا انتظام — شجاعت سے شہزادۂ ارجمند
لڑے یون کہ ساحر ہوے دردمند — اسطرح کی جنگ منظور ہوئی کہ زمین و آسمان تھرا گئے خوف سے نامردونکے
غش آگئے جمشید جادو لڑتا بھڑتا بیرون بارگاہ آیا شاہزادۂ والا گہر نورالدہر بن بدیع الزمان کو بھی ملازمان
خاص نے مرکب باد رفتار پر سوار کیا شاہزادۂ عالی شان ایرج نوجوان کا بھی اسپ تیز گام آیا ملکہ مخمور نے قیامت
برپا کر دی لاشون سے زمین بھر دی کوچہ بزن بین دریاے خون بہ رہے ہین شیران سحر ڈکارتے پھرتے ہین

اُنکے خوف سے بزدلے بیہوش ہوکر گرتے ہین ملکہ سگونہ جادو نے سیکڑون باغیون کو قتل کیا نمونہ باغ مرگ دکھایا ابریق آسمان سیر وزیر شہنشاہ کوکب شتضیر نے لشکر جمشید جادو کے دھوین اڑا دیے لاکھون بیحیا خاک مین ملادیے شہرنگ آتش خوار نے آگ برسائی ناریون کو راہ جہنم دکھائی فیروز جادو مظفر ومنصور سرغرور کو راہ دار البوار دکھاتا ہی اسکے سحر سے آسمان افسون ساز تھرآتا ہی شاہزادہ والا شان نورالدہر بن بدیع الزمان لڑنے بھڑنے جنگ رستمانہ کرتے ہوے مثل شیر خشمناک برابر جمشید جادو کے پہونچے للکارے اکرادمغرور کہان جاتا ہی جمشید جادو نے جو شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھا خون آنکھون مین اُترآیا سحر سے آگ برسادی زمین ہلادی اور ہزار جادو کر جملکر مرگیا مگر شاہزادہ نور الدہر کوچ چمکاتے ہوے پاس آگئے اب مجبور ہوکر جمشید جادو نے تیغہ سحر کا وار کیا نورالدہر نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار ابرو کا وار اُسکا روک کر الجھادے مین سے ہاتھ نکالا خبردار کہکر تیغہ خارا شگاف سلیمانی کا ہاتھ لگایا اُس بیحیا نے کلوا بھیرون کو یاد کیا سپر سحر کو اُٹھایا مگر تیغ چمک کر جو گری سپر سحر کے دو ٹکڑے تاج کاٹ کر تا دوابرو پہونچی ہائے کہکر جمشید جادو نے اپنے کو زمین پر گرادیا شاہزادہ نورالدہر نے چاہا گرفتار کرلون یا قتل کرڈالون جمشید نے پر پرواز پیدا کیے مثل طائر خالف بلند ہوا ساتھ والون کو آواز دی یارو نکل چلو مین طرف گنبد جمشید کے جاتا ہون وہان سے لشکر کشی کرونگا طلسم کشا کا بہانہ چھوڑون گا مگر اسوقت نکل آنا جان بچانا مناسب ہے کئی لاکھ ساحر اسکے ساتھ بلند ہوے سحر کرتے ہوے نکل گئے ملکہ مخمور سرخ چشم وغیرہ نے چاہا کہ روکین یہ نہ رُکا ابریق آسمان سیر نے آواز دی کہ تعاقب مناسب نہین ہے لشکر آپ کا خستہ ہوگا سب سردار رُکے اہالیان شہر نے پناہ مانگی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سب کو سرفراز کیا تیغہ خون آلود ہاتھ مین بفتح وفیروزی پلٹے آکر داخل بارگاہ جمشید ہوے ملکہ ماہ پرور کو بہ تکلف تمام داخل محلات کیا تخت سلطنت پر غاشیہ ڈلوادیا نورالدہر نے ایرج نوجوان کو مقام صدر پر جگہ دی انکے ساتھ والون کو زنگلہاے زرین مرحمت ہوے کرسی جواہر نگار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بیٹھی زنگل جواہر نگار خزانے سے جمشید جادو کے نکلا ہی اُسپر شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت وشان متمکن ہوے زخم دوزیان ہونے لگین براے ملکہ سگونہ زیر دست ملکہ مخمور سرخ چشم مقام تجویز ہوا یہ بھی باغ باغ ہی آج غم والم سے فراغ ہی ملکہ مخمور سرخ چشم نے پکار کر آواز دی اے ساحران زابی دا ے جانثاران گرامی بادشاہ طلسم شکست کھاکر نکلگیا مقام تردد کا نہی ہرکارے روانہ کیے جائینگے دو چار روز مین انتظام ہوگا مگر اب سب صاحبون کو مناسب ہے کہ طلسم کشا کے جان کی خیر منائو حفاظت کے سامان کرو ایسا نہو کوئی دراندازآئے خدانخواستہ اُنکے دشمنون کو گرفتار کرکے لیجائے فوج کی فکر ضرور ہوگی سب نے عرض کی اے ملکہ عالم آپ ہماری مالک ومختار ہین آپ کو سب طرح کے اختیار ہین جس طرح ارشاد فرمائیے حاضر ہین

ہم بھی اس مقدمہ کے ناظرین ملکہ مہ رخسار و چشم اپنے مقام سے اُٹھین شبرنگ آتش خوار کو یہ طلایہ کیا فیروز جادو کو انتظام لشکر کا حکم دیا اور ملکہ شکوفہ سے فرمایا تم دردازے پر بارگاہ کے رہنا اور مین جس بارگاہ مین شاہزادہ آرام فرمائیگا بشکل طاؤس قبہ بارگاہ پر بیٹھ کر رات بھر حفاظت کرونگی سب نے اس بات کو بخوشی خاطر منظور کیا

بیان تو سامان عیش و نشاط مہیا ہے

دوکلمہ داستان جمشید جادو کے بیان ہوتے ہین

جمشید جادو جو ہاتھ سے نور الدہر کے طرف گنبد جمشید کے بھاگا ہر چند کہ شکست فاش کھائی مگر تین لاکھ ساحران غدار ساتھ ہین اسکی طرف سے سہیل جادو گنبد جمشید پر حاکم ہی یہ اپنے مقام پر ہی کہ ہرکارون نے خبر دی کہ اسی پہلوان دوران غضب ہوا شہنشاہ نے شکست کھائی قلعہ جمشید یہ مین طلسم کشا کی عملداری ہوگئی سہیل مکار گھبرا کر اُٹھا فوج کو لے کر برائے استقبال چلا کوس بھر پہونچا تھا دیکھا ساحران غدار جمشید جادو کو ہوادار پر ڈالے ہوئے عالم زخمداری مین لیے ہوئے آتے ہین مگر حیران پریشان سرون سے ساحرون کے خون جاری سہیل جادو نے کما حضور نہ گھبرائین چلکر گنبد جمشید یہ مین فروکش ہون زیادہ مشوش ہون مقام افسوس ہی کہ سرکار دولتمدار نے ابتدا سے غلام کو خبر نہ کی وہ تدبیر کرتا کہ اتنا طول جنگ کو نہوتا مگر اب بھی مقام تردد نہین بادشاہ جمشید کو تسکین دیتا ہوا لاکر قریب گنبد جمشید پہونچا نام اس گنبد کا گنبد جمشید ہی اسمین ایک بڑا گنبد ہے آگے ناظرین پر واضح ہوگا گرد گنبد جمشید صدہا قصرہاے عالی بنے ہوے ہین ایک قصر عالی مین جمشید جادو کو سہیل مکار نے لاکر داخل کیا زخمدوزی کا سامان ہوا جب جمشید جادو کا مزاج درست ہوا کہا اے مکار غدار اب تبلاؤ کہ کیا تدبیر کرون ہر چند کہ بڑے بڑے ساحران غدار شریک طلسم کشا ہین مگر مجکو کسی کا خوف نہین اگر طلسم کشا نہو یا لوح اُسکے قبضہ سے نکلجاے ایک سحر مین سب کو دیوانہ بنا دون تڑپا تڑپا کے ماردون مگر نام ہی طلسم کشا کے کانپتا ہون جب لوح طلسمی چمکا دیتا ہی کلیجہ تھرا جاتا ہی سہیل مکار نے کہا کہ یہ تو فرمایئے طلسم فشان کے بادشاہ کی جانب سے کوئی شریک طلسم کشا ہی یا نہین جمشید جادو نے جواب دیا افراسیاب بھی بخوبی ہاسر ہے اپنے سردار کو روانہ کیا تھا ہاتھ سے طلسم کشا کے واصل جہنم ہوا کوکب رو شنضمیر نے اپنے مشیر خاص ساحر زبردست ابرق آسمان سیر کو شاہزادہ ارج نوجوان کے پاس بھیجا ہی ابرق آسمان سیر نے دربند ظلمات فتح کرایا بدست جادو میرے ملازم کو قتل کیا ارج نوجوان کو ساتھ لیکر طرف طلسم کشا کے آتا تھا مین نے جاکر اسکو بھی گرفتار کیا تھا اب وہ سب ایک ہی مقام پر ہین ابرق آسمان سیر وزیر کوکب رو شنضمیر موجود ہی اس جنگ مین اُسنے قیامتین برپا کین جب تو مین نے شکست کھائی یہ حال پُر ملال سُنکر سہیل مکار ہنسا کہا اے شہریار لوح کو مع طلسم کشا مجھ سے لیجیے مین سالہا سال خدمت مین شہنشاہ کوکب رو شنضمیر مالک طلسم رشکستان

کے رہا ہون اُسکے سردارون کو بخوبی جانتا ہون ایک ایک کو اچھی طرح پہچانتا ہون اب حضور تامل فرمائین غلام جان دے کر قلعہ جمشید یہ مین جاتا ہی اگر سامری و جمشید مدد کرتے ہین تو طلسم کشا کو مع لوح لاتا ہی جبکہ طلسم کشا گرفتار ہو جاے یا لوح ہاتھ آجاوے پھر حضور کو اختیار ہی باقی سردارون کو جاکر قتل کر ڈالیے گا یہ کہکر اس جیانے اپنے پاس سے اسباب سحر نکالا اپنے کو سحر سے بصورت آفتاب جادو وزیر کوکب رو شمضمیر بنایا اور ایک نامہ جعلی مہر کوکب رو شمضمیر سے تیار کیا مضمون اسکا بروقت ناظرین پر ظاہر ہوگا اس صورت سے مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر طرف قلعہ جمشید یہ کے روانہ ہوا

دو کلمہ داستان شوکت بیان سہیل مکار کا بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب رو شمضمیر بخدمت شاہزادہ عالیشان نور الدہر بن بدیع الزمان جانا اور لینا لوح طلسم کا و ذکر قتل جمشید جادو سامی نامہ

اے ساقی لالہ فام فے نوش — کچھ رند کو کیون کیا فراموش — سرمست شراب ازل ہو تو بولا
کیون پھول کا جام پھینکے پھولا — محفل کی تھی زیب و زین تجھسے — رندون کو بڑا تھا چین تجھسے
کاوش جو خمارے نے کی ہی — ہشیاری مین طرفہ بیخودی ہی — اب دل کی لگی بجھا دے ساقی
مرتا ہون دوا پلا دے ساقی — اس درجہ ہون ہجر مین سرشار — ڈھونڈھ آیا کہان کہان نا چار
دے بنت عنب شتاب مجکو — دکھلا رخ آفتاب مجکو — دل ہجر سے ہی کباب ساقی
باقی نہین ضبط تاب ساقی — اچھی سی پلا وہ بادۂ تند — کچھ دیر نہ جسکے ہن ہو کند
بند آنکھ کو کر کے جب مین جھومون — منھ شاہد مدعا کا چومون — کیفیت بزم کو بڑھاؤن
اک رند کی داستان سناؤن — مشتاق ہوئی جو طبع عالی — ساقی نے شراب دی نرالی
اب دیکھیے میری خوش بیانی — حیران ہو سنین نئی کہانی — شاہد ہوس بیان کو برائے نظارہ

مشتاقان نرگس دار جشم بر انتظار کے مشاطۂ نظم و نثر یون آراستہ کرتی ہی شعر خرد مندو دانا نے فرخ نشان رقم کرتے ہین اس طرح داستان کو کہ جہان شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران صف شکن و تہور شعاران تیغ زن اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین بلکہ مخمور سرخ چشم انتظام مین مصروف ہین سرکارون کو حکم ہوا دریافت کرو جمشید بے ایمان کس جگہ نہان ہوا مہتر شاپور شیر دل عیار ارج عالی قدر و شرنگ بن عمرو شاطر نور الدہر بن بدیع الزمان سامنے حاضر ہین عرض کی جو اسیسان تیز رو گئے تھے خبر لیکر آئے مفصل معلوم ہوا کہ وہ بیحیا قریب گنبد جمشید یہ جا کر اترا ہی فوج جمع کر رہا ہی قصد ہی کہ لشکر کشی کریگا فقط زخم سرما نع ہی صحت پاتے ہی آئیگا بڑا کروفر دکھائیگا شاہزادۂ والا قدر نور الدہر بن بدیع الزمان نے

فرمایا سمجھا جائیگا ہمارے سردار غازیان دیندار و مجاہدان تہور شعار اگر زخمدار نہوتے ہم ایک شب کی بھی اسکو
مہلت نہ دیتے جب تک کہ اُس بیحیا نامرادی اور ازلی کو تخت سلطنت سے تختہ تابوت پر نہ کھینچ لیتے آرام نہ کرتے اگر
اگر سب صاحب مانع نہوتے تو میں یکہ و تنہا جاتا شبرنگ آتش خوار نے عرض کی کہ صرف حضور دو روز کی مہلت
دیں غلامان جانباز جس طرح بنے گا جاکر اُس سے لڑینگے حضور کو اکیلا نہ جانے دینگے اور حضور بھی ملحوظ رہے کہ
اب اس جنگ کو طول ہوا شہنشاہ افراسیاب کو بھی سب طرح کی خبر پہونچی ہوگی اور جمشید جادو نے بھی
عرضی لکھی ہوگی کیا عجب ہے کہ ہوش ربا سے بھی مدد آوے شاہزادہ نورالدہر نے مسکرا کر فرمایا کہ اے شبرنگ
آتش خوار والد نامدار طلسم ہوش ربا میں قید ہیں جسم سے شعلے نکل رہے ہیں میرے برابر کوئی بدنصیب
ہوگا عرصہ دراز سے قبلہ و کعبہ کا نشان نہیں ملتا ہم کیسے ناطائق فرزند ہیں کہ آج تک کچھ نہیں ہوسکتا اسد غازی
والد نامدار کا بھائی ہے وہ جاکر تو جانبازی کرے قید کی مصیبت اُٹھائے اور ہمسے کچھ نہ ہوسکے اگر خدا
اپنا فضل شریک حال کرے کہ ہم بھی لڑتے بھڑتے نابطلسم ہوش ربا پہونچیں یا طلسم ہوش ربا کو لڑ بھڑ کر
فتح کریں یا مارے جائیں دولت کونین حاصل ہو مردان عالم میں نام ہو بخیر انجام ہو ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا
ہے شہر یار طلسم ہوش ربا عجب مقام ہے وہاں جانا دشوار ہے راہ میں ہزار طرح کی خرابی ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب و شمشیر مع نامۂ شہنشاہی در دولت پر حاضر ہے
امیدوار باریابی ہے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے سرداروں کو حکم دیا استقبال کرکے لاؤ شبرنگ
آتش خوار وغیرہ گئے باعزاز و اکرام آفتاب جادو کو لائے سامنے آکر وا سطے تسلیم شاہزادۂ ارجمند نوجوان نورالدہر
بن بدیع الزمان کے خم ہوا شاہزادۂ نورالدہر نے زنگل زرین مرحمت فرمایا آفتاب جادو نے نامہ پیش کیا
شاہزادۂ ارجمند نے فوراً حکم دیا سونے کا منبر نصب ہوا میر منشی نے بآواز بلند پڑھا مرقومہ تعالیٰ شاہزادگان
والاقدر آفتاب جادو مع نیاز نامہ حاضر خدمت ہوتا ہے اگر فتح طلسم میں تامل ہو تو میں خود حاضر ہوکر
آستان عالی پر جبہہ سائی کروں فتح طلسم کرادوں اور ابرق آسمان سیر کو بھی روانہ کر چکا ہوں اب تک
کچھ خبر دریافت نہیں ہوئی آخر کھبرا کر یہ عرضی روانہ کی جسوقت تک آپ لڑائی سے جمشید پلید کی مہلت
نہ پائینگے یہ وزیر خوش تدبیر بھی خدمت بندگان عالی میں حاضر رہیگا کچھ نقرات طرف سے عمرو کے بھی لکھے تھے
نورالدہر و ارجمند نے آفتاب جادو کی بڑی خاطر کی ایک بارگاہ اسکے واسطے الگ استاد کرائی خادم خدمتگار
اسباب عیش و نشاط مرحمت ہوا اور کہا بسم اللہ اُس بارگاہ میں جاکر آرام کرو آفتاب جادو نے دست بستہ
عرض کی اے وزیر نواز جب حضور دربار برخاست کرینگے میں بھی اپنی خوابگاہ میں جاؤنگا شاہزادہ نورالدہر نے
جلسہ برخاست کرایا آفتاب جادو و ابرق آسمان سیر سے گھل مل کے باتیں کر رہا ہے شاہزادۂ ارجمند نے

آنکھین فرش کردین اس خیال سے کہ کوے محبوب سے آیا ہی پیام والد دلدار لایا ہی اپنے قریب جگہ دی سے چپکے چپکے پوچھ رہے ہین کہ ملکۂ عالم کا مزاج کیسا ہے یہ بیچارا تین بار ہاہی کہان حضور مزاج بہت اچھا ہی آپ کا ذکر اکثر دربار مین آتا ہی شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے حکم دیا ساقیان پری رخسار جام بادۂ گلنار لے کر حاضر ہوے دور جام گردش مین آیا ہنگامۂ ہوشربا ہوش و نوشانوش بلند ہوا ایک جوبیکر نے سامنے کھڑے ہوکر یہ غزل گائی عاشق مزاجون کے سر پر آفت آئی غزل

کیا اٹھ گئے دنیا سے خریدار محبت	کہتا نہین کیون بند ہی بازار محبت	
تو فیر ہے رسوائی بازار محبت	دل بیکے چلا ہی سوے بازار محبت	
بولی وہ ہوے فاش جو ہر اے محبت	داخل کرین جرمانہ گہنگار محبت	
آنکھین ہین مری روزن دیوار محبت	یان عشق مجازی مین حقیقت پہ نظر ہی	
شوریدہ سر حسن ملیحان ہین ازل سے	ہم لوگ قدیمی ہین نمک خوار محبت	

خواہان نہین عزت کے خریدار محبت
دلال ہی ہمراہ خریدار محبت
پیدا ہین ہر اک عضو سے آثار محبت
بت پوجتے ہین کوے خریدار محبت

سب سے زیادہ ایرج نوجوان بیقرار یاد مین ملکہ پران سمتیر زن کے آنسوؤن کا تار بندھا ہے تصویر خیالی آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری جلسہ برخاست ہوا نورالدہر اپنی بارگاہ مین آئے ملکہ مخمور سرخ چشم نے وہی انتظام کیا جب شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے چھپر کھٹ پر آرام فرمایا بشکل طاؤس قبۂ بارگاہ پر آن کر متمکن ہوئی سر اٹھا کر چہار جانب دیکھتی جاتی تھی دربارگاہ پر شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار حاضر ہین صداے دور باش دے رہے ہین کیا مجال پرندہ پر مارسکے اور دوندے کی کیا بات ہی ادھر سے گذرے مگر سہیل مکار جو بشکل آفتاب جادو وزیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر آیا ہی بارگاہ مین اپنی آن کر چپکا لیٹ رہا بیچارا کو مینڈک کب آتی ہی انتظار مین ہی کہ سناٹا ہو تو طلسم کشا کو گرفتار کرون مقام تو اپنی آنکھون سے دیکھ آیا ہی جب اس نے دیکھا کہ پہر رات باقی رہی اپنی بارگاہ سے نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ نورالدہر کے چلا اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا یہ حال ہی کہ بہ بشکل طاؤس قبۂ بارگاہ پر بیٹھی ہی قبۂ بارگاہ مین منقار سی سوراخ کر لیا سر جھکا کر کبھی شاہزادہ کو دیکھا کبھی کوہ و دشت و بیابان کی طرف نگاہ ڈالی خیال ہی اگر کوئی آئیگا تو باہر سے آئیگا آخر شب ہوا ٹھنڈی جو چلی ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ بند ہوگئی یہ سو رہی فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یعنی سہیل مکار نے گوشۂ بارگاہ شاہزادۂ نورالدہر مین سر نکالا دیکھا شمعہاے موی و کافوری روشن ہین چار خدمتگار پانوں دبا رہے ہین نفیر خواب شاہزادۂ والاقدر نورالدہر بن بدیع الزمان بلند سہیل مکار نے سحر کیا باہر کے خدمتگار بیہوش ہوے اب یہ بیچارا تڑپ کر نکلا یہ بھی آگاہ ہی کہ مخمور سرخ چشم بالاے بارگاہ بیٹھی ہی قلب خوف سے تھرا رہا ہی جانتا ہی کہ مخمور سرخ چشم بلاے روزگار ہی اس سے چنانچہ دشوار ہی افتان و خیزان مثل صید خائف قریب چھپر کھٹ کے آیا دو شالہ چہرے سے ہٹایا دیکھا ایک شیر دلیر پڑا ہوا سو رہا ہی

لوح طلسمی ہے میں خیال مین گذرا اگر جاگ اٹھا تو جان کا بچنا دشوار ہے پہلے ہی لوح طلسمی لینا چاہیے مقراض جھولی سے نکال کر ڈورا ریشم کا کاٹا گویا رشتۂ حیات شاہزادے کا قلم کیا لوح لیکر اس بیحیا نے جھولی مین ڈالی اب یہ قصد کیا کہ مین نورالدہر کو بھی کون پھر خیال مین آیا کہ گرفتار کر کے کیا کرونگا ایک ہاتھ مارون کہ برباد کن ساحران عالم کے دوڑ کر پڑے ہون اس جلاد صاحب بیداد نے تیغہ کھینچا شاہزادہ والا تبار پر سحر تو کیا نہ تھا نورالدہر کی آنکھ کھلگئی دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش تیغۂ برہنہ ہاتھ مین لیے وار کیا چاہتا ہے نعرہ کیا باش اوبیحیا ہر چند کہ لوح چھین چکا ہے مگر نام مرد بہ از مرد اگر سحر کرتا تو یہ بیکار ہو جاتے سہیل مکار بھاگا نعرے سے شاہزادے کے ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھ کھلی دربارگاہ سے ابریق آسمان سیر وزیر تہمتاشاہ کوکب روشن ضمیر شبرنگ آتش خوار وغیرہ جھپٹے سہیل جادو کو اور تو کچھ نہ بن پڑا کسی طرف سے نکلنے کا راستہ نہ پایا اسی نقب سحر مین پھاند پڑا ملکہ مخمور سرخ چشم جو تڑپ کر گرمی دیکھا شاہزادہ حیران کھڑا ہے کہا ای شہریار خیر تو ہے کہا ملکہ ایک جادو گر لوح لیکر اس غار مین پھاند پڑا پھیر نہ دیکھا کھینچ کر آیا تھا مین نے نعرہ کیا تم سب جو دوڑے اس نے اپنے کو اس غار مین گرا دیا ملکہ مخمور نے کہا ای شہریار یہ غار نہین نقب سحر ہے شبرنگ وغیرہ نے کہا نقب بارگاہ سے آفتاب جادو نگی ہے ای ملکہ عالم یہ وزیر تہمتاشا کوکب روشن ضمیر نہ تھا کیا عجب ہے سہیل مکار ناظم گنبد جمشید یہ ہووے وہ بڑا جعلساز دغاباز ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا کہان جا سکیگا تم سب صاحب تیار ہو کر ساتھ شاہزادے کے آؤ مین تو چلتی ہون مگر برائے خدا اب لوح پاس نہین ہے اپنے آقا سے نامدار کو اکیلا نہ چھوڑنا یہ کہکر جھم سے نقب مین پھاند پڑی یہان شاہزادہ نورالدہر نکلکر پشت مرکب پر سوار ہوے ایک جانب سے ایرج نوجوان دلکہ شوخ چشم و ابریق آسمان سیر وزیر تہمتاشاہ کوکب روشن ضمیر شبرنگ آتش خوار وغیرہ نامدار ہاے سحر ہاتھ مین لیکر ہر ایک تشین پر سوار ہو کر چلے مگر سہیل مکار نقب سحر کو تاہوا تین کوس پر صحرا مین جاکر نکلا چاہتا تھا پر پرواز پیدا کر کے اڑون کہ پشت سے نعرہ ہوا تم ملکہ مخمور سرخ چشم ادھیا کہان جاتا ہے مین نے پہچانا سہیل مکار نے جو پلٹ کر دیکھا ملکہ مخمور مثل شعلۂ جوالہ گاتی ڈوپٹہ کی بندھی ہوئی چہرہ غصہ سے سرخ اسباب سحر ہاتھ مین غصہ بات بات مین نقب سحر جو جلدی مین لگائی انگلیون سے ہاتھ کی خون کے قطرے ٹپک رہے ہین سہیل جادو بدحواس ہو گیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے گرتے گرتے چند دانے آتش کے مارے شعلہ ہاے آتش نے سہیل جادو کو گھبرا کر لوح کو چمکا دیا شعلے پانی ہو کر گر گئے لوح کو جلدی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین ڈالا ملکہ مخمور پر گولہ مارا ملکہ مخمور سحر دفع کرنے لگی یہ پھر خون سے تھراتا ہوا بھاگا ملکہ مخمور جب سحر دفع کر چکی یعنے گولہ کاٹا دیکھا سہیل جادو بھاگا جاتا ہے مثل برق جہندہ چمکی اور للکارا کہ او ملعون خبیث کہان جاتا ہے لوح چھینک دے مین تیرا بیحیا نہ کرونگی جہان جائیگا میرے ہاتھ سے امان نہ پائیگا یہ کہکر ہاتھ طلسم برق پاک کرنے لگی سر سہیل مکار کا زخمی ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نیچہ کینچکر جا پڑی وہ سحر کر کے بھاگتا ہے

ملکہ مخمور سرخ چشم نے عاجز کر دیا ہی قریب ہی کہ ملکہ اسکو گرفتار کرے لوح چھین لے کہ طرف سے گنبد جمشید یہ کے گرد عظیم اٹھی شعلے بھڑکتے ہوے طائر منڈلاتے ہوے اژدہون کی پھنکار شیرون کے ڈکارنے کی آواز ین آہین دیکھا کہ جمشید جادو مع تین لاکھ فوج کے اژدر سحر پیدا ہوا مع فوج ساحران غدار پیدا ہوا سہیل مکار نے آواز دی ای شہریار دوڑیے جلدی آیئے مجکو ہاتھ سے اس خونخوار کے بچایئے بس جمشید وہین سے چھٹا نعرہ کیا اد مخمور سرخ چشم اپنی جان کو غنیمت جان نکلا تعرض نہ کرونگا شہنشاہ افراسیاب کا مجکو پاس ہی اگر قتل کر ڈالوگا وہ بادشاہ عالیجاہ دامنگیر ہوگا کہ میری معشوقہ کو کیون قتل کیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے آواز دی او بیہایں افراسیاب خانہ خراب پر لاکھ لاکھ مرتبہ لعنت کرتی ہون تو اسکا پاس نہ کر جمشید جادو نے کل فوج کو حکم دیا چہار طرف سے گولے تیر و نار کے اُس ماہ اوج کمال پر برسانے لگے مگر مخمور سرخ چشم اُس بلوے مین کہ گھٹا فوج کفر کی چھائی ہوئی مثل آفتاب عالمتاب چمک چمک کے نکلتی ہی صدہا کو نگاہ سحر آگین ڈالکر مار ا مگر کس کس کے وار کو روکے سب سے زیادہ یہ خیال ہی کہ سہیل مکار جمشید جادو کے پاس نہ پہونچنے پاے زخم اُٹھاتی ہی مگر مثل برق تڑپ کر سہیل جادو پر جاتی ہی ایسے زخم کھاے کہ تمام چہرہ گلنار لختے خون کے جسم پر جمے ہوے نیچہ سحر ہاتھ مین کہنی سے خون ٹپک رہا ہی جمشید جادو نے آواز دی ارے اس ظالم کو کمندہاے سحر مین گرفتار کرو چہار طرف سے کمندین لے کر ساحر بڑھے اب ملکہ مخمور سرخ چشم گھبرائی طرف آسمان کے دیکھکر پکار اٹھی اے سامع الدعوات داعی رفیع الدرجات اس بلا سے بچاے دریاے مصیبت سے نجات دے نظم

اے کارکشاے بستہ کاران	امید ہمہ امیدواران	برخیز ترا بدل رسیدہ
زان پیش کہ گوے او شنیدہ	ما نیم و ندا امت دگیر	سر گشتہ بہ دادے تفکر
در واکہ بہ آب پے نہ بردیم	لب تشنہ درین سراب مزیم	زین پردہ ندا و کس جوابی
نکشودہ درے ہیچ بابے		

مخمور سرخ چشم کی دعا تمام ہونے پائی تھی کہ آسمان سے نعرہ ہوا ہم شبرنگ آتش خوار دفیروزنامدار لیک جانب سے ملکہ شکوفہ رنگ و متغیر انگشت تفکر بدندان تحیر ملکہ مخمور کو جو کچھ دیکھا بیتابانہ اپنے کو گرا دیا کہا ملکہ مخمور یہ کنیز آپہونچی ماشاءاللہ کیا کہنا ثابت قدمان کوے محبت ایسے ہی ہوتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے جواب دیا اے شگوفہ مجکو قتل ہو جانے دے وہ غول مین ساحرون کے سہیل مکار لوح لیے جاتا ہی اسکو جاکر روکے سحر کرکے ٹوک لے شگوفہ طرف سہیل جادو کے جھپٹی کہ پہلے سے نعرہ شاہزادہ نور الدہر مین

بدیع الزمان کی صدا آئی نعرہ	ہمالے اوج رفعت شاہبازے عرصہ مردی	کہ شاہا نشن جہانگیر و فلک کیتی ستان خواندہ
پناہ لشکر اسلام نور الدہر کز بیش	عدو در زیر مگاہش صد ہزاران الامان خواندہ	ایک جانب تلوار کھینچکر یہ بھی کرلے

لڑنے لگے دونون لشکر اُس مین مثل آب شور و شیرین و مثل ظلمت و نور مل گئے۔

ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا ملکہ مخمور سرخ چشم نے جو اتنی مہلت پائی صفون کو پال کرتی ہوئی جاتی ہے سہیل جادو گھبرایا
ہوا سر سے پانک زخوار بھاگا ہوا طرف جمشید جادو کے جاتا ہے ہزار ہا جادوگر اسکو گھیرے ہوے ہین جمشید
جادو نے حکم دیا میرے فوت بازو کو بچاؤ ہاتھون ہاتھ میرے پاس لاؤ جادوگر لڑتے ہوے سہیل مکار ناہنجار
کو بچاتے ہوے زور اپنے سحر کے دکھاتے ہوے قریب تخت جمشید بدبخت پہونچے سہیل جادو نے آواز دی
اے شہریار لوح لیجیے مخمور خونخوار میرے تعاقب مین آتی ہے جمشید جادو نے سنتے ہی دیڑا ادھر سے سہیل جادو
بڑھا ادھر سے جمشید چلا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دور سے دیکھا کہ لوح طلسمی پاس جمشید جادو کے پہونچا چاہتی ہے
ساحران نامدار کو آواز دی یار دیہ وقت جانبازی اور سرفروشی ہے اگر لوح جمشید جادو پا گیا پھر کچھ نہ ہوسکے گا
اسوقت شبرنگ آتش خوار و ابرق آسمان سیر و زیرخوش تدبیر شاہنشاہ کوکب رو شنضمیر مالک
طلسم نورافشان و فیروز نامدار دغیرہ اس زور و شور سے حملہ کرنے لگے کہ زمین و آسمان مین زلزلہ پڑ گیا تھا
فلک شعبدہ باز اس سحر و ساحری کو دیکھکر اپنے نیرنگ افسون کو بھولا مگر باعث انشقاق طبیعان نورالدہر
و ابرج نوجوان تو یہ ہے کہ شاہزادہ والاشان ابرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان دریاے رزم ساحران
مین غوطہ مار رہے ہین ساحران بد کو للکار رہے ہین جب کسی ساحر کا سحر اپنے پر چل جاتا ہے ہاتھ پانون بیکار
ہو رونا چلا رہ ہو کر بیٹھ جاتے ہین شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار وغیرہ یہ بھی فکر کرتے ہین بڑھ بڑھ کے دونون
شہزادون کو بچاتے ہین ہر چند قصد کرتے ہین کہ سہیل جادو تک پہونچین نہین ممکن ہو تا فوج جمشید جادو نے
بھی جان لڑا دی صفین باندھے لڑ رہی ہین قیامت کے معرکے پر رہے ہین وہان سہیل جادو نے جمشید جادو
کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ لوح دبوچے ملکہ مخمور سرخ چشم برق بنکر آسمان مین کودی کڑک کر جو گری سہیل مکار کا سر
اڑ گیا یہ بیچارا پھڑک کر زمین پر گرا لوح ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر مثل ستارہ سحری کے چمک رہی ہے جمشید
سیہ بخت چاہتا ہے مین اٹھا لون ملکہ مخمور کا قصد ہے کہ اپنی جان دون یہ بیچارا لوح نہ پائے مگر شاہزادہ والاشان
نورالدہر بن بدیع الزمان بصد شوکت و صولت لڑتے ہوے اس مقام پر پہونچے دیکھا لوح پڑی ہے گھمسان کی تلوار چل رہی ہے ہزار ہا لاشہ پڑا لوٹ رہا ہے دشت ریگستان چین لالہ زار بنگیا ہے نعرہ
کرکے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مرکب سے کود لوح کو دیکھکر جسم مین طاقت آگئی سینہ سپر نیزہ لو
ریلتے ہوے جان پر کھیلتے ہوے بڑھے ناظرین کو یہ بھی ملحوظ رہے کہ ملکہ شگوفہ جادو مثل پروانہ کے گرد شاہزادہ
نورالدہر بن بدیع الزمان کے پھر رہی ہے جسنے شاہزادہ والاقدر نورالدہر پر سحر کیا جھپٹ کر اسی کو مارا
سر تن سے جدا ایک سمت فیروز جادو بھی آگیا ہے ادہر ملکہ مخمور سرخ چشم نے بھی گولہ آہن کا اپنے خون مین
تر کیا تو گولہ آہن کا تھا یا گلاب کا پھول بنگیا کھینچکر لشکر جمشید سیہ بخت پر مارا اس پھول کے لوٹنے سے اس مقام

پر اندھیرا چھا گیا ہر سا حریر سے رد کا قلب تھرا گیا اُس تاریکی مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے اپنے
کو لوح پر گرا دیا رستمانہ لوح کو اُٹھا یا اب جو اُٹھائے تو لوح کو گلے مین پڑا لے ہوئے ایک سوار کو مار کر گھوڑا بھی لے لیا
اُسپر سوار ہو کر نعرہ کیا منم گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندۂ زمرد بے ایمان
صاحبقران بن صاحبقران نبیرۂ کوچک سلیمان نورالدہر بن بدیع الزمان عالیشان نظم

رطفلی بہ جرأت ہنر داشتم | لقا را بہ یک دست بر داشتم | ظفر بر یلان عرب یافتم
نشہ نو جوانان لقب یافتم

جمعیت جادو شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو لوح پہنے ہوئے دیکھا
سر پٹکا ہوا پیچھے ہٹا کتنا تھا یار و سامری و جمشید نے اپنے پرستارون پر یہ کیا آفت ڈالی نئی صورت تباہی کی
نکالی مگر یار و جی واری کرو گھیر کر مسلمانون کو مارلو تم زیادہ ہو وہ کم مین مگر زندان حمزہ اپنے زمانہ کے رستم
ہین اس ہنگامہ مین مکہ محمود سرخ چشم بھی نہتا کی زخمی ہوئی ہی مگر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو جو
لوح پہنے دیکھا چہرہ خوشی کے سرخ ہو گیا در زخمون سے موقوف ہوا شعار

زمین کو تر ز ل فلک شعلہ بار | نقیبان لشکر صدا دے رہے تھے | یہ تھا گرم ہنگامہ گیر و دار
دلیران جنگی یہ ہے وقت جنگ | کہ ہو مجرد جرأت کے تم سب نہنگ | قدم بڑھ کے بارو نہ پیچھے ہٹے
کہ ہو کشتِ جرأت تمھاری ہری | گل زخم کھا کھا کے میدان مین جھو | کرو جنگ جس اب وہ نام آوری
آب ان باغیون کو کرو پائمال | زمین خون سے ہو دو تر بہ لال لال | لڑائی مین اُس کو بھلا کون سکے ہو
آئی دلیران نامی و ہی پہلوانان

گرامی عرصۂ زیست بہت تنگ ہے رستم دلو وقت نام و ننگ ہے دنیا مقام عبرت نہ جائے عشرت زمانہ بہت تنگ
کا کم ہی حسرتین بہت یہ بھی غم ہی بڑے بڑے اولوالعزم بہادران میدان رزم دنیائے فانی سے حسرتین لیکر گئے
بر وقت نزع متفکر ہوے مال دنیا کا بد مآل ہی اسکے جمع کرنے کا ناحق خیال ہی مثل از جملہ پرسیدند یک کفت
کیست بدبخت چیست گفت ای برادر نیک بخت آنکہ خورد و کشت و بد بخت آنکہ مرد و ہشت مصرع نوشیروان
نمرد کہ نام نکو گذاشت ۔ بادشاہونکا عدالت سے نام ہی بہادرون کا ارجمند و کرم سے نام ہی اپنے ملک کا سالار دو
زخم کھا کر داغ جہان مین سرخرو ہو کر عالم مین آبرو ہو حصار مین نقیبون کی سن سن کے جوانمرد اور بڑھے
تھے بھاگنے کی فکر کر رہے تھے جھوم جھوم کر پلٹ پڑے دم شمشیر سے گلے ملا دیے شاہزادۂ نورالدہر بن
بدیع الزمان نے شمشیر زنی کر کے طبقے زمین کے ہلا دیے لوح جلی مثل ستارۂ سحری گلے مین چہرہ مثل آفتاب
عالمتاب تپہ برق مثال ہاتھ مین جسپر ہاتھ مارا دو ٹکڑے کر دی نظم

یکے را بہ پشت دو یکے بر کمر | بہر جا کہ شمشیر او کار کرد | یکے را بہ بازو یکے را بہ سر
در ید و بمرید و شکست و بہ بست | یلان را سر و سینہ و پا و دست | یکے را دو کرد و دو را چار کرد
اس جوش و خروش مین نہنگ

بحر صاحبقرانی جنگ کر رہا ہو کیا عجب ہے زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوکانوں نے اپنے تئین اُسکے بازو پر قربان کیا ترکشون نے خوف سے منھ کھول دیا نیزے تھرا رہے ہین انگلیان سنان کی اُٹھا کر بھاگنے کا راستہ بتا رہے ہین تلوارین جنگ سے آری سپر کو اپنی روسیاہی پر بیقراری خنجر خوف سے خم تیر بیدم گرد و سرکشی بھولے دشمنون کے ہاتھ پانؤن پھولے جرات شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان دیکھکر دشمن بھی تعریفین کر رہے ہین شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ۔ رزم آدمی دیدو می گفت آفرین صد آفرین ۔ المختصر شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بڑھکر علم فوج قلم کیا سامری پرستون پر علم مصیبت گرانمار دون نے کیسے چھوڑا بھاگنے کی فکر ہوئی استادان سخنور تحریر فرماتے ہین کہ تین شبانہ روز ایک طور پر یہ جنگ رہی فوج جمشید بیحساب لشکر اسلام بہت کم گر یہ تھوڑے ایسے لڑے لاکھون کے جی چھوٹ گئے آخر بھاگنے لگے شاہزادہ عالیشان نورالدہر بن بدیع الزمان علم فوج قلم کرکے قریب جمشید جادو پہونچے اسنے بھی سحر سے دریاے خون بہادیے ہین شاہزادۂ نورالدہر کو جو آتے دیکھا ترنج دنارنج گولے آہن کے گچھے پیکان خاش کے دانے سب نورالدہر پھینک مارے ایک برج آتشین شاہزادے پر گرنے لگا نورالدہر نے لوح کو چمکا دیا وہ برج آتشین ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اس کے لشکر پر گرا ہزارون ناری جلے نورالدہر برابر جمشید کے پہونچے جمشید گھبرایا جانتا ہی سحر اس جوان پر تاثیر نہ کریگا تخت سے اپنے کو گرا دیا غلطاک مار کر کچھ سحر کیا بازودن پر اس صید خالف کے پر پیدا ہوے اُڑکر قصد ہوا کہ نکلجاؤن اپنے کو خدمت مین شہنشار افراسیاب کے پہونچاؤن سردارون نے شاہزادہ نورالدہر کو آواز دی اے شہریار اگر یہ نکلجائیگا بڑا فساد برپا کریگا شاہزادۂ نورالدہر نے دیکھا حقیقت مین ابکی جست مین قندیل فلک ہوجائیگا پھر اُسکو عقاب تصور بھی نہ پائیگا بتعجیل تمام کمان کیانی دوش پر سے اُتاری تیر سہ پہلو ترنج کمان مین پیوست کیا تاک کر جمشید جادو کو مارا قضا تو اُس بیحیا کی دامنگیر تھی وہ تیر سینہ پر پڑا مُہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا جمشید جادو الٹ گیا بجاے خون کے جسم سے شرارۂ آتش نکلا جہنمی جلتا ہوا زمین پر گرا تمام زمانہ تیرہ و تاریک ہوگیا آوازین مہیب آئین سنگباری برفباری ہونے لگی بعد اسکے آواز آئی کشتی مرا نام من جمشید جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم تمام ساحران طلسم جمشید یہ گھبرا گئے صدہا مکانات جو اسکے سحر سے بنے تھے وہ گر گئے تین شبانہ روز لڑائی کو گذر بھی چکے تھے چہار طرف سے آواز الآمان بلند ہوئی وزراہمراسکان گنبد جمشیدی رومال سے ہاتھ باندھکر خدمت مین حاضر ہوے مطیع الاسلام ہونے لگے شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان بفتح و فیروزی مع شاہزادۂ ارجمند نوجوان بصد عظم و شان داخل گنبد جمشیدی ہوے دیکھا ایک قصر عالی رفیع مین تخت جواہر نگار گرد مجمد و تکل و کرسیان و شیشہ آلات سے قصر آراستہ ایک جانب ملکہ شگوفہ و ملکہ مخمور سرخ چشم ایکمتا بریق آسمان سیر

مشیر خوش تدبیر شہنشا کوکب دشتضمیر مالک طلسم نورافشان مع شبرنگ آتش خوار و فیروز نامدار سب
زخمدار بتقریر اجراحان چابکدست حاضر ہوئے دو دن کامل مین زخمدوزی سے سب سرداروں نے مہلت پائی
تیسرے دن دربار شاہزادے کا گرم ہوا کوٹھے خزانے کے کھلے سلاح ہائے طلسمی ساز و یراق و مرکبان و صندقچہ ہائے
جواہر اعلیٰ یہ سب اسباب نکلکر سامنے گنبد جمشیدی کے انبار کیا گیا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے خلعت و انعام سے سرداران طلسمی کو سرفراز کرنا شروع کیا اس سامان مین شاہزادہ مصروف ہے
شبرنگ آتش خوار کل امورات کا مہتمم ہی کہ شبرنگ بن عمرو نے بڑھکر عرض کی کہ در دولت پر ایک مرد پیر سفید پوش
حاضر ہی شاہزادہ نورالدہر نے کہا بلاؤ دیکھا تو سامنے سے ایک مرد پیر بزرگ باریش سفید عمامہ سفید سر پر
قبائے اطلس زریں پہنے آکر سلام کیا ایک کنٹھ ہاتھ پر رکھکر بطور نذر پیش کش کیا عرض کی کہ اے شکوفہ گلزار صاحبقرانی
و اے نونہادۂ گلشن کامرانی فتح طلسم جمشید مبارک ہو یہان سے قریب قصر ہے اسی گنبد کے متعلق کہ اُسکو قصر حکما
کہتے ہین اُس قصر مین جناب حکمت مآب بقراط ثانی رہتے ہین اب تک ہم سب لوگ تقیہ مین تھے
اسلئے کہ آج مذہب یزدان پرستی شائع ہوا آفتاب عالمتاب ملت حق طالع ہوا پس جناب حکیم صاحب
بعد دعائے ترقی عمر و دولت عرض کی ہی مین نہایت زیارت کا مشتاق ہون برائے چند ساعت سرفراز فرمائیے
ہر چند کہ حاضر ہونے مین میرے لیے شرف کونین ہی روح کو راحت دل کو چین ہی مگر چند امورات ضروری
عرض کرنا ہین شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان نے فرمایا بسم اللہ بزرگون کی زیارت سے ترقی عمر و
دولت ہی آنکی ملاقات کرنا ہماری سعادت ہی شاہزادۂ نورالدہر اُٹھا ملکہ مخمور نے اشارہ کیا کچھ اسمین
مکر نہو کنیز بھی ساتھ چنگی شاہزادۂ نورالدہر نے مسکراکر جواب دیا ملکہ ان بزرگ کے چہرے سے آثار زہد
و عبادت ظاہر ہین عرض کی کہ یہ ضرور چلون گی وہ جو مرد بزرگ آئے تھے انھون نے کہا ای شہریار خود حکیم صاحب
نے فرمایا ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم کو ضرور ساتھ لائیے گا اور دوسرے صاحب فرزند خاور سیاہ اُنکو بھی ساتھ لیجیے
نورالدہر بن بدیع الزمان نے شاہزادۂ ایرج نوجوان و ملکہ مخمور سرخ چشم و شبرنگ آتش خوار
و غیرہ چالیس سردار و دو نون عیارون کو ہمراہ لیا اُن مرد بزرگ کے ساتھ چلے کوس بھر راستہ طے کرکے
قریب قصر عالی کے پہونچے دیکھا دروازے پر چند خدمت گزاران معقول صاحب عقل و شعور حاضر ہین
شاہزادے کو دیکھکر واسطے تسلیم کے خم ہوے پردۂ زنبوری کھنچا شاہزادہ بسم اللہ کہکر اندر داخل ہوا
دیکھا مکان نفیس ایک چوکی گرداگرد کرسیان جواہر نگار اسباب عبادت بیشمار بخورات روشن قصر رشک
گلشن اُس چوکی پر ایک مرد مقدس بزرگ چہرے سے آثار رعب و جلالت ظاہر جبین مبین پر گھٹا عبادت کا
مثل ستارۂ سحری چمک رہا شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کو دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھے مسکراکر

فرمایا اے شیر بیشۂ صاحبقرانی و اے خورشید فلک کامرانی تشریف لائیے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانہ تست پھر نور الدہر بن بدیع الزمان سے یہ فرمایا اور شاہزادۂ ارجمند نوجوان کو
دیکھکر فرمایا اے نقد روح در روان حاسم عالیشان و اے شاہزادۂ ارجمند نوجوان

شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ۔	در رہگذرت گل سمن کاشتے
تنگ آمدم چند انتظار کشم ۔	از آمدنت اگر خبر داشتے
نگذاشتے کہ پائے بر خاک نہی ۔	خاک قدمت ز دیدہ بر داشتے
دست راست مین کرسی جواہر نگار	

پر شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کو جگہ دی سمت دست چپ شاہزادۂ ارجمند نوجوان کا مقام ہوا
طرف شاہزادۂ نور الدہر کے وہ مرد بزرگ متوجہ ہوے فرمایا کہ آپکے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے دیدۂ دل روشن
ہوے مجھے صرف ملکہ مخمور سرخ چشم سے ملاقات منظور تھی ملکہ مخمور سرخ چشم بلا تکلف سامنے آئین حکیم صاحب
نے فرمایا کہ اے نیر آسمان حسن و جمال کچھ مجملاً کچھ مفصلاً طلسم ہوش ربا کا حال ارشاد فرمایئے مسعد شاہزادۂ عالی
وقار اسد نامدار کسقدر باقی ہے افراسیاب خانہ خراب کس فکر مین ہے یہ سنکر ملکہ مخمور سرخ چشم کی آنکھونسے
دریا اشکون کا جاری ہوا عرض کی وہ حال آپنے پوچھا جسکے بیان سے قلب تھراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے عرصۂ دراز
گذرا شہوار عرصۂ یکۂ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی گنبد نور پر قید ہے ساحران طلسم ہوش ربا
کا صید ہے نہین معلوم زندان مصیبت مین اُس شیر صولت کا کیا حال ہے حکیم صاحب نے فرمایا اے نور نظر وہ صاحب
اقبال ہے ایک دن افراسیاب جادو کی قید سے ضرور چھوٹیگا گھر افراسیاب کا لوٹیگا وہ ستم فصال
افراسیاب کا قاتل ہے جو اُسکے قتل کی فکر مین ہے وہ سراسر جاہل ہے بیچارا افراسیاب کتاب سامری نہین
دیکھتا جو کچھ اُسمین تحریر ہے وہ نوشتۂ تقدیر ہے مگر اے ملکہ مخمور رہا ہونا اسد کا گنبد نور سے نہایت دشوار ہے
مگر وہ بے نیاز مالک و مختار ہے ہنر بر بیشۂ طراری نہنگ بحر عیاری صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار
سے عرض کرنا بقیراط ثانی آپکی قدمبوسی کا بہت مشتاق ہے نہین معلوم کیا باعث فراق ہے انشاء اللہ بحول و قوت الٰہی
و بہ عنایت فیوض نامتناہی وقت معین پر حاضر ہونگا جو مناسب وقت ہوگا عرض کرونگا مگر یہ نیاز نامہ ملفوف ہے
سوای خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے جو کھولے بیوقوف ہے شاہنشاہ ادج عیار سے کہنا کہ اسکو ملاحظہ فرمایئے
اسکے مضمون پر کاربند ہوجیے جن جن ساحرون کا نام اسمین لکھا ہے جبتک وہ آپکے مطیع و منقاد نہونگے دشمن پامال
دوست دل شاد نہونگے اور عرض کرنا کہ آپ کو بڑے بڑے مقامات سخت کا سامنا ہے اُس روز پروردگار آپ کے
سرداران نامی کی جان بچائے کہ جب افراسیاب حجرۂ ہفت بلا کھولنے کا قصد کرے مین نے جو علم ستارہ
شناسی مین دیکھا صاف ثابت ہوا کہ مشعل جادو ضرور آئیگا اپنی روشنی دکھائیگا اُسکی شمع حیات کون
بجھائیگا حجرۂ دوم جسکے مالک کا نام ملکۂ تاریک صورت کش ہے اُسکے نام سے دل مشوش ہے اُس مقام تک جانا مشکل ہے

کد و کوشش لاحاصل ہے اے مخمور ان فقرات کو خدمت مین خواجہ کی با ادب گزارش کرنا ہمارے لیئے دعاے
خیر کہین ضرور سفارش کرنا بہت سے امورات فرماکر وہ نامہ مخمور کو دیا شاگرد رشید انکے جو شاہزادے کو
ملانے گئے تھے انکا پیر عبادت گذار نام ہے فرمایا کہ شاہزادے کے واسطے سلاح طلسمی لاؤ پیر عبادت گزار
ایک مشتی بن سلاح طلسمی لاکر سامنے حکیم صاحب کے لائے اپنے دست حق پرست سے حکیم صاحب نے خود
یاقوت احمر بصد کروفر اسرافیل کے سر پر رکھا زرہ الماس نگار داستانے موزے راگھے زیب جسم شاہزادہ
والاقدر کیے چار آئینے کو دیکھکر ہر شخص کو حیرت ہے آئینہ سکندری کی کیا حقیقت ہے یہ تمام اشیاے نادرہ دیکر
تیغۂ برق مثال اپنے ہاتھ سے کمر مین شاہزادے کی لگایا کمان کیانی نے داہنی جانب مقام پایا ثابت ہوا
ماہ تابان برج قوس مین آیا ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین جانب ایک سلاح نیلم نگار خدمت
مین شاہزادہ ایرج نوجوان کے حاضر کیا چالیس سرداران نامدار جو ساتھ شاہزادۂ عالی وقار کے آے تھے
جناب حکمت مآب نے سب کو مخلع کیا اور فرمایا اے شاہزادۂ والاقدر اپنے جد عالی تبار صاحبقران نامدار سے
ہمارا آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا حضور فراش زادہ دین الہام ہین اب تمام ہمت خانہ کعبہ جائیگا بعد
فراغ حج طلسم ہوش ربا مین بھی آئیگا یہ کہکر اسکے ہوادار پر سوار ہوے سامنے شاہزادۂ نور الدہر کے مع بندگان
خاص و ملازمان با اختصاص سمت صحرا روانہ ہوگئے ناظرین اس مقام کو ملحوظ رکھین انشاء اللہ وقت پر
جناب حکمت مآب کا ذکر آئیگا ہر ایک مشتاق انکی داستان سے لطف اٹھائیگا اب شاہزادۂ عالیشان
نور الدہر بن بدیع الزمان قلعہ جمشیدیہ مین آئے صلاح سے ملکہ مخمور سرخ چشم کی ملکہ شگوفہ کو
جہان کا حاکم کیا شبرنگ آتش خوار وغیرہ کو در بندون کے انتظام کا حکم دیا زندان طلسمی مین کہ اسی قلعہ
جمشیدیہ مین واقع ہے ہزارہا بندگان خدا قید تھے مشیران سلطنت نے جب اسکا نشان بتایا نور الدہر خود
در زندان پر تشریف لائے در زندان وا ہوا اپنے عاشق صادق ہزبر بیشہ کلنگان صاحب ساطور گران
صف شکن دصفدر طماس بن عنقویل دلیو پر در کو پایا شاہزادۂ نور الدہر نے جوش محبت مین گلے
سے لگالیا کئی سو رئیسان جلیل القدر تھے سب کو رہا کیا سب نے شرف پائے کلمہ طیبہ زبان پر جاری کرکے مسلمان ہوے
بعد ایک ہفتہ کے ملکہ مخمور سرخ چشم شاہزادۂ نور الدہر سے رخصت ہوئین آپسمین انکا رخصت ہونا خیال فراق
مین بلک بلک رونا دیکھنے والون کے کلیجے شق ہوتے ہین مخمور کا عرض کرنا کہ اے شہریار دین اژدر مین جاتے ہین
پھر پروردگار آپ سے صاحبون سے ملائے اے شہریار وہ زمانہ قریب ہے ہم زنگ رہائی طلسم کشا کی فکر کرینگے فراسیاب
خانہ خراب قتل کی تدبیر مین ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھائے نور الدہر و ایرج نوجوان و شاپور و شبرنگ نے اپنی اپنی عرضیان
خدمت مین خواجہ عمرو نامدار کے روانہ کین چاہا اکثر تحفہ جات دین ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا اے شہریار تا طلسم ہوش

سکو پہونچنا دشوار ہر راہ ہاے مشہور ترک کرینگے کوہستان فخارستان کو طے کرینگے نقد جان کا بچنا مشکل ہے تحفہ جات کیونکر لیجائین ان اشیاء کو لیجاکر بحفاظت رکھیے جب جامع المتفرقین اُسے آپ کو ملا بگا ان تحفہ جات کو بھی پیش کیجیے گا ان کلمات حسرت آمیز پر بلکہ مخمور سرخ چشم کے سب کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا شور گریہ و زاری بلند ہوا شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان کو گریان و نالان چھوڑ کر آواز انفراق و الداع گنتی ہوئی جفاے ہجر سہتی ہوئی طاؤس زرین بال پر بیٹھکر بسمت طلسم ہوش ربا روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادہ نورالدہر نے اول بلکہ ماہ پرور سے عقد کیا بلکہ شگوفہ جادو کو دفعۃً فتح طلسم ہوش ربا کا مژدہ دیا ساحر سب اسی مقام پر چھوڑے غیر ساحر جوانان بیلتن و دلاوران صف شکن کو ہمراہ لیا مال طلسمی چھکڑون پر لدوایا طہماس بن عنقویل دیو پرور بہدہ پہ سالاری بڑے انتظام لشکر آگے بڑھا کئی سو تلوارے پر چوب پڑی شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان مع اربع نوجوان تقدروح ردان قاسم نشان بقصد شوکت دشان طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے انکو راہ مین چھوڑ دو دقت پر انکا بھی حال تحریر کیا جاے گا

دوکلمہ داستان حیرت بیان طلسم ہوش ربا کے کہ بارگاہ مین سے بلکہ مہرخ کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو افراسیاب جادو لیگیا ہے بوجنیا اسکا کوہ مرداریدپر اور بلکہ شبنم گوہر پوش کا روکنا شہنشاہ افراسیاب جادو کو اسکا شہر یک جلسہ ہونا عیاریان عیاروان کی بعد جستجوے بسیار رہائی خواجہ عمرو عیار نامدار کی نامہ مصنف

کدہر ہے تو اے ساقی ماہرو	پلا ساغر بادہ جستجو	مرے ساقیا جلد آ ہوش مین
کرون ذکر حال عمرو جوش مین	ترے میکدے مین ہوا انقلاب	کہ ہے در پے جنگ افراسیاب
ترے دور مین جام عشرت پیون	طلسمات جمشید یہ سے چلون	دکھاتا ہے کیا دیکھین دور شراب
ارادہ ہے اب سوے افراسیاب	دکھا جلوۂ رد ے بنت العنب	رہائی عمرو کی ہے منظور اب
غضب کی ہین عیاریان سانیا	بدہ ساغر بادۂ پرضیا	نہ ہو درد و دے وہ زلال لطیف
جسے دیکھکر ہونٹھ چاٹین حریف	عبث جام صہبا پہ مغرور ہے	مئی فکر سے طبع مخمور ہے
چھکا دے مرے ساقی مہربان	دکھاؤن تجھے شعبدہ سازیان	گلہاے مضامین کو گلدستہ تحریر

و تقریر مین آراستہ کرکے غنچہ محفل سامعین مین رنگ بو دکھاتے ہین داستان رنگین و سحر آگین ناظرین کو سناتے ہین

شعر مصنف جو ہین کانیان جلالت شعار شہ قلم کہتے ہین با دل ہوشیار ؛ سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب آیا اژدر بنکر خواجہ عمرو کو اُٹھا لیگیا سردارون نے ہر چند چھیا کیا کچھ نہوا جالاک وغیرہ نے سردارون کو روکا اور پانچون عیار فکر رہائی خواجہ عمرو نامدار مین چلے مگر افراسیاب

نے بصورت صلی ہوکر عمرو کو پنجہ مین دبایا عمرو ہوشیار بھی ہوا اپنے کو پنجۂ بدعت مین اُس جلاد کے پایا ہنسکا کہا اے شہنشاہ آپ کو تکلیف ہوتی ہو غلامون کو اسقدر سر نہین چڑھاتے ہین آپ مجھ گنہگار کو اپنے ہاتھ مین لیے جاتے ہین مجکو چھوڑ دیجیے مین حضور کے ساتھ چلون افراسیاب نے کہا او ساربان زادے تو نے ایسے ایسے صدمے پہونچائے ہین کہ کلیجہ داغدار ہو تیرے تیر ظلم سے دل فگار ہو آج تجکو ضرور قتل کرونگا یا لیجاکر کسی بیابان طلسم خوفناک مین چھوڑ دونگا کہ تڑپ تڑپ کے جان دے خواجہ عمر نے کہا حضور غصہ مین فرماتے ہین مگر اپنے خیرخواہ پر ضرور رحم آئیگا اب مین آج اقرار کرتا ہون حضور مجکو چھوڑ دین مین ملکہ مہرخ و سہارو غیرہ کو سمجھا کر لے آؤن اور نہ مانین تو عیاری کرکے گرفتار کرون اب مین بہت ناچار ہو چکا ہون فاقون سے مرتا ہون بی مہرخ تو بادشاہ بنکر بیٹھی ہین اپنے کو وحید عصر جانتی ہین شہرون سے جو روپیہ خراج کا آتا ہو وہ خزانے مین جمع ہوتا ہو مجکو صرف تین روپیہ مہینہ دیتی ہین اُسمین بھی غیر حاضری کاٹ لیتی ہین دو دو دن حضور مجھپر آپ دو دانہ گندم دیتے ہین وہان کوہ عقیق پر اہل و عیال مرتے ہین نہ یہان کسی کو ہمارا خیال ہے نہ وہان حمزہ کو ہمارے عیال کا ملال ہے شہنشاہ ہم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے بموجب شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ اِدھر کے ہوے نہ اودھر کے ہوے ؎ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ اِدھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ؎ بس اب اے شہنشاہ توبہ کرتا ہون آپ کی خدمتگذاری مین بسر کرونگا آپ ایسا قدردان کہان پاونگا عیاز یحیون کو دیکھتا ہون لاکھون روپے صرف کرتی ہین روز سرکار سے خلعت ملتے ہین اور پھر اُنسے کیا ہو سکتا ہے مین نے گھس گھس کے آپکے ہزارون جاد و گرمارے اس خیال پر کہ سرکار سے ملکہ مہرخ کی خلعت ملیگا غنچۂ آرزو کھلیگا اسکا عوض یہ ملتا ہے کہ ارشاد فرماتی ہین خواجہ نہ گھبراؤ بروقت رہائی اسد غازی سمجھا جائیگا ایک شہر کی سلطنت آپ کو دیگی خراج بھی آپسے نہ لین گے آپ یقین مانیے گا قسم ہے خداوند تعالیٰ کی جھوٹ نہ جانیے گا جب رات فاقہ سے گذر جاتی ہے تب جنگل مین جاکر لگ رہتا ہون اُسوقت حضور مجکو اپنا بیگانہ نہین سوجھتا جو سامنے آیا اُنکی خیر سنائی کلی کتھری کرلی خواہ آپ کا ملازم ہو یا بی مہرخ کا ناظم ہو انصاف سے فرمائیے مرتا کیا نہ کرتا اب ضعف و نقاہت غالب ہے دل آرام کا طالب ہے حضور کی خدمت مین ہاتھ دینا سے اُٹھا کر رہونگا جو ٹکڑا سرکار سے ملیگا غنیمت جانکر بسر کرونگا یہ کہکر عمر بن امیہ خوب بلک بلک کر رونے لگا افراسیاب جادو کو بھی یہ حال سنکر افسوس ہوا کہا کہ اے عمرو یہ تو سچ کہتا ہے سلطنت کے امورات مین تجکو دخل نہین ہے عمر نے کہا نہین حضور میرا ہی انتظام ہے میرے حکم بنا نہین ہلتا بی مہرخ صاحبہ بڑی عقلمند ہین صبح کو اُٹھکر سلام کرتی ہین مرنے جینے کی باتین پوچھی جاتی ہین روپے پیسے مین مجکو دخل نہین ہے بموجب مثل گھر کے مالک ہین گر سی شے کو ہاتھ نہ لگاؤ اور خود تین حضوریون کہتی ہین گھر بار تمہارا کوٹھری کھنے کو ہاتھ نہ لگانا بمثل میرے مقدمہ مین صادق آتی ہے

ان باتون مین افراسیاب کو یہ پیغام زبانی کہلا ای عمرو مین کسی مقام پر ٹھہر کر تجھسے پوچھونگا آتے آتے افراسیاب سامنے کوہ مروارید کے پہونچا صبح کا وقت ہی ملکہ شبنم گوہر پوش حاکم کوہ مروارید سر پر جلباني پر جلوہ فرما گرد کنیزان زرین پوش اسباب عیش ونشاط درست ہوتا جاتا ہی کہ ملکہ شبنم کی نگاہ پڑی کہ شہنشاہ کوئی شے پنجہ مین دبائے اڑتے ہوے آتے ہین ملکہ شبنم کھڑی ہوگئی کنیزون کو قاعدے سے پشت پر جا یا مثل ہلال شب اول واسطے تسلیم کے خم ہوئی کہا ای شہنشاہ تشریف لایئے افراسیاب کی جو نگاہ جمال بیمثال ملکہ شبنم گوہر پوش پر پڑی بھولی بھولی صورت دونون عارض پھول سے جنکے سامنے خجالت ہی گلہاے چمن پر اوس پڑی ہی آب صاف وشفاف گوہر سے منھ دھویا ہی اکثر قطرے جبین نور آگین سے گر رہے ہین صاف ثابت ہوتا ہی شبنم سحری برگ گلہاے یاسمین سے قطرہ زن پیشانی پرشکن آنکھین نرگس شہلا ابرو ے خمدار کھنچی ہوئی تلوار کا نقشہ خال عارض انور پر خال رخال ہین اگر ہین تو باعث ترقی حسن وجمال ہین بھوین خمیدہ کشیدہ مردم دیدہ کے یہ اشارے ہین اس مثال مین بڑے کمال ہین قریب بدر کامل دو ہلال ہین گلاصراحی دار سے گلنار حسن سے معمو باعث عیش وسرور سینہ پر دو حباب دریاے نور یا دو قبۂ بلور

نظم

حیرت ہی مجکو سر وین کیونکر گرے نہ	طوبا بہشت سے اترآیا ہی بار و		اجول کی یا نگاہ غلط بین مین دو ثمر
یا نیر بین چرخ ہین یکجا بہمد گر	انسان کی مجال نہین ہی جو نام لے		دیکھے اگر فرشتہ کلیجہ کو تھام لے
بھٹنی شکل ریزۂ نیلم نظر پڑی	پھولون سے رس ہی یا مگس شہد رہی		ہمرنگ گوزمل ہی نہ لکھون مگر کبھی
یہ مردمک ہی دیدۂ عشاق کی تمی	پیدا ترنج پر گل سوسن مگر ہوے		سرسبتہ یا ہین لالہ سی درج گہر ہوے

سر سے پانک قیامت بوٹا سا قامت یاسمن وباغ جنت دریاے زیور جواہر مین غوطہ زن پوشاک نفیس مزاج سلیس افراسیاب کی ملکہ شبنم کو دیکھکر رال ٹپک پڑی فوراً اتر آیا ملکہ کے بڑھ کے ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا عمرو بن امیہ نامدار کو زمین پر رکھدیا کنیزین چیخ مار کر بھاگین ہی ہی شہنشاہ یہ بن مانس بیل مانس کہان سے لائے ایک کہتی ہی بو اس مثال سے طبیعت مطمئن ہی یہ نگوڑا مرچیا جن ہی ایک نے کہا ناحق کا غریب ہی مین پہچان گئی مٹھیا دیوتا ہی افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم یہ شخص بلاے روزگار ہی کشندہ ساحران غدار ہی عمرو اسکا نام ہی جادوگرون کا قتل کرنا اسکا کام ہی افراسیاب ملکہ سے شکایتین کرتا جاتا ہی مگر سراپا پر نگاہ پڑ رہی ہی صبح کا وقت ہی کوہ فلک شکوہ مثل گلدستہ کے آراستہ چمنہاے رنگارنگ پیراستہ غنچون کی چٹک پھولونکی مہک ہوا سے شاخہاے

نخل کا جھومنا عارض گل کو بلبل کا چومنا ابیات

سجدۂ خالق مین ہے ہر شاخ نخل پر ثمر			حمد مین وحدت کی ہر اک غنچہ کھولے ہے زبان
نشۂ عشرت مین سنبل ہے کھلے بالون کھڑی			کرتی ہی تعریف سوسن باغ کی با صد زبان

آبشارون سے جل ہین چشمہ ہائے سلسبیل — حوض آب ایسے کہ جنپر حوض کوثر کا گمان ہو
ہے تماشاگاہ حوران ارم ہر کنج مین — جوش گل سے ہر چمن ہے رشک گلزار جنان
نغمہ پیرایان گلشن ہین بہم مرغولہ سنج — دیتے ہین گلبانگ عشرت طائران خوشبیان
چہچہے کرتے ہین گل پر عندلیبان چمن — زمزمہ پرداز کو کو سرو پر ہین قمریان
قہقہہ زن کبک ہے شمشاد کے سایہ تلے — کرتے پھرتے ہین تذروان چمن اٹکھیلیان
ہے نکلتا موج آب جو سے لہرا ساز کا — لحن داؤدی سے پانی بھر رہے ہین باغبان
غل کے پتون سے آتی ہو جلا جل کی صدا — ہر روش پر کر رہے طاؤس ہین رقاصیان
ہر طرف ہو بزم عیش اور نغمہ چنگ و رباب — ہو کمند آہوے دل کو تار ساز مطربان
تھاپ سے طبلون کی ہے پیر فلک کے دلپہ چوٹ — پہونچی بائین کی کمک بھی تا بہ گوش عرشیان
شیشہ و ساغر بکف ہین ساقیان حور چشم — دور مین ہو دورۂ جام شراب ارغوان

افراسیاب جادو تخت پر متمکن ہو پہلو مین ملکہ شبنم گوہر پوش گلچینی گلشن جمال کی کر رہا ہو دم عشوہ و غمزہ کا بھر رہا ہو خواجہ عمر و چپکے سر جھکائے سامنے بیٹھے ہین پکار کر کہا ہی شہنشاہ مجکو بھی رہا کر دیجیے آپ تو میری لطافت کر چکے ہین مین بھی کچھ گاؤن ملکہ عالم کو غزلین اور ٹھمریان سناؤن حضور جیسے شہنشاہ ہین ویسی ہی معشوق بھی ملا ہی چشم بد دور کیا حسن ہے کیا جمال ہی کیا اچھا جوڑا ہی بیٹھے بھی عمدہ ہونگے حسن مان کا جلال باپ کا ملکہ شبنم گوہر پوش نے تیوری پر بل ڈال کے آواز دی نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا بکتا ہی شہنشاہ اسکو منع کیجیے مین اسکی صورت دیکھکر ہول کھاتی ہون خوف سے مری جاتی ہون افراسیاب جادو نے کہا ملکہ تم اس شخص سے آگاہ نہین ہو اسکا لقب ہے یکہ تاز میدان طراری و شہسوار اشہب عیاری سر برندہ جادوگران باج ستاندہ ریش کافران قاتل ملکۂ دامہ برباد کن ملک عنطلی آباد ملکہ شبنم گوہر پوش اسنے ملک کے ملک برباد کیے جس دن سے طلسم ہوشربا مین آیا ہی ہزارہا ساحر اسکے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ اب کسی قدر راہ پر آیا ہی سوائے میرے کسی سے نہین دبا ہی ملکہ نے کہا ہوگا نگوڑا مجھے کیا کام سامری و جمشید ایسی صورت نہ دکھائین یہ کہکے کنیزون کو آواز دی ہماری سوسن دمنی کو لاؤ شہنشاہ کو گانا سنواؤ فوراً ایک کنیز چلی کنیز دوڑی ہوئی جاتی ہی اُدھر سے ایک گنوار کی شکل بنا ہوا مہتر برق فرنگی آتا ہی کنیز کو دیکھکر پکارا بی کہان جاتی ہو یہان جنگل مین ایک بھیڑیا نکلا تھا ایک مسافر کو پھاڑ ڈالا ہم قوم کے پاسی ہین ٹھاکر صاحب نے ہمکو یہان حفاظت کے واسطے مقرر کیا ہی یہ سنکر وہ کنیز چونکہ نوجوان تھی گھبرائی کانپنے لگی کہا میان نوکری سے ناچار ہین سامنے گانون مین سوسن دمنی کے مکان مین جائینگے برق فرنگی نے پوچھا اُس سے کیا کام ہی کنیز نے کہا شاہنشاہ افراسیاب جادو مالک طلسم ہوشربا

آئے ہین ایک بن مانس کو کسی جزیرے سے لائے ہین ملکہ کو منظور ہے کہ شہنشاہ کو گانا سنوائین یہ سنتے ہی برق اسکے ساتھ ہو اکہا بی بی چلو ہم تم کا سہونچا دی چار پانچ قدم پر جاکر حلقہ کمند کا مارا حباب مار کر بیہوش کر دیا مانگ پکڑ کر کنارے لایا لباس وزیور اسکا اُتار لیا اسکی صورت آپ بنکر تیار ہوا مکان پر سوسن کے پہونچا مگر دلمین حیران کہ جسکو بیہوش کیا اُسکا نام نہ دریافت ہوا جیسے ہی دروازے پر سوسن کے پہونچا سوسن ابھی سوکر اُٹھی تھی صورت دیکھتے ہی پکارا بی شمشاد آج کہان آئین برق سمجھا کہ مین جسکی شکل ہون اُسکا نام شمشاد تھا کہا بی بی جلدی سے تیار ہو شہنشاہ افراسیاب آئے ہین لکہ شبنم نے تمکو یاد کیا ہے یہ جلدی سے اُٹھی ایک کمرے مین جاکر لباس وزیور سے اپنے کو آراستہ کرنے لگی برق بھی تڑپکر اندر پہونچا کھل مل کے باتین کرنے لگا دروازہ کمر یکا بھیڑ دیا جلدی سے گلوری اپنے پاس سے نکالی کہا لو بی سوسن تمکو توفیق نہین ہوئی مگر ہم تمناخور نہین ہین ہماری گلوری کھاؤ سرخ رو ہو جاؤ سوسن نے گلوری کھائی کھاتے ہی بیہوش ہوئی برق نے سوسن کو اُٹھاکر جلدی سے صندوق مین بند کیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگاکر سوسن کی شکل بنکر باہر نکلا ان اسکی شبو اُس سے پوچھا بیٹا شمشاد کہان گئی برق نے کہا ہے امی جان تمکو دن دہاڑے ایسا کم سوجھتا ہے ابھی تو تمہارے سامنے سے گئی ہے شمشاد کنیز بیٹھے کے برابر تمکو نہین سوجھی شبو نے کہا ہان بیٹا ابھی صبح کا وقت ہے افیون کا نشہ بھی ابھی نہین ہوا حقہ بھی نہین پیا چلو سوار ہو برق ڈولی مین سوار ہوکر روانہ ہوا عقب مین شبو سارنگی والے طبلچی بھی چلے یہان خواجہ عمرو بیٹھے کہ رہے تھے اے شہنشاہ میری خطا معاف ہوئی افراسیاب کہتا ہے کہ خواجہ عمرو ہمین یقین نہین آتا کہا حضور کو اختیار ہے ایک مرتبہ تو اور قبول کیجیے ایکی جو خلاف ہو تو پھر کبھی میری بات کو نہ مانیے گا بالکل مجکو جھوٹا جانیے گا یہ باتین نہین کر رہے تھے کہ سوسن آکے پہونچی ڈولی اُتری برق جو سامنے آیا تھا ہوا افراسیاب کو جھک کر سلام کیا افراسیاب جادو سوسن کی چال ڈھال شوخی طراری زبان تڑاق پڑاق دیکھکر بیچین ہوگیا متوجہ ہوکر باتین کرنے لگا پوچھا کیون اے سوسن اچھی رہین مسکراکر کہا حضور کو دعا دیا کرتے ہین افراسیاب نے جو آنکھ ماری برق نے سنکھ پڑھکر انگوٹھا دکھایا افراسیاب اس شوخی سے پھڑک گیا کہ شبو دغیرہ بھی پہونچین برق فرنگی کنکھیون سے دیکھ رہا ہے کہ استاد قید مین بیٹھے ہین افراسیاب اچھا اچھا کہتا جاتا ہے اتو سوسن کی زبان درازی کو سن رہا ہے افراسیاب جادو نے کہا ہان سوسن کچھ گاؤ شبو نے اشارہ کیا ساتھ والیون نے ساز ملایا برق فرنگی نے گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ و زاری ہوگئی	کچھ تمہاری دھوم کچھ شہرت ہماری ہوگئی
بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی	غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی
پہلے تھا بیزار جیسے اسکے تم خواہان ہوئے	مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھوں سے جو تھی رسم و راہ — بعد مدت پھر تری فرقت مین جاری ہوگئی
اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہے — لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی
اُرزد دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی — آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی
کاش یہ قاصد نہ لکھ دیتا کہ آتا ہے کوئی — ہر تسلی پر زیادہ بیقراری ہوگئی
مجھ سے ہے یہ بدگمان پوشیدہ رکھتا ہے اسے — دل کو ثابت آنکھ کی بے اعتباری ہوگئی
آسرے نے بس جلا رکھا ہے وصل یار کے — سچ تو یہ ہے زندگی امیدواری ہوگئی
وصل مین دل ہے مرا میری طرف کچھ بولتا — اُنکی جانب بھی تو اُنکی شرمساری ہوگئی
آ نہین سکتا مین بیخود ہوکے پھر دن رات مین — رفتہ رفتہ اسقدر بے اختیاری ہوگئی
کل جو غش کھاکر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے — ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی
گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح — زیر خنجر بھی وہ ہمسے وضعداری ہوگئی

اس رنگ سے یہ غزل گاکر ملکہ شبنم گوہر پوش کی طبیعت بھرائی افراسیاب بھی تعریفین کر رہا ہے مگر عمرو منھ پھلائے بیٹھا ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا کہ شہنشاہ یہ نگوڑا عمرو انسان ہے کہ حیوان افراسیاب کہا ملکہ کیون کہا آپ دیکھتے ہین سب تعریفین کر رہے ہین کوئی ہنستا ہے کوئی روتا ہے اس گدھے کی سمجھ مین نہین آتا افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ عالم یہ علم موسیقی مین کامل و اکمل ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ای شہنشاہ بھلا یہ نگوڑا کیا گائیگا کچھ منخرپن کرتا ہوگا یا بھانڈون کے ساتھ چٹیان کہتا ہوگا افراسیاب نے کہا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو تمھارے گانیکا یقین نہین آتا خواجہ عمرو نے کہا ہان حضور بجا ہے مین کیا گاؤن گا بقول شاعر شعر بھی حسب حال ہوتے ہین ہم غزل کیا کہین گے روتے ہین حضور کو میری بات کا اعتبار نہین آتا نہین تو ملکہ کو دو چار شعر گاکے سُنا تا مجھے کچھ حضور سے عرض بھی کرنا ہے افراسیاب جادو نے کہا خواجہ عمرو کہو عمرو نے کہا بیرے پاس آئے یا غلام کو قریب بلائے بعضی بات ایسی ہوتی ہے کہ چلاکے کہی نہین جاتی اور یہ تو ظاہر ہے کہ مین حضور کا دشمن ہون افراسیاب جادو نے کہا کہ میرے قریب آؤ یہ کہکر افراسیاب نے سہرا اُتار لیا یا تو عمرو کے ہاتھ پانون پکار رہے اٹھنے کی طاقت ہوئی برق اپنا رنگ جما رہا ہے شبنم سے آنکھین ملائے ہوئے گا رہا ہے یہ کیا معلوم کہ اوس پڑنے کو ہے خواجہ عمرو نے اُٹھتے اُٹھتے پشت پر سے برق کو جلتے کمند کے مارے اور للکار کر آواز دی کہ اد باجی شہنشاہ ہماری خطا معاف کرینگے برق کمند و نہین پھنس کے گرا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا ہان ہان او ساربان زادے میری گائن کے ساتھ یہ کیا حرکت کرتا ہے خواجہ عمرو نے کہا ملکہ یہ برق فرنگی عیار ہے تمکو اور شہنشاہ کو مارنے آیا ہے شبنم تو جھلا کر اُٹھی عمرو نے مروڑ کر برق کی مشکین باندھین جلدی سے پانی کا چھینٹا منھ پر مارا رنگ درد غن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سنبلے دیکھا کہ ایک انگریز

سامنے کھڑا ہے شبو سر پیٹنے لگی ہے ہے میری بچی کو کیا کیا خواجہ عمرو نے ایک کوڑا برق فرنگی کو مارا کہتا سوسن کو کیا کیا برق نے تڑپ کر کہا استاد دہن گرے مین صندوق مین بند کر آیا ہون شبو تو پیٹ رہی ہے مگر ملکہ نے کنیزونکو بھیجا سوسن کو صندوق سے نکال کر لائین شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ عمرو بڑا خیر خواہ ہے خواجہ عمرو یہ بھی اس سے پوچھدو میری لونڈی کیا ہوئی عمرو نے اور دو تین کوڑے برق کو مارے کہا بتلا شمشاد کہان ہے برق تڑپ گیا کہا استاد وہان جنگل مین پڑی ہے عمرو نے اور دو طمانچہ مارے کہا ابے استاد کسکو کہتا ہے مین تیرا قاتل ہون بی نیرنج اور بہار کی ناک چوٹی کاٹ لونگا ہمپر دو دو فاقہ گذرین سب غور مہ پلاؤ کھائین ہمکو ترسائین کنیزین جاکر شمشاد کو بھی لائین شبنم گوہر پوش نے خواجہ عمرو بن امیہ کا ہاتھ تھام لیا کہا اے عمرو تو نے مجھپر بڑا احسان کیا لاکر شہنشاہ افراسیاب جاہ دو کے قدمون پر گروایا عمرو نے کہا کہ ملکہ مین تمہاری خدمت مین رہونگا نیرنج وغیرہ نے تجکو پیٹ کی بڑی اردی میری کچھ قدر نہ کی اب آپ ذرا دو چیزین میری سیفے افراسیاب اب بھی کہے جاتا ہے ملکہ تجکو عمرو کی بات کا اعتبار نہین آتا ہمکو شبنم گوہر پوش نے کہا اے شہنشاہ اب یہ آپ کی بڑی ناانصافی ہے اگر دل شرکت کرنا منظور ہوتا اپنے شاگردی کی گرفتاری مین قصور ہوتا اور حضور نے مجکو اسکے گانے کا مشتاق کیا چند چیزین سننے کے بعد آپکو اختیار ہے اگر آپ کو اعتبار نہین ہو بعد برخاست جلسے اپنے ساتھ باغ عیش مین لیجائیے گا خواہ قید کیجیے گا خواہ کسی صحرائے خوفناک مین چھوڑدا دیجیے گا کہ جہان سے آنا ممکن نہو افراسیاب جاہ دو کے بھی خیال مین آیا کہ ہان سچ کہتی ہے طرف خواجہ عمرو کے متوجہ ہوکر کہا خواجہ اب جو تمنے منور کیا تو پھر زندہ نہ چھوڑون گا خواجہ عمرو نے کہا اب مین کچھ نہ عرض کرون گا جو کچھ ہوگا ملاحظہ فرمائیے گا وہ خدمت کرونگا بڑا لطف اٹھائیے گا ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ بس باتین ہو چکین گانا سناؤ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری دو زانو ہوکر سامنے بیٹھا ساز ندونکو اشارہ کیا ساز درست ہوے عمرو نے یہ غزل شروع کی

غزل

شب غم فرقت ہمین کیا کیا مزے دکھلائے تھا
دم رُکے تھا سینے مین بخت جی گھبرائے تھا

یا تو دم دیتا تھا وہ یا نامہ بر بھکائے تھا
تھے غلط پیغام سارے کون یانتک آئے تھا

بل بے عیاری عدو کے آگے وہ پیمان شکن
وعدۂ وصل آج پھر کرتا تھا اور شرمائے تھا

سُنکے میری مرگ بولے مر گیا اچھا ہوا
کیا بُرا لگتا تھا جسدم سامنے آجائے تھا

یارو دشمن راہ مین کل دیکھنا کیونکر ملے
وہ اُدھر کو جاتے تھا اور یہ ادھر کو آئے تھا

بات شب کو اس سجنے بیقراری پر بڑی
ہمتو سمجھے اور کچھ وہ اور کچھ سمجھائے تھا

کوئی دن تو اُسپہ کیا تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا نقشہ دیکھکر بنجائے تھا

سوے صحرا پیچھے اُس کوسے میری لاش ہائے
تھا یہی ڈر ان دنون تلوار کھنچلائے تھا

نازو شوخی دیکھنا وقت تظلم دمبدم	مجھ سے وہ عذر جفا کرتا تھا اور جھنجھلاتا تھا
ہوگئی دو روز کی الفت میں کیا حالت تجھی	مومن وحشی کو دیکھا اُسطرف سے جاتے تھا

یہ اگلی زبان کی غزل جو خواجہ عمرو بن ہبیرہ نامدار نے گائی ہر اہل دل کی طبیعت بھر آئی مذاق ملک دہلی اشعار عاشقانہ مضامین بیتابانہ مومن ایسے شاعر کامل کے اشعار عشق و عاشقی کے اسرار ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ سب گانے والیوں پر اوس پڑگئی عمرو کے پانوں چھو چھو کر گرد پھرتی ہین بعض بعض لڑکھڑا کر گرتی ہین صاحبان مذاق توقتل ہوگئے واقفان علم موسیقی دنگ تھے اور ملکہ شبنم گوہر پوش کو ہمیشہ سے سواد علم موسیقی دل کو لگی ہوئی تھی کہ ایسے کامل کی کنیز بن کر رہنا بہتر ہی کیا صاحب فضل و ہنر ہے افراسیاب سے کہا شہنشاہ یہ تعویذ بازو بنانیکے لائق ہے کل کالمون پر فائق ہی افراسیاب جادو کا یہ حال ہی خاموش بیٹھا سن رہا ہی سر دھن رہا ہی کہا خواجہ عمرو قسم ہی سامری و جمشید کی وہ مرتبہ تمھارا کرونگا کہ شاہان ملک رشک کرینگے دامن مراد تمھارا گوہر مدعا سے بھر دینگے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا خواجہ عمرو برائے خدا خاموش نہو ایک چیز تو اور گاؤ عمرو نے کہا ملکہ سنیے اپنے طور سے بجاؤنگا کہ سننے والے دنگ ہوں وہ کمال دکھاؤنگا افراسیاب کو بھی نشہ شراب پہلو میں شبنم ایسی ماہتاب بول اُٹھا کہ اچھا خواجہ ہم بھی آج نے نوازی کے مشتاق ہین ہم خوب جانتے ہین کہ آپ اس کمال مین طاق ہین کشتی مین جوڑیان نے کی رکھی تھین عمرو نے بعجلت پھیری کرکے اپنے پاس سے جوڑی نے کی نکالی دہن پر رکھکے دھرپھوکا یہ غزل شعلہ انگیز آتش ریز شروع کی غزل

ناز آتش غمزہ آتش روے زیبا آتش است	بوالہوس بنشین کہ آن بدخو سراپا آتش است
تا نہ سوزد خویش را پروانہ نشنیدہ رپاے	مرغ آتش خوارہ را آرے تمنا آتش است
گر سمندر طینت است و گر بود ہای مزاج	در سر اہل ہوس از عشق سودا آتش است
کے تواند چشم موسےٰ تاب دیدار آورد	گر تجلی شعاع کوہ سینا آتش است
میزند بیس شعلہ در دل آتش سودای عشق	بلبلان را در نظر تصویر گلہا آتش است
دل کباب از سوزش او دیدۂ لبریز را	معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است
شعلہ میخیزد ز خاک وادی ایمن ہنوز	مسکہ آن را در جگر از عشق موسیٰ آتش است
زد چنان مخفی محبت آتشے در دل مرا	کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

اب تو محفل مین تانین اڑنے لگین سوز محبت سے کلیجے جلنے لگے استخوان سے ہر ایک کے شعلے نکلنے لگے اور شبنم گوہر پوش نے زیور اُتار اُتار کے دینا شروع کیا افراسیاب جادو سے کہتی ہائی ہی کہ شہنشاہ اس عیار کو نکلوا دے ورنہ مجھسے عہد لیجیے اپنے کوہ سے نیچے نہ اُترنے دونگی حضور خاطر دولدہی وہ چیز ہے کہ جانور بھی رام ہوجاتے ہین

اور یہ تو مصیبت کا مارا آرام پائیگا غلام حلقہ بگوش ہو جائیگا خواجہ عمرو نے جو سب کو محو دیکھا اپنے مین بیہوشی بھر جھکے
اُڑانا شروع کی گاتا بھی جاتا ہی بجاتا بھی جاتا ہی بجانے کے حیلے مین شمع ہائے موم اور کافوری پر پروانے بیہوشی کے
پھینکتا جاتا ہے دو گھڑی کے عرصہ مین دو دو بیہوشی ساری محفل مین پھیلا افراسیاب جادو بھی پھینک مار کے
بیہوش ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کا بھی منکا ڈھلگیا کنیزین گھبرا گھبرا کر اُٹھین دھما دھم گر کر بیہوش ہوئین عمرو حیران ہی
کہ دو دو بیہوشی نے اسقدر جلد تاثیر کی اپنے مقام سے اُٹھا جو ساقی بچہ شراب پلا رہا تھا ظاہر مین تو بیہوش تھا جیسے
ہی عمرو بڑھا ساقی بچے نے خواجہ عمرو کا ہاتھ اُچک کر پکڑ لیا کہا کیون خواجہ عمرو شہنشاہ افراسیاب کو
جگا دون عمرو کانپنے لگا نگاہ ملا کے جو دیکھا اپنے فرزند ارجمند چالاک کو پایا گوشے سے کنیز کی شکل بنا ہوا جانتے
بن قران ایک طرف سے جشن بنا ہوا ضرغام شیر دل درمیخانہ پر دارو غہ بنے ہوے مہتر قران آئے کہا
استاد بیچارے برق کو کیون باندھا یہ شعبدہ کیون کیا ہم لوگ پہلے ہی ہو چکے تھے مہتر قران نے کہا مین نے
دارو غہ کو پکڑ کے غار مین ڈالا اُسکی شکل بنکر شراب مین بیہوشی ملا دی چالاک نے کہا مین نے ساقی کو پکڑا مین ہی
تو شراب پلا رہا تھا جانسوز و ضرغام شیر دل نے کہا ہمنے گزک مین بیہوشی ملائی اب خواجہ عمرو نے اول بڑھکر
برق فرنگی کو کھولا چالاک چلا تھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے خواجہ عمرو نے ہاتھ تھام لیا کہا یہ کیا
کرتا ہی انشاء اللہ یہ مطیع الاسلام ہوگی خواجہ عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیا اب محفل کو
لوٹنا شروع کیا مگر مہتر قراق بغدا پکڑ کر طرف شہنشاہ افراسیاب جادو کے چلے زینہ پر تخت کے قدم رکھا چاہا کہ جھپٹ
کے بغدا مارون کہ سر اُسکا گوہ کھاتا پھرے زمین کانپی مہتر قران زینے سے نیچے گر پڑا سمجھے کہ شاید پانون پھسل گیا
تین مرتبہ زینہ پر چڑھے عمرو نے جو دیکھا آواز دی اے قران خبردار کیا کرتا ہی اس بیحیا کو سوائے طلسم کشا کے کوئی مار
سکتا ہی مہتر قران نے کہا اُستاد آج اسکو بے مارے نہ چھوڑونگا یہ کہکے سر سے گوپھن کھولا کالہ گوپھن مین پتھر دیا
چرخ دے کر مارا کہ اگر تختۂ آہن پر پڑے ریزہ ریزہ ہو جاے مگر وہ پتھر جب اُس سنگدل کے قریب پہونچا ایک سنہرا پنجہ
زمین سے پیدا ہوا اُس پنجہ نے افراسیاب جادو کی دستگیری کی لینے پتھر کو ملا پنجہ مارا کہ پتھر پانون پر
مہتر قران کے پڑا قریب تھا کہ ہڈی ٹوٹ جائے قران ایسے جری کے منہ سے آہ نکلی خواجہ عمرو جانسوز
و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو و برق فرنگی کپڑے سب کے اُتار اُتار کے ڈھیر کر رہے ہین جب انبار
زیادہ ہوتا ہی خواجہ اُٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور جادوگرون کو قتل کر رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا
سنگباری برف باری ہو رہی ہے مگر مہتر قران اسی فکر مین ہی کہ افراسیاب جادو کو مارون جب کئی
پتھر مارے اور وہ پلٹ کر اپنے ہی پانون پر پڑے پانون مہتر قران کا غربال ہوا اب تو غصہ سے چہرہ لال ہوا
توبڑے مین ہاتھ ڈال کر تکونی بارود کا ایک پتلہ نکالا دور سے افراسیاب پر بارود پھینکی افراسیاب کے

دامن وغیرہ پر سب بارود پڑی اب مہتر قمران نے ایک پگڑی نکالی اُسکا فتیلہ بنایا ایک سرا سینہ پر افراسیاب جادو کے پھینکا ایک سرا تھام کر مہتر قمران پیچھے ہٹا عمرو کو آواز دی استاد ہٹ جاؤ اس ناری کو جلائے دیتا ہون خواجہ عمرو نے کہا ای مہتر قمران کیا غضب کرتا ہی یہ کند اجہنم اس آگ سے جلے گا آخر تین کف افسوس ملیگا مین سب تدبیرین کر چکا مگر مہتر قمران نے نہ مانا پگڑی کے سرے مین آگ لگادی عیار کود کود کر الگ ہوے فتیلہ جلتا ہوا تھوڑی دور گیا تھا کہ آسمان سے آواز آئی باغی اونا عیار و کیا کرتے ہو اب جو سر اُٹھا کر دیکھا ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش نانی افراسیاب جادو کی نعرہ مہیب کرتی ہوئی آتی ہے عیار تو چھون پہاڑ سے کود کے بھاگے ماہیان زمرد پوش نے دیکھا کہ افراسیاب کا دامن و گریبان جلا جاتا ہے باران سحر برساتی ہوئی گری پنجہ کمر مین دے کر افراسیاب کو اُٹھا لیا لیکر بلند ہوئی پہاڑ پر دیکھا ہزارہا جادو گرنیون کے لاشے تڑپ رہے ہین سر پیٹتی ہوئی افراسیاب کو لیکر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوئی مگر ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ چار گھڑی رات باقی تھی عمرو اندھیرے مین بھاگا پانچون عیار بھی ساتھ ہین جدھر منھ اُٹھ گیا شب تیرہ و تار مین چلے جاتے ہین خوف کے مارے کسی مقام پر نہ ٹھہرے عیارون نے بھی ساتھ نہ چھوڑا اس خیال سے کہ راہ بھول جائینگے لشکر اسلام تک کیونکر پہونچین گے بعد عرصہ دراز کے ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے کہ یکایک آثار سحر نمود ہوے عابد شب زندہ دار اہ تابان کے ہمراہ طاعت گذار یعنی ثابت و سیارگان عبادت رب اکبر مین سرنگون ہوے عیار طرار خنجر گذار آفتاب عالمتاب بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا یعنے کمندہاے شعاع کو بازو پر لپیٹ کر میدان چرخ نیلی فام مین سرگرم رہروی ہوا خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے چشمہ پر وضو کیا چھون عیارون نے نماز سحر ادا کی اب خواجہ عمرو نے چہار جانب سر اُٹھا کر دیکھا کوئی نشان اپنے مقام لشکر کا نپایا حیران ہو کر مہتر قمران سے کہا رات کو بڑی دور نکل آئے نہین معلوم یہ کیا مقام ہی اس سرزمین کا کیا نام ہی صورتین بدل لینا مناسب ہے طلسم ہوش ربا کا سنگریزہ بھی ہمکو پہچانتا ہی خواجہ عمرو کے کہنے سے سب نے صورتین تبدیل کین خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ایک ساحر نوجوان کی شکل بنکر تیار ہوے خود سر پر لباس فاخرہ زیب جسم جھولی بائین ہاتھ پر اور اسمین اسباب سحر یہ پانچون ملازم و رفیق معلوم ہوتے ہین خواجہ نے افسرون کی صورت بنائی ایک جانب کو چلے اب نیر اعظم بلند ہوتا جاتا ہے تابش و حرارت بڑھنے لگی ہر سو اہر رہروی کی تھی کہ جھونکے ہواے گرم کے چلنے لگے تپش و حرارت سے نیر اعظم کی نخل جلنے لگے جو ذرہ خاک کا اُڑکر جسم پر پڑا شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی آبلہ پر گیا آب نایاب طائر اُس دشت کے عطش سے بیتاب چشمے جابجا مثل چشم کور کے خشک پڑے تھے پیڑ درختون کے مثل چہرۂ مدقوق زرد جھوکون سے ہواکے شاخین گرد بر دیک نگاہ جلتا تھا طائر وہم بھی خوف حدت سے باہر نہ نکلتا تھا پتھر چٹک رہے تھے جانوران درندہ شدت تشنگی سے پھڑک رہے تھے جنگل کا سناٹا گرمی کی شدت سے موت کی

حدت خواجہ عمرو اُس صحراے ہول خیز وحشت انگیز مین ایک سمت مع ساتھ والون کے بھاگا چلا جاتا ہی پیاس کا خیال ہر ایک کی جان لیتا ہی جوش تشنگی مین ایک ایک کو تشنے دیتا ہی پناہ پانی شکل ہے ترقی پر طپش دل ہے **نظم**

کہون کا وہ چٹیل ایک میدان	انسان نہ وان کوئی نہ حیوان
دھرتی تھی قدم ہوا نہ وان پر	ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
گرمی مین ہر ایک لون کا جھونکا	اک شعلۂ آتش سقر تھا

اگر زمین پر گرتا ہے تو دانہ بھن جاتا ہے دن بھر اُس صحرا مین خواجہ عمرو بن امیہ مامدار مع عیارون کے مارے مارے پھرے مگر کوئی مقام استراحت کا نظر نہ آیا ناچار رہ رہ کر ہوا جس طرف تبدیل کرتی رہی ادھر ہی روانہ ہوے آخر ایک نخل سرسبز و شاداب نظر آیا چند طائر بھی اُس پر آشیان گزین ہین سامنے چشمۂ آب صاف و شفاف دن بھر کی پیاس اُٹھائی ہی پانی کو دیکھکر جان آگئی سبھی چشمہ پر آکر گرے پانی پیا عاشق آنے لگا اُسی نخل کی ٹہنی پر کھکر پڑ رہے پانی بھی بہ مشکل تمام لاکھا نا کھیا صبح کو قمران نے کہا اُستاد ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اس دشت ہولناک مین قضا لیکر آئی ہی اب تو بھوک سے دم نکلتا ہی کچھ زنبیل مین سے نکالکر دیجیے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا کھانے کی کوئی چیز تو میری زنبیل مین رہتی ہی نہین چالاک نے کہا کلیچہ حضرت خضر کا آپکے پاس تھا آج تو وہ مرحمت فرمایئے خواجہ عمرو نے کہا بیٹا وہ تو لیگئے بھلا بزرگ لوگ اپنی شے کسی کے پاس چھوڑتے ہین بڑے خسیس ہوتے ہین پروردگار کے راز داں ہیں اُسکے گھر کے مختار ہین ایسا کرتے تو انتظام کا ہے کو چلتا لاکھ لاکھ مہتر برق فرنگی اور چالاک نے کہا خواجہ عمرو نے کچھ ساعت نہ کی اُسی حال مین وہ شب بھی بسر ہوئی تڑپ تڑپ کے وہ رات کاٹی مگر صبح کو مہتر قمران نے کہا کہ اُستاد نخلون سے دیکھتے ہین یہ نخل اور چشمہ وہی معلوم ہوتا ہی جو روز اول ملا تھا خواجہ عمرو نے کہا مجھے بھی یہی خیال ہوتا ہی اب زیادہ اپنی آوارگی کا ملال ہوتا ہی رہبر کامل مالک آج انشاء اللہ اس صحراے ہول خیز سے نکلجائینگے ایسی باتین حسرت آمیز کرکے ایک جانب روانہ ہوے کسی قدر اون چڑھا تھا دیکھی صحراے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا اُسی طرح دن بھر مارے مارے پھرے شام کو پھر اُسی نخل اور چشمہ کے پاس پہونچے اب یقین کامل ہوا خواجہ عمرو نے کہا یارو الگ الگ ہو جاؤ صحراے سحر مین لاکر تقدیر نے پھنسایا یہ روز سیہ دکھایا شب تڑپ تڑپ کے بسر کی اب صبح کو الگ الگ راستہ ہوے مگر سمت کو چھوڑ دیا خواجہ عمرو ایک درۂ کوہ کے اندر گئے اُس درے سے باہر نکلے تھوڑی دور راستہ کیا تھا کہ ایک سواد شہر معلوم ہوا دیہات و قریات جابجا آراستہ کھیت پر کسان وغیرہ حراست مین زراعت مین مصروف ہین چشمہ ہاے آب صاف و شفاف جاری ہین کاہ فروش سبزہ فروش گٹھے سرون پر رکھے ہوے اندر شہر کے جاتے ہین خواجہ عمرو بھی ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرے رنگ روغن عیاری کا نکالا ایک تاجر جلیل کیصورت بنکر تیار ہوے کبیر سن رنگت سرخ و سفید ریش تا ناف قباے اطلس بیش بہا جسم کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین لعل و یاقوت کی انگوٹھیان ہاتھ مین گلبسب زیادتی سن کے جھریان پیشانی پر مگر وہ جھریان نہین ہین ایک سترنگاری ہر کمر کا خم خم کمان ہے

کہ تیر تدبیر جو دہ مطلب پر لب معشوق ہوتا ہو ایک چشمہ یاقوت احمر کا گلے مین آنکھ پر رکھکر ملاحظہ فرماتے ہوئے طرف شہر کے چلے تھوڑا سا راستہ طے کیا تھا کہ دیکھا مہتر برق فرنگی و مہتر قران نامدار و ضرغام شیر دل عیار و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان حیران و پریشان سامنے سے چلے آتے ہین خواجہ عمرو ٹھہر گئے کہا ارے کمبختو تمکو کیسین مرنے کی جگہ نہ ملی پھر میرے پاس آئے مہتر قران نے کہا استاد چہار طرف مارے مارے پھرے جب ایک درہ کوہ مین داخل ہوے تو حضور کے پاس پہونچے اب جہان جائیے ہمکو ہمراہ رکھیے بموجب مصرع ع ہر چہ رود بر سرم انچہ پسندی رواست ؛ خواجہ عمرو نے برق و ضرغام و جانسوز سے کہا کہ اچھا صورتین گماشتون کی بناؤ اور مہتر قران نامدار سے کہا بیٹا تم مرد سپاہی ہو ایک جوان شمشیر زن کی قطع بنواؤ چارون عیارون نے جھٹ پٹ صورتین تبدیل کین کوئی گورا کوئی کالا کوئی سونلا شیروشکر کی پگڑیان سرون پر قبائین معقول پہنے ہوے جوتے کامدار مہتر قران نامدار ایک دکھنی جوان بصورت بنگڑیا رہوے سیلا کئی ہزار روپیہ کا سر پر ڈاب کئی ہزار کی زیب کمر و لاچتی ڈاب مین سپر پشت پر مثل قرص قمر تابان چہرے سے ظاہر آثار جرات و جلالت ناصیہ سے ہویدا بہراس شان و شوکت سے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوئے چار گماشتے پشت پر مہتر قران نامدار تلوار کا سایہ کیے خواجہ بازارگان سب کے آگے آگے قلعہ مین آکر دیکھا شہر آباد رونق پاکیزہ عمارات پختہ کشورا کھنک رہا ہو گرم بازاری ہو رہی ہو شعر ز ہے صفاے عمارت کہ در تماشایش ؛ بدیدہ بازنہ گردد نگاہ از دیوار ؛ صرافہ بزازہ جوہری بازار نہایت تکلف سے آراستہ جوہری بچے حسین صبح وزرد و کپاسی پگڑیان سرون پر حسن مین رشک قمر جواہرات اعلی و بیش قیمت کا سامنے ڈھیر گماشتون کے آگے بہی کھاتے کھلے ہوے کانٹے چھوٹے چھوٹے ہاتھ مین بیع و شرا پر تلے ہوے سامنے انکی دکانون کے کبڑنون کی دکانین عجب تکلف سے لینگے عمدہ عمدہ چندریا اوڑھے ہوے انوٹ بچھوے ہاتھ پانون مین دکانین موسری کے دختون کی چھاؤن مین شعر صدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ؛ کہ اے نارپستان تو سیب ذقن ؛ دیگر نارپستانکی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو میوہ ہے باغ رضوان کا ؛ کمرون پر کسبیان تماش بینون کے گلے کی تسبیحان طرار فرار و صنعدار حسین مہ جبین خوش حال چہرہ ماہ تابان ابرو ہلال آنکھین لیل و نہار کو آنکھین دکھانین بلکہ شعر مثال چشم او آمد محاش ؛ مگر چشم دگر باشد مثالش ؛ دیگر بہر خندہ کز لب بر انگیختے ؛ نمک بر دل خستگان ریختے ؛ دیگر زلف معنبر برمہ رویت تیرہ شب ہست و وادی موسا ؛ جامۂ صبرم در کف و فرقت دمن یوسف بدست زلیخا

ساز ندے سامنے حاضر عاشق تن جمال بہتال کے ناظر نظم	ایک آگ آنکھین شوخ دیدہ تھی
پردہ ناموس کا دریدہ تھی	برق دسیماب کو بھی آوے شرم ؛

خواجہ عمرو بن امیہ نامدار آگے آگے قریب ایک جوہری کی دکان کے پہونچے سیٹھ سوداگر صاحب کو دیکھکر

کھڑا ہو گیا تاجر جلیل جان کر سلام کیا کہا سوداگر صاحب تشریف لائیے دکان آپ ہی کی ہے جو خرید و فروخت منظور ہو سب کچھ ممکن ہے خواجہ عمرو فوراً دکان پر بیٹھ گئے چار دن گماشتے دست بستہ کھڑے ہیں مہتر قران بچہ کاندھے پر رکھے ٹہل رہے ہیں خواجہ عمرو نے جیب سے ایک جوڑی گوہر بے بہا کی نکالی سامنے سیٹھ جی کے رکھدی فرمایا جوہری صاحب اسکی قیمت لگاؤ ہر چند کہ کوئی ضرورت فروخت نہیں ہے میری آنکھوں میں بصارت نہیں ہے مگر کاروان پیچھے رہا کل آجائیگا آج سرا میں ٹھہرنا ہوگا صرف و مصارف روزمرہ کو دس پانچ ہزار روپیہ کی ضرورت پڑتی ہے تم جانتے ہو بھٹیاری سرا کی ذرا ذرا سی بات پر لڑتی ہے بازاری لوگوں سے کون زبان لڑائے ایسا کچھ انکو دیا جائے کہ ہمسے کلام بھی نہ کریں دم خدمتگزاری کا بھریں جوہری نے جوڑی کو اٹھا کر نیگاہ خریداری دیکھا رنگ ڈھنگ میں نایاب پایا منھ میں پانی بھر آیا کہا سوداگر صاحب کچھ قیمت فرمائیے گا ٹھگا لگا دوں بیعانہ دوں آپنے فرمایا جو گماشتہ ہے قیمت وغیرہ وہ جانتا ہے جو تمھارے نزدیک مناسب ہو قیمت لگاؤ اونے پونے خرید لو وہ جوڑی مہاجن کے ہاتھ میں ہے قیمت کی مکرر ہلوسی ہے کہ ایک طائر سرخ رنگ شاخ نخل سے اڑا زنبیل مارتا ہوا چلا مہتر قران نے چٹکی کے اشارے سے کہا استاد اس طائر کو دیکھکر میرے ہوش اڑ گئے ہیں خدا خیر کرے عمرو بھی گھبرا کر اٹھا کہا سیٹھ جی جوڑی موتی کی دیدو سراسے جاکے گماشتے کو بھیجوں گا جوہری جی میں کہتا ہے کہ ایسی شے عمدہ ہاتھ سے جاتی ہے اگر یہ جوڑی لاکھ ہزار روپیہ کا نفع ہوتا خواجہ عمرو نے بمشکل اس کے ہاتھ سے لی چاہتے ہیں کہ اٹھیں دیکھا نقارے پر چوب پڑی سواری کسی بادشاہ جلیل کی آتی ہے ہتو بچو کا ہلڑ مہتر قران تو پیچھے ہٹے ایک کوچہ تنگ تھا سیلا وغیرہ سر سے اتار کر یہ تو ایک جانب بھاگے مگر خواجہ عمرو جبتک اٹھیں سواری کے آگے چوبدار تھا اس نے خواجہ عمرو سے پکار کے کہا خواجہ بالا رگان ہماری مالک شاہزادی اس ملک کی ملکہ سہیل نارنجی پوش یاد فرماتی ہیں خواجہ عمرو اچھا کہکر اٹھا چاہا کلغی گر چوبدار نے ہاتھ پکڑ لیا خواجہ عمرو نے پلٹ کے دیکھا برق و چالاک وغیرہ بھی ہلڑ میں چلدیے خواجہ عمرو چوبدار سے کہتے تھے کہ ہاتھ چھوڑ دو ہم تمھارے ساتھ چلتے ہیں خواجہ نے ابھی یہ کلام تمام نہیں کیا تھا اس مجمع میں سے ایک نازنین کو دیکھا کہ تاج شہریاری بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور اس نے پکار کے آواز دی مرد ہے خبردار اس سربستہ ادے کو نہ چھوڑنا جسوقت میرے ملک میں آیا تھا اسی وقت بیدن نے خبر پہنچائی تھی پانچ عیار اور بھی اسکے ساتھ تھے اسکے حواس خمسہ وہ پانچوں بھی بڑے پانچ ہیں کدھر گئے خواجہ عمرو نے دیکھا وہ کہتی ہوئی قریب آتی ہے مرد ہاتھ نہیں چھوڑتا خواجہ عمرو نے کہا مرد ہے صاحب دیکھو وہ منع کرتی ہیں مرد ہا جیسے ہی پلٹا عمرو نے کوکھ پر خنجر مارا عمرو بھی سمجھ گیا کہ یہ پہچان گئی بلا میں پھنسے دیکھیے پروردگار کیا دکھائے خنجر مرد ہے کی کوکھ پر پڑا یہ تو ہائے کہکے زمین پر گرا عمرو نے جست کر کے گلیم اوڑھی چوبدار کے مرنے سے آواز آئی کشتی مرا نام من تا بدار جاودانہ بود بازار میں ایک ہنگامہ برپا ہوا دکانیں بند ہونے لگیں سہیل نارنجی پوش دہان پر آن کے ٹھہری پکار کر کہا یہ ہمارا قلعہ ہے اس قلعہ کو قلعۂ عجائب

کہتے ہین یہ نگوڑے مکار و غدار اپنے پانوٗن سے اپنی گور مین آئے ہین اب کہان نکل سکین گے خواجہ عمرو ایک گوشے سے گلیم اوڑھے دیکھ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش یہ کہتی ہوئی پلٹی کہ مین ابھی ان سب کو بموجب لیتی ہون اس سرکشی کی سزا دیتی ہون تا بدار جادو کا خون بالا بالا نجائے گا ساربان زادے نے کیا بجکو افراسیاب سمجھا ہی اپنی بارگاہ مین آئی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی اُسکے عقب مین مہتر برق فرنگی و ضرغام شیر دل و جانسوز بن قران صاحب شوکت و شان یہ چارون صورتین بدل کر شہر مین پھرنے لگے جس دروازے سے آئے تھے تلاش کیا وہ پھاٹک نہ ملا گھبرائے ہین کہ ہم کہان ٹھہرین کوئی بصورت فقیر بنا مہتر برق فرنگی ایک اگھوری کی صورت بنکر نیا رہوا بصورتہاے مختلف شہر مین پھر رہے ہین کچھ بن نہین پڑتا مگر مہتر قران جو بصورت ایک ٹوٹی قبر مین لیٹ رہے دروازہ شہر کا نہ ملنے سے انکو بھی زندگی سے یاس ہی بڑا ہراس ہی خواجہ عمرو بھی گلیم اوڑھے دربارگاہ پر کھڑے ہین مگر خوف سے کانپ رہے ہین ملکہ سہیل نارنجی پوش بصد فر و غضب بارگاہ مین آئی کنیزون سے کہتی ہوئی نگوڑے عیارون کی شامت آئی ہی میرے قلعہ مین سے دیکھون کیونکر نکل کے جاتے ہین ابھی بلاتی ہون جھولی مین ہاتھ ڈال کر سرخ کاغذ نکالا مقراض سے چھ گھوڑے کترے زمین پر ڈال دیے چند دانے ماش کے مارے چھون بصورت مرکب اصلی بنکر تیار ہوے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک ایک کی پیشانی پر ایک ایک عیار کا نام لکھا کہا جاؤ اپنے اپنے سوار کو جلد لاؤ جس مرکب کی پیشانی پر خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا نام تھا چونکہ گلیم اوڑھے عمرو دروازے پر کھڑا ہی وہ اُسی مقام پر آن کر ٹاپنے لگا لینے ٹاپون سے زمین کھود رہا ہے یا گرد عمرو کے چرخ مارتا ہی کنیزون نے آکر کہا حضور پانچ مرکب تو روانہ ہوئے ایک گھوڑا دروازے پر ٹاپ رہا ہی سہیل نارنجی پوش گھبرائی کہ یہ کیا معرکہ ہے مگر مہتر برق فرنگی بازار مین ایک دکان پر مہاجن کی ہاڑ کر رہا ہے یعنے بصورت اگھوری ایک کھوپری ہاتھ مین لی ہی اُسمین کھلی بھری ہوئی لوگون پر پھینک رہا ہی لوگ جانتے ہین گوہ ہے بھاگتے پھرتے ہین کبھی پشاب کرکے چلو مین لیتا ہے لوگون پر دوڑتا ہی آدمی پر آدمی گر رہے ہین بازار مین ہنگامہ ہے لوگون نے دیکھا ایک گھوڑا کوتل دوڑا ہوا چلا آتا ہے وہ گھوڑا گرد برق فرنگی کے پھرنے لگا برق بھی تڑپ کر بھاگا گھوڑے نے پیچھا نہ چھوڑا پانوٗن مین گھسکر اپنی پشت پر سوار کر لیا جیسے ہی مہتر برق فرنگی پشت مرکب پر آیا رنگ و روغن چہرے کا دفع ہوگیا مہتر برق فرنگی نے اپنے کو بصورت اصلی پایا ہوش و حواس پراگندہ ہاتھ پانوٗن مین رعشہ بازاریون مین ہلڑ ہوا میان انگرنیز بگڑے لنبی ٹوپی سر پر پتلون جاکٹ جسم پر آراستہ حلقے کمند کے بازوؤن پر توبڑہ کسوت عیاری کا پہلو مین لٹک رہا ہی جب مہتر برق فرنگی نے اپنا یہ حال دیکھا چاہا گھوڑے پر سے کودون ممکن نہوا ناچار مہتر برق فرنگی نے بھی پٹری جانی پورے پر ہاتھ ڈالا ٹوپی اڑاتا ہوا اشٹوپچو کہتا ہوا جاتا ہے ہزارون آدمی شہر کے

ہنستے ہوے پشت دہپلو پر تھوڑی دور برق چلا ہی کہ دیکھا جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل
و چالاک بن عمرو اسی طرح مرکبون پر سوار بصورت اصلی مجبور و ناچار چلے آتے ہین آپسمین اشارے
ہوے ہر ایک نے طرف آسمان کے اشارے کر کے کہا دیکھین بھائیو اب خدا کیا کرتا ہی اس قلعہ مین آکے
پھنسے مگر حال مہتر قران کا سنیے یہ جاکر ایک ٹوٹی قبر مین اتر گئے دیکھا کہ ایک مرکب آتا ہی مہتر قران نے خیال کیا
اسی جانب آتا ہی کیا عجب ہے کہ میری تلاش مین ہوا ہی مہتر قران دروازہ بھی شہر کا نہ ملا تمھارے لیے بزرگون نے
قید لگائی ہی کہ جس دن گرفتار ہوے موت کا سامنا ہی یا حیدر کرار کہکے ایک بغداز مین پر مارا مہتر قران طبقے کے
اندر آیا اب جو خیال کیا وہ گھوڑا اسی مقام پر چرخ مار رہا ہے ٹاپون سے زمین کھودنے کا ارادہ کرتا ہی اتو مہتر قران
اندر ہی اندر نقب کھودتے ہوے چلے مہتر قران تو نقب کھودتے ہوے جاتے ہین ہر چند اندر زمین کے دل
گھبراتا ہی نفس در نفس پیچیدہ مگر قہر درویش بر جان درویش انکلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین نقب کھودتے ہوے
جاتے ہین مگر خواجہ عمرو بن امیہ گیہم اوڑھے دربارگاہ ملکہ سہیل نارنجی پوش پر بیٹھے ہین گھوڑا گرد انکے خاک اڑا رہا ہی
کہ یکایک ہڑبڑ ہوا دیکھا مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مرکبون پر سوار بیقرار اشکبار چلے آتے ہین
الامان کہکر عمرو کنارے ہوا ملکہ سہیل نارنجی پوش کو چوبدار نے خبر دی چار مرکب چار عیارون کو لے کر آئے ہین
ایک اینک نہین پلٹا ایک دروازے پر خاک اڑا رہا ہی سہیل نارنجی پوش غصہ مین بیرون بارگاہ آئی دیکھا
چارون عیار گھوڑون پر سوار کھڑے ہین جو مرکب کہ خاک اڑا رہا تھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے یہ نگاہ قہر کی جو اسپ
دیکھا کہا کیون بھڑوے میرے ملازمون کے رد پھرتا ہی جاکر اپنے باپ کو نہین تلاش کرتا مرکب نے یہ نگاہ حسرت طرف ملکہ
سہیل نارنجی پوش کے دیکھا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دانہ ماش کا اٹھا کر یارا اور کہا روح سامری مین بھی
تاثیر جانی رہی دانہ پڑتے ہی مرکب جلکر خاک ہوا عیارون کی جانب متوجہ ہوئی کہا کیون نگوڑو میرے قلعہ مین آکر
کچھ مزا اٹھایا اب تمھارے سر کاٹ کر خدمت مین شاہنشاہ افراسیاب مالک طلسم ہوش ربا کے روانہ کرونگی
جادوگرون سے اشارہ کیا کہ انکو گھوڑون سے اتار دشکین بند ہوا کر اندر لائی کہا دیکھو اون دونون کو بھی بلواتی
ہون مہتر برق نے کہا ملکہ عالم اعلی مراتب ہین چراغ حسن و جمال ہمیشہ روشن رہے دشمن مثل سبزہ پامال ہون
دوست نہال ہون اور کسی کے دل کا حال تو ہم نہین جانتے ہم تو غلامی کو حاضر ہین آپنے ہمکو یہ مرتبہ دیا پیادے
مشہور تھے گھوڑے پر سوار کیا اس آبرو سے اپنے سامنے بلایا آخر ہماری کیا خطا ہی مین جو خدمت مین رہونگا
دل و جان سے خدمت گزاری کرونگا ملکہ سہیل نارنجی پوش نے کہا او انگریز کے بچے میرے سامنے زیادہ باتین
نہ بنا اگر مین نے یہ انتظام نہ کیا ہوتا تو نہین معلوم کیا کیا متین برپا کرتے مہتر برق فرنگی نے کہا ہمتو حضور کا نام
سنکر آئے تھے جیسا سنا تھا اس سے زیادہ پایا مہتر برق فرنگی تو اپنی کہے جاتا ہی مگر ملکہ سہیل نے کہا ایسے منھ

آتشین لاؤ مین اُن دونون عیارون کے جلانے کی تدبیر کرون کنیزین چلی گین کہ آسمان پر سناٹا ہوا شعلے آگ کے گرے خوشبوے مشک و عنبر آئی ملکہ سہیل نارنجی پوش نے سر اُٹھایا دیکھا ایک بزرگ آسمان سے اُترے چلے آتے ہین ریش سفید تا بہ ناف تاج زرین سر پر جامہ زیب جسم گرگٹ کی طرح رنگ بدل رہا ہی کبھی سرخ کبھی زرد کبھی کبود ہو جاتا ہی اُن بزرگ نے آواز دی منہم پابوس بزرگوار نائب خداوند لات ومنات ای سہیل نارنجی پوش تیرا نیرا اقبال اوج پر ہے کیا کارنمایان کیا ان مکارون کو پکڑ لیا مگر سار بان زادہ بلاے روزگار ہی تجکو تہ دریا کر قدرت نے مجھکو بھیجا کہ عمرو بن امیہ نامدار کو گرفتار کرکے پاس ہماری بندی خاص ملکہ سہیل نارنجی پوش کے پہونچاؤ عمرو اسکی بڑھاؤ سہیل نارنجی پوش کھڑی ہوکر تخت سے کھڑی ہوگئی نائب لات تخت پر اُترے جامہ کو دیکھکر سب اپنے جامہ سے باہر ہین کہ دمبدم رنگ بدل رہا ہی پہلو سے عمرو کو نکال کر سامنے پھینک دیا کہا ای سہیل لے یہ عمرو بن امیہ نامدار موجود ہے اب ملکہ سہیل نارنجی پوش نے دیکھا عمرو مشکین بندھا ہوا سامنے تخت کے پڑا ہوا ہی دربارین یا خداوند لات ومنات کا ہلا ہوا سب واسطے سجدے کے جھکے سہیل نارنجی پوش نے بھی قدمون کو بوسہ دیا نائب لات نے سرچھاتی سے لگایا کہا ای ملکہ سہیل نارنجی پوش دربارین قدرت کے تیری بڑی تعریف ہی زبان قدرت پر بڑی توصیف ہی جلد ان پانچون کو قتل کر خبردار اس برق کے دام تزویر مین نہ پھنسنا برق توحیران کر خداوند یہ کیا معرکہ ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ لو بھائی قبلہ وکعبہ آگئے نائب لات نے کہا ای سہیل رات بھر لات ومنات وسامری وجمشید مین جوتی پیزار رہی ہی لات ومنات کہتے تھے کہ عیارون کو ہاتھ سے سہیل نارنجی پوش کے قتل کرائینگے سامری وجمشید کہتے تھے کہ سہیل کا ستارہ گردش مین آیا عمر کا اُسکی خاتمہ ہوا ملک الموت جاے اُسکی روح قبض کرے تب لات ومنات نے ہمکو حکم دیا کہ لے پابوس بزرگوار تم جاکر اُسکی عمر بڑھا دو دو دو برس کی عمر کل اُسکے ساتھ والون کو عطا کرو سامری وجمشید سر پٹکتے رہجائینگے کچھ بھی نہ کرسکین گے جلد شراب منگا ایسا نہو ملک الموت آجاے ملازم اسکے دوڑے منکے قرابے شراب کے لاکر دربار مین رکھے نائب نے ایک قرابہ پر القاب لات ومنات پڑھا لوگ حیران تھے کہ یہ کون سی زبان ہی کہا اس قرابے کی شراب سب مین ملا دو ایک ایک جام سب ملکر پین مگر خبردار ایک ہی سانس مین اگر نہ پیا ابھی دم نکلجائیگا اور یارو ملک الموت چل چکا ہی آیا ہی چاہتا ہے قرابہ کھینچکر اپنے ہاتھ سے بھر کر ملکہ سہیل نارنجی پوش کو دیا کہا ای بندی خاص الخاص جلد پیجا دیر نہ کر ملکہ سہیل نارنجی پوش نے خوشی خوشی جام ہاتھ مین لیا جیسے ہی ہونٹون سے لگایا ایک شعلہ چمکا شراب پر گرا شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی جام کے ہزار ٹکڑے ہوے اُسی شعلہ مین سے آواز آئی ای ملکہ سہیل ہوشیار ہو جا بس سہیل نے پلٹ کر آواز دی باش او مکار مین نے پہچانا یہ کہکر ہاتھ اُٹھایا چاہا سحر کر دے خواجہ عمرو تخت سے کود سے سر ہنگ جادو اسکا وزیر سامنے کھڑا تھا اُس نے کلائی پر خواجہ عمرو کی ہاتھ کو الا جھٹکا دیا

عمرو منہ کے بھل زمین پر گرا گرتے گرتے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گزاری یہ کہکر لپٹ کر خنجر مارا سر سنگ جادو کے پہلو کو توڑ کر خنجر باہر نکلا سر سنگ لڑھکھڑا کر گرا عمرو نے جست کی کہ مین نکلجاؤن جادوگر دن نے گھیرا خواجہ عمرو نے حقہ آتشبازی کا مارا کسی کا ہاتھ جلا کسی کا منہ پھٹکا کوئی ہائے مرے گرا اب بارگاہ مین عمرو بھاگا بھاگا پھرتا ہی دروازہ بارگاہ کا بھی آنکھوں سے ناپدید ہوا گھبرا کر عمرو نے نیچہ بھی کھینچا کسی پر حباب وہ بیہوش ہوکر گرا کسی پر کمند ماری کسی خنجر کو کہہ پر مارا کفچہ مین رکھکر کسی کو تیر مارا ملکہ سہیل دیکھتی ہی کہ عمرو مثل برق کے تڑپ رہا ہی زمین پر قدم نہین جمتا کئی سو جادوگر دن کو مار کر ڈال دیا مگر مجبور ہے کہ دروازہ بارگاہ کا نہین ملتا جلو خانہ تک جاتا ہی جب ساحر لینا لینا کہکر دوڑتے ہین گھبرا کر پلٹ آتا ہے سہیل نارنجی پوش نے چند دانے ماش کے ہاتھ مین لیے عمرو نے ایک جادوگر کو خنجر مارا وہ گرا تھا کہ سہیل نارنجی پوش نے ایک دو تہڑ زمین پر مارا آواز گیر کی دی زمین نے پانون خواجہ عمرو کے پکڑ لیے اب ملحوظ ہو کہ متہور قہرنگی وجانسور بن قہران وضرغام شیر دل وجالاک بن عمرو یہ تو بندھے بیٹھے ہین عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ملکہ سہیل نارنجی پوش نے نعرہ کیا ہان سب کے سر کاٹ لو جادوگر تلوارین کھینچ کھینچ کر چلے اب خواجہ عمرو کو عالم یاس ملک الموت یاس بلک بلک کر آواز دی اے رب بے نیاز وای خالق کارساز اس مشکل کو حل کر ادھر متہور برق وجانسور وضرغام و جالاک غیرہ تڑپ تڑپ کر پکار رہے ہین ای معبود دلیل وای عزیز بے بدل ہلاکت سے بچانے ظلم سے ان ساحران غدار کے نجات دے خواجہ کو اس حال مین دیکھکر جالاک نے سر دے مارا پکارا کہ ای رحیم وکریم اگر قید وکعبہ قتل ہو جائینگے چراغ لشکر اسلام از طلسم ہوش ربا تا بہ کوہ عقیق گل ہو جائیگا ایک آن مین گلزار ابراہیم پر خزان آجائیگی افراسیاب کے ظلم سے فوج مہر خ امان نہ پائے گی

نظم

ورخیل کو لبش سپاہی	او بافتہ عجوزہ خاک	او دادہ بہ آفتاب شاہی
او کردہ بنا سراچہ تن	بکشاد در دریدہ روزن	زین پنبہ صبح چرخ افلاک
بر منظر دیدہ طاق ابرو	او ساختہ این ہمہ عجائب	بستہ ز کمال قدرت از مو
این مشعل مہ کہ بر فروزد	بے روغن و بے فتیلہ سوزد	او کردہ بنائے این غرائب
نیمود در و روزن از مہ و خور	در پنبہ ابر آن یگانہ	در بیضہ سر نگون اخضر
امواج دہ بحار جود است	بخشندہ خلعت وجود است	بنہفتہ ز ژالہ پنبہ دانہ

سب بے نیاز ایسے مقام پر قتل ہوتے ہین کہ دفن وکفن بھی نہ ملیگا لاشہ کون اٹھائیگا قبر تک کون پہونچائیگا۔ دل سے جوان سبھون نے دعا کی تیر دعا بر مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار مہتر قہران نامدار جو نقب دیتے ہوے اندر سے زمین کے

آتے تھے زیر زمین اسی بارگاہ مین آکے پہونچے جان سے توانہی بیزار روح قالب سے نکلنے کو تیار آفت مین گرفتار انگلیون سے خون ٹپک رہا ہے یکایک کان مین آواز گیرودار کی آئی مہتر قمران نامدار نے اوپر ہاتھ کرکے ایک لغد مارا قلیل سا طبقہ ٹوٹا مہتر قمران نے دیکھا خواجہ عمرو و مہتر برق فرنگی و جانسوز و ضرغام شیر دل و چالاک مشکین بندھے بیٹھے ہین خواجہ عمرو کے پانون زمین نے پکڑ لیے ساحر تلوارین کھینچے ہوے آمادۂ قتل ہین یہ لوگ گریہ وزاری کر رہے ہین اور ایک ساحرہ جو سب کی افسر معلوم ہوتی ہے نیچے پکڑے ہوے طرف خواجہ کے جاتی ہے اندھیرا آنکھون کے نیچے آگیا قلب تھرا گیا گردین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا زمین سے نکلتے ہی نعرہ کیا باش او

سریع السیر چون باد بہاری	نعرۂ مہتر قمران ذیشان
منم مہتر قمران شیر یانم	بمیدان اژدر آتش فشانم

جہان سر ہنگ و خنجر گزاری

بلکہ سہیل نارنجی پوش بلٹی کہ یہ بلا کہان سے آئی چاہتی تھی کہ سحر کرے نعرہ سنا کہ سر کے ہزار ٹکڑے ہوے عمرو کے پانون زمین نے چھوڑے برق و جانسوز و ضرغام و چالاک یہ سب قید سے رہا ہوے مکان گرنے لگے صدلے ہا ہو بلند تمام ساحر دردمند بعد عرصۂ دراز کے آواز آئی گشتی مرا نام من سہیل نارنجی پوش بود ابد وشتی ہوئی ساحران شہر نے عیارون کو گھیر اعیار لڑتے بھڑتے بیچ شہر مین آگئے ہین مہتر قمران کا نعرہ اجل رہا ہے خواجہ عمرو نے جاب مار مار کے صدا ناہر دنکو مارا برق کرچ کھینچے تڑپ رہا ہے ساحران شہر کے تو یہ لوگ قبضہ مین نہین آتے حقہ ہاے آتشین مار کر ہزارون کو جلا دیا اب دروازہ شہر کا بھی معلوم ہو رہا ہے قریب ہے کہ لڑ بھڑ کر نکل جائین ساحر سحر بھول گئے ہین دیوارین شہر کی گر گئی ہین باغ مین گلہاے رنگارنگ سے چنگاریان نکل رہی ہین شاخین مثال شمع کافوری جل رہی ہین ہر نخل شمشاد پر شعلہ کا گمان ہے ہر درخت آگ کا شجر معلوم ہوتا ہے کوہ و برزن مین ہنگامہ ہے کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا کہ باشید او ناعیار و میری دختر بلند اختر کو مارا منم شعلہ خوار جادو مہتر قمران نے جو سر اٹھا کے دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار ہر ہر آتشین پر سوار ہاتھ مین اسباب سحر دسون انگلیان مثل پنجشاخ کے روشن آگ کا تودہ بنا ہوا عیارون نے چاہا کہ کود پھاند کر نکل جائین چہار جانب مجمع ساحران مقابلے سے ان بیحیاؤن کے حیران پریشان ذرا بلک جھپکنے نہ پائی کہ شعلہ خوار زمین پر اترا ہزبر آتشین سے کود کے ایک دو ہتر زمین پر مارا کہ چھون کے پانون زمین نے تھام لیے اور شعلہ خوار جادو پھڑک کر جھپٹا ایک طرف لاشہ جوانی بیٹی کا تڑپتے دیکھا آگ لگ گئی گریبان چاک کیا منھ پر خاک ملی آوازدی ہاے اے نور نظر پارۂ جگران ظالمون کو رحم نہ آیا عین شباب مین تجکو مارا یہ کہکر طرف عیارون کے پلٹا عمرو سے آنکھ ملا کر آوازدی او ساربان زادے تم چھون کو تو ابھی بھونکتا ہون مگر مہر رخ وغیرہ کی بھی شامت آئی ہے اگر اس خون کے معاوضہ مین جا کر کل کو نہ مارا تو نام اپنا شعلہ خوار جادو نہ پایا یہ کہکر جھولی سے گولہ نکالا تیر دے رہا ہے عیارون نے دیکھا کہ وقت خاتمہ قریب آیا بیقرار ہو کر پکار اُٹھے اے دافع البلیات و سامع الدعوات فریاد رس درماندگان و خلاق زمین و آسمان تونے

بطن مادر مین جگہ دی تو ہی نے نو مہینے حفاظت کی چالیس روز قبل از تولد شیر پستان مرحمت فرمایا ایک کلمۂ کن مین تمام عالم کو بنایا **نظم**

قضب بافِ عرد سانِ بہاری	قیام آموز سروِ جوئباری	بلندی بخش ہر ہمت بلندے
پیستی انگنِ ہر خود پسندے	گناہ آمرز رندانِ قدح خوار	بطاعت گیر پیرانِ ریاکار
انیس خلوتِ شب زندہ داران	رفیق روز در محنت گزاران	زبحر لطف او ابر بہاری
کند خار و سمن را آبداری	ز شکرش پر شکر کامِ شکر فان	ز قہرش زہر عیش تلخ حرفان

سب سے زیادہ مہتر قربان بیقرار ہین اپنے آقا کو پکار رہے ہین **نظم**

کس نئی جز ذاتِ تو مشکلکشا	یا علی درماندہ ام دستم بگیر
کن نظر بر بے نوائی یا شہا	تو امیری تو وزیری من گدا
آسمان پست است پیش بام تو	وصفِ ذاتت در کلام اللہ ہست

مشکلم در پیش یا حاجت روا
در گناہ خود گرفتارم اسیر
یا علی سلطانِ عالم نام تو
تو امامے تو ید اللہ کہ ہست

ہو کر ہم کارساز و اسطہ ان بزرگان دین کا رحم کر اس بیچارے کے ظلم سے بچالے بلک کر جوان بیچون نے دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اتفاقات قضا و قدر بحکم مالک بحر و بر ملکہ مخمور سرخ چشم جو طلسم جمشیدیہ سے شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان سے رخصت ہو کر چلی تھی بخوف شاہنشاہ افراسیاب مثل ستارے کے آسمان مین ڈوبی ہوئی چلی آتی تھی شور و غریو کی آواز کان مین پہونچی دیکھا ایک شہر کوکہ دیوارین وغیرہ گر گئی ہین قصرہائے پختہ جابجا جل رہے ہین ہر در و دیوار سے شعلہ ہائے آتش نکل رہے ہین اپنے چھوٹون عیارون کو دیکھا کہ مع ساحران مین پا برگل ہین لاشے سیکڑون گرد پڑے ہین ایک ساحر غلاظ آتش کا تپلہ بنا ہوا ہاتھ مین گولے کو چرخ دیرہا ہے کلمات سخت بہ نسبت عیارون کے زبان پر جاری گولہ مارا چاہتا ہے ملکہ مخمور سرخ چشم کا کلیجہ جلا مگر شعلہ خوار جادو نے گولہ مارا کہ عیار جل جائین ملکہ مخمور سرخ چشم نے دہن سے سحر کیا کہ وہ گولہ الٹا پلٹا مجمع ساحران مین آکر پھٹا کئی ہزار ساحر جلکر گرے شعلہ خوار گھبرایا کہ یہ کیسی آگ لگی میرے سحر نے میرے ہی جادوگرون کو جلا یا چاہا کہ نیچہ کھینچ کر چھینٹے کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ مخمور سرخ چشم مین نے بچایا نا اُترنے اُترنے سحر کیا زمین پھٹنے لگی کئی سو بیچونی واصل جہنم ہوے شعلہ خوار نے کہا باش او مخمور مین نے پہچانا یہ کہکر اُس نے ماش کے دانے مارے صدہا شعلون نے اُس ماہ آسمان خوبی کو گھیرا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دونون ہاتھ چھڑائے باران سحر برسا آتش سحر کو اُس بیچا کی بجھایا اور پلٹ کر موتیون کا ہار توڑ کر پھینکا عمرو عیار و غیرہ پر وہ موتی گرے ہاتھ پانون سحر سے چھوٹے اب یہ بھی کمبخت پکڑ کر ساحرون سے لڑنے لگے مخمور نے تیاست برپا کی کئی ہزار ساحرون کو مار کر سامنے شعلہ خوار جادو کے بیچونی اُس کے بہت سے سحر کیے ملکہ نے دانہ یاقوت احمر کا کنٹھے سے نکالا اسم سحر کا پڑھکے لگایا سینہ پر کینہ پر شعلہ خوار جادو کے مارا ہر چند چاہا بچون نہ

پچ سکا سینے پر پڑا کہ پشت کو توڑ کر نکلگیا شعلہ خوار چرخ کھا کر زمین پر گرا صدائین ہا ہو کی آئین زمین کانپی سنگبارئ برف باری ہوئی خواجہ عمرو نے اس اندھیرے مین ہلونا شروع کیا بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام منشعلہ خوار حاضر ہو دیکھا یک لاشہ شعلہ خوار لاشہ سہیل مار بخی پوش خود بخود بلند ہوے جھونکے ہوا کے اڑا کر طرف آسمان کے لیگئے ملکہ مہرخ چشم آواز دی اے خواجہ عمرو دام طمع مین دمپنسو شہر کے لوٹنے مین نہ مصروف ہو نکلجاؤ مین لشکر مین آکر ملونگی اب راستہ بھی فراموش نہوگا جلد نکلجائیے یہ لاشے دونون کے طرف باغ سیب کے گئے ہین افراسیاب کو خبر ہو جاوے گی فوراً آئیگا قیامت برپا کریگا یہ کہکر مخمور سحر کرکے بلند ہوئی چھون عیار نیچہ ٹیک ٹیک کر شہر سے نکلے طرف لشکر اسلام کے چلے اب راستہ بھی معلوم ہوا دو تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ نشان لشکر اسلام معلوم ہونے لگا یہان ملکہ مہرخ بارگاہ آسمان جاہ مین مع سرداران نامی و جادوگران گرامی جلوہ فرما ہین جیسے کہ خواجہ عمرو کو افراسیاب لیگیا ہے بارگاہ مین سناٹا پڑا ہے ملکہ مہرخ کہہ رہی ہین کہ صاحبو نہین معلوم خواجہ عمرو پر کیا گذری ایک سر ہزار سودا خدا کسکی جان بچائے سامنے دشمنون کے مرخ رو رہے فلک دوں سے نہ دیکھا ہے یہ کہکر ملکہ مہرخ نے کہا کیون اے ملکہ بہار ہمتو فکر مین خواجہ عمرو کی بیتاب ہین بیخود و خواب ہین عہدہ وزارت تمھارے سپرد ہے مناسب یہ ہو کہ ہر کس و ناکس کا خیال رکھو کئی مہینے کا زمانہ گزرا کہ بی مخمور سرخ چشم کا پتا نہین ہرکارے بھیجو خبر منگاؤ رونق لشکر اسلام کی راز دار صاحب جاہ و وقار خدانخواستہ کہین افراسیاب جادو نے پکڑ نہ لیا ہو قید کر طلسم مین نہ بھیجا ہو ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا عاشق مزاجون کے لیے فکر بیکار ہے سپر ثبوت عشق کا سوار ہے کوہ عقیق پر ہونگی مزے اڑتے ہونگے آنکھون مین رنگ نشے کے جمے ہونگے نئی نئی چاہت دلمین جوش محبت حضور ربط و ضبط بہت مشکل ہے جو آتش عشق کو یون سینہ مین چھپائے وہ بڑا کامل ہے کلیجہ آتش عشق سے جلے منھ سے دھوان نہ نکلے قلب پر چھری چلے ہائے وائے نہ کرے بی مخمور کے دل نے نہ مانا اپنے معشوق کو دیکھنے گئی ہین جلدی کیا ہے آئینگی کوئی قید ہے تو انھین کیا مرنے والا مرے جینے والا جیے اپنے مزے سے کام اپنے محل کی مختار ہین انھین کون بدنام کریگا کئی مہینے گزرے دل نہین بھرتا اگر ہمارا خیال ہوتا شاہزادۂ اسعد بن کرب غازی کے قید ہونے کا ملال ہوتا ضبط کو کام فرماتین اس زمانے مین نہ جاتین ملکہ مہرخ نے ہنس کے فرمایا اے ملکہ بہار جادہ ہم تمھارے ربط ضبط کے قائل ہین ماشاء اللہ کیا ضبط ہے شاہزادۂ سعد بن قباد کی محبت کو کیا چھپایا ہے نام سعد بن قباد سنکر ملکہ بہار کی آنکھون مین آنسو بھر آئے کہا حضور خدا اس شہریار کو سلامت رکھے انکے غلامون سے ہمین محبت ہے مگر انکے کو بدنام کرنے سے نفرت ہے ہر چند کہ آتش عشق کا چھپانا کلیجہ کو جلانا مردان عالم کا کام ہے عاشقان صادق کا نیک انجام ہے نظم

عشق سر دفتر دیوان قضاست	عشق سر حلقۂ ارباب بلاست	عشق دانستہ گری پیش بود

عشق بس سانحہ اندیش بود	عشق آشوب پسند است مدام	عشق راہست ہمین طرز مدام
عشق ہمخوابۂ چشم بیخواب	عشق ہم بزم دل خانہ خراب	عشق گلگونہ بمالد گل را
عشق شوریدہ کند بلبل را	عشق راہست در شادی بند	عشق را راحت کس نیست پسند
عشق را رحم نباشد فریاد	عشق را نیست روش جز بیداد	حسن و عشق اند ز روز میثاق
بستۂ ہمدگر از روے وفاق		

یہ اشعار ابدار پڑھ کر ملکہ بہار کے عارض رنگین پر اشک خونی بے ترتیب تھا کہ ہنسی لگ جاے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے بہار اے گلعذار اے سرو باغ رعنائی اے غنچۂ چمن زیبائی حقیقت مین تمنے خوب ربط و ضبط کو کام فرمایا کیا کہنا بہار نے کہا حضور نہ ربط ہی نہ ضبط ہی کوچۂ عشق مین قدم رکھنا سراسر خبط ہی ہمین اپنے بخت واژگون طالع نگون سے امید نہین کہ پھر زیارت اُس شہریار کی نصیب ہو یہ ہمسے نہ ہوسکے گا کہ یہان ہنگامہ قتل اسد غازی برپا ہو ہم مزے اُڑانے جائین یہ جنکا کام ہی اُنکو مبارک رہے ہان اگر خدا فضل کرے اور شاہزادہ اسد بن کرب غازی قید افراسیاب سے چھوٹین اور صاحبقران لڑتے بھڑتے یہان پہونچین اُسوقت مین یک نظرے خوش گذرے کل لشکر اسلام کی سلامتی کی خیر منائے ہین ہمارا عشق یہی ہی جہان رہین جان و مال کی اُنکے خیر ہو یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ مخمور سرخ چشم طاؤس زرین بال پر سوار دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے مثل برق جہندہ بارگاہ مین آکر اُترین پایۂ تخت کو بڑھکر بوسہ دیا سب سے صاحب سلامت ہوئی ملکہ بہار نے مسکرا کر کہا حضور یاد شد بخیر ملکۂ عالم آئین کیون ملکہ مخمور خوب مزے اُڑائے اتنی جلدی آنا کیا ضرور تھا معشوق کے پہلو مین دل مسرور تھا یہان آنے سے کیا فائدہ ہر وقت جان جانے کا خیال آٹھ پہر جنگ و جدال خوب راگ و رنگ مین مصروف رہین ملکہ مخمور نے کہا بی بہار صاحبہ تمکو کچھ حال بھی معلوم ہی آتے ہی لعن و تشنیع شروع کردی بہار نے کہا بوا خفا کاہے کو ہوتی ہو حقیقت مین اسد غازی کو چھوڑانے گئی تھین لوح طلسمی بھی ملگئی دربند بھی فتح ہوے اتبو ملکہ مخمور کا غصہ سے چہرہ مرخ ہوا کہا بی بہار صاحبہ خدا چاہیگا تو شاہزادہ اسد بن کرب غازی بھی چھوٹین گے لوح طلسمی بھی حاصل ہوگی وہ بھی دن خدا دکھائیگا اور انشاء اللہ ہمین لوح طلسمی کا پتا لگا لینگے تم سمجھتی ہوگی ہم کوہ عقیق سے آتے ہین پروردگار نے ہمین ایسے وقت پر پہونچایا کہ تمام لشکر اسلام مصیبت مین تھا بادشاہ لشکر اسلام کی جان بچائی اس کلمہ پر تو ملکہ بہار کو غصہ آیا کہا بس تو بیٹھو چھوٹا منھ بڑی بات نہ بولو اُنکا خدا حافظ و نگہبان ہی پیدا کرنے والے کا اُنپر احسان ہی ذرا سی بات کہی لڑنے لگین معشوق کی جھانجھ مجھیرا تاری دونون مین چانٹون چانٹون جو ہوئی ملکہ مہرخ نے منع کیا دونون کو گلے سے لگایا کہا ملکہ مخمور بیان کرو کیا معرکہ گذرا ملکہ بہار رہنے دو سر کی قسم حال تو سنو ملکہ مخمور نے کہا حضور مین بیشک

کوہ عقیق پر گئی تھی کسی کی چوری نہیں ہے، مین کسی کی لونڈی باندی نہین جب کوہ عقیق پر پہونچی ایک دو گریبان سے
گیا تھا اُسنے قیامت برپا کی تھی اول جاکر اُسکو مارا سر میدان للکارا اب اور بڑی مصیبت کیا عرض کرون کسی وقت
مفصل بیان کرونگی مجمل یہ ہے کہ طلسم جمشید یہ مین بھنسی خدا سلامت رکھے اُس شیر بیشۂ جرأت ہنر بردشت ہمت
گل گلزار خلیل الرحمان شاہزادۂ نور الدہر کو اس روز شور سے طلسم فتح کیا کہ زمین تھرائی تھی جمشید جادو کو گھسکا
مارا دہان سے ملت پاکر آئی راہ مین خواجہ عمرو بن امیہ ایک قلعہ مین جاکر مبتلاے بلا ہوے تھے وہان پہونچکر
شعلہ خوار جادو کو مارا قلعہ سے اُن سب کو نکالا یہ سب کچھ کیا اور پھر پہلو مین بیٹھی تھی راگ رنگ مین مصروف تھی
یہ خیر خواہ ایسی ہیو قوف تھی بلکہ بہار نے مسکرا کر کہا جوش محبت مین یہ سب کچھ ہوا نہایت دربار مین خوشی ہوئی ملکہ
مہرخ نے پوچھا ای ملکہ مخمور خواجہ عمرو کو تو افراسیاب جادو لیگیا تھا قلعہ مین کیونکر پہونچے ملکہ مخمور نے کہا
مین نے یہ خواجہ سے دریافت نہین کیا شعلہ خوار جادو کو جب مارا لاشہ اُسکا مع سہیل نارنجی پوش ہوا پر
اُڑکر چلا مین گھبراکر یہ تعجیل تمام نکل آئی خواجہ کو آواز دی کہ استاد چلکھیا ایسا نہو کہ بلا مین پھنسو ہمارے وہ بھی
نکلگئے یہین ہم تشریف لاتے ہونگے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے عرض کی خواجہ عمرو مع عیارون کے آتے ہین سرخ مو
وغیرہ واسطے استقبال کے نکلین خواجہ عمرو بارگاہ مین آئے سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہرخ نے
تصدق وغیرہ اُتروایا پوچھا کہ خواجہ اُس ظالم کے پنجہ سے کیونکر رہائی پائی عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اور ملکہ
شبنم گوہر پوش کی آنکھ کھلی حیران ہوئی کہ مجمع اوس کیونکر بڑی اپنے کو ہمراہ دیدہ گانا سن رہی تھی اس بارگاہ
مین کیونکر آئی خواجہ عمرو نے پکار کے آواز دی ای ملکہ شبنم گوہر پوش قدرت پروردگار کا تماشا دیکھا مین تجکو بارگاہ
فلک اشتباہ ملکہ مہرخ مین گرفتار کرلایا اگر قتل کرڈالتا کسی کو خبر بھی نہوتی اول تو تمھارا احسان تھا کہ نے افراسیاب
جادو سے میری شفارش کی جان بچانے کی گذارش کی علاوہ اسکے تمسے ایک محبت بھی ہوئی سامری و جمشید پر
لعنت کرو ان سب شاہزادیون کا ساتھ دو کتاب سامری مین صاف صاف تحریر ہے کہ شاہزادۂ اسعد بن کرب غازی
قاتل افراسیاب جادو ہے جہاد کرنا دین اسلام مین بڑا ثواب ہے ہر چند خواجہ عمرو نے سمجھایا مگر ملکہ شبنم
گوہر پوش کو ناگوار ہوا ہر چند کہ گانے پر خواجہ عمرو کے مائل ہوئی ہے تیغ علم موسیقی کی گھائل ہوئی ہے مگر گرفتار
ہوکے اپنا آنا بہت شاق ہوا مگر یہ بھی خیال کیا کہ بڑے بڑے ساحران نامی دربار مین ملکہ مہرخ کے جمع ہین ملکہ بہا
و باغبان عالی وقار و معمار قدرت صاحب سطوت و صولت برق و رعد وغیرہ سوچی کہ انکار مین خرابی ہے
دوست بنکے کام کرو اپنے دل مین سوچ کر جواب دیا کہ خواجہ مجھے عذر کیا ہے مین ہمیشہ اسی فکر مین تھی کہ آپ کی خدمت
مین پہونچون افراسیاب جادو سے لڑون یہ بھی آپ پر ظاہر ہوجائیگا بہت سے اسرار طلسم مجھے معلوم ہین بروقت
رہائی طلسم کشا عرض کرونگی مقام لوح بتادونگی بیشک دل و جان سے اطاعت طلسم کشا قبول کی یہ سعادت حصول کی

ملکہ مہرخ نے منگوا کر خلعت دیا پہلو مین ملکہ سرخ ہو کر کھسی لی مگر خواجہ عمرو نے چپکے سے ملکہ بہار سے کہا کہ ملکہ مہرخ سے کہدینا کہ شبنم گوہر پوش دل سے مطیع نہین ہوئی چہرے سے سیاہی کفر کی دور نہین ہوئی بہار نے کہا نہین خواجہ یہ ساحرہ بڑی صاحب لیاقت ہے یہ ایسا نہ کریگی عمرو خاموش ہو رہا ملکہ شبنم گوہر پوش کے دل کو ٹوہتی پھرتی ہے کہ شب ہو تو سارہان زادے کو گرفتار کرکے خدمت مین ملکہ حیرت کی بجاؤن اسکی عیاری کی نمازون گمر بہ شکل کنیز بشمیہ لقب نازنین عیار بھی دربار مین ملکہ مہرخ کے حاضر تھی دربار کی کیفیت دیکھکے بھاگی خدمت مین ملکہ حیرت کی آئی عرض کی اے ملکہ عالم شاہنشاہ عمرو کو لیگئے تھے ملکہ شبنم گوہر پوش کے مقام پر جاکر ٹھہرے تھے عیارون نے عیاری کی عمرو رہا ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل مین ڈالکر لے آیا راہ مین کسی وجہ سے قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا سہیل نارنجی پوش کو مہتر قران نے مارا باپ اُسکا شعلہ خوار ملکہ محمود مرخ چشم کے ہاتھ سے دھل جہنم ہوا قلعہ ویران ہوگیا ابھی عمرو نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو زنبیل سے نکالا عمرو نے سمجھایا وہ مطیع اسلام ہوئی عمرو سے کہہ رہی ہے بعد رہائی شاہزادہ اسعد بن کریب نارنجی نے طلسم ہوش ربا کا پتا بتاؤنگی در بند فتح کراؤنگی انکو بڑا بھاری خلعت ملا ہے یہ سنکر حیرت جادو قہر و غضب مین کانپنے لگی کہا جو نمکحرام جاتا ہے لوح کا ضرور پتا لگاتا ہے بلاؤ تو ملکہ صرصر شمشیر زن کو یہ کلمہ منھ سے نہ نکلا تھا کہ سامنے سے صبا رفتار کمند انداز بصد کرشمہ و ناز نمایان ہوئی ملکہ حیرت کو غصہ مین دیکھکر مثل آئینہ حیران ہوئی ملکہ حیرت نے کہا اے صبا رفتار مین تجکو نہال کردونگی دامن آرزو گوہر بے بہا سے بھر دونگی شبنم گوہر پوش ملکہ سمنکال جادو کی بھانجی ہے مسلمان ہوگئی جس طرح سے بنے گرفتار کرکے لاؤ کوڑون کے حرامزادی کی کھال کھنچوا دونگی صبا رفتار نے کہا لونڈی گئی اور جاکے لائی صبا رفتار سرشام صورت اپنی ایک جادوگرنی کی بنا کے لشکر مین خواجہ عمرو کے داخل ہوئی مگر ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش و خروش دربار مین ملکہ مہرخ کے داخل ہے غصہ مین خاموش بیٹھی ہے دل سے کہہ رہی ہے کہ اے شبنم تری دست برد تو رات کو ہوگی مسلمانون پر اوس پڑے گی لینے خواب مرگ مین تنہا ہونگے جسکو پاؤنگی سر کاٹ کر لیجاؤنگی نگوڑے عمرو کا تو وہ حال کرونگی کہ عمر بھر یاد کریگا میری بدولت سے فریاد کریگا پہر رات گئے ملکہ مہرخ نے دربار برخاست کیا ملکہ شبنم گوہر پوش کے واسطے ایک بارگاہ استاد کرادی کنیزین برائے خدمتگزاری مرحمت ہوئین سب سردار اپنے اپنے خیمے مین گئے صبا رفتار ایک درخت کی آڑ پکڑے ہوے بارگاہ شبنم گوہر پوش کو تاک رہی ہے کہ سناٹا ہو تو جاکر تدبیر گرفتاری کروں بیان ملکہ شبنم گوہر پوش کو کہ آرام دیکر بعد جانے خیمے کے کنیزون کو اپنے پاس سے رخصت کردیا تنہا جاگ رہی ہے کہ رات زیادہ گذرے تو بارگاہ سے نکلون پہلے نگوڑے عمرو عیار کا سر کاٹ لون جو کہ آج رات بھر قتل کرتی پھرونگی صبح ہوتے بارگاہ ملکہ حیرت جادو مین پہونچونگی جب اس نے یہ خیال کیا کہ پہر رات باقی رہی ہے اپنے چہرے کھٹ سے اٹھی باہر بارگاہ کے آئی چہار طرف نگاہ اٹھاکے دیکھنے لگی خواجہ عمرو کے خیمے پر نگاہ ڈالی

گوشے سے صبا رفتار نے ملکہ شبنم گوہر پوش کو دیکھا جی مین کہتی ہو کہ کیا سبب ہو کہ اسوقت ملکہ شبنم اپنی بارگاہ سے نکلی مگر اوہی صبا رفتار ہی وقت عیاری ہو جھٹ پٹ رنگ روغن عیاری کا لگا کر متوسط فرنگی کی شکل بنکر تیار ہوئی دوڑتی ہوئی سامنے ملکہ شبنم گوہر پوش کے آئی شبنم اسکو دیکھکر جی مین کہنے لگی کہ یہ عمرو کا قوت بازو ہو پہلے اسکو لینا چاہیے پکار کر آواز دی بھیا کہان سے آئے ہو صبا رفتار تو خود جلی ہتی ہے کہ یہ مجکو بلائے تو مین اپنا کام کردن پلٹ پڑی پکار کر کہا ملکہ عالم خیر تو ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے کہا بھیا برق اسوقت بارگاہ مین دل گھبرایا چاندنی کی سیر دیکھنے باہر نکل آئی آدھ گھڑی بھر ہمارے پاس بیٹھو خیال مین ہو اگر شبنم چلے تو اسکو بارگاہ مین لے چلو اسکا سر کاٹ لو صبا رفتار نے کہا ملکہ حاضر ہوا ملکہ شبنم گوہر پوش برق کو لے کر اندر آئی صبا رفتار نے آتے ہی کہا ملکہ کوئی گلابی شراب کی بھی ہو اسوقت بہت جی چاہتا ہو ملکہ شبنم نے کہا بھیا لو پیو یہ کہکر گلابی سامنے کی صبا رفتار نے جھٹ پٹ جام لبریز کرتے کرتے بیہوشی شامل کرکے ہاتھ پر رکھکر کہا ملکہ پہلے آپ پیجیے ملکہ شبنم نے بے تکلف ہاتھ بڑھا دیا جام لبوں سے لگا کر پی گئی جام پلا کر صبا رفتار اٹھی ملکہ شبنم نے کہا بھیا برق کہان چلے صبا رفتار نے کہا اب طلائے پر جاؤنگا ملکہ شبنم اٹھی کہ ماش کا دانہ مارون کہ یہ باہر نہ جاسکے اٹھتے اٹھتے بیہوشی نے طمانچہ مارا کہ لڑکھڑا کر گری صبا رفتار نے فوراً زبان مین سوزن دیا حلقہ ہائے کمند سے مشکین باندھین سر اُنچہ چاک کرکے نکلگئی طرف لشکر ملکہ حیرت کے روانہ ہوئی ستارۂ سحری چمک چکا ہو خواجہ عمرو کو رات بھر خیال رہا ہو کہ دیکھیے ملکہ شبنم گوہر پوش کیا کرتی ہو دو گھڑی رات رہے سے عمرو اسکی بارگاہ پر آیا اندر آکر دیکھا پیرا صبا رفتار کا معلوم ہوتا ہو سراپچہ چاک ہے بس خواجہ عمرو نے خیمے سے نکلتے ہی آواز دی ملکہ شبنم گوہر پوش کو صبا رفتار چرا لیگئی سرداروں نے قصد کیا عمرو نے کہا پہلے مین جاتا ہون دیکھون تو معرکہ کیا ہے آپ لوگ خبر منگائیے گا جیسا مناسب وقت ہوگا عمل مین لائیے گا یہ کہکر طرف لشکر کفار کے بھاگا یہان ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہو شاہزادیان وزیرزادیان آتی جاتی ہین مصور صورت نگار ملکہ یاقوت جادو و ملکہ شعلۂ آتش مزاج و ملکہ نمکین شیرین کلام و ملکہ صنوبر شمشاد قد وغیرہ جمع ہین ملکہ حیرت جادو کہ رہی ہو کہ مین نے براے گرفتاری ملکہ شبنم گوہر پوش صبا رفتار کو روانہ کیا ہے صبح ہوگئی تو شبنم کو کہان پائینگی مصاحبین عرض کر رہی ہین حضور وہ ہی کر آئینگی یہ سخن ناتمام تھا کہ صدا زنگ کی بلند ہوئی دیکھا صبا رفتار کمند انداز پشتارہ بدوش آپہونچی ملکہ حیرت نے پوچھا صبا رفتار کسے لائی عرض کی حضور شبنم گوہر پوش کو لائی یہ سنتے ہی ملکہ حیرت جادو نے کہا لا سامنے بٹھلا دے صبا رفتار نے بائین فرش جھاڑ فتیلہ رفع بیہوشی دیا ملکہ شبنم نے آنکھ کھولی ملکہ حیرت جادو نے پکار کر آواز دی او فحبہ او شغنل او کمبخت اپنے باوا عمرو پر عاشق ہوئی اسد غازی کو رہا کرنے جاتی تھین لوح طلسمی کا راز بتاتی تھین اب کہ تیرے حمایتی کہان

ملکہ شبنم شرم سے غرق عرق ہوگئی ایسے کلمات مسلمانوں کے بھی کانوں سے کاہیکو سنے تھے جواب دیا ملکہ خیر تو ہے مین یہان کیونکر آئی عیارہ بچی نے کہا مین برق نکبہ تمھاری مشکین باندھلائی شبنم نے کہا حضور مین تو اسواسطے مطیع الاسلام ہوئی کہ عمرو کا سر کاٹ کر لاؤن یہ آپنے کیا غضب کیا میرا کام بنابنا یا بگاڑ دیا ملکہ حیرت جادو نے کہا وصاحبوا در مزا سنو بجکو کل کی چھوکری ناداں بناتی ہو وہان گئین تو اُنکی دوست بیان ہمارے ساتھ فقرہ بازی جعلسازی ارے دیکھو تو مین تیرا کیا حال کرتی ہون تونے اپنے مقام پر شاہنشاہ کو بیہوش کرایا تیری ہی باتون سے عمرو چھوٹا ورنہ ابکی شاہنشاہ اُسکے فقرے مین نہ آتے اپنی چھپ فتحی دکھاکے میرے بھولے شاہنشاہ کو بہکایا دشمن کو چھڑوادیا ہمارے دشمنون مین بیٹھکر فتح طلسم کی تدبیر بتاتی ہین میرے سامنے آکر یہ باتین بناتی ہین جلاد بلاؤ جلاد کو بلاؤ اس نمک حرام کو قتل کرین شبنم ہر چند کہتی ہو ملکہ ذرا ہوش مین آؤ چونچ سنبھالو بادشاہ کی جورو بنکر آپسے باہر نہو دوست کو دشمن بناتے بھی شرم نہین آتی ہو اس بات پر تو ملکہ حیرت جادو کو اور غصہ آیا فوراً جلاد کو بلایا کہا اس زبان دراز کو قتل کر جب جلاد نے ہاتھ پکڑا کھینچا ریت کا چبوترہ بنایا گردن پر کوڑے کا خط دیا تیغہ چمکا کر پکارا شعر سلطنت سلطان کند فریاد ۔ بر جلاد عیست ۔ مرغ را دانہ بلاشد طعنہ بر صیاد چیست ۔ کسکا سر رشتہ حیات منقطع ہوا کسکا ساغر عمر لبریز ہوا کون مغضوب بارگاہ سلطانی ہو کسکی کشتی عمر طوفانی ہو ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھ کے دیجیے اب تو ملکہ شبنم گوہر پوش کا عجب حال قلب پر ہجوم غم و ملال کم سنی کی موت کا سا سناٹا اتنے بڑے دربار مین ہر کس و ناکس دشمن جان تشنۂ خون نظر آیا رنگ رو ے ملکہ شبنم گوہر پوش متغیر ہوا پیشانی پر موت کا پسینہ آیا جسم مین رعشہ دل سے کہتی ہو ای شبنم تیرے مکر نے مجکو ہلاک کیا اب اسوقت ثابت ہوا کہ دین عمرو کا سچا ہے کجا ملکہ مہرخ و بہار کجا مقابلہ افراسیاب ناہنجار قوت و قدرت خدائے نادیدہ صاف ظاہر ہے اتنا بڑا بادشاہ چاہے اپنے ملازمون کو نہ قتل کر سکے جو جو اوصاف خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے اپنے پروردگار کے بیان کیے وہ سب حق ہین اے دل تردد منزل وہ معبود برحق ہے ای خدائے عمرو مین عہد واثق کرتی ہون اگر اس بلائے ناگہانی سے بچون خواجہ عمرو کی شریک ہوکر افراسیاب خانہ خراب سے لڑون شاہزادۂ اسد غازی کی رہائی مین جان و دل سے کوشش کرون یہان ملکہ حیرت جادو نے پکار کر کہا ای جلاد مینے حکم اول دیا اس بدانجام نمکحرام کو جلد قتل کر جلاد نے شانہ ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہلایا کہا او گنہگار حکم اول تیرے قتل کا مل چکا جو کھانا ہو کھالے جو وصیت کرنا ہو کرلے اب جان کا بچنا دشوار ہے موت تیرے سر پر سوار ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نے جواب دیا او بیحیا اپنے کام مین مصروف ہو نہ پانی کی ہوس نہ کھانے کی خواہش البتہ یہ بڑی کاہش ہے ای حاضرین وقت اگر کسی کا گذر لشکر اسلام مین ہو تو خواجہ عمرو سے ہمارا یہ پیغام پہونچادے کہ ای شہنشاہ اوج عیاری آپکی کنیز ناچیز بیکس و بے بس ہوکر دربار کفار مین قتل ہوئی یہ ہوس دل مین رہگئی کہ وقت آخر آپ کی زیارت سے مشرف نہوئی مگر جہان تک ہو سکے اس کنیز کا لاشہ بھجوایئے گا طریقے پر اہل اسلام کے دفن کیجیے گا

آپ کے سامنے مین نے مکر سے کہا تھا مگر اب صدق دل سے اطاعت دین اسلام قبول کی شکر ہے وقت آخر سعادت دارین حصول کی فاتحہ خیر سے فراموش نہ کیجیے گا لونڈی کے جنازے کو کاندھا دیجیے گا یہ کہکر چیخ مار کر رونی لگا طرف آسمان کے اٹھائی بیقراری مین پکاری

نظم

اے عمرو کے خدائے نادیدہ	ہے یہ تیری کنیز زرخرید
بدعت و جور سے بچا جلدی	پہونچی اپنی سزا کو ای معبود
شان قدرت کی اب دکھا یارب	اس بلا سے مجھے بچا یارب
جانبری جلد ہو حصول مجھے	اے سمیع و علیم اے ستار
وقت امداد دست گیری ہے	شاق لونڈی پہ بیکسی ہے
اب ترا ہی فقط سہارا ہے	سن چکی ہون کے بے نیاز ہے تو
تیرے در کے گدا ہین شاہ و فقیر	پھیر دے اس کنیز کی تقدیر
ہو رہائی اب اس بلا سے حصول	مجھ گنہگار کی دعا ہو قبول

مجھکو اس قید سے چھڑا جلدی
سنتی ہون ہر جگہ تو ہے موجود
دین اسلام ہے قبول مجھے
خالق بے نیاز اے غفار

ملکہ شبنم گوہر پوش کے جو آنسو ٹپکے اہالیان دربار اور زیادہ ہنسے کہا اے ملکہ عالم خدائے نادیدہ سے دعا کرتی ہے دم نکلتی وحدت کا بھرتی ہے حیرت جادو نے حکم دیا دو جلاد جلاد سر کاٹ لے جلاد تیغہ پکڑ کر چلا جیسے ہی چاہا کہ ہاتھ مارے پیشانی پر ایک پتھر پڑا جلاد کا سر پھٹ گیا چرخ کھا کر زمین پر گرا آواز دی وہ مارا اب ہنسنے دیکھا کہ ملکہ شبنم گوہر پوش تو صحیح و سالم بیٹھی ہے جلاد کی لاش پڑی ہے ملکہ حیرت جادو نے کہا دیکھو تو اے صبار فبار یہ کس نے پھر مارا صبار فبار چہار طرف نگاہ اٹھا کے دیکھنے لگی دیکھا کہ عمرو خدمتگار بنا ہوا ستون کی آڑ بکڑے ہوئے کھڑا ہے صبار فبار نے پشت پر سے حلقے کمند کے مارے آواز دی او ساربان زادے کہان جائیگا عمرو نے پلٹ کر دیکھا کہ حلقے کمند کے گردن و کمر مین پڑے سبک ہو کر کمند کے حلقون سے نکلا اور منھ سے نکل گیا میم شاہنشاہ اقلیم عیاری کسکی مجال ہے کہ ملکہ شبنم گوہر پوش کو قتل کرے مگر حلقون سے کمند کے نکلکر عمرو زمین پر گرا تھا کہ ایک جادوگر نے آواز گیر کی دی زمین نے پانون عمرو کے پکڑ لیے اس جادوگر نے چاہا عمرو کو تلوار سے مارے پہلو مین چوبدار سونے کا عصا لیے کھڑا تھا اسنے آواز دی او مسلمان ساحر دیکھو ملکہ منع کرتی ہین اسنے منھ پھیرا چوبدار نے وہی عصا سر پر جادوگر کے مارا اور نعرہ کیا میم صاحب بغدۂ گران قاتل ساحران مہتر قران اس ساحر کے مرنے سے اندھیرا ہوا عمرو کے پانون چھوٹے لوٹ مار کر قریب ملکہ شبنم گوہر پوش کے پہونچا زبان سے سوزن نکالا کہا اے ملکہ شبنم گوہر پوش ہوشیار ہو ملکہ شبنم نے اٹھتے اٹھتے ایک دو ہتھڑ زمین پر مارا زمین کانپی کئی جادوگر مرے تڑپ کے بیرون بارگاہ آئی دیکھا چھون عیار نیچے ہاتھ مین پکڑے موجود ہین حلقے کمند کے حباب بیہوشی حقہ ہائے آتشبازی ہاتھ گئی سو جادوگرون کو قتل کیا مگر ملکہ حیرت جادو غصہ مین

دوڑی باہر بارگاہ کے آکر دیکھا ملکہ شبنم گوہر پوش سحر کر رہی ہے سنگریزے اٹھا اٹھا کر پھینکتی ہے عیار بھی لڑ رہے ہیں مثل برق کے نیچہ مارا اور غائب ہوے خوف سے ساحروں کے زرنہ نخلستان میں چھپ جاتے ہیں کبھی کسی غار میں پھاند پڑتے ہیں بڑی چستی و چالاکی سے لڑ رہے ہیں ملکہ حیرت جادو نے شبنم کو ملکہ کا خبردار اد شبنم کہاں جاتی ہے نہم ملکہ حیرت جادو خاتون شاہنشاہ طلسم ہوش ربا ملکہ شبنم گوہر پوش نے ایک جادوگر کو مار کر جھولی اٹھالی ہے اسمیں سے ترنج نکال کر مارا حیرت نے برق چمکائی ترنج ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا مگر کئی ساحروں کو شعلۂ آتش نے جلا دیا بس حیرت نے بڑھ کر ایک گولہ ملکہ شبنم پر مارا بال اپنے کھول دیے ملکہ شبنم کی آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا لڑکھڑا کر گری ملکہ حیرت نے آواز دی اسکا سر کاٹ لو اب مہلت نہ دو ساحر بلوہ کر چلے ملکہ شبنم گوہر پوش نے خیال کیا کہ سحر فراموش قلب پر حیرت کا جوش قریب ساحر نہ پہونچنے پاے تھے کہ لپیٹین پھولوں کی آئیں طائروں نے زمزمہ سرائی شروع کی آسمان سے نعرہ ہوائی شبنم گوہر پوش نہ گھبرانا نہم ملکہ بہار جادو گرتے گرتے ملکہ بہار نے حیرت جادو پر گلدستہ سحر مارا کچھ پھول شبنم پر پھینکے شبنم بھی اٹھی گلدستہ ملکہ بہار جادو کا سر پر حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے گلہاے سرخ نے شعلۂ آتش کی تاثیر پیدا کی جسکے جسم پر پھول پڑا جلگیا جسپر نگاہ سحر آگین ڈالی وہ جھوما شعر عاشقانہ پڑھا تلوار کھینچکر اپنی گردن پر رکھ لی کسی نے قرولی اپنے پیٹ میں ماری آپسمیں بھی تلوار چلی کئی سو جادوگر سحر بہار سے جہنم میں پہونچے بہار نے آتے ہی شبنم کو بھی رہا کیا شبنم پر اوس پڑ چکی تھی ہمہ تن اشک تھی یہ بھی لڑنے لگی بہار نے جو اتنی مہلت پائی پھر اٹھا کر گلدستہ مارا پھول برسنے لگے ملکہ حیرت کا مصاحب زریر جادو پانچ سو جادوگر اسکی پشت پر کھڑا ہوا مدد کر رہا تھا پھول جو برسے کچھ اس کے سر پر گرے جلدی سے اٹھا کر سونگھے پھول گیا اپنے کو بھول گیا جھومتا گلچینی گلشن بہار کی کرنے لگا ٹھنڈی سانسیں بھرنے لگا باغی تھا جھونکا ہوا ے عشق کا چلا پکار اٹھا ای سرو باغ محبوبی وای غنچۂ نودمیدۂ حدیقۂ محبوبی آپکے گلشن عشق کا ہوا خواہ ہوں آرزوے وصل میں تباہ ہوں یہ کہکر غزل عاشقانہ پڑھتا ہوا طرف بہار کے دوڑا غزل دوست صادق جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

مرنے ہی تھا محبت میں یہ انجام ہوا — آپ کہتے ہیں کہ میں مفت میں بدنام ہوا — آپسے دل کے لگانے کا یہ انجام ہوا
میں بھی مجنوں کیطرح خلق میں بدنام ہوا — مستحق قتل پہ میرے جو وہ گلفام ہوا — روح بالیدہ ہوئی خوش دل ناکام ہوا
زندگی میں نہ اچین گھڑی بھر کو نصیب — قبر میں سوئے تو حاصل ہمیں آرام ہوا — غش کے عالم میں رہی بیخبری تا بہ سحر
درد دل سیر سے لیے باعث آرام ہوا — آپنے لی نہ خبر اپنے گرفتاروں کی — مر گئے آخر کار انکا یہ انجام ہوا
آپکے عشق کا حاصل یہ ہوا مجھکو ہم — انگلیاں اٹھنے لگیں خلق میں بدنام ہوا — ننگیا رشک چمن خانۂ وحشت اپنا
آکے مہمان جو ہما مادہ عمل اندام ہوا — ایک ہو جاتے ہیں یوں جسکو محبت کا ہے ذوق — جام شیشے سے نہ شیشے سے جدا جام ہوا

دل جو خوش چشمک الفتین جلا شب چراغ — آنسو آنکھون کا مری روغن بادام ہوا — اُنکی آنکھون سے جو گرمی مین پسینہ ٹپکا
آکے دامن مین وہ عطر گل بادام ہوا — ایک عالم پہ زمین بزم مین سنّاٹا پایا — بھر کے سو مرتبہ خالی صفت جام ہوا
اب وہ کیون پچھلے پہر آئے عیادت کے لیے — جو ہمارے لیے ہونا تھا سر شام ہوا — درد الفت بھی حسینون کا ہے کیا کوئی چراغ
رات ادھر آئی تو روشن یہ سر شام ہوا — رات کے آتے ہی دل بجھ گیا مانند چراغ — جو کہ ہونا تھا دم صبح سر شام ہوا
رات بھر جلکے مکانو نمین تھے لالے جلتے — گل چراغ اُنکے مزار ذنکا سر شام ہوا — دلکو بہلا لیا سودائے محبت نے جواد
کوئی معشوق ہوا کوئی دل آرام ہوا

غزل دیگر تصنیف کردۂ منشی احمد حسین صاحب متخلص بہ قمر

جلدے جام ساقیا نشہ کا اب اُتار ہے — تیری نشیلی آنکھ کا آج تلک خمار ہے
پھولون کی ہر طرف مہک سبزے کی جا بجا لہک — غنچون کی یک بیک چٹک باغ مین کیا بہار ہے
زلف دوتائے نازنین کالی بلا سے کم نہین — جب ہوئی مار آستین سینے مین دل فگار ہے
تیر مژہ کا ذکر کیا جسکے پڑا نہ پھر بچا — خرچھی نگہ کی جب ذرا برچھی جگر کے پار ہے
دیکھکر اُس پری کی چال سبزہ روش ہوئی نہال — قد ہے کہ تازہ ہے نہال پھول سا ہر عذار ہے
اُسکی وہ نازنین کمر جو کہ عدم کی دے خبر — نور کا سانچہ سر بسر کیا ہی حسین نگار ہے
باہین گلے مین ڈالدو حسرت دل نکال دو — اب نہ سوال مال دو ہجر یہ ناگوار ہے
شب کو گئے جواہی قمر کوچہ مین اُسکے بیخطر — ماہ نہ وہ پڑا نظر فکر ہے انتشار ہے

ملکہ بہار نے آواز دی کہ کیون میان کیا چاہتے ہو سب نے دانت نکال کر کہا میری جان جاتی ہی ملکہ بہار نے جواب دیا ہمپر مرتے ہو یا فاقون کی مصیبت کا دم بھرتے ہو کہا نہین حضور آپ پر جان جاتی ہی آتش عشق بڈیونکو جلاتی ہی کہا اچھا تلوار کھینچو خفت نہ کھینچنا یہ کہتے ہی اُسنے تلوار کھینچی پانچ سو ساحرون نے اپنے اپنے گلے پر رکھی ملکہ بہار مسکرائین برق گری کہ خرمن ہوش و حواس کو اُنکے جلا دیا آہ کرکے پانچ سو نے اپنے اپنے گلے کاٹ ڈالے چشم زدن مین اتنے ساحر بیدم ہوکر گرے کہ خون کے دریا بہے صدائے دار و گیر بلند ہوئی حیرت نے جو یہ پلٹ کر دیکھا نہایت درد مند ہوئی آواز دی کہ او بہار تو نے میرا کلیجہ داغدار کر دیا اتنی دیر مین میدان کو لاشون سے بھر دیا مگر آج تیری قضا دامن گیر ہے دیکھ میرے قتل کی تدبیر ہے یہ کہکر کارد سحر جھولی سے نکالی اسم پڑھا بہار پر چھڑی پھینک ماری بہار پیچھے ہٹی ہر چند چاہا بچون ممکن نہوا کارد آن کر شانہ پر پڑی شانہ نشانہ ہوا گل سا چہرہ کمھلا گیا اب حیرت چلی کہ بہار کو ماروں لیکا یک زمین شق ہوئی ایک جوان کو دیکھا وحشت چہرے سے آشکار بھورے بھورے بال صاحب اقبال کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ کیا منم رعد جادو آنکہ عرض کیا ہے کہ مان بیٹے ساتھ رہتے ہین ملکہ برق مان رعد جادو کی آسمان پر چمکتی ہی اپنے فرزند کی آواز

مشتاق رہتی ہو رعد نے نعرہ کیا اسکی صدا کی تاثیر سے حیرت تھرائی برق چمک کے آسمان سے گری سرحیرت جادو کا زخمی ہوا مگر زخمی ہوتے ہی حیرت جادو نے اٹھا کر گولہ مارا رعد جادو زخمی ہوا دونوں پانون پانون ہار کر غرنی ہوئے برق بیقرار تڑپ تڑپ کے لڑنے لگی یکایک تقارے پر چوب پڑی دیکھا ملکہ مہرخ مع چشم بصد قہر و خشم مع چار سو سامران نامی دلیران گرامی پشت پر لشکر ظفر اثر علمہائے رنگا رنگ کے پھریرے کھلے ہوئے اپنے اپنے نام کے نعرے کرتے آپڑے ملکہ شبنم گوہر پوش نے دیکھا کہ میرے دستے کل اہل سلام آئے دونون لشکر آپس مین ملگئے ہر ملازم ملکہ مہرخ کا یہی چاہتا ہی کہ ہم پہلی جان لڑائین مگر ملکہ شبنم گوہر پوش کو بچائین محل گل غلغلہ وجد کر رہی ہی کہ حقیقت مین ہمراہیان خواجہ عمرو بڑے قدرشناس ہین اپنے ملازم کے یہ پاس ہین ایک دستے ہزارون نے جان دی سب سردارون نے جان لڑا کر لڑنا شبنم گوہر پوش کو بیچ مین لیا زخمی ہوگئی تھی ہوادار پر سوار کیا ملکہ مہرخ نے آواز دی ای غازیان دینداردای مجاہدان مہوش شعار جو مراد تھی وہ حاصل ہوئی شبنم کو باغیون سے بچا لیا تسکین دل ہوئی اب نکل چلو سب سرداران نامدار سمٹ کر ایک مقام پر ہوے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے ملکہ شبنم گوہر پوش کو لیچلے ملکہ حیرت جادو ہر چند کروکاوش کرتی ہی جنگ مین کوشش کرتی ہی مگر ممکن نہین ہوتا ہی یہ بھی بلاے روزگار ہی زودہ آفرا سیاب ناہنجار ہی ہزارون کو مارا پڑھ کر ملکہ مخمور و بہار جادو کو للکارا ملکہ بہار نے آواز دی ادحیرت کیون چیخی پیٹتی ہی ہم اپنے سردار کو لینے آئے تھے تجکو داغ دینے آئے تھے اپنے دھگڑے افراسیاب کو بلا اُس سے مدد طلب کر جا پلٹ جا کیون جان دیتی ہی اپنا خون کاسیکو اپنی گردن پر لیتی ہی ہماری شریک ہو جا تجکو بادشاہ بنائین طلسم ہوش ربا را بھر ڈکر مٹائین غصہ مین حیرت جادو ملکہ بہار پر سحر کر رہی ہی کبھی ملکہ مخمور نے بڑھکر اسکا سحر رد کیا کبھی باغبان قدرت نے بڑھ کر روک لیا اسطرح لڑتے ہوے کنارے تک لشکر کے پہونچ چکے ہین وزیرزادیان ملکہ حیرت جادو سے عرض کر رہی ہین کہ حضور اب کدوکاوش بیکار ہی شبنم گوہر پوش کو وہ لوگ چھڑا لے آئے تھے لیے جاتے ہین اب پلٹ آیئے میدان کارزار مین دیکھا جائیگا لوگ کر اسکو میدان کارزار مین قتل کر لینگے ملکہ حیرت نے قصد کیا کہ واپس ہو اور کئی سو لازمان ملکہ مہرخ ملکہ شبنم گوہر پوش کے ہوادار کے گرد ہین شبنم بھی انتہا کی زخمداری مین ہی سحر کرتی جاتی ہی یہ تو عرض کر چکا ہون کہ صدق دل سے مطیع الاسلام ہو چکی ہی اب جو حملہ سردار آکر لڑے اور زیادہ ملکہ مہرخ وغیرہ سے محبت ہوئی روح کو راحت قلب کو توشہ ہوئی کہ یکایک آسمان پر نعرہ ہوا ایک حربہ سام کو دیکھا کہ قضا آہنی ہاتھ مین منھ سے شعلہ ہاے آتشین نکلتے ہوے للکارتا ہوا کہ اے ملکہ شبنم غضب کیا کہ شریک مسلمانان ہوئی اپنی جان پر کھیلی منم سلح شور جادو فرستادہ ملکہ سمنکال جادو تمہاری خالہ صاحبہ کو خبر معلوم ہوئی ہی حکم دیا ہی کہ شبنم کو باندھ کر لاؤ یہ کہکر اس زور و شور سے گرا اش کے دانے پھینکتا ہوا کچھ شعلے بھڑکے گرد ہوادار کے جو ساحر تھے وہ آتش سحر سے جلنے لگے ہر ایک کی زبان سے شعلے نکلنے لگے سلح شور جادو نے ہاتھ بڑھا کر شبنم کو ہوادار پر سے اٹھا لیا قضا آہنی مین یہ تبدیل تمام بند کیا مثل شعلہ جوالہ کے گرا اور مثل برق جہندہ کے قفس کر بلند ہوا ملکہ حیرت جادو

کو پکار کر آواز دی اے ملکہ عالم تردد نفرمایئے گا میں انکو انکی خالہ صاحبہ کی خدمت میں لیے جاتا ہوں وہ کان پکڑ کر دو طمانچے مارینگی راہ پر آجائینگی اتنا جلد غائب ہوا کہ اہل اسلام سحر نہ کر سکے اب جو پلٹ کر دیکھا وہ ساحر غائب ہو گیا حیرت اپنے لشکر کو لیکر طرف اپنی بارگاہ کے پلٹ گئی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ با خاطر پریشان منتشر و بیقرار پلٹ کر بارگاہ میں آئین عیار بھی سب ساتھ ہیں ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا ملکہ شبنم کو وہ ساحر سیہ فام لے گیا اسکی فکر واجب و لازم ہے خواجہ عمرو نے کہا مجکو بھی بڑا خیال ہے برق و چالاک نے کہا استاد ابھی جاتے ہیں ملکہ شبنم گوہر لوش کا پتہ لگاتے ہیں ملکہ مخمور نے کہا خواجہ میرے آنے کے ساتھ ہی شبنم گوہر لوش کا بھی جھگڑا نکل آیا مجھے آپ سے ایک بڑا امر بزرگ عرض کرنا ہے اسکو گوش ہوش سماعت فرمایئے عمرو متوجہ ہوا کہ ملکہ بیان کر ملکہ مخمور نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ سے پردہ کیا ہے میں نے ایک شب کو خواب پریشان دیکھا واسطے ملاقات شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان کے روانہ ہوئی فکر ہے پروردگار کا ایسے وقت پر پہونچی کہ ایک ساحر فرستادۂ افراسیاب خانہ خراب لشکر اسلام کو تباہ کر رہا تھا جاتے ہی اسکو مارا اور وہ جادوگر نیان کنین سے آئی تھیں وہ شاہزادۂ نور الدہر و طہماس کو اٹھا کر لے گئیں ایک پہاڑ پر جاکر انکو بھی قتل کیا وہ مقام علامت طلسم جمشید تھا نہیں معلوم کہ اسمیں کیا بھید تھا مختصر یہ ہے کہ میں طلسم جمشید یہ میں قید ہوئی شاہزادۂ نور الدہر نے روح حصال کی طلسم کو فتح کیا جمشید جادو کو جاکر گنبد جمشید یہ پر مارا وہاں کے قصر میں ایک حکیم بقراط ثانی جلوہ فرما تھے مجکو اور نور الدہر کو بھیجا نہایت اعزاز و اکرام سے پیش آئے آپ کو سلام کہا ہے ہزاروں دعائیں دی ہیں ایک پرچہ کاغذ کا دیا ہے اور فرمایا تھا کہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو یہ کاغذ دینا مقدمہ رہائی اسعد بن کرب غازی کا کام آویگا یہ سنکر خواجہ عمرو نے اسی وقت تخلیہ کیا کاغذ لے کر ملکہ مخمور سے پڑھا شد و مد طرف سے بقراط ثانی کے مرقوم تھا کہ اے سرپرست مسلمانان و سردار عیاران رفیق و شفیق زلزلہ قاف ثانی سلیمان سرو باغ خنجر گذاری گل شگفتہ عیاری نامی و نامدار خواجہ عمرو ذی وقار پر واضح ہو کہ تدبیر رہائی طلسم کشا میں مقدمۂ اول یہ ہے کہ سمنکال جادو کو مطیع کرو دوسرے ملکہ ماران زرین کن و اسرار جادو کا بھی شریک ہونا واجب و لازم ہے راستہ گنبد نور کا سرحد باغ سیب سپید ہوگا یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ رہائی شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسعد بن کرب غازی آپ ہی کی کوشش پر موقوف ہے مگر جو جو امر عرض کیے یہ ساحران مذکور جب تک شریک نہونگے رہائی غیر ہیئت صاحبقرانی کی ناممکن ہے اگر قضا نے مہلت دی تو بعد طواف خانۂ کعبہ یہ نیاز مند بقراط ثانی بھی بروقت حاضر خدمت ہوگا یہ مضمون پڑھ کر خواجہ عمرو نے پوچھا ملکہ سمنکال جادو و ماران زرین کن و اسرار جادو یہ سب کہاں ہیں ملکہ بہار نے کہا سمنکال جادو تو یہاں سے پانچ چار منزل پر ایک قصبہ ہے اسمیں رہتی ہے ملکہ شبنم گوہر لوش کی خالہ ہے اس نے اسکو پالا ہے مگر ماران زرین کن و اسرار جادو کے آج تک ہم نے نام بھی نہیں سنے نہیں معلوم

یہ کون ہین ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ طلسم نہایت وسیع ہی افراسیاب جادو اٹھارہ سو ملک کا مالک ہی کیا ہر ایک کو سب جانتے ہین مگر اتنا مین آگاہ ہون کہ ماران زمین کو اسمار جادو سرحد باغ سیب مین ہین اُس سرحد مین جلکے آسمان نہایت دشوار ہی جسطرح پر دریاے خون رواں و پل پر زیادان تھا کہ بدون حکم افراسیاب جادو کوئی اُس پار نہ جاسکتا تھا ویسا ہی پانچ کوس کے گرد مین سرحد باغ سیب ہے جو اس سرحد مین پہونچا گویا تہ تیغ اجل ہی نام سُنا ہی مگر بخوبی آگاہی نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا حساب تو کرو کہ سعد اسد غازی مین کسقدر زمانہ باقی ہی مخمور و بہار نے کہا ایک ہفتہ سے زیادہ نہوگا بلکہ خبر پائی ہی کہ افراسیاب خانہ خراب حاکمان دربند کو نامے بھی تحریر کیے جو بڑے بڑے شاہان اولوالعزم ہین کہ چار چار لاکھ فوج سے ایک ایک مہینے کے راستہ سے سفر کرکے اپنے اپنے مقام سے چل چکے ہون تو عجب نہین مگر ابھی افراسیاب نے مشتہر نہین کیا امروز فردا مین یہ بھی ہوا چاہتا ہی خواجہ عمرو نے کہا خیر خدا مالک ہے مین ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر مین اب جاتا ہون مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل اس تجلیہ مین شریک ہین ان سب نے عرض کی کہ استاد ملکہ شبنم گوہر پوش کی فکر کرنا واجب و لازم ہے یہان تو تخلیہ مین یہ صلاح ہوہی ہی مگر ملکہ حیرت جادو نے ملکہ صرصر کو روانہ کیا کہ اے صرصر جاد یکھو تو مسلمان کس تدبیر مین ہین ملکہ صرصر تمثیر زن نواد ھر چلین

اب دفعہ داستان افراسیاب جادو بیان ہوتے ہین

کہ کوہ مردار بد سے اسکو ملکہ ماہیان زمرد پوش اُٹھاکر پردہ ظلمات مین لائی افراسیاب جادو جب ہوشیار ہوا ملکہ ماہیان نے کہا اے افراسیاب یہ کیا شامت ہی تو ہر مرتبہ دام تزویر عمرو مین پھنستا ہی افراسیاب جادو نے کہا کیا کہون مجکو بڑا افسوس ملکہ شبنم گوہر پوش کا ہی کہ سارہان زادہ اُسکو گرفتار کرکے لیگیا ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری اب مین باغ سیب مین جاتا ہون کل کیفیت ظاہر ہوگی یہ کہکر باغ سیب مین آیا انیسین جلیسین خدمت مین حاضر ہوئین دور شراب شروع ہوا یکایک آسمان پر سے رونے پیٹنے کی آواز آئی افراسیاب جادو نے سر اُٹھاکر دیکھا لاشہ شعلہ خونخوار جادو دسہیل نارنجی پوش سامنے آکر گرا اور رو رو کی فریاد کی افراسیاب جادو نے پوچھا ارے انکو کسنے مارا عرض کی حضور ایک کو ملکہ قران نے ایک کو ملکہ مخمور مرغ چشم نے قتل کیا افراسیاب جادو نے کہا یہ لوگ وہان کیونکر پہونچے یہ کہکر کتابچہ اُٹھاکر دیکھی کل کیفیت معلوم ہوئی غصہ مین تھرایا ایک کوٹھا کھولکر فولادی پتلا نکالا کہا جاکر صرصر کو تو بلا لا و صرصر بارگاہ سے ملکہ حیرت جادو کی نکلی ہی جاتی ہے طرف بارگاہ مرغ کے جاؤن کہ آسمان پر برق چمکی چلہ فرستادہ افراسیاب جادو زمین پر گرا صرصر تمثیر زن کی آنکھ کھلی اپنے کو سامنے افراسیاب جادو کے پایا صرصر نے دیکھا کہ افراسیاب غصہ مین بیٹھا ہی صرصر واسطے تسلیم کے خم ہوئی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر اس سارہان زادے نے نہایت مجکو پریشان کیا ہی کلیجہ خون ہوگیا کوہ مردار سے

جاکر قلعہ سہیل نارنجی پوش مین پہونچا بلکہ سہیل نارنجی پوش و شعلہ خوار باپ اُسکا دونون مارے گئے مگر بڑا تعجب ہے کہ ملکہ مخمور کا نشان طلسم جمشید یہ سے ملا تھا یہان ساحرون نے بیان کیا کہ شعلہ خوار کو مخمور نے مارا حضر صر نے کہا حضور فرزندان حمزہ کا قدم جس مقام پر گیا وہ مقام ویران ہوا طلسم فتح ہوگیا ہوگا مخمور وہان سے پلٹی ہوئی آتی ہوگی یہان عمرو وغیرہ سحر مین شعلہ خوار کے پھنسے مخمور نے دیکھا اُسی گرمی مین شعلہ خوار کو مارا اسکا تعجب کیا ہے آج کا حال تو حضور نے سنا بی شبنم جاکر مطیع الاسلام ہوئین بموجب حکم ملکہ حریر جادو مین گرفتار کرالائی نگوڑے عمرو نے ہنگامہ برپا کیا شبنم گوہر پوش کو چھڑالیا عین لڑائی مین سلح شور جادو آیا شبنم گوہر پوش کو گرفتار کرکے لیگیا ملکہ حیرت جادو سے کہتا گیا کہ مین شبنم کو بخدمت ملکہ سمنکال جادو لیے جاتا ہون وہ انکی خالہ ہین سمجھا لینگی سرکشی کی سزا دینگی افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر سمنکال جادو کے مقدمے مین مجھے بڑی فکر ہے ایسا نہو اُسکو عیار گرفتار کرلین ورنہ وہ بھی عمرو کی شریک ہوجاے تو مقدمہ رہا اسد بن کرب غازی مین رائے معقول دیگی مین چاہتا ہون اُسکو بلوالون سرحد باغ سیب مین اک باغ دون وہ اس مین رہیگی سرحد باغ سیب سے اُسکا نکلنا مناسب نہین ہے مگر کسطرح سے ہوسکے جاکے مخمور کو گرفتار کرلاے حضر صر قسم ہے سامری و جمشید کی کہ جس روز سے مخمور سرخ چشم نکلی ہے نشہ اُتر گیا شراب و کباب کا مزا نہ رہا یہ کہکے آنکھون مین آنسو بھرلایا ٹھنڈی سانسین بھرنے لگا کہا اے حضر اسوقت مخمور کا ذکر آیا دل ناشاد پر بن آتا ہے یہ کہکر اشعار زبان پر جاری کیے غزل مصنف

کیا کہین آپسے کیسی ہے یہ بیماری دل
درد سے بھی نہین ہوسکتی ہے غمخواری دل

تیر مژگان نے انھین توڑکے مارا اسکو
پہلیون سے نہ ہوئی آہ سپر داری دل

دل مردہ کے لیے کوئی نہین روتا ہے
حیف ماتم نہ کبھی بہر عزاداری دل

اے قمر شیر زیان سے بھی نہ خوف آے مجھے
اسد اللہ رسد گیہ بہ مددگاری دل

غزل

لے خدا ہی اُن بت ستم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے بے اثری مرے آہ پر

رکھی ہے بڑھا یا تغین نگاہ پر
ہے زاہد و نکو مزد عبادتکی چشمداشت

کچھ اسکا اعتبار نہین ہے وفا ہے یہ
نازان نہو جیون دنیا کی چاہ پر

یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
پھر پیر دی یہ اُسکی قدم مارنے لگے

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

عاشق اثر ہے درد رسیدہ کی آہ پر
سمجھا کہ کینچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا

دکھلاے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
رقصان ہون پتلیان ابھی تا رنگاہ پر

جاتی ہے جان سرمہ چشم سیاہ پر
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

ہنگام دید سامنے اُس رشک ماہ کے
طاؤس دنگ آے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

اس تیر کو خطا بھی کرے نہین سنا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسین نے انکھ

درہم چڑھے ہوے ہین یہ سبکی لگا وہ پار	یہ مبتلاے گردش بحر جہان ہے اول	گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر

یہ اشعار عاشقانہ پڑھکر افراسیاب جادو نہایت مکدر ہوا صرصر نے کہا کہ شہنشاہ رجیدہ نہون مین ابھی جاکر مخمور کو گرفتار کرکے لاتی ہون یہ کہکر بانہاے عیاری سے آراستہ ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی یہان خواجہ نے جلسہ تخلیہ کا برخاست کیا ملکہ مہرخ سے کہا کہ مین فکر رہائی ملکہ شبنم مین جاتا ہون برق وچالاک پہلے سے روانہ ہوگئے خواجہ عمر وایئے خیمے مین آے ہین بانہاے عیاری بدن پر آراستہ کر رہے ہین ملکہ مخمور خواس جلسے سے اٹھی طرف اپنی بارگاہ کے جاتی تھی انیسین جلیسین گھیرے ہوے صرصر بھی اُسوقت بصورت بدل آئی مخمور کی فکر مین پیچھے پیچھے چلی سمن رخ نامے کنیز ملکہ مخمور کے پیچھے رہگئی تھی صرصر بھی ایک جادوگرنی کی صورت بنی ہوئی ہے سمن رخ کو اشارہ کیا بولا ایک بات تو سنو سمن رخ پلٹی جیسے ہی درخت کی آڑ مین آئی صرصر نے حباب مار کر بیہوش کیا رنگ و غن عیاری کا لگا بصورت سمن رخ ملکہ مخمور کے ساتھ ہوئی ملکہ مخمور اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھی مگر بکدر اسد غازی کے مقدمہ مین پریشان اور یاد نورالدہر مین حیران بے اختیار بول اٹھی

غم صبا و فکر باغبان ہے	شعر	دو عملہ مین ہمارا آشیان ہے

یہ شعر پڑھ کر زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ذرا شک حسرت سلک مژہ مین پرونے لگی آہ آتشبار نے خرمن خرد پہ بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی دل سے کہتی ہے کہ اے مخمور یہ کیا غضب کیا کسکو دل دیا آخر غنان سر دست اختیار سے کھو بیٹھی کشتی دل کی دریاے الم مفارقت مین ڈوبو بیٹھی دفعۃً یہ کیا سودا ہوا کسکی کمند زلف مین اسیر ہوئی کسکی نیرنگہ کی نخچیر ہوئی کسکی تیغ ابرو سے گھائل ہوئی کسپر دل و جان سے مائل ہوئی اب آتش فراق مین دل جل رہا ہے کیسا زمانہ ہجر کا کھل رہا ہے **بیت** نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدے دارم ؎ حدیث دل بکہ گویم عجیب غمے دارم افسوس ہے کہ دل بھی آیا تو کسپر کہ جسکا تمامی اہل طلسم دشمن اور اُسپر یہ رنج دمحن دیکھیے خالق بے نیاز و کریم کارساز دادرس درماندگان و فریاد رس مہجوران کب وہ دن لاتا ہے کہ اُس بچھڑے ہوے کو مجھ غم رسیدہ سے ملاتا ہے دیکھون تقدیر کب تک ٹیڑہیان رگڑواتی ہے آگے کیا نہین دکھاتی ہے اور اب تو جان پر بنی ہے دل مین یہی ٹھنی ہے کہ اس کشاکش جدائی سے تڑپ تڑپ کے جان دون یا کچھ ایکبار کھاکر سو رہون وے برما و گرفتاری ما کاش شکم مادر مین پیدا نہوتی تو کاہے کو اس فراق سوزش قلبی سے جان کھوتی **بیت** چہ خوش بودے اگر مادر نہ زادے ؎ بجاے شیر ما از زہر دادے ؎ قسمت کا لکھا سب کچھ پورا ہوا شکایت فلک کجرفتار نا ہنجار بیکار ہے اپنی جان بچنا دشوار ہے کیا کرون کہان جاؤن اس دل ناصبور کو کیونکر سمجھاؤن **بیت** بدل دے اور دل اس دل کے بدلے ؎ الٰہی تو تو رب العالمین ہے ؎ اب تو ضبط و شکیبائی کا یارا مطلق باقی نہین رہا آتش فرقت نے دل و جگر مین آگ لگا دی بے اختیار طبیعت بھرآئی اسی حالت بیقراری و گریہ وزاری مین

یہ اشعار زبان پر لائی اشعار دوست صادق جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

تڑپ رہی ہو مری جان زار بن تیرے
کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
ہوئے ہو پہلو سے جسسے تم جدا دلبر
ٹپک ٹپک کے ہوا ہو فگار بن تیرے

کوئی گھڑی نہیں دلکو قرار بن تیرے
وہ سر جو رہتا تھا زانو پہ آکے اکثر
جو کچھ خیال محبت کا آگیا ہو کبھی

جو ایسا جانتے تمسے نہ ہم جدا ہوتے
کہ ایکدم بھی نہو گا قرار بن تیرے
واہ ری تقدیر کوئی چارہ نہیں دفعتہ کیا باد مخالف تیرے چمن پیش و کامرانی

جڑھ آبار در کے اکثر بکار بن تیرے

ہیں پی کر دل شگفتہ کو پژمردہ کر دیا چار دن بھی اپنے اُس گل خوبی کو جی بھر کے نہ دیکھا کہ یہ روز سیہ پیش آیا
جب وہ گھبراتی اس غزل کو بار بار پڑھتی غزل جناب شاہ میرزا صاحب المتخلص باشک

چشم کو شوق استکباری ہی
چشمۂ فیض ہو کہ جاری ہے
ہم کہین اور تم کہین صاحب

خاک بہ زندگی ہماری ہے
کس کا سونا کسے ہے آتی نیند
شب ہجران ہے اور زاری ہی

نہ بچین گے کبھی صبح تک ہم
آج کی رات ہمپہ بھاری ہی
کر نہ برباد اُسکے کوچہ سے

اے صبا خاک پہ ہماری ہی
جو نہین تھا کسی شمار مین آج
اُسی عاشق کی دم شماری ہی

یہ سبک تو نے کر دیا ظالم
میر امردہ بھی سبکو بھاری ہی
سُن تو اے آشک کب تلک رونا

اب تو نالون سے خلق عاری ہی
صرصر جو بصورت سمن رخ حاضر ہے اس نے بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال
کی دعائین دین کہا کیون واری حضور اسوقت زیادہ متردد ہین ملکہ مخمور نے آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر کہا ای
سمن رُخ کیا کہون دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی دل بہت گھبراتا ہے ایک ہفتہ میعاد شاہزادہ اسعد غازی مین
باقی ہی کوئی صورت رہائی کی نہین معلوم ہوتی اگر خدانخواستہ وہ شیر بیشۂ شجاعت قتل ہوگیا ایک ہی دن مین
افراسیاب خانہ خراب سب کو قتل کریگا اُس ظالم کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہی شاہزادۂ نورالدہر کے فراق
مین دل بہت بیقرار ہے یہ کہتی اور یہ غزل پڑھتی غزل دوست صادق الوداد جناب محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رات فرقت کی تڑپنے مین بسر کرتے ہین
نالہ و آہ مین ہم شب کو سحر کرتے ہین
وصل پر اُنکو رضامند اگر کرتے ہین
شام ہوتے ہی فغان مرغ سحر کرتے ہین
پردے مین وصل کی درخواست اگر کرتے ہین
سر جھکا لیتے ہین وہ نیچی نظر کرتے ہین
اُنکے کوچہ مین کبھی ہم جو گذر کرتے ہین
نالے پہلے سے انہین جاکے خبر کرتے ہین
ہم ہین جھگڑا ہی محبت کا مٹائے دیتے
آج سردے کے مُہم عشق کی سر کرتے ہین
آپ کی اتنی عنایت بھی ہمین بس ہوگی
کیون نہین آپ اِدھر نیم نظر کرتے ہین
آپ ہی آپ جلے جاتے ہین محفل مین رقیب
مسکرا کر وہ نظر ہمپہ اگر کرتے ہین

بیخودی مین نہ رہا ضبط کا یارا جو آد | تھام کر دل سوے افلاک نظر کرتے ہین

محبت مین اُس شیر بیشۂ جرأت کی کیا کیا صدمات اُٹھائے فلک کجرفتار یہ مصیبت کسی فرد بشر کو نہ دکھائے قضا کار جانسوز بن قہران پھرتا ہوا قریب بارگاہ ملکہ مخمور آیا چونکہ ہر روز سنتا ہی کہ زمانہ میعاد شاہزادۂ اسعد بن کرب غازی گذر گیا ہی دل غم والم سے بھرا ہی خیال مین آیا کہ چل کر ملکہ مخمور سے پوچھین کہ ہمارا آقاے نامدار کیونکر رہا ہوگا یہ سوچ کر دروازے پر پہونچا ایک کنز نے جاکر ملکہ مخمور سرخ چشم سے عرض کی متصرضغام شیر دل آتے ہین ملکہ مخمور سرخ چشم نے اشک گہر رشک مخمور سے پاک کیے کلیجے پر ہاتھ رکھکر فرمایا بلا لو صاحبو دے بر حال ضرغام والا مقام دیگر عیاران خوش انجام کہ ایک سر ہزار سودے تمام ساحران ہوش ربا غریبون کے دشمن جو بیحیا باقی جور وجفا آتا ہی پہلے یہی فکر ہوتی ہی کہ عیارون کو مٹائین گرفتار کرکے پاس افراسیاب خانہ خراب کے بھیجائین نہین معلوم یہ ارسطو فطرت لقمان حکمت کیونکر اپنی جان بچاتے ہین صرصر شمشیر زن جو بصورت سمن رُخ باتین سُن رہی ہی آمد ضرغام شیر دل سُنکر روباہ صفت سُن ہوگئی گھبرائی بولا سے اُٹھی کہا حضور کنیز پیشاب کرکے حاضر ہوتی ہی یہ کہکر لوٹا لیکر بھاگی بیت الخلا مین جاکر چھپی لیکن ضرغام شیر دل فراق اسعد نامدار مین روتا ہوا سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے آیا سلام کیا ملکہ مخمور نے فرمایا اے مہتر والا گر اسوقت کدھر کا قصد ہی ضرغام نے بے اختیار آہ کا نعرہ مارا چشمۂ چشم سے دریاے اشک موجزن ہوا اس طرح رویا جسطرح مادر مہربان غم مین اپنے فرزند نوجوان کے گریان ہو ملکہ مخمور رنجور خود درد رسیدہ غم فراق شاہزادۂ نورالدہر مین کبیدہ بیقراری واشک باری ضرغام پر قلب ناصبور ملکہ مخمور بھر آگیا کلیجہ منہ کو آگیا کہا اے ضرغام رب انام انجام بخیر کرے دامن مدعا تمہارا گل مراد و آرزو سے بھرے اسقدر پریشان نہو تمہارے ہزار ہا بلکہ تمام ساحران طلسم ہوش ربا دشمن ہین اگر مبتلاے غم والم رہوگے بدعت افراسیاب سہوگے آٹھ پہر دان بھی لگر بارگاہ حیرت مین ہر وقت یہی ذکر ہے جسطرح ہوسکے اول عیاران لشکر اسلام کو گرفتار کرو تب سامان قتل طلسم کشا کرو نام طلسم کا سُنکر ضرغام نے سر زمین پر دے مارا کہا اے ملکہ دل تردہ منزل کا حال کس سے کہین اب یہی قصد ہی زیر گنبد نور جاکر اپنی جان دین ضرور لوگ کہتے ہونگے ضرغام شیر دل خاص عیار طلسم کشا ہی لیکن بڑا بیحیا ہی کہ آقاے نامدار قید بلا مین مبتلا گرفتار دام حسرت انجام مصیبت و بلا یکیسا رفیق قدیم مشیر ندیم ہی کہ اس سے کچھ نہین ہوسکتا عدیم عشرت مین مصروف ہی بخدا اے ملکہ جسدن سے یہ سُنا کہ ہفتہ عشرہ میعاد اسعد غازی مین باقی رہگیا ہی آب و دانہ حرام آٹھ پہر رونے سے کام اسوقت یہ سوچ کر تمہاری خدمت مین حاضر ہوا کہ براے خدا کوئی تو ایسی تدبیر بتاؤ کہ تا بہ گنبد نور پہونچین اپنے آقاے نامدار کو رہا کرین یا جان دین عنایت خدا سے مشہور ہی کہ ملکہ مخمور سرخ چشم مصاحب خاص افراسیاب ہین لیکن ہمپر نظر لطف و عنایت نہین معلوم ہوتی رسم و راہ طلسم سے آگاہ کرو ہمکو تا بہ گنبد نور پہونچاؤ بدنام نہون اگر اور کچھ نہ ہوسکے تو زیر قدم آقاے نامدار

اپنی لاش ہو ہر شخص یہ کہے کہ غلام وفادار نے آقائے نامدار کے واسطے جان دی سعادت کونین حاصل ہوئی
یہ سُنکر ملکہ مخمور سرخ چشم رونے لگی کہا اے ضرغام شیر دل ہمنے آج تک کیا کوئی راز چھپایا ابتدا سے عاشق صادق ہین
بارہ موافق ہین تمنے تو سُنا ہوگا کہ جب نور الدہر سے اول مرتبہ ملکہ آئے افراسیاب آگاہ ہوا وہ ملعون ہمدان
ہمہ گیر سحر و ساحری مین بینظیر محبت مین اُنکی کوڑے کھائے سختیان سہین ظلم اُٹھائے لیکن دامن صبر و استقلال
سے نہ چھوٹا غرق دریاے محبت رہے آپ لوگون کے آکر شریک ہوے اے ضرغام والا مقام میری جان تک نام
اسد نامدار پہ نثار ہی مین روح کی راز دار ہون گنبد نور کا حال مجکو نہین معلوم انشاء اللہ سُنا ہی کہ ملکہ اسرار جادو
و ملکہ ماران زمین کن راز دار گنبد نور ہین اگر وہ مطیع الاسلام ہون تو شاید گنبد نور تک رسائی ہو یہ تو تلاش
کرو کہ یہ دونون کہان رہتی ہین مقام سکونت انکا دریافت ہو اُسوقت مین خود تمھارے ساتھ چلون اُنکی گرفتاری کی
فکر کرون یا لڑ بھڑ کر محبت مین اسد نامور کی جان دون اس بات کو خیال مین رکھو گوش ہوش سے سُنو جسطرح
بن پڑے اپنے کو پاس ملکہ صنعت سحر ساز کے پہونچاؤ وہ افراسیاب کی قوت بازو زینت پہلو ہی کیا تعجب ہی
کہ ملکہ اسرار و ماران زمین کن کا مقام و مسکن جانتی ہو کسی حیلہ سے اُس سے پوچھو اُسوقت میرے پاس آکر
مجھ سے کل کیفیت بیان کرو تب مین تدبیر پہونچے گنبد نور کی تبلاؤن بلکہ تدبیر و تقریر کیسی جان و مال سے حاضر
ہون کل سردارون کو لیکر بلوہ کرون خدا فضل کرے تو اسد نامدار کو قید افراسیاب خانہ خراب سے چھڑاؤن
اے ضرغام یہ نہ خیال کرنا کہ ہم اسی طرح بیٹھے ہوے رہجائینگے روز قتال سد غازی زیر گنبد نور مرجائینگے گرد اُس
شیر دل کے ہم سب کے لاشے ہونگے کہنے والے کہین گے کہ وہ سردار نامدار یہ غلامان وفادار ہم بے فکر نہین ہین مگر
مجبور و ناچار راز گنبد نور سے ناواقف لیکن آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین جہان تک ہوسکے گا سلطنت
افراسیاب کو مٹائینگے جان لڑائینگے لیکن عیاری مکاری تمھارا کام ہی جو کچھ کہ ہمنے کہا ہی دریافت کرکے
آؤ پھر ہماری جانبازی دیکھو ضرغام شیر دل نے کہا اے ملکہ عالم مین ابھی جاتا ہون ملکہ اسرار جادو و ملکہ
ماران زمین کن کے مسکن کا پتا لگاتا ہون بلکہ خود حیرت جادو سے پوچھونگا اگر رسائی ہوئی اور تابہ
افراسیاب خانہ خراب پہونچا خود اُس بیمایانی مکر و دغا سے دریافت کرونگا متے الامکان جستجو مین کوئی
دقیقہ اُٹھا نہ رکھون گا یہ کہکر سامنے ملکہ مخمور سرخ چشم کے بانہاے عیاری آراستہ کرنے لگا لیکن صرصر شمشیر زن
پر فن بیت النخلا سے یہ سبباتین سُن رہی ہی خوف ضرغام شیر دل سے پسینہ پسینہ جی مین کہتی ہی اے صرصر
یہ نگوڑا مجکو دیکھ لیگا قیامت برپا کریگا جان بچنا دشوار ہوگی افراسیاب جادو و حیرت کو کیا خبر ہے کہ ہمپر
کیا گذری کون یہان آکر بچائیگا یا سامری و خمیشید یہ نگوڑا جاے ایسا نہو کہ ملکہ کسی کام کو مجھی کو پکارین
جواب نہ دون تو بھی خرابی ہی ہر طرح دل کو بیتابی ہی مگر ملکہ مخمور غافل از شعبدہ بازی فلک کجرفتار کہ رہی ہے کہ

اے مہتر عالی وقار جلد جاؤ جسطرح ہمنے کہا ہی جستجو مین مصروف ہو خبر فرحت اثر لیکر آؤ صاف صاف سمجھاؤ اے ضرغام ایک ایک لمحہ برابر ایک ایک سال کے گذرتا ہی اب دیر نہ کرو ضرغام شیر دل نے قصد کیا کہ کچھ دیر ٹھہرون مخمور کے خیمے مین آیا ہون ایک دو جام شراب پیون پھر یہان سے چلون ملکہ مخمور نے کہا کہ اے مہتر ضرغام کیسی شراب کیسے کباب شعر پیتا ہون خون دل نہین خواہش شراب کی ؎ دل بھن رہا ہی کسکو ہوس ہی کباب کی ؎ اور دل مین ملکہ مخمور کے ہی کہ جلد مہتر ضرغام جائین تو مین اپنے دل کو غم سے خالی کردون تصویر نور الدہر بن بدیع الزمان آنکھون کے سامنے ہی کچھ باتین کرین دفتر شکایت کھلین اس عرصہ مین ضرغام شیر دل بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا ملکہ مخمور سے کہا لو ملکہ تلاش مین ماران زمین و ملکہ اسرار جادو کی جاتا ہون خدا چاہتا ہی تو خبر فرحت اثر لیکر آتا ہون ضرغام شیر دل ملکہ سے رخصت ہو کر گیا صرصر شمشیر زن ایسی بولائی تھی کہ پایخانہ مین سجدۂ شکر یہ سامری و جمشید کیا نام نجس لات و منات ورد ہوا کرامت پر اگلی ناز کرتی تھی اب اپنے کو درست کرکے پانیچے سنبھالتی لوٹا ہاتھ مین لیے ہوے سامنے ملکہ مخمور کے آئی ملکہ نے جو اپنے کو تنہا پایا فراق یار مین دل گھبرایا بیساختہ آہ کا نعرہ مارا اشک حسرت چشم پرنم سے جاری ہوے پنجۂ وحشت نے گریبان جنون چاک کیا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا سر کو زمین پر پٹکا غش آگیا کنیزین دوڑین صرصر نے بڑھکر ملکہ کو سنبھالا عرق گلاب و بید مشک چھڑکا ملکہ نے آنکھ کھولی صرصر نے کہا ملکۂ عالم خیر تو ہی مہتر کے جاتے ہی آپ کو کیا ہو گیا ہوش و حواس درست فرمائیے دل کو بہلائیے اگر آپ نے غم فراق مین تڑپ تڑپ کے جان دی شاہزادہ بھی خدانخواستہ آپکے صدمے مین مردہ ہوگا ملکہ نے ٹھنڈی سانسین بھر کر جواب دیا شعر دل مین ایک درد اٹھا آنکھون مین آنسو بھر آے ۔ بیٹھے بیٹھے ہمین کیا جانے کیا یاد آیا ؎ دیگر شکل امید تو کب مجکو نظر آتی ہی ؎ صورت یاس بھی بن بن کے بگڑ جاتی ہی ؎ بی بی سچ کہتی ہو کس امید پر دل مضطر کو سمجھاؤن ہاے کیا کرون دو چار دن مین خدانخواستہ اسد نا مراد قتل ہونگے پھر بھلا ہمارے وارث زندہ رہینگے اپنی جان نہ دینگے مین پہلے ہی سے اپنے کو کیونکر نہ ہلاک کردون کن آنکھون سے وارث کالاشہ خون مین ڈوبا دیکھون صرصر نے کہا حضور بجا فرماتی ہین شب فرقت مین سچ ہی نیند عاشق کی اچٹ جاتی ہے مصرع غضب کی رات ہوتی ہی بڑی مشکل سے کٹتی ہی ؎ سچ تو یہ ہی کہ جدائی مین جان ہی پر بنتی ہی شب فرقت کیسی کھلتی ہے بقول شاعر بیت دل لگانا عذاب ہوتا ہی ؎ آدمی کیا خراب ہوتا ہی ؎ مگر حضور ایسا بھی نہ چاہیے انسان اپنے کو سنبھالے رکھے اسطرح ہوش و حواس نہ کھو بیٹھے خداوند کریم مسبب الاسباب ہے کوئی تو ایسا سبب کریگا کہ آپکا غنچہ آرزو کھلے گا ملکہ تو کھسیانی ہو رہی تھی صرصر کو جو بصورت سمن رخ سمجھا رہی تھی جھڑک دیا کہا کیونکر ضبط کروں تیرا سا جگر کہان سے لاؤن شعر تھمتے تھمتے تھمین گے آنسو رونا ہی یہ کچھ ہنسی نہین ہی

اے سمن رُخ تو کیا جانے جسپر گذرتی ہو اُسی کا دل کچھ خوب جانے اُٹھاتا ہے خواب خواب مین بھی نہین آتا ہو غزل
دست صادق الوداد سید محمد تقی صاحب المتخلص بہ جواد

شام سے نالۂ مرغان سحر کرتے ہین — اسطرح ہجر مین ہم شب کو بسر کرتے ہین
بیخودی مین جو کبھی شکوہ زبان سے نکلا — ہاے جاجاکے رقیب انکو خبر کرتے ہین
ہر صنم مین نظر آتی ہو خدا کی قدرت — ہم کبھی دیر مین جاکر جو نظر کرتے ہین
قطرۂ غیرت سی ہوجاتے ہین خود غرق عرق — ہمسری کب ترے دندان سے گہر کرتے ہین
قصر سے ہمکو نہ مطلب ہے نہ شاہی سے غرض — کنج عزلت مین فقیرانہ بسر کرتے ہین
رات کو بھی نہین منزل پہ ہمین دم لیتے جواد — صفت ریگ روان ہم جو سفر کرتے ہین

صرصر تو نہایت چست و چالاک ہے جلدی گرفتار کرون یہ بھی ناک سے ہاتھ باندھکر عرض کی ایک خبر مین نے سُنی ہی حضور گوشہ مین چلین تو مین عرض کرون ملکہ مخمور تخلیہ مین آئی صرصر نے اِدھر اُدھر کی باتین کرکے کہا حضور ایک جام شراب نوش فرمائیے غم کو دل سے بھلائیے یہ کہکر گلابی اُٹھائی جام لبریز کیا ملکہ مخمور کو دیا ملکہ مخمور نے تکلف پی گئی پیتے ہی کلیجہ مین آگ بھڑکی کہا سمن رُخ یہ شراب کیسی تھی دل و جگر پھنک گیا کہا حضور شراب کشیدہ تھی ذرا اٹھکر ٹہلیے نشہ کم ہوجائیگا دل تردد منزل تسکین پائیگا ملکہ مخمور اپنے مقام سے اُٹھی بیہوشی ناثیر کرگئی ارے کہکر لڑکھڑائی گرتے ہی بیہوش ہوئی صرصر نے چادر عیاری بچھائی دو حلقون سے دونون ہاتھ دو حلقون سے دونون پانون دو حلقون سے گردن و کمر ساتوین حلقے سے مضبوط کرکے زبان مین سوزن ملکہ مخمور کے دوپشتارہ دوش پر لگایا سراپچہ چاک کیا مثل بادصرصر نکل گئی یہ تو روانہ ہوئی نخلستان کی آر پکڑتی ہوئی جاتی ہی خیال ہو کہ عیار ضرور پیچھا کریگا پلٹ پلٹ کے دیکھتی جاتی ہی یہان کنیزون نے جب دیکھا کہ ملکہ کو تخلیہ مین عرصہ ہوا پردہ اُٹھاکر اندر آئین دیکھا نہ سمن رُخ ہی نہ ملکہ مخمور ہی پشتارہ باندھنے کا نشان معلوم ہوتا ہے بس کنیزون نے غل مچایا خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے تھے کہ کنیزین دوڑتی ہوئی ملکہ مخمور کی آئین کہا خواجہ غضب ہوا ملکہ مخمور کو کوئی چُراے گیا عمرو بدحواس چلا ایک گوشہ مین دیکھا سمن رُخ بیہوش پڑی ہی عمرو نے اُسکو اُٹھایا ہوشیار کیا وہ حیران حیران اُس سے بہت پوچھا مگر وہ نہ بتاسکی عمرو نے کہا اس سے کیا پوچھتے ہو اُسی کی شکل بنکر کوئی عیار بچی لیگئی اول عمرو خیمہ مین آیا صرصر کے پنجے کا نشان پایا کہا وہی ظالم لیگئی مین تلاش مین ملکہ شبنم کو سربپوش کے جانے کو تھا برق و چالاک جاچکے ہین شبنم کا خدا حافظ ہی تلاش ملکہ مخمور کرنا ضرور ہے یہ کہکر عمرو طرف صحرا کے چلا مگر صرصر مثل ہوا کے اڑی ہوئی جاتی ہی عیارون کا جو خوف ہے

کئی کوس خلاف راہ کے نکل آئی گھبرا رہی ہو اگر تنا کھڑا کتا ہو نیچہ کھینچکر ٹھہر جاتی ہو دل سے کہتی ہو مگوڑے کا لیے
کا سامنا نہو وہ ہر وقت نگوڑا بلا تانے پھرتا ہو سامری و جمشید اُس سے بچائین فکر ہین ہو کہ کوئی ملازم شہنشاہ
کا ملجاے اُس سے کہون مجھے تخت پر سوار کرکے باغ سیب مین پہونچا دے اگر عیارا یک بھی آجائیگا مخمور کا شاہنشاہ
تک پہونچنا مشکل ہوگا اور کیا عجب ہو کہ ساحر بھی تعاقب مین آئین اس خیال مین تھی کہ صحرا سے گرد اُڑتی
ایک تاجدار کو دیکھا تاج شہریاری بر سر قبۂ شاہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے مین
پشت مرکب پر سوار ساٹھ ہزار ساحر لشت پر لصد گرد فرشکار کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ادھر سے تو صرصر بڑھی
اس خیال مین کہ اس تاجدار سے کہونگی کہ دشمن کو افراسیاب جادو کے گرفتار کرکے لائی ہون باغیون
کا ڈر ہو جان کا ضرر ہو قلب مین کانٹا کھٹکتا ہو آپ اپنی فوج ساتھ کرکے تا باغ سیب پہونچا دیجیے اُدھر اُس
تاجدار کی نظر پڑی کہ ایک نازنین عیار وضع پشتارہ بدوش سامنے سے آتی ہو ناظرین پر واضح ہو کہ ساحر
تاجدار کا سبز بخت جادو نام ہو افراسیاب کا خراج گزار ہو برائے شکار صحرا مین آیا ہو اس نے
جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا اپنے ساتھ والون سے پوچھا صاحبو تم پہچانتے ہو یہ نازنین کون ہو جو ملازم پہچانتے
تھے اُنھون نے دست بستہ عرض کی حضور یہ عیارنی افراسیاب کی نہایت طرار و فرار صف شکن ہے اسی کا نام
صرصر شمشیر زن ہو کسی کو گرفتار کیے ہوے لاتی ہو سبز بخت نے جو جمال بمثال صرصر کو دیکھا بیقرار ہوگیا
کلیجہ تھام لیا صرصر قریب آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ہاتھ اُٹھا کر دعا دی گہر ریزی صرصر کی زبان سے سُنکر
سبز بخت اور زیادہ بیقرار ہوا بخندہ پیشانی پوچھا ملکہ صرصر مزاج تو اچھا ہے یہ پشتارے مین کس کو
باندھا ہو جسم نازک پر صدمہ پہونچا ہوگا صرصر نے کہا حضور ہمارا یہی کام ہو پیشۂ عیاری مین نام ہو مگر اسوقت
ہمارا ایک مطلب ضروری درپیش ہو مین تنہا ہون دشمن شاہنشاہ کو گرفتار کیا ہو اس کے دست نہ گجائین
اسکا بس و پیش ہو سبز بخت تو صرصر پر عاشق ہو چکا ہے کہا ملکہ کسی کی مجال ہو اگر تمکو کوئی نگاہ بد سے
دیکھے آنکھ نکال لون ہم تمہارے ساتھ چلین گے تا باغ سیب پہونچا دینگے ہم بارگاہ استاد کراتے ہین گھڑی بھر
چل کے بیٹھو شراب پیو کباب کھاؤ تھکی ہوئی آئی ہو لمحہ بھر آرام کرلو پھر بالمینان خدمت شاہ مین چلو مگر
دل مین یہ ہو کہ اسکو اپنی بارگاہ مین لیچلو دشمن شاہنشاہ کو تو ضرور پہونچا دینگے مگر اسکو لالچ دے کر مطلب
دل حاصل کرینگے صرصر جو گھبرائی ہوئی تھی اُسکے مطلب دلی کو نہ سمجھی کہا کیا مضائقہ سبز بخت نے جھٹ پٹ
بارگاہ استاد کرائی چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی سب سامان عیش
درست کردیا اب سبز بخت نے کہا ملکہ چلو اور ملکہ مخمور سرخ چشم کا پشتارہ بندھا ہوا ہو یہ سمجھا کوئی قیدی ہوگا
صرصر کو لیکر بارگاہ مین آیا چند مصاحبان خاص بندگان با اختصاص ساتھ آئے سبز بخت مسند پر بیٹھا

ملکہ صرصر سے کہا آؤ بیٹھو پشتارہ رکھدو صرصر نے پشتارہ زمین پر رکھدیا ادب سے سامنے مسند کے بیٹھی سبز بخت
بہ نگاہ محبت ملکہ صرصر سے باتین کرنے لگا آغاز کلام کسی سلسلہ سے ضرور ہی کہا ملکہ صرصر یہ گنہگار مرد ہے
یا عورت ہی اسکی کیا کیفیت ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ اسکا نام ملکہ مخمور اپنے حسن و جمال پر اس نازنین
کو بڑا غرور ہی شاہنشاہ کی دشمن ہوئی واسطے ساحروں کے رہزن ہوئی شہنشاہ افراسیاب کا حکم ہوا مین نے لشکر مین
جاکر اسکو گرفتار کیا یقین ہی کہ ملکہ مرخ و بہار وغیرہ میری جستجو مین آئین اسکو چھڑا لیجائین اسواسطے مین
حضور سے طالب مدد ہون آپکے ذریعہ سے تا بباغ سیب پہونچون سبز بخت نے کہا ملکہ صرصر اسکا پشتارہ کھولو
ہوشیار کرو ہم اسکو سمجھا کر مطیع شہنشاہ کرین لطف سے نہ چلیں صرصر نے کہا ان جھگڑون سے آپ کو کیا کام
ہی آپ نہ چلیے اسی صحرا مین شکار کھیلیے ہزار دو ہزار ساحر میرے ہمراہ کر دیجیے وہ پہونچا دینگے اسنے کہا ملکہ
مین خود چلونگا پشتارہ تو کھولو صرصر نے چادر چہرے سے ملکہ مخمور کے ہٹائی چہرہ کھلتے ہی اک برق چمکی
آنکھون کے نیچے سبز بخت جادو کے اندھیرا آگیا آفتاب جمال دیکھکر قالب تھرا گیا انھین
ملکہ دیکھا پھول سے رخسار معشوق نہایت حسین طرحدار نظم

یون تھا اُسکے لباس تن مین	خورشید ہو جسطرح گہن مین
رخسار ہر اک چمک رہا تھا	خورشید جبین دمک رہا تھا

اس جمال حور مثال پر جو سبز بخت کی نگاہ پڑی گل عارض سے آنکھ لڑی کلیجہ تھام لیا سامری کا نام لیا مخمور
کی بھی آنکھ کھلی بیہوشی تو اتر چکی تھی گھبراکر چہار طرف دیکھنے لگی زبان مین سوزن پایا اب سمجھی کہ مین اس بار
کفر مدار مین قید ہوکر آئی صرصر پکڑ لائی شرم سے سر جھکا لیا سبز بخت کی بیقراری بڑھتی جاتی ہی صرصر
کا ہاتھ پکڑ کر کنارے لایا کہا اے صرصر مین اب اسوقت صاف صاف کہتا ہون پہلے تو تمکو دیکھکر مائل ہوا
مگر اب اس قتال عالم کی تیغ ابرو سے گھائل ہوا دلبر قابو نہین اگر اسکے وصل مین عرصہ ہوگا مر جاؤنگا
اے صرصر واسطہ سامری و جمشید کا میری جان بچا مخمور کو میری طرف سے سمجھا تجھکو بھی نہال کردونگا ذہن نازنین
گوہر مراد سے بھر دونگا یہ سنکر صرصر گھبرائی کہا اے شہریار ذرا ہوش مین آیئے اپنے دل کو سمجھایئے ورنہ
قیامت برپا ہوگی یہ افراسیاب جادو کی معشوق ہی وہ مدت سے اسپر مرتے ہین یہ انکی خدمت سے
نکل آئی ہی مین انکے حکم سے گرفتار کرکے لیچلی ہون افراسیاب سے تو اسکو انکار ہی تمھارا عشق جتانا بیکار ہی
صاحبقران کے پوتے پر یہ مرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی اب ایسی بات منھ سے نہ نکالنا شاہنشاہ
سُن پائینگے صورت سے بیزار ہو جائینگے سبز بخت نے کہا شہنشاہ کو اب اسمین کیا دخل ہی انکا کیا نقصان
ہی وہ عاشق ہوے اس نے انکو نہ قبول کیا مجھپر تو آنکھ کھولتے ہی نگاہ محبت ڈالی دیکھ لینا اے صرصر
میرے کہنے ہی کی دیر ہی دل و جان سے قبول کریگی صرصر نے کہا خوبصورت تو آپ ایسے ہی ہین آپ کیسے

راضی کیجیے مین زبان سے نہ کہونگی یہ آفت اپنے سر پر نہ لونگی آپ کو اگر یقین ہو کہ مجھپر مائل ہو چکی آپ جاکر سوال وجواب کیجیے آپ کو اختیار ہے مین اس باب مین دخل نہ دونگی بلکہ ابھی جاکے شاہنشاہ سے اطلاع کرتی ہون ورنہ میری ناک چوٹی کاٹی جائیگی یہ سُنکر سبز بخت کو غصہ آیا کہا ابی صرصر سنو مین تمھارے شاہنشاہ کا غلام زرخرید نہین ہون خراج گزار البتہ ہون تمنے تو ایسا ڈرایا دھمکایا گویا کہ شہنشاہ مجکو کھالین گے شہنشاہ کی بات کا ہم جواب دے لین گے مگر تم براہ مہربانی سمجھاکے راضی کردو اُسکے عوض مین موتیون کا مالا لو صرصر نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ صاحب مجھے آزاد کردیجیے میری قیدی کو مجھے دیجیے آپ شاہنشاہ سے جاکر پیغام سلام کیجیے سبز بخت راہ دامیری تو اسوقت جان جاتی ہے معشوقہ قبضہ مین ہو مین تمھین حوالے کردون تم لیجاؤ شہنشاہ قتل کرین ہم یہان اسکے فراق مین رو رو کے مرین یہ مجھسے کبھی نہوگا صرصر نے کہا مین تو بے پشتارہ لیے نجاؤنگی بلا سے راہ مین عمرو یا مہرخ وغیرہ چھین لینگے شہنشاہ کے معشوقہ کی بابرو تو بچیگی یہ کہکر صرصر طرف محمود کے چلی کہ بیہوش کرکے پشتارہ باندھون جب تو سبز بخت نے صرصر کو ڈانٹا وشتاب اُدھر کہان جاتی ہے یہ کہکے قریب آیا صرصر کو کلمات سخت کہنے لگا صرصر نے کہا دیکھیے زبان سنبھالیے سبز بخت نے آواز دی کہ اس بیہودہ کی گردن مین ہاتھ دو ہماری بارگاہ سے نکالو محمود حیران حیران دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے خداوندا یہ کیا معرکہ ہے کیا چپکے چپکے صلاحین ہو رہی ہین اب محمود نے دیکھا صرصر اور اُس تاجدار سے چپکے چپکے باتین ہو رہی تھین باتون مین جادوگر صرصر کا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوے لیچلے ہر چند صرصر چیخی پیٹی سبز بخت نے ایک فریاد نہ سُنی صرصر کو بیرون بارگاہ نکلوا دیا صرصر کو نکال کر سبز بخت رو سیاہ آکر تخت پر بیٹھا ملکہ محمود فرش پر بیٹھی تھی سبز بخت نے رفیقونکو اشارہ کیا دو تین رفیق قریب ملکہ کے آئے کہا اے ملکہ عالم ہمارے شاہنشاہ نے آپ پر احسان کیا قید سے صرصر کی چھڑایا اب احسان کا بدلا احسان ہے پس شاہنشاہ کی تجھپر جان جاتی ہے بادشاہ جلیل ہین ماحوز بردست ہین وہ مرتبہ تمھارا ہوگا کہ بڑے بڑے بادشاہ رشک کرینگے یہ کلمات مہملات سُنکر ملکہ محمود سُرخ چشم کا چہرہ سُرخ ہوگیا ہاتھ پانؤن مین رعشہ ضبط کرکے جواب دیا اپنے بادشاہ سے کہو کہ کیون صرصر سے چھین لیا ہمنے تجھ سے درخواست کی تھی اور کہدو کہ خبردار شامتین نہ آئین اپنا منھ بنوائین دور ہو ہمارے سامنے سے اگر تم افراسیاب کے دوست ہو تو ہم اسکے دشمن ہین ہمکو قتل کرو عصمت کا نام نہ لینا ورنہ ابھی تڑپ تڑپ کے جان دونگی جاکر سمجھا دو کہ اوبے حیا مجھکو بے وارث نہ جانا چاہو سرداران نامی وعیاران گرامی مع فوج بیشمار میرے واسطے مرنے پر تیار ہونگے ہر ایک اپنی جان دیگا بہرام فلک سے میرے خون کا معاوضہ لیگا اُن رفیقون نے سبز بخت سے یہ سب کچھ بیان کیا کہا حضور وہ

اس نام پر جان دیتی ہو ہر چند سمجھایا مگر وہ نہیں مانتی جب تو اس ملعون نے پکار کر کہا ای ملکہ مخمور اب میرے قبضہ سے نکلنا دشوار ہے یہ غلام آپ کا عاشق زار ہو جو حکم دو سب طرح پر حاضر ہوں ملک مال جاہ و جلال اور بیوجہ کا انکار کبھی نہ ہوگا ساحر زبردست ہوں ایک موہنی ایسی پڑھونگا کہ تم خود مجھ پر عاشق ہو جاؤ گی یہ کہکر اس نے خدمتگاروں سے کہا کچھ پھل پتے جنگل سے توڑ لاؤ ابھی گلدستۂ سحر بناؤنگا اس سرکش کو سونگھا دونگا مجھ سے زیادہ بیقرار ہو جائیگی ہماری منت سے نہیں مانتی مہر خوبہار میرا کیا کریگی وہ سارباں زادہ تین روپیہ کا پیادہ کیا ہو میں اُسکو کیا سمجھتا ہوں مخمور کے تو ہوش پراگندہ ہیں اور ساحروں نے اشیائے مذکور اس مغرور کے سامنے لاکر جمع کیے مخمور نے دیکھا یہ بیحیا سحر پڑھ پڑھکر گلدستہ بنا رہا ہو خود بھی سحر کی دانشمند ہو اسوجہ سے اور زیادہ بیقرار ہو دل سے کہتی ہے ای مخمور غضب ہوا آج عصمت میں فرق پڑیگا سوائے جان دینے کے کچھ نہ بنے گا افسوس صد افسوس دل کو اپنے معبود سے رجوع کیے ہوئے اتنی حسرت آنکھوں میں بھرے ہوئے سبز بخت پتے اُٹھا اُٹھا کے گلدستہ بنا رہا ہو مگر صرصر روتی ہوئی بارگاہ سے سبز بخت کے نکلی سو پہنچی ہوئی جاتی ہو چونکہ خود بھی عورت ہو اور مقدمہ عصمت ہو صرصر کے دل پر چھری چل رہی ہے بھاگی ہوئی جاتی ہو ادھر خواجہ عمرو بھی نو چل چکے تھے ایک نخل کی آڑ پکڑے کھڑے تھے دیکھا صرصر خالی ہاتھ روتی ہوئی آتی ہو عمرو حیران ہوا کہ یہ کیا معرکہ ہو بہ تعجیل صورت صبا رفتار کی بنا تھوڑی سی خاک اُٹھا کر جیب میں ڈالی جیسے ظاہر ہوا کہ دور سے آتی ہو اس صورت سے اپنے کو آراستہ کر کے آنکھیں ملتا ہوا نخل کی آڑ سے نکلا پکار کر آواز دی ملکہ کہاں جاتی ہو صرصر کا دل تو بھرا ہوا تھا صبا رفتار کو جو آتے دیکھا آواز دی

اے صبا رفتار آج غضب ہو گیا میں نے مخمور کو چرایا تھا راہ میں سبز بخت ملا اُس نے پشارہ ملکہ کا مجھ سے چھین لیا مخمور پر عاشق ہوا اب سامان وصل میں مصروف ہو مجکو گردن میں ہاتھ دیکر نکلوا دیا میں شاہنشاہ سے اطلاع کرنے جاتی ہوں یہ جو عمرو نے سُنا ہوش اُڑ گئے پکار کے کہا ملکہ جا کے شہنشاہ سے کہو میں جاکر ملکہ حیرت کو لاتی ہوں حرامزادے کو سرکشی کی سزا دلواتی ہوں صرصر نے بے اختیار ہو کر کہا جلد جا کر ملکہ سے بیان کر وہ خود آئے اس ملعون کو سزا دے مخمور کی قید سے عمرو دہن سے گھبرایا یہ کہتا ہوا کہ ملکہ جاؤ اب زیادہ کلام کرنے کی ضرورت نہیں میں مطلب اصلی سمجھ گئی صرصر کو بھی پریشانی میں خیال نہ ہوا طرف باغ سیب کے چلی مگر عمرو بشکل صبا رفتار سامنے سبز بخت جادو کے پہونچا بہ تعجیل ایک نامہ مہر افراسیاب سے تیار کیا ہاتھ میں لے کر اُسی صورت سے سامنے سبز بخت کے آیا دیکھا مخمور سامنے سر جھکائے رو رہی ہو کلیجہ پھٹ گیا بمشکل ضبط کیا سبز بخت کو ہاتھ اُٹھا کر دعا دی پایۂ تخت کا بوسہ لیا نامہ سبز بخت کے ہاتھ میں دیا مہر شاہنشاہ دیکھکر لفافہ چاک کر کے جو پڑھا ایسا مضمون عشرت خیز لکھا تھا کہ موچھوں پر تاؤ پھیرنے لگا تاج کو کج کیا وزیروں نے پوچھا کیا مرقوم ہو ہنسکر کہا افراسیاب ہمارا بادشاہ ہو ہم اُس کے غلام قدیم ہیں بی صرصر نے

غیر ممکن ہی وفادار ملے ہر معشوق		قدر داں ہوتا ہی قسمت سے میسر معشوق	
اُسپہ ہم مرتے ہین مرتا ہی زمانہ جسپر		اپنے معشوق سے دیکھا نہین بہتر معشوق	
کچھ نئی بیمہ نہین کرتا ہی پیدا وہ شوخ		ستم و جور کے سب ہوتے ہین خوگر معشوق	

یہ غزل جو خواجہ عمرو نے سامنے سبز بخت باغی کے گائی دربار مین صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی مخمور کو اُسی ہنگام مین جام بھر کر اشارہ کیا کہ ایک جام سبز بخت کو پلا دو مخمور نے سر جھکا لیا عمرو نے اپنے ہاتھ سے بھر کر دیا مسکرا کر کہا کہ لو میان جام پیو جو ہونا تھا ہو چکا سبز بخت خوشی مین آکر جام پی گیا کل اہالیان دربار شراب پی چکے ہین اب عمرو اِس خیال مین ہی کہ دو چار شعر اور پڑھون یہ سب بیہوش ہو کر گرین لوٹ لون نکل جاؤن مخمور بھی اشارے کر رہی ہی کہ خواجہ جلدی کرو عمرو منہ پھیر کر کہدیتا ہی کہ ہول کیا ہی مگر بقضائے کار ملکہ صرصر شمشیر زن جا کر باغ سیب مین پہونچی افراسیاب جادو عیش و نشاط مین مصروف ہی دیکھا کہ صرصر روتی پیٹتی چلی آتی ہی افراسیاب نے کہا خیر تو ہی صرصر نے کہا اے شہنشاہ غضب ہو گیا مین بموجب حکم سرکار لشکر مسلمانان مین گئی اپنی جان لڑائی ملکہ مخمور کو نے نکلی راہ مین محکوتر دد تھا کہ ایسا نہو عیار آکر پشتارہ چھین لین میان سبز بخت جادو شکار کھیل رہے تھے مین نے اُن سے کہا کہ محکوتا بہ باغ سیب پہونچا دیجئے اُنھون نے بارگاہ استاد کرائی ملکہ مخمور کے جمال بیمثال کو دیکھکر مائل ہوے پہلے مجھپر پھسلے تھے مجھسے کہا اسکو رضامند کرو مین آگاہ تھی کہ ہمارے حضور کی نگاہ اُسپر پڑتی ہی مین بگڑی کہ پشتارہ یہان نہ چھوڑونگی غصہ مین میری گردن مین ہاتھ دیا بارگاہ سے نکلوایا اور یہ کہا کہ ابھی گلدستہ سر سونگھا کر اسکو راضی کرونگا ای شہنشاہ وہ بھرا سبز بخت گلدستہ بنا رہا ہی خدا اُسکی آبرو بچائے یہ شکر افراسیاب جادو کو غصہ آگیا ابرو دون پر بل پڑ گیا قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا نمک حرامون نے بہت پریشان کیا ہے اس بیحیا کی یہ لیاقت ہوئی کہ ہماری منظور نظر پر نگاہ محبت ڈالے بیحیا کو شرم نہ آئی ابھی دیکھو جا کر کیا قیامت برپا کرتا ہون آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کے چمک کر آسمان مین ڈوبا یہان دربار مین مخمور عمرو نے گاتے گاتے سبز بخت جادو سے اشارہ کیا کہ اب معشوقہ کا ہاتھ پکڑ کر تخلیہ مین لیجاؤ خوشی مین آن کر سبز بخت نشہ مین اپنے مقام سے اُٹھا بیہوشی تو اپنا کام کر چکی تھی دھم سے لڑکھڑا کر گرا ساتھ والے لینا لینا کہکے اُٹھے وہ بھی گر کر بیہوش ہوے فوج نے پھر بھر بھر شیشے سے شراب خوب پی جوتی پیزار چل رہی ہی کوئی ادک رہا ہی کوئی ڈاک رہا ہی کوئی نشہ کی دھن مین گا رہا ہی کسی کپڑے اُتار کر پھینک دیے ننگا بھاگا جاتا ہی یہان بارگاہ مین عمرو نے نعرہ کیا نیچہ پکڑ کر چلا کہ سبز بخت کو پھل تلوار کا چکھاؤن مخمور کھڑی ہی خواجہ مین تو نکلجاؤن آپ فرماتے ہین ملکہ میرا ساتھ دو مجھ کام کرنے کے کپڑے نواتا دو مخمور ہاتھ باندھتی ہی کہ استاد مجھ سے کچھ نہین ہو سکیگا فرماتے ہین مخمور مین ابھی اسکو بیدار کر دونگا مخمور کہتی ہی آپ کو اختیار ہی سر حاضر ہی مجھسے کسی کے کپڑے نہین اُتارے جائینگے

یہ کلام ناتمام تھا کہ افراسیاب جادو آسمان پر چمکا اس نے اول اہالیان لشکر کو دیکھا کہ آپس میں جوتی پیزار ہو رہی ہے یہ سمجھا کہ سبز بخت نے سب کو شراب پلوائی ہے یہ سب خوشی کر رہے ہیں دہان سے نعرہ کیا باش او تکے امون وہ بچیا سبز بخت کہاں ہے جس نے بغاوت پکڑا ہے مری معشوقہ پر نگاہ ڈالی نعرۂ افراسیاب کی آواز کان میں عمرو کے پہونچی مخمور سے کہا بھاگ افراسیاب جادو آپہونچا مخمور نے گھبرا کر دونوں پانوں زمین میں مارے غرق زمین ہو کر بھاگی عمرو نے دیکھا کہ سبز بخت مارا نہیں گیا اور افراسیاب جادو آگیا صبا رفتار تو بنے ہوئے تھے ایک حباب دافع دارو دے بیہوشی سبز بخت کے منہ پر مار دیا اس نے آنکھ کھولی کہا شہنشاہ جلدی اٹھیے افراسیاب آگیا اپنے قول سے پھرا معشوق کی اسکو محبت آگئی نشہ نے سب کام خراب کیا مخمور کو اس نے سحر سے چھپا لیا ہے مجلو بھی حمل کریگا اب اسوقت کچھ حجت دکھاؤ میں اس خیمے میں چھپی جاتی ہوں اترتے اترتے حرامزادے کو ایک گولہ مارو کہ اس کا سر پھٹ جاوے یہ کہکر عمرو تو دوسرے خیمے میں گھس گیا گیم اوڈھلی سبز بخت غصہ میں سنبھل کر اٹھا گولہ ہاتھ میں لیا افراسیاب غصہ میں پردہ اٹھا کر بارگاہ میں آیا نعرے کرتا ہوا اور نمک حرام سبز بخت میری معشوقہ پر آنکھ ڈالی جیسے افراسیاب نے اندر خیمے کے سر ڈالا سبز بخت نے ایک گولہ مارا کہ کیوں بچیا مردان عالم کو کلمات سخت و سست کہتا ہے مخمور تیری خالہ ہے ہمتو ضرور وصل حاصل کرینگے گولہ افراسیاب کی پیشانی پر پڑا اگر طلسم نہ ہوتا تو سر پھٹ جاتا افراسیاب نے جرخ کھایا گولہ پھٹ کر زمین پر گرا نعرہ کیا او باغی بتا مخمور کہاں ہے سبز بخت نے کہا تیرے پاس نہاں ہے میں تجکو مار کر لوں گا جب سبز بخت نے دیکھا کہ میرے سحر نے تاثیر نہ کی افراسیاب بڑھتا چلا آتا ہے تلوار پکڑ کر جا پڑا ہاتھ تلوار کا مارا افراسیاب نے خالی دیکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ اسر سبز بخت کا اڑ گیا مر کر گرا ایک لات ماری استخوان چور چور ہوئے اندھیرا ہو گیا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من سبز بخت جادو بود مار کر اسکو غصہ میں افراسیاب خیمے میں چہار جانب ڈھونڈھنے لگا کہیں ملکہ مخمور کو نہ پایا ران پر ہاتھ مار کر دیکھا کہ مخمور کہاں گئی نوشتہ پایا کہ مخمور نکل گئی فلان صحرا میں جاتی ہے غصہ میں جھپٹا باہر نکلکر چند سنگریزے اٹھا کر اچھالے وہ سب بیہوش پڑے تھے اوپر تھپر برسنے لگے ہزاروں کے سر پھٹ گئے آپ جستجوئے مخمور میں چلا اب عمرو نے نکلکر سب مال لوٹنا شروع کیا سب مردوں کو برہنہ کر دیا اور تعجیل عقب میں افراسیاب کے راہی ہوا ملکہ مخمور جو غرق زمین ہوئی تھی کوس بھر پر جا کر نکلی مگر پسینہ پسینہ گھبرائی ہوئی افراسیاب کا خیال کلمات سبز بخت کا ملال زیر نخل کھڑی ہوئی چہار جانب دیکھ رہی تھی دل سے کہتی ہے کہ ای مخمور راستہ لشکر اسلام کا کدھر ہے کہ سامنے سے نعرہ ہوا نمم افراسیاب جادو او مخمور تیرے واسطے کیا کیا خاک چھانی ہے تو تیرے فراق میں عجب عالم ہے عاشق کا لبوں پر دم ہے مخمور کے ہوش و حواس پراگندہ ہو گئے اور افراسیاب جادو قریب آگیا مخمور نے جھولی سے اسباب سحر نکالا تریخ و نار یخ ماش کے دانے افراسیاب پر پھینک مارے صدہا شعلہ ہائے آتش افراسیاب

خانہ خراب پر گرے ایک طرف سے تلوار گرہی شانہ پر خنجر پڑا مگر یہ بیحیا بیغیرت کب کٹتا ہاتھ اُٹھا کر اشارہ کیا سب چیزین باطل ہوگئین مخمور سحر کرکے سامنے سے افراسیاب کے بھاگی افراسیاب جھپٹا چونکہ مدت سے عاشق ہی تصویر بیحواسی مخمور کی دیکھکر کلیجہ پھٹا جاتا ہی وہ گل سا چہرہ کملایا ہوا پیشانی پر پسینہ جسم مین رعشہ ہونٹ تھراتے ہوے کبھی لڑکھڑاتا ڈوپٹہ ڈھلکا ہوا کرتی آب روان کی مسکی ہوئی پہنچے ہاتھ سے چھوٹے ہوے گرد جوڑی دزی زلفین عنبرین پر جیسے شب تیرہ مین تارے فلک خوشی سے تارون کو تصدق اُتارے افراسیاب پکارتا ہی اے جانجان دلے آرام دل مشتاقان کیون مجھ سے بھاگتی ہی قسم ہے سامری جمشید کی کچھ سزا نہ دونگا کل طلسم کا بادشاہ کرونگا اے مخمور میری صحبت سے تو نکل گئی ہے یکسی کا مزا جاتا رہا جب مخمور نہین تو کیسا خمار افراسیاب متنبہ کرتا ہے مخمور حربے سحر کے کرتی جاتی ہی کبھی غصہ مین آواز دیتی ہی کہ او بیحیا کیا بکتا ہی اپنی خالہ حیرت کو سلطنت دے مجھسے محبت والفت کا نام نہ لے مین تیری دشمن ہون دیکھ زمانہ قریب آچکا ہی انشاء اللہ اسد غازی کو قید سے چھڑائینگے وہ شیر دل طلسم فتح کریگا اے افراسیاب جادو تیرا نمک کھایا ہی براہ خیر خواہی سمجھاتی ہون مسلمان ہوجا اسد غازی کو لاکر خدمت مین خواجہ عمرو کی بہو بنجا ورنہ کہنے کی موت مارا جائیگا ہاتھ سے شہنشاہ عیاران عالم کے امان نہ پائیگا ان باتون کو سنکر افراسیاب جادو مثل بید کانپا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا مخمور نے چاہا پر پرواز پیدا کرکے نکل جاؤن جان بچاکر ٹل جاؤن افراسیاب نے غصہ مین یا سامری کہکر ایک دو تین زمین پر مارا زمین سنگلاخ ہوگئی مخمور زمین پر گری ہونٹ بند ہوگئے اسم سحر نہ پڑھ سکی افراسیاب قریب آیا ہاتھ پکڑکر غصہ مین کھینچتا ہوا لیچلا کہتا جاتا ہی کہ اے مخمور آج اگر میرا کہنا نہ مانا ستراب کی تو اس ظلم سے قتل کرونگا کہ ہایہان دریا و مرغان ہوا تیرے حال پر روئین ورنہ دیکھ سمجھا نا ہون توبہ کرو مرتبہ اعلی کرونگا کہ تمام ساکنان طلسم ہوشربا رشک کرین مخمور کچھ جواب نہین دیتی سر جھکائے ہوے آنکھون مین آنسون بھرے ہوے افراسیاب ہر مرتبہ قبضہ پر ہاتھ ڈال کے ڈراتا ہی کہ سر کاٹ لون سرکشی کی سزا دون مخمور گھبراکر سر جھکا دیتی ہی اشارہ ہی کہ مجھے اختیار ہی میری جان کا حافظ پروردگار ہی اس حال پُرملال مین مخمور کو لیے ہوے افراسیاب سو قدم آیا اب قصد ہوا کہ کمر مین نیچے دون باغ سبب مین لیچلون وہان تمام شاہزادیان وغیرہ موجود ہین سمجھا لینگی ڈرا لینگی دھمکا لینگی ضرور اطاعت کریگی قتل کرنے کے خیال مین دل دھڑکتا ہی کہ ہاے ایسے محبوب جانی یار جاودانی ماہ رخسار گلعذار شمشاد قد خورشید خد نازکر اندام کبک رفتار شیرین گفتار ماہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون دست ظلم اُس کے خون سے بھرون ایسی ایسی باتین سوچ کر بڑھا ارادہ کیا سحر کرکے اُڑون اسکو کسی مقام پر قید کرون کہ دیکھا سامنے سے بونڈلا گرد کا اڑا ملکہ صرصر شمشیرزن بانہاے عیاری سے آراستہ نیچہ کمر مین لگا ہوا پسینہ پسینہ جھپٹتی ہوئی آتی ہی افراسیاب نے پکار کر آواز دی اے صرصر مین نے اس

بیحیا نکھرام کو مارا ساری فوج کو جلا دیا مخمور کو گرفتار کیا ہے حیرت جادو سے جا کر کہنا سبز بخت جادو
کسی خطا پر ہاتھ سے شہنشاہ کے مارا گیا جہنم واصل ہوا اُس قلعہ پر کسی منتظم کو روانہ کرین رعایا تباہ و برباد نہو
مخمور کو لیکر طرف باغ سیب کے جاتا ہون یا کسی مقام پر قید کرونگا کہ یہ پھڑک پھڑک کر مرے صرصر بہت خوب
کہتی ہوئی قریب آئی مخمور کو سمجھانے لگی اے مخمور شہنشاہ کے قدمون پر گرو ایسے ملک پرورش کرنے والے
کسے ملتے ہین علاوہ مالک چاہنے والے کے صاحب شان و شوکت شہنشاہ طلسم ہوش ربا سب ہفت اقلیم
والے انکی قدمبوسی کی آرزو رکھتے ہین تمھاری عقل پر یہ کیا پتھر پڑے ہین اپنی نیکی بدی نہین سمجھتی ہو ابھی
جان جائیگی ان باتون پر صرصر کی افراسیاب خوش ہوا آنکھ سے اشارہ بھی کیا کہ اسکو راضی کر تھوڑا سا بھی
یہ عذر کرے تو مین معاف کردون خوشی خوشی لے کر باغ سیب مین جاؤن صرصر ہاتھ باندھ رہی ہے اے مخمور
میری بات کا جواب دو مثل تصویر کیون خاموش ہو مخمور کو سمجھانا صرصر کا بہت ناگوار ہوا افراسیاب ہاتھ تھامے
کھڑا ہے کلیجہ پر خنجر غم و الم چل رہا ہے مگر ناظرین پر واضح ہو کہ یہ صرصر شمشیر زن نہین ہے خواجہ عمرو بارگاہ
سبز بخت بدسیر جو لوٹ کر چلے تھے دور سے جو دیکھا افراسیاب مخمور کو گرفتار کرکے لیے جاتا ہے آکر باتین
کرنے لگے قصد ہے کہ اسکو بیہوش کرین ملکہ مخمور کو چھڑاؤن سامنے افراسیاب کے کھڑے مخمور کو سمجھا رہے
ہین افراسیاب کو مہلا رہے ہین مگر قضائے کار صرصر شمشیر زن تو افراسیاب سے اطلاع کرکے چل چکی ہے
اسوقت آکر پہونچی جیسے ہی صرصر سامنے دکھلائی دی عمرو نے دیکھا کلیجہ ہل گیا وہان سے صرصر اصلی
دیکھا کہ عمرو میری شکل بنا ہوا شہنشاہ سے گھل مل کر باتین کر رہا ہے للکارا کہ اے شہنشاہ منم ملکہ صرصر شمشیر زن
یہ نگوڑا مونڈی کاٹا ساربان زادہ میری شکل بنا کھڑا ہے آپ کو دھوکا دیا چاہتا ہے عمرو نے دامن پکڑا افراسیاب
کا کہا دیکھیے میری شکل بنکر عمرو آتا ہے مخمور جو پکڑی گئی نگوڑے کو چین نہ پڑا افراسیاب جادو حیران ہوا
کہ مین کیا کرون اب کسکو صرصر جانون یہ کنیز ہے وہ عمرو ہے وہ کتی ہوئی آتی ہے یہ عیارون کا افسر اب
صرصر اصلی پچاس قدم پر ہے دوڑی ہوئی چلی آتی ہے غل مچاتی ہے عمرو نے کہا اے شہنشاہ آپ حیران ہو گئے ہین
مین عمرو سی ہاتھ کو ران پر رگڑ کے دیکھیے آپ کا کمال آپ کی دستگیری کرینگا صاف آئینہ ہوگا افراسیاب نے منھ
پھیر کر ران پر ہاتھ رکھا عمرو نے بجستی حلقے کمند کے مارے پلک جھپکنے کی دیر تھی ارے کہکر افراسیاب پلٹا
تڑاق سے جا مارا افراسیاب زمین پر گرا صرصر دوڑی بھلا نگوڑے تو نے غضب کیا شہنشاہ کو بیہوش
کر لیا یہ کہکر تیر گرو پھن مین رکھکر مارا عمرو نے جست کرکے خالی دیا مخمور کی زبان سے سوزن نکالا مخمور نے کہا خواجہ
بھاگو عمرو نے کہا تم جاؤ ہم چلے آئینگے صرصر نے جو دیکھا مخمور کی زبان سے سوزن نکل گیا ڈری کہ مجکو نہ پکڑ لے
نخس کی آڑ مین چھپ گئی خواجہ عمرو نے جب دیکھا صرصر غائب ہوئی مخمور نے چاہا کہ عمرو کی کمر مین نیچہ دے عمرو نے کہا

مین اپنا گلا کاٹ لون گا جان دیدونگا مین تاج قوس کے لے لون دو چار کوڑی کا روزگار تو کرون بال بچون کی فکر ہی سویرے سویرے بہنی ہوگی تو سارا دن خالی جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا محمود تو جریح مار کر ملبند ہوئی عمرو نے کمند پھینک کر تاج لوا فراسیاب کا کھینچ لیا صرصر نے نقل کی آڑ مین دیکھا کہ محمود چلی گئی اب نعرہ کرکے دوڑی کہتی ہوئی کہ خبردار سارہان زادے کیا کرتا ہی عمرو نے تاج اُٹھاکر کہا لو جانی یہ پھوتیرے دم کے لیے ساری فکر ہی اے صرصر غصہ نہ کرو تو ہم ایک بات کہین صرصر نے کہا نگوڑے کیا کہتا ہی عمرو نے کہا مجکو کئی برس ہوئے کہ تم پر عاشق ہون اپنے قول کا صادق ہون جو تو نے مجھ سے نکاح کر لیا ہوتا تو کیسے عمدہ عمدہ لڑکے پیدا ہوے ہوتے طرار مکار غدار تمکو کمائی کھلاتے ضعیفی مین کام آتے آج تو گلے مین ہاتھ ڈالدے ایک بوسہ مین لون تو بھی مجکو پیار کرے صرصر نے کہا نگوڑے اسی ہوس مین مریگا اور نیچہ کھینچکر آپڑی عمرو سمجھا اب یہ افراسیاب کو ہوشیار کریگی کار عظیم درپیش ہی شبنم کو ہرپوش کے قید ہونے کا بڑا پس و پیش ہی یہ سوچکر چوٹین بچاتا ہوا ایک جانب نکلا صرصر نے آکر افراسیاب کو ہوشیار کیا افراسیاب کانپتا ہوا غصہ مین اُٹھا پوچھا یہ سارہان زادہ کہان گیا صرصر نے کہا حضور مین موجود رہی آپنے کچھ خیال بھی نہ کیا وہ ہوا کا خواص رکھتا ہی میرے روکے سو کیا رکتا لڑ بھڑ کر نکل گیا افراسیاب نے کہا مین ابھی جاتا ہون مشکین باندھکر عمرو کو لاتا ہون صرصر نے کہا حضور آپ طرف باغ سیب کے تشریف لیجائین کنیز جاکر فکر کرتی ہی حضور کے سر انور پر تاج بھی تو نہین ہی دنیا عیب ہین سرکار کو سر برہنہ دیکھکر دشمن مضحکہ کرینگے دوست ٹھنڈی سانسین بھرینگے افراسیاب مجبور ہوا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا ڈوپٹہ کمر سے کھولکر سر پر لپیٹ لیا صرصر شل باد صرصر کے تلاش عمرو مین گئی خواجہ عمرو لشکر مرخ مین آئے محمود بھی پہونچی سب کو خوشی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی عمرو نے پوچھا چالاک و برق پٹ کر نہین آئے ملکہ مرخ نے کہا کچھ کیفیت نہین معلوم عمرو نے کہا اے ملکہ عالم بخدا مجکو شبنم گوہرپوش کا بڑا غم ہی مین اسکی رہائی کی فکر مین جاتا ہون اتنی سی سنگنی لی ہی شبنم کی خالہ کا سمنکال جادو نام ہی پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے اول مین یہی نام ارقام ہی کوئی صورت ابھی رہائی اسد غازی کی نہین ظاہر ہوئی حساب سے ایک ہفتہ باقی ہی دربار مین شور گریہ و بکا ملبند ہوا ہر ایک نے کہا خواجہ دیکھین گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون کیا دکھاتا ہی جب ذکر اسد آتا ہی کلیجہ کانپ جاتا ہی عمرو نے کہا پروردگار مالک ہے نہ گھبراؤ مشکل لاحل کو وہی آسان کریگا دامن آرزو مل مدعا سے بھریگا مگر لشکر سے ہوشیار رہنا یہ کہکر سامنے ملکہ مرخ کے عمرو نے قطورۂ زرنقشی و پیادہ سفر لاطی و گوپھن عیاری و حیلہ ہاے ناحق سے اپنے کو آراستہ کیا سب سے رخصت ہوکر تلاش مین قصر ملکہ سمنکال کے روانہ ہوا انکو راہ مین چھوڑ دو

دوکلمہ داستان شوکت بیان گہر ریزی کلک جواہر سلک کی ذکر رہائی ہنر بر
پیشہ صاحبقرانی زینت آرائے سریر سلطنت جہانبانی قرۂ باصرۂ مکنت
وشمت غرۂ ناصیۂ جرأت وہمت صاحب لوائے صفوف آرائے میدان
صولت وجلالت گوہر دریائے سخاوت دکان جواہر مروت نظر کردہ
بزرگان دین صاحب عز وتمکین پروردۂ مہد جانبازی شہسوار عرصۂ
یکہ تازی تاجدار اقلیم سرفرازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی مین
دریائے مضایین جلالت آئین مین برائے جستجوے گوہر مراد میلون
غوطہ زن ہوتا ہے عیاریان خواجہ عمرو کی جانبازی معتبر قران ناموزگی خراجگزاران
افراسیاب کا زیر گنبد نور جمع ہونا برائے ملاحظہ قتل اسد غازی سامان
میلہ وجشن از در شہر نا پرستان تاکوہ مرواریدآمادۂ مرگ ہونا سرداران
عمرو کا اور مشہور ہونا کہ خواجہ عمرو قتل ہوگئے فکر سے خواجہ کے رہا ہونا
اسد نوجوان کا ساقی نامہ مصنف

ساقی مئے عیش وعشرت آمیز — لا جلد پلا زلال گلریز
اب دل کو ہے تاک وقت رزکی

پلوا کوئی ساغر گلابی — دے بادۂ عیش خم کی ہو خیر
میلے کی کروں ادھر ادھر سیر

کر اتنی ذرا تو مہربانی — دے مجکو شراب ارغوانی
میخانے مین تیرے جمگھٹا ہے

مجمع رندون کا جا بجا ہے — گلرنگ وہ دے شراب دلخواہ
ہو معتبرون کے دلکو بھی چاہ

میخانے مین تیرے کب ہے میلہ — بلوہ کرتا ہے کیون جھمیلہ
میخوارون سے ساقیا خموشی

سمجھا ہے تو مسل مسافر وشی — دو چار پلا دے بھر کے ساغر
احسان ترا ہمارے سر پر

کچھ نظم کار رنگ اب جماؤن — میلے کا نیا سمان دکھاؤن
بولا ساقی یہ بھر کے ساغر

جم جم یہ پیو مئے معطر — روشن تو کرو قمر یہ ہمپر
کس جشن کی ہے خوشی سراسر

کس شادی وخرمی کی ہے دید — کیا آج کوئی سعید ہے عید
مین نے کہا کچھ نہ پوچھ ساقی

رکھنا نہ دقیقہ کوئی باقی — عمدہ سے جو عمدہ ہو وہ لا
چھک جاؤن سرور مین وہ پلوا

خارون سے چھٹیگا آج وہ گل — سوجان سے فدا ہے جسپہ بلبل
نرگس بیمار ہے اسی کی

مشتاق ونزار ہے اسی کی — وہ مردم چشم گلبدن ہے
وہ رونق صحن بوستان ہے

فرقت مین ہمیشہ اسکے سنبل — پر پیچ ہے مثل مار وکاکل
ہے داغ بدل الم سے لالہ

لبریز ہے خون دل سے تھالا | سربستہ جو غنچۂ چمن تھے | اب ہونگے پھول وہ بھی کھلکے
سکتے مین کھڑا ہوا تھا شمشاد | اب ہوگا غم و الم سے آزاد | سوسن کو چمن مین تھی خموشی
گلریزیان وہ بھی اب کریگی | مرغان چمن تھے نغمہ بھولے | ہو دینگے شگفتہ اب خوشی سے
سبزے کو خوشی ہوئی یہ تازہ | مخمل کا بچھایا سبز جادہ | صحرا صحرا لہک رہا ہے
ہر گل کی طرح مہک رہا ہے | سب کو جو سرور لاتعدے ہے | اب فکر رہائی اسد ہے
وہ شیر اسد وہ فردویکت | جرأت مین ہے کون اُسکا ہمتا | اللہ رے ہمت و جلالت
وہ شان وہ شکوہ وہ شجاعت | شیرون کا ہے زہرہ آب ڈرسے | عفریت نہ لائے تاب ڈر سے
مجکو بھی خوشی سے بیخودی ہے | لا جلد پلا دے ساغرے | میلہ اُسی جشن کا ہوا ہے
جسمین کہ نیا نیا سمان ہے | پی پی کے شراب اب مین جھومون | ہر سمت برائے سیر گھومون
اس جلسہ کا منتظم تمسے | جو صورت مہر جلوہ گر ہے | یون لکھتے ہین راویان جانباز
اک سمت ہے سوز ایک جانساز | لشکر مین عمرو کے رنج و غم ہے | حیرت عشرت مین دمبدم ہے
دنیا کی دورنگیان عیان ہین | یان غم ہے اُدھر کو شادیان ہین | غوا صان فلزم زخار مضامین و

سناوران دریاے بیکنار فصاحت آئین طراران میدان جانبازی و عیاران سروش بازار سرفرازی شاطران خنجر گزار و جواسیسان اخبار عشرت آثار فکر و جستجوے حالات حیرت آیات طلسم کشا مین یون قطرہ زن ہین قطعہ سہ چیز آید مسلم نزد شاہان ؛ ہنر یا مال یا مرد سخندان ؛ من از مال و ہنر چیزے ندارم ؛ یکے فضل سخن دارم بیارم ؛ شعر بیایم بار دیگر من بگفتار ؛ درون سینہ دارم قصہ بسیار ؛ اس داستان شوکت بیان کو حقیر اذل کونین منشی احمد حسین خوشہ چین خرمن فضل و ہنر متخلص بہ قمر بطرز نو لفظاً لفظاً تصنیف بلکہ تالیف گزارش خدمت سامعین مین کرتا ہے اس داستان کی تصنیف مین خون دل کھایا ہے بڑے بڑے جلسون مین شاہزادگان والا مقام و رئیسان عظام کو یہ مضمون سنایا ہے خلعت تحسین و آفرین پا چکا ہون مال دنیا کے بھی مزے اُٹھا چکا ہون اب یہ مضمون فرحت آئین شہرہ ہوتا ہے صاحبان خاص و عام سے امید ہے روزمرہ کے لفظ لفظ مین بھید ہے حرف حرف ملاحظہ فرمائین جہان جہان غلط ہوا اصلاح دین عیب کو چھپائین سبحان اللہ دلکو مصنف کے شاد کرین بدی کا خیال نہ کرین بنام نیکی یاد کرین اول ایک غزل عاشقانہ لکھنا ضرور ہے اس وقت اس مضامین فرحت آئین کو تحریر کرتا ہون طبیعت مسرور ہے غزل

سینہ کوبی ہے زمین ساری ہلا کے اُٹھے | کیا علم دھوم سے ہر شہدا کے اُٹھے | آج اُس بزم مین طوفان اُٹھا کے اُٹھے
یان تلک روئے کہ اسکو بھی رُلا کے اُٹھے | دل سے کیونکر نہ دھنواں سا تھا ہوا کے اُٹھے | شعلہ ہاے تپ غم سینہ جلا کے اُٹھے

گر نہو دل مین خیالِ نگہِ خواب آلود — درد کیا کیا اثرِ خفتہ جگا کے اُٹھے — شمع کے جور کا نھل مین جو ند کو رہوا
دل چُرا بیٹھے وہ جب آنکھ چُرا کے اُٹھی — گو کہ ہم صفحۂ ہستی پہ تھے اک حرفِ غلط — لیک اُٹھے بھی تو اک نقش بٹھا کے اُٹھے
ہو عذاب شبِ تنہائی سے یارب الفت — مہ سے کہین مہر نبھا کے اُٹھے — اُف رے گرمیِ محبت کہ تہِ سوختہ جان
جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے — ہین دکھاتا نہین تاثیر مگر ہاتھ مرے — ضعف کے ہاتھ سے کب وقت دعا کے اُٹھے
سوزشِ دل سے ہوا کیا ہی مین پانی پانی — وہ جو پہلو سے پسینہ مین نہا کے اُٹھے — جی بھی مانندِ نشانِ کفِ پا بیٹھ گیا
پانون کیا کوچہ مین اُس ہوشربا کے اُٹھے — شعر مومن کے پڑھے بیٹھ کے اُسکے آگے — خوب احوالِ دلِ زار سُنا کے اُٹھے

واضح رائے بیضا ضیا ہو کہ خواجہ عمرو مہتر برق و چالاک نامور برائے تلاش ملکہ شبنم گوہر پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے روانہ ہوے اول مہترین مہتر چالاک بن عمرو بانہاے عیار سبی آراستہ آڑا ہوا جاتا دیکھا ایک صحراے سبزہ زار نواح ڈلکشا جابجا نہرین سلسبیل آسا اُنمین آب صاف و شفاف جسکے سامنے آب گوہر بے آبرو برسر سرو لب جوئے مصروف کوکو طائران زمزمہ سرا بزبان بیزبانی تعریف باغبان قضا و قدر کی کر رہے ہین کسی جانب طاؤس رقصان کہین موے سنبل پریشان ندرو خوشرفتار خرام ناز معشوق کا مزا دکھاتا ہے عندلیب خوش نوا کا دل بھر آتا ہے ایک جانب ایک قصر عالی بلند و مرتفع چھت پر وے سے آراستہ چند نازنینان مہ جبین دسہ جبینان مہر تمکین اُس قصر مین اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین بارہ دری مین ایک مسند پر تکلف پر ایک شاہزادی خوش سیر بصد زیب و فر متمکن ہی چالاک نے کنارے آکر اپنی صورت صبا رفتار کمند انداز کی نبائی یہی فطرت ہاتھ آئی کہ چلکر دریافت کیجیے کہ اس شاہزادی کا کیا نام ہی یہ کونسا مقام ہی دل سے باتین کرتا ہوا بصورت صبا رفتار سامنے قصر کے آیا سب کنیزین پکارتی ہوئی دوڑین ارے خیلہ صبا رفتار کہان جاتی ہی بڑی بیمروت ہی لمحہ بھر ٹھہرنا دشوار ہی تھوڑی دیر مین چلی جانا ہم جانتے ہین بڑی خوبصورت ہو جاہنے والون سے فرصت نہوتی ہوگی جھگڑون سے ہمارا نام لے دینا چالاک بھی ہنستا ہوا اُنکے منھ چڑھاتا ہوا کوئی ارے بیمروت کہکے لپٹ گئی کوئی دوپٹہ پکڑکے کھینچنے لگی کسی نے اگال منھ سے نکال کر پھینک مارا کسی نے کہا ارے مدت سے کہان تھی چالاک بھی سبھی سے جواب دیتا ہی کسی کے منھ پر ہاتھ رکھدیا کسی کا بوسہ لے لیا اُن سب سے باتین کرتے کرتے چالاک نے پوچھا بی کیا کر رہی ہین اے اُچھال چھکا مین تیری بی بی کا نام ہی بھول گئی ایک نے کہا صبا رفتار دن بدن بھی ہوتی جاتی ہو ہماری بی بی ملکہ آہو چشم آج بڑے تردد مین ہین صاف کہین ہمین بھی غم ہی ہوا صبا رفتار بڑا غضب ہوا ہمنے فقط سنا ہی کہ عمرو عیار نے بی شبنم گوہر پوش پر کچھ سحر کر دیا وہ مسلمان ہوگئین حیرت کے نوکر دنکو قتل کیا اُنکی خالہ سمنکال جادو کو خبر ہوئی بولا تم جانو وہ تو اگلے وقت کی ہین اُنھون نے سلیمشور جادو کو بھیجکر پکڑوا بلوایا اُدھر ہی سے قفس مین بند کرکے لیگیا بولا مجھے وہ بھولی بھولی صورت دیکھکر بڑا رحم آیا

سمنکال جادو نے ہماری بی بی آہو چشم کو لکھ بھیجا ہی کہ اپنی گویان کو آکر سمجھاؤ ہماری بی بی جانیکی تیاری کر رہی ہین یہ سنکر چالاک کنیزون کے ساتھ ساتھ اندر قصر کے آیا ملکہ آہو چشم کو سلام کیا آہو چشم نے کہا صبا رفتار کہان سے آتی ہی چالاک نے کہا حضور طلسم ہوش ربا مین آگ لگی ہی گھر گھر تباہی ہی جہان دیکھو آفت برپا ہی عیارون نے ہنگامہ ڈالدیا ہی اسی فکر مین نکلی ہون آپ سے بھی کچھ عرض کرنا ہی ذرا کنارے چلیے تو عرض کرون آہو چشم اٹھکھڑی ہوئی گھبراکر کہا ہوا صبا رفتار خیر تو ہے کہا حضور خیر و شر کا حال ظاہر ہی قتل اسد غازی کی تاریخ قریب ہے آفتاب لب بام وہ بے نصیب ہے شاہان الوالعزم جمع ہونگے مہرخ و بہار کہتی ہین ہم اسد کو چھڑا لینگے اپنی جان مٹا لینگے گمشتون کو سودا ہوا ہی شاہنشاہ سے کیا لڑ سکینگی اٹھارہ سو ملک کا مالک جادۂ علوم سحر و تعبدے کا سالک ہمہ دان ہمہ گیر خیرش تدبیر صاحب فوج کثیر آہو چشم کتنی ہی اے صبا رفتار سچ کہتی ہو بادشاہ کا مقابلہ کرنا کیا آسان ہی اُن لوگون کی سرکشی سُنکر دل پریشان ہی ہمین تو بوا بہار سے محبت ہی اب منھ سے نہین نکال سکتی کوئی سن پائے شہنشاہ سے کہدے وہ کہین کہ بہار سے لگاؤ ہی تو یہ بھی باغی ہی چالاک درست درست کہتا ہوا ملکہ آہو چشم کو تنہائی مین لایا عیارون کی عیاری کا ذکر کرنے لگا کہ عیارون نے بڑے بڑے ستم برپا کیے شہنشاہ کو کیا کیا دھوکے دیے آپ کی سکونت صحرا امین ہے ہین سمجھا لیے دیتی ہون کسی غیر کو یہان آنے نہ دینا کہیں مکارونکے بچی رہنا آہو چشم نے کہا بوا صبا رفتار تمھاری مہربانی ہی میرے یہان نگوڑے عیارون کا کیا کام مین اپنے قصر سے نہین نکلتی یہ باتین کرتے کرتے چالاک نے خاصدان سے ایک گلوری نکالی آہو چشم کو کھلاکر بیہوش کرکے اسکو تو ایک صندوق مین بند کر دیا آپ اُسکی شکل بنکر نکلا کنیزون کو آواز دی تخت تیار کرو قصر پر ملکہ سمنکال کے بیچلیو سحر کرینگی نواب سمنے قسم کھائی بروز قتل اسد غازی جب لشکر مہرخ سے مقابلہ ہوگا اُسی دن سحر ہونگے مہرخ و بہار کو قتل کرینگے کنیزون نے کہا واری آپ کو سحر کرنے کی کیا حاجت ہی ایسی کونسی ضرورت ہی یہ باتین کرتا ہوا چالاک تخت پر سوار ہوا پانچ کنیزین ساتھ لے لین تخت اُڑاتی ہوئی طرف قصر سمنکال جادو کے چلی اب منتہر برق فرنگی کا حال سُنیے یہ ایک جادوگر بنا ہوا اُترتا ہوا جاتا تھا قریب ایک باغ کے پہونچا دیکھا چوبدار وغیرہ در باغ پر استادہین مگر برق نے سمجھا کہ سرمائے برف انداز کے بہت سے ملازم زیر دیوار باغ ٹہل رہے ہین عقل سے دریافت کیا شاید سرمائے برف انداز اس باغ مین آیا ہی آج بن پڑے تو انھین کو ٹھنڈا کرو یہ سوچ کر شکل صرصر شمشیر زن در باغ پر آیا صرصر حسین تو انتہا کی ہی ملازمان سرمائے پکارا ہی صرصر کہان سے آتی ہو برق نے منھ بنا کر کہا تمھارے منھ مین آگ لگانے آئی ہون جہان نگوڑون کو دیکھا کھنکھارنے لگے نگوڑے آنکھون مین کھائے جاتے ہین جاکے اپنی بٹیا بنیا کو تا کو نگوڑ دھر کی تو خبر لو دو چار فقہہ مارکر ہنسے کہا ہی صرصر تم تو ہوا سے لڑتی ہو تم سے بات بھی کرنا دشوار ہی آج کل زبان بہت کھلی ہے

صرصر نے کہا کسی کی دبیل نہین ہون سامری جمشید شہنشاہ کو سلامت رکھین کوئی ٹیڑھی نگاہ ڈالے تو آنکھین نکلوالون ابھی جو شہنشاہ سے کہدون تو معلوم ہو کمیدان نے آکر صرصر کا ہاتھ تھام لیا کہا بی صرصر کیون خفا ہوتی ہو یہ پیادون کا فرقہ ہے تمکو خدا نے حسن ہی ایسا دیا ہے برق نے تیوری بدل کے سر جھکا لیا کہا کمیدان صاحب یہان کہان آنے کا اتفاق ہوا کیا وزیر صاحب بھی آئے ہین کمیدان نے چپکے سے کہا اس باغ مین ملکہ شجر جادو آشنا وزیر صاحب کی رہتی ہین کبھی کبھی جورو سے چھپ کر چلے آتے ہین مزے اڑاتی ہین صرصر نے کہا میان کمیدان صاحب خوب بتایا مجھے ناحق ربڑ ہوتی مکان پر سے جاکر پلٹنا پڑتا اب جاتی ہون پیغام شہنشاہ کا دے کر چلی جاؤنگی یہ کہکر اندر باغ کے آیا دیکھا نہایت باغ پر بہار نخل قطار در قطار گلہائے رنگارنگ شگوفہائے بوقلمون سرو مثل قد معشوق اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان جوش بہار دیکھکر لڑ رہے ہین ہر نخل سرسبز و شاداب چشمون کی آب و تاب دیکھکر آب گوہر بیتاب حباب چشم معشوق کا سمان دکھاتے ہین نخل جوش بہار سے پھولے نہین سماتے ہین حوض مین فوارے چھٹ رہے ہین خزانے مروارید بہا کے لٹ رہے ہین برق فرنگی بشکل صرصر ہوائے باغ کھاتا ہوا وسط باغ مین پہونچا دیکھا سرما بے برف انداز مسند پر پہلو مین ملکہ شجر جادو جام شراب چل رہے ہین حوصلے نکل رہے ہین برق واسطے تسلیم کے خم ہوا سرما نے پوچھا ملکہ صرصر کہان سے آتی ہو یہان کا ذکر ہمارے گھر مین نہ کرنا ناحق کا فساد ہوگا بیوجہ تو ہمارا گھر سے نکلنا ہوتا نہین شہنشاہ نے حکم دیا کہ جاکر سمنکال جادو سے ملاقات کرو اسکو لاکر سیر باغ سیب مین بسا دو شاہ کا کچھ اسمین مطلب ہوگا مین نے دیکھا دن زیادہ ہے یہان ٹھہر گیا برق نے تیوری بدل کر کہا واہ وا وزیر صاحب آپنے کیا مجکو احمق نادان بنایا ہے مین پیٹ کی ہلکی نہین ہون نگلی بھائی سے مجکو نفرت ہے مین جہان کی بات دیکھتی ہون وہین ختم کرتی ہون سرما نے کہا ملکہ صرصر ہمنے آدمیون مین کہا خفا نہو ہم خوب جانتے ہین یہ تمہارا شیوہ نہین ہے صرصر نے کہا حضور آپنے ملکہ شبنم گوہر پوش اور ملکہ سمنکال کا نام لیا آج سب عیاران لشکر برائے رہائی شبنم نکلے ہین محفل سمنکال مین اوس پر بگی ذرا سمجھ بوجھکر وہان تشریف رکھیے گا سرما نے کہا صرصر تم بھی ہمارے ساتھ چلو آج شب بھر وہان رہنا ہوگا سمنکال مجکو آنے نہ دیگی بڑے لطف سے دعوت کرے گی بہت خلیق ہے انتہا کی لئیق ہے برق نے سر جھکا کر کہا آپ کی خوشی اوس محفل مین شب کو دھما چوکڑی ضرور ہوگی اگر مجکو آپ لیے چلتے ہین تو بی سمنکال سے کہکر انتظام شراب میرے سپرد کرائیے گا دھوکا نہ کھائیے گا سرما نے کہا وہان اپنا اختیار ہے مگر صرصر ضرور چلو تمہارے کہنے سے مجکو بھی خوف پیدا ہوا حقیقت مین عمرو وغیرہ ضرور آپنگے صرصر نے جواب دیا آئینگے تو دولت بھی اوٹھائینگے سرما نے ہاتھ پکڑ کر اپنے تخت پر بٹھایا شجر جادو کو بھی ساتھ لیا تخت اڑا کر

طرف قصر سمنکال کے روانہ ہوا دو کلمہ داستان ملکہ سمنکال کے سُنیے جب اُس نے اپنی بھانجی کے مسلمان ہونیکی
خبر پائی بہت گھبرائی روئی پیٹی سلح شور جادو کو روانہ کیا یہ قفس مین بند کرکے لایا سامنے سمنکال کے پہونچایا
سمنکال قید مین دیکھکر سر پیٹنے لگی ہی ہی بچی اسی دن کے لیے پالا تھا کہ مجکو اس حال سے دیکھون موئے عمرو نے کیا
سحر کیا ہماری محبت کو فراموش کردیا مین نے اپنی ساری جوانی تمپر گنوائی پہلو مین تمکو لیکر سوتی تھی رات ساری
جاگ کر بسر ہوتی تھی اب نام خدا جوان ہوئین ہماری جانبازی کو فراموش کیا اے بی بی واسطہ سامری کا
توبہ کرو مین تمھین قفس سے نکالون زخمون مین ٹانکے دون تصدق اُتارون اپنے کو تمپر سے وارون شبنم کی زبان
سوزن ہی کلام نہین کیا جاتا بمشکل جواب دیا خالہ امان آپ حق جان دے دیتی ہین نہ مجھپر کسی سحر کیا جادو
کیا مین نگوڑے عشق و عاشقی کا نام نہین جانتی مذہب مسلمانون کا پسند آیا افراسیاب کے نام سے نفرت
ہوئی بی حیرت نے سر دربار بلا وجہ ذلیل کیا وہ کلمے جو کبھی کانون نے نہ سُنے تھے مین عذر کرتی تھی کہ
عمرو کے گرفتار کرنے کو لشکر مسلمانان مین رہی تھی وہ مکار غدار بنانے لگین عمرو نے آکر مجکو بچایا اگر سردار ان
اسلام نہ آجاتے ہم قبر مین سوتے ہوتے وہ سب میرے محسن ہین میری جان بچائی چاہو قتل کرو چاہو بخشو
مین مسلمانون کا ساتھ نہ چھوڑون گی یہ سُنکر سمنکال بہت جھنجھلائی سیکڑون کنیزین گرد جمع ہوگئین چانٹون
چانٹون کر رہی ہین کوئی کہتی ہی بی بی خالہ امان کو یون جواب دیتی ہو دو ہی دن مین دیدہ پھٹ گیا ایک
کہتی ہی یہ تو عاشق مزاج نہ تھین اب تو آثار حضرت عشق کے چہرے پر پائے جاتے ہین ہونٹون پر پپڑیان ہوی
زلف پریشان آئینہ رخسار آئینہ سان حیران ایک نے کہا ہوا مزادی چپ رہ اپنی خالہ کی لاڈلی ہین لاڈلی بیٹیان
دلوارین پھاندتی ہین ہم جو کبھی سمجھاتے ہین تو بی سمنکال خفا ہوتی ہین کہ میری بی پر طعن و تشنیع نہ کرو میری
بی کھٹ گھٹ کر دبلی ہوجاے گی یہ باتین سوچ رہی تھین سمنکال کو سناٹا ملکہ شبنم کے ہاتھ پانون پھین عشہ
کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ملکہ آہو چشم منھ بولی بہن ملکہ شبنم کی تخت پر سوار تاج جواہر نگار سر پر آنکھون مین
آنسو بھرے ہوے چند کنیزین ساتھ تخت آکر اُترا آہو چشم نے سمنکال کو سلام کیا سمنکال گلے سے لگاکر
رونے لگی کہا بیٹا آہو چشم تمھاری بہن وحشی ہوگئی چوکڑی بھولی مجکو آنکھین دکھاتی ہی ساتھ والیون سے
شرماتی ہی آہو چشم نے کہا خالہ امان مین تو اسی واسطے دوڑی آئی ہی ہی میری بوا کو کیا ہوا ارے میری بھولی بہن
کو کس نے بھڑکا دیا ستیاناس گئی مسلمانون مین کسواسطے گئی وہ تو سب بھوت پریت ہین آنکھون مین نگوڑے
موہنی ہی جو انمین جاکر پھنسا سامری جمشید کو بھولگیا بی مہارصاحب سرو قد غنچہ دہن پھول سے عارض صراحی
سا گلو شیرین سخن خوش رفتار آئینہ رخسار افراسیاب کی منظور نظر یکایک بہن سے لڑین مسلمانون پر
جا پڑین جاتے ہی عمرو کی شریک ہوگئین بی مہارنکل گئین باغ عیب برباد ہوا خالہ امان انصاف تو کرو

حبس باغ مین بہار نہو وہ باغ ہی کہ کلیجہ کا داغ ہی کانٹا اسکی محبت کا دل مین شہنشاہ کے کھٹکتا ہی اس وقت
کی یاد مین مثل قمری کے پھڑکتا ہی سمجھایا بھی فید بھی ہوئین ذلت اٹھائی مگر راہ پر نہ آئین دیکھیے ہمشیرہ صاحبہ
کیا کرتی ہین مگر خالہ امان خفا نہو تو مین کچھ عرض کرون چھوٹی ہون بات بڑی کہونگی انصاف کی مقام ہی
خاموش نہ رہونگی خطا معاف آپ کی چانون چانون آٹھ پہر کی کانون کانون نے یہ آفت برپا کی آپکی
صحبت سے بیزار ہوکر باغ مین رہین نوجوان مستانیان نو کر رکھی گئین جب کبھی مین نے جاکر دیکھا جھنڈا سا
سر کھلا ہوا ہی دونون وقت ملنے کو ہین موئی دوڑی دوڑی پھر رہی ہین وہ ٹکوڑیان پھیل پائیان ساگ
مین آنکھ مچولا چادر چھپولا ہو رہا ہی مین ہمیشہ کھٹکتی تھی کہ دیکھیے اس کا انجام کیا ہوتا ہی یہ کہکر پہلے خوب
رویا پھر کان مین جھک کر کہا اب آپ زیادہ ظلم و بدعت نہ کیجیے میرے کہنے پر رہیے مین اپنے طور پر سمجھا لونگی
صبح تک آپکے قدمون پر گروا دونگی سمنکال نے ہاتھ باندھے کہ بیٹا آہو چشم مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی
جو تیرے نزدیک بہتر ہو وہ کر چالاک کہا قفس تو الگ رکھوا دیجیے کنیزین وغیرہ وہان نہ جاوین سمنکال
نے کہا کہ قفس صاحبزادی کا صحنچی مین رکھدو خبردار وہان کوئی نہ جاے آہو چشم ہماری چھوکری جو
کہے وہی کرنا کنیزون نے قفس اٹھاکر ایک صحنچی مین رکھدیا مودب سامنے سمنکال کے بیٹھا دل مین سوچ رہا ہی
کہ کسی صورت سے تقریب شراب کی کرون یہ سب بیہوش ہون ملکہ شبنم کو رہا کرون اس خیال مین تھا کہ ہوا
سرد چلی ابر سیاہ پیدا ہوا سب دیکھنے لگے ابر شق ہوا دیکھا سرما بے برف انداز ایک پہلو مین اسکی معشوقہ
شجر جادو مع چند کنیزون کے گوشۂ تخت پر ملکہ صرصر بانہاے عیاری سے آراستہ سرما بے برف انداز
سے گرمیان کر رہی ہی چالاک کے ہوش اڑ گئے کہ یہ تو غضب ہوا والدہ ماجدہ آن پہونچین اب ہوا بگڑی ہی
صرصر کے سامنے تیری ہوا نہ بندھیگی آتے ہی پہچان لیگی سمنکال سرما کو دیکھکر کھڑی ہو گئی سرما تخت سے
اترا صرصر بھی کودی سمنکال نے کہا وزیر صاحب آپ نے سنا ہمارا گھر برباد ہوتا ہی اپنی تباہی پر
ہر وقت رونا ہی سرمانے کہا مین اسی واسطے حاضر ہوا ہون شہنشاہ نے مجکو بھیجا کہ شبنم کو بھی جاکر سمجھا
اور ملکہ سمنکال سے کہو کہ آکر سرحد باغ سیب مین بسو جبتک طلسم کشا قتل نہو جاے سرحد سے باہر
قدم نہ نکالو سمنکال نے گھبراکر کہا اس سے کیا فائدہ گھر بسا بسایا کیونکر چھوڑون صرصر نے کہا یہ مقدمات رات
دن یا زہین ہر وقت سمجھا دینگے سمنکال نے کہا چھوکری کے بارے مین کیا ہوگا صرصر بول اٹھی بی
سمنکال کیون گھبراتی ہو ہم اسی واسطے آئے ہین بی سمنکال ابھی انتظام ہوا جاتا ہی بوڑھا چونڈا
ہلاتی ہو ناحق کی باتین بناتی ہو صاحبزادی نے کسی کا گھر لوٹ لیا کسی کی دیوار پھاندی کسی نین مٹکا
کر لیا بی حیرت نے کلمات سخت کہے صاحب شوکت صاحب لیاقت بگڑ گئین عمرو عمرو پکارنے لگین

جس کی جان اور آبرو پر بنے بتلاؤ بی سمنکال وہ کیا کرے بڑے بڑے رستم جان جانے کے وقت گھبرا جاتے ہین دامن بچیائی سو منھ چھپا لیتے ہین آپنے بھی غضب کیا میان سلح شور کو بھیجدیا اُنھون نے بھی جرأت دکھائی گرفتار کرکے قفس آہنی مین بند کرلیا اب بتلاؤ آدمی کو ناگوار ہو کہ نہو کوئی صاحبان لیاقت کو جو تیان مار کر نہین سمجھاتا ہی بی سمنکال خفا نہو نا پانی کا ہگا منھ پر آتا ہی چالاک بہ شکل آہو چشم صرصر کو دیکھکر منھ چھپائے بیٹھا تھا اب جو اسطرح کی باتین سُنین کان کھڑے ہوے دل سے کہتا ہے یہ باتین تڑاق پڑاق ہمارے بھائی برق کی معلوم ہوتی ہین ڈرتے ڈرتے منھ پھیر کر دیکھا بھوری بھوری آنکھین دیکھکر پہچانا اب تو چالاک اُٹھا کہا بی صرصر میرا بھی سلام برق نے آنکھ ملائی ایک نے دوسرے کو پہچانا خوب پس مین اشارے کنائے ہوے برق نے کہا بھائی چالاک ابھی سب کو مارے لیتا ہون چالاک نے کہا مین رنگ جما چکا ہون برق نے پوچھا ملکہ سنبم کہان ہین چالاک نے اشارہ کیا صحنچی مین قفس رکھوا دیا ہی آج تو وزیر اعظم کی بھی گردن لو چالاک نے کہا اب کہان جائینگے سر اقریب آن کر ملکہ سمنکال کے بیٹھا سمنکال نے کہا سامان عیش و عشرت مہیا کرو سرمائے کہا بی سمنکال انتظام شراب کباب بی صرصر کے سپرد کرو اسی واسطے مین ساتھ لیتا آیا ہون آج ضرور یاران اسلام عمرو وغیرہ ادھر کا قصد کرینگے انکے سامنے کیا مجال ہی کہ آسکین مین خوبی ایک ایک کو پہچانتی ہین اُنکو گرفتار کرلینگی اور ہمیشہ شراب پینے مین احتیاط کیا کرو رہائی اسد غازی قریب ہے عمرو آفتین برپا کریگا ہم لوگ ذکر قتل مین مسلمان فکر رہائی مین جسکی چل جاے سمنکال نے کہا اے وزیر اعظم بہت مناسب کیا صرصر یعنے برق نے بڑھکر کلید میخانہ کی لی اب چالاک برق خوش ہین کہ سب کو مار کر محفل درہم برہم کرینگے چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان کنیزین محفل مین آراستہ کر رہی ہین برق نے گلا بیان نکلوانے کا قصد کیا ہی چالاک کا اشارہ ہی کہ ہان بھائی جھٹ پٹ داروی بیہوشی ملاؤ برق چلا ہی کہ چوبدار نے بڑھ کر عرض کی حضور کے جشن کا ذکر سنکر ایک کلانوت در دولت پر حاضر ہی میدار باریابی ہی سمنکال تو خود چاہتی تھی کہ آج ایسا سامان مہیا ہو کہ وزیر اعظم دستور معظم افراسیاب خوش ہو کر کے اسطرح کا جلسہ کبھی صحبت شہنشاہ افراسیاب مین بھی نہین ہوا حکم دیا بلا لو برق و چالاک گھبرا کر دیکھنے لگے اتنین اشارے ہوے چالاک نے کہا بھائی برق شاید بدبو کے آپہونچے ذکر ہی تھا دیکھا ایک شخص نحیف ضعیف آبدان کا کرتا زیب جسم مشروع کا پائجامہ انگلی وضع کا سفید داڑھی تا ناف پانوں مین رعشہ طنبورہ کہنہ کاندھے پر منھ مین ایک دانت مگر جیوڑا مزیدار سرخ چہرہ سر پر گلوری جو کھائی ہی پیک گر رہی ہے نصف ڈاڑھی رنگی ہوئی سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین دیا ہو جھپک کر ملکہ سمنکال کو سلام کیا عرض کی اعلے اعلے مراتب ہین آفتاب سلطنت تابان رہے صرصر نے آگے بڑھکر کہا میان گویے صاحب کہان سے آتے ہو بڑے میان گھبرا گئے بغلین جھانکنے لگے سر جھکا کر کہا حضور مین نے پہچانا نہین آپ کون صاحب ہین صرصر نے کہا آپنے ہمکو نہین پہچانا صحبت مین شہنشاہ افراسیاب کی آپ آکر گاتے تھے

اب آپ کی آج یہان بڑی خاطر ہوگی اچھی طرح خدمتگزاری کیجائیگی بڑے میان نے سر جھکا کر کہا بی تمھاری خوشی ہو تو ہم چلے جائین تم لوگو کے بھیک ہین مانگ کھاتے ہین بڑے بڑے لوگون کی محفل مین جاتے ہین ہمارے جمشید مسلمانون کو غارت کرین جسدن سے انکا قدم آیا فیض بالکل اٹھ گیا کسی کو دمڑی نہین دیتے جا بجا ملک ویران پڑے ہین ہمارے قدردان مٹ گئے برق نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کہا بڑے میان صاحب بیٹھے حقیقت مین یہ عمرو نہین روح جسم سے نکل گئی دل سے کہا خواجہ اب پکڑے گئے یہ ظالم اب پکار کر کہدیگا ابھی خیر سے نکل چلو دوسری طرف سے آہو چشم نے اگر ہاتھ پکڑ لیا کہا میان کلانوت صاحب ہم آپکے قدردان ہین دل سے تمھاری خدمت کرینگے اب عمرو اور زیادہ گھبرایا کہ پکڑے گئے برق جو بصورت صرصر ہی کہا ذرا سر تو اٹھائیے ہمسے آنکھ ملائیے گھبرائیے نہین خدمت مین شہنشاہ کی آپ کو بڑی دھوم سے لے چلینگے عمرو نے اب جو سر اٹھایا اس پہلو پر برق کو دوسری جانب اپنے نور نظر چالاک کو دیکھا اب تو بڑے میان ٹھٹھا مار کر ہنسے کہا اب ہنسے بھی پہچانا تم دونون صاحب تو ہمارے کمال سے خوب آگاہ ہوا نے یا وہ لطف ہوگا برق نے کہا بڑے میان شراب ہمارے قبضہ مین ہی عمرو سمجھ گیا کہ یہ دونون پہلے سے آئے ہین رنگ اپنا جما چکے ہونگے شراب مین بیہوشی بھی ملا چکے ہونگے دو زانو ہو کر سامنے سمنکال کے بیٹھے سمنکال سمجھی یہ بڈھا کیا گائیگا مسخرا پن کریگا آواز بھی منہ سے نہ نکلیگی کہا ای صرصر اس بڈھے کو کچھ دلوا دو رخصت کرو برق نے ہاتھ بڑھا کر کہا ملکہ صاحب یہ لوگ یادگار ہین تانسین بیجو بادرا دیبان تان توڑ خان وغیرہ کی انھون نے آنکھین دیکھی ہین سماعت تو فرمائیے بہت محفوظ ہوبیگا سنئے انکو بہت سنا ہی سمنکال نے بمجبوری کہا خوشی تمھاری اب تو خواجہ عمرو نے طنبور یکو ملایا گنگنا کر یہ غزل شروع کی غزل

کشتۂ حسرت دیدار ہین یارب کس کے	گل تابوت مین جو پھول گئے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دونون یہان سے گھسکے	اسکو تھامون کہ اسے پانون پڑون کس کس کے
پانون تربت پہ مری دیکھو سنبھلکر رکھنا	چور ہے شیشۂ دل سنگ ستم سے پس کے
کس پر یہ روے ستمگر سے ملا دل افسوس	کشتہ دیوانہ ہوا ہوش گئے ہین اس کے
نالۂ اشک نہو باعث دردسر مرگ	غیر کے سر پہ لگاتا ہی وہ صندل گھس کے
کیون نہ ہم شمع کے مانند جلین دور کھڑے	جب عدو باعث گرمی ہون تری مجلس کے

اس غزل سے صدائے واہ واہ بلند ہوئی عاشق دل جو تھے انھون نے کلیجے تھام لیے آنکھ ملا کر ملکہ سمنکال سے یہ غزل زیب النسا مخفی کی گائی غزل

رفتے بہ پیش دیدہ و من بیخبر ہنوز	دارم خیال روے ترا در نظر ہنوز
اے گریہ ہمتے کہ ز خونابہ جگر	دارم ہزار وحلۂ بر چشم تر ہنوز

خاکِ وجودِ من غمِ ہجران بباد داد	من در ہوائے وصلِ تو ام در بدر ہنوز
مخفی اگرچہ خانہ خرابی ہنر شدم	دارم ہوائے صحبتِ اہلِ سفر ہنوز

برق نے لاکر گلا بیان جن دن ہیوشی دل بھر کے ملائی چالاک اپنا کام کر رہے ہین ساقی بنجے شراب پلا رہے ہین رنگ محفل دگرگون بیان سرما کے پہلو مین معشوق صد الاؤ لاؤ کی بلند برق بھی جانبازی مین مصروف خواجہ کو ہاتھ نہین ہلانا پڑا برق کئی مرتبہ تڑپ کر صحنچی مین پہونچا بلکہ شبنم گوہر پوش سے کہ بالکہ نہ گھبرانا تمھارے واسطے تین عیار اس محفل مین موجود ہین ابھی سب کو قتل کرتے ہین تمکو چھڑا کر لیے چلتے ہین بلکہ شبنم دل مین اپنے بحال چہرہ خوشی سے لال ہوا کہتی ہے شبنم ان لوگون کا کیونکر ساتھ ندے ہر وقت واسطے جانبازی کے موجود ہین صحنچی مین دیکھ رہی ہے برق کے کہنے پر پہچان گئی تھی کہ خواجہ طنبورا لیے گا رہے ہین برق بشکل صرصر تڑپتا پھرتا ہے چالاک گلوریان حاضر کر رہا ہے رات تھوڑی باقی تھی اب نشہ تیز ہونے لگا سرما کی آنکھون مین سرسون پھولی سر جھکانے لگا بلکہ سمنکال جادو سے کہا دیکھو خداوندون کے تخت آسمان سے اُتر رہے ہین اور تم تعظیم کے لیے نہین اُٹھتین بڑی بے ادب ہو سنگ سیاہ ہو جاؤ گی سمنکال جادو نے کہا تم وزیر افراسیاب جادو ہو پہلے تمکو اُٹھنا مقدم ہے ادھر گھبرا کر سر ما اُٹھا اُدھر بلکہ سمنکال جادو اٹھی ادھر کنیزین اُٹھنے لگین بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر سب گرے جو اپنے مقام سے اُٹھا گویا جہان سے اُٹھا دھما دھم گر گر کر بیہوش ہونے لگے عمرو نعرہ کر کے اُٹھا برق نے نیمچہ کھینچا چالاک خنجر پکڑ کر چلا اول برق نے جھپٹ کر بلکہ شبنم گوہر پوش کو تفس سے نکالا زبان سے سوزن کھینچا شبنم اپنے کو آراستہ کرنے لگی جھولی سحر کی اُٹھا کر بائین ہاتھ پر ڈالی عمرو کپڑے اتارنے لگا زیور اُتارا اور قتل کیا لاشے جادوگرون کے برہنہ پھڑکنے لگے دریاے خون جاری ہوا عمرو ہر مرتبہ قصد کرتا ہے کہ سمنکال کو قتل کردون کسی کو برق نیمچہ مار دیتا ہے کسی کو چالاک خنجر لگاتا ہے اندھیرے مین عمرو لوٹنے مین مصروف ہے مرنے سے ساحرون کے اندھیرا ہو گیا صدا ہاے مہیب آرہی ہین زمین کو تزلزل آسمان کو چکر سارا مکان پردۂ ظلمات ہے سیاہی شب یلدا کی رات ہے ظلمت آباد کہنا ٹھیک ہے اُسوقت وہ قصر مثل گور ہیوان تاریک ہے یہ ہنگامہ دیکھکر شبنم گوہر پوش گھبرا رہی ہے ہر مرتبہ پکارتی ہے خواجہ خدا کے واسطے نکل چلو کوئی اور مصاحب نہ آجاے قلعہ بہت وسیع ہے اسکا مرتبہ رفیع ہے عمرو سنتا ہے ہزارون کو قتل کر ڈالا شبنم پکارتی ہے خواجہ ستارۂ سحری چمکا جاتا ہے کبھی گھبرا کر کہتی ہے خالہ اماکو گرفتار کر لو قتل کرنے کا قصد نہ کرنا سرما کو ٹھنڈا کرو افراسیاب جادو کا بازو ٹوٹ جائیگا اسکی ذات سے بڑا انتظام ہے عمرو ہان ہان کہنا جاتا ہے مگر ہاتھ نہین رکتا قضا کار مظفر جادو مصاحب سمنکال کا واسطے شکار کے گیا ہوا تھا وہان سے پلٹا ہے یکایک قصر پر سمنکال کے دیکھا آگ برس رہی ہے ساحرون کی مرتبکی صدا ملبند ابر تیرہ و تار چھایا ہوا ہے گھبرا گیا کہ یہ کیا بلا نازل ہوئی پر پہ وار پیدا کر کے بلند ہوا آسمان

پر جا کر دیکھا کہ تین عیار خنجر ہاتھ مین لیے قتل کرتے پھرتے ہین سمنکال ایک جانب بیہوش وزیر اعظم کو انتظام فراموش دہین سے نعرہ کیا خبردار او ناعیارو یہ کیا ستم برپا کیا ہی مین آپہونچا منم مطیر جادو شبنم نے آواز دی لو خواجہ غضب ہوا جلد بھاگو یہ عیار کب رکتے ہین جست کر کے چشم زدن مین قصر سے نکلے شبنم نے دو چار گولے مارے آگ برسادی سیکڑون اسکے سحر سے بھی مرے تڑپکے یہ بھی بیرون قلعہ آئی خواجہ عمرو و برق و چالاک بھی باہر آکر ٹھہرے صبح ہو چکی تھی شبنم کا انتظار ہی مگر عمرو افسوس کر رہا ہے کہ کیا فلک نے گردش دکھائی ہائے پہلے مین نے سمنکال کو گرفتار کر لیا برق کہتا ہی استاد اسکی موت نہ تھی کمبخت بچ گئی کل آن کر مارینگے عمرو نے کہا قرطاس ثانی نے جو پرچہ چھوڑا ہے اوس مین اسی کا نام لکھا ہی کہ سمنکال جادو کو مطیع کر جا پہنچا فلک

ہمارے ساتھ یہ گردش ہی بیکار ساری کوشش ہی	جو بہونچی قیامت تو آہ و فغان ہی	مرے ہاتھ مین دامن آسمان ہی
کوئی آج سے ہی فلک مدعی کیا	ہمیشہ مرے حال پر مہربان ہی	کدورت بیان کیا کرونمین کہے تو
یہ دل گرد کلفت کا اک کاروان ہے	جو روتا بھی ہونمین غبار دلی سی	تو آنسو کا سیلاب رگ رگ روان ہی
عجب مخمصے مین ہون عمرو فلک سے	حوادث کے تیرونکا سینہ نشان ہی	عمرو اس خیال مین کھڑا رو رہا ہے

کہ ملکہ شبنم گوہر پوش بھاگی ہوئی آئی کہا خواجہ غضب ہوا مطیر جادو برس پڑا سمنکال و سرما کو ہوشیار کر دیا سب میرے تعاقب مین آتے ہین جلدی بھاگو بیکلہ تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے سمنکال بصد قہر و جلال کف منہ سے جاری گالیان دیتی ہوئی چلی آتی ہی شبنم کو دیکھکر پکاری او چھوکری کہان جاتی ہی تیرے دھوکے مین میرا گھر برباد کیا خوب تونے مجکو شاد کیا اب تو زندہ نکلکے جائیگی شبنم پلٹ پڑی خواجہ نے گلیم اوڑھ لی چالاک و برق تڑپ تڑپ کے زرعمالے نخلستان مین چھپے بیکلہ کے اندر سے ہزارہا جادوگر دوڑ پڑا شبنم گوہر پوش کو گھیر لیا سرما بھی اپنی معشوقہ کے لیے روتا ہوا آپہونچا کہتا ہوا کہ ہائے جوان معشوقہ کو میری مار ڈالا سحر جادو کے نخل حیات کو قلم کیا سامری اس سن کا درخت بھی نہ کٹے ایسا صدمہ کوئی نہ دیکھے باغ حیات پر اسکے صرصر خزان چل گئی شاخ زندگانی نہ پھولی نہ پھلی غنچہ آرزو سربستہ رہا گل امید نہ کھلا اب سرمانے بھی اس گرمی مین شبنم پر سحر کیے روئی کے گالے اڑانے برف پڑنے لگی ایک جانب سمنکال جادو چاہتی ہی شبنم کو پکڑلون یا آتش سحر سے پھونکدون خواجہ عمرو جب دیکھتے ہین کہ شبنم کو ساحرون نے گھیرا شبنم بدحواس عالم یاس مین رو رہی ہی اسوقت گلیم اتار کر ایک حقہ آتشبازی کا مار دیا سو دو سو جلگئے کبھی جادوگر بنکر آیا کسی کی کوکھ پر خنجر مارا چالاک بھی حباب بیہوشی مارتا پھرتا ہی مگر ساحرون کا بلوہ نہین کم ہوتا اگر کسی کے سحر مین پھنس جاتے ہین شبنم اس جادوگر کو قتل کر کے عیارون کو چھڑاتی ہی مگر کس کس کو مارے اکیلی کیا کرے خواجہ عمرو تنہا کا

قلق ہے کہ افسوس شبنم گوہر پوش قتل ہوتی ہے گل رخسار پر زردی چھا گئی ہے آنکھوں میں حلقے جسم میں رعشہ اہالیان شہر کے نزدیک اک تماشہ تین کوس تک شبنم گوہر پوش لڑتی ہوئی آئی ہاتھ سے جادوگرون کے مہلت نہ پائی زخمون مین چور چور ہوئی سمنکال جادو سرما برف اندازنے قیامت برپا کردی بیقرار ہوکر دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا غم و وبرق و چالاک کی دعا کی نظم

یارب سگ نفس زشت را ساز	از آہو چشم دلبران باز
بنمائے بجانب خودم راہ	در کوکب اشک در سحرگاہ
کز تدالف کہ ہست در آہ	در چاہ شقاوتم بدین روز
خواہم نمکے کہ نایدش خواب	سازم رسن دبر آیم از چاہ
توفیق تو گر رفیق راہ است	یارانہ خودی خود جدا کن
موئے نکنی ز لطف تقصیر	غم نیست اگرچہ رہ تباہ است
شبنم بھی آنکھون سے اشک	سازد دلکد قضا چو پستم

حسرت بہاری ہے کہ اے باغبان قضا و قدر مثل نسیم سحری گرمی آفتاب سحر سے ان بیچاروں کے پامال ہون یہ کنیز غم دالم سراپا اشک ہو رہی ہے نظر دوڑا کے ان ظالمونکے گر رہی ہے ہو اے لطف سے تخل آرزو کو سرسبز کردے دامن مدعا گل مراد سے بھر دے دعا تمام ہوئی تھی کہ بقدرت سمیع و علیم و لعنایت رحیم و کریم ملکہ پریان شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار باغ نگارین سے طرف ہزار درے کے جاتی ہین صبح کا وقت نور کا تڑکا تارون کا جھلملانا طائران خوش الحان کا چہچہانا کبک کوہی کا قہقہے مارنا عندلیب خوش نوا کا پھول پھول کر ہر شاخ پر چہکارنا سبزے کو صنعت باغبان قضا و قدر نوک زبان چشم نرگس شہلا سے انتظاری عیان ملکہ پریان نے جو یہ سمان دیکھا یاد گل عارض پری رخ نوجوان مین اشک حسرت آنکھون سے ٹپک پڑے ایک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہر گئی یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

اے جلوۂ برق خانمان سوز	اے شعلۂ آتش جہان سوز
اے موجد قتل بیگناہان	اے طعنہ زن فسون نگاہان
اے محرم و محرم تمنا	اے دلبر و دلربائے دلدار
اے ماہ برو ج بیوفائی	اے ہمدم و ہمدم مسیحا
اے نور رس بوستان خوبی	اے نقش و نگار مسکن حسن
بازی دہ عاشقان جانباز	تجھپر سے نثار جان خوبی
اے دارو ئے درد بیقراران	اے باعث قطع دست موسیٰ
اے باعث بیقراری دل	اے مرہم زخم دلفگاران

اے حوصلہ سوز چارہ سازان	آتش زن آرزو گدازان	کبتک یہ ستم کے طور ظالم
کب تک یہ جفا و جور ظالم	عرصہ دراز تک ان اشعار کو پڑھ کر روئی کبھی دل سے کہتی تھی اے	

بران یہ بیقراری اشکباری بالکل بیکار ہے جان دینا عشق میں مآل کار ہے اسی تردد و انتشار میں ٹہل رہی تھی کہ ایک جانب سے ہنگامۂ دار و گیر کی صدا کان میں آئی کبھی شعلے بھڑکے کبھی رکتے ابر کے ٹکڑے گھر کر طاؤس پر سوار ہوئی کہ اے بران دیکھ یہ کیا معرکہ ہے کسی مقام پر ساحر دن سے جنگ ہو رہی ہے بجلی بھی چمکتی ہے تعجیل آنسو پونچھے طاؤس پر سوار ہو کر مثل ستارۂ سحری آسمان پر چمکی دیکھا کہ ایک مقام پر ہزار دن جادوگر ایک پہاڑ کو گھیرے ہیں اُس ماہ پیکر نے لڑتے لڑتے زخمی ہو کر زمین پر گھٹنے ٹیک دیے ہیں تمام جسم خون سے لال لختے خون کے لباس پر جمے ہوئے یہ حال دیکھکر دل بھر آیا اُس نازنین کی تنہائی پر قلب تھرایا مائل بہ پستی ہوئی جب قریب پہنچی دیکھا کہ خواجہ عمر و عیار لڑ رہے ہیں حقہ ہائے آتشبازی مار کر گلیم اوڑھ لیتے ہیں اتنے میں بران نے نعرہ کیا خواجہ نہ گھبرانا یہ کنیز آن پہونچی لڑتے اُترتے مٹھی بھر کے ماش کے دانے مارے کئی سو جادوگر آتش سحر سے جلکر خاک ہوئے قریب ملکہ شبنم کے پہونچی شانہ تھام کے اُٹھایا چونکہ بران نے اسکو دیکھا نہ تھا تازہ مطیع الاسلام ہوئی ہے پوچھا اے شاہزادی تیرا کیا نام ہے عمرو نے پہلو پر سے اپنے کو ظاہر کیا کہا اے نور نظر اسکے شریک ہوتے ہی آفت آئی کوہ مروارید کی شاہزادی ہے ملکہ شبنم گوہر پوش نام ہے یہ سمنکال جو لڑتی ہے اسکی خالہ ہے گرفتار کرا منگایا تھا ہمنے آن کر رہا کیا ابن سمجھوں نے گھیرا اسی نہر پر پیشہ جرات جہانتک ہو سکے سمنکال کو قتل نہ کر بازندہ گرفتار کر لو شبنم پر اوس نہ پڑنے دو یہ سنکر بران نے کہا خواجہ ہٹ جایئے خدا چاہتا ہے تو ابھی اسکو گرفتار کرتی ہوں یہ کہکر ملکہ بران نے گاتی ڈوپٹہ کی باندھی نیچہ نیام انتقام سے لیا ساحرون پر حملہ کرنا شروع کیا جب نیچہ کو جنبش دی برق چمکی دو چار کے سر اُڑ گئے کسی پر گولہ مارا کبھی جوڑے سے خنجر مروارید نکالا جب چمکا دیا ہر ساحر بدگہر مروارید کو دیکھکر گھبرایا صاف چشم میں تاریکی جھائی طبیعت گھبرائی اندھا ہو کر ٹٹولنے لگا بھاگ کر نکلی اون کُندوں تو بنے لگا چونکہ قلعہ قریب ہزار ہا ساحر بلے مدد سمنکال چلے آتے ہیں لینا لینا کا غل مچاتے ہیں جب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن چمکتی ہے الامان کہکر ہٹتے ہیں بغیر تلوار سے سب کٹتے ہیں مگر سمنکال بڑے زور شور سے ملکہ بران پر سحر کرتی ہے ہزار ہا تیر و تیغ و رائی کے دانے بران پر برستے ہیں مگر بران نہنگانہ پلنگانہ اُن روباہوں میں مصروف سحر خوانی ہے نظم مصنف

ہوئی جنگ تازہ تہ چرخ پیر	زمین ہلگئی کانپا مہر منیر	اڑی کسقدر گرد پائے سمند
بنا اک سیہ آسمان بلند	چھپا مہر تابان بزیر غبار	قیامت ہوئی ہر طرف آشکار
اڑی گرد یہ دن کی شب ہوگئی	اندھیری بیابانمیں سب ہوگئی	وہ ڈھالونکی اٹھی گھٹا جھوم کے
بڑھی فوج قبضونکو سب چوم کے	چمکنے لگی برق شمشیر کی	صدا آئی پیہم پر تیر کی

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز | زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز | یہ اک جا یہ لاشونکا ستھرا وتھا
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا | آخر نہیب برق شمشیر ملکہ بران شمشیر زن سے ساحران غدار بھاگنے
لگے تیر و کمان پھینک کر گوشون مین چھپے کمانون مین خم آیا تیر انداز سہم گئے تیر پر نہ کھولتے تھے ترکش مین
تیر تھے یا طائران پر ند تھے ملکہ بران لڑتے بھڑتے سامنے سمنکال کے پہونچی للکارا کہ خبردار او سمنکال
جھولی پھینک قدمون کو چوم نشہ غرور سے نہ جھوم سمنکال نے کئی گولے مارے بران نے رد کر اختر وار پر
سامنے سمنکال کے کر دیا ایک شعلہ چمکا سمنکال بیہوش ہوکر گری بران نے زبان مین سوزن دیار سحر سے
مسکین باندھ لین ہمراہیان سمنکال بھاگ کر قلعہ مین چھپے اب میدان کارزار مین تینون عیار ملکہ بران
شمشیر زن و ملکہ شبنم گوہر پوش موجود ہین سب کافر بھاگ گئے خواجہ عمرو نے ملکہ بران سے کہا سمنکال
کو ہوشیار کرو بران نے سحر اتارا سمنکال نے آنکھ کھولی اپنے کو اس حال تباہ مین پایا شبنم خالہ کا یہ حال
دیکھکر رونے لگی اُس زخمداری مین ہاتھ باندھکر آگے بڑھی کہا کیون خالہ امان ظہور شرف اسلام دیکھا آئینہ دل سے
غبار دفع ہوا طاعت دین اسلام ملت بیضا کی قبول کیجیے سعادت کونین حصول کیجیے میری خاطر سے
ملکہ بران نے آپ کو قتل نہ کیا عمرو بھی سمجھانے لگا بران نے بھی کہا ای سمنکال تو ساحرہ زبردست ہے کتاب
سامری مین ضرور دیکھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی سامری پرستون کی آبرو جا چکی اسد شیر دل
افراسیاب کا قاتل ہے احکام مین حکماے طلسم کے جو دخل دے وہ جاہل ہے اُسوقت سمنکال
زخمدار بھی تھی غصہ بھی انتہا کا ہر چند ان سب نے کہا اس نے جواب بھی نہ دیا عمرو نے کہا ملکہ ہٹو مین ابھی
انکو سمجھائے دیتا ہون یہ کہکر نیچہ کھینچکر بڑھا شبنم گوہر پوش رونے لگی ہاتھ سے خواجہ کے
لپٹ گئی دست بستہ عرض کی خواجہ مان نے میری کمسنی مین انتقال کیا اُسنے مجکو بڑے ناز و نعم سے
پالا اسوقت غصہ مین ہے نہین مانتی لے چلکر قید کیجیے قتل کی سزا نہ دیجیے آخر دو چار دن مین مان جائیگی مین
سمجھا لونگی عمرو نے رک کیا ملکہ بران نے قصد کیا کہ تخت سحر نیار کرے مگر حال افراسیاب جادو سماعت فرمائیے
باغ سیب مین تخت جواہر نگار پر بیٹھا برائے شاہان طلسم ہوش ربا فرمان بمضمون طلب روز قتل اسد
لکھوا رہا ہے اب ہر وقت یہی چرچے ہین کہ زمانہ قتل اسد قریب ہے جو اس جلسہ مین شریک نہو بڑا بے نصیب ہے
کہ یکایک دیکھا سرمائے برف انداز زخمی چلا آتا ہے افراسیاب جادو نے گھبراکر پوچھا ای وزیر اعظم
مین نے تمکو واسطے لینے سمنکال کے بھیجا تھا یہ کیا ہوا سرمائے کہا شب کو عیار دن نے اگر قیامت
برپا کی شبنم کو رہا کر لیا ہم سب نے جاکر گھیرا عین وقت پر بران آگئی غلام اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوکر چلا آیا
نہین معلوم سمنکال پر کیا گذری یہ سُنکر افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا ایسا نہو عمرو اسکو گرفتار

کرکے لیجائے اگر وہ مطیع الاسلام ہوجائیگی تو باعث خرابی ہو اس راز کو منھ سے نکال نہیں سکتا یہ کہکر
بقہر و غضب تمام سمت قلعۂ سمنکال چلا یہاں خواجہ وغیرہ چاہتے ہین کہ سمنکال کو لے کر چلین
کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اودفتر کوکب مابدولت آن پہونچے تیری قضا میرے ہاتھ سے
ہو عمرو تو پر چھائین دیکھکر نیچہ ٹیک کر ایک غار مین پھاند پڑا برق ایک جانب چالاگ ایک سمت شبنم نے
گولہ مارا ملکہ ہران نے برق چمکائی بھلا افراسیاب انکے سحر کو کب مانتا ہو ہران نے بہت سے ماش کے
دانے پھینک مارے افراسیاب سحر دفع کرنے لگا ہران نے دیکھا اس ہیجا سے جان بچنا دشوار ہو اسسے لڑنا
بھی بیکار ہو یہ کہکر دونون پانون زمین مین مارے غرق زمین ہوکر نکل گئی شبنم ایک جانب بھاگی نظرون سے
افراسیاب کی مخفی ہوگئی اب جو افراسیاب نے دیکھا ہران و شبنم کو نہ پایا قریب سمنکال کے آیا زبان سے
اُسکی سوزن نکالا سمنکال دوڑکر قدمون سے لپٹ گئی کہا شہنشاہ عیارون نے میرا گھر لوٹ لیا لونڈی
کو تباہ کردیا میری بھانجی کو مطیع کرکے لے گئے مجکو بڑا داغ دے گئے افراسیاب نے کہا اے سمنکال بعد اک ہفتہ کے
سر دار رومال سے ہاتھ باندھ باندھ کے خدمت مابدولت مین حاضر ہونگے جب اسد قتل ہو جائیگا مایوس ہوکر
آخر کہان جائینگے شرف خدمتگزاری پائینگے شبنم کو مین گرفتار کرامنگاونگا تمھارے سپرد کردونگا
مگر تمھارا رہنا اس قلعہ مین مناسب نہین ہو واسطے دو ہفتہ کے چلکر سرحد باغ سیب مین رہو خبردار اس سمت
نہ آنا جہان تک ہوسکے اپنے کو چھپانا اس مین بھی اسرار ہو اُسکا ظاہر کرنا بیکار ہو سمنکال نے کہا جو مناسب
وقت ہو افراسیاب سمنکال کو لیکر قلعہ مین آیا تختہائے سحر تیار کیے مال اسباب سمنکال کا اُس پر
بار کیا کنیزون کو بھی اُسکے ساتھ لیا ایک تخت پر آپ بیٹھا تخت اُڑتا ہوا قریب باغ سیب کے آیا باغ سیب
سے دو کوس ہٹ کے ایک باغ مین کہ نہایت سرسبز و شاداب تھا سمنکال کو اُسمین اُتارا تاکید کی خبردار
خبردار اسی تین کوس کے گرد سیر و شکار کرنا آگے جانے کا قصد نہو ورنہ مابدولت کے خلاف ہوگا سمنکال
اس مطلب کو نہ سمجھی مگر عرض کی ایسا ہی ہوگا شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن بخون خویش
باشد دست شستن افراسیاب سمنکال کو بخوبی سمجھاکر طرف باغ سیب کے گیا سمنکال سر باغ مین
سکونت پذیر ہوئی مگر خواجہ عمرو جب افراسیاب جاچکا غار سے نکلے صورت بدل کر قلعہ سمنکال
مین آئے لوگون سے سنا افراسیاب سمنکال کو مع کنیزون مع مال سرحد باغ سیب مین لیگیا عمرو
منتشر و پریشان اپنے لشکر مین آیا ملکہ مہرخ سے کہا ایک سمنکال جادو کا بیٹا ملا تھا اُسکو بھی افراسیاب
جادو لیگیا قلعہ مین خبر سُنی کہ لیجاکر سرحد باغ سیب مین بسایا سرحد سے نکلنے کی اُسکو ممانعت ہو اے
ملکہ عالم بقراط ثانی کے پرچہ مین نام نکلے تھے کہ کوشش رہائی اسد تا مدار مین یہ امر واجب و لازم ہو

کہ سمنکال جادو و اسرار جادو و ماران زمین کن کو مطیع کرنا ضرور ہوگا جبتک یہ تینون شریک نہونگی
تدبیر طلسم کشائی کی رہائی کی ٹھیک نہوگی یا رواب مین کیا کرون کدھر جاؤن باتون سے عمرو کی دربار مین
شور گریہ وزاری بلند ہوا مصیبت پر اسد غازی کی ہر خرد و کلان دردمند ہوا ملکہ مہرخ و بہار و غیبان
قدرت و خورشید زرین سحر صاحب صولت نے عرض کی خواجہ باطمینان بیٹھو بروقت قتل اسد نامدار
خون کے دریا بہائینگے ملازمان افراسیاب کچھ انشاء اللہ شل نقش قدم مٹائینگے اور کوئی تدبیر ہمارے ذہن مین
نہین ہے عمرو نے کہا اے سرداران ملکی اے جانبازان گرامی خدا تم سب کو صحیح وسالم رکھے مین چاہتا ہون کہ تم سبکی
جانین بچاؤن اور اسد غازی کو قید سحر افراسیاب سے چھڑاؤن انتہا کا دردمند ہون احکام بزرگان دین
کا پابند ہون بموجب حکم السعی منی والاتمام من اللہ لو خدا حافظ و ناصر اسی فکر مین جاتے ہین مسبب الاسباب
سامع الدعوات شاید کوئی سبب پیدا کرے متصل برق فرنگی آپہنچا سامنے آیا عرض کی استاد اس غلام جانباز کو
ضرور ہمراہ لیجیے عمرو نے کہا تم سب کو برائے حفاظت لشکر اسلام چھوڑتا ہون یہان بھی تو دمبدم بلا نازل ہوتی
ہی ہر روز ساحران زبردست کا سامنا ہی اے عیاران خنجر گزار جہان تک ہوسکے جستجو سے ہاتھ نہ اٹھانا شبنم
گوہر پوش جو زخمدار آئی ہی عمرو نے اسکی زخمدوزی کا حکم دیا شبنم زار زار روئی کہ اے شہنشاہ عیاران و اے
پیشوائے خنجر گزاران عجب وقت مین یہ کنیز شریک ہوئی کہ آپ اس بیقراری مین سرداران نامی شکباری
مین عمرو نے کہا اے شبنم جسدن سے اس طلسم مین آئے ایک لمحہ آرام نہ پایا کیا کیا انقلاب فلک نے دکھایا
اب وقت جانبازی ہی تم آرام سے ہمراہ مہرخ و بہار لشکر مین رہو کوئی تمھاری خدمتگزاری سے سرتابی نہ کریگا
بعد شبنم کے سمجھانیکے عمرو نے تخلیہ کیا اُس جلسہ مین ملکہ مخمور و ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت
و خورشید زرین سحر و شکیل جادو وغیرہ چالیس سرداران نامی شریک تھے عمرو نے بحسرت سب سے کہا ایک
امر کا اور آپ سب صاحب خیال رکھیے گا اگر میری کسی خرابی کی خبر آئے کوئی کہے کہ عمرو گرفتار ہوگیا یا قتل ہوا
صبر کرنا دل پر جبر کرنا اپنی تدبیر سے غافل نہونا جملا مین شامل نہونا ان کلمات حسرت آیات خواجہ عمرو
پر ہر ایک کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے اپنے اپنے دل مین سمجھ گئے کہ عمرو تنگ ہوکر جان دینے پر
آمادہ ہوا مخمور و بہار نے خواجہ عمرو نامدار سے لپٹ کر کہا خواجہ تمھارے دل باطن سے ہم بخوبی آگاہ ہوے
وائے ناکامی ہم کیسے تباہ ہوے اگر ایک دن آپ لشکر مین نہونگے افراسیاب سے ہمکو جان بچانا مشکل ہوگی بیرون
آپ کی زیارت کے کیونکر تسکین دل ہوگی عمرو نے ان دونون کو گلے سے لگایا ہر چند ضبط کیا نہوسکا چیخ مار کر
رویا کہا اے مخمور و بہار میرا جسم خاکی تلاش مین جاتا ہی روح لشکر مین رہیگی بس اب خدا کو یاد کرو ہمارے
واسطے نہ فریاد کرو سب کو روتا بیٹتا چھوڑ کر عمرو بانداے عیاری سے آراستہ ہوا ایک ایک کو گلے سے لگایا فکر رہائی

اسد غازی مین طرف صحرا کے روانہ ہوا دل مین ہزارون طرح کے تاؤ پیچ کبھی یہ خیال کہ دنیا بیسمجھ ہوا ہے عمر و بیکار کمر کر
ہر چند کہ انتہا کی بیقراری اشکباری شرمساری ہو مگر طمع ہر وقت غالب ہے طبیعت مال جمع کرنے کی طالب ہے راہ مین
چلے جاتے ہین جہان کسی مسافر کو دیکھا قزاق بنکر لوٹ لیا کسی مقام پر ایک معشوق نازنین کی شکل بنکر بیٹھ گئے
رونا شروع کیا راہ گیرنے پوچھا تم کون ہو کہا سامنے جو گانون مین زمیندار رہتا ہے اسکی دختر ہون کسی نے
اس سے کمد یا یہ خراب ہے باپ نے غصہ مین نکالدیا یہان آن کر بیٹھی ہون چاہتی ہون کنوین مین گر پڑون مرد مسافر
بھولی باتین سنکر بیقرار ہوا ہاتھ کلیجہ پر رکھا پوچھا کسی کے یہان رہوگی جواب دیا ہان صاحب جھاڑو بہارو
دینے کے لائق ہون مرد مسافر نے کہا تمھین اپنی آنکھون مین رکھینگے گھر کی بی بی بنائینگے بتلا کر جواب دیا
بیوی خالہ کو کہتے ہین چھوٹی خالہ کو بیوی کہا کرتے ہین مرد مسافر سمجھا بالکل نادان ہے بھولی بھالی بڑے اس سے
مزے لینگے شعر اسے طفلی مین بھی کہتے تھے ہم ہون شادمان ہوکر کہ یہ اک آفت جان جہان ہوگا جوان ہوکر
اُس مسافر کو لگا کر کونے مین لیگئے وہ سمجھا مطلب حاصل ہوگا اپنے پاس سے اُس نے روٹی نکالی اسکی گٹھلی مین اسکو
بیہوشی دی پھانسی چھپی تھی گلے مین ڈال کر مارا اسطرح اُسکے دُکے کی خیر منتے ہوے جاتے ہین ایک
کانون کی طرف سے تاشا بجنے کی آواز آئی جاکر دیکھا ایک مینڈا کی برات اُتری ہے آمون کے باغ مین ایک بڑی
سی دری بچھی ہے ایک طرف لکڑ سلگ رہے ہین نائی چلمین بھر کے دیتے جاتے ہین شراب چل رہی ہے ایک پہان بسری
تانین اُڑا رہی ہے ٹھاکر لوگ ڈٹے بیٹھے ہین سر پر تلوار سامنے انگوچھے سر پہ باندھے ہوے دُوہری مرزئی نیچے
تینون اوپر نین سُکھ مارکین کی دھوتیان ہاتھ مین چاندی کی موٹی موٹی انگوٹھیان کمر مین کرد ھنیان
دُولھا بیچ مین ایک جادری مین پیال بھر کے بجاے مسند لگا دیا ہے دولھا کے گلے مین زرد جامہ بجز نگا پاجامہ
دولھا پیشاب کو اُٹھا تو ڈھول تاشا بجنے لگتا ہے وہیاتن ناچنے والی بھی نشہ مین خراب کے آڑی ترچھی تانین لگا رہی
ہے بھیر دین کا وقت ہے مگر بہاگ رہی ہے یہ سامان جو خواجہ نے دیکھا منھ مین پانی بھرا دل سے کہا دو ہزار کا
ٹوٹھکانا ہے اسی دم یہ سوچ کر رنگ روغن عیاری کا لگا لانو جوان گوے کی شکل بنکر تیار ہوے گوری صورت
بھاری ٹوپی سر پر ایک کان مین بجلی ایک مین انگھوٹی مشروع کا گھنگھنا بھاری جوتہ چھوٹی سی ستاری ہاتھ مین
گنگناتے ہوے بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی محفل مین آکر ہاتھ اُٹھا کر دعاوی ٹھاکر جی کی جے رہے اعلے اعلے عرب
رہین کشت امید سرسبز ہو کنبے کی بڑھتی رہے شہر مین غلہ کی ارزانی ہو جنس عشرت کی فراوانی ہو دولھا کے باپ
نے پوچھا میان گوے کیا نام ہے کہا حضور ہمارے نانا پیر خان صاحب آپکے یہان کے قدیم آنے والے غلام کو
استاد بجرنگی کہتے ہین ہمیشہ دھانون کی فصل مین آتے ہین شادی کی خبر پائی ہے کہا بیٹا زمیندار صاحب کے
یہان جاؤ تمھارے بزرگون کی برت ہے نانا جی کا کولا اُتر گیا اپ جوانی مین مرا اب آپ لوگون کی آس ہے

ٹھاکر صاحب نے کہا بھیا ایک گیل گاؤ دو تین تانین اُڑاؤ چار پنسیری جو سوا سیر مٹھائی ملیگی جب گلہ کٹے کھریان پر بھی آدا کر و سیر کھانڑ لیبا واکر وگویے نے جھک کر سلام کیا ستاری ملائی رنڈی دیبان پاس آن بیٹھی قدم چھو کر کہا بان اُستاد آج تو کوئی ٹپہ خیال سناؤ میان انجر نگی نے جواب دیا ٹمیا نئی غزل نہو غزل

اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہے	نہ آئے نقش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہے
حنا کے رشک سے کیونکر نہ آئے جوش مین خون	کسی سبب سے ہو پر وہ بھی پایمال تو ہے
خدا تھم اے دل مضطر کہ فکر وصل کرون	شبِ فلق نہ سہی خواب ہے خیال تو ہے
کہان تلک گلہ ہائے تغافلِ قاتل	ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہے
جفائے یار کو سونپا معاملہ اپنا	اب آگے ہو نہو امید انفعال تو ہے
وہ اضطراب کہان ضعف سے مگر اب بھی	ہو آون حضرت عیسیٰ تمہ آشنا حال تو ہے
شب فراق مین بھی زندگی پہ مرتا ہون	اگر گو خوشی نہین ملنے کی پر ملال تو ہے

اس غزل پر جب زمیندار جھومنے لگے دُوانیان چونپان ٹینٹ سے نکال کر پھینکین میان انجر نگی نے چادر اوڑھا دیا اب رنگ خواجہ کا جما ہوا ہی ارادہ ہی کہ شراب کا چرچا کرون بیہوشی ملاؤن قضائے کار ملکہ سمنکال جادو کو اُسکو لاکر افراسیاب نے ایک باغ مین رہنے کا حکم دیا سیر وشکار کا نہایت شوق ہی صبح کے وقت تخت سحر پر سوار ہو کر اُڑتی ہوئی کوہ ودشت و بیابان مین جاتی ہی ایک بلند پہاڑ پر ٹھہری سبزہ زار کی کیفیت دیکھ رہی ہی صبح کا سہانا وقت دھوپ جا بجا برنگ عنقرانی نخلستان پر ظاہر ہوتی جاتی ہی چشمہ ہائے آب روان کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی طائران دشت صفت باغبان قضا وقدر مین دم بھر رہے ہین شاخہائے نخل پر چہچہے کر رہے ہین سمنکال برسر کوہ ٹہل رہی ہی کہ کان مین گانے کی آواز آئی گھبرا کر چہار جانب دیکھنے لگی دل سنے کہتی ہی یہ کون ظالم گا رہا ہی خستگان خاک کو جگا رہا ہی چونکہ علم موسیقی مین اُسکو بھی اچھی طرح معلومات ہین خود بھی اُس کمال مین استاد ہی تخت کو اُڑا کر طرف اسی آواز کے چلی جھک کے دیکھا ایک مقام پر گنوارون کا جمع ہی ایک گویا نوجوان خوبصورت نیک سیرت کس لطف سے گا رہا ہی کہ طبیعت بھری آتی ہی سمنکال نے بلندی پر تخت ٹھہرا لیا عرصہ تک سُنا کی آخر دل مین سوچی کہ اُسکو اٹھا کر لے چلو اپنے باغ مین چلکر دل کھول کر سنو اسکو تو تعویذ باز و بنا تا خوب ہے معشوق خوبرو صورت مین محبوب ہے یہ سوچکر سحر کر کے گری پنجہ کمر مین دے کر خواجہ کو اُٹھایا خواجہ تو ہوا سے بیہوش ہو گئے سمنکال اسی بیہوشی مین لیے ہوے اپنے باغ مین آئی آپ مسند پر بیٹھی خواجہ کو سامنے بٹھا کر ہوشیار کیا عمر نے آنکھ کھول کر سامنے ملکہ سمنکال جادو کو دیکھا باغ باغ ہو گیا دل سے اپنے کہتا ہی سبحان اللہ کیا قدرت پروردگار ہی ہو جب شعر یار در خانہ دمن گردہ جہان میگردم

آب در کوزہ و من تشنہ دہان میگردم ۔ یہ تو عمرو سمجھ گیا کہ گویا جان کر اُٹھالائی ہے خیر اسے تک پہونچے یہ بڑی بات ہے اب انکا گریبان ہے اور میرا ہاتھ ہے دل مین یہ باتین کرکے ہاتھ اُٹھا کر دعا مین دین گھبرا کر کہا حضور یہ کیا مقام ہے آپ کا غلام بیان کیونکر لایا یہ کہکر تھر تھر کانپنے لگے آنسو آنکھون مین بھر آئے سمنکال نے کہا میان گوے صاحب نہ گھبراؤ ہم تمکو لائے ہین کچھ گانا سناؤ انعام واکرام لو دانت نکالکر کہا حضور مین اپنے گھر مین پہونچ جاؤنگا برطیا مان راہ دیکھتی ہوگی ناحق ڈھونڈتی پھرتی ہوگی سمنکال نے کہا اپنا نام بتاؤ میان گوے کہان کے رہنے والے ہو عمرو نے کہا حضور اُستاد نجر نکی نام ہے جہان بھنسین بندھتی ہین تار کا پیڑ ہے وہی رہنے کا مقام ہے سب کنیزین کھلکھلاکے ہنس پڑین سمنکال نے کہا میان اُستاد نجر نکی تم ان مستانیون کے ہنسنے پر نجاؤ ہمکو گانا سناؤ عمرو نے تانین مارنا شروع کین سمنکال کے یہ غزل عاشقانہ گانی غزل

اندھیری گور کی صورت غریبخانہ ہوا	دکھا کے زلف جو کل شبگوں روانہ ہوا
فراق چشم مین آنکھین مچین ہماری گر	اک آنسو ونکے بہانے کا بھی بہانہ ہوا
ہمیشہ تنکے چنے ہین وہ بلبل ہون	ہمیشہ آفت صرصر ہمین پہ آیا کی
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جسپہ آشیانہ ہوا	کھانا نہ کچھ کدھر آیا کدھر روانہ ہوا
قمر نے آہ جو کھینچی ٹپک پڑے آنسو	چند اشعار عمرو نے گاکر تمام اہالیان

محفل کو ہنسایا رولایا مارا جلایا سمنکال ۔ تو بیتاب ہوگئی موتیون کا مالا اُتار کر دیا عمرو کو یہ خبر نہین ہے کہ مین سرحد باغ عیب مین آگیا اور اصل یہ ہے کہ بدون حکم افراسیاب نکلنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ سمنکال رجوع ہو چکی کہ یہ ہے اُستاد ہم تمکو نجانے دینگے نوکر رکھینگے خواجہ عمرو کہہ رہے ہین کہ آپ مالک ہین مین خوب پکو راضی کرونگا یہ کہکر عمرو نے پیر پھیلا دئے کہا ملکہ ہم تو اب رخصت ہوتے ہین سمنکال نے کہا اُستاد کیون عمرو نے کہا اب جوانون کے نشہ پانی کا وقت ہے بھٹی پہ جائینگے ٹکے کا ٹھراپی کر چوک کی سیر کرینگے سمنکال نے کہا اُستاد شراب یہان حاضر ہے کہا حضور اگر آپنے ایک دھاد یا تو اُس سے کیا ہوگا سمنکال نے کہا تپلے موجود ہین کہا حضور میری عادت ہے جب اہالیان صحبت کو پلالونگا تب مین بھی ایک جام پونگا سمنکال نے کہا لاؤ شراب کنیزین بھی بیقرار ہوگئی ہین عمرو کے گانے پر جلد لاکر گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین خواجہ عمرو نے ایک گلابی اُٹھالی کہ غلام کو یہی کافی ہے سمنکال نے مسکرا کر کہا جسقدر تمہارا جی چاہے پیو عمرو کو سمنکال کو دیکھکر حیرت ہوگئی ہے دل سے کہتا ہے جھٹ پٹ پلاکر بیہوش کرو بیکر خدمت مین ملکہ مہرخ کی چلو اس خیال سے بتعجیل تمام جام لبریز کیا ہاتھ پر رکھکر سامنے سمنکال کے پیشکش کیا سمنکال نے مسکرا کر جام لیا عمرو نے آنکھین ملا کر اشعار پڑھنا شروع کیے اہ ملکۂ عالم اشعار

ہونے دیا مسرور نہ مجھ بادہ خوار کو	آنکھون کو جانتے ہین پیالہ شراب کا
مستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا	ساقی اخیر کر دیا دور شراب کا
کس لطف سے گذرتی ہے مستونکی آجکل	

پہلو مین یار ہاتھ مین شیشا شراب کا | آتش مزاج یار ہی عاشق ہی بادہ خوار | پتلہ وہ آگ کا ہی مین پتلا شراب کا
طفلی سے تا بمرگ رہا دور جام می | عاشق کا جسم بنگیا پتلا شراب کا | ای بحر حسن آج تو جل موتی جیل پر
ابکی ہو عیش باغ مین جلسا شراب کا | پی پی کے رنگ کھیلینگے رندان بادہ خوار | ہولی مین خوب ہوگا تماشا شراب کا
دل تو توڑ الا سائی مہوش کی ہی قسم | دکھا کے ٹکڑے کر دیے شیشا شراب کا | سمنکال تعریفین کر رہی ہی جام

شراب ہاتھ مین تمام اہالیان محفل کا یہ حال ہی کہ بیشراب پیے مست ہین خواجہ عمرو نے جو یہ اشعار آبدار پڑھے آنکھون مین میکشون کی نشہ آگیا عمرو سمنکال سے آنکھ ملائے کہہ رہا ہی ملکۂ عالم نوش فرمایئے نوش فرمایئے شراب گلرنگ کے مزے اٹھایئے سمنکال نے جام کو ہونٹون سے لگایا اسکو تو افراسیاب ہوشیار کر چکا ہی اپنے قصر مین عیارون کے دھوے اٹھا چکی ہی بازو پر پتلی صورت سامری کی بندھی ہی وہ تڑپ کر شعلہ سان جام شراب پر گری شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے اسی پتلی نے آواز دی ملکہ سمنکال جادو ہوشیار ہو جاؤ یہ عمرو عیار ہی بس سمنکال نے ایک دوہتڑ مارا عمرو کے پاؤن زمین مین تھام لیے سمنکال نیچہ پکڑ کر اٹھی کہا کیون او سارباں زادے میرے خوف کے مارے یہان آکر بسی یہان بھی یہ جانے پیچھا نہ چھوڑا بھانجی کو میری مطیع الاسلام کر لیا گھر سارا لوٹا اب جان کا خواہان ہی تیری مجال کیا ہی کہ مجھ پر دست انداز ہو تیری بوٹیان کاٹ کاٹ کے کھاؤنگی نگوڑے مکار جعلساز کو خاک مین ملاؤنگی یہ واضح رہے کہ عمرو اوسی گوے کی صورت پر ہی جب سمنکال نے نیچہ کھینچکر چاہا عمرو کو قتل کرے عمرو رونے لگا ہاتھ باندھ کر کہا اے ملکۂ عالم آپ صاحب انصاف ہین عدالت فرمایئے ظالم و جاہل نہ بنجایئے ایک دن خداوند تعالا کا سامنا ہوگا وہ عدالت شعار بات بات کی تحقیقات کرے گا مین جس جنگل مین زمیندارونکی برات مین بیٹھا تھا یہی میرا پیشہ ہی گا بجا کر رئیسون کو ہنسا کر چار پیسے لیتا ہون بی مہرخ وغیرہ کیا ٹکا دیتی ہین جو مانگ جانچ کر لیجاتا ہون وہ بھی چھین لیتی ہین آپ مجھے کیون اٹھا لائین مین نے آپکے قتل کا قصد نہین کیا آپ آپکے گھر نہین آیا قصر مین بھی آپکو بیہوش کیا مگر قتل نہین کیا آپکی بھانجی شریک ہو چکی ہی مجکو آٹھ پہر یہی فکر رہتی ہی کہ آپکی خدمتگاری کرین شبنم کے مطیع ہونے کا رنج شائین سمجھا بجھا کر پاس ملکۂ مہرخ کے لیجائین اے سمنکال تو ساحرہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ذرا خیال کر میرے خون سے ہاتھ نہ بھر ضرور کتاب سامری مین پڑھا ہوگا کہ عمر طلسم ہوش ربا تمام ہوئی اسد غازی قاتل افراسیاب ہے دیکھ لو اتنے بڑے طلسم پر کیسا انقلاب ہی مہرخ وغیرہ کا مجمع بڑھا جاتا ہی اور طلسم گھٹ رہا ہی مذہب کے بارے مین دیدۂ دل کھول کر دیکھو چشم انصاف وا کرو سامری و جمشید بھی قتل تمھارے ساحر تھے آخر مر گئے معاذ اللہ پیدا کرنے والا احکم الحاکمین رب العالمین مسبب الاسباب سامع الدعوات اکیلا ہی زمین و آسمان کو ایک کلمۂ کن سے بنایا ہی ہر گل بوٹے سے رنگ صنعت قدرت آشکار کیسی خزان کیسی بہار یہ سرکشی قبر مین کام نہ آئیگی تاریکی قبر مین شمع اعمال روشن ہوگی وقت مشکل اپنی زبان

اپنی دشمن ہوگی راہ ضلالت کو چھوڑو نور اسلام سے تاریکی قلب کو روشن کرو مین بالکل بے خطا ہون اسطرح کے کلمات عبرت آمیز حسرت خیز وحشت انگیز عمرو نے کہے کہ سمنکال کانپ گئی ہاتھ روک لیا کہا ای عمرو تو نے اسوقت مجکو تہلکہ مین ڈال دیا اس خطا پر تو مین نادم ہوئی کہ مین خود تجکو اٹھا لائی مگر مقدمہ مذہب مین بڑا انتشار ہے نہین سمجھ مین آتا کہ اصل مین کون پروردگار ہے عمرو نے کہا ملکۂ عالم میرے پانون پر سے سحر اتار لیجیے رہائی دیجیے مین ابھی سمجھا دونگا جادۂ حق دکھا دونگا راہ بہشت عنبر سرشت بتا دونگا سمنکال نے کہا خواجہ مین تمسے ڈرتی ہون تم تو چھلاوا ہو ہوا کا پتلہ ہو دم دیکے بھاگ جاؤ گے پھر ہاتھ نہ آؤ گے تمنے پہلے خداوند لقا کا نام لیا پھر صفت اپنے پروردگار کی بیان کی اسکا کیا سبب عمرو نے کہا ای ملکۂ عالم وہ کلمہ خوشا مد کا تھا یہ کلمہ حق ہے سمیع و علیم رب حق کارساز مطلق ہے شک کرنیوالے مشرک کہلاتے ہین جہنم مین پھینکے جاتے ہین ایک سوال کا جواب آج تک تمام عالم پنڈت نہ دے سکے یعنے وہ درویش در کلیسے نخسپند و دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند اسکے معنے صاف آشکار ہین خیالات محالات بیکار ہین جب دو بادشاہ سلطنت نہین کر سکتے پس پونے دو سو خدا کیونکر ہو سکتے ہین کہنے والے بیہودہ بکتے ہین نظم

صفتین اسکی ہین بیان سے فزون		اسکی قدرت کا کیا ہین وصف لکھون
جس جگہ دیکھیے وہ ہے موجود		اُس نے کیا کیا نہین کیا پیدا
آسمان و نجوم و شمس و قمر		عرش و کرسی و جنت و کوثر
نور کے بحر اور باغ و ارم		قصر اک ایک جہان ہین نورانی
خلد کی وہ تمام آرائش		جس مین دنیا سے بڑھکے آسایش
ارم و خلد جنت الماوے		خوشنما جا بجا تمام شجر
غنچہ و گل جدا جدا رنگین		جنکی خوشبو سے شاد قلب حزین
ہی زمرد سے رنگ جنکا تیز		بلبلین اور مرغ خوش الحان
ملک و قدسیان و جن و بشر		وحشیان و طیور و دشت و در
بحر غار و برو کان و نہال		خاک و آب ہوا و آتش بھی
لفظ کن مین یہ سب کیے پیدا		کارخانے عجب کیے پیدا

ای ملکہ سمنکال اگر دلائل ثبوت اسلام عرض کرون سالہا سال مین ختم نہون پس دلیل کامل ہے کہ تمھارے خداوند کیسے تھے جو مر گئے پروردگار کی ذات کو ہمیشہ رہنا ہے جو چیز دنیا مین پیدا ہے اسکو ایک دن ضرور فنا ہے موجب کلام قدسی نظام رب انام کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام علاوہ ازین روز حشر جسکو وہ معبود حقیقی در تحقیق صفت تمہاری دکھا یگا آفتاب عالمتاب سوا نیزے پر آشکار ہوگا ہر خرد و کلان حدت سے

بیقرار واشکبار ہوگا ایک سمت دفترہائے نامۂ اعمال کھلینگے میزان عدالتمین اعمال نیک و بد کے تلینگے کس کو
پیدا کرنیوالے سے سوال وجواب کی تاب ہوگی اے سمنکال اُسوقت کیا جواب دوگی سوال ہوگا کہ شیاطین کو میرا
ہمسر کیا اپنے خدا بنائے کفر و کافری سے اس بیحیائی پر بھی نہ شرمائے تمھارے لات وہبل کہان ہین اسوقت تمھاری
شفاعت نہین کرتے ارے دم خدائی کا نہین بھرتے اے سمنکال اس کفر و کافری کا انجام جہنم ہے وقفہ زیست کا
بہت کم ہے وحدانیت اُسکی یاد کر و اپنے نفس امارہ پر بیداد کرو عمرو نے یہ کلام حسرت انجام جو سامنے سمنکال کے
کہے سمنکال کے رونگٹے کھڑے ہوگئے مثل بید کانپی رنگ چہرے کا متغیر ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین کہا خواجہ
تمھارے کلام فیض انجام نے بیقرار کردیا خانۂ دل کو صفت معبود سے بھرو ہمکو بارے خدا ہین کیا کرون افراسیاب سے
کیونکر جدا ہون میرا پیچھا نہ چھوڑیگا قتل سے منھ نہ موڑیگا عمرو نے کہا ناحق کا انتشار ہے افراسیاب کیا ہے ہزار سے
مسبب الاسباب پروردگار ہے ظالم کے ہاتھ سے مظلوم کو بچاتا ہے ہر مشکل مین وہی کام آتا ہے دیکھو ملک نہرخ وبہار
وغیرہ کا کیا کرلیا ہر مرتبہ انکے قتل پر آمادہ ہوکر بقہر و غضب تمام جاتا ہے وہ رحیم و کریم اُنکو بچاتا ہے سمنکال نے کہا
مجکو دین اسلام کا اعتقاد ہوا مگر خوف افراسیاب دل پر غالب ہے آپ تو جائیے مین تدبیر کرکے آؤنگی اپنی جان
بچانے کی فکر کرکے آپکے لشکر سے ملجاؤنگی عمرو نے کہا ملکہ اعتقاد کامل ہنوا پروردگار کو حاضر و ناظر نہ سمجھا صفحۂ دل
پر اس مصرع کو نقش کرو ع دشمن اگر تو ہست نگہبان قوی تر ست ؛ جب تمھارا خدا سب سے بڑا ہے ایسا ہی دنیا سے
ڈرنا کیا ہے اب سمنکال ہاتھ باندھے سامنے خواجہ کے کھڑی ہے کہ آپ جائین مین کوئی کارنمایان کرکے آؤنگی اگر پنجہ
قابض ہوگا تو سر افراسیاب لاؤنگی مگر افراسیاب خانہ خراب باغ سیب مین تخت پر بیٹھا ہے ذکر قتل
اسد نامدار ہو رہا ہے یکایک خیال آیا کہ دیکھون ساربان زادہ کہان ہے اُس کا کام سے بہرام فلک لرزان ہے
فوراً کتاب اُٹھائی اسمین دیکھا عمرو سمنکال سے کھڑا باتین کر رہا ہے سمنکال ہاتھ باندھے کھڑی ہے
کہ مین کل حاضر ہونگی اطاعت اسلام قبول کی بس افراسیاب غصہ مین کانپا وزیرون نے پوچھا شہنشاہ
خیر تو ہے افراسیاب نے جواب دیا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہے مجکو نادان بنایا ہے سمنکال حرامزادی عمرو کو اپنے ہمین
ملائی ہے نکل جانے کا ارادہ ہے مسلمانون سے ملنے پر آمادہ ہوئی یہ کہکر غصہ مین آواز دی کوئی حاضر ہے ارے جاکر عمرو
و سمنکال کا سر لا سے سرکشی کا مزا چکھا ے پلنگ جادو موجود ہے اُس نے کہا ابھی غلام جاتا ہے چشم زدن مین
دونون کو گرفتار کرکے لاتا ہے افراسیاب جادو نے کہا سمنکال زبردست ہے بادۂ سحر و ساحری سے مست ہے
لڑ بھڑ کر نکل جائیگی تیرے ہاتھ نہ آئے گی مگر یہ شیشہ لیتا جا آب دیدۂ سحر ہے پہلے اسکو پھینک مارنا بعدہ
للکارنا واسطے چند ساعت کے سمنکال بیہوش ہوجائیگی فوراً گرفتار کرلانا پلنگ نے سلام کیا شیشہ آب
لے کر فوراً وہ بے آبرو چلا سمنکال و عمرو باتین کر رہے ہین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال ارے

نمک حرام تو نے دشمن کو اپنے گھر مین بلایا شہنشاہ کا خوف نہ آیا سمنکال نے سر اُٹھا کر دیکھا کہا لو خواجہ غضب ہوا معلوم ہوتا ہی افراسیاب نے کتاب سامری سے دریافت کیا اس بیحیا غلام کو ہمارے قتل کرنے کو بھیجا خواجہ یہ سنکر سمنکال نے چاہا کہ سحر کرے اپنے کو بچائے مگر پلنگ جادو جوش غضب مین شیشۂ آبنا یاب پھینک چکا تھا وہ ٹوٹا ایک قطرہ سر پر سمنکال کے ایک سر پر عمرو کے گرا سنبھل نہ سکی پناہ پانی مشکل ہوئی سر اگر گری گرداب دریاے بلا مین پھنسی پلنگ کمر تک کر گرا ایک پنجہ مین عمرو سمنکال کو اُٹھا لیا طرف افراسیاب جادو کے چلا بروے ہوا بجوش و خروش اُڑا ہوا جاتا ہی صبح کا وقت ہی راہ مین باغ ہی ملکہ گلگون نازک چشم کا چونکہ آجکل حکم افراسیاب کل ناظمون کو پہونچا ہی کہ بروز قتل طلسم کشا سامان لشکر کشی واجب لازم ہی ملکہ گلگون نازک چشم سحر اپنا تیار کر رہی ہی چار سو کنیزین ایک ایک شعلہ بحوالہ آتش کا پر کالہ سحر مین طاق شہرہ آفاق زمین سے تا آسمان دھنوان دھار کسی نے آگ روشن کی کسی نے پانی برسایا کوئی فولادی گولے اُچھال کر اُسکا زور دیکھ رہی ہی کوئی عقاب بنکر اُڑتی ہی کوئی ستارہ بنکر چمکی کوئی بشکل برق کڑکی باغ مین آتش کا ہنگامۂ سحر گرم ہی اُسی راستہ سے پلنگ جادو گزرا گلگون نازک چشم نے سحر پڑھکر بڑے زور شور سے گولہ طرف آسمان کے پھینکا وہ گولہ سینہ پر پلنگ جادو کے پڑ گیا قضا دامنگیر اُسکی کیا تدبیر سمنکال کو ہوش آچکا تھا پلنگ کے مرتے ہی اُسکے پنجہ سے چھوٹی ساحرہ زبردست ہی سحر کر کے ایک جانب بھاگی دل سے کہتی ہوئی قول عمرو تخت نشین ہوا پیدا کرنے والے نے جان بچائی اب افراسیاب کو کیا منہ دکھلا سکتے ہین نہ لشکر اسلام مین جا سکتے ہین دیکھیے تقدیر کیا دکھاتی ہی یہ کہتی ہوئی بھاگ کر ایک درہ کوہ مین گھس گئی حیران و پریشان مضطر و بدحواس مگر نقش اسلام نگین خاطر پر جم چکا خدا واحد ہی یقین واثق ہو گیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری پنجہ سے پلنگ جادو کے چھوٹ کر سامنے ملکہ گلگون نازک چشم کے گرے اُٹھتے اُٹھتے آواز دی بموجب مصرعۂ ہندی ع ہمیشہ دلبر سیمان مبارک باشد: ملکہ گھبرا کر دیکھنے لگی دیکھا ایک گھبرا پڑا تڑپ رہا ہی ایک سمت لاشہ پلنگ جادو کا تڑپ کر سرد ہو چکا ہی گھبرا کر ملکہ نے پوچھا ای شخص تو کون ہی عمرو رونے لگا کہا بیان تو ن آپ لوگون کا ہاتھ دیکھنے والا ملکہ نے پوچھا یہ کیا معرکہ تھا کہا حضور میرے بھائی کی جیب مانگی تو مارنے کو دوڑے یہ کہکر چلے تھے کہ اب رات بھر تمھیں چھوڑونگا حضور میرا منھ چھوتے تھے گلے لگائے لیتے تھے میری پشت پر ہاتھ پھیرا مین چیخنے لگا بس خدا معلوم کیا کر دیا مجکو لیکر آسمان پر بلند ہو گئے کنیزین ہنسنے لگین کہا ای ملکۂ عالم کوئی حسن پرست ہوگا مگر یہ کیا حماقت کہ بدون رضامندی کیے ایسے امر کا ارادہ کرنا ملکہ نے کہا چپ رہو بیہودہ نہ بکو نگوڑا کوئی ظالم ہوگا میان گویے صاحب کچھ ہمارے سامنے گاؤ عمرو نے کہا حضور مین اب توبہ کر چکا ہم تو سمجھتے ہین اس جلسے مین چار پیسے کما کر کھائین اب

ثابت ہوا کہ کمال باعث زوال ہی کنیزون نے کہا ہماری ملکہ صاحب فیاض وسخی ہین ایک چیز سنکر صد ہار وپے دیدیتی ہین وہ حرامزادہ کوئی جلاد صاحب بیداد ہوگا عمرو نے کہا حضور اب پہلے لمبا ئیگا تو گا ڈنگا ملکہ نے کہا تمکو بہت کچھ ملیگا کنیزین بھی گرد آن کے جمع ہوگئین ملکہ نے چند اشرفیان سامنے عمرو کے پھینکدین عمرو نے دیکھا سارا جلسہ لباس فاخرہ سے آراستہ ہی عرض کی ذرا سازندون کو حکم ہو جائے مگر میرے گھر مجکو پہونچوا دیجیگا گا بڑھیا نانی دروازے پر کھڑی ہوگی رات کو مین ڈرتا ہون جورات کو وسطے بیشاب کے اُٹھتا ہون تو نانی کو پکار لیتا ہون اور حضور اب تو مین بنیے کی دوکان سے سودا لیکر چلا آتا ہون کنیزین قہقہہ مار کر ہنس پڑین کہا حضور یہ تو بڑے بہادر ہین مگر نام تو پہلے بتا دو کہا حضور استاد خورد برد ہمارا نام ہے رات بھر گشت کرتا ہون بڑی بڑی تانین لیتا ہون باپ ہمارے بڑے گویے تھے میاں تان توڑ خان کا پرد تا ہون نانی نے مجکو تبلانا بھی سکھلایا ہی ہماری نانی خالہ امان کے ساتھ مجرے مین جاتی ہین وہان سے روپیہ لاتی ہین ہمین خوب دودھ ملیدا کھلاتی ہین یہ میان جادو گر صاحب ہمکو گھر سے بلالائے بی ہمسائی نے کہا تھا استاد خورد برد لونڈے بازون سے بچے رہنا سب ٹھٹھے مار کر ہنسین کہا استاد خورد برد واہ گاؤ اپنے نام کی پیروی کر دکھچھ کھاؤ کچھ بجاؤ کہا حضور خوب راضی کرینگے سامنے نرگس خواص بیٹھی تھی موٹی سی گڑیل جوان پھوے پھوے گال اُسکی طرف دیکھکر میان خورد برد بہت ہنسے کہا حضور یہ حکم دین تو مین گاؤن ملکہ نے کہا میان خورد برد اسکے کیا منے ہمارا کہنا ناگوار ہی بی نرگس کا بڑا اختیار ہی کہا حضور میری جورو کی صورت انسے بہت ملتی ہی کوٹھے پر ہر وقت وہ کھڑی رہتی ہی جب جورو امان کہکر پکارتے ہین ہنستی ہوئی چلی آتی ہی مگر ابھی دودھ نہین پلاتی ہی اسی وجہ سے ہم دُبلے ہین نانی نے سمجھا دیا ہی کہ بیٹا روپیہ کما کے لاؤ تو تمھاری شادی کرین جب جورو دودھ پلائیگی موٹے ہو جاؤ گے نہین عمر بھر دبلے رہوگے جفائین سہوگے ملکہ اور خواصین اسقدر ہنسین کہ پیٹ مین درد ہونے لگا ملکہ نے کہا بی نرگس اپنے خصم کے قریب آبیٹھو گا نیکا حکم دو وہ خواص ہنستی ہوئی قریب آبیٹھی آپ مسکرا کر کہا بی ذرا پیٹ پر ہاتھ رکھدو کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے نرگس نے پشت پر ہاتھ رکھا میان خورد برد نے دانت نکوس کر کہا ہین ذرا سا دودھ پلا دو یہ کہکر چھاتیون کی جانب ہاتھ بڑھایا نرگس نے ہٹ نگوڑے کہکر ڈھکیل دیا مگر ہنس دیے کنیزون نے کہا میان استاد خورد برد آج گا رات کو تمھارے پہلو مین جورو کو سُلوا دینگے دودھ بھی پلوا دینگے اب تو خواجہ بن

امیہ ضمری نے اٹھائی بیقراری مین یہ غزل بجائی **غزل**

گل اُس نگہ کے زخم رسیدون مین مل گیا گر بعد فقر پھر سگِ دنیا ہو افقیر		یہ بھی لہو لگا کے شہیدون مین مل گیا کمبخت پاک ہو کے پلیدون مین مل گیا	

دکھلائے کہکشان سی فلک چاک سینہ رات — اُس ماہوش کے سینہ دریدون مین مل گیا
اِس شکل سے ہوا وہ طلبگار دیدِ یار — صاف آئنہ کا دیدہ ندیدون مین مل گیا
حُبِ حسین دوق وہ شی ہی کہ جس سی حر — تھا گرچہ اشقیا مین شہیدون مین مل گیا

دیگر

دائم اسیر در دز گردون دلِ من است — در بزم غم پیالۂ پر خون دلِ من است
از جستجو نشان وصالت نیافتم — وصلت مراست لیلی و مجنون دلِ من است
خونِ دلم گذشت ز جیحون و کم نشد — از صد محیط قطرۂ افزون دلِ من است
نرگس شنید نالۂ زارم ز ہوش رفت — فریاد رفت بادۂ گلگون دلِ من است
مخفی دلم ز نغمۂ شوق آشنا شد — ہنگامۂ شکایت و افسون دلِ من است

وہ وہ غزلین عمرو نے گائین کہ ملکہ گلگون نازک چشم کی آنکھون سے آنسو جاری عاشق تنون کے دل کو بیقراری کوئی آہ کرتا ہی کوئی واہ کنیزین بلائین تیتی ہین انگوٹھی اُتار کر دیتی ہین خواجہ بھی کسی کی گود مین جا بیٹھے کسی کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے احمق ہیں تو ف سمجھکر وہ بھی سنتی ہین بعضی آوازہ کستی ہین میان استاد خوردبرد تم تو ہر دل عزیز ہو پیاری چیز ہو گلگون نازک چشم نے کہا میان استاد خوردبرد ہماری نوکری کرو اسی باغ مین مثل بوکے سبو تمھاری شادی کردینگے عمرو نے کہا اب ہم زیادہ نہ ٹھہرینگے اب ہمارے نشہ پانی کا وقت آگیا بھٹی پر جائینگے وہان دو چار چیزین گائینگے ٹکے کا ٹھرا پی کر گھر کی راہ لینگے بنیے کے یہان سے سودا بھی خریدنا پڑتا ہی قرض کے سبب سے بنیا روز لڑتا ہی ملکہ نے کہا کمبخت غریب ہی اس کمال پر بدنصیب ہے کہا ارے ہم تجکو بہت کچھ دینگے روز بنیے کے یہان نجانا پڑیگا جنس غلہ بھروا دینگے تیرے گھر بھر کی خبر لینگے عمرو نے کہا واہ حضور ہنسے جے چیزین گائی ہین وے پیسے ہم لیکے ٹلینگے اور اڈھا ادھار و کا منکا دیجیے ہم بھی ہین آپ بھی پیجیے ملکہ نے کہا لاؤ گلا بیان گلا بیان سُرخ الماس نگار لاکر رکھے گئے ساقی بچے موجود ہوئے ملکہ نے کہا لو میان استاد خوردبرد جسقدر چاہو پیو عرض کی حضور ساقی ہین بنائیے ہم ساقی ہونگے کسی کو باقی نہ چھوڑینگے نشہ بن گانے کی کیفیت ہوگی پھر اور ہی صورت ہوگی ملکہ نے کہا اچھا تمھین اختیار ہے اتبو خواجہ نے شراب کو الٹ پلٹ کرنا شروع کیا نمک سرکاری ملایا جام بھر کر ملکہ گلگون نازک چشم کو دیا ملکہ خوش ہوکر پی گئی سب کنیزین مصاحبین چاہتی ہین کہ جلد شراب کا خاتمہ ہوگا نا اس ظالم کا تمنین عمرو ایک کو شراب پلاتا جاتا ہی اشعار عاشقانہ پڑھتا جاتا ہی ملکہ گلگون نازک چشم کو وزیرزادی سے کہہ رہی ہے کہ اس کمبخت کو روپیہ بہت سا دینگے کوئی راستہ مین چھین لیگا چوبدار ہمراہ کرکے ایک توڑا روانہ کیا جائے چوبدار جاکر اس کے ماں باپ سے کہدے کہ یہ اب خدمت مین ملکہ کی رہے گا ایک دن شہنشاہ افراسیاب کو صحبت مین

بلا ئینگے اس کا گانا سنوا ئینگے کنیزون نے کہا حضور وہ حسن پرست ہین اسکا پیچھا نہ چھوڑینگے فوراً لیجا ئینگے
محفل مین ہنسی دلگی ہورہی ہے عمرو سبکو شراب پلا رہا ہے رنگ اپنا جما رہا ہے کبھی گاتا ہے کبھی بھاؤ بتاتا ہے اب یکایک
بیہوشی نے سب پر تاثیر کی نرگس کی ٹکٹکی بندھ گئی شمشاد قد اکڑکے اُٹھے تالیان بجا بجا کر گانے لگے خود بھی بھاؤ
بتانے لگے غنچہ دہن کی زبان بند سوسن کی زبان درازی موقوف ہوئی سنبل نے موے سر کھول دیے آپسمین
دست درازی ہونے لگی کسی نے کسی کی چوٹی پکڑی کسی نے پاجامہ اُتار کر پھینکدیا ہنستی ہوئی ننگی بھاگی کوئی
چمن مین جاکر بیہوش ہوئی کوئی جوش مین نشہ کے حوض مین پھاند پڑی غرق دریاے خجالت ہوئی اب محفل
کی [illegible] گر کسی کی آنکھین غلہ سی نکلی ہوئین کوئی اُچلتی ہے کوئی کودتی ہے ایک نے کہا بوا تیری چار آنکھین ہین
جس نے جواب دیا بوا نوج کتیا چہار چشم ہوتی ہے تو خیلا چار آنکھین کہان ہین دو آنکھین تو ظاہر ہین دو آنکھین کیا
تیرے کلیجے مین نہان ہین اُس نے جھنجھلاکر دو انگلیان اُٹھائین کہا دیکھ دونون وہ ہین اور دو یہ ہین یہ کہکر
دو انگلیان اُسکی آنکھون مین گھسیڑ دین وہ ہاے ہاے کہکر گری کہا حرامزادی خدا کرے تیرے بھی دو بدے
چشم ہون کوئی کہتی ہے ای بوا میرے ہاتھ پکڑلے مجھے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے ایک کہتی ہے میری آنکھون مین
اندھیرا آتا ہے اب جا بجا گر گر کنیزین بیہوش ہونے لگین آپسمین لڑ رہی ہین صحبت مین ہنگامہ ہلڑ فساد کہین داد بیداد
گلگون نازک چشم غصہ مین جھنجھلاکر مسند سے اُٹھی کہتی ہوئی کہ حرامزادیو میری محفل تمنے بازار بنادی عمرو نے بھی
کہا ہان ملکہ لینا جیسے ہی نازک چشم اُٹھی بیہوشی تاثیر کر چکی تھی گر کر بیہوش ہوئی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
جھپٹکر پکڑ کر تمام کپڑے سب کے اُتارنے لگا اباسی تارکر قتل بھی کرتا جاتا ہے ناشے پھڑک رہے ہین خونریز گرفتار بلند ہے
تیر غل پکار ہے ہین کچھ تدبیر نہین بنتی سنگباری برنباری ہورہی ہے دس بیس کنیزون کو قتل کرکے اب عمرو
چلاکہ گلگون نازک چشم کو قتل کرون وہان افراسیاب نے باغ سیب مین بیٹھے بیٹھے وزیرون سے پوچھا ہمنے
پلنگ جادو کو برائے گرفتاری سمندکال و عمرو عیار کے بھیجا تھا عرصہ ہوا پلٹ کے نہین آیا یہ کہکر کتاب
سامری اُٹھائی وہ مضمون دیکھا کہ زندگی پر حرف آیا منہ پیٹ لیا یہ کہکر اُٹھا یار و غضب ہوا پلنگ جادو
مارا گیا عمرو باغ مین گلگون نازک چشم کے خون کے دریا بہا رہا ہے اب اسکو قتل کیا چاہتا ہے مین خود جاتا ہون
ہر چند وزیرون نے کہا کہ ہم جائین عمرو کو باندھکر لائین افراسیاب جادو نے کہا وقفہ بہت کم ہے سوای ما بدولت
کے کوئی نہ پہونچ سکیگا یہ کہکر غصہ مین بلند ہوا مگر کتاب مین دیکھا کہ عمرو نسبجہ کھینچکر قریب گلگون نازک چشم
پہونچ چکا ہے نعرہ کرتا ہوا چلا خبردار اے سارباں زادے گلگون نازک چشم کو قتل نہ کرنا ورنہ بوٹیان کاٹ
کاٹ کر کھا جاؤنگا دنیا مین ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑونگا عمرو سمجھا تھا کہ گلگون نازک چشم کو قتل کرے کہ نعرۂ
افراسیاب کی آواز کان مین آئی اور دیکھا کہ قریب سر کے آچکا عمرو بھاگا افراسیاب جادو نے کہا لینا

عمرو اُچک کے ایک صندوقچی مین آیا افراسیاب ڈپکارا عمرو صندوقچی سے نکلکر بارہ دری مین گیا افراسیاب دوڑا قصر وہان متعدد تھے عمرو بھاگ کر ایک کوٹھری مین گھس گیا اندر سے زنجیر بند کرلی کوٹھری مین ایک جانب دیکھا چاندنیان دریان بہت سی پڑی ہین اُن سب کو اُٹھاکر اپنے اوپر ڈال لیا آپ ہین مخفی ہوا افراسیاب چہار طرف دوڑا جب عمرو کو نپایا پلٹ کر ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کیا گلگون نے اٹھتے اُٹھتے کہا استاد خورد برد خوب گاتے ہو دل کو لبھاتے ہو پھر وہی شعار آبدار عاشقانہ سنائیے ایسے مضامین سے دل روشن ہوتے ہین ایک سے ایک شعار انکا بہتر ہی نیر اقبال اوج پر ہے افراسیاب ایک دوہتڑ مارکہا کیسا استاد خورد برد آنکھ تو کھول قتل ہوگئی اور نام خورد برد پر افراسیاب بہت ہنسا کہا عمرو روز نام نئے بناتا ہی جیسے صورت بدلتا ہی اب ملکہ گلگون نازک چشم گھبراکر اُٹھی دیکھا صندوقچہ لاشے کنیزون کے پڑے تڑپ رہے ہین اب تو جو کنیز اُٹھی پیٹتی ہوئی اُٹھی کوئی کہتی ہے ہے میری بوا کیا ہوئی کوئی کہتی ہی کم سنی مین میری بھی ماری گئی گلگون نازک چشم نے کہا اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہی افراسیاب نے کہا عمرو تمھارے باغ مین پہونچا مین حیران ہون یہان کیونکر آیا مین نے داستگرفتاری سمنکال دعمرو عیار کے پلنگ جادو کو روانہ کیا آخر پلنگ کیا ہوا گلگون نے کہا شہنشاہ مین اور کچھ نہین جانتی مگر ایک جادوگر گوے کو پنجہ مین دبائے ہوے جاتا تھا مین سحر تیار کر رہی تھی گولا سپر پڑگیا وہ مرکر گرا ایک ساحرہ اور بھی تھی وہ فوراً نکل گئی گویا باغ مین گرا مین نے اُسکو اُٹھایا اُس نے ایسی بھولی باتین کین کہ ہم سب ہنستے ہنستے بیقرار ہوے آخر وہ خوب گایا شراب پلائی اب جو آنکھ کھلی حضور کو دیکھا افراسیاب نے کہا وہ عمرو عیار تھا تمنے غضب کیا میرے جادوگر کو مارا سمنکال پیہ سے نکل گئی اُس حرامزادی نے اپنے گھر مین عمرو کو جگہ دی یہ بھی یقین ہی مطیع عمرو ہو چکی تھی کہ پلنگ نے جاکر دونون کو گرفتار کیا معلوم ہوتا ہے وہ یہان پر تمھارے ہاتھ سے مارا گیا عمرو نے گویا بنکر بیہوش کیا مین نے کتاب سامری مین دیکھا فوراً آکر تمکو بچایا لیکن اب ملکہ گلگون نازک چشم عمرو بھاگ کر انھین مکانون مین چھپ گیا ہی مین نے ڈھونڈھا نہین دستیاب ہوا ان کنیزون کے لاشے اُٹھواکر پھنکوا دو کل مکان اچھی طرح تلاش کرو شاید نکل گیا ہو مین جاکر اطراف مین تلاش کراتا ہون مگر افسوس یہ ہی کہ عمرو سرحد باغ سیب مین آگیا تم بھی جادوگرون کو داستگرفتاری کے بھیجو گلگون نازک چشم یہ حالات حیرت آیات سُنکر گھبرا گئی عرض کی اے شہنشاہ آخر عمرو سرحد باغ سیب مین کیونکر آیا افراسیاب جادو نے کہا حرامزادی سمنکال جادو اُٹھاکر اپنے باغ مین لائی نہین معلوم دوستی سے یا دشمنی سے جسوقت سے اسکی بھانجی مسلمان ہوئی اُسدن سے اُس کے ہوش پراگندہ ہین شاید عمرو نے اُسکو تسخیر کرلیا ہا تین اسکی سحر آمیز ہین سامری جمشید اُس ظالم کی باتون سے بچا مین اے گلگون

بہت ہوشیار رہنا عرض کی اب حضور لونڈی سمجھ گئی کوئی غیر میرے باغ میں نہ آسکیگا اسا حریبھی برائے تلاش عمرو وسمنکال روانہ کرتی ہوں افراسیاب بخوبی سمجھا کر چلا گیا اب گلگون نازک چشم کا جو مقام عیش و راحت تھا عمدہ ہو گیا یا تو سرو ہائے باغ غم سے آزاد تھے اگر رہے تھے قد معشوق کی شان دکھاتے تھے یا شکل آہ معلوم ہونے لگے گل شکل شعلہ ہائے آتش پنجوں سے چنگاریاں نکالتی ہیں شاخوں پر مارغم والم شکل کمان غم نخل پا بہ گل باد صبا خاک اڑاتی ہے ہر گوشہ چمن سے درد بھری آواز آتی ہے کاخ محل رنج و مصیبت سارے باغ سے ظاہر آثار حسرت گلگون نازک چشم لانے سب کے اٹھوا کر اپنے مقام سے اٹھی کنیزوں کو ساتھ لے کر مکانوں میں پھرنے لگی ہر گوشہ میں ڈھونڈھتی رہی کسی کا نشان جو نہ پاتا تھا ساتھ والیوں سے کہتی تھی صاحبو شمشاد نے ناحق پریشان کیا یہ کہدیا کہ عمرو یہیں ہے اس فکر نے شکل آئینہ حیران کیا اب اس نگوڑی کا دیدہ دلیر ہوا سب کو قتل بھی کیا اور ہمارے باغ میں بیٹھا بھی رہا ہمتے تو کبھی دیکھا نہ تھا نام بھی نگوڑے عمرو کا سنا تھا ورنہ کیا مجال تھی جو عیاری کرتا شمشاد اسقدر احمق ہے کہ سو مرتبہ اسپر عیاریاں کر چکا اور ہر طرح طرح کی صورتیں بنا کر آتا ہے عیاریاں کر جاتا ہے اور وہ پر ظن کرتے ہیں اُنسے زیادہ بیوقوف کون ہے مگر مکانات جو گلگون نے کھولے پتوں کے کھڑکنے کی صدا بلند ہوئی جھروکے اس اندھیری کوٹھری میں گھبرایا ہوا تھا کوئی اس مکان کو کھولیگا تو گرفتار کر لیجائیگا عمرو نے مع اسباب اپنے کو زمین پر گرایا اوندھا لیٹا نقش زمین بنگیا سینہ میں کوئی شے چبھی عمرو نے ہاتھ سے ٹٹولا معلوم ہوا قفل لگا ہے عمرو نے دشمن کو چاک کیا دیکھا زمین میں ایک دروازہ لمبے چوڑے ہیں بڑا سا قفل لگا ہے خواجہ عمرو سوچے اسمیں خزانہ رکھا ہوگا قفل کاٹیں خزانہ میں چلیں دو چار کوڑی کا روزگار کریں یہ سوچکر زمین پر ہاتھ مارا لاکھ انجیاں نکالیں صدہا رون کنجیاں آپکے پاس رہتی ہیں ایک کنجی قفل میں ٹھیک آئی اُس سے قفل کھولا دروازہ وا کیا خواجہ عمرو اندر آئے دیکھا نہایت اندھیرا ہے اپنا ہاتھ اپنے کو نہیں سوجھتا سیڑھیاں پختہ اُنکدے اترتا ہوا اگر تیا پڑتا بعد عرصہ دراز انجام پر سیڑھیوں کے پہونچا دیکھا ایک دروازہ لگا ہے اسمیں بھی قفل لگا رہتہ ہے اسکو بھی عمرو نے کھولا باہر نکلا دیکھا مختصر سا ایک صحرا سبزہ زار جا بجا چشمے چھوٹے چھوٹے مقام سرسبز و شاداب دور سے دروازہ ایک باغ کا معلوم ہوتا ہے شکل آغوش عاشق وا عمرو گلیم اوڑھے ہوئے اُس صحرا کو طے کرتا ہوا دم بدم محبت باغبان قضا و قدر کا بھرتا اور باغ پر پہونچا مگر حیران و پریشان دل سے کہتا ہے عمرو عیاریات سر حد باغ سیب میں آکر پھنسے احکم الحاکمین بچائیگا دیکھے یہاں سے کیونکر نکاسی ہوتی ہے چلو اس باغ کو بھی دیکھیں اسمیں کون رہتا ہے یہ سوچ کر عمرو اندر باغ کے آیا مگر واضح رہے کہ خوف سے یہاں کے عجائب و غرائب کے گلیم سر پر دل مضطر صورت آئینہ حیران شکل زلف پریشان دل میں تمنا کہ نہ تھا قتل اسمدنا مدارتیب ہے ہم اس بلا میں مبتلا اسکی رہائی کی صورت حافظ حقیقی پیدا کریگا دہن

آرزو گلہائے مراد سے بھر لیگا اس خیال مین آنکھون سے اشک حسرت ٹپکتے ہین سوز فراق اسد غازی مین استخوان جل رہی ہین اپنی جان کا خیال غربت مین آن کر اکیلے پھلنے اسکا ملال کبھی ملکہ مہرخ و بہار کو یاد کرتا ہی اپنے خدا سے فریاد کرتا ہی کہ پروردگارا ان سب کو نیچہ ظلم افراسیاب سے بچانا صورت روز سیہ نہ دکھانا عمرو تو روتا ہوا گلیم اوڑھے ہوے کبھی اس باغ مین جانیکا قصد کرتا ہی کبھی ڈرتا ہی مگر افراسیاب جادو ملکہ گلگون نازک چشم کو ہوشیار کرکے باغ سیب مین آیا مشیران سلطنت دوزیران اہبت نے پوچھا ای شہنشاہ کیا معرکہ گزرا افراسیاب جادو نے آہ سرد دل پر درد سے کھینچی کہا یارو عجب معرکے درپیش ہین ہزار طرح کے بادولت کو پس و پیش ہین اول تو اٹھارہ سو ملک کے ناظمون کو نامے لکھنا مناسب ہین کہ بروز قتل اسد غازی اگر شریک ہون اس سرکش کے قتل کو دیکھین ہر ملک کے ہنگامے موقوف ہون جسدن سے اسد غازی نے طلسم ہوش ربا مین داخلہ کیا ہی ہر شخص کے یہی زبان پر ہی کہ یہ نوجوان فتاح طلسم ہوش ربا ہے طرف شہر نا پرسان کے آیا وہان بھی اس جوان نے جرات دکھائی حیرت نے گرفتار کرا منگایا کتاب قدیم سے تصویر اسی جوان کی نکلی عورت کی عقل ناقص اوسی وقت قتل کر ڈالتی مگر صحرای حیرت مین قید کیا وہان ملکہ مہ جبین الماس پوش پر عاشق ہوئی صندل جادو کو اسد غازی نے مارا اہالیان طلسم کو درد پیدا ہوا اصاف صاف کتاب مین لکھا تھا کہ قاتل صندل جادو فاتح طلسم ہوش ربا ہی سامری نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہی مگر یارو سامری جمشید ما بدولت کی شوکت سے آگاہ نہ تھے ورنہ ایسے کلمات مہملات کبھی نہ لکھتے کسکی مجال ہی کہ طلسم ہوش ربا پر نگاہ ڈالے چند لونڈے یا غلام باغی ہوے میرا کیا کرسکتے ہین سب لوگ بہبودہ بکتے ہین سمنکال حرامزادی شریک ہوگئی تو میرا کیا کرسکتی ہی ارے ارژنگ جادو بارہ ہزار فوج لے کر جلد جا سمنکال فلان فلان درہ کوہ مین مخفی ہی مجکو یقین کامل ہی کہ عمرو سے ملگئی ہی ایسا نہو کہ اس حدسے عمرو نکال لیجاے اب سارہان زادے کو بھی تلاش کرکے قتل کرونگا سر حد باغ سیب سے نہ نکلنے دونگا اول مین سرحد طلسم ہوش ربا دریاے خونخوار ان دیو پریزادان تھا اسکو دختر کوکنے مٹایا خاک مین ملایا اب یہ سرحد باغ سیب ہی بدون میرے حکم کے کیا مجال جو نکلجاے مگر چار حرکہ قدیمی ہین علم سحر مین ہوشیار ہین وہ البتہ لیجا سکتے ہین بس مجھے بڑا خوف سمنکال جادو کا ہی ایسا نہو عمرو کو نکال لیجاے سمنکال سے شریک ہونے مین بڑا فتور ہی اس نالائق کو اپنے سحر پر بڑا غرور ہی ارے ارژنگ جادو جلد جاؤ فلان درہ کوہ مین یقین ہی کہ مخفی ہی جلد تسکین باندھکر لانا ہماری خدمت مین پہونچانا مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اب سی کا پاس نہ کرونگا ارژنگ جادو بارہ ہزار سواران غضبناک لیکر اے تلاش سمنکال روانہ ہوا سکو راہ مین چھوڑیے گرخواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار مت طفرہ سرا

بسم اللہ کہکر اندر باغ کے داخل ہوئے دیکھا باغ وسیع و دلکشا نخل بار دار پھولونپر نئی طرح کی بہار جوانان چمن اکڑ رہے ہین نہرین موج مار رہی ہین طائران بے زبان صفت ایزدمنان مین مصروف سبزہ چمن کو اعتقاد وحدانیت معبود کی صفت نوکنے بان خوابیدہ نہین بیدار ہی ہر لوک سبزہ سے ثابت ہی کہ اوصاف مین سبز بختان چمن کے زبان کھولا چاہتا ہی غنچہ چٹک کر بولا چاہتا ہی عندلیبان خوش نوا پھول پھول کر شاخہاے گل پر زمزمہ سرائی مین ترزبان نخل سرو پر قمری طوق اطاعت بگردن سبز بختان چمن کی مدح خوان چمنستان مین جابجا زیر نخل پھولون کے انبار ایک جانب کیلون کی قطار صاف ثابت ہی کہ خوبان سبز پوش تباہی اخضری در بر سبزی و شادابی چمن پر جھوم رہی ہین

نظم

سجدۂ شکر مین ہے شاخ ثمردار ہر ایک	دیکھکر باغ جہان مین کرم عزوجل
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض	ڈال سے پات تلک پھول سے لیکر تا پھل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کے بیچ	آبجو قطع لگے کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہے گل نورستہ کی رنگ آمیزی	پوشش چھینٹ قلمکار بہر دشت و جبل
عکس گلبن یہ زمین پر ہی کہ جسکے آگے	کارنقاشی مانی ہی دوم و ہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہاے تگرگ	ہار پہنانے کو شجار کے ہر سو بادل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے	لوٹے ہی سبزے پہ از بسکہ ہوا ہی بیکل
شاخ مین گل کے نزاکت یہ بہم پہونچی ہے	شمع سان گرمی نظارہ سے جاتی ہی پگھل
جوش روئیدگی خاک سے کچھ دور نہین	شاخ مین گاہ مین کے بھی جو پھوٹے کوپل
حد ایام کے پیش از مدد نامیہ سے	بچہ مرغ چمن نخم سے آتا ہی نکل
دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار بہم	بہمان نشو و نما کرنے مین ہی ضرب مثل
چشم نرگس کی بصارت کی زبس ہی درپی	غنچہ لالہ نے سرمہ سے بھری ہی مکحل
اسقدر محو تماشا ہی کہ نرگس کی طرح	چشم بیمار گلستان مین جھپکتی نہین پل
آبجو گرد چمن لمعہ خورشید سے ہے	خط گلزار کے صفحہ پہ طلائی جدول
لڑکھڑاتی ہوئی پھرتی ہی خیابان مین نسیم	پانون رکھتی ہی صبا صحن مین گلشن کے سنبھل

اس باغ جنت نظیر کو خواجہ نگاہ حیرت سے دیکھکر حیران کہ سبحان اللہ کیا صنعت قضا و قدر ہی و بعد طلسم ہوش ربا اسقدر ہی کہ زمین کے اندر مکانات اسقدر رفیع و وسیع جابجا نازنینان مہ جبین پھر رہی ہین ابھی تک خواجہ گلیم اوڑھے کنج باغ مین کھڑے ہین اس فکر مین ہین کہ کوئی کنیز اسطرف آئے اُسکی صورت بنکر جاؤن

چونکہ صبح کا وقت ہر ایک سہ پارہ آنکھین ملتی ہوئی اٹھی ہر کوئی حوض پر منھ دھو رہی ہر کوئی کسی پکارتی ہے
کہ ارے سنبل کس پیچ مین ہی رات بھر تو غائب ہی اب صبح کو بھی آئیگی یا نہین یا اندھیر مچائیگی ایک پکارتی ہے
ہوا نرگس اٹھو آنکھین کھولو نرگس نے انگڑائی لیکر کہا خدا کرے تیرے دیدے پتم ہو جائین سونے نہین دیتی
تڑکے سے اودھم مچایا ہی شبنم کا جاکر منھ دھلا شمشاد اکرتی ہوگی اسکو بلا کنیزون مین یہ ہنگامہ ہین
خواجہ تماشا دیکھ رہے ہین ایک کنیز کو دیکھا پھولے پھولے گال بوٹا سا قد دوپٹہ ڈھلکا ہوا سوتے
سوتے اٹھی لٹیا ہاتھ مین لیکر بولاتی ہوئی کنج باغ مین آئی ایک نخل کے نیچے پایجامہ کھولکر بیٹھ گئی چھل چھل
موتنے لگی عمرو نے منھ پھیر لیا جب وہ پیشاب کرکے اٹھی پایجامہ باندھنے لگی خیال مین آیا اسکو تو بیہوش
کرو اسکی صورت تک چلو مگر سوچے کہ اس کمسن نوجوان کے واسطے بیہوشی کا خراب کرنا سراسر حماقت ہے
گلیم اوڑھے تھے سر کھول دیا اور آدھے آدھے ہاتھ کھول کر جیسے ہی سامنے اسکے آئے اسنے دیکھا ایک
سر اور دو ہاتھ میرے سامنے آتے ہین ہائے کہکر گر پڑی اور بیہوش ہوگئی عمرو نے لباس و زیور اتار لیا
اٹھا کے کنیز کو زنبیل مین ڈال لیا اس خیال سے کہ کسی رئیس کے ہاتھ اسکو فروخت کرینگے گوشہ مین آئی
رنگ روغن عیاری لگاکر اسی نازنین کی صورت بنکر تیار ہوئے وہی خال وہی قد و قامت وہی
کرشمہ بھولی بھولی صورت اگر اسکی ماں بھی دیکھے تو نہ پہچانے لیٹا ہاتھ مین لیکر خرامان خرامان چلے دو چار
پھولی توڑ کر انگیا مین رکھے جب صحن مین آئے ہر صحنچی کے آگے ایک ایک پلنگڑی بچھی ہو کوئی خالی ہو کسی پر نازنین
مہ جبین لوٹ رہی ہو کوئی اٹھ کے بیٹھی ہے ڈلی کتر رہی ہو لٹیا اٹھا کے کلی کی گلوری منھ مین رکھی بعضی کچھ اٹھی
لوٹا ہاتھ مین لیا طرف بیت الخلا کے بھاگی اب حیران ہین میری صحنچی کونسی ہے نام میرا کیا ہے کہ ایک نے پکارا ارے گلرو
جلدی خراغت کرکے چل ملکہ زمین کن بلا رہی ہین عمرو نے گھبرا کر کہا بوا ابھی تڑکے تڑکے ہوش بھی درست
نہین ہوئے تو نے کانون کا کانون کرکے اور پریشان کیا یہ تو بخوبی سمجھ گئے کہ مین گلرو خواص خاص کی صورت
پر ہون پکار کر کہا خیلہ یہ تو بتا ارے میری صحنچی کونسی ہے ایک نے کہا ارے ادھر آ تیرے مرنے گھنپلی یہ جگہ ہی
جو کچھ رات کو کھاتی ہو وہ بھی بھول جاتی ہو مستانی ابل پڑی ہی اپنے رہنے کی جگہ بھول گئی ہی ایک نے کہا بوا
بی گلرو توشے خانہ کی مالک ہین ساری مندرسل انھین کو ملتی ہی انکی نانی ڈھنڈھورن روز صبح کو ڈوپٹے
پایجامہ لیکر گدڑی بازار مین جاتی ہی پرانے کپڑے بیچ لاتی ہی دھوبڑون کو جا مدانی کے انگرکھے بناکر پہناتی ہی اپنی
آج صحنچی بھول گئی آنکھون مین چربی چھائی ہی بی گلرو بھول گئین خواجہ بھی تڑاق پڑاق جواب دیتے ہوے
کسی کا گال نوچ لیا کسی پر گلوری کا اگال پھینکدیا ہائے ظالم کہکے کسی کے سینہ پر ہاتھ رکھدیا کسی مارنے کو
پلنگون سے جوتی اتاری کسی پر پیک تھوکدی لڑتے بھڑتے اپنی صحنچی مین آکر بیٹھے دروازہ بھیڑ لیا گٹھریان

اُٹھا اُٹھا کر زنبیل مین رکھین صحنچی کو اسباب سے صاف کر دیا بیٹھکر کنگھی چوٹی کی مسی ہونٹون پر ملی بن سنور کر باہر نکلے صحنچی مین قفل لگا دیا کہ کوئی یہ نہ دیکھے کہ صحنچی مین اب بوریا تک نہین باقی ہی کہ یکایک ہلڑ ہوا کہ ملکہ ماران زمین کن بیدار ہوئین چوبدار نے آواز لگائی ارے جلد آؤ ملکۂ عالم اُٹھین آگے منھ ہاتھ دھلواؤ چوکی پر لیجاؤ عمرو سب کے ساتھ ہنستا ہوا مسخراپن کرتا ہوا سامنے بارہ دری کے آکر پھونچا دیکھا پردہ ہائے زربفتی کنیزون نے باندھے بارہ دری مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ چوگھڑے جگمگ دان عطردان باندان گلدستے باسی اُٹھاکر پھینکدیے تازے گلدانون مین رکھدیے کنیزان ماہرو پنجۂ مژگان سے فرش پر جاروب کشی کر رہی ہین مسند ناز پر ایک ماہ پارہ بصد ناز و ادا جلوہ فرما ہے جبین مہین خورشید تابان عارض ماہ درخشان نگہ پر ستارۂ سحری کو آنکھین دکھانے والی صف مژگان تیر اندوز پیرائے قتاب عاشقان مطلع ابرو قریب چشم خونخوار نہایت سوزون کلیجہ فگار ہونے کے مضمون ظاہر ہین ہم خنجر بران ہین اس اشارے سے بھی ماہر ہین قد سرو باغ دلبری پر اما مین خوبروئی نظم

قامتے در خوشی چو عمرو راز		ہوس انگیز تر ز عشق مجاز
بر چو ناریج تو بتل خرمست	سخت رستہ ز صحبت دل سخت	روے گلرنگ داد گل بارنگ
دہنش تنگ با شکر و تنگ	سر در آوردہ ابروانش بکار	چون مقابر بہ کعبتین قمار
ہر طرف کابرو نجم کردہ	آرزو بیش و ہوش گم کردہ	چون بدنبال چشم کردہ نگاہ
پردہ صد رہروندہ پا از راہ	طرہ را سبز دہ بخونخواری	چشمہاے وزم ز بیماری
برفرش دور باش و غمزہ خدنگ	لعل در آشتی و عشوہ بجنگ	نیم فرد دیدہ خندہ زیر لبش
کردہ تعلیم دزدی عجبش	سخن تلخ در لبش چو نبات	مرگ را داد چاشنی ز حیات
لعل او کردہ برشکر سیری	شہد را داد چاشنی گیری	خال او گو ہزار پردہ در ید
عالمے را بکنجدے نہ خرید	گیسوے پیچ پیچ از سر ناز	داد بر دست فتنہ رشتہ دراز
تنے از نازکی درون نہ فریب	پاے تا سر ہمہ لطافت و زیب	رگ نمودہ برون ز لطف بدن
ہمچو رشتہ درون دُر عدن	خونش در پوست در تنک صلبی	ہمچو مے در زجاجۂ جلبے

عمرو نے جو یہ صورت زیبا طلعت جہان آرا دیکھی کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا سامنے آکر گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگا کام خدمت مین مصروف ہوا اول سے مشورہ کر رہا ہی کہ کیون خواجہ یہان سے کیونکر نکاسی ہوگی یا بن پڑے تو اسکو گرفتار کرون ای عمرو یہ وہی نام ہی جو پرچہ مین حکیم بقراط ثانی کے لکھا ہے خدا فضل کرے تو اسکو مطیع کرون سمنکال تو راہ پر آکر ہمسے چھوٹی دیکھیے اس سے کیونکر ملاقات ہوتی ہی عمرو یہ کھڑا سوچ رہا ہو اور خیال بیمثال ملکہ ماران زمین کن پر نگاہ ہی کبھی واہ ہی کبھی دل سے آہ ہی جب ملکہ ماران زمین کن

سنہس دیتی ہے گوہر آبدار درج دہن سے ظاہر ہوتے ہین دیکھنے والے رشتۂ نگاہ مین موتی پروتے ہین سینۂ نازنینان کا ابھار عاشقون کے سنہ مین دل کے پار ہوتی ہین شعر نازنینان کی کیا لکھون تعریف ؛ یہ تو سیوم ہے باغ رضوان کا ؛ مگر عمرو نے خیال کرکے دیکھا نصف بارہ دری مین ایک پردہ کھنچا ہوا ہے اُسکے اندر سے ایک ضعیف عورت کے بولنے کی آواز آتی ہے عمرو نے ایک کنیز سے چپکے سے پوچھا بولا اس پردے مین کیا پردہ ہے اُس نے عمرو کا ہاتھ مروڑ دیا کہا کیون مستانی پھرتے نشہ کی باتین کہین آتا دن آیا مگر تیرا نشہ نہین اُترا ملکۂ عالم کی نانی ملکہ اسرار جادو آرام کر رہی ہین نام اسرار جادو سُنکر عمرو بن امیہ ضمری پھول گیا مگر دل دھڑک رہا ہے کلیجہ پھڑک رہا ہے دل مین تو یہ ہے کہ ابھی ان دونون کو مطیع کردون مگر یہان سے کیونکر نکلونگا اے پروردگار مین کس مقام پر ہون تہ مین زمین کی پہونچا ہون عمرو یہ دلسے باتین کر رہا ہے کہ اندر سے آواز آئی ماران زمین کن سو کے اٹھی یا نہین یہ سنتے ہی ماران زمین کن حاضر حاضر کہکر اُٹھی طشت پر دیکے چلی عمرو بھی ساتھ ساتھ چلا پردہ اُٹھا کر دیکھا ایک ضعیفہ ساحرہ سانولی صورت جھُریان پڑی ہوئین کمر مین خم مگر لباس عمدہ زیب جسم کھانسکی عارضہ مگر طشت سونے کا سامنے رکھا ہے کھر کھر کھانس رہی ہے طشت بلغم سے معمور مگر چہرے سے جلالت پیدا و آتشکاری ہر کی ہویدا عمرو پردے کے باہر سب کے پیچھے تھر تھر کانپ رہا ہے پردے سے جھانک جھانک کے دیکھتا ہے ملکہ ماران زمین کن سامنے پہونچی مثل ہلال شب اول برائے تسلیم خم ہوئی اسرار جادو نے قریب بلاکر گلے سے لگایا چڑ چڑ بلائین لین منہ جو کھولا دھنوان نکلنے لگا کہا بیٹا تمہین تو اٹھ پہر کھیل کود سے کام ہے کچھ خیال ہے کہ کونسا زمانہ ہے زمانہ قتل طلسم کشا قریب ہے جو اس ہنگامہ مین بچ جائے وہ بڑا خوش نصیب ہے سامری جمشید کے احکام مین فرق آیا چاہتا ہے دیکھین فلک کجرفتار کیا رنگ دکھاتا ہے اس زمانہ مین آٹھو پہر ہوشیار ہو اپنا کھیلنا عیش و فرحت موقوف کرو جب سے اٹھی ہون دل کا عجیب عالم ہے قلب پہ ہجوم غم ہے صاف مجکو معلوم ہوا کہ عمرو عیار باغی تمہارے باغ مین آیا ہے اسی جلسہ مین ہے میرے پیرون نے مجکو خبر دی میرا زمانہ ضعف پیری کا ہے تم نام خدا جوان ہو بزرگون کے تحفہ جات کی مالک ہو راہ گنبد نور کی سالک ہو بی بی تمنے ابھی اپنے مرتبہ کو نہین پہچانا بادشاہ طلسم ہوش ربا کو ہماری اطاعت واجب و لازم ہے اگر ہم بادشاہ طلسم ہوش ربا سے بگڑ جائین کل سالکان طلسم بازمصیبت اُٹھائین مگر سامری جمشید ایسا نہ کرین مذہب بڑی چیز ہے جسنے پیدا کرنے والے کو نہ پہچانا بڑا بدتمیز ہے اب جلد کر باغ مین تلاش کر عمرو عیار کو اپنی کنیزون مین ڈھونڈھو خبردار خبردار بیٹی ہوشیار رہنا عمرو عیار بلائے روزگار ہے تمنے بی بی نہین سُنا ساحر مشمش خداوند ساحران تھا دریائے قلزم مین عمرو نے اسکو

جاکر مارا دم بھر مین بڑے بڑون کی آبرو شادی حقیقت مین یہ سار بان زادہ ننگ بحر عیاری ہنر بر
دشت طراری ہی مجکو اطمینان ہو تو اگلی کتابین نکالون تمکو سکھاؤن پڑھاون وارث تحفہ جات سامری مہ
سحر مین یکتائے عالم عجن کی باتین چھوڑو عمرو کی فکر سے منھ نہ موڑ رات کو گھڑی بھر میرے پاس بیٹھا کرو
پوتھیان بزرگون کی پڑھا لوہاران زمین کن سر جھکائے کھڑی تمام باتین سنتی ہی منھ پھیر کے ہنستی
جاتی ہی ساتھ والیون سے کہا نانی جان کو سودا ہوگیا ہی اسرار جادو سے سب حقیقت کہکے پردے کے
باہر آئی عمرو مشکل گلرو ساتھ ہی ماران زمین کن خراماں خراماں مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی
مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہی کھل کھل ہنس رہی ہی عمرو نے آگے بڑھ کر قدمون کو بوسہ دیا سر سے پا تک
بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا خیر تو ہی نانی جان آپ کی کیا کہتی تھین ملکہ نے کہا اے
گلرو آج تو نانی امان نے نئی نئی باتین کہین کہتی ہین کہ عمرو عیار تیرے باغ مین آگیا کنیزون مین تلاش
کرو تمھارے نوکرون مین چھپا ہی سوتے سوتے اٹھی ہین رات کو شراب بہت پی گئی تھین اسیکا سرور
باقی ہی اگلے ساحرون کی آنکھین دیکھی ہین ناحق کو بھی بڑ بڑ بکے جاتی ہین روز تو یہ غصہ تھا بیٹا
نہا ڈالو کپڑے بدلو زیور پہنو باغ سے کہین نجاؤ آنکھ مچولا نہ کھیلا کرو کتاب لاؤ سبق پڑھو چار حرف لکھو
دونون وقت ملتے بارہ دری سے نہ نکلو آج ان باتون مین سے کوئی بات نہین پائی کچھ کہین یا نہ کہین
عمرو نے کہا ملکۂ عالم عمرو کون شخص ہی بڑا کوئی چور ہی منھ زور ہی مین اپنا زیور اتار کے رکھ آؤن گے
گہنے مین جو جہان جاے ایسا نہو گلا گھونٹ جاے میرا زیور لیلے جب سے نانی امان نے آپ سے یہ باتین کہین
مین ہول کھاتی ہون مری جاتی ہون حضور میرا تو سواے آپکے کوئی نہین ہی ہان مرچی بڑھیا نانی کو
دمہ کا عارضہ ہی رات کو بھی کھانسی اٹھتی تھی جب اٹھ کے بیٹھ سہلائی ٹھنڈائی جوش کرکے پلائی تب جان
ٹھہری صبح و شام کی مہمان ہین دل مین بڑے بڑے ارمان ہین حضور کڑھائی چڑھاؤ اوبجیے سب کے پہلے
مین گولہ اٹھاؤنگی بڑی روٹی کی قسم کھاؤنگی حضور سامری و جمشید کے حکم سے لونڈی کو دھبا نہین
لگیگا داری مین نے آج تک کسی کا تنکا نہین چھوا اسباب داری اٹھیے باغ مین چلیے اچھی طرح تحقیقات کیجیے
چور کو سزا دینا بہتر ہے اور داری آج صبح کو ایک معاملہ مین نے دیکھا تھا مین صاف صاف کہدون تب
مین صبح کو پیشاب کو گئی زیر نخل نرگس پتونکا انبار ہی وہ خود بخود ہل رہے تھے مین آنکھ بند کرکے بھاگی
بس اتنا معاملہ گذرا جو دیکھا وہ کہدیا داری آنکھین پھوٹین جو مین نے کبھی کسی کی چیز اٹھائی یا جھوٹی قسم
کھائی ہو جب مین آپکے گھر نوکری کرنے آئی نانی امان نے کہدیا تھا کہ بی بی محل مین نوکری کرنے چلی ہو جس
کسی کی جنس کو دیکھنا زہر سنکھیا جاننا حضور مجکو بہت بہت نانی امان نے تانس دیا ہی کہتی تھین بٹیا چور کا کوئی

شریک نہین ہوتا ان بھولی باتون پر ماران زمین کن ہنسی گلرو کے آنسو پونچھے کہا ری دیوانی چور اُچکا کیسا وہ عمرو عیار ساحر کو پکڑ کر مار ڈالتا ہی کوئی صاحبقران ہین انکا عیار ہی بڑا مکار و غدار ہے ملکہ مہرخ سحر چشم ملکہ بہار جادو نافرمان سحر بیان وشاہزادہ سکیل بعید یل و رعد جادو برق خوشخو صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن وصاحب شوکت وصولت وزیر اعظم باغبان قدرت وصاحب ناز و ادا ملکہ سرخ موے کاکشا وصاحب قہر و خشم ملکہ مخمو سرخ چشم وغیرہ کو اُس عیار نے اپنا شریک کرلیا ہے سنتے ہین کہ افراسیاب کا ناک مین دم کر دیا ہی طلسم کے برباد ہونیکا شہنشاہ کو بڑا غم ہے محبوبہ نانی امان کا حکم نہین مین تو کبھی باغ سے باہر بھی نہین جاتی نانی امان رات کو یہی حکمت سلے بگھارا کرتی ہین جہان مین رات کو سبق پڑھنے بیٹھی یہی باتین شروع کر دین لونڈی بولی عمرو برق عمرو کی شریک ہوگئین باغبان قدرت بھی جاکر ملگیا فلان ساحر مارا گیا میری بلا جانے جھوٹ ہی سچ ہی بیٹھے بیٹھے ایک یہ بھی اپج ہی کہان میرا باغ کہان عمرو عیار بڑی نگہبان ہمارے باغ کی ملکہ گلگون نازک چشم ہین سو وہ بھی جب شریک ہو جائین خود راستہ ہمارے باغ کا بتائین تب آنے والا آسکتا ہی وہ خالہ زاد بہن ہین وہ کیا کسی کی شریک ہونگی اول تو یہ مقام سرحد باغ ہے یہان کسی کا گذر نہین ہے اگر آئے تو بھٹک بھٹک کر یہین رہجاے بیٹھے بیٹھے یہ بھی ایک شغلہ بنا دیا گلرو بیٹھو اپنے کام مین مصروف ہو آج رات کو کوٹھے پر جلسہ کرینگے ڈونیان بلوائینگے شب ہی گانا سنینگے یہ باتین سنکر خواجہ عمرو کو تو اطمینان ہوا کہ اسکے دل مین کینہ بالکل نہین ہے رات کو شراب پلاکر اول اسکو بیہوش کرونگا اسکی نکل بنکر اُس ڈھڈھو کو لونگا مگر یہ باتین ختم ہونے پائی تھین کہ پردے سے اسرار جادو نے پکارا بیٹا ماران زمین کن کہو عمرو کو تلاش کیا ماران نے کہا نانی امان ڈھونڈھ رہی ہون ہمارے باغ مین کہین نہین ہی سارا باغ چھان چکی آپ کا حکم بجالائی اسرار جادو نے پکار کر کہا ہماری باتون کو خلاف سمجھتی ہی وہ لال جلد والی کتاب کسی کنیز کے ہاتھ بھیجدے مین دیکھکر نام بتا دون کہ کسکی صورت مین ہے تجھکو بھلا کھیل سے فرصت کہان ہمکو بہلاتی ہو اپنی کنیزون مین بیٹھکر مسخرا بناتی ہو ماران زمین کن نے ہنسکر الماری سے ایک کتاب نکالی عمرو گھبرایا کہ حرامزادی صورت بتائیگی اب جان بچنا دشوار ہی تامل بیکار ہے پہلے چل کے ہی کہ لو یہ سوچکر کہا لائیے کتاب مین دے آؤن ملکہ ماران نے کتاب ہاتھ مین عمرو کے دی عمرو حاضر کے پردے کے قریب آیا پردہ اُٹھایا اسرار جادو نے سر اُٹھاکر اول سراپا کو دیکھا پھر کتاب ہاتھ سے لی کھول کر پڑھنے لگی عمرو نے دیکھا یہی وقت ہی کتاب کھولتے ہی وہ ہنسی ہی سراپا کو بھی بغور نگاہ غور دیکھ چکی ہے اب اسکو مارو یہ سوچکر حلقے کمند کے مارے گردن اور کمر مین اسرار جادو کے

اچھی طرح پڑے عمرو نے جھٹکا مارا سرکٹ کے الگ گرا جسم چارپائی پر تڑپنے لگا عمرو حیران کہ یہ کیا معرکہ ہوا کمند نے خنجر کا کام کیا حیران دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے ایسا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا بیہوش ہونا کمند سے برق بنکر نکلجانا یہ سانحے نہ دیکھے تھے ایسا شعبدہ کبھی پیش نہ آیا تھا ہاتھ کا پنجہ کمند بھی ہاتھ سے چھوٹ گئی قصد ہوا کہ بھاگون جان بچاکر نکلجاؤن اب باغ مین ٹھہرنا دشوار ہے کوشش بیکار ہی یہ عمرو سوچ رہا تھا کہ پہلو سے دیوار شق ہوئی نعرہ ہوا تم ہا کہ اسرار جادو او سار بان زادے مجکو تونے حیرت اور افسوس بنایا مصور وصورت نگار سمجھا عمرو نے پلٹ کر دیکھا اسرار جادو برابر آگئی ہی قصد کیا پٹک کے خنجر مارون اسرار جادو نے ایک دم تہ زمین پر ارا شعلہ آگ کا بھڑک کر عمرو پر گرا رنگ روغن اُڑ گیا زمین پر پانون تھام لیے عمرو بصورت اصلی ہوگیا وہ لاشہ جو پڑا تھا تماش کے آٹے کا پتلہ ٹھہرا اسرار جادو نے آواز دی لی صاحب زادی صاحب بیان آؤ ہماری باتون کو باد ہوائی سمجھا سکو سودا تھا آگے دیکھو عمرو کو پکڑ لیا ماران زمین کن سے آنسون اور جلیسونکے دوڑی ہوئی آئی اب بعد ماران زمین کن کی نگاہ پڑی ایک شخص عجیب الخلقت دنیا سے نرالی صورت قریب پلنگ کے کھڑا ہو تھر تھر کانپ رہا ہی سراپا اُسکا یہ ہے ناریل سا سر کلیجہ سے گال مروارید سے دانت زیرہ سی آنکھین رسی سے ہاتھ پانون چھ گز کا دھڑ تلے کا اوپر کا منہ تین گز کا کنیزین آہ اُدہ کرکے بھاگین لتی ہوئی ہی ہواری یہ کیا بلا ہی یہ جل مانس ہی یا بن مانس یا مرچیا جن مٹھیا دیو کی پھپتی ٹھیک ہے بعضی ہی ہی میری جان گئی کہکے گر پڑی کوئی بولی بوا شمشاد مجھے سنبھال لے نرگس گھور گھور کے دیکھنے لگی سوسن نے غل مچایا سنبل نے بال کھولدیے سرپیٹنے لگی ماران زمین کن تھر تھر کانپی ہوش وحواس اُڑ گئے اسرار جادو نے کہا جی بی ہمنے یہ چونڈا دھوپ مین نہین سفید کیا ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ مین آئیگا اب تو سکو سودائی نہ بنانا گلگلون نازک جسم تم بلاؤ قفس آہنی لاؤ اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے مکار مذار کو بند کرو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کیا جائیگا اُسیوقت قفس آہنی آیا جب کنیزین اُسمین عمرو کو بند کرنے لگین عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ ملکہ اسرار جادو تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہین گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا مین قدم رکھا ہزارہا ساحران مذار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جلبساز ہم سیار ہم سردار آکے لڑے اس عبد ذلیل سے معرکے پڑے حرامزادو کتے کی موت مارا جہنم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر آج انتظام میرے دسلے کسی نہین کیا جسوقت مین آپکے باغ مین داخل ہوا آپ کو خبر ہوگئی میری تقدیر سو گئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا کہ مذہب سامری جمشید کاوہ رست مسلمانون کی دلیل سست ہی چاہتا ہون آپ کا غلام بنکر رہون شرف خدمت حاصل کرون مین عیاری مین کامل تم سحر وسامری مین عاقل بموجب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

آپ تخت نشین ہوں مجکو لشکر سپرد کیجیے اول مرغزو بہار کو مٹاؤں پھر کوہ عقیق پر جاکر لشکر حمزہ میں آگ لگاؤں اسکے بعد طلسم ہوشربا طلسم نورافشاں دیبایان گریز و سہمت کوہ زلازل ان سب سے لڑیے اگر سب کو ہار کر آپکی عملداری نہ کرادوں تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھوں تصویر سامری و جمشید منگایئے اپنے قدرت کے احکام تلقین فرمایئے بھیا کا گو برکبھی پیونگا مسلمانوں کا آج سے ذکر نہ کرونگا اسرار جادو یہ باتیں سنکے قہقہہ مار کر ہنسی کہا خواجہ آفرین صد آفرین بہ فقرے تو تمھارے افراسیاب جادو قبول کریگا یا مرشد زادے میاں مصور صاحب میرے سامنے ایسی باتیں نہ فرمایئے ذرا ہوش میں آیئے قضا تمھاری قریب ہے سر بدنصیب ہے خوب مجکو یقین ہے اگر افراسیاب نے قتل کیا طلسم ہوش ربا برباد ہی ہے بچ گیا تو بھی سامری نے کوہ پڑھا ہے آسمین صاف یہی لکھا ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ قضا نہیں ہے عمرو قاتل ساحران ہے مگر وہ ساحر اسکا عالم پر عیان ہے مگر قضا تمھاری میرے ہاتھ سے تھی عمرو نے کہا ای ملکہ عالم اب تو ہین سامری و جمشید پر لعنت کرونگا تمھارے مذہب کو برا کہونگا سامری نامہ میں تو صاف مرقوم ہے کہ عمرو کی کسی ساحر کے ہاتھ سے موت نہیں ہے پھر آپ مجکو کیونکر قتل کرینگی یا سامری و جمشید جھوٹے تھے یہ کیسا واہیات مذہب ہے صاف و صاف مطلب ہے اسی اسرار جادو کو ہر بات کو سمجھا کرتا ہی ہے حقیقت میں میں کبھی تم لوگوں کے شریک نہونگا گھس گھس کے جادو کرو مارونگا ہمارا خدا مسبب الاسباب ہے رب الارباب ہے ہر بندہ اسکے فیض سے کامیاب ہے وحید و یکتا عالم و دانا سمیع و علیم رحیم و کریم قہار و جبار ستار و غفار تم سب پر وہ مجکو غالب کریگا اگر صاحب عقل و شعور ہے تو قدموں کو ما بدولت کے بوسہ سے اسلام اختیار کی دیت لذیذ ہی تھے بعد نرغہ ساحر تیرے وہ بھی ساحر تھے کتنے تھے زرنگ جادو نوجوا افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے بتلاش بررئیس اوشا شیدم و تراش بتاکر روانہ کیا ہے وہ اس صحرا میں آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے بہ مقام بھاگا بھاگا پھرتا ہی مسافرون کو دھوکے میں مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر وسکنات میں شریک ہے انان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ زنگ فرمایا کہ تجکو مجمع عام میں پہچانا وہین سے للکارا کہ خبردار اد سمنکال میں آپہونچا روال سے ہاتھ باندھے چلکر منھ دکھاتا ہے اُخیاب کے گرسمنکال نے جو پلٹ کر زرنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی تمھارا مذہب ہے ناہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہے میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا پروردگار مطلق بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہے بلکہ افراسیاب کی مگر کچھ سوچ بکوے کوکب مانتی ہے جب گولہ اراوس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلائے برق چمکائی ان بیچاروں پر بچ جاؤگے تو دن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیچاروں کا دم بھر میں قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ

لیٹ گئی اچھالو گلگون یہ خواجہ عمرو پیچ میں بند بیٹھے ہیں اسوقت نانی امان سے ایسی باتیں کون کرے میرا دل بیٹھا جاتا ہے کوئی جاکر نوالے کا خون سا ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یوا میرا دل میرے قابو میں نہیں صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت بہبود میں نہیں ہے تمہارے باغ میں یہ عمرو کیونکر پہونچا اب اب اسرار جادو بھی مسند پر آکر بیٹھی گلگون نے تمام کیفیت گزشتہ ظاہر کی کہا مجکو شہنشاہ نے آکر بچایا ورنہ گویا بنکے بیہوش کر چکا تھا ایسا کمبخت گاتا ہے کہ دل بیقرار ہو جاتا ہے اور جس کسی کو اس علم میں کچھ سودا ہے اسکے دو سطے تو یہ جلاد ہے مگر جب شہنشاہ نے آکر مجکو بیدار کیا بعد جانے شہنشاہ کے سارے باغ میں میں نے ڈھونڈھا لیکن پتا نہ ملا صبح کو میں نے دیکھا تھا کہ وہ کوٹھری کھلی ہوئی تھی مجھے کچھ خیال نہ ہوا نہیں معلوم کسنے وہ مقام بتا دیا کہ یہاں آبپونچا ماران زمین کن نے کہا بولا سو یہ ہے اُٹھتے ہی نانی امان نے مجھ سے کہا کہ عمرو عیار تمہارے باغ میں آگیا میں سچ کہون مجکو مطلق یقین نہوا مگر نانی امان کو بھروسہ ہو گیا آخر کو کتاب منگائی یہ ظالم خود لیکر دوڑا جاکر کمند ماری مگر نانی امان انتظام کر چکی تھیں ہم ایسے لوگ ہوتے تو مار لیا ہوتا مگر بولا اسوقت مذہب میں اس شخص نے کلام کیا ہے کہ دل میں تاثیر پیدا ہوتی ہے میں تو اسکے کلام پر شیدا ہوئی مگر بقول نانی امان کے کہ یہ دشمن ساحران عالم ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ تو ظاہر ہے کہ اسکا قتل ہونا دشوار ہے انتہا کا مکار و غدار ہے تقریر میں طرار و فرار ہے اتنا تو ضرور اسوقت معلوم ہوا کہ مذہب ہمارا بہت خام ہے ہر ساحر کا بالانجام ہے نانی امان مصاحب سامری کہلاتی ہیں مگر عمرو کی کسی بات کا جواب دے نہ سکیں دنگ ہو گئیں زبان ہے کہ بند ہی چلتی ہے اس ظالم کے فقرہ ہائے گرم سے شمع انجمن جلتی ہے گلگون نازک چشم نے کہا بولا سامری جمشید خیر کہ یہ [illegible] کیا ہوتا ہے چہار طرف طلسم میں غدر ہے یہ تو میرا بھی قول ہے کہ طلسم کا بچنا دشوار ہے میں کن تھر تھر کانپی ہوش و حواس اڑ گئے [illegible] کیا چکے چکے باتیں کرتی ہو میں سمجھ ہے ایک ہفتہ پیشتر تمکو خبر دی تھی کہ عمرو اس باغ میں آئیگا اب تو سمکو سودائی نہ بنائی رائے پر رہو جو ہم کہیں وہ بلا و قضا نہیں لاؤ اس نگوڑے موے موندی کاٹے مکار غدار کو بند کرو خدمت میں حاضر کرو جاؤ جاؤ جلد جاؤ جس جائیگا اُسیوقت قضا آئی آیا جب کنیزیں اُسمیں عمرو کو بند کرنے لگیں عمرو نے ہاتھ باندھ کو بھی ساتھ لینی آؤ لگی تجھ ایسی جادوگرنی میری نگاہ سے نہیں گزری جسدن سے طلسم ہوش ربا میں قدم رکھا ہے اگر عمرو کو قتل کیا غدار سے مقابلہ پڑا بڑے بڑے نامور صاحبان لشکر شعبدہ باز جعلساز ہم سیار ہم سردار آکے لڑے ہے وہ سب پیش معرکہ پٹ حرامزادے کتے کی موت مارا جنہم واصل کیا شرف جہاد حاصل کیا مگر یہ انتظام میرے واسطے کسنے نہیں کیا دل کا اختیار ہے میں آپکے باغ میں داخل ہوا آپ کو خبر ہو گئی میری تقدیر سو گئی مگر آج میرے دل کو اعتقاد کامل ہوا اُٹھا لیا اسی راہ سامری جمشید کا درست مسلمانوں کی دلیل سست ہے چاہتا ہوں آپ کا غلام بنکر رہوں نہ خدمتیہ کا جانور ہے کردن میں عیاری میں کامل تم سحر و سامری میں عاقل بموجب مصرعہ خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے کان نمک

ایک نے کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی چالاک بھی ہی گلگون نازک چشم نے کہا بیہودہ نہ بکو یہ تم سبھوں کا دھوکا ہے
او حرامزادیو یہ عمرو عیار ہی وہ جوگو بنا تھا بھولی بھولی باتین بناکر بیہوش کر گیا تھا اسکی صورت اصلی یہ ہے
جاکر باغ مین ملکہ ماران زمین کن و اسرار جادو کے پہونچا اسرار جادو نے آخر گرفتار کیا یہ مگوڑا
اُنکے بھی قتل کرنے پر آمادہ ہوا تھا مگر تو مصاحب سامری ہین فن سحر و ساحری مین معمور صاحب عقل و شعور انے کو
غائب کرکے اُسکو دھوکا دیا تب یہ ظالم گرفتار ہوا جلد تیاری کرو ابھی اسکو لے کر خدمت فراسیاب مین جائینگے
قید اسکی باغ سیب مین پہونچائینگے چار سو جادوگر نیان اسباب سحر سے آراستہ ہوئین ملکہ گلگون نازک چشم
تخت پر سوار ہوئین قفس سامنے رکھ لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوئی قید عمرو لیکر چلی اسکو راستہ مین چھوڑو

دو کلمہ روستان زرنگ جادو کہ فراسیاب نے برائے گرفتاری سمنکال روانہ کیا تھا سنیے

ناظرین ملاحظہ فرماوین سابق مین ذکر کیا تھا کہ سمنکال جادو پلنگ جادو کے قبضہ سے چھوٹکر بھوت فراسیاب
خانہ خراب ایک کوہ مین جاکر چھپی مگر حیران کہ کیا کرون کدھر جاؤن ہاے عمرو کا بھی ساتھ چھوٹا شر لشکر
مہرخ نہوسکی کس بلاے ناگہانی مین مبتلا ہوئی کہتی تھی او خداے نادیدہ مین نے تیرے مذہب کا اعتقاد کیا
اس وقت مصیبت مین مجکو یاد کیا مجکو تا بہ لشکر مہرخ پہونچا دام آفت سے چھوڑا کیا کہکے مجکو پکارون اس راہ سے
بالکل نابلد ہون نہین معلوم عمرو پر کیا گذری اب سواے لشکر مہرخ میرا کہان ٹھکانا ہی دن عمر کے تمام ہوئے
گرفتار دام رنج و آلام ہوے اگر لشکر ملکہ مہرخ مین جاتی ملکہ بہار جادو سے ملتی غنچہ آرزو کھلتا سمنکال
درۂ کوہ مین بیقرار اشکبار زندگی سے اپنی بیزار گردش فلک دوار کی شکایت کر رہی ہے بعد عرصۂ دراز
درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب چلی مگر رنگ جادو کو جو افراسیاب نے مع بارہ ہزار ساحرون کے تلاش
سمنکال جادو پتہ نشان بتاکر روانہ کیا ہی وہ اس صحرا مین آیا چہار طرف ڈھونڈھ رہا ہی ساتھ والے اسکے
صحرا مین پھر رہے ہین کئی مسافرون کو دھوکے مین مارا بیچارے غریبون کو للکارا خون ناحق اپنی گردنون پر
لیا اپنے لیے جہنم کا سامان کیا جیسے ہی سمنکال جادو درۂ کوہ سے نکلکر ایک جانب کو روانہ ہونا چاہتی تھی کہ رنگ
جادو کی نگاہ پڑی پہچانا وہین سے للکارا خبردار اے سمنکال مین آپہونچا رومال سے ہاتھ باندھے چلکر
قدمون پر افراسیاب کے گر سمنکال نے جو پلٹ کر رنگ جادو کو دیکھا اسباب سحر لیکر پلٹ پڑی
جواب دیا او ناہنجار کیا بکتا ہے افراسیاب کیا مردود ہی میرا رب اکبر معبود ہے جو کہا وہ کہا
چہار طرف سے بارہ ہزار ساحرون نے سمنکال جادو کو گھیرا مگر یہ ساحرہ قدیم ہی ملکہ افراسیاب کی
ندیم ہی اس بلوے کو کب خاطر ہی جب گولہ اراوس کا سر پھٹ گیا کبھی ہاتھ ہلاے برق چمکائی ان بیچاروں پر
بجلی گرائی خرمن حیات جل کر خاک ہوا کئی سو بیچاروں کا دم بھر مین قصہ پاک ہوا جس ساحر پر جا پڑی پنجہ

کمرین دے کر بلند ہوئی دونون طرف سے پکڑ کر پیر ڈالا جادوگرون پر ساحر کو پھینک مارا اُس خوبی سے دریا آتش پیدا کیا ساحر شل ہیمہ خشاک جلنے لگے جسم سے شعلے نکلنے لگے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا نظم

سمنکال جادو لڑی اسطرح — تڑپتی ہی برق تقدا جس طرح — کیا سحر جسپر وہ بیدم ہوا
قیامت کا میدان مین عالم ہوا — زرنگ سیہ رو تہنگ آ گیا — سحاب الم فوج پر چھا گیا
قیامت کا سامان عیان طرف — ہوا خون کا دریا روان ہر طرف — سمنکال پر جا پڑا جب زرنگ
وہ تھی بحر جرأت گی گویا نہنگ — کیا وار جب اُسنے تلوار کا — سمنکال جادو نے رد کر دیا
لیا ایک گولہ بصد شد و مد — کہا رو کے خالق مری کر مدد — تو ستار ہی اور غفار ہے
کنیز سیہ رو گہنگار ہے — ترے لطف کی ہو نہین امیدوار — کرم جب کو منصور پروردگار

دل کو خالق بے نیاز سے رجوع کیے ہم پڑھا جھپٹ کے زرنگ نابکار پر مارا اُسنے لاکھ کلوا بھیر دن نا سنگدل کو پکارا کچھ نہوا گولہ سینہ پر پڑا پشت کو توڑ کر پار گیا زرا جنگل مین اندھیرا ہو گیا آواز آئی کشتی مرا نام من زرنگ جادو ہو در افسوس جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم ساتھ والون نے جو دیکھا کہ سر ہمارا اڑا گیا سمنکال پر ہمارا نیچہ قابض نہین ہوا بجلی کو کیا روکین ایسے زبردست کو کیا ٹوکین فرار پر قرار کیا سمنکال مارتی ہوئی پیچھے چلی ہزارون کو قتل کیا مگر حیران پریشان کہ آخر لڑ بھڑ کر کہان جاؤن کدھر جا کر جان بچاؤن افراسیاب جادو کا دشمن کہان اماں پائیگا پروردگار بچائیگا اس تردد مین لڑتی بھڑتی جاتی ہے قضا کا راسی طرف سے ملکہ گلگون نازک شیم قید خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے جاتی تھی لیکایک کان مین آواز ہاو ہو کی پہونچی زرنگ کے مرنے کی قیامت برپا ہوئی گھبرا کر پلٹ پڑی اسی صدا پر چلی ساتھ والیون سے کہتی ہے کہ یہ کیسا ہنگامہ ہی کسی مقام پر قیامت کی لڑائی ہو رہی ہے پے در پے جادوگرون کے مرنے کی آواز آتی ہی خیال کر کے دیکھو زمین تھراتی ہی کنیزون نے عرض کی واری اپنے کام کو چلے لڑائی مین جانے سے کیا فائدہ مسلمان فوج شہنشاہ سے لڑ رہے ہونگے مرخ و بہار سے معرکے پڑے ہونگے گلگون نے کہا یہ مقام سرحد باغ سیب ہے یہان کا ہر بوٹا پتا آسیب ہے مرخ و بہار یہان نہین آسکتین اگر آئین تو نکلنا مشکل ہوگا آسیبن ڈانڈے پر لڑائی ہوگی پس مصالحے کرنا ضرور ہے یہ کہکر پرواز پیدا کیے گلگون بلند ہوئی کنیزون نے اُس تخت کو گھیر لیا جسپر قفس عمرو کا رکھا تھا عقب مین چلین یہان سمنکال مثل شیر غضبناک فوج زرنگ کو قتل کر رہی ہی تعاقب فرار پر نکلا نہین چھوڑتی کہ گلگون نازک چشم آسمان پر چمکی دیکھا کہ سمنکال جادو ساحرون کو قتل کر رہی ہے گلگون نے للکارا اے سمنکال یہ کیا ہنگامہ ہی یہ لوگ تیرے مقابلے کے قابل نہین لشکری پیادے جاہل ہین

انھون نے تیرا کیا نقصان کیا تلوار ہاتھ سے پھینک دے ورنہ سزائے معقول دونگی چٹیا پکڑ کر کھینچتی ہوئی سامنے
افراسیاب کے لیجاؤنگی سمنکال نے للکارا اوچھوکری کیون شامت آئی ہی ہین مطیع الاسلام ہو چکی
افراسیاب دشمن ہی وہ گمراہ میرے واسطے رہزن ہی مگر کیا کرسکتا ہی ہمارا مالک پروردگار ہی یہ سنکر گلگون
نے اہل فوج کو آواز دی کیون بھاگے جاتے ہو اگر افسر تمھارا نہین ہی ہم تو ہین یہ کہکر گلگون نے بھی سحر کرنا شروع
کیا بھاگے ہوے پلٹ پڑے سمنکال سے الجھ گئے ہین سمنکال نے تخت پر تنفس عمرو کا رکھا ہوا دیکھا دل بیقرار
ہو گیا پکار کر آواز دی خواجہ یہ کنیز تازہ آپ کی محبت مین برباد ہوئی آتی ہی آپ کو رہا کرتی ہی آپ کیونکر گرفتار
ہوے یون مجبور و ناچار ہوے عمرو نے آواز دی ای سمنکال فلک برسر گردش ہی افراسیاب جادو کو ہمسے بڑی
کاوش ہی مگر ای سمنکال اتنا خیال رکھنا اگر ہماری قضا قریب ہی تو مجبور و ناچار ہون ورنہ انشاء اللہ لشکر اسلام مین
جس طرح بنے گا تجکو لیجاؤنگا قتل نہونے دونگا اور اگر رہا ہو جاؤن تو حکم سے پروردگار کے کل فوج ساحران کو کھڑے
کھڑے شکست دون سمنکال لڑنے لگی اور چاہتی ہی کہ خواجہ کو چھڑا دون لڑتی بھڑتی تا بہ تخت پہنچون گلگون
نازک چشم کے ساتھ چار سو جادوگر نیان تخت پر محاصرہ کیے ہین گولے برچھ و نارنج چل رہے ہین زمین کانپ رہی ہے
مگر سمنکال ساحرہ زبردست ہی بارہ اطاعت عمرو سے مست ہی زخم کھاتی جاتی ہی مگر گھسی جاتی ہی گلگون
تا بہ تخت نہین آنے دیتی سینہ سپر کیے سحر کر رہی ہی مگر سمنکال لڑتی بھڑتی ہوا ہالیان فوج زرنگ تبدیل
ہو چکے ہین گلگون کے للکارنے سے پھڑکتے ہین جدھر سمنکال رخ کرتی ہی کائی سی پھٹ جاتی ہے ساحر
پر ساحر گرتا ہی بیحیاؤن کی آنکھون مین نقشہ موت کا پھرتا ہے گلگون نازک چشم سے اور سمنکال سے
مقابلہ پڑا گلگون نے ایک جانور ماش کے آٹے کا بنایا یا سامری کہکر اسکو اڑایا آواز دی او سمنکال یہ
طائر سحر سامری ہی اسمین افسونگری بھری ہی ہوش اڑا دے گا طائر وہم و خیال اس افسون سے بچیگا
بس سمنکال نے دیکھا وہ طائر اڑا گرد سر سمنکال چرخ مارنے لگا یہات یہات کہکر للکارنے لگا سمنکال
پر جو یہ طائر کا پڑا عقاب ہوش اڑا ہاتھ پانون مین رعشہ آنے لگا قلب تھرانے لگا خیال کیا اگر تین چرخ
اور مارینگا تو پاگل ہو گی پھر بڑی مشکل ہو گی سمنکال نے پیشانی پر تین مار انھون ہتیلی پر لے کر آواز دی
ای طائر سامری تیرا بھوگ ہے خون پینے کا تجکو روگ ہے طائر کندے باندھکر ہتیلی پر سمنکال جادو کی گرانھون
پینے لگا خون پیکر مثل کبوتر کے ہاتھ پر سمنکال کے گونجا منقار اٹھا کر چہرۂ زیبای سمنکال کو دیکھنے لگا صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ تسخیر ہوا سمنکال نے کہا ای طائر سامری خوراک پا شکم سیر ہے اب کام کرنے مین کیا دیر ہے
طائر کندے توڑکر اڑا سر پر گلگون نازک چشم کے آیا چکارا مارا تھرا کر سر پر گلگون کے بیٹھ گیا گلگون نے ایک چیخ
ماری کہا ہاے خود کردہ را درمان نیست خاموش ہو کر ٹھہر گئی زبان بند ہوئی سمنکال نے گود اٹھا کر مارا

سینہ کو توڑ کر نکلگیا گلگون نازک چشم ٹھہرا کر گری جہنم واصل ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من گلگون نازک چشم بو دماب کنیزین گھبرائین نفس عمرو ہاتھ مین لیا بیتاب بیقرار ہو کر بھاگین اب سمنکال نے انکا تعاقب کیا منظور ہو کہ نفس عمرو چھین لون اب کنیزین تو بھاگی جاتی ہین سمنکال سحر کرتی ہوئی دوڑی جاتی ہی اپنی جان مٹاتی ہی کہ جس طرح بنے نفس عمرو چھین لون مگر دو کلمہ اسرار جادو و ماران زمین کن ملاحظہ ناظرین ہون کہ یہ نانی نواسی دونون بعد حوالہ کرنے قید عمرو کے آپسمین باتین کر رہی ہین ذکر قتل سد غازی درپیش ہے

اسرار جادو نے کہا ای صاحب افسون من ای ماران زمین کن قید عمرو تو مین نے روانہ کی مگر راز سحر خبر دیتا ہے کہ کچھ افتاد پڑے گی گلگون نازک چشم ابھی کمسن ہی اپنے کمال پر مطمئن ہی ای نور نظر کسی کنیز کو روانہ کر تو تم ہی اسباب سحر سے آراستہ ہو جا کر دیکھو کیا معرکہ گزرا اسوقت خود بخود دل گھبراتا ہی بیر میرا کچھ اور ہی تدبیر بتاتا ہی ماران زمین کن نے کہا نانی امان آج تمھین صبح سے انھین جھگڑون کا خیال ہی اب عمرو موا مونڈی کاٹا نگوڑا اگر فتار ہوا گلگون نازک چشم لے کر گئی اب تردد بیجا ہی دم بھر مین وہ واپس آئیگی خبر معقول سنائیگی جب وقت قتل عمرو مشہور ہوگا آپ نے کہلا بھیجا ہم آپ چلینگے تماشائے قتل عمرو دیکھینگے

اسرار جادو نے کہا ای نور نظر یہ وقت غفلت نہین ہی ساحران طلسم کی جان پر بنی ہی حقیقت مین عمر طلسم تمام ہو چکی افراسیاب کے غفلت مین سب کام خراب کیا تمھارے بزرگونکے بڑے مرتبے تھے بادشاہ ہوش ربا جب بیجز بلاتا تھا تب جاتے تھے سوچو تو روح طلسم ہوش ربا کی نگہبان ہوا ایسا نہو کہ انجام مین پشیمان ہو مین شب قتل سد پہلوے افراسیاب مین ہونگی رات بھر بیدار رہونگی اگر مجکو ذرا غفلت ہوا ایسی قباحت ہو کہ سنبھالنا دشوار ہو جاے طلسم کے انتظام مین فرق آے دیکھیے زمانہ کیا رنگ لاتا ہے فلک کیا گردش دکھاتا ہی عمرو نے مقدمۂ مذہب مین ایسے کلام کیے کہ اسوقت تک محویت ہی صاف تو یہ ہے کہ مثل آئینہ روشن ہی کبھی انجام کا خیال ہی کبھی بربادی طلسم ہوش ربا کا ملال ہی ماران زمین کن جو نکہ ابھی نوجوان ہی ان باتونپر ہنستی ہی اسرار جادو کی باتون پر آوازے کستی ہی یکایک مین تھرائی کچھ ٹکڑے ابر کے آسمان پر نمایان ہوے آثار رنج و ملال عیان ہوے منبر پر ایک گلدستہ رکھا تھا وہ خود بخود جلکر خاک ہوا اسرار جادو نے اپنا سر پیٹ لیا کہا لو غضب ہوا گلگون نازک چشم قتل ہوگئی یہ گلدستہ اسکا گل حیا تھا دیکھا خود بخود پژمردہ ہوا ہاے اسکا غنچۂ آرزو نہ شگفتہ ہوا جھونکا باد خزان کا چلا عین بہار مین صرصر رنج والم چلی شاخ تمناے گلگون نہ پھلی نہ پھولی اب تو ماران زمین کن کے بھی ہوش پراگندہ ہوے نام گلگون کا لے کر رونے لگی اسرار جادو تو بھیدون سے بخوبی واقف ہی اسباب سحر لیکر مثل شعلہ جوالہ کے اٹھی پر پرواز پیدا کر کے چلی آواز دی بیٹا جلد آؤ دیر نہ لگاؤ ماران زمین کن طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی عقب مین کئی موجود تھے دوڑے نشان

ایک ایک فسون ساز شعبدہ باز یگانۂ آفاق سحر و ساحری مین طاق روتی پیٹتی چلین یہان سمنکال جادو گلگون نازک چشم کو قتل کرکے کنیزون سے لڑ رہی ہی قصد ہی قفس عمرو چھین لینیکا جان دون عمرو قفس مین سے کہہ رہا ہی کہ اے سمنکال تو جان بچا کر نکلجا پروردگار میرا حافظ ہی اگر حیات باقی ہی چھوٹ جاؤنگا مجکو اسرار جادو نے قید کرکے بھیجا ہی وہ بلائے روزگار ہی بڑی مکار و غدار ہی سمنکال جادو کہتی ہی خواجہ اگر تم کو نہ چھڑایا تو کیا کام کیا بلکہ اپنے کو بدنام کیا مہ رخ و بہار کو کیا منھ دکھاؤنگی آپکے قید کی خبر سناؤنگی یہ کہتی جاتی ہی انجام کے سحر کر رہی ہی دو سو کنیزون کو قتل کر چکی ہی چند باقی ہین کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا باش او سمنکال جادو غضب کیا گلگون کا خون بہایا ہمارا بھی خوف نہ آیا نیم ملکہ اسرار جادو عمرو نے جو قفس سے اسرار جادو کو آتے دیکھا جی چھوٹ گیا یقین ہوا کہ اب ہائی غیر ممکن ہے ہلاکت کا سامنا ہی مگر سمنکال کہ اسکو دو پہر لڑتے گذر چکے تین ہزارون ساحرے ہین بدریاے خون مین نہائی ہوئی ہی بہوے سے ساحرون کے گھبرائی ہوئی ہی اب اسرار جادو کو دیکھ کر رنگ زرد متغیر ہوا طائر ہوش و حواس اڑا حواس خمسہ مین خلل آیا اسرار جادو نے گرتے گرتے سحر کیا کارد نکال کر سم سحر پڑھا کارد کو پھینکا ہر چند سمنکال نے رد کا شانہ شانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا چاہتی ہی زخم شانے کا باندھون اسرار جادو نے یا سامری کہکر دو ہتڑ زمین پر مارا موے سر کھولے ہوے اُف اُف کرتی ہوئی بڑھی سمنکال جادو کو چرخ آنے لگا لڑکھڑا کر زمین پر گری نیم جان دل دردمند اسرار جادو نے زبان مین سوزن دیا گرفتار کر لیا قفس عمرو کنیزون سے طلب کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ ماران زمین کن بھی مع چند کنیزون کے آکر پہونچی دیکھا تین کوس تک دریاے خون بہا ہی صحرا تھرا رہا ہی لاشہ پڑا تڑپ رہا ہی گھبرا گئی پوچھا نانی اماں یہ ساحر کسکے ہاتھ سے مارے گئے اسرار جادو نے کہا بیٹا آنکھین کھولو بہ نگاہ غور دیکھو جو ہم کہتے تھے وہ ہوا یا نہین ماران زمین کن نے کہا نانی اماں آپ بڑی عاقل ہین حقیقت مین سحر مین کامل ہین اسرار جادو نے کہا سمنکال کو نگاہ ملاتے ملاتے عمرو نے مسلمان کیا صاف تو یہ ہے کہ میرے بھی آئینہ دل پر غبار آگیا مذہب کے مقدمہ مین بڑی فکر ہی ہر وقت دل کو دو منزل سے یہی ذکر ہی چلو اب خدمت مین افراسیاب کی چلتے ہین دیکھین وہ غافل عیش پسند کیا کرتا ہی تدبیر معقول تو یہ ہے کہ اسوقت ان دونون کو قتل کیا جاے طلسم ہوش ربا کو برباد ی سے بچاے اگر اسکے خلاف کریگا روز سیاہ کا سامنا ہی وقت بہت قریب آگیا ہی بیٹا ماران زمین کن وہ تو بادشاہ طلسم ہوشربا ہی انکا بڑا مرتبہ ہی میرا اسی برس کا سن ہی کسکی کسکی آنکھین دیکھین شعرا کے جلسے مین شریک ہوئی جناب شیخ امام بخش ناسخ کیسا شاعر جلیل ہوا احاطہ زبان اردو کا باندھ گیا اُسکے ہمچشم خواجہ حیدر علی آتش نے کیا زبان روزمرہ پائی تھی بی بی صاحبان مذاق کو روزمرہ بہت پسند ہے ایک غزل اُنکی قافیہ ہاے بجل مین باواے معنی کھٹکا سٹکا مگر لطف سے اُسکو نظم فرمایا ہی بی بی تم نوجوان ہو

اس غزل کو یاد کر لو غزل آتش

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا — یہی وہ راہ ہی جسمین ہی جا تنکا کھٹکا
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا — کہون جو عرش برین بھی تو کہ نہین سکتا
پری سے چہرہ کو اپنے وہ نازنین کھلائے — حجاب دور ہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا — عجیب بھول بھلیان ہی غفلت ہستی
عجب زمین ہی جو سودا ہو شعر گوئی سے — خراب کرتا ہی آتش زبان کا چٹکا

بی بی دیکھو مطلع اس غزل کا موافق مطلب افراسیاب جادو کے ہی غفلت کا انجام خراب ہے ماران زمین کن کو سمجھاتی ہوئی قید سمنکال و خواجہ عمرو لیے ہوے طرف باغ سیب کے چل نکلی یہان افراسیاب جادو باغ سیب مین بیٹھا ہوا تھا انتظام مین مصروف ہی اپنے دربر سرما برف اندار و ابر تق کوہ شگاف سے کہ رہا ہی کہ کل ممالک مین تانے روانہ کر و روز قتال سد غازی عین وقت پر آجائین قتل ہونا اسد غازی کا اپنی آنکھون سے دیکھین ہمارے خراجگزارون کو اطمینان خاطر ہو عین وقت پر ہر کہ وہ حاضر ہو سرما سے یہ باتین کرتا جاتا ہی عیش و جشن کا سامان مہیا ہی نازنینان سہ جبین حاضر ہین ایک جانب ساقیان ماہر و گانے والیان خوش گلو سرانے عرض کی کہ چند ساعت راگ رنگ موقوف رہی غلام نامے تیار کرین مہرین سب پر ہو جائین طائران تیز پر طلب ہون نامے جلد جلد پہونچائین افراسیاب نے کہا تم نامے لکھو یہ گائین سوسن خوش آواز زبان دراز آگئی ہی ایک غزل سن لین پھر امورات مالی و ملکی مین مصروف ہون سوسن کو

اشارہ ہوا سوسن نے یہ غزل گائی

بہار حسن خداداد کو زوال نہین — سدا گلاب کے دو پھول ہین گلال نہین
ہمیشہ بدر مین عارض کبھی ہلال نہین — حسین نور خدا ہی اسے زوال نہین
شکستہ حال کی آواز ہی سوال نہین — فلک کو یاس سے ہم دل گرفتہ دیکھتے ہین
خدا کسی کو نہ روز سیاہ دکھلائے — کسی کا عقدہ کشا ناخن ہلال نہین
نہال عمر کو ارہ ہی یہ ہلال نہین — مہینہ زیست کا گھٹتا ہی ہر مہینے مین
کبھی ہوا کبھی شعلہ کبھی ہوا خاکی — عیان ہی سیب کا دانہ ذقن پہ خال نہین

غزل دیگر میر حسن صاحب المتخلص بہ حسن مرحوم شاگرد میر ضیاء الدین ضیا

یگانہ تمہارے عناصر مین اعتدال نہین — جھگڑا خدائی کا ہم دیکھتے ہین
تجھے جس گھڑی اے صنم دیکھتے ہین — عدم مین ہستی انھین کو ہوا ہے
ابھی دل ترا یار ہم دیکھتے ہین — کب اسکو کم از جام جم دیکھتے ہین
خدائی کا احوال ظاہر ہی ہم سے — اگر زندگی ہے تو چلکے حسن اب
ان آنکھون سے کوئی قدم دیکھتے ہین — افراسیاب نشہ مین مست غزلین

نغمہ یان سن رہا ہی کہ آسمان سے برق چمکی ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن نفس خواجہ عمرو و ملکہ

سمنکال کو لیکر سامنے آئین ملازمان زرنگ فریاد کرتے ہوے آئے افراسیاب گھبرا گیا عمرو کو تو تفس مین دیکھکر خوش ہوا ملکہ اسرار جادو نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی شہنشاہ مقام افسوس ہی زمانہ قتل طلسم کشا کا اسقدر قریب ہی آپ کو نارچ رنگ فرصت نہین یہ وقت عیش وراحت کا نہین ہے ملکہ سمنکال جادو مسلمان کی ہوئین زرنگ جادو کو ارا ملکہ گلگون اسی ظالم کے ہاتھ سے قتل ہوئی اگر کنیز نہ پہونچتی عمرو کو چھڑا لیجاتی افراسیاب نے گھبراکر کہا او ملکہ اسرار تم نے عمرو کو کیونکر پایا اسرار جادو نے عرض کی حضور نے جاکر گلگون کو بچایا تھا وہان سے بھاگ کر میرے باغ مین پہونچا آپکے اقبال سے مین نے اُسی وقت بی ماران زمین کن سے کہدیا انھون نے میری بات کو ہنسی مین اڑایا بیسار بان زادہ میرے پاس پہونچا مجکو بیہوش کرنیکا قصد کیا آپکے اقبال سے میرا کیا کرسکتا ہے مین نے اسکی گردن لی قید اسکی بدست گلگون روانکی راہ مین بی سمنکال نے اسکو مارا اس کے مرتے ہی مجکو خبر ہوئی مین نے آتے ہی بی سمنکال جادو کو ایک سحر مین بیہوش کیا اب یہ دونون گنہگار حاضر ہین سرکار کو اختیار ہی مگر مناسب انسب یہ ہے کہ فوراً قتل کیجیے دیر بہتر نہین ہی میعاد قتل سہ دن کی باقی ہین مین نے آکر آپ کو عیش وراحت مین مصروف پایا خالی ہمارے تدارک سے کیا ہوگا عمرو کو تو آج ہی شب کو قتل کیجیے اب اس ظالم کو مہلت نہ دیجیے ای شہریار اس بات کو ہماری لکھ رکھیے اگر عمرو زندہ ہی تو سہد غازی رہا ہو جائیگا اور اگر عمرو قتل ہوا پھر طلسم ہوش رُبا فتح ہونا دشوار ہی اب عیش وراحت کو ترک فرمایئے امورات مالی وملکی پر متوجہ ہو جایئے افراسیاب نے کہا ای خیر خواہ دولت جو تم کہوگی وہی ہوگا ابھی ابھی مشہور کرو سر حد باغ سبب مین مشتہر ہو جاے کہ صبح کو سادبان زادہ قتل ہوگا اسرار جادو نے دہل زن کو بلاکر اذن دیا وہ چلا سرما و برف انذار وابریق نے چند شہر یار لکھے سرحد باغ سبب مین چسپان ہوے افراسیاب نے کہا ای ملکہ اسرار جادو آج شب کو تم بھی اسی مقام پر کیفیت باغ سبب ملاحظہ کرو صبح کو عمرو کو قتل کرکے جانا ای اسرار جادو تیرا سمجھا نادرست ہی مگر یہ نوندیان غلام مابدولت کا کیا کرسکتی ہین انکی بھی یہ لیاقت ہی کہ مابدولت کے مقابلہ مین آئین حسبدن قصد کرون نگاشل نقش قدم شاد ونگا اسرار جادو نے عرض کیا اے شہنشاہ شعر خلاف رائے سلطان رائے جستن ؛ بخون خویش باشد دست شستن ؛ مجکو زیادہ گستاخی مناسب نہین ہی مگر اس مقام پر سعدی صاحب ارشاد فرماتے ہین بیت دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ؛ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ؛ آپکے کیون انکو حقیر جانا چشمہ بڑھکر دریا ہوگیا اب شناوری دشوار ہی کہ موج وزخار ہی موجہاے بلا کی طغیانی ہی کشتی حیات طوفانی ہی تو کیا عجب ہی اب تک جو کچھ کیا خوب کیا اب جلد انکا خاتمہ کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے میرے نزدیک ایک عمرو مارا گیا یہان سے تا کوہ عقیق مسلمانون کا فیصلہ ہوا عمرو عیار سب کا سردار ہی یہ ذکر تھا کہ لیلاے شب نے زلف مشکین کو سنوارا مثل عروس شب اول بناؤ کرنے لگی ستارون کی پیشانی پر افشان چنبی بدر کامل کی چاندنی لگائی

لباس نور آگین جسم پر آراستہ کر کے حجلۂ چرخ برین کا منور و روشن کیا بیت چون بشام آفتاب نورانی گشت در زیر خاک ندانی ؛ شعر ظلمت شب کہ مشک فام بود ؛ بہر آسائش تمام بود ؛ افراسیاب نے کہا جلسہ آراستہ ہو ایک جانب ملکہ اسرار جادو نہلو مین ملکہ ماران زمین کن کر سیہاے جواہر نگار پر متمکن ہوئین مگر افراسیاب جادو نے گلرنگ سے کہا کہ سمنکال و عمرو کو لیجا کر مقام احتیاط پر رکھو گلرنگ نے قفس عمرو کا اٹھایا سرخ سمنکال جادو کو تھاما اپنے کمرے مین لاکر قفس رکھا دروازے پر کرسی بچھا کر خود بیٹھی مگر افراسیاب نے آراستگی باغ کا حکم دیا اول میان روشن علیخان نے جھاڑ کنول آراستہ کیے ابیات

تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس	جن سے شرماے ساغر الماس
فلک انجمن کے تارے تھے	یا کلس عرش کے اُتارے تھے

ایک جانب آئینے قد آدم بہ تکلف تمام آراستہ جو سامین صورت دیکھے غبار دل مٹے اپنے خوبصورت ہونیکا جوش ہو شان و شوکت سکندر فراموش ہو نظم

آئنہ تھا کہ باغ جوہر تھا	بے تکلف دل سکندر تھا
چوکھٹے سنگ کوہ طور کے تھے	جھاڑ سب ایک ڈال نور کے تھے
روز و دیوار گیر یون پہ بہار	کیہے پستان شاہد دیوار

کنول کا دودشاخہ مثل دست دعا بارہ دری مین یہ کیفیت باغ سیب اپنی بہار پر گل بوٹے کیفیت دکھاتے تھے موتیا موگرا چمپا چنبیلی جوہی موتیے کے پھول آبرد گوہر بے بہا کی مٹاتے تھے بیلا الیلا جوہی کی نزاکت عارض محبوب کو خجلت ہو وہ بھینی بھینی کہ دماغ جان کو معطر کرے چشمون کی صفائی دیکھکر آب گوہر پانی بھرے چمن ہاے طوبانی ہر نخل لاثانی گلہاے خوشبودار سے مملو خرامان جابجا نازنینان خوشرو سفید پھول ہین کہ تارے چمک رہے ہین جھوکون سے ہوا کے غنچے چٹک رہے ہین بہار ارمان باغ کی کنیز ہمیشہ دست بستہ حاضر گلچین و باغبان خود اس گلشن فرح افزا کے نظر نازنینان حسین و سہ جبین بھاری پایجامے آنچل پلو کے دوپٹے چہرے آفتاب مہتاب ناز و غمزے مین نایاب گل سے چہرے دیکھکر عاشق بیتاب انکھڑیان نشہ مین اپنے حسن بیمثال پر مغرور اسرار جادو کے منھ سے نکلا اے خہنشاہ فیروزبخت ایسا باغ پُر بہار کبھی نگاہ سے نہین گزرا ابیات

دلکشا ایسا در باغ کہ سبحان اللہ	جسکو سعدی کی گلستان کا نہ پہونچے کوئی باب
باغ ایجاد کے چارون چمن اُسپر صدقے	آٹھ فردوس نہین ایک خیابان کا جواب
ہر طرف بوقلمونی کے عجائب نیرنگ	سرو شمشاد برا ے گل و ریحان نایاب
غنچون کے دل مین امنگین ہین جوانی کیسی	پودے دکھلاتے ہین رعنائی آغاز شباب
جب نسیم آتی ہے کھلجاتا ہے غنچہ دل کا	جب شمیم آتی ہے ملجاتی ہے وہ عطر گلاب
روشون پر عجب انداز سے چلتی ہے صبا	روح کو چال کیے دیتی ہے جسکی بیتاب

رنگ لالہ سے ہم آغوش ہی نسرین بہار — بستر ناز پہ سبزے سے طراوت ہمخواب
نکہتِ سنبل تر کرتی ہی مشک افشانی — گل وہ شاداب ہین جنسے کہ ٹپکتا ہی گلاب
صحبتِ بادہ پرستان کا ہی نقشہ گل مین — شاخ ساقی ہی سبو غنچہ ہی گل جام شراب
بلبلین مست ہین مطلق نہین فریاد کا ہوش — ہار ہو جاؤ گلون کا یہ گلون سے ہی خطاب
باغبان کرتے ہین خاطر تو مدارا گلچین — دشمنون سے بھی چلی آتی ہی بوے احباب
ایسے سرسبز گلستان نہ کبھی دیکھے تھے — کشتِ امید رہی فیض سے جسکے شاداب
چار سو جوش ریاحین کا گلون کی کثرت — وسط گلزار مین اک نہر مصفا پر آب
جوے آئینہ مین دیکھی تھی نہ یہ جلوہ گری — چشمۂ مہر مین پائی تھی نہ اسطرح کی تاب
جسکی موجون مین تماشاے درخشانیِ برق — جسکے فوارون مین کیفیت بارانِ سحاب
جنپہ لہراے طبیعت وہ روش لہرون کی — جسکا دم بھرنے لگے چشم تماشا وہ حباب
وہ صفا خیز وہ تابان وہ درخشان پانی — پانی پانی ہو جسے دیکھکے موتی کی بھی آب
وہ چمک ہے وہ تڑپ نہر کی لب گردان مین — لاے الماس کبھی جسکے تماشے کی نہ تاب
برج اک نہر پہ خورشید درخشان کا شرف — بارہ بُرجون مین نہین چرخ کی اک اسکا جواب
چار بنگلے وہ فرح بخش ہین وہ روح افزا — ایک اک حورارم جن کی ہوا مین بیتاب

الغرض ملکہ ماران زمین کن دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے چہرہ گل رنگین مزاج سرپر جواہر نگار تاج رکھے ہوے سیر باغ دیکھکر شگفتہ ہو رہی ہی صفت مین افراسیاب کی مسکرا کر زبان کھولی گل کلام دربرد افراسیاب یون پیش کیے کہ اے شہنشاہ گردون پناہ کیا باغ آپ کا پُر بہار ہی بارہ دری کیا قطع دار ہے حسینان عالم کا اسوقت باغ مین جمگھٹا ہی پرستان کی پریون کا میلہ ہوا فراسیاب جادو کی بھی نگاہ سخت جہان آراے ماران زمین کن پر پڑی جواب دیا کہ اے شہنشاہ خوبی اس سرو باغ محبوبی آج تمھارے قدم رنجہ فرمانے سے محفل خلد منزل کا اور ہی عالم ہی غنچۂ خاطر بامید دولت کھلا ہی تمھارے تقریب بیٹھنے سے لطف زندگی ملا ہی یہ کہکر ساقیان ماہ وش کو اشارہ ہوا جام آفتاب ہاتھ پر رکھکر بصد ناز و ادا پیش کیے اب تو دور جام بے دغدغۂ گردش انجام گردش مین آیا تاج ہور ہا ہی رنگ بندھا ہوا ہی زلف سنبل شب کمر سے گذر چکی ہی مگر نوگرفتار قفس محن مقید سلسلۂ غم آوارہ وطن ذی ہنر والا گہر خواجہ عمرو کمرے مین قید ہین گلرنگ جادو کے صید ہین ہنگامۂ عیش سنکر طبیعت لہرائی ایک عیاری یاد آئی خیال آیا کہ خواجہ بیٹھے رہو گے صبح کو دم خضر پر گلا رکھو گے اس کمسنی مین موت کا مزا چکھو گے ابھی دنیا کا کیا دیکھا حسرت ارمان دل مین بھرے ہین

مفلسی انگیز ذلیل حقیر جان تو بچاؤ کچھ فکر کرو سمنکال جادو بیچاری زخمی ہوکر جو آئی ہی ایک گوشے مین بیہوش پڑی ہی
بی گلرنگ جادو کرسی بچھائے دروازے پر بیٹھی ہین اگر کوئی ادھر آنا ہی تو منع کرتی ہین کہ ادھر نہ آؤ عمرو قید ہی
اسطرف سے راستہ چلنے کی قید ہی یکایک کان مین گلرنگ کے رونے کی آواز آئی پلٹ کے دیکھا عمرو بلک بلک کے رو رہا ہی
بیقرار مضطر لباس تمام آنسوؤن سے تر تب گلرنگ نے پوچھا خواجہ خیر تو ہی کیون روتے ہو کیا ملال ہی جان جانیکا
خیال ہی پہلے نہ سمجھے اتنے بڑے بادشاہ سے بھڑ پڑے افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی بڑے بڑے
بادشاہون کو مار چکا ہی بادشاہ قدیم طلسم ہوش ربا نگنہ سبز نگنہ مین جلالت وعدالت آئین شہنشاہ لاچین
اُسکی سلطنت کو افراسیاب نے مٹایا اگر فنا کر لیا آج تک کسی کو نہین معلوم کہ کہان قید ہی نشان قید بتلا دو اور ہو
ہاتھ سے افراسیاب کے ذلیل وخوار ہوا شاہان بنگالہ وکانرو دیس کے اکثر قصد کیا کہ ہوش ربا پر قبضہ کرین لشکر کشی کرکے آئے
یہان سے وہ وہ ساحر مقابلہ مین پہونچے کہ اُنکے جی چھوٹے شہنشاہ نیلم شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و
دخان سیہ رو و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ اُنسے جاکر لڑے آخر سا حران کانرو دیس مقابلہ نہ کرسکے لوٹ دم
بھاگے ملازمان شاہنشاہی نے خیمے بارگاہین دمال خزانہ لوٹ لیا اگر شہنشاہ ارادہ کرتے ہم لوگ جاکر خاص
کانرو دیس مین جھنڈے گاڑتے مگر افراسیاب کے خیال نہ کیا فرمایا اُس ملک نحس پر قبضہ کرکے کیا کرونگا جادو گرنیا
کہ یہ منتظر بدصورت بدسیر یہان کی شاہزادیان خوش رو خوش پوشاک فن سحر وساحری مین چالاک کس تکلف سے
طلسم کو آباد کیا یہ سامان یہ شوکت یہ شان کس کو نصیب ہی تم و تجھ ایسا عقلمند ایسی حرکت کرے اتنے بڑے بادشاہ کے
منھ چڑھے آغاز انجام نہ سوچا چند لونڈی غلام شریک ہوے آپ سمجھے سامان ریاست ٹھیک ہی ملکہ گلرنگ جادو
نے جو اس طرح کہا عمرو اور زیادہ تڑپ تڑپ کر رویا کہا ای ملکہ گلرنگ مین اس طلسم کو اسقدر وسیع نہ سمجھا تھا
اس جوش مین چلا آیا کہ ایک بادشاہ کو عیاری کرکے مار دونگا طلسم ہوش ربا پر قبضہ کرونگا بدیع الزمان کو چھڑا
لیجاؤنگا طلسم مین پہونچتے ہی بی مہرخ شریک ہوگئین مجکو تو غیب دی شہنشاہ سے لڑوایا یہ نہ سمجھا یا کہ افراسیاب
قتل نہین ہوسکتا وہ لوگ تو پرانے ملازم ہین جسوقت جا ٹھنگے لجا ٹھنگے اپنی خطا بخشوالین گے مجھ بیچارے غریب کی مفت
مین جان گئی ای ملکہ گلرنگ ذرا اندر آؤ مین تمھیں سے کچھ اپنے دل کا حال کہون کہان تک خاموش رہون رات
دوپہر گذر چکی جون جون رات کٹتی ہی کلیجے پر چھری چل رہی ہی بموجب شعر غافل تجھے دنیا ہی یہ گھڑیال منادی
گردون نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی میرے بیٹے تھے ننھے ننھے بچے کئی جورو ان یہ سب بھوکی پیاسی مرینگی انکی
سرپرستی کون کریگا صاحبقران کے دفتر مین ہماری غیر حاضری لکھی ہوئی تنخواہ ملنے کی امید نہین ملک
استوت زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہی طبیعت خود بخود گھبراتی ہی مین نے دو چار کوڑیان جمع کرکر رکھی تھین
اہل وعیال دلاسہ کو سب طرح کی فکر ضرور ہی صاف کہون اسی چار پیسے کا غرور ہی کچھ دو چار نیلے پیلے نگینے بھی ہین

آپ میرے قریب آیئے تو دکھاؤن حال دل بھی مفصل سناؤن نام جواہرات کا سنکر گلرنگ کے منھ مین پانی بھر آیا یہ سب جانتے ہین کہ عمرو مرد طماع ہی بڑے بڑے مال پائے ہین جلدی اُٹھکر اندر آئی عمرو کو دم دینے لگی خواجہ ہمسے کوئی بات نہ چھپاؤ ہم تمھاری سفارش کرینگے ہمارے کہنے پر رہوگے تو قبد سے تمھین چھڑا دینگے ہین افراسیاب جادو کی کلید عقل ہون مجھے سب طرح کا اختیار ہی بی حیرت کی حیرکا ہے کیا لیاقت ہی ہر بات کا شہنشاہ مشورہ مجھی سے لیتے ہین میرے حسن وجمال پر جان دیتے ہین میرے ناز اٹھاتے ہین میری ادا اٹھلا کے چلنا ذرا بہت پسند فرماتے ہین اکثر کہا کرتے ہین تجکو گھر مین ڈال لون گا مین منھ نہین لگاتی رات کو کبھی اُنکے پاس نہین جاتی الگ الگ رہتی ہون عمرو نے کہا اے ملکۂ عالم شہنشاہ سے ہماری سفارش کر دو ہمیشہ غلامی کرینگے تابعدار بنے رہینگے گلرنگ نے کہا صاف صاف کہو ہمکو کیا دوگے ہم ابھی چھڑا سکتے ہین بچا سکتے ہین شہنشاہ امیدوار رہتے ہین کبھی خراج وباج کے واسطے اکثر جوبادشاہ قید ہوتے ہین مجھی سے منت کرنا پڑتا ہی وہ بیچارے سلامت رہین مجکو بہت مانتے ہین حیرت جادو سے بیشمار تحفہ تحائف بھیجا کرتے ہین میرے نام سے ڈرتے ہین عمرو نے کہا بی گلرنگ تمکو اپنی صورت کی قدر نہین ہے اپنے کو بگاڑے رہتی ہو صبح کو اُٹھکر دو انگلیان مسی کی لگالیا کرو بٹنا منھ پر ملا کرو چار دن مین رنگت کھل آئیگی انکھڑیان تمھاری غضب کی ہین اور یہ جواب نے فرمایا مجھے کیا دوگے مجھ غریب کے پاس کیا ہے ایک تاج لقا کا مدت سے میرے پاس رکھا ہے ایک سال کا خراج ملک ختر کا اُسمین صرف ہوا ہی بی گلرنگ دعا تمے لو سارا نہ لیسکوگی گھبرا جاؤگی گلرنگ ایسی بات کو کیا سمجھتی جواب دیا خواجہ مین چھپا رکھونگی چولے کے نیچے بڑی ہنڈیا مین رکھکے گاڑ دونگی عمرو نے کہا ہان ملکہ جو ایسا مزاج مین ربط وضبط ہی تو ضرور دونگا اب تمھارے ساتھ معاملہ کرونگا میرے ہاتھ کھولدیجیے تو تاج نکالکے دکھاؤن اب تم سے کیا پردہ ہی میرے پاس بڑا مال ہی جس ملک پر چڑھ کے حمزہ گئے مین نے وہان کے بادشاہ کا تاج لیا اُسکو محتاج کردیا گلرنگ نے پوچھا خواجہ کہان رکھے ہین عمرو نے کہا میرے پاس زنبیل ہی وہ میری تحویل ہی تم آدمی معقول ہو سب چیزین دیکھا ؤنگا مگر بے ایمانی نہ کرنا ایک تاج لے لینا سونا چاندی بھی میرے پاس بہت ہے پاؤ بھر سونا سیر بھر چاندی سے زیادہ نہین دونگا تم سے عہد پختہ کرونگا گلرنگ نے کہا خواجہ ہماری بات مین کبھی فرق نہوگا جو کہوگے وہی کرینگے جو چیز لینگے تمھاری خوشی سے لینگے یہ کہکر گلرنگ نے عمرو کے ہاتھ کھولے سحر آثار خواجہ کے ہاتھ پانون قابو مین آئے سنبھل کے بیٹھے کبھی مسکرائے کبھی ہنسے کبھی گنگنائے کہا ملکہ یہ غزل تو سن تو تم سمجھدار معلوم ہوتی ہو ذرا دل سے سنو اپنے حسب حال یہ اشعار ہین یہ کہکے چپکے چپکے بہاگ کی دھن مین یہ غزل خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے ملکہ گلرنگ کو سُنائی غزل

ہمدمی ہجر مین جو آہ رسا کس نے کی	آبیاری مرے اشکون کی سوا کس نے کی

مرض عشق مین پھٹکا نہ مرے پاس کوئی — کس نے دی مجکو غذا میری دوا کس نے کی
کب نکلسکتا ہے ظلمات مین پھنسا کر کوئی — میری گردن تری زلفون سے رہا کس نے کی
غنچۂ دل کو ہی کیون یاس نسیم وصلت — سب چمن پھولے ہین پیدا یہ ہوا کس نے کی
جز ترے آنکھون مین انسان رہا کیون اے نور — خانۂ دل مین جگہ تیرے سوا کس نے کی
کھینچ لایا تھا دل اس کوچہ مین اور پانون کٹے — ہی ستم کس نے سزا پائی خطا کس نے کی
عشق کامل تھا مجھے کی نہ مگر حسن نے قدر — تمھین منصف ہو وفا کس نے جفا کس نے کی
حیرت آئینہ کو ہی سو ہوے فتنے بیدار — ناز سے آنکھ دم صبح یہ وا کس نے کی
گل نے بھی بدلہ ہی جامہ نہ وہ رنگ اور نہ وہ بو — باغ مین زیب بدن سرخ قبا کس نے کی
ابر برسا ہی ذرا مجھپہ نہ برسے طوفان — مین تو واقف بھی نہین آہ و بکا کس نے کی

گلرنگ جادو یہ غزل سنکر بیقرار ہوگئی کہا خواجہ سب سنعربت عمدہ ہین خوبگائے ہو بس اب لاؤ مال دکھاؤ ہم افراسیاب سے تمھین مانگ لین گے اپنے ساتھ رکھین گے عمرو نے کہا ملکہ ہم بھی تمھارے پاس رہین گے رات کو پانون دبایا کرینگے گانا سنائین گے رنج و غم مین دل بہلائینگے لو اب مال دیکھو یہ کہکے زنبیل کی گھنڈیان کھولین کہا ملکہ ذرا دیکھتو لو لینا دینا تو خیر جو تمھارا ہی وہ ہمارا ہی جو ہمارا ہی وہ تمھارا ہی گلرنگ نے سر جھکا کر دیکھا زنبیل مین ایک شہر آباد نظر آیا عمارتین عمدہ عمدہ ایک نمونہ بہشت سونے چاندی کے سنگ و خشت درخت پھولے پھلے دروازے شل آغوش عاشق کھلے ہر رنگ کا تماشا مہ جبینون کا جمگھٹا حور وشون کا جلسا ابیات لائق ملاحظہ ناظرین

بیچ مین باغ کے ہے جلوہ نما اک کوٹھی — زیب اورنگ زمین تاج فلک عرش قباب
وجد معمارون کو ہو طرز عمارت ایسی — سجدہ کرنے لگین دیکھمین جو در دن کی محراب
یہ تکلف کبھی دیکھے نہ سجاوٹ یہ کبھی — ایسے سامان نظر آے نہ ایسے اسباب
غازۂ صبح سفیدی در و دیوار کی ہے — فرش اسکا شرف چادر عکس مہتاب
دیکھکر حسن کو بردون کی چھتین حیرت مین — خوشنما ایسی چھتین جنسے ہی پردونکو حجاب
چہار سو نور کے شاخ شجر طور کنول — آئنہ مہر درخشان کا رخ عالمتاب
نصب وہ چار طرف بوقلمون تصویرین — دیکھنے والے کو تصویر کرے استعجاب

ہر طرف ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہر ایک حور وش کی زبان پر بصد ناز و ادا یہ جاری ہی خداوندا ہمارے بادشاہ خواجہ عمرو سلامت باکرامت رہین دوست انکے نہال دشمن بامال گلرنگ نے دیکھا ایک جانب دریاے قہار و زخار سمن بحر مین کشتیان بڑے بڑے جہاز دھنوئین کشتی بادی چھوٹے ہین سب طرح کے مال اسپر لدے ہین جابجا لنگر انداز

کا انبار روشنی بیشمار کمین قلعہ لٹ رہا ہو صدائے فریاد والغیاث کی بلند کوئی خوشنود کوئی دردمند کنارہ دریا کے
ہزار ہا مزدور ٹوکریان سرون پر نیٹ سونٹا ہاتھ مین کام لے رہا ہو ذرا مزدور کا چوتڑون پر دھڑاکے سے سونٹا پڑا
جہاز سے مال اُتر رہا ہو صندوق زر و جواہر سے معمور ایک گوشہ مین تاج بھی بہت سے رکھے ہین گلرنگ نے
کہا خواجہ یہ کونسا شہر ہے تمھارے نام کا بازارون مین گزر و سکہ ہو ایک طرف تاج بہت سے سکے ہین پانچ تاج
لونگی جب تمکو رہا کرونگی خواجہ عمرو نے کہا دیکھو بد عہدی ہونے لگی یہ باتین میرے بہت خلاف ہین مگر خوشی
تمھاری اُٹھالو گلرنگ جادو ہاتھ بڑھا کر جھکی عمرو نے چوتڑون مین ہاتھ دے کر پکڑ لیا گلرنگ
زنبیل مین جا پڑی گلرنگ نے دیکھا گرتے ہی آفت برپا ہوئی کالی کالی دردیان کالی کالی صورتین پانچ چار آکر
گلرنگ سے لپٹ گئے کپڑے اُتارنے لگے یہ چنچی پیٹی کون سنا ہے کپڑے اُتار کر ایک غرقی باندھی ٹوکری مٹی کی
سر پر رکھی سپاہی نے کہا چل آگے بڑھ ذرا جو رکی ایک ہوال ایک ٹھیڑی گلرنگ کو سحر بالکل فراموش حیرت
کا جوش انشاء اللہ دو مقام پر مختصر مختصر حال زنبیل کا حقیر نے لکھا ہو کسی مقام معقول پر مفصل تحریر ہوگا زنبیل مین
خواجہ عمرو کی کیا کیا اشیا ہین بموجب روایت ملا ظہیر فاریابی یہ زنبیل علیہ حضرت آدم ہو یہ زنبیل اب خواجہ کی ہم ہو جب
خواجہ نے گلرنگ کو زنبیل مین ڈال دیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا اُسکو اپنی صورت بنا کر قفس مین بند کیا ہاتھ پانون
اُسیطرح رسی سے باندھ دیے آپ رنگ روغن عیاری کا لگا کر گلرنگ کی صورت تیار ہوئے وہی صورت وہی
لباس وہی زیور ذات پر آراستہ کیا ہنستے ہوے باہر نکلے دیکھا ہنگامۂ عیش و نشاط برپا ہو افراسیاب
مست و مخمور تخت پر بیٹھا ہے ایک پہلو مین ملکہ ماران زمین کن افراسیاب بہ نگاہ محبت چہرۂ بے نظیر
کو دیکھ رہا ہو مگر ملکہ اسرار جادو درمبوم یہی کہہ رہی ہو ای شہنشاہ اب رات کم باقی ہو یہ صبح قتل عمرو کی ہو سامری
و جمشید ہماری آپ کی امداد کرین خیر و عافیت سے عمرو قتل ہو جاے مراد سامری پرستون کی پوری ہو مسلمانون کا
حوصلہ پست ہو اے شہنشاہ صفحۂ خاطر پر اس کلام فرحت انجام کو لکھ لیجیے عمرو کے قتل ہوتے ہی بی مہرخ
و بہار وغیرہ فوراً خدمت مین حاضر ہونگی عذر تقصیرات کرینگی سرکار بجبت ملینگے اول تو اس کنیز نے آپکی
اب کمر باندھی ہو مین صبح کو لشکر گران لیکر بر سر مسلمانان جاؤنگی ایک سحر کرکے سب کو باندھ لاؤنگی مگر بشرطیکہ
عمرو قتل ہو جاے افراسیاب کہتا ہو ای اسرار جادو تجکو سودا ہو خیالات محال تیرے دل مین ہین شکوک
تیرے آب و گل مین ہین اب تھوڑی رات باقی ہو عمرو کو اپنے ہاتھ سے قتل کر لشکر کسی کا تجکو اختیار ہے
اتنا تردد بیکار ہے یہ باتین خواجہ نے سب اپنے کانون سے سنین ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا کنیزون سے پلٹ
کر کہا دروازے پر قید خانہ کے حاضر رہو آج سامان دعوت اسرار جادو و ماران زمین کن کا مہیا ہے
ہر ایک مصاحب سرکار کام کر رہا ہے ایسا نہو کہ صبح کو بیشمس ہو مین میخانہ کا انتظام کرون چونکہ اسرار جادو نے

ڈرا ہی فکر ہی کہ اسکے سامنے بھی بجاؤن الگ الگ اپنا کام کرون یہ کہکر میخانہ پر تشریف لائے داروغۂ سرشار جادو کرسی پر بیٹھا ہی گلا بیان بھیج رہا ہی عمرو بصورت گلرنگ سامنے آیا سرشار جادو اُٹھ کھڑا ہوا کہا کیون ملکہ گلرنگ خیر تو ہے عمرو نے کہا داہ میان سرشار کیا خاک انتظام کیا شہنشاہ خفا ہو رہے ہین بادشاہون کے پینے کی شراب خاص عمدہ نوکشیدہ الگ چاہیے تصرفی علیحدہ ہو مگر آپ سے کچھ نہو سکیگا آپ کنارہ کیجیے اب کشتی مے محفل مین ہم روانہ کرینگے بڑے جوش وخروش مین انتظام ہوگا اب ہم بھی موج مین ہین ہمارے تمہارے کیا جدائی ہے بدنامی نوشہنشاہ ناحق غصہ کرتے ہین عجب مردود اہر جائی ہی آج ہی ماران زمین کن پر زہر اُگل رہی ہین انکی بانبی کی فکر ہے یہ افراسیاب ہے ضرور ڈنک مارلیگا پیچ وتاب دکھائیگا آخر موذی کا سر کچلا جائیگا یہ سُنکر داروغہ صاحب کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوے کہا ملکۂ عالم آیئے آپ ہی سب صاحبون کے تصدق ہی یہ عہدہ یہ سنتے ہی عمرو میخانہ مین گھسا شراب کو خراب کرنے لگا بیہوشی ملا ملاکر بھیجنا شروع کیا ساقی بچون پر پکار پکار کر تاکید کر رہا ہی ارے جلد شراب بھونچالو سب کو پلاؤ آج ہم ساقی ہین کوئی باقی نہ رہجاے شکایت کا کلمہ کسی کی زبان سے نہ آئے اب عمرو نے پتلے شراب کے بیرون باغ سیب الہلیان افراسیاب کو بھیجوائے سپاہی افسر دوڑے ملکہ گلرنگ کو دعا دینے لگے ای ملکہ گلرنگ ہمیشہ تمہارے باغ حسن مین بہار رہے گل مراد شگفتہ ہو شاخ آرزو پھولے پھلے دشمن خوار وزار رہین صرصر حوادث کی جھائین سین عمرو کہتا جاتا ہے کمیدان صاحب لیجیے آج ہمارا انتظام ہو دل بھر کے پیجیے جو پیتے تھے وہ بھی دوڑ پڑے بقول شخصے کہ مفت کی شراب قاضی نے بھی حلال کی ہی باہر شکر مین جی میکشی کا ہنگامہ گرم ہوا بارگاہ مین افراسیاب کے کوئی شک شکوک کا محل باقی نہین عمرو قید ہوا دل مین چند جام پہونچ چکے ہین اسرار جادو بھی نصیحتین کرتے کرتے خاموش ہوئی ماران زمین کن نشہ مین چور افراسیاب نمودار سامنے طائفے ناچ رہے ہین ہر مرتبہ پلٹ کر جمال عابدکش زاہد فریب ماران زمین کن کو دیکھکر محو ہوتا ہے مزرع دل مین تخم محبت بوتا ہی نشہ مین بی ماران زمین کن کا چہرہ رخ دونون زلفین دونون جانب ہل رہی ہین ہر حلقہ مین دل عاشقان گرفتار شب تاریک کے مضمون پیدا رہے اختیار افراسیاب

صفت گیسوے مشکین مین یہ اشعار پڑھنے لگا

افشا ہو راز حسن کھلین عقدہاے زلف	شانیکی کی ہر زبان پہ ہو اجرا ہی زلف
ای خوشخرام پیچ نزاکت کا ہے بڑا	موے کمر دوتا ہو اگر جھونکھاے زلف
سودا ہی ہمکو سنبل باغ مراد کا	چلتی ہی اپنے گلشن دل مین ہوا ہی زلف
شانے کی جا انھین دل صد چاک دیجیے	وہ پیچ کیجیے کہ بنے پیچ کھاہی زلف
کھل جاے اپنی آنکھ معطر دماغ ہو	غش مین جو وہ پری ہین اگر سونگھاے زلف

موسیٰ سے چل کے کیجیے طول کلام زلف	دیگر	ہو جاے آج وادیٔ یمن میں شام زلف
کیون آنکھ پھیر لیتے ہو گیسو کے ذکر میں		کاٹا نہ تیغ ناز سے تم نے کلام زلف
گیسو کی یاد بعد فنا بھی نہ بھولیں گے		قرطاس صبح حشر پہ لکھیں گے نام زلف
ہوں محو زلف پیچ کی باتیں نہ کیجیے		بٹیے بہت نہ رشتۂ طول کلام زلف
زلفون کو منھ پہ رکھکے وہ دستہ شکستہ ہیں		آب گہر میں گھولتے ہیں خشک فام زلف

ماران زمین کن نے مسکرا کے منھ پھیر لیا کہا شہنشاہ مجھے یہ تین اچھی نہیں معلوم ہوتی ہیں اب رنگ محفل دگرگون ہونا شروع ہوا اول بیرون در باغ سیب سے لگا لگنا یہ شراب جو پہونچی جنبش بیہوش ہوا اب باغ سیب میں جا بجا جادوگر و جادوگرنیان نشہ کے جوش میں بدحواس پھرنے لگیں کوئی کنج باغ میں جا کر گری کوئی جوش میں آکر چشمہ میں پھاند پڑی کوئی آنکھوں کی اندھی کنوئیں میں جا رہی ناچنے والیوں کے بھی ہوش پراگندہ سازندے بدحواس خواجہ عمرو دیوانہ پر بیٹھے دیکھ رہے ہیں ہنستے ہیں خوش ہیں کہ نمک سرکاری کی تاثیر شروع ہوئی رنگ گیا افراسیاب پر عمرو کی نگاہ ہی سب سے زیادہ اسرار جادو کا خیال ہی دل سے کہتے ہیں کہ یہ بڑی ہوشیاری آج دربار کو درہم برہم کر کے نکلو مگر جب یہ خیال آجاتا ہے دل تھراتا ہے کہ سر حد باغ سیب سے کیونکر نکلا سی ہوگی بڑی خرابی ہوگی یہ سوچتے ہوے پھر قید خانہ میں آکر سمنکال کو ہوشیار کیا گھبرا کر اسنے آنکھ کھولی دیکھا قفس میں خواجہ بیہوش پڑے ہیں قریب میرے گلرنگ کھڑی تنبیہ و تہدید کر رہی ہی کہتی ہے کیون ری سمنکال جادو اب کہو صبح کو کیا ہوگا ساربان زادے کے ساتھ دینے کا مزہ چکھایہ بھی قتل ہو جائیگا امان نہ پائیگا تمہاری جان گئی اب کہو کیا ارادہ ہی اگر سامری و جمشید کو برحق جانو تو میں تمہاری سفارش کروں شہنشاہ ہوش ربا سے گزارش کروں سمنکال نے جواب دیا کہ اے گلرنگ جادو جاؤ بیٹھو ہمارے مقدمہ میں دخل نہ دو سامری و جمشید پر لعنت ہے میں دل سے مطیع اسلام ہو چکی ہوں خضر بیابان ہدایت نے رہبری کی اب غول بیابان بدعت بنکر نہ مجکو بھٹکا۔ چھوکری جانہ مجکو سمجھا میں عمرو کے ساتھ اپنی جان دونگی یقین ہے کہ ثابت قدم رہونگی جب عمرو نے سمنکال کو ثابت قدم کوے محبت میں پایا کہا اے سمنکال مبارک ہو میں نے رہائی پائی گلرنگ کو پکڑ لیا وہ زنبیل کی سیر کر رہی ہے دیکھو سب بیہوش ہو رہے ہیں مگر ہو سکتا ہی کہ تو مجکو باغ سیب سے نکلیگی میرے لشکر تک پہونچ سکے گی سمنکال مثل گل کے شگفتہ ہوئی جواب دیا خواجہ اس کنیز کو کبھی خیال رکھنا فراموش نہ کرنا سر حد کیسی تم تو باغ سیب میں ہو میری یہ لیاقت نہیں ہو کہ میں یہان سے نکر نکلسکوں جو شخص مثل افراسیاب ہو سحر میں انتخاب ہو وہ لیجا سکتا ہی میری یہ حقیقت نہیں ہے ای خواجہ حقیقت میں تمنے بڑا کارنمایان کیا تمہاری عیاری پر دل کو تقویت اور روح کو راحت ہوئی مگر سب کے بیہوش کرنے سے نفع نہوا

نکلنا دشوار ہی کد و کاوش بیکار ہے عمرو نے کہا خیر ملکہ نہ گھبرائے خدا مالک ہے اگر نہ نکل سکونگا تو آج باغ سیب مین خون کے دریا بہادونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے روئی عطر بیہوشی کی کان سے نکالی سمنکال جادو کو سنگھائی اسکو بھی اُٹھاکر نذر زنبیل کیا مگر کہہ دیا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھنا یہ ہماری دوست صادق محب واثق ہی مطیع الاسلام ہی ایک اور گنہگار نکالا اُسکو بشکل سمنکال جادو بنایا اُسی طرح مسلسل کرکے ڈالدیا اتنے عرصہ مین بارہ دری مین سب بیہوش ہوے افراسیاب کا بھی تخت پر منکا ڈھلک گیا مع اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن وغیرہ سب بیہوش اب اندر سے باہر تک سناٹا ہوگیا اسقدر عمرو کو ملال ہی جان جانے کا خیال ہی کہ اسوقت کسکی لباس نہ اُتارا مال و اسباب بھی نہ اُٹھایا مگر اسرار جادو پر نیچہ کھینچکر چلا کہ پہلے اسی کو مارون یہ بڑی ساحرہ زبردست ہی کیا کیا افراسیاب کو سمجھایا ہی میری جانب سے بہکایا ہی جہان تک ہوسکے آج اسکے امیرون و زیرون کو قتل کرو جب صبح ہوجائیگی کسی گوشہ مین چھپ رہین گے کوئی سامان نکلا سی کا نکل آئیگا جامع المتفرقین اپنی قدرت سے مفرح و بہار سے ملائیگا ہر چند کہ سب بیہوش پڑے ہین مگر دل بیتاب ہر مرتبہ نیچہ کھینچکے قریب اسرار جادو کے جاتا ہی گھبراکر پلٹ آتا ہی عمرو ایسا بیباک قتل مین ساحرون کے چست و چالاک مگر اسرار جادو پر ہاتھ نہین اُٹھتا دل بیٹھا جاتا ہے جب کئی مرتبہ یہی کیفیت ہوئی آئینہ وار عمرو کو حیرت ہوئی دلسے کہا بسم اللہ قتل بھی کرو ہرگز نہ ڈرو نعرہ کرکے چلا نعرہ خواجہ عمرو کزان استاد عیاران عالم

سراپا دانش و عقل مجسم | بباغ دین زرکرش آبیاری | جہان سر ہنگ در خنجر گذاری
ہر کشور بلاے جان کفار | عمرو آن شاہ عیاران عیار | چاہتا تھا کہ نیچہ مارے کہ میر فرش کی ٹھوکر لگی عمرو گھبراکر کہا خدا خیر کرے یکایک زمین شق ہوئی عمرو نے دیکھا کہ نورافشان جادو استاد شہنشاہ کوکب و شنصمیر گردین اُٹھا ہوا پسینہ پسینہ رنگ متغیر شرد منفکر ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری وائے گل گلدستۂ صدلقۂ طراری ماشاء اللہ کیا کارنمایان کیا مگر آپ کی عقل سے بعید ہی اسرار جادو کو آپ قتل کرتے ہین اس بھید سے آپ بیخبر ہین حکیم بقراط ثانی کے پرچہ مین نسبت اسرار جادو و ماران زمین کن تحریر ہے کہ حضور مطیع کرینگے یہی حد ہبر ہی قول بزرگان فراموش کیا ایک ہفتہ سی کم میعاد قتل اسد غازی مین باقی ہی اگر یہ قتل ہوجاتی پھر رہائی اسد نامدار تا روز قیامت نہوسکتی مسبب الاسباب نے سامان مہیا کیا مین نے بیٹھے بیٹھے اسوقت قصر نورافشان مین بطور ستارہ شناسی کے دیکھا کہ خواجہ عمرو ملکہ اسرار جادو و ماران زمین کن کو قتل کیا چاہتے ہین غرق زمین ہوکر آیا اسنے کو آپ تک پہونچا ہرکس و ناکس کی مجال نہ تھی کہ اس مقام تک آتا شکر ہی کہ مین پہونچ گیا آپ کی تقریر دلپذیر اسرار جادو کے دل مین تاثیر کرچکی ہی فقط نمائش کی دیر ہی اور بسطرح خیر ہے عمرو نے سر جھکا لیا کہا اے نورافشان بڑا کام کیا بخدا الحق

بالکل خیال نہ تھا ای شہنشاہ نورافشان ایک سرنہ ارسودے نورافشان نے کہا آپ بہت بجا فرماتے ہین یہ کہکر نورافشان جادو نے اسی آیوئی مین ملکہ اسرار جادو ملکہ ماران ماہ مین کن کو گود مین اُٹھا کر بارہ دری سی باہر نکالا دونون کو ہوشیار کیا ملکہ اسرار جادو نے آنکھ کھول کر شہنشاہ نورافشان کو دیکھا عمرو کو رہا یا ہوش اڑ گئے کہا ای نورافشان یہ کیا بھیدے نورافشان نے کہا ای ملکہ اسرار جادو اقوال کا بتان طلسم سب کرسی نشین ہوے عمر طلسم تمام ہو چکی ہمنے تمسے زیادہ دنیا کو دیکھا مذہب سلم کرمی جمشید باطل پایا ای ملکہ اسرار جادو انجام کا خیال ضرور ہے عمر دو روزہ پر بیجا غرور ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم تہ خاک پنہان ہوے صاحبان نوبت ونشان کا کوئی نام نہین لیتا قبرون کا بھی نشان مٹ گیا اشعار

نہ سکندر رہا نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہے خاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی	نہ وہ یہم رہے اور نہ وہ تاج رہی
صاحب جاہ وحشم قبر کے محتاج رہی	ای ملکہ اسرار جادو دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت سوچو ہم	

کیا ہین کمتر از حباب دریا ہین زیادہ کلام کا محل نہین ہی تم خوب سمجھتی ہو مذہب خدائے نادیدہ کا برحق ہے وہ خالق مطلق ہی ای ملکہ اسرار جادو مین نے مصاحبت سامری وجمشید کی کی اُن شیطانون کی صحبت دیکھی سواے مکر وغدر کے کچھ نہ دیکھا خواجہ عمرو نے اگر ہمکو راہ پر لگایا اہل سلام کی بات کا جواب ممکن نہین ای ملکہ اسرار جادو افراسیاب کو غرور مٹائیگا طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہو جائیگا تم کتاب ساری کی رازدار ہو صاحب جاہ ووقار ہو بس بہتر یہی ہی کہ عمرو کا ساتھ دو موت قریب ہے کفر وکافری کو ترک کرو مین خواجہ عمرو کو لیے جاتا ہون جو جو صلاح ہم تم سے کر جائین ای ملکہ اسرار جادو خبردار اسکے خلاف نہ کرنا اسکا خیال دل سے مٹا دو کہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے وقت تباہی طلسم آچکا ہی ای ملکہ اسرار تو جاندیدہ اور آزمودہ کار ہے زیادہ تجکو ناحق اصرار ہے جب وقت بربادی آتا ہی دوست دشمن نبجاتا ہی جلالت روز وشب نابود اس طلسم کا کیا وجود ای ملکہ اسرار جادو تمکو نادان نہین جانتا ہون اچھی طرح پہچانتا ہون خدا نہ کرے فلک کجرفتار برسر آزار ہو کیسا ہی زردار ہو فلک مثل مار سیاہ ٹیڑھی چال چلتا ہے ہر دم زہر اگلتا ہے عقرب نیش زن ہی ہر صاحب لیاقت کا دشمن ہے بموجب اشعار

مستعد آنا یہ افعی ہی گزند خلق پر	پیچ اسکی چال کا دیکھو ہی شکل اژدہا	
خوان پر اُس رو سیہ کے مت بھجو بار دنکل	چکھے ہین تو وہ مین فاقہ سے جیتے ہین یہ کہان	
ختم اُسپر ہو چکی بد خلقی وبد خصلتی	پھر نہ آیا اسکے گھر اسکا ہوا جو میہمان	
تنگی اوقات کرتا ہی نصیب حسن لطیف	غنچہ وگل اس سبب سے رنگ بو کا ہی مکان	

ناتوان کو دے توانائی اگر اُسکی مدد	خار ہو جاوین وہین زنجیر پائے رہروان
دیکھ تک حوال عنقا کا کہ اس ظلم کے ہاتھ	نام پیدا کر کے کوئی تو مٹتا ہی نشان
پا برہنہ در بدر سر دم پھرے دھوپ مین	خار کے سر پر کرے دامان گل کا سائبان
ابر دریا بار کو برسائے دشت یاس پر	خشک کھیتی مزرعۂ امید ہر پیر و جوان
ہنس کو موتی چگاتا ہی سدا یہ بے تمیز	پوست کھلیے ہی ہما کا دیکھ مشت استخوان
رشتہ کی خاطر کرے سوراخ گوہر کا جگر	بہر سود ناکسان اس کے کسان کا ہی زیان

اے ملکہ اسرار جادو اب یا دہ داغ خالی نہ کراؤ اسی طرح جاکر اپنے بستر پر آرام کرو مسلمانون کا ساتھ دو سرکشان مغرور کو قتل کرو اپنا نام کرو باغ اسلام کی سیر مبارک ہو خارستان کفر سے نکلو انشاء اللہ باغبان قضا و قدر گل مراد دامن بھریگا سرو صدقامت جرأت اسد غازی کو رہا کریگا غنچۂ آرزو شگفتہ ہوگا گل سرکشی افراسیاب جادو پژمردہ ہوگا اس روش سے انتظام کرو کہ ملکہ بہار کی جاکر شریک ہو مثل سوسن زبان درازی بیکار بنبل بیجان پریشانی آشکار سرو شمشاد نے سرکشی کر کے کیا پھل پایا بے ثمر مشہور ہوے ناحق اکڑ کر مغرور ہوے ان کلمات عبرت تاثیر نور افشان جادو سے ملکہ اسرار جادو کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے گلے مین ہاتھ ڈال کر کہا اے برادر بجان برابر قسم ہی پیدا کرنے دلے کی تمھارے کلام فصاحت انجام سے غبار کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور آنکھون مین نور ہوا صفائی حاصل ہوئی آئینہ اسلام نے صورت فتح و ظفر دکھلائی مین بدل و جان حاضر ہون اے شہنشاہ نور افشان شب قتال سعد کو میرے لیے بڑی سختی ہوگی مگر اس بار کو سر پر اُٹھایا ہی جان کا ناحق خوف و خطر ہے بلکہ اب سمجھکر نہ شریک ہونے مین ایمان کا ضرر ہی تمھارے چراغ کلام نے خانۂ تاریک دل منور و روشن کر دیا بادۂ نور اسلام سے ساغر قلب کو بھر دیا صہبائے مصفائے ایمان سے مست ہون تا حیات یہ نشہ نہ اتریگا مخمور شراب الست ہون یہ کہکر ماران زمین کن کا ہاتھ ہاتھ مین خواجہ عمرو کے دیا کہا اے رہبر کامل اس جوان کا اور آپ کا شب قتال اسد ساتھ ہوگا آپ کا دامن اسکا ہاتھ ہوگا جادۂ نقب طلسمی کا راستہ پر خطر قدم با قدم جان کا ضرر مین جانہ سکونگی شب بھر پاس افراسیاب کے اسی باغ سیب مین رہونگی آپ کی دانائی اور نادانی کا خیال نہ کیجیے گا خواجہ سمجھ سمجھ کے قدم دھرنا اپنی راے پر کام کرنا یہ کنیز حضور کی راہبر ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا ملکہ خدا سر پہ اگر حیات باقی ہے سب مصیبتین جھیلینگے ابھی بڑے بڑے کھیل کھیلین گے دیکھو صبح قریب ہے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو جاے ساری مشقت ضائع جاے میرے ہم شبیہ ہمصورت ملکہ سمنکال کو صبح ہوتے ہی قتل کرا دینا عرصہ نہونے پاے نوبت نقارون کو حکم دینا ہنگامہ مین قتل کرانا ملکہ اسرار جادو اسقدر خوشی کرنا کہ افراسیاب بھی مبہوت ہو جاے بس بڑا کام یہ ہے کہ سمجھنے نہ پاے اب ہمارے تمھارے کہان وعدہ ہوتا ہے اسرار جادو نے کہا

ای شہنشاہ اوج عیاری وائے ننگ قلزم زخار طراری ہم بھی لشکر کشی کرکے زیر گنبد نور آئینگے بعد اتمام کے فہرست اسباب جادو مجکو لیکر باغ سیب مین آئیگا شب بھر سیر اُسکا ساتھ رہیگا ای یاور غریبان وای دادرس بیکسان آپ ملکہ ماران زمین کن کو ساتھ لیکر جہان یہ بیجاے وہان جائیے گا اپنے حاضر و ناظر کو ساتھ رکھیے گا اسطرح کے آپسمین عہد و پیمان ہوے ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن کے راز و نیاز خواجہ عمرو نے خوب سمجھ لیے عمرو نے ٹھنڈی سانس بھری کہا ای ملکہ عالم خدا معین و مددگار ہی ملکہ اسرار جادو و ملکہ ماران زمین کن اُسی طرح جاکر اپنے اپنے مقام پر لیٹ رہین گویا سوتی ہین نور افشان جاگتے خواجہ عمرو کی کمر مین پنجہ دیا سحر کرکے غرق زمین ہوا خواجہ کو لیکر قصر نور افشان مین پہونچا ملکہ آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان دونون بیٹیان شہنشا نور افشان جادو کی حسن انکے عابد کش زاہد فریب پھول سے چہرے آنکھین نرگس شہلا قد سرو باغ حسن و جمال ابرو رشک ہلال شہنشاہ اقلیم حسن و جمال سینہ پر ابھار پھنسی پھنسی کرتیان جسم مین پھر تیلین ہونٹھ برگ گل باغ رعنائی گلو صراحی دار چمن حسن پر بہار سامنے قصر نور افشانی کے مقام مزار عشاقان تعمیر ہے کئی شاہان جلیل و پہلوانان بیدیل جمال ہمثال پر اُن دونون غزال صحراے دلربائی کے مائل ہوکر آوارہ دشت ادبار مصیبت عشق مین گرفتار ہوے آخر آتش سوزان عشق کی گرمی کی تاب نہ لاسکے بار کوہ مصیبت حضرت عشق سر پر نہ اُٹھا سکے فقیر بنکے سامنے قصر نور افشانی کے آئے تاب آفتاب جمال کی نہ لاے جسم پھکنے لگے استخوان دہکنے لگے دل و جگر جلا سودا بڑھا خون گھٹا کوئی گلا کاٹ کر مرگیا کسنے زہر کھالیا کوئی مثل فرہاد پتھر سے سر ٹکرا کر جان شیرین کا دشمن ہوا تڑپ تڑپ کے جان دی کوئی دشت نجد مین گیا چاہا نشین قیس ہوا ایک جگہ آسن مار کر بیٹھ رہا ہون آنکھون کی یاد مین آہوان صحرا سے اُنس کرون فراق قد محبوب کے بوٹے لون سے گرد کے ہمصحبت ہون دامن خار صحرا سے الجھین آبلہ پا ہمارے جان پر پھوٹ پھوٹ کے روئین خاک بستر خشت بالش سر رہے چندے اس حال مین بسر کی آخر شبہاے تاریک فراق نے ستایا درپاے خواہش دیدار محبوب جوش مین آیا بعد چندے دیوانہ وار و وحشی مثال یہ اشعار پڑھتے ہوئے پھر کوہ مجبون مین آکر

روز و شب ہنگامہ برپا ہی میان کوہ و دشت	ہڈیون پر میری لڑتے ہین سگان کوہ و دشت
کسنے مجھ وحشی کے پھینکے اُنکے آگے استخوان	اکسے ہوگئے مجنون سگان کوہ و دشت
کب ہے کعبہ کا شرف ایسا کہ کہتے ہی قدم	پانوٹون اپنے چومتے ہین رتبہ ان کو ہے دوست

یہ اشعار آبدار بھی اپنے حسب حال مصیبت مآل کوہ محبوب مین بیٹھکر پڑھنا شروع کیے غزل

سوز درد ہی دل اُس کو خبر نہین ہے	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہے خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے

شعرون مین کسکو باندھون دیوان مین لاؤن کسکو
اک وہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہے

مرتے ہین پر نہین پاس نقد طاعت حق
کیونکر کٹے گی منزل زاد سفر نہین ہے

زندہ سمجھ کے مجھکو کرتا ہے وار پر وار
مین مرگیا ہون کب کا اُسکو خبر نہین ہے

اسکی گلی مین کیونکر پہونچے گی روح اپنی
روح الامین کا بھی اسجا گذر نہین ہے

ابرو کی تیغ تو لو مژگان کے تیر مارو
عاشق ہون مین مجھے کچھ خوف و خطر نہین ہے

اے شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو
اب نذر کو تمھارے خون جگر نہین ہے

جس درجہ چاہے چمکے مہتاب آسمان پر
جب تک کہ بام پر وہ رشک قمر نہین ہے

کوچہ سے اپنے بستر اٹھواؤ تم نہ میرا
اب تک تمھارے دل مین کیا میرا گھر نہین ہے

اُس حور کو بشر تو کہہ سکتا تھا نہ واعظ
پر بیخبر تو سے مجھکو منظور شر نہین ہے

وہ خامہ کیا کہ جسسے مضمون نو نہ نکلے
بیقدر شاخ ہے وہ جسمین ثمر نہین ہے

تن پر سے سر جو اُترا بس سر کا درد اُترا
تن پر جو سر نہین ہے اب درد سر نہین ہے

اُس گل پہ مال اپنا سب نے کیا تصدق
غنچون کی بھی گرہ مین دیکھا تو زر نہین ہے

اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار
کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

چند عرصہ تک اس ہاے وہو مین رہے ایکدن خیال ہوا کہ دیکھین تڑپ تڑپکے نالے کرین شائد دل معشوق پر کچھ تاثیر ہو پیدا کی مگر برق بنکر اپنے اوپر گری بموجب مصرع آخر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے پھنک کر رہ گئے پر ایک نے جو دیکھا وقت سحر اندھیرا تھا عاشق صادق کی خاک کا ڈھیر تھا ملازمان نورافشان کو ثابت ہوا ان جوانان عاشق تن نے محبت مین للہ **آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان** کے جانین دین شب وصل کی صورتین نہ دیکھین ان ناشاد و نامراد کی قبرین بنانا مناسب ہے اسوجہ سے اُس مقام پر حسرت و یاس غالب ہے عود سوز و عنبر سوز روشن ہین دھنوان پیچ و تاب کھا کر اُٹھتا ہی پیچ و تاب دیکھکر صاف ثابت ہوتا ہی کہ یہ عاشقان زلف کے مزار ہین اب بھی بعد مرنیکے ممنہ مصیبت مین گرفتار ہین چادرین پھولون کی بالاے قبر نازک مزاج پڑی تھین بار پھولون کا بھی روح پر بار ہی کبھی کبھی یہ دونون شاہزادیان زیور لباس سے آراستہ ہوکر بناؤ کر شمہ سامنے سے مزار عاشقان کے گذرتی ہین نگاہ یاس سے اسطرف دیکھ لیتی ہین کہ عاشقون کی روحین قبرین بیتاب ہوجاتی ہین آوازین عجیب و غریب آتی ہین کسنے تڑپکر صدا دی شعر روشن شد از دھان تو شبہاے تار ما ؛ صبح قیامت است چراغ مزار ما ؛ اگر گجرا پھولون کا کسی نازنین کے ہاتھ سے لحد پر گر پڑا آواز آئی شعر آہستہ برگ گل بفشان بر مزار ما ؛ بس نازک است شیشۂ دل در کنار ما ؛

کسی سوختہ بخت کی روح مجروح نے آہ کی پڑے قبر کے جلنے لگے خاک سے بھی شعلے نکلنے لگے خواجہ عمرو نے جو ان مقام حیرت انجام کو دیکھا نورافشان جادو سے پوچھا کہ یہ قبرین کن سوختہ بختوں کی ہین جن سے حسرت ویاس برس رہی ہے بقول شاعر شعر ابر رحمت اگر نہین ای برق ؛ بیکسی گور پر برستی ہو نورافشان جادو نے بیان کیا ای شہنشاہ عیاران یہ دونون کنیزین آپ کی آفتاب گوہر دندان و ہلال گوہر دندان صاحبان عفت وعصمت یکتاے روزگار حسن ہین اپنا مثل نہین رکھتین جابجا کے شہزادے انپر عاشق ہوکر آے سودا ے زلف عنبرین ہین انکے تباہ ہوے آخر انجام عشق یہ ہوا کہ اپنی جانین دین چونکہ شاہزادگان جلیل تھے قبرین انکی اسی مقام پر بنوائین مزار عاشقان اسکا نام رکھا ہی ہر سال عاشق تن جمع ہوتے ہین انکو روتا اگر انکی نوجوانیان یاد کرکے روتے ہین ان دونون کی عفت وعصمت کی قسم کھانا چاہیے جب ہین طالب انکی شادی کا ہوا انھون نے جواب صاف دیا ہم ابھی حصول علم وکمال ہین مصروف ہین اگر ہماری شادی کیجیے گا تو تعلیم وتلقین ترک ہوجائیگی جس طرح چاہنے والون کو ان سے محبت ہی انکو میری صحبت سے رغبت ہے مجکو انکی ذات سے بڑا آرام ہی ملکون ملکون بسبب حسن کے انکا نام ہو جس روز سے مین نے آپ کا مذہب اختیار کیا انکا خضوع وخشوع مجھ سے بھی زیادہ ہے جس طرح خوبصورت ہین اسی طرح نیک سیرت ہین پاکدامن صاحبان علم وفن حسن وجمال ہین یکتا صاحب مہر ودفا ہر چند یہ صاحبزادیان میرے صاحب نہین ایک شاہ جلیل القدر کی دختر ارجمند اختر ہین اب مجکو روح سے بہتر ہین خواجہ عمرو نے یہ سنکر دونون شہزادیون کو گلے سے لگایا پیشانیون پر بوسے دیے دونون گلعذاردن نے غنچہ دہن وا کیے کہا خواجہ صاحب ہم روز باباجان سے کہتے ہین کہ ہمکو مقابلہ حیرت مین جانیکی رخصت دیجیے ہم بھی جاکر حیرت سے لڑین ایسے معرکے پڑین کہ بی حیرت گھبرا جائین ہوش وحواس درست نہ رہین جواب نیا مشکل ہو مگر قبلہ وکعبہ نہین قبول کرتے فرماتے ہین کہ اے نورنظر ایک وقت ایسا آئیگا کہ اہل اسلام کے کشت حیات پر سحاب برہم والہ چھا جائیگا اسوقت مدد کرنیکے عنایت سے پروردگار کی بلاے مبرم کو رد کرینگے مگر آپ ہمین اپنے ساتھ لیجیے کوشش رہائی طلسم کشا مین شریک کیجیے حد مشکذاری ہی بوجہ حسن بجا لائینگے خدا چاہے تو ملازمان افراسیاب پاش پاش کیے خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ ہم تمھین اطلاع دینگے بلوا بھیجین گے تمھارے استاد بیمثل وبے نظیر ہین ہمہ دان وہمہ گیر ہین انکا کہنا مانو وقت کی منتظر رہو آجکل تردد ونہ شمار ہی افراسیاب آمادہ حرب وپیکار ہی شہنشاہ نورافشان نے سامان عیش ونشاط سامنے خواجہ کے مہیا کیا چند ساعت ٹھہرکر خواجہ عمرو طرف اپنے لشکر کے بصورت مبدل روانہ ہوے دوکلمہ داستان افراسیاب سنیے کہ یہ مبتلاے خواب خرگوش صبح کو شور فتنہ کے بیدار ہوا دیکھا ملکہ اسرار جادو وملکہ ماران زمین کو ٹھین کل سردار اپنے اپنے

مقام سے اُٹھے افراسیاب نے کہا ای اسرار جادو بیرون باغ عیب میدان خونی کی تیاری کراؤ سامان قتل عمرو پہ تعجیل مہیا ہو اس عرصہ مین کارگزاران شاہی حاضر آئے دست بستہ عرض کی شب کو سرکار نے برائے قتل عمرو اشتہار دیا تھا لکھو کھا آدمی واسطے تماشا دیکھنے کے حاضر ہین انتہا کا جماؤ ہی مگر جا بجا بھی چرچے ہین کہ کئی مرتبہ عمرو کے قتل ہونے کا اشتہار ہوا وہ ظالم ہمیشہ بچا آج بھی ویسا ہی کچھ ہوگا اسرار جادو نے کہا سچ کہتے ہین اندھا جب پتیالے جب دو آنکھین پائے جلد جاکر میدان خونی کی تیاری کرواہالیان مجمع کو تسکین دو کہو کہ جائیو آج ثواب انتہا حاصل کرو قتل عمرو مین شریک ہوئیو بھی سُنا دو کہ ملکہ اسرار جادو کا قیدی ہی آپ لوگ آمادہ رہین فوراً آتے ہین ساربان زادے کی قید آپ سب صاحبون کو دکھاتے ہین اس باغی کو ابھی دار پر چڑھاتے ہین کارگزاران شاہی بیرون باغ پہونچے جلّادان خرس طینت میمون خصلت جمع ہونے لگے ہر طرف ہنگامے ہین کہ یوصاحبو سرکشی کا اختتام ہوا آج تو ساربان زادہ قتل ہوتا ہی اب بی مہرخ و بہار کہان جائینگی آخر دست بستہ خدمت شہنشاہ مین آئینگی مگر یارو یہ وہ شخص ہی کہ جو شہنشاہ سے برابر لڑا کئی سال معرکہ پڑا ایک نے کہا یہ تلوکا ہے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قتل ہوگا بھلا وہ مرنا کیا جانے کتنی مرتبہ ہم لوگون نے بھی سُنا عمرو قتل ہوتا ہے یہان جب آئے تو خبر پائی کہ وہ لوٹ مار کے نکل گیا شہنشاہ کا کا کھون روپیہ کا نقصان ہوا ویسا ہی کچھ آج بھی ہوگا یہ ذکر تھا کہ نقارے پر چوب پڑی آمد آمد افراسیاب کی ہوئی اولان اول سرما برف انداز و ابر یق کوہ شکاف اہتمام سواری کرتے ہوئے آکر ٹھہرے ایک جانب سے لکھ ہا ابرسرخ و سیاہ اُٹھے شاہزادیان خوبصورت نیک سیرت نازنینان دربند طلسم کہ جو اکثر خدمت مین افراسیاب کی رہتی تھین بساب سحر سے آراستہ لباس معقول زیب جسم آکر ٹھہرین بیچ مین دیکھا افراسیاب ایک تخت سحر پر سوار چار اژدر آتش فشان کسے ہوئے منھ سے شعلہ ہا ے آتش چھوڑتے ہوئے افراسیاب بکبر و نخوت تخت نکبت پر سوار گرد اگرد سرداران و تاجداران ایک سمت طاؤس زرین ہال پر ملکہ ماران زرین کن و ملکہ اسرار جادو اہتمام کرتی ہوئی دم محبت شہنشاہ کا بھرتی ہوئی ایک رابے پر عمرو عیار و ملکہ سمنکال جادو مسلسل و مطوق بیہوش و مدہوش پڑے ہین جادوگرونے جبہت غل مچایا ہی صدائین نقارون کی بلند ہوئین تب ان دونون گنہگارون نے آنکھین کھولین حیران و پریشان چہار جانب دیکھ رہے تھے اب تو غریو بلند ہوا یار و افراسیاب کا نیر اقبال اوج پر ہی مالک فتح و ظفر ہی لو واسطے دو دن کے سلطنت و وزارت حکومت ہچکی خاتمہ ہوا آج عمرو قتل ہوتا ہے اسی ہفتہ مین طلسم کشا بھی مارا جائیگا گنبد نور سے اُتارا جائیگا اب بی مہرخ و بہار کیا کرینگی کہان بھاگ کر چھپینگی کون انکا دستگیر ہے نوجوانون کے قتل پر آمادہ جبرخ پیر ہے جا بجا یہ ہنگامہ ہے کوئی کہتا ہی عمرو قتل ہوتا ہی بعض لوگ کہتے ہین مشہور تھا کہ عمرو کی

ساحرون کے ہاتھ سے قضا نہین ہے یہ بصورت عمرو کوئی اور ہی یہ بھی ایک عیاری کا طور ہی بھائیون وہ بڑا فتنہ انگیز ہے عیاری مین بہت تیز ہے اسرار جادو کو قتل عمرو مین بڑا اصرار ہی سب دیکھ رہے ہین کہ انتہا کی بیقرار ہے بذات خود انتظام مین مصروف ہی دار استاد کرائی نقارچیون نے آواز دی سترہ سو نقارے چاشنی دے کر درست کرو تیار رہو جسوقت یہ دونون بیدم ہون رہرو راہ جہنم ہون سترہ سو نقارون پر ایک مرتبہ چوب پڑے یارو مزا یہ ہی کہ زمین ہل جاے سب کو خلعت زرتار ملینگے غنچۂ آرزو کھلینگے ایک ایک کو بادشاہ طلسم ہوش ربا نہال کریگا منھ تمھارے موتیون سے بھریگا کہان تک زر و انعام لوگے بہت راضی ہوگے ہماری مشقت و خیر خواہی دیکھو یہ مو امونڈی کاٹا ہمارے باغ مین پہونچا العنایت سامری ہمنے گرفتار کیا راہ مین بی سمنگال نے چاہا قید چھین لین ہم فوراً پہونچے اس نگہرام کو مقید کیا رات جاگ کر کاٹی سامری سامری کر کے صبح ہوئی آج یہ وہ شخص قتل ہوتا ہے جس کا تمام عالم مین شہرہ ہی بڑے بڑے ساحران نامی کو اسنے مٹایا کوئی اسکا دامن نہ چھو سکا آفتاب جاہ و جلال افراسیاب طالع ہوا نیر دولت و کامرانی ساطع ہوا اے اہالیان طلسم ہوش ربا مضمون حق بحقدار رسید ظاہر ہوتا ہے دوست خوش ہین دشمن مثل ابر بہار روتا ہے زمانہ سرکشی کا تمام ہوا البرز عمرو کی زندگی کا جام ہوا نعرے لگاتی ہوئی ملازمان شہنشاہ کو ہنساتی ہوئی قریب آرہے کے آئی ایک لات عمرو کو ماری کہا کیون نگوڑے موے مونڈی کاٹے حرامزادے فسادی جعلساز غدار و مکار چور اُچکون کے سردار ارے جہان تیرا قدم جاے ماں بیٹون مین فساد ہو جس گھر پر سایہ تیرا پڑے وہ گھر برباد ہو اگر تیرا سایہ باغ مین پڑے پھولون سے رنگ و بو جدا ہو سر و اپنی راستی چھوڑے ہر چمن مین فساد کا گل پھوٹے بلبل و قمری مین جھگڑا ہو گلچین و باغبان آپسمین لڑین خزان بہار پر غالب آے ہوا تاثیر آگ کی دکھاے ہر گل شگفتہ مرجھاے ہر شجر نخل ماتم ہو جاے مگر یہان تمھاری شرکشی نے کچھ تاثیر نہ دکھائی کیا جلد موت آئی یہ کہکر ملازمون سے اشارہ کیا ملازمون نے دونون کے پانؤن مین زنجیر باندھی زنجیر پکڑ کر کھینچی دس گز زمین سے اونچے ہوگئے مثل چورون کے اُلٹے ٹنگے ملکہ اسرار جادو دوڑی ہوئی قریب شہنشاہ افراسیاب کے آئی افراسیاب نے کمال کیانی اُٹھائی ساٹھ ہزار کمانین کڑکین ملکہ اسرار جادو نے تیر چھوڑا ساٹھ ہزار عقاب تیر گوشۂ کمان سے اُڑے سینہ پر گنہگارون کے پڑے مہرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرے جسم چھلنی ہوگئے اب اور ساحرون کے ڈھیلے تیر و تفنگ چلے لاشے بھی ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین کانپ گئی صداے مبارک بادِ بلند ہوئی لاشون کو حکم ہوا پانؤن مین رسی باندھکر سر حد باغ سیب مین کھینچتے ہوے پھرو تمام ملکونمین مشتہر کرو کہ عمرو قتل ہوا افراسیاب پلٹ کر تخت حکومت پر بیٹھا نذرین گذرین خوشیان ہونیلگین ملکہ اسرار جادو و ملکہ ارمان مین کن

کو خلعت فاخرہ سے شہنشاہ افراسیاب نے مخلع کیا ملکہ اسرار جادو نے کہا اے شہنشاہ جہان تک ہو سکے
خبر قتل عمرو ملکہ مہرخ و بہار کو نہ پہونچے جب طلسم کشا بھی قتل ہو جاویگا بیدست و پا ہو کر آپ سے عذر کرینگی اگر سطر
خبر قتل عمرو پائین گی اور جان دینگی افراسیاب نے کہا صرف حیرت کو کہلہ بھیجونگا یہ مضمون ضرور ہوگا کہ پڑھکر خط کو
چاک کر ڈالو سامان تیاری لشکر مین مصروف رہو اسرار جادو و ماران زمین کن افراسیاب سے یہ کہکر رخصت
ہوئین کہ اب حضور معرفت نقارہ نواز طلسم کے جب تاریخ قتل اسد کا ڈھنڈھورا پٹوائینگے ہم نافی نواسی باغ سیب مین
آئینگے جب یہ دونون جا چکین افراسیاب نے حیرت کو نامہ لکھا

نامۂ افراسیاب برلے حیرت جادو

اے نو گل باغ شادمانی	تو بادہ گلشن جوانی	شاہنشہ ملک کامرانی
اے زینت باغ زندگانی	اے تازگی دماغ عاشق	پرساز مئے ایاغ عاشق
اے تازہ شمیم گلشن عشق	اے نور چراغ روشن عشق	اے موجۂ نکہت گل عشق
اے سوزش مستی دل عشق	اے تاب شکیب بیقراران	کافور قلوب دلفگاران
اے شعلۂ ناز و فتنہ بازی	تاثیر فنون سحر سازی	اے نیر آسمان مکنت
اے گوہر بحر درج عشمت	خورشید سپہر عشوہ و ناز	بیباک زمانہ شوخ و طناز
اے نور جمال ماہرویان	زیبائش تاج مشکبویان	سرحلقۂ زمرۂ حسینان
سرکردۂ بزم نازنینان	سرمایۂ عیش و کامرانی	بخشندۂ عمر جاودانی
آگاہ ہو بعد شوق دیدار	آتا ہی یہ نامہ فرحت آثار	احسان ہے سامری کا ہیہر
سب طرح ہی خیر مٹ گیا شر	سرسبز ہوئی ہی کشت امید	اقبال کا اوج پر ہی خورشید
کھینچا دشمن کو بر سر دار	گلشن مین نہین ہمارے اغیار	یعنے کہ مٹی عمرو کی شوکت
قتل اسکو کیا نظلم و بدعت	ای شہنشاہ اقلیم خوبی ای حاکم ملک محبوبی	

اس نامۂ فرحت آثار کو پڑھکر
چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ سے نہ نکالنا قتل عمرو کی خبر تا طبیع قتل اسد غازی مخفی رہے ورنہ مسلمان فساد
برپا کرینگے نقارہ نواز طلسم کو اب حکم ہوگا مشتہر کرایا جائیگا کہ فلان تاریخ کو طلسم کشا قتل ہوگا شہر پرستان
مین تشریف لانیکی تیاری کرو اب عرصہ مناسب نہین ہی افراسیاب نے یہ نامہ طائر جادو کو دیا وہ نامہ
کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا ادھر کا لشکر ملکہ مہرخ کے سننے یہان کئی دن کا زمانہ گذرا کہ حیرت نے طبیعی نہین
بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک شتباہ مین مع کل سرداران نامی و ساحران گرامی جلوہ فرما ہین متر
برق فرنگی دمتر چالاک جانسوز و ضرغام شیر دل و متر قران نامدار سامنے ملکہ مہرخ کے مشتہار زین

پر تمکن ہین مہرخ نے فرمایا اے عیاران نامی آپ لوگ بہت مظلن ہین ایک ہفتہ کامل گذرا کہ شہنشاہ اوج عیاری خواجہ عمرو نہین معلوم کہان ہین آثار رنج وملال عیان ہین برائے خدا لشکر حیرت سے خبر تو لاؤ کہ ہمارے سرپرست پر کیا گذری خدانخواستہ کہین قید تو نہین ہوگئے انکو ہماری جدائی مین کیونکر آرام آیا یا کہین جاکر کسی معشوق سے دل لگایا وقت جان دینے کا قریب آگیا ہے قلب تھرا رہا ہے وہ تشریف لاوین جلسۂ مشورہ منعقد کرین انکے حکم سے لڑین مرین آخر کیا کرین یہ سنکر چالاک کہا حضور مین ابھی جاتا ہون اپنے قبلہ وکعبہ کی خبر مفصل لاتا ہون یہ کہکر طرف لشکر حیرت کے روانہ ہوا راہ مین آکر صورت تبدیل کی مثل کنیزان حیرت کے صورت بنائی خرامان خرامان داخل بارگاہ حیرت ہوا دیکھا دربار حیرت کا ساحران نامی سے معمور ہے حیرت تخت یاقوت نگار پر بکمر دنخوت تمام متمکن چہرہ مثل آفتاب روشن زلف گرہ گیر پیچ وتاب آنکھون سے عتاب ظاہر نازنین خدمت مین دست بستہ حاضر دریاے جواہر مین غوطہ زن لباس فاخرہ زیب بدن گرد شاہزادیان ایک ایک سحر مین طاق شہرہ آفاق متحیر چالاک اگالدان بغل مین لیکر پشت پر ملکہ حیرت جادو کے آیا رومال سے باادب مگر تانی کیونکہ نرگا سراپا کو دیکھ رہا ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ رکھتا ہے کبھی اگالدان سامنے کرکے جھک جاتا ہے یکایک آسمان پر برق چمکی ایک جادوگر عقاب سحر پر سوار آکر پہونچا برائے تسلیم خم ہوا نامہ ہاتھ پر رکھکر پیش کیا کہا حضور اسکو ملاحظہ فرمائین اس کے مضمون پر کاربند ہون دوست خوش دشمن دردمند ہون یہ کہکر نامہ دیگر ساحر تو چلا گیا ملکہ حیرت نے نامہ کھولا پڑھنا شروع کیا ایک ایک حرف سے بشاشت آشکار خوشی سے چہرہ گلنار ہوا چالاک جو پشت پر کھڑا تھا یہ حیکا ہوا انگڑائی کرتا جاتا ہے حرف حرف پر نگاہ ہے حیرت نے پڑھکر نامہ چالاک کے اگالدان مین ڈال دیا چالاک تھراتا ہوا باہر نکلا آنکھون مین اشک حسرت قلب پر گرد کدورت ہر چند ضبط کرتا ہے دریاے غم والم جوش مین ہاتھ دستگیری نہین کرتے پانون ثابت قدمی سے محروم آنکھ کے آگے تارے کھاتے ہین دریا بہائین ہوا دل کہتا ہے ہاے قبلہ وکعبہ کہکر اورون کو بھی رولائین اس حال مین میلے وہ الگ کرایہ پر ہر چند دل مین جوش مگر مثل تصویر خاموش بمشکل تمام افسان وحیران بارگاہ مہرخ پہنچا باتین کین دو دو کر روے چالاک متغیر متردد متحیر آنکھین پتھرائی ہوئی جسم مین رعشہ ماتھے پر بے پسینہ ہاتھ طرف شہر یاران کے ولاگہ متحیر ہوکر غم والم سے چالاک کا یہ حال تھا کہ بول نہ سکتا تھا پھر ایک ایک کا منھ تکتا تھا برق دور کرسانون کا اب ستارہ گردش مین ہے صدمۂ جانکاہ پہونچا برائے خدا ظاہر کرو مقدور ضبط کرنے مین روح نہ نکلجاے ہاے چالاک کے ہاتھ یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جوانمردان آرائے لگا تمام شاہزادیان اپنے اپنے مقام سے اٹھین چالاک کو سنبھالنے لگین ہواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لمبے بھڑوے تو ظاہر کرو چالاک نے سر پیٹکر قمران کے گلے مین ہاتھ ڈال دیا ایک کہتا ہے بھائی زیروار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی تم جان بخش کہلاتے تھے وہ سیاہ گلشن جنان ہرچہ ہی ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

افراسیاب نے باغ مین اُس سردار کو دار پر کھینچا بروقت انتقال ہم خدمتگزارون مین سے کوئی نہ پہونچا نہین معلوم لاش پر کیا گذری سنتا ہون سرا لٹھر کنگرے پر باغ سیب کے رکھا گیا لاشہ اُس بیمانے نظر کردہ پیغمبران کا جنگل مین پھنکوا دیا قران نے پوچھا اے فرزند کیونکر معلوم ہوا خاک اُسکے دہن مین کس نے یہ خبر سنائی چالاک نے کہا زبین افراسیاب نے حیرت جادو کو نامہ لکھا اور یہ تاکید تھی کہ خبردار ازظاہر نہو کوئی عیار ماہر نہو مین کنیز بنا ہوا پشت پر کھڑا تھا مین نے بھی پڑھ لیا یہ خبر وحشت اثر سنکر سردارون نے قیامت برپا کی کسی نے سر چوب خیمہ پر مارا کوئی ہائے معین ومددگار کہکر روتے روتے بیہوش ہوگیا جب چالاک وضرغام ہائے قبلہ وکعبہ کہکر نعرے مارتے ہین سنتے دلون کے کلیجے پھٹے جاتے ہین ملکہ مہانے پچھاڑ کھائی مخمور نے پیٹ پیٹ کر اپنے کو نیلا کر دیا ملکہ مہرخ آئینہ دار حیران ایک ایک کو سمجھاتی ہین کہ صاحبو صبر کرو دل پر جبر کرو دل ہمکو یقین نہین آتا اور اگر خدانخواستہ ایسا بھی ہوا تو مرضی پروردگار مین کیا چارہ ہے اگر باغبان قضا قدر کو اس باغ پر بہار کا برباد کرنا منظور ہو اخزان کی آمد ہو کیا اختیار ہے بندہ مجبور ذاچار ہے بلکہ اُسکا معاوضہ یہ ہے کہ ہوش وحواس درست کرو اور بھر اپنے معین ومددگار کے خون کا بدلہ لو کیا اکیلے جان دینگے خدا جانے تو خون کے دریا بہا دینگے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ذرا سب کو رو کا کیقدر ہنگامہ کم ہوا مہتر قران نے کہا یارو تخلیہ کرو غیر کو اس محفل غم والم مین نہ آنے دو تو مین سب صاحبون سے کچھ راز دل ظاہر کرون فوراً تخلیہ ہوگیا پانچون عیار چالیس پچاس سردار اُس تخلیہ مین شریک ہین مہتر قران نے کہا یارو سب صاحب میرے حال عشرت مآل سے بخوبی ماہر ہین شاہان اطراف حرم وزیران باتدبیر پر یہ کیفیتین ظاہر ہین کہ مین ملک حبش کا حکمران ہون مجکو بشارت ہوئی بزرگان دین نے مجھ ایسے روسیاہ پر نظر مرحمت ڈالی نظر کردہ بزرگان مشہور ہوا روح کو راحت قلب کو سرور ہوا پھر حکم ہوا کہ خواجہ کی غلامی جاکر اختیار کرو سب طرح ہوشیار خبردار ہو مرد خدا صاحبقران زمان کو سلامت رکھے اپنے سرداران نامی مین مندرج فرماتے تھے کھینچا دشمن کو بڑھاتے تھے مین نے جادۂ بزرگان دین سے قدم نہ ہٹایا راہ عیاری سے منھ نہ پھیرا خواجہ نے قتل کو کیا نظلم وبد خطاب یا ذرہ کو آفتاب بنایا مہر بدرہ مادری کو فراموش کیا ملک بہ ملک اُنکے ساتھ چاک کر ڈالنا اس بات کو منھ پر سے یہ مراد ہے کہ وہ مجکو مرد جانتے ہین مین نے قبلہ وکعبہ کہا کلاہ فخر کو آسمان پر پہنچایا بر پا گرینگے نقارہ نواز طلسم کو مارا ہے روح بیقرار ہے مگر اُنکے انتقال کا یقین نہین آتا اسمین کوئی مطلب معقول ہین تشریف لانیکی تیاری کرو اب زیادہ یہ بات ہوتی ہے اُنکے جان بچنے کی سبیل ہے کوہ سراندیپ پر بموجب روایت کو لیکر طرف ملکہ حیرت کے چلا دو کل لشکر ملکہ مہتر قران سے موت نہ مانگوگے قبض روح کا ملک الموت کو بجوایا ملکہ مہرخ سحر چشم اپنی بارگاہ فلک تنباہ میں کہ نثار ہوئے اُس صادق الوعد کے فرق آئیگا فلک برق فرنگی ومتہر چالاک وجانسوز وضرغام شیر است ہو مالک سریر سلطنت ہو اپنے دلون پر بار تھکو

دیکھو دل کیا کہتا ہی بخدا اسوقت اس کلام سے روح کو راحت قلب مین قوت آگئی تصویر خداوند نعمت کی
آنکھون مین پھر رہی ہی وہ شہنشاہ عیاران ہین اس رمز مین حصول مطالب دلی عیان ہین دیکھیے حال کھلیگا
مناسب یہ ہی کہ اپنے اپنے طور پر فکر و کوشش رہائی اسد نامدار مین سرگرم رہو رونا پیٹنا موقوف کرو کلام
نصیحت التیام مہتر قران سے سکو تسکین ہوئی چاہتے تھے کہ اُس نخلبند باہر آئین مہتر قران نے گھبراکر
کہا کوئی میری گوشمالی کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ او کالیے چپ رہ عمرو باغ سیب مین مارا گیا جسم سے اُسکا سر
جُدا ہوگیا سب لوگ حیران چہار طرف دیکھنے لگے دیکھا زمین پر ایک پرچہ کاغذ کا پڑا ہے مہتر قران نے اُسکو
اُٹھایا لکھا تھا ای ملکہ مہرخ و بہار و ای عیاران نامدار ہماری فکر نہ کرو مرنے جینے کا ذکر نہ کرو اپنے اپنے اختیار
کے موافق فکر رہائی اسد غازی کرو جانین لڑا دو ہم اب روے سیاہ تم سب کو نہ دکھائینگے
ومہ جبین کو لیکر آئینگے یا اب تم سب صاحبون سے عدم مین ملاقات ہوگی والسلام راقم خوا
نے چپکے چپکے وہ نوشتہ سب کو سُنایا مطمئن ہوکر ملکہ مہرخ وغیرہ بارگاہ مین آئین یہی چر
کیا دکھاتا ہے یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا چرندو پرندو ہر کارے دوڑے ہوے آ

آکر ہاتھ واسطے دعا کے اُٹھانے صفت

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ	اگا سرخ
ہمہ کار عالم بہ کام	
بیرون بارگاہ آئیے ۱۱	
ین تخت اُڑاتا ہ	
سماعت فرمائے ملکہ مہرخ	
وخورشید زر	
شکل عجیب و غ	
بیباک ظاہر	
سامری وجمشہ	
آگاہ ہو	
کی دختر	
تھرائی	
اقرار	

اٹھارہ سو ملک کے شاہ اور شاہزادیان اب فوجین لیکر چلینگی کوئی آج کوئی کل شہر نا پرسان مین آجائینگی اپنا
اپنا جاہ و حشم دکھائینگی یار دقہوس ہو دل کی دل ہی مین رہی ابتک کوئی تدبیر نہ کی ای عیاران نامی خواجہ عمرو
نے حجاب سے منھ چھپایا اب کس سے صلاح و مشورہ کرین اب اپنے کو شہر نا پرسان مین پہونچائین جو جو سردار جس طور سے
آئے بقید نام ملک و تاجدار نام دریافت کرکے ہمکو خبر پہونچائے خیر تقدیر مین ہماری یہ بدنامی لکھی تھی جو مرضی
کریم کارساز کی گنبد نور مین جانا اسد غازی کا چڑھانا امر ست مشکل و کار ست دشوار مگر جسوقت اسد
و مہ جبین کو زیر گنبد نور دار پر چڑھانے لائینگا ہم سب مرنیوالے مکرین باندھکر جا پڑین گے زیردار لڑینگے
اپنے سردار کے سامنے مرجائینگے یہ بھی ظاہر ہے کہ فوج افراسیاب کی بیشمار ہوگی ہماری فوج کی کیا حقیقت
ہے کیا لیاقت ہے تا بعد ار کا پہونچنا دشوار ہوگا فوجون کے ریلے ہونگے خیر اپنی جان دینے پر قادر انکی محبت
حاضر ہین ملکہ یہ سنکر جادو نے کہا ای باغبان قدرت ای صاحب شوکت خواجہ کا تو نا بڑی خرابی
ہمارے تاجدار ہین آجتک انھین کی صلاح پر کیا انھون نے ہر مقام پر ہمکو چھڑایا آیندہ بدعت
ہمکو اس کاغذ کے پڑھنے سے تسکین ہوئی افراسیاب حاکم سرندیپ و شعبدہ ہی یہ کاغذ

[illegible]

ہم سے ملاقات نکرے مضمون خیر و شر ندیتے ملکہ مہرخ
ختیار ہے دیکھو ہم سے کیا ظاہر ہوتا ہے
پر آراستہ کرکے طرف
بت نگار و ملکہ یاقوت
ی غلامگی آراستہ کرکے
قب مین تمام بہیر و بنگاہ
ہ نہ ہلے اتنے بند ہو گئے ہین
ہ ملک اب اجون نے سنا
فر کو آسمان دیکھو کف افسوس
ن کوئی مطمئن ہی ہر جاندار
دیپ پر موجب لشکر
الملک الموت کا مرین
کے فرق آئیگا فائینگے تم
اپنے اپنے دلون پر اختیار

ناخدا بحور کشتی مسلمانان کو آفت سے بچائے بیڑا پار لگائے سب نے عرض کی کہ اے شہنشاہ گردون پناہ سب خیریں نمکخوارون کو معلوم ہین یہ بھی سن چکے کہ خواجہ عمر وکئی دن سے معدوم ہین انکے مقدمہ مین اقوال مختلف ہین وہ ڈرپن جو پیدا کرنے والے سے منحرف ہین دونون طرح ہماری آبرو ہی غازی دنیا وعقبےٰ دونون جگہ سرخرو ہے ہم لوگ آٹھ پہر تیار ہین آپکے اشارہ کے امیدوار ہین نام قتل اسد غازی سُنکر جا پڑینگے سینے سپر کردینگے شہر پر سان لاشون سے بھر دینگے بلکہ مہرخ نے کہا مرحبا صد مرحبا سپاہیون کا اسمین نام ہی مردان عالم کا لڑ بھڑ کر مرجانا کام ہی آپسمین عہد و پیمان واثق ہوا ایک کے ہاتھ مین ایک نے ہاتھ دیا نامرد بزدلون کو بھاگنے کی فکر ہوئی چپکے چپکے اپنا اسباب سنبھالنے لگے افسردن سے حیلہ وحوالہ کی باتین ترسی گھاتین کرنے کی کہا کیدان صاحب گھر سے خط آیا ہی بیٹی کے عقد کا زمانہ قریب ہے یہ معاملہ عجیب ہے بجا نہینگے تو برادری والے طعن کرینگے کہ نکھٹو باپ نہین آیا بیٹی کو رخصت نہ کرگیا مین حضور رات ہی کو جاؤن گا صبح کو گجر دم چلا آؤن گا آپ کو سوتے مین جگا ؤنگا بعض نے کہا رسالدار صاحب گھوڑے کے پیٹ مین کروٹ ہو گئی ہی دوا پوچھنے سلوتری کے مکان پر جاؤنگا گھوڑے کو بھی لیجانا ضرور ہے میان سلوتری کا مکان بہت دور ہی بعض نے چپکے چپکے ہتھیار سنبھالے کمر باندھی گٹھری پٹرون کی اٹھائی سلام علیک کرکے چلے افسر نے کہا میان سپاہی صاحب کہان دور جاکر جواب دیا حضور اسباب گھر پر رکھکر چلا آؤنگا آخر وقت کا آکر پہرہ دونگا بعضے دس بیس ایک مقام پر جمع ہوے حقہ بیچ مین رکھ لیا دو گھڑی ہونے لگی ایک نے کہا بھائی تمنے سنا خواجہ عمر قتل ہو گئے ایک نے کہا بھائی آخر سرسٹی کا یہی انجام ہی ایک نے کہا میان تمکو کیا کام ہی ہم تم تو بھائی بڑھتی کے ساتھی ہین نام کٹواؤ آج ہی نکل چلو چاندنی رات ہی صبح ہوتے ہوتے اپنے گانون مین پہونچ جائینگے ہم تو بھائی کسان ہین کھیتی کرکھائینگے ہم تم بھائی جلوسی لوگ ہین سیکڑون جگہ نوکری کی جب لڑائی کا موقع آیا آبرو سے اپنے گھر چلے آئے اسی دن کے لیے پانچ کے نوکر ہین ادھر اُدھر سے لوٹ مار کے کھاتے ہین تنخواہ اپنی بچاتے ہین گھر چلکر چار بیگھے زمین کا پٹہ کرینگے مختی ہین ایک گوئی بیل کی خرید لینگے وہ الگ کرایہ پر چلیگی جنس کی رقم بچیگی سوائی پر اسامیون کو دینگے فصل پر من کا سو من لے لینگے یہ آپسمین باتین کرین دو دو کرکے نکلگئے سوداگر جا بجا دوکانین بند کررہے ہین مال دوکانون سے نکال لیا غلامون کے ہاتھ طرف شہر نا پرسان کے روانہ کیا کان مین گماشتے کے کہدیا در شہر نا پرسان پر چلکے دوکانین لگاؤ مسلمانون کا اب ستارہ گردش مین ہے یہان مال رکھنا بہتر نہین ہو جاتے ہی دوکان کا ٹکٹ لے لینا ایک مہینہ کا مل یہ میلہ رہیگا مال خوب بکیگا جو مردان عالم کہ جان نثار ہین نمک حلال صاحب جاہ وجلال مالک کے خیرخواہ سپاہی زادے بانکے ترچھے لڑے بھڑے اُنکے الگ مجمع ہین اسباب جنگ کی تیاری مین مصروف ہین ایک کہتا ہے بھائی زیردار اسد نامدار یہ تلوار چلیگی خاک و خون مین غلطان ہونگے جب مردان عالم کی تلوار کھنچی ملازمان افراسیاب بودے ہین ہمارے

منھ پر کیا چرخ تینگے دمبدم جوانون کے قدم آگے ہی بڑھینگے ایک قدم آگے رکھا آبرو پائی ایک قدم پیچھے ہٹا ذلت اُٹھائی
بزرگون کے نام نہ مٹانا سینون پر تلوارین کھانا ڈٹ کے لڑنا دشمنون کو ٹوکنا مجمع کو روکنا منھ پر تلوارین کھائینگے
اپنے فسر اسد غازی کو چھوڑا ئینگے اگر آگ کا دریا ہوگا کود پڑینگے آگ برسا دینگے پس بھائیو اپنے اپنے خیمہ مین چلکر
بیٹھو سلاح جنگی درست کرو داہنے ہاتھ سے کھانا حرام ہو سپاہی کا نیک انجام ہو لشکر مہرخ مین تجھ ہنگامہ کیون
شور گریہ وزاری کیون فریاد و بیقراری کسی کو بھاگنے کی فکر کیون جان لڑانے کا ذکر یہ کیا خبر ہن ہرکارون نے
ملکہ مہرخ کو آکر سنائین کہ حضور جسوقت سے نقارہ بجا ہزار ہا آدمی آپکے لشکر سے نکل گیا اب بھی بستر اُٹھا رہے ہین
پریکے پرے خالی ہو چکے ہین ملکہ مہرخ نے فرمایا جاکر لشکر مین پکارو کہ ہم خوشی سے کہتے ہین جسکو اپنی جان عزیز ہو وہ
لشکر سے چلا جاے اگر خدا ہماری فتح کرائیگا بلا تکلف آپ تشریف لائیے گا اگر حال شکست سن پائیے گا اپنے اپنے
گھرون مین آرام فرمائیے گا جسکو مرنا ہو جان دینا ہو ہمارا ساتھ دے اب وقت زوال ہو ہمارے لشکر مین رنج
و ملال ہو ہمارا آکیہ خدا پر ہے آپ سب صاحبون کا اسیوقت نکل جانا بہتر ہے وقت پر منھ پھیرنے مین خرابی ہو
ان کلمات پر ملکہ مہرخ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا سرداران مہرخ کے گریبان چاک چہرون پر خاک حال ابتر
و بیقرار مضطر حیران و ششدر مگر نگاہ سبکی عنایت خدا پر اب راقم کو حال جشن طلسم شہر پرسان کا لکھنا منظور ہے
جس مقام سے رہائی اسد کا چھڑانا لکھا ساقی نامہ بھی تحریر ہوا مگر اس مقام سے کہ مضمون جشن و آمد سرداران
افراسیاب بالتفریح لکھنا منظور ہو لہذا چند اشعار آبدار بطور یادگار مرقوم ہوتے ہین ناظرین اس داستان
شوکت بیان کو ملاحظہ فرمائینگے یقین واثق ہو مضامین داستان اور روزمرہ کا لطف اُٹھائینگے **نظم دلفریب**

چاہیے نام اسی کا ای خامہ	زینت نام زیب سر نامہ	فلک اسکی نمونہ قدرت کا
یک قلمدان ہزار صنعت کا	رخ قرطاس کو صفائی دی	اور سیاہی کو روشنائی دی
دیا قمری کو مصرعہ نالا	مصرعہ قد سرو پر بالا	کی عطا نوخطون کو کلک ادا
کیا عاشق کو تختہ مشق جفا	ساقیا جلد اُٹھ درنگ نہ کر	عرصہ مطلب کا دیکھو تنگ نہ کر
طاق سے تو اُتار لے شیشہ	طاق پر رکھ کتاب اندیشہ	شیشہ مے کی یہ دراز زبان
اور پھر یہ ستم کہ پنبہ دہان	مین ہون مانند ساغر لبریز	جان بلب جان بلب کو کیا پیے
جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے	پانون توبہ کے لڑکھڑانے لگے	کرے یا تنک مجھے نشہ مین چور
تاکہ مانند خوشہ انگور	دلکے سارے پھپھولے توڑونگین	نکتہ باقی کوئی نہ چھوڑون مین
شب ہجران بسر نہین ہوتی	نہین ہوتی سحر نہین ہوتی	بستر رنج و کنج تنہائی
رات کیا آئی اک بلا آئی	شام سے حال ہو یہ صبح ملک	نہین لگتی مری پلک سے پلک

کیون نہین بوتے سحر کے طیور — کیا شفق نے کھلا دیا سیندور — جہان بیتاب جیسے بیکل برق
وہ بھی گرم فنارہ کل برق — بنفشین چھوٹی ہوئی غشی طاری — ایک فرقت ہزار بیماری

دیگر ساقی نامہ مصنف قمر

ساقیا رنج وغم کا ذکر نہ کر — لا پلادے شراب فکر نہ کر — نشۂ مے مین سیر کرنا ہے
مرحلات طلسم ہونگے طے — اب وہ دے جام بادۂ خوش — رہین مستی مین بھی بجا مے ہوش
ساقیا دے شراب عیش وسرور — ذکر عیاری عمرو ہی ضرور — فکر ہے جاکے دیکھو لون میلا
جسکے خاطر یہ رنج وغم جھیلا — وقت عیش وسرور ہے ساقی — ابتو ناحق غرور ہے ساقی
میکدے کی بھی تیرے خبر رہے — جام دے مجکو آج پے درپے — جلد لا ساقیا درنگ نکر
میکشون سے تو آج جنگ نکر — اے قمر لے عنان رخش قلم — نظم مضمون تازہ ہون پیہم
بزم رندان مین آج جلسا ہے — دیکھین میلہ مین کیا تماشا ہے — دیگر اشعار حسب مقام مضمون ہذا

عشق کی چوٹ کا کچھ دل مین اثر ہوتو سہی — درد کم ہو کہ زیادہ ہو مگر ہو تو سہی
دیکھنا لیتی ہین کیا دل کی تمنائین قصاص — جوشش گریہ سہی بھلا خون جگر ہو تو سہی
یا ہمین کھینچ بلائین گے انھین یا وہ ہمین — کشش عشق ادھر ہو کہ ادھر ہو تو سہی
دل کو کیا دخل ارے یار جو مجھسے شب وصل — خیر سمجھونگا کوئی مانع شر ہو تو سہی
زلف کی جھونک اٹھائے گی یہ ہنگام خرام — قابل سکے تری بل کھاکے کمر ہو تو سہی
نہ سنیگا جو مری داور محشر نہ سنے — عرصۂ حشر مین چھاوہ مدر ہو تو سہی
دل کی خواہش ہے کہ مہمان بلاؤ اسکو — کہتی ہے خانہ بدوشی کہین گھر ہو تو سہی
صبح ہوتی نہین کیونکر شب فرقت دیکھین — دل مایوس کو امید سحر ہو تو سہی

اُستاد ان سخنور نے تحریر فرمایا ہے عجب مضمون ہاتھ آیا ہے کہ مہتر برق فرنگی و مہتر چالاک بن عمرو و جانسوز بن قران وضرغام شیر دل و مہتر قران و ملکہ مہرخ وغیرہ کو مطمئن کرکے طرف شہر نارپرسان کے روانہ ہوے مہتر قران نے کہا بھائیو اُستاد تمھارے سر پر اسوقت موجود نہین ہین کسی بات مین کمی نہو مزاج مین ہوشیاری رکھنا ملکہ مہرخ کو خبر بن بھی پہونچین اور یہ بھی دیکھو کون کون سردار آتا ہے آج افراسیاب کیا رنگ لاتا ہے اب اسمین ہمسے تمسے ملاقات ہو یا نہو اپنے اپنے کام مین چست وچالاک ہو جاؤ برق نے جواب دیا خلیفہ صاحب آج سے کل تک مین نے سُنا ہے کہ خراجگزار آئینگے جنگی فوجین ہمراہ لائینگے اب خلیفہ صاحب فرداً فرداً الگ ہو جاؤ اپنا اپنا رنگ عیاری کا جماؤ آپسمین صلاحین کرکے یا تو پانچون مثل حواس خمسہ ایک جگہ تھے یا پانچون

عیاری مین طاق ہین مثل گرگ خزان رسیدہ فرداً فرداً چلے مہتر برق فرنگی ایک ساحر مہیب کی شکل بنکر دروازے پر شہر ناپرسان کے آیا دیکھا انتہا کا اژدہام ہی دھکم دھکا ہو رہا ہے جانے والون کے کپڑے لتے ہوتے ہین عیار پیچون کا انتظام ہی ایک ایک کو دیکھتی جاتی ہین کبھی غل مچاتی ہین ای نگہبانان درشہر ناپرسان وای ساحران نمکخواران شہنشاہ دوران دیکھیو خیال رکھیو عیاران لشکر اسلام اندر شہر کے نہ آنے پائین انکا استاد مارا گیا ہی شہر مین آکر غدر ڈال دینگے جسکو پائین گے قتل کرینگے انتظام دشوار ہوگا عتاب شہنشاہ نامدار ہوگا مگر برق نے گوشہ سے دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن جب ذکر قتل عمرو کرتی ہی ٹھنڈھی سانسین بھرتی ہی دوپٹہ اسکے سر سے ڈھلکا جاتا ہے آئینہ رخسار پر حیرانی زلفون کے الجھنے سے پریشانی ظاہر ہوتی ہی دل سے کہتا ہے ای برق ملکہ صرصر کو اکلال ہے رنڈا پا چہرے سے برس رہا ہے خدانخواستہ خبر غلط ہو مگر کیونکر اندر جاؤن ایسا نہو یہ ظالم پہچان کر گرفتار کرادے تو غضب ہو اسوقت مین کون چھڑائیگا سوای خدا کون مدد کو آئیگا اسی فکر مین کنارے کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جوان ساحر صورت مہیب تازیانہ مار آتشین کا ہاتھ مین سب کو للکارتا ہوا چلا آتا ہے ہٹو ہٹو کی آواز دیتا ہوا انتہا کا زبردست ہی جب ڈنڈا ردیا چار چار تلے اوپر گر گئے برق نے پہچانا کہ خلیفہ جاتے ہین انھین کے پیچھے نکل چلو یہ سوچکر یہ بھی عقب مین چلا ملکہ صرصر شمشیر زن نے چاہا اس ساحر کو روکے ہر چند کہ پہچانا نہین مگر قصد ہوا کہ روک کر پوچھون کہ کس کے ملازم ہو کس سمت کے عازم ہو مہتر قران نے کاندھے پر ہاتھ رکھکر ہٹو کہکر دھکا دیا ملکہ صرصر منھ کے بھل گری مہتر قران و برق جست کرکے نکل گئے داخل شہر ناپرسان ہوے ایک گوشہ مین آکر ٹھہرے مہتر قران نے برق سے اشارہ کیا مین زیر نخل ٹھہرا ہون تم بارگاہ حیرت کی خبر لاؤ دیکھو وہان کیا رنگ ہے برق نے قصد کیا تھا کہ تڑپ کر بڑھے دیکھا سامنے سے ایک جوگی جٹا مین خاکستری چھوٹی ہوئی لوہے کے کنڈل کانون مین کڑ بڑی ڈاڑھی بھبھوت بدن پر ملے ہوے خاک کا تلہ بنا ہوا اکتارہ ہاتھ مین دوپٹے پشت پر ایک ہاتھ مین خنجری دوسرا ہاتھ سے تال دیتا ہوا جو دونون کا گرو ہوا اکتارا بجاکر بھجن گاتا ہوا چلا آتا ہے مہتر قران نے پہچانا کہ چالاک جانسوز و ضرغام شیر دل بھی اندر شہر کے آگئے آپسمین آشنائے ہوے پانچون پانچ سمت گئے مگر برق فرنگی جادوگر بنا ہوا بارگاہ ملکہ حیرت پر آیا دیکھا چوبدار یسادل حاجب دربان قطار باندھے کھڑے ہین ایک سمت کو گدن ہاے آتشین مرکبہاے پرند شیران جنگی مثل ہے ہین برق دیکھتا بھالتا سر جھکائے ہوئے دربارگاہ پر پہونچا دیکھا پردہ زربفتی کھنچا ہی ایک ساحر زبردست بادۂ کہر و نخوت سے مست درگہ سالاری کے دنگل پر بیٹھا ہی آنے جانے والون کو روکتا ہے برق فرنگی پہلے تو ڑکا پھر حاضر حاضر کہکے بلاتکلف اندر پہونچا دیکھا ملکہ حیرت جادو بصد زیب و زینت تخت پر جلوہ فرما ہی گرداگرد سات سو شاہزادیان سونے چاندی کی کرسیون پر بیٹھی ہین افراسیاب کا تخت خالی ہی اسپر غاشیہ پڑا ہی ملکہ صنعت سحر ساز

دسرما برف انداز و ابر یق کوہ شگاف تینون وزیر باتدبیر بیچ بارگاہ مین کھڑے ٹل رہے ہین دریاے آتشبار سحر مین غوطہ زن ہین ملکہ حیرت سے عرض پیرا ہین کہ حضور بارہ پہر کا دقفہ ہی ابھی تک خراجگزارون کی آمد نہین شروع ہوئی ملکہ حیرت نے کہا آج سے کل تک سب پہونچ جاوینگے دیکھو دور سے ابر فیروزئی اُٹھا ہی جاکر خیمے بارگاہین آراستہ کرو جو سردار آئے موافق حقیقت کے اُسکا سامان کرو دیکھیے شہر ابرسان مین کیونکر تاجداران اولوالعزم ٹھہر سکتے ہین صنعت سحر ساز نے کہا حضور ہمنے رعایا کے بھی مکان خالی کرا لیے ہین یہ کہکر صنعت آگے بڑھی برق بھی دیکھنے لگا دیکھا ابر فیروزئی قریب آیا یکایک شق ہوا دیکھا تخت فیروزنگار برابر ایک نازنین پایہ یکہ تاج شہریاری برسر چہر دشل ماہ انور بڑی بڑی انکھڑیان دلدوزی پر آمادہ تیر مژگان تختہ سیم پیشانی ابرو نیمچہ ہاے اصفہانی قد موزون مصرعہ دیوان حسن ملاحت خوبصورت نیک سیرت ابیات

عجب شکل اُسکی دل آویز تھی	حیا ساتھ اُسکے بلا خیز تھی	قد ناز کا سرو وطوبیٰ غلام
نسیم چمن پا ئمال خرام	جبین بدر تھی اور ابرو ہلال	ببر چشم تھی اور مردم غزال
نظر دام دہاے برنا و پیر	مژہ تیر و بینی چو پیکان و تیر	دہن درج یاقوت و دندان گہر
زبان پارۂ لعل و کان دُر	صدف گوش تھے اور نباگوش ور	گلا سی گلو از مے حسن پر
وہ بازو تھے دو شاخ نخل کمال	وہ ساعد تھے دو شمع بزم جمال	نہ تھا سینہ تھا بحر حسن سراب
دو پستان اُسی بحر کے دو حباب	وہ آئینہ پشت کی آبرو	دکھاے رخ شاہد آرزو
نظر مین جو آتی نہ تھی وہ کمر	کمر ہی نہ تھی تھی وہ تار نظر	وہ لوح شکم صبح امید تھی
نہ تھی ناف وہ قرص خورشید تھی	اب آگے تو لے خامہ گرداب ہے	یہان سے تو ہمنا ہی آداب ہے
وہ پاے نگارین تھے جو موج مُل	کف پاے رنگین تھے جون برگ گل	وہ انداز و غمزہ وہ ناز و ادا

وہ رمز و کرشمہ بلا در بلا مسدس

کف التحصیب ہے کفک نور کا لقب	تلوون کو روے مہر نہ پہونچے بصد تعب
آنکھین جو فرش راہ کرون شوق کی سبب	تا رنظر ہو خار نزاکت ہی یہ غضب

بوسہ کا وہم مین جو تصور یہان ہوا
تلوون مین صاف رنگ حنا کا عیان ہوا

قامت وہ حشر جس کی قیامت ہو پا ئمال	سرو بہشت لکھون تو ہو راستی کمال
تشبیہ دون جو قد کو تو شمشاد ہو نہال	شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال

فتنہ کی خوبی قد و قامت سے موت ہو

قد قامت الصلوۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دلِ خلق کو ملے
آرام مثلِ برق کسی جا پہ وہ نہ ملے

انسان کیا ملک کے جگر ہین قدم تلے
محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلنے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن و بشر کے گمان مین ہو

فیروزئی جوڑا زیب جسم پشت بر دو لاکھ ساحران جنگ آزما ایک ایک سحر و ساحری مین یکتا طائران پرند پر سوار وہ تخت اکڑا تا ملکہ صنعت بغلگیر ہوئی ہاتھ تھام لیا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے لیچلی پوچھا کہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش آنے مین کیون عرصہ ہوا کیا باعث تھا فیروزہ نے کہا ہوا صنعت ایسا تاکید کا نامہ پہونچا مین شکارگاہ مین تھی جلدی مین جریدہ چلی آئی وہی دو لاکھ فوج جو شکارگاہ مین ہمراہ تھی اُسکے سوا اور سامان نہ کر سکی یہ باتین کرتی ہوئی ملکہ فیروزہ بصد جوش و خروش اندر بارگاہ کے آئی ملکہ حیرت جادو کو نذر دی پہلو مین بیٹھنے کو کرسی ملی سرما و برف انداز و ابریق کوہ شگاف کو حکم ہوا انکی فوج کو جاکر بہ آرام تمام اُترواؤ جگہ معقول انکے واسطے تجویز کرو خبردار کسی کو تکلیف نہونے پاے سرما و ابریق دونون بموجب حکم کے باہر آئے ملکہ صنعت سحر ساز نے دیکھا اور ایک ابر سیاہ اُٹھا زمین و آسمان دھنوان دھار ہو گیا دھوین کا آسمان تیار ہو گیا اُسمین شعلہاے آتشین چمکنے سے صاف معلوم ہوتا تھا کہ شب تار ہے مین جگنو بھر رہے ہین شعلہاے سرکش زمین پر گر رہے ہین دھوین کا زمین و آسمان بنگیا چاہ بابل کا نشان دیتا تھا عاشقان زلف سیاہ دو دو آہ جانتے تھے کوئی کہتا تھا یہ پہاڑ ہے یا سیہ بختون کی قسمت کا بگاڑ ہے وہ ابر بھی قریب بارگاہ کے آکر یکایک شق ہوا دیکھا ایک ساحر سیہ فام دُخان سیہ رو نام آتش خو آتش مزاج مردود بارگاہ کبریا جہنم کا کندا ڈیرہ ڈالے ہوے ساحران غدار ساتھ تخت سے سیہ بخت کود املکہ صنعت سحر ساز نے صاحب سلامت کرکے بارگاہ ملکہ حیرت مین پہونچایا دُخان سیہ رو نے نذر دی خلعت مرحمت ہوا ایک جانب دنگل پر آکے یہ بھی بیٹھا کارگزارون کو حکم ہوا اہالیان لشکر کو جگہ معقول دو برق فرنگی نے دیکھا ان ساحرون کے اُترنے کی نوبت نہین آئی ہی کہ زیر آسمان یکایک طوفان فوج برپا ہوا ایک دریاے تھاہ بر سر ہوا جوش مارتا ہوا ظاہر ہوا نہنگان خون آشام ماہیان سمن اندام گھڑیال مگر خوش حال اُس دریاے تھاہ مین اُچھلتے موج مین کلیل کرتے ہوے ظاہر ہو کر غوطے مارتے ہین کبھی ڈوبتے ہین کبھی اُبھرتے ہین صاف ظاہر ہوتا ہو کہ تمام دنیا ڈوب جائیگی پناہ پانی دشوار ہوگی کیونکر کشتی حیات پار ہوگی سامان سلاح جنگ اُس دریاے آشکار پر گرداب سپہر مدور ہر موج شمشیر برجوہر سطح آب مقام کارزار ہر حباب چشم پر عتاب مچھلیان تیر دلدوز پر اہر سنان جگر سوز باشندگان شہر نا پرسان کو خیال اب سب ڈوب جائینگے اس دریاے

قیامت خیز سے کیونکر امان پائینگے لیکن جون جون دریا قریب آتا ہی مختصر ہوتا جاتا ہی قریب شہر نا پرسان
اکر دریا معدوم ہوا اگر گدن سحر پر سوار ایک غدار معلوم ہوا مندیل زارت سر پر قطرہ ہاے آب انگیوں سے ٹپکتے ہوے
تمام لباس پانی مین تر مغرور بے آبرو ہوا پر پشت پر سات لاکھ ساحران غدار ہزبر ہاے آتشین پر سوار اژدرہاے
آتشین پر اٹالہ بارگاہ زربفتی کالا ہوا سر پر بیجا کے علم سیاہ کھلا ہوا ملکہ صنعت نے بمحبت آواز دی اے دوست
صادق اے محب واثق اے آبروے ساحران نامی اے دُرصدف بحر خوش کلامی اے مواج بن گرداب خوار
تمہارے بادشاہ عالیجاہ شہنشاہ نیلم کب تشریف لائینگے ملکہ عالم بہت مشتاق ہین یہ سنتے ہی مواج مسکرایا تخت سے
کود پڑا پہلو مین اسکے نوجوان بیٹا صاحب شوکت و ہوش لطمۂ صد گوش دریانوش زوجہ اسکی حسین و خوبرو
مواج جادو کی دختر نہایت پرفن ملکہ بط غوطہ زن مصاحب اسکے حباب خونریز و مرغاب فتنہ انگیز
و سرخاب کلنگ سوار و نہنگ آتشبار مواج بن گرداب کو حلقہ مین لیے ہوے ملکہ صنعت کو مواج بن
گرداب نے جواب دیا اے صاحب ناز و نیاز اے ملکہ صنعت سحر ساز فرمان شاہنشاہی ایسے وقت پر پہونچا
کہ شہنشاہ نیلم کا ارادہ شکار کا تھا فوراً ما بدولت کو حکم کیا جلدی مین اٹالہ بارگاہ کا لدوایا صرف سات لاکھ ساحر
لیکر شبانہ شب آیا کسی مقام پر نہین ٹھہرا شہنشاہ بھی تشریف لاتے ہین بارگاہ استاد کراؤن شہنشاہ کو بروقت
تشریف آوری تکلیف نہو مواج بن گرداب یہ باتین کر رہا تھا کہ کئی ہزار نقارون پر چوب پڑی سب نے دیکھا
شہنشاہ نیلم بصد جاہ و حشم تخت جواہر نگار پر سوار پشت پر بارہ لاکھ ساحران نامنجار بدکردار میمون وار
مرکب ہاے سحر پر سوار صداے یا سامری و جمشید زمین کو ہلاتی تھی فوج کی کثرت سے گاؤزمین تھراتی تھی
ایک جانب نازنینان خوشرو سمن عذار قمر پیکر نازک اندام زہرہ جبین طاؤسان زرین بال سحر آفرین
شہنشاہ نیلم تخت سے اُترا نقارے بجے دامے گڑگڑائے صنعت مع کل فوج کے براے سلام اُس نا کام
کے خم ہوئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ صنعت کو قریب بلایا بہ شفقت و محبت ہاتھ پشت پر رکھا پوچھا مزاج
اچھا رہا صنعت نے قدمون کو بوسہ دیا عرض کی دعاے دولت مین مصروف رہتی ہون شہنشاہ نیلم نے
کہا تمنے تو اب ہمارے پاس آنا بالکل چھوڑا ما بدولت کی محبت سے منھ موڑا صنعت نے کہا اے شہنشاہ
آپ کو طلسم ہوش ربا کا حال بھی معلوم ہی آٹھ پہر لڑائی جھگڑا ہی ہر وقت فساد برپا ہی لاکھون آدمی ملازمان
شہنشاہی معرض تباہی مین آیا صدہا ملک قبضہ سے نکل گئے مسلمانون نے لیلیے ایسے ایسے سردار قتل
ہوے جنکا عدیل و نظیر ممکن نہین ہی مین نے اکثر اپنے سحر مین سب کو پھنسایا کوکب و شمضیر نے مدد
بھیجکر بچایا عیار تو قیامت کے پرکالے ہین جن جن کے سردارون کو ارامیان باغبان قدرت
بھی شریک مسلمان ہین طلسم ہوش ربا کی تباہی کے سامان ہین کس کس خیر خواہ شہنشاہ کا نام لون

شرم آتی ہو اے شہنشاہ زمین پانوں کے نیچے سے نکلی جاتی ہو سرزمین ہوشربا مقام جنگ و جدل ہو علمداری
مین خلل ہو شہنشاہ نیلم نے مسکراکر جواب دیا شہنشاہ ان سبکو قتل کیون نہین کرڈالتے مابدولت سے فرمائین اسی
صنعت مجکو تو یہ دماغ کہان کہ بذات خود میدان کارزار مین جاؤن کھڑے ہوکر اپنے لونڈی غلامون سے لڑون مگر
اپنے وزیر خوش تدبیر دریادل موافق ہین گرداب سے اشارہ کردونگا سب کو ڈبو دیگا ابھرنا مشکل ہوگا دہن اژدر لب ساحل ہوگا
اُسکے سحر کے حباب چھرے گولیان ہین موجۂ دریاے سحر شمشیر آبدار ایک پھر بھر مین باغیون کو مٹا دیگا صنعت نے
شرماکر سر جھکالیا کہا بہت بجا ارشاد ہوا اب مسلمان ایسے نہین ہین کہ جنپر کوئی یکایک غالب آئے بڑے بڑے سامان
ہین اراکین سلطنت شاہنشاہ اُنکے شریک ہین سلطنت وزارت فوج و لشکر ملک مال جاہ و جلال سب کچھ اُنکے پاس
موجود ہو شہنشاہ نیلم نے سنکر کہا تیرے دل پر سکہ رعب مسلمانان جگیا ہو نام سے مسلمان کے رنگ اڑتا ہو اس
حیلہ مین مابدولت تشریف لائے ہین انتظام معقول کردینگے جنگل لاشہاے مسلمانان سے بھر دینگے اہ صنعت
ہم وہ ہین کہ اپنے ولی نعمت شہنشاہ چالاکین صاحب شوکت کو گرفتار کرادیا سلطنت کو اُنکی مثل نقش پامٹادیا
یہ بیچارے کیا چیز ہین شہنشاہ فراسیاب کے نتظم بے تمیز ہین یہ کہتا ہوا مع چار سو سرداران زبردست اندر
بارگاہ حیرت کے آیا برائے تعظیم شہنشاہ نیلم حیرت تخت سے اُٹھی چچا جان کہکے لپٹ گئی شہنشاہ نیلم نے ملکہ حیرت
کو گلے لگالیا مسکراکر کہا بی تخت پر بیٹھو ہمارے واسطے دنگل منگاؤ حیرت نے برابر پایہ چہارم تخت کے دنگل جو نرگاؤ
بچھوایا اُسپر شہنشاہ نیلم جب بیٹھ چکا تب حیرت متکن ہوئی سرداران شہنشاہ نیلم اپنے اپنے مقام پر بیٹھے بارگاہ
ملکہ حیرت تاجداران اولوالعزم سے معمور ہوتی جاتی ہو شہنشاہ نیلم بیٹھکر لاف وگزاف کرنے لگا کبھی ملکہ حیرت
کو سمجھاتا ہو نام مرخ و بہار سنکر بہت جھلاتا ہو کہتا ہو بی بی حیرت جادو نکمرامون کا میرے سامنے نام نہ لو ابدولت
کو بہت ناگوار ہوتا ہو اب ہم شہنشاہ کا کہنا نہ مانینگے اپنے ہاتھ سے انتظام کرکے جائینگے مہتر برق قزلکی سامان
فوج شہنشاہ نیلم دیکھکر گھبرا گیا دل سے کہتا ہو خداوندان ظالمون کے شر سے ملکہ مرخ وغیرہ کو بچانا گھبرایا ہوا
باہر بارگاہ کے آیا دیکھا کہ دوڑے ہوے ہرکارے ہانپتے ہوے کانپتے ہوے برق نے پوچھا بھائیو خیر تو ہے
اُنھون نے جواب دیا اے بھائی صفدر وصف شکن شہنشاہ توسن کی آمد ہو اس کر وفر سے آیا ہو الحق چرخ اُسکا
جاہ و جلال دیکھکر تھرایا ہو برق نے کہا وہ بیچیا کیا ہو توسن نام ہو فقط تھان کا بڑا ہو اُسپر بھی سواری
گانٹھینگے دانہ گھاس بندکردینگے چونکہ ساحر بنا ہوا ہو ملازمان حیرت سے باتین کرتا ہوا باہر نکلا خبر آمد
شہنشاہ توسن کی سُنکر ملکہ حیرت جادو باہر نکل آئی خود شہنشاہ نیلم انتظار مین آکر ٹھہرا یہ مالک زندان خانۂ
طلسمی اسکا سب پاس کرتے ہین صاف تو یہ ہو کہ ڈرتے ہین نیلم ملکہ حیرت سے کہہ رہا ہو ہمارے بھائی صاحب
تشریف لاتے ہین ملکہ تمھارے شوہر کو بادشاہ بنایا شہنشاہ کا آباد گھر مٹایا

تحفہ جات چراچرا کر نکالے راستے طلسم کے بتائے مگر شہنشاہ لاچین ایسا بادشاہ جلیل ساحر زبردست تھا کہ سلطنت بگڑ جانے پر سالہا سال لڑا ایسا ایسا معرکہ پڑا کہ ایک ایک دن مین دس دس لاکھ ساحرون کا کھیت ہوا اصہبا شہر ایسے ویران ہوئے کہ جنکا آباد ہونا دشوار ہی تا بدولت کا بیان کرنا بیکار ہی اس عدالت و لیاقت سے شہنشاہ لاچین نے سلطنت کی ہر گلی کوچہ گلزار رہتا تھا مظلوم ظالم کے ظلم سے بیخبر و لال نہ سہتا تھا مگر سامری جمشید کو یہ منظور ہوا شہنشاہ فراسیاب بادشاہ ہوے اب انکو عیش و سرور سے کام ہی اہ وزیر باتدبیر اسکا بدانجام ہے تم نے بھی زمانہ کے نشیب و فراز دیکھے آنکھون کے سامنے کیسے کیسے آباد گھر مٹ گئے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار گل کی رعنائی ہے اعتبار بقول شاعر اعظم

دنیاے بے ثبات مین کسکو قیام ہی ۔۔۔ ہان چار روز کے لیے یہ اژدحام ہی
جمشید کس جگہ ہی کہان اسکا جام ہی ۔۔۔ عمر روان ہی تو سن چالاک غافلو
اور رنگ جم ہی اور نہ سکندر کا آئنہ
تو سن بھی اسطرح کا کہ جوبے لگام ہی
صنعت کی آنکھون مین آنسو بھر لائے کہا اہ شہنشاہ عجب عبرت آمیز حیرت خیز آپنے کلمات فرمائے آنکھون کے سامنے ناپائداری دنیا پھر گئی جاہ و حشم کی خواہش نگاہ سے گر گئی اب ہمارا غفلت و غرور پیشہ ہی آٹھ پہر تباہی ملک و مال کا اندیشہ ہی اس حیلہ سے آپ تشریف لائے ہین آپکے بھائی صاحب بھی آئے ہین دونون صاحب ملکے اس طلسم کو مٹا دیجیے سرکشون کو اپنے دست زبردست سے سزا دیجیے نیلم اچھا اچھا کہکے سر ہلا رہا ہی کبر و نخوت سے تاج کو سر پر کج کرتا ہی کہ دیکھا سامنے سے شتر سوار چوبدار رسامان شاہی و مراتب ظاہر ہوا ملکہ حیرت نے کہا شہنشاہ تو سن آئے یہ کہکر مع وزرا و امرا مع شہنشاہ نیلم مواج بن گرداب چند قدم آگے بڑھی بعد نکلنے کے سامان تزک کے سات سو علم سیاہ رنگ نشان کفر و ضلالت پیدا ہوے علمدار علمون کو جلوہ دیتے ہوے ایک جانب ٹھہرے یکایک صدا ہٹو بچو کی بلند ہوئی آگے قرق زنجیر کھنچتی ہوئی پلٹنین رسالے وردیان زرق برق کی سوار پیدل پہنے ہوے رسالے کے آگے رسالہ دار پشت پر سوار مرکب دوکالے اونچی بنے ہوے مرکبون پر نقارے نقارچیون کی وردیان نبات سلطانی کی کار زد دوزی سے درست ہر خورد و کلان اپنے اپنے کام پر چالاک و چست کمیدان اپنی پلٹن کے آگے تاشے بجتے ہوئے ایک جانب شہنواز بصد سوز و گداز بھیرون کی تانین اڑاتے ہوے ٹھمریان

غزلین گاتے ہوے غزل

نہ آہ مجھ سے نہ نالے ہی ساز کرتے ہین ۔۔۔ وہ ننگ عشق ہون سب احتراز کرتے ہین
کسی کے سوز محبت سے ساز کرتے ہین ۔۔۔ ابھی ہم اپنے ہی دل کو گداز کرتے ہین
تبون سے ہوتے ہین ہم سجدہ کرکے طالب وصل ۔۔۔ دعا بھی بعد ادائے نماز کرتے ہین
پکارتی ہی محبت جو بیٹھیے چپ بھی ۔۔۔ یہ ڈھنگ جلد ترا فشاے راز کرتے ہین

لبون تک آتے ہین دلسے جو ضعف مین نالے | شکایت رہ دور و دراز کرتے ہین
نہ بند کر درِ مسجد کو مجھپر اے زاہد | مرے گناہ درِ توبہ باز کرتے ہین
وہ شوخ کہتا ہے مجکو بنا کے بے پروا | نیاز مند کو یون بے نیاز کرتے ہین
کہین نظر نہ لگے آئنہ کی ڈرتا ہون | نگاہ ناز پہ کیا کیا وہ ناز کرتے ہین
گلا نہ کیجیو اے دامنِ شب ہجران | کہ ہاتھ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین
وہ تیرے غم نے شب ہجر مرے ساتھ کیا | کہ بیکسون سے جو بیکس نواز کرتے ہین
پکارے قبر کو پامال کرکے عاشق کی | ملا کے خاک مین ہم سرفراز کرتے ہین
نہ بخت خوش نہ دل اے عشق بے اثر تجسے | بگڑ بگڑ کے گلے کارساز کرتے ہین
بصد نیاز اُٹھاتا ہے خنجر قاتل | شہید ناز جو مقتل مین ناز کرتے ہین
جلال بھول کے بھی آپ مین نہین آتے | خودی سے عشق مین ہم احتراز کرتے ہین

تمام سامان شاہانہ گرد اگرد صدہا نقیب آوازین لگاتا ہوا مصر عہ بڑھے عمر و دولت قدم باقدم بخت جوہر نگار پر
توسن جادو بصد نخوت و غرور کئی ہزار مصاحب فیق ساحر بے نظیر ندیم وزیر پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے
بڑے تکلف سے سواری شہنشاہ توسن کی پہونچی شہنشاہ نیلم بھائی صاحب کہکر بڑھا ہاتھ تھام کے تخت سے اُتارا
کئی سو پنڈت برہمن اشلوک پڑھتے ساعت نیک بد بچارتے ہوے ہر ایک چوراہے پر پوریان تل اُبلے ہوی
چنے دوڑ دوڑ کر رکھنے لگے نیلم ہاتھ تھام کر شہنشاہ توسن کو لیے ہوے طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے بڑھا حیرت
نے بھی آگے بڑھکر سلام کیا صنعت نے بڑھکر دعا عین دین وزیر امیر پشت پر حیرت و نیلم برابر برابر اس کرو فر سے
داخل بارگاہ حیرت جادو ہوا بیچ مین تخت حیرت ایک پہلو مین تخت شہنشاہ نیلم ایک جانب شہنشاہ
توسن کے واسطے تخت آراستہ ہوا حیرت جادو تخت پر بیٹھی اب کئی سو تاجدارون کا مجمع ہی سرداران
زبردست ساحران بدمست کا کیا شمار ہی بارگاہ حیرت معمور ہی برق یہ سامان دیکھکر باہر نکلا دیکھا چالاک
بن عمرو چوبدار کی صورت بنا ہوا عصا چاندی کا ہاتھ مین لباس معقول زیب جسم کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی برق
ساحر بنا ہوا قریب آیا آپسمین آنکھین ملین اشارے ہوے مجمع سے الگ لے برق نے کہا کیون مرشدزادی
تمنے یہ سامان دیکھا اب تو شہر ناپرسان مین بارہ کوس تک تل رکھنے کی جگہ نہین ہی اور ابھی سنتے ہین سرداران تاجدار
آنے کو باقی ہین چالاک نے کہا ای برق فرنگی نفس جسم مین روح گھبراتی ہی عجب طرح کی حیرت ہی فلک آمادۂ
بدعت ہی اس مجمع مین ساحرون کے مسخ و بہار زیردار سے نامدار پہونچ سکینگی بارہ کوس پر روک
لیجائینگی ہوا کا گذر دشوار ہی مگر قبلہ و کعبہ کو تلاش کر و اگر زندہ ہین تو اس مجمع مین ضرور ہونگے یہان تو فرداً فرداً

تاجدار چلے آتے ہیں بارگاہ میں جاؤ ہو اب چلکر بیرون شہر ناپرسان انبوہ خلائق کا سامان دیکھنا چاہیے ابھی ایک ساحر ذکر کر رہا تھا کہ مہینہ پھر پیشتر سے واسطے حاضری اس جلسہ کے بنام تاجداران جلیل اشتہار جاری ہوئے تھے دوکاندار بھی طالب ہوئے ہیں در شہر سے تا بہ کوہ مرجان بڑے تکلف سے میلہ آراستہ ہوا ہے برای انتظام داروغہ کارگزار تھانہ دار چلے آتے ہیں ہر طرف یہی دھوم ہے ملکہ عالم نے حکم دیا ہے اس جشن میں خبردار کسی کا نقصان نہونے پائے بڑے تکلف سے انتظام ہو جاے چور گرہ کٹ نہ آنے پائیں جب سرحدیں قدم رکھیں مقید ہو جائیں انجام جلسہ تک قید میں رہیں جفائیں سہیں ایک خبر یہ بھی سنی ہے زیر کوہ مرجان برای انتظام آمد مسلمانان فوجیں جا بجا اتری ہیں خبردار مقرر ہے حکم ہو چکا ہے کہ جب مسلمانوں میں کمربندی ہو فوراً خبر ہو جاے بڑھکر فوج شہنشاہی باغیوں کو روکے آگے نہ بڑھنے دے سرحد کوہ مرجان سے آگے بڑھکر جنگ و جدل ہو ہمارے جشن میں نہ خلل ہو سب کدوکاوش بیکار ہے آپسمیں صلاحیں کرتے ہوے چلے راہ میں قہران و جانسوز و ضرغام بھی ملے ایک نے ایک سے اشارے کنائے سے حالات آمد شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن ظاہر کیا قہران نے اشارہ کیا اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو یہاں سے بازار میں چلو میں نے اسوقت دور سے بازار جوہری فروشان میں ایک تاجر جلیل ضعیف کو دیکھا میں قریب نہ جا سکا اس مقام پر زیادہ ساحروں کا جماؤ تھا ایک طرف سے استانی آتی تھیں گھبراکر پٹ آیا بخوبی پہچان نہ سکا یقین ہے کہ اساد والا نژاد تھے جوہریوں کی دوکان دوکان پھر رہے تھے چالاک نے کہا یہ تو ظاہر ہے کہ قبلہ و کعبہ نے قتل کا شبہہ کیا مگر اس حال کا ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے کوئی صورت ایسی کرو کہ ہمسے انسے ملاقات ہو جاے چالاک نے کہا بھائیو الک ہوا ایک سانسے نہ چلو عیار پہچان پھر رہی ہیں آنکھ ملتے ہی پہچان جاتی ہیں کئی مرتبہ سامنا ہوا جان بچاکر نکل آئے خدا ان ظالموں کے ہاتھ سے بچاے یہ کہکر پانچوں پھر الگ ہوے کوئی بشکل تاجر کوئی بصورت چوبدار کوئی ہرکارے کی صورت بنا خبرین لیتا ہوا اگر مہتر قہران نے رنگ روغن عیار بھی لگا یا کوتوالی چبوترے کے سپاہی بنکر نبار ہوے نیلی پگی سر پر دھوتر کا انگرکھا گاڑھے کا گھٹنا چادر ہ گاڑھے کا کمر سے بندھا ہوا سپر کمنہ پشت تلوار پرانے چمڑے کی نیام کی کوتھی گرگئی ہے پیلپانکلا ہوا اس کیفیت سے سر جھکا کر طرف بازار کے دیکھتے بھالتے ایک بلندی پر آکر ٹھہرے دیکھا زیر گنبد لور فوجیں بیشمار خیموں بارگاہوں میں سردار گوش برآواز بیٹھے تھے کہ ذرا آمد مسلمانان کی خبر سنیں جا بجا ئیں دمبدم مجمع فوج بڑھتا جاتا ہے اٹھارہ سو ملک کے خراجگزار تاجدار چلے آتے ہیں جو تاجدار آیا لشکر کو اتارا ایک وزیر چند مشیر ہمراہ لیے جاکر داخل بارگاہ حیرت ہوا اب مہتر قہران یہ دیکھکر حیران ہو گیا ہے دل کانپے ہا ہے دل سے کہتا ہے افراسیاب کی کتنی بڑی سلطنت ہے فرافراسیاب کی عملداری کی بڑی وسعت ہے کیونکر غرور نہ کرے تخوت اس بیحیا کی بیجا نہیں ہے زمین کانپ رہی ہے اور

پھر فوج آرہی ہو دیکھیے آمد فوج کا کب اختتام ہوتا ہی اب متر قران ٹہلتے ہوے ٹیکرے سے اُترے دیکھا
دل بازار جوہر فروشان برابر کئی ہزار دوکان ایک ایک جوہری حسین وخوبصورت سرخ سبز وزرد کپاسی
پگڑیان سروں پر لباس پر تکلف پہنے ہوے سامنے وہ جواہر اعلے اور بیش قیمت ڈھیر کہ جوہری فلک یک
چشمۂ آفتاب کو آنکھ پر رکھکر بصد حسرت دیکھ رہا ہی کسی جگہ گوہر بے بہا بحرین کے تاجران جلیل عوطہ خوران کے ہمراہ
ہین لیکر آئے ہین مول تول کر رہے ہین جوہر شناس جمع ہین دلال بیچ مین گھسے آتے ہین رنگ ڈھنگ سنگ مین
وھبا لگاتے ہین خریداروں پر مشتری فلک کو رشک ہے ایک ایک موتی معشوقان خوش چشم کا اشک ہے ضیاے
الماس جگر مین جگہ کرتی ہی اگر دیکھ پائین رشک سے ہیرا کھا لین یاقوت احمر خوش رنگ عاشقون کا لخت جگر
اشک خونی سے بہتر و برتر نگینے موزون شہر نگینہ والون کے اُسکو دیکھکر جگر خون نیلم نایاب رخ نیلی جسکو دیکھکر بیتاب
زمرد ریحانی پر معشوقان سبزہ رنگ کی جان جاتی ہی سبز بختون کی طبیعت گھبراتی ہی ہر گوشے سے یہ صدا آتی ہی
شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ۔ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ۔ سبز سبز نگینے سبز بختان چمن پر طعن
کرتے ہین سبزہ درختون کا اُنکی محبت کا دم بھرتے ہین عقیق یمنی شجری پھولون کے رنگ کو مٹاتا ہی یہ نگینہ جسکے
ہاتھ مین ہو تاثیر دکھاتا ہی بلاے ارضی وسماوی سے بچاتا ہی ایک جانب صرافہ جوانان سیمین زردار مالدار کو ٹھی وال
ہنڈویان سکرتی ہین حساب اصل سود بہی کھاتون پر لکھے جاتے ہین مدت کے دیے ہوے قرضے چلے آتے ہین
ایک نے کہا سیٹھ صاحب اصل کا روپیہ موجود ہی گماشتے نے جواب دیا کہ سود کی مکرار بے سود ہی گورے گورے لڑکے پاس
بیٹھے ہین شوخ و شنگ کندن سے رنگ سونے کے بالے وضع کے نرالے اُسمین مروارید بے بہا کانون پر چڑھے
ہاتھ مین طلائی کڑے کر دھنی کمر مین ناپ تول نظر مین سونے چاندی کی تھکیان رکھی ہین روپیہ حاصل کرنے کی
خوب لذتین چکھی ہین ایک جانب کانین بزاز کی کان کرشمہ و ناز کی دکان پر رشتہ داردن کا جاؤ دلالون کا
بگاڑ بناؤ گلبدن نایاب طلس سرخ کو جس سے حجاب تہ زیب نین سکھ جس سے دیکھکر دل کو چین آنکھون کو سکھ ایک
ایک تھان نفیس لینے والے رئیس ہر طرحکا کپڑا موجود ہی ململ ڈھاکے کا جو ننگ خاندان ہین اُنکا عیب ڈھانکا
ہر دکان پر گھوٹے کے تھان کے اکثر بیان ہین یہان ایک دوکان پر صدہا تھان ہین ریشمی کپڑون کے طاقے
بیشمار پھولدار اطلس باغ پر بہار اگر چھینٹ سے برسات مین آنکھ لڑ جاے خریدار پکارے مچھر چھینٹ نہ
پڑجاے ایک جانب گلفروش بسے ہوے ہار ہاتھون پر کمر کسے ہوے آواز دیتے ہین ہار جوہی سیلے کا دل
بس جاے البیلے کا طرّہ یہ ہے بازار خوب خریدار محبوب ایک جانب دوکانین بھنگیڑون کی تخت بلند پالین
دل پسند صورتین بھولی بھولی چہرے ماہ آسمان حسن ورعنائی قدموزون شمشاد صدقۂ زیبائی زیور عمدہ
نفیس پہلوؤن مین جوان جوان جلیس جوڑے ترچھے ادائین بانکی گرگ گریان سنہری سرخ پیچ شان وشوکت سے

اپنے اپنے مقام پر جلوہ فرما ہین جوان نشہ باز معشوقون کے دمساز نشیلی آنکھین طرے چڑھا رہی ہین دم جو پڑے نشے تیز ہوی اشعار پڑھنے لگے پکار اُٹھے شعر نہ آزاہد کے دم مین کھینچ دم چرسون کے رندون مین ؛ پیارے دم ہی کا تو فرق ہی مردون و زندون مین ؛ دوسرے نے حبوم کے جواب دیا بھائی کیا فقرہ کہا جوانون کا تو یہ اعتقاد ہی کسی کامل کا ایک شعر یاد ہے شعر نہ آزاہد کے دم مین تو اگر کچھ دھن کا پکا ہے ؛ بہشت اگر باغ ہے دوزخ کا بھی اک شرعی ہڑکا ہی ؛ بھائی دنیا مین چار پیغمبر آئے چارون آسمین بھائی ہین دو کے معتقد زاہدان خانہ خراب شیخ بدلیاقت و دو کے معتقد ہم لوگ جوانان بیباک چست و چالاک بھائیو سمجھ لو کہ کون ہین نماز روزہ بھنگ کوزہ سر جھکانا کیا جانے انکو مبارک مطلع حضرت مصنف

قاضی پر آفت آئے بڑا کوتوال پر		اللہ کا کرم رہے رندون کے حال پر
تلوار لیکے ہاتھ مین اکڑا پھرا ہی تبو	عاشق ہوے ہین ہم تو یہی چال ڈھال کی	بھائیو ہم لوگ خدا کے پیارے ہین

نشہ باز بھولے بھالے مزاج نرالے رنگیلے طرحدار دم مارنیوالون مین تو یہ ہنگامے ہین بھنگیڑن معشوق مزاج عاشقون کے سرکا تاج جو روز کے پینے والے ہین وہ تخت پر آبیٹھے ساقی سے ساقی لگنے اُس گلعذار نے مسکرا کر بات کی نہال ہوگئے غنچہ آسا کھلکھلائے گنڈا نکالکر پھینکا کہا جائی آج تو چوکر کر دو پیڑو کی پلوا دو ایک دم لگوا دو نشہ کا اُتار ہی فصل بارش کی بہار ہی سینے پر کیا اُبھار ہی دم لگا کر اور زیادہ اکڑے تعریفین سراپا کی ہونیلگین ہماری بھنگیڑن حسن مین بے نظیر ہے چہرہ رشک ماہ منیر ہے ابروے خمدار ذبح کرتے ہین ان نشیلی آنکھون پر ہم مرتے ہین ای محبوبہ جانی یار جاودانی گھر بار جان و مال سب تجھپر نثار کرین خوب نشہ ہوا کیا دم پڑا کہو تو سر کاٹ کے قدمون پر رکھدین دوسرا گنڈا لو اور چلم بھرو اُسنے مسکرا کر پیسے اُٹھا لیے پنجہ نگارین سے چرس جانے لگی دم مارنے والے بول اُٹھے کشمیر نہ پلانا سالبھانکا بڑا جانباز تخت ڈھانکا کے بکل مل رہے ہین نوکر غرقی باندھے وہ ابھی اگلا چاہنے والا نشہ مین چور ہاتھ بڑھا کر چلم لی بکل کی آگ چھوٹی چھوٹی جائی میان کے سامنے حاضر کی میان نے کڑکڑا کے دم لگایا باشت بھر لو اُٹھی طرف نوکر کے متوجہ ہوے کہا لے بھائی پیتے تو بھی دم لگائے نشہ جمائے اس نے چقہ منھ پر رکھا یہ فقرہ ہنسکر کہا بھائیو جس کہتی ہو کھانسی کرون کھرہ کرون اُسپر بھی پینے والا نہ مرے تو مین کیا کرون اس بازار مین بڑے بڑے نہنگانے ہین ان معشوقان ملنازسراپا ناز کے حالات حسن و خوبی رقم کرون کلام کو زیادہ طول ہو مشتاق ملول ہو مگر عجب جلسے ڈھولک بج رہی ہے شعر خوانی کا ہنگامہ مطلع اشعار خمسے رباعیات پڑھ رہے ہین بعضے جلکر کہتے ہین میان کیا خاموش ہو میان آتش صاحب کا واسوخت پڑھو شعر سے شعر لڑے ابکی چودھوین کو مشاعرہ ہوگا اُستاد مدار بخش آئینگے حسو خان فیض آبادی سے تکرار پڑی ہی بڑی یاد کر کے آیا ہی بارہ بارہ پہر پڑھتا ہی ہین چار دن کی یاد ہے شیخ گھسیٹا ہمارا استاد ہے اب اسوقت تمام میلہ جوش و خروش پر ہی اٹھارہ سو ملک کا آدمی جمع ہے راہ سے نکلنا دشوار ہی ایسا جلسہ خوشنما میلہ کبھی نگاہ سے نہین گذرا نظم مصنف

اس جلسہ کا منتظم قمر ہے — جو صورت مہرہ جلوہ گر ہے — میلہ کا رقم کردن وہ سامان
ہوا آئینہ وار لوگ حیران — مضمون کے گہر دہن سے گلون — حاسد کا ہو رشک سے جگر خون
میلہ ہے یہ اک نئے فشن کا — جسمین کہ سمان ہے سب چمن کا — کیا کیا خوشرو و گلبدن ہین
رشک نسرین و یاسمن ہین — پہنے ہوے سب لباس پر زر — ترچھی رکھے کلاہ سر پر
کھاے ہوے پان کی گلوری — ہر غنچہ دہن کے منھ پہ سرخی — ہونٹھون پہ کوئی مسی لگائے
سوسن کو بھی جس سے شرم آئے — وہ نرگس چشم سرمہ آلود — مژگان ناوک سے تیز افزود
کس ناز سے ہر طرف خرامان — دل بانکی ادا پہ جنکے قربان — اک سمت کو چاند ڈوبنے والے
با بنو ہاتھون مین ہین سنبھالے — مجمع افیونیون کا اک جا — جنکے اوصاف سب ہین زیبا
بیٹھے ہین بچھاے اپنی دریان — نظارہ کنان ہین جنکی پریان — جسکی کوئی بیٹھا گھولتا ہے
کانٹے ہین نگہ سے تولتا ہے — گنا کوئی چیلتا ہے بیٹھا — ہے کوئی مزہ گزک کا چکھتا
مغلی کہین چاے بن رہی ہی — کشمیری کہین پہ چھن رہی ہی — اک سمت ہین ساقنون کی لین
دم دیکے نگاہ جن پہ ڈالین — چلمون پہ چرس کی پڑتے ہین دم — مشعل سے نہین ہے جسکی لو کم
دم مارا کسی نے دیکے گنڈا — گاڑا نشہ کا اپنے جھنڈا — دوکانین تنبولنون کی اک سو
بانکی ترچھی حسین و خوشرو — عیاش کمال کھیلی کھائی — پہنے ہوے زیور طلائی
ہنس ہنس کے اگال اک پہ پھینکا — دکھلایا کسی کو مڑکے ٹھینگا — چونا کسی یار کے لگایا
ہنس ہنس کے کسی کا خون بہایا — کرتی ہین کسی سے کہکے یہ چال — بیڑا اب کھاے میرے کہو لال
بیڑا کوئی لیکے کھا رہا ہے — رنگ اپنا کوئی جما رہا ہی — اک سمت ہین کبڑنین شکیلہ
صورت ہین حسین اور جمیلہ — جمبڑون مین دھرے ہین لٹکے کیلے — کتی ہین ڈبل کے تین لیلے
یارون سے اشارے بازی کرنا — لہنگا پھڑکا کے پانون دھرنا — بیٹھے ہین کسی جگہ کبابی
چہرے جنکے ہین آفتابی — آوازین ہین سطرح لگاتے — لے لونگ چڑے کباب کلیجے
اک بیچ رہا ہی حلوا سوہن — اک جا پہ مٹھائی کا ہی جوبن — شیرین سخنی سے وہ دکاندار
کہتے ہین پکار کر یہ ہر بار — پیڑا برفی امرتیان ہین — لڈو عمدہ جلیبیان ہین
اک کہتا ہے لڈو سونٹھ کے ہین — کیا ذلقے دال موٹھ کے ہین — ستے بھی کٹورون کو بجا کر
کہتے ہین یہ شور غل مچا کر — پانی کی یہ ہے سبیل پیاسو — گرمی نین کلیجہ ٹھنڈا کر لو
ہے ڈولو نکی با صفو نکے کھٹ پٹ — جل ٹھنڈا یہ پی لو آکے جھٹ پٹ — کہتے ہین یہ گلفروش ہنسکر

گنا پھولون کا ہے معطر | یہ بالیان بجلیان یہ کنگن | یہ جھمکا یہ بدھی اور یہ جوشن
کہتے ہین کبھی صدا لگا کے | کیا ہار کھلے ہین موتیا کے | عیاران طرار یہ تماشا دیکھتے ہوئے

صورتین بدلے جان کا ڈر مگر ہر مقام پر جانا بھی ضرور ہے اپنے اُستاد کو ڈھونڈھین منظور ہی ایک جانب جوائے دیکھا عجب ہنگامہ ہے ایک جوان گھنٹی بجا کے پکار رہا ہی ایک پیسا ٹکٹ نقل کی اصل دکھادین اب

جو آگے بڑھا دیکھا **نظم مصنف** | ٹھیٹر کا کوئی جمارہی ہی رنگ | بجتا ہے کہین رباب مرچنگ
ہی لاگ کہین پہ سرکٹے کی | حیران ہوا جنے شکل دیکھی | ہر جا آپسمین تذکرا ہے د
انداز طلسم جا بجا ہے | کیا میلہ ہے واہ اور جلسہ | دیکھا کرے بس بغور جلسہ
جی چاہتا ہے کہ گھر نجائین | رات آج کی شب بہین گنوائین | یہ سب ہے تمر کے دم کا جلوا
یارب طالع کو اسکے چمکا | اک سمت ہین رنڈیونکی ڈیرہی | عیاش کھڑے ہوے ہین گھیرے
بایان کسی جاگمک رہا ہے | سارنگی کا سُر چمک رہا ہے | بجتی ہے کہین ستار کی گت
طنبورے کی ہی کہین پہ نوبت | خالی کوئی گنگنا رہی ہی | سرساز سے اک ملا رہی ہی
گاتی ہے کوئی غزل تمر کی | اور کوئی ہے منتظر سحر کی | **غزل مصنف قمر**

ہون خاک بسر غم سے برباد اسے کہتے ہین | راست سے نہین واقف ناشاد اسے کہتے ہین
کی ایسی کشش دل نے وہ آپ چلے آئے | ای دام کشود یکھو صیاد اسے کہتے ہین
قصے گل و بلبل کے کل مین نے کہے اُنسے | باتون مین پھنسا رکھا صیاد اسے کہتے ہین
تصویر تصور نے کوچہ کی ترے کھینچی | فردوس اُٹھالایا شداد اسے کہتے ہین
ناسخ کے تمر کیا کیا شہرے ہین زمانے مین | قول اہل سخن کا ہے اُستاد اسے کہتے ہین

تماش بین جمع ہین مجرا ہو رہا ہے ناز نینان مہ جبین شوخ و شنگ طرار فرار نازکہ تتہ چتون مین ڈوبی ہوئین مست ہین اُنکے بانکے چاہنے والے قریب بیٹھے ہین فرمائش ہو رہی ہی **لذت بخش** کوئی ٹھمری کوئی غزل گاؤ نکینی دکھاؤ ہم تو بدت تک مشتری کے خریدار رہے جس دن سے وہ خانہ نشین ہوئین لطف غزل کا اُٹھ گیا گانے کا مزہ جاتا رہا اُنکی فصاحت و بلاغت کی کیا تعریف کرین خود صاحب تصنیف موزون مزاج گانون کے سرتاج نانکے حجلا کر جواب دیا جناب رسالدار صاحب خطا معاف اس چھوکری کے شہرے ہین یہ بھی شعر نظم کرتی ہین بنانے مین طاق شہرۂ آفاق ہان چھوکری جو کل غزل یاد کی ہو بھاگ کے ذہن مین سنادے برق چمکادے رسالدار صاحب بڑی دور اندیش ہین ہمیشہ خط آیا کرتا تھا اشتیاق فنا نے آپکے رکھے ہین ہم تو انھین کی تحریر پر آئے جلسہ مین شہنشاہ فراسیاب کے بڑے مزے اُٹھائے یہان تو اک ہنگامہ ہے میلہ کا ہے کو جمیلہ ہے میان دارو غہ ارباب نشاط نے کل سے

صرف ایک مرتبہ دوخوان کھانے کے پہونچائے یہان پچاس آدمی ساتھ ہین ٹٹو گھوڑے بہلیان اپنا صرف ہورہا یہ سنکر رسالدار صاحب پھول گئے ساری شہسواری بھول گئے کمر سے نوٹ سو روپیہ کا نکالا پیش کیا کہا بی لذت بخش صاحب آپ تو ہماری مہمان ہین اس جلسہ مین تشریف لانے کے ہم پر احسان ہین نا کہ نوچی دونون خوش ہوئین سازندون نے کہا رسالدار صاحب سامری جمشید سلامت رکھین بی لذت بخش گاؤ ہم رسالدار صاحب کو مدت سے جانتے ہین بہت کچھ دینگے خوش کرکے بہان سے بھیجینگے روپیہ لینے سے بی لذت بخش کو بھی مزا ملا غنچۂ آرزو کھلا چہرہ مثل گل کے سرخ ہوگیا مسکراکر گنگنائین یہ غزل شروع کی غزل

عشق مین رسوا جو اپنی آہ وزاری ہوگئی
کچھ ہماری دھوم کچھ شہرت تمہاری ہوگئی

بزم جانان مین جو آمد شد ہماری ہوگئی
غیر پر گرنے کو بجلی بیقراری ہوگئی

پہلے تھا بیزار جب سے اسکے ہم خواہان ہوے
مجکو بھی اُسدن سے اپنی جان پیاری ہوگئی

گریۂ حسرت سے اور آنکھونسے جوتھی رسم وراہ
بعد مدت پھر وہی فرقت مین جاری ہوگئی

اُسکے در سے مرکے بھی اُٹھنے کا اک افسوس ہی
لاش اپنی کیون احبا پر نہ بھاری ہوگئی

آرزو دل مین جو تھی اپنے ترے اک تیر کی
آخر کار آپ ہی وہ زخم کاری ہوگئی

کل جو غش کھاکر گرے تو اُنکے قدمون پر گرے
ہمسے بیہوشی مین بھی اک ہوشیاری ہوگئی

وصل مین دل ہی مرا میری طرف کچھ بولتا
اُنکی جانب بھی تو انکی شرمساری ہوگئی

تا زدل کیا تھے اُٹھائے غیر کے احسان تک
ختم تیرے ناتوان پر بردباری ہوگئی

گرد اپنی لاش کے پھرتا ہے قاتل بعد ذبح
زیر خنجر بھی وہ ہم سے وضعداری ہوگئی

دل پکڑ لیتا ہو دشمن جب تڑپتا ہی جلال
اُسکی بیتابی ہو کیا شوخی تمہاری ہوگئی

دیگر

غم نہین ترک جو کی دل نے رفاقت میری
میرے روٹھے کو منالائیگی حسرت میری

ذرکین غیر کے روکے سے بھی یارب اکدن
اور ہر آنے مین وہ بنجائین طبیعت میری

جان دے کر بھی کہتا ہون انھین کچھ نہ دیا
حوصلہ میرا ہی دل میرا ہی ہمت میری

ناتوانی کا گلہ تجھ سے ہو کیا تاب اے عشق
شکوۂ ضعف کرون یہ نہین طاقت میری

آپ ہی جاؤ نہ تم یا مجھے مر جانے دو
خود ٹھہرتے ہو نہ منظور ہے رخصت میری

یار آیا ہے شب وعدہ کہ تصویر اُسکی
دیکھتا ہے کوئی بیٹھا ہوا صورت میری

ٹھوکر اک لگتے ہی کیون بیٹھ گئے راہ مین وہ
آگئی ہو کہین قدمون سے نہ تربت میری

بیخبر عشق دو عالم سے کیے دیتا ہے
دل سے کہتا ہون خبر لیجیے حضرت میری

روئے تقدیر کا رونا کوئی کسکے آگے		وہ تو ہنستے بھی نہین سنکے مصیبت میری	
منھ لگائین تو سمجھ کر کے لگائین مجکو		کچھ نہ بن آئیگا بگڑے گی جو عادت میری	
یار کو ڈھونڈھ نکالین گی یہ آنکھین ہی جلال		کچھ بتا دل کا لگا لیگی تو حسرت میری	

اس غزل پر تو اُس قاتل عالم نے کبھی مارا کبھی جلایا ایک ایک شعر کو سو سو طرح بتایا بتانے مین کبھی جنگل کبھی باغ دیوانہ پن کبھی نقشہ محبوب کبھی صورت مطلوب کبھی سینہ پر ہاتھ رکھکے سسکیان بھرنا کبھی سامنے مشاقون کے مچلنا کبھی دل عاشق پائے نگارین سے ملنا اب تو روپیہ اشرفی برسنے لگا بیل پڑنے لگی کہین ایک بنیا مہاجن بیچارہ آفت کا مارا اس جلسہ مین آپہنسا رسالدار نے پانچ دیے اُس نے دس پھینکے رسالدار بیچارے دس کہان سے بچاس اُٹھانے ہین آج جلسے کے خرچ کے واسطے سو دو سو روپیہ قرض لیکر چلے تھے وہ دیکھکے کچھ بازار مین صرف ہوا مہاجن نے جب ٹینٹ ٹٹولا یہ گھبرائے چاہا ڈاب مین سے نکالکر دیدین ناگہ نے چٹکی لی مٹھی روپیون کی پہلو مین رکھدی اشارہ کیا ہسے لیتے جاؤ بی لذت بخش کو دیتے جاؤ بنیے کو لٹنے دو ہمارا نفع اُسکا نقصان تمھارا ہمپر احسان رسالدار صاحب یا تو بدلگامی کرنے کو تھے قدم تھم گئے اب تو بیل دینے پر جم گئے بنیا دم بھر مین لٹ گیا آخر چوٹ جھاڑکے بی میر بخش سلام کہہ کے اُٹھ بھاگا بعد اُسکے جانے کے ہنسی دلگی ہونے لگی اسیطرح دس آتے ہین پانچ جاتے ہین سازندے ساز کر کرکے تماش بینون کو لگا کے لاتے ہین جو بانکا ترچھا ملامسکرا کر ہاتھ پکڑ لیا کہا حضور دکھن سے ایک بائی آئی ہی کیا خوب گاتی ہی چلکر دو چیز بن سُنیے اس کوچہ مین جو آیا الٹا ہنستا ہوا آیا روتا ہوا گیا بعض تو خرچی چکا رہے ہین ساتھ کے یارون سے کہہ رہے ہین بھائی یاران ہم ہمیشہ یہی کھیل کھیلتے ہین ایک شب سے زیادہ دوسری شب رنڈی کے یہان نہین آتے تین سو کسبیون کے نام فرد پر لکھے ہین گھر پر روز خانگیون کی ڈولیان آتی ہین اوباش گرستون کو لگا لاتے ہین ہر خیمہ مین رنڈیون کا یہی ہنگامہ ہی کہین سوز کہین ساز کہین راز کہین نیاز عیاران لشکر اسلام ہر سمت جاتے ہین خواجہ عمر کی تلاش ہی مقام سے جو کسبیون کے بڑھے ایک مقام پر دیکھا ایک خیمہ کلان اسا دہی اس مین نوجوان نوجوان جمع ہین دف بج رہا ہے خیال میر شوکت حسین صاحب سحر کے آواز بلند گائے جاتے ہین

بجتا ہے رباب اور مرچنگ	دارے کا جا ہوا ہی اک رنگ	کچھ بیٹھے ہین اس مین کلنی والے
گرتے والے ہین کچھ نرالے	کچھ وارا بجا کے گا رہے ہین	کچھ جمجوم سے تان اڑا رہے ہین

گاتے ہین خیال یہ سحر کا	جلوہ جبین ہے سب قمر کا

خیال تلامذہ لبسنت شاعر بینظیر عالی استعداد جناب میر شوکت حسین صاحب المتخلص بہ سحر چوک پہلا

بسنت آیا ہے شور سر سو ہے بلبلون کا ہر اک چمن مین
وہ پھولا ئیسو لگی ہے آتش چنار جلتے ہین سارے بن مین
سمایا ہو رنگ زعفرانی ہر ایک نسرین و نسترن مین
خدا کی قدرت کا ہے تماشا کہ زردی آئی ہے یاسمن مین
ہے بیلا البیلا پن دکھاتا کہ زرد پوشاک ہو بدن مین
چنبیلی کیا گل کھلا رہی ہے چٹک سے غنچہ کی ہر سخن مین
نہین ہین پھولے سماتے غنچے خوشی کے مارے جو دن نہین
بھرے ہین گلچین کی جھولیون مین وہ پھول بکھرے جو تھے چمن مین

قطعہ

دی ہے خبر بہار کی لاکر نسیم نے
مہکا دیا چمن کو گلون کی شمیم نے
صیاد کو ڈرایا ہے امید و بیم نے
شادی رچائی بلبلون کے دل و نیم نے
شگفتگی کا بھرا ہے پانی ہر ایک تھالی کے بھی لگن مین

چوک دوسرا تلازمہ بسنت مصنفۂ سحر

غزال بر قان ہے چشم نرگس ابھی ہو البیلی بالے پن مین
کہ ٹکٹکی بھی لگی ہوئی ہو گلون پہ حسرت ہو انجمن مین
ستارے چنپا سے ہو رہے ہین کہ آئی تو بھی اب اس وطن مین
بسنتی پوشاک ہے جو پہنے بہار کیا آگئی چمن مین
نہین ہے جوہی کا کام یان کچھ سمائیگا موتیا نہ من مین
بہار گیندے کی آج کل ہے بسنت آیا ہے ہر چمن مین

قطعہ

اجڑا ہوا چمن یہ پھر آباد ہو گیا
استادہ پیشوائی کو شمشاد ہو گیا
شادان ہر ایک بلبل ناشاد ہو گیا
پژمردہ غم سے اب دل صیاد ہو گیا
خوشی سے سنبل کو وجد یہ ہے اکڑ رہا ہے وہ بانکپن مین

چوک تیسرا مصنفۂ سحر

بسنت کا رنگ جم گیا ہے حلب مین تا تار مین ختن مین
ہر ایک دشت و جبال و بر مین ہر ایک دریا مین اور چمن مین
بسنتی سبزہ ہے یون روش پر بقیش یا زردہ ہین یمن مین

یہ زعفرانی ہے فرش مخمل گلون کی خاطر ہر اک چمن مین
کہین پہ ہے شور فاختہ کا کہین پہ قمری ہے سرو بن مین
کھلا ہوا پھول یا کہ غنچہ کہین پہ بلبل کے ہے دہن مین

قطعہ

دیکھو ہزار رنگ پہ گلزار آج ہے
مرغان خوش نوا کا کلک پر مزاج ہے
اب تخت زعفرانی کی بھی احتیاج ہے
ہر گلبدن کے سر پہ بسنتی جو تاج ہے

نہین ہے کھوٹا کھرا ہے ہر گل پہ کر ثابت قدم چمن مین

چوک چوتھا مع تخلص استادان خیال

رسالگر کا بھی زعفرانی لباس نو عمدہ ہے بدن مین
مداری کپڑے بسنتی پہنے ہوے ہین داخل اس انجمن مین
اگر ہے ہیرا کا لال چہرہ پہ زرد پوشاک ہے بدن مین
وہ ٹھاٹھ عاشق علی کے دیکھو اکڑتے آتے ہین بانکپن مین
کسی حسرت اور بہار آئی ستھرا ہماری بھی اب چمن مین
اسی سے شہرہ ہے لکھنؤ کا نہین ہین چین ہین حلب ختن مین

قطعہ

چرچا رہیگا چنگ و سرود و رباب کا
دھرپت کی تان راگ خیال خناب کا
دورہ وہ ہر طرف کو شراب و کباب کا
پیری مین آج اٹھیگا مزہ کچھ شباب کا

یہ رات گذریگی عیش مین سب بسینگے پہلوے گلبدن مین

اس جلسہ کو دیکھکر جوان کمسن پیر عقیل فہیم اوصاف مین مصروف ہین کہ کسی کامل نے یہ رنگ جمایا ہے کیا کیا خیال ہین غزل کا بھی لطف ہے ٹھمری کا مزہ ہے مصنف نے کیا کام کیا ہے بڑا خون جگر کھایا ہے کس کس مضمون کے خیال نظم فرمائے ہین باغ پر بہار سامنے بنا کر دکھائے ہین کیا فصل بسنت کے مضامین دلنشین ہین پڑھنے والے بھی جوانان فصاحت آئین ہین جی چاہتا ہے صبح تک یہان سحر کے خیال مین یہان سے قدم نہ ہٹائین عیاران لشکر اسلام اس مقام پر بھی دیر تک ٹھہرے خواجہ عمرو کی چہار جانب جستجو کی اس چمن مین بھی اپنے پھول کی بو نہ پائی آگے بڑھے ایک جانب تو بڑے جھگڑے دیکھے جوانان شیر دل کی آواز آرہی ہے ہا ہو کے نعرون سے زمین تھرا رہی ہے کسی سے پوچھا اس مقام پر کیا جلسہ ہے ایک نے کہا بھائی اسی مقام پر تو سارا میلہ ہے اول صاحبان آبرو پیروان حضرت خضر والیاس حق شناس نیک اساس دریا دل پاک از زشتی شہر ناپرسان کے سایہ بہشتی حق نیوش مشک بدوش بحوش و خروش آکر جمع ہوے ہین ایک جانب ظاہر کے میلے دل کے اجلے

جنکی ذات سے تمام وضیع وشریف سفید پوش ہوتے ہین کثافت لباس کو دھوتے ہین صاحبان شست وشو خوشخو صاحب حسن وخوبی سارے شہر کے دھوبی آکر ڈٹے ہین دونون فرقون مین معرکے پڑگئے ہین کیا کیا عمدہ عمدہ کھنڈ گاتے ہین جو نہین سمجھتے ہین وہ اُسکو پاکھنڈ بتاتے ہین اگر ٹھہر کر سُنین صاحب فراست سر دھنین ثنویان دلچسپ مضامین عمدہ شاعران نامی نے اسطور مین نظم کیا ہی ان صاحبون کو یاد کرادیا ہی یہی سب جوان گاتے ہین ہر میلے مین آتے ہین عیارون کو اشتیاق ہوا اس جلسہ مین آکر پہونچے دیکھا بڑی بڑی اینٹین بجاے فرش لگی ہین ایک جانب ستے کھاردے کی لنگیان دُھری مرزائی پگڑیان سرون پر زری کے جوتے ڈٹے ہوے ہین دوسری جانب دھوبیون کا پڑا جما ہوا ہی انگرکھے جامدانی کے اُجلے صاف شفاف پاجامے نین سکھ کے مگر میلے ایک پائنچہ چڑھا ہوا ایک اُترا ہوا تیوریون پر بل پڑا ہوا ہاتھون مین چاندی کے کڑے گلے مین نقرئی زنجیرین گلوبان کھائے ہوے کنٹھے دار جوتی چڑھائے ہوے دونون فرقے ڈٹے ہوے ہین بڑے لطف سے یہ کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب سحر کے گا رہے ہین کھنڈ

دُھوبی سقون کے ہین مقابل	سب کھنڈ کے گانے پر ہین مائل	اُجلے میلے ہین دھوبی سارے
سر سے وہ منڈاسے ہین اُتارے	گاتے ہین یہ کھنڈ ہاتھ پھیلا	دیتے ہین جواب دھوبی چھیلا

کھنڈ تصنیف میر شوکت حسین صاحب متخلص سحر لکھنوی اول سوال سقون کا بہ

ایک کامل اُنمین آگے بڑھا اپنے کان پر ہاتھ رکھکر پکارا

ہان ہان او میرے میان

سنو بھائی دو چار سقون کے نارسے	بولا	اب عاشق کے دل ہین بہت بیقرارے
صبا نے کیے جو چمن مین اشارے		تو غنچے چٹک کر یکایک پکارے

چلو بلبلو آئی ہے اب بہارے

جواب دھوبیون کا

ایک دھوبی بھی آگے بڑھا اور یہ نارا مارا نعرہ

ہان ہان او میرے پیارے

خوشی سے نہین گل جو پھولے سماتے		تو مرغان گلشن ہین اترا تے آتے
اکڑ کر ہین شمشاد جوبن دکھاتے		خبر لاکے پیک چمن ہین سُناتے

کہو باغبان سے کہ گلشن سنوارے

دوسرا سوال سقون کا

صنم آج گر وصل ہو تو مزا ہے | گھٹا چھائی ہے اور چمن پر فضا ہے
مے لالہ گون با دل پر صفا ہے | بھرے جام ساقی یہی کہہ رہا ہے

کہ پہلے شراب تو کچھ ہو ہمارے

اے ادھر میرے میان

تو میرا ہے دلدار | مین تیرا بچپن کا یار | پیارے جلدی آؤ | عاشق کے گلے لگ جاؤ

جواب دھوبیون کا

فلک نے مے حال پر رحم کھایا | کہ وہ ماہر و میرے گھر آج آیا
مجھے سا دوپن یار جانی کا بھایا | کہ آتے ہی مجھکو گلے سے لگایا

سحر کا دماغ اب فلک پر ہوا ہے

ادھر میرے میان

تو میرا ہے پیارا | مین نے تجھپر ہی اپنا وارا | دل تیرے نذر کیا | حسن تیرا مول لیا

سامعین مین چرچے ہو رہے ہین کہ آج تیسرا دن ہو تے دھوبیون کی جان کو کلپ ہی ہین پڑا کرنے پر آمادہ ہین کہتے ہین خوب کندی کرینگے انکی استری لینگے دھوبی پاٹہ کرینگے جب نوبیچ مین آئینگے ایک کہتا ہے بھائی دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا اُدھر دھوبی بھی جوش مین کہتے ہین ہم بہشتیون کو سوندن مین ڈالینگے ڈول مشک چھوڑکر بھاگین گے خاک پھانکتے ہین ابھی سے کنوین جھانکتے ہین اب آبرو پر بنیگی ہماری انکے خوب چھنیگی پناہ پانی مشکل ہوگی ہمارے آنکے تکرار لب ساحل ہوگی میاران لشکر اسلام نے ہر ایک مقام پر ٹھہر کر تلاش عمرو کی اتبک ملاقات نہوئی ایکطرف بازار مین دیکھا بڑا انہگامہ ہے مرچھے چاقون ہاتھ مین سر پر چرکے لگے ہوے خون بہاکر پیسہ لیتے ہین بڑا کمال حاصل کیا ہے ایک پیسہ اُنکا خونبہا ہے ایک جانب گزر مارد و مزین لگا کر پیسہ لیا ایک طرف شیدی جھنجھنے ہاتھ مین سلنگین لگا رہے ہین جہان اڈے گنڈا لیکر ٹلے ایک مقام پر سے شاہی فقیر

بے پروا ہی ڈنڈے بجاکے یہ بانی کہ رہے ہین قطعہ یعنی بانی | آٹھ پہر چونسٹھ گھڑی کمر پر سے نوبت
صدقہ نانک شاہ کا بھنڈاری بھرپور | جگ جگ جیے لاکھ برس دھرم چلاوی | شاد ہو روح سامری کہتے ستری شاہی

عجب رنگ پر میلہ ہے کل شہر دن کے دکاندار ہر مقام پر نئے طور کی بہار خریدار ہیو پاری وہ اشیا نادرہ کہ مشتری فلک جان دیکھے خریدے سکندر ایسا بادشاہ اگر اس میلے مین آئے مثل آئینہ حیران ہو جاے جمشید نے کبھی ایسا جلسہ آنکھ سے نہ دیکھا ہوگا جام جہان نما مین آغاز و انجام اُس نیکنام کو ثابت نہوتا کاسہ ہاے چینی دکانون کے اُسکے جام سے بہتر جابجا جلسون مین نازنینان حور پیکر آٹھ پہر مین میلہ خوب جما ہے دکانین نہایت لطف سے آراستہ تاجرون کے

اسباب تکلف سے پیراستہ کوچہ ہاے بازار دلچسپ سے کوچۂ زلف محبوب کا نشان ملتا ہو غنچۂ آرزوے عاشقان اس بازار رشک گلزار کو دیکھکر کھلتا ہو دکانون مین تصویرین دلپذیر اگر مانی و بہزاد ہوتے آنکھینچے یا تصویر کشی سے ہاتھ کھینچے اگر کسی عاشق مزاج کا اُس کوچہ مین گذر ہوتا تصویرونکو دیکھکر مثل تصویر ہو خاموش حیرت کا جوش

تعریف میلۂ بازار نظم دلچسپ مین یہ نظم بھرتی نہین ہے نہایت پاک وصاف ہو بہ تکلف میلے کا نظم اوصاف ہو

کہان ایسی بازار آئینہ بند — دکانین ہین ایسی کہان دلپسند — جو بازار ہین یوسفستان حسن
دکانین نظر آتی ہین کان حسن — سجاوٹ دکانون کی ایسی پری — کہ سوجان سے ہونگے مشتری
کبھی ایسے سوداگر آئے نہ تھے — کبھی مال تاجر یہ لائے نہ تھے — گرانمایہ ہین جتنے اسباب ہین
سب اشیا و اجناس نایاب ہین — کبھی تمین نہ ایسی خریداریان — نہ ہر جنس کی گرم بازاریان
ہر اک شے جواہر کی تولون بکی — ہر اک چیز یوسف کے مولون بکی — کسی مال کا مایۂ جان ہے مول
کسی جنس کا نقد سامان ہو مول — کوئی چیز وہ جسکی قیمت ہو دل — سمجھتا ہو مفلس غنیمت ہو دل
کسی سمت بزازہ آراستہ — کسی سمت صرافہ پیراستہ — کہین جوہری ہین لگائے دکان
دکانین ہین انکی جواہر کی کان — دکانین کہین شیشہ آلات کی — جہان دنگ شوخی خیالات کی
نہ دیکھے تھے یہ شیشۂ پُر بہار — نہ کی تھی کبھی سیر بینا نگار — وہ جلوہ دکھاتی تھین مردنگیان
کہ بھولے نگہ اپنی نیرنگیان — ضیا بار ایسے معصفا کنول — بجھا ہو تو روشن ہو دلکا کنول
صفا خیز سب آئینے نور کے — دل آویز سب بھاڑ بلور کے — کہین جلوہ آرائے مینائے سبز
فلک عکس سے جسکے ہو جامے سبز — بنائے جو میلے کا گل پیرہن
کہین ہین وہ ہمشکل حلوا فروش — سمجھیے جنھین من دسلوا فروش — بیان کیجیے کیا مٹھائی کا لطف
دکھاتی ہے شیرین ادائی کا لطف — جلیبی مزے شیرۂ جان کے دے — اگر امرتی کھاے امرت نہ لے
بھرے خرمے کتنے نزاکت سرشت — پسند آے حور ونکو جو در بہشت — جو قند مکرر مین آیا مزہ
وہ شیرین لبون مین نہ پایا مزہ — لگاے ہوے ہین کہین مطبخی — دکانین طبقہاے نعمات کی
چنی ہین وہان نعمتین بیشمار — مطبخ مزعفر مرتبے اعلیٰ — کبابی جہان بھونتے ہین کباب
وہین آکے پیتے ہین میکش شراب — کبابون کی گرمی مین کیا گفتگو — کہ بے چین کر دیتی ہے جنکی بو
کہین پھول والون کا بازار ہو — وہان کی ہوا تک بھی گلبار ہے — نرالی ہے شبو نیا موتیا

عجائب ہے جو ہی عجب موگرا — چنبیلی کی کثرت ہی میلے کا جوش — وہین پر زیادہ ہی میلے کا جوش
دکانین کہین دور تک عطر کی — بساتی ہے کپڑے مہک عطر کی — کسی عطر مین ہی گل تر کی بو
کسی عطر مین سنبل تر کی بو — کسی بو پہ مائل نسیم چمن — کسی بو پہ عاشق شمیم چمن
کوئی نکہت ایسی کہ لیجائے ہوش — کسی بو سے بیہوش کوئے ہوش — تنبولن بھی بیٹھی ہی اک شوخ و شنگ
بھرے ہوے مثل پان انبار رنگ — یہ سرسبزی حسن کا حال ہے — زبان جسکی تعریف مین لال ہے
جسے وہ گلوری بنا کر کھلائے — وہ خود قتل کا اپنے بیڑا اٹھائے — کسی سمت ساقن کے جوبن کی دھوم
تماشائیون کا اسی جا ہجوم — حقیقت مین واں ہی سبان لوکا — کھنچا ہے وہان سائبان نور کا
وہ شوخ و پریرو وہین جلوہ گر — ادھر کچھ جوان حسین کچھ ادھر — جسے بھر کے حقہ پلاتی ہی وہ
دھوین اس جوان کی اڑاتی ہی وہ — عیاران جانباز ہر جلسہ مین جاتے ہین جلسہ دیکھنے کا کسکو ہوش ہی دیکھا

مصیبت کا جوش صاف یہ ہی کہ سارے میلے کو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین چھان ڈالا ابھی تک تو کہین پتا نہلا ناگاہ سلطان انجم سپاہ پر شامت کے سامان نظر آئے ستارے چرخ نیلی فام پر جھلملانے فوج شعاع نیر اعظم کی بصد شد و مد معرکہ میدان فلک پر آمد ہوئی شہنشاہ ظلمت کو مقابلہ و مجادلہ کی کد ہوئی ہر چند چاہا جوانان سیارگان کو میدان رزم مین جاؤن شان و شوکت دہلالت دکھاؤن لیکن یہ صاف ثابت ہوا کہ وقت تنگ ہے شہنشاہ زرین پوش ظلیم روز آمادہ جنگ ہے آخر قلعۂ مغرب مین جاکر محصور ہوا داخلہ فوج ضیائے آفتاب عالمتاب سے ظلمت کدہ

عالم پر نور ہوا نظم مصنف — چمکنے لگے ذرہ ہاے زمین — منور ہوا صاف چرخ بریں
برآمد ہوا شاہ گیتی فروز — وہ خشندہ کاکل ہوا روی روز — طیوران صحرا ہوے نغمہ خوان
برآمد ہوا مہر با عز و شان — عیاران اسلام بیقرار و نا کام شہر نا پرسان ہی متر دد و پریشان نکلے لشکر

ظفر اثر بلکہ مہر خ مین آئے دیکھا لشکر مین خاصے کر بندی ہی اپنے اپنے افسرون کے ساتھ خیمون مین بارگاہون مین جمع ہین اشارون کے مشاق ہین جرأت و شوکت مین طاق ہین عیار بارگاہ مہر خ مین آئے دیکھا ملکہ مہر خ تخت پر کرسیون پر شاہ و شہریار زادیان بصد کر و فر مع یاسلاح جنگ مین غوطہ مارے ہوے آمادۂ جانبازی مصروف ذکر حالات اسد غازی عیار و دعا گوئے شاہنشاہی بجالائے عرض کی اے غازیان صف شکن و اے تہور شعاران شمشیر زن کل صبح کو آپکی خدمت سے رخصت ہوے تھے آٹھ پہر شہر نا پرسان مین رہے جو کچھ کہ آنکھون سے دیکھا کیا عرض کرین از شہر نا پرسان تا کوہ بعد فوجون کے جمگھٹے ہین سرداران افراسیاب مع فوجہاے جنگی اٹے پڑے ہین پیک نگاہ کا گزر نا دشوار ہی ہر ایک بھیما آمادہ حرب و پیکار ہی ملکہ مہر خ نے کہا ہمین مرنا جان دینا ہی مرنوالے کے نزدیک ایک در کمر در برابر ہین اے عیاران جنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بھی کہین ملے یا نہین

چالاک نے کہا ابھی تک زیارت نصیب نہین ہوئی بہت کوشش کی مہتر قمران نے کہا وہ فکر سے غافل نہونگے خدا
اُنکو زندہ رکھے جامع المتفرقین اُنسے ملائے زیارت سے مشرف ہون صرف آپ صاحبون کو خبر کرنے آئے تھے خدا حافظ
پھر جاتے ہین اب صبح کو اگر حیات باقی ہو زندہ ملینگے ورنہ لاشے ہمارے زیردار سد نامدار پڑے ہونگے ملکہ مہرخ نے کہا
آج کی شب شب قیامت ہو چند سردار وسط سما پر جاکر ٹھہرینگے وقت کے منتظر رہینگے جب افراسیاب ہمارے آقا
نامدار کو گنبد نور سے نکالیگا جو بن پڑیگا وہ کرینگے زبان سے کچھ نہین کہتے جو منظور خدائے کارساز کو مگر یارانِ خوس صد ہزار
افسوس ایک شب بیچ مین باقی ہو کوئی تدبیر معقول نہوئی ہائے سعادت ابدی حصول نہوئی خواجہ عمرو کا ہمسے چھوٹنا
بڑا ستم ہوا اگر وہ ہوتے مرنا بھی ایک تدبیر کے ساتھ ہوتا اب خدا سے یہی عرض ہو جان دینا ہمپر فرض ہو یہ ننگ
دیکھکر دل پر اُس پر درد کے مہد ناز و نعم ملکہ مہ جبین الماس پوش پر کیا گذرتی ہوگی نہ جیتی ہوگی نہ مرتی ہوگی
دھڑکون مین اُسکی جان جاوینگی وہ عاشق صادق نہ بچیگی مردہ زیر گنبد نور آئیگا آخر بین افراسیاب پہنچائیگا ملکہ
مہرخ نے کہا صاحبو وہ بیحیا عیش پسند نشہ سلطنت مین چور اپنے سحر و ساحری پر مغرور اُس موی کو نہ کسی کے جینے کی
خوشی نہ مرنے کا غم ہم لٹتے ہین سامان تباہی ظاہر ہو دل کے حال سے پروردگار ہا ہے کلیجہ چیر کر کسکو دکھائین
زمین شق ہو سما جائین ماں نے اسکی کمسنی مین انتقال کیا خون جگر پلاکر پالا اُنکی تقدیر کے نوشتے کو نہ دیکھا کہ کاتب قدرت
نے کلک قدرت سے صفحہ پیشانی پر یہ مضمون مصیبت خیز لکھا ہے کہ چودھوان برس بھاری ہوگا جب یہ سال شروع ہو
ہم بلائین لیا کرتے تھے شعر چودھوان سال خدا خیر سے کاٹے تیسر ۔ گھٹنے لگتا ہے مہ چاردہ پورا ہوکر ۔ صاحبو
ہر سال صدقہ اُتارتی تھی اپنی جان اُنپر وارتی تھی اس سال مین تقدیر نے بھلا دیا تصدق میری بچی پر سے
نہ اترنے پایا جسدن سے صحرائے حیرت کی سلطنت ملی دل مین مجھ بدنصیب کے دھڑکن پیدا ہوئی حرامزادی
لکاتہ فاحشہ صندل جادو کو بھی کانگھبان کیا مجھے دردسر پیدا ہوا کہا کرتی تھی کہ اُس فاحشہ کے اطوار دیکھکر
لڑکی کو اُسکی نہ ہوا لگے ابھی کچی لکڑی ہے ہر طرف جھک سکتی ہو مین جب جاتی تھی کہ بی بی دو چار دن کو گھر چلو میرے
کلیجہ احزان کو نور جمال سے منور کر دھیل کو دو مین پڑی تھین کل آؤنگی کہکر ٹال دیتی تھین مین باغ کو شیشہ آلات
سے آراستہ کرتی تھی دن رات انتظار مین گذر جاتا تھا جب آفتاب جمال نہ طالع ہوتا تھا بغیرت بنکر پھر جاتی تھی
بلائین لیکر کلمات شکایت آمیز جو میری زبان سے نکلتے تھے صاحبو اُسکی سعادتمندی کا کیا ذکر دن نانی اماں کہکر
لپٹ جاتی تھی جہان ذرا غصہ کیا رونے لگتی تھی جو تحفے ملکون سے آتے تھے چھپا کر رکھتی تھی مین کہتی تھی
بی بی تمنے نہ نوش کیا جواب اُسکا یہ تھا کہ نانی اماں تم بغیر ہمارے حلق سے نہ اُتارہم تم ساتھ کھائین
جب مین گئی بے کھانا کھلائے نہ آنے دیا اُس اپنی ماہ تابان کو کہان پاؤن چیتھڑے پاؤن مین باندھکر
جنگل و صحرا مین نکل جاؤن اپنے غزال رمیدہ کو کس بن مین ڈھونڈھون اس حیران پر ملکہ مہرخ کی بارگاہ

فلک اشتباہ مین شور گریہ ذرا ربی بلند ہوا پہاڑ کی ہچکی لگ گئی باغبان قدرت نے گریبان چاک کیا ملکہ سرخ موے کاکل کشا ہاں نوچنے لگی تسکیل جادو بھائجی کا نام لیکر بہت رویا تلوار یک مکر اٹھا کہا مادر مہربان آپ کا رفتا ہمسے نہین دیکھا جاتا ہم ابھی جاکر جان دیتے ہین یہ کہکر چاہا پرواز پیدا کرے ملکہ مہرخ نے دامن تھام لیا کہا اے باعث قوت و توانائی قاتب جگر ای نور نظر اب تمھارے جمال کو دیکھکر جیتے ہین ہمارے بعد جان دینا پہلے ہمکو دفن کر لینا پھر تمکو اختیار ملکہ نے کہا بیٹا ہماری وصیت آخر گوش ہوش سے سنو جسوقت ہم سبھون کا یہان خاتمہ ہو لینے لڑ بھڑکر افراسیاب سے مرجائین وصیت اول یہ ہو اگر ہو سکے تو لاش اُٹھانے کی تدبیر کرنا اگر ممکن نہو اپنی جان ما در اپنی خدمت مین زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کے پہونچا نا ہم کشتگان حسرت و یاس کا حال بتفصیل سُنا نا بقیہ عمر خدمت مین آقا کی بسر کرنا انکی غلامی کا دم بھرنا یقین کامل ہو اپنے لونڈی غلامون کے خون کا عوض لینے طلسم ہوشربا مین ضرور آینگے آقا کے ساتھ آنا لونڈیون کی قبرون کا نشان بتانا غرض کہ اگر سورہ فاتحہ سے اپنے نمکخوارون کو یاد کیجیو دعون کو شاد یہ سنکر تسکیل قدمون سے لپٹ کر چیخ مار کر رویا عرض کی مادر مہربان یہ آپنے کیا نصیحت کی کیسی ہدایت کی خدا اُس روز غلام کو نہ رکھے کہ حضور قتل ہون مین روے سیاہ لیکر خدمت مین صاحبقران کی جاؤن اس گلشن بیخزان کے بربادی کی خبر سُناؤن آپکے قدمون کے نیچے ہمارے واسطے بہشت عنبر سرشت ہی ہم قدمون کو نہ چھوڑینگے آپ سے پیشتر جان دینگے ملکہ مہرخ نے گلے لگا لیا کہا اے نور نظر تمھارے دیدار سے روح کو راحت آنکھون کو بصارت حاصل ہوتی ہے تسکین دل ہوتی ہو ہم تم سب ساتھ جان دینگے اپنی فوج کو مخفی مخفی تیار رکھو شام کے منتظر رہو انشاء اللہ جلکر فیا متین پر پاکر دینگے دریاے خون بہا دینگے وہ تلوار چلینگی کہ افراسیاب بھی تمام عمر یاد کریگا کیا ہم اکیلے مرینگے اُس کے خراج گزار دنکے نام مٹا دینگے سب نکحرام جمع ہوے ہین کیا مقابلہ کرینگے بوڈے ہین بھاگ جائینگے پشت دکھائینگے یہ دو سیحیا نکحرام شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن جادو بڑے غرور کرتے ہین اپنے ولینعمت کو گرفتار کرا یا نکحرامی کر کے عہدہ سلطنت کا پایا انشاء اللہ بہ حول قوت الٰہی و بعنایت فیوض نامتناہی اس ملک کو سلام آباد کرینگے جبتک مجبور ہین کہ جبتک طلسم کشا اندرون گنبد نور ہی ہر جانباز مجبور ہے گنبد نور سے باہر تو لائے پھر تماشا دیکھیے بارہ لاکھ گلا زنجیر دار مین ہوگا جب بارہ لاکھ مرینگے تب طلسم کشا کو کفار قتل کرینگے اس مرنے مین ہفت اقلیم مین ہمارا نام ہوگا شادان نمکخوار کا یہی کام ہی ایک دن مرنا ضرور ہی اسطرح کے جان دینے مین روح کو راحت قلب کو سرور ہے ان کلمات جرات آیات ملکہ مہرخ سے سب سردار اُٹھ کھڑے ہوے ملکہ مہرخ سے لپٹ گئے عرض کرتے تھے اگر تجربہ ایسا بادشاہ ہمارے ہمراہ ہی ہمکو کیا پرواہ ہی دن بھر شکر اسلام مین یہی کلام رہے مطبخ سرد پڑے ہین باب عیش و نشاط مسدود ایک ایک تنفس جان دینے کو موجود جب ن قلیل ہا عیاران سلام صورتمین تبدیل کر کے الگ الگ شہرہا پرسان مین آئے میلہ جلسہ مبدم ترقی پر ہی چالاک برق نے اپنے کو بشکل ساحران جلیل عرصہ قلیل مین بارگاہ حیرت مین پہونچایا

دیکھا مجمع تاجداران سے بارگاہ حیرت مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے یکایک جلسہ مین ہنگامہ ہوا ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی علامت آمد شہنشاہ ظاہر ہے اٹھا سو تاجدار اپنے مقام سے اُٹھے بیرون بارگاہ آکر پری جائے برق اور چالاک بھی نگہان ہین یکایک آسمان پر لکہ ہاے ابر ہفت رنگ کمال رعنائی وزیبائی سے ظاہر ہوے سات رنگ کے ابر الگ الگ ایک جانب ابر گلنار صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یاقوت احمر کا پہاڑ ہے یا شفق پھولی یا خون برسیگا یا ظاہر ہے کہ بہرام فلک سرخ پوش ہے قہر و غضب کا جوش ہے ایک سمت لکہ ابر زعفرانی پر بہار ہے یا شگفتہ چمن زعفران زار ہے ایک طرف ابر کبود رنگ نہایت شوخ و شنگ کہین لکہ ابر سیاہ بصورت اژدر مہیب کینہ خواہ ہر لکہ ابر علیحدہ علیحدہ صنعت سحر سے انکو آراستہ کیا ہے مصنوعات ممالک ہر ابر سے ظاہر ابر سرخ کو بہ نگاہ غور دیکھو سکندر دارا کی لڑائی کے مرقع حسن تدبیر سے آراستہ کیے صاف کھلتا ہے کہ دونون بادشاہ برابر مقابلہ جمے ہوے ہین فوجون کی دھوم شکر و شکا ہجوم بخوبی ظاہر ہوتا ہے کسی جانب مرقع مدائن تختگاہ نوشیروان بصد عظم و شان نمایان یعنی تخت سلطنت پر نوشیروان ملک العادل کسری دربار سردارون سے ملو گرداگرد شاہان خوشرو چہچہ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو دعویداران سلطنت بصد تمکنت کروروسوار کا افسر ایک سے ایک بہتر و برتر خود سر مغرور متکبر موجود ہین عیش و فرحت کا سامان رقاصان پریچہرہ حاضر چوبدار بیدل ناظر ساتھ ابرون مین ہفت اقلیم کا نمونہ زیر ابر مروارید تخت جواہر نگار افراسیاب تاج یاقوت نگار سر پر قبائے قلمکار زیب جسم خود سر موتیون کے اے کنٹھے یاقوت احمر کے اکے دو نورتن لماس کے دریاے جواہر مین غوطہ زن ابرون پر بل بارہ ہزار پریزادان حور نژاد طریقۂ سحر و فسون مین استاد عارض چاند کے ٹکڑے ابرو ہلال عید آنکھین نرگس شہلا لب لعلین پھول کی پنکھڑیان سراپا سے شوخی عیان قریب تخت افراسیاب ساز بجتے ابر سے موتی برستے ہوے بکبر و نخوت تمام یہ بدانجام اپنے خراجگزارون کے لشکر پر نگاہ ڈالتا ہوا جاؤ لشکرون کے دیکھکر پھولا ہوا مثل گدھے کے مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا تاج پر ہاتھ چلاتا ہے بکلاہی کھاتا ہے اس زور و شور سے آمد افراسیاب جادو ہوئی بارہ کوس کے گرد مین کوئی ایسا نہ تھا کہ جو اپنے مقام سے براے تعظیم نہ اُٹھا ہو شوالون مین گھنٹے و ناقوس کی صدا بلند ہوئی کہ گوش گردون کر ہوتا تھا اسقدر زر و جواہر لٹایا ہے کہ ایک ایک گدا غنی ہوگیا اس شان و شوکت و جلالت و ہیبت سے افراسیاب کا تخت زمین پر آیا شہنشاہ قوسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ براے تسلیم جھکے افراسیاب نے بشفقت پشت پر انکی ہاتھ رکھا ایک ایک کا کمال محبت مزاج پوچھا کل تاجداران نے افراسیاب کو گھیر لیا داخل بارگاہ ہوے افراسیاب کا تخت اکیس زینے بلند بیچ مین بچھا ہے اُسپر متمکن ہوا اُٹھارہ سو تاجدار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اس کروفر سے دربار افراسیاب آراستہ ہوا اُسوقت چہرے پر افراسیاب جادو کے نگاہ نہین ٹھہرتی ایک جانب ستون کی آڑ بکڑے ہوے چوبدار کی شکل پر مہتر قران بہ نگاہ حیرت دربار افراسیاب کو دیکھ رہے ہین جادوگرنیان کیسی کیسی

حسین وجمیل جمع ہین پرے ان سب کے جمے ہین تن تن کے بن بن کے سینے اُبھار اُبھار کے جمال اپنے افراسیاب کو دکھا رہی ہین یہ باغ بیخزان سامنے پھولا پھلا آراستہ وپیراستہ ہو اُس مجمع مہ جبینان مین مہتر قران کی جو نگاہ پڑی ایک شعلۂ عذار کو دیکھا کہ نہایت حسین کمسن زعفرانی جوڑا زیب جسم زیور کم کم دو آدھ نرے زمرد نگار اُسکا عکس جو عارض انور پر پڑتا تھا کھیتی حسن کی سرسبز وشاداب ہوتی تھی ناز وکرشمہ دست بستہ جلو مین آنکھین دیدۂ لیل نہار کو آنکھ دکھائین چشم نرگس شہلا کو جھپکائین

اشعار

چشم انصاف سے دیکھین جو تمہاری آنکھین	سیکڑون انکھڑیونمین ہین یہی پیاری آنکھین
جمن انجمن وتخلیہ وخلوت مین	ڈھونڈھتی پھرتی ہین اُس گل کو ہماری آنکھین
باغ باغ اُنکے اشارون سے ہوا جاتا ہون	چل رہی ہین روش باد بہاری آنکھین
مار اُتارا جدھر اک ترچھی نظر کی تم نے	دیکھنے مین تو چھری ہین نہ کٹاری آنکھین

قامت وہ ہے کہ جسکے قیامت ہو پائمال	سرو بہشت لکھون تو ہے راستی کمال
تشبیہ دون جو قد سے تو شمشاد ہو نہال	شاخین سخن مین نکلین جو طوبیٰ سے دون مثال

فتنہ کی خوبی قد وقامت سے موت ہو
قد قامت الصلوٰۃ نمازی سے فوت ہو

رفتار وہ غضب کہ دل خلق کو ملے	انسان کیا ملک کے جگر مین قدم تلے
آرام مثل برق کسی جا پہ وہ نہ لے	محشر بھی پیچھے سایۂ قد کی طرح چلے

چلتے مین ایسی چال کہ ہل چل جہان مین ہو
شور نشور جن وبشر کے گمان مین ہو

رفتار سے ہو لغزش مستانہ آشکار	آمد ہے باغ خاطر احباب کی بہار
ٹھوکون سے پیتے دل عاشق ہین بار بار	ٹھوکر لگا کے مردون کو کرتے ہین ہوشیار

چکی مین پاپیچے کو جو وہ تھام کر چلے
زندون کی موت کا وہ سرانجام کر چلے

مہتر قران اس زرق وبرق کو دیکھکر حیران کسی مقام پردہ شوخ ورنگ نگار برق کے قرار نہین لیتی کسی جگہ ٹلی کسی کا منہ چڑھایا کسی کو انگوٹھا دکھایا کسی کو دھکا مار دیا مہتر قران ہنگامہ حسرت دیکھ رہا ہو اُس جمال ہمثال کو دیکھکر بیقرار ہو مہتر قران تو اس فکر مین کہ کسی طرح اُس مہ جبین کو قبضہ مین کرون یا تنہا ملجائے تو گود مین اُٹھا کے لے بھاگون مگر افراسیاب جادو طرف شہنشاہ نیلم دو سن جادو کے متوجہ ہوا نیلم ذی دست بستہ

ہو کر پوچھا ای شہنشاہ طلسم ہوش باکوہ نیلم پر پرچے اخبار کے پہونچے حالات زبانی طائران سحر کے سُنے کیفیت سُنکر ہوش اُڑ گئے چند عرصہ مین ایسا انقلاب ہوا تا جداران طلسم پر خداوند سامری و جمشید کا عتاب ہوا لاکھون آدمی مارا گیا بڑے بڑے معرکے مشہور ہین کہ باغی خوب خوب لڑے کسی قدر اپنی زبان فیض بیان سے ارشاد فرمایئے کہ یہ کیا رنگ ہے ہر شخص اپنی جان سے تنگ ہے **افراسیاب** کہا ای برادر نہ انقلاب ہے نہ کوئی پیچ و تاب ہے چند لونڈیان غلام نمکحرام بدانجام باغی ہو کر **عمرو** کے شریک ہوے ساحر بھی اکثر مارے گئے چونکہ مابدولت رحمدلی کو کام فرماتے ہین وہ لوگ بچ جاتے ہین جس روز دل چاہیگا چشم زدن مین مٹا دونگا راہ عدم دکھا دونگا ایک شاہزادی ملکہ **حیرت** صاحب کی ہمشیرہ بی **بہار جادو** بہن سے لڑ کر غصہ مین نکل گئین شریک **عمرو** ہوئین بس انکا سارا پاس ہے کہ **حیرت** صاحبہ کو ملال ہوگا **باغبان قدرت** بھی باغیون مین شامل ہوا بادولت کا کیا نقصان ہے **کل سد** کو قتل کر کے اُن سب کو گرفتار کر لاؤنگا اول یقین کامل ہے کہ بعد قتل طلسم کشا روما سے ہاتھ باندھکر سب آپ ہی چلے آئینگے خطائین معاف کرائینگے اگر نہ آئے تو ثابت ہوا کہ ستارہ انکا گردش مین ہے نہ اقبال کا زوال ہوا بادولت سے بچکر کہان جائینگے یہ سُنکر **نیلم** نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہم دونون بھائی کیسے خیر خواہ ہین طلسم ہوش ربا کے پشت پناہ ہین لے بیضا ضیا پر بخوبی روشن ہے ہمسے زیادہ کون انکا دشمن ہے جلسۂ قتل طلسم کشا مین ہم دونون بھائی حاضر ہوے ہین اگر خلاف مزاج شہنشاہی ہو کل بعد قتل طلسم کشا دونون غلامان خیر خواہ کو حکم ہو کہ جا کر ایک پہر بھر مین سب کی مشکین باندھ لائین یا سر کاٹ لین دونون امر ممکن ہین یا اپنے وزیر اعظم **معراج گرداب آدم خوار** کو اشارہ کردون اس جوش و خروش مین جا کہ چشم زدن مین سب کو ڈبو دے غوطے کھا کھا کے مرین ایسے دریاے سحر مین ڈوبین کہ قیامت تک نہ اُبھرین وہ دریاے سحر کی طغیانی ہو کہ کشتی حیات مسلمانان طوفانی ہو بڑا گھمند مسلمانون کو کوگ رو تنضیر پر ہے وہ کیا خود سر ہے ابھی طلسم نور افشان پر لشکر کشی کرین کہئے تو یکہ و تنہا جا پڑین یقین تو ہو کہ آدمی ہے سُنکر مصالحہ کا خواہان ہو طلسم نور افشان مین تلاطم عیان ہو چھوٹی بات کا بڑھانا کیا ضرور ہے تامل کرنا عقل کا قصور ہے **افراسیاب** ہنسا کہا اچھا بعد قتل طلسم کشا دیکھا جائیگا یہ باتین ابھی نا تمام تھین کہ آسمان پر ملکۂ ابر سیاہ پیچ و تاب کھاتا ہوا نمایان ہوا بر سر بارگاہ برقین چمکین ٹڑپکر زمین پر گرین آنکھین اہالیان دربار کی چھپک گئین **قران** نے دیکھا ایک ماہ پارہ پندرہ سولہ برس کا سن جوانی کی راتین شباب کے دن سراپا مین خوبی بوٹا سا قد نہال باغ محبوبی ایک ساحرہ سن رسیدہ عقل و فطرت پیشانی سے آشکار دونون تخت سے اُترین برائے تسلیم **افراسیاب** و **حیرت** خیمہ مین ہر تاجدار سے سن رسیدہ بخلق و مروت ملی وہ مہ جبین سر جھکائے کھڑی رہی **افراسیاب** نے مسکرا کر اُس حور طلعت سے کہا ملکہ **ماران** آؤ ہم تمھارے مشتاق تھے تمھاری سرحد مین کہو خیر و عافیت ہے سر جھکا کر عرض کی اقبال شاہی شریک حال ہے اُس ضعیفہ سے پھر کے **افراسیاب** نے کہا اسرار جادو آفلیک طائفہ کو سُن لو دو گھنٹہ ٹھہرو پھر ہم تم باغ سیب مین چلینگے

شب ہین بسر کرین گے صبح کو اگر طلسم کشا کے خون سے ہاتھ بھر لینگے ملکہ ماران زرین کن و ملکہ اسرار جادو کو افراسیاب خانہ خراب نے قریب تخت جگہ دی کرسی جواہر نگار مرحمت ہوئی ملکہ ماران زرین کن صف مین شاہزادیون کے منکمن ہوئی اسرار جادو نے کہا ای شہنشاہ گردون پناہ ہماری عرض خیر خواہی سرکار کو یاد ہی ہم نے خبر پائی کہ خبر قتل عمر و ملکہ مرخ و بہار کو پہونچ گئی یہ خبر چار دن مخفی نہو سکی افراسیاب نے جواب دیا تمھارے سامنے ملکہ حیرت کو نامہ لکھا تھا طائر سحر لیکر آیا اسی احتیاط سے کسی جادوگر کے ہاتھ نہ بھیجا کہ شاید کوئی عیار اُسکو گرفتار کرکے نامہ پاجائے اب ما بدولت حیران ہین کہ کسنے اُنکو خبر پہونچائی ہر چند کہ ہم خوب جانتے ہین عیاران اسلام بلا کے ہین کوئی اُس دربار مین حاضر ہوگا ملکہ کے ملاحظہ کرنے مین نام پڑھ لیا مگر اسکا کیا خوف ہی مین نے عمرو کو قتل کیا جس کو دعوے ہو وہ ہمسے انتقام لے صاحبجو صل تو یہ ہے کہ اگر عمرو نہ قتل ہوتا اس شب کو آفتین برپا کرتا اب کل مسلمان شمل مرد یکے ہین یقین ہی کل سست بستہ حاضر ہونگے لونڈیان اور غلام کیا مقابلہ کرینگے وہ ان سب کا پشت پناہ تھا مکار دغا باد شاہ تھا اصل تو یہ ہے کہ ملکہ اسرار جادو کی صلاح سے وہ قتل ہوا انھون نے بہت معقول صلاح دی قتل مین ساربان زادے کے جلدی کی ورنہ مین ہمیشہ قید کرتا تھا اُسکے شاگرد آکر چھڑا لیجاتے تھے دربار مین افراسیاب خانہ خراب کے یہ باتین ہو رہی ہین ہر ایک بیحیا آمادہ حرب و پیکار سامان عیش و عشرت مہیا ساقی بچے جامہاے شراب ارغوانی لیے ہوے اپنے کو پوشاک نفیس سے آراستہ کیے ہوے سرداران بارگاہ کو پلا رہے ہین ناز و کرشمے دکھا رہے ہین مضمون شب مصیبت بارگاہ آفتاب عالمتاب با جگر کباب حیران و پریشان لرزان و ترسان باوگن زرد گریبان دریدہ حبقاے حرارت کشیدہ غم برباد ی اہل اسلام سے کاشانہ مغرب مین جاکر روپوش ہوا شام مصیبت انجام نے صورت دکھائی یلاے شب جو رآلیسوے مشکین کا کھولا آغاز ظلمت سواد مشرق سے عیان ہوا دہ پاے ریگ بیان بھی شرم سے خاک مین نہان ہوے ماہ تابان شال عزا بر دوش ثابت و سیارگان فلک کو غم

نظم مصنف

سیاہی وہ اُس رات کی ہولناک	یکایک عیان شام غربت ہوئی	مصیبت کی ظاہر علامت ہوئی
کسی کے نہ باقی رہی عقل و ہوش	اندھیرا ہر اک سمت تھا آشکار	دلون پر غم و رنج کا تھا غبار
کوئی جان دینے پر آمادہ تھا	کوئی مثل تصویر استادہ تھا	کوئی اشکبار اور کوئی دردمند
مصیبت مین تھی وہ شب راحت پسند	یہ کہتے تھے لڑ بھڑ کے مرجائینگے	مرینگے مگر نام کر جائینگے
کہین سرخ مو ہال کھولے ہوے	پریشان و مضطر غم و رنج سے	شکیل دلاور کو تھا رنج و غم
خموش نہایت بہ درد و الم	ہوا با غبان کا بھی پژمردہ دل	تہا اُس چمن مین ہی افسردہ دل
تلاطم مین سردار لشکر تمام	نہ راحت نہ عشرت نہ وہ انتظام	شکر اسلام مین عجب ہنگامہ ہر طرف

دینے پر آمادہ جس لشکر میں شب بھر کشور اکھنکتا تھا گرم بازاریاں ہوتی تھیں آج شام سے دکانیں بند دوکاندار دردمند بازار میں متاع رنج و مصیبت کی خریداری خریداروں کو بیقراری اشکباری رونق پر بازار نہیں کسی کا کوئی خریدار نہیں اشیائے عیش و عشرت کی گرانی جنس غم و رنج کی ارزانی کاروان اندوہ و الم کا داخلہ ہوا تاجران مسرت و شادمانی نے کوچ کیا اسباب شادی کی کمی مزاج میں دوکاندار و رنگ برہمی قافلہ راحت و آرام لٹ گیا بھائی سے بھائی دوست سے دوست چھٹ گیا جھنڈے بازاروں کے نشان رنج و مصیبت آشکار با آہ و دل عاشق بیقرار پھریرے ہوا سے اڑتے ہیں یا سر پیٹنے کو ہاں کھولے ہیں جابجا اندھیرا ہے فوج رنج و الم نے لشکر اسلام کو گھیرا ہے بارگاہ میں ملکہ مہرخ و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و معمار قدرت و ملکہ ہلال سحر افگن و شاہزادہ خورشید زرین سحر وغیرہ سرنگوں بیٹھے ہیں ملکہ مہرخ نے کہا یارو ہمیں بیٹھے بیٹھے شب بسر کرتے دو روز کے سحر کردہ گے عیاران اسلام کہہ گئے تھے کہ اب اس مجمع سے ہمارا یہاں تک آنا دشوار ہے جو کچھ ہو سکیگا گذر رہیگے اب پلٹ کے نہ آئینگے یا زیر گنبد نور ہمارے لاشے ہونگے حقیقت میں وہ بیچارے دانے برحال کیا کیا کام کرین خبر پہونچا ہیں کہ عیاری میں مصروف ہوں اب یارو تم لوگ بھی اتنی فکر کرو کہ بروقت اترنے اسد نامدار کے گنبد نور سے قریب اپنے آقا کے پہونچ جاؤ ہو سکے تو طلسم کشا کو اپنے قبضے میں کر کے لڑو بہر نوع اپنی جان دو ان کلمات حسرت آیات کو سنکر صاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت و حسین و خویرو ملکہ بہار جادو و مہ جبین و رعنا ملکہ مرخ موکا کلکشا صاحب جرأت و صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن و ساحر بیعدیل شاہزادہ شکیل بارہ ساحران نامدار ذی وقار جان نثار سر فروش یا دہ جرأت سے مدہوش سر مرخاص پر آمادہ ہوے اور ملکہ مہرخ کو صلاح دی کہ آپ لشکر ظفر اثر کو تیار رکھین ہم بارہ سردار مثل ستارون کے آسمان میں ڈوبے رہینگے بطور مخفی بروقت سحر آمادہ مرگ ہو کر لشکر افراسیاب پر گر پڑینگے ممکن ہوگا اسد نامدار و مہ جبین الماس پوش کو اپنے قبضہ میں کر لینگے اگر انکو پا گئے اور وہ ہمارے قبضہ قدرت میں آگئے نکل سکیگی تدبیر کرینگے ورنہ لڑائی میں مصروف ہونگے آپ گوش برآواز رہین جب ہم مرنیوالون کے نعرون کی آواز سنین لشکر ظفر اثر کو لیکر جہان تک ہو سکے اپنے کو تا بدروازۂ شہر نا پرسان پہونچائین بس اب زیادہ صلاح بیکار ہے جامع المتفرقین جانب حقیقی مالک مختار ہے ملکہ مہرخ نے اس صلاح کو قبول کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ملکہ مرخ بارگاہ میں مشتاق آواز باغبان قدرت وغیرہ ہین مگر باغبان گیارہ سرداران نامی کو لیکر بیرون بارگاہ آیا باغبان نے سحر کیا پر پرواز پیدا کر کے شکل عقاب بنا پرمارتا ہوا برسر شہر نا پرسان اپنے کو بلندی پر مخفی کیا ملکہ بہار جادو نے طرہ اٹھا کر پھینکا اندھیرا چھا گیا اس تاریکی میں وہ اہ آسمان خوبی خورشید فلک محبوبی چہرہ اداس عالم یاس اڑ کر بلندی پر مقام مذکور کے پہونچی ملکہ مرخ موے کا کلکشا نے کیسو مشکین کھولکر دستک دی یہ بھی اڑ کر بلند ہوئی یہ بارہ ساحران روح روان لشکر بر سر شہر نا پرسان نگاہ ڈال رہے ہین سحر کے انتظار میں ہین مگر مہتر قران نامدار دربار افراسیاب میں جس ناز نین کا اول ذکر کیا ہے اسکے جمال پر فریفتہ ہو کر تظارہ بازی کر رہے ہین کبھی افراسیاب پر نگاہ ہے مگر کس مہ جبین کی محبت میں حالت

تباہ ہو یکایک افراسیاب طرف ملکہ ماران زمین کن کے متوجہ ہوا کہا اے ماہ آسمان حسن و جمال اے بدر و خشان فلک جاہ و جلال اب تمکو ہم سامری جمشید کے سپرد کرتے ہین اپنے مقام پر جاؤ مصروف حفاظت ہو مگر اتنا خیال ہو کہ آجکی شب آرام کرنیکی نہین ہو اپنی سرحد کی گرد آوری واجب لازم ہو ہر ایک کی خبر لینا آجکی شب غیر کو اپنی خدمتین نہ آنے دینا بوقت سحر مع اپنے مصاحبان زیر گنبد نور آنا ہماری نصیحت بھول نجانا بدولت ملکہ اسرار کو ہمراہ لے کر باغ سیب مین جاتے ہین حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف لیجائین ماران ایک دو غزلین سُنکے جائینگی ابھی تو سر شام ہی سرحد پر ابھی کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کیا مضائقہ ہی مگر ملکہ انکو جلدی رخصت کر دینا دو گھنٹے سے زیادہ دربار آج کی شب نہ رہیگا کل تا جداران جلیل اپنی اپنی بارگاہون مین بعد برخاست دربار تشریف لیجائین اس حکم فضا شیم کو بدولت کے گوش ہوش سماعت فرمائین اپنی اپنی بارگاہونمین حفاظت گنبد نور مین مصروف رہین آرام نہ فرمائین اے ملکہ حیرت تم اپنے خیمہ مین سحر کا کل اپنا نیا رکھنا وزراء امرا سب کا خیال رہے یہ شب شب قیامت ہی یہ سمجھا کر افراسیاب جادو تخت پر سوار ہوا اسرار جادو کو پہلو مین بٹھا لیا طرف باغ سیب کے روانہ ہوا وقت پر اسکا ذکر تحریر ہوگا ماران زمین کن انتہا کی جمیل حسین ہی حیرت جادو نے قریب اپنے تخت کے کرسی پر جگہ دی گائن کو اشارہ کیا حکم ہوا غزل شروع کرو ملکہ ماران زمین کن کو بھی رخصت کرین ہم جاکر اپنے کام مین مصروف ہون آج کی شب ہمکو بڑی مشقت ہی مگر صاحبو اس شب کی مشقت تمام عمر کی راحت ہی ماران سے اپنے حالات کہے ملکہ حیرت زہر اگل رہی ہی کہتی ہے لے ماران زمین کن آج سب سے زیادہ ہمکو پیچ و تاب ہے دیکھیے آزدرشب کو نکلتا ہی ہر چند کہ عمر و قتل ہوا مگر اُسکے شاگرد عقرب نیش زن ہین شب بھر انکے ڈنک چلینگے صبح کو ہاتھ ملینگے ماران نے کہا حضور بس اس طائفہ سے ایک غزل سُن لیجیے ہمکو جلد رخصت کیجیے گائن نے غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

جوش پر پھر میری چشم اشکبار آنے کو ہے	اپنے رونے پر ہنسی پھر مجکو یار آنے کو ہے
بعد مدت اے جنون تیری بہار آنے کو ہے	ہوش ہی جانے کو بوے زلف یار آنے کو ہے
مانگ لیتا لوسے لب یار سے مین وصل مین	ورنہ خود ہونٹھون پہ جان بیقرار آنے کو ہے
دیکھنے کو تھا کدھر وہ بت ادا سے بزم مین	یہ بھی کسکی قضا پر ورد گار آنے کو ہے

چند اشعار غزل کے سنکر ماران اٹھی قران وغیرہ نے دیکھا جلسہ برخاست ہوا تب تا جدار طرف اپنی اپنی بارگاہ کے چلے مگر ماران تبھیلی ٹھکرا باہر نکلی کھڑے ہوکر ادھر اُدھر دیکھنے لگی قران نے جسنے زمین کو تاکا تھا اُسی نے ماران کو سلام کیا اب اسوقت بارگاہ حیرت پر ہنگامہ ہی کل تا جدار نکلا آئے ہین قران نے ادھر سو اتنا دیکھا کہ ماران نے ہاتھ اُس نازنین کا پکڑ لیا کہا بوا چلو آج ہمارے باغ مین رہو اُس نے مسکرا کر کہا بہت خوب مین آپ ہی کے انتظار مین کھڑی تھی ماران نے ہاتھ تھام کے تخت پر بٹھا لیا تخت ہوا پر بلند ہوا قران دیکھکر رہگیا کہ چالاک جادوگر بنا ہوا آیا کہا

لو خلیفہ دربار برخاست ہوا اب سب سحر اپنے اپنے انتظام کر رہے ہین جو کچھ کرنا ہو کرلو قران نے کہا اے فرزند یہ ساحرہ جواران نامے آئی ہی ایک ناز نین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھا کر لیگئی ہے اُسکی چتون پر اُستاد کا دھوکا ہوتا تھا مگر اسقدر جلد تخت نکلگیا کہ کوئی زور نہ چل سکا چالاک نے کہا ہی تین پہر درمیان مین ہین صبح کو سب کچھ کھلجائیگا میزان امتحان مین سب کا کمال تل جائیگا دو دو کلام آپسمین ہوے ہین کہ صرصر اور صبا رفتار پھرتی ہوئی سامنے سے آئین دیکھتے ہی دونون نے قران و چالاک کو پہچانا آواز دی لینا یہ دونون عیاران لشکر اسلام ہین قران و چالاک نے نام ہین چند جادو گر بڑھے کہ قران نے بہ تعجیل ایک ساحر کو بندا مارا اُسکا سر پھٹا زمین پر گرا اندھیرا ہوا قران نے اُسی تاریکی مین صرصر اور صبا رکو گود مین اُٹھالیا ویرانے کی جانب بھاگا کہا اُستانی اگر عمل مجاؤگی گردن دباؤنگا پھر ملک کر بہجاؤگی دونون کو سکتہ ہوگیا شیر کے قبضہ مین ہین جانتی ہین کہ آج کالیا جوش و خروش مین ہی مار ڈالنا اسکے نزدیک کیا بڑی بات ہی خاموش ہوکر رہ گئین قران دونون کو لیکر ایک گوشے مین آیا درختون مین دونون کو باندھا برق بھی آگیا چالاک تو ساتھ تھا قران نے کہا بھائیو یہ دونون صاحب یہان آرام کرینگی اب جو جس سے بن پڑے جاکر کرو مین بھی جاتا ہون اُسی مقام پر چالاک رنگ روغن عیاری کا لگاکر بصورت صرصر و برق بصورت صبا رفتار اب الگ الگ ہوے اول چالاک سیدھا طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا دروازے پر آکے دیکھا کہ نگہبان حاضر ہین پوچھا ملکہ عالم کیا کرتی ہین سب نے کہا تیاری مین سحر کے مصروف ہین اب تھوڑے عرصہ مین سحر تیار کرکے برآمد ہونگی چالاک بلا تکلف پردہ اُٹھاکے اندر آیا دیکھا حیرت بصد شان و شوکت علیحدہ و تنہا چوکی پر سنگ مرمر سفید کے بیٹھی ہی ایک گلدستہ سحر کا بنایا ہے اپنے پہلو مین رکھ لیا ہی چالاک نے بشکل صرصر جھک کر سلام کیا بڑھکر بلائین لین ترقی حسن و جمال کی دعائین دین پوچھا واری یہ گلدستہ کیسا ہی حیرت نے کہا اے صرصر صبح کو بوقت قتل صد مسلمان آگر اپنی جان دینگے اسوقت ہونٹھ ہلانا مشکل ہوگا اسواسطے یہ سحر تیار ہوا ہی آمری کمک پھینک دینے کی دیر ہے دس پانچ ہزار کو یہ سحر جلادے گا چالاک نے پوچھا حضور سوا آپکے اگر اور کوئی اسکو اُٹھاکر یہی کہکر پھینکدے اور آپکے لشکر کا نام لے حیرت نے کہا اے صرصر عجب طرح کا نکتہ پوچھا یہ بات کہنے کے لائق نہین ہی یہ گلدستہ قیامت آئین ہی مگر مجھ سے کیا پردہ ہی حقیقت مین اگر تو اُٹھاکر پھینکدے عرصہ دراز تک یہ پھول چنگاریان بنکر گرین ہزارون کیسے لاکھون کو جلادین منظور یہ ہے کہ جسوقت لشکر باغبان سامنے آئے ایک ہی سحر مین گل حیات اُنکا پژمردہ ہوجاے گلشن مراد دشمنون کا خزان ہو بوا سہارکا بھی بُرا امتحان ہو رنگ گلہاے سحر دیکھکر بھول جائین ہوا سے گرم جھونکے آئین یہ کلام حیرت انجام سُنکر چالاک خوش ہوا بیٹھکر کہا واری شام سے جو اوس مین لونڈی پھری نشہ اُتر گیا ایک جام شراب کی خواہش ہی لونڈی کو شب بھر کا ہش ہی چاہتی ہون یہ نگوڑے عیار آنے نہ پائین رات کو

سب گرفتار ہو جائین حضور مبارک ہو اب کل نمک حرامون کا خاتمہ ہوگا ہین نے خبر سنی ہی ملکہ بہار رومال سے ہاتھ باندھکر آنے مین انکار رکھتی ہین فرماتی ہین مین اپنے باپ کے ملک مین چلی جاؤنگی ہوش ربا ہین نہ رہونگی بوا حیرت کی کائین کائین کی جفا نہ سہونگی مگر اب حضور کو یہ مناسب ہے آپ بزرگ ہین وہ خورد ہین میرے پاس پیغام آیا تھا انکو مزاج سے افراسیاب بڑا ڈر ہی ایسا نہو کہ سزا سے جسمی دین مثل مخمور کے مجکو بھی کوڑے لگین لاکر انکو آپکے قدمون پر گرادون آپ بھی گلے سے لگا لیجیے گا سزا نہ دیجیے گا نام بہار کے ملنے کا سنکر مثل گل شگفتہ ہو گئی ہنسکر کہا صرصر تجکو میرے سر کی قسم بہار میں کرنے کو کہتی ہے چالاک نے کہا حضور عمر و مرچکا صبح کو طلسم کشا قتل ہوگا اب کسکے بھروسے پر لڑینگی حضور ہاتھ جوڑینگی ناک گرتی ہے جان بڑی چیز ہی سب کو عزیز ہی چالاک نے ایسی گھل مل کے باتین کین کہ حیرت خوش ہو گئی گلابی سامنے کھیکا دی کہا لو صرصر پیو تمرات ہی کو جاکر بہار کو بلا لاؤ عرض کی بہت اچھا ابھی جاتی ہون اپنے ساتھ ہی لیکر آتی ہون یہ کہکر جام بھرکر اسے حضور بھی نوش کرین حیرت خوشی مین پی گئی پیتے ہی لڑکھڑاکر بیہوش ہوئی چالاک مدت سے حیرت پر مرتا ہی تنہائی مین خوب پیار کیا گود مین اٹھاکر باحتیاط پلنگ پر لٹا دیا دوشالہ اڑھایا اب باطمینان تمام رنگ و غن عیاری کا نکالکر صورت حیرت جادو کی بنکر تیار ہوا تاج زرین سر پر سے زیب دیا اسکا اتار کر اپنے زیب جسم کیا گلدستہ کو جھولی مین رکھا وہ جھولی ہاتھ پر ڈالی مسکراتا ہوا باہر آیا ملکہ یاقوت جادو وزیرزادی در دولت پر حاضر ہی اُس سے کہا اب ہمکو رات بھر آرام کرنا مناسب نہین ہے گلدستہ سحر ہنے تیار کرلیا مین نے قسم کھائی ہی کہ اب شب بھر سحر نہ کرون جب مسلمانون کا سامنا ہو تو آگ برسا دون مین تخت پر سوار ہوتی ہون تم اپنے سحر سے اڑاکر قریب گنبد نور لیچلو وزیرزادی نے کہا بہت خوب واری آپ کو سحر کی کیا احتیاج ہی اب چالاک بصورت حیرت بر عب و جلالت تخت پر سوار ہوا پہلو مین وزیرزادی کو بٹھالیا اُسنے سحر کیا تخت اڑتا ہوا طرف گنبد نور کے چلا اس بات کو تو چالاک بخوبی جانتا ہی کہ اندر گنبد نور کے جانا دشوار ہی مگر جب افراسیاب اسد غازی کو نکالنے اسی تخت پر بٹھالونگا جو بن پڑے گا کرونگا چالاک تو بشکل حیرت چلا دل مین غرور ہی کہ مثل میرے کوئی عیاری نہ کرسکیگا برق فرنگی بصورت صبا رفتار بارگاہ مصور جادو پر آیا پوچھا مرشد زادے کیا کرتے ہین لوگون نے کہا جانے خانہ مین جلوہ فرما ہین تصویرین کھینچ رہی ہین برق تڑپ کر اندر خیمے کے گیا دیکھا مصور جادو نے ایک گٹھا تصویرون کا کھینچا ہی اُنپر کمبخت سے بنا رہا ہی مصور نے سر اٹھاکر پوچھا صبا رفتار اسوقت کہان آئین عرض کی حضور بھرتے بھرتے پانون ٹوٹ گئے موے برق فرنگی سنگدل کے بھی ایک پتھر مارا پانون اسکا ٹوٹ گیا لنگڑاتا ہوا بھاگا اب حضور ظلایہ پر چلین یہ تصویرین کسی ہین مصور نے

کہا وقت بیوقت کے واسطے بنا رکھی ہین جمشید کا نام لے کر مقراض سے انکے سر قلم کرونگا اتنے ہی سرداروں کے سر کٹ کر گر پڑینگے
سر موفرق نہوگا برق نے پوچھا حضور اب تو یہ تصویرین ہر شخص کے ہاتھ سے کام کر سکتی ہین مصور نے کہا یہی نقشہ ہے بس
برق نے مصور کو بیہوش کیا گلوری کھلا کر برہنہ کر کے ایک گوشے مین ڈالدیا اسی کی صورت بنکر تصویرین بھولی ہین
رکھین باہر نکلا کہا ملکہ صورت نگار ہماری زوجہ صاحب کو بلاؤ ہم قریب گنبد نور جا کر حفاظت کرینگے یہ خبر سنکر
نوراً صورت نگار آئی کہا صاحب جلواب بیٹھنے کا وقت نہین مگر تخت اڑانے مین سحر تمھین کرنا ہین ایک ہی
مرتبہ مسلمانون پر بلا نازل کرونگا جسکا دفعیہ مشکل ہو یہ کہکر تخت پر بیٹھا صورت نگار اپنی زوجہ کو پہلو مین
بٹھالیا چند وزیر زراوبان گرد اگرد اس شان و شوکت سے بصورت مصور جادو برق خوشخو تخت اڑاتا ہوا
طرف گنبد نور کے چلا مہتر قران نامدار ایک سانحہ کی شکل بنکر ایک نامہ ہاتھ مین لیکر بمہر افراسیاب بارگاہ ابریق
کوہ خسگاف پر آیا خدمتگار سے کہا وزیر اعظم سے عرض کرنا نامہ دار شہنشاہ کا آیا ہے ابریق نے خبر سنکر فوراً بلوالیا
قران نے دیکھا ابریق کے تخت پر ایک سنگ کلان اور گرد چھوٹے چھوٹے پتھر رکھے ہین پہلے قران نے نامہ ہاتھ
مین دیا ابریق نے پڑھا لکھا تھا لے وزیر اعظم شب کو بہت اچھی طرح حفاظت کرنا ہمنے اپنے معتبر کو روانہ کیا ہے
ایک راز بھی کہدیا ہے تنہائی مین یہ دریافت کر لینا اس راز پر کاربند ہونا خبردار غفلت نہ کرنا یہ آخر منشقت
ہے ابریق کوہ خسگاف نے نامہ پڑھکر کہا شہنشاہ نے راز مین کیا ارشاد کیا ہے فرمان نامی اسم گرامی آپکا کیا ہے قران
نے کہا برخوردار جادو میرا نام ہے کل ممالک کی خبرگیری ہمارا کام ہے سب کو بارگاہ سے رخصت کیجیے کل امورات
ظاہر کرون حالات قتل اسد سے ماہر کرون ابریق نے فوراً تخلیہ کیا مصاحبون کو ہٹا دیا اول قران نے پوچھا
میان وزیر یہ تخت پر سنگ کلان و خرد کیسے رکھے ہین کیا علم سحر پر پتھر پڑے ہین ابریق نے کہا میان بردار جادو
صاف تو یہ ہے کہ بوقت سحر ہنگامہ قتل اسد نامور ہوگا فوج و بہار وغیرہ ضرور لڑنے آئینگی اسوقت بیٹھکر سنگدلی
دکھائینگی یہ سحر تخت پہلے سے تیار رہیگا اشارہ کرتے ہی اہالیان لشکر بت بنجائینگے پھر بھر کامل پتھر برسیگا ایک
ایک قطرہ آب کو ترسیگا جوان پتھرون کو جس فوج پر میرا نام لیکر پھینک ماریگا لینا لینا کہکے للکاریگا مطلب
ہو جائیگا دشمن امان نہ پائیگا قران نے کہا مین سمجھ گیا یہ حضور نے بڑا کام کیا تھوڑی آگ منگائیے راز سحر
شہنشاہ سے آپ کو آگاہ کردون دامن آرزو آپ کا گل مراد سے بھردون ابریق نے مشعل آتش لاکر رکھی قران نے گراکر
چھوٹی سے لوبان نکالا کہا اسکو آگ مین سلگائیے پھر کیفیت ملاحظہ فرمائیے ابریق نے لوبان ڈالا دھوان نکلا ابریق
بیہوش ہوا قران نے اُس سنگدل کو چٹائی مین لپیٹ کر کنارے ڈال دیا آپ اسکی شکل بنکر تخت پر سوار ہوئے
وہ پتھر اپنے پاس رکھ لیے ملازمون کو حکم دیا اڑاکر قریب گنبد نور کے لیچلو اسی طرح سرما برف انداز کو جا کر بصد کروفر
نصر غلام شیر دل نے ٹھنڈا کیا جانسوز کو بشکل خدمتگار اپنے پاس بٹھالیا ملازمون سے تخت بلند کرا کے چلے اب

ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ممتر چالاک بن عمرو بصورت ملکہ حیرت برق بشکل مصور بدیسر قران بطور ابریق کوہ تگناف
ضرغام مطمع پر سرمارکے جانسوز شکل خدمتگار تختون پر سحر کے سمت گنبد نور جاتے ہین بارہ سرداران چیدہ
گریبان دریدہ آسمان پر اس امید پر اڑ رہے ہین کہ بوقت سحر جانبازی کرینگے دو کلمہ خواجہ عمرو تحریر پیچکا ہون
کہ بصورت نازنین ماہ پیکر ساحرۂ پرفن ملکہ ماران زمین کن کے ساتھ روانہ ہوے راہ مین ماران نے کہا
اے ماہ آسمان عیاری وائے نیرنگ حیرت گزاری اب مین آپ کو اول اپنے باغ مین لیکر چلتی ہون وہان میرے
باغ مین نقب ہے اسمین تا بہ گنبد نور بانیان طلسم کے راستہ قرار دیا ہے بیچ مین جا بجا ساحران غدار ہین انتہا کے مکار ہین
فن فسون مین طاق شہرۂ آفاق خدا اُنسے بچائے تا بہ گنبد نور بخیر و عافیت پہنچائے ملکہ اسرار جادو نے امان شب کی
ہمراہ افراسیاب باغ سیب مین رہینگی اگر افراسیاب نے کتاب سامری دیکھلی تو انکی زندگی برحرف آئیگا وہ ظالم
زندہ نہ چھوڑیگا مگر جو نوشتہ تقدیر یہ باتین کرتی ہوئی اپنے ہی سر حد باغ سیب مین آ پہنچی جس مقام پر خواجہ گرفتار ہوے تھے
ماران خواجہ کو لیکر بارہ دری مین آئی تخت زرنگار بچھا تھا کہا خواجہ اسکو اُٹھاؤ فرش ہٹاؤ اسی مقام پر
نقب ہے اسی سے مطلب ہے عمرو نے تخت اُٹھایا تختہ سنگ ہٹایا مہرۂ نقب نظر آیا بشارۂ ماران خواجہ بصورت
اسرار جادو بنکر تیار ہوے ماران زمین کن لوٹ مار کر بصورت اژدر مہیب آراستہ ہوئی خواجہ بشکل
اسرار جادو پشت پر سوار ہوے ماران نقب مین گری قلابۂ آہنین جلالت آئین منھ سے چھوڑتی ہوئی
چلی مگر لرزان ترسان مضطر و حیران قدم قدم پر خوف جان اندر اندر تین کوس راستہ طے کیا تھا کہ راہ مین دیکھا
ایک حجرہ پختہ بنا ہوا شیشہ آلات سے آراستہ فرش عالی سے پیراستہ جھاڑ کنول لا دوشن ایک ساحر بصد کفر اسباب سحر ہاتھ مین
لیے ہوے یکہ و تنہا ٹہل رہا ہے آواز دی کون آتا ہے خواجہ نے آواز دی منم ملکہ اسرار جادو ہوشیار خبردار خبردار آج
شب قتل طلسم کشا ہے قیامت کا سامنا ہے خبردار ہوشیار رہو آج شہنشاہ بھی باغ سیب مین بیدار ہین کل شاہان طلسم
زیر گنبد نور حاضر ہین یہ سنکر ہوشیار قریب آیا ملکہ اسرار نقلی کو ادب سلام کیا ماران زمین کن بھی بشکل اصلی بنی
ہوشیار جادو نے بتعظیم و تکریم دونون کو حجرے مین لیکر آیا مسند پر بٹھایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی حاضر کین
عمرو نے بعجلت تمام جام شراب اُٹھایا گھاٹی سے پڑ یا دارو ے بیہوشی کی ڈال کر پہلے آپ منھ سے لگایا کہا لو ہوشیار
تم بھی پیو اُسنے دست بستہ عرض کی اے ملکہ عالم آج کی شب ہمکو شراب پینے کی ممانعت ہے یہ شب شب قیامت ہے اوراق سامری
مین صاف تحریر ہے کہ اس رات سے ساربان نمادہ ضرور آئیگا ایسا نہو شراب پیکر سو جاؤن عمرو نے کہا اے فرزند یہ وہ
مقام ہے کہ ہوا بھی نہین آسکتی بھلا گھوڑا عمرو اس مقام پر کیا آسکتا ہے بڑے بڑے صاحبان عجائب و غرائب
کو اس نقب کے ذکر سے سکتا ہے تحریر سامری کا کیا اعتبار اُس نے کتاب مین جوش مین آکر لکھدیا کہ طلسم ہوش ربا
فتح ہو جائیگا سراسر عقل کے خلاف افراسیاب بے لوح توڑ کے پھینکدی جب لوح ٹوٹیگی طلسم کا ہے سے فتح ہوگا

لڑائی جھگڑا ہونے سے کیا ہوتا ہی اور عمرو اب دنیا مین کہان ہی لاشہ صحرا مین سر کنگرۂ باغ سیب پر مگرمان یہ مثل ٹھیک۔ طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت۔ جب تم نہ پیوگے ہمین کیا ضرورت ہی شراب کباب ہٹاد ہمین تا بہ گنبد نو رجانا ہی طلسم کشاد ختر شہنشاہ کی صبح تک حفاظت مین رہینگے ہوشیار جاگو نعتین کرنے لگا ملکۂ عالم آپکے فرمانے کی بات ہی ہم اس سے زیادہ کیا حفاظت کرینگے آپ ہی کے تعلیم کردہ ہین مگر حضور مین نے ابھی اوراق دیکھے تھے صاف مرقوم ہی کہ اے ہوشیار خبردار رہنا عمرو اگر تمکو شراب پلائیگا ماران زمین کن ان باتون پر بتھر تھر کانپ رہی ہی کہ خداوندا دیکھیے کیا ہوتا ہی افسوس ملکۂ رخ و بہار سے نہ ملے حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے صاف صاف تو ہوشیار کہہ رہا ہی مگر عمرو وہ دلیر ہی کہ اپنی کہے جاتا ہی خیر عمرو نے اپنے ہاتھ سے جام بھر کہا لو بیٹا ہوشیار پیو مجھے ملال ہوگا جو اسوقت نہ پیوگے سامری نامہ مین جو لکھا ہی وہ ہی ہو رہا ہی مین عمرو ہون شراب پلاؤنگی اسمین زہر سنکھیا ہی بیٹا پیا اور مرے یہ سنکے ہوشیار کا کان پکڑ لیا کہا نگوڑے جھوکرے عقل کے ناخن لے تجھ ایسے لونڈے مین نے بہت سے بنا کر چھوڑ دیے ہین بڑی باتین بناتا ہی بڑے ہوشیار ہو لیکن جب قتل کے درپے ہونگی دیکھین بھڑ دے سامری جمشید کیونکر بجاتے ہین تمکو بے دیکھے نہ جاؤنگی تمعاے قتل کا مسلمانون سے انعام پاؤنگی ہوشیار رگڑ گڑانے لگا کہا ملکہ میری کیا مجال لالچ مین پینے کو حاضر ہون عمرو نے فوراً جام منھ سے لگا ہی دیا ہوشیار نے جام ہاتھ مین لیا یا سامری کہنے کے برابر دہن کے لایا قصد کیا کہ پیون شراب شعلہ بنکر اڑ گئی جام ٹکڑے ٹکڑے ہوا اتنا تو ہوشیار کے منھ سے نکلا کہ ارے یہ کیا غضب ہوا باش او ظالم مین نے پہچانا ماران کے تو ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا ہوشیار نے چاہا تھا کہ اپنے مقام سے اٹھے عمرو مسند پر چاق و چوبند جست و چالاک عیاری مکاری مین بیباک جال الیاسی کاندھے پر تھا نعرہ کرکے ہوشیار پر مارا اُس جال مین ہوشیار پھنسا ساری ہوشیاری بھولا عمرو نے کھینچکر داخل زنبیل کیا ماران زمین کن قدمون پر گر پڑی کہا خواجہ کیا کارنمایان کیا موت کا سامنا تھا مگر خواجہ اب آگے قیامت کا مقام ہی ایک جادوگر اور ہی جسکا نخل بدعت نام ہے عمرو وہان کا تمام اسباب اُٹھا اُٹھا کر نذر زنبیل کرتا جاتا ہی کہا ملکہ نخل بدعت کے کیا معنے ماران نے کہا یہ دو فقرے گوش ہوش سے سن لیجیے پھر آگے چلیے افراسیاب جادو نانی اماں کو اپنے ساتھ باغ مین لے گیا ہے عین بارہ دری کے سامنے ایک درخت نصب ہے اُسکا نخل بدعت لقب ہے یعنے یہان سے آگے بڑھکر ایک جادوگر بدانجام نخل بدعت نام اس لقب کا نگہبان ہی شاہان ہوش ربا نے اُسکا مرتبہ بڑھایا ایسے ملعون نے وہ نخل باغ سیب مین اپنے ہاتھ سے بنایا ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑے اگر یہ بیہوش ہو کوئی اسکو بیہوشی پلائیگا وہ نخل خشک ہو جائیگا اگر کسنے اسکو مار ڈالا وہ نخل جلنے لگتا ہی ہر شاخ و برگ سے شعلہ نکلنے لگتا ہی اگر اُس نخل پر ایسی کوئی افتاد ہوئی پہلے تو افراسیاب نانی اماں کو قتل کریگا جانتا ہی کہ اسرار نامہ صاحب راز ہی خوش انجام ہی ہم کو تمکو بھی آگے

زندہ نہ چھوڑیگا چشم زدن مین آجائیگا علاوہ ازین آج رات بھر وہ ملعون کتاب سامری دیکھیگا اور نقب کے حالات پر نگاہ ڈالتا رہیگا عمرو نے کہا اے رشک چین اے ماران زمین کن وہ مسبب الاسباب ہے جان دیکر یہان آئے ہین ان حالات کو ملکہ اسرار سے کہہ چکی ہین مگر کیا کرین پارۂ جگر لو نظر اسد دلاور قتل ہوتا ہے اپنی مصیبت پر دل روتا ہے بسم اللہ شہ پر نہ کرو اب مجکو کیا آیندہ کیا ہوگا یہ سوچو جو موجب مصرع حال غیبی کس کو سزاوار ہے بجز پروردگار ہے ماران زمین کن مجبوناچار مضطر بحیر بشکل اژدر بنکر تیار ہوئی خواجہ بشکل اسرار جادو پشت پر ماران زمین کن کے سوار ہوا اسی طرح نقب مین چلی و وکلاء افراسیاب جادو و ملکہ اسرار خوشسخنوں ناظرین دلاتمکین مضامین فرحت آئین کو بنظر مہربانی لفظاً لفظاً ملاحظہ فرمائین عجب شرح وبسط سے یہ مضمون رہائی اسد تصنیف ہوا ہر اک داستان شوکت بیان اس حقیر پر تقصیر نشی احمد حسین قمر کو حفظ مراتب جانبین کا بڑا خیال رہتا ہے یہی مرتبہ دشوار ہے ورنہ تحریر و تقریر بسر بیکار ہے افراسیاب بادشاہ ہوش باصفا شوکت و شان عمرو عیار مسلمان نظر کردۂ ہفت پیغمبران ہے دونون کے مرتبے مین فرق نہ آئے اور طلسم کشا رہا ہو جائے ابتدائے تحریر حقیر سے تا انجام ہر کس کے حفظ مراتب کا بہت خیال رہیگا ان جواہرات بے بہا کے نگینون کو بازار مین پھینکدیا ہر کا عمر بھر لال رہیگا ایک طرح کی خوشی بھی ہے کہ شاعران نامور قدرشناسان والا گہر کے ملاحظہ مین آئیگا یہ خاکسار خلعت تحسین و آفرین پائیگا نہال ہو جائیگا دھام مطبع اودھ اخبار قدردان ذی شعور جناب منشی نولکشور صاحب سی - آئی - ای - کی عنایت نے ایسا ممنون کیا کہ کچھ عذر نہو سکا یہ تحفہ حقیر پیشکش ہے مگر اپنی کم علمی جہالت کج مج بیانی پر ہر وقت طبیعت مشوش ہے

چند اشعار ساقی نامہ

دماغ قمر عشر اعلیٰ یہ ہے
شراب مضامین سے مست ہون
مری نظم مین رنگ تاثیر ہو
ہو ہر لفظ ملک سخن کا خراج
چلائے تو سن کلک جادو نگار

کہان ہے تو اے ساقی خوبرو
منور معطر پلا جام مے
مرے ساتھ رہ ساقی گلبدن
مسلسل ہو دلچسپ تقریر ہو
بس اب بحر غم سے نکلتا ہون مین
دکھا جلد باغ سخن کی بہار

پلا دے مجھے بادۂ مشکبو
مجھے ٹوکنا اب اگر مست ہون
شگفتہ ہو دل وقت سیر چمن
خزانہ بیان کا اُلٹتا ہون آج
گہرہائے مضمون اُگلتا ہون مین

چہرۂ عبارت آرای باغبانان حدیقۂ سخنوری و گلچینان گلشن افسونگری گلہائے مضامین رہائی اسد نامور کو گلدستہ جان مین زیب دیکر غنچہ انجمن ناظرین مین بون پیش کرتے ہین خواجہ عمرو شب کو اژدر پر سوار بشکل ملکہ اسرار نقب پختہ کو طے کرتے ہوے جاتے ہین مگر افراسیاب خانہ خراب بصد قہر و عتاب ملکہ اسرار جادو کو ساتھ لے کر باغ سبب مین آیا بارہ دری مین باغ کی مسند جواہر نگار پر متمکن ہوا سامنے ملکہ اسرار جادو ہے لیکن اسرار جادو کا دل دھڑک رہا ہے کیونکہ افراسیاب کے ہاتھ مین کتاب سامری ہے اگر یہ مضمون ماران زمین کن کو دیکھیگا کہ عمرو کو میری شکل پر ساتھ لیکر نقب پختہ کی راہ سے گنبد نور پر جاتی ہے فوراً آتش قہر و غضب سے جلا دیگا کشت حیات کو خاک مین ملا دے گا

خوب جانتی ہی کہ اُس ملعون نخل جادو پر جب عمرو غالب نہ آئیگا تا بہ قید رہیگا کیونکر جائیگا مگر اُس ملعون پر افتاد پڑے اور یہان شاخ نخل جلے وہ نخل افراسیاب کے سامنے ہی اسی واسطے افراسیاب نے پردی بارہ دری کے اُٹھادیے ہین اُس نخل سرسبز و شاداب پر ہر دم نگاہ ہی وہ نخل بھی اسی باغ کا ہوا خواہ ہی اب اسرار جادو حیران ہی کہ مین کیا جلہ پھیڑون کہ یہ کتاب دیکھنے نہ پاے ورنہ غضب ہوجائیگا اسرار جادو نے دل مین خیال کیا ہی کہ افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ اسرار جادو مین چاہتا ہون کہ دیکھون ملکہ باران زرین کن باغ مین ہین کہ نہین کہ نقب مین گرد آوری کر رہی ہی اسرار جادو نے کتاب پر تو ہاتھ رکھدیا اور کہا شہنشاہ گیتی ستان ای عادل باذل شہنشاہ بحر و بر فخر شاہان ہفت کشور جس مدت سے آپ سلطنت کر رہے ہین نوشیروان آپکے گلشن عدالت کا خوشہ چین تھا بلکہ ایک چاکر کمترین تھا سخاوت مین حاتم کی کیا لیاقت ہی اسقدر حضور نے زر ریزی فلیم ہوش ربا مین کی کہ کسی جاگدا کی آواز کان مین نہین آتی ایک ایک فقیر غنی ہی محتاج کا آپکے ملک مین نام نہین کشکول گدائی پر تاج شہنشاہی کا گمان ہی فلک کش آپکا ممنون احسان ہی ملکہ اسرار جادو نے اسطرح کی تعریفین کی کہ افراسیاب پھول گیا کتاب ہاتھ سے رکھدی کہا کیوں ملکہ اسرار جادو نوشیروان بڑا بادشاہ عادل تھا بادولت نے تو سنا ہی کہ ایک مرد جاہل تھا ملکہ اسرار نے کہا حضور عدل مین تو کامل تھا امورات ملکت سے غافل تھا جیسے حضور اپنی ذات سے شجاع و دلیر ہین بیشہ طلسم ہوش ربا کے شیر ہین اگر آپ بان ہائین اسمان کی طنابین زمین پر کھینچ دین اگر شمشیر زنی پر آجائین میدان کارزار زرین خون کے دریا بہائین یہ لیاقت نوشیروان نے خواب مین نہ دیکھی تھی مرغ زرین باکر تخت پر بٹھادیا تھا اسی غفلت مین حشام بن علقمہ خیبری نے عین شکار مین شاہ کو گرفتار کیا تاج و تخت چھین لیا اُنکے وزیر اعظم خواجہ بزرجمہر سابق ہین انتظام کر چکے تھے کہ امیر حمزہ کو پسر خواندہ کرادیا تھا حشام کو جاکر بجرب بانی سمجھایا کہ اے حشام شاہ کو بچھاے آنے سے بڑی خوشی ہوئی شاہ چاہتے ہین تمکو مالک سریر سلطنت کرین نیک دبد کا ہفت اقلیم کے تمکو اختیار دین چلو شہر مین چلو شاہ کو رہا کردو شاہ نے امیر حمزہ مرد مسلمان کو اپنا پسر خواندہ کیا ہی وہ دعوی سلطنت کرتا ہی تم اتنی تکلیف اُٹھاؤ تا بہ خانہ کعبہ جاؤ اُس سرکش کا سر کاٹ لاؤ حشام مغرور کو اپنے زور بازو پر ناز تھا فوراً قبول کرلیا امیر حمزہ پر چڑھ گیا اُس شیر بیشۂ عربستان سے مقابلہ پڑا مین معرکۂ کارزار زرین حمزہ عرب بیک ضرب شمشیر اُسکے دو پرکالے کیے فوج ہزیمت موج کو شکست دی تاج و تخت شاہی اپنے قبضہ مین کیا برابع الاعتقادی شاہ کو عریضہ لکھا اس نمکحرام نے اُس دشمن کو واصل جہنم کیا تاج و تخت کو باحتیاط رکھا ہی زہی فخر شرف کہ اس کمترین عقیدت گزین کے گھر مین تاج و تخت شہنشاہی جلوہ افروز ہو کسی معتبر کو بھیجکر شہنشاہ گردون پناہ اس تحفۂ موروثی کو طلب فرمائین یا نیازمند کو بلائین تخت شہنشاہی کو بفخر و افتخار سر نیاز پر رکھکر لاؤن کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچاؤن آیندہ انچہ رائے موے از ہمہ اولے اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا نوشیروان اس عرضی کو دیکھکر پھول گیا غیر مذہب کو فرزند جانکر

اپنے ملک مین طلب کیا حمزہ عرب آسمان عربستان حسن و شوکت دوشان گم حسین جمیل آفتاب عالمتاب آسمان جرأت خورشید درخشان فلک ہمت جوتاج و تخت لیکر حاضر ہوا شہر مدائن مین ہنگامہ تھا کہ قاتل حسام آیا دختر بلند اختر شہنشاہ گل رخسار ملکہ مہرنگار جمال حمزۂ عرب پر مائل ہوئین خنجر ابرو سے گھائل ہوئین حضور یہ باعث زوال دولت سلطنت کیا نیلا ہوا کہنہ نے تاریخ معتبر مین دیکھا کہ حمزۂ عرب نہایت صاحب غیرت شیر ہیبت جرأت تھا آخر مین باغ مراد مین اُسنے بھی ملکہ موصوف کو دیکھا دلدادہ و فریفتہ ہوا مگر آتش عشق کو کانون سینہ مین مخفی کیا ہر چند گرمی عشق نے دل و جگر کو جلا دیا مگر اُس رالبطہ ضابطہ نے ان نکی شہر یا تسلیم ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ ہفت کشور سے غرور مین اپنے زور کے باغی ہوا تھا بارہ برس خراج نہ بھیجا تھا شاہ نے حمزۂ عرب کو حکم دیا کہ اگر اے فرزند تم لندھور بن سعدان کو جا کر زیر کرو ہماری خدمت مین حاضر لاؤ تمھاری اپنی دختر بلند اختر کے ساتھ شادی کرین شرف دامادی سے تم سرفراز ہو شاہان ہفت اقلیم کو تمھارے مرتبہ پر ناز ہو یہ شہسوار میدان یکہ تازی و سرفروش رزمگاہ جانبازی جفائین راہ کی جھیل کر جان پر کھیل کر ملک ہندوستان مین پہونچا بعد معرکۂ عظیم لندھور کو اپنا مطیع کیا کہ مفصل یہ حال نوشیروان نامہ مین تحریر ہے یہ تو مجمل تقریر ہے ای شہنشاہ حمزہ نے تو یہ خیر خواہی کی اپنی جان پر کھیلا لندھور کو مطیع کیا حساب کر کے بارہ برس کا خراج لیا مگر نوشیروان کا وزیر دیگر بختک نام بدانجام بدکار بدسرشت متعصب اُس نے شاہ کو صلاح دی کہ حمزہ مرد مسلمان ہے جب یا وہ روز کہ پکڑیگا آپ کی سلطنت پر دست اندازی کریگا خاص بر سر ہندوستان اُس ملعون نے حمزہ کو زہر دلوایا وہ تو صاف باطن تھا زہر سے بچا صحت پائی بختک نے یہان یہ بات بنائی ای شاہ حمزہ ہندوستان مین مرگیا جوان دختر کا گھر مین ٹھانا بہتر نہین ایک بادشاہ موسوم بہ اولاد بن مرزبان خراسانی کو بھیجکر بلوایا اُسکی شادی کردی ملکہ مہرنگار صاحب عفت نے اپنے کو اُس سے بچایا عہد کیا کہ بعد چھ مہینے کے میری بارگاہ مین آنا اولاد بن مرزبان کوچ کر کے اس شرط پر ملکہ کو لیچلا راہ مین حمزۂ عرب نے خبر پائی بجرأت جا کر اولاد بن مرزبان کو مارا ہر چند کہ عاشق تھا مگر ملکہ مذکور کو باحتیاط تمام خدمت مین شاہ کی روانہ کر دیا یہ کہدیا کہ جب شاہ خوشی سے میرے ساتھ شادی کرینگے پھر جو حاصل ہوگا ایسی ایسی بے اعتدالیان شاہ نے حمزہ کے ساتھ کین آخر حمزہ نے لڑ بھڑ کر مہرنگار کو قبضہ مین کر لیا بختک نے پھر تو فساد کامل شروع کرا دیا دن بدن حمزۂ کا عظم و شان بڑھا سلطنت نوشیروان پر زوال آنے لگا حق بھی طرف حمزہ کے شریک تھا ملک عراق و اصفہان کو شہر شد ملک کشور ملک یونان ستنبول خرسنہ روم کل ملک مغرب وغیرہ حمزہ کے قبضے مین آئے آخر مین شاہ بھاگ کر ملک ترکستان تک پہونچے خان اعظم سلسال بن دال بن دیو بن شامہ جادو بہادر جنگجو شاہ کے شریک ہو کر خوب خوب لڑا آخر کی لڑائی مین خان اعظم نے فرار پر قرار کیا بختک کو خواجہ عمرو نے جھلا کر مارڈالا حریسہ پکار شاہ کو اور اُسکے بیٹے بختیارک کو کھلا دیا تب نوشیروان تھک کر ملک مدائن مین آیا حمزہ کو بعاجزی

لکھا اب مین کبھی عمر بھر آپ سے جنگ نہ کرونگا صرف ملک مدائن کو چھوڑ دیجیے ٹکڑا روٹی کا لے دعا دیا کرونگا حمزہ نے عوض مین
ایک ملک کے سات ملکون کی سند لکھکر بھیجدی اُسپر بھی کیفا نہوا شاہ کے فرزند ہرمز و فرامرز کو بختیارک لیکر نکلا حمزہ
پر خروج کیا حمزہ نے انسے بھی مقابلے کیئے بڑے بڑے شاہ پہلوان رستم زمان گرشاسب جہان شاہزادون کے شریک
ہوے کچھ حمزہ کے ہاتھ سے مسلمان ہوے کچھ مارے گئے بختیارک شاہزادون کو لیے لیے ملک بملک پھرا لہتک
کرتا بہ باختر پہونچا خداوند زمرد شاہ باختری کی خدائی کے بڑے روز و شور تھے ایک کرور چوراسی لاکھ
فوج پہلوانان زبردست کا اوج موج حمزہ اُس ملک پر بھی لڑتا بھڑتا پہونچا خداوند سے بڑے بڑے معرکے بڑے
وہی بختیارک بن بختیارک خداوند لقا کا ندیم ہوا خداوند لقا نے اُسکی صورت مضحک بگاڑکر اپنی درگاہ کا شیطان
قرار دیا اس نے خدائی مین بھی فتور ڈالے ایسے رخنے نکالے کہ قدرت نے شکست کھائی ملک مورونی چھوڑا مثل
توشیزان شہر بشہر قریہ بقریہ دیہ بدیہ حمزہ کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے تھے یہ خداوند تھے ہر بادشاہ ہر ایک
پہلوان براے مدد آتا تھا مگر حمزہ و فرزندان حمزہ کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا وہی خداوند لقا عاجز و درماندہ ہوکر
آپکے خراجگزار سلیمان عنبرین موے کوہی نامدار کے ملک مین بھاگ کر آئے ہین حمزہ مع اپنی فوج ظفر موج کے برسر مقابلہ
ہی آپکے ساحر بھی براے مدد خداوند آتے ہین فرزندان عمرو کے ہاتھ سے شکست کھاتے ہین اسی حمزہ کا بیٹا بدیع الزمان آپکے طلسم مین اگر قید ہوا اسد غازی
نواسہ حمزہ کا اپنے ماموں کے چھڑانے کو آیا یا بخون عیار ساتھ آئے آپکے سردار مرخ و بہادر وغیرہ شریک ہوے یہان کا حال تو سب سرکار پر روشن
ہے دن بدن مسلمانونکو ترقی ہے شاید خداوند لقا نے مسلمانون کے واسطے تقدیر بہبودی کردی ہے یہ حال مجمل
جو ملکہ اسرار جادو نے سامنے افراسیاب خانہ خراب کے شروع کیا اور آفتاب تقریر اُسکے طلوع کیا دیدہ دل افراسیاب
کا منور ہوگیا بگوش ہوش مشتاق ہوا ہر مرتبہ کہتا تھا اے اسرار جادو حال عشق مہر نگار یا جنگ ملک باختر مفصل
بیان کر کیا کیفیت دلچسپ ہے عجب لذت ملتی ہے جی چاہتا ہے عمر بھر سنون ملک و مال کے کاروبار ترک کردون اسرار جادو
کبھی حال باختر مین اڑجاتی ہے حال عشق دختر لقا ملکہ گیتی افروز کا سناتی ہے کہ قاسم نبیرہ حمزہ نورچشمیدہ خالد
قدرت پر مائل ہوا کبھی عشق بلکہ گوہر ملک دختر گنجاب سانھ بدیع الزمان کے ذکر کرتی ہے کبھی حال زبرجد نگار
مقام خدائی زبرجد شاہ و مشمش و دامہ کہتی ہے کبھی حال فرعونیہ و ساحرہ مشمش و عیار ہاے عمرو معرض
بیان مین لاتی ہے کیفیت دلپذیر عشق و جنگ کی معقول تقریر سُن سُن کر افراسیاب کبھی جھومتا ہے کبھی زانو پر ہاتھ مارتا
ہے کبھی کہتا ہے اے اسرار یہ کتابین ہمکو دیدو کتب خانہ شاہی سے نکلوا و ایک جملہ روز پڑھا کرون جسکے عمل مین یہ
کیفیت ہے مفصل کی کیا لذت ہوگی اب پھر اول کو نین بے ہنر نشی احمد حسین قمر خدمت شائقین مین عرض پرداز ہے
کہ اول مین اسرار نے افراسیاب کی توصیف کی توصیف کے بعد جب افراسیاب متوجہ ہوا کتاب دیکھنے سے
غافل ہوا تب اسرار نے اس مقدمۂ طولانی کو چھیڑ دیا مراد اس سے یہ ہے کہ اسرار ایسی باتین کر رہی ہے کہ افراسیاب کو

باتون مین محو کردن کتاب سلطری نہ دیکھنے دون حال ماران نہ دیکھنے پائے ورنہ مدعاے دل حاصل نہوگا ماران عمرو
صف شکن کو لیکر تابہ گنبد نور نہ پہونچ سکینگی اسواسطے یہ طول کلام ہوا اسواسطے اس تقریر دلپذیر کا یہ انجام ہوا مگر متبدہ سانی
فلک کجرفتار سے اسرار جادو بھی غافل ہی یہ فلک ہر وقت برسرگردش ہی نیرنگ دکھانے کی ہر وقت کوشش ہی نظم مصنف

فلک ہر گھڑی درپے جنگ ہے — عجب گلشن دہر کا رنگ ہے — کسی کو نہ دم بھر بھی راحت ہوئی
غم و رنج کھینچے مصیبت ہوئی — اگر ایک ساعت ملا دلکو چین — مہینون کیا بیٹھکر شور و شین
اگر شب کو شادی کا سامان ہوا — تو وقت سحر شغل افغان ہوا — فلک کی عجائب ہین نیرنگیان
بجز رنج و غم عیش ممکن کہان — کبھی ہی خزان اور کبھی ہی بہار — جو دیکھا تو لالہ بھی ہی داغدار
کوئی گل خوشی سے جو خندان ہوا — ستم بڑھ کے گلچین نے اسپر کیا — جا رنگ غم اور حال جفا
کیا توڑ کر پا بمال جفا — اگر سرو نے سرکشی کی ذرا — وہین اسپہ بدعت کا آرہ چلا
چمن مین جہان گل کے نہار تھے — یکایک جو دیکھا خس و خار تھے — یہان تو باغ سیب مین اسرار جادو

نے دام قصص و حکایات مین فرسیاب کو پھنسایا کتاب کو نہ دیکھنے دیا مگر مہر عیاری لبعد گرفتار کرنے ہوشیار جادو پھر
بشکل اسرار جادو پشت ماران پر سوار ماران بشکل اژدر بصد کروفر شل باد تند نقب پختہ کو طے کرتی ہوئی جاتی ہی
گھبراتی ہی کہ اب رات کم رہگئی کیون خواجہ کہان تک تیزروی کرون بارہ کوس کی یہ نقب ہی پھر گنبد نور کی دیوار مین یہ نقب
پہونچی ہی صناعان چابکدست نے دیوار کو خالی کیا ہی بصنعت تمام نقب کو پہونچایا ہی یہ راستہ برابر ہی وہ راہ بلندی
ہر اب نشیب ہے وہ مقام فراز ہی ہر چند مجکو اپنی رہروی پر ناز ہی دیکھیے مقام نخل بدعت سے کیونکر گزرون یا الٰہی جلد
تابہ گنبد نور پہونچون طلسم کشا قبضہ مین آجائے تب سحر منھ دکھائے یکایک دور سے خواجہ عمرو نے دیکھا ایک
کمرہ نقب مین بنا ہوا انتہا کی روشنی ہی ایک ساحر کریہ منظر خرس پیکر ہیبون صورت طینت مین بدعت باہر کمرے کے
کھڑا ہوا ٹہل رہا ہی جیسے ہی اسکی نگاہ اژدر پر پڑی پکارا کون آتا ہی ماران نے آواز دی اے نخل بدعت
جادو راہ مین سے ہٹ اسوقت میرے آنے مین بھید ہی ملکہ اسرار جادو پشت پر سوار ہین ہم بشکل اژدر
خونخوار ہین برائے حفاظت طلسم کشا بکم فرسیاب جاتے ہین نخل نے کہا ملکہ جاؤ تمھین کون روک سکتا ہی لیکن
اماں تمھاری مالک ہین ہمنے سے اس راہ نقب کی سالک ہین ایک ایک سنگریزہ یہان کا پہچانتا ہی یہ حقیر بھی بخوبی جانتا ہی
آپ ہماری فہم مین ہم سے سب طرح بہتر ہین مگر ہم طرف سے شہنشاہ طلسم ہوشربا کے نقب پر مامور ہین شب
قیامت ہی قول شاعر ی جمشید یہی ستارہ شناسون کی تحریر کا بھید یہی ہی خیر سے آتی رات کٹے دلمین دھڑکے ہین گزرتی
سیارگان سے ڈرتے ہین ملکہ ماران جواب دیتی جاتی ہی اور آگے بڑھتی آتی ہی لیکن خواجہ عمرو نے جسوقت سے
نخل بدعت کو دیکھا ہی باتون مین شاخ نکال رہا ہی جرا کی بات کہنا ہی کلام سے اسکے ثابت ہوتا ہی کہ اسوقت

آثار ماران و اسرار کا اسکو بار ہی پھوٹتا جاتا ہی چونکہ ذلیل و خوار ہی دلمین خواہش ہی کہ گل حیات طلسم کشا پامال ہو ملکہ بہار و باغبان قدرت کو ملال ہو جسوقت سے خواجہ نقب مین داخل ہوے ہین چست و چالاک و ہوشیار ہمہ تن چشم تیور پر تیور و خشم جال حضرت الیاس کل کاندھے پر ایک کاندھے پر گلیم عیاری حلقہ ہاے کمند آصفاے باصفا بازوؤن پر ہتھوڑا حضرت داؤد کا کمر مین بجاے خنجر تیور کو اسکے دیکھ رہے ہین جیسے ہی ماران قریب آن کر پہونچی قصد کیا دب کر نکلجاؤن نخل بدعت نے عمرو پر اپنا سایہ ڈالا خواجہ کے چہرے سے رنگ و غن عیاری کا اڑگیا نخل بدعت نے ڈانٹا و ماران سارہ بان زادے کو ساتھ لیے جاتی ہی عمرو تو کود کر کنارے اتنی جلد آیا کہ جیسے برق چمکتی ہی گرتے گرتے گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر نخل بدعت نے ماران پر گولہ مارا ماران کے گرد شعلۂ آتش آگئے یہ تڑپ کے نکلی بصورت اصلی ہوئی برق بنکر نخل پر گری کہ اس ملعون کو قلم کردون مگر نخل بدعت بلاے روزگار ہی قدیم ساحر ہی فنون سحر سازی سے بخوبی اہر ہی اپنے کو بچا کر للکارا کہ او ماران تونے غضب کیا ہموجانتے تھے کہ سامری نامہ مین صاف لکھا ہے کہ عمرو اس راہ سے ضرور آئیگا جب تو ہمنے اپنے اوپر سحر کر رکھا تھا کہ کسی صورت پر آئے ہمارے سایہ سے صورت تبدیل ہوجاے لڑتا جاتا ہی اور چہار جانب آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھ رہا ہی حیرت ہی کہ ساربان زادہ کہان گیا پشت اژدر سے اُترتے اُترتے غائب ہوگیا ماران نے دو چار سحر ایسے کیے کہ نخل کو زخمی کیا قتل نہ کر سکی ایک مرتبہ ہجوم کر یا سامری کہا دو ہتڑ زمین پر مارا ماران لہرا کر زمین پر گری زبان بند ہوگئی چہرہ اُداس مردنی منھ پر چھاگئی یہ بیحیا تیغۂ سحر کھینچکر جھپٹا کہ سر کاٹ لون پھر عمرو کو ڈھونڈھون ماران تڑپی دل کو رجوع کیا اور کہا اے خالق بے نیاز جان بچاے

مصیبت سے نجات دے قطعہ

لطف تیرا عام ہی کر مرحمت	دیگر	ہے کرم سے تیرے چشم مگر مت	دیگر
تو ہی خالق تجھسے ہی یہ مسامات		کیا سیہ کاری نے منھ کالا کیا	
رحم کر خاکِ ندامت سے اُٹھا		میری عقد جرم کی تخصیص کیا	
سر پہ یہ اعمال لائے ہین غضب		رکھتے ہین چشم عنایت تجھسے سب	
مجرم عاجز ہون کر تک تقویت			
بات کرنے کا نہین کچھ مقدور رہا			
ہورہے ہم جو دورنگی خطب			
تجھ سوا کس سے کہین حال ب			

نخل نے چاہا کہ سر ماران کا کاٹ لون خواجہ عمرو پہلو مین گلیم اوڑھے کھڑے ہین دل کو تاب نہ باقی رہی فوراً گلیم سر سے اُتاری سامنے سے ٹوک کے نعرہ کیا **نعرۂ خواجہ عمرو**

عمرو ہون مین عیار صاحبقران		مے مکرے کا پیتا ہی جہان	تراشندہ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و عذار ہون		مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھاے ہر ہر قدم
اُڑا دون صبا کے بھی ہوش کو		نپاے مری گرد پا پوش کو	دوندہ جہان گرد طرار ہون

جہان گیر عالم کا عیار ہون | او بیمیا کیا کرتا ہے خبردار عورت پر کیا وار کرتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر

ادھر دیکھی ہمسے آنکھ ملا ہمارے سامنے آنخل غصہ مین پلٹا عمرو برابر تو پہونچ ہی چکا تھا ہتوڑا حضرت داؤد
کا سر پہ مارا نخل بدعت کے سر کے ہزار ٹکڑے ہوے مرکر گرا لاشہ تڑپا اندھیرا چھا یا صدائے گیرودار بلند ہوئی
روح سامری دردمند ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من نخل بدعت بود افسوس جان دادیم دریغ و مطلب
خود نہ رسیدیم ہاے نخل بدعت کو قلم کیا نخل شباب سے پھل نہ پایا بہار عمر پر خزان آئی خزان نے
صورت دکھائی اس ہنگامے مین ماران اُٹھی کھڑی ہوکر پیٹنے لگی سر زمین پر دے مارا کہا خواجہ غضب کیا
اسکو کیون مار ڈالا عمرو نے کہا وہ تجکو قتل کرتا تھا اور مین کیا کرتا اُسنے کہا خواجہ بڑی قیامت ہوگی اُسی
کے ہاتھ کا بنایا ہوا ایک نخل باغ سیب مین افراسیاب کی بارہ دری کے سامنے ہی وہ اب جلجائے گا
افراسیاب دوڑا ہوا آئیگا جلدی گنبد نور پر چلو ہاے اب نانی کو میری مار ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا
عمرو کے بھی ہوش اڑ گئے کہا بی بی جلدی چلو ماران و عمرو دوڑتے ہوے زیر گنبد نور پہونچے دیکھا
اندر دیوار کے اوپر گنبد نور کے جانے کا راستہ بنا ہی اب عمرو آگے ماران پیچھے عمرو صورت بدلتا ہوا
یعنی رنگ روغن عیاری کا لگاتا جاتا ہے صورت افراسیاب بنانا منظور ہی گنبد نور مین بارہ جلاد
اسد اور رمہ جبین کے نگہبان ہین ہر وقت سر پر تلوار کھینچے موجود رہتے ہین حکم ہی افراسیاب کا
اول تو یہان کوئی آہی نہین سکتا اگر سواے میرے کوئی آئے فوراً اسد و مہ جبین کو قتل کر ڈالنا عمرو
تو صورت بنکر افراسیاب کی گنبد نور مین نکلا چاہتا ہی سو دو سو قدم کا راستہ باقی ہی مگر وہان رات قلیل ہی
بلکہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہے اسرار جادو نے رات بھر افراسیاب کو دام کلام مین پھنسایا یکایک آسمان سے
ایک شعلہ بھڑک کر اس نخل پر گرا جلنے لگا افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا او اسرار حرامزادی تو نے تجکو کتاب
نہ دیکھنے دی صاف ظاہر ہی کہ تو مسلمانون سے ملگئی ارے ہاے نگہبان نقب مارا گیا سواے تیری نواسی کے
عمرو کو وہان کون لیجاتا اب معلوم ہوا کہ قتل عمرو مین بھی تو نے مجکو دھوکا دیا وہ کوئی اور تھا جسکو تو نے
قتل کروایا یہ کہکر غصہ مین اُٹھا کہ مین جاکر گنبد نور پر دیکھون ابھی ابھی نخل بدعت مرا ہی جب تو شعلہ اس
نخل پر گرا ہی اسرار جادو کے ہاتھ مین اسباب سحر تھا افراسیاب پر پھینک مارا کئی تلوارین کئی چھریان
کٹاریان افراسیاب پر گرین یہ بھالا کب مانتا ہی چوٹ جسم مین لگی موے بدن بھی میلا نہوا اُف تک نہ کہا
وہ سحر سب باطل ہوگئے دامن سے افراسیاب کے گلا اسرار جادو کا بندھ گیا افراسیاب نے اُدھر کا طرف گنبد نور کے
چلا اسرار جادو شل چھپکلی کے لٹک رہی ہی شل ماہی بے آب پھڑک رہی ہی مگر رہا نہین ہوسکتی وہان عمرو
روزن دیوار توڑکر منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا کہکر نکلا جلادون نے جو افراسیاب کو دیکھا جھک کے سلام کیا

عمرو نے بتعجیل جیب مین سے مشت زر نکال کر جلادون کو دیا کہا تم لوگون نے خوب حفاظت کی ایک ایک کو شہر ونکا بادشاہ کر دنگا یہ لو آپسمین تقسیم کر لو رات بھر جاگے ہو ایک ایک جام پیو یہ شراب قبر سامری کی ہو اپنی جیب مین سے گلابی نکالی ایک ایک پیالی بارھون کو پلائی پیتے ہی وہ سب لڑکھڑا کر گرے اسد و مہ جبین کو عجب حال پر ملال مین دیکھا اسد غازی کے بال بڑھکر کمر سے گذر گئے ہین ناخن جو رشک ہلال تھے بدر کمال ہوے آنکھین مثل نرگس بیمار نحیف و زار مہ جبین کے چہرے پر ہوائیان دونون کے پانون ہاتھ مین ہتھکڑیان بیڑیان صورتین دونون کی دیکھکے عمرو کا کلیجہ پھٹ گیا مگر یہ تعجیل جال مار کر دونو کو ادھر تو عمرو نے نذر زنبیل کیا جلادون کے سر کاٹے مٹھیون مین انکے اشرفیان تھین ہاتھ مڑور کے چھن لین عمرو یہ فعل کر کے طرف ماران کے پٹا کہا اے بچو لچال ور افراسیاب مثل شعلہ جوالہ بر سر گنبد نور کڑکا اسرار جادو دامن سے بندھی لٹک رہی ہو چالاک بشکل ملکہ حیرت جادو گلدستہ سحر ہاتھ مین کنیزین گرد تخت کو اڑاتی ہوئی قریب گنبد نور پہونچا ہو ایک طرف سے برق بصورت مصور گٹھا تصویرون کا لیے ہوے قران بصورت ابریق سحر کے چھر ہاتھ مین ضرغام بشکل سرلے بر انداز روی کے گالون پر قطرے پانی کے پڑے ہوے سرلے اصلی کے بنائے ہوے جانسوز بشکل خدمتگار پہلو مین گرد چند مضاف ان سبھون کے تخت اڑتے ہوے ساحرون کے سحر سے قریب گنبد نور پہونچے ہین جیسے ہی افراسیاب مثل برق کڑکا بصورت شعلہ جوالہ بھڑکا حیرت کو دیکھکر آواز دی ای خاتون محل غضب ہوا عمرو یقین ہو گنبد نور مین پہونچا اسرار نکھرام نے رات بھر مجکو کتاب نہ دیکھنے دی قصص و حکایات مین بہلائے رہی جلد گنبد نور کی خبر چالاک نے کہا شہنشاہ بہت خوب لائے اسرار حرامزادی کو تو مجھے دیجیے افراسیاب جادو نے بائین ہاتھ سے اشارہ کیا اسرار کی گردن بندھی ہوئی تھی دامن اتنا پھٹگیا تخت پر چالاک گرا یہ سب عیار تو تخت اڑا کر قریب افراسیاب کے آئے جب اسد و مہ جبین کو عمرو اپنی زنبیل مین رکھ چکا نقب مین پہونچا سفید مہرہ

بجا کر اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ عمرو	گزان استاد عیاران عالم		سراپا دانش و عقل مجسم
بباغ دین زکمرش آبیاری	جہان سرہنگ در خنجر گزاری		بہر کشور بلائے جان کفار
عمرو آن شاہ عیاران عیار			

ای ساحران بیحیا مین نے اسد و مہ جبین کو اپنے قبضہ مین کیا ای ساحران مطیعان اسلام اگر آمادہ جانبازی ہو نکل جاؤ خدا فضل شریک حال ہوا اسد نامدار عالی وقار بنیرہ حمزہ شہسوار میرے قبضہ مین آیا یہ جو خواجہ عمرو نے اندر سے نعرہ کیا بہادر باغبان وغیرہ جو آسمان پر اڑ رہی ہین انکے بھی کان مین یہ صدائے جانفزا پہونچی فیضان نما پہونچی ہاتھون مین شیلے سحر اس ارادہ پر تھے کہ افراسیاب پر سحر کرینگے ادھر ہی سپاہ موج کفار پر پھینکے لے چالاک بصورت حیرت تخت زرین پر بیٹھے اسرار جادو کو افراسیاب نے اپنے پاس سے جھٹکا کہا اے حیرت لینا مین گنبد نور مین جاؤن کیسی آواز حیرت خیز آتی ہے زمین کیون تھرتھرا رہی ہے چالاک نے بچا کی اسرار جادو کو دیا برابر افراسیاب کے تو تخت پہونچ ہی چکا تھا آواز عمرو کے سفید مہرے کی سن رہا تھا دس انگلیون سے

نیچہ افراسیاب کے مارے پہلوے برق بصورت مصور و قران بصورت اریق و ضرغام بصورت سرما
ان سب نے اشیاے بیہوشی افراسیاب پر مارے افراسیاب تو کٹ گیا غلط لگین کھاتا ہوا چلا مگر بیہوش ہوتے
ہوتے ہاتھ جو ہلا دیا تخت عیارو کے ٹکڑے ٹکڑے ہوے مگر اسباب سحر سازان مذکور کے جو انکے پاس تھے بچالاک
گلدستۂ حیرت پھینک مارا آواز دکمراے سامری یہ جو شہر نا پرسان مین فوجین تیار ہین انکو جلا دو اور اپنے نام کا
نعرہ بھی کیا منم مہتر بن چالاک بین عمر و نعرۂ چالاک

بعیاری من آنم چست چالاک	
خلیفہ اولم چالاک نامم	نہ آید باد گرد تیز گامم
جہان سر سنگ در خنجر گزاری	سریع السیر چون ابر بہاری
ضرغام و جانسوز نے بھی نعرہ	منم مہتر قران شیر یانم

کیا برق بھی للکار اٹھا نعرۂ برق منم برق رفتار و خنجر گزار منم یکہ لیکن گران ہزار بہار و جانبان
وغیرہ نے دیکھا کہ ان لوگون نے انتہا کی جرات پیدا کی کہ ساحران مذکور کی شکل پر ہوا پر تھے اسباب سحر تو اپنے
اپنے پھینکے مگر افراسیاب کا ہاتھ جو ہلگیا تخت سب کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے زمین پر یہ سب گرینگے اور اسرار بھی
الٹی پلٹتی جاتی ہے کڑک کڑک کے گرے عیارون کی کمر مین پنجے دیے چالاک نے کہا ملکہ اسرار کو لینا یہ بھی
ہماری طرفدار معلوم ہوتی ہے سحر افراسیاب مین مبتلا ہوا ایک ساحر نے اسکو بھی پنجہ مین دبایا یہان قیامت
برپا ہے اریق سنگدل کے سحر کے تیور شہر نا پرسان مین برس رہے ہین سحر حیرت سے شعلہ ہاے آتش گر رہے ہین
گلدستہ مین اس کے شعلہ جوالہ بھرے ہوے تھے ناریون کو جلانے لگے قران نے تصویر ہاے مصور کو پھینکا اسنے
یہ نقشہ کیا مثل تصویر تصویر ہو کر ملازمان افراسیاب گرنے لگے سرکشون کے سر بھرنے لگے سحر سرما
نے برف برسائی گرم مزاجون کو ٹھنڈا کیا بیحیاؤن پر سر منڈانے ہی اولے پڑے ٹھنڈے جہنم مین پہونچے سردار
تو عیارون کو مع سرا پنجون مین دبا کر طرف اپنے لشکر کے چلے جب عمر و نقب مین اترا ماران نے سحر کر کے
طبقہ زمین کا اڑا دیا عمر و کو ساتھ لیکر طرف لشکر ظفر اثر کے مثل باد صرصر بھاگی مگر خوف سے ٹھہرا ہی ہے یہان
شہر نا پرسان مین رات بھر شہنشاہ نیلم شہنشاہ قوس و مواج بن گرداب آدم خوار و لطمہ صد گوش
دریا نوش و جیحون جادو و ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش و بدسرشت و بدخو دخان سیہ رو دو ملکہ عقاب
آسمان سیر و ملکہ شبرنگ سیاہ پوش و ساحر لاثانی و قواق کہربا پیشانی و طیران و سیران گوشہ گیر
و ملکہ شوخ و شنگ و ملکہ زعفران عجائب رنگ قتال جادو و منقال جادو و ابابیل جادو
و ابابیل جادو و شریر جادو و ضریر جادو و منیر آسمان نشین و ملکہ شور انگیز جلالت
آئین و قلماق اژدر پوش و سالار بیہوش و ملکہ طنبور سحر ساز و ملکہ عندلیب نغمہ پرداز وغیرہ

رات بھر اپنی اپنی بارگاہوں میں جاگی ہیں دو گھڑی رات رہے سے جلادان خسیس طینت و بیمون خصلت خرسہاے
بادیہ ضلالت سیاہ روبد خو تیرہ درون حاضر ہیں آرکش تسمہ کش چشم کن سینہ شگاف پھر رہے ہیں داروغہ استاد
برسرکشی جلاد سب سے زیادہ منتظم صاحب جاہ و چشم شہنشاہ نیلم و ساحر پرفن شہنشاہ توسن سحر ہوتے ہی بارگاہوں
سے نکلے تھے کہ یکایک یہ قیامت برپا ہوئی چونکہ برائے انتظام کل شاہان و ساحران بدانجام اپنے خیموں سے باہر آچکے تھے
دیکھا کہ شہنشاہ آسمان سے یوں چلے آتے ہیں نیچے سراوپر پانوں اور عیاروں کے نعرے ہوے برف و سنگ و خنجر و تیر
و تبر برسنے لگے لاکھوں بیحیا واصل جہنم ہوے صداہاے گیردار تا بہ فلک پہونچی زمین تھرانے لگی چونکہ یہ سب ساحران
زبردست ہیں بادۂ سحر و ساحری سے مست ہیں حیران و پریشان لاکھوں لاشہ پھڑک رہا ہے لکہ ابر تیرہ و تار کڑک
رہا ہے رعد کی گرج برق کی چمک نی تیروں کی بوچھار ساحران زبردست نے تعجیل تمام بخیال انجام سپر سحر کی
فوراً تیار کیں ان آفتہاے آسمانی سے اپنے کو بچانے تھے کبھی گھبراتے تھے کہ یہ کیا قیامت آشکار ہے غل ہے کہ
اب جان بچنا دشوار ہے کوئی کہتا ہے خداوند لقا کو غصہ آیا تقدیر برعکس کی مفت میں ہم غریبوں کے جان پر بنی
کسی طرف شور ہے یا لات اعلے منات معلی توبہ کرتے ہیں آپکے بندے مرتے ہیں وقت دستگیری ہے کوئی سام نجی شید
کو پکارتا ہے بعض گھبرا کر کہتے ہیں ان سب پر لعنت کرو یہ سب خداوند بڑے ظالم ہیں اپنے بندوں کی تباہی کا افسوس نہیں
کسکو پکاریں کس سے فریاد کریں رات سے بازاری بدمعاش جمع تھے بڑے بڑے پہلوان ڈنڈ پیل سن چکے تھے کہ بروقت
قتل عمد ضرور لڑائی ہوگی مال لوٹینگے آجکے وعدے پر مہاجنوں سے قرض لیا تھا ان رسہاجنوں نے جو یہ ہنگامہ
دیکھا آپسمیں کہا لو بھائیو غدر ہوگیا اسوقت نہ داد ہے نہ فریاد ہے مطلب حاصل کرو جسکا مال ملجاے لوٹ لو
اپنا بیگانہ کیسا کسنے کسی کی پگڑی اُچھال دی صرافونکی دوکانوں کی تھیلیاں غائب ہونے لگیں شہر نابرسان
لٹنے لگا دوکاندار رام رام کہکر بھاگے بعض واقفکاران شہر شوالوں میں گھس پڑے بت سونے چاندی کے
قبضوں میں کیے برہمن تیبری دھوتیاں باندھے ہوے پوتھیاں پھینک پھینک کر بھاگے جلاد اپنے گلے کاٹنے لگے
مگر افراسیاب زمین تک نہ پہونچا تھا کہ تپلہ فولادی زمین سے نکلا شہنشاہ شہنشاہ کہتا ہوا افراسیاب کو لپٹ گیا
گود میں لیکر چھینٹا پانی کا مارا افراسیاب نے آنکھ کھولی یہ قیامت برپا دیکھی ساحر جل رہے ہیں زمین سے شعلے نکل رہے
ہیں کہیں پتھر برستے ہیں ساحر جان بچانے کو ترستے ہیں ایک سمت برفباری اہالیان فوج کی بیقراری افراسیاب نے
اُٹھتے اُٹھتے ایک نعرہ کوہ شگاف کیا دیکھا نہ جبرت ہے نہ سرمانہ ابریق نہ مصور مگر سحر انکے پتھر برسا رہے ہیں
برف گرا رہے ہیں وہان بوقت سحر صرصر صبا رفتار جو درختوں سے بندھی تھیں کاہ کشوں نے آکر انکو کھولا
یہ دونوں بدحواس افتان و خیزان اس مجمع میں آکر پہونچیں دیکھا دریاے خونروان بہ رہا ہے افراسیاب
منمنم کہ رہا ہے بھاگ کر درباگاہ حیرت پرآئین دیکھا دربارگاہ پر سناٹا ہے خوف سے نگہبان بھاگ گئے

یہ دونوں پردہ اُٹھا کر اندر آئینہ دیکھا بی حیرت دوشالہ تانے سو رہی ہیں خیال کر کے دیکھا داغ پر پٹی ہیوشی کی چڑھی ہے دونوں پٹنے لگیں پٹی اُتاری منھ دھلا کر کہا بی جلد اُٹھیے سارا شہر قتل ہو رہا ہے صاف ثابت ہے کہ مسلمان آپڑے سحر ہو رہے ہیں آپکی فوج والے رو رہے ہیں لاکھوں بھاگے لاکھوں مر چکے شہنشاہ کو سنا زمین پر گرتے تھے پتلے نے روکا شاہان اولوالعزم اپنے کو بچاتے ہیں سرداران لشکر گھبراتے ہیں حیرت آنکھیں ملتی ہوئی کہتی ہوئی چلی آگ لگے اس سلطنت کو کسی غریب کے گھر بیاہی جاتی ماش کی دال روٹی کھاتی آرام تو پاتی نگوڑے مسلمانوں کو نہ دن سوجھے نہ رات نہیں معلوم مجھکو کون بیہوش کر کے ڈال گیا ہیں کیا جانوں صبح ہوتے ہی کیا اندھیر ہوا ناگاہ ایک کنیز دوڑی ہوئی آئی کہا ملکہ جلد چلیے شہنشاہ خفا ہوتے ہیں آپکے سحر نے آگ لگا دی ہزاروں جلگئے لاکھوں جان بچا کر بھاگے یہ سنکر حیرت گھبرا کر دوڑی اس عرصہ میں صرصر اور صبا رفتار خیمہ مصور میں پہنچ دیکھا مرشدزادے ننگے چٹائی میں لپٹے کھڑے ہیں صبا رفتار نے کہا اُستانی صاحب دیکھیے یہ کیا سامان ہے صرصر نے کہا یہ نگوڑا ننگ خاندان ہمیشہ جاے سے باہر رہتا ہے عیاروں کی جفا سہتا ہے صرصر نے منھ پھیر کر چادر اُڑھا یا منھ پر چھینٹا پانی کا مارا مرشدزادے نے گھبرا کر آنکھ کھولی صرصر و صبا رفتار کو سامنے پایا سمجھا عیاران اسلام مجھے مارنے آئے ہیں جا یا دوڑ کر دو ہتڑ مارے صرصر نے کہا مرشدزادے ذرہوش میں آیئے شہنشاہ کے پاس چلیے دیکھیے آپکی تصویروں نے کیا نقشہ کیا ہے ہم صرصر و صبا رفتار ہیں مصور گھبرایا جامے سے باہر تھا اب لباس پہنا گھبرا کر پوچھا کہ اسد قتل ہو گیا عیار یہ سنکر بولے کہ باہر تو چلیے زیادہ نہ مچلیے مصور جلدی لباس پہنکر بیرون بارگاہ نکلا دیکھا قیامت کا ہنگامہ ہے اس عرصے میں صرصر و صبا رفتار نے جا کر سرماو ابریق کو بھی ہوشیار کیا یہ بھی دونوں آنکھیں ملتے ہوئے گھبرائے ہوئے بدحواس کہتے ہوئے کیوں ملکہ خیر تو ہے صبا رفتار نے کہا چلو تم لوگ یہاں بیہوش پڑے تھے سحر نے تمھارے قیامت برپا کر دی یہاں افراسیاب کھڑا ہوا فوج والوں کو پکار رہا ہے سحر دفع کرتا جاتا ہے آگ بجھانے کو پانی برساتا ہے برف پر برق چمکاتا ہے کہ سامنے سے ملکہ حیرت پیٹتی ہوئی پہونچی افراسیاب نے کہا کیوں ادھیرت ناک تیری کاٹ لوں تیرے سحر نے لاکھوں کو جلایا حیرت نے کہا شہنشاہ میں تو بیہوش پڑی تھی سحر تو میں نے جلے مسلمان بنایا تھا کہ صبح کو زیادہ مشقت ہو مسلمانوں کو میرے فسون سے مہلت نہ ہو سرماو ابریق و مصور بھی پہونچے افراسیاب نے کہا واہ مرشدزادے بڑے حرامزادے ہو اپنی تصویروں کو تو رد کو مصور نے کہا زبان سنبھالیے ہو دانت منھ سے نہ نکالیے نانا دادا سے کہکر سارا طلسم مٹوا دوں گا افراسیاب نے کہا تمھارے نانا دادا بیچارے کیا تھے اُلٹی پلٹی نالایق تقدیر کرتے ہیں ایک مسلمانوں کا خدا ہے یہ ایسے نامرد ہیں ایک پونے دو سو ڈرتے ہیں آپ کو کچھ معلوم بھی ہے شاید طلسم کشا چھوٹ گیا پھر بھرکا مال افراسیاب مصور و حیرت و سرماو ابریق نے سنکر دو دو

سحر سے آفتین برپا تھین اُنکو ہٹا اب جہان تیرہ و تار روشن ہوا افراسیاب کو پرچہ چنانچہ گرا کہ بارہ لاکھ جادو
سرگیا کچھ مرد مین ٹھنڈے ہوے کچھ آگ کی پیدائش سے جہنم مین گئے شور گریہ و زاری دھی بلند ہوا کوئی کہتا ہی باپ مارا گیا
کوئی کہتا ہے جوان بیٹا موا کوئی کہتا ہے بھائی تو نے شباب مین جان گنوائی کسیکا ران سڑ گئی ہی شہد سے
لچے نوچیون کو لے گئے افراسیاب سر ہاوابریق سے کہا ان سبکو چپ کرو خاموش ہون لاشے حلیہ اٹھوا
با دولت جاکر گنبد تو رہین تو دیکھین اگر جرانزادی ماران خواجہ عمرو کو یکرا راہ نقب سے پہونچی جلاد ہون پر تو کم نا تھا کہ سوا ے میرے جو کوئی آئے اگر میری زوجہ بھی ہو سد دمہ چین کا سر کاٹ لینا دیکھون اگر بچا ون سکیا
سر ہا و ابریق وغیرہ چوب وچقاق لیکر دوڑے اس بدعت مین ہزارون کے سر پیٹے لاشے اٹھوانے مین
مصروف ہوے جنگل تمام لاشون سے معمور ہو گیا افراسیاب بقہر و عتاب چرخ مار کر بالاے گنبد نو
آکے دیکھا اسد و مہ جبین ندارد حیلا دونکے سر کٹے پڑے ہین گھبرا کر نقب مین پھاند دیکھا بیچ مین سے
طبقہ ٹوٹا ہوا ہے لاشۂ نخل بدعت پڑا ہی نقب کی عمارتین بربادیہ حالات مصیبت آیات دیکھکر قہر و
غضب مین کانپتا ہوا بیرون نقب آیا تمام حاکمان دربند مسترد و متوحش ایک مقام پر کھڑے ہین سب کے
افسر شہنشاہ نیلم و شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ و دخان سیہ رو آپسمین اشارے کنائے کر رہے ہین نیلم
کہتا ہی شہنشاہ کی غفلت حد پر پہونچی سرداروں کو یون بیزار کیا سب نامی نام آور اراکین طلسم رازدار حاکر
شریک مسلمانان ہوے قید سد غازی کا انتظام نہو سکا ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ توسن کیسے منتظم ہین
کون کون حاجبین بھائیصاحب کے سپرد ہین اگر کہین چوٹ جائین تو طلسم ہوشربا کی خاک اڑا دین شہنشاہ
ہوش ربا کی زندگی دشوار ہو بھاگنے کا راستہ نہ ملے ہر تنفس کو رنج و ملال پہونچے بھلا چھڑانا تو مشکل ہے
آنا تو کوئی دریافت کرے کہ ہمارے بھائی صاحب کے زندان مین کون شخص قید ہے قیدی کا کیا نام ہو کیونکر قید کرنے
کیا کام ہی نہ محافظ ہی نہ نگہبان اتنے بڑے بادشاہ جلیل القدر ہو کر ہفتہ مین خود ایک مرتبہ تشریف لیجاتے ہین اُنکو تو
قیدیون کو دیکھ آتے ہین مصور جادو تو ایک الو کے پٹھے ہین کہا اے بادشاہ عالیجاہ وہ کونسے قیدی ہین جنکو شہنشاہ
توسن کے سپرد ہین بادشاہ ملک ہین یا گرد ہین شہنشاہ توسن نے ہنسکر کہا مرشدزادے اعزاز و اکرام تو قیدی کا آپنے
سنا اُسکا نام لینا کیونکر مناسب ہے اور آپ بخوبی آگاہ ہین اسوقت خیال مین نہین ہو آپ ہی بزرگون کی صلاح سے
وہ لوگ قید ہوے مگر عرض کرتا ہون مثل باغبان وغیرہ اگر ہم شہنشاہ سے باغی ہو جائین ایک ہفتہ مین طلسم کا
کام تمام کر دین مگر شہنشاہ کے رازدار ہین اس سلطنت ہوش ربا کے ہم خود مالک و مختار ہین کل امورات ہماری
راے سے ہوتے ہین ایک قید مین طلسم کشا کی پہنچے دخل نہ دیا دیکھیے کیا انجام ہوا ملاحظہ کیجیے شہنشاہ گنبد نو
آتے ہین مردون کی خبر لاتے ہین بیان تو یہ باتین ہین توسن و نیلم کی باتون پر کل سردار ہنس رہے ہین افراسیاب

پر مضحکہ ہے کوئی کہتا ہو غافل ہو کوئی کہتا ہے بالکل جاہل ہے کوئی کہتا ہو انتظام نہو سکا ایک کہتا ہے اسکو کچھ
نہیں کیا کچھ نہو سکا ایک کہتا ہے کیا غضب کے عیار ہین آسمان پر اڑ رہے تھے بیہوش کر کے شہنشاہ کو بھاگے کیا غضب کر گئے
لاکھون کی جان گئی کیا قیامت کا ہنگامہ تھا چند کس بچ گئے یہ بھی غنیمت ہے ورنہ آفات و سانحات کو یہ نہ سمجھین آتا تھا کہ ان ہیبا
رات ہی کا بیچ تھے کہ افراسیاب غصہ مین تیوری پر بل منہ مین کف بھرا ہو اپیشانی پر شکن دیئے تہ موجزن جیسی
آ کر پہونچا نیلوفر نے برائے مضحکہ مسکرا کر پوچھا کیون شہنشاہ کیا طلسم کشا چھوٹ گیا عمرو کو پہونچا اس نے سراغ لگا
اس راہ کو کون جانتا ہو عمرو کی کس سرکش نے رہبری کی خود سری کی افراسیاب نے جو سب کو مسکراتے دیکھا فرط غضب
مین تاج کو کج کر کے مو چھون پہ تاؤ دیکر کہا ای حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ای ظلمان حالک عمامہ دنیا مابدولت کسی صاحب کے
بھروسے پر سلطنت نہین کرتے ہین اگر آفرین تمام کوہ دشت کو جلا دون اگر دعوی خدائی کروں مردے کو زندہ زندہ کو
مردہ کر دکھاؤن اگر علوم نیرنگ و شعبدہ پر آجاؤن فلک ہفت پیکر کے چھکے چھڑا دون سب صاحب خوبی واقف ہین چند کس
ناواقف ہین اپنے بزرگون سے سنا ہوگا جس زمانہ دولت دریا آئین نے پہونچے لوح طلسم کی تلاش تھی آپ سب صاحب فرماتے تھے ای
شہنشاہ دریائے نیل پر نہ جایئے لوح لینے کے سوے مین نہ پڑیے وہ مقام عجائب و غرائب ہے دریا تمہارا پورا مضاہی ہر سر صاحب دہان
کنارا کیا اسکا ڈوبنے والا کبھی نہ ابھرا ایک موج اسکی گرداب قیامت ایک ایک قطرہ محیط آفت نہنگان دریائیں سکندر نیل
مچھلیون کی ہیبت سے کماہی کون آگاہ ہو اس منزل جوش و خروش مین کس کو رسم و راہ ہو تباہی آنکھین نکالتا ہو صاف ہر سر
کو قہر غضب مین گھورتا ہو ہر وقت کف لاتا ہو مردم آبی کو ڈراتا ہو مقام خوفناک پر ہول کنارے کنارا بہت خوف تباہی جہاز
عمر رواں ہو ہر ایک موج شمشیر براں ہے گرداب حلقہ ماتم گھاٹ اسکا تلوار کا گھاٹ ہر پاٹ اسکا چاہ ظلمانی کا پاٹ ہو ہزارہا
اسمین جانور آدم خوار زمین و ہان کی تباہ و ار گذا بدولت نے کچھ خیال نہ کیا بجوش و خروش پہونچا صاحب برج قہقہہ
فیل سر مجدد قامت مین دیو کا سہ سر قہقہہ کا مارنا کیا ہنسی تھا صاحب فرمائین اسکو کیونکر نکال لاؤ اشکال کر ہاتھ کے
چیر پھاڑ کر پھینکدیا اسوقت سب صاحب ہنسی کیا کرتے ہین بدولت بہرام فلک سے نہین ڈرتے ہین اگر سرداران خواجہ عمرو
و عیاران نامور بسا رنج کھران بڑا کام کر گئے ہمان نے عمرو کو راہ نقب سے تا بہ گنبد نو پہونچایا سر جادو نے شب بھر جاگ
تصنیف حکایات مین مصروف رکھا کتاب دیکھنے دی بڑی جستجو کی اب آپ سب صاحب دیکھین سب باغیون کو چشم زدن مین
لاتے ہین دیکھو ہیرے ہاتھ سے بچکر کہان جاتے ہین اسوقت آپ سب صاحبون کے برج طلسم نے خنجر ہران کا کام کیا
اس ہنسنے نے زخم جگر پر نمک چھڑکا ان کلمات تہدیات افراسیاب سے بڑے بڑے ساحر موجود ہین اور اپنے کو
سامری زمان اور جمشید عہد جانتے ہین ایسے ویسے کے سحر کو کب مانتے ہین غصہ دیکھکر افراسیاب کا کانپے تھرا دیکھا
حقیقت مین افراسیاب کی صورت بدل گئی چہرہ سرخ ابروؤن پر بل آنکھین تا بہ مرفق چڑھائے آنکھین جوش قہر و غضب
سے بجائے مین شعلہ جوالہ یا جہنم کا پیالہ ہوا کندہ معلوم ہوتا تھا بات کہتے کہتے صرف دانت پیسنے لگے ہونٹون سے سب کی غائب ہو

سب کے طائر ہوش اُڑے حیرت نے پریشان ہوکر بال کھولدیے ڈوپٹہ منہ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو غضب ہوا ایسا غصہ مین کبھی شہنشاہ کو مین نے نہین دیکھا ایسے گئے بین مسلمانون مین صرف سترہ سو سردار ہین چھون عیار مکار وغدار ہین ایسا نہو کہ میرے وارث کو کسی دام مکر مین پھنسائین آپ لوگونکا مضحکہ کرنا بہت ناگوار ہوا آج یہ سحر تو آشکار ہوا دیکھتے دیکھتے غائب ہوے مین نہ ٹھہرونگی جاکر اپنے وارث کی خبر لونگی بُرے وقت مین جاکر شریک ہون مجھے اپنے راج سماج کا ڈر ہوا راکین طلسم ہوش رُبا کا بارگاہ عمرو مین گذر ہی میرا وارث تنہا ہی نکھرا مون نے ایکا کیا ہی یہ کہکر آگے آگے حیرت پشت پر اٹھارہ سو تاجدار گرد گرد نکش ساحران کیتا ناظمان دربند طلسم ہوش رُبا صاحب بیشمار غول کے غول غٹ کے غٹ چلے آتے ہین طبقے زمین کے تھراتے ہین عیاریکون کو حیرت نے اشارہ کیا کہ ای بختو ذرا بڑھکر خبر لو جو کچھ وہان گذرے دمبدم کی کیفیت سناؤ یہ سنکر صرصر وصبا رفتار وشمیمہ نقب زن وشرارہ سنگ انداز وشاہین چنگل کشا وتیزپر بدلکر مثل باد صرصر کے بھاگین دو کلمہ لشکر عمرو کے سنیے ساقی نامہ

ساقی ہے کدھر شراب لائے
دن فصل بہار کے پھر آئے
لانا اک پھول کی گلابی
سودا ہے یہ ہنسی خوشی کا
مرمر کے خزان کے دن گذارے
پھولا نخل مراد ہمارے
کر لال پری مرے حوالے
دل ہی مرا ڈولنوان ڈول کب سے
دلمین مرے وہ شباب آجاے
اس دلو مین آفتاب آجاے
مرنے سے ملے نجات جی جاؤن
اُترے جسدم وہ رشک محفل
آنکھون مین پڑین جولال ڈورے
پھر جائین نشے مین کالے گورے

لے روز الست کے شرابی
دے جام ابھی سلامتی کا
لے میری دعا کے لینے والے
ملوا دے دختر عنب سے
نظر دن ہی مین دیکھکر جو جی جاؤن
بھر جاے خوشی سے شیشۂ دل

یہان ظل اللہ مالک ورنگ سلطانی سلیمان سریر گردون مسیر شہنشاہ باتوقیر صاحب قہر وخشم ملکہ مہرخ سحر چشم شب بھر مسلح مکمل آمادۂ مرگ مہیاے قضا زندگی سے بیزار مجبور ونا چار حیران وپریشان متردد ومتوحش کبھی بارگاہ مین کبھی بیرون بارگاہ گردش سیارگان پر نگاہ جون جون رات گھٹتی ہی غم والم بڑھتا ہی اہالیان لشکر کمرین باندھے ہوے اپنے اپنے بستر پھول وکمر گوش برآواز کہ مالک ہمارا حکم دے اگر دریاے آتش ہو پھاند پڑین مرین لڑین ناگاہ گریبان سحر چاک ہوا ملکہ مہرخ سحر چشم گھبراکر بیرون بارگاہ آئین کہا تو یار دسحر ہوگئی ہم سب کی صبح ہوئی کوئی عیار پلٹ کر نہ آیا کچھ حال شہر ناپرسان نہ سنا یا جان دینے کا بھی وقت آیا برائے خدا یار دوڑ کر دیکھو شہر ناپرسان کا کیا رنگ ہے خدا نخواستہ طلسم کشا کو قتل تو نہین کیا اگر گنبد نو سے اُتارنے کا قصد ہوا ہو ہمکو جلد لاکر خبر دو اپنی جاکر جان دین افسوس صد افسوس کیا لاشہ جاے افسر کا اکیلا رہیگا واجب تو یہ تھا کہ بیچ مین قافلہ سالار گردا ہالیان قافلہ دیکھنے والے دیکھین ملازم نمکخوار بعد مرنے کے بھی اپنے آقا کے ہمراہ ہین اصل مین ہوا خواہ ہین قریب تھا کہ لوگ خبر کے واسطے دوڑین آسمان پر برقین چمکین بغبا نقدر

بعد صولت خوش انداز خوش رو ملکہ بہار جادو و ملکہ سرخ مو کا کالکشا و غیرہ بارہ سردار عیارون کو اپنے پیچھے قوی مین تھامے ہوے ایک صاحرہ ضعیفہ کو باغبان قدرت اپنے دوش پر ڈالے اس رنگ سے آکر زمین پر اترے ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر آواز دی یا رو برے خدا کچھ خبر بھی سناؤ دل کو مجھ سوختہ بخت کے تسکین دو اول باغبان قدرت نے اتنا جواب دیا ای ملکۂ عالم خیریت بیان کرتے ہین جس صاحرہ کو مین لایا ہون اسکو افراسیاب باغ سیب سے گرفتار کرکے لایا تھا ہوشیار کرون تو مفصل حال یہ بیان کرے ہمنے عیارون کو روے ہوا سے گرتے دیکھا فوراً سنبھال لیا ملکہ بہار جادو نے اور باغبان قدرت نے ملکہ اسرار جادو کا سحر اتارا یہ رازدار ملکہ اسرار بیہوش تھی جسوقت افراسیاب اسکو لیکر باغ سیب سے چلا تھا ایسا سحر بیمانے کیا تھا کہ تمام جسم مین آبلے پڑگئے تھے آنکھون سے بالکل نہ سوجھتا تھا اب جو بہار و باغبان نے پھول برسائے گل مراد حاصل ہوا چہرہ نور اسلام سے مثل ماہ کامل ہوا آنکھ کھولکر اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھا ملکہ مہرخ انتشار مین خبر فرحت اثر کے انتظار مین جملہ سرداران نامی سالاران گرامی کو اپنے گرد حلقہ زن پایا چہار جانب ہجوم سیارگان بیم مین ملکہ مہرخ مثل ماہتابان اسرار جادو اب سمجھی کہ مین بارگاہ گردون پناہ اہل سلام مین پہونچی خوشی خوشی اُٹھکر بادشاہ جمجاہ کو سلام کیا ملکہ اسرار جادو نہایت بلیغ و فصیح ہر چند کہ سن زیادہ تھا مگر حسن ملیح شیرین کلام نیک انجام بعد سلام ہاتھ اُٹھاکر

صفت ملکہ مہرخ مین بفصاحت یہ چند شعر پڑھے نظم

شاہا ترے گدا کا ہے مشہور خوشنام	شاہان سرفراز سب اُسکے ہین پاے نام
ہو اسپ پر سوار کرے عزم جنگ اگر	میدان کارزار مین ادنے ترا غلام
جولان کرے جدھر کو رہے اسطرف خاک	اُڑ جاے خاک اُدھر کو جدھر کو پھیرے لگام
پامال اسقدر ہو کہ معلوم بھی نہ ہون	افراسیاب کون ہو رستم ہو یا ن کدام
شمشیر اُسکی خرمن اعدا کو ہو برق	آوے گر اُسکے ہاتھ مین یک لحظہ بے نیام
ہلجاے اور ٹک صف اعدا کی اور کو	بے سر ہین پھر تو مد نظر یک قلم تمام

اُسکے اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ کو کس منھ مین زبان سے جو بیان کرسکے علی التعین حضور کی یہ چند اشعار آبدار

عرض کرنا واجب لازم ہی اشعار	لے وہ کہ تیرے عدل کی نسبت بنجاے عام	تو شیروان پہ عدل کا گویا ہی اتہام
دیتا ہی تیرے عدل مین اے عادل زمان	زخم جگر کو سودۂ الماس المیتام	کیا کیا ہی خوبیون سے کیا حق نے تجھکو خلق
اے نباے روزگار کے اے فخر و احترام	مذکور حلم کا مین کرون کیا بیان خلق	یا مین تری شجاعت و ہمت سے اب کلام
تیرا ہی بازو حلم ہی ایسا صبر و قار	کشتی خاکدان کا جو بانی پہ ہی قیام	دعاے دیگر سرداران بارگاہ اسلام سے

بخلگیر ہوئی ملکہ مہرخ نے فرمایا ای ملکہ اسرار پروردگار جلد کچھ حال خیریت مآل طلسم کشا و خواجہ عمر و بیان کرو

کہ قلب صبور کو گونہ تسکین ہوا سر اُٹھا کر دعا دینے کیا ہے شہنشاہ انجم سپاہ پروردگار عالم دولت اقبال کو تری عطا فرمائے روز سیاہ دشمنان تیرہ بخت کو دکھائے خواجہ صحیح و سالم ہیں کنیز مصنوعی نصف شکن ملکہ ماران زمین کن راہ غلط سے لوٹ کر بسر گنبد نور گئی ہے مین برائے کارگزاری باغ سیب مین پاس فراسیاب کے رہی مات بھرائس تیرہ بخت کو کتابھی نہین دیکھنے دی ایک افتاد پڑی کہ نخل بدعت کو شاید خواجہ یا ماران نے قتل کیا پس فراسیاب خانہ خراب آگاہ ہوگیا مجھ پر بھی یہ بلا نازل ہوگی تھی خواجہ کو سمجھا دیا تھا کہ جہانتک ممکن ہو اندر نقب کے دو ساعد نگہبان ہین انکو زندہ گرفتار کرنا اُنکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا مگر نخل بدعت نہایت ہوشیار مکار غدار تھا مقتل سے دریافت ہوا ہے کہ اُس نے ضرور خواجہ عمر کو پہچانا ہوگا وہی اُسکی موت کا بہانہ ہوا اب نہین معلوم پھر خواجہ عمر پر کیا گزری مگر آگے بڑھکر خبر دریافت کرنا واجب لازم ہے اگر طلسم کشا کو قبضہ مین کر لیا تو کیا سبب ہوا کہ ابھی تک تشریف نہین لائے خیر خواہان دولت کی کیون نہ طبیعت گھبرائے یہ کیفیت بگوش ہوش عیاران نامی سن رہے تھے بہ تعجیل باہنائے عیاری سے آراستہ ہو کر برق و چالاک جانسوز و ضرغام و قران بیرون بارگاہ آئے باغبان و بہار نے کہا اے عیاران طرار ہمارا بھی ساتھ چلنا ضرور ہے اسوقت مین تامل و تساہل سراسر مقتل کا قصور ہے سب سردار آمادہ ہوئے کہ ہم سب جاتے ہین خبر لاتے ہین ایسا نہو کہ نقب سے نکلتے نکلتے غازمان فراسیاب گھیر لین از شہر ناپرسان تا کوہ بلور فوجین فروکش ہین خیر خواہان طلسم ہوش ربا سر کش ہین مرغ کو بھی تاب آنی کہا صاحبو مین سب مین نامور ہون کہ مرغ زرین بنی بیٹھی ہون شب بھر سرد ہوا کی آتش و تیغ و مصیبت مین تمام سب سرداران جان نثار بیقرار ہین چلنے پر تیار ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی گرد پیچان و خروشان غبار الم سب کے دلون پر تھے اُسی جانب سب دیکھنے لگے بسان ابر رحمت یا آیہ فرحت و مگر دشق ہوئی سب نے دیکھا آفتاب درخشان آسمان عیاری نیر تابان برج خنجر گزاری مثل دو صرصر اُڑے ہوے آتے ہین ایک جانب ملکہ ماران زمین کن مگر رنگ روستنیر سب سردار بے اختیار آگے بڑھکر پکار اُٹھے شعر اے پیک راستان خبر یار ما بگو احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو: دیگر از کجا میرسی اے ہدہد فرخندہ قدم بادا قربان سرت حلقہ سر غمان الدم خواجہ برائے خدا زبان معجز بیان سے خبر فرحت اثر سناؤ ایسا نہو ہم مشتاقون کی روحین پھر ملک عدم کو سدھاریں خواجہ عمر نے آواز دی اے سرداران نامی و جان نثاران گرامی رب اکبر صانع بحر و بر نے فضل اپنا شریک حال کیا دور دلکا غم و ملال کیا اسد غازی و ملکہ مہ جبین کو گنبد نور سے جانگزیر و خوبی لایا مالک بیانزے یہ روز سعید دکھایا باغبان قدرت یہ مژدہ جان بخش سنکر مثل گل شگفتہ ہوا بہار جاوید خوشخو ہوے نہین سماتی تھی خواجہ عمر و بن امیہ نامدار کو گود مین اُٹھا لیا ماران سے ایک ایک بغلگیر ہوا تھا اس عظم و شان سے خواجہ عمر کو لیکر بارگاہ فلک شتباہ مین آئے ملکہ مہ جبین تخت پر سرداران ذیشان فرحان و شادان کرسیون پر

تمکنت انکو ہمارا سامنے حاضر ہین سب مشتاق خواجہ عمر و بن امیہ ضمری کی جانب دیکھتے ہین مصرع چون گوش روزہ دار بر اللہ اکبر است ؛ اب خواجہ کسری پرویز فرماین کہ خاموش عیرت کا جوش ملکہ مہرخ نے کہا خواجہ ہمارے خط کچھ بیان کرو زبان سے اسوقت مہر جبین کو نکالو تمکین مشتاق ہین چند ساعتین بھی شاق ہین دیدار فرحت آثار سے دیدہ دل منور ہون خواجہ نے سنکر کہا صاحبو یہ تو بیشک ہوا گنبد نور سے انکو اتارلایا اگر وہ دونون میرے پاس نہین ہین دو چار دن مین تدبیر کرکے لے آؤنگا ہفتہ عشرہ مین تمسے ملاؤنگا ملکہ بہار نے گھبرا کر کہا خواجہ کیا راہین افراسیاب ملگیا انسے جبین لیا جلد فرمایئے اسکا نام لیتا ہے ہم تو افراسیاب سے مقابلے کو موجود ہین اور کسی کی کیا حقیقت ہے عمرو نے کہا صاحب جہان اسود و مہ جبین ہین وہان لڑائی کا کام نہین ہے اس مقام پر فرشتون کے پر جلتے ہین ملکہ بہار نے کہا کیا کوئی افراسیاب سے بھی زیادہ ہے عمرو نے کہا سنو سکھ بڑی چیز ہے لعین دین مین زور نہین چلتا مین مہاجن کا قرضدار تھا مقدمہ رہائی اسد غازی مین اس سے قرض لیا تھا صرف کیا وہ راہ مین چھپا کھڑا راہ جب مین لقب سے نکلا اس نے قیدی مجھ سے جبین لیے مین کیا عذر کرتا یہ سنکر باعیان قدرت ہنسا کہا خواجہ ہم سب قرضہ ادا کرنے کو حاضر ہین عمرو نے کہا صاحب سنو صاف یہ ہے روپے کا کام زبان سے نہین نکلتا جن صاحب سے جو کچھ ہوسکے مجھے کسی سے انکار نہین ہے موافق اپنی اپنی حیثیت کے سب صاحب دین اپنے افسر کو راضی کرین ورنہ وہ مہاجن بڑا ظالم ہے نہین معلوم کیا آفت بپا کریگا یہ کہکر ایک بڑا سا چادرہ زنبیل سے نکالا عین بارگاہ مین بچھا دیا فرمایا ہان بسم اللہ سب صاحب کہین یہ تو مجکو یقین ہے کہ آخر مجکو تمسک لکھنا ہوگا رفتہ رفتہ ادا کرتا رہونگا مگر سود تو پہونچ جائے روپیہ بڑھنے نہ پائے وہ قرضہ اسقدر ہے کہ جسکا سود بھی پہونچنا دشوار ہے اسکا بانی حمزہ نامدار ہے انکی دختر بلند اختر زبیدہ شیر گیر مہر افروز تدکریب والا تبار سے وہ شادی جسمین تمام شاہان عالم کا مجمع تھا محفل نہ تھی گویا مرقع تھا آقائے نامدار نے وہ سب کچھ کیا تھا ابھی تک ایک حبہ بھی نہین ادا بعد چوتھی سب کے وعدہ تھا پھر قرضہ کیونکر ادا ہوتا ایک ایک پیسہ ادا کرتے ہین سود بھرتے ہین اب یہان تم صاحبون کے بھروسے پر لیکر خرچ کیا مگر شکایت حکایت بیکار ہے جس سے ہوسکے وہ اسوقت مین کمی نہ کرے اُس جادر پر اشرفیان توڑے گرنے لگے خواجہ جوشی خوشی مال اُٹھاتے جاتے ہین باتین بناتے جاتے ہین یہ لحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ابھی خواجہ عمرو نے شاہزادہ اسد و ملکہ مہ جبین کو زنبیل سے نہین نکالا روپیہ پیسہ زیور سردار دیتے جاتے ہین وہ داخل زنبیل ہورہا ہے یہ بھی فرماتے ہین کہ مجھے کسی صاحب سے انکار نہین یہ مقدمہ فیض دستما ہے جو کوئی ایک دیگا دس پائیگا یہ فیض ضائع نہ جائیگا علاوہ قرضداروں کے غرباء و مساکین درویشون پر شب کو سنہ چھپا کے آتے ہین انکو دیا جاتا ہے ہر شخص فیض پاتا ہے خانہ کعبہ مین ہزار ہا روپیہ روانہ کرتا ہون جناب خواجہ عبد المطلب والد انمدار صاحبقران مستحق کو نہین پہونچاتے ہین وہ غربا مجکو عرضیان تحریر کرکے ہین دوبارہ بھیجدیتا ہون سب اہل دربار خوش و خرم ہین ہنسی قہقہے ہو رہے ہین خواجہ عمرو کا بھی دماغ تر ہے تحصیل پر آمادہ ہین تمام ارایان لشکر ظفر اثر مشتاق دیدار فرحت آثار سب ملاحظہ ہین مگر خواجہ یہی فرماتے ہین

کہ آج کوئی تنفس لشکر مین باقی نہ رہے کبھی خوش کرنے کو سردارون کے گنگنا کے یہ چند اشعار گاتے ہین اہالیان محفل کو لبھاتے ہین اشعار

بوسہ لون چشم مست کا وقت خمار ہے	ساغر چڑھاؤن نشۂ مے کا اُتار ہے
پستان یار کا بھی قیامت اُبھار ہے	گویا نہالِ قد شجرِ میوہ دار ہے
دل اپنا بلبلِ چمنِ روے یار ہے	یہ باغ وہ ہے جس مین ہمیشہ بہار ہے
سرسبز خط سے کیا چمن روے یار ہے	ہے طرفہ ماجرا کہ خزان مین بہار ہے
چلتے ہین بعد مرگ بھی ٹھکرا کے قبر کو	ہم خاک مین ملے اُنھین تیک غبار ہے
اے گریہ چشم تر کی حفاظت ضرور ہے	یہ کاسۂ گدائی دیدار یار ہے
نیرنگ دہر سے نہین حیرت زدون کو ڈر	تصویر کے چمن مین ہمیشہ بہار ہے
نیرنگ عشق دل مین کھلاتا ہے گل نئے	اپنے چمن مین سیر طلسم بہار ہے

اسوقت محفل مین عجب فرحت وانبساط ہے جلسۂ عیش ونشاط ہے مگر انقلاب فلک کجرفتار گردون غدار مشہور ہے ایک دم مین رنگ تازہ دکھلاتا ہے ہنستے کو رُلاتا ہے شب کو چمن مین گل کھلا صبح کو جھونکے سے ہواے گرم کے مرجھایا اس دارنا پائدار مین کبر ونخوت بیجا ہے انسان ضعیف البنیان خاک کا پتلہ ہے جہان فانی کیا لائق سکونت ہے حقیقت مین مقام عبرت ہے جمشید نے جام بنایا انجام کیا ہوا سکندر کا بھی حال پُر ملال آئینہ ہے مقام حیرت کہان صاحب آئینہ ہے دون کیون سے تاج وتخت ہے شاہ وگدا کو درپیش منزل سخت ہے ہر دم دم کا شمار ہے رنج وراحت بالکل بیکار ہے صاحبان جاہ وحشم کہان ہین ملول وغمگین پردۂ خاک مین پنہان ہین یہ فلک شعبدہ پرداز آٹھ پہر گردش مین ہے جسکو عیش مین دیکھون اُسکو رنج دون ہی کوشش ہے گردش فلکی تخم مصیبت بوتی ہے گل ہنستے ہین شبنم اُنکے حال پر روتی ہے لالے نے رنگ یاقوتی پایا فوراً داغ کا دھبا لگا عندلیبان خوش نوا فصل بہار کے مشتاق رہتے ہین پھول کر شاخ گل پر بیٹھنا نہ نصیب ہوا چشم زدن مین مصیبت باد خزان ستاتے ہین شب کو معشوق گلرخسار سے وصلت سحر کو صدمۂ فرقت ہر ساعت دنیا مین رنج والم شادی وغم توام ہین دیکھین انجام کیا ہوگا خوب ثابت ہے جو ذی حیات ہے ضرور فنا ہوگا اشعار

ہر شخص کو ایک دن ہے مرنا	بوڑھا ہو کہ طفل ہو کہ برنا	مٹی مین ملین گی صورتین سب
مٹنے کو بنی ہین مورتین سب	جانے کے لیے ہے سب کا آنا	گذرا یونہین اسقدر زمانا
کیا زور امانتِ خدا مین	کیا دخل مشیتِ خدا مین	اک نقش برآب ہے یہ دنیا
ہشیار ہو خواب ہے یہ دنیا	فرصت نہین منھ سے بولنے کی	مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
پھر رُک نہ سکا وہ جسکی آئی	بیٹا ہو باپ ہو کہ بھائی	سب بندہ بندہ خدا خدا ہے

جو حکم وہ دے وہی بجا ہے | بد ہو یا نیک نحس یا سعد | پہلے کوئی جائیگا کوئی بعد
نابود اور لفظ بود ہے ایک | سبکا عدم و وجود ہے ایک | جو ان کی کنار مین رہا ہے
آغوش لحد مین اسکی جا ہے | ہو زیست اگر بصورتِ نوح | اک دن نکلیگی جسم سے روح
سبکے لیے اک یہی سبق ہے | مرنا برحق ہے موت حق ہے | یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہے | وعدہ جب ہو گیا برابر | گھر ہو کہ سفر ہو بحر یا بر
چھٹکارا پھر نہین کہین پر | آپہونچیگی موت بس وہین پر | جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان | پہرا دیتے تھے انس اور جن | پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
موقوف اک آدمی پہ کیا ہے | ہر چیز کے واسطے فنا ہے | سبکے لیے یہ سفر ہے درپیش
دو روز کا ہے فقط پس و پیش | یہ جو ہے سات دن کا ہفتہ | سب جائینگے اسمین رفتہ رفتہ
کس کس کو موت نے نہ لوٹا | کیسا تھا ساتھ جو نہ چھوٹا | رشتے ناتے کٹے ہزارون
کھد کھد کے گڑھے پٹے ہزارون | تکیہ ہین بستر اسے سب کا | ہڑ واڑون مین گھر بنا ہے سب کا
جو آیا سفر کریگا اک دن | جینا ہے جو مرے گا اکدن | آگے پیچھے ہو نہین لگا تار
آتے جاتے ہین سلسلے وار | اس دم کا اعتبار کیا ہے | اس سانس پہ اختیار کیا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی | جائے تو وداع زندگانی | اس موت سے کونسا بچا گھر
برباد ہوے ہزار ہا گھر | کس دل کو دیئے نہ داغ اسنے | گل لاکھون کیے چراغ اسنے
کس چاپہ نہین گذر ہوا اسکا | داغا ہوا ہر جگر ہے اسکا | جگ ہے یہ یہ جہان بنا ہے
جب وہ نہ رہے تو کوئی کیا ہے | محبوب خدا نبی ہمارے | کہتے اللہ کے تھے پیارے
ٹھہارس کو نہین یہ ذکر تھوڑا | انکو بھی تو موت نے نہ چھوڑا | ایک اسکی ذات کو بقا ہے
باقی ہر چیز کو فنا ہے | تلخی ہے صبر کی بہ از قند | اللہ ہی صابرون سے خرسند

جب کوئی خوشی ہو تو خوف کرے فلک کی گردش سے ڈرے کہ سامنا رنج و غم کا ہوتا ہی ہنسنے کے بعد آنسوون سے منھ دھوتا ہی وہ سامنا اسوقت اہل سلام کو ہی خواجہ عمرو بارگاہ مین جلوہ فرما ہین سرداردن سے ہنس ہنس کر زردجواہر لے رہے ہین دربار مین چہل پہل لشکر مین خوشی کا ہنگامہ اسد غازی و ملکہ مہ جبین ہنوز زنبل مین نقد صاحبقرانی عمرو کی تحویل مین کہ یکایک ایک نعرۂ کوہ شگاف کی آواز آئی زمین تھرائی اہالیان لشکر نے دیکھا کہ مین دربار گاہ مہر پرافراسیاب بعد قہر و غضب مین سے پیدا ہوا پہلے پردہ اٹھا کر اندر بارگاہ کے گیا اسکو عیش و راحت مین مصروف دیکھا للکارا اونکو اور اوراسی ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے بڑا صدمہ ابدولت کو

دیا دیکھو تو کیا رنگ دکھاتا ہون نمکحرامی کا آج مزا چکھاتا ہون ملکہ مہرخ و بہار و ہاغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ نے چاہا اُٹھکر بھاگین یا افراسیاب پر حملہ کرین عیارون نے بھی قصد کیا کہ حلقہ ہاے کمندارین یا گرز نقش زمین بنین عمرو نے بھی نیچہ ٹیکا کہ جست کرکے نکلجاؤن یا گلیم اوڑھ لون مگر افراسیاب نے اس جلدی مین سحر کیا کہ کوئی سردار ہاتھ مین سحر یہ سحر کا نہ اُٹھا سکا پہلے تو ایک تاریکی سب سردارون کی آنکھون مین اندھیرا آگیا منکے ڈھل گئے معلوم ہوتا تھا کہ مردے بیٹھے ہین کسی کے قالب مین جان نہین عمرو مع کل عیار چالاک برق وغیرہ زمین مین پڑے ہین ہچکی لگی ہے دم توڑ رہے ہین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت افراسیاب خانہ خراب یہ حرکت کرکے بارگاہ سے بقہر و غضب تمام باہر آیا پردہ چھوڑ دیا اہالیان لشکر کا عجیب حال چہرون پر ہوائیان اپنے اپنے مقام پر خاموش دریاے حیرت و غیرت کا جوش افراسیاب بارگاہ کے کل سردارون کو ہیکا رکرکے باہر نکلا ہی کہ طرف سے شہرناپرسان کے ملکہ حیرت جادو مع اٹھارہ سو تاجدار ساجران بدکردار کے جو تعاقب مین چلی تھی روداروی کرکے آپہونچی سب نے دور سے دیکھا کہ افراسیاب بارگاہ مسلمانان پر کھڑا ہے جیسے ہی سب کو آتے دیکھا نعرہ کوہ شگاف کرکے غرق زمین ہو شہنشاہ توسن و شہنشاہ نیلم وغیرہ وہان سے آوازین دینے لگے کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ سب خیرخواہان دولت آپہونچے آخر ہم کسدن کے واسطے ہین ذرا تامل فرمائیے ٹھہر جائیے دیکھیے تو ہم کیا کرتے ہین افراسیاب جواب بھی نہ دیا ان سبکے سامنے غرق زمین ہوا نیلم وغیرہ نے دیکھا کچھ عرصہ نہ گذرا تھا کہ بارگاہ مسلمانان تہ رائی زمین سے چہار طرف بارگاہ کے دھنوان نکلا وہ بارگاہ کہ جسکے اندر سترہ سو سرداران نامی و نام آور جان و روح لشکر ظفراثر جمع ہین اُسکے گرد کا طبقہ تھرایا اب بادشاہ نیلم و توسن جادو وغیرہ حیران ہین کہ یہ کیا شعبدہ ہی دھنوان کیسا چہار طرف سے بارگاہ کے نکل رہا ہی ان باتون کو تمام نہ کرنے پائے تھے کہ اندر سے زمین کے نعرہ ہوا اسم شہنشاہ طلسم ہوشربا اب طبقے کا طبقہ زمین کا اُبھرا افراسیاب بقہر و عتاب دونون ہاتھون سے کل طبقے کو مع بارگاہ لیے ہوے اُبھرا مگر حال یہ ہی کہ تاج سر پر کج آنکھین اُبلی ہوئین معلوم ہوتا ہی حدقہ چشم سے نکلجائین گی بند قبا ٹوٹے ہوے زرہ کی کڑیان شکست نعلین پارہ پارہ اس حال پر ملال سے یہ کوہ عظیم الشان اُٹھائے ہوے منھ سے کف جاری قدم کو لغزش مگر عظم و شان دکھانے کی کوشش قدم بڑھاتا ہوا آتا ہی ہر قدم پر تھراتا ہی نیلم و توسن وغیرہ و کل ناظران دربند طلسم ہوشربا کے ہوش پرآن ہین غول کے غول اس تماشے کو دیکھکر یا سامری جمشید کہتے تھے غل مچا رہے تھے افراسیاب پانچ قدم پر آکر وہ بار عظیم ہاتھون پر لیکر ٹھہرا پکار کر آواز دی اے سرداران شعبدہ باز و اے ساحران نیرنگ ساز تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ اس بار عظیم الشان کو ہاتھون پر اُٹھائے تا شہرناپرسان پہونچائے سبنے فریاد کی کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ تو شہنشاہ طلسم ہوشربا ہی اس طلسم کی سلطنت کے تو ہی لائق ہی سحر و قوت و طاقت مین سامری و جمشید پر فائق ہی ہم مین کسی کی یہ لیاقت نہین کہ اس بار کو سر پر اُٹھائے یا تا بہ شہرناپرسان پہنچائے افراسیاب بصد پیچ و تاب

اُس بارکو لیے جھوم رہا ہو پھر غصہ مین آواز دی یارو دس لکے سنبھالو تم لوگ مابدولت پر مضحکہ کرتے تھے قوت وطاقت و اختیار مابدولت کا دیکھو چشم زدن مین آیا بارگاہ مین یک چشم زدن کل کو بیہوش کردیا اسمین سترہ سو سردار مین چھون غیارہین اب ان سب کو اسی طرح تا بہ شہر نا پرسان لیجاؤن گا آج ان سرکشون کو خاک مین ملاؤنگا کوئی سوال کا افراسیاب کے جواب نہین دیتا تھا ہر سا کے جسم مین تھرتھری مگر ملکہ حیرت جادو نے جو اپنے وارث کو اس حال مین دیکھا کہ طبقے کا طبقہ ہاتھون پر اُٹھائے ہوے کھڑا ہو انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے ہین استخوان لرزنے کی صدا آتی ہو قریب کنپٹیان شق ہو جائین سر پیٹنے لگی چلائی اے شاہنشاہ یہ کنیز آکر شریک ہوتی ہو افراسیاب نے اشارے سے منع کیا اے خاتون محل خبردار زیر طبقۂ بارگاہ آنے کا ارادہ نہ کرنا ملکہ حیرت جادو نے آواز دی اے شہنشاہ مین کیونکر مانون میرا کلیجہ ٹکڑے ہوا جاتا ہے ایسا نہو کہ آنکھین نکل پڑین یا دشمنون کے ہاتھ پانون بیکار ہو جائین وسطہ سامری و جمشید کا کچھ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب اپنا کمال دکھا رہا ہو دلمین گھبرا رہا ہو قوت سلب ہوتی جاتی ہو پسلیون کے کڑکنے کی آواز آتی ہو افراسیاب بڑا صاحب اختیار رہو ان کلمات حیرت آیات کو سُنکر دلمین سوچا کہ حقیقت مین اس بارگران کو لیکر تا بہ شہر نا پرسان ہرگز نجا سکونگا ایسا نہو کہ کسی طرح کی ذلت ہو بڑے بڑے نامان در بند موجود ہین سب پیرٹ مردود ہین پھر مضحکہ کرینگے دم نیرنگ بازی کا بھر لیگے یہ سوچکر شل ابر کے گرجا نعرہ کوہ شگاف کیا آواز دی اے غلامان سامری جلد حاضر ہو مابدولت کو بڑی ضرورت ہو نیلم وغیرہ نے دیکھا کہ یہ کلمہ افراسیاب کا ہنوز تمام تھا کہ زمین سے دھواں نکلا شعلے بھڑکے آواز آئی اے شہنشاہ حاضر غلامان ذلیل کل امورات مین سرکار کے کفیل ہین اب سنے دیکھا کہ چار پتلے قوی تن قوی من زنگی بچے معلوم ہوتے ہین زمین سے نکلے افراسیاب نے اشارہ کیا چارون نے چارون کونون پر اُس طبقے کے اپنے سر لٹکا دیے اُس بارگران کو اپنے سر پر لیا افراسیاب نے کہا اب مابدولت چھوڑتے ہین اُن جوانون نے آواز دی بحکم سامری سرکار الگ ہو جائین غلام بخوبی لیکر چلینگے مقام شرم وحجاب ہے سرکار اتنا بڑا بار اُٹھائین چار غلام اُٹھانے مین تامل کرین اب افراسیاب نے اُس بار عظیم کو اُپر چھوڑا آپ جھومتا ہوا نکلا جب سر طبقہ سے باہر آیا حیرت لپٹ کر رونے لگی کل سردارون نے دوڑ کر ہاتھ چوم پیر قدمون کو بوسے دیے کہا اے شہنشاہ گردون بارگاہ تو ہی سلطنت طلسم ہوش ربا کے لائق ہو کل شاہان ہفت اقلیم پر بحر وقوت مین فائق ہو اٹھارہ سو جلدارون نے افراسیاب جادو کو گھیر لیا حیرت دامن سے لپٹی ہوئی ہجوم عام جیسا اُس مقام لشکر مسلمانان تا بہ شہر نا پرسان تل رکھنے کی جگہ نہین ہے آدمیون سے معمور زمین ہو پشت پردہ چارون غلامان سامری طبقۂ بارگاہ مسلمانان لیے ہوے آتے ہین اب یہ نقشہ نگاہ ناظرین ہوتا ہے

دو کلمہ داستان ندرت بیان صاحب جرات و تدبیر شہنشاہ آسمان جاہ کوکب روشن ضمیر بیان ہوتے ہین

اس سب کو یہ شہنشاہ خیر خواہ مسلمانان شب بھر صفائی قلب سے مرات واقعہ دیکھا کیا خواجہ عمرو کا جانا

اسرار جادو کا افراسیاب کو بہلانا پھر آفت گذشتہ برپا ہونا بلکہ اُسوقت کوکب نے قصد کیا تھا کہ جاؤں جسوقت خواجہ نے نقب مین نخل بدعت کو مارا تھا اور افراسیاب غصہ مین جھپٹا تھا مگر فوراً کوکب پر آئینہ مین آئینہ ہوا کر خواجہ عمرو نے اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھ لیا اور نقب سے نکل گئے اُسوقت کوکب نے آئینہ کو ہاتھ سے رکھا غبار دل مٹایا ہنستا ہوا قصر مراحت سے نکلا اُسوقت خورشید روشن رائے نے پوچھا حضور خیر تو ہے کوکب رو شنضمیر نے ہنسکر کہا میان افراسیاب کی قلعی کھل گئی کیا عمرو کی صفت کردن انشاء اللہ کس زور و شور سے ساتھ یاران زمین کن کے نقب کو طے کیا اسد و مہ جبین کو زنبیل مین رکھلیا اے خورشید روشن رائے طائران سحر کو روانہ کرو جلد خبر منگاؤ ہم جبتک امورات رفع ضرورت مین مصروف ہوتے ہین اور ملکہ بران شمشیر زن کو باغ نگارین مین خبر دو کہ نوز نظر تردد دل مین نہ کرو خوشی کا سامان مہیا ہو خواجہ عمرو نامدار نے بصد کرو فر بحسن تدبیر سے اسد غازی کو رہا کر لیا یہان تک مین دیکھ چکا کہ خواجہ عمرو اپنے لشکر ظفر اثر مین بخیر خوبی پہونچ گئے کوکب رو شنضمیر یہ کہکر ہاتھ منھ دھونے مین مصروف ہوا خدمتگاران کارگزار حاضر ہوے خورشید روشن رائے نے دو طائر بھیجے ایک سمت لشکر ظفر اثر خواجہ عمرو و دیگر بخدمت ملکہ بران اول ذکر ملکہ بران شمشیر زن واجب و لازم ہے آنکو بھی شب بھر باغ مین تڑپنے گذری لشکر تیار خود آمادہ حرب و پیکار باغ مین مل رہی ہے گرد تمام شاہزادیان صبح کو رنگ رو فق چہرے سے ظاہر قلق حکم کی اپنے باپکے منتظر ہے کہ اب وقت قتل اسد آگیا ہمکو جاکر شریک ہونا مناسب ہے افراسیاب بربادی مسلمانان کا طالب ہے یکایک آسمان سے طائر آکر ہوپنچا نامہ اُسکے گلے مین بندھا ہوا ملکہ بران نے نامہ لیکر مضمون پڑھا ہنس پڑی مثل گل کے شگفتہ ہوگئی کہا لو صاحبو خواجہ نے طلسم کشا کو چھڑا لیا افراسیاب خانہ خراب کو داغ دیا صداے مبارک باد بلند ہوئی ملکہ بران نے کہا اب سب ملکر لشکر مین خواجہ عمرو کے چلینگے آج سریر جہانبانی پر جلوس ملکہ مہ جبین الماس پوش ہوگا بحر عیش و عشرت کا جوش ہوگا یہان تو یہ ذکر ملکہ بران شمشیر زن کو جلسۂ عیش مین جانیکی فکر لباس فاخرہ نکلنے لگے سب سردار کپڑے بدلنے لگے مگر وہ طائر جو براے تہنیت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری گیا تھا جو حال مصیبت آل تحریر کر چکا ہون اسکو دیکھکر چشم زدن مین پلٹا کوکب تخت پر آکر جلوہ فرما ہوا ہے جواہرات کی کشتیان نکلوانے کا حکم دیا ہے کہ وہ طائر آکر ہوپنچا کہا اے شہنشاہ غضب ہوگیا افراسیاب جادو کل سردارون کو مع طبقۂ بارگاہ مسلمانان سحر سے بیکار کر کے لیے جاتا ہے غلام نے آنکھون سے دیکھا حالیان لشکر عمرو مین شور گریہ و زاری بلند ہے اُس بارگاہ مین سب سردار کل عیار موجود تھے جب افراسیاب آیا جس طرح عرض کیا اٹھا کر لے گیا یہ سنکر کوکب زانون پر ہاتھ مارکر کہا لو صاحبو غضب ہوگیا عمرو کی کل مشقت ضائع ہوئی عجب غبر و خشت اثر شائع ہوئی مگر مین ابھی جاتا ہون اے خورشید روشن رائے بران کو بھی فوراً لکھو کہ بی بی لشکر کشی کرو افراسیاب خانہ خراب کل سردار و لشکر مع شیخ و شاب

یہ جاتا ہم سب کو داغ تازہ دیے جاتا ہی خورشید روشن رائے نے فوراً ملکہ پران شمشیر زن کو خبر دی ملکہ
پران نے بھی منھ پیٹ لیا یا تو خلعت نکل رہے تھے اُن سب کو پھینکا اسباب سحر اُٹھایا تیاری جنگ ہونے لگی
کوکب روشنضمیر بیتاب و بیقرار حال مسلمانان پر اشکبار سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر مرکب بادرفتار پر سوار ہوا کہ
ایک طائر کاندھے پر آکر بیٹھا چکارا مار کر ایک کاغذ ہاتھ مین کوکب کے دیا کوکب نے اسکو کھول کر پڑھا
طرف سے برہمن رؤئین تن کے مرقوم تھا کہ ای شاہنشاہ گیتی پناہ براے خدا کیسی ہی ضرورت ہو خبردار خبردار قصد جمشید
سے قدم باہر نہ رکھنا اور نہ خدانخواستہ دشمنان شاہنشاہ کے واسطے سامان ذلت کا ہی گردش سیارگان سے امان خورشید
واہ بجاے فلک نیرنگیان دکھاتا ہی صاحبان لیاقت ہی کو ستاتا ہی یہ مضمون پڑھکر کوکب کو پسینہ آگیا قریب تھا کہ
غیرت سے غش آجاے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ اپنے کو ہلاک کرون خورشید روشن رائے نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ
دیا گرد پھر اتصدق ہوا عرض کی خیر ہے چشم زدن مین کیا ہوگیا فلک نے کوئی نیرنگ دکھایا شعبدہ نو کا سامنا ہوا
کوکب نے کہا کہ مسلمانون پر تو یہ اُفتاد افراسیاب ستم ایجاد کی بیداد کل سردار دنکو بقہر و عتاب خانہ خراب کیے
جاتا ہی اُستاد جی نے تحریر فرمایا ہی کہ قصر جمشید سے باہر قدم نہ رکھنا کیسی مشکل ہی عمرو کے کیا کیا مجھپر احسان ہین کہان
کہان اس نے جان لڑائی جان و آبرو بچائی مین اُسکی مدد کو نہ جاؤن منھ چھپا کر بیٹھ رہون مصرع واے برا و گر تماشا ہی
اگر خواجہ عمرو کو افراسیاب نے قتل کیا یا اُسکا ایک موے جسم بھی کم ہوا مین دنیا مین منھ دکھانے کے قابل نہ رہونگا
صاحبان جرأت کیا کہینگے ہر محفل مین یہی ذکر ہوگا کوکب روشنضمیر قابو پرست ہی خواجہ عمرو سے بھائی چارہ کیا
وقت پر اُسکا ساتھ نہ دیا خورشید روشن رائے نے کہا ای شاہنشاہ لقدیر الٰہی سے آپ مجبور ہین برہمن رؤئین تک تاکید لکھا ہی دشمنون کو ذلت کا سامنا ہی مردان عالم کی جان جاے بخت بد روزسیہ نہ دکھاے خورشید نہایت خیرخواہ ہے
حسن تدبیر سے کوکب روشنضمیر کو روکا اور باتون مین اُلجھایا فوراً معرفت طائران سحر پران کو بھی آگاہ کیا صرف
اتنا مضمون لکھدیا کہ برہمن کی تاکید ہے خبردار باغ نگارین سے قدم باہر نہ رکھنا ورنہ خرابی ہوگی یہ خبر وحشت اثر
سنکر پران نے بھی رونا شروع کیا دو ہتڑ پٹنے لگا ہر ایک کا یہی قول تھا یا رویہ کیسا غضب ہے مرہ و بہار وغیرہ
قتل ہون ہم براے امداد نجا سکین پران کہہ رہی ہی کہ صاحبو باپ کے حکم سے گردن تابی ناممکن ہی مگر یہ بھی واضح رہیگا
کہ بعد خواجہ عمرو اگر سر ٹکرا کر جان نہ دی تو نام اپنا ملکہ پران شمشیر زن نہ رکھا لڑ بھڑ کر افراسیاب سے مرجاؤنگی
لیکن روے سیاہ دکھاؤنگی ابھی دو دن گذرے ہین صمصام بدانجام باغی ہوکر افراسیاب کا شریک ہوا
قتل پر میرے آمادہ تھا شاہنشاہ اقلیم عیاری دتا جدار ممالک خنجر گزاری نے کس حسن تدبیر سے مجھکو بچایا
صمصام کو میرے ہاتھ سے قتل کرایا آج اُسپر یہ آفت اور ہم شرکت نہ کرین دنیا کے لوگ کیا کہینگے ہر محفل مین طعن
و تشنیع کرینگے ایسی زندگی سے موت بہتر ہی ہمارا دل کا ہیکو ہو تمھیں ہے نہ حیا نہ حجاب نہ خوف خدا نہ شرم اہالیان دنیا

ان باتون پر ملکہ بران شمشیر زن کے تمام شاہزادیان ناظمان دربہ پریشان و دردمند آنکھین پرآب دلمین حجاب الفون کو پیچ و تاب عجب ہنگامۂ محشر انگیز برپا ہی بران نے کہا یہ پیٹنا رونا بیکار ہی ہے اے خدا آپ لوگ اتنا احسان کرین کہ والد نامدار سے ذکر نہ کیجیے گا مین جاتی ہون جس طرح بنتا ہی ان بہمنون کو چھڑاتی ہون یا قضا لیے جاتی ہی عقل میری جادۂ عدم کھاتی ہی آبرو تو رہ جائیگی ملکہ شگوفہ نے دامن تھام لیا کہا اے گل رعنائے شہریاری وای بلبل حدیقۂ تاجداری آپکے والد نامدار کسی مقام پر افراسیاب بدکردار سے رکے یا کسی فن مین رہگئے ملک مال کا پاس ہوا کسی جنگ مین ہراس ہوا ہمیشہ شیرانہ سینہ سپر کیے رہے آج قصر کے باہر قدم نہ رکھنا گردش سیارگان کا سبب ہے اسمین بھی کچھ مطلب ہے حضور جان کا خوف نہین آبرو کا پاس ہی ساعت سخت شومی بخت بری چیز ہے حضور آبرو اس بحر جہان مین سب کو عزیز ہی چشمون مین ذلیل ہوکر جیا تو کیا زندہ ہی تو ناکام مرگیا تو بدنام موت زلیست دونون خراب حضور کو کب کیا نادان ہین عمرو کے اہالیان نورافشان پر بڑے بڑے احسان ہین کیا وہ احسان فراموش ہین نام خدا صاحب عقل و ہوش ہین ملکہ بران شمشیر زن ان باتون کو سنکر بے اختیار زار زار رو رہی ہی شمک گہر رشک سہرۂ نیسان جاری حالت غشی کی طاری ہچکی لگی ہوئی ہی بات منھ سے نہین نکلتی ہی شمع دل ہی دل مین جلتی ہی مثل تصویر تصور خاموش کھڑی ہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا ایک جوانمرد کو دیکھا تخت زرین پر سوار قوی تن قوی ہیکل صورت صاحب شوکت و جلالت تاج زرین پر سر خلعت فاخرہ در بر آسمان سے اترا سب حیران حیران دیکھنے لگے کہ یہ جوان تاجدار کون ہے وہ نوجوان تخت سے اتر کر قریب ملکہ بران کے آیا بران نے اس پریشانی مین سلام بھی نہ کیا نگاہ حیرت سے دیکھنے لگی اس نوجوان نے سر سینے سے بران کا لگا کر فرمایا اے نور نظر اے چراغ طلسم نورافشان اے نیر تابان کوکب عالیشان یہ کیا حال ہی مجکو نہین پہچانا مین ہون ملک اول مربع نشین شاگرد رشید شاہنشاہ نورافشان پیر بھائی تمھارے والد نامدار کا مین نے خبر سنی کہ افراسیاب جادو ہمارے بھائی کا دشمن ہوا ہی معرکۂ عظیم پڑا ہوا ہی برائے جان نثاری حاضر ہوا بھائیصاحب کہان ہین میری جانبازیان اُنپر عیان ہین ملک اول نے یہ جو فرمایا تانشان اپنا سمجھایا بران شمشیر زن عم نامدار کہکر لپٹ گئی بے اختیار رونے لگی کہا اے عم نامدار غضب ہوگیا افراسیاب بدانجام کل سرداران اہل اسلام کو برائے قتل سمت شہر تا پرسان لیے جاتا ہی والد نامدار پر ساعت سخت ہے مجھپر استاد برہمن کی تاکید ہے کہ جادۂ اعتدال سے قدم نہ بڑھاؤ مقابلہ مین اُس بیحیا کے بجاؤ کیسا مقام غیرت ہو جاے عبرت ہو ایسے سرداران جلیل خواجہ ایسا عقیل جنسے ہر مرتبہ ہماری جان و آبرو بچائی وہ یون بذلت قتل ہوا ہے افسوس ہمسے کچھ نہوسکے یہ سنکر اول مربع نشین نے کہا بیٹا پروردگار چاہتا ہی تو ابھی جاکے سرداران اسلام کو لاتا ہون افراسیاب ناکام بدانجام کے چونا لگاتا ہون تم تامل کرو کیون بیقرار ہوتی ہو بلک بلک کے روتی ہو فراسیاب خانہ خراب کی مجال ہی کہ جو میری زندگی مین قتل کر سکے اگر موت ہی دامنگیر ہی شعر سرنی پیچم ز شمشیر جہید ہرچہ آید بر سرمن

یا نصیب ہو اگر اس ہنگامہ مین مارے گئے نام ہوا نیک انجام ہوا اتنے بڑے بادشاہ گمراہ سے لڑے ہر مقام پر ذکر ہوگا کہ احول مربع نشین مسلمانون پر نثار ہوا نام مردانگی کا روشن کر گیا ای نور نظر جسکا نام باقی ہو وہ زندہ ہے ایک دن مرنا ضرور ہی اسوقت تامل کرنا سراسر قصور ہے اشعار

بس نامور بزیر زمین دفن کردہ اند	کز ہستیش بروے زمین یک نشان نماند
آن پیر لاشہ را کہ سپردند زیر خاک	خاکش چنان بخورد کزو استخوان نماند
زندہ است نام فرخ نوشیروان بعدل	گرچہ بسے گذشت کہ نوشیروان نماند
خیرے کن اے فلان وغنیمت شمار عمر	زان پیشتر کہ بانگ برآید فلان نماند

مگر اے براں خبردار تم میرے تعاقب مین نہ آنا ورنہ انتہا کا ملال ہوگا تمھارے والد نامدار کے بار احسان سے سبکدوش نہین سکتا ہمارے انکے عاشق و معشوق کا باہم راز و نیاز ہی افراسیاب جادو بڑا عجلساز ہی ہمارا وہ بے نیاز کارساز ہی یہ کہکر ملک احول مربع نشین نے ایک ناند سحر سے بنائی قدرے اُسمین پانی سیاہ رول ہاتھ مین مثل تخت اُس ناند مین یہ جوان رستم شوکت صاحب جلالت سوار ہوا کچھ اشارہ کیا وہ ناند چرخ مارتی ہوئی چلی چشم زدن مین آنکھون سے ملکہ براں شمشیرزن کے غائب ہوگئی براں اس حال پر ملال کو دیکھکر حیران و پریشان دعا مین مصروف ہوئی کہ ای خالق کونین میرے عم نامدار کو افراسیاب بدکردار پر منظفر کرنا جاکر افراسیاب کے سحر کو مٹائین سرداران اسلام کو چھڑائین فوراً ایک طائر سحر کو واسطے خبر گیری کے روانہ کیا مگر احول مربع نشین جلالت آئین ناند سحر غائب کیے ہوے اپنے کو نظر سے مثل مردم دیدہ چھپائے ہوے کوہ و دشت و بیابان کو طے کرتا ہوا دم سحر و افسون گری کا بھرتا ہوا اُس مقام پر پہونچا جہان کا حال تحریر کر چکا ہون تحریر نقشہ بارگاہ خواجہ عمرو وقوع افراسیاب سامنے آنکھون کے معلوم ہوتا ہی ناظرین والا تبار پر بالتصریح مفہوم ہوگا کہ افراسیاب آگے آگے ممج مین وہ اٹھارہ سو تاجدارون کے بہ کبر و نخوت موچھون پر تاؤ پھیرتا ہوا اپنے سحر پر نازان و مبدم کہتا چلا آتا ہی کیون اے شہنشاہ نیلم واے شاہنشاہ توسن آج اگر سامری و جمشید زندہ ہوتے ما بدولت کے سحر کی داد دیتے دعواے خدائی سے باز آتے خداوندی بھی سر سجود جھکاتے ایسا بارکون اُٹھا سکتا ہی مین خداوند طلسم ہوش ربا ہون سحر و ساحری قوت و شجاعت مین بیمثل دیکتا ہون اگر دعواے خدائی کرون زیبندہ و سزاوار ہی شوکت و جلالت آشکار ہے سب تاجدارون نے دست بستہ عرض کی جوار شاد فیض بنیاد ہے بجا ہی کسی کی کیا مجال کہ آپکے سامنے سحر و ساحری کا نام لے آپ کا دامن دولت تھام لے حضور صاحب تاج و تخت ہین بیمثل و بے نظیر خوش رو خوش تدبیر زور و ہمت سخاوت و جلالت ریاست و امارت سب آپکے بندۂ درگاہ ہین آپ ہفت اقلیم کے شاہنشاہ ہین آپ کے اوصاف مین یہ اشعار صادق آتے ہین شاعران شیرین سخن فرماتے ہین نظم

گر طوافِ آستاں مین ہو توقف ایکدم		گشت گل پر پڑین موج صبا کی قینچیان	
ہیضۂ فولاد سے نکلے صدائے عندلیب		گلشنِ عارض کو ہو گر شعبدے کا امتحان	
رُعب شوکت سے گلستان مین نہ ائین بند بین		غنچہ سر بستہ کہ سکتا نہین راز نہان	
اسقدر بخشے جواہر وہ کہ جسکی شرم سے		پھینکدے دامن سے الماس کو اک آسمان	
قطرۂ شبنم گہر کی آبرو پیدا کرے		صبح دم دیکھے اگر لطف بہار بوستان	
حکم سے ہر سینۂ صد چاک ہوتا ہی رفو		زخم بھر دیتے ہین شانونکے یہ گیسوے تبان	

اِن اشعار آبدار کو سنکر افراسیاب بہ کبر و نخوت جھومنے لگا کہا بھائی شہنشاہ سلیم اس سے بڑھکے با دولت کی صفت ہی ہمکو تمسے کمال محبت ہی افراسیاب اس کبر و غرور مین تاجداران ہمراہی سے ہنس ہنس کے باتین کرتا ہوا چار کوس راستہ طے کر چکا ہی مگر احول مربع نشین سحر غائب کرکے چلا تھا اس مقام پر پہونچا ایک نخل کی آڑ پکڑکے ماند کو پتون مین نخل کے چھپایا جس بارگاہ کو پتلے اُٹھائے ہوے ہین سحر غائب کرکے احول قریب پڑے کے آیا پردہ اُٹھایا اندر بارگاہ کے آکر دیکھا ستر سو سردار و جملہ عیار سحر سے افراسیاب کے صورت تصویر بنے ہوے بیٹھے ہین نہ ہاتھ پانون مین حس و حرکت نہ آنکھون مین بصارت آنکھین پتھرائی ہوئین سرنگون ملول و محزون احول کے دل پر چوٹ پڑی کلیجہ یہ ساخہ دیکھکر ملکر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ضبط نہ کرسکا بیقرار ہوکے رویا خیال مین آیا کہ ان سب سردارون کا لیجانا تو آسان ہی مگر علم نیرنج و شعبدے کا بھی امتحان ہی افراسیاب خانہ خراب لمین یہ تو کہیگا کہ غلامان کو کب ایسے ایسے صاحبان لیاقت موجود ہین تاجداران ہوش ربا سب مردود ہین اب پتلے اسی طرح راہ طے کرینگے احول اندر بارگاہ کے ان تدبیرون مین مصروف ہو دل سے کہتا ہی افراسیاب بڑا بیوقوف ہی دل ہے یہ باتین کرکے بہت سا ماش کا آٹا اُس دانائے روزگار نے جھولی سے نکالا پتلے ہمشیہ سردارون کے بنائے مسرخ کو تخت سے اُٹھایا تخت پر مسرخ نقلی کو بٹھادیا اسی طرح ہر سردار کے مقام پر تصویرین بنابنا کے بٹھادین اور فولادی پنجے بنائے ایک ایک سردار کی کمر مین پنجہ ڈال کر ہیرون کو حکم دیا کہ فلان مقام پر درۂ کوہ ہی اُنھین لیجاکر جمع کرو فوراً فوراً پنجے فولادی نکال نکال کر لیجاتے ہین اُس درۂ کوہ مین جمع کرتے جاتے ہین یہ بھی واضح رہے کہ سب سردار ان مسرخ اسی سحر مین افراسیاب کے مبتلا ہین ورنہ خود اُڑکر نکلجاتے جلدی مین احول اُنپر سے سحر بھی نہین اُتار سکا اس خیال سے کہ شہزاد پرستان کے قریب پہونچ چکے تھے اتنے عرصہ مین احول نے سترہ سو سردارون کو مع عیارون کے بارگاہ سے نکالا درۂ کوہ مین اُسکے بیرون نے پہونچایا جب کل کو نکال چکا اور دروازہ شہزاد پرستان کا دکھلائی دیا تب خود سحر غائب کرکے نکل گیا اپنی کارگزاری پر آپ نازان چہرے سے بشاشت عیان شادان و فرحان چلا اب ذکر اسکا وقت پر آئے گا

افراسیاب اسی طرح نشۂ غرور مین جھومتا ہوا قبضۂ شمشیر کو چومتا ہوا گرد گرد بیٹھا جاؤ سب کو اشتیاق ہی کہ دیکھو

صاحبو یا تو صرف اسد غازی قتل ہوتا اب جملہ سردار و عیار قتل ہو دینگے ایک ندہ بچیگا آج سے لڑائی کا جھگڑا مٹ جائیگا مرخ و بہار خوب لڑین باغیون نے خوب سر اُٹھایا شاہنشاہ کو ستایا یہ سمجھے کہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے سحر و ساحری مین ہی یکتا ہو دیکھو کیا کارنمایان کیا اٹھارہ سو فاطمان در بند پر اپنی شوکت سحر کو عیان کیا تماشا دیکھنے والون کا ہنگامہ شہر نا پرسان کے گلی کوچے معمور ہزار ہا آدمی کو ٹھون پر مشتاق قتل اسد نامور نگاہین بارگاہ پر کسی کی زبان صداے واہ کوئی آہ کرتا ہی اس باغ پر بہار کے قلم ہونے کا غم بہار کی گرفتاری کا الم کوئی نام باغبان کا لیتا ہی کوئی گلچین کا بیتا دیتا ہی کوئی شاں شبنم گریان کوئی مانند گل خندان تپیوسی اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو چند طبقہ زمین بیچ شہر نا پرسان مین نصب کیا چار دن تپلے نکلکر سامنے افراسیاب کے آئے آداب تسلیم بجالائے افراسیاب چارون کی پشت پر ہاتھ رکھا کہا ہی غلامان سامری کیا کہنا تمھارے اوصاف شایان طلسم باطن کو لکھکر آگاہ کرونگا اپنے ہمچشمون مین آبرو پاؤگے فرغلامان سامری مشہور ہو جاؤگے وہ چارون رخصت ہوے ایالیان شہر محو حیرت ہوے ملازمان افراسیاب بڑھکر پردہ بارگاہ ملکہ مرخ اُٹھایا دیکھا سب خاموش منکے ڈھلے ہوے آنکھین پتھرائی ہوئین مرنگون بیٹھے ہین ملکہ حیرت نے جو بہار کو اس حال حیرت آل سحر دیکھا ہاتھ پھیلا پھیلا کے رونا شروع کیا کہا کیسون بوا بہار تمھارے حمایتی کہان ہین نگوڑا سا ربان زادہ بھی تو پڑا ہے اُٹھکر عیاری نہین کرتا باغبان بھی نگوڑا چپکا بیٹھا ہے بھڑوا ٹکر ٹکر دیکھ رہا ہی گویا منھ مین زبان نہین بی مسخرہ صاحبہ بڑی صاحب شوکت و جلالت ہین ملک سریر سلطنت ہین چارون کو تخت پر بیٹھین چوتڑون کے دلدر جھڑ گئے تمام ہوش ہاین حبنڈے گر گئے یہ کہکر بہار کو کوستی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی کنیزون نے روکا حیرت نے کہا مین نہ مانونگی بہار کو اپنے ہاتھ سے سزا دونگی چوٹی پکڑکر دو چار جوتیان انکے سر پر مارونگی افراسیاب بھی ہان ہان کہا سر ہلا دیا بریق سے اشارہ کیا کہ کسی تدبیر سے بہار و مخمور کو الگ کر لو سمجھا کے تصور معاف کر دونگا دامن بہار گل مراد سے بھر دونگا مخمور کو منظم جلسہ عیش کرنا ہی انچہ گذشت گذشت یہ دونون منظور نظر ہین دل سے انکی محبت نہین نکلتی پھر سرفراز کرونگا سمجھانے چاہا ملکہ حیرت کو بڑھکر روکے حیرت نے کہا اے وزیر اعظم مین اپنا سر پیٹ لونگی کنوین مین گرکے جان دونگی میرے قریب نہ آؤ میرے مقدمین کوئی صاحب دخل نہ دین شہنشاہ اپنا جو نچلا اُٹھا رکھین ابھی تک دل سے محبت نہین گئی بی بہار و مخمور کا پڑا پیار ہی انکی اذیت ناگوار ہی مجھ سے کوئی نہ بولے مین اپنے ملک کی بادشاہ ہون سزا جزا کا مجھکو اختیار ہی خوشی سے چہرہ سرخ بکتی جھکتی اندر بارگاہ کے گھس آئی ملکہ بہار کے جھونٹے پکڑکے کھینچے بالون کے ساتھ سر بھی دھڑ سے گر پڑا حیرت پیٹنے لگی ہے ہے شاہنشاہ نے کیسا سحر کیا میری بہن گل گئی یہ کہکر ہاتھ پکڑا ہاتھ بھی ہاتھ مین آگیا موم کا خواص ہوا سب اعضا الگ الگ ہو گئے حیرت غل مچانے لگی ہاے شاہنشاہ دوڑو میری بہن کے اعضا کو کیا ہو گیا سر کہ ملا کر سحر کیا تھا سب اعضا گل گئے چارون گیا اتو کنیزون نے ملکہ حیرت کے سنبھالنے کو دوڑین اندر بارگاہ کے گھس آئین یہ گتھی ہوئی مار نگوڑی بانو

جب ہماری بی بی کی بہن ملکہ بہار گل گئیں یہ بھی سب سڑ گئے ہونگے جنکے جسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا گویا دستگیر ہوئی ہاتھ پکڑنے کی لاج نہ کی ہاتھوں کا عجیب حال پایا اب تو کنیزوں کا جسم تھرتھرایا ہنگامہ ہوا کہا اہی شہنشاہ آپ خود اندر تشریف لائیے گنہگار وں کا حال تو ملاحظہ فرمائیے اتبوکل سردار مع شاہنشاہ اندر بارگاہ کے آئے بچشم دیکھا سب ماش کے آٹے کے پتلے تھے اس حال حیرت آل کو دیکھکر افراسیاب جادو کو سناٹا آگیا توسن وسیلم نہایت مقرب ہین قریب کھڑے تھے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہی کیا مسلمان جو فروش گندم نما ہین ماش کے آٹے کا خرمن جمع ہوگیا مگر شاہنشاہ یہ کسی بدمعاش کا کام ہی بڑی دانائی کر گیا نہ خود ظاہر ہوا داغ دل پر دھر گیا نہیں معلوم جن تھا یا انس تھا ہمارا آپکا ہمجنس تھا غلطی آدمی کا یہ کام نہین ہی ایسی باتین کرکے پھر اسی طرح مضحکہ کیا جیسا بروقت رہائی اسد غازی مسکرائے تھے کلمات طعن آمیز زبان پر لائے تھے افراسیاب جھلاتا ہوا بیرون بارگاہ آیا کتاب سامری دیکھی غصہ مین آیا آستینین چڑھائین تھرتھرکانپا قبضہ پر ہاتھ ڈالا دوڑ کر حیرت لپٹ گئی کہا شاہنشاہ کچھ حال تو ظاہر کیجیے کیا معرکہ ہی یہ کس نے شعبدہ کیا ہی کسکی موت آئی ہی افراسیاب نے کہا صاحب ابین تمھارے کہنے سے طبقہ کو تپلوں کے سپرد کرکے سرداروں سے باتین کرتا آگے بڑھ آیا تھا میان احول آکر اپنا شعبدہ دکھا گئے سرداروں کو گئے ابھی تک فلان درہ کوہ پر نہین پہونچے سرداروں کو درہ کوہ مین رکھا ہی سحر میرا نہین اُتارا ہی اُسوقت تمنے پریشان ہوکر یہ جھگڑا ڈالا اگر بادولت کے دوش پر ہوتا ایک نمس آکر بیٹھتی مجکو دریافت ہوجاتا ٹانگین چیر کر پھینک دیتا اتنے عرصہ تک وہ بارگاہ مین رہا اپنا کام کر لیگیا خیر سمجھا جائیگا مصرع صید را چون اجل آید پے صیاد رود پھر سنکر تمام تاجداروں مین غریو واہ واہ کا بلند ہوا افراسیاب دردمند ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پرپرواز پیدا کرون داراب ظلمانی ملازم ماہیان زمردپوش کا برابر کھڑا تھا قدمون سے لپٹ گیا کہا شاہنشاہ آپ کا جانا مناسب نہین ہی اگر کوکب ہوتا البتہ ہم آپ کو جانے دیتے یہ کہکر پرپرواز پیدا کرکے بجوش و خروش روانہ ہوا افراسیاب غصہ مین تُل رہا ہی میدان خونی درہم وبرہم کوئی کہین گیا کوئی کہین گیا کوئی گوشہ گیر ہوا کوئی حیرت سے دام غم والم مین اسیر تھا دارین سرنگون جلادون کا غم سے کلیجہ خون خراج گزار بھی روانہ ہونے لگے دوکانین تباہ اسباب جابجا پڑے رہگئے شیرین فروشون کی بھٹیان ٹوٹی پڑی ہین ہر طرف سناٹا لوگ آپسمین باتین کرتے چلے جاتے ہین قہقہے لگاتے ہین بعض کہتے ہین کہ یار وہ ہونا تھا ہوا اب ناحق کد و کاوش ہی افراسیاب کی بیکار کوشش ہی عمر پڑا عاقل ہی فن عیاری مین کامل ہی کس تکلف سے بالائے گنبد نور پہونچا اسد دمبہ جبین کو لیگیا ایک دن یہ طرح لوح حاصل ہوجائیگی در بند تباہ ممالک ویران رعایا حیران و پریشان ہوگی جنے ساحران عمدہ ہین تمرو کے شریک ہوے طلسم کشا بھی اب سامان سلطنت درست کریگا اتنک مرخ و بہار کو یہ ملال تھا ہر دم اسکا خیال تھا کہ افسر سر پر نہین لوح کسکے لیے تلاش کرین وہ سب طلسم کے راز دار ساحران نامدار ہین نشان

لوح کے دریافت کرکے طلسم کشا کو بھیجا ہیگے دیکھنا اُدن بھی شہنشاہ سر پیٹتے ہوے آئینگے بعض کہتے ہین بھائیو جو مسلمان ہوگیا اچھا رہا ہمکو خوف افراسیاب نے تباہ کیا بیکار کے گمان ہین کہ شہنشاہ زندہ نہ چھوڑینگے اوروں کا کیا کیا ہم تم بھائی خوف مین خاموش رہے اب اجب لازم ہو دل اپنا اپنے فعل پر نادم ہو افراسیاب سے سرماسے کہا میلے کو جاؤ سرداروں کو روکو پیر بھائی مرا گیا ہو سب کو لیکر آتا ہے آج ہمارا کل کو قتل کرونگا اب کیا مسلمانون کو زندہ چھوڑونگا سرما ہرچند روکتا ہو کوئی نہین مانتا وہ جو عیارون نے سرما و ابریق ومصور وغیرہ کے سحر صرف کیے تھے اُسمین لاکھون جہنم واصل ہوے رونے پر وزیر اعظم کو باندھ دیتے ہین وزیر اعظم قتل ہوے لیکن اگر بڑا نفع ہوا اب کیا منظور ہو سمجھا کیا ضرور ہو سرما مجرم کا بیتابے کبھی غصہ مین جواب دیتا ہے یارو ابھی سب مسلمان گرفتار ہوکر آئینگے اسی میدان خونی مین مارے جائینگے وہ جواب دیتے ہین اب حضور فیصل کرین آپارلوگ جلسے مین آئینگے ہرصورت بھی ندگھائینگے شہر ناپرسان کا تو حال ہی ہر روز ناکسی کے دل پر ہجوم غم و ملال ہو مگر احول مربع نشین جلالت آئین قریب کوہ کے آیا ناند سے نکلا قصد ہوا اندر درۂ کوہ کے جاؤن مسلمانون پر سے سحر اتارون قریب درۂ کوہ کے نہ پہونچنے پایا تھا کہ آسمان پر سے نعرہ ہوا منم داراب ظلماتی احول نے دیکھا ایک ساحر سیہ فام للکارتا ہوا اتنی جلدی اُترا کہ احول درۂ کوہ تک نہ پہونچ سکا داراب کو دیکھکر پلٹا اُس سنگدل نے اُترتے اُترتے احول پر گولہ مارا احول نے رول جھائی تھا گولے پر لگا یا گولہ اُلٹا پلٹ کر سر پر داراب کے بیٹھا شعلہ ہاے آتشین نے ناری کو گھیر لیا ملک احول جھپٹا کہ جاکر اسکی مشکین باندھ لون یا سر کاٹ لون داراب شعلہ ہاے آتشین مین مثل ماہی بے آب تڑپا باران سحر برساتا ہوا اندر سے آگ کے نکلا مگر آبلے تمام جسم پر بیچارے کے پڑگئے آبلون سے وہ لنگور شکل خوشۂ انگور اُن آبلون مین جلن سارا باکپن بھولا جسم پر تازہ گل پھولا اُس گرمی مین سیاہ رو بقہر و غضب تمام تیغہ کھینچکر احول پر جا پڑا اُس نے آگ بھڑکائی تھی یہ برس پڑا کئی ہاتھ تیغۂ سحر کے لگائے احول مرد سپاہی پھنکیت ہو سب چوٹین خالی دین مثل شیر غضبناک نعرہ کیا اور بیمایا شعر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن ۔ ہمہ شادی ازدل فراموش کن ۔ نظم مصنف

ذرا ضرب مردانِ عالم تو روک	سپاہی کو اور بیمایون نہ ٹوک	منم فارس عرصہ گاہ نبرد
منم صف شکن پہلوان شیر مرد	منم ناصر میرخ ذی حشم	منم قاتل کافر بدشیم
منم افتخار یل پیلتن	ہنر بر دمان رستم صف شکن	بہ بین ضربت تیغ پر آب و تاب
من آنیم سر کوب افراسیاب	فضا کے تو پنجہ مین اب آگیا	ترے دل پہ ابر الم چھا گیا
نہ جان اپنی او بیمایا مفت دے	مسلمان ہو جا گیر اسلام لے	نہین تو ترا سر ہو اور میری تیغ
جہنم مین جائیگا تو بیدریغ		

نعرۂ شیرانہ کرکے تیغۂ خارا شکاف نیام انتقام سے کھینچا اُسکا وار روک کر داہنا قدم آگے بڑھایا پیترے سے مگر کو تباکر سر پر اُس خود سر کے ہاتھ مارا رویئے سپر کو چہرے کی پناہ کیا معلوم ہوتا

تھا بخت سیاہ کا سا سناہوا یا نیل کا ٹیکا ماتھے پر چڑھا آئینہ شمشیر مین جلوہ عروس مرگ دیکھا تیغہ قضا تڑپ کر گرا سپر کے دو ٹکڑے خود سر کاٹ کر تلوار نے زمین پر بوسہ دیا مرتے ہی دارا اب ظلمانی کے اندھیرا ہوگیا آواز ین مہیب ائین بیرون نے لاکھ تدبیرین کین کچھ بن نہ پڑا آواز آئی کشتی مرا نام من دارا اب ظلمانی بود ادھر تولاشۂ دارا اب زمین پر گرا سر شق ہوا ایک طائر سیاہ رنگ مثل زاغ پیدا ہوا زفیلین مارتا ہوا طرف افراسیاب کے چلا یہان احول اسکو قتل کرکے نہر پر آیا تیغہ پاک کرکے کمر سے لگایا چھینٹین خون کی جو زرہ پر پڑی تھین انکو دھونے لگا یہان افراسیاب سناٹے مین کھڑا دیکھ رہا ہے تا جدار سوار ہو ہو کے چلے جاتے ہین میلے والے سرکشی دکھاتے ہین افراسیاب غصہ مین کہا ای وزیر اعظم نہ روکو سب کو جانے دو پھر بھر مین سب اہالیان دربند کو بلوا لونگا جشن عام کرونگا یہ کلام ناتمام تھا کہ آسمان سے طائر سیاہ نمایان ہوا حیرت نے گھبرا کر کہا شہنشاہ دیکھیے یہ طائر کیسا آتا ہے صورت رنج والم کی دکھاتا ہے وہ طائر بعجیل زفیل مارکر کاندھے پر افراسیاب کے آبیٹھا افراسیاب گھبرا کر پوچھا اے طائر صحرائی میرے پر بھائی پر کیا گذری طائر نے ایک چیخ ماری پردن سے سر مٹا زمین پر گرا طائر روح اسکا قفس جسم سے پرواز کر گیا خبر وحشت اثر نہ کہہ سکا افراسیاب نے کہا دارا اب پر کوئی افتاد پڑی بیشک کوئی خرابی ہوئی یہ کہکر کتاب سامری اٹھائی مضمون پڑھکر کچھ منہ سے نہ کہا پر پرواز پیدا کرکے چلا حیرت نے آواز دی شہنشاہ مین بھی ہمراہ چلون دشمن کا کام تمام کرون افراسیاب نے کہا خبردار جو میرے تعاقب مین آئیگا سزا معقول پائیگا یہ کہکر غائب ہوا دنیائے ناپائدار کا عجب عالم ہے کبھی عیش کبھی غم ہے دنیا کیا کسی کی جاگیر ہے موت ہر وقت دامن گیر ہے بچشم خیال اگر دیکھا جائے تو قضا خود ہر شخص کی نگہبان ہے جب محافظ حفاظت سے ہاتھ اٹھائے نگہبان ہی دشمن ہو جائے انسان ضعیف البنیان کیونکر بچے موت سے کسکو چارہ ہے ایسے خون سے دل پارہ پارہ ہو ملک الموت کا قاطع لذات نام ہے مجمع کا متفرق کرنا اسکا کام ہے سہاگن عورتونکو بیوہ کیا بھائی سے بھائی جدا ہوا ضعیف باپ نوجوان فرزند کی لاش پر روتا ہے رونے پیٹنے سے کیا ہوتا ہے جس معشوق کو پہلو مین سلاتے ہین اسکو مکان تنگ تاریک مین بند کرکے چلے آتے ہین نظم

ما سازی زمانہ کیے کہان کہان تک	بیزار ہوگئی ہے جسم حزین سے جانتک
رکھکر لحد مین مردہ کو ئی نہ پاس ٹھہرا	خویش و عزیز سارے بس تھے فقط یہانتک

اب ان فقرات عبرت آمیز سے مصنف کی مراد ظاہر ہوگی کہ وہان افراسیاب کی آواز آئی زمین مثل گہوارے کانپی طائر گھبرا کر اپنے اپنے آشیانون سے اڑے اژدرون نے مسکن چھوڑے پتون نے محبت شجر سے منہ موڑے پہاڑون کے پتھر گرنے لگے کل صحرا مین تلاطم شیران دشت کے ہوش وحواس گم اس زور شور سے افراسیاب جا دیہونچا احول مربع نشین قدم نہ بڑھا سکا افراسیاب للکارا کیون احول میرا حال نہ معلوم تھا شہدہ کرکے میرے گنگا رو کو

نکال لایا اگر جان کی خیر چاہتا ہے میرے قیدیون کو حوالے کر دیکھ اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر احول نے جواب دیا او مغرور کیا بکتا ہے مردان عالم مرنے سے کیا ڈرتے ہین جو کچھ کرتے ہین سمجھ کے کرتے ہین افراسیاب جادو نے سنگریزہ اٹھا کر مارا احول پر پتھر برسنے لگے اُس فلک شکوہ نے پتھرون سے اپنے کو بچایا ایک پتھر زمین پر پڑا اُسکے ٹکڑے اُڑ گئے ایک پتھر سینہ پر افراسیاب کے پڑا ضرب سے اُنکی چوتڑون کے بھل زمین پر بھد سے گرا احول نے قہقہہ مارا کہا او نمکحرام بدانجام سنبھل مین آپہونچا یہ کہکر جھپٹا جب تک افراسیاب جادو خاک سے اُٹھے ایک رُل افراسیاب پر مارا سر پر افراسیاب کے پڑا کڑاکے کی آواز آئی افراسیاب کو تیور آگیا مگر یہ تو ملعون وہ سخت جان ہے کہ اسکا مرنا دشوار ساحر غدار جبتک لوح طلسم کشا کو نہ لے مرنا اسکا مشکل ہی سحر و علوم نیرنگ مین بھی کامل ہے حکمایان شہر اقین کا یادگار ساحر کامل اُٹھارہ سو ملک کا سردار رول کھاکر بقہر و غضب تمام اُٹھا تیغہ برق مثال کمر سے کھینچا اژدہا غار سے بل کر کے نکلا بڑی دولت اُٹھائی سر مین چوٹ کھائی ہو جب مثل خوب سر کوبی ہوئی اب سر کی کھاکر خیرہ سر سنبھلا سودائے غرور سر سے نہ نکلا افراسیاب خانہ خراب تیغہ سحر کھینچکر چلا نعرہ کوہ شگاف کیا نعرۂ افراسیاب

مرا نام ہی شاہ افراسیاب		دلیرون کو ہے مجھسے شرم و حجاب
مرے آگے قطرہ ہی اک رود نیل		زمانے کا مین اپنے جمشید ہون
نہین کوئی عالم مین میرا نظیر		مری اوج سے پست ہی چرخ پیر
اگر سحر پڑھکر اشارہ کردن		بکبر و نخوت تمام کلمات غرور آمیز
فلک کو زمین پر ابھی کھینچ لون		

قریب احول کے پہونچا ہاتھ تیغہ کا مارا اُسوقت بھی احول نے خوب خوب سحر کیے افراسیاب پر آگ برسائی مگر موت دامنگیر تھی تیغہ سحر افراسیاب پڑا اُس بہادر بے نظیر کا سر کٹ کر زمین پر گرا زمین سے خاک اُڑی صاف ظاہر تھا کہ زمین احول کے غم مین خاک اُڑاتی ہی کوہ و دشت سے رونے کی صدا آتی ہی تیتھر آپسمین سر ٹکرانے لگے سوز غم مین تیتھر کے کلیجے سے چنگاریان نکلتی تھین گھاٹیان جلتی تھین نخل دشت شاخ سے سر پیٹنے لگے پتون نے کف افسوس ملے ہر شے کی حالت تباہ ہر شجر بشکل آہ ہنگامہ گیر و دار بلند طائران صحرا در و مند اس بہادر کا لاشہ زمین پر گر کر تڑپا لحظہ خاطر سامعین رہے جو ساحر کے مرنے کی صدا آتی ہی کشتی مرا نام من فلا بود یہ آواز نہین آئی انجام اس آواز نہ آنے کا انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا ناظرین حظ اُٹھائینگے بہت پسند فرمائینگے مگر افراسیاب خانہ خراب جوش قہر و غضب مین تاج کو سنبھالتا ہوا تلاش مین مسخ وغیرہ کی درہ کوہ مین آیا انتہا کا وہان اندھیرا پایا افراسیاب جادو کو حیرانی نے گھیرا مشعل سحر کو روشن کرکے وہ تیرہ بخت دیکھنے لگا کسی سردار کو اُس درہ کوہ مین نہ پایا مثل غول صحرائی بڑی سختی اُٹھائی پہاڑ کے اندر دوڑتا پھرتا ہی کبھی ٹھوکر کھاکر گرتا ہی جب سردارون کو کسی مقام پر نہ پایا زمین پر پیر پٹکنے لگا حیران تھا کہ یہ کیا غضب ہوا گنہگار میرے کیا ہوے آخر بدحواس ہوکر بیرون درہ کوہ آیا ران پر

ہاتھ رگڑکے دیکھا معلوم ہوا بران شمشیر زن دختر کوکب نکالکے لیگئی اور حقیقت مین معرکہ یہ ہوا کہ جب افراسیاب جادو احول سے لڑائی مین مصروف ہوا اتنے عرصہ مین ملکہ بران شمشیر زن سحر تو جلدی مین نہ اتار سکی بلکہ مردارید کو تخت پر ڈال کر باغ نگارین مین لیگئی افراسیاب کو جو یہ معلوم ہوا تو بہر وغضب مین یہ کہتا ہوا چلا کہ آج دختر کوکب کا ستارہ گردش مین آیا میرے ہاتھ سے قضا تجھے میرے گنہگارونکو لیگئی مجکو داغ دے گئی غصہ مین چلا یہان ملکہ بران شمشیر زن سردارون کو لیکر باغ نگارین مین پہونچی وسط باغ مین چبوترے پر لاکر اُتارا قصد ہوا سب کا سحر اُتارون مگر دیکھا سبکے منکے ڈھلے ہوے آنکھین بند بیہوش کلام کرنے سے معذور نہ عقل نہ شعور سب سے زیادہ عیارونکو بلا مین مبتلا دیکھا خواجہ عمرو کا لباس پارہ پارہ جسم پر آبے اول ملکہ بران قریب خواجہ عمرو کے آکر بیٹھی سحر کرنا شروع کیا مگر سحر افراسیاب خانہ خراب کا بھی دفع ہونا دشوار ہی بران نے جوڑے سے اختر مردارید نکالا پیشانی پر اپنی نشر ارادہ خون اختر پر ڈالا مردارید کو لعل بے بہا بنایا حوض مین سے پانی لیکر ایک سر مین چند غوطے اختر مردارید کو دیے آبروے مردارید پانی مین شریک ہوئی اُس پانی سے منھ خواجہ عمرو کا دھلایا کلمہ پڑھکر خواجہ نے آنکھ کھولی بالین پر اپنے بران شمشیر زن کو دیکھا پوچھا یہ نور نظر کیا مقام ہی ہم یہان کیونکر پہونچے بران نے کہا خواجہ خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا افراسیاب آپ سب صاحبون کو گرفتار کرکے لیچلا تھا عم نامدار احول مربع نشین ذی وقار نے آپ سب صاحبون پر جان اپنی نثار کی لونڈی آپ سب صاحبون کو اُٹھاکر اپنے باغ مین لائی مگر اُٹھکر گنوارے ہوجیے افراسیاب آیا چاہتا ہی صرف عیارون کا سحر ملکہ بران شمشیر زن اُتارنے پائی تھی اب طرف سردارون کے متوجہ ہوئی کسی قدر اُتارا ہی کسی قدر باقی ہی کہ آسمان پر سے افراسیاب جادو کا نعرہ ہوا پکارتا ہوا کہ او چھوکری کیونکر قضا دمنگیر ہوئی ہی آج تیرے قتل کی تدبیر ہوئی ہی میرے گنہگارون پر دست انداز ہوئی تمھارے چچا جان کو تو مار ڈالا لاشہ اُسکا پڑا پھڑکتا ہی جاکے اُنکے دفن کفن کی تدبیر کر یہ کہتا ہوا کف مخدوے جاری زمین پر آیا بران نے بڑھکر مقابلہ کیا سرداران بیہوش کو پشت پر لیا ملکہ مسخ وبہار ہوشیار ہو چلی ہین دیکھ ہی ہین کہ بران و افراسیاب سے سحر چلنے لگا بران نے یہ آیت تمام سینہ اپنا سپر کردیا ہی چاہتی ہی مین قتل ہو جاؤن مگر ان سبکو بچاؤن افراسیاب کے سحر الامان الامان زمین تھرائی آسمان سے آگ برسنے لگی باغ نگارین کیسا پر بہار تھا نرگس نے گھبراکر آنکھین بند کرلین کہ بربادی باغ ندیکھون سنبل بصد پریشانی بالون کو کھولے مصروف دعا طفلان غنچہ کو بیکلی کہ ایسے باغ پر بہار مین یکایک باد خزان چلی سرو کھڑا کانپ رہا ہی باغ سے نکلجانے کی فکر عندلیب لگے بانگل قمری کا طوق گلوگیر عوض کوکو کے آہ وزاری کی تدبیر سوسن کی زبان مین کانٹے پڑے خار پھولون سے اُلجھنے لگے سنبل کو شغل آہ وزاری طائر مصروف بیقراری رنگ باغ دگرگون بید مجنون کو جنون عشق پیچان کو پیچش اُلجھن مین خاطر مشوش بران باران سحر برساتی ہی باغ کو صرصر گرم سے بچاتی ہی مگر جھونکون سے ہوا کے آواز گریہ وزاری آتی ہی عندلیب خوش نوا بصد

رنج و الم یہ غزل گاتی ہی غزل — بنانے سے یہ مطلب ہمنے پایا — مٹانے کے لیے ہمکو بنایا
بشکل اشک ہون ناقدر و بیقدر — وہ گوہر ہون کہ کھویا جنے پایا — نہ طعنہ تھا نہ شکوہ تھا مرا نام
عجب ہی تیرے لب پر کیو نکر آیا — سر شک چشم کوئی آبلہ تھا — جو نشتر نوک مژگان نے لگایا
وہ مشتاق شہادت ہی دم ذبح — گلے سے مجکو خنجر نے لگایا — نہ اُٹھا گر کے آنسو کی طرح سے
عدم کا لطف ہنسنے نے دکھایا — ہوا سرمہ بھی شائد حسن اغیار — جو ایسا تیری آنکھون مین سمایا
مزا جوش محبت نے یہ بخشا — گلہ بھی فکر ہو کر لب پر آیا — ہوئی جھوٹی قسم کھانی جو منظور
خوشا قسمت مین انکو یاد آیا — مگر واعظ بھی کوئی درد دل ہی — کہ بیٹھا آپ اور مجکو اُٹھایا
نسیم اعدا سے شکوہ کیا لازم مگر — ہمین ہارون نے مٹی مین ملایا — بلکہ مہرخ و بہار یہ حال پر ملال دیکھکر

چاہتی ہین اپنے مقام سے اُنھین بران کے ساتھ جنگ مین شریک ہون مگر دست و پا بیکار زبان کو لکنت صاف دہن تنگ پر مُہر خاموشی ہوشیاری پر غالب بیہوشی اُٹھنے کا قصد کرتی ہین دل بیٹھا جاتا ہی غش چلا آتا ہے ضعف کو قوت ناطقی کو طاقت آئینہ رخسار پر حیرت چہرے سے ظاہر نقاہت دو تین سحر ملکہ بران شمشیرزن نے افراسیاب کے دفع کیے قہر و غضب کے تیر سینہ پر لیے بارہ سو کنیزین افراسیاب پر سحر کر رہی ہین آنکھون کے اشارے سے افراسیاب ہر ایک کے سحر کو ٹالتا غصہ سے آنکھین نکالتا ہی ہر مرتبہ کہتا ہی کہ سامنے سے ہٹو گنہگارون کو قتل کرنے دو مگر بے چارہ طرف سے گھیرا ہے کئی سو نے اپنی جان دی لاشے زمین پر تڑپ رہے ہین گویا ستارے خاک پر پڑے ہین افراسیاب بیچین ہٹ ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا سامری کہکے نعرہ کیا ملکہ بران شمشیرزن مع اپنی بارہ سو کنیزون کے زمین پر گری زمین نہ جھولیان سحر کی بل گئین افراسیاب تیغہ کھینچکر چلا کہ ان سب کو قتل کرون ایک کو زندہ چھوڑون کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے مین آ پہونچا نظم

ہنر بر دمان کوکب نامور — منم قاتل کافران جہان — منم ماہ افلاک علم و ہنر
دلیر و عدو کش شہ بے نظیر — لقب یافتم خاص رد شنضمیر — یل صف شکن صاحب عزو شان
انین خواب خرگوش بیدار باش — خبردار سازم کہ ہشیار باش

افراسیاب نے دیکھا کوکب بسطوت و صولت تیغہ برقی مثال ہاتھ مین سامنے افراسیاب کے آیا بران و مہرخ وغیرہ جو زمین پر تڑپ رہی تھین اُنکو پشت پر لیا افراسیاب بڑھکر وار کیا کوکب نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا شعلہ ہاے آتش دونون کے سحر سے اُڑنے لگے کبھی کوکب برج آتش مین چھپ گیا بران سحر پیسے نکلا کبھی افراسیاب برج خاکی مین مخفی ہوا دو چار سحر آپسمین چلے تھے کہ افراسیاب نے نعرہ کیا ارے کوئی ہی حاضر ہے ہرچند کہ افراسیاب سرحد غیر مین آیا ہی مگر طلسم ہوش رُبا حقیقت مین مقام ہوش جاہا ہی نعرہ کرتے ہی افراسیاب کے ایک پریزاد نہایت حسین شمشاد قد خورشید خدکشتی ہاتھ مین چشم زدن مین سامنے افراسیاب کے آئی

اُسمین ایک تابکمال بجواہر رکھا تھا فوراً افراسیاب کے سر پر رکھدیا اور خود غائب ہوئی اب تو چہرہ افراسیاب کا کالا رخ ہوگیا چہرے پر جرأت کے آثار ہویدا شجاعت و شوکت ناصیہ سے پیدا تلوار پکڑکے کوکب پر جا پڑا کوکب نے چاہا تلوار تلوار کو روکون عکس تاج کا پڑا آنکھین جھپک گئین تلوار سر پر کوکب کے پڑی سر زخمی ہوا کوکب پیچھے ہٹا افراسیاب نے کوکب کو سایہ مین تلوار کے لیا چاہتا ہی کہ ہا تھ مارے کوکب جب اُف کرتا ہی ایک شعلہ بھڑک کر سامنے افراسیاب کے آتا ہی افراسیاب کچھ پڑھکر اُسے بجھاتا ہی پھر بڑھتا ہی مگر کوکب پر وقت تنگ تاج کے عکس نے کوکب کو پریشان کیا ہی لیکا یک ایک نخل بلند سے آواز آئی ای شہنشاہ کیا کہنا تجھ سا یہ سامری و جمشید کا رہی دشمن تیرا خفا شکست سے منم ملکہ حیرت جادو افراسیاب نے دیکھا صاف ظاہر ہوتا ہی کہ حیرت آسمان سے اُتری شاخ نخل بلند پر ٹھہری ہے ڈوپٹہ سنبھالتی جاتی ہی ہاتھ مین اسباب سحر شاخ نخل سے کودی افراسیاب نے کہا ملکہ قریب نہ آنا کوکب سحر کرتا جاتا ہی مین نے زخمی کرکے یہ سبل کیا ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ ع دو دل یک شود بشکند کوہ را پیتی ہوئی قریب پہونچی دریا یک افراسیاب کی جھپکی تھی کہ نعرہ کرکے حلقہ ہاے کمند ہاے آواز دی منم ہزیر دشت طراری نہنگ بحر عیاری طرار دخنجر گزار خواجہ عمرو نامدار چودہ حلقے کمند کے گردن مین افراسیاب کی پڑے ارے کہکر پلٹا عمرو نے حباب بیہوشی منھ پر مارا افراسیاب چرخ کھاکر زمین پر گرا عمرو نے آواز دی ای شہنشاہ لینا کوکب تلوار لیہو ہی جھپٹا لیکا یک مین شق ہوئی ماہیان زمرد پوش بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی زمین سے نکلی نکلتے نکلتے ہاتھ مین دانے ماش کے تھے کوکب پر پھینک مارے کئی خنجر ٹوٹے پیکان تیر کے مجسم پر کوکب پڑے کوکب انکے دفع کرنے مین مصروف ہوا ماہیان نے پنجہ مین افراسیاب کو دبایا دونون پانون مار کر غرق زمین ہوئی صاف مثل برق تڑپ کر نکلگئی ماہیان کے آنے سے عمرو گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا تھا گلیم اُتار کر اپنے کو ظاہر کیا کوکب دوڑکر خواجہ سے لپٹ گیا کہا ای شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم ماشاءاللہ کیا اسوقت کارنمایان کیا اسوقت افراسیاب خاتمہ کردیا تھا سر پر اُسکے تاج طلسمی پریزاد رکھ گئی تھی ای خواجہ افراسیاب نہایت صاحب فتیلہ ہے عکس تاج کے آنکھون مین اندھیرا آنے لگا بڑی قباحت تھی جان بچنے کی اور کون صورت تھی خوب آپسمین خواجہ شہنشاہ کوکب بغلگیر ہوے ہاتھونکے بوسے لیے سب سردار مع ملکہ ہران بیہوش پڑے تھے خواجہ نے کہا ای شہنشاہ انپر سے سحر اُتاریے ہوشیار کیجیے کوکب نے کہا خواجہ اتنا تو مژدہ سنا دو کہ اسد و مہ جبین قبضہ مین آگئے عمرو نے کہا ای برادر بجان برابر یہ شب شب قیامت ہی ماران کے ساتھ تعب سے راستہ جا بجا مسدود منتظم موجود فراسیاب نے جو کام کیا ساتھ پختگی و مضبوطی کے یہ مجال نہ تھی کہ اس راہ پر خوف کو کوئی طے کرتا رب اکبر نے پہونچایا شکر ہی کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و ملکہ مہ جبین کو چھڑا لایا کوکب رو شنضمہ کا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا پلٹ کے حکم دیا کہ قصر جمشید سے فلان صندوق مین شیشہ آب دیدۂ سحر موجود ہی اُسکو بہت جلد لاؤ

ملازمان باآبرو و خیرخواہان خوشرو فوراً شیشۂ آب نایاب کولائے کوکب نے اُسی پانی سے منھ مُہرخ وغیرہ کے دُھلائے چہرے سرداروں کے مثل آفتاب روشن ہوگئے گویا آبِ حیات تھا فوراً اُٹھ بیٹھے سب سرداروں کے بعد کوکب نے اپنے گوہرِ بے بہا کا منھ دُھلایا یہ ان سبھی اُٹھین ملکہ مہرخ و بہار و نافران و شکیل جادو و رعد و برق و ملکہ سرخ موے کا کلکشا و خورشید زرین سحر و باغبان قدرت و معمار قدرت وغیرہ اُٹھے آپسمین گلے ملنے لگے وہی باغ نگارین جو ابھی محل رنج والم تھا اب قدرت سے باغبان قضا و قدر کی پر بہار ہوا شاخین جھومین درختون نے سرکشی کی غنچے مسکرائے پھول رنگ لائے نرگس کی انکھڑیان نشیلی ہر شاخ نخل رنگیلی سنبل کی زلفین لہرائین سوسن نے ہولیان گائین بلبلون کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قہقہے سوسن کی زبان درازی دیکھکر طائران خوش الحان کو تاب نہ آئی یہ اشعار زبان پر جاری کیے شعر بیت

کچھ خبر دیتی ہی فریاد عنادل باغ مین — کوئی پھولیگا شگوفہ آج اے دل باغ مین
موت کا سامان ہے یہ رنگ محفل اغبمن ؛ — زغفرانی پہنے ہی جوڑا دہ قاتل باغ مین
ہنس رہے ہین گل بہ رنگ زخم سنبل باغ مین

دیکھو الفت کے اثر چل تو بھی ایدل باغ مین — یہ تماشہ یاد رکھنے کے ہی قابل باغ مین
نام عاشق اُس سے ہونا تھا جو حاصل اغبمن — آکے فرماتا ہی وہ لیلی شمائل باغ مین
بید مجنون کے تلے ٹھہرا و محمل باغ مین

خوب گلگشتین ہوئین جام مے احمر پیے — تازمان ہوش جو جو کچھ ارادے تھے کیے
اے صبا خود رفتگی مین روی گل کیا دیکھے — چاہیے سیر چمن رنگین مزاجون کے لیے
ہم سے دیوانے ہین کب جانے کے قابل باغ مین

کچھ دنون ہے سربلندی پھر وہی افتادگی — اپنے اپنے وقت پر ہر شے کو ہوتا ہے یہی
نخل عریان منتشر ہے پھول کی ہو گھڑی — آمد باد خزان کیا ہی قیامت خیز تھی
شور محشر بلبلی آہ عنادل باغ مین

کیا خداوند ازل نے حسن کو بخشا فروغ — جلوہ ہوتے ہی روش کے شمع کا گل تھا فروغ
خودنمائی پر جو آیا روے روشن کا فروغ — پرتو رخسار جانان سے بڑھا ایسا فروغ
چاندنی کو ڈھونڈھتا ہی ماہ کامل باغ مین

اسقدر طوفان اُٹھا سب شناور ڈر گئے — باغبان صیاد بلبلین غرق ہو ہو مر گئے
حوصلے دریا دلی کے قہر پر پاکر گئے — بحر اشک بلبل گریان سے جل تھل بھر گئے

خاک دیکھین شاہد گل لطف ساحل باغ مین

لاکھ پھولونسے زیادہ ہین ہمارے دل کے داغ — دیکھتا ہی جب کبھی ہوتا ہے وہ گل باغ باغ
میری باعث منت گلچین سی ہی اُسکو فراغ — سیر گلشن سے شگفتہ ہوگیا وہ خوش دماغ

بوے گل ہی مثل دود شمع محفل باغ مین

سب سرداران نامی وساحران گرامی مثل گل شگفتہ و خندان شکریہ باغبان قضا و قدر بزبان آپسمین ایک ایک سے کہنے لگے کہ اب ہم لوگ اپنی بارگاہ مین جاتے ہین کوکب بے کہا ہم عقب مین آتے ہین دیدار فرحت آثار طلسم کشا سے فیضیاب ہون دشمنون کے دل جلکر کباب ہون ملکہ مہرخ و بہار و جملہ سردار تخت سحر کے تیار ہوے خوشی خوشی سوار ہوے طرفین لشکر کے چلے کوکب ہران و ملکہ اختر بن سہیلان و ملکہ مجلس جادو و ملکہ سکوفہ سحر ساز خوشرو وغیرہ قصر جمشیدی مین آئے بلور چہار دست و خورشید روشن رای کو کوکب نے حکم دیا کہ کشتیان جواہرات کی برای نذر طلسم کشا و پیشکش ملکہ مہ جبین جو لقا آراستہ کرو براے لشکر وردیان عمدہ تقسیم ہون کہ جنکی آب و تاب سے فلک اطلس شرائے ہر ملازم خوشی سے پیرہن مین نہ سمائے ہمارا اور خواجہ عمر و کا چولی دامن کا ساتھ ہو دشمن کا گریبان ہے اور ہمارا ہاتھ ہو کارگزاران شہنشاہی تیاری مین مصروف ہوے ساقی نامہ در جشن رہائی سیدہ جبین

ہی غیرت باغ ہر بر و دشت — کچھ لب سے مرے اُسی لگا دی — ساقی ہین یہ رونق ہای گلگشت
اب دور فلک سے دل ہوا شاد — ہے نام حمل کا مہر آباد — ہین جلوۂ نور بہار کے دن
بدمستی بادہ خوار کے دن — تزئین سمن کے ہین یہ ایام — گلگشت چمن کے ہین یہ ایام
کیا رنگ چمن بہار پر ہے — عالم گل و لالہ زار پر ہے — آتا ہے نظر جو سرو لبتان
شمشاد کھڑا ہی سخت حیران — اور دیکھکے جلوہ ہاے شمشاد — پابند طرب ہے سرو آزاد
ہی وجد فزا نواے بلبل — قربان ترانہ ہاے بلبل — دلکش ہی غضب صداے قمری
کیا چیز ہے ہاے ہاے قمری — باندھے ہی ہوا نسیم کتنی — ہو روح فزا نسیم کتنی
کیا کیا ہی بہار ہا ہی دھوم ابر — آتا ہے مدام جھوم جھوم ابر — چل سوے چمن بہار دیکھین
سیر گل و لالہ زار دیکھین — بیٹھین لب آبجو پہ یک دم — پی جائین سبو سبو پہ یک دم
شاید اسی طرح چین آئے — جی ٹھہرے کچھ اضطراب جائے — پائے دل بیقرار تسکین
مسرور ذرا ہو جان غمگین — ہو چارہ پذیر درد الفت — اُڑ جاے جہان سو گرد کلفت
پامال کرے نہ یون غم عشق — جیسے دے عذاب ہمدم عشق — اس رنج عذاب سے چھٹین ہم

اس حالِ خراب سے چھٹیں ہم	خونناب کہانتک پیے دل	تڑپے ہے شراب کے لیے دل

نغمہ سنجان شاخسار ریاض خوش بیانی و زمزمہ پردازان حدیقۂ سخندانی گلچینان دوحۂ تحریر و تقریر و مصفیان گلشن تسطیر و تبییض غنچۂ انجمن مشتاقان مین یون چہچہے کرتے ہین شعر مرتب کن جشن این داستان؛ چنین می نگارند باعزوشان؛ شہنشاہ خنجر گزاران و سرپرندۂ جادوگران باج ستاندۂ ریش کافران فسرعیاران صاحب جاہ و وقار خواجہ عمر و نامدار مع مہرخ و بہارو وغیرہ آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے حکم قضاشیم صادر ہوا کہ برائے ملکہ مہ جبین تبکلف تمام تخت طاؤسی آراستہ ہو و برائے ہر بر بیشۂ جرأت نہنگ بحر جلالت میر شکار پہلوانان اعنی اسد غازی و نکل جواہر نگار پیراستہ ہو کارگزاران لشکر ظفر اثر و جان نثاران نامور کہ ہمت باندھکر بصد کروفر آمادہ ہوے بارگاہ گردون اشتباہ زربفتی وہ استاد ہوئی کہ قبۂ پرنور مہکا خورشید درخشان ہمسری کرتا تھا طنابین زلف حور کی استادے الماس نگارستون مرصع کار قنات مین پردہ پوش صاحبان عفت پردہ پردہ حجلۂ نشینان عصمت حمام کے گرم کرنے پر مناعان چابکدست سرگرم ہوے نازنینان دریادل جوانان آبرودار دو پہر کو حاضر ہین ایک سمت اسد شیر دل ایک جانب ملکہ مہ جبین الماس پوش کو لاکر داخل کیا حوض نایاب پر آب صاف و شفاف جسکے سامنے گوہر بے آبرو مہر و ماہ فلک کو اُسمین غوطے لگانے کی جستجو اسد نامدار غسل کرکے جامہ خانہ مین آئے صاف ثابت ہوتا تھا کہ وہ ماہ تابان برج آبی سے برآمد ہوا نیسران ذہوش ملکہ مہ جبین الماس پوش کی خدمتگزاری مین مصروف ہین ملکہ مہرخ و بہارو جملہ تاجداران عالی وقار شاہزادیان حورنژاد دولہن کے استقبال کو باادب تمام استادہ ہوئین سب کو قاعدے پیشوائی کے بخوبی یاد ہین سب گوش برآواز ہین ہنوز زبان پر نازکنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین کہ عالم قصر حمام سے برآمد ہوا چاہتی ہین لباس زرجیغہ فرما رہی ہین کہ تاجدار اپنا ہوا بڑھ کر آتا ہو اسد غازی کی تشریف آوری کی خبر سناتا ہو کہ لباس جم اقدس پر آراستہ کرکے مین سلح تشریف لیگئے ہین مسلح ہوکر برآمد ہونگے آنکھین مشتاقان دیدار کی نرگس وار کھلی ہین تخت طاؤسی آراستہ و نکل جواہر نگار پایہ چہارم تخت پر بصد کروفر بچھایا گیا یکایک صدا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی بلند ہوئی روح مری و جمشید و زمند ہوئی سب نگاہ اُٹھاکر دیکھا ایک جانب ملکہ مہ جبین سیم غنچہ دہن گلبدن قدو بور شک سرو لب جو چہرہ ماہ تابان جبین انور خورشید درخشان ابروے خمدار کو کس سے مثال دون ہلال فلک کیونکر کہون یہ ابرو وہین یکتا ہلال انگشت نما خنجر ہین نہ تلوار ہین قدرت پروردگار ہین عارض بدر آسمان کمال ہی گل ترکہنا ناقص مثال ہی لب جان بخش عیسی مریضان محبت غنچہ دہن تنگ اسرار الفت دندان موتیون کی لڑیان جمال بیمثال حیرت افزا سانچہ مین ڈھلا ہوا سراپا ایک جانب سے اسد نامدار بصد شوکت و وقار سلاح ذات پر آراستہ رستم شوکت فریدون جلالت چہرہ پر نور آفتاب عالمتاب شہریاری پیشانی کوکب بخش ہیبت افروز جہانداری

دہن کی صفت مین فکر جو کی ظاہر ہوا کہ ایک بات ہے لبوسے پیدا اعجاز کرامات ہے شیر صولت رستم ہیبت صاحب عظم و شان روح روان حمزہ صاحبقران کے لیے سرداران صف شکن تیغزن فنون جرأت سے ماہر غیر ساحر سایہ مین تلوار دنکے شاہزادہ والاقدر کو لیے ہوے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوے خلعت ہاے فاخرہ سرداران نامی کے زیب جسم بارہ ہزار کنیزان مرصع پوش ایک ایک حسن مین بے نظیر جہرے رشک ماہ منیر ناز و کرشمہ و انداز ہمدم و ہمراز گرد ملکہ مہ جبین ایک پہلو پر تخت کے ملکہ مہ رخ ایک جانب معشوق گلعذار ملکہ بہار ایک پایہ پر صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت چوتھے پہلو پر بیمثل و یکتا ملکہ مہ رخ موے کاکلکشا چالیس شیر چالیس زیر حلا و ندیم نکخواران قدیم اپنے اپنے مقام پر سرخم خاموش نحر شادی و عیش کا جوش س کرو فرجاہ و حشم سے خواجہ عمر و مرغ زرین بنے ہوی خلعت فاخرہ سے فخم ذیرہ سی آنکھین چمکتی ہوئین پشت پر جانباز یکرنگی مہتر برق فرنگی عاقل و کامل مہتر ضرغام شیر دل آفتاب عالم افروز مہتر جانسور صاحب بندہ گران مہتر قران عیار بیباک مہتر چالاک بنائے عیاری سے آراستہ قنطورہ ہاے زریفتی سے پیراستہ ملکہ مہ جبین کو تخت طاؤسی پر جلوہ فرما کر اے اولان اول خواجہ عمرو نے نذر دی ملکہ مہ جبین مسکرائین کما نور نظرین تو خدمتگزار ہون میری نذر پر تو ہاتھ رکھیے اب کل سردار نذر دینگے ہم لیتے جلینگے جمع رکھینگے وقت پر حساب سمجھا دینگے خواجہ عمرو یہ سکر دامن پھیلا کر کھڑے ہوے نذرین گذرنے لگین سب سے پیشتر ملکہ مہ رخ یہ سکر جھکین کہ واری شکر ہے جس روز سے تمھارے دشمن قید ہوے تمھاری نیابت مین عمدۂ سلطنت پر قائم رہی آج تسکین ہوئی حق بحقدار رسید ایک سو ایک تختی الماس کی پیش کی خواجہ دامن پھیلائے کھڑے ہین دامن مین نذرین لیتے جاتے ہین گلہاے نذر پنجہ نگارین پر رکھکر ملکہ بہار نے سامنے اس سرو حدیقۂ سلطنت کے پیش کیے ساحر بیدیل شاہزادہ شکیل نے تیغۂ برق مثال ہاتھ پر رکھکر واسطے نذر خم ہوا خواجہ عمرو نے فرمایا آج سپاہگری کا کام نہین ہے نقدی لائیے جواہرات نذر مین دیجیے شاہنشاہ گیتی ستان کے ہامون جان ہو تصدقات اُتار کے ہمکو دولتخانۂ کعبہ کو روانہ کرین تمام سردار شادان و فرحان نذرین دینے مین مصروف ہین سترہ سو نقارے پر چوب پڑی روشن چوکی بج رہی ہے غزلین مبارکباد کی شہنائی مین بج رہی ہین نائین آڑا رہے ہین اسد شیر دل دنگل سپہ سالاری پر جلوہ فرما معشوق حور نژاد پر نگاہ محبت پڑ رہی ہے ملکہ مہ جبین تخت طاؤسی پر بشوکت و سطوت جلوہ فرما طائفون کی آمد کا ہنگامہ کئی ہزار طائفے در دولت پر حاضر ہین داروغۂ ارباب نشاط جوانان خوشرو منتظم کارگذاران سبکے ناظر ہین ہزار ہا خیمہ استادہ ہوا ہے سرداران نامی کی بارگاہین اپنے اپنے مقام پر بازارین دلچسپ کا ہین عمدہ دوکاندار طرحدار بازار کھلے ہوے بیع و شرا پر تلے ہوے ہر مقام پر سامان عیش و عشرت مہیا کل لشکر مین جشن کی دھوم تاجران جلیل القدر چلے آتے ہین دوکانین لیکر اشیاے نفیس جما رہے ہین چند عرصہ اس سامان مین گذرا تھا کہ شاہنشاہ زرین پوش آفتاب عالمتاب سامان جشن بے نظیر دیکھ کر بنا بر تبدیل لباس

قصر مغرب مین داخل ہوا اور سلطان گردون پناہ اعنی خسرو انجم سپاہ مشیران وزیران ثابت دسیارگان ہمراہ فرو ماندہ
آستہ کرکے برائے ملاحظہ تماشائے دلبند بریصد تو قبر فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا کارگزاران شاہی سامان روشنی مین مصروف ہوے شعار

ہر طرف فوج مین ہے آرائش — رہروون کی نہین ہے گنجائش — شیشہ باز فلک ہے آشفتہ
کہکشان سے ہوا ہوائی ساز — نہین دستون مین روشنی کے لیے — نجم ہے چشم روشنی کے لیے
شب شادی کی دھوم کی کیا بات — روز روشن تھی روشنی سے رات — آؤ ساقی کہ جمع ہین احباب
سب مہیا ہین عیش کے اسباب — لادہ جون آفتاب ساغر زر — آب گلرنگ سے لبالب کر
کر چمن زار و دشت و در کی سیر — ہین نہال آرج آشنا و غیر — گل بنط دل شگفتہ سبکے کیے
خلعت فاخرہ سبھون کو دیے — ہر طرف رقص مین ہین نوجوان — پاے کوبان ہین سلسلہ موبان
شادمانی سے ہو نوا پرداز — ہی یہ منظور سب درست ہون ساز — گل ولالہ سے چشم باز کرے
رنگ صحبت کو دیکھ ناز کرے — چھیڑ ساز طرب نواکے تئین — باندھ آواز سے ہوا کے تئین
وجد مین لاے تو سے پرستون کو — یاد دے ٹک سرود مستون کو — آؤ ساقی کہ روشنی ہے خوب
محو آرائش آج ہین محبوب — شیشہ شیشہ شراب ہے درکار — صحبت عیش کو چمکا اک بار
لالہ رنگ رخ نگو یان کو — مایۂ ناز خوبرویان کو — اُس پری کو نکال شیشے سے
رنگ مجلس مین ڈال شیشے سے — ہو کے سرمست ہو تماشائی — حکم کش ہے سپہر مینائی
چل گلابی کو ہاتھ مین لے لے — ایک دم جام متصل دے دے — ٹھاٹھ بندی جابجا ہو رہی ہی

روشنی سے چراغان کے زمین بہتر از چرخ برین بارگاہ مین جھاڑ نایاب انتخاب کنول انکے گل سے معمور
جنکی روشنی سے عندلیبان گلشن عیش کو سرور دستون مین تازگی دہ بر رویان باشعاع آفتاب تابان یا فانوس سفیدی سحر جمل
معشوقان صفا پرور کی چربی اُنکے فتیلے نازنینان جو پرتکر نے اپنے نازو کرشمہ کے سانچے مین ڈھالے الماس کی ہر ایک مردنگ سے آبروی گوہر بے بہا

جسکو دیکھکے دنگ ہے نظم — طرفہ فرشی کنول پہ تھا جوبن — نور راہ اک جا پہ تھا روشن
تیل پانی کے وہ چڑھے تھے گلاس — جن سے شراب ساغر الماس — فلک انجمن کے تارے تھے
یا کلس عرش کے اُتارے تھے — زور دیوار گیریون پہ بہار — کیے یستان شاہد دلدار

پرتو بارگاہ زرنفتی سے اُٹھے ہوے ہین کہ آسمان سے لگا ابر مروارید ی ظاہر ہوا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بیچی شتا
کو کرو خضمیر کی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن تخت سے اُتری بارہ سو نازنینان مرصع پوش
ہمراہ شوکت و شان لشکر دیکھتی ہوئی خوشی سے چہرہ گلفن حسن پر بہار داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی
بہ حسین و اسد کو نذر دی کرسی جواہر نگار ملی محفل عرش منزل مین وہ ماہ تابان جلوہ فرما ہوئی دوسرا

لگے یاقوت نگار بڑی دھوم سے اٹھا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے ہوا دیا خون رواں جوش مار رہا ہے ملکہ پران گرد پر نزادیان حور پیکر و زیر زادیان رشک شمش و قمر بارہ ہزار مصاحبان خاص ماہ رویان با اخلاص بارگاہ مین ہو بخین نذر دی شرف خلعت فاخرہ سے سرفراز ہوئین قریب تخت نگل زرین پر بیٹھین خواجہ عمرو نے پوچھا ای نور نظر شہنشاہ کی تشریف آوری مین کیا دیر ہے لوگ تک لگائے انتظار ہین تاج نہین شروع ہوا ملکہ نے دست بستہ عرض کی سوار ہو چکے ہین تشریف لایا چاہتے ہین یہ کلمہ تمام نہ ہوا کہ ابر نورانی رصد ہیبت و جلالت مثل آفتاب تابان ہوا سب نے دیکھا کہ آگے آگے شہنشاہ بر جیس زرین علم صاحب جاہ و حشم علمدار شہنشاہ کوکب فیل مست پر سوار ہے شعر ہی سواری کے فیل کی وہ دھوم پ جیسے ابر بہار آوے جھوم ؛ علم زرنگار کی چھڑ بغل مین دبائے ہوئے پھریرا زرنشان پرچم گیسو چوبدار جہان اس شوکت و شان سے شہنشاہ بر جیس فیل سے آراستہ پیراہ ہزار جوانان خوبرو خوشخو چھڑکواتے مقام پر گاڑ دیا خود منتظر آمد شہنشاہ مین صف باندھکر ٹھہرا ایک جانب سے شاہزادہ جمشید بن کوکب مرکب بادرفتار پر سوار بارہ سو شیر دل مصاحب کمسن کم کم سبزہ آغاز جرأت و شوکت مین سرفراز گھوڑے سے اتر کر یہ بھی استقبالی آمد پدر عالی مقدار ٹہلنے لگا ابکی ابر عظیم اٹھا کئی ہزار طائر زیرا بر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے روے ہوا پر ٹھہرے ابر شق ہوا سب نے دیکھا شہنشاہ کوکب بصد توقیر گرد پہلوون مین چاردن وزیر بلور چہار دست سپہ سالار نامور پایہ تخت پر شاہ کے ہاتھ رکھے ہوئے اس شد و مد سے آکر پہونچا تخت جواہر نگار سے اترا مع شہنشاہ بر جیس زرین علم و جمشید والاحشم قریب قریب وزیران خوش تدبیر داخل بارگاہ ہوئے اسد نامدار برائے تعظیم کوکب رو شفقت دنگل سے اٹھے کوکب نے چاہا قدمون سے لپٹ جاؤن اسد نامدار نے سر سینے سے لگایا کوکب کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے جمال بیمثال سطوت و صولت و قد و قامت کو بہ نگاہ حسرت دیکھ رہا ہے مثل آئینہ چہرے پر حیرانی چشمہ چشم سے اشکونکی طغیانی عمرو نے بڑھکر رومال سے اشک کوکب پاک کیے کہا بھائی آج روز عیش و فرحت ہے بیقراری اشکباری کیسی سجدہ شکر بے نیاز کرو اسکی رحمت پر ناز کرو کیا عنایت ہوئی مجھ مورضعیف مشت استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اسد شیر دل کو گنبد نور سے رہا کرکے لایا کوکب نے جواب دیا خواجہ خوشی کی تو انتہا نہین مگر اسوقت خیال آیا کہ اس عرصہ دراز تک یہ ماہ اوج صاحبقرانی برج گنبد نور مین غروب رہا کیا کیا رنج و الم سہے یہ شاہ جلیل پروردہ ناز و نعم یکایک یہ ہجوم غم و الم اسدن کی کسے امید تھی آج دیدہ دل زیارت آفتاب اوج صاحبقرانی سے روشن ہوے اسی کی حیرت ہے اسوقت دل پر ہجوم لشکر عبرت ہے کلام حسرت انجام کوکب پر کل سرداروں کے آنسو بھر آئے ہر ایک اشک حسرت ٹپکائے کوکب نے دیکھا ایسا نہو محفل عیش کا رنگ دگرگون ہو پلٹکر تخت الماس کی دست زبردست پر رکھکر سامنے ملکہ مہ جبین الماس پوش کے خم ہوے عمرو نے مسکراکر کہا برادر تمھاری نذر کی کیا ضرورت ہے اگر قبول نہوگی تم رنجیدہ ہوگے تمھارا طال ہمکو گوارا نہین ہے لاؤ بسم اللہ خوشی تمھاری گلے سے اتار کر کنٹھا یاقوت احمر کا شریک کردو کہ تمھارا نام ہو چلتے وقت پھیر لینا کوکب نے ہنسکر چند دانے یاقوت احمر کے جیب سے نکالے نذر مین

شریک کیے خواجہ نے یہ بھی مال نذر بنیل کیا کوکب روشنضمیر کو دنگل یا قوتی پہلوے اسد غازی مین ملا آج پہلے پہل کوکب نے اسد نامدار کو دیکھا جب اسد گنبد نور پر قید ہو چکے تب خواجہ عمرو بعد عرصۂ دراز طرف ملک کوکب گئے اور شرکت کوکب ہوئی آج نگاہ جو جمال بیمثال پر پڑی ہے حیران جمال وجود دیدار خلق سے اسد کا کلام کرنا اور فرمانا کہ اے شہنشاہ طلسم نورافشان ہم نہایت ممنون و مشکور ہین کہ محبت اہل اسلام مین کیا کیا کار نمایان ہوے گنبد نور مین زبانی جلادون کے ہمکو خبر ہین ملتی تھین جس زمانے مین جہانگیر نے آگرہ آفت برپا کی اور روح حاصل کی سن سن کے دل گھبرا آتا تھا کلیجہ منھ کو آتا تھا کہ اگر یہ حقیر رہا ہوتا تو انکو لطف ملتا آخر ثابت ہوا کہ نور نظر نانا جان کے ہین وہ اگر زیر کرکے لیگئے اے شہنشاہ اس رہائی کو نوید سے بدتر جانتا ہون جس خواہش مین مین آیا ہون اُسکا ابھی ایک نشان بھی نہین ملا امون جان انجم گردہ تسخیر شکوہ سرفتنہ ملک اختر پہلوانان تہمتن بدیع الزمان گرد و لشکر شکن نہین معلوم کس مقام پر قید ہین اے شہنشاہ ہم تو بیک بالکل بیکار مجبور و ناچار چھوٹے نانا جان کو خدا سلامت رکھے اگر انکا قدم نہوتا کون ہمکو قید سے افراسیاب کی چھڑاتا بزرگ ہزار ہا منزل پر یہان تو دربار مین یہ باتین ہو رہی ہین گرد و کالبۂ استان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین باغ ملکہ برلان شمشیر زن سے ملکہ ماہیان زمرد پوش بجوش و خروش لیکر افراسیاب کو باغ سیب مین آئی ملکہ حیرت جادو و سرما برف انداز و ابر یق کوہ شگاف و مصور جادو و صورت نگار و غیرہ بھی یہان پہونچے میلہ تو درہم و برہم ہو گیا سب بادشاہ اپنے اپنے ملک کو گئے ماہیان زمرد پوش نے افراسیاب جادو کو ہوشیار کیا افراسیاب جادو غصہ مین اُٹھا کہا کہ نانی اماں تم مجکو کیون لائین ہائے اسد غازی چھوٹ گیا مین اپنی جان دونگا حیرت رونے لگی بال کھولدیے کہا ہے میر شہنشاہ کو کیا صدمہ پہونچا ماہیان نے کہا اے حیرت خاموش رہو ایسا نہو میرا بچہ گلا کاٹ کے مرجاے اگر اسد غازی چھوٹ گیا تو ہمارا کیا نقصان ہوا نمکحرامون نے یہ فساد برپا کیا ماران رمین کن و اسرار جادو اگر نہ شریک ہو جاتین عمر بھر اسد غازی نہ رہا ہوتا ان نمکحرامون کی فکر واجب و لازم ہے ملکہ حیرت جادو تم سامان لشکر کشی کرو جاکر مقابلہ مین اُترو اسکی تدبیر کیجائیگی جب ماہیان نے اسطرح کہا تو افراسیاب بھی بول اٹھا کہ اسد غازی کے رہا کرنے سے کیا ہوتا ہے لوح میر طلسم کی مفقود ہے بالکل بیدہے ماہیان زمرد پوش نے برائے تسکین افراسیاب خانہ خراب جلسہ عیش و نشاط آراستہ کیا ملکہ حیرت جادو مصور و صورت نگار و غیرہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر مین چلی افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش نے شراب پلاکر مطمئن کیا اس اثنا مین ملکہ صرصر وصبا رفتار و غیرہ پانچون عیار بچیان انسان و خیزان حیران و پریشان متردد و متفکر و متوحش آکر پہونچین دیکھا افراسیاب نشۂ شراب سے مست بیٹھا ہوا لاف و گزاف کر رہا ہے صرصر نے بڑھکر سلام کیا افراسیاب نے کہا اے صرصر ملکہ حیرت مع لشکر مقابلۂ مسلمانان مین گئی ہین تم بھی جاؤ خود ارا بھی بلبن جنگی نہ بجوانے دینا مقابلہ کا قصد نہ کرین ما بدولت خود کوشش کرینگے قتل مسلمانان مین کوشش کرینگے ہر چند کہ ناظمان در بند بھی آمادہ تھے مین مانع ہوا کہ سمجھ کے انتظام کیا جائیگا

پانچون عیار پہنچان بھی فوراً روانہ ہوئین یہان ملکہ حیرت جادو مع لشکر اپنی بارگاہ مین داخل ہوئین لشکر اہل اسلام سے کوس بھر ہٹ کر بارگاہ حیرت جادو استادہ رہتی ہی بموجب طریقہ قدیم بارگاہ مین آئی تخت پر بیٹھی پانچون عیار پہنچان بھی آئین سب ملکہ حیرت جادو کو بہلا رہی ہین رنج رہائی اسیرین انتہا کا اُٹھایا ہی سب سے زیادہ مرشد زادہ مغرور بدخو سمجھا رہا ہی کہ ای ملکہ عالم تصویرین کھینچکر دیکھیے تو مسلمانون کا کیا نقشہ کرتا ہون اگر ان سبکو دیوانہ کرکے نہ مارا تو اپنا نام نہیرہ سامری نہ بتایا اسمین حیرت نے ملکہ صرصر سے کہا جاکر خبر لشکر باغیان لاؤ آج تو سب نگوڑے شل گل کے پھولے بیٹھے ہونگے طلسم کشا کو چھیڑا ایسا اپنے نزدیک بڑا کام کیا ہوا صرصر سامری نہ کرے کہ میر شمشیر زن شاہ کو غصہ آجاے نگوڑون کو جان بچانا مشکل ہوگا جلد لیکر آنا فوراً ملکہ صرصر شمشیر زن براے خبر طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوئی یہان بارگاہ اہل سلام مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی صحبت جشن آراستہ وردیان نئی تقسیم ہوئی ہین باغ مسلمانان مین بہار ہی باغیون کو خار ہی نظم

ساقیا دے وہ مے جو باقی ہے	شادی ایسی بھی اتفاقی ہی	ہو مبارک یہ جشن خوش انجام
دور گردون بکام عیش مدام	اے مغنی غزل سرائی کر	
پڑھو غزل میر کی جو ہو دے یاد	اُنکو اس فن مین کہتے ہین استاد	کچھ مزے سے بھی آشنائی کر
موسم ابر ہو سبو بھی ہو	گل ہو گلشن ہوا و رتو بھی ہو	غزل میر تقی میر
منھ ہزار اسطرف کبھو بھی ہو	ہو جو تیرا سا رنگ گل گاہے	کب تک آئینے کا یہ حسن قبول
ہی غرض عشق صرف ہے لیکن	شرط یہ ہی کہ جستجو بھی ہو	یہ جھین ہم سب جب ایسی بو بھی ہو
نار کرنے کو دیا رد بھی ہو	اسکو بلبل ہی دم کشی کا دماغ	سرکشی گل کی خوش نہین آتی
دل تمنا گدا تو ہے ہر میر	ہو تو اسکی ہی آرزو بھی ہو	ہو تو گل ہی کی گفتگو بھی ہو

تمام لشکر مین چراغان ہر خیمہ ازینان پریوش مجرے کر رہی ہین بارگاہ سدا نامدار تو بوقت نمونہ بہشت عنبر سرشت ہی تمام تاجداران تخت نشین شاہزادیان گلفام گل اندام فصاحت آئین اپنے اپنے مقام پر بیچ مین اسد غازی ایسا ماہ تابان گرد اگرد ہجوم سیارگان فلک سے چاند بہ نگاہ حسرت اس جلسہ کو تک رہا ہی ہوش ہی کہ اس محفل نور آگین مین شریک ہون بہ نگاہ آرزو اس جلسہ کی کیفیت دیکھون ایک ایک قاصان یسمبر گل پیرہن غنچہ دہن نازو کرشمہ مین استادہ براے عاشقان جلاد سازلے ہوے کوئی ناساز نہین تانین پڑ رہی ہین لولی فلک وجدین ہی ساقیان سیمین ساق جام وصراحی باتھ مین جابجا حاضر ہین دور جام صہباے گلگون کا جوش ہی صداے ہوشاہوش ونوشانوش ہی خواجہ عمر وکرسی جواہر نگار پر خلعت زرین زیب جسم انور جلوہ فرما ہین پانچون عیار تنظم کار و بار اسوقت صرصر شمشیر زن بصورت مبدل اُس بارگاہ فلک اشتباہ مین آکر پہونچی سامان جشن وعیش دیکھکر محو حیرت ہوئی اُلٹے پانون پھری سامنے ملکہ حیرت کے آئی مگر گھبرائی ہوئی کچھ مسکراتی ہوئی ملکہ حیرت نے پوچھا کیون صرصر خیر تو ہی اسوقت تو تم محو حیرت ہو

صرصر نے کہا واری کیا عرض کروں آج لشکر مسلمانان میں ایسی صحبت عیش آراستہ ہو کہ کبھی کنیز کی نگاہ سے ایسا جلسہ فرحت افزا نہیں گذرا بارہ کوس تک لشکر میں جا بجا ناچ ہو رہا ہے روشنی ایسی کہ دیدۂ دل روشن ہوتا ہو ہر گاہ میں جگہ جگہ دیکھا ہی مہ جبین صاحب تخت طاؤسی پر طلسم کشا صاحب دنگل جواہر نگار پر شاہان ذی وقار سے تمام بارگاہ مملو ہو ایک ایک زمین پر جوبن ہو حقیقت میں اسوقت بارگاہ رشک گلشن ہو اب اسوقت کوکب روشن ضمیر نے عمر و سے فرمائش کی ہو نے نوازی کی خواہش کی ہو حضور اب بانسری عمر وکی بجے گی آج سارا بان زادہ دل توڑ کے نہ طور سے نہ بجائیگا واقفکاران علم موسیقی کو وجد ہو جائیگا میں تو آپکے خوف سے خبر لیکر چلی آئی روح اُسی جلسہ میں چھوڑ آئی آنکھوں کے نیچے وہ سامان پھر رہا ہو لونڈی تو جاتی ہو آج کی شب میں رہونگی خواجہ عمر وکی نے نوازی سنونگی صرصر نے جو اس جشن زبانی سے کیفیت جشن کی بیان کی حیرت بھی نہایت مشتاق ہوئی کہا کیوں صرصر ہم اس جلسہ کو کیونکر دیکھیں تو نے دل بیقرار کر دیا خانۂ دل کو شتیاق سے بھر دیا صرصر نے کہا در ری آج کیا مشکل ہو جلسہ عام ہے روک ٹوک کا وہاں کیا کام ہے ہزارہا طائفہ اُترا ہو اس اژدہام میں کون کسکو پہچانتا ہو مصور نے کہا ملکہ ہمارا بھی دل للچایا بیشک آج جلسہ بڑی کیفیت کا ہوگا ایک تدبیر ہم بتائیں ہم آپ چند کس چلیں صورتیں بدل لیں ہماری الہٰنہ کو نائکہ بناؤ ہمکو اُنکا آشنا قرار دو دم اور پانچوں عیار بچیان پوچیان نبو سبلی میں سوار ہو کے چلو بڑی خاطریں ہونگی پلاؤ زردے بھی کھاؤ مفت میں جلسہ بھی دیکھو یہ رائے سب کو پسند آئی صرصر تو خود بیقرار ہو اُسنے بھی کہا بہت اچھا یہ خوب بات ہو اب صرصر نے رنگ روغن عیاری کا نکالا مصور سے کہا ڈاڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیے مصور رضی ہوا ڈاڑھی مونچھوں کو رخصت کیا صورت انکی صرصر نے بدلی بھاری ٹوپی گوٹے پٹھے کا لباس بہت عمدہ مشروع کا پاجامہ ٹاٹ بانی جوتا صورت نگار اُسکی جورو کو نائکہ بنایا اپنی بھی مع چار دن عیار بچیوں کے صورت تبدیل کی مگر صرصر شعلۂ جوالہ بنکر تیار ہوئی حیرت جادو خود حسین مہ جبین تھی اُسکے جو رنگ روغن لگا یا حسن پھٹ پڑا لباس جواہر نگار زیور مرصع کا پانچوں عیار بچیان مصور و ملکہ صورت نگار و ملکہ حیرت ماہ رخسار دو کنیزیں واسطے خدمت کے لیکر بہلی میں بیٹھ سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئیں کنارے پر لشکر اسلام کے داروغہ ارباب نشاط حاضر ہو جو طائفہ آتا ہو اُسکو باعزاز خیمہ میں جگہ دیتے ہیں جیسے ہی یہ پہونچیں داروغہ نے پوچھا صاحب کہاں سے آنا ہوا میاں مصور بول اُٹھے جناب داروغہ صاحب بی نور بائی دکن سے آئی ہیں ابھی ریل سے اُتری ہیں حال جشن طلسم کشا کا سنکر تشریف لائی ہیں داروغہ ارباب نشاط بھی نوجوان جمال بمثال حیرت کو دیکھکر بیقرار ہو گیا سینے پر ہاتھ رکھدیا کہا بائی صاحبہ آپنے بڑا احسان کیا سرکار طلسم کشا سے بہت کچھ ملیگا خدمت کو ہم حاضر ہیں باتیں کرتے کرتے ران پر ہاتھ رکھا حیرت نے سسکی لیکر ہاتھ ہٹا دیا تیور پر بل پڑ گئے مصور کی جانب دیکھا مصور

بول اُٹھا داروغہ صاحب آپ ہمسے باتین کیجیے یہ بہت کم سخن ہین ابھی سرفراز نہین ہوئین اب داروغہ کی نگاہ صرصر پر پڑی کلیجہ تھام لیا قریب آکر پوچھا کیون بی تمھارا کیا نام ہی صرصر طرار فرار عیارہ بلاے روزگار اُس نے مسکرا کر کہا نام اپنے گھر مین جاکر پوچھیے اور اپنی صورت تو دیکھیے آئینہ تو میسر نہوا ہوگا چینی مین موت کے تو دیکھا ہوگا آپ تو تصویر کھینچنے کے لائق ہین صورت مین لنگور پر فائق ہین داروغہ یہ بیباکی چالاکی تقریر دلپذیر سُنکر بیقرار ہوگیا اب جو بھلی بیچ مین سے پلٹن رسالونکے گذری روشنی تو ہر مقام پر بے انتہا ہی جانونکی جو نگاہ پڑی آوازے کسنے لگے کوئی پکارا اُٹھا میان جانے والے جوانون سے تو ذرا آنکھین چار کرو ایک نے کہا ہاے کیا انکھڑیان ہین ایک نے کہا مینے پر کیا غضب کا اُبھار ہی سنان غم کلیجے کے پار ہی یہ جو آوازین چہار طرف سے آئین حیرت نے کہا صرصر تو نے بڑا غضب کیا پہلے یہ اعتراض ہمارے ذہن مین نہ آیا کسی کو جو دیکھیگا آوازہ کسیگا داروغہ نگوڑے نے ران پر ہاتھ رکھدیا دل مین یہ آیا کہ برق بنکر گردن خرمن ہستی بھڑوے گستاخ کی جلادون میان مصور ہاتھ جوڑنے لگے کہ ملکہ واسطے سامری جمشید کا غصہ کو کام نہ فرمانا ورنہ غضب ہوجائیگا جان بچنا مشکل ہوگی مثل چونٹیون کے سرداران فرخ دور پڑینگے اتبو جو کیا وہ کیا زانو پر ہاتھ رکھنے مین کیا نقصان ہوا کچھ ہوتماشا تو دیکھینگے مگر حیرت کو بہت ناگوار ہے دل سے کہتی ہی مین نے یہ کیا کیا اب تو مین خود تماشا بنگئی پہلی کا ٹھہرنا مشکل ہی جوان تماش بین بھلی ہی لپٹے جاتے ہین کوئی اشارون سے پوچھتا ہی کیا خرچی ہی حیرت غصہ مین سرخ ہوجاتی ہی جواب نہین دیتی سر جھکا لیتی ہی کوئی میان مصور کے قریب آن کر کہتا ہی میان صاحب آداب عرض ہی یہ جو آپکے قریب ہین گوری بی یہ کیا مینہ بینگی مصور حیران کوئی صورت نگار سے کہتا ہی بی صاحبہ سلیم ایک کہتا ہی ہم تو نانکہ سے ملاقات کرینگے خوب بالائی پر اٹھے کہلائینگی صرصر یہ تو ہجوم ہی یہ تڑاق تڑاق سب کو جواب دیتی ہی مگر اپنی حرکت ناشائستہ پر دم دں سے کہتی ہی اے صرصر دیکھیے کیونکر آبرو بچتی ہی آغاز مین خیال انجام نہ کیا یہ کیا کام کیا اگر عیار پہچان لین تو گرفتار ہوجائین اور اسباب ناک کاٹ ڈالیگا نہین معلوم کیا آفت برپا کریگا سب مجھی کو بیوقوف بنائینگے صلاح بتانے والے الگ ہوجائینگے بمشکل بھلی خیمہ تک پہونچی ہرکارے چپراسی جمع ہوگئے ہر ایک نام پوچھتا ہی مصور جلدی سے خیمہ کے اندر سب کو لیکے داخل ہوگیا پردے چھوڑے یہ حیرت نے ایک دو تھپڑ مارا کہا مرشد زادے آپنے غضب کیا کسبی بنا کے لائے بازاری پیشہ یہ قوم تو سب بے حجاب ہوتی ہی مردوے بھبھیر ٹوٹے پڑتے ہین اگر سُن پائیگا میرا خصم تجھی کو کھا جائیگا آپ لوگون کا کیا جائیگا دیکھیے کیا ہوتا ہی مصور نے کہا نہ گھبراؤ کیا کسی کے ہاتھ لگانے سے کچھ نقصان ہوا جاتا ہے ہمارے مذہب مین ان باتون کا عیب نہین ہی جب پنچایت ہوتی ہی چودھری صاحب پکار کے کہدیتے ہین راہ گلی کا معاملہ معاف ہے نہ جرمانہ نہ شکرانہ ایک دو مرتبہ مین عورت گنگا نہین ہوتی ہم افراسیاب کو جواب دے لینگے جس واسطے یہ جفا اُٹھائی ہمنے تو اپنی قوم کی صورت بنائی نہیرۂ سامری ہین کچھ شرم نہ آئی

نم اخق ہیقرار ہوتی ہو یہ باتین تھین کہ داروغہ صاحب خوان کھانے لیکر آئے سر سے مزدوروں کی اُتروائے حیرت کے پاس
بیٹھکر کہا لو جان جہان خاصہ نوش کرو حیرت نے مصور کیجانب دیکھا مصور جلدی سے بیچ مین آگیا کہا داروغہ صاحب
چھٹکی سے بات نہ کرو یہ بہت کم سخن ہی بڑکی کی طرف آؤ داروغہ صرصر کی طرف بڑھے صرصر نے کہا موہ کلمو ہی تیری
سلامت دامنگیر ہے جاکے رنڈیون کو کھانا پہونچا ایک ایک پہ گرا پڑتا ہی کچھ ہو بھی سکتا ہی کہ خالی منھ سے مزا نکالتا ہی جورو
کی تو جاکے خبر نے وہ کوٹھے فراق ہونگی نئے یار کو بلاتی ہونگی یہ کہکے داروغہ صاحب کا منھ چڑھا دیا پٹے پکڑکے ایک طمانچہ مارا
داروغہ صاحب ہنستے ہوے چلے مگر مصور سے پوچھا آپکا کس نام سے ذکر کرین میان مصور نے کہا طائفہ تو نورجہانی
کے نام سے مشہور ہی میر شیخ ہینگا نام بتا دیجئے گا اب ہمکو جلدی طلب فرمایئے صحبت مین بلوایئے داروغہ صاحب
نے کہا ابھی جاکر بلواتا ہون صرصر نے داروغہ کا دامن تھامکر پوچھا ارے کلمو ہی یہ تو بتلاتا جا خواجہ عمرو کی نوازی
مین کیا دیر ہی داروغہ صاحب نے کہا اب سامان ہو رہا ہے ابھی تک طائفون کا ہنگامہ تھا کئی ہزار طائفہ ہی ملکہ مہرخ نے
آن دروازہ خزانہ کا کھول دیا ہے روپیہ بٹ رہا ہے جو اس جلسہ مین آئیگا نہال ہوکر جائے گا علاوہ زر وجواہر کے جاگیرین
پائیگا سب طائفے مشتاق خواجہ عمرو کے بیٹھے ہین بارہ بجے خواجہ شروع کرینگے یہ کہکر داروغہ رخصت ہوا یہان حیرت
نے غصہ مین کھانا نہ کھایا مصور و صورت نگار نے پلاؤ زردے پر خوب ہتھ مارے یہ تو بیٹھکے ہین لیکن حیرت
کو نہایت انتشار ہی مگر جلسے کا وہ اشتیاق ہی کہ سب کچھ گوارا ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے داروغہ صاحب آن کر کہا میان
شیخ ہینگا صاحب چلیے نوچیون کو اپنے ساتھ لیجیے سرکار سے طلب ہی صرصر نے داروغہ سے کہا آتنا احسان کرنا
ہم لوگ خواجہ عمرو کی نوازی کے بہت مشتاق ہین یہ بھی زمانے کو اتفاق ہین کہ ہم لوگون کا آنا ہوا بادشاہ دکن کے ملازم ہین
کسی طرحسے رخصت نہ ملتی تھی حیلہ کرکے آئے ہین ہمارا مجرا دن کو ہو تو بہت بہتر ہی شب کو ہنگامے مین کیا فرد رہی داروغہ
نے کہا تمھارا ابھی مہینہ بیس دن رہنا ہوگا مجرا ہون مین ملازم کرائینگے بہت کچھ دلوائین گے مگر میان شیخ ہینگا صاحب
ہمارا خیال رہی چھٹکی کی انکھڑیان مارے ڈالتی ہین پلکونکے تیر چل رہی ہین حیرت سرخ ہوکے رہگئی داروغہ نے ہنسکر
سینہ پر ہاتھ رکھدیا مصور حیران ہین کہانتک تیلی دون کس کس سے بچاؤن اب یہ سب داروغہ کے ساتھ چلے داخل
بارگاہ فلک اشتباہ ہوے دیکھا عجب سامان ہین شوکت پر بارگاہ کی ماہ و مہر قربان ہین سرداران ذی وقار تا جداران
نامدار عیاران خنجر گزار نازنینان پری پیکر اپنے اپنے مقام پر حیرت کی نگاہ پڑی گل رخسار ملکہ بہار پر کرشن و شوکت
سے جلوہ فرما ہے اربون مین پھولونکے لدی ہوئی عروس شاخ بن بنی ہوئی بدھیان پھولونکی زیب جسم انور چمپا کا موتیے کا سرو
بید حسن دادا ناز و کرشمہ شمل کنیزان خدمتگزار دست بستہ حاضر ہین ایک جانب ملکہ مخمور نشیلی انکھڑیان آفت ادا جلالت
چہرہ زیبا سے عیان ساغر چشم بادہ حسن سے معمور کمان خانہ ابرو مین تیر مژگان برائے دلدوزی عاشقان لیس ہین
ادا کی برچھیان نگہ کی کٹاریان چل رہی ہین ملکہ مہرخ بصد کروفر چہرہ شمل گل شگفتہ تمام اہالیان دربار کیخدمت مین

مصرو ایک جانب بادشاہ باتو نیر نوجوان جرأت مین نظیر شہنشاہ کوکب دولت مضمون حیرت جاہ جلال دربار دیکھکر دنگ ہوگئی نظم لاعلم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار	تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار	عجب بارگاہ مثلے اساس
ز قالین و جازم نبود قیاس	تخت طاؤسی پر سلیمان حشم فریدون خدم با نفیس شیم ملکہ مہ جبین	

تاج شہریاری زیب انور لباس فاخرہ زیور جواہر نگار صاحب جاہ و جلال اوج پرنیر اقبال نظم

امارت عدالت کا آئسے رواج	حسین مہ جبین صاحب تخت و تاج	مہ آسمان حشم ذی وقار
سمن بر سمن بو حسین گلعذار	رعب و جلال دیکھکر یہ سب واسطے تسلیم کے خم ہوے گوشۂ بارگاہ مین بیٹھنے کو	

جگہ ملی اُس ہنگامۂ عیش مین کسی کی نگاہ نہ پڑتی برق و چالاک غیرہ کا روبار ضروری مین مصروف خلعتہاے فاخرہ پہنے ہوے کبھی بیرون بارگاہ جاتے ہین کبھی بسبب ضروری لیکر اندر آتے ہین حکم خواجہ عمر و بنام مہتر قمران صادر ہوتا ہے یہ سامنے حاضر ہین حکم پاکر اشارہ کرتے ہین برق وغیرہ فوراً بجالاتے ہین اتنا بڑا جلسہ شور نہ غل بکیفیت تمام دور جام کل عین گرمی صحبت مین کوکب نے کہا برادر خواجہ عمر و الکریم اذا وعد وفی بالاشتیاق اشد الموت خواجہ بیوبے بیٹھے رہے کچھ جواب نہ دیا ملکہ بمان نے مجلس جادو سے اشارہ کیا مجلس جادو چالاک خواجہ سے بیباک گستاخ اپنی کرسی سے اُٹھی خواجہ کے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا نا جان گا ئیے آج خوشی کا دن ہو سب کی طبیعت مطمئن ہو عمرو نے ذرا تامل کیا مجلس نے اپنے کو زمین پر گرا دیا فوراً ایڑیان زمین پر رگڑنے لگی خواجہ کو کچھ نہ بن پڑا سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے آکر بیٹھے سازندون کو اشارہ ہوا ساز آسمین ساز کرنے لگے دم سرون کا بھرنے لگے تمام اہل محفل کی نگاہین طرف خواجہ عمرو کے ہین صرصر بہ نگاہ محبت دیکھ رہی ہو حیرت جادو شرمائی بیٹھی ہو خواجہ نے چوڑی ڈبی نکالی ناگنی تڑپتی ہوئی ہاتھ مین لی دہن پر رکھکر دھر پھونکی یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل

کل بھی منھ پھیر کے فرمائیے گا	آج گھر جائیے کل آئیے گا	میرے گھر کا ہے کو آپ آئیے گا
خیر بندے ہی کو بلوائیے گا	میرا دل پھیر کے پچھتائیے گا	ایسا جانباز کہان پائیے گا
وصل مین کہتے ہین بیٹھے بیٹھے	آپ سایہ ہین لپٹ جائیے گا	کس طرح ہجر مین جاتی ہو جان
دیکھنے سیر چلے آئیے گا	سنکے حال شب فرقت بولے	کیسے کچھ اور بھی فرمائیے گا
دیکھیے جان پہ کیا بنتی ہو	آپ تو اُٹھ کے چلے جائیے گا	چھپ کے غیرونکو بلاتی ہین آپ
دیکھیے دیکھیے پچھتائیے گا	ایسے ہی وعدے وفا ہوتے ہین	ہان بجا سچ ہو ضرور آئیے گا
جیتے جی ہو جیے واحد شاہد	کچھ قیامت مین نہ کام آئیے گا	روز کے آنے کا وعدہ نہ سہی
چلتے پھرتے تو کبھی آئیے گا	بات رہجاے مریض غم کی	دو گھڑی بیٹھکے اُٹھ جائیے گا
روح قالب سے یہ کہکے نکلی	دل کسی اور سے بہلائیے گا	پیٹھ موڑے تو رہے گی نہ یہ آنکھ

ایک کروٹ مین بدل جائیے گا	اے خلیل افعی پیچان ہو یہ	زلف کو چھو کے خطا پائیے گا

سب گانے پر عمرو کے گوش برآواز ہین یا دین اپنی قید کی مصیبت کے اسد و مہ جبین کی آنکھون سے اشکون کے دریا بہ رہے ہین صرصر محو حیرت حیرت غرق دریاے عبرت مصور کا یہ نقشہ ہی کہ تصویر بنگیا ہی کوکب بیتاب بیقرار سے زیادہ بران ہجر دیدہ آفت فراق کشیدہ اشکبار اپنی وزیرزادی شگوفہ سے کہا مین بے سبب نہین کہ سکتی تو خواجہ سے فرمائش کر کہ اشعار زیب النسا مخفی سابق مین جلد پنجم طلسم ہوشربا مین دیکھے تھے مگر وہ ترجیع بند پورا تحریر نہین ہی نصف باقی ہی اگر یاد ہو براے خدا ارشاد فرمایئے جسمین سوگند قسم ردیف ہی عجب کلام لطیف ہی عمرو اشاے کو بران کے سمجھا جاتا ہے عاشق زار فراق یار مین بیقرار سے زبان حال سے یہ ترجیع بند شروع کی ترجیع بند مخفی لایق ناظرین والا تمکین

بسر عربدہ دوست قسم		دیگری نیست ہمہ اوست قسم
بہ نمکہاے تکلم سوگند		بہ اداہاے تبسم سوگند
نکہے بر سر داغم بفشان		بوے گل بر سر باغم بفشان
بہ سر نرگس مخمور قسم		
بدل عاشق رنجور قسم		
بہ بر و گردن و غبغت سوگند		بہ سر و سنبل شہب سوگند
کہ دل از دست شدہ بیمارم		مدہ اے دوست دگر آزارم
بہ حناے کف پاے تو قسم		
باز گفتم بہ اداے تو قسم		
بہ گل عارض رعنا سوگند		بہ خم زلف چلیپا سوگند
عاشقم عاشق گفتار توام		عاشق قامت رفتار توام
بدم تیغ سیہ تاب قسم		
بصفاے دل مہتاب قسم		
بصف خنجر مژگان سوگند		بدل خون شہیدان سوگند
بندہ ام بندہ دیرینہ تو		محو مہر و غضب و کینہ تو
برخ عارض گلفام قسم		
بہ بناگوش دل آرام قسم		

بہ سر جعدِ معطر سوگند نیست غیر از تو مرا غمازے		بجفا ہائے تو دلبر سوگند تند خو سنگدلے شہبازی	

ان اشعار محبت آثار نے محفل مین سناٹا ڈالدیا سمان بندھا تھا کسی مین طاقت کلام نہ تھی ہر ایک عمرو کے کمال کا خیال آنکھون سے آنسو دن کا تار مزاج ناساز صرصر تو آج ذبح ہوگئی ہوا ے محبت عمرو مین محو صبا رفتار سے کہتی جاتی ہے صبا رفتار تجکو میرے سر کی قسم یہ آواز کیسی گوش زد ہوئی تھی کمال دیکھہ یہ بیشک وجد عصر ہی حیرت بھی کہ رہی تھی او صرصر عمرو سرگردہ کا لین ہی اب علم موسیقی مین اسکا مثل نہین ہی صرصر نے کہا واری عیاری مین بھڑوے کا کب نظیر ہے کیسا خوش تدبیر ہے آپسمین چپکے چپکے یہ باتین ہو رہی ہین کہ قضاے کا مثل مشہور ہی ع دل را بدل رہی است در رین گنبد پیر بتحقیر اس مضمون کو گوش زد ناطرین کر چکا ہی کہ چالاک حیرت پر جان دیتا ہے کام کرتے کرتے گھبرا یا برق نے پوچھا کیون مرشدزادے خیر تو ہے کہا بھائی برق کیا کہون اسوقت کچھ خود بخود مضطرب ہی دل جنت منزل بیتاب ہو گئی دن کا زمانہ گزرا اپنے معشوق پریکہرہ کو نہین دیکھا بڑا تعجب ہے کہ اتنا بڑا جا بیعیش راستہ ہو اگر جمشید زندہ ہوتا اس باغ عیش کی گلچینی کرتا خدا کی عنایت سے ایسی کیفیت ہی راجہ اندر کے اکھاڑے کی کیا حقیقت ہی کیا کیا نازنینان حور وش جمع ہین بارگاہ مین اسوقت قیامت برپا ہی قبلہ و کعبہ نے ایسی ذیجانی طبیعت بھرائی تھی کہ اشعار ایسے پڑھے کلیجے پر چھری چلنے لگی یقین ہے کہ عیار پچیان اس جلسہ مین ضرور آئی ہون یہ بھی خیال ضرور ہی غافل رہنا سراسر قصور ہی برق نے کہا مرشدزادے بہت بات معقول کہی دیکھو بھال ضرور چاہیے ہی استاد آج رنگ مین ہین فرمایا ہے سب باتون کا خیال رکھنا یہ کہکر برق و چالاک دونون کے دونون اندر آے مصور نے ملکہ حیرت سے کہا ساقی بجز سب طرف شراب بلا رہی ہین ادھر نہین آتے دو رین ہمین نہین پلاتے حیرت نے کہا ابھی مرشدزادہ چپکے بیٹھے رہو حال نہ کھلجاے اسکو غنیمت جانو مگر مصور نے چالاک کو دیکھکر اشارہ کیا چالاک قریب آیا مصور نے کہا مہتر صاحب بی نوربانی کے ساتھ والون کو خراب نہین پہونچی ہم لوگون کی شراب جنم گھٹی ہی چالاک نے کہا ابھی حاضر کرتا ہون صرصر و صبا رفتار تو عیار پچیان ہین انھون نے چالاک کو دیکھکر منھ پھیر لیا چالاک نے جو بغور مصور سے آنکھ ملائی بہ نگاہ اول پہچانا کہ یہ تو مصور جادو ہی اب تو پلٹا صورت نگار کو بھی پہچانا ناسپلو مین صورت نگار کے بی حیرت سر جھکائے شرمائی ہوئی آنکھ نہین چار کرتین چالاک نے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر کہا خانی ذرا سر تو اٹھا دیا دو بے نگاہ ملاؤ شراب تمھارے واسطے لائین اپنے ہاتھ سے تمھین پلائین حیرت نے سر اٹھایا گھبرا کے کہا نہین مین شراب نہین پیونگی چالاک کی نگاہ جو چار ہوئی سنان مژگان دل کے پار ہوئی شرمگین آنکھون نے تتل کیا ابرو کی جنبش سے کلیجے پر خنجر چلگیا بخوبی پہچانا دل سے کہتا ہی یہ ظالم بربادکن صبر و طاقت کے سامنے آنکھون کے ملکہ حیرت ہی مگر یہ بھی عیار ہی فرزند عمرو نامدار ہی گھل مل کے باتین کرنے لگا پاس بیٹھنا غنیمت ہوگیا حیرت شرمائی جاتی ہی

پیچھے ہٹتی ہی نہین نہین کیے جاتی ہی چالاک نے ہنستے ہنستے سینہ پر ہاتھ رکھا نارپستان کا مزا چکھا حیرت نے اُلٹا ہاتھ مالا ٹہلتے ہوے مترقران بھی آئے چالاک نے کہا خلیفہ صاحب آپ یہان تشریف لائے آپنے گلوریان یہان نہین ہوگا ہین اِس لطیفہ کے میان شیخ ہینگا صاحب مالک ہین مترقران بھی سمجھا کچھ دال مین کالا ہی یہ جو آکر بیٹھے صبا رفتار پر نگاہ پڑی معشوقہ دلنواز صاحب کرشمہ وناز حیران ہوکر وہین بیٹھگئے ران پر ہاتھ رکھکر پوچھا بی تمہارا کیا نام ہے صبا رفتار نے سر جھکا کر کہا مجھے گلعذار کہتے ہین قران نے کہا تصدق اس نام کے گرکسی بیوقوف نے نام رکھا تمہارے عارض رنگین سے گل کو کب مثال ہی یہ عارض بدر کاس ابرو رشک ہلال ہے نام خدا کیا سراپا ہی صناع ازل نے مجسم انور کو ورکے سانچے مین ڈھالا ہی صبا رفتار نے کہا آپ کی عنایت بنایت ہی لتے ہین مترق فرنگی بھی آیا دیکھا ایک زبین سے میان چالاک گُل ملکے باتین کررہے ہین ایک خلیفہ صاحب چپکے چپکے کلام مین مصروف ہین اس بیٹھتے ہی شمیمہ نقب زن کو پہچانا معشوقہ دلفریب کو دیکھکر دل ناشکیب ہوا تڑپ کر بیٹھ گیا کہا صاحب آپ لوگونکو شراب نہین پہونچی بھائی چالاک صاحب دوچار گلابیان اُٹھا لائیے آپ سب صاحبون کو بانٹیے آپکے پیر صاحب مہمان ہین جشن مین سرفراز کیا ہے ہم سب پر احسان ہین صرصر منھ پھیرے بیٹھی ہی اسکو یہ گمان ہی کہ صورت ہرایک کی تبدیل ہی شناخت کی کیا دلیل ہی خوبصورت رنڈیان دیکھین یہ بھی نگوڑے جوان ہین لپٹے جاتے ہین گرمی صرصر اچھا نہ کیا دیکھیے کیا ہوتا ہے انجام اسکا بد ہی یا سامری جمشید وقت مدد ہے یہان چالاک برق ومترقران نے اب بخوبی ایک کو پہچانا آپسمین اشارون مین باتین ہوئین عیاری کی گھاتین ہوئین مگر قران نے برق کو اشارہ کیا مین انکی نگہداشت کرونگا جاکر اُنادے اطلاع کردو دیکھو کیا حکم دیتے ہین برق یہ سنکر اُٹھا میان شیخ ہینگا صاحب مین آپکے لیے شراب کباب لاتا ہون مصور شراب کے لیے بیقرار ہی تھا کہا ہان مترصاحب دوچار گلابیان لائیے برق اس حیلے سے اُٹھا یہان خواجہ کے گانے پر سامعین کا رقص بسمل کا حال ہے کسی کے ہوش درست نہین ہین اس وقت یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہین اشعار

ہو رخصت جان حال مین تبلا نہین سکتا	ہوا ربہت تیز ہے ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہو ایجان کہ کہین جا نہین سکتا	ہین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ	آرام کہان پانون تو پھیلا نہین سکتا
قاصد کی طبیعت بھی ہوئی خاطر نادان	سنتا ہی کہا اور کو سمجھا نہین سکتا
ہون خاطر پژمردہ کہان تازگی شوق	لطف چمنستان مجھے بہلا نہین سکتا
پوشیدہ ہون جسطرح ارادہ مرے دل کا	ڈھونڈے بھی اگر کوئی مجھے پا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا

دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے | پھاہا کوئی تا زخم جگر آنہین سکتا
تقصیر شب وصل ہو شکوہ بھی تمھارا | شرم آتی ہو تا نوک زبان آنہین سکتا
لاکھون گرہین ہین دل عاشق کیطرح سے | شانہ شکن زلف کو سلجھا نہین سکتا
رُکتے نہین سیاح مدام اشک کیصورت | جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا
رکھتے نہین گوش شنوا عاشق جانباز | دیوانے کو تیرے کوئی سمجھا نہین سکتا
مشکل ہو نسیم اب کہ بسیر ہون وہ راتین | کھوئے ہوے آرام بشر پا نہین سکتا

برق فرنگی خبر کہنے آیا تھا سر پکڑکے بیٹھ گیا تڑپنے لگا جب خواجہ ٹھہرے تب برق کے ہوش درست ہوے جھک کر کان مین عرض کیا استاد جلد صلاح بتایئے مصور وصورت نگار وملکہ حیرت جادو وملکہ صرصر وصبا رفتار وشمیم نقب زن وشرارہ سنگ انداز وشاہین چنگل کشا سامع دو کنیزون کے صورتین بدلکر آپکے دربار مین آئی ہین مصور صاحب قرمساق بنے ہوے سب کے سر اڑا دینے کا حکم ہوا ہے اس انتظام مین کیا ارشاد ہوتا ہو عمرو گھبراکر سوچنے لگا بعد دم بھر کے فرمایا ہی برق نہین معلوم اسکو کیا منظور تھا خدا نے ابتک محفوظ رکھا مگر ہی فرزند دلبند معقول یہ ہو آپ لوگ عشق وعاشقی کا کام نہ فرمایئے گا اسوقت آپ بہت گھبرائے ہوے آئے ہین معشوقہ کو دیکھا تڑپ گئے ساری عیاری بھولی اب جلکر کیفیت سنے شراب پھوپھا وبیہوشی بھی سلیقہ سے ملاؤ بیہوش کرو مین بھی آتا ہون برق تو ادھر چلا عمرو قریب ملکہ مہرخ کے آیا کان مین کہا حیرت دغیرہ صورت بدلکر دربار مین آگئین مین نے برق کو بھیجا ہو سب کو جاکر بیہوش کرو اگر حیرت آگاہ ہوگئی تو قیامت برپا کریگی یہ سنکر ملکہ مہرخ کے ہوش اڑ گئے کہا خواجہ اسکا جلد انتظام کرو عمرو پاس سے ملکہ مہرخ کے ہٹے خود بھی اسکی فکر مین چلے مگر مترجم برق فرنگی گلا بیان لیکر چلا تھا اُسنے راہ مین چالاک ملا کہا بھائی کیا حکم ہوا برق نے کہا اُستاد نے ارشاد فرمایا ہو کہ خبردار یہ نکلکر جانے پائین چالاک نے کہا بھائی برق حیرت بھی قید ہو جائیگی یہ تو بجا کو گوارا نہین ہے میری معشوقہ کی زبان مین سوزن دیا جاے میرے کلیجے مین سنان غم کی کھٹکیگی میرا دل چاہتا ہی مین جاکر اُسکو آگاہ کردون وہ بیچاری نکلجاے برق نے کہا ایسا غضب نہ کرنا چالاک کا رنگ متغیر ہوا کہا بھائی بدعت کرنے کو اور رکا فر کیا کم ہین اُس بیچاری کو نہ ستائینگے تو کیا نقصان ہوگا یہ باتین تھین کہ خواجہ عمرو آکر پہونچے دیکھا چالاک و برق کھسر پھسر کر رہے ہین عمرو نے کہا ارے برق کیون دیر کی برق نے سر جھکایا خواجہ سمجھے کہ چالاک سفارش حیرت کی کرتا ہوگا دو طمانچہ چالاک کو مارے کہا کیون نالائق عرصہ کرتا ہے عیار بچیان ساتھ ہین ذرا سے اشارے کو سمجھ جائینگی خاص یہ سب فکر مین اسد کے آئی ہین وہ شیر سحر کو آگاہ نہین ابھی چھپ کر ایک گولہ مارے قیامت ہو جاے اگر ہم سبکو ابھی ڈالینگے تو کیا ہوگا یہ اسد سنکر چالاک بھی گھبرایا کہا حضور مین دشمن کا پاس نہ کرونگا ابھی جاکر سب کی گردن لیتا ہون عمرو الگ ہوا برق و چالاک گلا بیان لیکر

آئے بیان مصور واسطے شراب کے اُبھے ہوئے تھے گا بیان دیکھکر ہاتھ بڑھایا کہ مہتر صاحب لیجیے چالاک برق گا بیان دیکر ہٹ گئے گوشۂ بارگاہ مین آکر بیٹھے مصور نے سب سے پہلے شراب اپنی جورو کو پلائی صرصر نے کہا مرشد زادے سحر بہت فریب شراب موقوف رکھیے عیار نکو ڑے دیکھ گئے ہین ایسا نہو کوئی نیتو پر ہو مصور نے کہا اس ہنگامہ مین کون کسی کو پہچانتا ہی عیار رنڈیان خوبصورت دیکھکر بیٹھ گئے تھے صرصر نے بھی مصور کے کہنے سے دھوکا کھایا جب ایک ایک جام سب پی چکے صرصر نے کہا لو صاحبو غضب ہوا معلوم ہوتا ہی کہ شراب مین بیہوشی تھی یہ کہکے قصد کیا کہ اٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکے گری چشم زدن مین مصور وحیرت وغیرہ سب بیہوش ہوے سحر فراموش ہوے گوشے سے عیار نکلے چالاک تو قریب حیرت کے آیا زبان مین سوزن دینے کے حیلے سے پیار کرنے لگا برق اپنی معشوقہ سے لپٹا خواجہ نے سامنے آکر دو دو کوڑے سب کو مارے مصور وصورت نگار وحیرت وغیرہ کی زبان مین سوزن دیا عیارون کو کمند سے باندھا اتنو ہلڑ ہوا ملکہ مہرخ وبہار و کوکب وغیرہ کھڑے ہوگئے کہا خواجہ خیر تو ہے کسکو گرفتار کیا عمرو نے کہا کہ خدا نے اپنا بڑا فضل کیا مصور وصورت نگار وحیرت سب ملکر یکبارگی اسد غازی کی آئے تھے برق وغیرہ نے پہچانا گرفتار کرلیا اسد غازی نے کہا نانا کو سے گرفتار کرنے کی سند نہین ہے ان سب کو رہا کر دیجیے خواجہ عمرو ہنسے کوکب سے کہا انکی دردمندی سماعت فرمایئے یہ جرأت وشوکت کے پابند ہین کوکب نے کہا اے ہنر بیشہ صاحبقرانی واے نہنگ بحر خوش بیانی یہ مقدمۂ سحر ہین سب مکار غدار اگر عیارون کا قدم درمیان مین نہوتا اب تک یہ لشکر مقابلہ مین افراسیاب کے رہ سکتا تھا خواجہ عمرو نے کیا کیا کارنمایان کیے آپ تو عرصہ دراز کے بعد چھوٹے جو جو ہنگامہ ہوے ہین وقائع نگارون نے لکھے ہین کبھی بوقت مہلت ملاحظہ فرمایئے گا بندہ عمرو کی قدر ہوگی اسد نے کہا میرے پیر ومرشد میری ترقیِ لیاقت کے باعث ہین کل لشکر اسلام انکی راے کا پابند ہی لواے شوکت انکا آسمانسے بلند ہی مگر ہمکو شاق ہوا کہ عیاری سے گرفتار کیا عمرو نے کہا اپنے مقام پر بیٹھے رہیے آپ ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دیجیے یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک مقدمہ یہانکا ہوش ربا ہی تو اندر باہر ہنگامہ ہوا کہ زوجہ افراسیاب گرفتار ہوئی جلسہ درہم برہم تمام سردار باہر سے اندر آئے ایک سے ایک پوچھتا ہی کیونکر گرفتار کیا یکایک سب نے دیکھا کہ مصور کی مشکین بندھی ہوئی زبان مین سوزن پہلو مین بی صورت نگار عیار پیچیان رسن مین آفتاب اقبال حیرت گھن مین یہ بھی سر جھکاے ہوے تیوری پر بل غصہ سے کانپتی ہوئی مصور چونکا گھبراکے ہر طرف دیکھتا ہے بیہوشی جو دی گئی تھی اُسکے نشہ کی تاثیر باقی ہی کسی قدر ہوشیار ہوے مگر خیال شراب ساقی ہی لاؤ لاؤ کیے جاتی ہین زبان مین سوزن ہونے سے گھبراتے ہین کبھی صورت نگار کیطرف متوجہ ہوکے فرماتے ہین کیون صاحب مین نے کیا خطا کی جو مجھے ہنکڑیان بیڑیان پہنائی ہین مین تو تمکو کسی بات کو نہین روکتا صبح سے پہر رات گئے تک جہان چاہو جاؤ رات کو میرے پاس چلی آؤ بی بی تمھارے بغیر مجھکو نیند نہین آتی کسی مقام پر ہاتھ دھکر سو رہتا ہون کبھی کوئی لفظ خلاف

تمکو نہین کہتا ہون ان باتون پر مصور کی سب ہنسے مگر بہار نے حیرت ایسی گلاندار کو جو متعید دیکھا بیقرار ہو کر اٹھی کہا
بوا برائے خدا طلسم کشائی کی اطاعت کرو تاج و تخت اور اقبال مندی طلسم کشائی کی تمپر ظاہر ہوئی تمکو قدرت پروردگار
دیکھا با جہان تضاد و قدر نے کیا کیا گل کھلائے باغبانو کو خار دیے آج باغ اسلام پر بہار ہے خزان کے دن گئے ہر شمن
مثل لالہ دل داغدار ہے تمھاری کیا شامت تھی کسی بنکر آئین یہ صلاح کسنے بتائی مصور تو بیغیرت ہے تمھارے حال پر
حیرت ہے میرا دل ٹکڑے ہوتا ہے کوئی یون آبرو کھوتا ہے تقدیر بگڑتی ہے تو کچھ زور نہین چلتا ہے ہر وقت
آسمان رنگ بدلتا ہے ای ملکہ عالم نظم

گر ہنر صاحب جوہر کو مقدر عزت	جوہر فرد ہے بالفرض کو کیا بے قسمت
قاضی چرخ جو تو ہے تو یہ کیا گر تیرے	مثل دہقان فلک کھتے ہون طالع نکبت
دور گردون نہ موافق ہو تو اور خفیف	جز اقبال مین تو جتنی اٹھائے محنت
آگے برگشتگی بخت کے چلنے کی نہین	نظری و عملی کوئی بھی تیری حکمت
گو فصاحت مین تو سحبان ہو دلی بے تقدیر	حرف مطلب پہ زبان کو ہو تری سو لکنت
گور یا ضی مین ہین صناع اگر بخت ہین بد	نقش باطل ہے تری شکل وہ جسمین صنعت

ملکہ بہار نے اس فصاحت و بلاغت سے حیرت کو سمجھایا گویا منھ سے پھول جھڑتے تھے ہر کلام مسلسل موتیون کی لڑی
معلوم ہوتا تھا عندلیب خوش نوا گلشن بیان مین نغمہ سنج ہے مگر حیرت جادو نے یہ نگاہ قہر و غضب طرف بہار کے دیکھا لڑکھڑاتی
ہوئی زبان سے جواب دیا بس زیادہ اپنا عظم و شان نہ دکھا مجکو بیہودہ نہ سمجھا قدرت سامری کی مین تمھاری اطاعت کرون
دشمنون سے محبت کرون اب تو میان مصور کو بھی غصہ آیا ہوش درست ہوے پکار اٹھے منم نبیرۂ سامری ابھی نانا دادا سے
فریاد کرونگا آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا اپنے بھائی خداوند داؤد سے کہکر سب مسلمانون کو سنگ سیاہ کرا دونگا مابدولت
کے غصہ سے ڈر و بیہودہ کلام نہ کرو بس بہتر اسی مین ہے کہ زبان سے سوزن نکال لو ہمین اپنی بارگاہ مین جانے دو عمرو نے کہا
میان سنج ہینگا شیخی نہ بگھارو آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو لے بیجا جورو کو نائلہ بنایا آپ قرمساق بنکے آیا غیرت
نہ آئی اب نانا دادا کو بلاؤ آج کچھ کرامت دکھاؤ ہم بھی دیکھین کیسے نبیرہ سامری ہو یہ کہکر عمرو نے آواز دی بس بہار
بیٹھو تم دخل نہ دو ہان جلاد کو بلاؤ فوراً جلاد حاضر ہوے پردہ بارگاہ کا اٹھایا قصد ہوا ان سب کو قتل کرین ملکہ بہار زار زار
رو رہی ہے عمرو کا غصہ دیکھکر بول نہین سکتی ملکہ مہ جبین کو بھی انشاء اللہ مارکر دانگا قتل ہونا گوارا حکم سے خواجہ
جلاد دین کے چاہا انکے ہاتھ پکڑ کر کھینچین گردن پر کوڑے کے خط دین یکایک دین سے ہوائی صدائے مہیب آئی قریب تھا
کہ گوش گردون کر ہو تمام عالم زیر و زبر ہو زمین شق ہو فراسیاب غصہ مین بھرا ہوا زمین سے نکلا نکلتے نکلتے چند
سنگریزے اٹھا کر مارے پتھر برسنے لگے حیرت کی کمر مین پنجہ دیا سب کو سحر کر کے اٹھا لیا نعرہ کیا اے مسلمانان تم

سمجھون کی قضا قریب ہے یہ کشتی جادو لت پہ لنگر کشی طلسم کشا کے رہا ہونے پر گھنڈ لگنا زادہ بلائین نازل کرونگا کہ خود اپنے اپنے گلے کاٹکر مرجاؤ گے میرے ہاتھ سے امان نہ پاؤ گے یہ کہتا ہوا آتش جلد افراسیاب نکلنگیا کہ کوئی زبان نہ ملا سکا عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا خود کوکب نے سحر دفع کیا جب روشنی ہوئی دیکھا کہ افراسیاب جا چکا دور سے نعرہ کی صدا آتی ہو کوکب نے چاہا پیچھا کرون عمرو نے دامن پکڑ لیا کہا اے شہنشاہ جانے دو اپنی زد جہ کو لے گیا ع رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت اب اور صلاحین کرنا ہین یہ خوب ثابت ہو کہ افراسیاب قتل نہین ہو سکتا بس اس کد و کاوش سے کیا فائدہ کہنے سے خواجہ کے کوکب رک گیا افراسیاب تو جا ہی چکا تھا یہان کوکب وغیرہ سب رک کے دربار مین بیٹھے جلسہ تو درہم برہم ہو گیا مگر افراسیاب حیرت وغیرہ کو بے ہوش مین پہونچا سب کو ہوشیار کیا متوجہ ہوا سے بیہوش ہو گئے تھے افراسیاب کہا مرشد زادے واہ کیا آپ نے کمال کیا اگر مین وقت پر نہ پہونچتا سارا بان زادہ سب کو قتل کرتا ہمنے اسوسطے بھیجا تھا کہ مقابلہ مین فروکش ہو مسلمان مطمئن ہو جائین نہ کہ اس صورت سے دربار مسلمانان مین جانا عیارانِ اسلام سے آپ کو آگاہی نہ تھی اڑتی ہوئی چڑیا کو وہ لوگ پہچانتے ہین دل کا حال جانتے ہین سب سے زیادہ صرصر پر غصہ کیا صرصر نے کہا حضور مین تا بعد اد حکم سرتابی کر سکتی تھی فرمانے سے مرشد زادے کے مجبور ہو گئی مین نے تو عرض کیا تھا کہ مسلمان خلق مین بے نظیر ہین خود صاحب تو غیر ہین ظاہر مین سوار ہو کر ہوادار پر چلیے مسلمان با عزاز و اکرام لیجائینگے مقام صدر پر بٹھلائینگے ان سب کا قول ہو روز جنگ جنگ روز آشتی آشتی افراسیاب نے کہا وہ درست تھا نہ یہ مناسب اب تم جاکر مقابلہ مین اترو مین وہ فکر کرتا ہون کہ ایک بندہ نہ بچے یہ کہکر افراسیاب نے حیرت کو سمجھا کر طرف لشکر کے روانہ کیا آپ کتاب سامری لیکر بیٹھا بعد نکلجانے افراسیاب کے کوکب نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری اب زمانہ عیش و سرور کا نہین ہے فکر روح واجب و لازم ہو یہ کہکے خواجہ کے کانین کھا ہم تو رخصت ہوتے ہین مگر اس مقدمہ کو باغبان و مخمور سے رجوع کیجیے یہ کہکر کوکب و ملکہ برہان وغیرہ سرداران طلسم نور افشان بصد شوکت و شان طرف قصر جمشید کے روانہ ہوئے افراسیاب باغ مین بیٹھے بیٹھے گھبرایا سوچا کہ مقام لوح تک کون جا سکتا ہو کسکی مجال ہو یہ مابدولت ہی کا کمال ہو کہ ایسے مقام پر لوح کو رکھا ہو کہ طائر وہم و خیال بھی نہین جا سکتا ایسے ایسے مہلات سوچ کر جو تکیہ عیش پسند ہو تخت پر سوار ہو کر طرف پردۂ ظلمات کے روانہ ہوا میان عمرو نے بعد برخاست جلسہ انجمن مشاورت کو منعقد کیا شمع راے کو روشن کر کے مصروف صلاح ہوئے گفتگو کلام رد و بدے باغبان پیشکش کیے فرمایا اے باغبان عالیشان خدا نے تمھارے پھول کو کانٹون سے نکالا اب کیا دیر ہے لوح کی فکر بتاؤ باغبان نے چند باتین مخفی کانین خواجہ عمرو کے کہین خواجہ عمرو نے اسد غازی کو شراب پلا کر بیہوش کیا زنبیل مین رکھ لیا برق اس جلسہ مین حاضر ہے خواجہ نے ایک خرما عجیب نکالکر کہا اے برق یہ رطب تازہ خانہ کعبہ سے آئے تھے تو یہ تمھارا حصہ ہے

برق ہاتھ جوڑنے لگا کہا اُستاد مفصل فرمایئے کیا منظور ہے آخر غلام کا کیا قصور ہے عمرو نے کہا قصور کیسا ہم کوئی چیز تمھارے بغیر کھاتے ہین پہلے نور نظر کھائے تو بڈھا باپ بھی مچھے برق کہتا ہے اے اُستاد خدا کیواسطے صاف بتائیے عمرو نے زبردستی منھ مین ٹھونس دیا یہ کہکے کہ تبرک کی چیز ضرور کھلاؤنگا حلق سے اُترتے ہی برق نے کہا اُستاد مجھے روکیے میری جان گئی ہائے مجھے بیہوشی کھلادی عمرو نے سر کے نیچے ہاتھ دیا برق بیہوش ہوا برق کو عمرو نے اُٹھاکے نذر زنبیل کیا بعد اُسکے ضرغام کو بلایا کان سے عطر کی روئی نکالی کہا دیکھو بیٹا عطر کتنے آیا ہے کتنے تولہ کا ہے اترا نا نہین صاف صاف بتانا ضرغام نے حیران ہوکر سر جھکاکر کہا کیون قبلہ وکعبہ کیا کسی طرح کی سزا دیجیگا بیہوش کیجیگا میرے پاس خود بیہوشی حاضر ہے سنکھیا بھی موجود ہے جو حکم ہو کھالون جان قدم اقدس پہ نثار کردن عمرو نے زور سے ناکا کان پکڑا کہا کیون رے جوانمرگ ہم تجھے زہر سنکھیا کھلائینگے اسی دن کے لیے پالا تھا ہمین زکام ہوگیا دماغ بند ہے ہم سوچے کہ یہ نوجوان ہین قیمت بوجہ حسن بتائینگے تمھارے لیے سنکھیا زہر بنگیا ان نالائقونکی حرکتون سے کلیجہ چھن گیا یہ کہکر روئی نکو بروئی دماغ سے ضرغام کے لگادی ضرغام چھینک مار کر بیہوش ہوا عمرو نے اُٹھاکر اسکو بھی نذر زنبیل کیا باغبان نے کہا ہمتو آگے بڑھتے ہین آپ محمود کے ہمراہ تشریف لائیے انشاء اللہ وقت پر ہم بھی ملجائینگے مقام ضرورت پر اپنے کو پہونچائینگے یہ کہکر باغبان قدرت و ملکہ بہار جادو و رعد و برق و برق لامع خواجہ کے سامنے ایک جانب روانہ ہوے بعد اُنکے خواجہ عمرو و ملکہ محمود ملکہ مہرخ سے رخصت ہونے لگے تمام سردار بیقرار ہوکر رونے لگے مہرخ نے ہاتھ اُٹھاکر دعا دی کہ اے شہنشاہ اوج عیاری سفر بسفر فتنت مبارک باد ؛ بہ سلامت روی و باز آئی ؛ اُس سفر سے پروردگار ہمارے مالک و حاکم کو خیریت سے لانا جمال جہان آرائے طلسم کشا بخوشی و خرمی دکھانا کل سردار یون بلک کر روئے جیسے نوجوانون کے جنازے پر شور گریہ و زاری بلند ہوتا ہے عمرو نے ایک ایک کو چھاتی سے لگایا کہا ملکہ حقیقت مین یہ سفر آخرت ہے شریک حال اُسکی عنایت ہے مین نہین واقف کہ یہ بخت جادو گر مجکو کہان لیے جاتے ہین خدا ان ساحرون کی بدعت سے بچاے پھر تم سبھون سے ملائیے فرماکر چالاک کو قریب بلایا گلے سے لگایا فرمایا کہ اے نور نظر حفاظت لشکر کا خیال رکھنا جامع المتفرقین پھر تمکو ہمسے ملائے چالاک نے عرض کی حضور کا اقبال شریک ہوگا غلام جانبازی اور سرفروشی کو حاضر ہے مگر کیا مجال مثل حضور کے حفاظت کرسکون جان لڑاونگا یہ خبر وحشت اثر سنکر قران نامدار وہ کوہ سے نکل آئے دوڑکر خواجہ سے لپٹ گئے کہا استاد غلام کو بھی ہمراہ لیجیے خیر خواہ کو تباہ نہ کیجیے عمرو نے کہا اے جان بخش سن میرے ساتھ چلنے سے یہان رہنا بہتر ہے ایسے مقام پر سارا لشکر ہی خدانخواستہ اگر لشکر پڑاؤ سے ہٹ جاے تباہی آئے پڑاؤ چھوٹنا نشان شکست ہی مقدم یہی بندوبست ہی قران نے عرض کی آپ بڑا ہاتھ سر پہ رکھتے ہین خدا سکا انجام بخیر کرے خواجہ نے سب کو گریان و نالان چھوڑکر ملکہ تحمود کو ساتھ لیا مگر چالاک سے اتنا پھر کہدیا اے نور نظر

ہمارا جانا ثابت نہو ہماری صورت بناکر روز دکھانا عیار یہون سے اپنے کو بچانا اور اہرمان باغبان و رعد و برق و برق لامع و بہار و مخمور یہ چند سردار لشکر سے نکلے ہین اُنکی صورت کے بھی سردار بنانا فرامدش نکرنا یہ نہ ثابت ہو کہ یہ لوگ لشکر سے نکلگئے ہین بخوبی سب کو سمجھا بجھا کر منطورۂ زربفتی و پیتادہ سقرلاتی و گوپھن عیاری بصد طراری آراستہ کرکے مخمور سے کہا بسم اللہ مخمور نے کہا مین پنجہ مین آپ کو دبالون پر پرواز پیدا کرکے نیچلون عمرو نے کہا آپ چلیے مین آپ کے ساتھ ہون جہان تلاش فرمائیے گا اُس جگہ پر غلام کو اپنے سایہ مین پائیے گا مخمور نے پرواز پیدا کیے اُڑکر چلی خواجہ نیچہ ٹیک کر شل برق جہندہ سایۂ مخمور مین طرف صحرا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان بہار آگین فصاحت آئین جانا خواجہ عمرو کا برائے تلاش لوح طلسمی بر بہری مخمور و باغبان وغیرہ راہ مین ملنا مرحلۂ غافل و ہوشیار کا جرات خواجہ عمرو بن امیہ نامدار اور پھر پہونچنا باغ باغبان قدرت مین ملاحظۂ نیرنگ سحر باغبان قدرت دہان سے پہونچنا بہ مقام گنبد نور مین اور رسائی خواجہ عمرو کی تا بہ باغ سیماب جادو داستان دیگر متعلقہ مقامات ساقی نامہ

کھولیو ساقی منہ کو سبو کے — پیتے ہین کب سے گھونٹ لہو کے — جام شراب احمر بھر دے
چشم بھر آئی ساغر بھر دے — غفلت بیمار شک پری کیون — حال سے میرے بیخبری کیون
ہوش مین آنا ہے تجکو — ایسا کہان کا نشہ ہے تجکو — محو تعطل کب تک رہنا
مست تغافل کب تک ہونا — ربط لب و پیمانہ کہان تک — ہاؤ ہو مستانہ کہان تک
جب تو سُن آواز کسی کی — آہ فلک انداز کسی کی — شور فگن ہو بانگ تظلم
صبر شکن ہے بانگ تظلم — غور سے سُن فریاد ستم کش — جلد کہین دے داد ستم کش
مست شراب غم کی خبر لے — سینہ کباب غم کی خبر لے — جان شکنی پیوند گسل ہے
جوش خمار نشۂ دل ہے — ہائے دبال جان ہے جینا — جنبش دم سے ریزۂ مینا
بادہ سر شک اور چشم ہو پیالہ — ہائے دہو مستانہ ہو نالہ — نشۂ غم مین حال دگر ہے
بادۂ الفت زہرا ثر ہے — یعنے تری اب آن نبی ہے — دل شکنی بھی جان شکنی ہو
تڑپتے ہے سینہ بات کیسے — درد اُٹھے ہے سانس لیے سے — ضعف سے کیونکر حال بیان ہو
لب جو کھلے تو بند زبان ہو — چشم کشائی کوہ کنی ہے — جنبش مژگان تیشہ زنی ہو
فرش زمین ہو چشم بہم ہے — یہ بھی مگر اک نقش قدم ہے — باد صبا سے حال دگرگون
گردش بالین گردش گردون — جوش طپیدن حوصلہ فرسا — دل کی طپش سے زلزلہ برپا

حیرت و حسرت نالہ وزاری	مضطر بانہ باتین ساری	اگر یہ خونی غیرت جیحون
منبع تلزم دیدۂ پرخون	بسکہ سرشک خون سی بھرا ہی	عرصۂ دامن صحن بنا ہی
دل کی قلق سی دشت نوردی	نقش قدم ہے صحرا گردی	سیاحان منازل رنج و مصیبت دشت

نوردان خارستان صعوبت جستجو گنندگان مقام حسرت انجام لوح طلسمات وطالبان مطالب کلاے وکان مصیبت آیات راہ پرخطر مالک صعوبت مین یون گام فرسا ہین شعر سخن ساز کہ مینے ساز کردہ ۔ سخن را این چنین آغاز کردہ ۔ شاہ آسمان اوج عیاری مہر آفتاب عالمتاب فلک خنجر گذاری صاحب عقل وشعور ملکہ مخمور کے ہمراہ براے جستجوے مقام لوح طلسمی روانہ ہوے فراق خواجہ مین اہالیان لشکر ملکہ مہرخ تیر دلدوز الم کا نشانہ ہوے مگر ملکہ مخمور اڑی ہوئی جاتی ہے جب جھک کر دیکھتی ہی خواجہ عمرو کو اپنے سائے مین پاتی ہی جی مین کہتی ہی اہی مخمور خواجہ عمرو بڑے طرار ہین گویا ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین کہین صحراے خارستان وکوہستان خوفناک نہ انسان نہ حیوان مثل کف دست میدان دھوپ سے تھرتھک رہے ہین نخل ہواے گرم سے جلے ہوے نہ شاخ نہ پتا بالکل بے دست وپا بونڈے گرد کے پیچ وتاب کھاتے بشکل دیو مہیب راحت سے دور مصیبت سی قریب دشت کا سناٹا چار جانب ویرانہ بستی کا نام کہان مقام سکونت غولان کبھی عنایت باغبان قضا وقدر سے صحراے سبزہ زار ملا براے چند ساعت غنچۂ آرزو کھلا ایسا مقام فرح افزا اگر مل گیا تو غنیمت ہوا ملکہ مخمور سوا سے اتر آئی ایک نخل کے سائے مین دونون ملکہ بیٹھے ملکہ مخمور نے کہا خواجہ چار پہر رہروی کرتے گذرے ملکہ مہرخ وغیرہ نے کھجورین شیرینی جو ساتھ کردی تھی اب نوش فرمایئے ہمین بھی عنایت کیجیے پھر راہ منزل مقصود ہون خواجہ ابھی مقام دور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہوگا عمرو نے کہا ملکہ تم ایسی جلدی چلین تھیلہ کھجورون کا گر گیا یہان جنگل مین کھانا پینا کہان مگر وہ سامنے گانون معلوم ہوتا ہی لاؤ تمھارا کڑا بیچ لائین کچھ خریدین تم بھی کھاؤ ہم بھی کھائین ملکہ مخمور نے ناچار ایک فرد کڑے کی اتار کر دی خواجہ عمرو نے لیکر گانون مین جاکر فرد تو زنبیل مین رکھلی رنگ برنگ عیاری کا لگا کر مڑ چڑے کی شکل بنے گانون مین آواز دی ہمن زخم ادھیڑے اوچھے سر پر لگائے خون بہتا ہوا پیسا دوکان تحصیل لیا دو پیسے کی جوار بھنائی صورت اصلی ہوکر پاس مخمور کے آئے سامنے وہ جوار ملکہ مخمور کے رکھدی کہا لو بی بی کھاؤ زاد مطلق کا شکر کرو اس صحرا مین نعمت ملی ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ کڑا کیا کیا کہا بھڑ بھونجے کو دیدیا اُسنے یہ جوار تو دی وزن مین ڈیڑھ سیر کیے ملکہ مخمور نے پھر اکر کہا خواجہ تین ہزار روپیہ کی یہ جوڑے بنوائی تھی اُس موے نے کڑا لیکر صرف جوار ہی دی خواجہ عمرو نے کہا یہان گانون مین کون پوچھتا بھڑ بھونجا بڑا مردآدمی تھا خانہ کعبہ کا رہنے والا ہے جب بزرگون کے نام بتائے تب اُس نے کڑا لیا ورنہ چور چور کرکے مجکو لوگون نے پکڑلیا تھا اُس بیچارے نے قید سے چھڑایا کوتوالی کو رشوت دی مین نے تمسک لکھدیا خیر ادا کرینگے اب اسکا ذکر نہ کرو کھاؤ پیو چلو مخمور جب پھر گئی جوار کھاکے شکر کیا پھر روانہ

ہوے اسی طرح قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے دم بدم رہبر کامل کا بھرتے ہوے ایک مقام پر آکر مخمور سرخ چشم اُتری
اور خواجہ کا تھام لیا سر اُٹھا کر دیکھا ایک دیوار آہن نہایت بلند و مرتفع کھنچی ہوئی ہے ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ
اس دیوار کے اس پار باغ خالی و ہوشیار ہے عجب مقام جانگزا مصیبت خیز عبرت افزا ہے یہ سحر کہ کے دیوار یہ دربانی پہلے
آپ کو جست کر کے داخل ہونا چاہیے پہلے ملاحظہ کر لیجیے میں بھی پہونچونگی عمرو نے کہا بسم اللہ دربناؤ صورت
باغ حسرت دیاس دکھاؤ ملکہ مخمور نے گنٹھے سے دانہ یاقوت احمر کا نکالا خواجہ عمرو کو جست باندھکر پھر
ہوے اس میدان پر کہ یہ جب دیوار یہ دربانیگی میں نور احمر بصد کروفر دیوار پر مارا کرا کا ہوا در آنا بڑا بنا کر ایک آدمی دیوار آہن کے
اُس پار بہ سلامتی داخل ہو سکتا ہو دربنتے ہی عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا عجب مقام قیامت خیز ہیبت انگیز نظر آیا تیر اول پر
گرے سینے پر نیزے مصیبت کے پڑے شمشیر جفا نے زخمی کیا خنجر ملال گلے پر پھرا باغ کا یہ نقشہ ہو بجاے گل و ریحان
شمشیر و سنان مثل درختوں کے دہقان بدبخت نے بوئے ہیں اُنکی سیر نے ہوش کھوئے ہیں اصل بیان یہ ہے
ایک چمن ہیں پیکان تیر ایک چمن ہیں سنان ہاے نیزہ ایک جانب تلواریں قبضے اُنکے نابود و بناے مثل برق چمک رہے
ہیں سارا باغ اسی عجائب و غرائب سے مملو ہو چند نخل بھی جا بجا مگر کمتر از پنجہزار در ہزار جانور عوض زمزمہ سرائی کے
صداے ہیہات و افسوس بلند کرتے ہیں جیسے ہی دربنا ہوا عمرو نے یہ نگاہ حسرت دیکھا طائر مثل انسان کے غل مچانے
لگے اے ساکنان باغ عبرت ہوشیار ہو جاؤ ملکہ مخمور سرخ چشم نے سارباں زادے عیار کو قریب دیوار آہن پہونچایا سحر کہ
دیوار ہیں دربنایا عمرو یہ قیامت دیکھکر رُک گیا جست نہ کر سکا چشم زدن میں وہ در بند ہو گیا ملکہ مخمور نے کہا خواجہ یہ
کیا غضب کیا آپ نے اپنے کو اُس پار نہ پہونچایا عمرو نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے مخمور اشیاے سلاح جنگ سے باغ میں
تل رکھنے کی جگہ نہیں اگر میں جست کرتا نیزہ و تیر و دم شمشیر پر گرتا کیونکر جانبر ہوتا عمداً جان کھوتا اے مخمور سرخ چشم آج
مجکو ثابت ہوا تو نے دام کر مجھ ایسے زیرک کے واسطے پھیلایا پردے میں دوستی کے دشمنی کرتی ہے کیونکر ایسے مقام پر
جاؤں اگر سنان نیزہ پر گرا تمام جسم غربال ہوگا اگر تلواروں پر گرا انصاف سے بتا میرا کیا حال ہوگا کون جان بچنے
کی صورت ہے تو بیشک دل سے طرفدار افراسیاب ہے کہ میں ہیں ایسا جواب دیا ملکہ مخمور سرخ چشم نے کہا خواجہ عمرو
قسم ہے سر شاہزادہ نور الدہر بن بدیع الزمان کی باغ سیماب کے جانیکا یہی راستہ ہے اور بڑے بڑے مقام خوفناک
ملینگے خدا آپ کی جان بچاے تا بہ مقام لوح پہونچاے میری جان حاضر ہے نثار کروں مگر اس مقام پر بالکل
ناچار ہوں آنا جانا اور عرض کرتی ہوں کہ ایک مرتبہ میں نے دروازہ پیدا کیا سد باب ہوا بس اب کی مرتبہ در بنانے کی
مجاز ہوں اس مقام کی صاحب راز ہوں دوبارہ در دروازہ بنکر جو بند ہوگا اگر تمام عالم کے ساحر آکے سحر کرینگے دیوار
ہیں در نہ بنے گا راہ مقام لوح سے ناامید رہیگا خواجہ عمرو نے سر جھکایا آنسو آنکھوں سے جاری ہوئے ملکہ مخمور سرخ چشم

بھی بلک کر دلی زبان پر یہ اشعار حسرت و یاس کے جاری ہوے اشعار

ملک الموت ہے ہر ایک بشر — داد خواہون کے شور سے دیکھو — کوئی اس دور مین بچے کیونکر
آئینے نے بھی اس زمانے مین — تیغ کے سے نکالے ہین جوہر — چونک پڑتا ہی فتنۂ محشر
آب نیسان ہی ایک بدگوہر — جسکو دیکھو سو مایۂ بیداد — آتش لعل سینۂ جانسوز
ذکر انسان سے دیو مجنون ہو — آدمی سے پری کو آئے حذر — کیا ہوا گر نہین ہے سیمین بر
شاہ فرہاد و بے ستون کشور — نہ امیرون کو پائے بندی عدل — ہوے استیاق دیرانی
اسکو سورستم زمان کا خطاب — جو کرے قتل خورد سالہ پسر — نہ رعایا مطیع فرمانبر
طرز جعفر ملامت مادر — ہین گدا پر غرور شیر دیہ — کمترین خانہ زاد طعنہ زن
چین آرا کو رسم پیرایش — اک بہانہ ہے بہر قطع شجر — بیگنہ جو کیا ہے خون پدر

ان اشعار عبرت آثار پر ملکہ مخمور سرخ چشم بھی بیتاب ہوئی صورت شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان کی آنکھون مین پھر گئی خیال ہوا اے مخمور ان مقامات ہولناک سے زندہ بلنا دشوار ہی خیر جو مرضی پروردگار ہی خواجہ عمر و بن امیہ ضمری نامدار فراق مین صاحبقران زمان کے خوب رو یاد آئے اے ملکہ مخمور سرخ چشم یہ نہین کہ پھر زندگی مین آقائے نامدار سے قدمبوس ہون اے ملکہ مخمور جب یہ ظاہر ہوا کہ سوائے اس راستے کے اور کوئی راہ نہین بسم اللہ آپ در بنائیے مین اپنے کو دم شمشیر پر گرا تا ہون شاید حیات مستعار باقی ہی بچینگے ورنہ ملک عدم مین ملینگے ملکہ مخمور سرخ چشم دانہ لیکر آمادہ ہوئی کہا خواجہ برائے خدا اب نہ رکئے اور نہ سر پٹک پٹک کے جان دیدینا ہوگا خواجہ عمر و بن امیہ نامدار نے کہا ضرور جاؤنگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے نہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے گلیم عیاری کاندھے پر ڈالی حلقہاے کمند آصفاے باصفا بازو پر لپیٹے مشت خاک اٹھاکر گریبان مین ڈالی لباس کو کفن تصور کیا آمادۂ مرگ مہیاے قضا ہوا کہا اے ملکہ مخمور سرخ چشم ذی شعور بسم اللہ اب یہ نہ کیجیے ملکہ مخمور نے ایکی مرتبہ دانہ کلان نکالا عرصۂ دراز تک سحر پڑھا جھپٹ کے دانہ مارا جیسے درتیار ہوا طائرون نے غل مچایا لو یار وپھر مخمور سرخ چشم نے سحر کرکے دیوار آہن مین در بنایا ہی عمرو آتا ہی دوڑو ظالم کو روکو یہ کہکر طائرون نے صدا دی کہ او عمرو اس بلاغ مین نہ آنا مقام عبرت ہی اس آغاز کا بد انجام ہی یہان کے حاکمون کا غافل و ہوشیار نام ہی اس مقام سے کسی کو راحت نہ ملی بادشاہ طلسم ہوش ربا ان مقامات پر نہین آتا خبردار اپنی جان نہ کھونا آبرو سے ہاتھ نہ دھونا یہان کا ہر گل خار ہی ہر شاخ اصل مین کھنچی ہوئی تلوار ہی مفت مین کیون جان دیتا ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتا ہی ہر چند طائر چیخے پہنے صداے حیرت خیز سے انکے تو ہوش اڑ گئے مگر کلیجے پر پتھر رکھا اور کہا اے کریم کارساز اے حافظ حقیقی اے مالک تحقیقی تو بچانے والا ہی دل کو رجوع کرکے جست کی اس خیال سے کہ کسی شاخ نخل پر پانون جماؤنگا ملکہ مخمور نے بھی دیکھا خواجہ عمرو درسے نکلکر انتہا کا بلند ہوا

جو نخل صلی تھا اُس تک تو نہ پہونچا جس چمن میں تلواریں بوئی ہوئی ہیں وہ باغ مثل برق کے چمکتے ہیں وہ چمن انہا کا وسیع تھا اُسی چمن پر لڑکھڑاتا ہوا گرا پانچ قدم کی بلندی باقی ہو قریب ہے کہ تلواروں پر گرے جسم پر زخم پیدا ہو جائے خواجہ عمرو نے تہ دل سے دعا کی اے سامع الدعوات اے کریم کارساز اے بے نیاز حفاظت کر بچالے اس آفت ناگہانی سے نجات دے افسوس ایسے مقام پر جان گئی لاش کون اُٹھائے گا اس مقام پر آفت میں کون کام آئے گا دفن و کفن بھی نہ ملے گا اے خالق کونین رب المشرقین والمغربین میں تیری

ہی مدد کا خواستگار ہوں نظم		تو کوئی ہر آنکس کہ در رنج و تاب	دعائے کند من کنم مستجاب
جو عاجز رہا نندہ دانم ترا		درین عاجزی چون نخوانم ترا	عقوبت مکن عذر خواہ آمدیم
بدرگاہ تو روسیاہ آمدیم		سپردم بتو مایہ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

خواجہ عمرو نے جو اس طرح بلک کر عرض کیا زمین کا طبقہ پھٹا بصد صولت و شوکت باغبان قدرت پیدا ہوا نعرہ کیا اے خواجہ عمرو نہ گھبرا غلام آپہونچا نکلتے نکلتے خواجہ کو اپنے ہاتھ پر روکا طائرون نے غل مچایا ارے یارو باغبان قدرت آپہونچا باغبان قدرت خواجہ عمرو کو لیے ہوئے جست کر کے چمن سے تلواروں کے نکلا خالی زمین پر آکے قائم ہوا اتنے عرصے مین جتنے طائر تھے زمین پر گرے معلوم ہوا ساحر مکر گوئے ترنج و نارنج باغبان قدرت پر چلنے لگے باغبان قدرت نے خواجہ عمرو کو نیچے سے یہ کہکر چھوڑا کہ حضور اپنے کو بچائین خواجہ عمرو کو دکر لڑائی مین مصروف ہوے حقہ آتش بازی نکالکر مارا ہزارہا جادوگر گوشہ ہاے باغ سے نکلتا چلا آتا ہی باغبان قدرت پر باغیون نے آگ برسائی خواجہ عمرو حقہ ہاے آتشبازی مارکر گلیم اوڑھ لیتے ہین کبھی اُتار کر ظاہر ہوتے ہین باغبان کی تنہائی پر روتے ہین باغبان پر ہجوم عظیم ہو جتنے طائر درختون پر تھے سب انسان بنے ہین اور صدہا ہر طرف سے چلے آتے ہین کسی نے آگ برسادی کسی نے گولہ مارا کسی نے کلوا بھیرون نارسنگھ کو پکارا باغبان بیچارہ کس کس کو جواب دے زخم کاری کھائے اس ہنگامے مین عمرو در پاے سحر کو جھیل رہا ہی جب کسی ساحر کلان کو دیکھا کہ برائے قتل باغبان چلا خواجہ عمرو نے گلیم سر سے اُتاری اُس مجمع ساحران مین پیتر ابدلکر سامنے آیا للکارا ساحر پلٹا خواجہ عمرو نے مزاق سے جواب بیہوشی سے مُنہ پر مارا جادوگر ہوا کے گراگرتے گرتے عمرو نے نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو

عمرو دم کز کلاز ستیز بہ بزم		رنگ او رخ بخنک بدختر ببزم	ور مجلس حرون چو گردم سائی
تیغ او پیر کسیو دساغر بزم		جادو گر زمین پر گرا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہوا کبھی جست کر کے کسی کے	

کاندھے پر پہنچا پلٹ کر پتھر مارا سر اُسکا زمین پر گرا خواجہ کود کے کچھ منتر پڑھے اسطرح پر ہر غول مین ہر صف مین کسی پر جھپٹکر پلٹ کا ہاتھ مارا جس جس کے ہاتھون آگیا ایسے کبھی جگی ہاں ہاتھ دیا صدہا کے مُنہ جلنے لگے کبھی

ظاہر ہوے کسی سحر کا سحر چل گیا زمین نے پالون تھام لیے تاکہ اُسی کو تیر ارادہ خطا کا رمرا یہ آگے ہوئی تھیں گیم اوڑھ لی جادوگر حیران ہین کہ اس بدماس پر زور نہین چلتا برق جندہ کا حال ہے بجلی کا رکھنا ٹوکنا محال ہے اکثر زخم بھی عمرو نے کھائے ساحرون کے تیر و تفنگ بھی چل رہے ہین تاریل مچھل رہی ہین مگر باغبان قدرت مجمع ساحران مین گھسا ہی نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہا ہی یکایک بارہ دری سے دو جادوگر تاج پہنے ہوے لباس عمدہ زیب جسم ایک نے نعرہ کیا منم غافل جادو دوسرے نے نعرہ کیا منم ہوشیار جادو غافل نے بڑھکر باغبان قدرت پر کارد سحر لگائی شانے کو توڑ کر باغبان کے بار گذری ہوشیار جادو نے خبردار کہکے برق چمکائی سر باغبان زخمی ہوا باغبان نے گھٹنے ٹیک دیے ایک ساحر مہیب بشکل عجیب قطران جادو نام اُسکو غافل و ہوشیار نے آواز دی کہ باغبان قدرت کا سر کاٹ لے اس باغی کو جلد سزا دے وہ بھیا سحر کرتا ہوا طرف باغبان کے چلا ہر چند کہ باغبان قدرت نے گھٹنے ٹیک دیے مگر سنبھلکر پتھر اُٹھا کر سنگدلون پر مارتا ہی کسی کا سر پھٹا کسی کا منھ ٹوٹا یون اپنے کو بچاتا ہی مگر قطران جادو بدخو جھپٹ کے باغبان قدرت پر ماش کے دانے مارے اس جنس کے سحر کو باغبان نے روکا مگر بیدم ہوگیا غش آنے لگا قطران تیغہ کھینچکر طرف باغبان قدرت کے بڑھا عمرو نے دیکھا باغبان قدرت قتل ہوتا ہی گلیم سر سے اُتار کے نعرہ کیا اوبھیا کیا کرتا ہی برابر آکے کمند ماری جھٹکا دیا وہ بھیا منھ کے بل زمین پر آیا پٹ کے خنجر مارا قطران کا شکم چاک قصہ پاک قطران کو شجر بغض باغبان سے یہ ثمر حاصل ہوا فوراً جہنم واصل ہوا ہوشیار جادو نے دور سے یہ دیکھا کہ عمرو نے بصد صولت و شوکت و جرأت قطران جادو کو مارا اب عمرو نے قصد کیا گلیم اوڑھ لون ہوشیار نے دہین سے گھبرا کے آواز دی عمرو لڑکھڑا کر گرا زمین نے پانون تھام لیا خواجہ عمرو نے حافظ حقیقی کا نام لیا کہا لو باغبان مین بھی بیکار ہوا سحر مین اس بھیا کے پھنسا اب باغبان نے بارگ دعا کی عمرو نے آمین کہی یکایک آسمان پر سناٹا ہوا بالقدرت باغبان قضا و قدر پھولون کی نپٹین آئین ہوا کے جھونکے چلے دیکھا سب ملکہ بہار گلعذار گلدستہ ہاتھ مین آرسی تھی بدھیان گلے مین طرہ موتیے کا آراستہ و پیراستہ رنگین مزاج حسینان عالم کے سرکا تاج دیکھا ملکہ بہار جادو نے کہ باغبان پڑا زمین پر تڑپ رہا ہی خواجہ بیکار ساحران غدار دونون کو قتل کیا چاہتے ہین بہار نے نعرہ مکر کے گلدستہ مارا پھول برسے ایک پھول عمرو پر گرا عمرو تو خوشی سے پھول گیا سر و قد مین طاقت نرگس چشم مین اصابت یہ رنگ دیکھتے ہی اُٹھا گلیم اوڑھ لی ساحر جھومنے لگے ملکہ بہار زمین پر آئی گلشن سحر کو رونق دی اسی طرح دو تین گلدستے مارے بہار نے باغبان کی دستگیری کی تمام ساحر مست ہوے گلچینی گلشن بہار کرنے لگے غافل و ہوشیار نے دیکھا کہ بہار نے آتے ہی رنگ اپنا جمایا چین جو شہر خیر پور ان آئی بیٹے غلام کے جین تیزہ و

تیر کے گلشن بہار نے آتش قہر و غضب سے جلا دیے کئی ہزار ساحر گلے کاٹ کر مر گئے غافل و ہوشیار نے بڑھ کر سحر کیے گل عارض بہار مرجھایا یعنی سر زخمی ہوا قطرے خون کے روے انور پر قریب تھا کہ بہار لڑکھڑا کر گرے زمین شق ہوئی رعد جادو نعرے کرتا ہوا نکلا کانوں پر ہاتھ رکھکر آواز دی نم رعد جادو کئی سو ساحر چرخ گھا کے گرے سر پھٹ گئے برق چمک کر آسمان سے گری کئی ہزار کے سر اڑا دیے رعد گرجنے لگا برق چمکی خون کی ندی بہا دی مگر غافل و ہوشیار رعد و برق پر سحر کر رہے ہین جب دونون ملعون ٹھہرتے ہین سحر پڑھتے ہین زمین ہلا دیتے ہین رعد و برق و غبان قدرت پر انتہا کا بلوہ ہے ہزارون کو مارا مگر مجمع ساحران کم نہین ہوتا یکایک آسمان پر برق کلان چمکی نعرہ ہوا تم ملکہ برق لامع غافل پڑھا ہوا چارون پر سحر کر رہا تھا برق لامع چمک کر غافل جادو پر گری اُس بیحیا کے دو ٹکڑے ہوے آواز آئی کشتی مرا نام من غافل جادو لبود دیوارین باغ کی تھرائین مکان جلنے لگے ہوشیار جادو خبردار ہوا کہ بھائی مارا گیا بازو ٹوٹا بدحواس ہوکے طرف برق لامع کے چلا برق لامع چمک چمک کے گرنے لگی ہوشیار دیکھ رہا ہے کہ کسی مقام پر برق لامع مجھے ذرا بھی سمجھے تو مین سحر کرون بھائی کے غم مین رو رہا ہے برق لامع ایک صف کو کاٹ کر ایک نخل کے سائے کے نیچے رُکی تھی کہ ہوشیار جادو نے خبردار باش کہکے ایک ترنج سبز کھینچ مارا برق لامع نے اُنگلی کے اشارے سے اُس تیرہ بخت کے ترنج سبز کو کاٹا ترنج کٹا اُسین سے کار ذ نکلکر شانے پر پڑی برق لامع بھی زخمی ہوئی اسکے قوت بازو کو مارا اسکا شانہ بھی نشانہ ہوا کون دستگیری کرے ہیہات کہکے پھر چمکی مگر جسم مین رعشہ پایا دیکھا کہ مخمور سرخ چشم بھی پہونچی شریک جنگ ہوئی ہوشیار سب کو جواب دے رہا ہے بھائی کے غم سے بدحواس چہرہ اداس لیکن زبان کاٹی خون لیکر جسپر خون مارتا ہے قطرۂ خون چنگاری بنکر جسم پر پڑتا ہے آتش سوزان کی تاثیر پیدا کرتا ہے ساتھ والون کو صدا دے رہا ہے یارو یہ چند کس ہین بیکس و بے بس ہین بلوہ کرو اب امان نہ پائین برادر غافل کے غم سے بیقرار ہون نام کو ہوشیار ہون اسقدر ساحرون کا جماؤ ہے تمام باغ آتش بہار ہو رہا ہے ان سرداران مذکور نے لاشون کے انبار لگا دیے کشتون کے ڈھیر مگر سحر سے ہوشیار کے اندھیرا خواجہ عمر و کبھی ظاہر کبھی مخفی لڑائی سے منھ نہین موڑتے جس ساحر کو پاجاتے ہین تیر و تفنگ سے قتل کرتے ہین باغبان قدرت و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم برق لامع و رعد و برق دریاے خون مین غرق جنگ مین مصروف ہین قریب ہے کہ بلوے مین گرفتار ہو جائین بیقرار ہو کر سب دعا کی لے ستار و غفار ان نابکارون کے ہاتھ سے بچالے خواجہ عمر و نے بھی تڑپ کر کہا لے

رحیم و کریم و سمیع و علیم	شہا تو کریمی و رحیمی و غفور	دست ما گیر کہ درماندہ و بال و پریم
خدا و ندا تو میدانی کہ بدکردم چہا	ز دست مکر شیطانی مرا ہشیار یا اللہ	نہ طاعت دارم و نہ زہد دارم شخصی نیکو کردام
ایں ہم تو دام نوئی ستار یا اللہ	از دست بیقرارم فریاد رس آلہی	جز تو کسے ندارم فریاد رس آلہی

سلطان بے وزیری خلاق بینظیری	چون دست من بگیری فریاد رسی آئی	تو فضلے خواجہ قبول ہوئی سعادت

حصول ہوئی آسمان پر لکہ ابر گلنار پیدا ہوا دیکھا ابر شق ہوا دل ابر سے چودھویں رات کا چاند جسکے سامنے خورشید عالمتاب ماند چرخ مارتا ہوا ظاہر ہوا ہوشیار بیحیا نہ ماہر ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے عمر و سمجھ گیا کہ ملکہ بران نامور خسار ہوکر لڑا کے کی آواز آئی چاند کے دو ٹکڑے ہوئے زمین پر گری ساحرون کے جسم مین آگ لگ گئی نور ماہ نے ناریون کو جلایا سیہ بختون کا ستارہ گردش مین آیا نعرۂ بران بہ افسون گری نامور ذی وقار نیم دختر کوکب نامدار زمین پر آتے آتے گلے سے موتیون کا مالا ٹوٹا اُس گوہر صدف دریائے خوبی نے لشکر ہوشیار جادو پر کھینچ مارا موتی شکست ہوئے کئی ہزار ساحر زبردست پست ہوئے نیچہ نیام انتقام سے کھینچا وہ دریادل ساحرون پر برس پڑی جوش قہر و غضب مین کفار پر جا پڑی ندی خون کی سی ابر رعد و برق وغیرہ کو بھی مہلت ہوئی جم کر لڑنے لگے برق لامع بھی کڑکی ملکہ بہار نے مہلت پائی سحر کے گل کھلائے ہزارہا ساحر دیوانے ہوکر سر پھوڑنے لگے کوئی تڑپا کوئی کڑکا کسی پر مخمور جا پڑی کہین برق لامع گری خرمن ہستی کافران جلاکے اُٹھی انکے سحر کی عمداری مٹی مگر ملکہ بران شمشیرزن صف شکن سحر و افسون مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر نیچہ سحر کھینچا ہوا غصّے سے کف منھ مین بھرا ہوا جوہر جرأت آشکار دونون ابرو ے خمدار کھنچی ہوئی تلوار اشارون کی کٹاریان مژگان کے تیر سب چمن مین چل رہے ہین کوئی پامال کوئی غربال صفون کو درہم و برہم کرکے قریب ہوشیار پہونچی آواز دی او ہوشیار جادو ہمارے سحر سے غافل ہے علم فسونگری سے جاہل ہے آنکھ چار کر ہمیں دار کر ہوشیار جادو پلٹا ملکہ بران پر سحر کرنے لگا گئی گولے مارے بدمعاش نے ماش کے دانے پھینکے رائی کے دانون کا کیا شمار ملکہ بران سحر اس بیحیا کے دفع کرتی ہوئی بردی و مردانگی لڑتی بھڑتی قریب ہوشیار پہونچی اُس بیحیا نے تلوار کا وار کیا ملکہ بران نے سپر سحر پر روکا اختر مروارید جوڑے سے نکالا خبردار خبردار کہکے ہوشیار پر کھینچ مارا سینۂ پُرکینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا لڑکھڑا کر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد سنگ باری و برف باری آواز آئی کشتی مرا نام من ہوشیار جادو بوسا ساحرون کے جی چھوٹ گئے چاہا فرار پر قرار کرین باغبان و بہار نے آواز دی یہ بیحیا نکلنے نہ پائین اگر بھاگ جائینگے افراسیاب نابکار کو خبر یہان کی پہونچائینگے رعد و برق و برق لامع و مخمور نے چہار جانب سے گھیرا جادوگرون کو نکلنا مشکل کر دیا تا بہ شام سب ساحران بدانجام واصل جہنم ہوئے سرداران مذکور فتح کرکے بارہ دری مین آئے خواجہ عمر و بھی ظاہر ہوئے مگر سب صاحب غمی ہین باغبان قدرت نے بارہ دری مین بیٹھنے کا سامان کیا خواجہ عمر و قصر عالی دیکھکر بیچین ہوئے کہا مین دیکھون کیا کیا آراستگی ہے یہ دونون ساحران جلیل تھے افراسیاب کے بڑے کارپرداز تھے قفل دیکھا سوہن سے قفل کا ٹا اندر جاکر جال مارا مال اسباب جو پایا اُٹھا کر تندرنبیل کیا بیٹھے ہوئے باہر تشریف لائے فرمایا

اے باغبان قدرت یہان تو خزانے ہین ایک حبہ نہین ہے کیسا یہ بیحیا خسیس تھا بالکل خبیث تھا سب مکانون مین ڈھونڈھا نقد ٹکا نہ نکلا ایک مکان مین دو مٹکے مٹی کے رکھے تھے جنمین کوڑیون سے بھرے تھے انکو میں نے حوض مین پھینک دیا جنمین کوڑیان کیا ہوتین باغبان نے کہا غافل وہوشیار یہان کے بادشاہ تھے اس زمانے مین بہت تباہ تھے آپ مکانون مین کیون جاتے ہین ناحق تکلیف اُٹھاتے ہین خواجہ عمرو اُسی مقام پر بیٹھ گئے کہا مین کہین نہ جاؤن گا تمھارے پاس بیٹھا ہون باغبان قدرت نے سب کے زخمون مین ٹانکے دیے خواجہ عمرو نے زنبیل سے نکالکر مرہم دیا سب کے پٹیان مرہم کی چڑھائین اب سب سردار مع ملکہ بُران نامدار و خواجہ عمرو عیار باطمینان بیٹھے باغبان قدرت نے کہا خواجہ حاکم طلسمات عالم نے بڑے مقام عجائب غرائب کو اپنی قابلیت سے فتح کرایا ای شہنشاہ اقلیم عیاری یہ مہید نہ تھی کہ ان دونون بیحیا ظن پرہم غالب آ جینگے ان ایسے سا حران نامی پر فتح پائینگے پہلے تو یہی تردد تھا کہ آپ کیونکر باغ مین ان بافیمون کے پہونچینگے مگر ماشاء اللہ بخدا کیا کام کیا بڑا نام کیا ابھی آپ کو بڑی مصیبتین اُٹھانی ہین فکر مین لوح کی چلتے ہین اس راہ پُرخطر مین فرشتون کے پر جلتے ہین آپ نے جو کام کیا یہ عہدہ طلسم کشا تھا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا کہا ای باغبان قدرت اُسکی قوت و توانائی پر نازان ہون بندہ حقیر رب دوجہان ہون اب باغبان قدرت و ملکہ مخمور رعد و برق و برق لامع و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن صلاح کرنے مین مصروف ہوے خواجہ سے کہا آپ آرام فرمایئے شب بھر ابھی باغ غافل وہوشیار ہین بسر کیجیے ناگاہ شہنشاہ فلک نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان حصن حصین مغرب مین جاکر روپوش ہوا اشعار در توصیف صبح لاالعلم

چو شاہنشہ روم لشکر کشید	
زطاؤس زرین زبون گشت زاغ	
بوقت سحر سرداران ماہ کو خواب	
سپہدار مغرب علم برکشید	گل سرخ بشگفت ازین سبز باغ
چو بر تخت مینا نشست آفتاب	سر ناز نینان برآمد زخواب

بیدار ہوے کمر مین باندھ کر رہروی پر آمادہ ہوے خواجہ عمرو سے باغبان قدرت نے کہا بسم اللہ پروردگار نے اس منزل پُرہول سے بفتح و فیروزی نجات دی بسم اللہ تشریف لے چلیے ہر شخص الگ الگ رہروی مین مصروف ہو یہ تو بخوبی ظاہر ہو ہمارے ہاتھ سے کوئی باغی بچکر نکلنے نہین پایا شاید افراسیاب خانہ خراب کتاب سامری دیکھے ہمارے حال سے آگاہ ہو جاے یا تعاقب کرے تو سب کو ایک مقام پر نہ پائے کئی کوس پر ایک باغ ملیگا وہین چلکر ٹھہریے ہم بھی حاضر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے بانہاے عیاری جسم پر آراستہ کیے نشان پر باغ کے چلے خواجہ عمرو کے بعد رعد و برق وغیرہ الگ الگ سب اُسی جانب روانہ ہوے اول خواجہ عمرو بن امیہ ضمری باغ غافل وہوشیار سے جونکے صحرا دلچسپ نظر آیا ہر جانب گلہاے خودرو طائران خوش آواز چشمہاے صاف و شفاف ہوا معتدل تماشا دیکھتے ہوے جاتے ہین کسی قدر راستہ طے کیا ہو دیکھا ایک چہار دیواری سنگ مرمر

سفید کی سپہ کارگزاران چابکدست نے نسبت کاری کی ہے گلشن بیخزان کا نمونہ دیکھنے مین حسن دوناچا ایک عظیم الشان
مثل دیدۂ مشتاقان کھلا ہوا عمرو سو چالیقین ہے کہ باغبان قدرت نے اسی باغ کا وعدہ کیا ہو بسم اللہ
کہکر اندر باغ کے قدم رکھا لپٹین پھولون کی آئین صبا نے عطر مجموعہ پیش کیا دماغ جان معطر و معتبر ہوا
جوانان چمن خوش دا رگل کا جوبن نرالا دایہ بہار کو طفلان غنچے کی پرورش کرنے کی تلاش زمین مشک آگین ہوا

عطر پاش ابیات قمر	چمن تازہ مین ہے تازہ خیال	جھومتا ہے قلم برنگ نہال
کر رہا ہے عجیب تگلہ ریزی ؛	کیا بھلی لگتی ہے سبک خیزی	حرف یون بن رہے ہین کاغذ پر
جیسے ٹپکے شجر سے پختہ ثمر	جا بجا یہ صبا پکار آئی	چمن نظم مین بہار آئی
رنگ دکھلا رہی ہے طبع قمر	گل تازہ کھلے ہین کاغذ پر	حرف ہین یا کہ پھول نورستہ
نقطے ہین غنچہ ہاے سربستہ	اُس چمن مین ہوا ہے آج گذر	جو کہ باغ ارم سے ہے بہتر
کی نظر جس طرف کو باغ مین جا	دیکھی ایک شان باغبان قضا	ہین شگفتہ وہ رنگ رنگ کے پھول
جس سے ہون شاد قلب ہاے ملول	ہے کسی جا پہ بیلا البیلا	کہین سنبل کے سر پہ ہے سیلا
کھل رہی ہے چنبیلی ایک طرف	کہین نسرین و نسترن کی صف	ہے کسی جا گل حنا کی بو ؛
جس سے پامال ہو دل خوشرو	کہین نرگس اشارے کرتی ہے	شوق مین دید گل کے مرتی ہے
کسی جا پہ اکڑتا ہے شمشاد	رنج واندوہ و غم سے ہے آزاد	کر رہی ہے نسیم اٹکھیلی
پھرتی ہے ہر طرف کو البیلی	گل لالہ عقیق زرد کا تھا	عاشقون کو سبب وہ ورد کا تھا
کیا کہون حسن سبزۂ رخسار	ہر طرف فرش مخمل زنگار	بولی سوسن جو ہین کھلی جو ہی
اس چمن مین بسی ہے کیا بو ہی	ہم بھی باشندگان گلشن ہین	سب پڑا ز گل چمن کے دامن ہین
تاک انگور پردہ طرفہ بہار	جیسے خمیازہ کش کوئی میخوار	خوشے جھونکے ہوا سے لیتے ہین
میکشون کو نوید دیتے ہین	سرو آراستہ ہے دوش بدوش	شکل مینای سبز پر مدہوش
پرہن مشتاق سبز باغ بڑے	دیکھ لو ایک پانون سے ہین کھڑے	نہین کوئی درخت طالب آب
صورت نخل شمع خود سیراب	داغ لالے مین بسکہ پیدا ہے	حسن اور عشق سب ہویدا ہے
اک طرف کو ہے لطف ریحان پر	سبزۂ خط یار سے بہتر	کہین گلشن مین نخل داؤدی
کہین بلبل کی لحن داؤدی	کیا گل اشرفی کا ہے جسے بیان	ہے لٹاتا چمن مین اشرفیان
عندلیبون کا شاخ گل پہ ہجوم	اس غزل کی پڑی ہوئی ہے دھوم	دیگر باغ مین آمد بہار ہے آج
چشم نرگس کو انتظار ہے آج	پا بہ زنجیر موج ایسی کیون	باغ مین سرو جویبار ہے آج

آئے گا کیا کوئی صنوبر قد	تیرے یون کا مگر شکار ہی آج	چشم نرگس جو دا ہی گلشن مین
کسی گلرو کا انتظار ہے آج	اہی قمر باغ کی صفت جو تھی	گلشن نظم پر بہار ہی آج

خواجہ عمرو نے جو اُس باغ مین گل و لالہ پر نگاہ کی بے اختیار غنچہ دہن نے واہ کی ہوائے باغ و داغ مین بھری بند قبا کھولدیے خرامان خرامان روش پتری کو طے کرتے بڑھے دیکھا گوشۂ باغ سے ایک ماہ پیکر گلعذار سرو قد غنچہ دہن یاسمین پیکر خوش منظر جسم مین پھولونکا زیور انکھیلیون سے چال چلتی ہوئی ہاتھ مین سونے کا بیلچہ زر بفت کا لمنگا گلنار ڈوپٹہ اُسپر دولائی آب دان کی آستینون دار کرتی وہ کرتی پھنسی پھنسی خوبصورت نیک سیرت کبک فتار شیرین گفتار مثل ماہ تابان سامنے سے نمایان ہوئی خواجہ عمرو کی نگاہ اُس عاشق کش جمال پر پڑی چھری سی نگاہ کی دل محبت منزل مین گڑی اُس عالمتاب سپہر حسن کو دیکھکر پسینہ آیا کلیجہ تھرایا دل کو اضطراب جان بیتاب آنکھین مشتاق جمال خواہش کو آرزوے وصال بیساختہ آہ کی کلیجہ تھام لیا حافظ حقیقی کا نام لیا وہ شوخ چشم شہر اکر ایک جانب چلی خواجہ عمرو دیوانہ وار مضطرب بیقرار سایہ سان اُسکے ساتھ ایک نخل کے سایے مین جاکر وہ شمشاد قد ٹھہری خواجہ بھی تڑپتے ہوے اُسی مقام پر پہونچے نگاہ حسرت سے گلچینی گلشن جمال کی کرنے لگے وہ غنچہ دہن مسکراکر روش پتری درست کرنے لگی زرد پتے اُٹھاکر کنارے رکھتی تھی کبھی روشون پر دست نازنین سے بیلچہ کاری بعشوہ و ناز کبھی خرامان مثل طاؤس طناز جب بصورت ہمزاد اُس پریزاد کے عقب مین عرصۂ دراز تک پھرے کبھی لڑکھڑاکر گرے اپنے کو عصاے آہ ٹیک کر تھاما مگر سنبھلنا دشوار دل بیقرار جب دل خانہ خراب نہ سنبھلا دریاے محبت نے جوش مارا موجہاے غم کی طغیانی قریب تھا کشتی حیات طوفانی ہو سامنے جاکر دست بستہ کھڑے ہوے رعب حسن و جمال سے کچھ کہہ نہ سکے اُس آئینۂ رخسار نے بسفائی قلب پوچھا کیون اے شخص کیا صورت ہی کیون دمبدم ترقی حسرت ہی مجھسے کیا چاہتا ہے کون مانع ہی خواجہ عمرو نے گڑگڑاکر کہا اے سرو چمن خوبی و اے رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی تیرے گل عارض کا بلبل ہون اب تاب صبر و ضبط باقی نہین قریب ہے کہ طائر روح قفس جسم سے پرواز کرے غزل زیب النسا مخفی

سخت دشوار ہست گفتن حال ناگفتہ را	سوزن الماس باید گوہر ناسفتہ را	میکند گر نالہ بلبل در چمن عیبش مکن
میکشم بشگفاند خاطر آشفتہ را	غنچہ ہمت نگیرد دامن یاس و امید	چون نہ نخچیر گر بہ چنگ آرد رام عمر رفتہ را
عمر ضرف شمار روز عمر اے بیخبر	چند چون طفلان نگہدارد ہوا ہیہاے را	مخفیا اشکے ز چشم ترک بیحاصل بریز
گر دہد جاروب مژگان خاکسار رفتہ را	کسی صورت تو دلکو شاد کرنا	ہمین دشمن سمجھکر یاد کرنا
دہانمین دینگے چمکر تیری زبان	بہانا تک ہوکے آزاد کرنا	کہین وہ آفرین ایسا پڑی ہاتھ
بہ مہر و رحم او جا کرنا	مسیحائی دکھانا بعد مردن	جو دل چاہے تو کچھ ارشاد کرنا

اُڑا دو خاک میری ٹھوکروں سے	اگر منظور ہے برباد کرنا	ادب سیکھے نہیں ہیں نوگرفتار
بتا کرتا عدے بیداد کرنا	مزا تھا بے بسی کی گا یسو نہیں	اُسی بھولے سبق کو یاد کرنا
جنازہ اُٹھ سکے میرا تو تم بھی	ادا رسم مبارکباد کرنا	اُس ماہوش نے مسکرا کر جواب

دیا اے شخص تو یہ ہم سے کیسی باتیں کرتا ہے نہ جان نہ پہچان نہ دیکھا نہ بھالا مسافرانہ تو یہاں آیا اپنا عشق جتاتا ہے ہر چند کہ طریقہ دنیا کا یہی ہے خلاق زمین وزمان نے مرد واسطے عورت کے مقرر فرمایا ہے عقد و مناکحت کی تاکید کی ہے مگر عقل سے بعید ہے غیر کفو سے اتفاق نہیں ہوتا میرا پیشہ بخوبی ظاہر ہوا کہ میں باغبان بچی ہوں تو قوم شریف سے معلوم ہوتا ہے پس ہمارے اہل برادری ماں باپ کیونکر قبول کرینگے لیکن تیری بیقراری نے ہوش اُڑا دیے باغبان ازل سے خوف آتا ہے قلب تھراتا ہے ایسا نہو کہ گلشن حسن میں خزان آجاے ادھر مخالف برباد کرے اگر اپنے کو قوم باغبان سے قرار دے کمال کو اس پیشے کے حاصل کر کیا عجب ہے کہ اہالیان برادری قبول کریں خواجہ عمرو گھبرا کر قدموں پر گر پڑا رونے لگا کہا مجھے نقش پا تیرا تاج شاہی سے بہتر ہے غلامی میں مخرسر ہے جس خدمت کو حکم ہو آنکھوں سے بجالاؤں اگر چھری گلے پر پھرے گردن نہ ہلاؤں اُس نے کھرپی عمرو کے ہاتھ میں دی کہا اس شخص کا روبار میں مصروف ہو جب اور باغبان آئین قوم پوچھیں اپنے کو باغبان بتانا شرافت و نجابت کو چھپانا جب چندون میں بخوبی سب اہالیان برادری تیرے حال سے باہر ہونگے اُسوقت ہمارے والدین سے شادی کی خواہش کرنا مگر درخت میں پیوند لگانا روش پٹری درست کرنا حاصل کرو چودھری بروقت نسبت امتحان لینگے اگر امتحان میں خام رہے چودھری قبول نہ کرے گا آیندہ اے شخص تجھے اختیار ہے تیرے عجز و انکسار پر رحم آتا ہے خواجہ عمرو نے کہا اے گل گلشن مہر و وفا دا ے رنگ و بوے چمن حلم و حیا میں بہت جلد ان کمالات کو حاصل کرون گا وہ باغبان بچی تعلیم کر رہی ہے خواجہ عمرو کھرپی بے ہاتھ میں سایہ سان اُسکے ساتھ پھر رہے ہیں لباس پر گرد و غبار پڑا ہوا کبھی زمین کھودتے ہیں شاخیں تراش کر پیوند لگاتے ہیں کبھی فرماتے ہیں دیکھو صاحب یہ پیوند لائق ملاحظہ ہیں وہ مسکرا کر جواب دیتی ہے اے شخص یہ علم دریا ہے خواجہ اس حال میں ہیں مگر رعد جادو جو باغ غافل و ہوشیار سے چلا تھا وہ بھی اسی باغ میں مثل بلبل کے داخل ہوا سیر گل و لالہ دیکھتا ہوا ایک نخل کے سائے میں وہ نہال حدیقہ افسونگری ٹھہرا کہ ایک گوشے سے معشوقہ سی قد راہ رشک سیمین عذار گل بدن نازک بدن غنچہ دہن رشک گلشن خزاں خراماں مثل خورشید درخشان نمایاں ہوئی رعد کی نگاہ اُس مایہ حسن و ناز پر پڑی آنکھ سے آنکھ لڑی ہوش باختہ ہاتھ پانوں میں رعشہ رنگ متغیر بیتاب مضطر ہوا کہ یہ تماشا ہے حسن و جمال سے تھرایا لڑکھڑایا بے اختیار پکار اٹھا اطلع فکان کشطرح سینے سے اپنے تیر جانکاہ کو نکال دل کو چھوڑ دے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکان کو یہ مطلع پڑھا دیا جلوے نے ترے چشم صنم کو پھر ادا دیا غمزے نے

ترے طوف حرم کو ہے غزل زیب النسا بیگم مخفی

ریخت بر خاک لت لت بسکہ آبِ روے ما — آبروے خود نیابد رنگ بر روے ما — گر بفرق ما نہد صد کوہ محنت روزگار
چین پیشانی نہ بیند گوشۂ ابروے ما — پنجۂ غم سا لہا شد پنجۂ صبر م شتاب — رستم وقت خود ست این قوت بازوے ما
از برائے خاطر آزاری فلک تا کے تواں — اینقدر سر گشتہ در عالم بجست وجوے ما — بہر بوے پیرہن چشم تمنا شد سفید
آخرش اے ماہ نو یکدم نظر کن سوے ما — دل ضعیف و غم قوی تنہا درین عشر تسرا — وائے گر مخفی بنودے ہم سر زانوے ما
دیگر ہتو نگاہ شوق سے دل در تدارم مجاہے — مری طرف مرا پروردگار ہو جائے — کبھی جگر کو بھی اہ درد عشق ہو توفیق
شریک حال دل بیقرار ہو جائے — نہان تو دل مین ہوئی ہو یہ کسکی حسرت دید — جو آنکھ سے کہین آشکار ہو جائے
ابھی اٹھاتے ہین میرا جنازہ کیون احباب — وہ اپنے گھر کو تو پہلے سوار ہو جائے — بغل مین میری رہی اُسی کے پہلو مین
کسیکا تو دل بے اعتبار ہو جائے — کمال عاشق کامل یہ ہی کہ تجھ ہی آنکھ — جلال اور بت بیگانہ یار ہو جائے

رعد جادو نے جو یہ اشعار عبرت آثار پڑھے تاب آتی عشق کھاکے زمین پر گرا مثل مرغ بسمل تڑپا اُس آفت جان شہنشاہ خوبان نے جو اس غیر پیشہ جرأت کو زمین پر تڑپتے دیکھا غربت پر اُسکی رحم آیا فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر زانو پر رکھا بوے زلف معنبر دماغ مین پہونچکر عاشق زار کی روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی آنکھ کھولدی گھبراکر اُٹھ بیٹھا بحسرت و یاس سراپا کو دیکھنے لگا مگر آنکھون سے آنسو جاری منھ سے کچھ نہین بولتا اب اُس آفت روزگار نے غنچۂ دہن سے کیا کلام رنگین منھ سے نکالا پوچھا کیون اے جوان تجکو یکایک کیا ہوا کیون غش کھاکے گرا رعد جادو اور زیادہ تڑپنے بے اختیار ہو گیا کچھ کہہ نہ سکتا تھا آئینۂ رخسار پر نگاہ تھی مثل تصویر سکتا تھا دوپٹے سے اُس نے اشک پاک کیے کلمات تسکین زبان عجز بیان سے کہے تب رعد نے ڈرتے ڈرتے کہا کہ تیرا عاشق زار ہون نرگس بیمار کا بیمار ہون اے مسیحائے زمان مسیحائی فرمائیے اب زندگی دشوار ہے دل تردد منزل بیقرار ہے یہ سنکر وہ شہنشاہ حسن و ناز بصد غمزہ و انداز مسکرائی کہا اے تا جدار والا قدر اے افسر افسران اے پہلوان دوران یہ بھی تو سمجھا مین کون غریب بے عنبان ہی ہون اے شخص تو شاہزادہ کامگار جلیل مین قوم کی بے عنبان ہی ذلیل بھلا یہ پیوند ممکن ہے میرے لیے لیاقت تری حقارت اپنے دل کو سنبھال آبروریزی کے کلمات اپنی زبان سے نہ نکال اپنے دوست احباب کی نظر سے گر جائیگا بہادر جرئی صاحبان سطوت و لیاقت تجکو کیا کہینگے یہ نہی برادری مین بدنام کیا ہوا انجام رعد نے کہا تیرا فرش قدم تاج شاہان عظمت و تکریم سے بہتر یہ ذلت عزت اس نامروی مین شوکت ہے دل پر اختیار نہین کرتی تابعدار نہین خود ذلیل سمجھ گا نسے گا یہ سنکر اُس نازنین نے سر جھکا لیا کہا اے شخص یہ بڑی مشکل ہے علاوہ لیاقت کے تو جوان رعنا پھر ہے سے جرأت پیدا تیری نسبت میرے ساتھ فخر و افتخار ہے مگر والدین کی بدنامی برادری والے حقہ پانی بند کرینگے شادی بھی موقوف والدین کو داغ ہوگا گھر بھر تجھ سے منحرف ہوگا کیسا غضب ہے بے عنبان ہی کوئی نہ کہیگا شاہزادی کہنے والے کہینگے ہم جواب جواب سے نہ دینگے پر تجھ کو اپنے سمجھا کر گھر کا راستہ لے تجکو بھی تیری یاد رہیگی شب ہجر ستائیگی یہ خوشا مد نست تیری یاد آئیگی ایک البتہ صورت ہے پیشہ

باغبانی اختیار کر جو پوچھے اُسکو جواب دے غریب الوطن حیران و پریشان ہون قوم کا باغبان ہون رعد نے کہا مجکو سب کچھ منظور ہے پیشہ سلطنت سے بہتر ہے اُس باغبان بچی نے رعد کے ہاتھ مین بیلچہ دیا کہا یہ اسباب جہالت دور کیجیے خود وہ انار کے ایک گوشے مین رکھدیے رعد باغ باغ ہوگیا مثل گل کے شگفتہ ہو سلطنت کو مین ہاتھ آئی کہا اسے جان جہان کیا تدبیر معقول بتائی فوراً خود وہ انار کے بیخ نخل پر رکھدیا بیلچہ ہاتھ مین لیا گلکاری مین بخاکساری مصروف ہوا اسی باغبان بچی کے ساتھ پھرنے لگا گر ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب رو شمس ضمیر صحرا کو طے کرکے مثل بہار اس باغ جنت نظیر مین تشریف لائین گلگشت مین معروف ہوئین سامنے ایک باغبان بچی نہایت حسین بھولی بھولی صورت کمسن عمدہ لہنگا دوپٹہ زعفرانی خرامان خرامان سامنے آئی ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب رو شمس ضمیر کو سلام کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکراکر کہا بوا کیون کیا نام ہے اُس شرمکے سر جھکا کے جواب دیا لونڈی کو گل پری کہتے ہین اسی باغ ہمیشہ بہار مین ہم بھی رہتے ہین ملکہ بران شمشیر زن نے کہا بوا ہمین تم سے قلبی محبت ہوئی جی چاہتا ہے تم سے بنا پاکر ہین دوپٹہ بدلین اُسنے دست بستہ عرض کی مین باغبان بچی آپ شہزادی میری مجال ہو کہ آپ سے دوپٹہ بدلون لونڈی ہوکر آپ کو بہن کہون ملکہ بران نے کہا ہماری بھی خوشی ہے تو مجھ بولی بہن بنا مین تخت پر اپنے برابر بٹھا مین اُسنے کہا حضور یہ ناممکن ہے ہم برادری کو نہین چھوڑ سکتے اگر ہم سے محبت ہے تو ہمارے پیشے کو اختیار کیجیے یہ سونپکی کھرپی ہاتھ مین لیجیے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ہمین بدل و جان منظور ہے یہ کہکر اپنا دوپٹہ اُسکو اُڑھا دیا اُسکا دوپٹہ آپ اوڑھا کھرپی ہاتھ مین لیکر اُسکے ساتھ پھرنے لگین اسی طرح ملکہ بہار جادو بھی آئین بھی سانولہ ملکہ بہار گلعذار پر بھی گذرا برق لامع و برق سی طرح باغ مین آئین بلا مین پھنسین ملکہ مخمور سرخ چشم بھی آکر اس باغ مین گھسین ہوئین بعد سب کے باغبان قدرت اس باغ جنت نظیر مین آیا خواجہ عمرو ایسا عیار ایک باغبان بچی کے عشق مین مبتلا ایک پر رعد ایسا جوان رشید ایک کی محبت مین ملکہ بران مہوت بہار و مخمور و برق و برق لامع نے باغبان بچیون سے بنا پاکے دوپٹے بدلے ہین ساتھ ساتھ اُنکے اس رنگ سے پھر رہی ہین یہ حال دیکھکر عروہ وراز تک ہنسا پھر مثل برق تڑپا باغ کو نگاہ حسرت دیکھا ایک نخل سے لپٹ لپٹ کر رویا اشک حسرت پاک کرکے خواجہ عمرو کو آواز دی اے شہنشاہ عیاران میرے پاس تشریف لائیے کچھ عرض کرنا ہے کہا معشوقہ گل رخسار کے ساتھ ہین اس صنوبر قد کے ہم پر احسان ہین ہم تو قوم کے باغبان ہین باغبان نے کہا مین اس سہی قد کے ساتھ آپ کی شادی کرونگا اے رعد تم آؤ تمھاری بھی خانہ آبادی کرونگا یہ سُنکر عمرو و رعد وغیرہ قریب باغبان آئے گروہ باغبان بچیان حیران و پریشان چہرون پر ہوائیان لرزان خرسان ہاتھ باندھے ہوئے سامنے باغبان کے آئین کہا اے شہنشاہ سبز حسن سے ہمنے اپنا کام کیا حضور کو کچھ پسند آیا کیا نام کیا دختر شہنشاہ کوکب رو شمس ضمیر عمرو ایسا عیار صاحب تقریر و تدبیر ارسطو فطرت لقمان

حکمت مرد زیرک جاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ ایسا دانا دام مین پھنسا ہے بھوت ہورہا ہے ان سبکا یہی حال ہے اب قتل کرنا بہت آسان ہے اگر جان بخشی کیجیے آپ کا احسان ہو باغبان نے جواب دیا سر جھکا لیا کہا تمھارا کیا کہنا تم لوگ ایسے ہی کاہل ہو اگر دنیا مقام عبرت ہے ہر شے کے لیے فنا ہے باغبان قضا و قدر کو تو بقا ہو گی گلشن کی بھی بربادی عیان ہو آج ہمارا کل خزان ہے حکمہ

دورا یام اگر شرم و حجابے دارد — فلک ازابر بر خسار نقابے دارد
بخت سیراب نگاہان مئے خوابے دارد — آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد
باز با دل شدگان ناز و عتابے دارد

ہر بلا ہے سر عشاق پر اور دہ زلف — ظلمت شب جسے کہتے ہین سو پروردہ زلف
روز کس کس کی یہ تعبین آہ سیہ کردہ زلف — ماہ و خورشید نمایش زپس پردہ زلف
آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

گرچہ ہر لو سے پہ ہم کرتے ہین سو جان نثار — پر ہمین زندگی تازہ ملی ہے ہر بار
جان بیجاد ے اجل تو بھی ہو مزا دشوار — آب حیوان اگر آنست کہ دارد لب یار
روشن بست اینکہ خضر نیز سرابے دارد

جستجو مین تری ہر سو ہی روان سیل سرشک — دیکھتی ہو تو ترے پانون کے نشان سیل سرشک
تو جہان جاے ہی پہونچے ہی وہان سیل سرشک — چشم من کرد مبر گوشہ روان سیل سرشک
تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

زندگانی سے ہون بیزار جدائی مین اسکی — شاد ہوتا ہون جب حوال نظر آتے مین بد
ہون تو بیجرم پہ بقدر سی خوش ہون بیحد — غمزہ شوخ تو خونم بہ خطاے ریزد
فرصتش باد کہ خوش دلکر صوابے دارد

سینہ آتش کدہ ہے آہ سے جھڑتے ہین شرر — اس تپ و تاب مین آتا ہی دل افسردہ نظر
ابتک اس خام کو ہے حاصل داغ جگر — چشم خونریز تو دارد زدلم قصد دگر
ترک مست ست گریبان کبابے دارد

لب ہلانے کا بھی باقی نہ رہا ضعف سے حال — کیا کہون سینے مین کیسا ہی بھرا شوق وصال
دل کی دل ہی مین رہی عرض تمنا ہی محال — جان بیمار مرا نیست زردے تو سوال
اے خوش آن خستہ کہ از دست جوابے دارد

ایک دشمن ہی سبھون مین کو خدا فضل کرے — سخت بدخواہ عزیزان ہی کہین جلد مرے

اُس سے کہتا ہو کہ خاموش ہو یا آہ بھرے | کے کند سوے دل خستہ حافظ نظرے
چشم مستت کہ بہر گوشہ خماری دارد

غزل

قدمون سے ہم لگے ہوے تھے یا جدا ہوے | مہندی تھے آپکے پانوں کی نقش پا ہوے
لو جی گئے جو آکے کہا تم نے مرکین | اچھی گھڑی کے کوسنے ہم کو دعا ہوئے
شاکی ہے اک زمانہ کہ ستے نہین کہین | تم کیون کسی کے درد جگر کی دوا ہوئے
پہونچے جو آپ تک یہ سلوک آپ ہی کا تھا | رہبر تھی بیخودی جو ہم اتنے رسا ہوئے
مدت سے دیکھتا نہین غیرون کے ساتھ بھی | جولے نکلتے تھے ادھر انکو وہ کیا ہوئے
کیا خاک مین ملائیگی ارمان یاس وصل | کم ہو گیا جو ایک کبھی دس سوا ہوئے
حاصل ہمارے دل کے لگانے کا دیکھنا | اہل وفا تھے چند کہ وہ بیوفا ہوئے
افسوس دل لگاتے ہی لے لی قضا نے جان | تیری اداؤن کے بھی نہ حق سے ادا ہوئے
اپنا ہی جانتا ہو نصیحت کبر ہو کہ شیخ | بت بنگئے کسی کے کسی کے خدا ہوئے
کچھ شعر اب سناؤ اس انداز کے جلال | انداز قافیہ ہو ردیف اس مین کیا ہوئے

ان اشعار کو پڑھکر باغبان عرصہ دراز تک باہر نخل چمن کو بہ نگاہ حسرت دیکھکر ٹھنڈی سانسین بھرتا کبھی حسرت سے کبھی کلمات عبرت زبان سے کہے آخر مٹھی خاک کی اُٹھاکر سر پر معشوقہ عمرو کے ڈالدی وہ آہ کرکے چیخی دہن سے شعلہ ہاے آتش نکلے شل سرو چراغان جلنے لگی عمرو پیچہ کھینچکر باغبان قدرت پر چلا پڑا کہا او باغی یہ تونے کرا کرمی مجکو دکھائی باغبان پیچھے ہٹ گیا عمرو کا پیچہ زمین پر پڑا ہاے کہکے بیہوش ہوا اب باغبان نے اُسی طرح پر معشوقہ ماہ رخسار کو خاک اڑی دکھائی یعنی مٹھی خاک کی ہر اک کے سر پر ڈالی جسوقت یہ عدد جادو کی معشوقہ ملی رعد گرجا ہاے جان جہان کہکر چاہتا تھا کہ لپٹ جاؤن مین بھی اُنکے ساتھ مستی ہون مگر گر کر بیہوش ہو گیا یہی حال سب شاہزادیون کا ہو گیا کہ ملنے سے اُن باغبان پچیون کے بیہوش ہو گئین بعد عرصہ دراز سب ہوشیار ہوے خواجہ عمرو نے کہا اے باغبان یہ کیا قیامت تھی کہ ابتک قلب پر صدمہ عظیم ہو باغبان نے کہا اے خواجہ اسد نامدار بیشک طلسم کشا ہین قبال مندی مین بھی کیا ہین یہ باغ آپکے غلام کا ہے مقام لوح کا یہی راستہ ہے یہان کی ہوا کی تاثیر دیکھیے کیا قلب کا آپ کے حال تھا اگر سامری جمشید اس راستے سے قصد کرکے تو یونہین دیوانہ کرکے اڑ ڈالتا کیا مجال تھی جو آگے قدم بڑھاتے پہلا مرحلہ غافل و ہوشیار دوسری منزل کا منتظم آپکا تابعدار ملکہ برّان و مہارنے باغبان کی بڑی تعریف کی برّان نے کہا اے باغبان حقیقت مین آتے ہی ہوا لگی طبیعت نے اور کیفیت پیدا کی تھی باغبان نے کہا حضور یہ مقام ہمارے بڑے بزرگون نے بڑی مشقت سے بنائے تھے تلاش لوح مین ایسی ایسی سختیان ہین

جب تو افراسیاب کو اطمینان سے جاتا کہ اس راہ پُرخطر سے گذرنا ناممکن ہے مگر اقبال مند کے لیے سب آسان ہے اگر میں شریک ہوتا جن نازنینان مہ جبین نے آپکو مبہوت کیا تھا انھیں میں سے ایک مجکو خبر ہو جاتی میں آگر گرفتار کرتا بڑے بڑے اولوالعزم صاحبان افسون دیتے ہیں اس مقام پر آکے ناچار ہوئے آپکے نیازمند کے ہاتھ سے گرفتار ہوئے یہ کہکر باغبان نے باش کے دانے ہاتھ میں لیے تختستان پر پھینکنا شروع کیے نخل جلنے لگے ہر پھول سے شعلے نکلنے لگے تمام باغ آتش بہار ہو گیا مرغ چنگاری ہر پھول انگارا ہر نخل شجر آہ اُس باغ پُربہار کا حال تباہ طائران نغمہ سرا کا آہ آہ کرکے اُڑنا ہرا کے آگ میں گرنا عوض زمزمہ سرائی کے پروں سے سر پیٹتے تھے باغ سے نکلنا دشوار آگ کے قصر شعلوں کی دیوار ہر کنج باغ سے شورش آشکار ہنگامۂ آتش زنی گرم تھا کمین زمین سے دھواں نکلا بعد عرصہ دراز تمام چمن و نخل و گلشن و غنچہ و گل و در و دیوار و طاؤس و بلبل سب جلکر خاک سیاہ ہو گیا مقام معلوم ہوتا تھا باغبان اپنی گرم مزاجی پر روتا تھا کہا خواجہ آپکی محبت میں اس مرحلہ پر بہار کو غلام نے مٹایا آج اسم با مسمّیٰ ہوا گلچین و باغبان ہمیشہ سے غنچہ و گل کے دشمن ہیں صیاد ان دام برد و فس عندلیب خوش نوا کے رہزن ہیں آج شکر لیسی مقام ویران میں آرام فرمایئے صبح کو منزل مقصد کا راستہ لیجیے بہار کو بھی اس باغ کے جلنے کا نہایت ملال ہوا اب باغبان سب کو ساتھ لیکر ایک قصر کہنہ میں آیا کچھ نوش قلیلا اپنے ہاتھ سے پکایا سب صاحب بیٹھے مگر یہ نگاہ حسرت اُس مقام ویران کو دیکھ رہے ہیں چشم دوں میں یہ رنگ ہوا بقول جناب میر حسن صاحب مرحوم و مغفور شعر جہاں رقص کرتے تھے طاؤس باغ ؎ لگے بونے اُن مذبروں پہ زاغ باغبان نے دستک دیکر آواز دی ایک غلام زنگی سامنے آیا باغبان نے کہا یہ سب صاحب آج تمھارے مہمان عزیز ہیں کچھ سامان آب و خورش ممکن کرو غلام زنگی گیا تھوڑی دیر میں ایک خوان کسا ہوا سر پر رکھکر لایا باغبان نے اُسکو کھولا اُسمیں سب طرح کا عمدہ کھانا چند گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی باغبان نے سب صاحبوں کی خدمت میں حاضر کیا سب نے خاطر سے باغبان کی کھایا سب کے دل غم سے بھرے ہوئے تھے ایسے مقام پر فضا کا برباد ہونا باغبان کا دمبدم رونا تڑپ تڑپ کے وہ شب بسر کی مسافر منازل آسمان سرا غرب میں داخل ہوا شہنشاہ روز تخت زریں خرچ جدی پر جلوہ افروز ہوا سب صاحبوں نے کمر ہمت چست باندھی اُس مقام ویران سے مضطر و پریشان آگے بڑھے صحرا پُرفضا ملا غنچۂ آرزو کھلا دشت کی کیفیت ہوا کی برودت طائروں کی زمزمہ سرائی شاہدان گل خودرو کی زیبائی جا بجا گل ہزار رنگ کے بلبلوں کے چہچہے کبک خوش رفتار کے قمقمے زیر نخل جا بجا پھولوں کے انبار ہر مقام پر نئے طور کی بہار بقول سعدی

ردختہ ما و نہر ہا سلسال	
دوختہ صبح تیر با موزون	آن پُر از لالہ ہائے رنگارنگ
باد در سایۂ درختانش	گسترا نیذ فرش بوقلمون

دین پُر از میوہ ہائے گوناگون
عمر واجب عقب بیں باغبان و ملکہ

مخمور رعد و برق دبرق لامع و ملکہ بہار و ملکہ بران صحرائے پُرفضا ملاحظہ کرتے ہوئے چلے آتے ہیں کنارے ایک نہر کے آکر بہ لیے تفریح ٹھہرے دیکھا ہزار ہا ساحر و غیر ساحر کوئی مرکب پر کوئی پیادہ کسی جانب سے تاجر چھکڑوں پر اسباب

لدا ہوا گماشتے ہمراہ چلے جاتے ہین کسی جانب سے اہالیان قریہ آگے آگے زمیندار صاحب ٹٹو پر سوار سر تلوار باندھے ڈھال
ٹھکا درست سفر پر چست پشت پر ہزار ہا گنوردل گاڑھے کی دوہری کمر مین باندھے ہوے مرزائی اُمنار کے کمر مین لپیٹ لی ہو
گے مین مالا ایک ڈانڈ اور اج کا ایک سونے کا اسی طرح مرزائی اُمنار ڈالی کہ دیکھنے والے مالا کیونکر دیکھین کاندھون پر لٹھہ بقول
فصیحے گنوار کے لٹھہ سخت منھ پھٹ تنے ہوے چلے جاتے ہین ایک جلّب ہزار ہا پاسی ننگے پیر چوتا پہنے سے بیر تور کنٹھا
ہاتھ مین ایک جلّب نکا نوار تھی ہزار در ہزار کا نور کا کاندھون پر بم بم کی آواز زین بلند ایک سے ایک پوچنا ہوا بھائی انند
ہزار ہا برہمن ماتھون پر تلک لگائے ہوے تمبری دھوتیان بغل مین دبائے پوتھیان ساعت بچارون کہتے ہوے چمرودے
جوتے تیل مین ڈوبے ہوے اُسپر گرد جمی ہوئی غول کے غول غٹ کے غٹ ڈہر دبتے ہوے کسی جانب ہزار ہا چار یان
گنگام کے لینگے گاڑھے کی چدریان گاڑھے کی کرتیان نیلی رنگی ہوئی تول کی گوٹ پھنسی کرتی سینے پر چھاتیون کی پوٹ
ایک کا ہاتھ ایک تھامے ہوے مستانیان گاتی ہوئی چلی جاتی ہین زمیندارون کی عورتین گنواریان لینگے گلبدن کے جھوٹا گوٹا چوڑا
چوڑا نینو کی دولایان انوٹ پھوے پانون مین جا بجا درختون کی جھانون مین کنوین پر ہین لوہے کا ڈول برنجی لٹیا
غول غول بیٹھا ہوا آواز دے رہا ہے بھائی مسافر وجل پیو ٹھنڈا لوہے کے کڑے سے ڈول بج رہا ہے بھون گا رہے ہین مسافر ونکو
بلھا رہے ہین کسی جانب دیہات کے جوان شوقین گلنار پگڑیان رنگین لباس خوش مزاج وضعدار طرحدار بڑے کلے مین دبے
ہوے چالیس جلّب لیس بچاقی بجاس جوان ساتھ ہنستے ہوے ایک گلے مین ڈھول اس غزل کی تانین اڑتی ہوئی خوشی
خوشی گاتے ہوے چلے جاتے ہین

غزل

میری طرف بھی غمزۂ غمّاز دیکھنا — اڑتے ہی رنگ تیری نظر دیکھنا تھا ان
دشمنام یار طبع حزین پر گران نہین — اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
تھا ساز گار طالع نا ساز دیکھنا — بدکام کا مآل بُرا ہے جزا کے روز
مت رکھیو گرد نازک عشاق پر قدم — پامال ہو نہ جاے سر افراز دیکھنا
کر نا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا — میری نگاہ خیرہ دکھاتی ہے غیر کو
ترک صنم بھی کم نہین سوز جہیم سے — مومن غم آل کا آغاز دیکھنا

غیرون پہ کھل نہ جاے کہین راز دیکھنا
اس مرغ بسمل کی پرواز دیکھنا
دیکھا پنا حال زار منجم ہوا رقیب
حال سپہر نفرقہ انداز دیکھنا
کشتہ ہون اُسکی چشم فسونگر کا اے مسیح
بیطاقتی سرزنش ناز دیکھنا
خواجہ عمر نے باغبان سے پوچھا

اے رہبر کامل عاقل جاہل مجکو لگاکے ایکان لیے جاتا ہی یہ سب کہان جاتے ہین کیا کہین سے بلایا ہی اے ظالم اب بھی کوئی جھمیلا ہے
مین خوب جانتا ہون جادوگردن کو اچھی طرح سے پہچانتا ہون تم سب ملازم افراسیاب ہو سیر کھنسانے کے لیے بیتاب ہو مین
اکیلا تمھارے ساتھ ہون اگلے وقت کا بھولا آدمی سکھیا کھلا کے مارو سونے مین گلا گھونٹ دو آخر کہان لیے جاتے ہو اتنا بھی
جانتا ہون کہ ملازمان افراسیاب ایسے ہوشیار تدبیر بڑے بیباک ہو بلکہ بُران کی وجہ سے خائف و ترسان ہو خدا اس کو
سلامت رکھے اگر میری جان لوگے یا بھی سبکو ٹوک ٹوک کے مارینگی ایک ایک کو للکارینگی بھاگتے پھروگے اسکی وجہ سے میری جان بچی ہی

ورنہ تم سب صاحبوں نے ملکر مار لیا ہوتا مگر اتنا سمجھ لو کہ مرنیکے بعد بہم راکس ہونگا تمھارے سب سروں پر آکر کھیلونگا
گھر سب کا خاک سیاہ کر دونگا صاف صاف بتاؤ باغبان نے گلے مین خواجہ کے ہاتھ ڈالدیے کہا ہی محسن ساحران
شہنشاہ منجم گزاران لوائے شوکت صاحبقران باج ستاننده ریش کافران ہماری جان آپ پر نثار ہی ہاں مین مجبور
و ناچار ہین تلاش لوح مین خدا آپکی جان بچاے منزل مقصد پر پہونچاے خدا ہمارے باطن سے ماہر ہے حضور پر
بھی ہماری جانبازی ظاہر ہی ملکہ مخمور و ملکہ بہار بھی رازدار ہین یہ منزلین بڑی دشوار ہین سواے اس راہ
سخت و صعب کے اور کوئی راستہ نہین قلزم کا پار ہی ہین کہ خدا خیر و عافیت سے ان منزلون کو طے کراے
افراسیاب غافل رہے اصل کیفیت یہ ہی کہ یہ سب گنوارون کا میلہ جاتا ہی اس سرحد کو صحراے مصر کہتے ہین
متعلقہ یونان بڑے بڑے حکیمان دانشور گذرے ہین جنھون نے اپنے زور علم پر دعوی خدائی کیا علم نیرنج
و شعبدے کو رواج دیا یہان سے بارہ کوس پر دریاے قہار و زخار ہی بعد سال بھر کے کنارے دریا کے میلہ ہوتا ہی
ہزارہا دیر تعمیر ہین یہ سب میلے والے اسی مقام پر جاتے ہین آج سے کل تک اجماع عالم انبوہ خلایق ہوگا
بوقت سحر نیر اعظم بوجہ احسن برآمد ہوگا اس دریاے بیکنار سے ایک گنبد زبرجدی بصدر عنائی ظاہر ہوکر
پانی پر قرار پکڑتا ہی اسوقت لاکھون آدمی اسپار کنارے پر جمع ہوتے ہین صدائین یا سامری جمشید کی بلند ہوتی
پاٹ کا غریو چند ساعت وہ گنبد نایاب بر سر آب دریا ٹھہرتا ہی شمسے پر اس گنبد کے ایک پتلی سونے کی گرحسین و جمیل
فہیم و عقیل خوش بیان حکمانے اپنے علم و حکمت سے شمسے پر قائم کی ہی چند ساعت مین وہ پتلی حالات آیندہ و گذشتہ
بیان کرکے ایک آواز دیتی ہی کہ زمین کو زلزلہ موجہاے دریا کو جوش و خروش نمونہ طوفان نوح ظاہر ہوتا ہی اسکے بیان پر
کوئی ہنستا ہی کوئی روتا ہی کسی کو عبرت کسی کو حیرت کوئی غرق دریاے عجایب کوئی غوطہ زن بحر فکر غرابت چند ساعت
وہ گنبد اسی طرح دریا مین غائب ہوجاتا ہی بس میلہ درہم و برہم کسی کو شادی کسی کو غم اس گنبد کو گنبدے نور کہتے ہین
بیچ مین اس گنبد کے حکمانے اپنی صنعت سے ایک باغ بنایا ہی وہی باغ سیماب کا راستہ ہی حضور کو وہی منزل گنبد عجایب
درپیش ہی غلام کو سب سے زیادہ پس و پیش ہی خواجہ عمر و نے سر جھکا لیا بعد عرصہ دراز سر اٹھایا کہلا یا باغبان تم بھی تو
ساتھ چلوگے اس راہ خوفناک مین ساتھ دوگے باغبان نے کہا خواجہ یہی تو دشوار ہی غلام اس معاملے مین مجبور و ناچار ہے
گویا یہ منزل عدم ہی دوست و غمخوار ساتھ نہین دے سکتا یار و فادار کا کام نہین جسقدر معلوم تھا عرض کیا یہ بھی عرض
کیے دیتا ہون اگر آپ رک گئے اور داخل گنبد ہوئے پھر سال بھر کا انتظار ہین گذریگا درمیان سال مین وہ گنبد
کہان اس حوالی مین ٹھہرنا دشوار ہوگا کہین مقام قیام نہین ہر چند کہ جب خدا آپ کو منزل مقصد پر پہونچاویگا یقین ہی
کہ ہم بھی راہ دور و دراز طے کرکے حاضر ہون آیندہ جو تقدیر پروردگار خواجہ خاموش ہوگئے باتین کرتے ہوے اس مقام سے
اٹھے ساتھ اسی مجمع عام کے چلے مگر عمرو غرق دریاے تحیر خواص بحر فکر سوچ رہا ہی کہ اے عمرو کیا ہوگا ایسے

مقام عبرت خیز پر کیونکر جانا ہوگا دل سے یہ باتیں کر رہے ہیں اپنے جانے کے الم میں ٹھنڈی سانسیں بھر رہے ہیں بعد قطع منازل و طے مراحل بوقت شام بہ سبب کام راہ کو طے کر کے دریائے قہار و زخار پہونچے عمرو نے دیکھا کنارے اُس دریائے زخار کے ریتی کا میدان دس بیس ہزار اشوالہ بنا ہوا شوالوں میں سونے چاندی کے بت ننھے زرین پرآلہ گھنٹ نواز ناقوس نواز ہزار در ہزار دوکانیں بیشمار میلہ جا بجا لگا ہوا بارگاہیں خیمے سراپردے استادہ بس دم بدم آگاہ ہوئیں داخل ہیں سامان عیش و نشاط جا بجا مہیا بازار کھلی ہوئی روشنی بیحساب خریدار نایاب ایک گوشے میں اگر عیان وغیرہ ٹھہرے باغبان نے کہا خواجہ اگر خدا نے فضل کیا اور اس راہ پُرخطر کو آپ لے کر گئے باغ سیماب میں پہونچے کرور در کرور روپیہ کا اُس باغ میں جواہر ہے زبانی افراسیاب کی سنا ہے کہ ساٹھ طاؤس یاقوت احمر کے خزانے میں سیماب کے ہیں اگر سیماب جادو مار گیا یا گرمی تیغ شرر بار طلسم کشا سے اُڑ گیا وہ سب طاؤس آپ کو ملینگے اب اسوقت فرصت نکالیے عمرو نے کہا آپ ہی وہاں جائیے جواہرات کی قلمیں نقد جان گنوائیے فرش تو میرے پاس نہیں ہے مگر کہیں سے کرایہ کا لاؤں باغبان نے کہا جیسا مناسب ہو عمرو نے کہا کرایہ دلوائیے باغبان نے کہا یہاں تو حاضر نہیں ہے لشکر میں چلکر دینگے عمرو نے کہا تمسک لکھیئے باغبان نے کہا یہاں قلم دوات کہاں خواجہ عمرو نے کہا سب حاضر ہے دو دو ہزار کے رقعے سب کے سامنے پیش کیے سب نے مہر کر دیں خواجہ نے رقعے زنبیل میں رکھے اُٹھکر ایک جانب گئے بعد تھوڑی دیر کے ہنستے ہوئے آئے کہا چلو دیکھو روپیہ بھی کیا چیز ہے جنگل میں منگل ہے باغبان وغیرہ خواجہ کے ساتھ ہوئے تھوڑے دور پر آگے دیکھا سائے میں نخلستان کے ایک خیمہ استادہ سراپردے اُٹھا کر اندر آئے دیکھا وہ خیمہ مثل عروس شب اول آراستہ بیچ میں ایک مسند فرش مقول گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی کل سامان عیش و نشاط مہیا، سب نے خواجہ عمرو کے ہاتھ چوم لیے بہار نے کہا خواجہ بخدا آپ کا عدیل و نظیر نہیں کوئی ایسا دنیا میں صاحب تدبیر نہیں خواجہ عمرو نے کہا مجھکو بھولا یا کرتم صاحبوں نے خوشامد کے بنا لیا ہے میں کمبخت اتنے وقت کا آدمی خوشامد پر پھول جاتا ہوں اب ملکہ بُران شمشیر زن کو مسند پر جگہ دی سب آکر بیٹھے پردہ خیمے کا اُٹھا دیا میلے کو ملاحظہ کر رہے ہیں ہر سمت گانے کی آوازیں آتی ہیں کسا کسا میلے والے چلے آتے ہیں وہ رات دن سے بہتر ہے شوالوں کے دروازے کھلے ہوئے پوجے پاٹ کا ہنگامہ ملکہ بُران نے ملکہ بہار سے اشارہ کیا کہ خواجہ سے کچھ گواؤ منظور نظر بادشاہ اسلام ہو تمہارا کہنا ضرور مانینگے ملکہ بہار نے کہا ملکہ مخمور تم زیادہ گستاخ ہو خواجہ عمرو سے کہو آپسمیں کھسر پھسر جو ہوئی خواجہ نے کہا کیا اجرا ہے کچھ ہم سے تو بیان کرو مخمور نے کہا حضور آفت میں تو مبتلا ہر دم موت کا سامنا جو گھڑی ہو غنیمت ہے اسوقت سب صاحبوں کی یہی خواہش ہے کچھ گائیے کسی طرح یہ رات بسر ہو خواجہ نے منہ پھلا کر کہا صاحب میں کوئی گویا نہیں ہوں ہزاروں طائفے میلے میں موجود ہیں روپیہ دیکھیے میں بلا لاؤں مخمور نے دو انگوٹھیاں یاقوت احمر کی اُتار کر سامنے خواجہ پیش کیں کہا حضور یہ انگوٹھیاں آپکے لائق ہیں خواجہ عمرو نے کہا بیٹا خوشی تمہاری اے مخمور تیرا اقبال مجلس ناگوار نہ ہو

اشعار تمہاری خوشی سے گاتا ہوں یہ فرما کر خواجہ گانے لگے اور یہ غزل عبرت آمیز شروع کی غزل نسیم

ہوئے ہیں جب سے آنکھیں خونفشاں آہ — ہے بیدار جب سے ہم وقف خواب راحت آہ
اٹھے شعلے دروں سینہ سے تعظیم میں میری — سر شک دیدہ استقبال کو تا آستیں آیا
تڑپ کر رات کاٹی بھی مگر افسوس وہ ظالم — نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا نہیں آیا
وہ تھا محروم راحت میں وہ مقتول جفا تھا میں — کہ ایذا ڈھونڈھنے کو جو کوئی آیا نہیں آیا
سنایا کوئی مجھ بے زبان شاید زمانے میں — کہ ناصح سرزنش کرنے کو جب آیا نہیں آیا
وہاں تم گھر میں بیٹھے ہم نے توبہ کی جب سے — نہیں عصمت کا دھیان آیا ہمیں بھی یاد کیا آیا
ملا اعلیٰ سے اعلیٰ پست پستی سے ہوا باہم — فلک پر روح آ پہونچی بدن زیر زمیں آیا
نہ ڈالی آنکھ میں نے اسقدر تیر التصور تھا — شبیہ موت کا تو سو طرح بنکر حسیں آیا
کہاں تک شکر ہو اوصید افگن تیرے احسانکا — کہ جو تیر نظر سینے تک آیا دلنشیں آیا
ہوا گلزار ابراہیم دل آتش پرستوں کا — تمہارا اپنی دکھانے کو نسا خلوت نشیں آیا
نہیں ہے جائے آبادی یہ ویرانہ ہے او غافل — ہوا کمزور راہی ہیں مکانیں جب مکیں آیا
خدا کی یاد تحفہ ہے جہاں سے جانے والوں کو — وہی کچھ لے گیا دولت جسے کچھ پاس میں آیا
ادب والے نہ گستاخ بس آگے نہ بڑھ جانا — ٹھہر آہ شرر زا پاس اب عشق برین آیا
خبر اپنی نہ رکھی اور کا کیا حال بتلاتا — ہدف ہو کر گیا اُس کے جو چے میں جب شانہیں آیا
غرض کیا تشنہ دیدار کو ہے اس سراپا سے — اگر لب تک چھلکتا جام آب آتشیں آیا
اذیت دوست ہے ہر چند لیکن دل بہلتا ہے — سبب کیا ہے ابھی تک ناصح مشفق نہیں آیا
پھر آئی فصل گل آنکھیلیاں کرتے ہیں دیوانے — تمنا سودائے زلف عنبریں آیا
کلام معترض کی جا سخن میں ہم نہیں رکھتے — کیا محروم ہو کر جب کوئی بات نکتہ چیں آیا
نسیم اک اور بھی رنگین غزل اس طرح میں پڑھتے — کہ ابکی جوش مضمون کا طبیعت میں نہیں آیا

ملکہ بدران تو جوٹ کھائی ہوئی ہیں خیال اصل سے کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہے نا امیدی کی امید پھر ان دیدہ جاوید ضعف کو قوت زردوں بیانقات ہر روز ہجر کی شب کا سامنا امید و بیم کا معاملہ اس مقدمہ خاص میں نہ موش ہوم نہ اور دنزار اعلیٰ زردوں منزل سے سر وقت نگرار کتنی ہیں او خانہ خراب یہ کیا کیا ہمیں آفت میں مبتلا کیا شعار عاشقانہ جو سنے دل بھر آیا آنکھوں سے دریا اشک جاری ہوا اسقدر رونی کہ ہچکی لگ گئی دل بیتاب کی جوش بڑھی آمنے سر کھینچا تلاطم اشک پر چلا کہ ڈوبے ملکہ بہار ایک بیقرار باعنبان قدرت بموت مثل تصویر کھوئے دہ ساعت سی حال میں گذری تھی گھنٹے کی

روز یعنی مہر گیتی افروز دریائے نیلگون سپہر پوقلمون سے شناوری کرکے تخت زبرجدی پر جلوہ فرما ہو

اشعار در صفت صبح

سحر کز جانب مشرق برآمد رایت بیضا	فروشد لشکر انجم درین سیماب گون دریا
فروغ برق رنگین شاہ شام شد پیدا	جہانگرد از تجلی جمال خویش نورانی
غبار رنگ ظلمت محو شد از عرصۂ غبرا	خواجہ نے وضو کرکے نماز ادا کی بخضوع و خشوع ہاتھ اٹھا کے دعا کی ای ستار العیوب

وای دافع البلیا کیا کیا تیری بندہ نوازیاں کارسازیاں بندوں پر صرف ہوتی ہیں ہاتھ پانوں چشم و گوش عطا فرمائے کار دنیا میں کامیاب ہوئے کیا کیا شرف حاصل ہوئے

نظم

کیا پایۂ منت سلیمان	اک بات میں تخت پر بٹھایا	کیوں شکر کریں نہ آل داؤد
افسون شہنشہی سکھایا	اب بھی نظر اس مجاز میں ہے	کیوں مہر نگاہ میں سمایا
نے عقل بسیط اسکا پرتو	نے نور مجرد اسکا سایا	سبحان یا آلہ عالم
عالم ترا عجز نے دکھایا	ہر جا پہ ہے تیرا جلوہ لیکن	دیکھا تو کہیں نظر نہ آیا
یاں عقل ہے گم کہ بس تحیر کو	پایا ہر شے میں پر نہ پایا	الدری تیری بے نیازی
یعقوب کو مدتوں رلایا	یوسف سے عزیز کو کئی سال	زندان عزیز میں پھنسایا
یاں شعلے کو سرکشی کی کیا تاب	ابلیس کو خاک میں ملایا	تجکو ہی سزا ہے کبریائی

کرسی کارہ عرش کا یہ پایا اے رہبر خضر و الیاس و قابل شکر و سپاس تحیر و عافیت منزل مقصود پر پہونچا تا جلوہ گر ہی نہ دکھاتا اسد غائبی منصور و مظفر ہو یہ مرحلہ سخت و صعب سر ہو ملکہ حیران وغیرہ دیکھ رہی ہیں کہ اس مکاری ندارای پر کسقدر خواجہ کا قلب صاف ہے مقام انصاف ہے ادھر ہاتھ بلند کیے آنسو چشم حق بین سے بہنے لگے نماز سے فراغت کرکے خواجہ اٹھے باہنمائے عیاری چست و چالاک ہوئے خیمے سے باہر نکلے سب سردار ساتھ ہیں باغبان قدرت خواجہ کے پہلو پر سمجھتا ہوا کہ خواجہ تامل نہ فرمائیے گا گنبد نور میں فوراً جائیے گا اب وقت بہت قریب ہے لائق لاحظہ یعنی عجیب و غریب کنارے دریا کے اسوقت ہنگامہ عظیم برپا ہے غریب و امیر و فقیر و ضعیف و شریف شہری و بازاری سب طرح کے لوگ جمع ہیں دریا پر سب کی نگاہ ہے سوا پہروں نہ آنے پایا تھا کہ دریا میں تلاطم ہوا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح کا نمونہ ہونے کو ہے ہر گرداب چشم خونخوار موجہائے دریا تیغ آبدار لاکھوں مچھلیاں تڑپیں نہنگ نکلے مگرمچھ ابھرائے ہوئے گھڑیال گھڑی گھڑی ابھرنے لگے مردان آبی فریاد کرنے بعد تلاطم امواج دریا ساکت ہوا وسط دریا میں چمک ہوئی اول ایک تیلی ظاہر ہوئی بعد تیلی کے شمسۂ آل نقاب چمکتا ہوا ظاہر ہوا گنبد زبرجدی دریا سے ابھرا چشم زدن میں پانی پر قائم ہوا ضیائے گنبد زبرجدی پر نگاہ ٹھہرتی تھی ہر خرد و بزرگ ادنیٰ اعلیٰ پیر و جوان صدائے یا سامری یا سامری دینے لگے پھول دریا میں پھینکے ہی میں کوئی دوڑ کر سبز پتے لایا کسی شمعی بند کچے دریا میں کچھ چھوڑا بڑا کارثواب کیا گپت وان و باتلی نے آواز دی

اے بندگان سامری و جمشید اے پرستاران ماہ و خورشید اے مطیعان لات و ہبل اے پیروان ملت و مذہب مہمل آگاہ ہو
گوش ہوش سے سنو یہ سال انقلاب ہے سامری پرستوں کو اضطراب ہے اس ممالک میں اور مذہب شائع ہوگا تمہارا ریاض دلتوں کا
گلشن ہوگا آب ہوائے طلسم ہوشربا خلاف ہے مزاجوں میں سامری پرستوں کے خلاف ہے خرابی بربادی قریب ہے معاملہ عجیب
و غریب ہے خواجہ دیکھ رہے ہیں کہ بیچ میں گنبد کے ایک دریچہ ہے مثل چشم ماہی کھلا ہے تلی کی جانب سب کا جان سے متوجہ ہیں
اُسی سمت دیکھ رہے ہیں تلی پکار رہی ہے ایہا الحاضرین اے مشتاقین و ناظرین افراسیاب بادشاہ تمہارا مغرور ہوا پابند
عیش و سرور ہوا رعایا کی فکر نہیں عدالت کا ذکر نہیں رعیت برباد حاکم مثل جلاد چور ٹھگوں کا زور بدمعاشوں کا زمانہ
کوتوال کو رشوت کھانے کا بہانہ جسکسی غریب کے یہاں چوری ہوئی کوتوال صاحب برائے تحقیقات آتے ہیں
جس کے یہاں چوری ہوئی اُسی کے عزیزوں کو دھمکاتے ہیں کسی بیچارے غریب کو پکڑ لیا کہا یہ بدمعاش ہے کسی طرح
چار پیسے لیجیے یہی تلاش ہے حاکم لوگ رشوت کھاتے ہیں چور اُچکے مزے اُڑاتے ہیں کچہریوں میں ہر روز ٹنگ پڑے ہیں
نامنصفوں کی ناانصافی کے جھنڈے گڑے ہیں آشنا ناآشنا نام دوست مثل کیمیا زر قلب کا چلن ہر شخص موس ہمہ تن
بھائی کا بھائی دشمن ہے باپ کا بیٹا رہزن ہے رنگ باغ عالم دگرگون بدعت و جور باغبان سے گلوں کا کلیجہ خون جانور بچارے چرنوں
میں چھپتے ہیں چرواہے ساتھ لیے پھرتے ہیں اے سامری پرستو آج کا میلہ آخر ہے آنکھیں کھولکر دیکھو ہم آج سو اس
جلسے میں نہ آئینگے غرق دریائے فنا ہو جائینگے آج اس جلسے میں وہ شخص آیا ہے کہ جسکے نام سے ساحروں کو تپ چڑھتی ہے
اُسکے ہاتھ سے ملک سامری پستان برباد و تباہ ہوئے کیسے کیسے ساحران جلیل مارے گئے جو کچھ سامری و جمشید
لکھ گئے ہیں اُسکا اثر ظاہر ہوا اس جلسے میں سر برندۂ جادوگران و ریش تراشندۂ کافران آگیا نام و مقام سنو
آنکھیں کھولکر دیکھو سامنے لباس سبز پہنے کھڑا ہے کون پہچان سکتا ہے ساحر کشی اُسکا کام صاف صاف یہ ہے کہ عمرو عیار
اُسکا نام ہے تمام اہالیان جلسہ اس کلام حسن انجام پر گھبرا گئے چار جانب دیکھنے لگے باغبان نے کہا لو خواجہ
بسم اللہ اب اپنے کو جست کر کے کھڑکی میں پہونچائیے اب تامل نہ فرمائیے دیکھیے گنبد ہمارا وقت اُسکے
غرق ہونے کا قریب آیا مثل مشہور ہے خطرے کا چوکا گھڑے ٹھلکائے تو کیا ہوتا ہے اور
تلی نے بھی آپ کا نام صاف صاف لیا سارا میلہ آپ کا جویا اگر دیکھ لینگے زندہ نہ چھوڑینگے ہم لوگ
آپکے تابعدار مشہور ہیں اس راہ میں ہم نہایت مجبور ہیں جان موضع ہوگا اپنے کو آپ کی خدمت
میں پہونچا دینگے جان نثار کرنے ضرور آئینگے خواجہ عمرو نے دیکھا حقیقت میں تلی کے ساکت
ہوتے ہی گنبد زبردستی میں جنبش ہے غرق ہونے کی کوشش ہے بس عمرو نے مرنے پر کمر چست باندھی
ہشو ہشو کہکر نعرہ کیا اے ساحران غدار و اے کافران ناہنجار منم نہنگ بحر عیاری و مرد بہادر صدف
قلزم طراری قاتل کافران سرکوب ساحران جہان فاتح ملک عنطلی آباد و برباد کن ملک برجد نگار و ارفع

بدعت دامہ و فتنہ مندہ کن بنائے قصور ظالمان سرکش نامی و نامدار عمرو عیار حمزہ ذی وقار
لے ساحران تیرہ درون دیکھ لو پھوٹی آنکھوں سے کہ گنبد بے نور ہین جاتا ہون اور طلسم کشا ساتھ
ہے یہ بھی آگاہ ہو جاؤ انشاء اللہ جاکر لوح لیتا ہون افراسیاب نابنجار کو شکست دیتا ہون اس آواز کو
سُنکر تمام ساحرون نے اس جانب دیکھا ایک شخص دُبلا پتلا ناتیا کلاہ ندے کی سر پر نمدہی کا کرتہ
زیب جسم انور ایک آنکھیا کھادے کی پہنے ہوے اُسمین زنگ ٹکے ہوے ناریل سا سر کلیجہ سے گال
زیرہ سی آنکھین مروارید سے دانت طباق سا پیٹ تاگا سی گردن رسی سے ہاتھ پانون چھوگز کا دھڑ
نے کاتین گز کا اور پہکا مندلانو گز کا پیادہ مگر شطرنج کا پیادہ ہے بادشاہ کو دوڑکر مارتا ہے اس صورت زیبا
طلعت جہان آرا کو دیکھکر تمام ساحران بدسیر گھبرا گئے پشتبانون پر بھیاؤن کے موت کی پسینے آگئے اپنے
خداؤندون کو پکارنے لگے یالات اعلیٰ منات معلی یتے یتے دُم خبیثہ سر لگائیکا بچھڑا لوٹک لوٹا
جھوٹک جھوٹا ارپل خرپل خیراڑ باے پونے دو سو خداوندو مدد کو دوڑو یہ سارباں زادہ گنبد بے نور
مین جاتا ہے روح کو تمھاری ستاتا ہے اس ظالم کو روح کی تلاش ہے بڑا بدمعاش ہے قتل کی کے
بندون کی فکر ہے ہر گلی کوچے مین یہی ذکر ہے زمانہ انقلاب کا آیا کا ہنون کا قول کرسی نشین ہوا یہ سب غل مچاتے
رہگئے مگر یہ ہنر ہمیشہ جوانمرد صاحب سطوت و لیاقت جانباز سرفروش نحریاری کا جوش کسی نے متوجہ نہوا
نام خدا لیکر نیمچہ ٹیکا جست کی جیسے طائر اڑتا ہوا جاتا ہے ٹک کر اُسی کھڑکی مین داخل ہوا عمرو تو گنبد بے نور مین
گرا مگر باغبان قدرت وغیرہ کی جانب سب ساحر وغیرہ ساحر بلوہ کرکے چلے نام لیلے کے پکارتے تھے نعرے مارتے
تھے یارو باغبان قدرت و ملک منصور سرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و دختر کوکب رو شنضمیر ملکہ برزان
شمشیر زن یہ سب موجود ہین رہبری کے لائے نہین معلوم باغ غافل و ہوشیار سے کیونکر گنبد ان سب کو
مار لو زندہ نہ جانے پائین عمر بھر یاد کرین یہ کہتے ہوے طرف باغبان وغیرہ کے چلے باغبان قدرت
سب کو سمجھا چکا ہو کہ یہ مقام لڑنے کا نہین ہے نکل چلنا مناسب ہے غرض سب نے سحر کیے زمین کے بلبلے چشم زدن
مین سب کی نگاہون سے مخفی ہوگئے سب بیچارے سر پیٹتے خاک اُڑاتے طرف اپنے اپنے مسکن کے روانہ ہوے تو وہان محل
تیر غم والم کے نشانہ ہوے ہر ایک ذکر کرتا تھا کہ یارو کیا بلا کا عیار ہے بلا طرار و فرار ہو کس دھوم سے داخل گنبد بے نور ہوا سب کو
رنج و ملال مین دیکھا اب بندہ دیکھے کیا ہوتا ہے اب یہ عمر بھر ننگا روح سامری کو صدمہ باعیش مین ہم سمجھتے تھے کہ عمرو
نے افراسیاب کے یہ روز سیہ دکھایا کہ عمرو کو گنبد بے نور کا پتا ملا ہم لوگ جانتے تھے مسلمان عمر بھر لڑیگے مقام و نشان
نہ پائینگے یہ سب بلور سے شکایت سامری و جمشید و افراسیاب کرتے ہوے جاتے ہین

اب حال خواجہ سنیے نظم	سخن غنائی کہ آمد بجان	درین زیر غبرہ دلآسمان

درین پردہ آواز تالم چونی		یا حوال جم یا حوال کے		کوکب درخشان برج غرات

غیر تابان فلک ہمت آفتاب عالمتاب چرخ مثانت ماہ شب افروز آسمان جرات یعنے خواجہ عمرو جب گنبد بے نور مین داخل ہوے یہ معلوم ہوا کہ مین کسی بلندی پر سے کود اندھیرا انتہا کا بعد عرصۂ دراز پا کون زمین پر قائم ہوے نگاہ اُٹھا کے دیکھا نہ نشان دریاے قمار معلوم ہوتا ہے گنبد بھی معدوم ایک صحراے ہول خیز وحشت انگیز ریتی کا جنگل کہین نشان انسان وحیوان نہین درخت بے برگ شاخ خشک ریگستان وسیع وفراخ جہانتک نگاہ کام کرتی ہے وہی دشت ہولناک بے خس وخاشاک ہواے گرم کے جھونکے چل رہے ہین تمام دشت کرۂ آہنگران ہر شجر خوف ہواے گرم سے مثل بیدلزمان اس مرزبوم شوم مین صداے ایوم نہین ہر ذرہ مثل شعلۂ جوالہ چمک رہا ہے اگر جسم پر پڑگیا قلب تھرا یا سوزش جہنم کا ذکر آیا خواجہ عمرو کو پیاس بیقرار کیا جستجو آب مین چار جانب دوڑنے لگا آب اس دشت آتش بہار مین نایاب چشمۂ آفتاب پر نگاہ پڑتی ہے اُس سے سیرابی غیر ممکن اس دھوپ مین ہر ایک سمت براے آب دوڑ دھوپ کرتا ہی پیاس کی شدت مین نہ جیتا ہے نہ مرتا ہی طپش قلب ترقی پر ہونٹھون پر جان مضطر کئی کوس کا میدان طے کیا مگر پانی دستیاب نہوا چاہتا ہے کوئی مقام سایے کا ایک لمحہ بھر آرام لون اس سوزش حرارت سے جان بچاؤن سایہ غیر ممکن نظم

دشت پر ہول ہر طرف سنسان		مسکن خوف وبیم ہو کا مکان		بوندے گرد باد کے ہر جا
کرۂ نار دھوپ سے صحرا		تابش آفتاب زوروں پر		ورے اسپند دشت سب مجمر

خواجہ اس قدر اس دھوپ مین گھبرائے کہ پیاس سے لبون پر دم آیا سوزش وحرارت سے قلب تھرایا دن سارا اسی دوا دوش مین گذرا شام تیرہ روز گار کا اسی دشت ہولناک مین سامنا ہوا سمجھے تھے کہ آب آرام ملیگا ایک مقام پر عمرو ریتی مین بیٹھ گیا جھونکے ہواے گرم کے پہلے موقوف ہوے یہ جھکا جاتا ہی شب کو اور زیادہ مصیبت کا سامنا ہوا اندھیرے سے دل گھبرایا کالی بلا سے پالا پڑا روشنی کا کہین نام نہین ظولان بیابانی دوڑتے پھرتے ہین آنکھین اُنکی مثل مشعل کے روشن براے مسافران رہزن کہین مار سیاہ گھرا کے بانبی سے نکلا ہی اُدس چاٹنے کی فکر کر رہا ہے اُس وادی جہنم مین اُدس کہان مار سیاہ کے کلیجے مین چھری غم کی گڑی اُسپر بھی اُوس پڑی کہین اژدر آتش فشان ریتی مین لوٹتا ہے اپنی آگ مین آپ جلا جاتا ہی آسمان پر بھی اندھیرا چار طرف سے غم والم نے گھیرا تڑپ تڑپ کے وہ رات عمرو نے بسر کی صبح کو دیکھا نیر اعظم کے نکلتے ہی ہواے گرم چلنے لگی خواجہ عمرو صاحب بھوک پیاس سے عجیب حال ہوا انتہا کا غصہ آیا خیال مین گذرا ہم تو ٹھہرے بھوکے پیاسے مرہی مین برق وضرغام مفت خوری زنبیل مین کر رہے ہین ہم پر یہ مصیبت اُنپر راحت میوے کھاتے ہونگے مزے اُڑاتے ہونگے خواجہ جو ہم سوچے تھے وہی ہوا ازمان افراسیاب پردے مین دشمنی

کر گئے اس صحراے آفت خیز مین پھنسا دیا اب افراسیاب سے جاکر کہینگے عمرو کو ہم نے مارا آگ لگے گنبد بے نور کو عمر بھر عیاری کی ہم بیچارے بھولے آدمی مکر کو مکارون کے نہ سمجھے گنبد بے نور مین چلدیے کود پڑے وہ بیچاری پتلی خیر خواہ تھی اس نے نیک بد سُنا دیا ہمارے قیاس مین نہ آیا خیر خدا اُن سمجھون سے سمجھے گا ایک دن مکار جہنم مین جائینگے مجھ غریب کو ناحق ایسے ایسے خیال کر کے بیچ جنگل مین کھڑے ہین پانون مین آبلے پڑ گئے ہین زنبیل سے برق و ضرغام کو نکالا جیسے ہی وہ زنبیل سے نکلے دشت و بیان کو دیکھکے ٹھہر گئے ضرغام چوکنا کھڑا ہو مگر برق تو بڑا تیز ہے پوچھا اُستاد یہ کیا مقام ہو کیا اسی دشت کا دادی جہنم نام ہے عمرو نے کہا میری پاپوش جانے گنبد بے نور مین کود اتھا اس ریگستان مین آکر نکلا باغبان وغیرہ بھنسا گئے جعلسازون نے دام تزویر پھیلایا مجھ بیچارے بھولے غریب سے کہدیا صاحب یہی لوح ملنے کا راستہ ہو مین اُنکے دام مکر مین پھنس گیا بے سمجھے بوجھے پھاند پڑا آج تین دن گذرے کہ آب و دانے کا نام نہین گرمی سے بیان کی کلیجہ بھن گیا مین تو اب نوبت بجان و کار دا ستخوان ہون آپ نون صاحبون کو اسواسطے نکالا ہو کہ میرے پاس سے جائیے برق نے کہا اُستاد گھبرائیے ہم جانبازی کو حاضر ہین رزاق مطلق آب و طعام بھی پہونچائیگا رہبر کامل منزل مقصد کا چہرہ زیبا دکھائیگا غلام جستجو کرینگے آپکے تعلیم کردہ ہین کسی مقام پر رہ نہ جائینگے اگر اصل مین باغبان وغیرہ نے ایسا ہی کیا تو انشاء اللہ اُن سے بدلہ لینگے اُنکو بھی کسی مصیبت مین پھنسائینگے اب گھبرانے سے کیا فائدہ آپنے بہت خوب کیا ہمکو نکال لیا صلاح کر کے کوشش کرینگے دامن مراد گل آرزو سے بھر لینگے باغبان قضا و قدر پھر نہال کریگا نخل تمنا پھولے پھلیگا خواجہ نے کہا بس بس زیادہ نہ باتین بناؤ میرے سامنے سے دفان ہو اب اُن پھنسانے والون کو ہم کسان پائینگے جو سزا دینگے آپ بڑے قانع ہین بے صبر ہونے سے مجکو مانع ہین مجکو زبان درازی زیادہ نہین پسند آتی ہی بھوک پیاس سے میری جان جاتی ہی بڑے شاگرد رشید ہو فرزند سعید ہو لاؤ کھانا کھلاؤ پانی پلاؤ برق نے کہا اُستاد ہمارے جدا ہونے سے آپ کو کیا حاصل ہوگا یہ فعل سراسر لاطائل ہوگا حضور بقول شاعر

شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را ٭ پراگندگی آرد انبوہ را

مصرع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ٭ عمرو نے کہا بڑے صابر و جابر ہو میرے سامنے سے جاؤ پھر صبر و جبر کرو مین اپنی جان سے بیزار ہون بھوک پیاس سے بیقرار ہون جسپر تین دن گذرے ہون اُنکے دل سے پوچھے تموز نبیل مین تھے اُستاد کے شاگرد بنکر خوب مزے اُڑائے ہونگے آب سرد پیا ہوگا میوے تر و خشک کھائے ہونگے چبا چبا کے باتین کرتے ہو مجھے چرب زبانی سے نفرت ہو اپنے حال مصیبت مآل پر بڑی حیرت ہے ہاے مین نے اُن ناہنجارون کا کہنا مانا اپنے کو اس مصیبت مین پھنسایا برق تو منت کر رہا ہے مگر ضرغام نہایت آتش خو شعلہ مزاج ہو کہا بس اچھا والدا ماجد ہم جانتے ہین آپ کا ہیکو نفع ہوتے ہین

پروردگار ہمکو اس کرۂ جہنم سے نکالیگا بعد مصیبت کے راحت ہوگی کھانے کی فکر پالی کی جستجو کرینگے رزاق مطلق رحم کرے گا خواجہ عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے مارے کہا کیون بے نالائق جوانا مرگ ہم اپنی مصیبت مین ہین ہم سے زبان لڑاتا ہی اس گرمی مین شعلہ مزاجی دکھاتا ہی بال پوس کر جوان کر دیا جاؤ کما کھاؤ کبھی کوئی ٹکڑا باپ کو بھی دینا نصیب ہوا میرے ٹکڑے کھا کھاکے پلے ہو ضرغام نے کہا ہر مہینے کی تنخواہ آپ لیلیتے ہین کبھی تنخواہ مین کوئی ٹکا دیتے ہین ہم اپنی لوٹ مار مین بسر کرتے ہین ناحق کا ہمپر غصہ ہے ہم کیا کرین کیون آپ مصیبت مین پھنسے کچھ ہمنے اس مصیبت مین پھنسایا ہی انکا غصہ آپ ہمپر اتارتے ہین ناحق ہم کو مارتے ہین عمرو نے کہا ابے تنخواہ کیسی بلکہ مہرخ پر چڑھتی ہے اُسے کیون نہین مانگتے جاؤ جاکے طلب کرو ٹکھرامی پر کمر باندھو عرضی لکھواؤ مصنفی مین جاؤ وکیل کرو محکمۂ اول مین جاؤ اپیل کرو بقول شاعر شعر نہ بلبل ڈگری گل بے دلیل است ؛ وکیل نالہ در فکر اپیل است ؛ ہم جانتے ہین تم سب کچھ کروگے ہمارے منھ پر کہ بیٹھے تنخواہ ہماری یہ نوکری کے لائق ہین کچھ عیاری بھی آپ کو آتی ہے عیاری کس جانور کا نام ہی عمر بھر کبھی فجکو نہ آئیگا ہمیشہ جوتیان کھائیگا ضرغام نے یہ نمکحرامی سے ہوا کہا حضور بس گرے ہوے مردے نہ اُکھیڑیے ہم ابھی جاتے ہین ایسا نمو کچھ ہمارے منھ سے نکل جائے جہنم کا سامنا ہو آپ کی پرورش تو ظاہر ہے نہین سے لوٹ مار کر لاتے ہین وہ بھی تو آپ چھین لیتے ہین ہم ایسے سعادتمند ہین کہ دیدیتے ہین عمرو نے دو کوڑے ضرغام کے اور مارے ضرغام بلک گیا روتا ہوا پیچھے ہٹا دہی کوڑا لیکر برق پر چلے برق بھی تڑپ کر بھاگا کہا استاد لیجیے جاتے ہین کوڑے کھانے کی طاقت نہین یہ کہکر دور کھڑا ہوا رو رو کر کہنے لگا استاد اب آپ کو منھ نہ دکھائینگے اس دشت ویران مین بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے ایک نکے کھانے کو تو ہمکو دیدیجیے عمرو نے کہا ابے نالائق ہین آپ بھوکون مرتا ہون میرے پاس کیا رکھا ہی برق نے کہا حضرت خضر کا مشکیزہ اور کلیجہ آپکے پاس ہے وہ کیون نہین نکالتے آپ بھی کھائیے ہمین بھی کھلوائیے عمرو نے کہا وہ تو مجھسے چھین لیگئے بزرگان دین کسی کا پاس کرتے ہین اور اگر ہوتا بھی تو ہین نہ دیتا اُسمین حکم ہی جب آدمی چالیس روز بھوکا پیاسا رہے تب اُس کلیجے کو کھائے مشکیرے کا پانی پیے برق نے کہا اُستاد خدا سے ڈریے چالیس دن مین آدمی زندہ کاہیکو رہے گا عمرو نے کہا ہماری پاپوش جانے چاہے کوئی مرے چاہے کوئی جیے لیجیے آپ دونون کے حال پر رحم کرتا ہون ایک سوکھی روٹی ہمیری پڑی ہوئی ہے لو آدھی آدھی بانٹ لو برق نے کہا اُستاد ہم دونون جوان ہین آدھی روٹی مین کیا ہوگا ڈاڑھ بھی تو گرم نہوگی عمرو نے آدھی آدھی دونون کے آگے پھینک دی کہا چاہو کھاؤ چاہو مرو یہ کہکر اُسی صحرائے ریگستان مین خواجہ ایک جانب چلے ضرغام نے کہا اے برادر برق قبلہ کعبے تو چشم مروت پر ٹھیکری رکھ لی نگاہ پھیری اب اپنے مسبب الاسباب

کو یاد کر کہ جستجو مین مصروف ہو مگر نہین معلوم یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے ساتھ رہنا مناسب نہین نام ہمارے اور تمھارے مشہور ہین کل ساحران طلسم ہوشربا پہچانتے ہین اگر ایک گرفتا ہو دوسرا محفوظ رہے برق کو یہ رائے پسند آئی کہا ہان بھائی سچ کہتے ہو یہ صلاح کر کے دونون الگ الگ چلے انکا حال وقت پر تحریر ہوگا مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری نے غصے مین یہ کام کیا برق و ضرغام کو اپنے پاس سے نکال دیا اُسی صحرائے پرہول مین ایک مقام پر جا کے ٹھہرے سوزش و حرارت و ہبوم صحرا کی بڑھتی جاتی ہے طبیعت تسکین نہین پاتی ہے اب سوچے کہ اے عمرو یہ تمنے کیا حرکت کی ایسے عیار خنجر گزار طرار فرار مکار غدار مصیبت جھیلنے والے جان پر کھیلنے والے اگر ساتھ رہتے قوت بازو زینت پہلو خیر خواہ جان نثار ہزار طرح کا مطلب نکلنا غصے کا کام خراب ہے ترقی پر ضرر ہے لاحول پڑھکر رونے لگے پھر جو کچھ خیال آیا پکارتے ہوئے دوڑے بیٹا برق و ضرغام کہان گئے آؤ میرے پاس چلے آؤ ملول نہو وہ دور نکل جا چکے تھے اگر سنا بھی تو کیا تساہل کیا اب خواہ زیادہ بدحواس ہوئے اپنی حرکت پر نفرین کرتے ہین آخر مجبور و ناچار مضطر و بیقرار اپنی حرکت ناشایستہ پر منفعل ایک جانب روانہ ہوئے تھوڑی دور راستہ طے کر کے اُسی صحرائے بے آب گیاہ مین ایک مقام پر عمرو ٹھہرا تین شبانہ روز عمرو کو گذرے ابھی تک کوئی ساحر و غیر ساحر عمرو کو نہین ملا اس درجہ سے زیادہ انتشار ہے دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو کاش کسی راہگیر سے ملاقات ہوتا تو دریافت کرون کہ یہ کیا مقام ہے اس بیابان آتش خوار کا کیا نام ہے اب تو جیسی پڑے جھیلنا چاہیے مگر برق و ضرغام کا جدا کرنا بڑی حماقت ہوئی وہ اگر ساتھ ہوتے خبر لاتے اُن کمبختون سے صلاح کرتے اب وہ بیچارے بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے ای عمرو عقل پر بھی زوال ہوا اب فرزند و شاگرد کے واسطے قلب پر ہجوم غم و ملال ہے اس غربت مین اُنپر کیا گذرے گی اس سوچ مین خواجہ کھڑے تھے کہ دور سے دیکھا ایک ساحر سیاہ فام گھبرایا ہوا چلا آتا ہے گرد و حواس مثل صید خائف چوکنا ہر ایک جانب گھبرا کر دیکھتا ہوا صاف ظاہر ہے کہ پانی کی جستجو اُس بے آبرو کو ہے وہ ساحر قریب پہونچا تھا کہ عمرو نے آواز دی ابے او ساحر کہان جاتا ہے ادھر آ مین کچھ تجھسے پوچھنا ہے وہ قریب آیا کہا بھائی صاحب آپ کیا شیرین زبان ہین ابے تجھے کیسی کسی مرد آدمی کو یونہین پکارتے ہین عمرو نے کہا ہماری یہی زبان ہے تیرے باوا کا اجارہ ہے ہم سے باتین نہ بنا جلد بتلا یہ کیا مقام ہے اس سرزمین کا کیا نام ہے کون یہان کا حاکم ہے کون بیمانا ظلم ہے اُس نے کہا صاحب ذرا زبان سنبھالیے بیہودہ کلمے منھ سے نہ نکالیے اس سرزمین کو سرحد سیماب کہتے ہین ہمارے حاکم کا سیماب جادو نام ہے شہنشاہ افراسیاب کا قوت بازو ساحر خوشرو نیک خو لوح طلسم ہوشربا کا حاکم اس ملک کا نظم آپ کون صاحب ہین کیا کسی بڑے بادشاہ کے مصاحب ہین جو چپا چپا کر باتین کرتے ہین دم کیتائی کا بھرتے ہین

عمرو کو دل لگی سوجھی کہا کیوں جی تم مجکو دیکھ رہے ہو میرا چہرہ کیسا ہے قد و قامت کتنا بڑا ہے اُس نے کہا صاحب آدمی معلوم ہوتے ہو عمرو نے کہا اوتاری تو نے مجکو نگاہ بھر کے دیکھا جلکے خاک کیون نہوا ابدلت کا نام قہر و غضب سامری ہے رگ رگ مین آگ بھری ہے مگر دیکھو اب تجکو جلاتا ہون اور جبھی تجکو خاک مین ملاتا ہون یہ کہکر انگلین نکالین سُرخاب جادو بھر اکر بھاگا عمرو پکارتا ہوا پیچھے دوڑا ابے او سرخاب ٹھہر جا ایک بات سن تجکو آدھا جلاؤنگا نصف ٹھنڈا رہیگا سرخاب جادو پر پرواز جدا کرکے اُڑ گیا نظرون سے مخفی ہوا عمرو نے پھر اپنے فعل پر نفرین کی دل سے کہتا ہے کہ اے عمرو تجکو کیا ہوگیا ہے عقل پر بالکل پتھر پڑے عیاری مکاری سب بھول گئے اتنا بڑا نشان پایا مناسب تھا اس کو گرفتار کرتے اُسکی معرفت بن کے باغ سیماب مین جاتے افسوس صد ہزار افسوس یہ کیا غضب ہوا مین بالکل بیوقوف ہوگیا عمرو دل سے باتین کرتا ہوا پلٹا مگر حال اس سرحد کا سماعت فرمائیے سرخاب جادو جو عمرو سے خائف ہوکر بھاگا باغ سیماب مین آیا واضح ہو کہ سیماب باغ سیماب کا حاکم ہے وسط باغ مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا نہایت تکلف سے آراستہ اُسپر سات گلدستے جسمین گلہائے عجائب و غرائب پنیان سرسبز نہایت نیرنگ سازی گلگلون طرازی سے درست کرکے رکھے ہین اُن گلدستون پر افراسیاب خانہ خراب نے ایک ابر سیمابی درست کیا ہے ماخیر اُسکی یہ ہے کہ افراسیاب نے سیماب جادو سے کہدیا ہے کہ جب عمرو مع اسد غازی سرحد باغ سیماب مین پہونچے گا ابر کو جنبش ہوگی اور جب خاص اندر باغ کے وہ باغی داخل ہوجائیگا ابر سیمابی رنگ تازہ دکھائیگا یعنی چرخ مارے گا یہ علامت قرار پاچکی ہے سیماب جادو بارہ دری مین بیٹھا ہے یہی ذکر ہو رہا ہے کہ باغیون نے بہت سر اُٹھایا ہے طلسم کشا کو رہا کرلیا سیماب اپنے رفقا کو جواب دیتا ہے ہونا اسد کا بیکار ہے لوح نہین دستیاب ہوسکتی کون مرحلہ غافل و ہوشیار فتح کرے گا باغ باغبان سے کیونکر گذریگا دیوانہ سڑی بنکر سر ٹکرائیگا بو سے پھولون کی مست ہوجائیگا اگر باغبان قدرت نے اپنے باغ کو خود بنایا گنبد بے نور مین داخلہ مشکل ہے کون ایسا مرد کامل ہے اگر ایسا بھی ہو صحرائے سیمابیہ مین گرمی سے مرجائیگا تشنگی نہ سہ سکیگا بعض کہتے ہین حضور عمرو بڑا عیار ہے نہایت مکار و غدار ہے شہنشاہ عیاران قاتل ساحران لقب ہے بڑا بیڈھب ہے ملکہ مہجور صاحب مسلمان ہوچکی ہین اس مقام کی رازدار ہین بڑی ہوشیار ہین ملکہ بہار جادو بھی ایک بلا دست دکھا چکین سیر گلشن اسلام مین مصروف ہین انکی ذات پر بڑے بڑے کام موقوف ہین باغبان قدرت قوت بازوے افراسیاب بھی شریک ہوا بی بہار و باغبان کا ساتھ ہمیشہ ہوا افراسیاب بھی غافل ہوا ان تینون کے قتل واجب و لازم تھے سیماب نے کہا افراسیاب

بڑا ساحر نامی شہنشاہ گرامی ہو جسدن چاہے گا لڑائی کو ختم کریگا لاشوں سے میدان بھر دیگا اپنی اپنی عقل کے موافق
ہر ایک کا کلام ہے سیماب نے کہا یارو ہم تک نہیں کوئی آسکتا اور میں کسی سے پایہ کمی کا نہیں رکھتا
باغبان و مخمور و بہار کیا چیز ہیں افراسیاب کو عرض ہیں میں گلشن بہار کا گلچین نہیں ہوں کہ میں
انکی صورت زیبا دیکھکر اشعار رنگین پڑھوں میاں باغبان کا پاس کروں بی مخمور کی نشیلی آنکھیں
دیکھکر مست ہو جاؤں محبت سے نگاہ ملاؤں اگر آنکھ غضب کی ڈالوں بی مخمور کی آنکھیں تپھرا جائیں
نرگس شہلائے باغ سے آنکھ ملانا بھول جائیں یہ کلام حسرت انجام درپیش مصاحبان سیماب کو پس و پیش کی
سرخاب گھبرایا ہوا آپا پسینے پسینے کانپتا ہوا ہانپتا ہوا سامنے سیماب کے گر پڑا سیماب نے پوچھا خیر تو ہے
سرخاب جادو کی زبان بند دل دردمند منہ سے بات نہیں نکلتی حضور حضور کہتا ہے کبھی اپنے جسم پر ہاتھ
پھیرتا ہے سیماب جادو نے اٹھکر ہاتھ تھام لیا کہا برادر ہوشیار ہو اسقدر نہ بیقرار ہو بیان تو کر وکیا کوئی بلائے
تازہ نازل ہوئی سرخاب نے گھبرا کر کہا پہلے تھوڑا پانی پلائیے غلام کی آبرو بچائیے آبدار نے لاکر جام آب دیا
سرخاب نے جب پانی پیا ہوش و حواس درست ہوئے کہا ای شہنشاہ آپ کا نام سیماب غلام حضور کے واسطے
بہت بیتاب ہے شعلۂ آتش قہر سامری کا اس حوالی باغ میں آگیا میں تو بچا مگر حضور سلامت میں آجائینگے ہم سا گیا کہ کوئی بچائیگا مسلمان
آپکا کشتہ بنائینگے حضور ہمارے نزدیک کیسا ہو جائینگے یہ قہر سامری بڑا مہوس ہے جنگل میں بوٹیاں پہیاں
ڈھونڈھتا پھرتا ہے کانٹوں میں الجھکر نہیں گرتا ہے جلدی ندبیر کیجیے سیماب جادو یہ حال حسرت آل سنکر بڑبڑایا
کہا اے سرخاب میں اس پہیلی کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہوش میں آ بالتفصیل سمجھا کہا حضور غلام راہ میں آتا تھا قہر
سامری سے ملاقات ہوئی انھوں نے فرمایا میں شعلۂ آتش قہر سامری ہوں تو نے مجھپر نگاہ ڈالی کیوں نہ
جل گیا حضور یہ گرمی سنکر میں بھاگا وہ پکارتا ہوا میرے پیچھے دوڑا حضور سحر نے آبرو بچائی پر پرواز پیدا
کرکے اڑا بمشکل یہانتک پہونچا سیماب جادو ہنسا کہا ای سرخاب کیسا قہر سامری کیسے جلائینگے کیسی فوجکشی
بالکل مہمل باتیں کرتا ہے تجکو کوئی جادوگر ملا تھا نیرانشا سایا غیر شناسا تھا کہا حضور آدمی بھی عجیب الخلقت مہیب صورت
میں نے کبھی اس وضع کا آدمی نہیں دیکھا مصور خیال تصویر نہیں کھینچ سکتا مانی و بہزاد ہوتے تو آہ کھینچتے ہاتھ
بصد اکراہ کھینچتے سیماب یہ حال مصیبت آل سنکر متردد و مضوش ہوا بارہ دری سے بالکل آیا سیماب کے
دل پر غم دالم چھایا طرفۂ ابر سیابی کے دیکھا ابر میں جنبش ہے کہا لو یار و غضب ہوا عمر و عیار مع اسد نامدار
حوالی باغ سیماب میں آگیا ہے سرخاب جلد جا جس شخص کو تو نے دیکھا تھا اسکو پکڑ لا خبردار تامل نہ کرنا
وہ ساحر نہیں ہے ہرگز نہ ڈرنا اگر اسکو گرفتار کرکے لائیگا نہال ہو جائیگا سرخاب جھپٹا ہوا میں آکر چاہا جانب
شمال غول بیابانی دوڑنے لگا دور سے خواجہ عمر نے دیکھا کہ وہی ساحر چلا آتا ہے تو کہتا ہوا کہ میں جاکر پہنچے

گلرخ خاب بیقرار بیتاب انعام واکرام کی خواہش عمرو کے ملنے کی کاوش ہر ایک جانب جاتا ہو پیک خیال کو دوڑاتا ہو ہوائے گرم چل رہی ہے پونڈے گرد کے چار جانب سنسان اُس ویرانے مین دیکھا ایک سیٹھنی برنجی تھالی ہاتھ مین اُسمین کچھ پھول گرم گرم مہن بھوگ ایک گلابی شراب کی گوری گودی صورت لیٹیلی انکھڑیان البیلی کی چال زیور سے زینت جسم دوڑی ہوئی جاتی ہو سرخاب چال ڈھال دیکھکر گیا کلیجے پر خنجر چلگیا پکارتا ہوا دوڑا کہ جانے والی ذرا ٹھہر جا اس دھوپ مین کہان جاتی ہو حنا گری کی اُٹھاتی ہو اُس نے پھر کر دیکھا ہنسکر کہا کیون رے کیا تو کوئی قزاق ہے جو عورت کو اکیلا پاکر راہ مین گھیرتا ہے تجھے کیا تا مین کہان جاتے ہین ہمارا سیٹھ بیمار ہے ٹھاکر کی پوجا کرنے جاتے ہین سرخاب قریب آگیا اب تو نگاہ اُسکے کلیجے مین چھری مژگان کی گڑی بھولی بھولی باتین محبت کی گھاتین یاد ابرو نے خمدار خنجر خونخوار خود جلاد سرخاب کے کلیجہ تھام لیا بدحواس ہوکر سامری کا نام لیا نشۂ محبت سے لڑکھڑایا بمشکل اپنے کو سنبھالا اگر گرتا زمین لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوا کہا لچھمی جی دیا کیجیے ذرا دیر ٹھہر جائیے مین تمھارے سیٹھ کے لیے دوا بناؤن تمھارا بھی علاج کرون مسکراکر اُس نے جواب دیا کچھ دیوانہ ہوا ہو کیا کوئی بڑا بید ہو یا حکیم ہو ہم کا ہیکو ٹھہرن کیا ہمارا جان پہچان قدیم ہو مہاجنون مین بدنام ہو جائینگے ساکھ جاتی رہیگی ہمارے سیٹھ کی ہنڈوی نہ بٹیگی سرخاب نے کہا مین بھی کھاتہ دیکھ لونگا درکٹی کا سودا لگا دونگا دو باتین سُن لو پھر چلی جاؤ سیٹھنی درۂ کوہ مین بیٹھ گئی کہا تبلا کیا کہتا ہو کونسی دوا بتلاتا ہو سرخاب نے کہا یہ بوتل مین کیا ہو اُس نے کہا ٹھاکر جی کے بھوگ لگانیکی شراب ہو کہا پرشاد بھی دو اُس نے بوتل آگے بڑھا دی کہا لے یہ پرشاد ہو مگر تیری جان کو جلا دیگا اور بھڑوے چوٹھگ اُسمین زہر ملا ہو سمجھ کے پینا کلیجہ کٹ جائیگا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگا سرخاب بیقرار ہو اس دھکا نے ڈرانے کو کب مانتا ہو بوتل اُٹھاکر منھ سے لگالی پیتے ہی گھبرا گیا پیشانی پر موت کا پسینہ آگیا اُف کہتا ہوا اُٹھا کبھی پوچھتا ہو اس شراب مین کیا ملا تھا اُس نے کہا جو مین نے کہا وہی تھا ہر قاتل سودۂ الماس کف مار سب کچھ اُسمین ملا تھا نالائق تو کیون جی گیا ہین نہین پہچانتا وہی فہر سامری بات بات مین افسونگری قاتل ساحران سرکوبکا فران راہ آسان وقار خواجہ عمرو عیار سرخاب ہاے کہکے دوڑا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکر گرا عمرو نے تبھی سرخاب کو اپنی صورت بنایا آپ اُسکی صورت بنکر تیار ہوے پشتارہ دوش پر لگایا طرف باغ عیاب کے چلے یہان سیماب جادو نے ورق سامری مین دیکھا بیقرار ہوکر کہا اے عقاب جادو جلدی جا عمرو نے تیرے بھائی کو پکڑ لیا جلد جاکر عمرو کو مار عقاب چلا صحرا مین آکر ڈھونڈھنے لگا دور سے دیکھا سرخاب پشتارہ بدوش آتا ہو پکارکر پوچھا بھائی خیر تو ہے عمرو نے جواب دیا بھائی یہ ساربان زادے کو پکڑا مگر بڑا فعلیا ہے خوب تلوار چلی ساحر بھی ہو بڑے بڑے ظالمون نے سحر کیے مگر مین آپکا تعلیم کردہ ہون بڑے زور و شور سے گرفتار کیا لو بھائی

اسکو قتل کرو سرکاٹ کے سیماب جادو کے پاس لیچلو انعام واکرام ملیگا جاگیر ملیگی تعلقدار بنکے بیٹھینگے عقاب خوشی خوشی قریب آیا عمرو نے سامنے اسکے سرخاب کو بشکل عمرو عیار بٹھادیا کہا بھائی تم اپنے ہاتھ سے قتل کردو تم جانتے ہو میرا خون بہت ہلکا ہی کسی کی فصد کھلتی ہی تو مجکو غش آجاتا ہی عقاب جادو تیغہ کھینچکر دوڑا سرخاب کے گلے مین گیند ٹھنسا ہوا ہے غین غین کرتا ہی اشارون سے یہ مطلب ہے کہ مین تیرا بھائی ہون خبردار قتل نہ کرنا عمرو نے کہا دیکھو بھائی یہ مکار کیا اشارے کرتا ہی جلد ہاتھ لگاؤ ایسا نہو کوئی اسکا مددگار آجاے پھر قتل کرنا دشوار ہو میری محنت بیکار ہو عقاب جادو نے ہاتھ تلوار کا مارا سرخاب جادو کا سرکٹ کے گرا آواز آئی کشتی مرا نام من سرخاب جادو بود عقاب نے کہا بھائی یہ کیا ہوا عمرو تو بشکل سرخاب انکے پہلو مین کھڑے تھے لپٹ کے خنجر مارا کہا دیکھو یہ ہوا نیم مہرسپہر عیاری عقاب کا بھی طائر روح نفس جسم خاکی کو توڑ کر اڑ گیا وہان سیماب نے دراتی سامری مین دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو یار د عقا نے سرخاب کو یار عقاب کو عمرو نے قتل کیا کہا لینا جانے نہ پائے کئی ساحران غدار چلے یہان عمرو دونون کے کپڑے اُتار رہا ہی کہ سامنے آکر ساحرون نے آواز دی کہ او مکار کیا کرتا ہی ہم آپہنچے عمرو نے پلٹ کر دیکھا ساحر قریب آچکے ہین سحر کیا چاہتے ہین عمرو نے حقہ آتشبازی مارا کسیکا ہاتھ جلا کسیکا منھ پھٹکا کئی ناری دخیل جنم ہوے دس پانچ اسمین کم ہوے اُنکے غول مین سے عمرو جست کرکے بھاگا ساحرون نے پیچھا کیا جب وہ قریب آجاتے ہین عمرو نعرہ کرکے جا پڑتا ہی ساحرون سے بیچارہ لڑتا ہی کسی کو حلقہ کمند مارا کسی پر حباب بیہوشی لگایا ساحر کے منھ پر پڑا وہ بیہوش ہوگیا عمرو نے خنجر مارا کسی کو تلوار سے کسی کو تیر سے کسی کو عمل فطرت و تدبیر سے نہنگانہ رستمانہ لڑتا ہوا صحرا مین جاتا ہی ساحر پیچھا نہین چھوڑتے مگر عمرو اس تیزی سے لڑتا ہی کہ ساحرون کو ہونٹھ ہلانا دشوار ہوا ساحر نے منھ کھولا چاہا سحر پڑھون عمرو پیر ہاش کے دانے ارون خواجہ نے تبعیل تام تیر کفچے مین رکھکر مارا حلق مین پڑا گدی کو توڑ کے پار گذرا ساحر کرا اندھیرا ہوا عمرو پھر بھاگا جب کئی ساحر مارے گئے دس بیس جو باقی رہے وہ بھاگے عمرو تو دور نکل گیا گلیم اوڑھکر غائب ہوا مگر وہ ساحر سر پیٹے خاک اُڑاتے سامنے سیماب جادو کے آئے کہا اے شہنشاہ کون گدھا کہتا ہے کہ عمرو ساحر نہین ہی علم افسونگری سے ماہر نہین ہی بہت بڑا جادوگر ہی صاحب فضل و ہنر ہی دم لینا مشکل کردیا لاشون سے میدان بھر دیا پھر سحر کرکے غائب ہوگیا اسکو ڈھونڈھین کہان تلاش کرین اب سیماب کے ہوش و حواس باختہ ہوئے ابرسیاہی کی جنبش مین ترقی ہی زیر ابر گلدستہ بھی شگفتہ ہین جیسے آمد بہار مین پھول کھلتے ہین طغلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین صفت باغبان قضا و قدر مین بولا چاہتے ہین سبز پتیون پر زمردیکائی کا عالم شاخین دست تمنا رنگ و بو مین بھی ترقی ہی قریب گلدستون کے ہوا سے سرو چل رہی ہی سیماب جادو نے کہا یارو وہ باغی سرحد باغ سیماب مین موجود ہی مابدولت جاکر سامنے ابرسیاہی کے جلوہ فرما ہوتے ہین ابر پر نگاہ رہی در باغ کا بند کرو کہدو رفت

موقوف ہو کوئی پکارے خبردار دروازہ باغ کا نہ کھولنا آج باغ مین انقلاب ہے دیکھو تو سنبل کو پیچ و تاب ہے نرگس کی آنکھین جھپکی ہین سوسن خاموش دریاے حیرت کا جوش سب سجر غل ماتم ہو رہے ہین پتے خنجر بہان نہین مثل آئینہ حیران جا بجا خاک اڑ رہی ہے باغ سنسان معلوم ہوتا ہے قلب پر ہجوم غم و الم ہے خوف سے لبون پر دم ہو دیکھیے خداوند تعالیٰ کیا تقدیر کرتے ہین یہ خداوند جاگتی جوت کا جسدن سے حوالی طلسم ہوشربا مین آیا ہر دم نیا انقلاب ہے ہزارون دوست دشمن ہوے راہبر رہزن ہوے طلسم کشا کارا ہونا گنبد نور سے چھوٹنا مقام تعجب ہے ایسے مقام محفوظ پر جب سارہان زادہ پہونچگیا تو یہان آنا کیا مشکل ہے نہین معلوم کون کون راہبر ہین ہمراہ کتنے ساحر ہین باغبان نگہرام مخمور دشمن جان بی بہار راز دار بھی سب ساتھ آئی ہونگی سارہان زادے کو ہمراہ لائی ہونگی انکی سحر و ساحرنی افسونگری چست و چالاکی سارہان زادے کی بیباکی سب طرح کے سامان مسلمانون کو مہیا ہوگئے ہمارے افراسیاب صاحب عین عشرت مین مصروف ہین وزرا امرا انکے سب بیوقوف ہین آجتک کوئی تدبیر نہوئی ہمکو بھی اطلاع نہ کی دو کلمے لکھنا محال تھا کیا بڑا کمال تھا اپنے بادہ غرور مین مست ہو آٹھ پہر شراب کباب مین مصروف ہو صدہا شاہزادیان واسطے خدمتگاری کے ہر مقام پر حاضر ہین آٹھ پہر انکے جمال کی ناظر ہین زمان سلطنت لاچین مین بڑے بڑے کام کیے سلطنت کو اپنے مالک کی شاد کیا خوب نام کیا سلطنت لیتے ہی آپ سے باہر ہوے اب غفلت کے انجام ظاہر ہوے سر کو آپہونچا عمر طلسم تمام ہوئی افراسیاب شخص ہے اب بھی اگر سنبھل جاے ہوش مین آئے تمام ساحران عالم ایک طرف ہون یہ اکیلا تمام دنیا کو درہم برہم کرے خیر اب ہم خود انتظام کرتے ہین اس باغ مین وہ نیرنگ باز عیار شعبدہ ساز کیونکر آتا ہو جاؤ دروازہ بند کر دو بندوبست کر و اب جبتک ہم نہ حکم دین دروازہ نہ کھلے ملازمون نے دروازے کا انتظام کیا سیماب جادو سیماب سحر سے آراستہ ہو کر سامنے آکر کرسی پر بیٹھا گرد اگرد ہزارہا ساحران مکار غدار حربہاے سحر لیے ہوے آمادہ حرب و پیکار اب احوال خواجہ عمرو کا تحریر ہوتا ہے کہ ساحران فرستادہ سیماب جادو سے لڑ بھڑ کر ایک جانب نکل گئے ایک دہ کوہ مین جاکر ٹھہرے اپنی حفاظت پر نفرین کر رہا ہے کہ ای عمر تمام عمر عیاری کی مگر خاک کچھ نہ آیا تا حق کو سر خراب عقاب کو مار کر اپنی جان پر آفت لی اب رسائی باغ سیماب مین ناممکن ایسی صحرا مین پھر تک پھر تک کر مرے نکلنا بھی اس سرحد سے دشوار ہے عمرو اس سوچ مین کھڑا تھا کہ دیکھا ایک جادو گرا ہوا اسی جانب چلا آتا ہے عمرو ساحر کو دیکھکر گوشے مین آبا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ساحر مہیب کی صورت بنا دہ ساحر جستجوے آب مین اسی مقام پر آیا طرف چشمے کے چلا جاتا تھا کہ پانی پیے عمرو نے آواز دی او بد خو سے آبرو نا سنجار بد کردار پانی سے لب تر نہ کرنا آبرو نہ کھونا اپنے کو چاہ ضلالت مین نہ ڈبونا اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا بھائی صاحب آپ تو بڑے بدزبان ہین زبان سنبھالیے اپنے ہوش مین آیئے کلمات بیہودہ نہ فرمایئے عمرو نے کہا زبان کے ساتھ آپ جو نا سنبھالیگے تو نے کیا سمجھکے پانی کی چاہ کی لے تو کون ہے تیرا کیا نام ہے کہان سے آتا ہو کہان

جاتا ہو کیا کسی کا نامہ دار ہے یا چور اُچکا مکار ہے ہم خاص طلسم سے سامری جمشید کے اس مقام پر مقرر ہین بندگان سامری کی جان بچاتے ہین بھائی اب صاف صاف مضمون تمکو بتاتے ہین اس چشمے مین اگر اژدہا پانی پیتا ہو یہ پانی نہین کف مار رہے ہر ایک موجہ اسکا تیغۂ آبدار ہے حباب اسکے بس کی گانٹھ ہین گرداب آب محیط بلا نام اسکا چشمۂ فنا خفا نہوا سوا سطے ایسے کلمات ناشایستہ کہے کہ جسمین تمکو غصہ آئے پانی نہ پیو اب ہم تمکو پانی پلائینگے ٹھنڈک مین بٹھلائینگے اُس ساحر نے خواجہ کے ہاتھون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان یہ گالیان مصری کی گالیان ہین اگر پانی پیتا ہڈیان تک پانی ہوکے بہ جاتین اے برادر اب میرا حال سنو مین قاصد ہون خداوند داؤد کا احمر چاد و میرا نام ہو خداوند کو اپنی کرامت سے معلوم ہوا کہ ساربان زادہ حوالی باغ سیماب مین آگیا ہے پس نامہ تمکو دیا کہ جاکر سیماب جادو کو دینا کہ آگاہ ہو جاے عمر و باغ مین نہ آنے پاے عمرو نے سنکر کہا بھائی تمنے بڑا کمال کیا اب ہم تمھارے حال سے ماہر ہوے پانی پیو کھانا کھاؤ یہ کہکر ایک جانب دوڑے چھاگل مین پانی بھرکر لاتے ہوے لائے دو ڈبیان برنی کی جیب سے نکالین کہا لو بھائی نوش بھی کرو پانی بھی پیو خالی پیٹ مین پانی پینا مناسب نہین ہے کلیجے مین پانی مثل تیر کے لگجاتا ہو آدمی دھوکا کھاتا ہے ساحر نے خواجہ کے قدمون بوسہ دیا پھر کھائی عمرو نے ہنسکر کہا لو بھائی تمھاری موت آئی اُس نے ہنسکر پانی بھی پیا کہا آپکے مزاج مین بڑی ظرافت ہے پانی پیتے ہی گھبراکر اُٹھا کہا بھائی اس پانی مین کیا شریک تھا عمرو نے کہا سم قاتل تھا ہم تو پہلے ہی کہ چکے تھے کہ تمکو موت لیکر آئی ہو بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑاکر گرا بیہوش ہوا عمرو نے قتل نہ کیا کہ شاید جبکا نامہ دار ہے اُسکو ظاہر ہو جاے پٹی بیہوشی کی داغ پر اُس کے چڑھا دی نامہ اُسکی بھولی سی لیا اُسکی شکل بنکر تیار ہوا طرف باغ سیماب کے چلے

پہونچنا خواجہ عمرو کا باغ سیماب مین اور لڑنا اسد غازی کا اور جنگ مغلوبہ ہونا ساحرون سے ساقی نامہ مصنف

اے ساقی گلرخ و گل اندام — دے پھول کا آج پھر کوئی جام — ہان زور خمار پست کر دے
ساغر وہ پلا کہ مست کر دے — بے قلقل و شیشہ اپنا ہو کل — اب نشے کا ہے اُتار بالکل
ہون تنگ تری رُکھائیون سے — دم ناک مین ہو جمائیون سے — بیتاب ہون کچھ تو بول ساقی
منھ شیشۂ مے کا کھول ساقی — یو نہین اُنکل سے جام بھر دے — کانٹے مین نظر کے تول کر دے
دیدے کہین کم ہو یا سوا ہے — پیمانے کی احتیاج کیا ہے — ہر بار نہ پوچھ یہ کہ ساقی
جیسی مین چاہتا ہون ویسی — رنگین خوشبو کہن مزیدار — شیرین سرخوش ہو تند گلنار
نوشین جان بخش روح پرور — بیغش روشن صفا مقطر — روح افزا و نیم رس شفق گون
خوشبو مین گلاب رنگ مین خون — آئینہ مثال پاک شفاف — قلب صوفی کی طرح سے صاف

دیدے کہ یہ روز وقت ہے سعد — مانگی ہے پھر آج سال بھر بعد — سن گر تجھے اعتبار آئے
لے اور بھی بادہ خوار آئے — مدہوش خبر بھی کچھ ہے گھر کی — رنجیر ہلا رہے ہین در کی
لڑتے ہین یہ چیخین مارتے ہین — چپکے چپکے پکارتے ہین — عادت انکی بھلا یہ تھی کب
شاید کہ پھنسا کوئی مہذب — زاہد پہ نہ آفت آگئی ہو — واعظ کی نہ شامت آگئی ہو
ملا کو بلا نہ لائے ہوں یہ — قاضی کو لگا نہ لائے ہوں یہ — ہان خوب یہ بات یاد آئی
اگلون سے جو ہے سنی سنائی — ان مفتیون کا یہ مسئلہ ہے — مے مفت کی ہو اگر روا ہے
مے لیتے ہین قرض دوام لیکے — دینا انکو تو دام دے کے — آفت کے ہین بادہ خوار تیرے
ہین ظلم کے میگسار تیرے — باتین جو کرین تو دل لبھائین — چپکے بیٹھین تو قہر ڈھائین
گویا خاموش دونون آفت — بیہوشی و ہوش دونون آفت — غصہ انکا ستم بلا ہے
شعلے ہین مزاج آگ کا ہے — آنکھون مین زبان مین سر مین آتش — پتھر کی طرح جگر مین آتش

دیگر ساقی دریادلی حیانکر

صافی صفت سحاب دکھلائے — کشتی مے ناب کی روان کر — بجلی کی چمک شراب دکھلائے
بادل کی گرج سنائین میخوار — ہو آب و شراب مین نہ کچھ فرق — قلقل کی صدا ہو خندۂ برق
کشتی شراب کا بندھے پل — واعظ پہ ہون پھبتیون کی بوچھار — ہو جوش پہ بحر غرنل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو — کیفیت سحر یا غ دکھلائے — نشہ مجھے سبز باغ دکھلائے
طاؤس بط شراب بنجائے — مشکے کو کدو سے ہمسری ہو — طوطی مرغ کباب بنجائے
مہتاب منیر جام بنجائے — صہبا مین قمر کی روشنی ہو — صافی شراب چاندنی ہو
ساغر بنے چاند چودھوین کا — پیمانہ مہ تمام بنجائے — ہو دور جو آب آتشین کا

شعر جوہین زبدۂ زمرۂ راستان — وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان

نہنگ مکر عیاری نامور ذامدار صاحب جاہ و وقار افسر مہنگان با جگیر اقلیم مکاری کشندۂ ساحران جہان قوت بازوے صاحبقران نامی ذامدار خواجہ عمرو عیار بشکل نامہ دار خدا دندداؤ و طرف باغ سیماب کے روانہ ہوے فنطوریہ اربختی پیادۂ سفر لاطی سے آراستہ جست و خیز کرتے ہوے نہایت خوش و خرم کہ اب تو ایسے معزز و مکرم کی شکل پر جاتا ہون کہ سیماب تڑپ جائیگا بخواہش تمام اندر باغ کے بلائیگا انشاء اللہ باغ مین رنگ جمائین گے سد غازی کو گلدستہ ہاے لوج تک پہونچائینگے آج ضرور لوح حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی نہین معلوم کہ در باغ بند ہی ہمارے آنے سے وہ واقف ہو چکا ہو انتظام کر رہا ہو حقیقت مین اُس ابر سیابی کی سی کیفیت ہو جسقدر خواجہ قریب باغ سے ہوتے جاتے ہین قدم بڑھاتے ہین جنبش ابر ترقی پر ہو سیماب بیقرار

دمفطر ہی ساحرون کا جاؤ ملسکے قید پڑھتا جاتا ہی کہتا ہے دیکھو یارو وہ ظالم اسی جانب آتا ہی کیا سوچا ہے بڑا حوصلہ ہی
مگر قضا دامنگیر ہے بڑا عیار باتدبیر ہی یہ بیان کر رہا ہے سننے والے کانون پر ہاتھ رکھتے ہین حضور طائر وہم وخیال کے پر جلتے ہین اس
صحرائے آتش خیز کے ذکر سے زبان پر شعلے نکلتے ہین کیونکر اس صحرا مین بسر کی کیونکر شب ہوئی کیونکر سحر کی صاحبو طلسم کشا
بڑا صاحب اقبال ہی رشک ہی کہ اوج پر اسکا نیر اجلال ہی الغیاث یہ شدید سے رہا ہونا عرصہ دراز تک نہ رہنا جفائے قید شدید
سہنا اسی شیر کا کام ہی بڑا صاحب جرأت ولیاقت ہی وقائع مین تحریر ہی مورخین کی صاف صاف تقریر ہی کہ آٹھ برس کے
سن مین اس نہنگ بحر جلالت نے خروج کیا اولان اول دربند ہوشنگیہ پر پہونچا اُسی کم سنی مین اٹھارہ امیر زادی
ساتھ تھے ہوشنگ شاہ کو زیر کر لیا اُس دربند پر قبضہ ہوا لقا کے صدہا گانون لوٹ لیے زمیندار نام سے اس جوان
تھراتے تھے جس مقام پر یہ فروکش ہوتا تھا نذرانہ لیکر آتے تھے لشکر خداوند لقا بیحد و بے انتہا مثل مور و ملخ کے ساتھ
اُس کمسنی مین خالوے قدرت خداوندی سے لڑا بھڑا بڑا معرکہ پڑا جس فوج پر بدیع الزمان اور قاسم جاتے تھے
اُس سے یہ آنکھ ملاتے تھے دس ہزار انھون نے مارے دو ہزار اُنھون نے بھی قتل کیے دس برس لشکر خداوندی سے یہ
جوان لڑا قیطولات پر فتح بھی ہوا وہان سے بھی رہائی پائی سند جرأت ہاتھ آئی اب اسی ہوش ربا مین قدم رکھا ہی دیکھیے
کیا ہوتا ہی باغ سیماب مین تو یہ ذکر ہی دروازہ بند ابر کو دمبدم جنبش سیماب اسباب سحر سے ہوشیار مگر خواجہ عمرو
مین امیہ ضمری نامدار بشکل قاصد خداوند داؤد روانہ کرکے قید باغ سیماب پہونچے دروازے پر آئے روزن سے
جھانک کر دیکھا باغ مین ہزارہا جادو گر پھر رہے ہین عمرو نے پکار کر آواز دی شہنشاہ سیماب سے خبر کرو کہ حمر جادو
شہر داؤد یہ سے فرمان خداوند داؤد لیکر آیا ہی اندر طلب کرین فرمان پڑھکر جواب دین عمرو نے دیکھا ساحر سنتے ہوے
چلے جاتے ہین کوئی جواب بھی نہین دیتا جب عمرو بہت چیخا ایک ساحر نے بڑھکر کہا ہی برادر اسوقت چلے جاؤ دروازہ
بند ہی شہنشاہ سیماب کا حکم نہین ہی سیماب خود ڈرے ہوے ہین یہان ساربان زادے کی آمد ہی اسوسطے بند دروازہ
کر رہے ہین اور وقت آتا کیون غل مچاتے ہو سر کھائے جاتے ہو خود بھی خداوند داؤد آئینگے تو دروازہ نہ
کھلے گا یہ کہکر وہ ساحر چلا گیا اب عمرو حیران ہوا کہ یہ بڑا غضب ہے ہماری آمد کا یہ انتظام ہمین اپنی قدر نہین شہر و نہین
جا بیجا نام ہی شعر ذکر میر بھلے بہتر ہے کہ اُس محفل مین ہی ہے رتبہ کمیت کینے کا کہ اُس کے دل مین ہی: عمرو ہر چند پکارتا ہی ایک ایک کو للکارتا ہی
کوئی قریب دروازے کے نہین آتا لاچار عمرو نے ڈرانا شروع کیا کہ بارہ جا کر خداوند داؤد و سکندرون سب کو سنگ سیاہ کر دینگے شامت آیا ہی ان
باغ سیماب بلجائیگی ایک نخل اژدہا بنکر سب کو کھا جائیگا ہر ایک شاخ مار سیاہ بنکر ڈسیگی پتے بچھو ہر سر درخس بد خو شیر زمین سے
پیدا ہونگے چیر پھاڑ کر سبکو پھینکدینگے لاکھ عمرو نے رنگ جمایا کسی باغی نے جواب دیا اب عمر حیران ہوا کہ اب کیا کرون
کیونکر اندر باغ کے جاؤن کہانتک غل مچاؤن کوئی سمجھا نہین سنتا جب عرصہ دراز گذرا عمرو نے دیکھا ایک باغبان بچہ
نوجوان سبزہ آغاز لال پگڑی سر پر دوہری مرزائی نین سکھ کی دھوتی نری کا جوا گیندے کا ہار گلے مین جانو سجی موے ہوے

کڑے ہاتھ مین ٹہل رہا تھا عمرو نے اُسکو تاکا پکارا کہ بھائی باغبان ہم غذا ندوا وُدہ کے پاس سے نامہ مع تحفہ جات لیکر آئے ہین دروازہ کھول دو اُس نے بھی یہی جواب دیا کہ میان کنجی قفل کی تو میرے پاس ہے مگر شہنشاہ کی مانعت ہے باغ مین آنے کی کونسی صورت ہو اسوقت چلے جاؤ کل آنا عمرو عیار بڑا فراق ہو کر بڑا قاتل ساحران سردار مکاران اس سرحد مین آیا ہوا ہے سرخاب و عقاب کو مار ڈالا سو ساحرون سے لڑا مجیح و سلامت نکل گیا اسوا سطے دروازہ بند ہو کہ وہ باغ مین نہ گھس آئے سب کو لوٹ لے باغ کے ساحر مال سباب چھپاتے پھرتے ہین بھائی میرے بھی تھالی لشیا چمن مین دفن کردی جو کچھ نقد ہو اپنی ٹینٹ مین رکھ لیا وقت ہو گیا وقت بیوقت بھگدر پڑے نکلنا میسر نہ ہو عمرو نے کہا بھائی دروازے کے قریب آؤ دروازہ نہ کھولو دو تین باتین کر کے چلے جاؤ باغبان بچہ قریب آیا عمرو نے کہا بھائی دروازہ کھولدو خداوند کا نامہ لیلو باغبان بچے نے کہا نہین صاحب ہماری نوکری جاتی رہیگی ہم دروازہ نہین کھولینگے یہ کہکر منھ پھیر کر چلا عمرو نے کہا بھائی جاؤ نہین نہ کھولو ایک بات اور سُن لو وہ پھر پلٹا عمرو نے کہا سم خداوند کے نامہ دار ہین اگر ہمین اندر آنے دو گے قدرت سے کہکر تمہین بادشاہ کر آئینگے ایک شہر لواوینگے مزے سے سلطنت کیا کرنا رنڈیان نوکر رکھنا سیکڑون خدمتگار مصاحب چوبدار رئیس وہمرو وزیر ہاتھ باندھے کھڑے رہینگے تاج جواہر کا تمھارے سر پر ہوگا تخت زبرجدی پر بیٹھو گے میان سیماب بھی تمھین سلام کرنے آئینگے ایسے ایسے بادشاہ تمھارے دربار مین بار نہ پائینگے مگر بھائی سکھو وزیر کنار و پیہ تحصیلا کرینگے ہر وقت خزانے مین تمھارے دو چار کرور جمع رہینگے دیکھو بھائی روپیہ کو عزیز کرنا برادری والون سے نہ لڑنا میان چودھری تمھارے جو حقہ پانی بند کرتے ہین دھڑنے کی علت مین پکڑوا لیوانا اُس سے کہار کی جورو گھر مین بٹھالی ہو سب کا دھرم ناس کرتا ہو کہار کا نجہ پینے والون کا پاس کرتا ہو اب تو باغبان بچے نے ان باتون کو خوب گوش ہوش سے سُنا جواب دیا بھائی تمھاری مہربانی وزیر کیا تمکو اپنا نائب بنائینگے چودھری حرامزادے کی ناک کٹوائینگے مگر دروازہ کھولنا مشکل ہو ہم شہنشاہ سیماب سے پوچھ آئین تم گھوڑے رہو عمرو نے کہا ارے تو بڑا گدھا ہو ہماری بات تیری سمجھ مین نہین آتی دمبدم سیماب کا نام لیتا ہے پارے کی کیا حقیقت ہو دیوبگار یان رکھدینگے اُڑ جائیگا خیر ایک کام کرو قفل کھولو ہمین اندر نہ آنے دو جو مال خداوند نے بھیجا ہو وہ تو لیلو باغ مین لاکھون جادوگر ہین عمرو سے یہ خوف ہو ایسا نہو کہ ماہ مین اس مال کو ہم سے چھین لے ہم تو اکیلے ہین اب باغبان بچہ قریب آیا کہا مال کیا ہے عمرو نے کہا کچھ اشرفیان کچھ جواہرات ہو اسکا لینا کیا بڑی بات ہو باغبان بچے نے کہا ہم دیکھین عمرو نے اشرفیان زرد زرد ہاتھ پر رکھکر دکھائین باغبان بچہ چمن زعفران زار کو دیکھکر ہنسا دل مین سوچا یہ لات و منات کی عنایت ہو مفت مین مال ملتا ہو اس خدا دین کو دن پیچھے کا بعد دو چار دن کے تحقیقات ہوگی پہچان بھی نہ سکیگا ایسا مال پاکے ہم نوکری کا ہے کو کرینگے گانون مین جا کر ٹھاکر جا چکے یہان بیٹھ رہینگے یہ سوچکر کہا لاؤ جی مال اور نامہ کھولدیتا ہم ٹھنڈے ٹھنڈے چلے جاؤ عمرو نے کہا

اچھا بھائی کھولو مال لیلو ہمیں سے بوجھو اُترجاے مفلس کو کون پوچھے گا نقد جان تو بچ جائے گی باغبان نے جیسے سنی کھولی
قفل کھولکر زمین پر رکھا زنجیر کھول کے دروازے میں گھستا اڑا دیا درار سے ہاتھ باہر نکالا لا دبھائی کہیں تمھاری
شکل آسمان ہو سو رے سے اپنے گھر پہونچو جیسے ہی اُس نے ہاتھ نکالا چاندی کا کڑا ہاتھ میں تھا عمرو کے منھ میں
پانی بھر آیا عمرو نے خنجر نکالکر باغبان کا کھٹ سے ہاتھ کاٹ ڈالا باغبان بچے نے ہائے کا نعرہ کیا چیختا ہو
بھاگا عمرو نے دھکا دیا دروازہ کھل گیا عمرو اندر آیا دیکھا باغبان بچہ کے ہاتھ سے پرنالہ خون کا بہتا ہوا رہتا پیٹتا
بھاگا جاتا ہے عمرو نے آواز دی ابے ماں تو لیتا جا دوسرا کڑا مجھے دے وہ تو جا کر کسی چمن میں بیہوش ہو کر
گر پڑا عمرو جھپٹ کر ایک گوشے میں آیا اسد غازی کو زنبیل سے نکالا ناظرین پر واضح ہو کہ جلد اول میں
سباس بن طہماس برائے مقابلۂ لشکر مہرخ آیا تھا اُسکے پاس چادر جمشیدی تھی مہتر قران نے اُسکو قتل
کیا تھا وہ چادر لیکر مہتر برق بھاگا تھا اُس چادر پر سحر تاثیر میں کرتا عمرو نے وہ چادر زنبیل میں رکھ لی تھی
اسوقت نکالی اسد غازی کو اُڑھائی سلاح جنگ بہ تعجیل جسم پر اُس شیر بیشۂ جرات کے آراستہ کیے کہا ہی
نظر رہتے ہم رہتے تلوار سیماب میں لیکر آئے ہیں لاکھوں ساحروں سے مقابلہ ہے اب وقت جرات ہے لڑ بھڑ کر اپنے کو گلدستہ ائے
پہونچاؤ اگر ملک عالم فضل الہٰی شریک کرے لوح طلسم ہوشربا دستیاب ہو گا آج امتحان زور صاحبقرانی ہے ہمدمان آہن کا جھلنا
جاں پر کھیلنا میں ہے جان نثاری حاضرین اسد غازی نے نظر محبت سے ہاتھ کو خواجہ کے بوسہ دیا کہا حضور آپکے تصدق سے یہ دن نصیب ہوا
یہ کہکر اسد غازی آگے بڑھا ایک ہاتھ میں تیغہ بیدریغ ایک میں سپر فولادی فراخ دامن اس صولت سے یہ تیر صف شکن
بڑھا عمرو پشت پر شل ہمزاد ہمراہ ہوا یہاں سیماب جادو کرسی پر بیٹھا تھا یا تو ابر میں جنبش تھی یا ابر نے
خرخ ارا ابر سیابی تڑپا سیماب گھبرا کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا یا رو عمرو عیار مع طلسم کشا ضرور ہا لضرور اندر باغ کے
آگیا افراسیاب کی علامت بتا دی تھی وہ ظاہر ہوئی دیکھو ابر سیابی کو مضطراب ہے مثل زلف مہوشان پیچ و تاب
ہے ہنوز یہ کلام ناتمام تھا کہ پشت سے شیر کے نعرے کی آواز آئی زمین باغ کی تھرائی غل کانپے طائر و درختوں
کے بدحواس ہو کر بھاگے رنگ باغ دگرگون نوجوانان باغ کا کلیجہ خون نعرۂ اسد

اسد شہسوار م کہ در رزم جنگ	شہنشاہ نام آور کامگار	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
باشیر اسے کفار ان بھما	اسد شیر دل بن صاحبقران	

وائے نابکاران پُر د غا شیر بیشہ میں آگیا بدون شکار کب پلٹتا ہے سیماب نے دیکھا چمنستان سے یون اسد غازی
برآمد ہوا جیسے دھان کے کھیت سے طور نیر اعظم چہرہ آفتاب عالمتاب عجب جلالت و داب پیشکار تھور
و شرافت ناصیہ سے آشکار قد سرو باغ صولت آنکھیں رشک چشمان غزال صحرا ے ہیبت تیغ برق مثال
دست زبردست میں شیرانہ ساحران غدار پر آکر گرا سیماب نے آواز دی خبردار جانے نہ پائے ہاں یارو مارو
طلسم کشا کو چہار جانب سے گھیر لو خواجہ عمرو پہلو پر اسد غازی کے مگر اس کیفیت سے کہ گلیم کا غذ ہے پر

خنجر برہنہ ہاتھ مین جادو گرونکا جو بلوہ ہوا عمرو تو گلیم اوڑھکر تھی ہوا مگر اسد شیر دل پر ساحرون نے بلوہ
کیا چار جانب سے حربہ ہاے سحر پڑنے لگے بسبب چادر جمشیدی کے سحر کسیکا تاثیر نہین کرتا اسد نے جسپر
ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیے کسی پر اوجھڑ سپر کی لگائی خود سر کا سر پھٹ گیا ہاے کہکر زمین پر گرا کسیکی کمر مین ہاتھ
ڈالکر اٹھایا گردسر کے چرخ دیا زمین پر مارا سر غرق زمین ہوا ٹانگین تھرائین روح بخیسے جھرن سے راستہ پایا نکل
گئی جب عمرو دیکھتا ہی کہ اسد غازی پر زیادہ بلوہ ہی اپنے کو ظاہر کرکے لڑائی مین مصروف ہوتا ہی مگر دل سے
دعا ہی کہ خداوندا اسقدر فوج کا کیونکر خاتمہ ہوگا تا بہ گلدستہ ہاے روح رسانی نہایت دشوار ہی جسا فجن کفار
حقیقت مین سیماب نے گرد اس چبوترے کے صفین باندھین ہین لوہے کی دیوارین معلوم ہوتی ہین در یا فوج ساحرا

کا جوش یا گرد بزن کا خروش نظم مصنف	اسد شیر دل تھا جو مصروف جنگ	ہر اک کافر و سیہ تھا بہ تنگ
ہوا گرم ہنگامۂ گیر و دار	زمین باغ کی بنگئی لالہ زار	وہ نعرے اسد کے بوقت وغا
کہ باشید اے کافران بیحیا	منم شیر صولت یل ذی وقار	منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہرو جادہ صفدری	کہ باطل کنم مذہب سامری	من آنیم سر کوب افراسیاب
نظر کردۂ شاہ عالی جناب	چو تیغ یلی بر کشم از غلاف	تزلزل فتد از میان مصاف
عمرو بھی بمردی و قہر و عتاب	لیے ہاتھ مین تیغۂ برق تاب	کبھی حملہ در گاہ رو پوش تھا
یم کمر کا دمبدم جوش تھا	کبھی حقۂ نفط دن سے چلا	لگی آگ منھ نار یون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مار احباب	گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب	کبھی نیچہ کھینچکر جا پڑا
بقہر و غضب کافرونسے لڑا	قمر مہر خالق سے وہ شیر نر	مہ اوج اقبال و فضل و ہنر
لڑائی مین مصروف بخوف بیم	وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم	مگر سیماب خانہ خراب دیکھا کہ صمد یا

ساحران نامی کو اسد غازی نے قتل کیا کس دل و شور سے یہ بیجیا سحر کر رہا ہے دم افسونگری کا بھر رہا ہے مگر
اسد پر تاثیر نہین ہوتی سیماب گھبرایا کہ یہ کیا معرکہ ہے سحر جواب دے رہا ہے اور اسد نے تاک تاک کر
افسرون کو قتل کیا غصے مین تیغۂ سحر کھینچکر جا پڑا اسد شیر دل پر تلوار کا وار کیا شعلے گرے مگر اسد کے جسم پر
نہ پڑے اسد نے قدم مردی بڑھا کر تیغۂ سحر کو سپر فولادی پر کاٹھا نعرہ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سیماب نے تڑپکر
سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر ہیب تیغ اسد سے تھرا گیا آئینۂ شمشیر مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا تیغ برق مثال
تڑپ کر گری سپر کو کاٹا سر پر گری اوچھا سا زخم آیا تھا سیماب نے اپنے کو یا سامری کہکر زمین پر گرا دیا
سیماب تھا تڑپکر اٹھا کل گیا اسد جیتا بچ مین ہزار دون ساحر آگئے لڑائی ہونے لگی سیماب جھاڑ پونچھکر اٹھا
اب نہایت نرد ہوا دل سے کہتا ہے با دولت کے سحر نے تاثیر نہ کی اب فتح سے دل نا امید ہوا ہی سیماب

اسمین کچھ بھید ہی سیماب نباتیات ساحر زبردست وچست وچالاک سحر وساحری مین یہ باغ تمام باغ ثیا ہی سحری ہی ملتوی ہے
ایک نخل کے آیا پیشانی پر نشتر مارا قطرہ اپنے خون کا لیکر بیخ نخل پر مل دیا آواز دی او سحر سامری یہ کیا شاخسانہ ہی
ساحرون کی تباہی کا بہانہ ہی آج باغ مین نیا گل پھولا رنگ سحر کا طلسم کشا پر نہین جنا غنچہ خاطر پژمردہ نہین
کھلتا ہزار ہا سر وقد قتل ہوگئے ثمر نخل سحر سے نہین حاصل ہوتا طلسم کشا باغ باغ جھونکے باد خزان کے باغ امید
سامری پرستان پر چل رہے ہین او سرکش شاخ نخل امید مدد کیجیے آپکے بندون کے دم نکل رہے ہین بیخ نخل سے
ایک برق چمکی آواز آئی اے سیماب بدون تدبیر اگر طلسم کشا سے مقابلہ کریگا کشتہ ہوکر خاک ہوگا ہاتھ سے طلسم کشا
کے ہلاک ہوگا چادر جمشیدی طلسم کشا اوڑھے ہین جبتک وہ جسم سے جدا نہوگی سحر تاثیر نکریگا جمشید نے برسون
خاک چھانی تانا تانا بتھاری کی خوبروئی سے سوت کا تاگا کڑیان بنائین روئی دھنکی تانا بانا چڑھایا یہ چادر
تیار ہوئی تھان کے ٹرے تھے چادر مین تاثیر بھر گئی کیون کوئی بیرقریب جاے کیونکر کوئی شیطان ہنوٹھ ہلائے
جلد تدبیر کرزیادہ نہ تقریر کرکے سنکر سیماب گھبرایا غصے سے پسینہ آیا گوشہ باغ مین آکر دستک دی ایک زنگی سیاہ رو
تبرہ درون اژدر دم کندہ جہنم تیغ وسپر ہاتھ مین لیے لنجیر آہنی کمر سے باندھے جھومتا ہوا سامنے سیماب کے آیا
کہا او شہنشاہ کیا حکم ہی آج کیون غلام کو تکلیف دی کیا سرکار پر مصیبت پڑی سیماب نے کہا او اہرمن طلسمی
طلسم کشا باغ سیماب مین آگیا جرأت اسکی جوش پر چادر جمشیدی دوش پر جلد جا شعبدہ طلسمی دکھا چادر
چھین لے ورنہ آج باغ سیماب کا خاتمہ ہی لڑتا بھڑتا وہ جوان فریب چبوترے کے پہونچ چکا ہی اگر لوح پا گیا زندگی سامری
پرستون کی دشوار وہ جوان عالیوقار رستمانہ جنگ مین مصروف ہی شنکر وہ اہرمن پلٹن تیغہ تولتا ہوا سامنے
اسد نامدار کے آیا آواز دی او طلسم کشا کیا ساحرون پر وار کر رہا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر قریب آ ہمپنچا ادھر
اسد غازی شیر دلیر ٹوکتے ہی جا پڑا اہرمن نے ہاتھ مارا اسد نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا ہزارون ساحر نیزہ
وشمشیر کے وار کر رہے ہین اسد کی ذرا جو پلک جھپکی اُس زنگی سیاہ رو نے ہاتھ بڑھا کر چادر دوش سے اسد کے
کھینچ لی چادر زمین پر گری اسد نے چاہا جھککر اٹھا لون سیماب دیکھ رہا تھا ایک گولہ مارا وہ اہرمن ہاے
کہکر منھ کے بھل زمین پر گرا جسم سے ناری کے آگ نکلی چادر جمشیدی جلنے لگی اہرمن نے ایک چیخ ماری
او سیماب خانہ خراب میرے ساتھ دغا کی گلا دبا جی ہمارا جلانا کیا خالی جائیگا تھوڑی ہی دیر مین منھ کی
کھائیگا کٹنے کی موت مارا جائیگا چشم زدن مین چادر جمشیدی اور وہ زنگی جلکر خاک کا ڈھیر ہوگئے
اسد غازی غصے مین بھرے تھے سیماب نے صرف آنکھ سے اشارہ کیا غضب کا اشارہ تھا اسد
لڑکھڑا کر زمین پر گرا زمین نے پانون تھام لیے ہاتھ بھی بے حس وحرکت ہوئے چہار جانب سے ساحر
اسد پر یلغار کرکے چلے عمرو گلیم اوڑھے ایک گوشے سے یہ معرکہ حیرت افزا دیکھ رہا تھا اسد کے

گرتے ہی کلیجہ پھٹ گیا گلیم اتار کر نعرہ کیا حقہ آتشبازی مار دیا حقہ روغن لفظ بھی بھینکا کئی سو ساحر وصل جنم ہوئے پرے کے پرے درہم و برہم ہوئے عمرو جست کر کے برابر اسد کے آیا شمل پروانے کے گرد پھرنے لگا کبھی گلیم اوڑھ لی کبھی بیقرار ہو کر ظاہر ہوا شمل برق جہندہ عرصہ دراز تک لڑا ایک ساحر نے چاہا اسد پر نیزہ مارے عمرو نے گلیم اتار کر اس پر ہاتھ نیچے کا مارا سیمان نے فوراً گھبرا کے آواز دی عمرو بھی برابر اسد کے گرا سیمان جادو نے آواز دی ہوا مرد دونوں کے سر کاٹ لو خواجہ عمرو بیقرار ہوئے ہاتھ وسطے دعا کے بلند کیے پکار کے نظم دعا یہ

اے کشاندۂ خزانۂ جود — نقش پیوندکارگاہ وجود — کوکب آرائے آسمان بلند
ہم زمین ساز و ہم زمین پیوند — بود نی را ہمیشہ بود از تو — بود نا بود را وجود از تو
آفرینش رقم کشیدۂ تست — ہر چہ چیز ست آفریدۂ تست — در بنائے بہ فہم عالمیان
در نگنجد بود ہم آدمیان — آدمی کیست خاک بے سروپائے — گو بداند خدائے را چو خدائے
سخن آنجا کہ از خدائی ست — لاف دانش دلیل نادانی ست — مور کا فتد میان دریا بار
کی رسد از شناوری بکنار — عقل گو صد ہزار رنگ آمیخت — از خجالت بپائے بس بگریخت
ہر چہ اندر جہان بداند کس — ہمہ دانندگان تو دانی و بس — دیگر خدایا بجاہ و خداوندیت
کہ بجنبی مقام رضا مندیت — طمع نیست از کشت بیحاصلم — بخشنودیت کار دارد و لم
بسے شرمسارم ز نفس فضول — ز طاعت کمد رز عصیان ملول — کہ نیکی بدم ہرد و نبود روا
چو عصیان بود طاعتم ناروا — ندارم بجز عجز چیزے کمف — شد از کف مرا ندد فرصت تلف
بجنبید سوئے جگر خوارگی — من و دست و دامان بیچارگی — بدرگاہت آوردہ ام عجز خویش
سراز شرم بے برگی افگندہ پیش — نگیری چسان دست افتادہ — کہ خود از کرم ہستیش دادہ
بیک عمر در نعمتت زیستم — گدائے درت نیستم کیستم — اگر ہست بنا در دیگرم
وگرنہ بحرمان مران زین درم — درا فتادگی از کہ خواہم مدد — مدد از کرا فتادگان را رسد
خروشان خراشم جگر در قفس — کسے نیست غیر از تو فریادرس — زخاک قفس ارمغان بہار
نشستم صفیر دل سوگوار — بہر حاجتم از تو امید وار — کہ ہم فیض بخشی ہم آمرزگار

عمرو نے جو بیقرار ہو کر دعا کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا آسمان سے نعرہ ہوا منم باعنان قدرت منم صاحب عقل و شعور ملکہ محمورہ منم مسخر کنندۂ غرب و شرق یعنے رعد و برق منم سیف قاطع اعنی برق لامع منم گل حدیقۂ جاہ و وقار اعنی ملکہ بہار منم صف شکن ملکہ سربان شمشیر زن یہ ساحران نامی جان نثاران گرامی کوئی زمین سے نکلا کوئی آسمان سے مثل برق گرا سحر کرتے ہوئے قریب اسد و عمرو پہنچے پہلے عمرو پر سے

سحر اُتارا عمرو اُٹھتے ہی گلیم اور لشکر مخفی ہوا اسد شیر دل نے تلوار کھینچکر نعرہ کیا سب سے پیشتر ملکہ بہار نے آتے ہی گلدستہ مارا پھول کھلے ہوئے اپنا رنگ باندھا گل سحر شگفتہ ہوے گل حیات کفاران مرجھاے طغلان غنچے کو اضطراب شاخون کو پیچ و تاب جوانان چمن اکڑنا بھولے شمشاد سیدھے نہو سکے نرگس شہلا کی آنکھون مین آنسو بھر آئے سنبل نے بال نوچے سوسن گونگی بہری نہرون سے طوفان اُٹھا جوش ہوا کافرون کو ڈبو ڈبو لب نہر سے صدا آئی بھاگ جاؤ آبرو بچاؤ گل سمن و یاسمن پر تازہ بہار لالے کی نگاہ قہر آگین خونخوار طائرون نے غل مچائے باغبون کے ہوش اُڑائے غل ہوا آمد فصل بہار ہے جدھر دیکھو دیوانون کی قطار ہو کئی ہزار سا حر دیوار و در سے سر ٹکرانے لگے سرکشون کو غش آنے لگے مخمورنے دانہ یاقوت احمر کا لگا لگا کر مارا کئی سو کے سر پھٹے نشیلی آنکھون پر ہزارون کے گھے کٹے باغبان نے پھولون کا گیند مارا شرر ہائے آتش نکلے ناری جل بھن کے خاک ہوے رعد نے خنج ماری کئی سو لڑکھڑا کے گرے جو مغرور تھے انکے سر پھٹے برق تڑپ کر گری کئی سو کو کاٹ کر نکل گئی برق لامع نے قیامت برپا کی زلف شبگون ہلادی اندھیرے مین سیہ رو گھبرا نے تھے درختون سے سر ٹکرا نے تھے یران کا خترمرواریہ چلا جس بدبخت پر اختر مروارید مارا ستارہ اُس منحوس کا گردش مین آیا کچھ تدبیر نہ بن پڑی بداختر نے سر پٹک کے جان دی سیماب نے دیکھا کہ ان ساحران نامی نے ہنگامہ برپا کیا زمین ہلادی چشم زدن مین ہزارون مارے گئے باغ مین لاکھون کا کھیت ہوا دریاے خون جاری ہوا اسد کو ان سبھون کے بیچ مین بے لیا سحر سے ساحر دل کو بچاتے جاتے ہین اپنا سینہ سپر کرتے ہین خواجہ گلیم اوڑھے کنارے کھڑے دیکھ رہے ہین الامان الامان کر رہے ہین خداوندا سب کو بچانا مگر سیماب جادو کسی کے سحر کو نہین ناتاسب کو جواب دے رہا ہے سرداروں کو تو اپنے نہین بچا سکتا اُنپر ان سبھون نے قیامت برپا کردی باغ لاشون سے بھر دیا ہزار ہا زنان عاشقہ ہوش ربا کو بیوہ کر دیا باغبان قدرت پر سیماب جادو غصے مین جا پڑا اسم سحر پڑھکر گولہ مارا باغبان نے اُس گولے کو کاٹا اُسمین سے برق چمک کر باغبان پر گری ہر چند روکا نہ رک سکی سر زخمی ہوا رو دے زیبا باغبان گلگون ہو گیا بھالنے بڑھکر مقابلہ کیا کئی گلدستے مارے اُس بیمانے آتش سحر سے جلا دیے آتش بہار پر بھی زوال آیا پھول سا چہرہ کملایا برق و رعد کو بھی زخمی کیا برق لامع خوب لڑی ندی خون کی بہادی ہزارون کو جلا دیا صدہا کو خاک مین ملا دیا آخر سیماب نے کارد سحر پھینکی برق لامع کا شانہ کٹا ہوا یران نے بڑھکر آواز دی او بیحیا خبردار یہ سرداران نامی رفیق لشکر اسلام ہین طلسم ہوشربا کی زینت صاحبان جرات و جلالت بے ادبی نہ کرنا انکے خون سے ہاتھ نہ بھرنا عرصہ دراز تک سیماب و ملکہ یران سے سحر حلا مگر یہ بیحیا بلاے روزگار ہو بانیان طلسم کے محافظ لوح فرار یا ہو ہر طرح کے سحر کو دفع کرتا ہو پہلو نشین سامری رگ ریشے مین افسونگری افراسیاب کا قوت بازو زینت پہلو بدست بدخو آخر سر بران کا برق سحر سیماب سے زخمی ہوا اپنے ساحرون کو للکار رہا ہو ایک ایک کا نام لیکر پکار رہا ہو اے

اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید بیت روز جنگ ست جنگ باید کرد نہ کوشش نام ونگ باید کرد
ہر جانب نقیب کرکیت صدائین دے رہے ہین اے بندگان سامری روز جوانمردی ہے باغیون کا سہنگامہ ہے نام کرو
دشمنان فراسیاب کو گھیر لو جانے نپائین سرکشی سے باز آئین سرکار شہنشاہ سے جاگیر پاؤگے سرفروش کہلاؤگے
افسر اسیاب ایک ایک کو نہال کردیگا سپرین تمہاری زر سرخ وسفید سے بھر دیگا ان صداؤن کو سنکر ملازمان
سیماب آمادۂ سرفروشی لب پر مہر خموشی بہار جادو نے کنارے آکر زخم سر کو باندھا دور سے دیکھا برآن
ہر بلوہ ہے چہار جانب سے ساحران ناہنجار نے گھیرا ہے گلدستہ لیکر بھر بڑھی آمادۂ مرگ مہیا ہے قضا ہوئی جو الفاظ
رنگین غنچہ دہن سے نکلا کھلکر پھول ہوا گلدستے کو پانی کے چھینٹے دیکر شگفتہ کیا آواز دی اے نگہت وگل اندام جلد آ
غنچۂ خاطر شگفتہ کرو کافرون پر بلا نازل ہو یہ کہکر گلدستہ مارا رنگ بہار دوبارہ جاغزل

غنچے نے تاج گل کے کیا پیرہن درست — شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست — پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی
مرکر ہوئی ہے نرگس بیمار تندرست — رکھا دہان زخم نے مطلب کو تا تمام — نکلا تمہارے منھ سے سنکو ئی سخن درست
گل جلوہ گر ہین آمد فصل بہار ہے — کر باغبان نشیب وفراز چمن درست — پیوند مہر وماہ لگاتا ہے روز وشب
کرتا ہے چرخ پیرہ وے کہن درست — دست جنون نے قید تعلق سے دی بجا — پہونچا نہ ایک تار بگلو پیرہن درست
کرتی ہے جمع بادصبا خاک منتشر — ہوتا ہے پھر نشان مزار کہن درست — ہوتی ہین جوش عشق مین جو جو کہ تین
کہتا ہے ناز سے وہ بت سیمتن درست — ساقی بھلا ہو خیر سبو کوئی جام دے — رکھے خدا ہمیشہ تری بانکن درست
کس شک کی شہرت نظارگی ہے آج — کرتے ہین غنچہاے چمن پیرہن درست — رنگ دوئی سے آئنۂ دل ہے پاک صاف
رہتا ہے اپنا گوشۂ بیت الحزن درست — بخشا مدہ ہین چارہ گردنگی مشتقین — ہوتے نہین ہین عشق کے بیمار تندرست
چلتا ہے ایک عمر لعاب زبان تیغ — زخمون کے مدتون نہین ہوتے ہین درست — بدلو ردیف اور کہ جی بھر گیا نسیم
ہوا اور طرح ردیف عروس سخن درست

اس سحر مین بھی بہارنے ہزارہا کو پامال کیا صدہا مثل برگ خزان دیدہ زرد روزمین پر گرے ٹھوکرون مین فوج کی پامال ہوے اب کی سیماب نے فرد غضب مین ایک ترکیب سبز جب سے نکالا اپنے خون سے
اسکو سرخ کیا اسم سحر کا پڑھکر سب پر پھینک مارا ترخ سبز پھٹا معلوم ہوا صور اسرافیل پھنکا قریب تھا کہ مجمو سو غیرہ کے
کان کے پردے شق ہون ہر چند اپنے کو سنبھالا نہ سنبھل سکین لاچار کے زمین پر گرین زبانین بند سحر فراموش بیہوشی کا
ہوش ایک سمت سہنا مدار بھی مگر کر بیہوش ہوے سیماب تیغہ کھینچ کے چلا کہ جاکر سبکو قتل کرون عمرو کا کلیجہ منھ کو آگیا
بیقرار ہوکر رو باخالق بے نیاز کو پکارا خداوندا ان سرداروں کو بچا تے بدعت سے اس عابد کے نجات دے کہ آسمان سے
نعرہ ہوا او سیماب خانہ خراب دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم منم ضاحک وشان سرکوبان فرمان برہم زنندہ فوج
ساحران غلام مجدید صاحبقران شہنشاہ طلسم نو وشان رستم نظیر منم کوکب شصمیر عمرو دیکھا کہ اگر اس رشورت

کوکب آیا تیغہ برق نظیر دست زبردست مین کھنچا ہوا تاج زربفتی ہرسر زرہ بافتی زیب جسم انور جوان رعنا جرأت و شوکت
مین یکتا پہونچتے ہی سحر کیا بران و باغبان و مخمور و رعد و برق و برق لامع و بہار کو ہوش آیا اسد تیغہ ٹیک کر سنبھلا
کوکب نے دیکھا یہ سب انہا کے زخمدار ہین کثرت جراحت سے بیتاب و بیقرار ہین کہا تم لوگ سحر کر کے نکلو باہر مین سمجھ لونگا یہ تو سب
پر پرواز پیدا کر کے نکل گئے کوکب و شنضمیر اسد نامدار کی پشت پر آیا عرض کی اے فیسر بیشہ صاحبقرانی بسم اللہ بڑھیے
غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہو یہ کہکر کوکب نے چند سنگریزے زمین سے اٹھائے طرف آسمان کے پھینکے بت پرستون پر
پتھر برسنے لگے ہزارہا سنگدل واصل جہنم ہوے سیماب کو للکارا او بیحیا دیکھ یہ طلسم کشا ہی جستجوے لج مین یہانتک
صاحب جرات و اقبال راہ آسمان جاہ و جلال ہنر بردشت جرات فریدون فرسکندر حشمت آگرا اس قدمونکو بوسہ دے
طاعت اسلام قبول کر دولت کونین حصول ہو انشاء اللہ عمر طلسم تمام ہوئی جا بجا ڈنکا اسلام کا بجیگا کفر کا نام نہ باقی
رہیگا ستارہ سامری پرستان گردش مین آگیا جو اس نے اقبال کے شرکا پی جائیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ ذلیل و رسوا
ہو کر جہنم واصل ہوگا شجر بغض و عداوت سے یہ ثمر حاصل ہوگا سیماب کوکب کو دیکھکر بیقرار تو ہوا مگر بموجب مصرع
تربیت نااہل را چون گردگان بر گنبدست چکنا گھڑا تھا آب نصیحت نے تاثیر نکی جواب دیا اے کوکب تمنے غضب کیا
دین جدو آبا چھوڑا کیا باپ دادا بیوقوف تھے اکلوان امورات کے نہ وقوف تھے تیرا قتل واجب و لازم ہی شہنشاہ
طلسم ہوشربا سے تونے دشمنی پیدا کی وہ بادشاہ عالیجاہ طلسم نورافشان مین آگ لگا دیگا سر کو بیان کر چکا جہانگیر
صاحبقران کو لایا ابھی چندون کا ذکر ہی سوراخ مورہ مار تلاش کرتے تھے چھپنے کو جگہ نہ ملتی تھی ابکی مرتبہ بے قتل کیے نہ چھوڑیگا
طلسم نورافشان کو مٹا دیگا بھاگنے راستہ نہ ملیگا جس ہوس مین ہو وہ نہ پوری ہوگی لوح طلسم ہوشربا نہ ملیگی آگ لگا دونگا پانی
برسا ونگا یہ سحر قہر خداوندی سامری ہین رگ ریشے مین شعبدہ بازی بھری ہی مین کیا دین جدو آبا سے پھر فنگا جس خدا کو
وہ نہ مانتا ہو اسکو سجدہ کرونگا یہ کلمات مہملات سنکر کوکب و شنضمیر کی ابرو دن پر بل آیا قبضہ شمشیر برق مثال پر
ہاتھ ڈالا جواب دیا او نامرد کیا بیہودہ بکتا ہی افراسیاب کے کدو کاوش کی طلسم نورافشان کے مٹانے مین بڑی کوشش
کی سر اکچھ نہ کر سکے جہانگیر و صاحبقران کو لاکر منھ کی کھائی وہ خبر دلیر ہمارے آقاے نامور کا نور نظر تھا شہزادہ
فتح و ظفر تھا آخر حق بہ حقدار رسید اپنے قبلہ کعبہ سے ملے غنچہ آرزو کھلے باغیون کو داغ ہوا ہمین غم سے فراغ ہوا
اب انشاء اللہ وقت قتل افراسیاب نزدیک آیا ٹھوکرین کھائیگا ذلیل و رسوا ہوکر مارا جائیگا غافل مغرور نشہ بادہ نخوت
مین چور تھا بنا زور بازو دکھلائیگا مرد کے نام سے نہ ڈرا سیماب یہ سنکر آگے بڑھا سحر کرنے لگا گوے تیغ و ناوک سب اسباب
جھوٹی کا صرف کیا کوکب نے سب سحر رفع کر دیے چمن ہاے طلائی لاشہاے ساحران سے بھر دیے سیماب سحر کرتا ہوا تھا جب
آیا تیغہ سحر کر سے نکالکر کوکب پر جھپٹا پڑا پے در پے وار بدن پر کیے کوکب نے خالی دیکر صید شجاعت ہاتھ بڑھایا
کلائی سیماب کی اس زور سے تھامی یقین ہوا شیر کا پنجہ کلائی پر پڑا استخوان توڑ کر انگلیان نکل جانگی کوکب نے جھٹکا دیا

سیماب تڑپا کہ ہاتھ چھڑاؤن نکل جاؤن سحر کرون مگر وہ دست زبردست پنجہ اجل تھا کسی بیر نے بیہائی دستگیری نہ کی بیہات بیہات کی صدا تھی کوکب بے تہور و غضب تمام ایک طانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ زمین پر گرا سیماب کشتہ ہوا طانچہ مارنا اکسیر ہو گیا بیر مہوس غل مچانے لگے کوئی تدبیر نہ بن پڑتی اریکی چھا گئی سارا باغ نمونہ پردۂ ظلمات تھا شور ہا ہو بلند سنگباری برف باری کر کے بیر بھی ٹھنڈے ہوے بعد عرصہ دراز بصد سوز و گداز آواز آئی کشتی مرا نام من سیماب جادو بود اب باغ مین روشنی ہوئی تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمر نے بھی گلیم سر سے اُتاری کوکب کے ہاتھ چوم لیے کہ برادر بجان برابر ایسے وقت پر تم آئے لڑائی کو فتح کیا سیماب ساحر زبردست تھا چادر جمشید مین نے اسد کو اُڑھا کر لڑوایا مگر اس بیچارے کے چادر جمشید کو جلا دیا اتنا بڑا تحفہ خاک مین ملا دیا بُران وغیرہ سب مجبور ہو چکی تھین کسی کا سحر اُس پر غالب نہوا خدا نے فضل اپنا شریک کیا بُران وغیرہ سب زخمدار ہو گئین خدا سب کو بخیر و خوبی لشکر مین پہونچائے کوکب نے کہا خواجہ اب رنج و غم کا ذکر نہ کرو حمد الٰہی مین مصروف ہو دیکھو سیماب مرا برسیماب گون مشاہدہ سامنے چبوترے پر گلدستے رکھے ہین ہوا اسد نامدار بسم اللہ کہکر قدم مردی بڑھائے چبوترے پر جا بیٹھے یہی طلسم کشای کی شناخت ہے بسم اللہ کہکر گلدستون پر ہاتھ ڈالے جس گلدستے مین لوح ہے بحکم قضا و قدر اُسی گلدستے پر آپکا ہاتھ پڑنا تھا دستیاب ہوئی اے شہریار مقام عیش و فرحت ہے شعار مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان گذری ہست	مرغان چمن را بہ رہ گل نظری ہست
ہر شام کہ آید پے آن سحری ہست	بنشین بنفس بلبل شوریدہ کہ امروز
گر شربت وصلت بہ لب تشنہ نداند	بیمار غم عشق ترا چشم تری ہست
در کوے تو از باد صبا اخبری ہست	بیداد من این ہمہ با دل مخفی
آج رب اکبر نے یہ روز سعید دکھایا سامنے گلدستوں کے پہونچا یا اسد غازی	اندیشہ نما غیر تو ہم راد گری ہست

اس مژدۂ فرح افزا سے مثل گل شگفتہ ہوا ہر چند کہ زخمدار ہو گل زخم مخمل جسم پر کھلے ہین بدھیان پڑی ہین مگر یقین ہے کہ مخمل مراد بار لائے گلشن پژمردۂ خاطر مین بہار آئے بلبل دل نغمہ سرا ہو غنچۂ آرزو کھلا ہو طرف گلدستون کے جاتے ہین ظاہر ایجنٹ رسایادری پروردگان اقبال کا اختر خواجہ عمر و ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوے دیکھ رہے ہین کوکب مثل نرگس نگران اسد تلوار ٹیک کر سنگ مرمر کے چبوترے پر آیا دس بیس قدم گلدستون سے مقابلہ ہے رنگ گلدستون کا سرسبز و شاداب طغلان غنچہ زبان کھولا چاہتے ہین آغوش تمنائے طلسم کشا کے مشتاق پھولون کو جدائی دم بھر کی شاق شاخین اُتھ بڑ رہی ہین پتیان لہرا رہی ہین نقش پاے اسد شیر دل سے چبوترے کے پتھر دن کو شرف حاصل کوکب کہہ رہا ہے اسی سواغ صاحبقران واہ رنگ و بو گل حدیقۂ شوکت و شان قدم مردی بڑھائیے جلد گلدستون کے پاس جا بیٹھے عمر بھی

پھولا ہوا دیکھ رہا ہی صدمۂ زخمون کا بھول گیا ہی دہن زخم سے صداے مہار کیا دلبند ہی اعضا شکنی مین کون دردمند ہی
مگر قضاے کار اتفاقات روزگار فلک ناہنجار بدکردار شعبدہ باز نیرنگ ساز نے بیرحمی پر کمر باندھی اپنی عادت قدیم پر آمادہ ہوا
لمحہ بھر کی بھی خوشی ناگوار ہوئی ساری مشقت بیکار ہوئی افراسیاب باغ سیماب مین سریر حکومت پر بیٹھا ہی سامان عیش
و عشرت مہیا ہی سراوا برلق بڑے بڑے شاہان طلسم بصد فروشوکت ذکر رہائی اسد مین مصروف ہین افراسیاب
کہتا ہی اگر اسد رہا ہوا تو کیا کر سکتا ہی واسطے لوح کے عمر بھر سر ٹکرائیگا نشان مقام نہ پائیگا کسکی لیاقت ہی جو مرحلۂ ہوشیار
و غافل کو طے کرے یا گنبد بے نور مین کودے اگر رستم بھی صحراے سیماب مین پہونچے جل کر خاک ہو چشم زدن مین
قصہ پاک ہو سیماب جو حاکم باغ سیماب ہی بادولت کا قوت بازو زینت پہلو بادولت کا تعلیم کردہ پروانہ اُس سے
کون مقابلہ کر سکتا ہی اور علاوہ ازین باغ سیماب مین کیا رکھا ہی وہ بھی ایک راستہ ہی لوح سے طلسم کی کہانی جب مین نے
فہمیدہ فیلسر کو ارتعالج اُسکے پاس سے لی اُسی وقت توڑ کر پھینکدی سب سنتے تھے اے شہنشاہ بیٹے نے برا کام کیا آغاز مین انجام
کا خیال ہوا سلطنت طلسم ہوش رُبا انکے واسطے زیبندہ و سزاوار ہی آپکے دم سے سحر و ساحری کو رونق سامری و جمشید کا
مذہب حق کہاتک اپنے بندون کو لقا ستائیگا آخر کبھی رحم بھی آئیگا خداوند لقا دیر گیر ہی مگر سخت گیر ہی اُسکا شیطان
بڑا بے پیر ہی قدرت کی تقدیر اُس بیحیا کی تدبیر جب سے آئے ہوشربا مین غدر ڈالدیا دم بھر چین نہ لا اب تو اے شہنشاہ سامان
لشکر کشی کیجیے شاہان دربند کو حکم دیجیے مسلمانون کو پامال کرین اسد پہلوان لگا نہ ہی لڑائی مین ضرور شریک ہوگا
عین گرمی جنگ مین اُسی پر چاڑھ کر آپکے غلام بڑے زور شور سے لڑینگے مسلمانون کے ٹکڑے اُڑا دینگے لہنے
وہبار وغیرہ کی شکین باندھ لائینگے ایک جنگ تو ایسی ہو کہ بادشاہ طلسم نور افشان کے بھی دانت کھٹے ہو جائین بلکہ
بُران کے قتل کی تدبیر کیجیے آٹھ پہر یہی تقریر کیجیے یکایک بیٹھے بیٹھے افراسیاب خانہ خراب خود گھبرایا پشیانی پر عرق آیا
کہا یارو دوبارہ دری کے باہر نکلو اسوقت طبیعت کا عجب عالم ہی قلب پر ہجوم غم و الم ہی ایک ہفتے سے جنگ نہین کی شاید تلسیم پر
کچھ افتاد پڑی کوئی حیرت کی خبر لائے شاید مرخ و بہار نے اُسکو گھیرا کبخت سخن ناشنو ہی ایسا نہوا اُس طبل جنگی کو بجوایا
ہو شاید عیارونکے دام تزویر مین پھنس گئی ہو چند سردار آمادہ ہوے کہا حضور ہم ابھی جاکر خبر لاتے ہین اگر لڑائی ہو
رہی ہوگی ہم شریک ہونگے ابھی ساحر روانہ ہوے تھے کہ صرصر کر پہونچی افراسیاب نے کہا کیون صرصر مزاج حیرت کا
کیسا ہے طبل جنگ تو نہین بجوایا پھر تو کسی بلکے تماشا نہین دیکھنے گئین صرصر نے کہا حضور طبل جنگی وغیرہ تو نہین بجا مگر آج مین
لشکر مسلمانان مین گئی تھی عیارون مین صرف چالاک قران وجانسوز بن قران بن عمرو و برق و ضرغام
کا بالکل نشان نہین ثابت ہوتا اور سردارون مین بہار و مخمور و باغبان ور عد و برق و برق لامع و اسد
نامدار نہین ہین چالاکنے کر کیا ہی عمرو بنا پھر رہا ہی لونڈی غلامون کو شکل بہار و باغبان وغیرہ بنا ہی کر لیا
پہچان لیا حضور دو ہفتے سے یہ سب نہین ہین یہ بھی آج ثابت ہوا کہ تلاش لوح مین یہ سب ہین یہ سنکر افراسیاب نے کہا

کتاب لاؤ فوراً کتاب منگائی کتاب دیکھتے ہی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا یا رد غضب ہوا اسد غازی تو باغ سیماب مین کھڑا ہی لوح لیا چاہتا ہی یہ کہکر مثل برق چمکا و بصورت رعد گرجا پر پرواز پیدا کر کے آسمان مین دو تا ساحرون نے چاہا ساتھ دین افراسیاب مانع ہوا کہا یار وکسی کا کام نہین ہے مقدمہ لوح تو آفتاب لب بام چراغ سحری ہو رہا ہے یہ کہکر غائب ہوا ادہان اسد شیر دل قریب گلدستہ ہاے لوح پہونچ چکا ہی مگر گردش فلکی ہمراہ ہی پاے جنبو کو تاہے فلک سرگردش بیکار کوشش بخت رسا کی نارسائی زمانہ ناموافق کی کج ادائی طالع کی نحوست دولت بد کی بدعت اقتدام اقبال کو زوال ماہ شوکت و جلالت بصورت ہلال گل عیش پژمردہ غنچہ مخاطر ناشگفتہ گلشن عیش ہی رخصت بہار مثل آمد باد خزان آشکار قریب گلدستون کے اسد پہونچا ہاتھ بڑھانا تھا کہ آسمان سے آواز مہیب آئی زمین باغ سیماب تھرائی افراسیاب کا آسمان سے نعرہ ہوا باش و طلسم کشا خبردار گلدستے کو ہاتھ نہ لگانا اب قدم نہ بڑھانا افراسیاب یہ سنکر اسد کو قریب گلدستے کے پا یا گھبرا گیا یہ بھی نہ دیکھا کہ سیماب کیا ہوا لاکھون کا کشت و خون کیون ہوا اسد پر مثل برق جنبدہ گرا اسد کے پاس کوئی تحفہ تو موجود نہین ہے کہ سحر افراسیاب سے محفوظ رہین افراسیاب نے منہ سے اُف کی مثل تنکے کے اسد جیوترے سے نیچے گرے افراسیاب نے گرتے گرتے روح کو گلدستے سے لپا تڑپ کر بلند ہوا کوکب نے جو یہ معرکہ دیکھا ہوش اُڑ گئے روح پر صدمہ ہوا وہین سے نعرہ کیا کہ او افراسیاب خبردار کہان جاتا ہی ہاے لوح لیچلا یہ کہکر کوکب برابر افراسیاب کے پہونچا انگلی سے اُتار کر انگشتری کھینچ ماری پیشانی پر افراسیاب کے پڑی افراسیاب نے تین چرخ کھائے مگر اور زیادہ بلند ہو گیا افراسیاب اتنا اونچا ہوا مثل ستارہ کے معلوم ہوتا ہی مگر کوکب تعاقب نہین چھوڑتا ہان اسد غازی بعد بلند ہونے افراسیاب کے کوکب کے ایوس و مجبور فرش خاک سے اُٹھا عمرو بھی حیران کھڑا دیکھ رہا ہی قریب ہی کہ روح قالب سے نکل جاے مثل تصویر تصور کے عمرو خاموش بحر حیرت کا جوش آنکھین عمرو کی تیر اگین رنگ رُوے اسد متغیر عمرو بیخبر اسد حیران عمرو پریشان اسد کو غم عمرو کو الم اسد کو رنج عمرو کو شوش دونیچ اسد دیوانہ وار عمرو اشکبار و بیقرار تردد مین اسد نامدار عمرو کو فکر و انتشار دہان آسمان پر کوکب افراسیاب سے مقابلہ ہو رہا ہی کوکب جان توڑ کے افراسیاب پر سحر کر رہا ہی افراسیاب پر حیرت طاری ہی چاہتا ہی مقابلہ نہ کرون ایسا نہو کہ کسی بلا مین پھنس جاؤن لوح حیرے پاس طلسم کشا سامنے موجود ہی سارہان زادہ بھی دیکھ رہا ہی جب کوکب سحر کرتا ہوا قریب افراسیاب پہونچا جوش جرأت نہین چاہا لپٹ جاؤن لوح چھین لون افراسیاب اسقدر بدحواس ہی سوا ے رفع سحر کے کوکب پر اب تک کوئی سحر نہین کیا یہی فکر ہے کہ نکل جاؤن جب کوکب نے قریب کر ہاتھ تلوار کا مارا لپٹنے کا قصد کیا افراسیاب کو اور کچھ بن نہ پڑا لوح طلسمی ہاتھ مین تھی چمکا دی کوکب کو غش آگیا آہ کر کے اُلٹا پلٹتا چلا اگر افراسیاب قصد کرتا کوکب کو مار لیتا مگر سحر کر کے نکل گیا سوار زرین پوش پیدا ہوا اُٹھا کوکب کو گود مین لیا طرف

طلسم نور افشان کے لے گیا اب عمرو اسد اسی غم و حیران میں حیران و پریشان کھڑے ہیں جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہو
عمرو نے نگاہ اُٹھائی اسد کو خمدار بیقرار اپنے قیمہ پایا غصے میں کانپنے لگا ہوش نہ باقی رہا اسد کی طرف متوجہ ہوا
کہا او بد اقبال تیرے برابر کوئی بدنصیب نہ ہوگا کس دریائے مصیبت و آفت کو جھیل کر جان پر کھیل کر یہاں تک پہونچا
ہیں وقت پر تیرے بخت دار گون طالع نگون نے نارسائی کی لوح نہ اُٹھا سکا ہاتھ پاؤں میں جان نہ تھی دو قدم
آگے نہ جا سکا بس تیرے ستارے کی گردش سے خوب ثابت ہوا کہ تو طلسم کشا نہیں ہے خواجہ بزرجمہر کے بیٹوں کی عقل نے
نکی کی اہل مقدمہ پر اُنکی بھی نگاہ نہ پہونچی زبردستی کہ دیا دیوانہ مجہول طلسم کشا ہے سب کوشش بیجا ہوئی ہائے تیری محبت
میں میں اپنے آقا سے چھوٹا بدنصیب ہوا زندگی سے دور موت سے قریب ہوا اب مجھسے کچھ کام نہ ہوسکیگا جہاں
جی چاہے جاؤ میں اپنے آقا کی خدمت میں جاؤنگا علاوہ اس کے طلسم فتح کرنے میرے بھروسے پر آئے تھے منھ اُٹھا دیا
چل نکلے یہ نہ سمجھے کہ سفر دور و دراز ہے نجومی پنڈت رمال جمع ہوتے مقدمہ خاص میں حکم لگاتے شل جانوروں کے گنبد نو
میں قید ہو کر بیٹھ رہے میں نے اپنی جان آبرو مٹائی تا بہ گنبد نو رہ پہنچا لاکھوں روپیہ کا میرا نقصان ہوا ہاں مجھے کھا جائیگے
میرے بال بچے چھوٹے آپ سے کیا فائدہ اب چپکے خاموش کھڑے ہو بتا او دیوانے میں کیا کروں اسد زار زار شل پر زبان
روا جواب دیا کہ نانا جان میری کیا خطا ہے سحر پر میرا کیا زور تھا اگر پہلوان ہوتا میں لپٹ پڑتا عمرو نے کہا تمہارے
نانا کو موت آئے ضدام ایسے بدنصیب کیصورت نہ دکھائے اب دلیل تقریر بیکار ہے میرے سامنے سے جاؤ ورنہ مارے
گھوڑوں کے کھال گراد ونگا اپنے گلے پر خنجر پھیر لونگا اسیطرح طعن و تشنیع دیکر جو عمرو نے کہا اسد دریائے شرم و حجاب میں غرق
ہو گیا کہا نانا جان بیشک میں بداقبال ہوں بیشک آپ میرے واسطے تباہ ہوئے حضور طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے
جائیں میں کوہ و دشت و بیابان میں سر ٹکرا کے جان دونگا اپنا خون اپنی گردن پر لونگا نانا جان سے آداب و تسلیمات عرض کر دیجئے گا
والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر سے بعد تسلیم کے عرض کیجیے گا مادر مہربان غلام کو حق شیر بخل کیجیے اب ہم حضور کو نہ
نہ لینگے قبلہ کعبہ دین ستون اسلام گریب عالیمقام اُنکو پیغام پہونچا دیجیے گا کہ غلام آپکا طلسم ہوشربا میں بیکس
و بے یار کہا تھے ساحران عذار کے سیار گلشن جنان ہوا فاتحہ خیر سے فراموش نہ فرمائیے گا اگر ہو سکے تو ساحران
طلسم ہوشربا سے معاوضہ لیجیے گا یہ تو یقین کامل ہے کہ نانا جان ضرور آئینگے ساحران ہوشربا پر دست انداز ہونگے
افراسیاب ضرور مارا جائیگا ہاتھ سے ہمارے عزیزوں کے مہلت نہ پائیگا بھائی نور الدہر جانبازی کرینگے ارج
نوجوان بہ بلغر آئیگا سب مجھ نالائق بدنصیب کو آنکھ کی پتلی جانتے ہیں ہر فرد بشر کو غم و الم ہوگا ضرور ہوشربا میں ہنگامہ
عظیم برپا ہوگا سب صاحب دس بیکس کو یاد کرینگے سورۂ حمد سے روح کو شاد کرینگے عمرو نے کہا پیغام کسی قاصد نامہ دار
کے ہاتھ بھیجیے میں آپکے نانا جان کا غلام نہیں ہوں کہ گھر گھر پیغام سلام کہتا پھروں یہ کہکر عمرو بڑبڑاتا ہوا ایک جانب
چلا اسد نے جو یہ بے اعتنائی خواجہ عمرو کی دیکھی زخمداری میں کانٹوں کے جنگل میں گھس گیا دل میں مصمم سچ لیا

کہ چلکر اپنے کو کسی غار وغیرہ مین گرادون یا گلا کاٹکے مرجاؤن اس بیکسی مین نام کر جاؤن اب کیا کسی کو روے سیاہ دکھائینگے
زندہ اپنے لشکر مین جائینگے حقیقت مین ناحق ناجان نے بت بچارا رشاد فرمایا مین بد اقبال و بدنصیب ہون دلے
برحال انکے کہ جانبازی کرکے تا بہ باغ سیماب پہونچے ہم بدنصیب محروم رہے گوہر مراد دستیاب نہوا اب سواے
جان دینے کے کیا چارہ ہے دل سے باتین کرتا ہوا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا آمادۂ مرگ مہیاے قضا زخمدار
بیدست و پا آنکھون مین اشک حسرت بھرے پر گرد کلفت تمام جسم زخم نیزہ و تیر و تبر سے نگار نہ کوئی مونس نہ غمگسار
نامرادی دامنگیر جان دینے کی تدبیر زبان صرف شکایت فلک کجرفتار حکایت بیوفائی گردون غدار دل مین حسرت
واراں کا ہجوم نشان راہ نامعلوم ایک غلستان کی آڑ پکڑ کے انسان وخیزان حیران و پریشان ایک باب
چل نکلا عمرو زبردیوار باغ سیماب بصورت آہنہ حیران شکل گیسو پریشان خاموش کھڑا ہے سوچتا ہے کہ اب
کیا کرون غضب ہوا لوح قبضے مین آکر نکل گئی کلیجے پر چھری چل گئی یہ عمرو کو یقین نہین ہے کہ اسد کہان چلا جائیگا
اسقدر متردد و متوحش ہے دل مین خیال ہے کہ اسد میرے پہلو مین کھڑا ہے اب جو سر اٹھایا اسد کو قریب نہ پایا
ہوش اڑ گئے چہار جانب دیکھنے لگا اسد کہتا ہوا دوڑا کبھی پکارتا ہے اے نور نظر اسوقت مین ہوش مین نہ تھا
جو کلمات مین نے کہے انکو معاف کرو ہمارا وقت ضعیفی ہے ہوش و حواس مین فرق آگیا نہین معلوم انتشار مین
کیا کہا ملول نہو میرے پاس آؤ ملکر صلاح کرین جستجوے گوہر مراد مین مصروف ہون ہر چند عمرو چیخا اسد نے سنا
مگر جواب نہ دیا خیال مین آیا اب جواب دینا بیکار ہے عمر بھر ناجان کو داغ رہے یہ کلمات ہمارے سننے کے لائق
تھے بس اب خلل بچانے دو طرف صحراے ہولناک کے نکل چلو یہ سوچکر اسد نے اپنے کو ایک غار مین مخفی کیا
عمرو جنگل مین دوڑا دوڑا پھر رہا ہے اسد دیکھتا ہے مگر فرط غیرت سے جواب نہ دے سکا سامنا بھی نہ کیا
عمرو دوڑ دھوپ کرکے ناچار ہوا اپنی بیوقوفی پر خوب چیخین مارکر رویا اپنی حسرت و مصیبت و بیوقوفی پر لعن
کر رہا ہے کہ اے عمرو دو حماقتین ایسی ہوئین کہ عمر بھر یاد رہینگی اول وہ کہ برق و ضرغام کو اپنے سے جدا کیا
نہین معلوم کہ وہ کمبخت مے کہ زندہ رہے ناحق کا غصہ انپر اتارا آج تو رکن لشکر صاحبقرانی گرادیا اس بیچارے
اسد کا کیا اختیار تھا افراسیاب آگیا لوح لے بھاگا ہائے اے عمرو یہ صاحب غیرت اپنی جان دیدیگا
ایسے کلمات سخت کہے کہ اسکے غلامون نے کبھی نہ سنے ہونگے کیونکہ اسکو جائز رکھتا عرصہ دراز تک عمرو
اُس صحرا مین اسد کو ڈھونڈھتا پھرا جب کہین نشان نہ پایا بدحواس عالم یاس ایک جانب چل نکلا اسد غازی
غار سے دیکھ رہے ہین جب عمرو نظرون سے مخفی ہوا اسد غار سے نکلا جان دینے پر آمادہ ہوکر ایک طرف چلا اپنی جگہ ہے دل مین یہی ارادہ ہے
یا تو کسی پہاڑ پر سے اپنے کو گرا دیجیے یا گلا کاٹ کے مرجایئے یا کسی کنوین مین گر پڑیے طرح طرح اپنی جان دینے کی سوچتا ہے کسی کو منھ نہ دکھلایئے اب یہ
مقام محو خاطر ناظرین ہو شاید یقین رہے برق و ضرغام آوارہ ہوکر ایک جانب گئے افراسیاب لوح لیے جاتا ہے

کوکب زخمدار ہوکر قصر جمشیدی مین گیا اسد جان دینے پر آمادہ عمرو بدحواس عالم یاس مین ایک جانب رہتے پیتے جاتے ہین ان سب کا حال غیرت آل داستان رنگین فصاحت آئین وقت پر تحریر ہوگی

داستان شوکت بیان گل گلزار خلیل الرحمن نور دیدۂ مومنان و مسلمان مرہم رنجندۂ زمردہ ایمان صاحبقران بن صاحبقران شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان و نقدر روح روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان طلسم جمشیدی فتح کرکے دونون شاہزادے طرف لشکر ظفر اثر کے روانہ ہوے و ذکر لقا و لشکر سلام

ساقی نامہ مصنف

ساقیا اب ناز بیجا کس لیے		چین ابرو بے محابا کس لیے
زہر قاتل تلخی گفتار ہے		بے مزہ ہے شکر افشانی تری
اے تنک ظرفو استقدر بدخو نہو		دل ہوا کھٹا ترش ابرو نہو
بادہ کش ہون جام چشم یار سے		مجلس غم ہے مجھے بزم شراب
جلوۂ مے نے پلایا خون مجھے		آگئی یاد لب میگون مجھے
جون صراحی گریۂ مستانہ ہے		اجرائے سخت مشکل کیا کہون
ناز بیجا اور مین کم حوصلہ		کیا کرے ہے ولولہ سا ولولہ
رنگ رو پھر اتش پر واز ہے		پھر ہین کیا کیا ولولے تاثیر کے
ساقیا امداد کا ہنگام ہے		دور دور گردش ایام ہے
جنگ کا سامان دکھادے ساقیا		چہرۂ غازیان دیندار و مجاہدان

تہور شعار محرران سحر بیان افسونگری دکاتبان اخبار نیرنگ جمشید و سامری کلک شعبدہ اپنی سحر طرازی پر یون ناز کرتا ہے حال جنگ جرات و سحر آغاز کرتا ہے شعر مسخر کن ملک تحریر سحر بہ رقم کرتے ہین دنگ تقدیر سحر سابق مین تحریر کیا ہے کہ شاہزادۂ نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان طلسم جمشید کو فتح کرکے بقصد صولت و شوکت طرف لشکر ظفر اثر صاحبقران کے روانہ ہوے تھے قطع منازل و طی مراحل کرتے ہوے آتے ہین مگر زمرد شاہ باختری نے بعد قتل ہونے عقرب نیشتر جادو کے نامہ افراسیاب کو لکھا کہ کسی ساحر زبردست کو جلد روانہ کر افراسیاب نے تیمور سحر طراز کو مع بارہ ہزار ساحران غدار برائے مدد زمرد ناہنجار روانہ کیا یہ بیحیا تخت پر سوار مع ہمراہیان بدکردار طرف کوہ عقبق کے جاتا ہے یہان زلزلہ قاف ثانی سلیمان برائے نورالدہر و ایرج نہایت پریشان ہوے کہ ان شیر دلاورون عرصۂ دراز سے نشان نہین معلوم جواہر سے ارشاد ہوا کہ اے جواہر ایرج نامدار ہاتھ سے ارکان کو ہی کے زخمی ہوکر نکل گیا تھا آجتک کچھ احوال نہ معلوم ہوا نورالدہر

ین بدیع الزمان کو کوئی ساحرہ اُٹھا لیگئی تھی اُسکی خبر کے واسطے تمکو جانا واجب لازم ہی اُسی وقت جواھر
بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مع چالیس عیاران نامی کے براے تلاش نورالدہر و ایرج پاے شاطری
مارتا ہوا چلا مگر نورالدہر و ایرج قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے چلے آتے ہین ایک روز ناگاہ صحراے سبزہ
نواح دلکشا مین گذر ہوا طہماس بن عنقویل دیو پرور نے بارگاہ زربفتی استادہ کرائی بازار مین آراستہ ہوئین
لشکر اُترا دونون شیرینی ایرج و نورالدہر آکر داخل بارگاہ ہوے پردے بارگاہ کے اُٹھے نظارہ گاہ و راہبر ہین
مصروف ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا آگے آگے سو علم نشان لاکھ فوج کا بڑے بڑے قد کے جوان زبردست
پہلوان دو رکابے مرکبون پر سوار سامنے سے گذرے ایک جوان کوہی بعدہ اُنسے کہ گردن مست پر سوار لاکھ
سوار و پیدل فوج کے دل کے دل زرہ پوش چار آئینہ بند آکر اُسی دشت پُرفضا مین اُترے جن مین بارگاہین استادہ ہوئین
اُس جوان کی نگاہ لشکر شاہزادگان پر پڑی شاطر تیز رو کو حکم ہوا دریافت کرو یہ لشکر کسکا ہی کون لوگ ہین کہان
سے آئے ہین کہان جاتے ہین یہان ایرج و نورالدہر نے شاپور روشن رگ سے فرمایا جلد خبر لاؤ کسکا شاطر
دریافت کرکے پلٹا شاپور نے فوراً خبر دی حضور بدمست کوہی براے مدد تقا جاتا ہی اپنی زور قوت پر اسکو
بڑا غرہ ہی اُدھر شاطر نے بدمست سے عرض کی نورالدہر و ایرج فرزندان صاحبقران طلسم جمشیدی فتح کرکے
پلٹے ہین مال طلسم مذکور لیے ہوے طرف اپنے لشکر کے جاتے ہین بدمست کوہی کا یہ حال سُنکر نشہ اُترگیا غصے مین
کم ظرف مثل جام شراب کے اُبلا شاطر سے کہا ابھی جاؤ فرزندان حمزہ سے کہو کہ اُس طلسم کا ہمارے بزرگون نے
اکثر قصد کیا مگر موقع فتح کرنے کا نہ ہاتھ آیا لیکن تم نے بڑی بے ادبی کی کہ طلسم جمشید کو فتح کیا اب بہتر یہ ہے کہ
مال طلسمی لیکر خدمت مابدولت مین حاضر ہو خداوند کو سجدہ کرو ہم براے خدا گنہگار ہی خداوند جاتے ہین
قدمون پر خداوند کے گرا دینگے میری عرض و معروض سے دریاے رحمت خداوندی جوش مین آئے گا
عمر بھر کا گناہ ایک نظر رحمت خداوند سے معاف ہوجائیگا اگر خلاف کیا تو بہت بُری طرح پیش آؤنگا ابھی
تلوار کھینچکر لشکر مین گھس آؤنگا بڑی ذلت سے قتل کراؤنگا مال طلسم مذکور چھین لونگا عیار نے کہا حضور
ایک نامہ تحریر فرمائیے کسی پہلوان کو دیجیے وہ جاکر سمجھا یگا نامینگے تو کان پکڑکر ساتھ لیتا آئیگا بدمست نشہ
کبر و نخوت مین چور اپنے زور پر مغرور یہی مضمون مذکور اور بہت کچھ مزخرفات کلمات مہملات نامے مین درج
کرائے ملفوف کرکے آواز دی ای پہلوانان کوہی تم مین سے ایک جوان فرمان مابدولت کا لیکر بارگاہ مین فتاح
طلسم جمشید کے جائے باشتی سمجھا کر مع مال طلسم دونون کو خدمت مین مابدولت کے لائے سرشار کوہی سپہ سالار
لشکر جھوم کر اپنے دنگل پر سے اُٹھا کہا اے پہلوان دوران والے گرساشپ جہان یہ میرا کام ہی ابھی مع مال
دونون کو لاتا ہون یہ کہکر نامہ سر سے باندھا گینڈے پر سوار ہوا چار ہزار کوہیون کو ساتھ لیکر طرف لشکر شاہزادگان

والا قدر کے چلا شاہزادۂ نورالدہر کو شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے
نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی رازدانے بیست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہوجائے کہ بدمست
کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچگیا مگر سرشار مغرور و متکبر
بصد تخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغزن اپنے اپنے مقام پر جادہ افگن ہین
کئی جیمون کی طنابین اُس بیمانے پکڑکر کھینچ لین خیمے گر گئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیمیا سے نہ بچا
موچھون پر تاؤ دیکر یہی جواب دیا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان بیسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین
مگر سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بھائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا
تو کوہی تپھرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بچ نہ جائینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہو
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہوچکا تھا اُس نے
پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر
ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر وایرج دریاے سلاح مین غوطہ ہاے ہوے پشت پر ہر بیشہ گلگان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے
سرشار کو ہی دربار دیکھکر دنگ ہوگیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان خاص نے
نے ذنگال ہنی بچھا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا پنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے سرایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دوسرا جام
پے در پے پیے داغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلاکر پکارا اُٹھا منھم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اُسنے جواب دیا
کہ پہلوان پُرزور دربردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائے اُس بیمانے نامہ سر سے کھولکر نورالدہر
کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میرمنشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کرچکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکایا اگر
ایرج نوجوان نے قبضۂ تیغہ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیمانے کیا لکھا ہے ان افعال کی
بیمانہ سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ہمین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین
مسلمان نہین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میرمنشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا اے سرشار تجھے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا
دینا ہمکو منظور نہین ہے تو لڑکر وصول کرلے سرشار نے کہا اے جوان کیا ہین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی منگوائے ہین مال طلسمی
بھی لونگا اور تجھ جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر تم دونون کو بیجاؤنگا نورالدہر نے کہا اے سرشار
یہان بدمستی نکر و میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا اگر یہ بیجا لب تاب ہے تو ستم و سفندیار سے اپنے کو بہتر جانتا ہے قبضہ شمشیر
والے کے کہا چلو اُٹھو ما بدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو نخوت نورالدہر خاموش ہے ہونٹھ کاٹ رہا ہے منھ سے نہین

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو اپنے حمایتی سے جا کر اطلاع کر اور نامہ بانہ سے نور الدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینک دیا کہا جا کے اسکی تبی بنا کے بدمست کی آستین چلائے سرشار بلا ہوا بیٹھا تھا بقر و غضب تمام اپنے مقام سے اٹھا تیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے دنگل پر بیٹھے بیٹھے پھکی ماری تلوار اسکی پٹ پڑی گویا قسمت الٹ گئی نور الدہر ہان ہان کرتے رہے کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہو گا یہ ایرج ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑ کے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہو ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا سر چنبر گردن سے اڑ جاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھا کے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جاے نور الدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہی کبھی آنکھ کھولتا ہو ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہو نور الدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا ای سرشار خوف نہ کر چلا جا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نور الدہر نے کہا ای سرشار جاؤ اس نے جھک کر بزرے نامے کے اٹھائے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہوا کہا چلو بتا دینگے تکہ سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہی بقول سعدی مصرعہ ہر جاے مرکب نتوان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو پھٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہی مال ظلمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی ہین بارگاہ مسلمانان مین ہو کر گئی سو جوان مجھکو پٹ گئے اسپر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی بمشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا ان دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دامنگیر ہو گیا مقبول ہے چلو مین ابھی ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انہین دونون کے سر جا کر نذر دونگا طرہ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمایئے جو کچھ مجھ پر گذری وہ گذری صلاح کر کے سمجھا جائیگا بدمست نے نا مانا لشکر مین فرمایا ہزار کہ سوا پیدل تیار ہوے بمجبور سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست تبھر و غضب اڑائے ہوے گینڈے کو جلاتا ہو یہان بعد جانے سرشار کے نور الدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا موچھون پر تاؤ دیے رہا ہی نور الدہر سمجھا تے ہین ای برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر ہو پہنچے گی انکے مزاج کے خلاف ہو گا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اٹھاتے ہین اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلات سخت سننے کی عادت ہو مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے مقبول دونگا سب سردار ایرج کو

والا قدر کے چلا شاہزادۂ نورالدہر کو شبرنگ نے خبر پہونچائی کہ حضور بدمست نے ایلچی روانہ کیا ہے بڑے کروفر سے آتا ہے
نورالدہر نے فرمایا کیا مضائقہ ہے ایلچی رازدانے میست لشکر مین خبر کردو منادی ندا کرے ہر ایک بہادر آگاہ ہوجائے کہ بدمست
کا ایلچی آتا ہے کسی بدعت پر اُسکی کوئی صاحب خیال نکرین فوراً حکم شہنشاہی تمام لشکر مین پہونچگیا مگر سرشار مغرور و متکبر
بسبد نخوت داخل لشکر اسلام ہوا دیکھا جابجا جوانان صف شکن پہلوانان تیغزن اپنے اپنے مقام پر جلوہ افگن ہین
کئی جیمون کی طنابین اُس بیحیا نے پکڑکر کھینچ لین خیمے گر گئے بندگان خدا دب گئے ہاتھ منھ ٹوٹا مگر کوئی اُس بیحیا سے نہ الجھا
ہو جیمون پر تاڈ پھیر کر یہی جواب پایا اپنے آقا کے حکم سے ناچار ورنہ ان الیسون سے تو ہم اصطبل کا کام لیتے ہین
مگر سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہین بھائیو اس مغرور کو جانے دو میدان کارزار مین سمجھ لینگے خدا چاہے گا
تو کوہی تھپرون سے سر ٹکرا ٹکرا کے مرینگے نہیب شمشیر سے جوانون کے بچ جائینگے اسوقت سنگدلی دکھائی جو چاہے
بدعت کرے مگر سرشار مغرور قریب بارگاہ شاہزادگان والاجاہ پہونچا درگہ سالار کو حکم ہوچکا تھا اُس نے
پردہ اُٹھا دیا سرشار اندر بارگاہ فلک اشتباہ کے آیا دیکھا سردارون کا دور بندھا ہوا ہے اپنے اپنے مقام پر
ہر شیر جلوہ فرما ہے مقام صدر پر نورالدہر وایرج دریائے سلاح مین غوطہ لگائے ہوئے پشت پر ہر بر پیشہ کمالگان
صاحب ساطور گران صف شکن و صفدر طہماس بن عنقویل دیو پر مثل فیل مست بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے
سرشار کو ہی دربار دیکھکر دنگ ہوگیا مغرور نے صاحب سلامت بھی نہ کی نورالدہر نے اشارہ کیا ملازمان جان نثار
نے ذنگال بنی بھپا دیا سرشار بیٹھا جوانون سے آنکھین لڑانے لگا پنا رعب و دبدبہ دکھانے لگا نورالدہر نے ایک
کو اشارے سے منع کیا ساقی بچے کو اشارہ ہوا ساقی نے سرشار کو جام شراب دیا بے اندیشہ انجام پی گیا دو جام
پے در پے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا بلبلا کر پکارا اُٹھا منھم نامہ دار نورالدہر نے کہا یہ کسکا نامہ ہے اُسنے جواب دیا
کہ پہلوان پُرزور دربردست شاہزادۂ بدمست کا نورالدہر نے کہا نامہ لائے اُس بیحیا نے نامہ سرسے کھولکر نورالدہر
کے ہاتھ مین دیا نورالدہر نے میرمنشی سے فرمایا اس نامے کو پڑھو جو مضمون تحریر کرچکا ہون نورالدہر نے سنکر سر جھکایا ایرج
نوجوان نے قبضۂ تیغہ دودمۂ سکندری پر ہاتھ ڈالا غصے مین کف منھ مین بھر آیا کہا بیحیا نے کیا لکھا ان مخال کی
بیحیا کو سزا دون نورالدہر نے اشارہ کیا برادر ہمارے سر کی قسم ہمین بدنامی ہے ہم جواب نامہ جنگ لکھے دیتے ہین
مساوات مین سمجھا جائیگا نورالدہر نے میرمنشی کے ہاتھ سے نامہ لیا کہا ای سرشار تجھے جواب نامہ جنگ لکھدیا مال طلسم کا
دینا ہمکو منظور نہین ہے تیرا کہا ای جوان کیا ہین خالی پیغامبر ہون ابھی مال طلسمی مگوائے دیتے ہین مال طلسمی
بھی لونگا اور تمکو جان پر بھی دست انداز ہونگا کان پکڑ کر تم دونون کو بیجا ؤنگا نورالدہر نے کہا ای سرشار
یہان بدمستی نکر و میدان جنگ مین ہمسے سمجھ لینا اگر یہ بیحیا کہتا ہو تم و سفیدبار سے اپنے کو بہتر جانتا ہو تو ہتھیار
ڈال کے کہا چلو اُٹھو مابدولت کی رکاب تھام لو طہماس تو نخوت نورالدہر خاموش ہے منھ کاٹ رہا ہے منھ سے

بول سکتا مگر ایرج کو نہ تاب آئی کہا بھائی صاحب آپ کس بیہودہ سے کلام کرتے ہین او ملعون دور ہو اپنے حمایتی سے جاکر اطلاع کرا اور نامہ ہاتھ سے نورالدہر کے ایرج نے لیکر پھاڑ ڈالا اور سامنے سرشار کے پھینکدیا کہا جاکے اسکی تہی بنا کے مدمست کی آستین چلادے سرشار بلا ہوا بیٹھا تھا بقرو غضب تمام اپنے مقام سے اُٹھا نیغہ نیام سے کھینچا خبردار کہکے ایرج پر وار کیا ایرج نے دنگل پر بیٹھے بیٹھے تھپکی ماری تلوار اُسکی پٹ پڑی گویا قسمت اُلٹ گئی نورالدہر ہان ہان کرتے ہین کہ بھائی ایرج جانے دو جد عالی تبار کے خلاف ہوگا یہ الچی ہو ایرج نے جواب بھی نہ دیا کلائی پکڑکے جھٹکا مارا سرشار کا پیمانہ عمر لبریز ہو چکا ہو ایرج نے ایک طمانچہ مارا اگر پورا پڑتا تو سر چنبر گردن سے اُڑ جاتا صرف دو انگلیان پڑین تڑاقے کی آواز بلند ہوئی سرشار چرخ کھاکے زمین پر گرا ایڑیان رگڑنے لگا ایرج نے اُٹھکر چاہا ٹھوکر مارون کہ سر مغرور خود سر کا پھٹ جاے رشتہ حیات کٹ جاے نورالدہر نے اپنے سر کی قسم دی ایرج غصے مین رک گیا سرشار بارگاہ مین آنکھین بند کیے پڑا ہو کبھی آنکھ کھولتا ہو ایرج کو قریب دیکھکر پھر بند کر لیتا ہو نورالدہر نے جو یہ دیکھا قریب آکر فرمایا اے سرشار خوف نہ کر چلا بھائی صاحب دخل نہ دینگے سرشار جھاڑ پونچھکر اُٹھ کھڑا ہوا جھک کے سلام کرنے لگا نورالدہر نے کہا اے سرشار جاؤ اُس نے جھک کر پنجرے نامے کے اُٹھا لیے گھبرایا ہوا باہر آیا گینڈے پر سوار ہوا ساتھ والون سے کہا چلو نامے کا جواب مل گیا دو ایک نے پوچھا حضور عارض پر کیا عارضہ ہو اکہا چلو بتا دینگے تمکو سمجھا دینگے ہر بات کا موقع محل ہو بقول سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جاہا سپر باید انداختن ۔ ساتھ والے خاموش سرشار نے گینڈے کو بکٹ بڑھایا گھبرایا ہوا بارگاہ مین بدمست کی آیا گال سوجا ہوا بدمست نے پوچھا کیون برادر خیر تو ہو یہ حال طلسمی لائے کہا حضور مسلمان بڑے مکار ہین جیسے ہی مین بارگاہ مسلمانان مین پہونچا کئی سو جوان مجھکو لپٹ گئے سر بھی مین نے دس بیس کو مارا مگر ایک ہاتھ مین دس بیس لپٹے ہوے تھے نامہ چھین لیا دیکھیے ٹکڑے ٹکڑے کیا میرے گال مین بڑی چوٹ لگی مشکل یہانتک آیا یہ سنکر بدمست مثل رعد کے گرجا کہا اُن دونون جوانون کی شامتین آئی ہین قضا انکی دستگیر ہو کیا معقول تدبیر ہے مین ابھی ملاقات قدرت جاتا تھا کوئی شے بطور تحفہ میرے پاس نہ تھی انھین دونون کے سر جاکر نذر دونگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا یہ کہتا ہوا اُٹھا گینڈے پر سوار ہوا سرشار منع کرنے لگا حضور اسوقت تامل فرمایئے جو کچھ مجھپر گذری وہ گذری صلاح کرکے سمجھا جائیگا بدمست نے نہ مانا لشکر مین فرمایا کہ سوا پیدل تیار ہوے بمجرد سرشار بھی عقب مین چلا مگر بدمست تھر و غضب اُڑاے ہوے گینڈے کو جلاتا ہو یہان بعد جانے سرشار کے نورالدہر نے دیکھا ایرج کا غصہ کم نہین ہوتا مو چھون پر تاؤ دیے رہا ہو نورالدہر سمجھاتے ہین اے برادر غصہ نکرو اگر جد عالی تبار کو خبر ہو پہنچے گی انکے مزاج کے خلاف ہوگا لقا پرستون کی کیا کیا بدعت اُٹھاتے ہین اپنی بارگاہ مین طرح دیتے ہین ایرج کہتے ہین بھائی صاحب مین آپکا سا مزاج کہان سے لاؤن آپکو کلمات سخت سننے کی عادت ہی مین ابھی بارگاہ بدمست مین جاتا ہون انشاء اللہ ملعون کو سزاے مقول دونگا سب سردار ایرج کو

سمجھا رہے ہین شیر کو بہلا رہے ہین کہ نوبت نقارے کی کانون مین آواز آئی صدائے ہا ہو سے زمین تھرائی ایرج نے کمادر یافت تو
کرو یہ کیا ہنگامہ ہے کہ شاپور و شبرنگ دوڑتے ہوئے آئے عرض کیا ای شہریار مدمست کو بھی سوار ہوا مع فوج آپہونچا سنتے ہی
ایرج و نورالدہر دو شیر بہر اپنے مقام سے اُٹھے طہماس نے قبضہ ساطور پر ہاتھ ڈالکر کہا ای شہریار آپ تکلیف نہ فرمائین غلام
جاکر ان بیحیاؤن کو سمجھا دیگا مگر یکایک غلغلہ ہوا شبرنگ نے کہا حضور کو بھی لشکر مین گھس آنے موار چلنے لگی نورالدہر
و ایرج بیرون بارگاہ آئے دیکھا کہ ہیون نے ہنگامہ برپا کر دیا ہے الیان فوج نورالدہر و ایرج غفلت مین اپنے اپنے مقام پر تھے وہ
بیحیا اُپڑے کئی ہزار جوان زخمی ہوے کئی سو سیاہ گلشن جنان ہوے نورالدہر بتعجیل پشت اسپ پر یوش پر سوار ہوے نعرہ
کیا نعرۂ نورالدہر نظیر حمزۂ صاحبقران مجسم و بتصویر ۔ شہ ستارہ حشم شاہزادہ نورالدہر ۔ ایرج نوجوان بصد شوکت
و شان کرہ بن اشقر پر سوار ہوے نعرہ شیرانہ کیا نعرۂ ایرج ملک ایرج آن آفتاب منیر ۔ کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر ۔
پہلو سے صدا بلند ہوئی مثم ہزیشۂ کلنگان صاحب ساطور گران صف شکن صفدر طہماس بن عنقویل دیو پور و راب
سرداران ایرج و نورالدہر بھی سنبھلے کہ ہیون پر جا پڑے بھڑکر تلوار علی کیا عجب تھا کہ نوک مژگان سے بھی کارزار
ہیولال زلزل درکار ملک الموت بیکار ایک کی روح قبض نہین کرنے پاتا دو ہزار مر کر گرے ملک الموت کو خواہش ہی اس جنگ
مین بڑی کاہش ہے کہ برائے قبض روح گماشتے قرار دون مگر ایرج نہنگانہ بیدگانہ لڑتا ہوا جاتا تھا بدمست سے جو آنکھ
چار ہوئی بدمست نے للکارا کیون او فرزند حمزہ میرے ایلچی کے ساتھ بڑا کر کیا ہزارون ملکر لپٹ گئے وہ جرنامہ چھین کے
چاک کیا ایرج نے جواب پایا او بیحیا مردان عالم کا یہ دستور نہین کہ ایک پر دو دست انداز ہون نہ کہ سو دو سو وہ جھوٹا دغاباز
ہے بدمست نے طرف سرشار کے دیکھا کہ ہان ای سرشار اس جوانکی زبان تو کھینچ لے ایرج نے جو سرشار کو دیکھا
آواز دی کیون بیحیا سوئے ہے اور کون شخص دست انداز ہوا تھا اب تو سامنے آ سرشار بدمست کے بھروسے پر نعرہ کر
جا ٹڑا ہاتھ تلوار کا لگایا ایرج کو انتہا کا غصہ تھا بڑھ بچا کر بھرکالی پر ہاتھ ڈالدیا تلوار چھینکی پھینکدی کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا
پہاڑ کو دوست حق پرست پر بلند کیا اُسی غصے مین طرف آسمان کے پھینکا اُترتے اُترتے ہاتھ تلوار کا مارا چور رنگ ہوا می کیا شاپور
نے آواز دی ای شہریار سبحان اللہ ماشاءاللہ دوست و دشمن کی زبان سے صدائے آفرین بلند ہوئی مگر بدمست کو بھی یہ رنگ
دیکھکر طرف ایرج نوجوان کے چلا للکارتا ہوا کہ او نبیرۂ حمزہ تو نے میرے قوت بازو کو مارا میرے لشکر مین اسکا نظیر نہ تھا
میرا ہاتھ سے پکڑ کہان جائیگا اس بدوستی کی سزا پائیگا ایرج فریب بدمست کے پہونچا جلدی کر کے بدمست نے ہاتھ
تلوار کا مارا تیغہ لنگر دار جوان زبردست ایرج نے جلدی مین سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تلوار بدمست کی جو پڑی
گوشۂ سپر کو کاٹ کے سر پر گری زخم کاری سر مین ایرج کے آیا ایرج نے دستانہ ارا تیغہ جھنا کر نکالا مگر چادر خون چہرہ
بے نظیر پر آئی جی داری کر کے ایرج نے ہاتھ مارا اُس کے گیند ے کو ٹھا لیا ہاتھ ایرج کا خالی گیا تکان سے زیادہ صدمہ پہونچا بدمست
نے چاہا سر کاٹ لون نورالدہر ایک غول مین مصروف جنگ تھے دور سے جو یہ معاملہ جانگداز دیکھا کلیجہ ہاتھ سے تھام لیا نعرہ کیا او کو ہی

خبردار دست خود رانگہدار نعرہ کرتے ہوے برابر بدمست کے پہونچے بیچ مین گھوڑا ڈالدیا بدمست کا سامنا ہوا بدمست نے وہی تیغۂ خون آلود بر سر شاہزادۂ نورالدہر لگایا نورالدہر نے تیغۂ خارا شگاف پر گا نٹھا آوازدی او بدمست شعر ؎ ضرب زدی ضرب من نوش کن ؎ ہمہ شادی از دل فراموش کن ؎ دیگر دور محنون گذشت نوبت است ؎ ہر کرا نیج روز نوبت است ؎ یہ نہ کہنا خبردار نہ کیا او بدمست نشۂ بادۂ نخوت سے ہوشیار ہو خواب خرگوش سے بیدار ہو نعرۂ شیرانہ کرکے ہاتھ مارا سر روسیاہ نے سپر کو پھر کی پناہ کیا دل سے کہتا تھا کہ نام تو اُسکا سپر ہے اگر ایک بھی پر ظاہر مین ہوتا تو اُڑ جاتا وار نہ روکتا گہ تیغۂ برق مثال تڑپ کر اُسپر کے دو ٹکڑے ہوے خود دو بلغہ عرق چین کو کاٹتا سر پر گرا زخم کاری سر پر آیا اُسنے دستانہ مارا تیغہ سر سے اُسکے نکلا چادر خون سے بیما کے جاری ہوئی نورالدہر نے چاہا سر اُسکا کاٹ لون ہزار ہا کو ہی آپڑے ایکطرف سے طہماس بھی جنگ کرتا ہوا آیا وہان خوب تلوار چلی دریاے خون بہ گیا ایک جانب سے تقدیر روان قاسم عالیشان ارسح نوجوان نجم سپہر باندھکر ایا جنگ مین مصروف ہوا اشعار

خروشے بر آمد بگیر ا بگیر	یکے خورد نیزہ یکے خنجر تیغ
دیگر ہزاران زرہ پوش خنجر گزار	نیستان سے بھی بڑھکے کچھ نیزہ دار
وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے	ہوا سامنا تیر چلنے لگے ؎
ہوے کشتہ میدانمین ہنگام جنگ	زمین خونسے کیسر ہوئی لالہ رنگ
کہ برپا تھا اک دشت مین رستخیز	سر و حلق گردان جنگ آزما
روان خون تھا مانند دریاے آب	سر بہادران تھے مثل حباب
قیامت وہان اک نمودار تھی	پیاپے تھی یون ضرب گرز گران
زد و کشت اُسدم ہوئی اسقدر	کہ صحرا ہوا بحر خون سر بسر

شیر بیشۂ کارزار ہو شعر بیاد لیجاؤ عروس موت کو ؎ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو ہر ایک جانب ہنگامہ گیر و دار بلند ہے لشکر کیہان دردمند بڑے بڑے قد بھاگتے پھرتے ہین نیب شمشیر مسلمانان سے منھ کے بھل گرتے ہین بھاگ کر وہی پڑاؤ پر آئے ارسح و نورالدہر وہان بھی آپڑے پڑاؤ کو یہون کاٹنے لگا بارگاہون پر کہ یہون کی مسلمانون نے قبضہ کیا بدمست زخمدار بیقرار شل ید خالف بھاگا بھاگا پھرتا ہوا الیان فوج شل موج پر اگندہ غم و الم کی ملغیانی کشتی حیات کافران طوفانی دریاے خون مین غوطے کھا رہے ہین کنارے تک پہنچنا دشوار جوش پر بحر تیغ آبدار مسلمان نہنگانہ شناور دریاے جرأت و ہمت جنگ مین مصروف بحر دریاے لشکر کیہان کو چیر رہے ہین جان پر کھیل رہے ہین اہل اسلام نے لشکر بدمست کو گھیر رکھا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ ارسح و نورالدہر مین ایسی ہمچشمی ہے اگر ارسح نے بجرات و شوکت بڑھکر کیہان کو مارا نورالدہر نے بصد صولت و لیاقت رسالدار کو للکارا الحاصل عمل پراگندہ بدحواس کو ہیان بدمعاش کو میدان جنگ سے بھاگ جانیکی تلاش دریاے امروی کا جوش پراگندہ لشکر عقل و ہوش علماے لشکر سر نگون زمین پر یون پڑے ہین جیسے مرے کفن مین بھاگو بھاگو کی صدائین گھوڑے کو تل

پھر رہے ہین ہتھیار کو ہیون کے کھلے کے گر پڑے گرز سر کوبی بھالے تیر گوشون مین چھپتے ہین کمانون مین مثل کمر خم تلوارین ہمدم نیزے مثل جسم مدقوق نحیف دزار سانین بنانین بالکل بیکار خنجرون مین نہ دم نہ خم اسکا کیا علاج تھا مثل قیر ایک نقطہ کے تھا سپرون کو دوران سر دامن چاک پھول مرجھاے ہوے اپنی سیہ بختی پر غیرت سے کٹتی ہو کہ ہیون کو دفتر فنا سے متحواہ بیباقی بٹتی ہو چہرے نامردون کے نظری نہ دفتر نہ دفتری قریب ہے کہ کوہی فرار پر قرار کرین مگر قضاے کار ملکہ تریخ جادو بدمست کی آشنا ہو جب یہ چلا تھا اُس سے کہکر آیا تھا کہ مین واسطے مقابلہ مسلمانان کے جاتا ہون ملکہ تریخ نے منع کیا تھا کہ اے یار صادق وای محب واثق مسلمانون سے بگڑی الجھانا اچھا نہین جو تمھارا بھائی بند گیا وہان سے زندہ پلٹ کے نہ آیا لہذا وہان نہ جاؤ بدمست کو اپنے زور کا نہایت غرور تھا اسلیے نمانا وہ آیا جو کچھ گذرا وہ ناظرین پر واضح ہو ملکہ تریخ بعد جانے بدمست کے گھبرائی چار سو جادوگرنیون کو ساتھ لیکر جوش محبت مین چلی اسوقت آکر پہونچی آسمان سے دیکھا بدمست زخمدار کو ہیون کی فوج کا ستھراو مسلمانون نے قیامتین برپا کی ہین دریاے خون بہ رہا ہو بارگاہین خیمے سنگون بازارین ویران محلے فوج کے لٹے ہوے دوکانین برباد جھنڈے بازارون کے گرے ہوے منھ کو ہیون کے لڑائی سے پھرے ہوے دو جوانان صف شکن نہنگانہ پلنگانہ لڑ رہے ہین ایک جانب ایک جوان مثل فیل مست ساطور بدست فوجون کو درہم و برہم کر رہا ہے دم جرأت کا بھر رہا ہو پہلوان لگانہ رستم حصال عفریت مثال کوئی کو ہی اُسکے منھ پر چڑھ نہین سکتا کسی پہلوان کا قدم بڑھ نہین سکتا یہ معرکہ قیامت خیز جو آسمان سے ملکہ تریخ نے دیکھا اپنے دھگڑے کا سر زخمی پایا بدحواس ہو گئی دہن سے نعرہ کیا باشیدے مسلمانان منم ملکہ تریخ جادو یہ کہکر زمین پر آئی ایک سحر مین قیامت برپا کر دی کوئی گھوڑے سے گرا کوئی زمین پر تڑپا چار سو جادوگرنیان اُسکی گونے تریخ و تاریخ مارنے لگین شاپور و شبرنگ عیاران طلسم حقہ ہاے آتشبازی مار رہے ہین ساحرون کو للکار رہے ہین کئی جادوگرنیان کمندون سے حباب ہاے بہوشی سے قتل ہوئین ہرچند شاپور نے کہا اے برادر شبرنگ جادوگرنیون سے سامنا ہو نکل چلو جان بچا کر تل چلو شبرنگ عیاری کر رہے شبرنگ و شاپور نے قصد کیا مگر جادوگرنیون کے سحر سے زمین ہلنے لگی قدم اُٹھنا بھی دشوار ہو زمین و آسمان شعلہ بار ہو کہین پانی برس رہا ہو کہین نہر آبجاری کہین نخل تحرا گرے گھوڑے مطلق العنان کوتل پھر رہے ہین جا بجا منھ کے بھل گر رہے ہین شبرنگ و شاپور نے ہرچند چاہا کہ جست و خیز کر کے نکلین مگر تریخ نام عیاروں سن چکی تھی کہ فرزندان خواجہ عمر و شاگردان عمر کے فسر ہین دیکھا دبے پتلے تانتے تصویر عمر کی دیکھ چکی ہو تریخ اُسی طرف پلٹی ان دونون کو دیکھا کسی پر کمند لگائی کسی پر خنجر مارا کبھی حقہ آتشبازی مارا دس پانچ کے منھ جھلس گئے کبھی جنگی بان واغا اُن شعلون سے دو چار جلے ایک ساحرہ گلبدن نام وزیرزادی ملکہ تریخ کی معتمد خاص بہدم با اخلاص ساحرہ شعبدے باز شاپور پر جا پڑی ماش کا دانہ مارا شاپور کے پانون زمین سے نہ اٹھے مگر ہاتھ سر سے بری رہے گلبدن بڑھی کہ تیمچے سے سر کاٹ لون جیسے ہی وہ قریب آئی شاپور نے کمند ماری وہ منھ کے بھل زمین پر گری شاپور نے خنجر مارا سکم چاک قصہ پاک

نعرہ کیا منم شاپور شیر دل تریخ نے یہ معرکہ دیکھا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا اپنی حیات مفت خاص کو تڑپتے پھڑکتے دیکھا یہ بھی دیکھا کہ ایک عیار اگر سحر سے کسی کا مقابلہ کرتا ہے دوسرے نے پلٹ کر خنجر مار دیا جادوگرنی مری پھر دونوں نے قیامت برپا کر دی الگ الگ لڑنے لگے ایک کی ایک مدد کرتا ہے یہ شعر زبان پر جاری ہے ہان بھائی شاپور شعر دو دل یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را یہ سب حرکتیں اُن عیاروں کی تریخ جادو نے دیکھیں دور سے للکارا اے عیاران غضب کیا میری دزیزادی کو مارا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاؤ گے عیاروں نے پلٹ کر دیکھا چاہا جست و خیز کر کے نکل جائیں مگر ملکۃ المعدت کے سامنے سے ٹلنا دشوار تھا ملکہ تریخ نے ایک تاریخ پھینک ارادونوں عیار لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہو گئے ملکہ تریخ نے جادوگرنیوں کو اشارہ کیا کہ پہلے ان نگوڑوں کو گرفتار کرو ان مکاروں نے بڑے داغ دیے نور الدہر وایرج و طہماس وغیرہ سب ایک مقام پر پابگل ہر چند کہ آسمان جرأت کے ماہ کامل ہیں مگر ہاتھ دستگیری نہیں کرتا ثابت قدمی نے جدائی کی ہوش و حواس نے کج ادائی کی گھوڑوں سے گر کے بیہوش ہوے ہوش و حواس رو پوش ہوے بدمست رنجیدہ کبیدہ زخمدار بیقرار سامنے اپنی معشوقہ کے آیا کہا جان جہان میں لٹ گیا اپنے رفقا سے چھٹ گیا کیسے کیسے صف شکن مسلمانوں کے ہاتھ سے مارے گئے ملکہ تریخ نے کہا اے بدمست تجھے تو پہلے ہی ہوشیار کر دیا تھا تجھے ہمارا کہنا نا ناہم بامسمّی ہو بدمستی کے نشے کا یہی کام ہے ذلیل و رسوا ہونا آ بر دکھونا یہ کہکر حکم دیا ان سب کو گرفتار کرو طوق زنجیر پہناؤ دربار ان سب کا سمجھو سوال جمشید پرستی کرو اگر قبول کریں اپنا رفیق بنا لو ورنہ فوراً قتل کرو بدمست نے بلا کر آہنگروں کو حکم دیا سرداران نامی پہلوانان گرامی کو مسلسل و مطوق کیا اسوقت چونکہ بدمست زخمدار تھا سب کو قید خانے میں بھیجا از سر نو بارگاہ میں استاد کر ائیں ملکہ تریخ کا ہاتھ تھامے ہوے بارگاہ میں آیا سب رفیق و امیر و وزیر ہمراہ ملازمان شہزادہ ایرج و نور الدہر کچھ گرفتار ہوے بعض بھاگ کر درہ ہاے کوہ میں پہنچے بدمست کی زخمدہ زنی کی ملکہ تریخ آکر تخت پر بیٹھی بدمست دنگل زرین پر تمام خزانہ طلسم جمشیدی قبضے میں بدمست کے آیا صدہا چھکڑے اُنپر صندوق ہاے کلان مخمل کاشانی کے غلاف قفل ہاے رومی تریخ نے چاہا مال آور و اکر ملاحظہ کرے بدمست نے کہا اے جان جہان اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوتا ہوگا تا سنین شراب پیں ہم تم لپٹ کر سوئیں ملکہ تریخ نے کہا کچھ دیوانہ ہوا ہے بیہودہ باتیں کرتا ہے دیکھ میرے ہاتھ پاؤں میں درد ہے رنگ چہرہ کا زرد ہے اب یہ تبلا کہ ان سرداروں کے مقدمے میں کیا منظور ہے بدمست نے کہا میں ان سب سے سوال سامرمی پرستی کرونگا پسران حمزہ مذہب لات و منات کبھی قبول کرینگے سُنا ہے اکثر قید ہوتے ہوے ہیں گلوں پر رکھی گئیں گرانی کہ مرے ملکہ تریخ نے کہا سامنے تو بلوا دیکھو اب کیا کہتے ہیں کچھ جواب سخت دیتے ہیں یا خاموش رہتے ہیں بدمست نے داروغہ زندان خانے کو حکم دیا نور الدہر و ایرج و طہماس کو سامنے مابدولت کے لاؤ ملکہ تریخ نے سحر آثار لیا قید آہن میں سب

گرفتار ہین داروغہ قید خانے مین گیا نورالدہر وایرج و طہماس کو سرزنجیر تعام کر سردربار لایا ہر چند کہ تینون سردار انتہا کے زخمی ہین مگر شیران دشت نبرد جیسے ہی بارگاہ مین آئے پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من دربین مجلس و دربین ماو ابر کسی باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا یکے است و پیغمبر او برحق و وہ بے نیاز کارساز خالق مطلق ہے بدمست بگڑا قیضے پر ہاتھ ڈالا کہا ملکہ دیکھو تمنے غضب کیا مسلمانون کو بارگاہ مین ناحق بلایا ہمارے پونے دو سو خداوندون کو بُرا کہتے ہین بڑے یہ لوگ سرکش ہین مگر تریج کی نگاہ جو جمال بمثال نورالدہر وایرج پر پڑی پھرے آفتاب عالمتاب قید سرد باغ مراد آنکھون مین خیر کے پنجے جلوہ گر ہین جنونون مین رستمی مزاجون مین برہمی ایک جانب طہماس ایسا جوان قد و قامت مین دیو جرات مین آن بان مین یکتا پہلوان صاحب شوکت و شان تینون پر مائل ہوئی حیران جمال و محو دیدار کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا کچھ اعضا پھڑکنے لگے گھبرا کر بدمست سے کہا صاحب ذرا الگ بیٹھو اسوقت مجھسے نہ بولو یہ بیچارے غربت کے مارے ناحق مصیبت مین پھنسے ہین شاہزادے صاحبان لیاقت زنجیر پہنے کھڑے ہین انپر رحم لازم ہی ان لوگون سے نام جرات قائم ہی اگر یہ بڑے ہوتے خداوند لقا کاہے کو زندہ چھوڑتے کیا قدرت کو اختیار نہ تھا جب چاہتے مٹا دیتے سنگ سیاہ بناتے قہر و غضب قدرت دکھاتے کوئی بات تو انمین اچھی ہو کتابین اٹھا کر دیکھو قدرت نے انکے دادا جان کی خاطر سے ملک موروثی باختر ایسا شہر تریک خفا ہو کر چلے آئے مگر انکو نہ مٹایا اور یہ بھی کتاب خداوندی مین مرقوم ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوند لقا ہی دن بھر خدا کو بُرا کہتا ہی رات کو ایک خیمے مین اُٹا لگتا ہی تو توبہ کرتا ہی دم قدرت کی محبت کا بھرتا ہی قدرت دن بھر کے گناہ معاف فرماتی ہین میرا جی چاہتا ہی ان بندگان خاص خداوند کو قید سے رہا کر دون محفل عیش مین شریک ہون قدرت کو بُرا کہینگے آپ آفت سہینگے بدمست نے کہا ای ملکہ عالم یہ شیر زنجیرون مین گرفتار دست و پا انکے بیکار ہین رہا ہوتے ہی آفت برپا کرینگے ابھی خواجہ کے دریا بہا دینگے انکو کون روک سکیگا مین نے جنگ ان ظالمون کی دیکھی جرات مین بے نظیر صاحبان توقیر میرے کہنے کی موت مارے گئے کوئی منھ چڑھ سکتا تھا کون آگے بڑھ سکتا تھا بادولت بھی زخمی ہوے اگر ملکہ عالم تم نہ آجاتین لمحہ بھر مین لشکر کا خاتمہ تھا ان لوگون پر رحم کرنا بیجا ہی وہ جوان جنہے سرشار کو ارا خداوند لقا کا نواسا ہی مگر قدرت سے برگشتہ ہے تو لاد فولاد شکن کو ہی رُکن کوہستان اسی جوان کے ہاتھ سے قتل ہوا اُسکی دختر بلند اختر ملکہ سیمین عذار صنوبر قد کو نکال لیگیا بھائی فولاد نے بڑی کوشش کی کچھ نہوا آخر لڑ بھڑ کے اُس جنات غیرت نے جان دی مین ابھی انکو قتل کرونگا ملکہ عالم تمھارا کہنا نہ ٹالونگا یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ ابھی ان جوانون کو مع دونون عیارون کے قتل کرو ملکہ تریج عاشق ہو چکی ہی چاہتی ہی انکو کسی حیلے سے بچاؤن معشوقان پریچہرہ کو پہلو مین بٹھاؤن صف شکن تہمتن صاحب صولت و جرات مجمع افروز انجمن عشرت جیسے ہی جلاد سامنے آیا بدمست نے کہا نورالدہر وایرج و طہماس و شبرنگ شاہپور کو قتل کرا اب ہم سے حکم نہ پوچھنا جلاد تینغہ کھینچ کر اول سر نورالدہر پر آیا گردن پر کبھی کا خطا یا طہماس

نے آواز دی او بیحیا یہ میرا آقائے نامدار ہے پہلے مجکو قتل کر میں اپنے آقائے نامدار کا زوال نہ دیکھوں جان اپنی اس کے قدموں پر نثار کروں جلاد اُدھر بڑھا طلسم نے سر جھکا دیا اب تو ملکہ تریچ کو نہایت غصہ آیا اُٹھ کھڑی ہوئی کہا کیوں او بیحیا پہاڑی ہمارے حکم میں خفہ نامدار ہوتا ہے تیری کیا حقیقت ہے کوئی تجکو جانتا پہچانتا تھا ہمنے خاک سے پاک کیا کوہستان میں تیرا نام ہوا پہلوانوں کو ہمنے تحریک زیر کرا دیا او احسان فراموش آج بھی اگر ہم نہ آتے تو کتے کی موت مارا جاتا اور بباہ حضال ان شیردن کے ہاتھ سے امان پاتا بدمست نے کہا کچھ دیوانی ہوئی ہے او مکارہ ہمین اختیار رہے ہمارے دشمن ہین ہم خود قتل کرینگے اگر تو بولے گی ہمارے حکم مین خلل ہوگا تجھے بھی قتل کرونگا کیا دھمکا دون کو دیکھکے عاشق ہوئی جب سے یہ بارگاہ مین آئے اُسی جانب دیکھ رہی ہے ملکہ تریچ ہنسی کہا نگوڑے قتل کرنے والے کو بھاڑ مین ڈالون اپنے ہوتے سوتون کو مار بیٹھک یہ جوان جری بہادر اسی لائق ہین سر پر کان نہ ہوں اُسمین انکو جگہ دے دو محبوب مطلوب تیسرا بڑے قد کا پہلوان اپنی جان نثار کرونگی تجکو آتش رشک مین جلاونگی بدمست تیغہ کھینچ کے جھپٹا کہا اے حرامزادی تجکو قتل کرتا ہون ملکہ تریچ پیچھے ہٹی ایک دم نہ ماش کا مارا تیغہ اُس کے ہاتھ سے چھوٹ کے زمین پر گرا اُسی مقام پر پاگل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا بدمست کا نشہ اُترا لگا غل مچانے اے ملکہ تریچ ٹھہر جا اری مجھسے مجھسے بڑی محبت تھی مین تجپر جان دیتا تھا تو مجھپر شیدا تھی یاد نوکر تیری خدمتگزاری سے کبھی منہ نہین موڑا اگلی باتین سب بھول گئی ان گلعذارون کو دیکھکر ایسی بھول گئی ملکہ تریچ کب جانتی ہے آتش عشق نور الدہر و ایرج و طہماس شعلہ ور ہے گرمی محبت سے استخوان جل رہے ہین قلب مصور سے شعلے نکل رہے ہین وہی تیغہ بدمست کا اُٹھا کر دوڑی ہر چند بدمست چیخا پٹیا اگلے پچھلے دفتر کھوئے کچھ اثر نہوا ملکہ تریچ نے قریب آکر ہاتھ مارا بدمست کے دو ٹکڑے ہوے ہاتھ ہلا کر برق چمکائی جلاد کا سر اُڑ گیا اُسی غصے مین طرف کو سیمون کی پلٹی کہا تبلاؤ نگوڑو تم کیا کہتے ہو یہی شرط ہے سب کو پھونک دون آتش قہر و غضب مین جلاون سب کو ہی گھبرا گئے تسلین کرنے لگے کہ ملکہ تریچ ہم تابعدار ہین سیمان بدمست صاحب کے مزاج مین بڑا غرور آگیا تھا آپنے خوب کیا وہ اسی لائق تھے آپکے بعد سے پر بڑے بڑے ظلم ملکہ تریچ نے کہا اسکا لاشہ پھینک دو خدمت مین بابدولت کی حاضر رہو کوسیون نے ٹانگ پکڑ کر لاشہ بدمست کا مزبلے پر پھینک دیا ملکہ تریچ یہ بعین ناؤ کرکے مسی کاجل لگا کے تخت پر بیٹھی نور الدہر و ایرج و طہماس یہ معاملہ حیرت افزا دیکھ رہے تھے ملکہ تریچ نے کہا ان تینون جوانون کی قید کاٹ دو آہنگرون نے فوراً قید سے رہا کیا ملکہ تریچ نے کہا اے شہزادو آؤ دنگل پر بیٹھو تمھارے واسطے اپنے پرانے آشنا کو مار ڈالا مگر ان عیاردن کو نہ چھوڑونگی نور الدہر و ایرج و طہماس خاموش دنگلون پر بیٹھے سر جھکائے ہوے شبرنگ و شاپور نے فریاد کی ملکہ عالم ہم بھی تابعدار ہین جو ارشاد ہوگا خوشی سے بجا لائینگے ہم تو نمک صحبت مین کھاتے ہین بجا لائینگے آپکو خوب راضی کرینگے ملکہ تریچ نے کہا میرے بزرگون نے مجھسے کہدیا ہے کہ عمرو وفرزندان عمرو سے ڈرنا چاہیے بڑے مکار و عیار ہوتے ہین ہر چند دونون نے کہا ملکہ تریچ نے ان دونون کو ہاتھ کیا حکم کیا قید خانے مین لیجاؤ دار و غہ زندان خانہ دونون کو کشان کشان لے گیا ملکہ تریچ نے جلاد کا ستہ کیا ساتی نئے حاضر ہوے اول طرف نور الدہر کے متوجہ ہوئی کہا

کیون جان جہان وآرام دل مشتاقان خاموش بیٹھے ہو ہنسو بولو مین تم تینون صاحبون سے باہر نہین ہون اور نہ دنیا کے مرد آج سے بھر حرام ہوے تمھارے لیے سحر سے خود دوڑہ تیار کر دونگی کوئی دنیا مین تم سے مقابلہ نہ کر سکیگا ارج نے نورالدہر کے چٹکی لی کہا لو بھائی صاحب تمپر بہت مہربان ہے بھلا اب ہم تمسے کا ہیکو بحثی کر سکینگے کیا مجال ہی کہ دنگل رستم کا نام لین نورالدہر نے غصے مین جواب دیا ے ملکہ ترنج کیا بیہودہ بکتی ہی ملکہ ترنج مسکرا کر طرف طہماس کے متوجہ ہوئی کہا او جوان تو

مجکو لگا ہون مین کہنے جاتا ہی ذرا مجکو ہاتھ نہ لگانا مین بھی سختی ہون	**ابیات** لینا نہ کبھی ابروے خمدار کا بوسہ
آدان کوئی لیتا ہے تلوار کا بوسہ	آخر نہ ہوش آئے مجھے نشہ ہے کا بوسہ
آتا ہی مجھے رشک سیہ بختی پہ اپنی	جب زلف تری لیتی ہی رخسار کا بوسہ
تو لیتے کبھی لب کبھی رخسار کا بوسہ	موتی جو تری نتھ کا بنا تا ہین اللہ

نورالدہر نے کہا ای ملکہ عالم یہ تمھارے ہی لائق ہین جوان خوبصورت ہین ارج نے کہا کہانی سی بات ہی ستر ہومن کا ساطور باندھتے ہین بڑے مشقتی جری بہادر ہین ملکہ ترنج نے کہا کیا مین نسے باہر ہون ای جوان شراب پی لین بہت خوش ہوئی یہ دونون شاہزادے بڑی تیری تعریف کرتے ہین طہماس نے اٹھا کر ہاتھ مارا جام زمین پر جا کر گرا ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا ملکہ ترنج نے کہا ای جوان تو بڑا بدمزاج ہی عاشق ومعشوق کا تنہائی مین ناز ونیاز بہتر ہی مین الگ اٹھ چلون کچھ تنہائی مین کہے گا ابھی دن ہے رات ہونے دے ارج ونورالدہر نے قہقہہ مارا طہماس نے کہا شاہزادو ہنس ہنس کے میری جان لوگے اس کم بخت کی شامتین آئی ہین ملکہ ترنج نے کہا کیون رے لم قدے مین تیرے ساتھ کیا برائی کی جو تو کہیگا مجھے بدل وجان منظور ہی بیوجہ غصہ کرنا تیری عقل کا قصور ہی میرے مزاج سے تو آگاہ ہی ذراسی بات پر مین نے بدمست کو مارا بھیڑ ابنا کر کھونٹے مین باندھ دونگی وہ دونون بیچارے سمجھاتے ہین آپ پھنسے جاتے ہین انسانیت سے باہر بس چل اٹھ دیر مکر اسی مین تیری خیر ہی جواب تو طہماس گالیان دینے لگا کہا کمبخت یہ دونون جوان دل لگی باز ہین یہ میان ارج صاحب جو بیٹھے ہین بڑے عاشق مزاج ہین ہم نکمے چاکر بیچارے غریب محتاج ہین خواجہ عمر کے فرزند ہین ہم سردار رسم میازای ناماراُن سے ضرور آشنائی کرو میرا قد وقامت دیکھنے ہی کا ہی یہ حسین خوب رو پہلوان بھکیت بکیت البتہ قابل دوستی ہین جب تمھارے پاس بیٹھینگے لوگ حیرت سے آنکھ حسرت پر جلینگے ملکہ ترنج نے کہا اچھا مین اُنکے خوش کرنے کو حاضر ہون لو پیارے یہ جام تھین جواب میان ارج گھبرائے ملکہ ترنج نے جام شراب کا ارج کے منھ سے لگا دیا کہا لے پی نخرا نہ کر بڑا پچیت ہی تیری پیتی دیکھونگی ارج نے منھ پھیر لیا ترنج نے کہا پہلا جام اگر تو نہین پیتا تو مین پیے لیتی ہون یہ کہکے جام شراب خود پی گئی تمنائی ارج کے رجھانیکو یہ غزل گائی غزل قبول

سوز درون کی اے دل اُسکو خبر نہین ہے	آہین شرر فشان ہین لیکن اثر نہین ہے
روتے ہین رات دن ہم لیکن ہی خشک دامن	مثل گہر ہمارا آنسو بھی تر نہین ہے
شعرون مین کسکو باندھون دیوانہ ہون کسکو	اک درہم سا ہی سب کو اُسکے کمر نہین ہے

اُسکی گلی مین کیونکر پہونچیگی روح اپنی	روح الامین کا بھی اُسجا گذر نہین ہے
ای شاہدان مضمون کیونکر بلاؤن تمکو	اب نذر کو تمھاری خون جگر نہین ہے
تن پر سے سر جو اُترا بس سرکا درد اُترا	تن پر جو سر نہین ہے بس درد سر نہین ہے
اہل ہنر کے آگے پڑھ اے قبول اشعار	کیا یاد شاعری کا تجکو ہنر نہین ہے

یہ غزل گاکے نشہ کے جوش مین ایرج کو پٹنے لگی ایرج نے ایک طلسم پڑھکر سحر کرکے اپنے کو ملکہ ترنج نہ بچاتی تو سر اُڑجاتا ایرج و نورالدہر و طہماس اپنے اپنے مقام سے اُٹھے کہ ہیوں بلوہ کیا دو چار کو طہماس نے مارا چند کو نورالدہر نے کسی کو ایرج نے پس ملکہ ترنج جادو غصے مین اُٹھی دیکھا زمین پر دریاے خون بہ گیا غصے مین ایک دو ہتڑ مارا تینون سردار زمین پر گرے سحر مین تینون کو مبتلا کیا کہا ای جوانو میرا کہنا مانو بڑا تجکو قلق ہی انصاف کرو تمپر میرا حق تمھارے واسطے مین نے اپنے آشنا کو مارڈالا کیسے ناانصاف ہو مجھے خود رہ رہکے افسوس آتا ہی اگر میرا کہنا مانوگے تو وہی حال تمھارا بھی ہوگا ایرج و نورالدہر و طہماس گالیان دینے لگے کہ کمبخت کیا بیہودہ ارادہ کرتی ہی ہم لوگ اس فن کے نہین ہین ملکہ ترنج نے کہا بلاؤ جلادون کو ابھی ان کو قتل کرونگی مین سلامت رہون ان ایسے ہزارون پیدا کرلونگی مجھے کیا پروا ہی اپنے پیسے کو جھیکین مجھ ایسی چلنے والی انکر نہ لیگی سب طرح حاضر ہون گلوڑے ایسے ٹھنڈے ہین کسی طرح نہین گرتے ان جوانون سے کچھ جواب نہ پایا جلاد خنجر کھینچکر قریب آئے اب ایرج و نورالدہر کو زندگی سے یاس ہوئی اپنے معبود حقیقی سے التجا کرنے لگے دعا مین مصروف ہوے ملکہ ترنج غصے مین کانپ ہی رہی ہے کہ یکایک ہرکارے دوڑتے ہوے آئے عرض کی ای ملکہ عالم بسہیل قدرت خداوند باختری یعنی ملک یاقوت شاہ تشریف لاتے ہین شاید واسطے شکار کے صحرا مین تشریف لائے تھے آپکی خبر سنکے پٹ پڑے ملکہ ترنج اُٹھی باہر بارگاہ کے آئی دیکھا کہ ملک یاقوت شاہ ہوادار پر سوار تاج شہریاری برسر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے گنٹھے یاقوت احمر کے زیب گلو چالیس جوانان خوشرو سپاہی چوبدار حجو کرتے ہوے چلے آتے ہین ملکہ ترنج نے آگے بڑھکے سلام کیا پائے پر ہوادار کے ہاتھ رکھا پوچھا ای جبرئیل قدرت یہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا یاقوت شاہ نے کہا بدولت واسطے شکار کے آئے تھے زبانی ہرکارون کی معلوم ہوا کہ بندی خاص خداوند تعالے نے مسلمانون کو گرفتار کیا ہی اور قدرت نے بھی فرمایا تھا کہ جب شکار مین جاؤگے شکار بندے دستیاب ہوگا دشمنون کو اضطراب ہوگا مین مطلب اصلی کو نہ سمجھا اب جو ہرکارون نے یہ خبر وحشت اثر سُنائی کرامت ارشاد خداوندی یاد آئی ملکہ ترنج بہ اعزاز و اکرام یاقوت شاہ کو لیکر بارگاہ مین آئی ساتھ والون سے کہتی ہے صاحبو دیکھو مین نے یہان مسلمانون کو گرفتار کیا قدرت کو وہان معلوم ہوگیا بانگی جوت کا خداوند ہی رات و مناجات سے اسکا تعلق بند ہے اسمین بھی کچھ مشیت ہے قدرت کی حکمت ہی کہ ان سبکو نہین مٹاتے ہین دیکھئے عجائب و غرائب دیکھتے ہین جسدی یہ تماشا ہی جوش مین آئیگا ایک مسلاخ شعل حباب بحر عالم سے مٹ جائیگا اب تجکو یقین ہے طرہ پیغمبری نے گا

غنچۂ آرزو کھلیگا سب کو یہی عرض کرتے ہین آمنا و صدقنا تب تریخ نے یاقوت شاہ کو لاکر تخت پر متمکن کیا حکم ہوا جلد ساتیان پری رخسار جام و گلنار لیکر حاضر ہون جبرئیل قدرت نے ملکہ تریخ کے چٹکی لی مسکراکے کہا صاحب تمھارے بڑے مرتبے ہین خداوند ہمسے فرما چکے ہین اپنے پرانے آشنا بدمست کو قتل کیا قدرت کی تقدیر کا ظہور ہوا اب جانی تمھاری شادی ہمارے ساتھ ہوگی ہم تم مزے اڑائینگے اپنے پہلو مین تجھ ایسی حسینہ کو سلائینگے مگر یہ تو بتلاؤ کوئی خیمہ ایسا بھی ہی کہ جہان تخلیہ ہو راز و نیاز کے کلام ہون شکار سے تھکے ہوے آئے ہین آرام پائین نور قدرت تمھارے پیٹ مین اُتارین یہ سنکر ملکہ تریخ پھول گئی سر جھکا لیا شرما گئی گھونگھٹ نکالکر کہا اے جبرئیل قدرت حکم خداوندی ہین کون دخل دے سکتا ہی مگر کنیز کو خوف سے سکتا ہی چلیے تشریف لیجیے چھر کھٹ درست ہی مگر لونڈی کی طبیعت سست ہی یاقوت ہاتھ تھام کے تریخ کا اُٹھا ساتھ والون سے کہا ملکہ تریخ سے تنہائی مین کچھ باتین کرینگے تم سب صاحب بارگاہ مین باطمینان بیٹھو چرچا شراب و کباب کا کرو ملکہ تریخ کو ساتھ لیکر بحضرت خداوند چلینگے سب کو ہی وکنیزان ملکہ تریخ نے ان سب کی شراب و کباب مین شرکت کی مگر ملکہ تریخ دلمین باغ باغ کہ اب قدرت کی ہوا کہلاوینگی یہ جبرئیل قدرت ہو تجھے قلبی محبت ہی اہی تریخ اپنے کو روکنا چاہیے جب تخلیہ مین آئی مسند پر یاقوت آکر بیٹھا ملکہ تریخ شرمائی ہوئی ہٹی جاتی ہین ناز معشوقانہ دکھاتی ہین یاقوت نے کہا جان جہان قریب آؤ تنہائی مین نہ شرماؤ ملکہ تریخ نے کہا اہی جبرئیل قدرت دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگانا مین لوٹ جاؤنگی تمسے روٹھ جاؤنگی اور کسی بات کا ارادہ نہ کرنا دیکھو سینے پر تو میرے ہاتھ رکھو کلیجہ دھڑک رہا ہی دل خوف سے مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہی میرا دم نکل جائیگا تمھارے کیا ہاتھ آئیگا یاقوت نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کیون بیزاری کیا ہمین ترساؤگی شربت وصل پلاؤگی تشنۂ جام وصال ہین قلب ناصبور پر ہجوم غم و ملال ہین اشعار

زعم تن ابرو خدا سے پایا ہم نے — داغ اس چاند سے رخسار سے پایا ہم نے — تشنۂ بوسۂ چاہ ذقن ای یار رہے ہم
خوب پانی تری تلوار سے پایا ہم نے — کور ہم ہوگئے رونے مین کئی عمر تمام — بیعرض نرگس بیمار سے پایا ہم نے
سبزہ آغاز ہی بوسے ہمین تو دیتا ہے — گل رخسار ترا خار سے پایا ہم نے — داغ بڑھتے گئے لیکن نہ وہ مرہم ملا
نہ تو درہم سے نہ دینار سے پایا ہم نے — تیرے زخمی کو ترا سبزۂ خط یاد آیا — درد نو مرہم زنگار سے پایا ہم نے
ایسا صدمہ کوئی اغیار سے ہمکو نملا — حسب درد و الم یار سے پایا ہم نے — لطف یہ سایہ طوبی مین نہوگا اے یار
جو مزا سایہ دیوار سے پایا ہم نے — دل دانا کے لیے ہوتا ہی رہزن رہبر — صاف تسبیح کو زنار سے پایا ہم نے

کیون اہی جان جہان ہم تو بیقراری مین حکم سے خداوند کے آئے تمکو ہم سے انکار ہی ملکہ تریخ نے کہا نہین اہی جبرئیل قدرت آپسے انکار کیا آپ خداوند دے نو چکیدۂ خالص قدرت ہین مگر مین دل کو کیا کرون گھبراتا ہی کہ تم کیا کروگے میرے گلے پر خنجر پھیروگے لیکن ناچار سنگ آمد سخت آمد قرآن مجید تجھسے کر لو اور کسی عورت سے کبھی کلام نہ کرنا قدرت کے جاہ و جلال کی قسم کھاؤ سب مجھے ہاتھ لگاؤ مین تو مین چیخونگی سارا خیمہ سر پر اُٹھالونگی یاقوت شاہ نے گھبراکر تمام کر کھینچا کہا جاتی

چاہے جتنی قسمین لیلو نوشتہ لکھدونگا قول واقرار کا پابند رہونگا شرطون کا ہو نہ یقین ہم سے نوشتہ لیلو وضامن نسلکے عوض چاہے نوشتہ لیلو خداوند تعالی کی قسم تعالے کے باپ کی قسم نکورا ضی رکھونگا کبھی نوندونگا رنڈی نہ کرونگا دس ہزار کنیزین واسطے خدمتگاری کے پانچ ہزار روپیہ صرف پاندان دو ہزار روپیہ برائے میوہ خوری اسمین کا ہے کی چوری باپ تو بلکہ تربچہ پسل گئین ٹھٹھا مار کے ہنسین کہا مردے کیون اتنی قسمین کھاتا ہو باتین بناتا ہو تم نے بھی دنیا کو دیکھا ہے اسوقت شیطان سر پر چڑھا ہے یہ وہی کھیل رہا ہے جب اپنا مطلب نکل جاویگا پھر بات بھی نہ پوچھوگے یہی حکم دوگے تنخواہ تو کھاؤ عمل مین بڑی رہو یاقوت نے کہا اب زیادہ نہ بگھارو لو جام شراب کا پیو جلدی فیصلہ ہو جام بھر کے لبون سے ملکہ تربچ کے لگا ہی دیا ملکہ تربچ نہین نہین کرکے پی گئی پیتے ہی گھبرا کے کہا ای جبرئیل قدرت میرے کلیجے مین آگ بھر گئی ہڈی ہڈی جلنے لگی بوٹی بوٹی پھڑکنے لگی یاقوت نے کہا ارے شراب نوشید ہ گرمی کی ہو تو کیا بعید ہے ملکہ تربچ گھبرا کر اٹھی بیہوشی تاثیر کرچکی تھی لڑکھڑا کے گری یاقوت نے نعرہ کیا منم جواہر بن عمرو ساتھ والون نے باہر کنیزون کو بیہوش کیا جواہر نے ایک خنجر مارا ملکہ تربچ کا کام پاک قصہ پاک ہوا صدائین مہیب آئین آندھی سیاہ اٹھی ابو الفتح وغیرہ ساتھ تھے انھون نے بارگاہ کو مزین فصاحان بنا دیا کنیزان ملکہ تربچ کو قتل کیا ایرج ونور الدہر وطہماس وشبرنگ وشابور قید سے چھوٹے لشکر جو بھاگ کر درہ ہاے کوہ مین چھپا تھا حالات عشرت آیات سنکر آیا نور الدہر نے جواہر کو گلے سے لگا لیا پوچھا اے برادر تمہارا کیونکر آنیکا اتفاق ہوا جواہر نے کہا جب آپکو عرصہ دراز گذرا صاحبقران بیقرار ہوئے مجھے حکم ہوا جاکر شاہزادون کو تلاش کرو راہ مین غلام نے حضور کی گرفتاری کی خبر پائی لشکر ہی خدا نے وقت پر پہونچایا اب آپ بہ تعجیل تمام لشکر مین آیئے آپ کے جد عالی تبار آٹھ پہر یاد کرتے ہین ہم آگے بڑھکر خبر پہونچائینگے آپ مع لشکر منزل بمنزل آئینگے نور الدہر وایرج نے جواہر بن عمرو کو بڑا سا ری خلعت دیا چالیسون عیارون کو بھی مخلع کیا جواہر بن عمرو مع عیارون کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا بعد کو ایرج ونور الدہر نے لشکر آراستہ کیا مال طلسمی لدوایا بشوکت تمام بکیفیت بالا کلام بسمت لشکر ظفر اثر صاحبقران چلے دو کلمہ داستان صاحبقران وزمرد بیان نہیے کہ زمرد شاہ باختری اپنی بارگاہ جہان نما مین داخل ہو سلیمان عنبرین مو سے کو ہی عرض کرتا ہی یا خداوند میرے کلیجے پر صدہا داغ ہین کیسے کیسے بھائی بھتیجے جری بہادر ممالک کوہستان سے آئے ہاتھ سے سرداران اسلام کے مارے گئے ملک جی ہمیشہ انمے ہوتے ہین امبدولت کو نہین لڑنے دیتے جسدن خود اہتمام مقام سے کھینچونگا بلشکر بے پلاوونگا بختیارک نے کہا اے پہلوان دوران تمکو کیوکر لڑنے دین اندھے کی ایک لاٹھی بڑا بھروسا طلسم ہوشربا کا وہ مدد وعدم مدد آگہی برلے پر موقوف ہو عرصہ سے کوئی ساحر نہین آیا ہی تم زمان ساحر کے آنے سے بڑی چہل پہل ہو جاتی ہو آپ تامل فرمایئے یقین ہو کوئی نہ کوئی ساحر آتا ہوگا مسلمانون کا

پیشدستی کا طریقہ نہیں ہے یہی بڑی خیر ہے نہیں تو تمنا قدم کا جنبا و شوار ہوتا سلیمان نے کہا ملک جی تمہارے
دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف سما گیا ہے بختیارک نے کہا حضور پیچھے سے حال مسلمانان دیکھتا ہوں کیسے کیسے
پہلوان بڑے بڑے ساحر مسلمانوں سے لڑے آخر میں جہنم واصل ہوئے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ طرف سے
طلسم ہوشربا کے ابر تیرہ و تار اٹھا اسمیں رعد کی گرج برق کی چمک لقا پکارا اٹھا اے بندگان من چہ تقدیر کردم دیدی
قدرت مرا بندۂ خاص الخاص نے کسی بندہ معقول کو بھیجا ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک جادوگر تاج سر پر ساٹھ ہزار ساحران
غدار پشت پر بصد کروفر آکے اترا بارگاہ لقا میں آیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے کہا اے بندۂ سرکش سر خود از سجدہ
بردار لعنت بر تو نصیب کردم ساحر نے عرضی افراسیاب کی پیش کی بختیارک نے اسکو پڑھا طرف سے افراسیاب کے اسمیں لکھا
تھا یا خداوند تیمور سحر طراز ساحر سرفراز خدمت فیضدرجت میں حاضر ہوتا ہوں کل مسلمانوں کو قتل کرکے آپ کو
بالائے قیطول پہونچائیگا تیمور کو دنگل زرین بیٹھنے کو ملا بختیارک نے پوچھا کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو تیمور نے
کلاہ زمین پر دے ماری کہا کیا عرض کروں ساربان زادے نے غضب کیا طلسم کشا کو گنبد نور سے جاکر رہا کر لیا
بختیارک ناچنے لگا کہا مبارک باشد ایک دن ہمارے پیر و مرشد افراسیاب کو قتل کرینگے تیمور نے کہا ملک جی یہ
ناممکن ہے لوح طلسم ہوشربا معدوم ہے جسدن افراسیاب بگڑے گا لونڈی غلاموں کو قتل کرڈالیگا حضور غلام کے
نام پر طبل جنگی بجوائیں دیکھیے کل ہی کیا قیامتیں برپا کرتا ہوں بختیارک نے خوش ہوکے حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا
اگر نامیان خیبری و تو میان خیبری و سرہنگان کی و ابو طاہر خونریز جو اسیان لشکر اسلام ہر وقت
برائے خبر لشکر لقا میں حاضر رہتے ہیں خبر سن لیکر بھاگے یہاں بارگاہ سلیمانی میں بادشاہ جمجاہ تخت سلیمانی پر
و دنگل آصفی پر نزلہ تاج ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور کہ چاروں طرف سے
حاضر ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بحالے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تا بد چو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بہ کام تو باد	نگین سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز رہے تیمور سحر طراز طرف سے افراسیاب کے آیا ہے اس نے طبل جنگی بجوایا ہے
دوسرا مژدہ فرح بخش غلاموں نے پایا ہے کہ جس سے روح کو راحت قلب کو فرحت حاصل ہوئی ہمارے استاد صاحب
نے جانبازی کرکے اپنے کو گنبد نور میں پہونچایا اسد کو بڑے کروفر سے قید افراسیاب سے چھڑایا مگر اب طلسم ہوشربا
میں ہنگامہ ہاے عظیم برپا ہیں مشہور ہے کہ طلسم کشا کی تلاش ہے افراسیاب مشہور کرتا ہے کہ میرے
طلسم کی لوح نہیں ہے مگر رازداران طلسم نگہ کو بہار و باغبان فکر حصول لوح میں مصروف ہو رہے ہیں کیا تعجب ہے کہ انشاء اللہ
طلسم ہوشربا بہت جلد فتح ہو مگر سنا ہے کہ ابھی تک مدبع الزمان کی قید کا پتا نہیں ملا خواجہ عمرو نے اس عقدے میں بڑی کوشش
کی طلسم انتہا کا وسیع ہے آج یہ بھی سنا ہے کہ افراسیاب بڑی بڑی قیامتیں برپا کریگا اظہار درندگی کا تحریر کیا ہے اور ٹھہرا ہوا ملک کا بادشاہ

تلوار اُسکی بے پناہ خدا ہمارے اُستاد کی جان و آبرو بچائے خیر و عافیت سے لاکر حضور سے دلائے صاحبقران نے فرمایا عمرو ایسا ہی طرار عیار ہے تم سبکا حقیقت مین سردار ہے ایسے مقام پر بیچارہ بیدل کیا طلسم کشائی کریگا اگر لاکھون پہلوان ہوتے صفون کو پامال کرتا شیر کے کلے چیرتا ساحرون سے کیا کریگا خدا اُسکو مظفر و منصور کرے ایسا طلسم وسیع کبھی ہماری نگاہ سے بھی نہین گذرا سب مین بڑا طلسم ہزار سب تھا ایک سال کامل مین اُسمین لڑا عمرو ایسا عیار تھا اہالیان طلسم ظاہر مسلمان تھے خواہش رکھتے تھے طلسم جلد فتح ہوجاے دختر پسند اختر حکیم اشراق رشک مہ منیر آفتاب عالمتاب آسمان غروشان ملکہ رضیہ سلطان مجھپر مائل ہوچکی تھی درویش ذاکر و مذکر وظیفہ زاہد و مہر نوش سبز پوش یہ سب کامل و اکمل عالم و فاضل عامل حامل راز داران طلسم میرے شریک تھے مگر کسی کا کچھ زور نہ چلا ایسی ایسی بلاؤن مین پھنسا کہ نوبت بجان و کار دبر استخوان پہونچا مین صاحب اسم اعظم تھا صاحب حرز ہیکل فوج کے دل کے دل یہ تمام سامان تھا مگر طلسم عجائب و غرائب مین مجبور تھا آٹھو پہر لول دریجور تھا بڑی بڑی مشقتون سے طلسم فتح ہوا حقیقت مین طلسم ہوش ربا ہے مین نہ کہتا تھا عمرو اسد کا خدا ہے ایسے کلمات حسرت انجام زبا نسے فرماکر ارشاد ہوا ہمارے لشکر مین بھی بفضل یزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے

قلابہ چینی و کبابہ چینی دارو غہ نقار خانہ کو حکم پہونچا طبل جنگی پر چوب پڑی قطعہ

چو بر طبل اسکندر آمد دوال	ز ناہید مرغ کرد این سوال	جہان را مگر روز آخر رسید
سرافیل صور قیامت دمید	بگفتا کہ طبل اسکندر است	کز آواز او گوش گردون کر است

صداے طبل جنگی اہالیان لشکر نے سنی سب پر ظاہر ہوا ہر سردار اس حال سے ماہر ہوا کہ کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے ایک ساحر زبردست ہوش ربا سے آیا ہے سرداروں نے سپر و شمشیر کو ہاتھ سے ڈال دیا حسرت و یاس سے کہا افسوس صد ہزار افسوس کس ملک مین آئے شمشیر زنی کا نام بھول گئے یہان چھو چھکے کا کام ہے سحر و شعبدہ مین بڑا نام ہے کس سے لڑینگے مجبور ساحرون کے سامنے سر جھکا دینگے وہ بدمعاش یک بیک کا دانہ پھینک دیتے ہین ساری جی داری فراموش پراگندہ ہوش ہاتھ پانؤن بیکار سپاہی سردار مجبور و ناچار اُسکی قدرت سے لڑائی فتح ہوجاتی ہے ورنہ سحر سے ساحرون کے زمین تھراتی ہے لشکر اسلام مین چہار جانب ہنگامہ واضح رائے عالی ہے کہ جواہر بن عمرو تیرج کو وا کرکے ایرج و نور الدہر سے رخصت ہوکر چل نکلا مگر ابھی لشکر ظفر اثر مین نہین پہونچا ایرج و نور الدہر بھی اجلی لباسون مین ہین مگر جب لشکر صاحبقران مین طبل جنگی بجا سرداروں مین بھی چرچا ہوا کہ دیکھیے کل ساحرون سے کیونکر جان بچتی ہے شعبان خنجر گذار روح روان عمرو نامدار بہانہ عیاری سے راستہ ہوکر اٹھا برون بارگاہ آیا مہتر زیرک خطائی نے پوچھا مرشد زادے کیا قصد ہے کہان جاتے ہو شعبان نے جواب دیا آپ سب صاحبون نے سُنا ساحر زبردست طلسم ہوشربا سے بڑے مدد لعا آیا ہے بکمر تخوت طبل جنگی بجوایا جملہ سرداران تہتن

و جان نثاران صف شکن پریشان ہین انکا تردد بجاہے سحر وساحری مین کس کا زور چلتا ہے ارادہ ہے کہ جاکر اُس مردود کو اور دن آتش سحر کو نہ بھڑکنے دون یہ سنکے کہا مین بھی ہمراہ چلون شعبان نے کہا آپ سب صاحب حفاظت لشکر مین مصروف رہین پروردگار معین ومددگار ہی ہے تب پلٹا شعبان طرف لشکر لقمان کے چلا یہان بارگاہ لقمان مین تیمور سحر طراز جب طبل جنگی بجوا چکا لقمان نے دربار برخاست کیا تیمور طرف اپنی بارگاہ کے چلا بختیار نے کہا میان تیمور صاحب ذرا عیارون کا خیال رکھیے گا آپنے آتے ہی طبل جنگی بجوایا ہے دل مسلمانون کا دکھایا ہے پیر ومرشد کے نور نظر شاگردان نامور ضرور آپکی فکر مین آئینگے ذرا غفلت ہوئی مشکین باندھکے لیجائینگے تیمور نے کہا ملک جی آپکی مہربانی کوئی عیار صاحب مجھپر عنایت نہ فرمائینگے عیاری کرنے نہ آئینگے بختیار نے کہا ہنسے براہ خیر خواہی وقت کیا آگے اختیار ہے سمجھا دینا ہمارا کام ہے غرور کا یہ انجام ہے تیمور نے کچھ جواب نہ دیا ہنستا ہوا چلا چند رفقا ساتھ مزیدار مرد تماش بین نشے باز ہین رنڈی کو ساتھ لائے ہین منزلون مین مزے اُڑاتے ہوئے آئے ہین اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے چوبدارون سے کہا ملکہ گلنوش کو جلد بلاؤ ایک غزل سُنکر آرام فرمائینگے صبحکو میدان کارزار مین جائینگے چوبدار چلا شعبان بشکل ساحر لشکر مین آیا ہے فکر تیمور مین پھر رہا ہے دور سے اُسنے دیکھا اُسی بارگاہ سے ایک چوبدار نکلا ہے یہ تعجیل کہین جاتا ہے شعبان جھپٹ کر چوبدار کے قریب آیا کہا مرد ہے صاحب آداب وتسلیمات قبول ہو چوبدار نے پلٹ کر ایک ساحر کو دیکھا جواب دیا بھیا اچھے رہے کیون کیا مطلب ہے شعبان نے کہا آپ کہان جاتے ہین چوبدار نے کہا بھائی ساحر صاحب دن بھر جا بجا حکم پہونچاتے ہین رات کو بھی فرصت نہین ملتی اب میان تیمور صاحب کی رنڈی کو بلانے جاتے ہین شعبان باتین کرتا ہوا مرد ہے صاحب کے ساتھ ہولیا باتون باتون مین نام ونشان پوچھا یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ اپنے ساتھ لائے ہین پرانی آشنا ہوا ایک مقام تنہائی پاکر شعبان نے چوبدار پر چلتے کمند کے ملے بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا لباس اُسکا اُتار لیا صورت تبدیل کی عصا ہاتھ مین لیکر پڑ پڑاتے ہوئے چلے راہ مین ہوا کثیر ساتھ ولے لے پوچھا میان مرد ہے صاحب خیر تو ہے کس پر غصہ کرتے ہو شعبان نے کہا بھائی اس نمانے کی نوکری کو آگ لگے گھنٹا پاکر پڑا ہے رنڈی کو بلانے جاتے ہین لوگون سے باتین کرتا ہوا خیمہ مین گلنوش کے آیا دیکھا ایک کسبی خوبصورت لباس زیور سے آراستہ ساز رندے موجود انتظار مین بیٹھی ہے شعبان کو دیکھکر اُٹھکر کھڑی ہوئی کہا کیسے مرد ہے صاحب کیا حکم لائے شعبان نے کہا چلیے آپکو بادخوا یا ہے ساز رندے بھی اُٹھے جب ڈولی لاکر رکھی گئی شعبان نے کہا ای گلنوش صاحب مجھے کچھ تنہائی مین کہنا ہے مین آپکو سمجھا دون یہ مقام لشکر خداوندی ہے ذرا سی بے ادبی ہوجائیگی گدھی بنجاؤگی دھوبی پکڑ لیجائیگا گھونسے باندھ دیگا گدھے سارےان گانٹھینگے کہین چین نہ لینگا مثل مشہور ہے کہ دھوبی کا گدھا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا بیچاری کسبی تھرا گئی آنکھون مین آنسو بھر لائے کہا میان مرد ہے صاحب واسطہ ساحری کا سب نشیب وفراز سمجھا دو یہانسے نکالات بتا دو ہی ہے جو مین گدھی بنگئی لپ تڑپ کے مرونگی ایسے خداوند کی خدائی مین آگ لگے مین ایسی نوکری سے باز آئی عرض

نے کہا گھبراؤ نہیں ہم سب تدبیریں بتلا دینگے یہ کہکر ہاتھ تھام لیا پھر خیمے میں لے گیا اور خالی میں پایا کہ بی گلنوش یہ گلوری کھالو پھر نکل جاؤ ہمیشہ برخ رہو گی ہم تمہاری حفاظت کا بیڑا اُٹھاتے ہیں گلنوش نے منہ کھولا شعبان نے گلوری منہ میں دی گلنوش جلدی جلدی چباکر کھا گئی پک حلق سے اُترتے ہی بیہوش ہوئی شعبان نے لباس تبدیل گلنوش کو ایک گوشے میں چھپا دیا اُسی کی شکل بنکر مسکراتے ہوئے باہر آئے ڈولی میں بانوں بھلا کے مٹھے سازندوں کو ساتھ لیا کہا روں سے کہا مہراؤ اجلدی جلدی چلو یہاں تیمور ٹہل رہا ہے کہ شعبان بشکل گلنوش آئے تیمور دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہا کیوں ملکہ گلنوش ہمتو مسلمانوں سے لڑنے آئے ہیں تنے دن بھر ہمارا خیال نہ کیا اور ہماری یاد نہ آئی شعبان نے ٹپ پکڑکے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے دیوانے سفر کے تھکے ماندے آئے نہ نہائے نہ دھوئے نہ کپڑے بدلے تمہارا سونٹے والا پہونچگیا ہے میں آتی کیا کھا جاتی کہا صبحکو مسلمانوں کے ہاتھ سے مارا جائیگا تیری خوشخوار صورت سے دل کانپتا ہے بھروسے جلا کا سامنا ہی سامری جمشید میری جان بچائیں تیمور نے کہا ہی جان جہان مسلمان بیچاروں کی کیا حقیقت ہے کل سبکو قتل کرونگا قدرت کو بالائے طاق رکھونگا مشیر قدرت لقب پاؤنگا شعبان نے کہا یہ دن کبھی نصیب ہونگا مجھے تو دن بھر گذرا ہی سنتے سنتے کان بھر گئے کہ ہزاروں ساحر یہاں آئے عیار دنکی مارلیا قدرت کے مزاج کا ٹھکانا نہیں دم بھر میں تولہ دم بھر میں ماشہ جو چاہا تقدیر کردی تیمور نے کہا میرے بارے میں تقدیر معقول فرما چکے ہیں کتنے ہیں تجکو طرہ پیغمبری دیدونگا صاحب کتاب کردونگا ملکہ گلنوش نے کہا کچھ پڑے اب تیری زندگی پر حرف آیا رشتہ حیات قطع ہوا الاغلط انشاغلط تیمور نے ملکہ گلنوش سے کہا دو ایک چیزیں گاؤ بیچا باتیں نہ بناؤ شعبان سامنے بیٹھا ساز درست ہوئے شعبان نے

غزل مصنف کی شروع کی غزل مصنف

قمر ہم داغ بنکر عاشقوں کے دلمیں رہتے ہیں	گل لالہ میں مسکن ہے سہ کامل میں ہتھ ہیں
عدم سے شوق سے آئے ہیں دنیا سے حسرت ہیں	نہ اُس عالم میں مسکن تھا نہ اس مخزلمیں رہتے ہیں

تیمور تڑپنے لگا کہا جان جہان اب آج شب کو یہیں رہو سازندوں سے اشارہ کیا باہر جاؤ ہم گلنوش کی کچھ باتیں کرینگے سازندے باہر گئے تیمور لپٹنے لگا شعبان نے ایک طمانچہ مارا کہا نگوڑے بہوت پریت نبگیا لپٹا جاتا ہے اے شراب کے نشے میں مردہ بنکر پڑ رہ میں اپنے خیمے میں جاکے آرام کرون تیمور نے گلابی کھینچی جام بھر کر سامنے کیا شعبان نے لیا منہ لگا کے تھوتھو کرنا شروع کیا کہا کہ کیا ہے اسمیں گوہ ملا ہے تو بھی پی تیمور اُٹھا کر پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا کہ گلنوش میرے کلیجے میں آگ جلتی ہے تمام جسم میں آگ پڑگئی شعبان نے کہا اسمیں سنکھیا ملی تھی گھبرا کر تیمور اُٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی مگر ہے ہی بیہوش ہوا شعبان نے چاہا قتل کرون پھر خیال آیا اگر دو ہزار دن جادو گر ہیں مجکو نکلنا مشکل کردینگے یہ سوچکر جلدی میں زبان میں سوزن دینا بھول گیا پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے بھاگا شعبان تیمور کو لیے جاتا ہے مگر صابر قلندر پوش عیار فرامرز بن نوشیروان بختیار کے اس سے کہا تھا کہ اے صابر تم اب لوٹنے ہوگے

کیسے کیسے ساحر یہان آئے ہین کبھی نہین گرجانے زمانے مین نوشیروان کے ہمنے بڑی بڑی عیاریان بہین عمرو کا مقابلہ کیا ہر بات مین جواب دیتے تھے اب ایسے کچھ نہین ہوسکتا تیمور بڑا ساحر زبردست آیا ہی اگر تم کسی طرح حمزہ عرب کو بلاؤ تو کل ہی اُسکے ہاتھ سے سرداران اسلام کا خاتمہ کرادون صابر اُدھر سے روانہ ہوا جب کنارے پر لشکر کے پہونچا نخل کی آڑ پکڑے کھڑا تھا شعبان کو نکلتے دیکھا سمجھا کہ میرے لشکر مین جاتا ہی ضرور تیمور کی فکر کریگا بتعجیل شعبان کی شکل بنکر لشکر اسلام مین داخل ہوا در بارگاہ خیامی پر آیا فرامرز عاد مغربی کا پہرا تھا اُس نے شعبان کو آتے ہوے دیکھا کہا ای فرزند مہتران کہان سے آتے ہو صابر پرانا عیار ایک ایک کو پہچانتا ہی کہا ای رستم سریرین مغرب اسوقت مین نے خبر پائی ہی کہ عیاران تلاش جو ہی صاحبقران مین آئے ہین ایسا نہو کہ دست برد کرین مین اندر جاکے حفاظت کرون فرامرز نے کہا بہت مناسب ہے صابر اندر آیا دیکھا کہ صاحبقران آرام کر رہے ہین بہار خدمتگار پہرے پر ہین صابر نے خدمتگارون سے کہا جاؤ ہم حفاظت کرینگے خدمتگار نیند مین مجبور ہو رہے تھے اکو غنیمت ہوا گوشۂ بارگاہ مین جاکر سو رہی صابر برابر چھپکے آیا کفچے مین دارو بیہوشی رکھکر داغ سے صاحبقران کے لگایا صاحبقران چیھنک مارکر بیہوش ہوے صابر نے پشتارہ باندھا سراچہ چاک کرکے نکلا یہان فرامرز نے دیکھا عصہ ہوا شعبان باہر نہین آیا پردہ اٹھاکر جو دیکھا صاحبقران کو نشہ خواب پر نہ پایا دیکھا سراچہ چاک فرامرز بدحواس ہر آیا مہتر نرگسخطائی کو آواز دی ای یزک بڑا غضب ہوا کوئی میر باتوتیر کو چرا لے گیا شعبان بنکر آیا تھا نہین معلوم کون عیار پہونچا تھی ابھی نکلکر نکل گیا ہمکو کیا خبر ہی خواجہ عمرو چالاک بن عمرو طلسم ہوشربا کو گئے جواہر بن عمرو برائے تلاش نوالدہ سرداران نکل گیا کوئی بیحا شعبان آیا ہمارے لیے صورت شعبان مین رمضان ہوا یزک بیقرار ہوکر دوڑا رات کم رہگئی تھی فرامرز عاد مغربی بھی مع اپنی فوج ظفر موج تلاش مین مکار عیار کے چل نکلا لشکر مین ہلڑ ہوا فیروزہ بن عمرو نے بخبر و خست اثر بادشاہ کو پہونچائی گھبراکر باہر نکلآئے دیکھا سرداران تہمتن مثل جمہور و بہرام وغیرہ چلے جاتے ہین غلغلہ ہی کوئی عیار میر کو چرا لیگیا اہل اسلام کو داغ دے گیا بادشاہ نے فیروزہ سے کہا سرداروں کو روکو تم شاگردان عمرو کو لیکر خود برہو سائیں سے ارشاد ہوا کہ جلد مرکب متنگ سیہ قیطاس کوتیار کرو یہان تو یہ ہنگامہ ہی کل سرداروں کو خبر ہوگئی لشکر عرب و مالک ہتھیار لگائے ہوے بارگاہون سے نکلآئے بادشاہ برآمد ہوے ہین خراسان خراسان ہی جانب چلے گرعرض کرچکا ہون شعبان خنجر گزار نورنگاہ عمرو بن امیہ نامدار تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُدھر سے صابر بمد پوش بصد جوش و خروش پشتارہ صاحبقران بردوش لشکر اسلام سے نکل چکا ہی راہ صحرا کو طے کر رہا ہی نہایت خوش و شاداں دل سے کہتا ہی آج لاکھون روپیہ انعام مین خداوند لقا سے پاؤنگا یہ سوچتا ہوا جاتا تھا کہ کان مین آواز زنگ کی آئی سمجھا میرے شاگرد تعاقب مین چلے ہونگے اس نے آواز دی کون آتا ہی شعبان تیمور کو لیے ہوے آتا ہی اُس نے آواز صابر کی پہچانی اپنا نام نہ بتلایا جواب دیا ای شخص تو کون ہی صابر نے خوشی مین کہا منم صابر عیار شہنشاہ ہفت کشور حمزہ نامور کو گرفتار کرکے لایا ہون شعبان کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا تھا کہ ای شعبان سماہی کے رونے والے ہوے

پشتارہ تیمور کا زمین پر رکھا نیچہ کھینچکر ٹھہرا جب صابر قریب آیا ستارہ بجری چمک چکا ہوا اُسنے دیکھا ایک پشتارہ تختہ سنگ مرمر پر رکھا ہو بیٹا عمرو کا راہ رو کے کھڑا ہو صابر نے کہا او چھوکرے تو کسکو گرفتار کرکے لایا شعبان نے کہا تمھارے باپ تیمور سحر طراز کو باندھ لایا اب بہتر اسمین ہو کہ پشتارہ صاحبقران زمان کا رکھدے اپنے لشکر کا راستہ لے صابر نمد پوش نے پشتارہ زمین پر رکھا کہا او چھوکرے مین ہمیشہ برابر تیرے باپ سے لڑا ہون اپنی جان بچا تیمور کو چھوڑ کر نکل جا ورنہ تیرا بھی سر لیتا جاؤنگا شعبان چمک کر جا پٹا نیچہ چلنے لگا صابر نمد پوش عیار قدیم نوشیروان کا ندیم شعبان سے برابر لڑ رہا ہے ان دونون مین تو تلوار چل رہی ہو وہان نجتیارک کو رات بھر نیند نہین آئی دو گھڑی رات رہے سے رفیدہ سنبھال کر اپنے خیمے سے نکلا دربار تیمور سحر طراز برپا دیکھا جابجا ساحر و غیر ساحر آنکھین ملتے ہوے اُٹھے ہین کوئی ٹوٹا لیکر طرف صحرا کے جاتا ہو کوئی حقہ بھر رہا ہو شعبدہ باز لوگ اُٹھتے ہی گانجہ ملنے لگے کشتی بوتل شراب کی سامنے رکھی ہو رات کے بچے ہوے کابلی مٹرہ سامنے مٹی کی سکوریان بھرے رکھے ہین بعض چرس کی چلم بھر رہے ہین ساتھ والون سے کہتے ہین بھائی ٹرے پر سامان کے دم لگاؤ ہماری ساقن پیاری کو دعا دو نجتیارک یہ تماشے دیکھتا ہوا قریب بارگاہ تیمور آیا جادوگرون سے پوچھا تمھارے افسر صاحب اُٹھے خدمتگارون نے اشارون سے منع کیا میان شیطان چپ رہو رات سے بی جی صاحب آئی ہوئی ہین رات بھر جاگے ہونگے ابھی آنکھ لگی ہو نجتیارک گالیان دینے لگا کہا ذرا پردہ تو اُٹھاؤ خواب مرگ مین نہ مبتلا ہون بی جی کون انھون نے کہا صاحب ہمارے مالک کی پرانی آشنا ہین نجتیارک نے بڑھ کے پردہ اُٹھا دیا دیکھا بھروین ناچ رہا ہے نجتیارک نے کہا لو نہ بی جی صاحب نہ میان جی اُسی کسبی کی شکل بنکر گولی عیار چلا آیا ہوگا شکین باندھکر لیگیا ہو گمبختو جلدی جاکر خبر لو شاید راہ مین ملجاے ابھی نہ قتل کیا ہوگا اب تو ساحر و غیر ساحر دوڑے نجتیارک بڑھ کے ضیغم خون آشام سے کہا آپ جلد جایئے ای خالوے قدرت آپنے سُنا تیمور سحر طراز کو عیاران اسلام گرفتار کرکے لیگئے آپ جلد بڑھکر خبر لیجیے ضیغم دور کا بے مرکب پر سوار ہوا مثل باد صرصر جلا عقب مین اسکے ہزارہا لقا پرست جھپٹے یہان شعبان و صابر نمد پوش لڑ رہے ہین دن نکل آیا ہو شعبان نے صابر نمد پوش کو زخمی کیا ہر مرتبہ قصد کرتا ہو کہ پشتارے پر قبضہ کرون صابر نمد پوش جان دیے ہوے ہو اسی طرف سے لشکر لقائے گرد آڑتی ضیغم خون آشام بدانجام مع بارہ ہزار سوار و پیدل کے ظاہر ہوا صابر نمد پوش نے للکارا ای خالوے قدرت جلد آیئے اس چھوکرے نے عمرو کے بہت پریشان کیا ہو مین جھٹ اسکو گرفتار کرلایا یون ضیغم نے یہ سُنکر گھوڑا دوڑایا شعبان نے صابر نمد پوش کے منہ پر تھوک دیا کہ کسی منہ پر دعوی عیاری کرتا ہو گمبھر گیا سوا اپنے چہار جانب سے نیزے اُٹھا اُٹھا کے شعبان پر چلے شعبان نے نکلکر حقہ آشنازی مارا دو چار کے ہاتھ منھ جلے ناری مثل ہیمہ خشک پکے قریب تھا کہ نک نیزہ پر نیزہ دار شعبان خنجر گزار کو اُٹھالین اس عیار کو ہلاک کرین

کہ دیکھا طرف سے لشکر اسلام کے رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی معہ دو ہزار مغربیوں کے پہنچا شعبان کو بلوہ مین کافرون کے دیکھا لشکر ضیغم نون آشام پر تلوار کھینچکر جا پڑا تلوار چلنے لگی شعبان خنجر گزار نے جو اتنی مہلت پائی صابر نمدپوش کو نیچہ مارا شانہ اُس بیمیا کا نشانہ ہوا پشتارے پر صاحقران کے شعبان نے قبضہ کیا کمند مین کاٹ دین منھ پر حباب دافع دار دے بیہوشی مارا صاحقران کی آنکھ کھلی دیکھا ہنگامہ گیر و دار بلند ہے شعبان خنجر گزار دریاے خون مین نہایا ہوا عرض کر رہا ہے شہریار اُدھر تیمور سحر طراز کی زبان بن شعبان خنجر گزار نے جلد یمین سوزن نہ دیا تھا پسینہ جو آیا بیہوشی اُتر گئی سحر کر کے پشتارے سے نکلا دیکھا تو ہنگامہ گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے دریا خون کے جاری اُٹھتے اُٹھتے اُس بیمیا نے گولہ مارا گئی سوار منھ کے بھل زمین پر گرے گھوڑے بدلگامی کرنے لگے اُدھر نقارے پر چوب پڑی زرمشاہ باختری سوار ہوا اُسوقت آکر پہونچا ادھر مقبل وفادار غلام صاحقران عالی وقار خبر سنکر مع بارہ ہزار تیر اندازون کے پہونچا صاحقران کو تعجیل پشت اشقر پر سوار کیا امیر نے دیکھا فرامرز عاد مغربی عجب مصیبت مین مبتلا ہوا ہا الیان فوج بیقرار شعلہ ہاے آتش گرد رہے ہین امیر نے نعرہ کیا نعرۂ امیر ؛ امیر عرب ضیغم روزگار ہر کم خدا بستہ شمشیر چار ؛ یکے تیغ صمصام و نقارنام ؛ یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام ؛ بن کافران از جہان پاک کرد ؛ سر سرکشان جملہ در خاک کرد ؛ تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر کفار پر جا پڑے جلدی مین خود ہو زرہ داؤدی زیب جسم نہین کرنے پائے ادھر ہا الیان فوج نے فرامرز کو اس تباہی مین دیکھا کہ بے بسی سے قتل ہو رہے ہین للازمان لقا سنجانی باختری مشتری حصاری ہمیشہ نام سے اہل اسلام کے بھاگتے ہین اسوقت جو سحر مین مبتلا ہوا یا قتل کرنا شروع کیا صاحقران اسم اعظم پڑھنے لگے ہمرا ہیان فرامرز کو بچاتے پھرتے ہین یکایک طبل سکندری پر چوب پڑی شاہزادۂ سعد بن قبا چراغ لشکر اسلام مع سرداران نامی و تاجداران گرامی آکر پہونچے ایک جانب سے لندھور بن سعدان نے نعرہ کیا نعرۂ لندھور ؛ بیڑہ دریا را گر فتم تا بہ ہندستان ؛ اگر نام نمی دانم منم لندھور بن سعدان ؛ دوسرے پہلو سے آواز آئی منم مالک اژدر صاحب نیزہ دوسر غلام نبی دوچار حیدر منم مالک اژدر خصم گین ؛ سپہ دار و لشکر اہل دین ؛ تلوار کھینچکر کفار پر گرے تلوار چلنے لگی للازمان لقا گھبرائے تجیار کے ساحرون کو آواز دی اے نالائقو نامردو سحر کرو حمزۂ غرب سے اپنی جان بچاؤ وہ صاحب شوکت و حشم مالک اسم اعظم ہے سمت اسم اعظم پڑھکے دم کرتے ہین سردارون کو بچاتے ہین اسی مدوروفت مین کئی زخم کھائے سر لہولہان زخمی ہوا لشکر کفار نے بسبب ساحرون کے دباؤ ڈالا تیمور سحر طراز نے جدھر پر مجھکر گولہ مارا دو دو سو جوان بہوت ہوگئے کسی نے آبرو نے پانی برسایا نام جرات ڈبویا کسی ناری نے آگ برسائی کمین برفگری کئی ہزار ٹھنڈے ہوے ایک مقام پر صاحقران کھڑے لڑ رہے ہین ضیغم خون آشام نے روباہ صفت اُس شیر بیشہ جرات کی پشت پر جھپٹ کر ہاتھ تلوار کا مارا امیر نے تو تیر چپک سے تلوار کی پہلے نیغہ سر اقدس پر پڑا زخم کاری کھایا پلٹکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے گھنٹے کا سر کٹ گیا منھ کے بھل زمین پر گرا تمام کفار ٹوٹ پڑے ضیغم کو اُٹھا لے گئے صاحقران نے زخم سر باندھ لڑائی مین مصروف ہوے مگر غش چلا آتا ہے جب

بڑھکر وار کرتے ہین زخم سر کھل جاتا ہی پھر کنارے آتے ہین زخم سر باندھکر پہلوانون پر جا پڑتے ہین تیمور سحر طراز سحر کرتا ہوا صفون کو درہم برہم کر رہا ہی بیمایا ناری کے ہزارون کو جلا دیا ہر چند کہ صاحبقران زخم سر سے نہایت بیقرار ہین مگر تیمور سحر طراز کو جو اسطور سے لڑتے ہوے سحر کرتے ہوے دیکھا نعرہ کرکے جا پڑے اُسنے بڑھکے گولہ مارا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا گولہ پیٹ کے گرا کل سیاحر پامال ہوے دلمین سمجھا یہ بھی کوئی بڑا ساحر ہی علم النوگری سے ماہر ہی ہاش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر سے صدقہ ہوکر گر پڑے تیمور سحر طراز نے کیسے کیسے سحر کیے زمین ہلا دی آگ برسائی مگر صاحبقران پر کچھ تاثیر نہوئی تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا امیر پر ہاتھ لگایا صاحبقران نے اسم اعظم پڑھکر تیغ عقرب پر روکا شعلہ ہاے آتش گرے وہ بھی بیکار ہوے امیر نے خبردار کہکر ہاتھ مارا تیمور سحر طراز نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق مثال تڑپ کر گرا ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سر خود سمیت برق شمشیر گری کشت حیات کو جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا مع مرکب چار ٹکڑے آندھی سیاہ انھی صدا کے گرد دار بلند ہوئی مگر صاحبقران نے اِس زور شور سے ہاتھ مارا کہ زخم کے تکان سے سر زیادہ کھل گیا غش آنے لگا گھبراکر تیغہ نیام مین رکھا ہاتھ گردن مرکب مین حمائل کیے بیہوش ہوگئے مرکب نے جوانے راکب کو سست پایا طرف صحرا کے لے بھاگا مگر بیزبان ہی تھان پر نہ جائیگا جدھر منھ اُٹھا چل نکلا یہان ہمراہیان تیمور سحر طراز مرنے سے بچے مالک کے بدحواس ہوے لاشہ تیمور سحر طراز اُٹھاکے طرف طلسم ہوشربا رکھکے بھاگے بعد نکلجانے ساحرون کے اہل اسلام نے لشکر لقا پر قیامت برپا کی قریب ہی کہ لقا شکست کھاکے بھاگے صحراے گرد عظیم بلند ہوئی شعر از دامن دشت کوہ او رنگ ؛ گردے برخاست تو تیا رنگ ؛ بختیار نے دیکھا آگے آگے دو سو علم نشان لشکر دو لاکھ سوار ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف زمرد شاہ باختری مرقوم آمد فوج کی دوم ایک پہلوان کوہ پیکر کرگدن مست پر سوار مغرور لشکر زیر سایہ علم خرس پیکر پشت پر دو لاکھ کوہی بڑے بڑے قد کے جوان دور کا بے مرکبون پر نخوت چہرون سے آشکار بختیار نے فوراً ہرکارون کو دوڑایا کہ دیکھو تو یہ کون جوان ہی کس ملک کا پہلوان ہی خناس و سواس گے چشم زدن مین پلٹے عرض کی ازرنگ کوہی کا بھانجا زادبھائی سلیمان عنبرین موکا برائے مدد قدرت آیا ہی بختیار نے کہا جلد خبر کرو کہ خداوند جنگ مغلوبہ مین مصروف ہین مسلمان آمادۂ بے ادبی ہین اگر شریک ہو تو سواس وغیرہ ہرکارے قریب ازرنگ کوہی پہونچے تمام کیفیت بیان کی ازرنگ کوہی جام شراب نخوت سے چور انھا کا مغرور یہ سنتے ہی قبضہ پر تلوار کے ہاتھ ڈالا کہا صدقے خداوند کے تقدیر کرینگے کیا اچھے وقت پر پہونچا ہون آج ہی مسلمانون کا خاتمہ کرتا ہون یہ لوگ بڑے سرکش ہین ہم خود گرم مزاج شعلۂ آتشی ہین دیو ہو تو اُسکو بھگا دین شیر کے کلے چیرین اگر دریا دلی دکھائین نہنگان خونخوار کا خون بہائین سپر گرداب چیر ڈالین دریا مین جوش و خروش ہون مردان آبی روپوش ہون میدان رزم کو صحبت بزم جانتا ہون رستم و زال کو کب مانتا ہون لاف و گزاف کرتا ہوا گینڈے کو بڑھایا مثل اژدر نیل کھاکے نعرہ کیا باشیداے مسلمانان منم پہلوان جہان رستم زمان پیل دمان ازرنگ کوہی الس سمین خیر ہے کہ ہٹ جاؤ یا خداوند لقا کو سجدہ کرو سپاہ گری سے ہاتھ اُٹھاؤ جان بچاکر بھاگ جاؤ تمھاری تضاد امتگیر ہے

تیغہ میرا برق نظیر ہے بلا تا ہوا فوج ظفر موج اہل اسلام پر گرا تا مرفوج انکی تازہ دم اہل اسلام کو غم والم لڑتے لڑتے سارا دن گذر چکا ہے تیمور رسحر طراز نے دیوانہ کر دیا تھا تمام میدان لاشوں سے بھر دیا تھا چند ساعت گذری کہ سحر و افسوں سے مہلت پائی ہے اب جو یہ بیحیا دو لاکھ کو ہیوں سے لشکر اسلام پر گرا انسر فوج صاحبقران نامدار زخمی ہو کر نکل چکے ہیں قریب تھا کہ پانوں اکھڑ جائیں شکست فاش کھائیں اہل اسلام مصروف دعا ہوئے فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت سبحان لم یزل وعزیز بے بدل از پردۂ بیابان گردے برخاست سب نے دیکھا شاہزادۂ ارج نوجوان بن صاحبقران و نور الدہر بن بدیع الزمان مع سرداران تہمتن وجان نثاران صف شکن اسوقت آکر پہونچے ہنگامۂ قیامت برپا دیکھا شاپور دشمن رنگ نے بڑھکر خبر دی کہ اے شہریار لشکر اسلام پر عجب آفت برپا ہے اول کوئی ساحر آیا تھا وہ تو واصل جہنم ہوا اسکے مرنے سے کچھ غریو کم ہوا اب ازرنگ کوہی دو لاکھ فوج سے آیا ہے قدو قامت میں مثل دیو جوات میں گیو آپ کے دادا جان کے بھی نعرے کی آواز نہیں آئی لشکر صفور و ممالک غنی ہو چکے شیران دشت نبرد حیران و پریشان ہیں سراسر شکست کے سامان ہیں یہ سنکر دونوں شیروں نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آتے ہی نعرہ کیا لڑنے لگے پرے کوہیوں کے درہم و برہم کر دے تھا نام سے ارج و نور الدہر کے کانپتا ہے آخری بے لڑے بھڑے صورتین دلیران دشت نبرد کی دیکھکر آمادۂ قرار ہوئے ان دونوں نوجوانوں کے ہاتھ سے شکستیں کھائیں دلتیں فاش اٹھائیں مگر ہمراہیان ازرنگ کو ہی لڑائی میں مصروف ازرنگ کوہی نے دیکھا خداوند لقا تخت اپنا ہٹا کر دور جا کر ٹھہرے ہیں وہیں سے تقدیریں بگھا رہے ہیں بندوں کو اپنے للکار رہے ہیں ازرنگ کوہی نے آواز دی یا خداوند ہا نمی بڑھائیے میں مسلمانوں کو ابھی شکست دیتا ہوں پڑاو چھین لیتا ہوں بختیار کی آواز دی قدرت نہیں سے تقدیر کر رہے ہیں سب مسلمانوں کا خون تمھاری تلوار کے سپرد کر دیا ہے لڑے جاؤ مسلمانوں کو سامنے سے ہٹاؤ قدرت کے بندۂ خاص طاعت گزار با اخلاص ہو جب بارگاہ مسلمانان پر قبضہ کر دگے تو قدرت چلے آئینگے نمود نگل پر صاحبقران کے ٹھہرائینگے سپہ سالار قدرت بنائینگے تمہارے ساتھ تک دوڑی برجائینگے یہ سنکر ازرنگ کوہی اور زیادہ مغرور ہو شہ بادۂ حماقت سے چور ہو چمک چمک کے لڑنے لگا ادھر سے نور الدہر بن بدیع الزمان ایک جانب ارج نوجوان جنگ رستمانہ کرتے ہوئے آتے ہیں ایک جانب ہزبر بیشۂ کامگاری طہماس بن عنقویل ویو پر ورش شیر نر جھومتا ہوا قبضۂ ساطور پر ہاتھ جس غول پر جا پڑا درہم و برہم کر دیا اب کوہی گھبرائے ملازمان لقا تو عرصہ دراز سے دور کھڑے ہیں یہ وہی لوگ ہیں کہ پتا کھڑکا اور زندہ سرکا بیشک ساحر موجود رہے جنگ کیا کیے اب سامنا تلوار و تیر کا ہے دور سے لینا لینا کر رہے ہیں قریب کسی مسلمان کے نہیں آتے مگر ملازمان ازرنگ کوہی جانبازی میں مصروف ہیں خوب بھڑکر تلوار چمکی ہے قزلباش کی نوبت آگئی ہے دریائے خون کی طغیانی کشتی حیات طوفانی گھٹاٹوپ لون کی چھائی ہے سر مثل اولوں کے گر رہے ہیں سر ہائے کفاران مثل حباب دریائے خون میں

پیر رہے ہین شاہزادہ ایرج و نورالدہر بن بدیع الزمان بحر زخار فوج مین شناور مین حال کافرون کے بتراہین
اولان اول ایرج خوجوان نے بڑھکر علم لشکر ازرنگ کوہی سرنگون کیا سب سے آگے بڑھ کر علمدار کو مارا موجیون پر
تاو پھیر کر ایرج نے نعرہ کیا کہ یون فوج کفار کو شکست دیتے ہین نورالدہر بن بدیع الزمان پر نگاہ ڈالی مسکرا کر
کہا بھائی صاحب وہ علم فوج کفار سرنگون ہوا آپ تامل فرمایئے مین ازرنگ کوہی کو لیتا ہون نورالدہر
بن بدیع الزمان کو ناگوار ہوا گھوڑے کو کوڑا کیا ازرنگ کوہی کو للکارا و نامردانگی کیا تین روپیہ کے
سپاہیون کو قتل کرتا ہے ادھر آ مردون سے آنکھ ملا ازرنگ کوہی مغرور و متکبر ٹوکتے ہی جا پڑا آواز دی
اذہبیرہ حمزہ مین آیا یہ کہکے گینڈا بڑھایا نورالدہر بن بدیع الزمان نے اسپ پر پوش پر کوڑا کیا دور سے ایرج
نوجوان نے دیکھا کہ نورالدہر بن بدیع الزمان نے ازرنگ کوہی کو ٹوکا غصہ سے چہرہ لال ہوا نہایت
ملال ہوا اپنے سردارون سے فرمایا کہ کشتی گیرزادہ اپنی جرأت پر ناز کرتا ہے ہر چند کہ کچھ ہو نہین سکتا علم فوج
قلم ہونے سے لشکر کفار پر شکست فاش نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہے اب مردے پر جاتے ہین شوکت دکھاتے
ہین مین کب مانتا ہون ازرنگ ایسے پہلوان کوہی کو پشہ سے کم جانتا ہون تیغہ دودمہ سکندری کو جلوہ دیا
کرہ بن اسقر کی پشت پر ہاتھ رکھا فرمایا اے مرکب اصیل ہادر فتاری دکھا دے دم شمشیر پر ہاتھ رکھ کے فرمایا ہے
تیغہ برق مثال بلطفے زمین کے ہلا دے نورالدہر بن بدیع الزمان سامنے ازرنگ کوہی کے پہونچے اُسنے ہاتھ
تلوار کا لگایا شاہزادہ نورالدہر نے تیغہ خاراشگاف سلیمانی پر گانٹھا وار اُسکا روک کے نعرہ شیرانہ کیا ہاتھ تلوار کا
مارا تیغہ خاراشگاف مثل برق چمک کر گرا سپر ازرنگ کوہی کی دو ٹکڑے ہوئی یا تو قبہ سر پر چکی تھی تا بہ جگرگاہ
پہونچی دور سے ایرج نوجوان نے دیکھا دلسے کہا غضب ہوا کشتی گیرزادے نے ازرنگ کوہی کی تصویر کو
مٹایا نخمۂ مشق مردان عالم تھا گھوڑے کو کوڑا کیا اسوقت قریب پہونچے شمشیر بے نظیر نورالدہر کی جگرگاہ تک اُتر چکی
تھی ایرج نوجوان نے برابر آکر کمر پر ہاتھ مارا مثل خیار تر کے دو ٹکڑے ہوے جھوم کر نعرہ کیا منم ہزبر دشت
جرأت ننگ دریاے شوکت نورالدہر بن بدیع الزمان کو بہت ناگوار ہوا کہا سبحان اللہ مردہ کشی نہین
جاتی شرم نہین آتی ایرج نے کہا مین نہ آجاتا تو آپ کا کام تمام ہوتا اُسنے کمر سے خنجر نکالا ہاتھ کو پرار و پیتا
آتین ڈھیر ہو جاتین جان بخشی کی آپ لوگ احسان فراموش ہین نورالدہر بن بدیع الزمان نے کہا مردہ کیا
خنجر مارتا ایرج نوجوان نے کہا بس سامنے سے ہٹ جاؤ زیادہ جرأت نہ دکھاؤ نورالدہر بن بدیع الزمان
نے کہا آپ کیا کرینگے جو کچھ حوصلہ ہو آپ سے ایرج نوجوان آتش غضبناک مزاج افسان لشکر کے سر کا تاج ان کلمات کی کب
برداشت ہو سکتی تھی کہا لو کشتی گیر زادے یہ کہکے ہاتھ تلوار کا مارا نورالدہر بن بدیع الزمان سپر کو چہرہ کی پناہ نہ کرین دو سپر کاٹے
ہون نورالدہر نے سپر اُٹھا دی کہ تیغہ ایرج نوجوان نے گوشہ سپر کو کاٹا تم سر پر نورالدہر بن بدیع الزمان کے

آیا دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا چادر خون روے انور پر اب نورالدہر کو تاب نہ رہی کہا اوکریاس فروش بازاری آج دعوے جرأت سب نکلجائیگا یہ کہکر ہاتھ نورالدہر بن بدیع الزمان نے بھی تیغۂ خارا شگاف سلیمانی کا مارا ایرج نوجوان نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر تیغہ برق مثال کب رکتا تھا سپر کو کاٹ کرتا دوابرو ایرج خوشخو پہونچا ایرج نوجوان نے تبعیل دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلگیا مگر چادر خون منہ پر میعاد عادر شک دراز گردن سردار ایرج نوجوان نے جو یہ معرکہ دیکھا للکارا اے شاہزادۂ نورالدہر بس ایسا نہو کہ ہمکو بھی غصہ آجاے یہ کہکر طہماس نے ساطور کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا آواز دی اوعادی بچے شاہزادگان والاقدر کا نام بے ادبی سے لیتا ہے میعاد طرف طہماس کے پلٹا ہاتھ تلوار کا مارا طہماس نے ساطور پر روکا میعاد کی تلوار کے دو ٹکڑے ہوے پہلی شکست یہی ہوئی طہماس نے ہاتھ تلوار کا مار دیا یہ حربہ تو قیامت کا ہے زخم کاری کھایا قریب تھا کہ میعاد مارا جاے سرداران ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان مین تلوار چلنے لگی دور سے بادشاہ جمجاہ نے دیکھا سرداران ایرج و نورالدہر زخمی ہورہے ہین کسی کا شانہ جھولا کسی کا سر زخمی ہوا نورالدہر جھوم کر زخمداری مین لڑنے پر آمادہ ہین بادشاہ ہان ہان کہکر بیچ مین آپڑے نورالدہر و ایرج کو الگ کیا سردارون کو آواز دی کہ آپ سب صاحب اسی کے منتظر تھے سب علیحدہ ہوے غصہ مین دونون جوان زخم باندھکر فوج کو سیان پر جا پڑے از رنگ کو ہی مارا جا چکا تھا سب کو ہی لاشہ لیکر بھاگے لقا نے طبل بازگشت بجوادیا بادشاہ جمجاہ سرداران تہمتن کو لے کر پلٹے جواہر بن عمرو بھی آکر پہونچا جب کنارے پر لشکر کے آئے گھبراکر کہا جد عالی تبار کہان ہین شعبان خنجر گزارنے عرض کی صاحبقران زمان انتہا کے زخمی ہوے تھے خدانخواستہ گرفتار نہ ہوگئے ہون عیاران اسلام یہ کہکر دوڑے ہم ابھی خبر لاتے ہین لشکر لقا مین اپنے کو پہونچاتے ہین چشم زدن مین گئے فوراً واپس آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلامون نے لاشون مین تلاش کیا لشکر لقا کو چھان ڈالا کہین نشان نہ ملا نامیان خیبری و تومیان خیبری و سرہنگ کی دالبو طاہر خونریز سامنے حاضر تھے عرض کی خوب غلامون کو ثابت ہے زخمداری مین آقاے نامدار کو گھوڑے اکال لے گیا بادشاہ نہایت پریشان خاطر ہوے سردارون کی زخمدوزی کرائی نورالدہر بن بدیع الزمان جواں طلسم جمشیدیہ لیکر آئے ہین اسکو خزانے مین جمع کرایا جواہر بن عمرو نے عرض کی غلام برائے تلاش صاحبقران جاتا ہے بادشاہ نے کہا اے برادر عیار امور بہت جلد خبر لانا لشکر مین واپس آنا اب بجاے خواجہ عمرو کے تم ہو چند ساعت تمہارا نہونا شاق ہوتا ہے خبر لشکر کفار نہین ملتی جواہر بن عمرو نے کہا انشاء اللہ باقبال شہنشاہی غلام بہت جلد پلٹیگا میری کیا مجال ہے کہ عہدے کو قبلہ و کعبہ کے سنبھال سکون بادشاہ نے کہا اے جواہر بعد چالاک بن عمرو کے تمنے بڑے لطف سے انسری کا کام کیا ماشاء اللہ اس سفر مین بھی جاکر ساحرہ کو مارا خوب نام کیا جواہر بن عمرو

مے دعائے جان درازی دی بانظر عیاری ذات پر آراستہ کرکے برائے تلاش زلزلہ قاف ثانی سلیمان عروانہ ہوا یہان تھانے افراسیاب کو نامہ لکھا کہ تیمور سحر طراز کو ہمنے سبعت مین بھیجدیا جلد کسی ساحر کو روانہ کر ورنہ تقدیر کرکے تیرے طلسم کو ہاتھ سے عمر و عیار کے درہم و برہم کراؤن گا نامہ اسطرف جاتا ہی جواہر بن عمرو برائے تلاش صاحبقران روانہ ہوا ہی انکو راہ مین چھوڑ کر

داستان شوکت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان کہ زخمداری مین گھوڑا نکال لیگیا ہی ساقی نامہ تصنیف قمر

ساقی پھیر ذہن ہو چلا کسنہ — گلرنگ نکال بادۂ تند — شیشہ کی سن رہا ہون قلقل
رکھا ہی کدھر کو ساغر گل — آنکھون مین ہے خمار ساقی — نشہ کا ہے اُتار ساقی
پھر آب آتشین پلا دے — اس دل کی آگ کو بجھا دے — دشمن مرے دوست سے ملا ہی
جنگل مین اور گل کھلا ہے — بدمست جو بزم پاک مین ہے — یہ بنت عنب کی تاک مین ہی
جن سانشہ چڑھا ہوا ہے — حد سے اپنی بڑھا ہوا ہے — اک سر سے بھوت اُتارنا ہی
اک دیو سیہ کو مارنا ہے — ہر صفحہ بنے گا رزم نامہ — چمکے گی دم مین سیف خامہ
اُس شیر جری کا اب بیان ہے — جو صاحب تیغ سرفشان ہی — نامی و گرامی و جری ہی
جرأت رگ و ریشہ مین بھری ہے — آن قاتل کافران بدخو — برباد کن یلان بدخو
اب ختم پہ جلد آگئی ہے — حسرت دل مین یہی بھری ہے — شائق ناظر بھی حظ اُٹھائین
اس ہیچمدان کو دین دعائین — اے مہر سخن عروج دکھلا — ہو طبع قمر کی جلوہ آرا

چہرۂ داستان مصنف قمر سیاحان دشت معانی و طی کنندگان جادۂ سخندانی شائقین کو رسم و راہ شہر و استان شوکت بیان سے یون آگاہ کرتے ہین شعر قمر سخن سنج و داناے شیرین بیان ؛ رقم کرتے ہین بسطرح داستان کہ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان میدان جنگ سے زخمی ہوکر بیہوش ہوے شقر دیو زاد مرکب امیر والا نژاد کو لے نکلا مگر بے زبان تھا نہ پر نہ جاسکا جدھر منھ اُٹھا ادھر چلا ہوئے دلیران کی صدا کانون بھری ہوئی رات بھر چلا آیا وقت سحر ایک صحراے سبزہ زار مین قریب جھیل کے ٹھہرا پانی پر منھ ڈالا جسم کو جنبش دی صاحبقران زمان پشت شقر سے زمین پر گرے شقر نے گھٹنے ٹیک دیے زبان سے زخم چاٹنے لگا حیران تھا کیونکر اُٹھاؤن جب صاحبقران ہوشیار ہوے ناچار چرتا ہوا صحرا مین پھرنے لگا جب اپنے آقا کی یاد آتی ہی پھر قریب آتا ہی مجبور پلٹ جاتا ہے مگر اس حوالی مین ایک قلعہ ہی نام اُسکا حصار ہوشنگ ہے ہوشنگ وزد جری بہادر اس قلعہ کا حاکم و ناظم ہی بارہ ہزار قزاق ہمراہ رکھتا ہی جو کاروان اس حوالی مین آتا ہی جا کر لوٹ لیتا ہے

اکثر بادشاہون کے خزانے تاراج کیے بڑے بڑے پہلوان اس جوان کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ وقت برائے سیر صحرا مین آیا دس پانچ جوان ہتھیار بند ساتھ تھے کسی کی نگاہ شقر دیو زاد پر پڑی کہ ایک مرکب کوہ سرین کوہ کفل باگین کئی ہوئین زین ڈھلکا ہوا چرنے مین مصروف ہی ساتھ والون سے ہوشربا کو آگاہ کیا کہ حضور ایک مرکب صبا رفتار کوتل پھر رہا ہی ہوشربا نے پلٹ کے دیکھا گھوڑے کو دیکھ کے عاشق ہوگیا ساتھ والون سے کہا یہ تو مرکب بے نظیر ہے اسکو گھیر کے گرفتار کرو ہمارے قلعہ مین پہنچا اسکے ساتھ کے تزاق دوڑے شقر چونکہ چرنے مین مصروف تھا آہٹ سے ہاتھ ڈالدیا شقر نے سر اٹھا کے دیکھا منھ کھولکر چیرجا گیا لاشہ اسکا زمین پر گرا اب تو دس بارہ جوان کمندین رسیان لیکر دوڑے شقر نے کسی کو پشک ماری کسی کو دولتی کسی کو لعلہاے سم سے نیچے چل گئے کئی جوان کچل گئے چند جوانون کو مار کر شیہہ کھینچتا ہوا طرف اپنے آقا کے بھاگا قریب آکر گر پڑنے لگا اب تو ہوشربا دزدنے اپنے بازوؤن پر سے کمندین کھولین ہٹو ہٹو کہکر بڑھا جب قریب پہونچا دیکھا ایک جوان خوشرو رشک یوسف کنعان چہرے سے فروشوکت نمایان انتہا کا زخمدار زیر نخل بیہوش پڑا ہے حیران جمال محو دیدار ہوکر ساتھ والون کو آوازدی یارو جسکی قضا تھی وہ اس حیلہ سے مارگیا مرکب کا راکب بھی موجود ہے کسی نے بادولت کے بیشہ مین شکار کیا اس جوان شیر دل کے لوٹنے کا قصد کیا مگر سبحان اللہ کیا خوب لڑا ہے مال پانا نہین لینے دیا نقد جان دیکر مال کو بچایا اس مقدمہ مین کد و کوشش کرنا واجب و لازم ہی نہین معلوم مردہ ہی یا صحیح و سالم ہی چارپائی لاؤ اٹھا کر لے چلین یہ کہکر مرکب کو چمکارا قریب صاحبقران آکر سینہ پر ہاتھ رکھا آہستہ آہستہ نفس پائی دیکھا قبضہ شمشیر برق مثال دست راست بردست سے نہین چھوٹا وجد کر رہا ہی یہ زخم ہولناک دیکھکر ہوش اڑ گئے ہین کہتا ہی دیکھو یا رو ایسے جوانان شیر دل بھی پردۂ دنیا پر ہین پڑے پڑے اٹھ گیا مگر مال نہین دیا مگر وہ کون صاحب تھے کہ ہمارے حوالی مین آکر جرات دکھائی صاف تو یہ ہی کہ بڑے نامرد تھے قصد کیا اور مال نہ لے سکے ہمنے تو جسکو تاکا بے مال لیے پیچھا نہ چھوڑا کیسے کیسے بادشاہون کے خزانے لوٹے اکثر گھر بھی گئے سب صاحب آگاہ ہین بے مال لیے نہ پلٹے ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ جوان انتہا کا بہادر مرکب ایسا عمدہ زیران دو چار سے گئے زخمی کرکے نامرد بھاگ نکلے اپنے ساتھ والون کے لاشے لے گئے یہ رستم جھل انتہا کا زخمی تھا بیہوش ہوکے گر پڑا اس قلعہ سے چار پائی آئی چار پانچ جوانون نے ملکر اٹھائی شقر دیو زادان سب پر آنکھین نکال کر چلا ہوشربا نے بڑھکر چمکارا کہا اے مرکب وفادار تیرے آقاے نامدار کو برائے علاج لیے جاتے ہین تیرے آقا کے دشمن لعین ہین شقر مثل انسان کے سب کچھ سمجھتا ہی سر جھکا کر چارپائی کے ساتھ ہولیا ہوشربا صاحبقران کو لیکر اپنے قلعہ مین آیا قصر ہاے عالی تعمیر باغ جنت نظیر ایک بارہدری مین لاکر اتارا جراحان چابکدست حاضر کیے اول شراب سے زخم کو دھویا ٹانکے دیے پٹیان مرہم کی چڑھائین مگر ہوشربا کو عشق دلی ہی طبیعت گھبرا رہی ہی کہ یہ جوان بیدار ہو تو سب حال اسکا دریافت کرون حسب الحسب پوچھون رومال ہاتھ مین مگس برانی کر رہا ہے بعد عرصۂ دراز صاحبقران زمان کی آنکھ کھلی اپنے کو ایک قصر عالی مین چھپر کھٹ پر پایا مکان کو چھت پردے سے

آراستہ دیکھا پروردگار کا شکر کیا دوسری جانب ایک جوان رستم خصال تہمتن مثال بیٹھا ہوا خدمت مین مصروف ہے ہوشنگ کی بھی نگاہ پڑی کہ زخمی نے آنکھ کھولی اشارے سے حال پوچھا امیر نے فرمایا بہت اچھا ہون مگر اے محسن یہ کیا مقام ہے تمھارا کیا نام ہے تو نے اس عالم غربت مین جان بخشی کی پہلے لشکر کو پوچھا کہ ہمارا مرکب کہان ہے ہوشنگ نے کہا سپر شمشیر زرہ کمان کیانی چار آئینے وغیرہ سب موجود ہین مرکب آپ کا تھان پر بندھا ہے اس قلعہ کو شونگیہ کہتے ہین یہان سب لٹیرے قزاق رہتے ہین یہ حقیر اُن سب کا افسر ہے آپ کو صحرا مین بیہوش پایا بہ محبت اُٹھا لایا مردان عالم کا ہمیشہ سے خدمت گزار رہون آپ کے نام و نسب سے آگاہ ہونیکا امیدوار رہون یہ بھی فرمایئے کمان لڑائی ہوئی کس سے تلوار چلی کیونکر زخمی ہوئے مگر واہ کیا کمال کیا خوب نامردون سے اپنے کو بچایا صاحبقران اُٹھ بیٹھے فرمایا مین ایک بادشاہ کا نوکر تھا آپسین کچھ فساد ہوا مین اپنے مالک کے ساتھ زخمی ہوا گھوڑا اسطرف نکال لایا سہیل یکہ تاز اس حقیر کا نام ہے آپ سپاہگری کا پیشہ قدردانون کی ملازمت ہوشنگ نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایئے خانہ بے تکلف ہے مین بھی مرد سپاہی ہون مردان شمشیر زن کا تابعدار رہون لات و منات کی عنایت سے صحت پاکر جندے کلبۂ احزان کو قدوم میمنت لزوم سے منور و روشن فرمایئے بدل و جان خدمت گزاری کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ تقاضاے آب و دانہ یہان لایا ہے یقین ہے عمر بھر ساتھ رہے احسان فراموش نہین ہین ایسے وقت بدین تو نے دستگیری کی اور جان بچائی ہوشنگ خود عذر کرنے لگا ایسے کلمات نہ فرمایئے مین محبوب ہوتا ہون غرضکہ ہوشنگ مع قزاقون کے خدمت گزاری مین صاحبقران کی مصروف رہا بعد ایک ہفتہ کے امیر نے غسل صحت فرمایا ہوشنگ نے طائفے بلوائے سامان جشن مہیا کیا صحبت عیش آراستہ ہوئی صاحبقران زمان غسل کرکے سلاح جنگ سے آراستہ ہوئے خود و زرہ چار آئینے موزے ورگ کمان کیانی دوش پر صاف ثابت ہوتا تھا کہ ماہ تابان کا بیچ قوس مین مسکن ہے ہزار تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین ہاتھ پر مثال اسکی یہ ہے کہ پہلوے ماہ مین ستارہ دنبالہ دار چہرے سے تہور و جلالت آشکارا آنکھین رشک غزال صحرا ابرو سنجاوت زلفین خلیلی تابہ دوش شیرون کے تیور صف شکن صفدر بہادرون کے فرصاحب جوہر شمشیر دوسرا ہوشنگ دردِ جدائی مثال یکجا مثل گل شگفتہ ہوا جوش محبت مین گلے سے لپٹ گیا دل سے کہتا ہے کہ یہ جوان اگر میرے ساتھ رہے برابر کا حصہ دون اپنا قوت بازو سمجھون اسوقت جمال ماہ تمثال سے میر اتصویر بیچ سہد سے بہتر ہے ہر در و دیوار روشن و منور ہے لکڑا امیر باتوقیر کو مقام صدر پر بٹھایا اگر دلاوران فوج آکر متکن ہوے شیرون سے بیشہ صحبت معمور ہر ایک جوان کی کمر مین تیغۂ برق تاب سپر پشت پر رشک قرص آفتاب ہوشنگ پروانۂ جمال صاحبقران ہے آئینہ رخسار دیکھکر مثل آئینہ حیران ہے بوے زلف عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہے شمشیر زنی کا چرچا ہے ہوشنگ نے اشارہ کیا ایک معشوقۂ پریوش سامنے آکر کھڑی ہوئی گت شروع کی ساز نے بھی گلے کٹنے لگے ساز آپسین سازیکے ہوے نازنین خوش آواز گانے مین سوز و گداز ہا لیان محفل متوجہ گردہ مہ جبین کشتۂ تیغ ابرو ے صاحبقران اسیر دام گیسوے عنبر فشان ہر مرتبہ سامنے صاحبقران

کے آکر بیٹھ جاتی ہے مسکرا مسکرا کر بتاتی ہے پردے مین اپنا حال دل سناتی ہی یہ غزل عاشقانہ بسوز و گداز گاتی ہے غزل عاشقانہ

رحم قاتل سے اسیر درد و غم یونہین رہے
قید غم سے چھٹ گئے اغیار ہم یونہین رہے
گونہ اس پھندے سے چھوٹونگا کہ وہ حسن و ادا

اسکی زلفون کا الجھیڑا پیچ و خم یونہین رہے
شکوہ بے التفاتی ہی عبث اُس شوخ سے
یہ غنیمت ہی جو مجھ سے وہ صنم یونہین رہی

ایسی ہمت ہی کہ رکھتا ہون جیلو نکبھی شاد
خوش غلط اسمین ہی تو بکو الم یونہین رہے
حسن غصہ مین ہی وہ اب رحم کرتی ہے دعا

تیغ قاتل ہاتھ مین یارب الم یونہین رہے
مین جو پہونچا مضطرب زیر زمین ہی زلزلہ
حشر تک بے ساکن ملک عدم یونہین رہے

محو الفت ہون ثواب و جرم کچھ کرتا نہین
ہاتھ مین دونون درشتون کے قلم یونہین رہے
جبتک اسکا دل وہ لکھیے جواب خط شوق

ہاتھ جنبش مین ہو سر گردان قلم یونہین رہے
تم کرتے ہو بھلا کیون قتل کرنے کو مرے
ہی مجال اپنا اگر سینہ مین دم یونہین رہے

گوند کھاتا زندگی مین دیکھ لونگا بعد مرگ
وہ دہن گر فی الحقیقت ہی عدم یونہین رہے
وعدۂ اقرار وصلت کرکے مارا ہجر مین

بیوفا کے ہاے سب قول قسم یونہین رہے
عارض و چشم اپنی دکھلا دو اگر دونون بہم
آئینہ سکندری اور جام جم یونہین رہے

ہر جگہ سے دل مین کھینچا عشق کامل نے اُسے
حشر تک خالی بس اب یہ دو حرم یونہین رہے
کوے جانان کی فضا سے حشر تک ہے شرمسار

کیون نہ آنکھون سے نہان باغ ارم یونہین رہے
یار نے صحرا نوردان محبت مین گنا
گو مرض ہی پانون مین لیکن قدم یونہین رہے

تیغ کھینچی ناز سے لیکن نہین کرتے وہ قتل
راستی عشق سے جانباز خم یونہین رہے
کوچہ جانان مین بل سکتے نہین وہ ضعف سے

عکس بھی ہم صورت نقش قدم یونہین رہے
شعر اموزون و موزون سے بھی ہین دو قافیہ مین
ای قبول اچھا ہی جو میر ابھرم یونہین رہے

دیکھ کر پھیر کر دل جو طلب ہمسے دوبارا کرتے
رشک آتا ہی مجھین ایسا اُسے پیارا کرتے
تیرے ارمان کو یون عشق مین پیارا کرتے

وصل شب بھی شب بھی نکلنا نہ گوارا کرتے
بے نشان ہونے مین تھے اپنے تمھارے شہرے
تم مٹاتے ہین ہم نام تمھارا کرتے

ہم تو جب اس دل بیتاب کو کہتے نادان
کہ سمجھتا نہ اُسے ہم جو اشارا کرتے
میرے معشوق تھے یا بنگلے اب میرے رقیب

تم نہ آئینہ مین کاش اپنا نظارا کرتے
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین الفت مین تری
جی بھی تو پاس نہین ہی جسے مارا کرتے

حیف وہ سر جسے رکھدیتے تھے تم زانو پر
پانون پر غیر کے ہو ہم یہ گوارا کرتے
بھولتے حضرت زاہد بھی یہ اللہ اللہ

جاکے مسجد مین جو ہم ذکر تمھارا کرتے
تیری تصویر جو ہوتی شب تنہائی مین
ہم اُسی کو ترے دھوکے مین پکارا کرتے

دیکھا نت نئی آفت کوئی عاشق نہ جلال
آنکھ ملتے ہی جو وہ مارا تمارا کرتے

ہوشربا ۔ ۔ ۔ مالا مال محبت پہلو مین

صاحبقران کے بیٹھا ہو دماغ کو اپنے عرش اعلی پر پہونچایا ہو اپنے سرداران نامی سے پہلے پہلے کہ رہا ہو آج تو مین مثل بادشاہ ہفت کشور ہون سکندر دارا سے اقبال مین بہتر ہون ایسا جوان شیر صولت رستم ہیئت میرے گھر مین مہمان آیا ہو مجھے سرفراز کیا ہو مگر یہ جوان اصلی حال اپنا چھپاتا ہو نام بھی اسکا کچھ اور ہی بھائیو جاے غور ہے تیغۂ برق تاب سپر رشک گردۂ اژدہا کمان کیانی فخر ہلال ترکش مین تیر دلدوز سنان نیزہ پر سیر کی کنیان شارہ چار آئینہ وہ اگر اسکندر دارا سطو ہوتے حیران ہو کر اپنی جان کھوتے ایک ایک شے نایاب جمال جہان آرا یوسف مصری کا نقشہ پس کیونکر کہون کہ بادشاہ جلیل نہین ہے

بلکہ فخر شاہان عراق و چین ہو میں اسکو رخصت نہیں کرونگا خلق میں کیا جب اُنس بڑھیگا صاف صاف کہدیگا اپنا بادشاہ بنا دُن قزاقی ترک کردون ملک گیری پر قدم مارون ایسے جوان منچلے میری نگاہ سے نہیں گذرے سب بے تقا جواب دیتے ہیں حضور حقیقت میں آپکا خیال بہت بجا ہی ہم لوگون کا یہی قول ہی اگر یہ جوان آپ کی شرکت کرے ابھی ملک بادشاہون سے چلکر چھین لیں اگر رستم ہو تو ہم کو شکست دین فوج اُسکے بھروسے پر لڑتی ہی یہ جوان یقین ہم سب سے سو قدم آگے بڑھکے لڑیگا شیر کے کلے چیر ڈالیگا صورت سے جرأت آشکار ہی بیشک کوئی نامی و نامدار ہی بعد برخاست جلسہ بوقت سحر ہم پوچھ لینگے ایک ایک سے محبت و خلق کی باتین ہونگی ہیں یہ ہمنے امتحان کیا نوشیروان کی لڑائیان ملک سنجان کے ذکر اس جوان کو اسطرح یاد ہین صاف معلوم ہوتا ہی نوشیروان کے زمانے سے تا بہ باختر ملک فرعونیہ غیرہ سب جگہ لڑائیون ہین شریک ہا تو ہین سب کچھ بیان کیا جب یہ پوچھا گیا آپ شریک ہے یا نوشیروان یا خداوند لقا کے ملازم تھے ٹال کر کچھ اور ذکر شروع کردیا صاف صاف ثابت نہوا اب ہم پوچھ لینگے جھوٹ بولنے کی بھی عادت نہیں ہے سب کیفیت ظاہر ہو جائیگی انہین باتون مین وہ جلسۂ شب تمام ہوا ایک قاص آفتاب مع ساز و سامان ضیا و شعاع محفل چرخ زبرجدی مین مصروف رقص و سرود ہوا اس محفل خانہ نزل مین بھیرون اُڑ رہی ہو طائفون کو بھی خوب انعام ملا ہی سب کا غنچۂ آرزو کھلا ہی ہر کردہ باغ باغ غم سے فراغ ہوشنگ کا قصد ہوا کہ صاحبقران زمان سے حال پوچھون قریب آیا دست بستہ ہوکر کہا آپکے نیازمند کو بڑی حیرت ہی یہ امر لائق سماعت ہی آپنے اپنا نام نامی اسم گرامی سہیل یکہ تازتبلایا ہی لفظ یکہ تاز پر ہمکو ناز ہوا مگر سہیل آپ ایسے آفتاب عالمتاب کا کسنے نام رکھا آپ رشک آفتاب و ماہتاب ہین حسن مین یوسف کے جواب ہین آپ صاف صاف فرمایئے کہ نام نامی اسم گرامی کیا ہے کیا افتاد پڑی کہ آپ ایسا رستم خصال خمی ہوا مرکب بادرفتار اسطرف نکالا یا مرکب آپکا سیہ چشمی آنکھون مین جسکی تصویر پھرتی ہی فخر اسپ رخشان رخشان کہ مرکب رستم نوجوان تھا مرکب آپکا بے نظیر جوان آپکا رشک مہر منیر صاحبقران نے سر جھکا لیا کہا تم خود بہادر لاجواب فخر نریمان و سہراب ہو جو تمسے کہا وہی مفصل ہی اگر تمھارے نزدیک ہمارا یہ نام نہین ہی شاید یہی ہوگا اصلیت بھی کھلجائیگی تمھاری طبیعت تسکین پائیگی کیا جلدی ہی ابھی تو ہم تمھارے مہمان ہین تمھارے ہم پر بڑے بڑے احسان ہین ہنوز کلام معجز نظام صاحبقران زمان نا تمام تھا ہوشنگ زرد اُٹھ کھڑا ہوا ہاتھ اُٹھا کر طلسم کو منع کیا موج موقوف ہوا گھبرا کر کبھی جاتا ہے پھر اندر آتا ہی رنگ رو متغیر متردد تھا کبھی اپنے سردارون سے سرگوشی کرتا ہی کبھی تیغ و سپر اٹھاتا ہے کبھی بھالا سنبھالا کبھی تیر و کمان پر ہاتھ ڈالا آخر سردارون کو ساتھ لیا ایک گوشہ مین جاکر بیٹھا کچھ صلاح کی پھر گھبرایا ہوا قریب صاحبقران زمان کے آیا کہا اسوقت میری گستاخی معاف فرمایئے شکر ہے خداوند لات و ہبل کا میری مراد دلی حاصل ہوئی آپنے صحت کامل پائی نشان اپنا مجھکو لکھوا دیجیے مین دو سو سوار ہمراہ کرتا ہون آپ اسوقت روانہ ہو جایئے اگر زندہ رہینگے ہم خود آپکے پاس آینگے یا آپ خود سرفراز فرمائینگے بشرط حیات ملاقات ضرور ہوگی صاحبقران نے فرمایا کیون برادر خیر تو ہے ہمسے تو ظاہر کرو تمھارے رنج و راحت کے شریک ہین اسوقت تمکو بہت پریشان دیکھتا ہون ہوشنگ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا آپ ایسے ہی شیر ہین مگر مہمان کا بچانا ضرور ہی کسی آفت مین غیر کو پھنسانا عقل کا قصور ہی

امیر نے فرمایا اے برادر ہم ہرگز کمین نہ جائینگے معلوم ہوتا ہے کسی بزدست سے لڑائی درپیش ہے صاف یہی پس پیش ہے ہم سمجھ گئے اب نہ چھپاؤ ہوشنگ نے کہا اصل کیفیت یہ ہے کہ یہاں سے پانچ منزل پر ایک قلعہ ہے اُس قلعہ کو آہن حصار کہتے ہیں بڑے بڑے بہادر اُس قلعہ میں رہتے ہیں بادشاہ وہاں کا رستم وقت ہلال زرین علم صاحب جاہ وحشم اُسکا خزانہ ملازم لیکر میری سرحد سے گذرے میں جا کر لڑا ہم اُس خزانہ کو مارا مال تمام لوٹ لایا اب کوئی خبر مفصل سنائی کہ ہوشنگ قزاق کا یہ کام ہے اُس نے قنطور آہن کلاہ اپنے پہلوان بردست کو مع ساٹھ ہزار فوج کے روانہ کیا اُسنے آکر قلعہ کو گھیر لیا سرہنگ عیار نے بھی یہ آکر مجکو خبر سنائی اب قلعہ سے نکلنا دشوار ہے یہ تو آپ کو ظاہر ہوا کہ میں قزاق ہوں صرف بارہ ہزار جوان ملازم ہیں اتنے بڑے بادشاہ سے کب لڑ سکتا ہوں آپ آؤ دو تا قلعہ میں جا کر بس چھ مہینے بیٹھ کر لڑوں آخر کیا کروں یہ صلاح ہوئی کہ پھاٹک کھول کر بارہ ہزار جوان فوج قنطور پر جا پڑیں لڑ بھڑ کے نکلیں کسی صحرا میں جا کر چھپ رہیں قلعہ کو وہ لے لیں کبھی موقع پائینگے پھر قلعہ پر قبضہ کرینگے ورنہ قزاقوں کا کوہ و دشت مقام ہی لوٹ مار کا ہی ہر جگہ ٹھکانہ ہے سرہنگ وزرد کا سینہ سے لگایا فرمایا اے بہادر نہ گھبرا جلد شکر تیار کر اُس بیحیا سے ہم مقابلہ کرینگے تا بہ آہن حصار لڑتے بھڑتے چلینگے آہن حصار کا تمکو بادشاہ کہینگے اگر ہم قنطور کے ہاتھ سے مارے جائیں اُسوقت تمکو اختیار ہے خواہ لڑنا یا جان بچانا ہوشنگ نے کہا اے جوان میں تیرا مشکور و ممنون ہوا دس ہزار سوار سے اتنے بڑے بادشاہ کا مقابلہ کرنا ناممکن بس اب آپ اسمیں کہ نفر ہیں جلد قلعہ سے نکلیں صاحبقران نے خود سر انور پر رکھا زرہ پہنی گھوڑے پر کاٹھی ڈالی کہا بھائی تم ہمارے ساتھ آؤ تردد و فشار کی راہ نہ دو دیکھو تو کیا ہوتا ہے ہر چند ہوشنگ نے کہا صاحبقران نے نہ مانا پشت اشقر پر سوار ہوئے ہوشنگ مردانہ وار مع بارہ ہزار جوانان جرار ہمراہ ہوا ساتھ والوں سے کہا میں اس جوان کو لڑنے نہ دونگا پہلوانوں میں بدنام ہو جاؤنگا بہادر نصف ہی کھینچکے مہمان کو اپنے گھیرے میں لا کر قتل کرا دیا مگر اُسکی صولت و شوکت میں فرق نہیں سر بازی کہنے کو موجود ہے غرض بیرون قلعہ آئے ہوشنگ بارگاہ ستادگی جیسے استادہوے چند ساعت دل باتی ہوکہ صحرا سے گرد اُڑی قنطور آہن کلاہ مع ساٹھ ہزار فوج کے آکر پہنچا اُسکو خبر ملی کہ ہوشنگ وزرد واسطے مقابلہ کے آیا ہے مورچوں پر تاؤ پھر اکھاڑہ قدرت خداوند لقا قزاقوں کو بھی یہ حوصلہ ہوا کہ ہمارے مقابلہ میں آیا ہے لشکر لیکر اُترا ہے قضا دانہ گیر ہے ایسے کلمات لاف و گزاف کرتا ہوا دنگل سنی پر بیٹھا شراب پینے لگا جب ایاغ بادہ ناب سے گرم ہوا حکم دیا نقارۂ رزمی بجے بمجرد حکم طبل جنگی پر چوب پڑی ہر کاسے ہوشنگ کے موجود تھے فیروز لیکر چلے یہاں صاحبقران دنگل پر جلوہ فرما ہوے ہوشنگ وزرد سرنگون نہایت پریشان ہر مرتبہ صاحبقران سے کہتا ہے اے جوان تیرے اقبال سے میں بڑی مہلت پائی قنطور آہن کلاہ اگر اُترا پڑا مجکو یقین تھا کہ بیغیرکہے آپڑیگا اب میں نے رات بھر کی مہلت پائی میں مردِ قزاق ہوں ہزار باکوس نکلی ہوں گا کیا مجکو پا سکتا ہے ہزاروں کو آکر وہ شبخون مارینگا کہاں سے جیتا جاؤنگا جو چھوڑا دونگا ہم سے کہیں بڑے ہم لوگوں کا یہی کام ہے قلعہ آہن حصار کو جا کر تہ و بالا کر دونگا سلطنت میں خلل ڈلونگا امیر فرمایا ہے میں اے برادر نہ گھبرا دیا تو طبل جنگی بجوائے گا یا بیغیر آئیگا جواب دیا جائیگا سنعمل کھائیگا آہن حصار کی بھی تدبیر ہو جائیگی تم اس مقدمے کو ہمارے سپرد کرو جب ہم قتل ہو جائیں پھر نکلو اختیار ہے ہنوز یہ سخن ناتمام تھا کہ ہرکارے آگے سے پہنچے ہوشنگ کو دعائے جان دراز کہکے عرض کی کہ قنطور آہن کلاہ نے طبل جنگی بجوایا ہے کل صبح کو میدان کارزار میں مقابلہ کریگا حضور

نہایت مغرور ہو جام بادہ نخوت سے چور ہو ہوشنگ چاہتا تھا کہ جواب دے کہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر ہوشنگ اپنے لشکر میں بھی نوازش طبل کا حکم دو تمہارے دم سے مقابلہ کرینگے ہوشنگ نے مجبوراً چار حکم دیا لشکر قزاقان میں بھی طبل جنگی بجایا جاری ہونے لگی ہوشنگ کو نہایت تردد کتاہے قنطورآہن کلاہ نہایت زبردست ہے دیکھیے کیا ہوتا ہے اس جوان کو غیرت دلا کر سب کی جان لی یہ تو ہماری غیرت تقاضا نہ کریگی مفت میں ایک مرد سپاہی مارا جائے ہم کھڑے دیکھا کرین مقام غیرت ہے جان دینے میں سپاہی کی عزت ہے قزاق جواب دیتے ہیں حضور جوان تو وہ پنچلا ہے مگر ہم اُسکا لکھنا گوارا نہ کرینگے خود لڑینگے ہم مرنے والے ہیں کہنے سے اُسی جوان کے قلعہ سے نکلآئے ورنہ ہمارا کام یہ ہے کہ دھوکے سے رات کو لڑیں غفلت میں جا پڑیں ہلاکر کے قافلہ لوٹ لیتے ہیں اپنی تدبیر سے دشمن کو شکست دیتے ہیں اِدھر قنطورآہن کلاہ جب طبل جنگی بجوا چکا دربار برخاست کیا تخلیہ میں اگر بیٹھا ہرکارون سے پوچھا ہوشنگ و رزکس بھروسے پر قلعہ سے باہر نکلآیا ہے کیا اپنے دلمیں سمجھا ہے ہرکارون نے عرض کی ای پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان ہم جو بارگاہ میں ہوشنگ کی گئے در بابت اُسکے ایک جوان فخر رستم وسام ونریمان مقام صدر پر بیٹھا تھا ہوشنگ حضور کے نام سے کانپتا تھا اُس شیر صولت نے ہوشنگ کو مطمئن کیا کہا کہ میدان میں ہم مقابلہ کرینگے تم کیون گھبراتے ہو مگر وہ جوان رعنا حسن وجرأت میں یکتا ہے ہمنے اس حوالی میں اسکو کبھی نہین دیکھا قنطورآہن کلاہ نے پوچھا آخر اُسکا نام کیا ہے وہ بھی کوئی بڑا بادی چور ہے یا کوئی شہزور ہے کہا نہین حضور اُسکے چہرے سے آثار سروری وسالاری نمودار ہے ہاہ اوج عزت دوتا رہے قنطورآہن کلاہ نے کہا تم لوگ کیا جری بہادر کو پہچانتے ہو صبح کو بابدولت قلعہ مین چاشت کھائینگے جوان بڈھے سب کو دیکھ لینگے دونون لشکرون مین تیاریان مگر قزاق پریشان حال جانبین مین طلایہ پھر رہا ہے صدائے حاضرباش ناظرباش بلند پہر رات رہے سے نقیبون نے جوانان شیر دل کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو بسو گشتہ خروشان	
کہ فردا روز کارزار رست	
جوانان دل قوی دارید امشب	که دنیا بے ثبات و بے قرار ست
یکایک ستارہ سحری آسمان پر چمکا ابیات	
سلاحون سے اپنے خبردار ہو	جوانو جوانمرد ہشیار ہو
شہ خاور سپہر گرد ہوا	علم آفتاب نکلا جب
فوج انجم ہوئی گریزان سب	رونق تخت لاجورد ہوا
سپہ انجم سیاہ رو بہ فرار	ہوا میدان چرخ سے اکبار

شہنشاہ زمین علم بعد شوکت وحشم تخت چرخ زرجوی پر جلوہ افروز ہوا قنطورآہن کلاہ بعد شوکت وجاہ کہ گردن مست پر سوار ہو مع فوج وارد میدان کارزار ہوا ادھر ہوشنگ بارہ ہزار قزاق آراستہ کیے صاحبقران اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے ہوشنگ و رزدے صاحب سلامت ہوئی لشکر کو آگے بڑھایا ہوشنگ و رزدکو مع فوج پشت پر لیا بعد کروفر میدان جنگ مین آکر پہونچے جانبین مین صفین جنگ کی درست ہوئین نقیبان بلند آواز نے صدا دی ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہے نام اپنے بزرگون کا روشن کرو نام رستم دستند یار صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دو جاہ وجلال دنیا پر مغرور نہو عشوہ ہائے چہرہ کو دیکھکر مسرور نہو حسینان یوسف جمال کیا ہوے بعد مرنے کے چہرے چاند سے گرد وغبار مین اٹ گئے تنہائی مین

قبر کی کون کس کا ساتھ دیتا ہی منزل ملک عدم کا سامنا ہی زادراہ کی فکر کرو نظم

چار دن دیکھے تو لطف گلستان جہان — پھر تو اپنی مرغ خوش آہنگ کہان
یاد کر جب سے تو پیدا ہوا کیا کیا دیکھا — کیسے کیسے گل خندان ہوے آنکھوں سے نہان
جنسے اک دم کی جدائی نہ گوارا تھی ہمین — ایسے بچھڑے کہ نہین صفحہ ہستی پہ نشان
فلک تفرقہ پرداز کی کج بازی سے — وہ جدا ہوگئے فرقت کا نہ تھا جنکی گمان
سامنے چشم تصور کے ہین وہ تصویرین — رات دن پیش نظر ہین وہ لب و چشم و دہان
حیف وہ لب جو نہ خالی تھے تبسم سے کبھی — مسکراہٹ کے اب آثار نہین اُنسے عیان
ہیہ رخسار کہ رہین تن آغشتہ بخاک — نہ وہ ہے ناوک مژگان نہ وہ ابرو کی کمان
نہ کسی چیز کی پروا نہ وہ شوخی نہ وہ ناز — نہ وہ ہنسنا نہ کسی کے لیے فریاد و فغان
کبھی ہو جاتی تھی گل شمع تو گھبراتے تھے — ہاے کیا قبر کی تاریکی مین ہوگا خفقان
نہ جہان پر تو خورشید نہ تحریک صبا — نہ جہان اختر تابندہ نہ ماہ تابان
نہ غم شادی دنیا نہ تمیز بد و نیک — بستر نرم کی خواہش نہ تلاش لب نان
کوئی مونس نہین ہمدم نہین ہمراز نہین — طاقت نطق کہان سانس بھی دمساز نہین

صدائین نقیبون کی سنکر مردان عالم جھومنے لگے آنکھون مین نشے جرات کے آگئے دل مین ہی کہ ابطین بھر مین مرجائین نام کرجائین قنطورآہن کلاہ نے اس لڑائی کو مفت جانکر ساتھ والون کو روکا اپنا گینڈا بڑھاکر میدان کارزار مین آیا آواز دی ای قزاقان سرکش کچھ تمکو خوف نہ آیا مال سرکار کا لوٹ لیا بادشاہ عالی جاہ کہ جسکی نہیب شمشیر سے مردان عالم تھراتے ہین شیران دشت نبرد دامن صحرا سے منھ چھپاتے ہین شہنشاہ زمین علم محترم و محتشم بندۂ مقبول خداوند لقا زورمین پہلوان یکتا اب جسکو تمنا مرگ کی ہو وہ میرے مقابلے مین نکلے مگر او ہوشنگ دزد تیری جان بخشی کرتا ہون رومال سے ہاتھ باندھکے چلا آ ظہانتیری شاہ سے معاف کرادونگا صاحبقران نے مرکب صف سے بڑھایا ہوشنگ دزد گھوڑے سے کودکر رکابون سے لپٹ گیا کہا ای صف شکن قنطورآہن کلاہ برسر رحم ہی مین جاکر اصلاح کرتا ہون مال شہنشاہ کا ابھی اپنے ذمہ کرلونگا کسی طور سے ادا کردونگا صاحبقران زمان نے فرمایا ہم تم سے کہہ چکے بعد ہمارے تعین اختیار ہی بسرا جازت میدان دو تکرار نہ کرو ہوشنگ دزد نے سر جھکایا صاحبقران نے مرکب بڑھایا قنطورآہن کلاہ کی نگاہ پڑی ایک جوان شیر صولت حسین و جمیل صف سے قزاقون کی نکلا مرکب بادرفتار زیر ران کلاہ پان ہاتا ہوا دُم سے چنور کرتا ہوا تھوتھی نل غنچہ گل

زان جور کا کل چالاک و چست اعضا سب درست عیوب سے پاک نظم

کہ شبدیز خامہ کا پالنگ ہے	قمر وصف تو سن رقم کیا کرون
ملا ہے عجب رنگ مشکین اسے	اسی سے لقب اسکا شبرنگ ہی

تڑپتا ہے میدان مین سیماب وار	صبا نام رکھون تو یہ ننگ ہے	ہر ایک نعل ہر نیچہ بے مثال
قدم با قدم ہا مل جنگ ہے	قدم کی روانی کو دریا لکھون	وہ کوہ گران ہی یہ پاسنگ ہی
نہ کاوے کا محتاج ہو کس طرح	کہ وسعت جہان کی بہت تنگ ہی	

قطور آہن کلاہ حیران جمال محو دیدار ہو کر سراپا کو صاحبقران زمان کے دیکھ رہا ہے ارادہ لگا دربڑھا امیر نے ادھر ٹسپر کی لگائی کہ پانچ قدم گینڈا قطور کا دو قدم مرکب صاحبقران ایسے سور کا ہٹا قطور نے چہرہ زیبا کو نخوبی دیکھا شیر شمشناک فن جنگ مین بے باک مثل آئینہ حیران ہو کر سراپا کو دیکھا واضع رائے ناظرین ہو کہ ہوشنگ وزد بھی صف سے نکل آیا ہے محبت مین صاحبقران کی بیقرار چونکہ صاحب جرأت دلیاقت ہے اپنے مہمان کا قتل ہونا شاق ہی خود جان دینا کا مشتاق ہے قطور آہن کلاہ نے پوچھا اے جوان تو بھی قزاق ہی فن جنگ مین بڑا مشاق ہی ما بدولت کے مقابلہ مین آیا کچھ خوف کیا اپنے نام سے آگاہ کر قریب قطور آہن کلاہ ایک عیار کھڑا تھا اُس نے کہا اے پہلوان جہان مین کچھ عرض کرنا چاہتا ہون قطور آہن کلاہ نے سر جھکایا عیار دوسردار سے آپسمین سرگوشی ہوئی قطور کلام عیار سنتا ہی کبھی سر دھنتا ہی کبھی حیران ہو کر جمال صاحبقران پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ بعد عرصۂ دراز سر اُٹھایا کہا اے جوان تو ہی صاحبقران داماد نوشیروان ہی ان قزاقون سے کیونکر ملا ایسے شیر ببر کا اس بیشۂ ویران مین کیونکر گذر ہوا صاحبقران نے فرمایا صاحبقران کون مین تو ہوشنگ وزد کا نوکر ہون بدے اپنے مالک کے جنگ کو حاضر ہون قطور آہن کلاہ نے کہا اب نہ چھپایئے مفصل سبب آنیکا بتایئے ہر شخص آپکو جانتا ہے ایک ایک سنگریزہ پہچانتا ہے صاحبقران زمان نے فرمایا جو آپ کا گمان ہی شاید یہی ہو اب تو یہ میدان کارزار ہی ایسی باتون کا ذکر بیکار ہے قطور آہن کلاہ نے کہا یا صاحبقران زمان مین مدت مدید سے آپکے مقابلہ کا مشتاق تھا میرا بادشاہ شہنشاہ زرین علم اکثر خواہان ہوا کہ بر سر مسلمان لشکر کشی ہو مگر ہر امر ساعت پر موقوف ہی آپ خداوند لقا کے دشمن ہین لقا پرستون کے رہزن ہین آیئے یہ میدان کارزار ہے ہوشنگ وزد نے بھی سُنا پیچھے ہٹا اپنے قزاقون سے کہا لو صاحبجو یہ جوان امیر عالیشان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان داماد نوشیروان ہی یہان صاحبقران اور قطور آہن کلاہ سے نیزہ چلنے لگا ہوشنگ وہمراہیان ہوشنگ وزد بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین تعریف مین مصروف ہین کبھی کہتے ہین اے افسر آپ بڑے بشرہ شناس جرأت اساس ہین روز اول سے آپ فرماتے تھے یہ جوان کوئی بڑا صاحب شوکت وشان ہی یہ نہ جانتے تھے کہ صاحبقران ہی اب حضور کیا ہوگا ہوشنگ وزد کہتا ہے کہ مین صاحبقران کا ساتھ دونگا میرے واسطے آمادۂ حرب وپیکار ہے اتنا بڑا شہنشاہ عالی وقار ہی جسکا لوا ے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف سر فراز ہے لندھور ایسا بادشاہ اُسکی ملازمت سے ممتاز ہی میری کیا حقیقت ہے مجھ ایسے ہزارہا چاکران کمترین اُسکی خدمت مین حاضر رہتے ہین خداوند لقا کا ہم نبرد ہے

ایسے جوان کی نہیب شمشیر سے رنگ آفتاب عالمتاب زرد ہے بیان تو یہ صفت وثنا ہو رہی ہے صاحبقران
اور قنطورآہن کلاہ سے نیزہ چل رہا ہے چند عرصہ مین صاحبقران نے قنطورآہن کلاہ کا نیزہ نکالا قنطور
آہن کلاہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قہر و غضب مین تلوار کھینچی ہاتھ مارا صاحبقران زمان نے بار کو
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد کیا تلوار چھین لون قنطور نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کشاکش کے زور ہونے لگے گینڈا مرکب
تاب نہ لاسکے پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گئے دونون جوان کودے آپسمین کشتی ہونے لگی ہوشنگ فرد کھڑا دیکھ رہا
ہے دونون لشکرون مین صدائے تحسین وآفرین بلند ہے قنطورآہن کلاہ تین پہر کامل صاحبقران زمان سے لڑا
پر دن رہے صاحبقران زمان نے قنطورآہن کلاہ کو زیر کیا فرمایا شناخت مین پروردگار کی کیا کمتا ہے قنطور
آہن کلاہ سوچا اگر کچھ خلاف کہونگا جان جائیگی طوطے کی طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا صاحبقران زمان نے
چھوڑدیا قنطورآہن کلاہ نے اہالیان فوج کو بھی آوازدی صاحبون نے صاحبقران زمان کی اطاعت کی
جسکو مسلمان ہونا ہو میرے ساتھ رہے ورنہ میرے پاس سے چلا جاے سب فرزان لشکر اشارے کو قنطورآہن کلاہ کے
سمجھ گئے جواب دیا ہم حضور کے ساتھ ہین جسکی آپنے اطاعت کی ہم بھی اُسکے غلام حلقہ بگوش ہین اب صاحبقران زمان
طرف ہوشنگ فرزد کے پلٹے فرمایا اے ہوشنگ فرزد تم ہمارے محسن ہو مفصل حال کے مشتاق تھے اب حالات ظاہر ہو
ہمارے حسب و نسب سے ماہر ہوے ہوشنگ فرزد دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا عرض کی کہ جان میری ناخن پا پر سے
حضور کے نثار ہے آج دولت کونین حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مع بارہ ہزار قزاق کے کلمہ
طیبہ زبان پر جاری کیا بصدق مسلمان ہوا مگر قنطورآہن کلاہ نے دست بستہ عرض کی کلاہ فخر
غلام کی پایہ عرش اعلی پر پہونچایئے آج لشکر مین غلام کے دعوت نوش فرمایئے ہوشنگ
فرزد بھی شریک جلسہ ہون کل جیسا ارشاد ہوگا بجالائینگے تا حیات قدم اقدس کو نہ چھوڑینگے صاحبقران
زمان نے فرمایا اے برادر یہان ایک ایک دم مجکو زیر دم شمشیر گذرتا ہے لقا سے مقابلہ ہوا تھا
جنگ مغلوبہ مین زخمی ہوا مرکب اسقدر نکال لایا چاہتا ہون کہ اسی وقت اپنے کو لشکر مین پہونچاؤن
ایک لحہ تامل نکرون اور اے برادر یہ بھی سب صاحبون کو معلوم ہو کہ کوئی ہوشنگ کو ہوشنگ فرزد
نہ کہے ہوشنگ نوجوان خطاب دیا قنطورآہن کلاہ نے عرض کی بدل و جان قبول کرینگے مگر آج کی شب
غلام کو خدمتگذاری سے محروم نہ فرمایئے صاحبقران خلق مجسم ہین سر جھکایا کہا جو تمھاری خوشی کل صبح کو
کوچ کرینگے یہ فرماکر قنطورآہن کلاہ کے ساتھ ہوئے بارگاہ مین آئے قنطورآہن کلاہ نے بظاہر صاحبقران
زمان کو لاکر مقام صدر پر بٹھایا سامان دعوت مہیا کیا پہلو مین صاحبقران زمان کے ہوشنگ نوجوان بھی بیٹھا ناچ
شروع ہوا ایک نازنین پری پیکر بانشارہ قنطورسے صاحبقران کے آکر رقص کرنے لگی غزل

اُس لب پہ آتی مرے مرنے کی دعا ہو — مین سُنکے کہون کونسے دشمن کا بھلا ہو
جس منھ سے عنایت کا تری شکر ادا ہو — شکوہ وہ کرے پھر تو ہمین اس سے گلا ہو
احسان ہے اُسکا ترے در پر جو گرا دے — ٹھوکر ہو کوئی ضعف ہو یا لغزش پا ہو
سینہ مین فقط بار کا دم بھرتی ہے سانس — تا رایک ہے بس ایک ہی سی اسمین صدا ہو
خلوت مین جو آتے ہو کوئی اور نہو ساتھ — دل ہی مین رکاوٹ ہو نہ آنکھو مین حیا ہو
آتی ہے پری بنکے مرے گھر شب فرقت — آفت ہو تو ٹالے کوئی رد ہو جو بلا ہو
دل مانگتے ہو منھ سے مگر کچھ نہین کہتے — انسان ہو تم یا کوئی شوخی ہو ادا ہو
مین ہالہ ہون تم چاند مگر دلمین جو ہو فرق — آغوش مین ہو وصل کی شب اور جدا ہو
کیا غم مرے پہلو کو کیا دل نے جو خالی — اندیشہ ہے کچھ یار کو جاکر نہ بھرا ہو
رہ سکتے نہین غیر کے دل مین بھی وہ چھپکر — دنیا ہو فلک اور مری آہ رسا ہو
قاصد کو اُدھر بھیج کے آیا ہے جو کچھ یاد — کرتے ہین عیاں یار کا گھر بھول گیا ہو
کیا جانے کہان تھے ابھی کچھ پوچھ نہ ہمدم — کہدیجئے ٹھکانے کی ذرا ہوش بجا ہو
جو خاک مری خاک پہ ڈالے رہے آباد — آندھی ہو بگولا ہو کہ صرصر ہو صبا ہو
بیباک ہی ہونا نگہ یار کا اچھا — ملتی ہے جلال آنکھ وہ کب جسمین حیا ہو

مین محفل عیش و نشاط مین قنطورا ہن کلاہ نے اپنے سردارون سے صلاح کی کہا بھائیو مین نے حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائی اب چاہتا ہون کہ ہوشنگ و حمزہ کو گرفتار کرون خدمت مین اپنے بادشاہ کی بھیجون تمھارے نزدیک کیا مناسب ہے سب نے کہا حضور یہ مرد مسلمان ہے اسکا قتل کرنا خداوند لقا پر احسان ہے قدرت کو بڑے بڑے صدمے دیے ہین بیچارے خداوند ملک بھاگتے پھرتے ہین اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی مین آئے ہین سلیمان عنبرین موے کوہی نے دامن پناہ دیا ہے عرصہ دراز سے لڑ رہا ہے اگر آپ اسکو خدمت مین خداوند کی بھیجدے گا طرۂ پیغمبری ملیگا ہم لوگ عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز ہونگے قدرت کو ہماری خیر خواہی پر ناز ہونگے ہوشنگ و زرد بھی دل سے مطیع ہوا ہے ظاہر مین خاطر کیجیے بیہوشی پلاکے پکڑ بھیجیے قنطورا کو یہ راے پسند آئی تو اُسنے شراب مین بیہوشی ملائی مین گرمی صحبت مین اُس مست بادۂ جرات و شجاعت و سرشار ساغر دولت و شوکت کو جام شراب اُس بدمست نے دیا تو نخوت پیر مغان خمخانۂ تدبیر و دولت نے پیشکش کیا اُس ساقی بیکدۂ سخاوت کو کچھ انکار نہوا نوش فرمایا ہوشنگ و زرد نے بھی پیا صاحبقران زمان کی آنکھون کے بھی اندھیرا آیا قنطورا آہن کلاہ نے دیکھکر ہنسکر فرمایا کہ یہ شراب کیسی خراب تھی دیکھو بیہوش کر دیا جام طرب کو غم و الم سے بھر دیا قنطورا آہن کلاہ نے کہا بادشاہ بڑے بڑے ملک تباہ کیے سیکڑون بیخطا قتل ہوے یہان تمھاری قضا لیکر آئی تھی صاحبقران زمان تو ایک کہ

چاہتے ہین اُٹھین بیہوشی نے اپنا کام کیا اُس غازی بد کا یہ انجام ہوا لڑکھڑا کر گرے بیہوش ہوے ہوشنگ نوجوان کھڑے کے اُٹھا اُسکو بھی بدمستی کا جوش ہوا آخر یہ بھی گر کے بیہوش ہوا چار سو سرداران ہوشنگ اُٹھانپر ملازمان قنطورہ آہن کلاہ جا پڑے ایک کو دھنے ملکر گرفتار کیا فوج پرشنخون مارا قزاق تاب نہ لاے آخر بھاگ نکلے اُن بیمانے مال خزانہ سب لوٹ لیا بیحیے بارگاہین قیصر مین کین رات ہی کو صاحبقران و ہوشنگ نوجوان کو ایک ارابے پر لاد کر طرف آہن حصار کے روانہ ہوا جب نیر اعظم بصد درد والم محبس مشرق سے زنجیر اے شعاع مین جکڑا ہوا قلعہ نیلی حصار پر پابند گشت ہوا روشن و منور ہر ایک کوہ و دشت ہوا تکان سے ارابے کی اول ہوشنگ کی آنکھ کھلی دیکھا اپنا گھر چھوٹا یہ کیا سلسلہ ہے کہ خانہ زنجیر مین مسکن ہی طوق و زنجیر کے پابند ساتھ والون کو دردمند پایا قریب اپنے امیر با تدبیر کو مسلسل و مطوق و یکھکر بہت گھبرایا آواز دی ای آقاے نامدار آنکھین کھولیے دیکھیے یہ کیا غضب ہوا امیر بیدار ہوے ہوشنگ کے پکارنے سے ہوشیار ہوے فرمایا ای برادر کیون گھبراتے ہو جو مشیت پروردگار ہو ظاہر ہوا کہ اُس نامردنے حاقت کی دعوت مین عداوت کی ایسے ایسے شعبدے بہت پیش آئے ہین وہ مالک ہے اگر حیات باقی ہی رہا ہو جائینگے متردد نہو مصرعہ چشم من بسیار ازین خواب پریشان دیدہ است ای برادر بقول سودا زمانے کو ہر دم کامل و اکمل کے مٹانے کی کوشش ہی فلک کجرفتار گردون غدار کو ہر وقت گردش ہی نظم سودا

سوا ے خاک کہ نیچو نگا منت دستار	کہ سرنوشت لکھی ہے مری بخط غبار
چمن زمانے کا شبنم سے بھی رہے محروم	اگر نہ روووے مرے روزگار پر شب تار
کرون ہون تیز ہین دندان اشتہا ہر صبح	زمانہ سنگ ملامت سے توڑتا ہی بہار
عجب نہین ہے کہ جاتی رہی ہو دنیا سے	زبس خوشی نے مرے دل سے اب کیا ہی کنار
شراب خون جگر ہی مجھے گزک دل خویش	صداے نالۂ دل ہے مجھے ترانۂ یار
رہی نہ شیشۂ صحبت کی ہیچ کیفیت	نت اُٹھ کے سنگ سے اس سر کا توڑتا ہی خمار
زمانہ دل کو مرے اور عہد یار کو اب	شکست سے نہین دیتا ہی ایک آن قرار
زبسکہ دل ہے مکدر مرا زمانے سے	بجاے اشک مین آنکھونسے پوچھتا ہون غبار
کہان تلک وہ کرے روزگار کا شکوہ	کہ جسکے بخت کی سوگند کھاے ہی اد بار

اے ہوشنگ نوجوان وقت رنج و ملال ہی اسکا کیا خیال پروردگار کا شکر کرو وہ حافظ و نگہبان ہی اس قید و بند مین بھی اُسکا احسان ہے نامردون نے یہ کر گرفتار کیا ہے مردی و جرأت مین فرق نہین آیا گرفتہ قنطورہ آہن کلاہ جب قریب آہن حصار پہونچا پانچ کوس کا فاصلہ باقی رہا قنطورہ آہن کلاہ نے اپنے بادشاہ کو عرضی لکھی بعد القاب شاہانہ لکھا اے شہنشاہ با تمہال صاحب جاہ و جلال آپکا نیر اقبال

غلام برسرقلعہ ہوشنگ شکر کشی کرکے گیا ہوشنگ قزاق بہ صد طمطراق حمزہ عرب کو ساتھ لے کر مقابلے مین آیا
مین نے حمزہ کو بہ فن کشتی زیر کیا ہوشنگ ذردی بھی مشکین باندھ لین قلعہ مین آپ کا سکہ جاری کیا قید
صاحبقران سے کر حاضر ہوا ہون پانچ کوس قلعہ سے ہٹ کر اُترا ہون جس طرح حکم ہو قید دشمن خداوند
لقا کو لیکر قلعہ مین آؤن معاوضہ مین جرات و لیاقت کے خلعت و جاگیر پاؤن عیار نے عرضی دی اُسنے
خدمت مین شہنشاہ زرین علم کے پیش کی شہنشاہ نے پڑھکر تاج کو کج کیا تخوت سے موچھون پر تاؤ دیکر
کہا یارو قنطور آہن کلاہ نے وہ کام کیا جو بہرام فلک سے نہ ہو سکتا زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
کو گرفتار کرکے لاتا ہے جواب لکھو کہ کل بوقت سحر قید اُس سرکش کی لیکر داخل قلعہ ہو شہر تمام آئینہ بندکیا
جاے دوکاندار واہالیان شہر کو بھی خبر ہو اشتہار دیا جاے ڈھنڈھورا پٹے کہ کل دشمن خداوند لقا
کی قید شہر مین آئیگی سب اپنے اپنے مقام پر خوشی کرین بوقت سحر آمد قید کا تماشا دیکھین قنطور آہن کلاہ
نے پہر رات رہے سے لشکر تیار کیا گنہگارون کو ارابے پر سوار کیا طرف شہر کے لیکر چلا یہان صبح سے بازار
مین ہنگامہ ہو تمام دوکانین تماشا بینون سے معمور کمرون پر کبیان بناؤ کرکے بیٹھی ہین ہر ایک کی زبان پر یہی کہ ہی
صاحبجو کیا ہمارا بادشاہ صاحب اقبال ہو جسنے سلطنت نوشیروان کو مٹایا گنجاب ایسے سرکش کو مارا ملک
باختر پر لشکر کشی کرکے آیا ملک قرناکوک عقرب چشم زحل پیشانی بڑا پہلوان نامدار فخر رستم دستمند یار اپنے
سامنے فیل مست کی حقیقت نجانتا تھا حمزہ سے اگر ہم نبرد ہوا اُسکی نہیب شمشیر سے وہ بھی گردبرد ہوا آج قید ہوکر
آیا ہی یہ روز سعید خداوند لقا نے دکھایا ہی تمام امرا و رؤسا نیے صاجن مرد عورت ادنی اعلی خرد و کلان پیر جوان
قید کا تماشا دیکھنے کے مشتاق ہین ناگاہ ہلڑ ہوا اہالیان شہر نے دیکھا ایک جوان زنگ نورنگاہ پیر کنعان صاحب
شوکت و شان چہرہ ماہ تابان جلالت و لیاقت چہرہ نورانی سے عیان قید آہن مین گرفتار ارابے پر سوار
پہلو مین ایک شیر نر رستم دستمند یار سے بہتر مسلسل و مطوق عقب مین چار سو سردار نامی نامدار قنطور آہن کلاہ
آگے آگے اہتمام کرتا ہوا پشت پر ساٹھ ہزار سوار جوانان نیزہ داران قیدیون کو گھیرے ہوئے چلے آتے ہین جس
کسی کی نگاہ جمال بے مثال صاحبقران زمان پر پڑی کوئی یہ کہکر ہنسا کہ یارو آج روز عید ہو زہے سعید
ہے یہ وہ شخص ہے جسکی نہیب شمشیر سے بہرام فلک کانپتا ہے سلطنتین مٹا دین چند خداوندون
کو قتل کیا نام لات و منات مٹاتا ہے بجاے دیر مسجد بناتا ہے شکر خدا وندلات و منات ذلیل
وحقیر ہوا قنطور آہن کلاہ نے ذکر کیا اب اسکو قتل کرینگے جو اسکے قتل مین شریک ہوگا خداوند
لقا اسپر جہنم واجب کرینگے دوسرا اہل دل اُسکے برابر کھڑا تھا اس نے اُسکے منہ پر ہاتھ رکھدیا کہا
بھائی تو بیکار گردش فلک سے ہر شخص ناچار ہو دنیا مقام عبرت ہے جاے عشرت نظم سودا

	مین سخت تنگ زمانہ سے دلمین حیران ہون	کہ مہر سنگ دلان کیونکیان گئی ہو سما
	گداز عشق ہو اتنا کہ چند قطرہ اشک	مثال شمع ہے ہر بند استخوان میرا
	گذر ہوا طرف میکدہ مرا ایک دن	تہون کی چشم مین جون آئے شیشہ صہبا
	دے نگاہ جو کرتا ہون میکدہ کیطرف	گئے حواس مرے مجھ سے دیکھتا ہون کیا
	کہ مست چاک گریبان و جام چشم پُر آب	ہو آہ و نالہ مین نے گریہ در گلو مینا
	یہ حال دیکھ کے دانکا خرد سے پوچھا مین	جگہ طرب کی مین آیا ہون یا کہ جاے عزا
	دیا جواب خرد نے مجھے کہ اے نادان	مقام رنج و مصیبت ہو صاف یہ دنیا

اے برادر خوف کرنا چاہیے ہمکو یا تمکو بھی فلک گردش نہ دکھلائے خوشی مبدل بہ مصیبت ہو جائے مگر ارابہ صاحبقران زمان کا بیچ چوک مین پہونچا کوٹھون پر ہنگامہ ہو کسبیان پکارتی ہین کہ کیا حسین ہو ایک کہتی ہے بوا ظالم کی آنکھین تو دیکھ دیدہ غزال کو شرمائی ہین پلکین چھریان یا تیر جان ستان ابرو شمشیر اصفہان عارض رشک ماہ تابان ہونٹون سے مسیحائی عیان سفید دانت موتی کی لڑیان سینہ صفحہ بلور شکم تختی نور پانون ستون قصر جرأت و ہمت اور ہاتھ دستگیر جود و سخاوت سراپا سانچے مین ڈھلا ہو اے بوا یہ جوان تو نور کا پتلا ہے کوئی چاہتی ہے اپنے کو کوٹھے سے گرادون کسی کا قصد ہو کہ جان و مال نثار کرون ایک کھیلی کھائی کہتی ہے اس جوان کو پاؤن تو کلیجہ مین چھپالون قنطور آہن کلاہ کا سردار مغرور خرس پیکر صاحبقران زمان کے ارابے کے قریب ہے امیر نے فرمایا اے پہلوان دوران ذرا حکم دو چند ساعت کو ارابہ ٹھہر جائے ہم بھی تمہارے شہر کی کیفیت دیکھ لین اتفاق سے قید ہو کر گذر ہوا بہت آباد مقام ہے ملک زرین زمین حسن خیز نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہے پریون کا اکھاڑا حورون کا جمگھٹا ہم بھی سب کو دیکھین آنکھین سینکین بہ قول شاعر مطلع غیر آنکھین سینکین اور اپنا دل مضطر جلے وہ اے بے دردی کوئی تاپے کسی کا گھر جلے مغرور نے کہا بادشاہ کا حکم آچکا ہے ارابہ نہ ٹھہریگا امیر نے فرمایا او بیحیا تجھ سے بجز کہا تو نے جواب بہ نخوت دیا ہم چند ساعت یہان ضرور ٹھہرینگے مغرور نے کہا قیدی کا کیا اختیار مسلسل مطوق مجبور تا چار امیر نے فرمایا مجبور نا چار تو ہو گا کلام سخت کرگا تو لے آبرد ہو گا یہ فرما کر دونون ہاتھ شیرانہ ارابے پر جمائے بقوت تمام للکار مار آرابہ چلتے چلتے رک گیا بیل دیو بگڑے رسیون کے سڑاکے پڑ رہے ہین قدم نہین اٹھا سکتے تک تک کی صدائین بلند گاڑی بان دردمند غل شور مچا رہا قیدی بگڑ گیا اور نہین بڑھتا مغرور نے اشارہ کیا نیزہ داردن نے سناہاے نیزہ جسم سے صاحبقران کے ملا دین جسم اطہر مین گیا تمام بدن فوارہ بن گیا فرماتے ہین او نامردمک سنان نیزہ سے کیا ڈراتے ہو سر بھی کاٹ لو تو اپنی ہی کرین ثابت قدمان کوے جرأت ہین لاش بھی اسی مقام پر دفن ہو گی اب امیر چہار جانب سر اٹھا کر

غریب زینت شہر کو ملاحظہ فرما رہے ہیں عمارتیں قطع دار سجا ہوا بازار ہر سمت بیوپار ہو رہا کیا صاحب ہمت ولیاقت تاجران عالم اسوقت جمع ہیں خواجہ خورشید بازرگان جہان گشت ہیں ہر ایک اقلیم میں جاتا ہے تلوار ہیں سپر ہیں نیزہ و تیر و کمان شاہان و پہلوان اسی تاجر سے خریدتے ہیں اُسنے دیکھا کہ صاحبقران زمان نے لنگر مارا اور مغرور خرس پیکر تیغہ کھینچکر چلا کہتا ہوا کہ ابھی اس قیدی کا سر کاٹے لیتا ہوں ابھی اس سرکشی کی سزا دیتا ہوں خواجہ خورشید نے مغرور خرس پیکر تھام لیا کہا اے پہلوان دوراں اگر اسوقت اس شیر بیشۂ یکتائی کا سر کاٹ لوگے خوب سمجھ لو اسکے فرزندان ارجمند سرداران جرات پسند قیامت ہیں پاک تینگے قلعۂ آہن حصار میں آگ لگا دینگے اور ستم خصال ہیں ہر سال اسکے لشکر میں جاتا ہوں نفع کثیر پاتا ہوں خداوند فرعون شاہ پر جب سامان لشکر کشی ہوئے ہفت دربند فرعونیہ کے تمام عالم میں جاہ و جلال مشہور ہیں مشیر خدائی ساحر شمش تھا ایک ایک پہلوان بادشاہ سرکش تھا در بند اول سہیلیہ سہیل جرم پوش نوجوان خوشرو کئی مہینے آپکے لشکر سے لڑا آخر زیر ہوا دیگر دربند نقرہ کوہ بادشاہ سکندر شاہ نقرہ کوہی ایسا صاحب شعبدہ تھا کہ لشکر خداوند لقا سامنے سے لشکر اسلام کے غائب ہو گیا جرات اسکا نام ہے کہ یہی شیر دلیر آمادہ ہوا کہ تلوار کھینچکر دریا میں کود پڑونگا اندر قلعہ کے جاکر خداوند لقا کو گرفتار کرونگا پھر لقا بالباس سیاہ پوش سے لڑائیاں اسکے ہاتھ سے سرداروں کی صفائیاں کیسے کیسے ساحر و پہلوان مارے زمین تھراتی تھی زبان دشمن سے تحسین و آفرین کی صدا آتی تھی جانشین انکا دارا ہے ہندرستم زمان لندھور بن سعدان ٹھاروسو من کا گرز کاندھے پر رکھکر میدان میں آتا ہے جسکی نہیب و سطوت سے چرخ چنبری تھراتا ہے اُس ایسے رشک رستم کو اس جوان دیوکش نے بارہ برس کے سن میں جاکر زیر کیا اسکا فرزند دلبند انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان تہمتن مدبع الزمن گرد لشکر شکن ملک سنجان میں یکہ و تنہا سپوچاد تخت گنجاب ملکہ گوہر ملک معشوقہ فرزند خداوند لقا پر عاشق ہوا چار باغ ملک حرمان سے اسقدر شجون لشکر گنجاب پر مارے کہ کئی سو فہرستنامی دونامور قتل کیے فوج کا کیا شمار آخر گنجاب کے مالک قبضہ میں کیے جنگ ہفت صف میں ساتوں صفیں توڑیں کمربند گنجاب میں ہاتھ ڈال دیا تمام عالم نے دیکھا کہ دست حق پرست پر بلند کیا اے پہلوان ایسے شیر دلیر کو اس خطا پر قتل کرتا ہے اسکے فرزندان و برادر و پہلوانان عالی وقار سے نہیں ڈرتا ہے میں جاکر بہ لطف عرض کرتا ہوں وہ لنگر اپنا اُٹھا لینگے مغرور خرس پیکر یہ حالات جلالت آیات سنکر تھرا یا رک گیا گر خواجہ خورشید بازرگان قریب صاحبقران زمان کے آیا جھک کر سلام کیا امیر نے جواب سلام دیا اور بخندہ پیشانی فرمایا اے خواجہ خورشید اس شہر میں کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی خبر شنکر زیارت حضور کا مشتاق ہوا اسوقت سنان نیزہ سے جسم حضور کا فگار ہے جرات آپ کی مثل آفتاب عالمتاب روشن و آشکار ہے وہاں دربار میں بادشاہ کے سردار جمع ہیں جاکر وہاں شیرانہ کلام کیجیے اے شہریار حفاظت جان بھی واجب و لازم ہے آپ کی شمشیر زنی سے ستون قصر جرات قائم ہے

صاحبقران نے فرمایا اے خورشید ایسے ایسے معرکے بہت گذرے نامردوں نے مکر سے سالہا سال قید کیا جفا ئین اٹھائین اس زحمداری کا کیا افسوس ہے یہ فرماکر میرنے دست حق پرست اٹھائے ارابہ سبک ہوگیا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ صاحبقران زمان کی قید کے آنے سے ایک دن پیشتر مشہور ہوا تھا کہ داماد نوشیروان سرکوب کفاران زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کو قید کرکے فقطور آہن کلاہ لاتا ہے وزراء وامراء واہالیان شہر تماشا دیکھین یہ خبر محل مین شہنشاہ زرین علم کے ناظرون نے پہونچائی شاہ مذکور کاشانۂ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہے ایک دختر بلند اختر ماہ جبین حسین نیکو سرشت رشک حور بہشت شیرین کلام ماہ عالم افروز نام کنیزون نے آکر کہا حضور آپکے والد نامدار بڑے صاحب اقبال ہین کہ داماد نوشیروان قید ہوکر آتا ہے تمام شہر آئینہ بندہے تمام اہالیان شہر واسطے تماشے کے جمع ہین آپ بھی چلکر ملاحظہ فرمائیے مقام عیش وفرحت ہے ملکہ ماہ عالم افروز نے پوچھا کہ یہ تو اکثر سنا ہے وہ نوجوان بڑا زبردست ہے مگر لفظ نوشیروان سنکر یہ خیال آیا ہے کہ کونسی دختر بلند اختر شہنشاہ بلند اقبال کی اس جوان کو منسوب ہے ملکہ پروین وزیرزادی نے دست بستہ عرض کی حضور یہ قصہ طول وطویل ہے داماد ہونیکی یہ دلیل ہے دختر شہنشاہ ہفت کشور ملکہ مہرنگار سمن عذار سمی قدماہ پیکر نازنینان جہان کی فخر شہرہ حسن وجمال نکاہفت اقلیم مین تھا جوان قید ہوکر جو آیا یہ بھی آفتاب عالمتاب عربستان شیر جوانمرد قاتل پہلوانان نامی ملکہ دشمن شہنشاہ حشام بن علقمہ لخیری کہ جسکا نوے ارج کا قدوقامت تھا جسکی ہیبت سے فیل مست صحرا سے نہ نکلتے شیر دم دبا کر بھاگتے تھے تاج وتخت نوشیروان چھین لیا تھا اس جوان نے اُس کو بہ تمثال کوہ بہ یک ضرب شمشیر دوپیکر کاٹے کیا شاہ کا تاج وتخت لاکر دیا ملکہ مہرنگار ایسی گلعذار کو اس ماہ اوج اقبال سے منسوب کیا اسوجہ سے داماد نوشیروان مشہور ہوا آخر مین فساد برپا ہوے نوشیروان نے بڑی بڑی شکستین کھائین دلتین اٹھائین علاوہ ملکہ مہرنگار دوسری دختر نوشیروان فخر جہانیان جہان ملکہ مہرگہ تاج دار تھی اس جوان کے عقد مین آئی پس حضور یہ شیر بیشۂ عربستان ملقب بہ ثانی سلیمان حسن وجمال مین یکتا ہوا نتہاے سرکشی یہ ہے کہ خداوند تعالی سے لڑ رہا ہے شہر دون شہر دون بھگاتا پھرتا ہے نہین معلوم کیا افتاد پڑی کہ فقطور آہن کلاہ اس صاحب حشمت وجاہ کو قید کرکے لایا ہے ملکہ ماہ عالم افروز یہ قصۂ جانسوز سنکر دل وجان سے دیدار فرحت آثار امیر باتوقیر کی مشتاق ہوئی سر بازار چوک مین ایک قصر شاہی تعمیر ہے اسمین ملکہ مع پروین وزیرزادی وچند انسان خاص ہمدم باخلاص جلوہ فرما ہے جسوقت یہ ہنگامہ ہوا یعنی صاحبقران زمان نے لنگر مارا ہلڑ ہوا قتل کرو قتل کرو قیدی بگڑ گیا ملکہ ماہ عالم افروز سے پروین وزیرزادی نے کہا حضور دیکھئے قید مین وہ جوان بگڑ گیا ہے ہلڑ ہو رہا ہے ایسا زبردست ہے ارابہ نہین بڑھتا ہے ملکہ ماہ عالم افروز بصد ناز وادا مسند ناز سے اٹھی ترہب چلمن آئی جھانک کر دیکھا جمال خورشید مثال صاحبقران زمان پر نگاہ پڑی دیکھا سر برہنہ سے فرد شوکت آشکار چہرے سے جلالت وشوکت نمودار شیر خشمگین ستم چشم یوسف جمال آسمان لیاقت کا ماہ کمال پاے اقدس سے ثابت قدمی پائی جاتی ہے دست بازو قوی تیور پر برہمی

نظم جلال

ہر بار کوندتی ہی وہ بجلی نگاہ مین — کھلتی نہین ہی آنکھ تری جلوہ گاہ مین — حسرت تھی دید کی جو تری جلوہ گاہ مین
کچھ دل مین ہم وہ لیکے چلے کچھ نگاہ مین — کچھ ٹھنڈی گرمیان سی جو تھین میری آہ مین — وہ بھی تو دیکھتا ہون انھین کی نگاہ مین
دل سے لبون تک آنے کا بھی حوصلہ نہین — کہتا ہی نالہ یاس بٹھا دیگی راہ مین — اللہ ری تیرگی کہ برنگ شب فراق
تارے گنا کیا ہون مین روز سیاہ مین — لے ڈوبے دل کو دیدۂ تر واہ رے سلوک — یوسف کو بھائیون نے کیا غرق چاہ مین

ملکہ ماہ عالم افروز نے بے اختیار آہ کی کسمپرسی زبان سے یہ نکلا **غزل**

آنکھون مین ہو کے دل مین قدم رنجہ کیجیے — تکلیف ہوگی تھوڑی سی گردش ہی راہ مین
چمکا ہی صبح تک مرے سینہ کا داغ بھی — چشمک چلی ہے رات کو کیا مہر و ماہ مین
کیا مجھ سے بچتی پھرتی ہی قاتل مری قضا — اگر چھپی ہے تیغ ادا کی پناہ مین
آہون کے جوش نے تہ و بالا کیا ہے دل — آندھی اٹھی ہے میرے جہاز تباہ مین
یون آہوان دشت کی آنکھون مین کھپ گئی — سبزی رہی نہ سبزی لحد کی گیاہ مین
شوخی فریب سحر فسون لاگ شعبدہ — کتنے کرشمے دیکھے تری ایک نگاہ مین
بے یار صبح و شام ہی آنکھون مین ایک سی — ہمکو نہین تمیز سفید و سیاہ مین
کیا اُسکے آگے بیٹھے ہین عاشق ڈرے ہوے — آواز تک نہین ہے غریبون کی آہ مین
جاگا کوئی تو صبح کو ہمپر کریگا حشر — فتنے بھی سو رہے ہین تری خوابگاہ مین
پہنچے نہ کوے یار تک آخر ہم اے فلک — بیٹھی نہ خاک اُٹھ گئی دیوار راہ مین
مین نالے کرتے کرتے قیامت مین رہ گیا — چٹکی وہ لی کسی نے دل دادخواہ مین
اب کیون ڈرین گناہ کرین شوق سے جلال — لکھنے ہی کی جگہ نہین فرد گناہ مین

دیگر

رکتا ہو دم نفاق عجب جسم و جان کے ہین — کیون اے فراق دوست یہ جھگڑے کہان کے ہین
چھپتے نہین گواہ یہ سوز نہان کے ہین — چند اشک گرم ہین کئی چھالے زبان کے ہین
اے آہ اُنسے پہلے سمجھ بجھ بار رہین — آثار دیتے ہین جو شریک آسمان کے ہین
گستاخ نالے کرتے ہین مین بھول ہی گیا — احسان مجھ غریب پہ ضبط فغان کے ہین
فریاد ہم کرین بھی خدا سے تو کیا کرین — مارے ہوے تغافل جور بتان کے ہین
منزل مین لیکے بیٹھ گیا ہے ہجوم یاس — تھکتے نہ ہم تھکائے ہوے آسمان کے ہین
اپنا غم فراق نے دونون کو کر لیا — اب دل جگر ہمارے نہین میہمان کے ہین
عاشق تری گلی سے نجائینگے بے مٹے — نقش زمین ہین داغ دل آسمان کے ہین

نقشِ قدم پکارتے ہین راہ عشق مین — مٹ جاے حوصلے جسے نام و نشان کے بین
حسرت ہے بسملون کو بھی دم توڑیے تو یون — انداز جان کنی وہ ترے نیمجان کے ہین
زیر مژہ ٹھہر گئے عارض پہ رہ گئے — رنگ آنسوون کے چال مین مجھنا تو انکے ہین
دل دیکھنے کو کہتے تھے دل چیر لیجیے — پہلو نئے نئے تمہین یا دامتحان کے ہین
رحمت کچھ آگے بڑھ کے اُنہین لیگی اے جلال — جو بھی بھے حشر مین پیر مغان کے ہین

یہ اشعار آبدار عشق خیز وحشت انگیز زبان پر جاری بدحواس جھکی ہوئی سراپا کو دیکھ رہی ہے سبوت عشق مین دل مین جوش محبت آنکھون مین نشہ بادہ عشق کی کیفیت پیشانی پسینہ آلود فوج رنج و مصیبت سامنے موجود دست حق پرست صاحبقران نے ارابے سے اُٹھائے خون جسم سے بہتا ہوا نکلتا ہین خشم آلود پلکون سے سرکشی آشکار تیر مژگان کلیجہ مین ملکہ ماہ عالم افروز کے گڑ گئے قلب و جگر مین ناسور پڑ گئے ہاے کہکر سینے پر ہاتھ مارا بے اختیاری کہا ہاے ستم غزل

ہمیشہ مستعد کار ستم رہین پلکین — کبھی چھری کبھی نیزے کی دھار رہین پلکین — سیہ گھٹا مین برستی ہین جیسے بارش مین
فراق یار مین یون اشکبار رہین پلکین — یہان گذرتی ہے آنکھون مین رات دیدی کی — گواہ طول شب انتظار رہین پلکین
وہ آنکھ جس سے پھری اُس سے پھر گئین یہ بھی — شریک گردش سیل و بہار رہین پلکین — کھڑی ہو سینون کو تانے ہو صف عشاق
سنبھالین نیزے اگر نیزہ دار رہین پلکین — یہ کاوش مژہ لیجائے گی کہین پس مرگ — کہ اپنے کام مین زیر مزار رہین پلکین
جگر کی پھانس ہے مژگان یار کی الفت — جو دل مین چبھکے نہ نکلین وہ خار رہین پلکین — غضب ہے شوخ نگاہی تمہاری آنکھون کی
کہ جسکو دیکھ کے خود بیقرار رہین پلکین — جھپک گئی تھین شب ہجر مین کہین ابدل — ہماری آنکھ سے کیا شرمسار رہین پلکین
نہ لگ چلے بت آہوے چشم یار سے دل — کہ تیر اگن ضیغم شکار رہین پلکین — پہنچ سکین نہ گریبان صبح تک شب ہجر
دراز دست تری گوشوار رہین پلکین — رُلا رہی ہے الہی یاد حق جو آنکھون مین — جگر کے ٹکڑے ہین منصور وار رہین پلکین
جلال شارون مین کیا کچھ نہین یہ کہتے — زبان چشم سخنگوے بار رہین پلکین — ان اشعار نے اور زیادہ آگ بھڑکائی

کشاکش سے جان لب پر آئی اس کو چہ سے نا آشنا ضبط نہو سکا دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا آہ دل پُر درد سے کھینچی شمع سحری اسرائی زمین پر گر کے بیہوش ہوئی کنیزین گھبرائین پروین وزیر زادی ہمراہ داری کی دوڑی سر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصہ دراز ملکہ نے آنکھ کھولی پروین نے پوچھا حضور خیر تو ہے مزاج اقدس کیسا ہے نرطہ نزاکت سے غش آگیا اسطرح کبھی کسی قیدی کو کاہے کو دیکھا تھا بیچارہ مصیبت کا مارا ہاتھ مین ہتکڑیان پانوون مین بیڑیان گلے مین طوق گران نگوڑے نیزہ دار گھیرے ہوے آب چشم دل آخر نہ دیکھا گیا یہ انجام ہوا ملکہ ماہ عالم افروز نے پروین کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر اُٹھ کر دوڑی اس اشتیاق مین قریب چلمن کے آئی کہ ماہ اوج دلبری کو اور ایک نظر دیکھ لون دل نا صبور کو تسکین دون جو آکر دیکھا قید صاحبقران کی جا چکی تھی بازار

ہین سناٹا گویا کوئی شہر کو لوٹ لے گیا دوکانین ویران بازار سنسان وہ صورت زیبا نظر نہ آئی زبان سے
کچھ کہ سکی مگر مثل تصویر تصور خاموش ہو رہی ہر چند پریون نے پوچھا کچھ جواب نہ دیا اشارہ کیا سواری لاؤ خانہ
آیا اسیطرح خاموش باغین اُتری گل لالہ دیکھکر اور دلکو داغ ہوا بارہ دری مین آکر بیٹھی پریون حیران کہ کیسا ہمارا
ستارہ گردش مین آیا یہ ماہ آسمان خوبی کلام نہین کرتی سر جھکائے ہوئے مثل تصویر خاموش بیٹھی ہے مگر حال
صاحبقران سنیے کہ قنطور آہن کلاہ مغرور خرس پیکر قید کو صاحبقران کی پیے در پاریین شہنشاہ زرین علم
کے پہونچے تمام فوج کے سپہ سالار مرکش دربار مین جمع ہین مغرور خرس پیکر سر زنجیر تھامے ہوئے اندر دربار کے لایا
صاحبقران کی جو نگاہ اُس بارگاہ ضلالت پر پڑی موافق طریقہ اسلام کے سلام کیا قنطور آہن کلاہ
قریب شاہنشاہ زرین علم کے زنگل پر جاکے بیٹھا پہلے شاہنشاہ نے قنطور آہن کلاہ سے پوچھا تو نے قلعہ
ہوشنگ پر امیر کو کیونکر پایا غرض کی چند عرصہ سے زخمی ہوکر آئے تھے ہوشنگ دزدنے علاج کیا بروقت میرے
پہونچنے کے موجود تھے جب مین نے طبل جنگی بجوایا میرے مقابلے مین نکلے مین نے دوپہر کی کشتی مین زیر کیا فوج
ہوشنگ پر جا پڑا اسکی کیا حقیقت تھی کمر مین ہاتھ ڈالکے فاش زمین سے اُکھیڑ لیا شاہنشاہ زرین علم
یہ حال سُن چکا تھا کہ صاحبقران نے بطور سلام سلام علیک کی شاہنشاہ زرین علم نے کہا کیون حمزہ
دیکھ خداوند تعالےٰ نے تجھکو کیسا ذلیل کیا ابھی سرکشی باقی ہے صاحبقران نے فرمایا او نامرد انی وابدی سرکشی
کو ہماری کہنے مٹایا اگر تجھ ایسے نامرد کے سامنے قید ہوکر آیا تو کیا خوف ہے تیرے دربار مین کوئی ایسا ہے کہ
ایک ہاتھ کی ہتکڑی نکالدے اور پھر اسیطرح پابند کرے شاہنشاہ نے کہا کہ میرے سردار نے تجھکو بزدلی و نامردانگی
سر میدان زیر کیا نہین شرماتا یہ وہی مثل ہو کہ رستی جلگئی مگر بل نہین جلا صاحبقران کو نہایت غصہ آیا
فرمایا اس نامرد سے دریافت کر میدان کارزار مین مین نے اسکی مشکین باندھین اس ملعون عہد شکن نے بقاعدہ
لعنت کی مسلمان ہوا اطاعت کا عہد و پیمان ہوا دعوت مین بیحیائے عداوت کی بیہوشی دیکر مجھکو اور ہوشنگ کو
گرفتار کیا اب تبلا نامردی کا کسکی نظر ہوا شاہنشاہ زرین علم نے قنطور سے کہا حمزہ کیا کہتا ہے تو نے اسے
کہ سے گرفتار کیا صاف صاف تبلا کیا معرکہ گذرا قنطور کہا شر یا بادشاہ سے کہا اے شاہنشاہ حمزہ جھوٹا ہے
آپکے سامنے مکرتا ہے اسکے قول کا کیا اعتبار بقول سعدی مصرعہ باطل ست انچہ مدعی گوید بادشاہ سے یہ کہکر
طرف صاحبقران کے متوجہ ہوا کہا کیون حمزہ کب میدان مین مجھکو زیر کیا مغرور خرس پیکر زنجیر تھامے کھڑا تھا
آواز دی کہ او مغرور اس دشمن خداوند کا سر کاٹ لے یہ مغضوب بارگاہ خداوندی بڑا زبان دراز ہے اپنی جرأت پر رہتا
تا رہا پس مغرور نے سر زنجیر کو جھٹکا دیا کہا او حمزہ خاموش نہین رہتا یہ کہکر تلوار کا ہاتھ مارا امیر نے ہاتھ اٹھا دیا سلسلہ
جنبانی طرف سے کارساز مطلق معبود برحق کے ہوئی تلوار اُس نامرد کی ہتکڑی پر پڑی وہی تلوار باعث دستگیری ہوئی یعنے

ہتکڑی کٹی پس امیر نے غصہ مین قید آہن پر ہاتھ ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا شعر خلیل اللہ بسم اللہ بر گفت ؛ بہ نعرۂ اولین این قید بشکست ؛ قید کو توڑ کر مثل تار عنکبوت پھینکدیا ہتکڑی مغرور خرس پیکر پر کھینچ ماری مغرور خود سر کا سر پھٹا چرخ کھاکر زمین پر گرا ضرب دست صاحبقران سے ملعون کو سرسام ہوگیا تڑپ کر داخل جہنم ہوا اسی کی تلوار صاحبقران نے اٹھائی ہوشنگ وزدمع چار سو سردارون کے قید آہن مین مبتلا تھا امیر نے

نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران شعار مصنف

منم اختر برج عز و جلال	منم آفتاب سپہر کمال	سمندون بہ پیشم فراری شدہ
ہم عفریت از تیغم عاری شدہ	ہمین قاف از کفر شد پاک صاف	سلیمان کوچک لقب شد لقاف
ہمہ شہر آباد اسلام شد	کہ صاحبقران در جہان نام شد	بارگاہ شاہنشاہ زرین علم مین

لڑنے لگے کئی زخم کھائے مگر ہوشنگ نوجوان کو بھی قید سے چھڑایا چار سو جوان چھوٹے مثل شیر خشمناک مصروف جنگ ہوے قنطور آہن کلاہ نے آواز دی او حمزہ مین آہو پنجا دیکھ پھر گرفتار کرتا ہون مگر فہران نے یہ کو آواز دے رہا ہے ہان یارو بلوہ کرکے ان جوانون کو گرفتار کرلو ہوشنگ وزد کو بھی پکڑ لو کفار نے بلوہ کیا صاحبقران ہرچند چاہتے ہین اپنے کو قریب قنطور پہونچا دون مگر یہ ہیجا ہمراہیان ہوشنگ کے جا پڑا دو چار کو قتل بھی کیا مگر قریب صاحبقران کے بھی نہین آنا الگ الگ لڑ رہا ہے شاہنشاہ زرین علم نے بھی حکم دیا ہے ہزارہا کفار اندر بارگاہ کے آگئے مگر صاحبقران شیرانہ پلنگانہ رستمانہ لڑ رہے ہین کیا عجب ہے کہ زبان تیر دکلۂ عمود سے صدائے تحسین وآفرین بلند ہو کمانین بازوے تہمتنی پر قربان تیر سجے ہوے ترکشون مین طائر پرہند دیدۂ جوہر تیغۂ خونخوار اسرار نظر بند مگر حال سنیے یعنے وہ گرفتار دام عشق ومحبت اسیر زندان الفت صاحب محنت وغم اندوز یعنے ملکۂ ماہ عالم افروز اپنے باغین یا دگل رخسار محبوب وخیال سرو قد مطلوب مشتاق دیدار فرحت آثار صاحبقران مضطر ودلریش وپریشان مثل تصویر تصور دل ہی دلمین پیچ وتاب کھاتی ہے زلف مسلسل امیر باتقریر یاد آتی ہے پریشانی بڑھتی جاتی ہے رخصت عقل وہوش دریاے محبت کا جوش عالم اضطرار آتش الفت شعلہ بار پروین وزیرزادی دم بدم پوچھتی ہے حضور کلام کیجیے خاموش نہ بیٹھیے کیا حضور سوچتی ہین کچھ ہمسے تو فرمائیے لونڈی سے نہ شرمائیے ملکہ نے سر اٹھاکر دیکھا آنکھون سے آنسو نکل آئے مگر زبان سے کچھ نہ کہا گویا رمز شعر مفہوم دہن بالکل معدوم کلام کرے تو دہن ثابت ہو جائے چپکے رہنے مین وہ لذت مل رہی ہے کہ زبان سے بیان نہین کرسکتی دل سے کہتی ہے اظہار عشق معیوب ہے خاموش رہنا خوب ہے کہ سامنے سے یکایک ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی عرض کی داروغہ یہ گلوڑا مونڈی کاٹا قیدی دربار شاہنشاہی مین جا کر بگڑ گیا قید توڑ ڈالی دربار مین کس زور وشور سے لڑ رہا ہے سرکش کے ہاتھ کٹین دیدے پھوٹین سیکڑون ملازم شاہنشاہ کے مار ڈالے مین نے محل کے کوٹھے سے دیکھا سیکڑون سر کٹے

ہوے پڑے ہین بس یہ زبان درازی اُس کنیز بے تمیز کی سنکر ملکہ جھلا کر بول اُٹھی او حرامزادی بدزبان کسی شریف جری بہادر صف شکن تیغ زن کو کلمات لاطائل کہنا کسنے سکھایا ہے خوف نہین آتا ہی ہمارے دربار مین یہ طریقہ نہین یہ کہکر آواز دی سنبل پانچ کوڑے حرامزادی کو لگا دے مگر آنکھین نکال لے اُسکو تو کنیزون نے کھینچا شمشاد بڑھی کہ واری اُسکو دار پر چڑھا دون نگوڑی کو سرکشی کی سزا دون ملکہ نے منہ پھیر لیا اُسکو تو جواب دیا مگر پروین سے کہا ہوا چلو کوٹھے پر سے دیکھین بڑا غضب ہوا افسوس اس جوان نے اپنی جان کا پاس نہ کیا کیون پروین انشاء اللہ بڑا صاحب طاقت ہی قید آہن کو توڑ ڈالنا ہی بات ہے اُنکا خدا نے نادیدہ اُنکو بچاے پروین یہ دعا کر کہ اس غربت مین خدا نخواستہ سرکٹ جاے مگر آبرو مین فرق نہ آے اتنا تو دریافت کر کہ کس بات پر بگڑے کیون قید توڑی پروین نے اُس خواص کو بلایا بمجت پوچھا تجھکو کچھ معلوم ہی اس گنہگار نے قید کیون توڑی کیا سبب ہوا زنجیر آہن جسکے پا مین ہتکڑیان ہون کس سلسلہ سے توڑی تقریر مسلسل ملکہ عالم کے سامنے بیان کر کنیز نے دست بستہ عرض کی حضور یہ نوجوان جب دربار مین پہونچا قنطور آہن کلاہ سے کچھ تکرار ہوئی قنطور نے بادشاہ سے کہا مین نے یہ جرات زیر کیا یہ سر بغلان تھا بیہوش کر کے لایا یہ مگر بگڑا ہے مغرور خرس پیکر نے بموجب حکم قنطور ہاتھ تلوار کا مارا قیدی کا بڑا خدا زبردست ہی ہتکڑیان کٹین ہاتھ الجھن سے چھوٹے بس حضور اُسنے قید کو توڑ ڈالا خانہ زین مین غل ہوا لڑائی پڑی ہی ابتک اُس پر کوئی دست انداز نہو سکا زخم دار ہی مگر بلاے روزگار ہے ہوشنگ وزد کو بھی چھڑا لیا اب حضور بارگاہ مین تلوار چل رہی ہی یہ شیر خشمناک شمشیر زنی مین بیباک لڑائی مین چست و چالاک یقین ہے سبکو قتل کر کے شہر مین اپنا دخل کرے گا تعریف صاحبقران عالیشان سنکر ملکہ مسکرائی سر جھکا لیا چپکے سے کہا بوا تیرے منھ مین گھی شکر اب ملکہ برسر بام آئی جھروکون سے آکر دیکھا قیامت برپا ہی مگر صاحبقران بصد شوکت و شان شیرانہ رمۂ گوسفندان مین شمشیر زنی کر رہے ہین اس کیفیت سے لڑ رہے ہین کہ شعر

ترک خنجر دار گردون سر دم از چرخ برین	نرم او میدید و میگفت آفرین صد آفرین

جب کوئی ہاتھ صاحبقران پر مارتا ہے ملکہ گھبرا جاتی ہے الامان کی آواز زبان سے نکلی جاتی ہی جسطرح کوئی بیسر پر لڑتا ہے یون ہاتھ اُٹھا دیتی ہے کبھی کلیجہ پر ہاتھ کبھی منھ پیٹ لیتی ہے کبھی ہاتھ اُٹھا کر دعا مین دیتی ہی اے حمزہ کے خدا نادیدہ اگر تو برحق ہے اپنے بندۂ خاص کو بچاے غربت مین مصیبت سے امان دے یہ دشمن سب اندھے ہو جائین یہ بچاے غریب الوطن لڑ بھڑ کر نکل جائین اب ملکہ نے دیکھا دن بہت قلیل باقی ہے امیر لڑتے بھڑتے قریب قنطور آہن کلاہ پہونچے ملکہ را او قنطور تو نے مجھکو دو پہر مین زیر کیا تھا اب مین آیا تلوار کا وار کر شیر دون سے آنکھ چار کر ہوشنگ نوجوان بھی لڑتا بھڑتا اُسی مقام پر پہونچا جب قنطور تلوار کھینچکر بڑھا ملکہ بہت گھبرائی کمالو پروین غضب ہوا وہ بنڈیلا اُس شیر کے مقابلے مین جاتا ہی دیکھ پروین مقام انصاف ہی قنطور کے ساتھ بڑے بڑے سردار یہ بیچارے غربت مین گرفتار نہ مونس نہ غمگسار انکا اعتقاد انکو بچائیگا خدا نے نادیدہ اگر برحق ہی یہ زبان دراز منھ کی کھائیگا اے پروین

اسوقت قنطور کے ہاتھ سے اگر یہ شیر بچگیا مین خدائے نادیدہ کی معتقد ہو جاؤنگی بیشک خداوند لقا پر لعنت کرونگی
ای بوا پروین تم خفا نہو نا میرے اسوقت حواس درست نہین ہین ایس شیر کی غربت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہے دیکھ پنڈا پسینا ہو گیا
سر مین خلل پیدا ہوا مین نے ایک کتاب مین لکھا دیکھا یہ جو لڑ رہے ہین انکے مولوی کی کہی ہوئی تھی اُنسے یہ مضمون
تحریر کیا عجب تقریر دلپذیر تھی کہ پونے دو سو خدا کیسے دو بادشاہ تو ایک ملک مین سلطنت کرنہین سکتے اتنے خدا کیونکر ہوے
سراسر خلاف اعتقاد صاف یہ ہے کہ خداوحدہ لاشریک ہے کیون پروین یہ بات سچ ہے نزدیک ہے اُسدن سے میرے دل مین
کھلبلی ہے لو اب امتحان بھی ہوا جاتا ہے یہی مذہب حق کے امتحان کی فال ہے ناحق دلکو ملال ہے اگر صاحبقران
زمان غالب آئے انکا دین سچا ہے وحدہ لاشریک یکتا ہے پروین نے کہا واری یہ تقا سے مطلب نہ خدائے نادیدہ
سے کام آپ ہماری خداوند ہین اس جوان کے واسطے دردمند ہین ہم بھی دعا کرتے ہین قنطور بھڑوے کے ہاتھ پوٹین
آنکھین پھوٹین کتے کی موت مارا جائے یہان تو یہ باتین مگر قنطور مغرور تیغہ کھینچے ہوئے کف منہ سے جاری قریب
صاحبقران پہونچا تلوار کا وار کیا اُسوقت اُس مقام پر انتہا کا ہنگامہ ہے زور و شور سے تلوار چل رہی ہے ہوفنگ
نوجوان بصد شوکت و شان پشتیبانی مین صاحبقران کی جان لڑا رہا ہے جیسے ہی قنطور آہن کلاہ نے تیغہ کا وار کیا
صاحبقران نے بچاکر ڈھال پر ہاتھ ڈالدیا قنطور لپٹ پڑا کشتی ہونے لگی اب ملکہ زیادہ بیقرار ہوئی کہا پروین یہ نگوڑا
مستنڈا قصائی کا کتا بیچارے غریب کا ہاتھ مروڑے ڈالتا ہے پروین نے کہا حضور دیکھیے تو اُس روبہ خصال کو یہ
شیر غضبناک کس زور شور سے ریلے لیے جاتا ہے ایک بات اور ملاحظہ کیجیے یہ زخمدار ہین مگر باحواس اُسکے چہرے سے
حسرت و یاس ظاہر ہے دیکھیے بھڑوا ہانپتا کانپتا ہے دانت نکالے ہوئے گھبرا رہا ہے ملکہ نے جھک کر دیکھا قنطور نے ٹکر ماری
ملکہ نے اپنا سر بچا لیا امیر کے ماتھے سے قطرے خون کے ٹپکے ملکہ نے کہا پروین اب اس بیحیا دغاباز نے سرکشی دکھائی
ٹکر کیون لگائی پروین نے کہا ملاحظہ تو کیجیے وہ تو اسطرح شیرانہ ڈٹے ہوئے ہین وہ ملعون آنکھین بند کیے جھوم رہا ہے
صاف روشن ہے کہ آنکھو مین اندھیرا آگیا ہے یہان دربار مین ابر تیغ برس رہا ہے سر شمل اُولون کے گر رہے ہین مگر
تزاق گرد صاحبقران پھر رہے ہین تیرے بیچ پر صاحبقران ریل کے دوڑے اب قنطور پیچھے ہٹتا جاتا ہے دونون
مونڈھے پکڑ کے صاحبقران نے کہہ زادہ دونون گھٹنے اُس بیحیا کے زمین سے آشنا ہوے چاہا لنگر قائم کرے صاحبقران
نے دست حق پرست اُس بدمست کی کمر مین ڈالا نعرۂ تکبیر بلند کیا استعر یکے نعرہ زد بسر منزل مصاف ؛ کہ سیمرغ لرزید
در کوہ قاف ؛ اُس دیو خصال عفریت مثال کو سر سے بلند کیا ملکہ ماہ عالم افروز نے کہا اے وزیرزادی
دیکھو کیا زور بازو ہے پہاڑ کو ہاتھ پر اُٹھا لیا اب تو یقین کامل ہوا خدائے نادیدہ برحق ہے پروین نے
کہا واری ابھی تو قنطور زندہ ہے امیر نے چرخ دیکر قنطور کو زمین پر مارا اُس ہنگامہ مین کہ
پلک جھپکانا دشوار ہے پہار جانب سے نیزون کی بوچھار ہے مگر بموجب قاعدۂ مذہب گھٹنے اُنکے ادھر

سینہ پر رکھ کے فرمایا حالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی اُس سنگدل نے جواب سخت دیا یہ شیر بھرا سینہ سے اٹھا ایک پا لگون قنطور کا زیر پا دوسرے کو دست زبردست سے تھام کر بعد کر و فر جھٹکا مارا قنطور کو مشل کرپاس کھنچ چیر کر پھینکدیا ملکہ واسطے سجدہ کے جھک پڑی پکار اُٹھی اے خدائے نادیدہ تیرے صدقے کیون ہوا پروین انبوہ لقا بھڑوے پر لعنت کر و پروین نے کہا واری مجھے بھی بیشک اعتقاد ہوا مگر صاحبقران قنطور کو ادھر کر طرف ہوشنگ نوجوان کے پلٹے فرمایا اے برادر شاہنشاہ زرین علم شگیا اب لڑتے بھڑتے باہر نکلو ہوشنگ نے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ مرین تو سر حضور کے قدم پر ہو آغاز سے انجام بہتر ہو واضح ہو کہ سب سرداران ہوشنگ کام آئے مع ہوشنگ دس جوان باقی ہین صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ جلوخانہ پہونچے تھے کہ تیر اعظم نہیب شمشیر صاحبقران سے لرزان و ترسان چہرہ زرد حصار مغرب مین جاکر محصور ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت نیلگون فلک پر جلوہ فرما ہوا تاریکی سے صاحبقران گھبرائے جسم اطہر پر زخمون کی بھی کثرت ہی ضعف و نقاہت سے عجیب کیفیت ہے بمشکل لڑ بھڑ کر بیرون بارگاہ آئے دیکھا شہنشاہ زرین علم تخت پر سوار فوج کو ترغیب دے رہا ہی صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا ہوشنگ کا بھی حال ابتر ہے منظور ہوا کسیطرح ان جوانون کو بچاؤن باہر دن قلعہ نکلجاؤن ایک سوار نے نیزہ مارا امیر نے اپنے کو بچایا سوار کو مارا مرکب پر اُسکے سوار ہوئے فرمایا اے ہوشنگ عقب مین میرے چلے آؤ لشکر فوج کے بلوے ہین گھوڑا کر کا ترکا کے سوار آتے ہین اب مالکہ کی نگاہون سے صاحبقران چھپ گئے اتنی خبر لی کہ لڑتے ہوئے بازار شہر مین پہونچے ملکہ نے بدحواس ہو کر کہا اے پروین اب بکبو اُس ماہ آسمان جرأت کا پتا محال ہی دیکھا تھا کہ خون سے بھی غیر حال ہے اے پروین مین تو نقاب ڈالکر نکلتی ہون صبر نا ممکن ہی پروین نے کہا لونڈی حاضر ہے ملکہ نے نقاب چہرے پر ڈالی بارہ کنیزان ہمراز کو ساتھ لیا شب تیرہ و تار مین یہ تیر بے حسن و جمال بقرار و اشکبار برج قصر سے نکلی پیچھے ہاتھ مین نکلتے ہی شاہزادہ کو دیر زمین مین ہنگامہ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہے کہ صاحبقران نے قیامت برپا کی ہے ہزارون مارے گئے کسی گھر سے رونیکی صدا کہ میرا شوہر لنگوڑے حمزہ کے ہاتھ سے قتل ہوا مین بیوہ ہوگئی کوئی فرزند کا نام لیتا ہے صدائے نالہ آتی ہے ہائے کوکھ اُجڑ گئی ملکہ ایک گوشہ مین اکر ٹھہری سمن برکنیز سے کہا میری اچھی پوا جاکر خبر تو لا کہ اب کیا کیفیت ہی خدائے نادیدہ اُنکو بچائے سمن بروا سطے خبر دریافت کرنے کے چلی یہان صاحبقران لڑتے ہوئے تا بہ چوک پہونچے ہین شہنشاہ زرین علم نے جو کلمات سخت سرداران فوج کو کہے غیرت مین آکر نامردڈوٹ پڑے ہوشنگ مع ساتھ والونکے گرفتار ہوا وہ سمجھے کہ ہمنے صاحبقران کو بھی پکڑ لیا امیر بھی انتہا کے زخمدار ہین ایک کوچہ تنگ کی جانب مرکب بڑھایا ہر چند اپنے کو سنبھالتے ہین پشت مرکب پر سنبھلا نہین جاتا رکابون سے پانون نکلے جاتے ہین مگر بقدرت پروردگار جب کوچے مین صاحبقران آئے

کوئی اِس رسم و راہ سے آگاہ نہوا کسنے پہچانا کیا صاحبقران اسی حال پُر ملال مین تلوار کھینچے ہوئے جاتے ہین مقام استقامت کی تلاش ہی تمام جسم زخم تیر و تبر سے پاش پاش ہے غش طاری عالم بیقراری شب تیرہ و تار چہار سمت اندھیرا گلی کوچون مین سناٹا دور سے ایک دیوار معلوم ہوئی قریب دیوار کے آئے گھوڑے سے اُترے دیوار سے پشت لگا کر بیٹھے چاہا شدہ تحت الحنک سے زخم سر باندھون ہاتھ کانپا غش آگیا زیر دیوار گر پڑے گھوڑا استاد ہی یہان سردارون نے شاہنشاہ زرین علم سے عرض کی حضور سبکو گرفتار کر لیا حکم ہو سبکو قید خانہ مین لیجاؤ مسلسل و مطوق کرو صبح کو سمجھا جائیگا شاہنشاہ زرین علم بڑا سمن برنے یہ سب حال پُر ملال دریافت کیا روتی ہوئی خدمت مین ملکہ کے آئی عرض کی حضور سب گرفتار ہوگئے فلان قصر مین حکم سے آپکے والد نامدار کے قید ہوے ملکہ رونیلگی کہا ہوا پروین غضب ہوا اب صبح کو سب قتل ہون گے رات ہی کو کچھ تدبیر کرو اگر خدانخواستہ یہ شیر قتل ہوا ہمسے صدمۂ ہجر نہ اُٹھیگا کالی راتین ہجر کی کیونکر کاٹینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے پروین نے عرض کی باغ مین اپنے چلیے صلاح کر کے رات ہی کو قید خانے پر چلین گے حضور اس اندھیرے مین جان لڑائینگے ملکہ اُسیطرح بیدل طرف باغ دلکشا کے چلی مگر حال اُنکا آنکھون سے اشک حسرت جاری وصل دلبر سے مایوس ہوش و حواس پراگندہ اشعار

دل شکن حرف نادرست درست	طرز عبرت فزا درست درست	رائے سالم بلا بلا انگیز
سخن لطف ہم جفا آمیز	طعنہ حرف نصیحت آلودہ	طرز تفہیم و حشت آلودہ

کبھی دل سے کہتی ہے کہ اشعار

تجھسا نادان عشق کیا جانے	شوق زلف سیہ بلا جانے	پیش دل کی جدتین کیسی
مجھ سی نازک پہ شدتین کیسی	محشر آباد یاس و حرمان دل	خانہ زاد جنون پنہان دل
خار غم تیر سینہ کاوی ہین	مژہ سرگرم خون ترادی ہین	شوق نظارہ سے نگہ بیتاب
نجم سیارہ دیدۂ بیخواب	جان مصیبت کش خمار مدام	خواب و خور صورت شراب حرام
گرم بازار گریۂ ہمہ جوش	دیدۂ نم دُکان شیشہ فروش	دل تنگ ہجوم درد و محن
زخم نو ہمنشین داغ کہن	نفس گرم و شعلہ افشانی	سوز تقریر دوزخ ثانی
جھڑے پھولونکے بدلے منھ سے شرار	رشک گلزار آہ آتش بار	شعلۂ آہ سے فلک بیتاب
حوت ہم داغ ماہی بے آب	بیخودی مین نہ بات کا سر پاؤن	اُڑ گئے ہوش رکھکے سر پر پاؤن
چاک دل کشت زعفران دیدہ	رُخ گلگون گل خزان دیدہ	بیتاب و بیقرار دل کو تزئین کلیجے مین

پھر لکن آہین گرم منھ سے نکل رہی ہین ہڈیان سوز تپش عشق سے جل رہی ہین مست جام محبت چہرہ صاف پر گرد کلفت آنکھین مشتاق دیدار دل کو جستجوے یار ہاتھ کہتے ہین گریبان چاک کرو پاؤن دوڑتے ہین کہ بیابان نجد مین چلو مجنون سوختہ بخت سے ملاقات ہوگی

وہ فن عشق کے استاد ہین اُنکو سبق کتاب کمتب عشق خوب یاد ہین اشعار

جان کو ورد یہ نسانہ ہے | جسم کیا ہے کہ قید خانہ ہے | پڑ گئی سر پہ اب بلاے فراق
ہو گئے آہ مبتلاے فراق | اس رنگ سے وہ گلعذار قریب در باغ پہونچی قصد تھا کہ داخل باغ ہون

بحث نا رسانے رسائی کی گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز کان مین آئی پروین نے کہا حضور وہ دیکھیے سامنے در دیوار باغ ایک گھوڑا کھڑا ہے مگر زین ڈھلگا ہوا ہی شاید اپنے سوار کو گرا کر آیا ہے ایک نے کہا باگین بھی کٹی ہین ایک نے کہا تھوتھنی خون سے لال ہی خون سے رنگین یال ہی ملکہ دوڑی دیکھا ایک جوان دریاے خون مین نہایا ہوا زیر دیوار باغ بیہوش پڑا ہے مگر قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہین چھوٹا کنیز نے کہا حضور سوار بھی پڑا ہے مگر کسی مار ڈالا ہی کوئی کنیز ڈر کے قریب نہین جاتی مگر کشش عشق ملکہ کو کھینچتی ہی جب ملکہ بڑھتی ہی کنیزین مانع ہوتی ہین کہ واری مرمے کے قریب نہ جائیے ملکہ نے کہا او نا لائق نفس کی صدا بلند ہے مُردہ یا زندہ کیسکو کھا جائیگا پروین نے کہا واری روشنی منگاتے ہین مگر جانے سے اور دیکھنے سے مراد کیا ہے ملکہ نے کہا اے پروین کسی غریب کی خدمت کرین دل اُسکا راضی ہو اسی وجہ سے اُس مسافر کی جان بچے زندان رنج و مصیبت سے چھٹے شمع رخسار کو اشارہ ہوا جلد روشنی لا احوال روشن ہو یہ کون غریب ہے زیر سایہ دیوار باغ پناہ لی ہی رحم کا مقام ہی نہین معلوم کون گمنام ہے ان باتون کو سُنکر شمع رخسار جل گئی بڑبڑاتی ہوئی چلی روشنی لائی اب جو نگاہ ملکہ کی پڑی جسکے تیغ ابرو خمدار سے خود زخمی ہوئی ہی اُسی جوان کو زخمدار پایا یہ نگاہ اول ہی پہچان لیا کہا اے پروین خدا جھوٹ نہ بلوائے یہ تو وہی داماد نوشیروان شوہر ملکہ مہر نگار ہے کسیقدر زخمدار ہی یہ کہکے فرش خاک پر بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھ لیا کنیزین ہان ہان کہکے دوڑین دیکھے واری کپڑون مین خون بھر جائیگا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا خون زخمون کا اپنے دوپٹے سے پاک کر لیگی رائتو مجبور کنیزین بھی قریب آئین بیقرار ہو کر کہا صاحبو اُٹھا لیچلو ہاتھون ہاتھ صاحبقران کو لیکر باغ مین آئین مسند پر لاکر لٹایا طشت و آفتابہ منگایا زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا چونکہ فنون سپاہ گری کا ذوق ہے ٹانکے زخمون مین اپنے ہاتھ سے دیئے مگر روئی جاتی ہی سب زخمون مین میر کے ٹانکے دیکر پٹیان مرہم کی چڑھائین ناگاہ رستم زخمدار راہ تابان شفاخانہ شفق مغرب بین برائے علاج داخل ہوا و سہراب زرین پوش بصد جوش و خروش پشت شہپ فلک پر سوار ہو کر وعدہ گاہ عالم مین گرم عنان ہوا شعاع نورانی چہرۂ انور سے پرنور جہان ہوا اشعار صبح

صبح کہ قندیل زر آفتاب | شعلہ زد از گنبد نیلی قباب | مہرہ مہر از دل صندوق چرخ
یافت ز انوار فلک انقلاب | جوہری چرخ جواہر فروش | کرد عیان دانۂ دُر خوش آب

چھپر کھٹ پر صاحبقران کو لٹایا آپ کرسی پر رو مال ہاتھ مین مگس رانی کر رہی ہی گلچینی گلشن جمال مین مصروف ہی کہ صاحبقران زمان نے آنکھ کھولی دیکھا سامنے کرسی پر ایک ماہ جبین گلعذار کبک رفتار شیرین گفتار

سمن بو خوشخو سنبل پیچان گیسو خنجر خونریز ابرو چشم جادو خال ہندو شعر بہر خندہ کہ لب برانگیختے ؎ نمک بر دل خستگان ریختے ؎
دیگر زلف معنبر بر مہ رویت تیرہ شب است و دادی موسا ؎ جامۂ صبرم در کف عشقت دامن یوست دست زلیخا
ایک جانب باغ بہشت آئین پر نگاہ پڑی نہایت سرسبز و شاداب گلہائے رنگارنگ سے معمور چمن ہائے طولانی ہر نخل
لاثانی طائران خوشالحان مصروف ثنائے باغبان کہ من فکان نہرین آب صاف و شفاف سے مملو نخل شمشاد لب جوئہر قمریان
مصروف حق سرہ فاختہ کی صدائے کوکو صاحبقران نے حیران حیران باغ اور جمال اُس حور پیکر کا دیکھکر دل سے کہا
شکر پروردگار عالم شعر للہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست ؎ باز آمد پس پردۂ تقدیر پدید ؎ چونکہ راہ مین پروردگار کی جہاد کیا
اسکی جیمی ذکریا سے یہ باغ بہشت عنبر سرشت واسطے رہنے کے ملا یہ حور بقصور سراپا نور رب غفور برائے خدمتگزاری مرحمت
فرمائی ملکہ نے جو صاحبقران کو عالم حیرت مین دیکھا شرما کے سر جھکا لیا پروین کو اشارہ کیا وہ قریب آئی کہا کیون شہریار
مزاج کیسا ہے شربت انار مین حاضر ہے نوش فرمائیے ابا میر نے اپنے دست راست کو دیکھا پٹیان مرہم کی زخمون پر اب سوچے کہ مین بندہ
ہون فرمایا کیون صاحب یہ کیا مقام ہے اس ماہ پیکر حور سرشت کا کیا نام ہے پروین نے کہا کہ اے شہریار آپ جنگ سے زخمی ہو کر یہان لائے
ہماری ملکہ عالم کے باغ کے گرے حضور کو رحم آیا اٹھوا لائین علاج کیا قصد ہے کہ آپکو صحت حاصل ہو ایک بندۂ خدا کی جان بچے
اسواسطے یہ اہتمام ہوا صاحبقران اُٹھ بیٹھے کنیزون نے شربت انار وغیرہ پیش کیا امیر نے فرمایا جسکے ہم مہمان ہین وہ مرحمت
فرمائین تو ہم پیین اگر زخمی کو اٹھا لائین تو مسیحائی فرمائی ملکہ نے شربت اپنے ہاتھ مین لیا کہا لو صاحب پیو صلح نشد بلا شد
ہم غریب الوطن جانکر اٹھا لائے زخم دوزی کی سُبہ یہ نخرہ ہے امیر نے ہاتھ تھام کر کہا اے شاہنشاہ خوبی والے رنگ بوئے
گل حدیقۂ محبوبی یار احسان سے تمھارے سر خم ہے مگر اس شربت کے پینے مین عذر اہم ہے تمھارا مذہب کیا ہے پروین تمقمہ
مار کر ہنسی ملکہ نے بھی دوپٹے سے منھ چھپا لیا امیر نے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ ملا امیر نے جام شربت ہاتھ سے رکھدیا کہا
صاحب جبتک اسکی شرح نہ کہو گی تمھارے ہاتھ کا کھانا پینا حرام ہے خاص مقدمۂ مذہب مین کلام ہے ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا
صاحب کوئی نہ اُٹھاتا ہے کسی سے لڑنا پڑیگا فرمائیے تو کہ کیا کرنا چاہیے مہمان کا بہر نوع پاس لازم ہے صاحبقران نے
کلمۂ طیبہ زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہا دل سے وحدانیت کا اعتقاد کر دم اسکی یکتائی کا بھر و پیغمبر پروردگار کے
بھیجے ہوئے برحق ہین نقاشیت و سامری پرست کافران مطلق ہین پیدا کرنیوالے سے محبت دشمنون پر لعنت یہی مذہب
حق کا اعتقاد رہے ملکہ نے طرف پروین کے دیکھا مسکرا کر کہا اس عبارت کا یاد ہونا دشوار ہے مگر مہمان کی دلشکنی مناسب نہین
تمثالے تمثالے عرصۂ دراز مین الفاظ کلمۂ طیبہ ادا کیے پروین و زیرزادی نے بھی مع کنیزون کے کلمہ پڑھا بصدق دل مسلمان ہوئی
آپس مین عیش و نشاط آراستہ ہوئی جام ہائے ارغوانی گردش مین آیا ملکۂ ماہ عالم افروز پہلو مین صاحبقران کے بیٹھی
دلنواز گان سانے آتی تسلیم کی بیٹھی ملکہ نے اشارہ کیا ساز درست ہوے دلنواز نے بصد سوز و گداز یہ غزل شروع کی غزل

کردے خبر اُس خانہ برانداز سے کوئی	روتا ہے کہین درد کی آواز سے کوئی	

کہتی ہے شب وصل کہ تجھسا بھی نہوگا — غافل فلک تفرقہ پرداز سے کوئی
اللہ رے غمزے ترے اے موت شب ہجر — معشوق بھی آتا نہین اس ناز سے کوئی
کچھ تھے دم عیسی جو ترے طرز سخن تھے — زندہ نہوا تھا فقط اعجاز سے کوئی
جو دلمین ہے اُس سے نہوئی آنکھ بھی محرم — یون راز چھپاتا نہین ہمراز سے کوئی
کچھ اپنی خبر رکھتے نہین بیخبر عشق — انجام سے واقف ہو نہ آغاز سے کوئی
کیا دہشت صیاد ہے مرغان چمن کو — رہتا نہین شبنم صفت آواز سے کوئی
دم گھٹ کے نکل جاے مگر آہ نہ نکلے — ڈرتا نہین یون عشق مین غماز سے کوئی
دینا نہ جواب آرزی یا رسم طور — پہچان نہ جاے تجھے آواز سے کوئی
کاٹا ہے پرون کو مرے صیاد نے کیونکر — پوچھے یہ ستم حسرت پرواز سے کوئی
بیجا ہے جو قاتل سے کرے خونکا دعوی — کشتہ کوئی شوخی سے ہوا ناز سے کوئی
رکھتے ہین جلال ایک روش مضطر شوق — تھکتا نہین منزل مین گو تاز سے کوئی

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی دماغ تر خیال خیر و شر دور رقاب عاشق و معشوق مسرور ساری رات فرحت و انبساط مین گذری بوقت سحر شمع ہاے موی و کافوری لہرائین نازنینان ماہ رخسار کے چہرون پر اُداسیان چھائین باغ رنگ بھار سے ملوح خرمون پر طائران زمزمہ سرا فرش مین جابجا شکن پروانون کے جلنے سے محجوب شمع لگن باسی ہارون کا جابجا انبار پھولون کی بھینی بھینی خوشبو آب شبنم سے چہرون کو دھویا فلک اس محفل عاشق و معشوق کو دیکھکر شبنم کے قطرون سے رویا بلکہ ماہ عالم افروز کی انکھڑیون مین جاگنے کا خمار متوالی روک ماہ رخسار

دوکلمۂ داستان شاہنشاہ زرین علم کے بیان ہوتے ہین

یہ لڑائی کا تھکا ماندہ شبکو آکر خواب خرگوش مین مبتلا ہوا بوقت سحر لباس سرخ پہنا خونخوار بانخت پر آکر بیٹھا تمام امرا نیان دربار جمع ہوے مگر کل فرحران و پریشان کوئی عرض کرتا ہے میرا بازو ٹوٹ گیا برابر کا بھائی قتل ہوا ایک کہتا ہے آنکھون کا نور جاتا رہا جوان بیٹا مارا گیا شاہنشاہ زرین علم ایک ایک کو تسکین دیتا ہے کہ یارو نہ گھبراو یہ لوگ محبت خداوند نقاہین قتل ہوے ہین بڑا شرف یہ ہوا دشمن اعلی خداوند کا پکڑا گیا اُسکا سر نوک نیزہ پر رکھکر چلینگے نام اور سن سب کے لکھ لو قدرت سے اسکو زندہ کرائینگے باغی کے قتل کے عوض مین ہم طرۂ پیغمبری پائینگے یہ مژدہ جان بخش سنکر سردارون کو تسکین ہوئی عرض کی حضور جلد قیدیان بلاکو طلب کرین سر سے لیکر خدمت مین خداوند کی چلیسن زرین علم نے فوراً حکم دیا حمزۂ عرب کو مع ہوشربا و دزد جلالی دربار مین حاضر کرو دفع حجت ضروری ہی شاید مجبور ہوکر خداوند لقا کو سجدہ کرے یہ بھی مشہور ہی کہ حمزہ سپہ سالار قدرت خداوندی قدرت کو دل سے اُسکی سرکشی پسند ہی داروغہ جیل خانے کا گیا قیدیون کو نکالا ہوشربا نوجوان آگے دس جوان پشت پر

پریشان و مضطرب طوق و زنجیر مین مسلسل اس طور سے دربار کفر مدار شاہنشاہ زرین علم مین آئے ہوشنگ نوجوان نے
پکار کر سلام کیا دس جوانون کے نعرے سے بارگاہ تھرائی لوگون نے دیکھا کہ صاحبقران زمان ان قیدیون مین نہین
ہین شہنشاہ زرین علم نے گھبراکر داروغہ زندان خانہ سے پوچھا حمزہ عرب کیا ہوا داروغہ نے عرض کی دس جوان
مجھکو بے مسلسل کرکے مین نے قید کیا پچاس جوانون سے شب بھر پہرا دیا غلام خود جاگا کیا قید خانے سے تو کوئی قیدی
نہین بھاگا بادشاہ نے ہوشنگ سے پوچھا تیرا آقا کہان ہی ہوشنگ نے کہا وہ شیر بیشۂ جرأت لڑتا بھڑتا نکل گیا ہوگا
اُس درندے پر یہ روباہ خصال کیا ہاتھ ڈالتے مین زخمی ہوکر رہگیا اسوجہ سے گرفتار ہوا ابتو شاہنشاہ زرین علم
گھبرایا نگہبانان درقلعہ کو بلایا اُنسے پوچھا شبکو بعد اختتام جنگ کوئی زخمدار لڑتا ہوا بیرون قلعہ نکل گیا اُنھون نے
عرض کی جب لڑائی شروع ہوئی تھی ہمنے دروازے بند کرکے قفل ڈال دیا تھا شب بھر دروازہ نہین کھلا اسوقت تک
وہی بندوبست ہی کون عالم مین ایسا زبردست ہی کہ ہماری آنکھون مین خاک ڈالکر چلا جاتا اب شاہنشاہ نے
وزرا سے صلاح کی کیون یارو تمھارے نزدیک حمزہ پر کیا معرکہ گذرا سب نے دست بستہ عرض کی کہ ہماری راے مین
یہ ہی کہ یا تو اس شہر مین اُسکا کوئی دوست تھا وہان جاکر مخفی ہوا یا کسی کوچے مین گرا ہر کارون کو حکم ہو تلاش کرین
نگران سب کو قتل کیجیے بادشاہ نے کہا جلاد کو بلاؤ اُسی وزیر نے دست بستہ عرض کی حضور ایسے سرکش کو اسطرح مخفی قتل کرنا مناسب
وقت نہین ہی آج دنکوا شہار دیجیے کل بوقت سحر بیرون قلعہ تمام اہالیان شہر جمع ہون مجمع عام مین قتل ہون دیکھنے
والون کو عبرت دوستون کو عشرت بدخواہ ملول خیرخواہون کو فرحت حصول بادشاہ نے اس راے کو پسند کیا
نمونۂ قدرت خدا ظاہر ہوا بموجب مصرعہ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد بادشاہ نے حکم دیا قیدیون کو لیجاؤ
ڈھنڈورا پٹے اشتہار چسپان ہون منادی یہ بھی ندا کردے کہ حمزہ صاحبقران زخمی ہوکر غائب ہوگئے جو اپنے گھر مین
جگہ دیگا مغضوب درگاہ خداوندی ہوگا اور جو اُسکو گرفتار کرکے لائیگا یا خبر مفصل بتائیگا خلعت و انعام و جاگیر پائیگا تمام
شہر مین یہ معرکہ مشہور ہوا کہ ہوشنگ وزیر کل بوقت سحر دار پر کھینچا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا مگر زلزلہ قاف ثانی سلیمان
صاحبقران زمان باغ مین ملکۂ ماہ عالم افروز سے طوعاً و کرہاً تین دن بھر بہی فرمایا کیے ملکہ اب مجکو جانے دو مین در باغ مین
تمھارے باپ کا جاؤن بیحیا نامرد کو سزا دون نہین معلوم میرے ہوشنگ نوجوان پر کیا گذری گرفتار ہوا یا علف شمشیر آبدار
ہوا ملکہ انجام نہ سمجھی کہا حضور باہر نہ جائین خبر سنگائے دیتی ہون ابھی تو حضور کے جسم پر زخم بے انتہا ہین اس مصیبت مین
مبتلا ہین یہ کہکر شمشاد کو حکم دیا دریافت تو کر شہر مین کیا غلغلہ ہی ہوشنگ نام لیکر پوچھنا یہ شخص قید ہے یا کہین
نکل گیا لفظاً لفظاً دریافت کرکے آنا شمشاد اکڑتی ہوئی مردانہ لباس پہنکر راسطے خبر کے نکلی اب
وقت شب ہے ملکہ نے صحن باغ مین فرش بچھوایا چاندنی دیکھنے کا سامان کیا امیر مسند پر پہلو مین یہ
ماہ پیکر انیسین جلیسین اسنے حاضر ہین قریب ہے کہ صحبت رقص و سرود شروع ہو آفتاب عیش

طلوع ہو کہ سامنے سے شمشاد تھرتھر کانپتی ہوئی بدحواسی مین ہانپتی ہوئی آکے منہ کے بل گری ملکہ نے کہا خیر تو ہی عرض کی واری کل سنکبو ہوشنگ مع دس جوانون کے پکڑ لیا گیا سبھون نے جانا صاحبقران کو بھی گرفتار کر لیا صبح کو شاہ نے دربار مین بلایا حضور کو نپایا ہر کارے کو دو برزن مین پھر رہے ہین ہمارے حضور کی بڑی تلاش ہی ہرمز شنگ کے واسطے قتل کا حکم ہوا ہی صبح کو بیچارہ مارا جائیگا مجبور آہن کلاہ بھائی قنطورہ گراہ کا مع پچاس جوانون کے زندان خانہ کا نگہبان ہے دنگل پیٹا جا رہا ہے حکم ہے ہر طرف سے کوئی راستہ بھی نہ چلے لونڈی اپنی آنکھون سے دیکھکر آئی سارے شہر مین ہنگامہ ہو اُس بیچارے کی جوانی پر لوگ روتے ہین یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی صاحبقران نے قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا فرمایا اُس مردود کی کیا مجال ہی کہ جو میری زندگی مین میرے دوست کو قتل کرے خود سر پر رکھا زرہ جسم کی ملکہ گھبرائی دامن سے لپٹ گئی کہا کیون شہریار کیا قصد ہے میر نے فرمایا اب جاکر مین دوست صادق محب واثق کو رہا کرونگا یا اپنی جان دونگا ملکہ نے کہا اے شہریار مجبور آہن کلاہ بڑا زبردست ہی اپنے بھائی قنطورہ سے زیادہ مغرور صاحب کبر و نخوت آتش خو شعلہ مزاج وہ وہان نگہبان ہی پچاس فہرا اُسکے ہمراہ ہین آپ خدا رکہ تنہا وہان نجائیے کنیز کی جان چاہیے اگر وہان کو کوئی افتاد پڑی مین بیدست و پا کیا کرونگی کنج باغ مین تڑپ تڑپ کے مرونگی میری کنیز گھوڑے پر سوار ہونا خوب جانتی ہین ایک کو نامہ لکھکر دیجیے طرف اپنے لشکر کے روانہ کیجیے فوج ظفر موج طلب فرمائیے جب فوج قریب آجائے یہان سے نکل جائیے فوج ساتھ لیکر مقابلہ کیجیے مین تنہا نجانے دونگی صاحبقران زمان نے کہا ملکہ تم اس مقدمے مین نہ دخل دو ورنہ ہماری تمہاری محبت نہ نبھے گی بڑے شرم کی بات ہی کہ ہمارا سردار قتل ہو جائے ہم محفل عیش و نشاط مین بیٹھے رہین مردان عالم کیا کہین گے صحبت صاحبان سریر و شمشیر مین بیٹھنے کے لائق نہ رہینگے یہ کہکر فوراً صاحبقران یکہ و تنہا اُٹھے غصہ مین جو ہیرے یہ کلمات فرمائے ملکہ ڈر گئی رونے لگی جواب نہ دے سکی صاحبقران نے سیاہ دوشالے کا جھرمٹ مارا تیغۂ برق نظیر کمر سے لگایا ملکہ نے پلٹکر پروین سے کہا کیون بوا یہ بڑے طوطا چشم ہین اسوقت تیور ہی اور ہین جام صہبائے بیوفائی کے دور ہین اے پروین آنکھون کو دیکھکر مین ڈر گئی دونون ابرو ے خمدار غصہ مین ہل رہے ہین گویا دو تلوارین چل رہی ہین گیسوؤن کو غصہ مین پیچ و تاب کر ناگنیان اُچل رہی ہین جبین پرشکن موجۂ دریاے قہر ہے عکس لعل عنبرین آئینۂ رخسار پر مار سیاہ کی لہر ہی غزل جلال

دیکھین آئینے مین وہ اپنی ذرا چین جبین	کبھی اُنپر تو کبھی آئینہ ہو آئین جبین
مانگ ہے آرزو کش دل نہین سر پر اُنکے	تیغ کھینچے ہوے ابرو ہی ہین پائین جبین
خوف اِسکا ہے کہین صبح نکرے شب وصل	خندہ زن ہو کے تمہاری گل نسرین جبین
چاند کو دیدہ اُس رُخ کا دبا لیتا ہے	رشک عرش ہے الٰہی یہ تمکین جبین
چہرۂ یار کی تصویر جو ہے پیش نظر	مانگ گی مدح کبھی ہے کبھی تحسین جبین
خانہ زادون مین تری چشم کے ہین چشم و غضب	ہو اگر چین جبین بندۂ دیرین جبین

مشورہ کرتی ہو کیا جانے مرے قتل مین کیا عشق مین جو لتی ہے یار کی تلوار جلال		شکن ابرو ے پُر خم سے تری چین جبین اُس ستمگار کے ابرو نہین پائین جبین	

رعب وہیبت صاحبقران دیکھکر ملکہ ماہ عالم افروز با جگر پرسوز عقب مین صاحبقران کے پریشان حال قلق وہجوم غم و ملال چلی آتی ہے آنکھون سے آنسو جاری دوپٹہ ڈھلکا ہوا آئینہ رخسار پر حیرانی زلف مشکبو سے روشن پریشانی کبھی جھپٹ کر صاحبقران کا دامن تھا ماعرض کی ای شہریار ہمسے صدمۂ فراق نہ اُٹھیگا ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے ہماری مشکل آسان کیجیے اگر آپکے دشمن کسی آفت مین پھنسے آپ تم وقت ہین شاید لڑ بھڑ کر نکل گئے یہ خبر مخفی نہ رہیگی باپ کو ضرور پہونچے گی یہی کنیزین جاکر سب حال کہین گی یہ شقتلین خاموش نہ رہینگی فرمایئے وہ ہمارے ساتھ کیا کریگا نہین معلوم کیا ذلت و رسوائی ہوا ایک اور راز کی بات ہے وہ آپسے کیونکر چھپائون چند دن گذرے کہ مجھ سوختہ بخت کی تصویر کسی تاجر نے یاقوت شاہ جبریل قدرت لقا کو پہونچائی اُس بیمانے بہت پسند کی فرمان بنام والد ما جد آیا کہ اپنی دختر کو بطور ڈولے کے سوار کرکے روانہ کرو یہان بہت خوشیان ہونگی مجھکو خود بخود ملال تھا باپ نے چھ مہینے کا وعدہ کیا تھا وہ زمانہ گذر چکا ہے سامان جہیز تیار اقرار مدار ہو چکا ہے یہ لقا یہ سنیگا انصاف فرمایئے کہ میرے لیے کیا قیامت ہوگی صاحبقران نے گلے سے لگا لیا فرمایا ای ملکۂ عالم مرد سپاہی واسطے ناموس کے سب کچھ کرتے ہین جان دینے پر آمادہ ہوتے ہین اب تم ہمارا ناموس ہو ممکن ہے کوئی خدانخواستہ تم پر دست انداز ہو حکم قضا و قدر ہین کسکا اختیار ہے بندہ ہر وقت مجبور و ناچار ہے اگر شاید قضا ہمکو یہ لیجاتی ہے قتل ہو جائین کوہ عقیق گذار سلیمانی مقام ہے تم فوراً اپنے کو وہان لشکر مین پہونچانا میرے سرداران نامدار و فرزندان عالیوقار تمکو باعزاز و اکرام بجا لائینگے پروہاے چشم مین جگہ دینگے اور یا بحول قوت الٰہی جو میری نیت مین ہے یعنے جاکر مجبوراً ہن کلاہ کو قتل کر ہوشربا کو چھڑا لیا تو مین یہین باغ مین آتا ہون ملکہ نے بہ نگاہ یاس چہرۂ بے نظیر کو دیکھا اسقدر روئی کہ دامن و گریبان تر کر دیا شدت گریہ مین منھ سے نکلگیا شعر گئے تم اُدھر اور موے ہم یقین ہے کوئی دم جیسے تو دم واپسین ہے وہ دن اور وہ وقت اے شہریار خدا نہ دکھلائے کہ بدون آپ کے لشکر اسلام مین جاؤن آپکے محلات معلّات مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے کون صورت دیکھے گا کوئی سبز قدمی کوئی بہن پیری کہیگا صاحبقران نے آنسوئون سے ملکہ ماہ عالم افروز کے پاک کیے فرمایا ہمارے لشکر مین یہ طریقہ نہین کیا مجال جو تمکو کوئی ٹیڑھی نگاہ سے دیکھے انشاء اللہ ہم خود تمکو اپنے ساتھ لیچلینگے ملکہ رونے کے بدلے دعا کرو ہمارے دل کو صدمہ ہوتا ہے تمہارے خیال سے جنگ و جدل مین فرق آئیگا مین وقت پر دل گھبرائیگا ملکہ ناچار ہوئی صاحبقران یکہ و تنہا سیاہ دوشالہ اوڑھے ہوے تیغہ عقرب سلیمانی بغل مین رہروی کرتے ہوئے چلے شب تیرہ و تار مین ملکہ پٹ پر دروازے کے ہاتھ رکھے بحسرت

دیکھ رہی ہے صاحبقران آنکھون سے مخفی ہوے آہ کرکے بیہوش ہوئی دانت بیٹھ گئے مُردنی چہرے پر ہاتھ پانون بیحس و حرکت پروین نے ملکہ کو اُٹھایا کنیزین روتی ہوئی ساتھ کہتی ہوئی کہ ہاے اس ماہ فلک حسن کو تقدیر نے کس بلا مین پھنسایا عیش و راحت مین ہم سب کی فرق آیا ملکہ پر گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا بعد عرصۂ دراز آنکھ کھولی پوچھا کیون پروین صاحبقران آئے عرض کی واری ابھی تو پہونچے بھی نہون گے گھبراکر اُٹھ بیٹھی کہا صاحبو براے خدا ہمپر احسان کرو تم سب صاحب مجھکو اپنی لونڈی جانو ذرا جاکر خبر تو لاؤ اگر اُنکے دشمنون پر نوع دگر ہو تو مین بھی اپنی جادون دام ذلت مین نہ پھنسون غنچہ دہن بول اُٹھی واری مین جاتی ہون بہت اچھی خبر لاتی ہون ملکہ نے کہا غنچہ دہن تیرا منھ موتیون سے بھر دونگی نہال کر دونگی غنچہ دہن مردانے کپڑے پہنکر واسطے خبر کے چلی ملکہ صحن باغ مین آکر کھڑی ہوئی موے مشکین پریشان کیے طرف آسمان کے ہاتھ اُٹھائے پکاری اے آسمان کے خداے نادیدہ میرے وارث کو مجھسے زندہ ملانا مجسوختہ بخت کو روے تاریک شب سیاہ نہ دکھانا دشمن سب اندھے ہوجائین وہ بے تکلف اپنے رفیق کو چھڑالائین ایک کنیز نے کہا واری مجھکو ایک ٹوٹکا یاد ہے دیوالی کی کلھیا مین چولھے کی راکھ بھر کر دیوار مین گاڑ دیجائے دشمنون کا منھ بند ہوجائیگا پیر دیدار کا کونڈا مانیے بی ترت پھرت کی پڑیا بی ٹپک کی سپیاری پیر ملیٹو کو جوتیان یہ سب ٹوٹکے آزمائے ہوے ہین ملکہ نے کہا نذرین مانو مین نقد جان دینے کو حاضر ہون تم کو اختیار ہے میرا مالک پروردگار ہے مین اپنے وارث کو اُسی سے لونگی رجگہ کرونگی یہان باغ مین یہ حال ہے ملکہ ماہ عالم افروز دعا مین مصروف ہے مگر صاحبقران گلی کوچے کوٹھے کرکے سامنے قید خانے کے پہونچے دوپہر سے شب گذر چکی ہے زلف لیلاے شب تابہ کمر پہونچی ہے ہر کوچے مین سناٹا صاحبقران نے دور سے دیکھا مہجور آہن کلاہ سلاح جنگ سے آراستہ پچاس جوان گرد شراب خواری کر رہے ہین اُس مکان کا دروازہ کھلا ہے جس مین ہوشربا مع دس جوانون کے قیدی مہجور مغرور شراب پیتا ہے دُرد قیدیون پر پھینکتا ہے زبان تشنیع کھول رہا ہے کہتا ہے او ہوشربا اب صبح کو قتل کیا جائیگا اپنی سرکشی کی سزا کا مل پائیگا ہوشربا جوانمرد کہتا ہے او بیحیا اگر نامردون کے ہاتھ سے قضا آئی کیا خوف شکر ہے خدا کا کہ راہ ضلالت سے نکلا آب چشمۂ ہدایت سے سیراب ہوا میرا آقا زندہ نکلگیا میرے خون کا بدلہ لیگا تم ایسے نامردون کو کتے کی طرح قتل کریگا جب یہ ہوشربا نے کہا مہجور بیحیا غصہ مین اُٹھا یہ کہتا ہوا ہم کو کتا بناتا ہے ابھی سر کاٹ لونگا یہ جو حال پُر ملال صاحبقران نے دیکھا کہ مہجور قتل کرنے کو ہوشربا کے جاتا ہے تاب نہ آئی قبضے پر تیغۂ سلیمانی کے ہاتھ ڈالا نعرہ کیا نعرہ صاحبقران عالیشان

امیر عرصۂ ضیغم روزگار	بحکم خدا بستہ شمشیر چار		یکے تیغ صمصام نمگام نام
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بون کافران از جہان پاک کرد		سرسرکشان جملہ در خاک کرد

نعرۂ صاحبقران سے زمین کانپی مہجور مغرور پلٹا دیکھا کہ صاحبقران تلوار کھینچے ہوئے قریب آگئے پلٹ پڑا ہوشنگ نوجوان نے جو اپنے آقائے نامدار کو دیکھا روح کو راحت قلب مین قوت آگئی جسطرح بنا قید کو توڑ ڈالا آواز دی آقا غلام بھی آیا مہجور نے دیکھا ادھر سے صاحبقران شیرانہ اُدھر سے ہوشنگ نوجوان پلنگانہ پھرے چلے آتے ہین گھبرا گیا ساتھ والون کو آواز دی یارو لینا قیدی بگڑ گیا حمزہ کہان سے آیا جلد دونون کو قتل کرو پچاس جوان تلوارین پکڑ کے اُٹھے ہوشنگ پہلوان زبردست پیشۂ قزاقی جس سپاہی کے لپٹ گیا دے مارا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر کھینچ لیا کسیکو چیر کر پھینک دیا کسیکی تلوار اُٹھالی اپنے ساتھ والون کی قید کاٹی زخم کھائے مگر رفیقونکو چھڑا لیا صاحبقران زمان لڑتے ہوئے برابر مہجور بے ایمان کے پہونچے للکارا او بیحیا مردان عالم پر یہ بدعت اُس نے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران نے بتیغۂ عقرب سلیمانی پر گنٹھا دار کو اسکے رد کیا خبردار کہکے برق شمشیر چمکائی سر پر اُس خودسر کے ضرب تیغ بیدریغ لگائی آئینۂ شمشیر مین اُس نامرد کو جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سپر کو چہرے کی پناہ کیا تلوار مثل برق گری سپر کٹی یا تو قبۂ سر پر چکی تھی یا تلوار آبدار نے زمین پر بوسہ دیا مہجور رڈ کر مرے ہوا دس پانچ جوان ہوشنگ کے مارے باقی بھاگنے لگے امیر نے فرمایا او برادر ہوشنگ خبردار انمین سے کوئی بچکے نجانے پائے ورنہ وقت شب ہے ہنگامۂ قیامت برپا ہوگا ابتو ہمارا مہمان ہوشنگ گھیر کر نامردون کو مارا بھاگ کر ایک جانے پایا رات بہت قلیل باقی ہے کہ صاحبقران نے قتل سے اُن تیرہ بختون کے نجات پائی مظفر و منصور ہوئے ہوشنگ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا ساتھ والے گرد پھرنے لگے ہوشنگ نے پوچھا حضور کیونکر بچے اس شہر نامردان مین کہان رہے امیر نے فرمایا اب ساتھ آؤ سب احوال معلوم ہوجائیگا مین نے تمھاری خبر قتل سُنی شکر ہے کہ وقت پر پہونچا مطلب حاصل ہوا ان دس جوانون کو ساتھ لیکر طرف باغ ملکہ کے چلے مگر دریاے خون مین نہائے ہوئے یہان باغ مین ملکہ ماہ عالم افروز مصروف دعا کنیزین دوڑ دوڑ کر جاتی ہین بیرون باغ اندھیرا دیکھکر پلٹ آتی ہین ملکہ ایک ایک سے پوچھتی ہے کیون صاحبو کیا دیکھا ہاے افسوس وہ لیکلے دہان نامردون کے رہے خدا اُنکو بچا کے لائے کہ سامنے سے شمشاد دوڑی ہوئی آئی کہا داری کچھ لوگ آتے ہین مگر بیکے لال لال کپڑے ہین ڈر کے مارے آگے نہین گئی تلوارین بھی چمکتی ہوئی ہاتھ مین ملکہ دوڑی افغان و خیزان در باغ سے باہر نکلی اب جو دیکھا آگے آگے صاحبقران عقب مین دس جوان امیر کی کُنی سے خون ٹپکتا ہوا تیغہ کھنچا ہوا ملکہ نے نبرنگاہ اول صاحبقران کو پہچان لیا دوڑ کر لپٹ گئی دوپٹے سے خون زرہ کا پونچھنے لگی کہا کیون شہریار کوئی زخم تو نہین کھایا میری دعا نے آپکو یہان تک پہونچایا یہ پشت پر لوگ کون ہین امیر نے کہا ہمارا رفیق ہوشنگ نوجوان ہے عنایت سے پروردگار کی مہجور کا معشوقہ مرگ سے وصال ہوا نگہبانون کو بھی وصل جنم کیا اب چلکر ایک قصر معقول ہمارے رفقا کے واسطے خالی کراؤ تبو ملکہ خوشی خوشی اندر باغ کے آئی پکاری اے بوا پروین لو تمھاری دعا کی تاثیر سے صاحبقران زمان اپنے رفیقون کو چھڑا لائے بڑا کمرہ خالی کر فرش و فروش سے راستہ

ہو شراب و کباب بھی پہونچاؤ وہ بھی تمھارے مہمان ہین تم سب صاحبون کے ہمپر احسان ہین پروین نے کہا واری خدا نے بڑا فضل شریک حال کیا تھر آراستہ ہین پردہ کرین ہم ہٹ جائین پھر مروا نہو ملکہ نے کہا پروین انکے رفیقون سے کیا پردہ ہو سب تمھارے تابعدار ہین یہ باتین تھین کہ صاحبقران مع ہوشنگ نوجوان اندر باغ کے تشریف لائے ملکہ نے اشارہ کیا صاحبقران نے قصر مین لاکر ہوشنگ کو مع دستون جوانون کے بٹھایا کنیزون کو حکم دیا طشت و آفتابہ آیا اپنے دست حق پرست سے سبکے زخم دھوئے ٹانکے دیے ہوشنگ کی نگاہ اُس خترج خوبی حسین و مہجبین وزیرزادی پلکہ پروین پر پڑی شمع جمال کا پروانہ ہوا پروین نے بھی بہ نگاہ محبت اُسکو دیکھا اشارون سے صاحبقران کو بھی ثابت ہوا کہ ہوشنگ و پروین مین باہم اشارے ہوے کر فرمایا کہ بی پروین اندر آؤ یہ بادشاہ ملک ہوشنگ ہمارا رفیق و شفیق جان بخش و محسن ہے پروین نے شرماکر سر جھکا لیا کنیزین اور خوش رو نوجوان امیر نے خدمت مین اُن سردارون کی چھوڑین پروین کو پہلو مین ہوشنگ کے جگہ دی امیر بارہ دری مین تشریف لائے ملکہ سے احوال پروین بیان کیا ملکہ بہت خوش ہوئی کہا ای شہریار ہوشنگ و پروین کو بھی اسی جلسے مین طلب کیجیے صحبت مین جگہ دیجیے اب ایک مقام پر جلسہ قرار پایا ہوشنگ و پروین ہر ایک جوان کے پہلو مین ایک ایک مہجبین مسند پر صاحبقران و ملکہ ماہ عالم افروز جلسۂ عیش آراستہ جام مے ارغوانی گردش مین آیا یہان تو صحبت عیش و نشاط آراستہ مگر شاہنشاہ زرین علم بوقت سحر آمادۂ قتل ہوشنگ تخت پر سوار ہو کر بارگاہ سے نکلا اُمرا و نقا حاضر ہوے حکم ہوا گنہگارون کو لاؤ لمہتر بادرفتار عیار شاہنشاہ کا دوڑا ہوا قید خانے کے قریب پہونچا دیکھا دروازہ کھلا ہے پچاس لاشے پڑے ہوے نگہبان مردہ قیدی ندارد سناٹا پڑا ہے بادرفتار گھبرا گیا حیران کہ کس سے حال پوچھون کون ہے جس سے دریافت کرون مردے کیا جواب دینگے آخر پلٹا سامنے شاہنشاہ کے روتا ہوا آیا عرض کی حضور عجب طرحکا سانحہ درپیش ہے کہ سمجھ مین نہین آتا نگہبان سب مرے پڑے ہین رات کو کوئی اُن سبکو قتل کرکے قیدیون کو لیگیا ایک بھی نہین پچا جس سے حال شب کا دریافت کرون اندر شہر کے یہ خبر کہ سرکاری قیدی قید خانے سے نکل جائین نگہبان بیچارے سزا پائین شاہنشاہ زرین علم بہت گھبرایا خود ٹہلتا ہوا در زندان پر آیا دیکھا حقیقت مین جو بادرفتار نے کہا وہی صورت ہے سردارون نے کہا حضور مقام عبرت ہے کوئی مار آستین گرگ بغل پیدا ہوا اتنا بڑا کام کر گیا بادرفتار نے کہا حضور یقین کامل ہے کہ ابھی کل گنہگار شہر مین ہین در قلعہ پر خوب انتظام ہے بادشاہ نے کہا ای بادرفتار ہر گھر کی تلاشی لو کوتوال کو حکم دو جلد اسکی فکر کرے بادرفتار نے کہا غلام آج ہی اسکی فکر کرتا ہو تمام شہر کو چھان ڈالون گا حضور بارگاہ مین چلین بادشاہ رنجیدہ کبیدہ پشت دست کاٹتا ہوا بارگاہ مین آکر بیٹھا بادرفتار بانباے عیاری سے آراستہ ہو کر براے تلاش نکلا استاد ان سخنور نے تحریر کیا ہے کہ تین دن کے عرصہ مین بادرفتار نے سارا شہر چھانا ایک ایک مکان کی خبر دریافت کی کہین پتا نہ ملا تیسرے دن قریب شام تھکا ماندہ سامنے بادشاہ کے آیا کہا ای شاہنشاہ کہین گنہگار نکا پتا نہین ملتا غلام ناچار ہے بادشاہ غصے مین بھرا یکا ای بیحیا مین تجھکو قتل کرونگا صرف آج کی شب مہلت ہے کل صبح کو تیرے

واسطے سحر قیامت ہے تیرا ہی قول ہے کہ در قلعہ بہ بخوبی انتظام ہے پھر یہ بے ادبی کسکا کام ہے بادرفتار کے ہوش اُڑ گئے سمجھا کہ ہوا پگڑی کا پتا تھرا تا اُٹھا رقتا ہوا باہر آیا شاگردون نے پوچھا اُستاد خیر تو ہے بادرفتار نے کہا بھائیو کیا کہون بموجب مثل دھوبی سے نہ جیتین گدھے کے کان اینٹھین وہ ہمارے بادشاہ کا حال ہے کوئی سرکش چونا لگا گیا غصہ مین بھر فرماتے ہین کل صبح تجھکو قتل کرونگا مین سارا شہر جہان چکا کوئی گھر باقی نہین رہا اب مین کہان جاؤن صرف باغ مین دخترشاہ ماہ عالم افروز کے نہین جا نیکا اتفاق ہوا شاگردون نے کہا اُستاد شاید ملکہ کے باغ مین وہ باغی ہو بادرفتار نے کہا ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالو وہ صاحب عصمت وعفت ہے اپنے باغ مین مردانہ چھوا نہین رکھتی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اُسکے نام پر مائل ہین اُسنے شادی نہین قبول کی اُسکو مسلمانون سے کیا کام شاگردون نے کہا ہم ملکہ عالم کو نہین کہہ سکتے ہین شاید کوئی کنیز یا دیزادی نوجوان ایسا کام کیا ہو دشمنون کو چھپا رکھا ہو اُستاد جایئے دیکھ کے چلے آیئے بادرفتار نے کہا ہماری قضا ہی آپہونچی حکم شاہنشاہ سے کیا چارہ تم سبھون کے کہنے سے جاتا ہون دیکھ آتا ہون یہ کہکر مہتر بادرفتار نقصان وخیزان حیران وپریشان طرف باغ ملکہ ماہ عالم افروز کے چلا یہان جس روز سے صاحبقران تشریف لائے ہین دروازہ باغ کا بند رہتا ہے خوف ہے کہ کوئی دراندازی نہ کرے قریب پہر رات کے گذر چکی ہے کہ مہتر قریب دیوار باغ ملکہ پہونچا دیکھا دروازہ بند ہے اندر سے گانے کی آواز آتی ہے سمجھا کہ ملکہ کو ہمیشہ سے ناچ گانے کا شوق ہے صحبت عیش آراستہ ہوگی پھر کچھ سوچکر پشت باغ پر آکر کمند ہاری جست کرکے برسر دیوار آیا دیکھا صحن باغ مین شامیانہ باسلک ہائے مروارید استادہ چوبین الماس نگار گلدستے چنے ہوئے مسند ناز پر ملکہ ماہ عالم افروز پہلو مین مرزا لہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان ایک سمت ہوشربا نوجوان اُسکے پہلو مین ملکہ پروین مثل ماہ درخشان دسمت جوان شیرصولت اُنکے پہلو مین خواصان خاص انیسان با اخلاص دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہے فلک کج رفتار رشک سے جل رہا ہے مہجور آہن کلاہ کا حال صاحبقران سامنے ملکہ کے بیان کر رہے ہین اور فرماتے ہین ای ملکہ عالم ہمکو کئی دن کا زمانہ گذرا نہین معلوم لشکر کا کیا حال ہر وقت یہی خیال ہے لقا ایسا دشمن موجود ہے ساحران غدار طرف سے افراسیاب ناہنجار کے چلے آتے ہین فسونگری کے کمال دکھاتے ہین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد متمکن ہونگے کل بوقت سحر بعنایت رب اکبر دو بار مین تمھارے باپ کے جاؤنگا اگر مسلمان ہوا تو فبہا ورنہ مکاری کی سزا دونگا کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لونگا ملکہ دامن تھامے رو رہی ہے کہ اے شہریار برائے خدا یہ ارادہ نہ کیجئے ابھی تک کسیکو خبر نہین ہے طرف اپنے لشکر کے نکل چلیے اگر آپکو منظور ہوگا کہ تسخیر قلعہ آہن حصار کرون اپنے سردارون کو ساتھ لیکر آیئے گا میرے باپکے پاس فوج بے انتہا ہے وہ خود بھی زور وطاقت وشجاعت مین یکتا ہے ان چند کس سے کیا ہوگا ایسا نہو دشمنون پر کوئی افتاد پڑے میرے لئے بڑی خرابی ہوگی اگر یہی قصد کامل ہے تو مجھے پہلے لیک ہاتھ لگایئے جھگڑا چکایئے صاحبقران فرماتے ہین ملکہ ان مقدمات مین دخل نہ دو کل صبح کو ہم ضرور جائینگے مہتر بادرفتار نے یہ سب معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا ارادہ ہوا غرہ کرون نیچہ کھینچکر جا پڑون پھر خیال آیا کہ یہ جوان قاتل قنطور آہن کلاہ ہے

بوستان خیال - جلد دوم	۴ر	جادۂ تسخیر ہمرنگ فسانۂ عجائب ..	۴ر
" جلد سوم	۱۰ر	سنگاسن بتیسی	۱۴ر
" جلد چہارم	۱۰ر	گل بکاولی -	۱۳ر
" جلد پنجم	۸ر	قصہ گل و صنوبر -	۱۲ر
" جلد ششم	۶ر	قصہ اگر گل -	۱۴ر
" جلد ہفتم	۶ر	ایک روسی زمیندار کا قصہ -	۱۰۶ر
" جلد ہشتم	۷ر	سیر مقبول -	۱۲ر
" جلد نہم	۱۰ر	لطائف ہندی - نہایت دلچسپ لطیفے -	۱۰۴ر
سوانحعمری عمرو عیار - نہایت دلچسپ قصہ ہے	۴ر	فسانۂ معقول -	۱۰ر

دلچسپ ناول

مسٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے		دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے		ناول ترجمہ سید وجاہت حسین	
فسانۂ آلہ دین و لیلی	۱۴ر	تسخیر	۱۰ر	خوبی قسمت	۱۱ر
فریب حسن	۱۴ر	خون ناحق	۶ر	بوالہوس	۱۲ر
فسانۂ سوزن عشق	۱۰ر	شاہد طرار	۸ر	جوش خون	۱۴ر
فسانۂ لارنس و روتھ	۱۴ر	طلسم خیالات	۱۱ر	چابک سوار معشوقہ	۱۲ر
فسانۂ حسرت وصل	۵ر	ثمرۂ نیکی	۱۰ر	بادشاہ سلامت	۱۵ر
مارگیرٹ	۶ر	قصہ حاجی بابا اصفہانی	۱۰ر	خلق مجسم	۱۴ر
روزالیمبرٹ	۱۰ر	کرشمۂ تقدیر	۱۰۷ر	حور عین کامل ہر دو حصہ	۱۳ر
ناول اسرار	۱۰ر	لال کپتان	۱۰۵ر	**متفرق ناولوں کے ترجمے**	
دیگر ولنسیڈا	۱۴ر	نیرنگ فرنگ	۱۴ر	تلگدم	۹ر
شام جوانی حصہ اول	۱۰ر	شہید جفا	۱۰ر	الو کی دم فاختہ	۵ر
دھوکا یا طلسمی ناقوس - حصہ دوم	۱۰ر	ستیا ستگامنہ عشق	۱۰۷ر	کلنگ کی کھونٹی	۵ر

الف لیلہ دنیازاد وبطرز ناول ۱۲ر
معشوقۂ فرنگ ۵ر
اسرار ہند ۵ر
منارۂ قیصری ۱۰ر
مجموعۂ افسانہ دلپذیر عہ ر

بنگالی ناولوں کے ترجمے

بنگالی دولہن ۱۰ر
پرتاب ۱۰ر
روہنی ۸ر
مار آستین ۸ر
مرنالنی ۸ر

اوریجنل ناول

حرمان خانم ۴ر
خوش نصیب ۶ر
خواتین ثلاثہ مستورات کے واسطے نہایت ہی فصیحت آموز ناول ہے عہ ر
جام زہر ۱۰ر
راز عشق ۹ر

طوطیہ کی بلا بندر کے سر ۲ر
طلسم شہر رعنا گلاب کنور ۱۲ر
عیارون کا عیار عہ ر
فریب رنگ ۴ر
مفید خاص وعام ۱۴ر
ناشاد ۱۰۷ر
نئی نویلی ۳ر
نئے بگڑے ۵ر
وقائع ناوری ۵ر
ہم خرما وہم ثواب ۵ر
شمس وقمر ۲ر
خواب کلکتہ حصۂ سوم وچہارم ۱۲ر
سبز باغ ۵ر
القمش عہ ر
سندر شاکنتلا کامل چہار حصہ عہ ر
بزم اکبری ہر دو حصہ ۴ر
مکاری کا پتلہ ۱۰ر
جفا وفا ۱۰ر
دلچسپ حصہ اول ۴ر
بلاس مکاری ۱۳ر

پھول دتی غرت سندر شاکنتلا ۴ر
دربار اودھ حصہ دوم ۹ر
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث ۱۰۲ر
کرشن کانتا ہر دو حصہ ۱۲ر
شوکت آرا بیگم حصۂ اول ودوم مجلد کاغذ گندہ ۵ر
" بلا جلد کاغذ معمولی ۳ر
" حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ ۵ر
" بلا جلد کاغذ رسمی ۳ر
ملا زا غلول ۸ر
خاتون اودھ ۱۰ر
منصور دنیزہ ۴ر
دیر پرتاب ۴ر
لال جبین ۱۰ر
فرمان قضا ۸ر
عائشہ بیگم ۱۰ر
سیف کمال ۴ر
حامد محمود ۸ر

المشتہر
مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنؤ